بیمن حمد حق پیرای کون و مکان و کارفرمای شاہان

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم سحر تاثیر ہوش ربا سے جادو
تقریر نو عروس کلام زیبا و نوطرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزاے

جلد دوم

طلسم ہوش ربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار پنجم

تصنیف ناظم و نثار زمان و داستان گوے شیرین بیان سخن سنج مصائب خوان
پسندیدۂ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی محمد حسین جاہ

بمطبع نامی منشی نول کشور لکھنؤ میں تحلیۂ طبع سے محلی ہوئی

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے فہرست مطول ہر ا[ک]
شائق کو چھاپے خانے سے بلا قیمت مل سکتی ہے جس کے معائنہ وملاحظہ سے شایقین اصلی حالات کتب
کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی نہایت مناسب رکھی گئی ہے یہان بعض کتب قصہ جات نثر اردو
درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدر دانوں ک[و]
آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو +

المشتہر منیجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو لکھنؤ

قصہ جات نثر اردو

الف لیلہ باتصویر۔ مترجمہ سخنور سحر بیان ابو ناظم مولانا مولوی محمد حامد علیخان حامد کاغذ سفید عہ ر

کاغذ حنائی عہ ر

طلسم ہوشربا (جلد اول) عہ ر

" (جلد دوم) ے ر

" (جلد سوم) ے ر

" (جلد چہارم) للعہ ر

" (جلد پنجم) کامل۔ ے ر

" (جلد ششم) للعہ ر

" (جلد ہفتم) للعہ ر

طلسم فصاحت۔ قصہ عجیب غریب از سید محمد حسین جاہ ۱۲ ر

فسانۂ عجائب متوسط قلم ۲ ر

" باریک قلم بلا تصویر ۴ ر

سروش سخن۔ بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔ ۶ ر

باغ و بہار۔ معروف بہ قصہ چہار درویش باتصویر ۴ ر

آرائش محفل۔ قصہ حاتم طائی باتصویر سید حیدر بخش۔ ۸ ر

ایضاً بغیر تصویر ۵ ر

داستان امیر حمزہ۔ باتصویر گنجفہ و پر رسمی عہ ر

مقتول جفا۔ ۲ ر

نوطرز مرصع ۲ ر

بستان حکمت۔ اردو ترجمہ انوار سہیلی [از] فقیر محمد خان گویا۔ عہ ر

جام سرشار باتصویر۔ مصنفہ پنڈت رتن نا[تھ] سرشار لکھنوی۔ عہ ر

فسانہ آزاد کامل۔ مصنفہ پنڈت رتن ناتھ کشمیری چہار جلد۔ للعہ ر

فسانۂ جمیل۔ ترجمہ منشی حامد حسین قصہ قابل دید۔ ۵ ر

ترجمہ

جلد دوم طلسم ہوشربا

منجملہ ہفت دفتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

جسکو

عندلیب خوش الحان گلزار سخندانی طوطی شکرفشان شکرستان جادو بیانی

سید محمد حسین صاحب جاہ

نے

[illegible] خوبی اور لطف بیانی سے عبارت [illegible] ج مین ہمرنگ فسانۂ عجائب

منجانب مطبع اودھ [illegible] ر ترجمہ کیا اور

بحسن و زیبائی مطبع نامی منشی [illegible] کشور لکھنؤ مین طبع ہوا

۵لہ ء

آغاز جلد دوم طلسم ہوش ربا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کرون حمد خلاق نہ آسمان — خداے طلسمات کون و مکان
وہ اک کلمۂ کن مین باندھا طلسم — ہر اک شکل کو دیدیا اُسنے جسم
نہین کوئی دنیا مین اسکا نظیر — محیطٌ علےٰ کل شئے قدیر
زیر اسکے ہین سرورِ انبیا — جناب رسول احمد مجتبا
انھون نے کیا کفر کا سحر دور — ہوا ظاہر اسلام کا اُنسے نور
درود اُن پہ اور اُن کی اولاد پر — اور اصحاب اُنکے جو تھے خوش سیر

بعد حمد و نعت یہ بے بضاعت و ہیچمدان یعنی حیاہ بے سروسامان بخدمت ناظرین فسانہ عرض رسا ہے کہ جلد اول مین یہانتک بیان کیا گیا ہے کہ عشاق چچا شکیل کا پاس مہرخ کے آیا اُسکو صرصر شمشیر زن عیارہ پکڑ لیگئی لیکن عیارون نے اُسکو جاکر رہا کیا جب وہ لشکر مین آیا تو عمرو کو اُسنے انگوٹھی اور ایک گڑا دیا اور سعودہ انگوٹھی اور گڑا لیکر ہمراہ محمود سرخ چشم سمت طلسم نور افشان بہر ملاقات کوکب روشن ضمیر روانہ ہوا بالجملہ اسی مقام سے یہ جلد پھر آغاز کی جاتی ہے ہر شخص کی نظر اس تسلسل پر رہے کہ عشاق لشکر مہرخ مین ہے اور لشکر اسی طرح حیرت کے مقابلے مین اترا ہوا ہے اور لقا کے مقابلہ مین قلعۂ کوہ عقیق پہ امیر حمزہ ٹھہرے ہوے ہین اور شہزادہ بدیع الزمان کے رہا کرنے کو اسد جو طلسم مین آئے تھے وہ بھی مع اپنے سردارون کے اور ملکہ حسین الماس پوش کے گنبد نور پر قید ہین اور شہزادہ قاسم [illegible] شہزادہ ایرج کو بچہ الطف کر سمت طلسم آئینہ لے گیا ہے ان سب داستانون کا [illegible] کیا انشاء اللہ تعالیٰ وما توفیقی الا باللہ حسبنا

داستان روانہ ہونا شہنشاہِ عیاران عالم عمرو بن اُمیہ ضُمری کا سمت کوکب روشن ضمیر اور روکنا افراسیاب کا راہ مین ساحرون کو بھیجکر اور مارے جانا اُن ساحرون کا ہاتھ سے عمرو کے اور بھیجنا افراسیاب کا ساحرون کو بہر امداد لقا اور جنگ کرنا اُن کا امیر حمزہ سے اور لڑنا حیرت کا ساحرون کی مدد پر ملکہ مہرخ سحر چشم سے اور عیاریان ہونا عیار بچیون اور سب عیارون سے۔ ملؤلفہ

کدھر بھولا بیٹھا ہے تو ساقیا دوبارہ مجھے ساغر مے پلا
شکایت نہ کر میری دوری کی تو نہین بس مرا چرخ کی ہے یہ خو
ہمیشہ سے گردون کا یہ طور ہے جفا پیشہ و صاحب جور ہے
یہ کرتا ہے بلبل کو گل سے جدا یہ رندون کو کرتا ہے مُل سے جدا
قسم شیشۂ دل کی ہے ساقیا مئے یاد سے تیری جو ہے بھرا
کہ فرقت سے تیری ہوا دل کباب زیادہ نہین تیری دوری کی تاب
تری چشم فتان کا قربان ہون ترے میکدے کا مین مہمان ہون
ہوا پھر ہون خدمت مین حاضر شتاب نکرمے کے دینے سے تو اجتناب
بہار چمن کا نیا رنگ ہے ترانے مین بلبل کے آہنگ ہے
کھڑے جھومتے ہین نہال چمن ہر اک پھول کی ہے انوکھی پھبن
نہ اسوقت مین ساقیا مجکو بھول کٹورے مین گل کے پلا بھر کے پھول
کہ دل میرا آئینہ سان صاف ہو کدورت کو تو آب آتش سے دھو
وہ دے مجکو اے میرے ساقی شراب صفا مین ہو جو صورتِ آفتاب
رہون نشہ مین آج مستِ غرور لب جام سے لب نہون میرے دور
وہ محفل مین پیمانہ گردش دکھائے کہ گردش مہ و مہر کی بھول جائے
پیون ساتھ کوکب کے جاکر شراب کہ جلکر کباب ہوئے افراسیاب
مرے ساقیا آج یادش بخیر وہ مے دے کہ دکھلا دون عالم کی سیر
ہے مخمور سی ساتھ میرے پری نہین لطف سے بزم خالی مری

Checked 199

لنڈھاوے مرے ساقیا خم کے خم　کہ اپنی خودی سے مین ہوجاؤن گم
مگر ہوش ایسے ہون باقی مرے　پئے فکر دشمن اُٹھون جھوم کے
رہے جوش پر میری طبع روان　طلسمی لکھون جنگ کی داستان
ورق پر گل تر کے انشا کرون　ہر اک بلبل دل کو شیدا کرون
نگارندۂ نقش این داستان　چنین مے نگارد زکلک بیان

سیاحان اقلیم سخنوری و رہروان منازل انشاگری مسافران بادیۂ طلسمات و سیاران جادۂ پُر آفات اس وادی ناپیدا کنار مین بخیط ہو کر اس طرح قدمزن ہین مورد صد آفات و محن ہین کہ جب آفتاب عالمتاب آسمان عیاری یعنی عمرو بن امیہ ضمری مع مخمور کے روانہ ہوا مفارقت ان دونون کی مہرخ و بہار وغیرہ سرداران لشکر کو بہت شاق ہوئی خاطر مضطر اور جان مبتلائے فراق ہوئی قلزم چشم سے دریائے اشک بہا دیا سحاب جوش گریہ سے جل تھل بھر ابیقراری سے طوفان اٹھایا حالت اضطراب مین ہر ایک یہ زبان پر لایا نظم

سماتی ہے نہ تن مین اور نہ تن کو چھوڑ سکتی ہے　مری جان آکے آنکھون مین کسی کی راہ تکتی ہے
تسلسل اشک جوشان کا ہے گویا بارش باران　فغان دل ہے رعد اور آہ کی بجلی چمکتی ہے

آخر کار اس حال زار کو دیکھ کر ہر ایک مشیر خوش تدبیر نے سمجھایا کہ بیہودہ مسافرون کے پیچھے رونا بُرا ہے چاہیے کہ سنگ جبر برائے چندروز دل پر رکھکر صبر کرو اور دست دعا بدرگاہ جامع المتفرقین اُٹھاؤ کہ وہ انکو بامراد پھر تم سے ملائے رنج دوری مٹائے اس سمجھانے سے ہر ایک نے انجام کار صبر کیا اور انتظام لشکر مین مصروف ہوا ادھر حیرت جادو نے حال رہائی عشاق اور روانہ ہونا عمرو کا سمت کوکب دریافت کر کے شاہ طلسم کو نامہ لکھا ہنوز نامہ بھیجنے نہ پائی تھی کہ ایک طائر سحر فرستادۂ شاہ جادوان اسکے زانو پر آ بیٹھا اسکے گلے مین نامہ بندھا تھا اُسنے واکر کے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ ابھی جنگ آغاز نہ کرنا جب مین آؤن اسوقت لڑنا اس مضمون کو پڑھکر اپنا نامہ بھی اُسی طائر سحر کی گردن مین باندھدیا وہ طائر اُڑکر افراسیاب پاس آیا اُسنے نامہ حیرت سے معلوم کیا کہ عشاق گرفتار ہو کر چھوٹ گیا اور عمرو سمت کوکب گیا بس یہ دریافت کرتے ہی دربار مین جو ساحر کہ حاضر تھے انسے ارشاد کیا کہ تم مین سے کوئی ایسا ہے جو عمرو کو اثنائے راہ مین جا کر کے گرفتار کرے اور منزل مقصود تک پہونچنے نہ دے ایک ساحر نشواط جادو نام حسب ارشاد شہنشاہ عالی مقام عرض رسا ہوا کہ یہ غلام جاتا ہے اور اس فسادی کو قید کر کے لاتا ہے بادشاہ طلسم نے فرمایا کہ تم ٹھہرو مین حیرت پاس تم کو بھیجونگا اور لشکر مہرخ سے مقابلہ کراؤنگا یہ کہکر کچھ اسمائے سحر پڑھکر دستک دی فوراً ابر دی ہوا گھٹا چھا گئی آندھی نہ در و شور سے آئی اور لکۂ ابر پہ ایک ساحر کرہ منظر سوار ہو کر ظاہر ہوا اور اتر کے روبروے شاہ طلسم آیا با دب تمام مراسم آداب و سلام بجا لایا بادشاہ ساحر نے اس سے فرمایا کہ اے صبای جادو تم جاؤ اور عمرو و مخمور کو کب پاس جاتے ہین ابھی میری حدمین ہین

انکو گرفتار کرکے میرے پاس لاؤ یہ حکم سنکر صبا ہی جادو تسلیم کرکے اپنے ابر پر بیٹھکر روانہ ہوا اسکے جانے کے بعد افراسیاب کھڑا ہو گیا اور نشواط کا ہاتھ تھام کر ایسا سحر پڑھا کہ وہ بیہوش ہو گیا اسوقت اسکو لیکر آپ بھی غائب ہو گیا بعد لمحہ بھر کے نشواط کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک صحرا کھجور کے درختون کا ہے اور ایک تالاب آب صاف سے بھرا ہی اسکے کنارے مع بادشاہ طلسم کے مین کھڑا ہون یہ دیکھکر اُس نے عرض کیا کہ لے بادشاہ آپ مجکو کہان لائے شاہ طلسم نے فرمایا کہ اس تالاب مین میرے ہمراہ کو دپڑو یہ کہکر ہاتھ پکڑکر کود پڑے اور بناؤ پر غلطان و پیچان دونون چلے گئے پھر تہ پہ پاؤن لگا اور آنکھ کھولکر دیکھا تو ایک صحرائے سبزہ زار اور دشت پر بہار مین اپنے تئین پایا ہوا وہان کی رشک دم عیسی تھی جو گھاس اور پتی تھی اکسیر کی جڑی بوٹی تھی درخت ہر ایک زر گل سے نہال تھا ثمر و غنچہ سے ہر شجر مالا مال تھا عشق پیچان اور کوڑیالے اور بیلدار پھولونکے درخت کی بلین پہاڑونکے سر سے لٹکتی تھین مشاطۂ بہار نے سہرا باندھا تھا گویا اسکی لڑیان چھٹکتی تھین ابر بہاری ہر طرف چھایا تھا خدا کی رحمت بیحساب کا اس دشت بہار آگین پر سایا تھا کہ بقول مولف

طلون کی تھی صحرا مین ایسی چمک — کہ ہون جیسے تارے بردے فلک
شگوفے تھے کھولے ہوے عطر دان — صبا عطر افشان تھی ہر سو روان
لدے گھنگرو ون کی طرح تھے شجر — جھکے بار اثمار سے سر بسر
اگر جعد سنبل تھا یون تاب دار — کہ پر پیچ ہو جس طرح زلف یار
شگوفے نہ تھے بر سر شاخسار — شہ گل کا افسر تھا گوہر نگار
جو لہراتی تھی نہر مین پڑکے دھوپ — تھا آبی دوپٹے مین لچکے کا روپ

بیچ مین اس بیشہ فرحت بخش کے ایک خیمہ بعد عظمت و شان رشک بارگاہ آسمان استادہ تھا جسپر چار شو کلس یاقوت احمر کا چڑھا تھا ہر نگیرہ اسکا سلک مروارید تھا عمدگی مین دیدہ تھا نہ شنیدہ تھا ریسمانین کلابتون کی تھین طنابین اون کی تھین ہر کلس پہ سورج مکھی لگی تھی سورج کی آنکھ کا تماشہ دیکھنے کو آسپر جھکی تھی جگمگاہٹ اسکی چشم مہر و ماہ کو خیرہ کرتی تھی قنادیل ہر ایک فروغ کواکب فلک کو تیرہ کرتی تھی اندر خیمہ کے فرش شاہانہ بچھا تھا مسندین پر تکلف لگی تھین شیشہ آلات سجا تھا کہ لمولفہ

عجب اس کی خوبی عجب اس کی شان — وہ خیمہ جواہر کی گویا تھی کان
زمین اس جگہ کی تھی بلور کی — بچھی مسندین ایسی تھین نور کی
ہراک سائبان رشک چرخ برین — قنادیل انجم سے بڑھکر کہین

چار سو عورت نازنین مہ جبین اسمین جلوہ گر تھین حسن مین بہتر از خورشید انور تھین صورت انکی اگر زہرہ دیکھتی ہاروت وار چاہ تعشق مین مقید ہوتی بلکہ چینی بھر پانی مین ڈوب مرتی لمولفہ۔

بشوخ چنچل بلاے بے درمان — جان عشاق کی تھی آفت جان

ان کا مارا نہ مانگتا پانی — حسن مین تھین وہ یوسف ثانی

بادشاہ طلسم کے آنے سے ہر ایک بناز و انداز بہر استقبال آئی گردن پے تسلیم سب نے جھکائی شاہ ساحران نے ارشاد کیا کہ طاؤس طلسم حاضر لاؤ حیلہ و عذر نہ کرو پریون نے عرض کیا کہ طاؤس کا دینا ہر چند گوارا انہین لیکن حضور کے حکم سے چارہ نہین یہ کہکر وہ سب غائب ہوئین اور ایک طاؤس بہت بڑا ہمسر طائر نسر آسمان روبرو ے شاہ جادوان لائین شہنشاہ نے نشواط کا ہاتھ پکڑ کے طاؤس پر سوار کیا اور فرمایا کہ یہ تجکو دم بھر مین تیری دار السلطنت مین لیجائے گا اور وہان سے جب کارسازی لشکر کر کے اسپر سوار ہوگا تو یہ فوج مین حیرت کی پہونچائیگا اسی پر سوار ہو کر دشمنون سے مقابلہ کرنا تجکو ہر آفت سے جمشید بچائیگا کسی کا سحر تجبیر کارگر نہ ہوگا کوئی حیلہ پیش نہ جائیگا نشواط نے یہ سنکر تسلیم کی اور اپنی راہ لی طاؤس لیکر اسکو اڑا دم بھر مین شہر نشاط جو اُسکا تختگاہ ہے نظر آیا طاؤس وہان پہونچکر ٹھہرا یہ اُتر کر داخل قلعہ ہوا افسران لشکر ساحران نامور کو بلا کر حکم بادشاہ طلسم سنایا اسی دم نفیر سحر بجی لشکر مین قرنا پھنکی چالیس ہزار ساحر تیار ہوے سوار یون پر چڑھ کر ساحر کے ہمراہ چلے یہ بھی طاؤس پر چڑھ کر سب کے آگے ہو لیا باجے جنگی بجنے لگے ساحر دم جمشید و سامری کا دم بھرنے لگے رال اڑاتے گوگل جلاتے چلے نظم

مہابت ٹپکتی چہرون سے ان کے عیان — ہر اک سامری وقت تھا بیگمان
کوئی اژدہے کو اُڑا کر چلا — کوئی فیل آتش پہ بیٹھا ہوا
کسی کو یہ دعواے جادوگری — مرے آگے کیا مال تھا سامری

یہ لشکر بایں کر و فر اس طرف سے روانہ ہوا ہے لیکن حال لشکر چرخ اول سُننا چاہیے کہ بعد روانگی خواجہ عمرو جب رنج سے سب نے فرصت پائی عیار ہر عیاری لشکر حیرت مین گئے اور ہر سمت صورت بدلکر پھرنے لگے اتفاقاً شہاب جادو نام ایک ساحر سرداران فوج حیرت مین سے اپنے مقام سے اُٹھکر بارگاہ ملکہ کی طرف جاتا تھا برق فرنگی نے اثناے راہ مین جاکر سلام کیا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ حضور کہان جاتے ہین اسنے جواب دیا کہ دربار مین برق نے کہا مین ابھی دربار سے آتا ہون ملکہ نے خفا ہو کر آپکی نسبت ایسا حکم دیا ہے کہ مین عرض نہین کرسکتا اتنا جانتا ہون کہ آپ وہان گئے اور دشمنون کیلیے بیعزتی کا سامنا ہوا شہاب اس خبر وحشت اثر کو سنکر گھبرایا اور باصرار مستفسر ہوا کہ ہمارے سر کی قسم سچ بتاؤ کیا ماجرا ہے اسنے کہا یہ راز بادشاہون کے نہان ہین اگر سب کے سامنے بیان کرون معرض عتاب شاہی ہون مین بھی نکالا جاؤن آپکو اگر دریافت حال کرنا ہے الگ تنہائی مین تشریف لیچلیے وہان سب کیفیت سنیے شہاب یہ سنکر گھبرایا ہوا تھا فوراً برق کا ہاتھ پکڑ کر ایک گوشے مین لایا اور خادم خدمتگار وغیرہ سب کو وہان آنے سے منع کردیا تھین دیکر حال پوچھنے لگا برق نے باتین کرتے کرتے ایک بیضہ بیہوشی اسکے منھ پر مارا کہ اسکو چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا از بسکہ وہ مقام تنہائی کا تھا اور جو کوئی ادھر آتا تھا ملازمان شہاب

منع کرتے تھے کہ ادھر نہ جاؤ ہمارے میاں کی ممانعت ہے برق کو خوب موقع ملا دین ٹھہر کر صورت اپنی مثل
شہاب بنائی رنگ و روغن عیاری لگاکر اور اسکا پیراہن لیکر پہنا پھر کسی نشیب مین اسکو بیہوش
کرکے پٹی دماغ پر بیہوشی کی باندھ کر ڈالدیا اور آپ وہان سے کہتا ہوا نکلا کہ یہ جو مجھکو الگ لیگیا تھا یہ
حرامزادہ عیار تھا جب مین نے اُسکو گرفتار کرنا چاہا وہ بھاگ گیا یہ کہتا ہوا اپنے ملازمون کے ہمراہ بارگاہ
حیرت مین آیا ملکہ کو آداب بجالایا اور دنگل پر متمکن ہوا مگر فکر کرنے لگا کہ کسی طرح قابو پاکر اہل دربار کو بیہوش
کرون اسی فکر مین تھا کہ یکایک طائران سحر سامنے ملکہ کے آئے اور انسان کی صورت غلطک مارکر بنے دعاد
ثنا رشاہی بجالا کر عرض پیرا ہوئے کہ نشواط جادو نام فرستادۂ شہنشاہ عالیمقام برای تنبیہ بدسگالان دولت
داخل لشکر ہوا چاہتے ہین یہ کہکر طائر بنکر پھر پرواز کرگئے مگر حیرت نے یہ خبر سنکر سردارون کو حکم دیا کہ جاؤ
اور استقبال کرکے اسکو میرے پاس لاؤ لشکر کو مقام پاکیزہ اور جاے راحت بخش مین اُترواؤ سب سردار
حسب ارشاد ملکہ اٹھکر روانہ ہوئے شہاب نقلی یعنی برق بھی اُنکے ساتھ پیشوائی کرنے چلا یہانتک کہ
نشواط سے جاکر ملاقی ہوا وہ بھی طاؤس سے اُترکر ہر ایک سے بغلگیر ہوا مزاج سب کا پوچھا باتین کرتا ہوا
بارگاہ مین آیا ملکہ کو تسلیم کی نذر دی اور خلعت فاخرہ عنایت ہوا مقام بہ تر پر بیٹھنے کو اشارہ ہوا جب یہ
بیٹھا برق اُسکے پاس جا بیٹھا اور باتین ہنس ہنس کے خوش مزاجی کی کرنے لگا اپنے ہاتھ سے جام شراب
سادہ پلاتا تھا اور چپکے چپکے کہتا تھا کہ لشکر مرخ مین بہت عورتین نازک بدن ایسی ہین کہ مجکو گلوریان
بھیجتی ہین اور مجھپر مائل و مبتلا ہین وہ ایک سے بھی ملاقات کرادونگا اور وہ سب اپنے اپنے ملک ومال سے
آپکو نفع پہونچاوینگی کوئی کوڑی آپکی خرچ نہ ہوگی یہ سنکر نشواط بہت خوش ہوا کہ عورتین حسین اور مالدار
ملتی ہین اب خوب آرام سے گذرے گی حاصل مرام ایسی فریب آمیز باتین سنکر نشواط اُسکا مطیع ہوگیا
اور برق کی محبت کا دم بھرنے لگا اپنا یار غمگسار بنایا اس عرصے مین بارگاہ اسکے لیے حسب الحکم ملکہ آراستہ
ہوا ملکہ نے کہا اے نشواط ہمنے دربار معاف کیا تم تھکے ماندے آئے ہو ہم نے دربار تمھارا معاف کیا جاؤ
تو ہم کرو نشواط نے اُٹھکر سلام کیا اور شہاب نقلی سے کہا آؤ ہماری بارگاہ مین چلکر ذرا تم بھی بیٹھو
انڑا جی بہلے گا ملکہ نے اسکی خاطر سے شہاب کو بھی اجازت دی یہ بھی اسکے ساتھ ہاتھ مین ہاتھ ڈالے باتین
سنتا ہوا روانہ ہوا اور جب اندر بارگاہ کے آئے شہاب نے کہا ملازمون کو ہٹا دیجیے تو کسی معشوق کو آپکے
کو طلب کرون اُسنے سب نوکرون کو باہر نکالدیا جب تخلیہ ہوا شہاب نے کہا ایک بات مین آپکے
کان مین کہونگا کیونکہ دیوار ہم گوش دارد ایسا نہ ہو کوئی سن لے یہ کہکر پاس آیا نشواط نے کان بات سننے
کو لگایا اسنے ایک طمانچہ مارا کہ حرامزادے ہم ہین برق فرنگی از بسکہ ہاتھ آغشتہ بروغن بیہوشی تھا نشواط
طمانچہ کھاتے ہی بیہوش ہوگیا برق خنجر کھینچکر اسکی چھاتی پہ چڑھا اور چاہتا تھا کہ اُسکا سر کاٹے چونکہ
وہ بس طلسم پر چڑھکر آیا ہے ساحران زبردست مین سے ہے جیسے ہی برق نے سر کاٹنا چاہا ویسے ہی دو

پنجے زمین سے نکلے ایک پنجے نے برق کے دونون ہاتھ پکڑ لیے اور دوسرے پنجے نے نشواط کو معہ برق کے اُٹھایا یعنی جسطرح یہ چھاتی پر سوار تھا اسی طرح رہنے دیا اور لیکر چلا جب باہر بارگاہ کے نکلے سب لشکریون نے دیکھا نشواط چت پڑا ہی اور شہاب اوسکی چھاتی پر چڑھا ہی پنجے لپٹے ہوے لیے جاتے ہین یہ ماجرا دیکھکر لشکر مین ایک غلغلہ بپا ہوا اور سب شور کرتے ہوئے لینا لینا کہتے پنجے کے ساتھ ہوئے حیرت غل سنکر چاہتی تھی کہ باہر بارگاہ کے آئے لیکن پنجے اس ہیئت سے سامنے ان دونونکو لائے اور پہونچا کر غائب ہوگئے حیرت کو بھی اس کیفیت کے دیکھنے سے حیرت ہوئی اور کہا کہ اے شہاب یہ تجکو کیا ہوا ہی جو اسکی چھاتی پر چڑھا ہی اسنے تیرا کیا کیا ہی برق نے کہا مجھے نہین معلوم کہ کسنے مجکو اسکی چھاتی پر بٹھا دیا اور خنجر میرے ہاتھ مین دیدیا حیرت نے کہا کچھ سحر پڑھنے مین تم دونون کے فرق پڑ گیا کوئی سحر شاید اُلٹ گیا اچھا سینے پر سے اسکے اترو برق چھاتی پر سے اتر کر الگ کھڑا ہوگیا حیرت نے پانی چھڑک کر نشواط کو ہوشیار کیا برق چاہتا تھا کہ عذر معذرت کرکے اسکا یار بنے لیکن صرصر شمشیر زن عیارہ بھی لشکر کا غل سنکر جنگل مین تھی دوڑ کر لشکر مین آئی اور سارا ماجرا دریافت کرکے بارگاہ مین گئی حیرت کو سلام کرکے برق کو بغور دیکھکر پہچانا اور گویا ہوئی کہ ارے موڈی کاٹے تونے بڑا غضب کیا تھا کہ ملازم شہنشاہ کو مار ہی ڈالا ہوتا اس کلام سے صرصر کے حیرت بھی سمجھی کہ یہ عیار ہی پکاری کہ لینا اسکو ناقوس جادو نام ایک ساحر برق کے قریب تھا اسنے چاہا کہ مین لپٹ جاؤن برق خنجر بکف تو کھڑا ہی تھا اس زور سے خنجر مارا کہ سر ناقوس کا کٹ گیا اور شور اسکے مرنیکا بلند ہوا اندھیرا ہوگیا صرصر پیچھے پکڑ کر دوڑی اور ساحر بھی لینا لینا کہتے دوڑے لیکن برق پر اس گھبراہٹ مین کسی نے سحر نہین کیا یہ جست کرکے اسی تاریکی مین بارگاہ سے نکلکر دور بھاگا ہر چند ساحر پیچھے دوڑے مگر فرط خوف سے آگے نہ بڑھے کہ مبادا ہم بھی عیار کے ہاتھ سے مارے جائین برق راہ کترا کر لشکر سے نکلگیا اور اپنے لشکر مین آیا ادھر جب وہ تاریکی دور ہوئی حیرت نے شہاب اصلی کی تلاش کی اسکے نوکرون سے پوچھا کہ بتلاؤ یہ کیا ماجرا ہی وہ سب ششدر سا ہوئے کہ ہمارے سامنے ایک ساحر کے ہمراہ ایک گوشے مین بارگاہ کے وہ ساحر نہ آیا خود آپکے اور فرمایا وہ عیار تھا بھاگ گیا ہم سمجھے کہ یہی سچ ہوگا الحاصل اسکے سوا اور ہم کچھ نہین جانتے حیرت نے اسی گوشے مین تلاش کرایا جہان ان لوگون نے بتایا تھا واقعی شہاب کو ایک گڑھے مین بیہوش پڑا ہوا اور برہنہ پایا سامنے حیرت کے اُٹھا لائے اُسنے کپڑے پہنواے اور پانی چھڑک کر ہوشیار کیا یہ ہوشیار ہوا سرتی جگہ پر بیٹھا اور سارا ماجرا سے گذشتہ سنکر شکر سامری بجا لایا کہ میری جان بچگئی مگر نشواط کے یہ عیاری دیکھکر سرتا گو اُڑ گئے حیرت سے کہا اب مین کسیکو اپنے پاس نہ آنے دونگا اور بارگاہ مین آکے نہ بیٹھونگا آپ میرے نا پیپی بجنے کا حکم دیجیے تاکہ ان لشکر امونکا خاتمہ کرکے مین یہانسے چلا جاؤن واقعی یہ آپ ہی کا کام ہی جو ایسے مقام کارستانی مین شب و روز بسر کرتی ہین مجھے تو اب ہر سمت عیار ہی عیار نظر آتے ہین یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا اُٹھکر اور ہودگو سحر کر دیا کہ کوئی آنے نہ پائے اپنے نوکرونکو بھی ہٹا دیا یہ تو اس استحکام سے بیٹھا لیکن حیرت وہ دن جتنا باقی تھا اطہا رہی جسوقت کہ شل بخت تیرہ نشواط عالم مین تاریکی پھیلی اور خورشید جہانتاب سنہرے سے اتر کر بارگاہ مغرب مین

جا کر روپوش ہوا کہ ۔ للمؤلفہ

گیا جب شہنشاہ مشرق دیا ۔ جہان میں ہوئی تیرگی آشکار ۔
سپہدار انجم بجاہ و حشم ۔ بکیوان و برجیس برین علم
ہوا زیب اورنگ چرخ برین ۔ جمی بزم کوکب بصد زیب و زین

حیرت نے بنواخت طبل رزمی حکم دیا افسران فوج نے نقارہ جنگی بجایا شور و فساد اٹھا سنکا بہادروں کو جھگڑا یاد دلایا فتنہ خوابیدہ کو جگایا عیار و جواسیس لشکر مہرخ دوان دوان خدمت ملکہ مہرخ عالی شان میں حاضر ہوئے اور سر جھکا کر ادائے مجرا کیا پھر دعا و ثنا شاہی اسطرح بصد ادب بجا لائے ۔ للمؤلف ۔

فلک مرتبت شاہ فرخندہ پے ۔ زمین تیرے محکوم ہر اک رہے
فلک حکم بردار تیرا رہے ۔ عدو تیرا رنج و الم میں پھنسے

شواط کے آنے سے حیرت نے طبل جنگ بجوایا ہے کل کے روز معرکہ ٹھہرایا ہے یہ کہکر دوبارہ خبر لینے کو روانہ ہوئے مہرخ نے یہ خبر سنتے ہی بنفیر سحر بجائی طبل رزم پر بہادروں نے چوب لگائی دونوں طرف سے شور رستخیز بلند ہوا زمانہ رستخیز قیامت نزدیک آیا ساحر آگاہ ہو کر سحر جگانے لگے بہادر ہتھیار درست کرکے سنجلا پن دکھانے لگے دربار دربار سب دستور سرشام سے برخاست ہوا سردار خیموں میں آکر آلات حرب تیار کرنے لگے ۔ مؤلف

جہان میں قیامت ہوئی آشکار ۔ کہ لی امن نے وان سے راہ فرار
رہا رات بھر یونہی سامان جنگ ۔ سحر گرد اڑا جب کہ ظلمت کا رنگ
ہوا مہر گردون پہ پھر جلوہ گر ۔ سوئے رزمگہ پھر چلے کینہ ور
بہادر ہوئے عازم رزمگاہ ۔ ہوئی کینہ جو پھر وہ جنگی سپاہ

جس وقت رایت فلک رفعت آفتاب بصد آب و تاب میدان چرخ میں بلند ہوا عازم جنگگاہ ہر ایک ارجمند ہوا لشکر دونوں طرف سے وادی مصاف میں آئے بادشاہ دونوں لشکر کے بصد شان و شوکت سوار ہو کر چلے نوبت و نقارے بجنے لگے سحر کے ابر پر ساحر سوار ہوئے ایک جانب کو طاؤس اور اژدر اور فیلہائے آتشین اڑتے ہوئے نظر آئے میدان قتال بہادروں سے بھر گیا ہر ایک جانتا تھا کہ آج نام رہگیا اور سر گیا علمداروں نے پھریرے علموں کے کھولے ساحروں کے پرے جم گئے بیلداروں نے زمین ہموار کردی سقوں نے آبشار کرکے خاک بٹھائی صف آراؤں نے صفوف لشکر ترتیب دیں فوجیں مرنے پر تل گئیں نقیب مذمت دنیائے فانی سنا کر بہادروں کو پکارے کہ اے نامورو ذرا تصور کرو کہ ایک دن مرنا ضرور ہے انجام کو ہر ایک کا ٹھکانا گور ہی جا ہے کہ لڑکر مرجاؤ اور اپنا نام کرجاؤ ۔ للمؤلف

نہیں آج دارا کا نام و نشان ۔ سکندر کی باقی نہیں عز و شان
نہ رستم نہ بہمن نہ کاؤس ہے ۔ فرامرز جنگی ہے نہ طوس ہے

نہ گودرز کا کچھ ہو باقی پتا ۔ جو النوذ در الغوز کیا ہے یہ پتا
اگر چاہیے کچھ تمہیں نام و ننگ ۔ تو یہ گو ہے اور ہے یہ میدان جنگ
بغیر از مرے یا سنے ہٹنا نہیں ۔ جہاں دو قدم کو پلٹنا نہیں

بعد ترتیب صفوف لشکر نشواط بھی چالیس ہزار ساحرون سے میدان بین آکر ٹھہرا تھا سامنے حیرت کے آکر اجازت خواہ ہوا اُسنے کہا جاؤ تم کو سامری کی حفاظت مین دیا یہ طاؤس طلسم پر سوار تھا اسکو اُڑا کے بیچ میدان مین پہونچا اور سحر کی نیرنگیان دکھانے لگا آگ پتھر سانپ بچھو ابر سحر آکے برسانے لگا جب اپنی شان و شوکت دکھا چکا نعرہ زن ہوا کہ کون آتا ہی میرے سامنے دیکھیے کس کی شامت آئے اور جان پر آبنے یہ نہیب سنکر عشاق بچہ شکیل نے قصد رزمگاہ کیا مگر اسکا ایک سردار ہے اژدر حشم جادو اُس نے سمجھا دیا اور خود بمقابلہ نکلا مہرخ سے اجازت لیکر سامنے عدو کے گیا اور طالب ضرب ہوا نشواط نے ایک ناریل سحر پڑھکر اسپر لگایا اسنے انگشت سے اشارہ کیا کہ ناریل شق ہوکر زمین مین سما گیا اور آپ بھی ایک نارنج مارا نشواط نے بھی سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اور اُسنے نارنج پکڑ لیا اسوقت یہ بہادر تلوار سحر کی کھینچکر جا پڑا نشواط نے اسکے وار کو روک کر تلوار سحر کی ماری وہ بجلی بنکر سر پر گری اور اژدر حشم کے خرمن جان کو جلاتی ہوئی زمین مین سما گئی شور اسکے مرنے سے بلند ہوا سب غل مچانے لگے لیکن نشواط نے پھر نعرہ مارا کہ اور کوئی میرے سامنے آئے دوسرا سردار عشاق کی فوج کا اُسکے مقابل آیا اسنے اسکو بھی قتل کیا اسی طرح دس ساحر نامی و نامور اسکے ہاتھ سے سیّاح گلشن جنان ہوے اسوقت خود عشاق میدان کی طرف چلا لیکن ہنوز نشواط تک نہ پہونچا تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی اور ایک ساحر سیہ فام بھولا گلے مین ڈالے بت گہنے اور ہاتھون مین باندھے کھنور چیندن کے تمام جسم مین لگائے صحرا کی طرف سے پیدا ہوا اور لشکر مین پہونچکر نعرہ مارا کہ منم پہلوان قدرت سامری ایسا نعرہ ہیبت ناک تھا کہ دل ساحرون کے تھرا گئے اور وہ ساحر نشواط آیا اسوقت عشاق نے ایک ناریل چرخ دیگر نشواط پر لگایا نشواط اس ناریل کی جانب متوجہ ہوا کہ قریب آئے تو رد کرون اتنی نگاہ چوکنے سے اس ساحر نے جو جنگل سے آیا تھا چمک کر نعرہ مارا کہ سر نشواط کا شق ہوگیا اور طاؤس سے گر کر واصل جہنم ہوا مگر ایک غبار سا اُٹھکر رہگیا شور اسکے مرنے سے بلند ہوا اسوقت حیرت کو بڑا رنج ہوا اور اُسنے افسران فوج کو للکارا کہ لینا اسکو چالیس ہزار ساحر ملازمان نشواط ایک جانب سے اور ایک طرف سے لشکر حیرت آپڑا ادھر سے لشکر ملکہ مہرخ بحمایت ہمتر قران کہ یہی ساحر پہلوان قدرت سامری بنکر آئے تھے آگے بڑھا جنگ مغلوبہ آغاز ہوئی دو دریاے لشکر موج مار کر باہم مل گئے شمشیر کی دھار روان ہوئی تیرون کی بوچھار ہونے لگی گھٹا کی طرح فوج گھر آئی خون کے دونگڑے برسنے لگے آب آہن کی طغیانی ہوئی زورق حیات طوفانی ہوئی بیہ غل مچانے لگے نارنج و ترنج چلنے لگے شعلہاے آتش نکلنے لگے دم بھر مین لاش پر لاش گر گئی متاع

نقشہ حال [illegible] بدست رزمگاہ [illegible] تباہ کرنا

اٹھی [illegible] | گرے [illegible] سر مشعل [illegible] خزان
کہیں [illegible] شور [illegible] | کہیں [illegible] پیا [illegible] اور گہیر
کہیں [illegible] | کہیں سحر کی بوندیان پڑتی تھین
کہیں [illegible] | امان [illegible] ملتی تھی [illegible] گریز

نشواط نے [illegible] سے حیرت [illegible] بلبل بازگشت [illegible] پیدا [illegible] موجود [illegible] تماشا بیان [illegible] نام فرودگاہ پہ لے
اور کہا کہ دلی آسودہ ہوئے مہرخ نے لاشہ ہائے مقتولان اٹھوا کر اپنی جانب کی دفن کرائین ادھر حیرت نے لاش
نشواطا کی اٹھوا منگائی اور اپنے آئین کے موافق [illegible] کرتا جاتا اسوقت نشواط اٹھ بیٹھا اور گویا ہوا [illegible]
ملکہ [illegible] سوار [illegible] کر آیا [illegible] کسی کے ہاتھ سے مارا نہ گیا [illegible] ہو گیا وہ میرے سحر کا پتلا تھا میں تو
[illegible] آپ نے دیکھا [illegible] وہ پتلا مرا تو نشواط [illegible] سے [illegible] ہوا
اگر میں مارا جاتا تو [illegible] قتل ہو جاتا جب آپ نے لاش میدان سے منگوائی تو پتلا غائب کر کے میں اسکی
جگہ لیٹ رہا تھا [illegible] نشواط [illegible] تڑپتے دردہ کوہ میں پھر چلا گیا اور زبان
بیٹھا [illegible] خوان [illegible] آگیا [illegible] اور [illegible] سمت آسمان اچھالی
فوراً ابر [illegible] مہرخ کی [illegible] بارگاہ میں بیٹھے تھے اور فتح ہونے کی تہنیت میں
مصروف بشرت تھے کہ یکایک [illegible] بارگاہ پہ آکر چھائی ایک ساحر نے کہا اے ملکہ یہ [illegible] ہوئی
مہرخ نے کہا ساحرون کی آمد ہی ہے یا بیوان ہی بچا یا کرتے ہین سرخ ہوئے کہ [illegible] سحر کے معلوم ہوتے ہین غفلت
نہ کرنا چاہیے کیونکہ جسنے انکو بھیجا ہوگا بیرون [illegible] کیا ہوگا کہ جب کام کر آوے اسوقت بھینٹ پاوے گے
لہذا اگر انکو کوئی بھینٹ دیدے تو یہ سحر الٹ جائے یہ کہکر اسنے کارد سے اپنی ران کاٹکر ایک طشت میں
خون بھر کر [illegible] اور ان ابرون پر خون [illegible] کا فوراً [illegible] جا کر لشکر حیرت پہ چھاگئی اور اسمین سے آگ
پتھر برسنے لگے لشکر حیرت ابھی رزمگاہ سے آکر اچھی طرح آسودہ نہ ہوا تھا کہ آفت میں مبتلا ہوا العیاذ باللہ ایک
قیامت برپا ہوئی ہزیمت بھگدڑ سی پڑگئی تمامی ساحر سحر پڑھ پڑھ کر جان بچاتے تھے ایسے ویسے ہلاک ہو رہے
تھے خیمون مین آگ لگ گئی تھی بارگاہین پتھرون کے نیچے دب گئین تھین اسطرف غل شکر نشواطا اور
زیادہ سحر کو تیز کرتا تھا ادھر بر دسے ہوا سرخ [illegible] ہوئی خون کے چھینٹے دیتی تھی حیرت کا لشکر تباہ ہو رہا
ہنگامہ محشر بپا تھا حیرت بارگاہ سے نکلکر پھیر کھڑی تھی آفت میں پھنسی تھی سحر کی بیرق سر پہ سایہ فگن تھین [illegible]
کہ آگ کو لگنے سر پہ نہ آنے دیتے تھے پیچھے گرتے ہوئے پتھرون کو روکتے تھے لیکن حیرت کو یہ حیرت تھی کہ
یہ سحر کسنے کیا ہے آخر خیال مین گذرا کہ شاید نشواط سحر کرنے گیا ہے یہ اسیکا جھگڑا ہے یہ سوچکر ایک پتلا
سحر کا درہ کوہ میں بھیجکر کہلا بھیجا کہ واہ واہ کیا خوب آپ نے سحر کیا کہ سارا لشکر میرا تباہ ہو گیا نشواط نے جب

چلے سے یہ سنا گھبرا کر حیرت پاس آیا اور یہان کی کیفیت دیکھکر بہت نادم ہوا اور دیر تک رو کر پڑھ کر ان ابرون کو اُسنے دفعہ کیا سرخ مو بھی اُترکر بارگاہ مین آئی سب نے بڑی تعریفات کی مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت کیا لیکن نشواط سحر اٹھانے سے ایسا کھسیانا ہوا کہ اُسی وقت لشکر کے تیار ہونیکا حکم دیا نقیر سحر نے جلد جلد کمر بندی ہوئی چالیس ہزار ساحرون سے چڑھ دوڑا ہلکارون نے خبر مہرخ کو اُسکی فوج کی پہونچائی یہ بھی اُسی وقت معہ سردارون کے سوار ہوئی ناگاہ نشواط لشکر پر آگرا ادھر ویسا ہی ہنگامہ تکبیر یدوکشید کا بلند ہوا سیلاب خون ہر سمت جاری ہوئی ملک عدم کے جانے کی تیاری ہوئی تیغ نے موج دریا کی طرح لہراتے لگے جسم خون مین نہلانے لگے دریاے مرگ کا پاٹ بڑھ گیا فنا کے گھاٹ پر گذر ہوا اسوقت ملکہ طاؤس جادو جسکا مطیع الاسلام ہونا جلد اول مین بیان کیا گیا ہی مہرخ کے پاس آکر گویا ہوئی کہ نشواط طاؤس طلسم پر سوار ہوکر آیا ہی یہ اسطرح نہ مارا جائیگا اسکے ہلاک ہونیکی اور تدبیر ہی یہ کہکر زمین پر گری اور اپنے جسم کو خنجر سے کاٹ کر خون نکالا اور اُسی خون سے زمین کو لیپ کر سحر پڑھنے لگی کچھ عرصہ مین زمین تھرا کر شق ہوئی اور وہی چار سو پریان جنسے افراسیاب نے طاؤس منگوایا تھا زمین سے پیدا ہوئین یہ پریان پہلے اسی ملکہ طاؤس کے سپرد تھین جب سے یہ شریک عمرو ہوگئی وہ سب بے سردار بسر کرتی تھین فی الجملہ جب وہ زمین سے نکلین اسنے کہا اے محافظان طاؤس طلسم تم اپنی بھینٹ مجھسے لو اور طاؤس کو مارو وہ پریان تو ہمیشہ سے اسکی فرمانبردار تھین اور اُنپر کوئی سردار کشاہ جادوان نے دوسرا مقرر نہ کیا تھا بہ تیوجہ وہ ابتک اسکو اپنا مالک جانتی تھین اسکے حکم دیتی ہی وہ طاؤس پر جا پڑین عین ہنگامۂ جنگ مین انھون نے ترسول طاؤس پر مارا اسکے جسم پر آگ لگ گئی اور جلگیا اور نشواط اسپر سے گرا چاہتا تھا کہ سنبھلے مہرخ لڑتی ہوئی پاس اُسکے پہونچگئی اور نارئیل سحر پڑھکر مارا کہ اسکے سینے کو توڑ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا صدا آئی کہ مارا مجھکو نام میرا نشواط جادو تھا اسکے مرتے ہی تو لشکر مہرخ مغلوب تھا اب غالب ہوکر مارتا مان حیرت کو قتل کرنے لگا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی عروس تیغ گلے ملنے لگی سر رونمائی مین دیئے جاتے تھے زخمون کے ہار رزم آور براتی بنکر بیٹھتے تھے سردارون کے سر لڑائی کا طرہ تھا آب دخنجر و تیغ کی شربت پلائی مین نقد جان ہر ایک دیتا

تیغ کے شیفتہ سر و گردن — شاہد مرگ پہ عجب جوبن
زخم اسطرح تن پہ تھے کاری — جامۂ جسم پہ تھی گلکاری
تھا شہانہ بدن کا پیراہن — خون مین ڈوبے تھے نو جھکے دشمن

تلوار دنگی جھنکار سازکی آواز رقص بسملان کا وعدہ گاہ مصاف مین نیا انداز الحاصل حیرت نے لڑائی بگڑتے دیکھکر طبل بازگشت بجوایا اور بقیہ لشکر کو لیکر پھر آئی اس وقت مصور و صورت نگار نے تسکین دی کہا اے ملکہ ہرچند کہ مین تصویرین کھینچ رہا ہون اور چلہ کشی مین رہتا ہون مگر میرے نام

پر طبل جنگ بجوا دو۔ ان کمبختون کو برباد کرون تو حیرت نے تمام ماجرا ایما کا اور ارادہ جنگ مصور لکھکر شاہ جادو ان پاس ایک پتلے کے ہاتھ بھیجدیا اور آپ منتظر جواب کی بیٹھی ادہر طاؤس نے خون اپنا بھینٹ مین دے کر ان پریون کو رخصت کیا اور لشکر یون نے کمر کھولی سردار داخل بارگاہ ہوکر بعشرت تمام شغل میخواری کرنے لگے نانِ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا یہ سب تو مصروف انبساط ہین اور حیرت رنجیدہ ہے انکو تو اسی حال مین چھوڑیے اور ذکر مسافرِ منازل طلسمات یعنی عمرو و محمور خوش صفات کا سنیے کہ یہ دونون جب بگذاری منزل مقصود ہوے ایک روز ایک صحراے سبزہ زار مین پہنچے گل و ریاحین سے سب جنگل مملو تھا چمنستان یاسمن دشبو تھا کہین نرگس کے تختے تھے کہین گلہاے خودرو کھلے تھے

بقول مؤلف

دشت تھا یا بہشت کا گلشن
سرو سنبل پہ تھا عجب جوبن

کھل رہے تھے طرح طرح کے گل
لطف پر صحبت گل و بلبل

دشت کے بیچ مین بشوکت و شان
ایک تعمیر لاجواب مکان

ہرطرف قصر کے بنے کمرے
بگلنون سے سجے ہوے کمرے

برج ایسے تھے اس جگہ تعمیر
نہ تھے برج فلک بھی انکے نظیر

فرش سب صاف و ستھرا اچھا تھا
چشم حیران کا اک تماشا تھا

تھے جواہر کے میز فرش دھرے
عرش تک بھوار تخت بچھے

جھاڑ اور ہانڈیان بلورین تھین
فی الحقیقت وہ تو آگین تھین

مال و اسباب بے قیاس اسمین
تھے جواہر کے سب گلاس اسمین

تھا مکان گو کہ رشک خلد برین
کوئی لیکن نہ پایا اس کا مکین

کرسیان میزین تھین جواہر کار
رکھے گلدستے ہر طرف کو ہزار

دیکھکر اس مکان کی زینت کو
ہاتھ کھولا عمرو نے غارت کو

پہلے ڈھیلا عمرو نے اک پھینکا
تاکہ ساکن یہان کا ہو پیدا

جب نہ پایا کسی کو تب بیباک
آیا اندر مکان کے وہ چالاک

جال الیاس مار کر ہر جا
نذر زنبیل سارا مال کیا

عمرو سارا اسباب لوٹکر چاہتا تھا کہ یہان سے نکلکر اپنی راہ لے کہ ناگاہ ایک ساحر کریہ منظر بسیہ فام بدشکل دنا فرجام اڑتا ہوا آیا اور للکار کر کہا کہ اے دزد تو نے سارا مکان طلسم لوٹ لیا مگر میرے ہاتھ سے بچکر جانا دشوار ہے سزاے بدکرداری مین جان عذاب الیم مین گرفتار ہے یہ کہکر سحر پڑھتا ہوا آگے بڑھا محمور نے اسکو جب آمادہ فساد پایا عمرو کو پیچھے کیا اور سینہ سپر کرکے اُسکے مقابل ہوئی اسنے

ایک ناریل سحر پڑھکر مارا اسنے انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ناریل دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور اسکا
خالی گیا اور نیمچہ کھینچکر حملہ آور ہوئی باہم چوٹ چلنے لگی اس جادوگرنے جب اپنے تئین مغلوب پایا دلمین یہ
خیال کیا کہ یہ شہزادی ہے جسپر شہنشاہ ساحران فریفتہ ہے اور سرحدار طلسم ہے اگر کچھ دیر اور لڑیگی تو مجکو قتل
کرڈالیگی لازم ہے کہ مکاری اسکو گرفتار کرنا اور اپنی جان بچانا ورنہ مفت مارا جائیگا یہ سوچکر لڑتے لڑتے
تلوار پھینک کر قدم پر آگرا اور بمنت تمام دانت نکالکر گویا ہوا کہ اے ملکہ دوران یہ نہ جانتا تھا کہ آپ
مخمور سرخ چشم ہین بلکہ دزد سمجھکر مرتکب اس بے ادبی کا ہوا تھا اور ایذا رسانی پر کمر باندھے تھا اب
ظاہر ہوا کہ حضور مصاحب خاص شہنشاہ ہین ہماری مالک مال و جان ہین بس امیدوار ہون کہ اپنے
کرم سے میری خطا معاف فرمائیے اور یہان سے کفشتیانہ قریب ہے وہان تشریف لیچلیے تا حضور نوش کیجیے
مین بھی اطاعت کرونگا اور ملازمان جناب مین منسلک ہوکر محشور نہین آبرو پائونگا مولف آپکے شمع
قدم سے یہ جگہ روشن ہو اور کلبہ تاریک بھی ہو وادی ایمن ہو یہ تقریر سنکر مخمور بھی رزم کرنے سے باز رہی
اور عمر نے کہا خواجہ اسکے ساتھ چلیے عمر نے کہا چپکے سے اے ملکہ پیشانی اسکی تاریک ہے یہ مکر سے عذر کرتا ہے
فریب دینا چاہتا ہے اسکے گھر جانا بہتر نہین مخمور نے جواب دیا کہ آپ ہی کا قول ہے کہ جو منت کرے اور اطاعت
اسلام کرنیکا اقرار کرتا ہو اسکا کہنا ماننا لازم ہے اگر برائی وہ کریگا تو کیا ہوگا خدا مالک ہے بس اب کچھ خوف
نہ فرمائیے مثل مشہور ہے کہ زدہ را میتوان زد جیسے اب تیر ہوا ہے ویسے ہی پھر زیر ہوگا عمر یہ کلمات سنکر
چپ ہو رہا اور سوچا کہ اسکے ساتھ چلو جو کچھ وہان مال ہوگا وہ بھی لوٹینگے اور اس مکار کو بھی مارینگے
یہ سوچکر للچ مین آیا اور بمقتضاے ع بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند مخمور کے ساتھ روانہ ہوا وہ ساحر
اس بیشہ سے گزر کر ایک درہ کوہ مین لایا اور وہان سے گزر کر ایک دشت سبز و خرم مین پہونچا عمر نے
وہان قصر فلک رفعت تعمیر پایا یہ مکان پہلے مکان سے خوبی مین دو چند تھا ہر ذی ہوش کے دلپسند تھا
کوئی تکلف ایسا نہ تھا جو اس جگہ نہ کیا گیا تھا کوئی سامان آسایش و زیبایش باقی نہ رہا تھا جو وہان نہ ہوتا
وہ ساحر کہ نام اسکا تعمیر جادو اس قصر مین ان دونونکو لایا دروازے کمرے کے کھولدیے مسند پر تکلف پر
بٹھایا کشتیان شراب ناب کی قابین گزک کیلیے کباب کی حاضر کین فواکہات کی ڈالیان سامنے لاکر
رکھین مخمور نے کہا خواجہ نوش شغل میخواری کرو عمر نے کہا تم پیو مجکو بھی ایک آدھ جام دیدینا مخمور نے جام بھر کر
پہلے اس ساحر کو دیا اسلیے کہ مبادا اسمین زہر اسنے ملایا ہو تو اسیکا کام تمام ہو جائے جب وہ پی چکا تو اسنے
خود پینا شروع کیا یہ تو میخواری مین مصروف و متوجہ تھی اور عمر اسجگہ کا مال تجویز کر رہا تھا اس ساحر نے
دونونکو غافل پاکر سحر پڑھ پڑھ کر پھونکنا شروع کیا جب مخمور کو خوب نشہ ہوا بسبب اسکے سحر کے بیہوش
ہوگئی او عمر نے ہر چند کہ شراب نہ پی تھی اسپر بھی سحر اسکا اثر کر گیا یعنی ہاتھ پاؤن کرخت ہوگئے حس و حرکت
ہوگیا وہ ساحران دونونکو اٹھاکر سمت افراسیاب روانہ ہوا اتفاقا اس مکان اول تک جسکو عمر دیتے

غارت کیا یہ پہونچا ہوگا کہ ادھر سے صبا ے جادو فرستادۂ افراسیاب جو بہ گرفتاری عمرو روانہ ہوا تھا آتا تھا
اُس نے دیکھا کہ ایک ساحر عمرو اور مخمور کو پکڑے لیے جاتا ہے یہ حال دیکھکر وہ قریب آیا اور گویا ہوا کہ بھائی تم نے
بڑا کام کیا کہ اس مفتری اور مفسدہ کو گرفتار کر لائے لاؤ مجھے دو کہ شاہ طلسم پاس لیجاؤن وہ انکی تلاش مین
ہین اور مجھے خاص کر اسی کام کے لیے بھیجا تھا کہ انکو پکڑ لیجاؤن اس ساحر نے جب یہ کیفیت سنی اور معلوم کیا کہ
شہنشاہ ساحران کو بہت انکی تلاش و تجسس ہے گویا ہوا کہ کیا خوب کہ کوئی محنت کرے اور کوئی مرتبے اُڑائے
میرے صاحب آپ کون لیجانیوالے ہین مین خود کیا راستہ نہین جانتا یا بادشاہ تک پہونچ نہین سکتا
ہون انکو شاہ کے روبرو لیجاؤنگا انعام و اقربا ؤنگا خیر خواہ کہلاؤنگا صبا ے جادو نے اس گفتگو کو سنکر
بہت منت سی کی کہ بھائی میرے لیے بڑی بدنامی ہوگی کہ مجرمونکو گرفتار کرنے گیا مگر وہ گرفتار نہ ہوسکے
خالی پھیرا آیا پس ہم تم آپسمین ایک ہین ہماری حقارت و سبکی مین تمھاری ذلت و ذلت ہے بہتر یہی ہے کہ مجھی کو
لیجانے دو اسمین کد نہ کرو ورنہ تمھارے لیے اچھا نہ ہوگا اس ساحر نے کہا واہ خوب آپنے سبق پڑھایا بھلا
صاحب تمھارے لیجانے مین تو حقارت ہے اور میری کیسی ذلت ہوگی کہ سب کہینگے یہ ایسا بودا تھا کہ قیدیونکو
چھنوا دیا آپ نہ لیجا سکا اور یہ جو تم نے کہا کہ اچھا نہ ہوگا تو کیا ہوگا مین کچھ ایسا حلوا نہین ہون جو تمکو دمکا تا ہی چلا اپنا کام
کر مین نے ایسے نخرے بہت دیکھے ہین تم ایسے بہتونکو مین جھیل چکا ہون صبا ے جادو نے جب دیکھا کہ
یہ منت سے نہ مانیگا اور سخت کلامی کرتا ہے بس تعجب تمام آگے بڑھا اور کلمات سخت و درشت زبان پر
لایا پکارا کہ اے اجل گرفتہ سنبھل دیکھون تو کیسے نہین دیتا اسنے کہا مین بھی ہوشیار ہون دیکھتا ہون
کہ کیونکر تو لے لیتا ہے بلکہ تو اپنی جان کی خیر منا اسنے یہ سنکر ایک نارنج سحر پڑھکر بارادہ نارنج اسکے سینے پاس
جاکر پھٹا اور آگ کے شعلے نکلکر جسم مین لپٹے اس ساحر نے درجواب اس سحر کے فلک کی طرف کچھ پڑھکر
پھونکا کہ ایک لکۂ ابر پیدا ہوکر برسا وہ آگ بالکل بجھ گئی اور ایک ناریل صبا پر مارا اسنے بھی ایسا سحر
پڑھکر اشارہ کیا کہ ناریل دو ٹکڑے ہوکر زمین مین سما گیا اور تیغہ سحر کھینچکر اُس پر جا پڑا اسنے وار اسکے روکنا
شروع کیے یہانتک کہ ایکبار صبا ے جادو تیغہ برق بنکر جو اسکے سر پر گرا ہر چند اسنے روکا مگر نہ رُک سکا
وہ بجلی اسکو کاٹ کر زمین مین اُتر گئی وہ پرکالے ہوکر وہ گرا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا بعد کچھ عرصہ کے صدا
آئی کہ مارا مجھکو نام میرا التمیر جادو تھا بعد برطرف ہونے غل و شور کے صبا نے چاہا کہ قیدیونکو لیکر روانہ ہو مگر
اس ساحر کے مرنے سے مخمور و عمرو پر سے سحر اسکا باطل ہوگیا تھا اور یہ دونون ہوشیار ہوگئے تھے مخمور سنبھلی
اور چمک کر اُٹھی کہ صبا نے کہا اے مخمور چل مین تیری خطا شہنشاہ طلسم سے معاف کرا دونگا مخمور
نے جواب دیا کہ وہ شاہ طلسم ہادر کجا کیا میری خطا معاف کریگا اور اسے بیچارا تو کب میرے ہاتھ سے زندہ
بچیگا اسکو یہ کلمہ سنکر غصہ آیا اور نارنج سحر پڑھکر لگایا اس زن شیر صولت نے خالی دیا اور سحر پڑھتی ہوئی اسکے
برابر آئی صبا تیغہ کھینچ کر اسپر بھی آگرا یہ بھی تلوار پکڑکر مقابل ہوا برابر سے بجلیان تڑپنے لگین کوند کر گرنے لگین مؤلف

چمکتی تھی بجلی گرجتا تھا رعد — مقابل ہوئے تھے بہم نحس و سعد

نہ اسکو ظفر تھی نہ اسکو خبر — نہ پروا اسے جان کچھ نہ مرنے کا ڈر

صبا لڑنے مین ان سے عاجز آیا اور نزدیک تھا کہ مخمور اسکو تہ تیغ بھیجے کہ اتنے جب اپنے تئین مغلوب دیکھا فوراً جھولی سے خاک قبر جمشید نکالکر اڑائی وہ مخمور پر پڑی بیہوش ہو گئی عمر نے جو یہ ماجرا دیکھا براہ مکاری دوڑکر صبا کے قدم پر گرا اور منت تمام کہا کہ یہ عورت ناقص العقل تھی ہر چند آپنے فہمائش کی مگر اسنے سمجھانا آپکا نہ مانا آخر اپنی سزا کو پہونچی مگر مین امیدوار ہون کہ آپ میری خطا شاہ جادو ان سے معاف کروا دیجیے مجکو خوب ثابت ہوگیا کہ بادشاہ طلسم سے مخالف ہوکر کوئی زندہ نہین رہ سکتا وہ بڑا زبردست ہے کہ جسکے ملازم آپ ایسے ساحران نامور ہین صبا یہ باتین سنکر خوش ہوا اور ازبسکہ شاہ پاس تولیجانا چاہتا ہی تھا عمر کے منت گزار ہونے سے بغیر گرفتار کیے ساتھ لے لیا عمر نے اثنائے راہ مین قابو پاکر اسکے منہ پر حباب بیہوشی مارا کہ وہ چھینک کھاکر گرا لیکن اتفاق سے ایسے مقام پر گرا کہ وہ جگہ ترائی کی تھی اور ڈبرا پانی سے بھرا ہوا تھا اس ڈبرے مین اسکا سر جاکر پڑا اور مخمور کو بیہوش کرکے اسنے لاد لیا تھا وہ بھی ڈبرے مین گری پانی کی سردی سے دونونکو ہوش آگیا صبا بھی سنبھل کر اٹھا اور مخمور بھی جست کرکے پانی سے نکلی لیکن صبا شرارت عمر سمجھکر ایکا کہ مین اسکا سر اڑا دون مخمور نے ڈانٹا کہ کدھر جاتا ہی اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک بجلی اوپر سے جو چمک کر گری اسکے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اتر گئی غل و شور برپا ہوا تاریکی ہوگئی بعد اس ہنگامہ کے سر صبای جادو کا شق ہوگیا اور ایک طائر سبز فام خوشرنگ سر سے نکلکر روتا ہوا سمت شاہ طلسم گیا اور یہ دونون آگے بڑھے مگر طائر باغ سیب مین پہونچا اور پکارا کہ اے شہنشاہ صبای جادو کو متصل مکان طلسمی جہان کہ ملکہ نور جادو والک ہی عمر و مخمور نے مارا یہ ماجرا کہکر اس طائر کے منہ سے ایک شعلہ آتش نکلا اور سارے بدن مین آگ لگی کہ جلکر راکھ ہوگیا شاہ جادوان مقام محافظان طاؤس طلسم کے پاس سے آکر مسند عیش پر جلوہ گر تھا یہ خبر بزبان طائر سنکر غضبناک ہوا اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ آندھی سیاہ آئی اور کچھ دیر مین ایک ساحر اژدہے پر سوار در دربار بادشاہ ذی وقار حاضر ہوکر آداب بجا لایا اسنے پہلے اسکا حال بشفقت تمام پوچھا پھر حکم دیا کہ اے بلای جادو تمھارے بھائی کو مخمور نے متصل مکان طلسم مار ڈالا ابھی وہ وہین ہین جاؤ اور ان دونون کو گرفتار کرکے میرے روبرو لاؤ اور اگر نہ آسکین تو انکے سر لاؤ تامل نہ کرو جلد جاؤ بلای یہ حکم محکم بادشاہ سنکر تسلیم کرکے پھرا اور اژدر پر سوار ہوکر روانہ ہوا اسکے روانہ ہونے کے بعد نامہ حیرت آیا شاہ نے پڑھا اسمین قتل ہونے نشواط اور قصد کرنا لڑنے کا منصور کے دریافت ہوا اس نامہ کا جواب اس طرح لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراتا نہین مین یہانسے تمھاری مدد کے لیے طوفان بن قہار فیل سوار کو بھیجتا ہون وہ ایسا زبردست ہے کسی سے زیر نہ ہوگا اور مرشد زادے اگر عازم جنگ ہین تو انکو ہم نے وہ بارگاہ عظیم الشان عنایت کی جو زیر طلسم استادہ ہے انھین چاہیے کہ طوفان کے وہان پہونچنے تک کام تمھارے عدوون کا تمام کرین اور بلاے ملکہ

تم بھی ہر شہزادے کی خاطر داری اور تعظیم کرنے مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرنا بس یہ جواب لکھکر حیرت پاس بھجوا دیا اسنے جواب پاکر نہایت خوشی کی اور مصور کو وہ نامہ دکھلایا وہ بھی بہت خوشنود ہوا اور کہا بعد فتح بارگاہ مین لونگا اور علاوہ اسکے جو مال کہ بادشاہ طلسم کا ہے اسکو مین اپنا ہی مال جانتا ہون جو چاہون وہ کرون مجھے بارگاہ کی کچھ احتیاج نہین یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا از وجہ سے گویا ہوا کہ تو صاحب مبارک ہو میرے ہی نام یہ فتح تھی شاہ طلسم نے ایسا کچھ مجکو لکھا ہی صورت نگار نے کہا عیار ایک تو ہمکو ذلیل کر چکے ہین اور اُنکے ہوتے فتح ہونا غیر ممکن لہذا تم اس مقدمہ مین اگر نہ ہو تو اچھا ہی ہمین جان جانیکا اندیشہ ہی مصور نے جواب دیا کہ مین بغیر سارے لشکر کی تصویرین کھینچے ہرگز نہ لڑتا لیکن کیا کرون میرا دل نہین مانتا میرے دادا کے سب بندے قتل ہوے جاتے ہین الحاصل اسکی زوجہ نے بہت کچھ سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا اور درۂ کوہ مین جاکر زمین کو پاک وصاف کرکے آگ سلگائی گوگل مرچین جلائین کلڑیان بھنگ بھینٹ مین دیے اگیاری کی خاک ایک طرف اڑا دی دفعۃً ایک غبار تیرہ و تار اسی طرف سے پیدا ہوا جدھر وہ خاک اڑکر گئی اس غبار سے پتلا ایک گھوڑے پر مثل انسان کے سوار اسکے پاس آیا اسنے اس کو شراب کی بوتلین اور کلیجی اور سور کی زبان بھینٹ دی اسنے شراب پیکر گوشت کھا لیا اسنے کہا اب تم کل معرکہ جنگ مین آنا کام میرے دشمنونکا تمام کرنا پتلے نے اقرار کیا اور چلا گیا راوی کہتا ہی مصور از بسکہ سحر تصویر بنانیکا کرتا ہے اسوجہ سے اس پتلے کو اسنے کاغذ کا قبل مین بنایا تھا اور اسکے جسد مین بہت سحر کا داخل کیا تھا اور ردا اس سحر کا اسطرح بنایا کہ ایک عقاب بزور سحر بناکر صحرا مین چھوڑ دیا اس لیے کہ کوئی اس عقاب کو اگر تلاش کرے تو پاے نہین بہتسے عقاب اسی طرح اور اسی قد وقامت کے بناکر ہمراہ اس عقاب کے کر دیے کہ جہان وہ رہے یہ سب بھی رہین تاکہ ہر ایک دھوکا کھائے اور نہ سمجھ سکے کہ کون سا عقاب کام کا ہی فی الجملہ حال اس عقاب کا آگے بیان ہوگا اب حال مصور سنیے کہ یہ اس پتلے سے وعدہ کرکے لشکر مین آیا اور حیرت سے کہلا بھیجا کہ میرے نام پر طبل رزم بجنے کا حکم دیجیے تامل نہ کیجیے حیرت نے اسکی استدعا کے موجب قریب شام حکم نقارہ نوازی دیا جسوقت کہ عقاب تیز پرواز فلک جسکا آشیانہ برج اسد ہی صحراے افلاک سے اڑکر کوہ مغرب مین گیا اور شیشہ سیارگان سے صفحۂ زبرجدین افلاک منقوش نظر آنے لگا کہ بمقتضاے قول

ہوئی صنعت کلک قدرت عیان	مزین ہوا صفحۂ آسمان
نظر آئی بالاے چرخ برین	کواکب کی صورت بصد زیب و زین

لشکریان حیرت نے طبل جنگ بجایا طائران سحر لشکر مہرخ بہر خبر گیری یہان موجود تھے خبر لیکر حاضر بارگاہ آسمان جاہ ہوے اور بشکل انسان متشکل ہوکر بزبان عجز انتما اس طرح بعد دعا و ثنا عرض کرتے لگے کہ بموجب

ابیات مؤلف

شہا تیری دولت رہے برقرار — مددگار تیرا ہو پروردگار
ابد تک یہ قائم رہے سلطنت — عدالت سے آباد ہو مملکت

بنام مصور بہ پیر لشکر مخالف مین طبل جنگ بجا ہر ارادہ فاسد دشمن حاسد ملازمان حضور پر نور کی ایذا رسانی کا عہد یہ کہکر پرواز کر کے بشکل طائر پھر روانہ ہوے یہ خبر سنتے ہی مہرخ نے بھی نظر بفضل کردگار کر کے نقیب سحر کو حکم دیا سرداران عالیشان نے کوس حربی بجایا دربار شام سے برخاست ہوا ہر ایک اپنی جگہ پر آکر مصروف تیاری سامان جدال تھا کوئی اگیاری کرتا تھا کوئی منتر جنتر پڑھتا تھا دمڑہ بجتا تھا بہادر ہتھیار صاف کرتے تھے مردانگی کا دم بھرتے تھے مولفہ

ہوئے مرد جنگ آزما ہوشیار — تبر دار آزمایان خنجر گذار
سپہدار لشکر بجاہ و حشم — لگے کرنے سامان جنگی بہم
ہوئیں تیغیں صیقل سے پھر آبدار — عیان پھر ہوا قہر پروردگار
اٹھانے لگی فوج کی بدلیاں — درخشان ہوئیں تیغ کی بجلیاں
کیا ساحرون نے بپا شور و شر — دیئے بھینٹ مین سب نے دشمن کے سر
بلانے لگے سحر پڑھ پڑھ کے بیر — اسی رنگ مین تھے صغیر و کبیر

مصور کے نام پر طبل رزمی کے بجنے سے سبکو انتشار تھا تردد مین ہر ایک سردار تھا بہار باغ و بہار دکھا کر دشمن کو باغ سبز دکھانا چاہتی تھی مہرخ فروغ سحر دکھا کر عدو کا دل داغدار فرماتی تھی سرخمو کو سرخروئی منظور تھی حاصل یہ کہ ہر ایک کو ایسی ہی کچھ ضرور تھی رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جسوقت کہ مصور آفرینش نے پیکر پر نور مہر کو نگارخانۂ مشرق سے جلوہ طراز فرمایا اور نقوش کواکب کو خامۂ شعاع مہر نے صفحۂ افلاک سے مٹایا مولفہ

جب شعلۂ تیغ تیز بھڑکا — تاریکی مین ہو گیا اجالا
تھا بخت بہادرون کا روشن — پھیلا نور سحر کا دامن

لشکر دونون جانب سے دشت قتال مین وارد ہوے پھر وہی معرکہ گیر و دار وہی ہنگامہ گرم بازاری نبرد و پیکار تھا صفوف جنگ ترتیب پذیر تھین دونون فوجین مثل دریا موجگیر تھین نقیب آواز بلند پکارتے تھے بہادرون کو للکارتے تھے کہ ہان نوجوانو جوہر شمشیر دکھاؤ معرکہ دیکھین کس کے ہاتھ رہے منہ نہ موڑنا تیغ و گردن کا ساتھ ہے غرضکہ جب ساحرون کے پرے جمگئے سپاہی لڑنے پر تل گئے مصور صف لشکر سے آگے بڑھا اور کچھ پڑھکر صحرا کی طرف پھونکا غبار تیرہ و تار پیدا ہوا اور وہی سوار گھوڑے پر سوار میدان مین آکر ٹھہرا جسکا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے مصور نے اسکے آنے سے نعرہ مارا کہ اے فرزند نمکحرام اس سوار سے اگر ہم نبرد ہو سمت عدم راہ ہو مہرخ یہ نہیب سنکر جانب لشکر نگران ہوئی

گلزار جادو ملازم بہار نے بنفس اُڑ کر میدان کی راہ لی اور سوار کے مقابل پہونچکر ضرب طلب کی
اپنے شمشیر کھینچکر کمر کو تبلا کر سر پہ ہاتھ مارا گلزار نے سحر پڑھا دس سپرین سحر کی سر پہ از خود آگئین
مگر شمشیر نے اس سوار کی سپرونکو کاٹ کر گلزار کے دو ٹکڑے کیے شور اسکے مرنے کا بلند ہوا مصور نے پھر
سبا زرطلبی کی ادھر گلزار کا بھائی لالہ زار جادو اسکے سامنے گیا اور ایک نارنج سوار پر مارا نارنج
اسکے قریب جاکر اُلٹا پھر آیا دوبارہ اُسنے پھر مارا وہ بھی خالی گیا اور اس سوار نے اُسکے بھی تلوار ماری لاسنے
ہر چند رد کیا ممکن نہوا اور تیغ نے دو ٹکڑے کیا غل مرنیکا بلند ہوا پھر مصور نے نہیب دی ادھر سے اور ایک ساحر
لڑنے گیا اور ہزار ہا سحر اس سوار پر کیے مگر اثر پذیر نہ ہوے اور سوار نے اسکے بھی دو پرکالے کیے اسی طرح
جو ساحر اسکے مقابلے مین گیا طعمہ شمشیر اجل ہوا دس بیس ساحر نامی و نامور شام تک سیار گلشن جہان ہوے پرا
بندھ گیا اسوقت بہار نے ارادہ نکلنے کا کیا لیکن مہرخ مانع ہوئی اور کہا تم نجاؤ یہ پتلا مصور کے سحر کا ہے
کسی سے مارا نہ جائیگا اور جو اسکے سامنے جائیگا قتل ہو جائیگا بہار نے جواب دیا کہ خدا مالک ہے مین اس
بجبر دے مصور کو جاکر دیوانہ بناتی ہون وہ خود اس پتلے کو مٹائیگا اور اپنے کیے کی سزا پائیگا یہ کہکر چاہتی
تھی کہ اپنا تخت آگے بڑھائے اور لڑنے جائے لیکن دن تمام ہو چکا تھا اور باغبان دہر کشت انجم فلک
کی آبیاری کیا چاہتا تھا کہ مولف یہ بیت طاری ہوا اضطراب + گریزان ہوا چرخ سے آفتاب + مصور
نے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا اے گروہ باغیان پردہ شب تمہارے واسطے حائل ہو گیا کل تم
سب مارے جاؤگے مناسب ہے کہ اطاعت شاہ جادوان کرو اور فساد سے باز آؤ لشکریان مہرخ نے ان
کلمات کے جواب مین شاہ طلسم کو برا بھلا کہا قصہ مختصر لشکر میدان سے پھرے اور مقام پر اپنے پہونچکر آرام
پذیر ہوے لشکر دونین چراغان کی روشنی ہوئی سرداروں نے میخواری شروع کی ناچ بارگاہ مین ہونے لگا
غلغلہ عشرت و کامرانی بلند ہوا عیار بھی بارگاہ مین آئے اور مہرخ سے مستفسر ہوے کہ اس سوار کو تم جانتی ہو
کہ یہ کون ہے اور اسکا اصل حال کیا ہے مہرخ نے کہا مین نے براہ کہانت دریافت کیا ہے کہ یہ پتلا مصور
کے سحر کا ہے اور بغیر اسکے دفعیہ کیے اسکا دور ہونا ناممکن نظر آتا ہے برق عیار نے کہا مین جاتا ہون اور اسکے
ہلاک کرنے کی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا ادھر مصور جو واپس ہو کر گیا اس نے اس سوار کو جنگل کیجانب جانے
دیا کہا مجھے بروقت لڑائی سحر پڑھکر تمکو بلانے کی تکلیف ہوتی ہے ایک ان بعد پھر لڑنا ہے چنانچہ اتنے عرصہ کیلیے کہا ہی کو
جاؤ یہ کہکر ایک خیمہ استادہ کردیا کہ یہان رہو وہ پتلا وہان اترا اور از بسکہ اسکے پیٹ مین کوئی شیطان اترا
ہے وہ کھاتا پیتا بھی ہے مصور نے خدمتگار بہر خدمت مقرر کردیے وہ سامان اکل و شرب حاضر لائے پتلا کھانے
پینے مین مشغول ہوا اس اثنا مین برق صورت ساحر کی سی بنا کر لشکر مین آیا اور ایک خدمتگار کو پتلے کے
خدمتی مین سے جاکر اشارے سے بلایا جب وہ پاس آیا کہا الگ آؤ مین تمہارے فائدے کی
ایک بات کہون خدمتگار اسکو ساحر معزز وضع سمجھکر کچھ کہہ نہ سکا تنہائی مین چلا آیا برق نے اسکو بیضۂ بیہوشی

مار کر طرفۃ العین مین بیہوش کر دیا اور اسکا پیراہن پہنکر اسی کی ایسی صورت بنکر اس پتلے کے خیمہ مین آیا وہ
پتلا پلنگڑی پہ لیٹا اتار کے دانے کھا رہا تھا برق سرہانے کھڑا ہو کر پنکھا جھلنے لگا اور ایک ہاتھ سے غبار
بیہوشی اڑاتا تھا پنکھے کی ہوا سے ناک مین اسکی بیہوشی گئی وہ پتلا چھینک کر بیہوش ہو گیا برق نے اور
زیادہ غبار بیہوشی اڑایا یہانتک کہ جو لوگ اسکی خدمت کے لیے تھے وہ بھی بیہوش ہو گئے اسوقت
اسنے چاہا کہ پتلے کا سر کاٹ لون مگر وہ پتلا پتھر کا ہو گیا یہ حیران ہوا کہ اب کسکو مار دون ناچار انھین خدمتی
لوگون کو جنھین بیہوش کیا تھا اسنے ہوشیار کر کے کہا اے میان تم سب سو گئے تھے ذرا دیکھو تو میان
سوار صاحب کو وہ تو پتھر کے ہو گئے اب خدمت کس کی کرین ان لوگون نے اس بیان کو سنکر تعجب
کیا اور اٹھکر پتلے کو دیکھا واقعی وہ پتھر کا ہو گیا تھا یہ دیکھکر باہم مشورہ کیا کہ چلکر مصور سے کہین وہ میان
تو پتھر کے ہو گئے غرض خبر گیرے روانہ ہوے برق بھی انکے ساتھ گیا اور سب نے جاکر مصور سے پتلے کا
پتھر ہونا بیان کیا وہ سارا ماجرا سنکر پتلے کے خیمے مین آیا اور اسکو پتھر کا دیکھکر بڑی دیر تک سحر پڑھا کیا
تا اینکہ وہ پتلا پھر جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اور ہوشیار ہو کر کہا ہوا کہ مین سو گیا تھا مصور نے کہا کچھ نہین یہان
عیار شاید کوئی آیا تھا اسنے آپ کو بیہوش کر کے قتل کرنا چاہا ہو گا پتلے نے کہا اگر یہ امر ہے تو آپ کچھ فکر
نہ کرین مین غائب ہوا جاتا ہون بروقت لڑنے کے آجاؤنگا یا جب مجکو کوئی بیہوش کریگا مین پتھر کا ہو جاؤنگا
کوئی مجھے قتل نہ کر سکے گا مصور اسکی تقریر سنکر مطمئن ہوا اور پھر کر اپنے مقام پر چلا آیا برق نے بھی یہ
گفتگو سنی دلمین غور کیا اب اس پتلے کو بیہوش کرنے کیلیے یہان ٹھہرنا بیکار ہے لازم ہے کہ اور کوئی تدبیر کرنا
چاہیے یہ سوچکر وہان سے کچھ حیلہ کر کے روانہ ہوا اور بارگاہ حیرت کی جانب ساحر کی صورت بنکر چلا
جب وہان پہونچا ایک خدمتگار کو ملکہ حیرت کے اشارے سے بلایا اور کہا چلو تم کو مصور بلاتے ہین خدمتگار
اسکا نام سنکر بہت خوش ہوا کہ مین بھی ایسا ہون جسے مرشد زادے ساحرون کے بلاتے ہین بس اسی
وقت ہمراہ ہو لیا برق نے کہا واسطے تفریح طبع کے صحرا کیطرف گئے ہین بارگاہ مین نہین ہین اسی سمت چلو خدمتگار
نے کہا کچھ ہمین بھی معلوم ہوا کہ کیا کام ہے اسنے کہا کچھ انعام تقسیم کیا ہے تمہین بھی دینا ہے اور کچھ کام نہین تمھین بھی انعام
دینا منظور ہے خدمتگار اس فقرے کو سنکر نہایت خورسند ہوا اور اسکے ساتھ جنگل مین آیا اسنے تنہا پاکر اسکے منھ
پر بیضۂ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا برق نے اور زیادہ اسکو بیہوش کر کے اسی کا پیرہن پہنکر اور اسی
کی ایسی صورت بنکر اپنی راہ لی اور ایک رقعہ حیرت کیطرف سے مہر کر کے لکھا اور بارگاہ مصور مین آیا
وہ رقعہ اسکو دیا اسنے پڑھا لکھا تھا کہ ہمنے سنا ہے عیار نے پتلے کو بیہوش کیا تھا ایسا نہو کہ عیار پتلے کو
مار ڈالین لہذا میرے اطمینان کے لیے لکھ بھیجو کہ یہ پتلا جو بنایا ہے اسکی جان کاہے مین رکھی ہے مصور نے جواب
مین رقعہ کے لکھ بھیجا کہ یہان سے کچھ دور ایک درہ کوہ مین بہت سے عقاب تیز پرواز میرے سحر کے ہین
ان مین ایک عقاب نہایت زبردست اور بڑا ہے اسکو کوئی مارے اور اسکا خون لیکر اس پتلے پر چھڑکے

تو البتہ یہ پتا ملے برق یہ رقعہ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا اور ملکہ مہرخ کو دکھایا مہرخ بہت خوش ہوئی اور اسیوقت سوار ہوکر بموجب نشان تحریر رقعہ کوہ مین جاکر ڈھونڈنے لگی بہت سے عقاب ہر سمت پھر رہے تھے انہین جو عقاب کہ بہت زبردست اور بزرگ نظر آیا اس پہ اسنے سحر پڑھنا شروع کیا پہر بھر مین وہ عقاب زمین پر گرا اسنے کارد سے اسکو ذبح کرکے خون اسکا شیشہ مین بھر لیا اور اپنی بارگاہ مین آئی لیکن کسی سے اس راز کو بیان نہین کیا ادھر جب رات زیادہ گئی وہ دونون خدمتگار جنکو برق نے بیہوش کرایا تھا ہوشیار ہوے اور اپنے تئین تنہائی مین پہنہ پڑے دیکھکر سمجھے کہ عیار تو لشکر مین آیا ہی کرتے ہین اور روز ایسے شعبدے ہوا کرتے ہین آج ہمین پر یہ واقعہ گذرا لیکن شکر ہے ساری کا زندہ رہے غرضکہ وہان سے اُٹھکر لشکر مین آئے اور لباس پہنکر اپنے کام مین مصروف ہوے از بسکہ رات زیادہ گئی تھی مالک دونون کے آرام مین تھے انسے اپنی حقیقت کہہ نہ سکے جسدم مہر تابان مثل ملازمان پٹکہ زرین کمر سے باندھکر بارگاہ فلک مین آیا اور پشت کمن خاور سے ہوشیار ہوکر نکلا کہ بمقتضاے مؤلف

اُٹھے خواب نوشین سے پیر و جوان
کیا مہر تابان نے روشن جہان
چلی سمت مشرق سے ایسی ہوا
چراغ فلک بجھ گئے جھلملا

مصور اٹھکر پہلے اپنے بیٹے کو دیکھنے آیا زندہ دیکھکر خوشنود ہوا خدمتگار نے چاہا حال اپنا بیان کرے پھر خائف ہوا کہ ایسا نہ ہو عیار یہان موجود ہو اور اظہار از میری زبان سے فاش ہوتے معلوم کرکے مجھکو کسی وقت قابو پاکر مار ڈالے یہ سمجھکر خاموش ہو رہا مصور وہان سے اُٹھکر بارگاہ حیرت مین گیا وہ پہر آچلی تھی حیرت آرام کرنے جاتی تھی اسنے پوچھا کہ اے ملکہ تمنے کل رقعہ بھیجا تھا حیرت نے کہا مین سمجھکر جواب دونگی آپ جاکر طبل جنگ بجوائیے مین دن بھر مین بیس نامے بھیجتی ہون یاد کسکو رہتا ہے کہ کل کتنے خط آئے اور کتنے بھیجے اب جو کچھ پوچھیے گا سہ پہر کو پوچھیے گا یہ کہکر سونے چلی گئی اور مصور پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا از بسکہ دوپہر تک یہ بھی سو رہا تیسرے پہر کو اٹھکر افسران فوج کو بلایا اور انتظام لڑائی کا کرنے لگا میخواری مین مصروف ہوا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا فرط مستی مین بے اندیشہ انجام قریب شام حکم طبل جنگ بجنے کا دیا جسوقت ترک روزگار نے حکم طلایہ داری لشکر انجم نسبت بہرام فلک کے صادر فرمایا اور زنان مہتاب کی طرح مہتاب روشنی بخش سیدان عالم ہوا مؤلف

تخت سے افلاک کے شاہنشہ مشرق مین
بارگاہ غرب مین جاکر ہوا مسکن گزین
نور مہتاب فلک کی چار سو پھیلی چمک
انتظام لشکر انجم مین تھا ترک فلک

لشکر مین صداے طبل جنگ بلند ہوئی حیرت نے بھی طبل رزم بجوایا جاسوسون نے خبر اس معرکہ کی ملکہ مہرخ کو پہونچائی یعنے بادب تمام بعد ادائے دعا و ثنا عرض پیرا ہوے نظم

شہا تیرا اقبال دائم رہے	ہمیشہ ترا ملک قائم رہے
رہین تیرے دشمن ہمیشہ ذلیل	خدا تیرا ہر حال مین ہو کفیل
عدو کل کے دن طالب جنگ ہے	پھر آمادۂ شر وہ بے ننگ ہے

مہرخ نے خبر سنتے ہی نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کرنا پھنکی صور اسرافیل گویا بجا لشکر کے آراستہ کرنے مین ہر سردار نے فتا تون افواجا کا غلغلہ بلند کیا پھر وہی غلغلۂ گیرودار پھر ویسا ہی ہنگامہ آشکار تھا ساحر مصروف سحر خوانی تھے بہادرون کو جوش شجاعت و ارمان جوانی تھے طبل ہر مقام پہ بجاتے صبح تک یہی سامان رہا ہر ایک کو جان جانے کا گمان رہا جسوقت فراق شاہد شب مین آہ آتشین سینۂ دہر سے نکلی اور آفتاب تابان بنکر دہن مشرق سے شعلہ نمودار ہوا مؤلف

سینۂ مشرق سے نکلا ایسا شعلہ آہ کا	مہر تابان بنکے گردون پر نمایان ہو گیا
گرمی سوز درون بھی پھر ظاہر ہوئی	جسکی ساری دہر مین پھیلی ہوئی تھی روشنی

لشکر وارد دشت مصاف ہوئے جوق جوق اور طوق طوق کے پرے بندھ گئے باجے جنگی بجے کوس وکرنا گرجے مصور و حیرت بھی بڑی چمک دمک سے لشکر لائے ساحرون کے پرے جمائے ناقوس پھنکے اور گھنٹے بجے گھٹا سحر کی چھا گئی آتشباری اور سنگباری سے میدان مثل تنور گرم ہو کر تپ گیا صداہائے مہیب سے بیرونگی یہ معلوم ہوتا تھا گویا دفتر عالم الٹ گیا القصہ بعد ترتیب صفوف افواج تخت دونون لشکر کے سرتاج کے قلب مین قائم ہوئے دلاور مرنے پر عازم ہوئے نقیب مذمت دنیائے دنی کہکر میدان سے جب ہٹے بہادر سناٹے مین آگئے مصور نے کچھ سحر پڑھا یکایک سم مرکب کے کڑاکے کی صدا بلند ہوئی وہی تپلا جسکا ذکر ہو چکا ہے ایک طرف سے پیدا ہوا اور میدان مین آکر ٹھہرا مصور نے مبارزطلبی کی ملکہ مہرخ نے تاج اتار کر بوسہ دیکر تخت پر رکھا کل لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے تمام سردار پیادہ ہو کر سامنے ملکہ کے آئے باجے بجنے لگے ملکہ نے سب کو تسکین و دلاسا دیکر حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ پر جاکر ٹھہرو اور آپ طاؤس پر چڑھکر سامنے اس سوار کے گئی ضرب اس سے طلب کی اسنے ایک نارنج مارا ملکہ مہرخ نے بھی ناریل مارا نارنج و ناریل لڑکر باہم ٹوٹ گئے اس عرصہ مین مہرخ قریب اسکے طاؤس اڑا کر گئی وہ چاہتا تھا کہ تلوار کا وار کرے اسنے شیشہ سے خون لیکر ایک چھینٹا مارا جیسے ہی خون اسپر پڑا ایک شعلہ اسکے جسم سے نکلا اور اسنے جلنا شروع کیا دم بھر مین خاک ہو کر رہ گیا واہ واہ کا نعرہ لشکریان مہرخ نے بلند کیا مصور کو بڑی ندامت ہوئی اور چاہا خود لڑنے کو جائے صورت نگار اسکی زوجہ نے روکا اور لڑنے نہ دیا اسوقت اسنے افسران فوج کو للکارا کہ اس نمک حرام کو میدان سے جانے نہ دو فوج نے مہرخ پر حملہ کیا اس طرف سے لشکر مہرخ پر جاپڑا ادھر تو دونون لشکر باہم مل گئے اور جنگ سحر اور شمشیرزنی شروع ہوئی کہ

نظم

چو از روز پاسے بہ پنہان گذشت — بیابان ز خورشید تفتیدہ گشت
ہوا گشت ہمچون بخار تنور — کہ در روغن افتادہ زان نان مور
بچہ در روغن آفتہ ماہی در آب — ز سوز جگر داشت صد پیچ و تاب
ہوا گرم آتش فشان تیغہا — بدو جذر در پاسے خون میغہا
بخون ہر یکے مست و بیتاب بود — جگرہا کباب از تپ آب بود

آخر قریب شام حیرت طبل آسایش بجوا کر تا کام پھری مہرخ بھی داخل بارگاہ ہوئی لشکر نے کمر کھولی سردار دربار مین آئے سپاہیون نے بستر ے لگائے بارگاہ مین ناچ ہونے لگا دور جام ے گلفام چلنے لگا اور یہی ہنگامہ عشرت لشکر حیرت مین بھی گرم تھا مصور بھی شریک بزم تھا حیرت نے اسوقت پوچھا کہ اے مصور تم کل رقعہ کا کیا حال پوچھتے تھے اُسنے کہا آپ نے رقعہ بھیجا تھا جسمین پتلے کی جان کا حال دریافت کرنا لکھا تھا مین نے اسکی کیفیت سب جواب مین لکھ بھیجی تھی بس یہ پوچھنا تھا کہ وہ رقعہ آپ ہی نے بھیجا تھا یا کسی اور نے حیرت نے جواب دیا کہ میرے فرشتونکو بھی خبر نہین کیسا رقعہ کیسی جان مجکو نہین معلوم مصور نے کہا آپ کا خدمتگار لے گیا تھا اور خدمتگارون کو طلب کرکے ایک کو انمین سے تبلایا کہ یہ رقعہ لایا تھا حیرت نے اس سے عنا بات پوچھا خدمتگار نے اسوقت موقع اپنے عرض حال کا پاکر سارا ماجرا اپنے بیہوش ہونیکا بیان کیا پھر تو مصور کے خدمتگار نے بھی اپنی حقیقت کہی مصور کو یقین واثق ہوگیا کہ کوئی عیار تجھ سے پوچھ گیا ازبسکہ یہ نبیرہ سامری ہی بزور سحر اسنے دریافت کیا کہ کس عیار نے یہ چالاکی کی معلوم ہوا برق عیار نے بصورت خدمتگار تجکو فریب دیا یہ جو معلوم ہوا آتش غضب نے خرمن تحمل کو جلا دیا اُسی وقت سحر پڑھکر شکل نقارون یہ دنی زمین مین سمایا موش صحرائی کیطرح دامن دشت کترتا ہوا بارگاہ مہرخ مین پہونچکر باہر نکلا یہان سب عیار مژدہ فتح سنکر حاضر ہوے تھے ان مین سے یہ برق کو پنجے مین داب کر اڑا ساحران بارگاہ نے بہت سے نارنج ترنج گولے سحر کے مارے مگر کچھ اثر نہ ہوا مہرخ و عشاق و بہار وغیرہ بھی اُڑکر پیچھے پیچھے روانہ ہوے وہ برق کو اپنی بارگاہ کے دروازے پر لایا اور سحر سے بیحس و حرکت کرکے زمین پر ڈالدیا اور اسیوقت جلاد کو بلایا حکم دیا جلد اسکا سر کاٹ ڈال جلاد نے برق کو بوریے پر بٹھاکر کوئلے کا خط گردن پر دیا اسوقت مصور کے حکم سے کچھ فوج بھی تیار ہوکر بہر حفاظت ہر سمت آگئی اور حیرت بھی یہ خبر سنکر باہر بارگاہ کے آ کھڑی ہوئی برق سامان مرگ اپنا دیکھکر دل سے درگاہ رب العزت مین رو کر دعا کرنے لگا کہ نظم

یا الٰہی پئے رسول خدا — بہر زہرا اے عقدہ کشا
دست ظالم سے دے نجات مجھے — آج کافی ہے تیری ذات مجھے

تیر دعا ہدف اجابت پر لگا جلاد گردن جدا کیا چاہتا تھا مہرخ وغیرہ آگئے ہو مگین بہار نے آتے ہی سحر کرکے

اندھیرا کردیا اور عشاق نے سحر کی بجلی جلاد پر گرائی کہ اسکو دو ٹکڑے کر گئی اور مہرخ جو بچنے نیکر گری برق کو اُٹھا لیگئی مصور نے پہلے تو دہ سحر کر کے روشنی کی جب جلاد کو ہلاک پایا اور برق کو زیر تیغ نہ دیکھا اچھلا کر بزدر سحر اڑا اور للکارتا ہوا عقب مہرخ و بہار چلا صورت نگار نے اسکو تنہا جاتے دیکھا نفیر سحر بجائی لشکر مین قرنا پھنکی جلد کمر بندی ہوئی اور رفوج لیکر صورت نگار چلی اس طرف عشاق آگے بڑھکر لشکر مین پہونچا اور عیار بھی دوڑکر آئے حکم کیا کہ جلد لشکر تیار ہو کہ ہماری ملکہ فوج مخالف مین گھر گئی ہے بس یہ خبر سنتے ہی جو جس طرف بیٹھا تھا اسی طرح اٹھکر جھپٹا اور رجوحر یہ جبکو ملا اٹھا لیا غرضکہ مہرخ کو فوج عدو نے راہ مین گھیرا تھا کہ ادھر سے بھی فوج آپڑی اور باہم سحر سازی شروع ہوئی برق کو مہرخ نے ساحرون کو دیکر اپنی بارگاہ مین بھیجدیا اور آپ فوج سے مقابلہ کیا ساحر سے ساحر بردے ہوا بھڑ گیا سحر کی لاگین منتر کی چوٹین چلنے لگین آسمان سے ہاتھ پاؤن سر کا مینھ برستا تھا آندھیونکا شور ایسا کہ گوش فلک کر ہوگیا تھا کبھی ایسا اندھیرا ہوجاتا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا کبھی ہزار ہا تارے اور آفتاب نکل آتا تھا نظم

اندھیرا تھا ہر سمت چھایا ہوا　　نکل آیا سورج اُجالا ہوا
پڑی جبکہ اس مہر کی روشنی　　وہین اسکو بیہوشی طاری ہوئی
پڑھا رخ جو مہرخ نے اس سحر کا　　چھپا سحر کے ابر مین مہر سا
زمین پر سرونکی جو بارش ہوئی　　کہ وا انکی زمین سر زمین بنجی
ہوا پر چمکتی تھی یون تیغ تیز　　کہ بجلی ہو جسطرح سے شعلہ ریز
کہین آندھیون سے تھا طوفان بپا　　کہین شور بیرون کا لانتہا

اس ہنگامہ کا شور سنکر حیرت بھی آئی اور نتیجہ اس جنگ کا بے سود سمجھی مصور سے کہا اس لڑنے سے فتح ہونا اور طلسم سے عذر کا دفع ہونا ممکن نہین تاوقتیکہ کوئی تدبیر ایسی نہ کی جائے جس سے نمک حرام عاجز ہون یون مقابلہ بیکار ہے یہ کہکر طبل بازگشت بجوایا لشکر پھر آئے دوبارہ سب نے کمر کھولی آسودگی ہوئی حیرت نے صرصر عیارہ کو طلب کر کے بہت غیرت دلائی کہ دیکھ عیار ایسے ہوتے ہین کس طرح پتلے کی جان کا حال پوچھکر اپنے لشکر کو بچایا فی الحال عمرو بھی لشکر مین نہین ہے مگر تجھ سے کچھ نہین ہوسکتا جا ملکہ مہرخ کو گرفتار کر کے لا صرصر نے عرض کیا کہ آپ کے اقبال سے لاتی ہون یہ کہہ کر روانہ ہوئی اور صورت ساحر کی بنکر جب لشکر مین آئی ایک کنیز کسی جادوگرنی کے خیمہ سے نکلکر اپنی بی بی کے پاس بارگاہ مین جاتی تھی اسنے اس کنیز کو بہانے سے علحدہ بلایا کہا میری بات سنتی جا وہ جب تنہائی مین آئی اس نے فوراً حباب مار کر اسکو بیہوش کیا اور اسکا پیرہن پہنکر اسی کی ایسی صورت اپنی بھی بنائی یعنے محرم کے بند دکھانے کے لیے بہت چست کر کے باندھے دوپٹا اوڑھکر کاندھے سے ٹلکا دیا سینہ آگے سے کھلا رکھا اسلیے کہ طوق اور جگنو جو پہنے ہون لوگ اُسے دیکھین کاجل آنکھون مین لگایا مسی ہونٹون پر

ایسی لگائی کہ ٹھنڈی ہو تک آئی ہی باپ گھرتی اور گراتی ہنس ہنس کر ایک بیک سے آنکھ ملاتی تھی جس کسی نے
[illegible] دیا اسنے چٹیر و امنڈی کا ٹانا شروع کیا جو [illegible]
نکالیا [illegible] موت [illegible] بارگاہ مین آئی اتفاقاً ملکہ بلاؤس نے اس سے پوچھا کہ ارے [illegible]
[illegible] تھی صرصر [illegible] دوش کیا ہے وہ کنیز اسی کی ہے بس اسنے اٹھلا کر کہا واری ذرا دم [illegible]
[illegible] ادی چکلو سی کی سوجھی ہے یہان مین چوکی پر جانے دو تھی تیری [illegible]
تھی [illegible] کبھی تیرے پوچھے کہین گئی تو خوب جوتیان پڑین گی یہ سنکر صرصر آفتابہ اٹھائے چلی
برق جو ساحر [illegible] سے دفع کیا تھا وہ بھی بیٹھا تھا اس نے کنیز کی طرف [illegible] دیکھا اور [illegible]
اسکے پیر سے [illegible] پہچانا کہ یہ عیار ہے بس حلیہ بھی [illegible] صرصر [illegible]
طرف دیکھتی جاتی تھی [illegible] برق کو آتے دیکھکر اسکے تیور سے پہچان گئی کہ [illegible]
ہی [illegible] بارگاہ فرار ہوئی برق نے پکار کر کہا استانی ٹھہرو [illegible] صرصر نے [illegible]
دیا کہ باہر آؤ تو مزا چکھاؤں برق خنجر پکڑ کر باہر جھپٹا لیکن کہا کہ سب ہوشیار رہین صرصر کسی کو گرفتار
کرنے آئی ہے یہ کہکر بیرون بارگاہ آیا دیکھا صرصر کا کہین پتہ نہین سمجھا کہ لشکر سے نکل گئی [illegible]
اور کسی سردار کے خیمے مین جائے اور اسکو [illegible] تلاش کر [illegible]
ہوا چاہا یہان صرصر ایک قنات کی آڑ مین چھپی کھڑی تھی اسکو [illegible] جاتے دیکھکر [illegible]
صورت اپنی مثل صورت ضرغام عیار کے بنائی اور پھر بارگاہ مین آئی مہرخ سے کہا مین صرصر کے پیچھے
دوڑا تھا وہ تو نہین ملی آپ بندوبست کیجیے کوئی اندر نہ آنے پائے اور برق [illegible]
آپ تو [illegible] مہرخ اٹھکر اسکے ساتھ الگ خیمے مین گئی اسنے [illegible] بیہوشی مار کر اسکو بیہوش کر [illegible]
پشتارہ باندھ کر لے چلی اس اثنا مین برق سب کہین صرصر کو ڈھونڈھکر بارگاہ مین آیا پوچھا مہرخ کہان؟
سب نے کہا ضرغام بلا کر لے گئے ہین قریب بارگاہ جو خیمہ ہے وہان گئی ہین برق یہ سنکر اس خیمے مین آیا
یہان دیکھا تو کوئی نہین سمجھا کہ صرصر لیگئی اسیوقت یہ بھی لپکا یہانتک کہ صرصر جنگل مین [illegible]
تھی ہنوز لشکر حیرت تک نہ گئی تھی کہ یہ بھی پہنچ گیا اور للکارا کہ استانی اب کہان جاؤ گی اسوقت [illegible]
خوب سبق دیا مگر اب بچنا مشکل ہے یہ کہکر خنجر پکڑ کر جا پڑا وہ بھی خنجر پکڑ کر لڑنے لگی دس بیس ہاتھ تیغ کے چلے
ہونگے کہ ایک طرف سے نعرہ قران بلند ہوا اور اسنے آکر [illegible] استانی ایک ہی ضرب مین تم فنا [illegible]
ہو بہتر یہی ہے کہ پشتارہ رکھدو صرصر [illegible] اسکو دیکھکر سہم گئی اور چاہتی تھی کہ کوئی [illegible] مگر
اس جگہ ایک ساحر بیابان جادو نام [illegible] ایک بیابان [illegible] لڑ رہے ہین
یہ دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اٹھا اور خنجر [illegible] پشتارہ اٹھانے گیا قران و برق خنجر [illegible]
[illegible] جب وہ چلا گیا یہ بھی [illegible] اور باہم مشورہ کیا کہ [illegible] صرصر کو یقین ہے کہ بارگاہ حیرت

مین لیجائے گا بس ہم پہلے ہی سے چلکر وہان ٹھہرین اور جیسا کہ محل و موقع دیکھین ویسا کرین غرضکہ صورت ساحرون کی
ایسی بناکر روانہ ہوئے ادھر وہ ساحر صرصر کو حقیقت مین سامنے حیرت کے لایا صرصر نے تسلیم کرکے عرض کیا
کہ اس طرح مین لائی تھی عیارون کے مقابلہ سے پھنکو اٹھالائے آئے حیرت نے دونون کو خلعت دیا اور
پانی چھڑکوا کر اس دھوکے مین کہ بیابان جادو نے مہرخ کو مسحور کرلیا ہوگا ہوشیار کرایا بیابان عین لڑائی
مین صرصر کے پشتارہ اٹھا لایا تھا سحر سے بےحس و حرکت کرنے کی نوبت نہ پہونچی تھی اسوقت جو مہرخ ہوشیار
ہوئی حیرت کو سامنے بیٹھا دیکھا اور بیابان کو قریب استادہ پایا سمجھ گئی کہ یہ ساحر مجھکو پکڑ لایا ہے بس اٹھکر
ایک طمانچہ بزور سحر ایسا اسکے مارا کہ بیابان کا سر پھٹ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا اسکی تلوار پکڑ کر
یہ حیرت پر جا پڑی سردار لینا لینا کہکر اپنی اپنی جگہ سے اٹھے لیکن مہرخ بادشاہ لشکر عمرو اور ساحر جیسے بدل
ہی جو اسکے سامنے آیا اسنے دو ٹکڑے اسکو کیا دس بیس ساحر مارے گئے پیر انکے غل مچانے لگے باہر کے تمام
ساحر دوڑے انھین کے ساتھ قران و برق بھی کہ ساحر بنکر آئے تھے اندر گھس آئے دیکھا کہ مہرخ جنگ
رستمانہ کر رہی ہے اور ساحرون کے نرغے مین گھری ہے یہ دیکھکر دونون عیار حیرت کے قریب جا کھڑے ہوئے
بظاہر لینا لینا کہتے جاتے تھے اس ہنگامے مین کون انکو پہچانتا اپنے بیگانے کی کسکو تمیز تھی یہ گھات مین
لگے تھے اسی اثنا مین مہرخ پر یورش زیادہ ہوئی اسنے ایک ترنج سحر پڑھکر ایسا مارا کہ تمام بارگاہ مین آگ لگی
اور زمین سے ہزارون مار و عقرب پیدا ہوکر ساحرونکو کاٹنے اور ہلاک کرنے لگے اسوقت حیرت کہ زوجہ
بادشاہ طلسم ہے غضبناک ہوئی اور کچھ سحر پڑھ کر دستک دی مہرخ ہرچند زبردست تھی لیکن اسکی برابری نہ کرسکی
بیہوش ہوکر گر گئی ساحر تو آگ بجھا رہے تھے سحر پڑھکر سانپ بچھو سے اپنے تئین بچا رہے تھے اور بہت سے
بھاگ گئے تھے حیرت خود اٹھی کہ مین مہرخ کا سر کاٹ لون اسوقت عیار تو اسکے قریب کھڑے ہی تھے
حیرت پر دوڑ کر برق نے کمند ماری وہ جبتک سنبھلے اور سحر کرے اسوقت تک اسنے بیضہ بیہوشی
ایک پر مارا کہ کمند مین الجھکر گری بیہوش ہوئی قران نے چاہا کہ جھپٹ کر ایک بغدہ ماردون اسوقت
ایک پنجہ چمک کر گرا اور مع کمند حیرت کو اٹھا کر لیگیا کہ قران نے اسوقت حقہ ہائے آتشبازی مارنا شروع
کیے وہان حقون مین دھوان ایسا پیدا ہوا کہ تمام بارگاہ تاریک ہوگئی اس اندھیرے مین جو آگے بڑھا
بیضہ بیہوشی اسکی ناک پر برق نے مارکے گرا دیا کہ وہ گرا قران نے بغدہ مار کر ہلاک کیا شور ساحرونکے
نے برپا کیا تھا آندھیان چلتی تھین جدھر دو ساحرونکی فوج اتری ہوئی تھی انکو گمان تھا کہ مہرخ
معہ اپنے لشکر کے آگئی ہے ہر سمت بھگدڑ پڑی تھی اسی ہنگامے مین کچھ دیر کے بعد مہرخ ہوشیار ہوئی اور بزور
سحر اوڑ کر چلی عیارون نے وہ ہنگامہ کر رکھا تھا کہ کسی نے انکا تعاقب نہ کیا جب یہ نکل گئے قران
و برق سمجھے کہ اب ٹھہرنا بیکار و بیفائدہ ہے یہ بھی جستین کرکے بارگاہ سے نکلکر راہی ہوئے اس عرصے
پنجے نے حیرت کو لاکر ایک باغ مین اتارا اور ایک ساحرہ کی صورت بنکر ہوشیار کیا حیرت نے جو

جب آنکھ کھلی بند و سحر حلقہ ہائے کمند کا ٹکڑا نکلی ساحرہ نے تسلیم کی اور کہا یہ کمترینہ پری زاد طلسمی ہے اور حکم شاد
ایسے ہی کام پر مامور ہے اسوقت آپ پر وقت صعب تھا کنیز اٹھا لائی ورنہ دشمن آپ کے ہلاک ہو جاتے واضح
ہو کہ حیرت و شاہ طلسم وغیرہ کے ہمزاد جبتک قتل نہ ہونگے یہ بیہوش نہ ہونگے ایسے ہی سبب پیدا ہوں گے
کسی طرح مارے نہ جائینگے غرضکہ حیرت وہان سے اٹھکر بارگاہ مین آئی اور آگ لگی ہوئی وہان کی بجھائی
لاشین بارگاہ سے اٹھواکر تخت پر بیٹھی دربار کا نقارہ بجا مسعور بھی اسکے پاس آیا باہم بیٹھکر تدبیر جنگ
مین مصروف ہوئے ادھر مہرخ بھی اپنی بارگاہ مین آکر پہونچی سرداروں نے استقبال کیا اور اسکے صحیح سالم
آنے سے ہر ایک نے نہایت خوشی کی جشن کرنیکا سامان کیا اسنے قران و برق کو خلعت فاخرہ عنایت
فرمایا اور طائران سحر بہر خبر گیری روانہ کیے ناچ ہونے لگا میخواری شروع ہوئی یہ سب تو آرام سے
ساکن گزین ہین لیکن شمہ حال سعادت اشتمال گام فرسائے بیابان طلسمات رہ نورد وادی عجائبات
عمرو خوش صفات ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ جو صبا کے جادو کو مار کر آگے چلے راہ مین مخمور سے کہا کہ وہ ساحر
جو مجکو اپنے گھر لے گیا تھا جسکو صبا نے قتل کیا گھر اسکا بالکل خالی ہوگا نہ اسکا کوئی وارث ہوگا نہ والی
ہوگا اس جگہ کو چلکر اب لوٹنا لازم ہے یہ مال مفت ہاتھ سے جاتا ہے اگر ایسا نہ کرینگے تو تا بہ اسفر طے
کیونکر ہوگا زاد راہ کہان سے آئیگا مخمور نے کہا یہ سحر بیانی ہے والله ہم کو لازم تھا مکان طلسمی اور وہ
مکان دوسرا جہان یہ ساحر ہمکو لیگیا تھا مع تمام صحرا وغیرہ کے ایک شاہزادی کے قبضے مین ہین اس جگہ کو
آپ تنہا نہ سمجھیے اور زیادہ لالچ نہ فرمائیے اتنی زاد راہ لے لیجیے عمرو نے جواب دیا کہ اگر ایسا ہی ہو دا ین
کروگی تو سہی تمھارا ساتھ چھٹنا مشکل ہے مین اپنا نقصان کہانتک گوارہ کرونگا اے مخمور تم نے سنا نہین
بیت خدا جسکو دے اور پھر نہ لے ہے اسکی عنایت سے منھ پھیرنا مخمور یہ سنکر ناچار ہوئی چونکہ حکم دیا
عمرو نے کچھ تقریر نہ کر سکی مجبوراً ساتھ ہوئی عمرو اسی مکان مین جسکا نشان پہونچا اور اسکو اکیلا پاکر
نکا جب فرش شیشہ آلات وغیرہ سب سامان وہانکا لوٹ چکا ایک صندوق کو جو اس مکان کی چھت مین لٹکتے
دیکھا مخمور سے کہا اس صندوق مین بہت مال ہوگا لاؤ اسکو بھی اتار دین مخمور بولی کہ اس مین ضرور کچھ
آفت ہوگی عمرو نے کہا تم ہر جگہ یون ہی کہا کرتی ہو اور اپنے ساتھ ہمکو بھی ڈراتی ہو مفلس بنانا چاہتی ہو
آفت اسمین کیا ہوگی صرف کھانے پینے کی ہے مخمور ان باتون سے نہایت پریشان ہوئی پھر سمجھی کہ چپ ہو
مثل قدر عافیت آن کس بداند کہ بمصیبتے گرفتار آید اسکو کسی آفت مین پھنسنے دو منع نہ کرو جب اس آفت
سے خدا بچائیگا اسوقت یہ پھر ایسی تقریر نہ کریگا ایسا کچھ سوچکر جواب دہ ہوئی کہ خواجہ سلامت آپ میری
جان و مال کے مختار ہین سب طرح کے حضور کو اختیار ہین جو سمجھیے مناسب عمل مین لائیے کنیز سے مشورہ
کرنا ضرور کیا ہے آپ خود مجرب ہین آپ افلاطون فطرت ہین اور عقل کل مرتبہ رکھتے ہین مین کیا اور میری عقل کیا
لونڈی ناقص العقل مشہور ہے سب کی زبان زد یہ ذکر ہے مخمور اس کی طمع مین بیٹھا اب عنقا کے تابوت شہزادی

رہ رکتا یہ خیر کچھ خیال مین نہ لایا اور صندلی پر چڑھکر صندوق کو چھت سے اتار اقفل اسکا فی الفور توڑا قفل ٹوٹتے ہی ایسی صدا سے ہولناک وہیب پیدا ہوئی کہ دنیا دہل گئی جگر ہر ذی حیات کا تھرا گیا عمرو بھی غش کر کے گر گیا صندوق کا تختہ آدھر گر اوپر نجا ہو کر علیحدہ ہوا اور اندر سے اسکے دو زنجیرین آتشین نکلین ایک زنجیر گردن خود مین اور دوسری گردن محمور مین پڑ گئی بعد لمحے کے جب انکو غش سے افاقہ ہوا اپنے تئین بہ نصیب بلا ہو کر دونوں کو قیدی پایا محمور نے کہا کون خواجہ مال تو آپ نے تو بہت کچھ پایا دل نہایت خوش ہوا ہوگا عمرو نے کہا آپ جھوٹ اے محمور تعجب کی بات ہے اس وقت اگر مین عاجزی کرتا ہون تو یہ اور زیادہ ہنسے گی نالاں ہوکر پاس سے دینے سے مردانہ کلام کرون یہ تجویز کر کے گویا ہوا کہ اے محمور خدا مالک ہے دیکھو تدبیر کی جاتی ہے تم نے سنا ہی کہ جہان گنج ہی وہان مار ہی جس جگہ گل ہی وہان خار ہی جہان شادی ہی وہان رنج بھی ہی ان امر دہر طلسم دنیا کا یہی دستور ہی لیکن مین حیران ہون کہ اس زنجیر آتشین سے میرے اور تمہارے جسم کو کیون نہ جلایا اسمین کیا بھید ہی ظاہر نہ ہوا محمور نے کہا آپ کے پاس انگوٹھی اور کپڑا حضرت اسحاق کا دیا ہوا ہی اور مین ساحرہ ہون یہی باعث ہی کہ دونون جلنے سے محفوظ ہین الغرض یہ دونون گرفتار تھے کہ صندوق سے ایک پتلی باہر نکلی اور اڑتی ہوئی ایک سمت چلی گئی چنانچہ ملکہ نور جادو جہان کی مالک ہی یہ اسی کی خدمت مین گئی یہان سے کچھ دور قلعہ نورانیہ ہی نور جادو حکم افراسیاب وہان کی مالک ہی یہ ساحر جسکو صبا سے جادو نے مارا تھا اسی کا ملازم تھا اور مکانات طلسمی کی حفاظت کیا کرتا تھا اسوقت ملکہ نور جادو ایک پہاڑ پر متصل اپنے قلعے کے کھڑی تھی دو بستر سو کنیزین خدمتگزار حاضر تھین ملکہ زر و زیور سے آراستہ تھی حسن مین بہتر از ماہ تھی کہ **مؤلف**

رشک ناہید چرخ مہ پارا	ملکہ چشم فلک کی تھی تارا
زینت باغ حسن وہ گل رو	رشک شمشاد تھا قد دلجو
جعد گیسو مین ایسے پیچ و تاب	پھنس کے عاشق کا دل تھا بیتاب
روے تابان تھا غیرت خورشید	حسن مین عاشقون کی صبح امید
گورے تن مین لباس تھا پر زر	جیسے تارے شعاع مین تیز
اسکے پائے تھے وہ لب و دندان	در و یاقوت جن پہ تھے قربان
سر سے پا تک مرصع سب گہنا	سچ تو یہ ہے کہ اسکا کیا کہنا

وہ پتلی نے جا کر بادب تمام تسلیم کر کے عرض کیا کہ بنیاد طلسم سے اب تک کبھی کسی کو ہوا نہ لگی تھی اسوقت پٹارا صندوق کا کھلگیا مین حاضر ہوئی جو کچھ ارشاد فرمائیے بجا لاؤن تعمیر جادو مارے گئے مین زندہ ہون ان کو بہادر نے اس پتلی کی زبانی یہ حال سنکر خیال کیا کہ کون ایسا زبردست یہان آگیا ہے پتلی کو نابود کر کے ملازم کو پکار اور اپنے اس حال کو دریافت کرنا چاہیے بس اسی وقت سنکر آگے بڑھی

اور جہان مخمور و عمرو بند تھے کنارے نہر کے وہان آئی مخمور از بسکہ مقربان بادشاہ طلسم مین سے ہے سب ناظم طلسم
اسکو پہچانتے ہین نور جادو کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ کیونکر یہان آکر گرفتار ہوئی کس لیے کہ نور جادو کو شریک
ہونا مخمور کا معلوم نہ تھا الغرض براہ استعجاب قریب آکر گویا ہوئی کہ اے بہن مخمور تم کہان یہ کیا ماجرا ہے
واہ بہن ہمارے پاس آتے ہوئے شرماتی تھین پاؤن مین کیا مہندی لگی ہوئی تھی کبھی بھولے سے بھی پھیرا نہ کیا ایک
مدت جو ادھر آئین بھی تو ہمارے کام مین خلل ڈالتی ہوئی آئین یہ تم سے توقع نہ تھی مخمور اسکی باتین سنکر
کبھی کہ معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] اسکو ظاہر نہین ہے پس کچھ حیلہ کرنا چاہیے ایسا کچھ سوچ کر
جواب دہ ہوئی تم یہ شکوے کرنے والی نہین ہو بڑی دیر سے مجبور زنجیر مین بندھا دیکھتی ہو کھڑی باتین بناتی ہو اور
کھولتی نہین حق [illegible] بہن تم بھی شریر ہو اتنا میرے گھر آئی تو مین ہی بولتا [illegible] آئی کن کی نور جادو
ان باتون سے ہنس پڑی مخمور نے کہا میری گردن کٹی جاتی ہے اور تم کو ہنسی سوجھی ہے خیر کیا مضائقہ ہے
سو دن چور کے تو ایک دن ساہ کا مشہور ہے کہ کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی رات نور اسکے شکوہ کرنے
سے خجل ہو کر بولی کہ جاؤ چلو تم نے جب قابو پایا تو گل دلوا دینا اسے بی کسی نے جان بوجھ کر کیا تم کو باندھا ہے
جو تم اتنا بگڑتی ہو یہ باتین کرتی ہوئی آگے بڑھی اور سحر پڑھکر دستک دی وہ زنجیر گردن عمرو و مخمور سے کھل کر
دونون صندوق مین آئین [illegible] جو نور کے پاس کھڑی تھی وہ بھی صندوق مین جاکر غائب ہوئی پڑا اسکا
بند ہو گیا تو نور نے مخمور کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ہوا بہن منہ کو تھوک دو اپنی کیفیت بیان کرو کہ یہان کیونکر آنا ہوا کیا
یہ دمسکڑا کون ساتھ تمھارے ہے کہ کار ان ایسی بلاؤن مین پھنستی پھرتی ہو تم رنڈی وہ مرد تمھارا اسکا ایسا پھیرا
مین سچ کہون کچھ دال [illegible] نکالا ہے مخمور نے کہا یہ تمھین ایسی او ماتی ہو اگر اسکو پسند کیا ہے تو یہ حاضر ہے نور نے کہا
بہن مین دیندین نوج ہوسے کالا صورت کو جھنیا اسکی شکل تو دیکھو جیسے بن مانس ہے عمر نے جو اسکے منہ سے اپنی
نسبت یہ باتین سنین مخمور سے کہا یہ رنڈی مزے دار معلوم ہوتی ہے جسطرح یہ بظاہر غمزے کرتی ہے اسی طرح باطنی
کرشمے بھی اسکو خوب یاد ہونگے نور از بسکہ عورت تھی کلام ہو رہی تھی مرد کے جواب دینے سے شرمندہ ہوئی
ٹال کر پوچھنے لگی کہ یہ کس مردوے کی قسم سچ بتاؤ کہ کون ہے آنا ہوا مخمور نے کان مین کہا بہن یہ شخص عمر عیار ہے
اسی نے طلسم مین ہنگامہ ڈال رکھا ہے شہنشاہ ہر چند چاہتے ہین کہ یہ گرفتار ہو مگر گرفتار نہین ہوتا ہے مین نے
شاہ طلسم سے اسکے گرفتار کرنے کا وعدہ کیا ہے اسلیے مناسب وقت جان کر اسکی اطاعت کر لی ہے اور
سر بسر اسکے ساتھ پھرتی ہون قابو پاؤن تو گرفتار کر کے لے جاؤن نور نے کہا تم اسکو میرے گھر لے چلو مین گرفتار
کر دون مخمور بولی کہ تمھین اس سے کہو میرے کہنے سے نہ جائیگا نور نے براہ مکاری اسکے بہلانے
نے کہا کہ بہن مخمور بعد مدت آئی ہو اور نہین معلوم پھر ملاقات ہو یا نہ ہو ایک ساعت کے لیے ہمارے گھر
چلو مخمور نے کہا اسے جواب دیا کہ خواجہ سلامت اگر چلین تو مین بھی چلون اس نے عمر سے بھی منت کر کہا کہ
خواجہ ہمارے غریب خانے تک تشریف لے چلیے عمرو دل مین سمجھا کہ اسکے پاس پوشاک عمدہ اور زیور مرصع ہے دوسرے

یہ کہ اس جگہ کی ناظمہ ہے مکان بھی اُسکا آراستہ ہوگا وہان چلنا خالی از منفعت نہین کچھ نہ کچھ مل رہیگا یہ سمجھکر چلنے پر راضی ہوا مخمور نے ہر چند چاہا کہ بحیلہ و حوالہ جانے سے محفوظ رہون مگر عمرو کے لالچ سے ممکن نہ ہوا ناچار یہ بھی ہمراہ ہوئی نور انکو تخت سحر پر بٹھاکر روانہ ہوئی اور کوہ و دشت کو طے کرکے اپنے قلعے مین پہونچی عمرو نے دیکھا کہ قلعہ رعایا سے آباد ہے ہر ایک ساکن یہان کا دلشاد ہے مکانات عمدہ آراستہ ہین دُکانین پیراستہ ہین دوکاندار مرفہ الحال ہین مال و دولت سے مالا مال ہین کہ بقتضای نظم

رشک فردوس وہ گلستان تھا ‎ ‎ خوشہ چین اس چمن کا رضوان تھا
کیون نہ ہو شہر اس طرح آباد ‎ ‎ فوج سب خوش ہے اور رعیت شاد
با قرینہ دو رویہ تھا بازار ‎ ‎ نعمتین سب جہان کی تیار
تھا دکانون مین خوب سرمایا ‎ ‎ جسکا ثانی نہ اور جا پایا
لطف بازار نے دکھایا تھا ‎ ‎ عجب انداز سے بسایا تھا
بے خطر راہ مستقیم کہو ‎ ‎ سیر دیکھو جو ان کی شاد رہو
پختہ تیار سب دکانین تھین ‎ ‎ عرش کی کرسیونکی شانین تھین
کہین بازار ایسا بستا تھا ‎ ‎ تھی یہ کثرت کہ بند رستا تھا

عمرو سیر کرتا ہوا قریب دارالامارت شاہی کے آیا اُسکو بھی نہایت سجا پایا ملکہ نور جادو نے اپنے باغ مین لاکر اُتارا باغ بھی جنت بے نظیر تھا گل و ثمر سے بھرا سر سبز و ہرا بھرا تھا جواہر کے درخت لگے تھے یک قلم پھولے پھلے تھے روش بڑی درست تھی باغبانی ہر ایک چالاک و چست تھی جانور ہر ایک زمزمہ پیرا تھا گلون سے ہر شجر لدا تھا کہ نظم

پھر نظر آیا وہ باغ دلکشا ‎ ‎ دیکھکر جس کو یہ ششدر رہگیا
عرض و طول اسکا تھا بیشک بیگمان ‎ ‎ مثل طول و عرض وہم عاقلان
لعل و یاقوت و زمرد کے شجر ‎ ‎ روشنی سے جنکی تھی خیرہ نظر
سیم و زر کی خشت سے اسکی بنا ‎ ‎ تعبیہ جس مین جواہر سے ہوا
سنگریزے کی جگہ اس مین گہر ‎ ‎ ایسے تابان تھے کہ خیرہ ہو نظر
ذرے ذرے مین تھی وہ تابندگی ‎ ‎ ماہ و خور کو جس سے ہو شرمندگی
بیچ مین اس کے زمرد کا مکان ‎ ‎ گرد اسکے ہر طرف آب روان
فرش ہر جا سندس و زربفت کا ‎ ‎ سب طرح کی وان مہیا تھی غذا

بیچ باغ مین بارہ دری بنی تھی ستونون مین اسکے جواہر کی پچی کاری تھی فرش مکلف بچھا تھا شیشہ آلات لگا تھا مسند پر زر آراستہ تھی تمام اسباب عیش و عشرت سے وہ جگہ معمور تھی کسی چیز کی احتیاج نہ تھی

ضرورت تھی کہین زنانہ سجا تھا کہین آبدارخانہ تھا نور نے مخمور کو مسند پر بعزت تمام بٹھایا عمرو نے جو سونے کے
میر فرش رکھے دیکھے فوراً پیر پھیلا کر قریب میر فرش اپنے تئین گرایا اور بچا لاکی میر فرش لیکر زنبیل مین رکھا
پھر ہائے ہائے کرنے لگا کہ میرے چوٹ لگی خواصون نے بایمائے ملکہ نور اسکو اٹھایا اور کہا یہان کا میر فرش
کیا ہوا عمرو نے کہا گھر مین بلا کر چوری تو نہ لگاؤ یہ میری تلاشی لو اور اٹھکر دوسری طرف گیا آنکھ بچا کر
ادھر بھی میر فرش اٹھا لیا لونڈیان غل مچانے لگین کہ صریحاً فرش کے کونون پر میر فرش رکھے تھے ابھی
ابھی غائب ہوگئے عمرو نے بگڑ کر کہا اے تجمہ اٹھو یہان سے چلو ہم کو سب نے چور مقرر کیا ہی ایسی جگہ بھرنے
مین چوری لگی آبرو گئی پھر یہان آنا دشوار ہے نور جادو نے اسوقت کنیزونکو گھڑکا اور عمرو کا اٹھکر ہاتھ پکڑ لیا
کہا آپ تشریف رکھیے کنیزین بدتمیزین ان کو بخشدیجیے یہ کہکر اسکو بٹھایا اور لونڈیون سے کہا دور ہو
جیب سے ہو میر فرش کہین ہوگا مل رہے گا کیون غل مچاتی ہو کنیزین ناچار خاموش ہو رہین اور عمرو بیٹھا نور نے
جام شراب بھر کر دیا عمرو نے جام ہاتھ مین لے کر کہا اے ملکہ وہ کنیز مجھے گھورتی ہی نور نے کنیز کی جانب دیکھا
عمرو نے بچا لاکی شراب مین سفوف بیہوشی تین مثقال ملایا اور کہا اے ملکہ یہی شراب جب پیون گا کہ جب
آپ پہلے پی لین گی کیونکہ یہ جگہ پر از دشمنان ہی مجھے طرح طرح کے شک ہین نور نے اسکے کہنے سے وہ
جام لے کر بے اندیشۂ انجام بیک جرعہ درکشید کیا مخمور وہان سے اٹھا اور کہا میخانے سے اپنے لیے شراب
تحفہ چکھ کر لاؤن اور میخانے مین جاکر سب شراب کو آغشتہ بدارو بیہوشی کیا جو لوگ وہان تھے
انسے کہا قرابے اور بوتلین لاؤ کسی سے کہا تم باغ سے پھول توڑ لاؤ شراب مین خوشبو نہین
مین بساؤنگا غرضکہ حیلہ کرکے سب کو ہٹا کر اپنا کام کیا پھر حکم دیا کہ یہی شراب صحبت مین لاؤ وہی
شراب کنیزین لیکر حاضر ہوئین ان سے کہا ایک ایک جام پہلے تم سب پیو انھون نے بھی ایک ایک
ساغر پیا بعد لمحے کے بیہوشی نے تاثیر کی اور ہر ایک جھتی پیزار لڑکر بیہوش ہوگئی نور جادو کا بھی یہی حال
ہوا جب سب بیہوش ہوگئے عمرو نے نور کے کپڑے اتار کر آپ پہنے اور اسکی ایسی صورت بنا کر مخمور سے
کہا تم کنیزون کو ہوشیار کردو اور آپ نور کو زنبیل مین رکھکر مسند پر بیٹھا مخمور نے جب لونڈیونکو ہوشیار کیا
عمرو جو بصورت نور تھا خفا ہوا کہ مالزادیو تم موجود تھین اور عمرو نے بیہوشی شراب مین ملاکر تم سب کو
بیہوش کیا اور آپ بھاگ گیا وہ تو جمشید نے بڑی خیر کی ورنہ سب کو قتل کر ڈالتا مخمور نے اس
اس گفتگو کو سنکر کہا بہن اور تو وہ تیری گیے کی محنت برباد گئی اب مین شہنشاہ کو جا کر منہ کیا دکھاؤنگی
اور اس مفتری کو کہان پاؤنگی نور نے کہا یہ تو سب کچھ ہوا اب وہ ایسا نہو کہ قلعہ کو لوٹے بہن
تم یہان ٹھہرو مین جاتی ہون انتظام کرنے یہ کہکر وہان سے اٹھا ایک آدھ کنیز کو ہمراہ لیا وہ انتظام
کرتی آگے آگے چلین یہ انکے ہمراہ دارالامارت شاہی مین آیا یہان امرا وزرا اراکین سلطنت حاضر
تھے سب نے تسلیم کی عمرو سریر جہانبانی پر بیٹھا اور حکم دیا کہ تمام شہر مین دہل زنی کی جائے یعنی عمرو عیار

کو مین قید کر کے لائی تھی وہ چھوٹ گیا ہے سب اہل شہر اپنی حفاظت کرین جوہری و مہاجنان شہر اپنا اپنا
مال سرکار مین لاکر جمع کردین معہ سود اور منافع کے اصل زر روپیہ بعد فرو ہونے اس ہنگامے کے انکو
واپس دیا جائیگا یہان بحفاظت رہیگا اگر تلف ہو جائیگا سرکار اسکا ذمہ دار ہے اپنے اس سے
ہونگی اور اگر انکے گھر مین رہے گا اور لٹ جائیگا تو سرکار کچھ نالش فریاد اسکی نہ سنیگی القصہ اسل شہر
مین حسب الحکم منادی ہوئی مہاجنان شہر اور مالدار لوگ دہشت ناک ہو کر مال اپنا سرکار مین جمع
کرنے کو بھیجنے لگے الگ الگ مکان اور درجے ہر ایک کو اسباب رکھنے کے لیے خالی کر دیے گئے
دو روز تک یہی انتظام رہا عمرو ہر شب باغ مین جاکر آرام کرتا تھا صبح کو تخت حکومت پر جلوہ گر ہوتا تھا
تیسرے دن دو پہر رات گئے عمرو نے خزانہ دار کو طلب کیا اور کہا کہ آج مجھکو اندیشہ عظیم ہے کنجیان
خزانے کی مجھے حوالے کرو اور میرے ہمراہ چلکر کل مال رعایا اور جو ہمارا خزانہ ہو تبلادو خزانہ دار
نے کنجیان حوالے کین اور سب مال تبلا دیا عمرو نے ہمراہیون کی سب ہٹادیا ہر ایک کو رخصت کرکے
سب مال رعایا کا اور نور جادو کا خزانہ جال الیاس مین بند زنبیل کیا پھر وہان سے باغ مین آیا
محمور سے کہا چلنے کی تیاری کرو اور ایسا سحر کرنا کہ سارے شہر مین غلغلہ و تلاطم برپا ہو مین اس ملک کو
لوٹ کر بھیج کر بیردان قلعہ تمھین لونگا تم شہر سے باہر نکلجانا محمور انکے ارشاد کے بموجب تیار ہوئی
عمرو نے بیٹھکر کنیزوں جو باغ مین تھین پاس اپنے بلایا اور حکم دیا سب میرے پاس بیٹھو اور ہمراہ دو ایسا
ہو کہ عمرو اگر چھ گز نہ بچو سجائے کنیزان بموجب حکم تھین اُسنے پردانہ ہاے بیہوشی اڑ اُنکے کردہ شمعون پر گرکر
جلین دھواں انکا دماغ مین کنیزون کے گیا سب بیہوش ہو گئین عمرو نے باغ اور بارہ دری کا اسباب
مع فرش و شیشہ آلات وغیرہ لوٹ کر زنبیل مین رکھا پھر کنیزون کا گہنا اور کپڑے اتار کر نور جادو کو
زنبیل سے نکالا اور زبان مین سوزن دیکر ستون ایوان رسی سے باندھکر ہوشیار کیا اور کہا
میری اطاعت کر اسلام کی مطیع ہو مین سارا شہر تیرا لوٹ چکا اور اب تجھکو قتل کرونگا تو رونے یہ ماجرا
سنکر اشک حسرت بہاے اور اشارے سے کہا مین ہرگز اطاعت اسلام نکرونگی اسکے انکار کرتے
ہی عمرو نے سر اسکا جدا کیا العیاذ باللہ شور اسکے مرنے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے عمرو نے جلد جلد
کنیزون کے سر کاٹنا شروع کیے پھر تو تمام عالم مین تاریکی چھاگئی اور صدائین مہیب آنے لگین نا زبان
نور جادو گھبرا کر جانب باغ دوڑے اس تاریکی مین محمور اڑکر برسے ہوا جاکر ٹھہری جو دربار باغ پر
ساحر آیا اُسنے تارنج مارا کہ اسکے سینے کو توڑ گیا اور اُسکے بیردان نے غل مچایا صدا اسکے نام نے
مرنے کی بلند ہوئی پھر تو بھگدڑ پڑگئی باغ مین جانا کیسا ہر ایک اپنی اپنی جگہ سے بھاگ کھڑا ہوا محمور
نارنجیل اور ترنج اور تیر سحر کے مارتی ہوئی آگے بڑھی اس تاریکی مین عمرو بھی باغ سے نکلکر روانہ ہوا شہر
مین رعایا آئی عمرو کی نسبت ڈھنڈورا سن چکی تھی اسوقت بھگدڑ پڑتے ہی بغیر پرسش احوال بھاگی

عمر نے گیند روغن مین بھگو کر مکانات پر پھینکے کہ ہر طرف آگ لگ گئی دارالامارت شاہی مین آگ لگا دی جو کوئی گھر سے نکلا اُسنے قیامت برپا دیکھی کہ آگ لگی ہے پتھر برستے ہین تیر گر رہے ہین مار و عقرب کی بارش ہو رہی ہے وہ سب سمجھے کہ عمر معلوم ہوتا ہے فوج لیکر آیا ہے یہین سمجھ جو منچلے تھے آمادۂ حرب ہوئے لڑنے لگے کس سے وہان تو صرف مخمور سحر کرتی اڑتی چلی آتی تھی رعایا اور ملازمان شاہی حریف کی تلاش مین ایسا گھبرائے کہ جو غول سامنے سے آیا اسکو عمر کی فوج سمجھکر لڑنے لگے اور ادھر کے آنے والے انکو حریف جانکر ہم نبرد ہوئے صدہا سر کٹ گئے گلی کوچے لاشون سے پٹ گئے خون کے نالے بہنے لگے شعلہ ہائے آتش بلند تھے ہنگامۂ گیر و دار تھا ادھر تو مخمور آفت کر رہی تھی ادھر فوج و رعایا باہم لڑ رہی تھی عمر کی اس ہنگامے مین خوب بن پڑی تھی ہر ایک کی پگڑیان اور ہمیانیان لیتا تھا دکانون مین گھسکر مال تحت و تاراج کرتا تھا اور جسمین کو ہر ایک کے سر پہ خنجر مارتا تھا سر جدا ہوتے تھے لوگ بھاگتے جاتے تھے گر مرتے تھے خلاصہ کلام اس تھوڑی سی رات مین تیغ تیز آتش بار تھی خرمن جان ساحران جلکر راکھ کا انبار تھی شمشیر مثل خامۂ تقدیر دفتر ہستی کو محو کر رہی تھی کمند گرہ گیر لبان سلسلۂ قضا و قدر ہر ایک کی پا زنجیر تھی اجل گلو گیر تھی جس گلی مین دیکھیے ہنگامۂ جنگ تھا ہر کوچہ مین ایک دوسرے سے طالب نام و ننگ تھا بہتیرے قلعہ کا در کھول کر بھاگ گئے تھے صحرا و کوہستان مین پریشان پھرتے تھے کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اپنی اپنی جان بچانے پر نظر تھی کہ

نظم

اندھیرے مین تھی تیغ شعلہ فشان	چھپان ابر مین جیسے ہون بجلیان
بچانے لگے شور جادو کے بیر	برستا تھا ہر سمت باران تیر
چلی تیغ چلنے کی سن سن ہوا	دیا شعل زندگی کو بجھا
بھڑک اٹھے یون شعلہائے فساد	کہ در کاخ تن آتش کین فتاد
ہوا آب تیغ روان یون وہان	کہ غرق ہو گئی جس مین کشتی جان
بڑھا قلزم مرگ کا ایسا پاٹ	اترنے لگے تیغ کے سوکھے گھاٹ
پسر نے پدر کو کیا تھا ہلاک	کیا بھائی کا بھائی نے سینہ چاک
غرض صبح تک تھا یہی ماجرا	کہ آپس مین ہر ایک لڑتا رہا

جو وقت کہ سپاہ نورانی صبح لشکر ظلمانی شام پر حملہ آور ہوئی باد صبا سے ہرے طرۂ پرچم علم فتح کو سر پر مخمور و عمر کے جلوہ دیا عالم مین روشنی پھیلی کہ لمؤلفہ

بڑھی شعلۂ تیغ کی وہ لپک	جلی خرمن کہکشان فلک
کمند شعاعی مین مہر منیر	نکل آیا مشرق سے ہو کر اسیر

در قلعہ تو کھلا ہوا ہی تھا صبح ہوتے ہوتے عمر قلعہ سے بھاگنے والون کے ساتھ نکل گیا اور مخمور بھی

اُڑکر شہر کے باہر آئی لیکن عمرو کی فطرت پر حیران تھی کہ اسنے سارا شہر دم بھر مین قتل کر ڈالا اور مال سارا لوٹ کر آپ الگ ہو رہا غرضکہ اسی حیرت مین ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری تھی کہ بہت دور عمرو کو جست وخیز کرتے جاتے دیکھا یہ بھی اُڑکر اُسی طرف کو چلی اور قریب پہونچکر ملاقی ہوئی دونون باہم باتین کرتے روانہ ہوے اور ادھر قلعہ نورانیہ مین دم سحر ایک کو ایک نے پہچانا اور باہم لڑنا موقوف کیا لیکن فرط خوف سے بھاگ بھاگ کر جا بجا مخفی ہوے جو سپاہی و ملازم شاہی لڑتے مرنے سے بچے وہ باغ مین گئے لاش نور جادو کی اُٹھائی بارہ دری اُلٹی ہوئی پائی یہ سب فریاد کنان بسمت شاہ جادوان روانہ ہوے لیکن عمرو و مخمور ہنستے قہقہے لگاتے چلے جاتے تھے کہ یکایک فلک پر سناٹا ہوا اور ایک ساحر مہیب صورت کریہ منظر بدشعار اژدر پر سوار فرستادۂ افراسیاب عالی تبار بلاے جادو رو برو لا یا اور للکارا کہ باش اے دزد مکار کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا مخمور نے نعرہ سنکر عمرو کو پیچھے کیا اور آپ آگے بڑھکر آمادہ حرب ہوئی نارنج ترنج چلنے لگے اژدر و عقرب بننے لگے ابر سحر آکر برسنے لگے شور برپا ہوا بلاے جادو نے جب دیکھا کہ مین اس سے سر بر نہو گا پس قریب آکر خاک جمشیدی اُڑائی مخمور پر بیہوشی چھائی بلاے جادو نے چاہا کہ عمرو کو بھی گرفتار کر لون اور دونون کا سر کاٹ کر شہنشاہ پاس لیجاؤن یہ قصد کر کے عمرو پر بڑھا آگے بڑھا عمرو نے للکارا کہ او حرامزادے میرے اس سحر کو رد کر یہ کہکر ایک نارنج کمر سے نکالا اُسکو دکھایا دیکھا کہ نہین ساحر نارنج دیکھتے ہی دہ سحر پڑھنے لگا عمرو نے نارنج تاک کر اسکی ناک پر مارا وہ نارنج نہ تھا حب بیہوشی تھا کہ ناک پر لگتے ہی بیہوش ہو گیا اور غبار بیہوشی دھوین کی طرح نکلکر دماغ مین سرایت کر گیا وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گیا عمرو نے خنجر کھینچکر چاہا تھا کہ سر کاٹ لون ایک برق شعلہ بار چمکی عمرو سمجھا کہ کچھ آفت آئی مخمور کو کاندھے پر لادا اور وہان سے بھاگا ادھر وہ بجلی پنجہ بنکر جو گری بلاے جادو کو اٹھا لیگئی یہان مخمور کچھ عرصہ مین ہوشیار ہوئی عمرو کی گود مین اپنے تئین پایا حال پوچھا عمرو نے سب کیفیت بیان کی مخمور نے کہا وہ بجلی نہ تھی پنجہ سحر تھا جو اسکو اُٹھا لیگیا افراسیاب نے بہر حفاظت نظر بطور مخفی کے کچھ پنجہ بھی اسکے ساتھ کر دیئے ہونگے اب ہم تم یہان سے جلدی نکل چلین ایسا نہ ہو کہ کچھ اور آفت آئے عمرو نے کہا اگر پنجے اس کے ساتھ تھے تو ہماری بلا سے جلدی کیا ہے ہم تو آہستہ آہستہ سیر کرتے چلین گے یہ کہکر تفرج کنان دونون روانہ ہوے مگر افراسیاب باغ سیب مین متمکن تھا کہ اول ملازمان نور جادو و لاش نور جادو کی لیے در باغ پر نالان و گریان آئے بادشاہ نے غل سنکر رو برو بلایا انھون نے آکر لاش سامنے رکھدی و فریاد کی افراسیاب کو حال قلعہ نورانیہ کے قلع و قمع کا سنکر غصہ آیا اور چاہتا تھا کہ فوج بہر گرفتاری عمرو روانہ کرے اسی اثنا مین پنجے نے بلاے جادو کو سامنے ڈالدیا بادشاہ طلسم اور بھی زیادہ غضبناک ہوا اور آب سحر چھڑککر بلاے جادو کو ہوشیار کیا اور کہا اسی منہ پر عمرو کو گرفتار کرنے کا دعوی کر گئے تھے بلاے جادو کو بڑی ندامت ہوئی اور عرض کیا کہ غلام پھر جاتا ہے شاہ جادوان نے کہا اب جاؤگے تو کیا بناؤ گے یقین ہے کہ قتل ہو جاؤ گے اس نے عرض کیا کہ کچھ ہی کیون نہ ہو مین ضرور جاؤنگا یہ کہکر دوبارہ

روانہ ہوا اور شاہ نے لاش نور جادو اسکے ملازمون کو دے کر حکم دیا کہ بنا بر آئین جمشیدی لاش اٹھاؤ اور مضطرب نہ ہو مین اس دزد مکار کو گرفتار کرا کے تم لوگون کو اطلاع کرونگا اس ورز بخوبی بدلا لینا وہ مفسد کہان تک مجھسے بچیگا آخر ایک نہ ایک دن اپنی سزا کو پہونچیگا بیت ہر آنکہ تخم بدی کاشت چشم نیکی داشت + دماغ بیہودہ پخت وخیال باطل بست + فی الحال وزراے سلطنت قلعہ نورانیہ کا انتظام کرین مین ورثہ داران نور جادو کو تجویز کر کے خلعت ریاست دونگا غرضکہ اس حکم شاہ کو سنکر وہ لوگ پھر گئے اور افراسیاب اس فکر مین ہوا کہ ملکہ حیرت کی مدد کو طولان بن قہار کو بھیجا چاہیے اور کسی کو کچھ فوج دے کر بہر گرفتاری عمرو و مخمور روانہ کرنا لازم ہے یہ تو اس فکر مین ہے مگر مسافر دشت طلسم عمرو و مخمور سیر کنان منازل و مراحل طے کرتے کوہ و دشت طلسم ملاحظہ فرماتے چلے جاتے تھے مخمور ان راستون کو کاٹ دیتی تھی جو ساحران نامی کے رہنے کی جگہ تھی اسی طرح بعد قطع مسافت دراز ایک روز قریب ایک کوہ سیاہ کے پہونچے عمرو نے دیکھا کہ پہاڑ کی رنگت مثل قلب بخیلان سیاہ ہے بلکہ تاریک تر از گور رحیدان پر گناہ ہے شام فرقت عاشقان کی سیاہی سامنے اسکے خجل تھی درازی و طولانی اس کی مثل شب ہجر بیدل تھی کہ بمقتضاے مؤلف

شب ہجر عاشق سے بڑھکر دراز نگہ تنگ تر جیسے سینے مین راز
سیہ گیسوے یار اس سے خجل سیہ تاب جیسے ہو کافر کا دل

سر کوہ سے تا پائین کوہ گھانس اُگی ہمشکل ماران سیاہ تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ افعی زہر دار پھن اپنے زمین مین گاڑے ہین کہین کپنے اٹھاے سانپ کاٹے اور کوڑیالے ہین جا بجا بڑے بڑے غار تھے انکے اندر سوراخہاے مار تھے اژدہے قلاب آتشین بیٹھے چھوڑتے تھے ناگ پھنی اور تھوہڑ کے خار دار درخت لگے تھے جنگل حرارت زہر سے تپ رہا تھا ہر پتھر سے شرارہ آتش ناک نکلتا تھا غبار زمین سے سیاہ رنگ اڑتا تھا ہر بگولا بصورت دیو سیاہ پیدا ہو کر دوڑاتا تھا کہ للمؤلف

درہ سے نکلتا تھا ایسا غبار کہ جس طرح دشمن کے دل سے بخار
حرارت نے ایسا کیا تھا ظہور ہر ایک غار جلتا تھا مثل تنور
کوئی شعلہ وان سے جو اڑ جاتا تھا تو خورشید گردون پہ تھراتا تھا
بگولے تھے یا کوئی دیو سیاہ جنھین دیکھکر مانگے شیطان پناہ
دل اہل عالم کا سب دود آہ بنا اس جگہ تھا غبار سیاہ

عمرو نے ایسے مقام وحشت خیز کو دیکھکر درگاہ خدا سے پناہ چاہی اور مخمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام پر آفت ہے اور دشت پر مصیبت ہے کہ خود بخود دم گھبراتا ہے طرفہ دہشت ہے بولا نہین جانتا ہے مؤلف یہ کون سی ہے جا کہ جگر آب آب ہے دل کو ہراس و بیم سے اک اضطراب ہے مخمور نے کہا یہ وہ مقام ہے کہ

جہان کی ملکہ تاریک صورت کش جادو ہی اور وہ یہان سے کئی سو کوس پہ ایک جگہ ہی کہ اسکو جمشیدی الاؤ کہتے ہین وہان رہتی ہی یہ اُسکے سحر کی تاریکی یہانتک پھیلی ہی اور وہ ایک بلا ہی حجرہ ہفت بلا کی بلاؤن مین سے اور افراسیاب کی دایہ ہی الاؤ جمشید کا بارہ کوس تک مقرر ہی کہ سواے بیابان آتشناک کے بالشت بھر بھی وہانکی جگہ آگ سے خالی نہین اسی آگ مین وہ بلا رہتی ہی جب کبھی افراسیاب اسکے پاس جاتا ہی تو بیابان ہستی کو طے کرکے جاتا ہی اور بیابان ہستی کی ادھر ہی سے راہ ہی تاریک ہمیشہ مردے کھایا کرتی ہی اور کبھی کبھی حجرے مین بھی جاکر رہتی ہی خدا نہ کرے جو بادشاہ طلسم اسکو لڑنے کے لیے ہم پر بھیجے پھر جانبری ہونا ممکن نہ ہو عمرو نے کہا آخر ایک روز اس سے لڑنا ہوئے گا اور ہم کو خداے تعالے اسپر غالب فرماویگا ملکہ مخمور نے عرض کیا کہ تاریک کی طرف سے ایک ساحر اس جگہ رہتا ہی جلد یہان سے نکل چلنا چاہیے ایسا نہو کہ کسی آفت مین پھنسنا ہو یہ تقریر سنکر عمرو بھی خائف ہو رہا تھا سوچا کہ ہر جگہ جہالت کرنا اور بیفائدہ ٹھہرنا اچھا نہین جہان کچھ ملے وہان مضائقہ نہین کہ توقف کرے فی الجملہ ہمراہ مخمور جلد جلد قدمزن ہوا اور کئی روز برابر بیابجا چھپتے ساحرون کی نگاہ سے بچتے اس کوہ کے دامن سے بجمعیت تمام نکلے ایک دن بحکم خالق انسان بافرہنگ جب دریچہ فیروزہ رنگ اور کوہ پہ پلنگ سے عقاب زرین چنگ مہر نے پرواز کی اور رداے انجم کی جانب منقار دراز کی نظم

جب تنگ دو دین ہوئی وہ شب بسر — دی خروس صبح نے بانگ سحر
شادی و غم ساتھ ہی ظاہر ہوے — رو گئی شبنم تو گل ہنسنے لگے

ایک دشت پر فضا اور صحراے فرحت انتما مین یہ دونون پہونچے اس مقام کو ایسا سرسبز و شاداب پایا اور دل فرحت یاب ہوا درختون کی سرسبزی آنکھون کو خنکی دیتی تھی دشت مین سنہری دھوپ کھلی پہنچی تھی یا شاید بہار طلائی زیور پہنے تھی صیاد فلک نے دام تار شعاعی مہر وہان بچھایا تھا یا دوشیزگان نبات نبات نے سنہری لباس زیب قامت فرمایا تھا ہر درخت اثمار سے جھکے تھے میوے اُنکے فرط لطافت و نزاکت سے ٹپکے پڑتے تھے بیچ مین جنگل کے چشمے اور نہرین جاری تھین چشمہ ہاے ماہ و خورشید سے زیادہ پیاری تھین عکس ان مین درختون کا پڑ رہا تھا جوانان چمن کا مسکن آئینہ خانہ تھا کہ

بمقتضاے مثنوی

صحرا مین تھا لالہ زار کا لطف — کہسار مین آبشار کا لطف
سبزہ فرش زمرّدین تھا — گلگونہ عارض زمین تھا
نخلون کا وہان عجب سمان تھا — ہر مرغ تنون کا مرغ جان تھا
کوئل قمری چکور بلبل — شکرے طاؤس کرتے تھے غل
تھے لکۂ ابر شامیانے — شبنم تھی کہ موتیون کے دانے

ایک طرف کو اُس صحرا کے ایک دریاے زخار رشک دہ محیط و عمان نظر آیا کہ ہر لہر مین اس کی موتیون کو بہتے پایا سبحان اللہ گویا مالک بر و بحر نے سلسلہ موج مین موتیون کو ہسلک کیا تھا لہرین تھین یا موتیون کا سہرا ساحل دریا کے سر پر بندھا تھا سب دریاؤن مین وہ دریا نہنگ لاڈلا تھا آب صفا اسکا آب گوہر کو شرماتا تھا سورج کا عکس جو اس مین جھلکتا تھا تو گویا آفتاب بحر ندامت مین اسکی صفا کے روبرو ڈوبا نظر آتا تھا یا بنجی تھالی لے کر ہندوے فلک اشنان کے بہانے سے موتی چرانے آیا تھا کہ

مؤلف

آب گوہر سے لطافت مین سوا	ماہ خور سے بھی زیادہ تھی صفا
اُسکی لہرون مین تھی ایسی آب و تاب	بہہ رہے تھے ہر جگہ در خوش آب
وان کے موتی جو نظر مین گڑ گئے	چرخ کے دل مین پھپھولے پڑ گئے
رشک اختر تھے وہ موتی شب چراغ	چرخ کے دلمین پڑے تھے جیسے داغ

دریا کا کنارہ دوسرا اس پار سے نظر آتا تھا پاٹ اُسکا اتنا بڑا تھا کہ میدان فلک جسکے روبرو چھوٹا تھا نہ کشتی تھی نہ ڈونگی تھی نہ ملاح تھا اترنا اس دریا سے دشوار ہوا تھا عمرو نے مخمور سے کہا یہ کونسی جگہ ہے یہ دریا بہت فائدے سے بھرا ہے مین اسمین اُتر کر غوطہ لگاتا ہون اور موتی جھولی بھر کر لاتا ہون مخمور نے جواب دیا کہین ایسا کام نہ کیجیے گا موتیون کے لالچ مین اگر گوہر جان برباد نہ کیجیے گا یہ دریا سحر کا ہے اصلی نہین ہے ہر ایک موتی اسکا دل مین آبلے ڈالیگا ہر حباب آب پر آنکھین نکالیگا مفت آبرو برباد جائے گی موتی کیسا کوڑی بھی ہاتھ نہ آئے گی عمرو نے کہا تم اس دریا کے حال سے کماہی آگاہی رکھتی ہو مخمور نے جواب دیا کہ اتنا جانتی ہون کہ جب تک اس دریا کا مالک ہم کو اور تمھین پار نہ اُتارے یہان سے اُتر کر جانا نصیب نہ ہوگا اس دریا پر نہ جادو اثر کریگا نہ کوئی عمل کارگر ہوگا اگر کوئی ساحر چاہے کہ اُڑ کر یہان سے گذر جاے کیا جان رکھتا ہے فوراً دریا مین گریگا اور مبتلاے عذاب ہوگا اگر کوئی شناور قصد کرے کیا امکان جو اسمین تیرے بلکہ تیرنا کیسا قدم رکھے گا تو بحر عدم مین غرقاب ہوگا زورق اندیشہ کو گذرنا یہان سے محال ہے نہنگ وہم کو اس پار جانا بیہودہ خیال ہے افراسیاب اسی وجہ سے ایک ایک ساحر ہماری گرفتاری کو بھیجتا ہے کسلیے کہ جانتا ہے کہ ہم لوگ منازل طلسم طے نہ کر سکین گے دریاے مرداریدبستۂ آتشین سے نہ گذر سکین گے خود بخود ہلاک ہو جائینگے فی الجملہ آپ گوہر شاہوار قلزم عیاری ہین اور نہنگ دریاے دانشمندی اس گرداب پر آفت سے زورق سلامتی پر بیٹھکر پار اُتریے اور ساحل مقصد پر پہونچیے مین یہ فکر مین غرق ہون کہ کیونکر پار اُترون مگر کوئی تدبیر ذہن مین نہین آتی اور مین تو صرف راہ بتانے والی ہون اگر ایسے ایسے مقام سے گذر جاتی تو پھر آپ کو ساتھ نہ لاتی خود تنہا جا کر کوکب کو پیام پہونچاتی طلسم ہوشربا خواجہ

بہت بڑا ہی اور اس طلسم مین نیرنگ و عجائبات لا انتہا ہی ان عجائبات کو جو کوئی مٹائے اور لوح طلسم اس وقت افراسیاب پر حکومت جتاے اور افراسیاب کو انھین باتون پر غرور ہی عمرو نے کہا یہ اس حرامزادے کی عقل کا فتور ہی مالک طلسمات کون و مکان کو غرور زیبا ہی وہ قادر و توانا ہی کیا تم نے نہین سنا کہ نظم

فہم سے برتر ہے اسکا کاروبار	نیک و بد پہ ہے اسی کو اختیار
پشہ دے نمرود کو فاش شکست	باد صرصر سے ہو قوم عاد پست
چاہ بابل مین معذب ہون ملک	ہو مقام زہرہ بالاے فلک
کرتا ہی جو کہ وہ گلکاریان	عقل بندے کی کہان پہونچے ہان
خاک سے پیدا کیسے زبدہ گل	تاک سے ظاہر کرے جوشندہ مل
آب طاہر سے کرے نیسان گہر	قطرۂ ناپاک سے پیدا البشر

ہم انشاء اللہ اس عجائبات کو مٹائینگے اور اسد کو چھڑا کر لوح طلسم سے پائینگے بیخ کفر کو کھود کے پھینکدینگے مخمور نے کہا علاوہ ان عجائبات کے فوج بے انتہا شاہ جادوان کے پاس سے ایک ایک جادوگر سامری وقت ہی اسی سبب سے اسکو نہ کچھ بیم ہی نہ ہراس ہی عمرو نے کہا خیر دیکھا جائے گا اب فکر اسکی کرنا چاہیے جو مقدمہ کہ درپیش ہی آگے کا بیکار تپش و دلپیش ہی مخمور نے کہا جو ارشاد فرمائیے بجا لاؤن مین تو مطیع حکم ہون عمرو نے جب دیکھا کہ مخمور بالکل عاجز و حیران ہی ہنسکر کہا تم جا کر درۂ کوہ مین چھپ رہو مین تدبیر کرتا ہون جب مالک اس دریا کا مارا جائے گا اسوقت یہ خشک ہو جائے گا تم جاننا کہ مین فتحیاب ہوا مجھکو آگے بڑھکر ڈھونڈھ لینا اور اگر میرا پتہ نہ لگے اور یہ دریا بھی خشک نہ ہو اسوقت لشکر مہرخ مین جا کر خبر میرے مرنیکی کہدینا کہ ہر ایک فاتحہ سے مجکو فراموش نہ کرے اور ہمیشہ بہ نیکی یاد کرے

یہ سراے دہر ہے بے اعتبار	کب کسی کو یان ہمیشہ ہے قرار
چاہیے ہر شخص کو نیکی کرے	بعد مرنے کے رہے گی یادگار

مخمور حسب الحکم عمرو روتی ہوئی اور دل سے دعا اسکے فتح پانے کی کرتی ہوئی درۂ کوہ مین جا کر متواری ہوئی اور طرح طرح کے خیالات دل سے کرتی تھی کہ اگر مارا گیا عمرو تو پھر فتح ہونا طلسم کا غیر ممکن ہی اور طلسم فتح نہ ہوا تو شہزادہ نور الدہر سے تیرا ملنا کسی طرح نہ ہوگا وا اے میرے حال پہ کہ جان و مال بھی برباد ہوا اور یار بھی نہ ملا کیون اے فلک کس مصیبت مین تو نے مجکو پھنسایا جب ایسا کچھ سوچی تو بلک کر رونے لگی

بموجب نظم

ہوا جینا اسے اک لحظہ مشکل	نہ لائی تاب ہجر گل عنادل
فزون تھا ہر گھڑی درد و غم و آہ	ہے تحت جگر اشکون کے ہمراہ
لہو تھا ہر بن مژگان سے جاری	پسند انکھو کو آئی اشکباری

یہ تو ملول و حزین اس حال مین ہے لیکن عمرو ایک گوشے مین گیا اور رنگ و روغن عیاری سے کر صورت اپنی مثل ایک کلانوت کے بنائی کمر فرط ضعف و پیری سے خمیدہ تھی سر پر پگڑی بندھی تھی کرتا آب رواں کا گر بوسیدہ گلے مین تھا پائجامہ مشروع کا مگر کہنہ اور شکستہ پہنے تھا سارے پیرہن مین سوسی اور کمخواب کے پیوند لگے تھے کہ بمقتضائے بیت دو صد رقعہ بالائے ہم اندوختہ + زحراق او درمیان سوختہ + پاؤن مین کامدار جوتا تھا لیکن بان سے بندھا تھا کمر دوپٹے سے بندھی تھی داڑھی ناف سے بھی گذر گئی تھی اسی نوے برس کا سن ظاہر ہوتا تھا جوانی کو کمر جھکا کر ڈھونڈھنے نکلا تھا الحاصل باین شکل و شمائل کنارے دریا کے آکر ایک درخت کے نیچے بیٹھا جوڑی نے کی لیکر بجانے لگا اشعار عاشقانہ اور سخن ساری جمشید کے گانے لگا کبھی اپنی بربادی کے خیال سے مذمت دنیا کرتا کبھی یاد دوستان مین یہ غزل جی توڑ کر گاتا ہر شجر و حجر کو رُلاتا کہ غزل

بھری جو حسرت و یاس اپنی گفتگو مین ہے	خدا ہی جانے کہ بندہ کس آرزو مین ہے
کہان یہ بات کسی اور خوبرو مین ہے	مزہ جو آپ کے انداز گفتگو مین ہے
سواد کہتے ہین سودا ہے عشق کا جس کو	اسی طرح کی سیاہی مرے لہو مین ہے
یہ گم ہوئے ہین کسی کی تلاش مین ہم آہ	کہ آج ایک جہان اپنی جستجو مین ہے
یہ کیفیت ہے جو ہم رند مشرب ان کا زہد	کہ ہاتھ سبحہ پہ ہے اور دل سبو مین ہے
یہ حال ہے ترے وحشی کے جیب دامن کا	کہ چاک چاک مین ہے اور رفو مین ہے
جو کچھ کہ تم مین ہے حسن و ادا و گرمی و ناز	تمہین بتاؤ بھلا کس یہ ماہرو مین ہے
حجاب چشم کو جرات نے دی بصارت کو	کسی حجاب پردہ نشین کی یہ آرزو مین ہے

اس گانے سے عجب سماں بندھا تھا ہر شجر عالم وجد مین جھومتا تھا طائرون نے آکر گھیر لیا تھا درندون کو شوق و ذوق پیدا تھا کبک دری قہقہہ بھولکر سناٹے مین آیا طاؤس فرط مستی مین آکر ناچنے لگا پانی دریا کا لہر مار کر مہ۔ ہلاتا تھا لب ساحل واہ واہ کی صدا دیا چاہتا تھا صدف گوش بر آواز ناقوس شنا ورسی بھولکر راگ سے دمساز لہر و نکو وہ مجیح آتی تھی کہ جھوم کر روش مستانہ چلتی تھین مچھلیان شوق سے اچھلتی تھین حباب ابھر کر پھوٹتے تھے دریا کے ارمان نکلتے تھے دل کے پھپھولے پھوٹتے تھے کہ بمقتضائے نظم

وہ گلا نور کا وہ نور کا سُر	گوش زہرہ سنے وہ دور کا سُر
ہر صدا سے یہ صاف پیدا تھا	اتر آئی ہے چرخ سے زہرا
دلکش و دلربا وہ ہر فقرا	لے مین ڈوبا ہوا وہ ہر فقرا

اس دریا اور تمام جنگل کی تا بہ کوہ سیاہ ملکہ مروارید جادو شاہ جادوان کی طرف سے مالک ہے

اور اس دریا کے نیچے اس ملکہ کا مسکن ہی عمارت و باغ آراستہ ہزار جوبن ہی اور اس مکان مینو سواد رشک بہشت شداد کے یہ دریاے گوہر بزور سحر ملکہ نے جاری کیا ہی جس سے گزرنا دشوار ہوا ہی کسلیے کہ طلسم کے گرد بہت سے طلسم واقع ہین ایسا نہو کہ کوئی سرحد دار یکا یک قلعۂ ہوشربا پر چڑھ آوے اسواسطے راہ بند کردی ہی ہر جگہ چوکی بٹھائی ہی کہ طلسم ہوشربا بچا رہے الحاصل اسوقت ایک مچھلی یاقوت رنگ نہایت شوخ و شنگ کنیز مروارید کو بزور سحر مچھلی بنکر دریا مین سیر کرتی آئی تھی عمرو کے گانے کی آواز سنکر مشتاق ہوئی اور کنارے دریا کے پہونچکر پانی سے سر نکالے دیر تک گانا سنا کی اور اپنا عشق یاد کرکے دریا کی پھر غوطہ مار کر چلی گئی اور سامنے ملکہ کے کہ وہ باغ مین مسند ناز پر بیٹھی تھی پہونچی یہان بھی گانا ہو رہا تھا شغل بادہ کشی تھا کہ اس کنیز نے دست بستہ عرض کیا کہ اے ملکہ آجتک آپ نے کڑورون روپے صرف کیے مگر گانا جسے کہتے ہین وہ نہین سنا اسوقت ایک گویا کہ نہایت بوڑھا ہی گلے مین بھی اسکے ویسی طاقت ہوگی جیسے جوانون کے ہوگی نہ ویسا حلق تا لو ہی لیکن اس ہنگام پیرانہ سالی مین بھی ایسا گاتا ہی کہ ناہید فلک روبرو اسکے بے آبرو ہی تان سین کی روح اسپر نثار ہونے کی آرزو رکھتی ہی بیجو آکر اگر اسوقت سنتا تو باؤرا ہوجاتا اسکی بانسری سنکر کنھیا جی کو غش آتا کہ بیت تو ای نے نوید وصل دادہ + بجان از دوے امید وصل دادہ + صحرا کے چرند و پرند سب مست ہین نقد جان انعام مین دینے کو حاضر سر دست ہین تعریف اسکی بیان سے باہر ہی اگر آپ سنین تو ابھی میرا کہا ظاہر ہو کنیز کی گفتگو سنکر مروارید نہایت مشتاق ہوئی اور بصد ناز دس بارہ کنیزان دمساز کو ہمراہ لے کر تجرے پر سوار ہوئی اور سحر کے زور سے کنارے دریا کے آئی عمرو نے دیکھا کہ ایک تجرہ بہت پر تکلف بنا ہوا اور اسپر ایک یم خوبی گوہر قلزم محبوبی سوار ہی گرد دس بارہ پری پیکرون کی قطار ہی کہ ہر ایک در یتیم صدف دلبری ہی غیرت دہ حسن حور و پری ہی اور وہ اس طرف آتی ہی الحاصل جب قریب پہونچین ملکہ کو بغور عمرو نے دیکھا اسکے حسن طلسمات کا عالم پایا ایسا کسی محبوب کو طلسم عالم مین خوش گل دلفریب کرشمہ و جمال نہ دیکھا تھا روی تابان اسکا ماہ برج خوبی ابروے حمدار سے یہ ظاہر کہ مہر برج قوس مین آیا تجرے مین وہ بیٹھی تھی یا مہر کا مسکن تھا برج آبی اسکے رخسار مصفا کے روبرو وہ دریاے گوہر بیز رشک بحر نیل بنا عکس رخ سے چشمۂ آفتاب پر فوق لے گیا بحر چشم حباب سے اسکی طرف ہزاران حسرت دیکھتا اور اپنی بے آبروئی پر پھوٹ پھوٹ کر روتا واقعی اسکے عکس رخسار سے یہ معلوم ہوتا کہ چشمۂ گوہر مین آفتاب لہراتا ہے یا چاند غیرت سے بحر ندامت مین ڈوبا جاتا ہی نظم

حسن ہے اس پری کے کی جو نگاہ
واقعی آدمی پری وش ہے

نظر آئی وہ شکل غیرت ماہ
دلربا حسن چشم و ابرو ہے

دہن تر اسقدر سے تھی وہ مہ پارہ	کہ پھسلتا تھا پائے نظارہ
حسن و خوبی مین وہ بت مغرور	سر سے پا تک برنگ شعلۂ طور
مست صہبائے غمزہ و انداز	اُٹھتا جوبن شباب کا انداز
جوبنون پر شباب امنگ کے دن	ستم انداز و ناز قہر کا سن

غرضکہ وہ مہ پارہ مشتاقانہ بہ جلوہ جانانہ قریب ساحل باداے مستانہ ٹھہری اور گانا سننے لگی عمرو نے اسکو قیافے سے شناخت کرکے سرو قد کھڑے ہوکر تعظیم کی اور نہایت ادب سے تسلیم کرکے دعا دی کہ مراتب اعلیٰ رہے سرکار کا بول بالا رہے جمشید سلب کا سنیوران کرکے چراغ دودمان سامری روشن سہے دوست شاد ہون پامال دشمن رہے ملکہ نے اسکی گفتگوے شایستہ سنکر بمحبت تمام استفسار کیا کہ بڈھے میان تمھارا کہان سے آنا ہوا عمرو جواب دینے کے بدلے چیخ مار کر رو دیا اور کہا اے ملکہ مین اس طلسم مین مدت سے رہتا ہون لیکن اس آخری وقت مین اپنی حماقت سے جوان جورو کر بیٹھا اب وہ دن رات بھڑو انگوڑا بناتی ہے لڑائی فساد ہنگامہ مچاتی ہے گھر مین رہنا مشکل کر دیا داڑھی میری اسکا کھلونا ہے پیر ہبل میرا خطاب دیا ہے کبھی کبھی خواجہ خضر بھی کہتی ہے داڑھی نوچنے کی فکر مین رہتی ہے مرے بڑھاپے پیٹے ٹھکرا اسکو روتا ہے گھڑی گھاٹ کی تیسیری نہ بجھنا ہے مارے جلن کے اور رات دن کی داتا کلکل سے دیس چھوڑ پردیس کی بھیک اختیار کی اسکے منھ کو جھلسا دیکر نکل آیا مگر سچ کہون جب اس کمبخت کی پیاری پیاری باتین یاد کرتا ہون تو جی بے قرار ہو جاتا ہے بیتاب ہو کر روتا ہون اور بانسری بجا کر گاتا ہون کہ بیت

بدست سرکشی دادی عنانم ٭ کہ وجہ سرکشی چیزے ندانم ٭

ملکہ اسکی باتون پر ہنسی اور بولی کہ اے نادان جورو تیری شہکارا ہے تجھے اسکے چہرے پر نہین معلوم تو بوڑھا ہے وہ کسی جوان سے پھنسی ہوگی تیرا رہنا موجب تنگی جانتی ہے اور دوسرے یہ امر ہے کہ بیت

زن کہ از مرد لے رضا برخاست ٭ بس فتنہ و جنگ از ان سرا برخاست ٭

عمرو یہ باتین سنکر تیوری چڑھائی اور بگڑ کر جواب دیا کہ لے جانیے جانیے ناحق میرے منھ سے بھی کچھ نکلے گا تو آپ برا مانیے گا ملکہ نے کہا ہم تیری بات کا برا نہ مانینگے عمرو نے کہا مین آپ کو تو کہتا نہین لیکن آپکی ساتھ ہین ان مین سے کوئی میرے پاس آئے تو مردی میری ظاہر ہو جائے بھلا مرد و کی جورو مین کیا شہکارا ہوگی آوارہ ہوتی ہین جو اس طرح خاک اڑاتی پھرتی ہین جنگلے نہ کوئی اوپر نہ گھر یہ کلمات سنتے ہی سب عورتین مارے ہنسی کے لوٹ گئین ایک کنیز نے کہا دور موے بھنڈ وہ مرد وا اپنا ہی جورو کی خبر نہین انھین یا توتا سے وہ تجکو جوتیان لگا یا کرتی ہے عمرو نے کہا معلوم ہوا آپ سب سے زیادہ مستانی ہو میرے کام کی ہو گھبرا نہین ہے پاس اکیلے مین آتا یہ سنکر وہ کنیز لگی گالیان دینے ملکہ نے منع کیا اور کہا بڑے میان

کیا کہنا ہے تمھارے کمالات ظاہری اور باطنی سب کھل گئے کیا لطیفہ بیان کیا کہ آتے ہی مجکو ہنسا دیا اب آپ کو تکلیف دیتی ہون کہ میرے غریب خانے پر قدم رنجہ فرمائیے دو گھڑی دل بہلائیے پھر چلے جائیے گا مین بہت خوش کر دیجئے دامن امید گوہر دز رسے بھر دیگی عمرو نے کہا مین سب طرح حاضر ہون جہان کام لیجیے چاہے گھر لیچلیے ملکہ ہنسنے لگی اور کہا مجسے بھی بے تکلفی عمرو نے کہا کیا مجال یہ کہکر قریب آیا اور ملکہ کی از سرتا پا بلائین لین دعائین دین ملکہ نے کہا کنیزون سے اشارہ کیا کہ انھون نے بغلون مین ہاتھ دے کر بجرے پر عمرو کو بٹھایا ملکہ بھی سوار ہوئی اور لے کر چلی بیچ دریا مین جاکر کشتی نے چکر کھایا ڈوب گئی بعد مدت کے جو آنکھ کھلی دیکھا کہ سامنے ایک باغ پر بہار بنا ہے ریاحین وازہار طرح طرح کے گلدار اشجار سے بھرا ہے گل رونق گلشن کا رخانہ بہار مین اشجار غیرت وہ قامت یار ہین کہ

بمقتضاے نظم

ہر گل وگلشن پہ تھا جوش بہار	ہر طرف ابر بہاری تھی نثار
سائبان صحن گلشن تھا سحاب	جس مین تھی خط شعاعی کی طناب
اسکے نیچے سرو کے موزون ستون	سیدھے سیدھے تھے زمردگون ستون
کوندتا وہ برق کا ادھر ادھر	نور کی جھالر تھی گویا جلوہ گر
جابجا گلبرگ تر فرش چمن	جلوہ گر ہر سو بہار نسترن

فی الجملہ بارہ دری جو لبصد حسن وخوبی فرش مسند وشیشہ آلات سے آراستہ تھی وہان عمرو کو بٹھایا ملکہ مسند ناز پر جلوہ گر ہوئی اور حکم دیا کہ ہان اے پیر کلانوت کچھ گا عمرو نے بجاکر گانے لگا سب کے دل کو اپنا شیفتہ بناتا تھا جب یہ گاتا تھا کہ غزل

بلا مین دل کو پھنسا چکے ہین — پری کے پھندے مین آچکے ہین
فریب زلفون کا کھا چکے ہین — غضب کا جھٹکا اٹھا چکے ہین
بھلی لگے کیا بہار سنبل — خوش آئے کیا خاک نکہت گل
ابھی ابھی وہ شمیم کاکل — سنگھا چکے ہین سنگھا چکے ہین
کہان ہو کس نیند سو رہے ہو — سر مزار آکے باتین کر لو
اٹھا مین تم سے ہون گفتگو کو — فرشتے مجکو جگا چکے ہین
مقام بے شک سرور کا ہے — عجب یہ مضمون دور کا ہے
گمان جبین پہ کہ حور کا ہے — بغل مین اسکو سلا چکے ہین
دیکھ اے چاندا س طرف کو — کہ فرق اس مین نہین سر مو
لگائین گے تجھ پہ تیغ ابرو — قسم وہ آنکھون کی کھا چکے ہین

ملکہ نے اسکے گانے سے خوش ہوکر بہت کچھ زر وگوہر انعام مین دیا عمرو نے عرض کیا کہ حضور میرا گانا آدھا ہی ہے اگر تھوڑی سی شراب مجھے عنایت فرمائیے تو جوانون کا مزا مجھ بڈھے مین پائیے ملکہ نے ہنسکر کہا کہ تو مجھ سے بھی جگت بولنے لگا عمرو نے کہا حضور پھر صحبت مین ہنسنے بولنے ہی کا مزا ہے کنیزین بولین کہ گھر مین تو بچارہ وہ جو بتیان کہتا تھا پھر یہان اسکا ذہن کھلا ہے عمرو نے کہا ارے کھانے ہی کو سامری نے ہمین پیدا کیا ہے ملکہ خوب ہنسی اور کہا اسکے منھ نہ لگو جاؤ کشتیان شراب کی لاؤ کنیزین گئین اور کشتیان بادۂ ارغوانی و زعفرانی کی لائین عمرو نے سب بوتلون اور شیشون کو کھول کر الٹ پھیر کرنا شروع کیا اور رنگاہ بچا کر سب مین بیہوشی ملائی پھر چھوٹی سی گھنگرو ونکی منگاکر پاؤن مین باندھی ہنستے ہنستے بجاتا گاتا ہوا پاؤن سے تال دیتا گت تا اور گت بھرتا ہوا بوتل بغل مین دابے کمر سے پیمانہ لٹکائے ملکہ کی طرف چلا سب کو ایک حیرت ہوئی کہ یہ کیا کیا خوب ہنر ساقی گری کا جانتا ہے غرضکہ سامنے ملکہ کے عمرو ایسی صورت سے ہو نچکر ٹھہرا اور جام شراب سے بھرا کے کاہون مین داب کر ہاتھ پر جام کو رکھا او سامنے ملکہ کے لاکر یہ شعر پڑھا کہ سہ

سرود مجلس جمشید گفتہ اند این بود ‌‌ ‌‌ کہ جام بادہ بیاور کہ جم نخواہد ماند

ملکہ نے ہنسکر چاہا کہ جام لیکر پیے عمرو نے اسکو اچھال دیا اور پھر سر پر روک کر سر سامنے کیا کہ افسر کو سر سے شراب پلاتے ہین عمرو کا ان باتون سے منشا صرف بھلاوے مین ملکہ کو ڈالنے کا ہے اور ملکہ کو اور زیادہ حیرت ہوئی آخر جام لیکر پی گئی گو حکہ عالم محویت مین تھی انجام کا خیال بھولی جام پیتے ہی آنکھون مین سرسون پھولی مست ہوکر جھومنے لگی عمرو نے پھر چارسمت ناچنے کا دور باندھا اور جتنی عورتین تھین سب کو ایک ایک جام پلایا بعد کچھ دم کے ہر ایک بیہوش ہوئی ملکہ بھی جھوم کر اٹھی چاہا کہ ساقی کے ساتھ ناچنے لگون لیکن ٹھوکر کھاکر گری عمرو نے اٹھکر دروازہ باغ کا بند کیا اور سب کے کپڑے اور زیور اتار کر مکان کا سب اسباب لوٹکر نذر زنبیل کیا پھر ملکہ کو اٹھاکر ستون سے بارہ دری کے باندھا اور کوڑا ایکر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر ایک زبان مین سوزن دیدیا جب آنکھ مردار دیکی کھلی اسکو وہی نشۂ دیرینہ تھا گویا ہوئی کہ ای سبز کلاہ تو نے کیا کہتا ایک آدھ چیز آ اور گا عمرو نے نعرہ کیا کہ باش او تجبہ از غفلت ہوشیار باش کہ منم عمرو بن امیہ عیار یصد اسکو سنے آنکھ کھولکر جو دیکھا اپنے تئین بندھا پایا اور کلاہ توت سامنے کوڑا لیے کھڑا تھا التماس اشارہ سے پوچھا کہ یہ ماجرا کیا ہے عمرو گویا ہوا کہ خدا کے فضل سے مین نے ملکہ مخمور یہان اگر بہو نچا تجھے چاہیے کہ مطیع اسلام ہو اور محبت جمشید و سامری چھوڑ مجکو راستہ دے اور تو خدمت ملکہ مہرخ مین جا ورنہ میرے ہاتھ سے ماری جائیگی جان تیری اسوقت جائیگی مردار دینے ہرچند کہ پند ونصائح سنا مگر اشارے سے یہی کہا کہ میری جان نام جمشید و سامری پر فدا ہے مطیع اسلام ہونا نہ گوارا ہے عمرو نے اول تو اسکی جوانی اور حسن پر رحم کھایا تھا مگر اب قلب سیاہ اور دشمن سخت اپنا حبیب پایا حجت تمام کرکے سر اسکا جدا کیا پھر تو غل و شور و تاریکی ہوئی عمرو نے جلد جلد سر

کنیزوں کے کاٹے الحفیظ والامان مین غل کرنے لگے آگ برسی پتھر پڑنے لگے دریاے مروارید غائب ہوا محمور نے جو یہ ہنگامہ دیکھا سمجھی کہ مروارید قتل ہوئی بس سحر پڑھتی ہوئی درۂ کوہ سے شادان وفرحان نکلکر دوڑی دیکھا کہ ایک باغ سامنے ہے اور ملازمان مروارید لینا لینا کہتے ادھر ادھر دوڑے جاتے ہین اندر سے باغ کے شعلے آتش کے نکلتے ہین یہ سمجھی کہ خواجہ اسی باغ مین سب کو قتل کر رہے ہین یہ معلوم کرکے بردے ہوا اُڑ کر نارنج ترنج مارنا شروع کیے پیکان تیر اور مار و کژدم برسائے ساحر گھبرائے کہ شاید فوج ساحران آگئی ہے بس گھبرا کر بھاگے ادھر عمرو باغ سے باہر جو نکلا دیکھا کوسون تک اندھیرا ہے اور میدان آتش بہار ہو رہا ہے ساحر ہر طرف بھاگے جاتے ہین ہیر چلاتے ہین کہ افسوس مارا اس ملکہ کو کہ جسکا نام مروارید جادو تھا عمرو نے یہ ہنگامہ دیکھ کر چند حقہ آتشبازی مارے اور خنجر مارنا شروع کیا ادھر محمور نے جسیر تاک کر ناریل مارا اسکے سینے کو توڑ گیا آخر جب سب بھاگ گئے اسوقت کچھ بگولے لاش ملکہ مروارید کی لپیٹ کر اُڑا لائے ہوے سمت باغ سیب چلے ان بگولون سے رونے کی صدا آتی تھی محمور اتر کر پاس آئی اور کہا اے شہنشاہ عیاران یہ بگولے نہین ہیر ہین سحر کے اب یہ شاہ جادوان کے سامنے جائین گے اور حال کہینگے اسکو دم بھر مین یہان آنا دشوار نہین مقرر کوئی آفت آئیگی آپ جلد یہانسے تشریف لے چلیے عمرو سمجھا کہ ٹھہرنے سے کچھ فائدہ نہین اسکے ہمراہ باتین کرتا ہنستا بولتا بخیریت روانہ ہوا یہ تو ادھر جاتا ہے مگر لاش ملکہ مروارید کی سامنے افراسیاب کے پہونچی ہیر سامنے مجسم ہو کر آئے اور سارا ماجرا روکر بیان کرکے چلگئے شاہ جادوان کو بڑا رنج ہوا ورچاہا کہ خود جائے مگر اہل دربار عرض پیرا ہوے کہ حضور نے بلائے جادو کو بھیجا ہے انکا راستہ دیکھ لیجیے تو بہتر اور کچھ تدبیر کیجیے گا اور علاوہ اسکے کسی نہ کسی دربند پردہ مفسد ضرور گرفتار ہوگا بادشاہ کو جانا زیبا نہین شہنشاہ طلسم ان کے سمجھانے سے چپ ہو رہا اور ازبسکہ حیرت سے وعدہ کمک بھیجنے کا کر چکا تھا اسوجہ سے سحر پڑھا ایک ساحر فیل آتشناک پر سوار اُڑتا ہوا سامنے آیا اُسکو حکم دیا کہ اے طولان بن قہار فیل زور جادو تم سب لشکر حیرت مین جاؤ اور فرقۂ باغیان کا خاتمہ کردو یہ حکم سنکر طولان سلام کرکے رخصت ہوا اور اپنی جگہ پر آکر بارہ ہزار ساحر کی جمعیت سے نہایت اولوالعزمی کے ساتھ روانہ ہوا کہ ساحران نابکار با شکال مہیب اژدہون پر سوار تھے نفیر سحر کے بجنے سے زمین و زمان مین تزلزل آشکار تھا قیامت کے آثار نمایان تھے مردہ نگوں تہ خاک نفخ صور کا انتظار تھا ہنگامۂ محشر کو بھی اس غلغلہ کا خوف تھا اسوجہ سے پوشیدہ تھا بر قسے ہوا یہ لشکر جاتا تھا یا خاطر شوریدۂ دہر سے نالہ و فغان کا شور پیدا تھا کہ بموجب

ابیات

چنان شد زگرد سپہ آفتاب — کہ آتش برآمد ز دریاے آب
درخشیدن تیغ ز وبین و خشت — تو گفتی زمین بر ہوا لالہ کشت
زجوش سواران زرین کمر — زبس ترک زرین و زرین سپر
برآمد یکے ابر چون سندروس — زمین گشت از گرد چون آبنوس

باین کروفر قریب لشکر حیرت بعد طے بُعد مسافت پہونچا حیرت نے خبر سنکر استقبال کرایا لشکر مقام بہتر مین اتروایا طولان دربار مین جب آیا نذر دی ملکہ نے خلعت عنایت فرمایا دنگل قریب تخت شاہی بیٹھنے کو دیا ساقی مہر دیدار نے شراب آفتابی سے کام جان کو روشن کیا جب دماغ بادہ تاب سے گرم ہوا اُسنے عرض کیا کہ حکم طبل رزم بجنے کا دیجیے تاکہ کل مین سب کا استیصال کرون قصہ کا انفصال کرون ملکہ نے فرمایا کہ تم ابھی آئے ہو ایک روز آسودہ ہو دیکھو مقابلہ کرنا جلدی نکرو اُسنے اصرار کیا ناچار حیرت نے حکم نواخت نقارۂ رزم دیا ساحرون نے نفیر سحر بجائی یہ خبر ہرکارون نے جاکر ملکہ مہرخ کو پہونچائی اُدھر بھی نفیر سحر کو دم ملا ہر بہادر آگاہ ہوا سامان حرب کی درستی مین مصروف ہر سردار سپاہ ہوا ایسا غلغلہ برپا ہوا کہ آفتاب لرزتا ہوا میدان سے فلک کے بھاگا اور سپاہ شام کے قلعۂ مر کا محاصرہ کیا کہ

نظم

ہمے بود تا شب نمودار شد　فرو رفت مہر و جہان تار شد
شب تار و شمشیر و گرد سپاہ　ستارہ نہ پیدا نہ تابندہ ماہ
ز بانگ تبیرہ زمین و سپہر　بلرزید و زیشان بپرید مہر

تمام شب تیاری جنگ مین بہادرون نے بسر کی جب دم زلف شب سے چہرۂ پر نور شاہد روز کی روشنی ظاہر ہوئی اور نوبت نواز دہر نے طبل بازگشت کی صدا لشکر زنگی شب مین بلند کی کہ بموجب

نظم

چو خورشید بر کشور لاجورد　سراپردہ زد زد دیبائے زرد
چہ بر زد سر از برج خرچنگ سپید　جہان گشت چون رقعہ روی سپید
تبیرہ بر آمد ز ہر دو سرائے　جہان شد پر از نالۂ کرنائے
بر آمد دم نائے و آوائے کوس　ہمین آسمان بر زمین داد بوس

دم سحر بعد حشمت و جلال دونون لشکر میدان قتال مین آکر صف آرا ہوے اور تخت شاہان پر دو سوار قلب فوج مین ٹھہرے بعد ترتیب عسکر نصرت اثر مبارزان دلاور طالب پیکار ہوئے ادھر سے طولان اور ادھر سے مرزبان نکلکر مقابل ہوے پہلے ناریل اور ترنج چلے آخر طولان نے اپنے فیل کو ہول دیا ہاتھی نے گھونسا ساحر طوم کا مارا مرزبان بیہوش ہوکر گرا اسے گرفتار کر لیا اور پھر نعرۂ ہل من مبارز کا مارا اور ایک ساحر ادھر سے جاکر ہم نبرد ہوا بعد رد و بدل سحر کے اسکا بھی ہاتھی نے کام تمام کیا اسی طرح بہت ساحر قتل و اسیر ہوے ہاتھی کی وجہ سے کسیکو نہ ہوا جب تاب ملکہ سرخرو کو نہ آئی اور یہ جاکر مقابل ہوئی باہم تا دیر سحر سازی ہی اُسنے ہاتھی سے چھوڑ دیا فیل نے ایک پھنکار ماری کہ سرخرو بیہوش ہوگئی اسنے چاہا کہ اسے بھی گرفتار کرے مہرخ نے عقاب سحر اڑایا اور سرخرو پر آکر گری نیچے مین ایک بجلی اور ایک گولا فولادی کہ طولان ہاتھی سے کود کر الگ ہوا اور گولا ہاتھی کے مستک پر جو پڑا اسکا سر پھٹا اور تڑپ کر ہلاک ہوا یہ ماجرا دیکھکر طولان کو غصہ آیا اور فوج کو للکارا کہ لینا اسکو جانے نہ دینا فوج کے ساحر عقاب اور شاہین و باز تنکے چلے اور تیر سحر بہت سے مہرخ پر لگانے لگے پھر تو ادھر کی فوج بھی

چلی اور دونون باہم لشکرمین جنگ آغاز ہوئی مہرخ نے سرخمو کو سپرد لشکریان کیا اور آپ لڑنے لگی ساحر جو طائر بنے تھے انکو صید کرنا شروع کیا قفس تن سے جب طائر روح ساحرون نے پرواز کی بیرون کے غل سے کان پڑے آواز سنائی نہ دیتی تھی تاریکی اور آندھیون سے خاطر روزگار کدر و تیرہ تھی برف باری نے گرمیان شعلۂ رزم کی سرد کی تھین سنگ باری نے سختیان آہن گدازون کی گرد کی تھین کہ بمقتضاے نظم

زپیکان پولاد و پر عقاب	سیہ شد میان فلک آفتاب
ہمہ دست نیزہ گزاران زکار	فرو ماند از حرب و زکار زار
بدان رستخیز و دم زمہریر	خروش یلان بود و یاران تیر
کنون چون رخ روز شد تیرہ گون	ہمان روی کشور چو دریای خون

لیلئے شام تیرہ فام ظلمت گیر عالم ہوئی لشکر جنگاہ سے پھرے اور خیمہ گاہ مین آکر آسودہ ہوے لیکن طولان نے تامل نہ کیا آتے ہی پھر طبل جنگ بجوا دیا مہرخ بھی خبردار ہوئی اور تاسے ترکی کو دم ملا شور محشر آشکار ہوا ساحر سحر خوان ہوے بہادر عازم میدان ہوے غرض رات بھر تیاری رہی صبحدم جب شاہ خاور نے تخت زرین پر جلوہ کیا اور شب تیرہ نے ناخن پنجۂ مہر سے رخسار اپنا خراشیدہ کیا کہ بیت چو خورشید برزد زخرچنگ چنگ * بدرید پیراہن مشک رنگ * سپاہ ہر دو وارد دشت قتال ہوئی طولان نے اپنے سپہ سالار اژدر جادو سے کہا کہ تو اژدر بنکر میرے سامنے آکے مین تجھپر سوار ہونگا اور جسوقت مین لڑنے لگون حریف مجھسے مخاطب ہوگا تو غفلت مین اسکو پاکر دم کھینچکر نگل لینا سپہ سالار یہ حکم سنکر بزور سحر اژدہا بنا اور طولان کا ٹھا اچھا اکر اسپر سوار ہوکر وارد میدان حرب ہوا بعد ترتیب صفوف کارزار صف لشکر سے بڑھکر مبارز طلبی کی آج پھر سرخمو اسکے مقابلے مین گئی پہلے نارنج ترنج چلا پھر اسنے بالونکی لٹ کھولی ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے طولان نے اس سحر کا رد کیا کہ اندھیرا موقوف ہوا اور ستارونکو سر پہنچون نے پیدا ہوکر رد کا مگر اژدر نے اپنا دم کھینچا سرخمو مخاطب ہم نبرد سے تھی غفلت مین سنبھل نہ سکی اژدر کے منھ مین سماگئی اسی طرح چند سردار آئے اور دہن اژدر مین سماگئے اسوقت مہرخ نے بھی سردارون کی مدد کے لیے ساحرونکو بھیجا ادھر طولان نے فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا پھر دونون فوجین بھڑ گئین دریاے فوج مین تلوارین لہرین لینے لگین موج آب شمشیر نے ہستی کا پل ڈھا دیا بحر فنا کا کنارہ نظر آیا دوپہر کامل خوب لڑائی رہی سحر آزمائی رہی آخر نہ این راخطانہ او را ظفر دونون طرف طبل بازگشت بجا ہر ایک پھر کر خیمگاہ مین آیا طولان بارگاہ حیرت مین گیا حیرت ازبسکہ زوجۂ شہنشاہ ساحران ہے ہر بار میدان جنگاہ مین نہین آتی ہے فی الجملہ اسنے سارا ماجراے جنگ عرض کیا اور سردارون کا قید کرنا بھی کہا حیرت نے کہا ان سردارونکو ہمارے سامنے لاؤ اسنے عرض کیا کہ لاتا ہون اور روانہ ہوا مگر حال یہ

کہ اژدر جب جنگاہ سے پھر کر آیا تو اسنے خیال کیا کہ تیرے شکم مین سردار گھٹ کر مر جاینگے انکو نکالنا چاہیے
یہ سمجھکر انکو اگلا اور دم اپنی منھ مین داب کر حلقہ کر کے بیچ مین سردارون کو لیکر بیٹھا مگر اسکے اگلنے سے سحر
سردارون پر سے اتر گیا اور وہ بیہوش تھے اب جو ہوشیار ہوے اٹھکر اپنے لشکر کی طرف چلے
اژدر انکا سد راہ ہوا سرخمو اسوقت غفلت مین گرفتار ہوئی تھی اور یہ دیکھے وہ اکیلی تھی اب جو اسنے اژدر
کو تنہا پایا ایک تیر سحر کا ایسا مارا کہ اسکے سینے کو توڑ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا شور اسکے مرنے
کا بلند ہوا تاریکی ہوگئی اسی تاریکی مین سرخمو وغیرہ اڑکر بر و سے ہوا گئین اور وہان سے پھر گولے
اور بار فلفل وغیرہ مارنا شروع کیے لشکریان طولان دو چار ہلاک ہوے اور بھاگکر لشکر حیرت کی طرف
بھاگے اس طرف طلایہ دار کچھ سپاہ لیے محافظت لشکر کرتا تھا غل سنکر ادھر دوڑا یہ لشکری سمجھے کہ
ہمکو مارنے آتا ہے اور اسی نے شاید ہمارے لوگون کو مارا ہے بس یہ سمجھکر لڑنے لگے ادھر سے طولان قیدیونکو
لینے آتا تھا وہ یہ ہنگامہ دیکھکر سمجھا کہ شاید مہرخ میری فوج پر آگری ہے بس وہ بھی للکارنے لگا کہ ہان لینا جانے
نہ دینا اب بالکل فوج کو یقین ہوگیا کہ حیرت سے بگڑ گئی اور ادھر والونکو یقین ہوا کہ یہ لشکر شاید مہرخ
سے ملگیا ہے الحاصل گوشت خر اور دندان سگ باہم سحر چلنے لگا برقین گرنے لگین سرخمو وغیرہ تو اپنے
لشکر مین چلی آئین یہان ہی غلغلہ سنکر فوج تیار ہوگئی ادھر شور ہونے سے حیرت بارگاہ سے نکل آئی دیکھا
باہم فوجین لڑ رہی ہین پشتے کشتون کے بندھ گئے ہین لاشون کے انبار لگے ہین قلعہ ہاے تن کی بربادی
ہے سرون کے کنگرے ہر جگہ بنے ہین حیرت کی سمجھ مین یہ لڑائی نہ آئی اور تعجب تمام کچھ سحر ایسا پڑھا
کہ دونون لشکرون کے بیچ مین ایک دھوان پیدا ہوکر اندھیرا ہوگیا فوجین جدا ہوئین اسنے طولان
کو بلوایا اور ماجراے جنگ پوچھا اسنے کہا مجھے نہین معلوم لڑتے ہوئے فوج کو دیکھکر مین بھی لڑنے
لگا تھا الحاصل بعد تحقیقات حال مرگ اژدر اور سبب فساد ظاہر ہوا حیرت نے طولان کو بہت سخت
لعنت ملامت کی کہ افسر ہوکر بغیر دریافت حال لڑنے لگا اور صدہا کو قتل کرڈالا طولان کو اسکے برا بھلا
کہنے سے غصہ آیا اور گویا ہوا کہ سرخمو کی ذات سے یہ فساد ہوا ہے مین اسکو جاکر بارگاہ حریف سے
پکڑ لاتا ہون یہ کہکر بزور سحر اڑکر چلا ہلکارے جو بامر جاسوسی اس جگہ حاضر تھے وہ اس سے قبل خدمت
مہرخ مین گئے اور اسکے آنے سے مطلع کیا قران اتفاق سے اسوقت بارگاہ مین حاضر تھا اس نے
جو سنا کہ طولان آتا ہے اسنے ملکہ سے کہا کہ آپ مع سرداران نامی کے پوشیدہ ہو جائیے مین ایک
عیاری کرونگا مہرخ و بہار وغیرہ اسکے کہنے سے بزور سحر چھپ گئین اور اسنے برق و ضرغام وغیرہ
عیارون سے کہا کہ تم اپنی صورت مثل بہار و مہرخ وغیرہ کے جلد بناؤ اور ساحر جو ایسے ویسے تھے
انکو بلاکر حکم دیا کہ تم بزور سحر صورت اپنی مثل سردارون کے بناؤ غرضکہ دم بھر مین سب نے صورتین تبدیل
کین اور اس عرصے مین طولان بارگاہ مین آیا اور پکارا کہ کہان ہے سرخمو اسوقت اس سبکے

سامنے برق کہ بشکل مہرخ تھا آیا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ ہم سب اطاعت شہنشاہ کرتے ہین اور قران نے بھی عرض کیا کہ ہماری خطا بھی شاہ جادوان سے معاف کرا دیجیے طولان یہ عذرات سنکر بہت خوش ہوا کہ یہ لڑائی میری وجہ سے فیصل ہوئی الغرض ہر ایک سے حکم دیا کہ اگر تم صفائی چاہتے ہو تو میرے خیمے مین چلو مہرخ و بہار نقلی دو ایک سردار اسکے ہمراہ چلے اور قران بھی ساتھ آیا اور اسنے چاہا ان سب کو خیمے مین بٹھا کر مین حیرت پاس جاؤن اور انکے آنے کا حال بیان کرون لیکن جانے نہ پایا تھا کہ قران نے اکیلا پا کر اسے بیہوش کیا اور برق نے چاہا کہ مار ڈالون لیکن قران نے کہا اے برق تم اسکی صورت بنو پھر تماشا دیکھو برق اسی کی ایسی صورت بنا اور باہر نکلکر اپنی سواری کا ہاتھی مانگا ساحر فیل در خیمہ پر حاضر لائے برق نے بموجب فرمایش قران گٹھری کی طرح طولان کو باندھکر باہر آکے ہاتھی پر رکھ لیا اور آپ سوار ہوا بس سوار ہوتے ہی افسران فوج کو للکارا کہ جلد لشکر تیار کرو انھون نے نفیر سحر بجائی اور صف باندھکر کھڑے ہوے اسنے اسنے کہا کہ ملکہ حیرت مجھسے بگاڑ ہو گیا ہی تم میرا ساتھ دوگے یا حیرت کا ساتھ لشکر نے کہا کہ ہم آپ کے تابعدار ہین اسنے کہا کہ لشکر حیرت غافل اترا ہوا ہی ان پر حملہ جاکر کرو اور مار لو فوج حکم پاتے ہی لشکر حیرت پر جا پڑی وہ لوگ سب غفلت مین تھے ادھر سے تارنج و ترنج پڑنے لگے خیمون مین آگ لگی دو چار واصل جہنم ہوے گھبرا کر کچھ بھاگے جلد جلد بہتون نے کمر باندھ اٹھکے لڑنے لگے ہنگامہ گیرودار برپا ہوا اسوقت برق نے طولان کو گٹھری سے کھولکر بٹھا دیا اور فتیلہ لخلخہ بیہوشی ناک کے برابر رکھکر آپ ہاتھی سے کود گیا اور لشکر سے نکلکر الگ کھڑا ہوا اور قران و بہار بھی خیمے سے نکلکر الگ جا ٹھہرے لیکن طولان کی جو آنکھ کھلی اسنے دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہی ہر چند ہان ہان کرتا ہی مگر اس ہلڑ مین کون سنتا ہی ایک سے دوسرا بھڑا ہی شمشیر صاعقہ خصال خرمن ہستی جلا رہی ہی کمان وہان تیر سے غل مچا رہی ہی حیرت بھی غل سنکر خیمے سے باہر نکل آئی دیکھا طولان ہاتھی پر سوار ہی اور فوج اسکی لڑتی ہی ازبسکہ اسکو خبر ملی کہ مہرخ و بہار وغیرہ اسکے خیمے مین آئی ہین بس اسکو صاف یقین ہوا کہ طولان انسے ملگیا ہی لہذا اسنے بھی فوج کے افسرونکو للکارا کہ لینا اس نمکحرام کو اب تو خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی گوشت خرد و ندان سگ باہم کٹ مرے اور اوراق دفتر ہستی صرصر فنا نے الٹ دیے

زتیرہ زبیکان ہوا تیرہ گشت
ہمی آفتاب اندران خیرہ گشت

زگرد سپہ روشنائی نماند
زخورشید شب را جدائی نماند

خروش سواران و اسپان بدشت
زبہرام و کیوان ہمی برگذشت

زجوش سواران و زخم تبر
ہمی سنگ خارا برآورد پر

ہمہ تیغ و ساعد زخون گشتہ لعل
خروشان شدہ خاک در زیر نعل

دل مرد بد دل گریزان ز تن | دلیران زخفتان برید ہ کفن

حیرت نے جب جنگ آغاز کی تو یہ بھی خیال آیا کہ مہرخ کہین بھڑکا نہ گئی ہو یہ سمجھکر حکم دیا کہ اے شہاب تو جا اور طولان کو بھیجا شہاب جو وہان سے اس کی طرف چلا وہ سمجھا کہ حیرت نے اسکو میرے گرفتار کرنے کے لیے بھیجا ہی بس یہ جان کر رہا تو یہ فوج کو منع کر رہا تھا یا شہاب پر تاپنج ترنج مارنے لگا شہاب بھاگ کر حیرت پاس گیا اور کہا اے ملکہ یہ بیشک حریف سے ملگیا ہی اتفاق سے اُسوقت ابریق کوہ شگاف آیا ہوا تھا حیرت نے اس سے کہا اے وزیر اعظم تم جاکر طولان کو پکڑ لاؤ ابریق حسب الارشاد چلا اور آتے ہی ایک چھڑی سحر پڑھکر ماری طولان سحر بھون گیا ابریق کمند پیچ ڈال کر اٹھائے گیا اور سامنے ملکہ کے لایا ملکہ نے حکم دیا کہ مارو اس حرامزادے کو لگی جوتی اور لات اور گھونسا پڑنے ہر چند یہ چیختا ہی کہ ملکہ میری خطا نہین ہی مگر کوئی سنتا نہین جوتیان اور لاتین پڑتی جاتی ہین خوب پیٹا ابریق نے آخر سفارش کر کے چھڑایا یہ چھوٹا لشکر مین آکر طبل امان بجوایا اور اسیوقت کوچ کر کے دریاے خونزوان سے اُترکر باغ سیب مین پاس شاہ جادوان کے گیا اور بیقرار فریادی ہی ملکہ حیرت نے ایسا پٹوایا کہ سر پر بال نہین رہے ملکہ لائق فرما نہین ہی افراسیاب نے غل سنکر اسکو سامنے بلوایا اور حال سنکر کتاب سامری دیکھی ہنسکر کہا کہ تم خوب لٹ گئے ارے بیوقوف عیار تجکو دھوکا دے گئے پھر سب حال برق وقران کا شاہ طلسم نے بیان کیا اس نے کہا کہ مین پھر جاتا ہون یہ کہکر جانا چاہتا تھا کہ جائے شاہ طلسم نے منع کیا اور کہا اب تم نہ جاؤ اس نے کہا کہ مین جاتے ہی عیارون کو گرفتار کرلونگا شاہ نے کہا اب کی عیار تمھین زندہ نہ رکھین گے تم ٹھہرو مین تدبیر کرتا ہون یہ کہکر اپنا صندوقچہ سحر منگا کر ایک تصویر نکالی اور ایک ساحر عدار جادو نام کے حوالے کی اور کہا تم طولان کے ساتھ جاؤ ملکہ حیرت سے کہنا کہ ان کو عیارون نے تنگ کیا ہی اب مین نے کئی سحر انکے ساتھ کر دیے ہین ان کی خاطر بہت کرنا اور اے ملکہ تم نے بہت برا کیا جو ان کو ذلیل کیا کوئی افسرون کے ساتھ اس طرح پیش آتا ہی اور اے عدار یہ تصویر مین نے پہلے بھی ایک ساحر کو دے کر بھیجا تھا اور اس نے کئی عیارون کو پکڑ لیا تھا لیکن پھر اس نے دھوکا کھایا آخر مارا گیا فی الجملہ تاثیر اس تصویر کی یہ ہی کہ جو عیار تمھارے سامنے آئیگا یہ تصویر اسکی اصلی بتجائیگی تم جاننا کہ یہ عیار ہی اور اسکی یہ شکل جو بظاہر صورت یا اور کسی طور کی ہی عارضی ہے اصل شکل اسکی شکل صورت تصویر ہی بس اسکو تم گرفتار کرلینا عدار یہ کلمات سنکر اور تصویر لے کر ہمراہ طولان روانہ ہوا اور طولان معہ اپنے لشکر کے کوچ کر کے دریا سے پار اُترا اسوقت عدار اسکے آگے چلکر بارگاہ حیرت مین گیا اسنے اس کی تعظیم کی اس نے حکم شہنشاہ سے جو نسبت طولان تھا اطلاع دی حیرت نے سردار بہر استقبال بھیجے اور طولان کو استقبال کرا کے بلوایا اور خاطر سے بٹھایا بے اعتنائی جو پہلے اسکے ساتھ کی تھی اس کا عذر کیا اور ساقیان مہر تمثال حاضر ہو سب

دور جام بے اندیشہ انجام آغاز ہوا ناچ ہونے لگا اسوقت عذار نے وہ تصویر ملکہ کو دکھا کر خاصیت اسکی بیان کی اور کہا مین بارگاہ حریف مین جا کر عیارون کو پکڑکے لاتا ہون حیرت نے کہا تم اس تصویر کی وجہ سے عیارون کو پہچانو گے لیکن وہان ساحران زبردست جو مقابلہ کرین گے ان کا کیا علاج کروگے اس نے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ مین مصاحب شہنشاہ ہون میرا انکہرام کیا بنا لین گے حیرت نے کہا اگر ایسا ہی تو جاؤ کیونکہ ع ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند عذار وہان سے اڑ کر چلا لیکن اس سے پہلے ضرغام یہان موجود تھا وہ سارا ماجرا تصویر کا دریافت کرکے گیا اور جا کر دربار مین خبر عرض کی وہان قران موجود تھا کس لیے کہ جب سے عمر گیا ہی یہ بارگاہ مین بہت رہتا ہی الحاصل قران معہ برق علیحدہ گیا اور کہا اے برق تم چھپ رہو وہ چھپ رہا قران دوڑ کر لشکر حریف مین گیا دیکھا ایک بڑھیا بھیک مانگتی ہی اسکو اسنے الگ بلایا اور کہا میرے ساتھ چل مین تجکو بہت سا مال دونگا وہ ضعیفہ اسکے ساتھ گئی درۂ کوہ مین وہان قران نے اسکو بیہوش کرکے رنگ و روغن لگا کر برق کی صورت بنایا اور ہوشیار کرکے بہت سا مال و زر و گوہر دیا اور کہا تم چل کر بارگاہ مین بیٹھو جو کوئی پوچھے کہنا مین برق ہون اس کہنے سے مین تم کو بہت کچھ مال دونگا اور جو کوئی تم کو پکڑ لے جائیگا وہ بھی بہت کچھ دے گا اور اگر میرے کہنے کے خلاف ہوگا تو جان تمھاری جاتی رہیگی اس ضعیفہ نے جو مال وافر پایا اور آئندہ بھی ملنے کی امید پائی پس گویا ہوئی کہ جو آپ نے کہا ہی اس سے بڑھکر مین کہون گی غرض اسکو بہت کچھ سمجھا بوجھا کر بارگاہ مین قران لے کر آیا اور مقام برق پر بٹھا کر آپ چلا گیا اور اہل بارگاہ سے کہتا گیا کہ جو کوئی برق کو پکڑنے آئے پکڑ لے جانے دینا تم لوگ کچھ نہ بولنا فی الجملہ یہ تو چلا گیا اور بعد کچھ دیر کے عذار بارگاہ مین آکر اترا اور پکارا کہ کہان ہی وہ نا عیار برق وہ ضعیفہ پکاری کہ منم برق از بسکہ حلیے عیارون کے تمام طلسم مین ہین سب ساحر پہچانتے ہین اسنے برق کو جو بصورت اصل پایا تصویر دیکھنے کی احتیاج نہ سمجھا کیونکہ اگر کسی اور کی صورت برق بنا ہوتا تو یہ تصویر دیکھتا بس اس بڑھیا کو برق بنا ہوا دیکھکر پنجہ کمر مین ڈالکر اڑا اور یہان لشکر مین غل ہوا کہ لیے جاتا ہی مگر حسب فہمائش قران کسی نے مقابلہ نہین کیا یہ سیدھا بارگاہ حیرت مین آکر اترا اور کہا مین لایا برق کو وہان طولان بیٹھا تھا اور وہ نہایت برق سے جلا ہوا تھا اس نے صورت دیکھتے ہی بغیر پوچھے ایک تلوار ایسی لگائی کہ برق نقلی کا سر کٹ گیا لاش کھچوا کر گھوڑے پر ڈلوا دی اور سر بارگاہ کے دروازون پر لٹکوا دیا اور نہایت خوش ہوا کہ مین نے دشمن سے اپنا عوض لیا یہ خبر طائران سحر نے لشکر مہرخ مین پہونچائی ہر ایک نے سنتے ہی اس خبر وحشت اثر کے پچھاڑ کھائی گریبان چاک کیا دامن ہر ایک کا جوش گریہ سے دامن سحاب بنا مگر مہرخ نے کہا کہ اسمین کوئی مہتر قران نے عیاری کی ہی کیونکہ وہ لڑنے کو منع کر گئے تھے اب جزع فزع نہ کرو اور نظر بفضل کریم کارساز رکھو ہر ایک اسکے

سمجھانے سے خاموش ہوا اور ادھر قران نے برق کو بلایا وہ پاپوشیدہ تھا اب سامنے آیا اس نے کہا تم اب شیر کی کھال پہنو اور بشکل شیر دہان بنکر تیار ہو برق حسب الارشاد عمل مین لایا یعنے شیر کی کھال پہنکر گھنڈیاں اسکی سینے تک لگا کر درست ہوا سابقاً جلد اول مین بیان کیا ہی کہ برق کے پاس پوست سب جانورون کے مثل گربہ و سگ و شیر وغیرہ کے رہتے ہین اور اسکو جانور کی صورت بننے مین بڑا ملکہ ہی چنانچہ ایک بار کتا بنکر عمرو کو پھاڑ گیا تھا اور عمرو اس کو نہ پہچان سکا تھا غرضکہ جب شیر بنکر تیار ہوا قران نے صورت اپنی ایک ساحر کی ایسی بنائی اور مہیب صورت یعنے کہ تین سر ایک شیر کا دوسرا اژدر کا تیسرا اخرس کا بنایا ہر سر مین سانپ لپیٹے کہ وہ زبان نکالتے تھے کئی ہاتھ بنائے کہ کسی مین منقل آتشین لیے تھا کسی مین ترسول اور کسی مین تھال برنجی تھا جھولا یا دلا لگا رنگے مین ڈالے دھوتی پٹمبری باندھے تھا غرضکہ اس شکل پر جب بنکر تیار ہو چکا برق پر جو بشکل شیر تھا سوار ہوا اور ایک نامہ شاہ طلسم کی جانب سے مہری لکھکر اپنے پاس رکھا برق اسکو لیے ہوئے دربار گاہ حیرت پر لایا اسکو خبر ہوئی کہ ایک ساحر شیر پر سوار شہنشاہ جادوان کے پاس سے آیا ہی اس نے استقبال کر کے سامنے بلایا قران نے سامنے آکر تسلیم کی اور نذر دی پھر نامہ پیش کیا حیرت نے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ برق عیار مارا نہین گیا بلکہ ہم نے اس ساحر کے حوالے برق کو گرفتار کر کے کر دیا ہی اب غدار سے کہنا جو یہ ساحر کہے اسکے بموجب کام کرے حیرت مضمون نامہ سے جب مطلع ہوئی غدار سے کہا تم نے بھی دھوکا کھایا شہنشاہ لکھتے ہین کہ وہ برق نہ تھا جو مارا گیا غدار نے کہا مین شہنشاہ کو تو جھوٹا نہین کہہ سکتا لیکن مین بارگاہ حریف سے جاکر پکڑ لایا ہون کیونکر کہون کہ مین نے دھوکا کھایا یہ کلام سنکر نامہ دار نے کہا تم دیکھو گے برق کو مین بلا لاؤن مجھکو شہنشاہ نے اُسے دیدیا ہی یہ کہکر باہر آیا اور شیر کی کھال برق سے اتروا کر اپنے ساتھ اندر بارگاہ کے لایا حیرت نے کہا بھلا شہنشاہ کی بات کہین جھوٹی ہو سکتی ہی غرض اب سبکو یقین ہوا کہ بیشک یہ نامہ دار فرستادہ شاہ جادوان ہی بس غدار نے کہا اور کیا شہنشاہ نے فرمایا ہی لکھا ہے کہ نامہ دار کے کہنے پر عمل کرنا اس نے کہا وہ بات علیحدہ کہنے کی ہی غدار اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے خیمہ مین لے چلا قضائے کار اثنائے راہ مین عیارہ صبا رفتار ملی اور اسنے قران کو پہچانا صاف تو نہ کہہ سکی مگر بطور کنایہ کے پکاری کہ میان صاحب ہمارا سلام ہی قران نے کہا کیون دھگڑے کو دیکھا جی تو اچھا ہی ان کلمات کو سنکر غدار سمجھا کہ یہ عورت سمجھکر اس عیارہ سے ہنس رہا ہی یہ سمجھکر اُسکو لیے اپنی بارگاہ مین گیا اور ادھر صبا رفتار نے جب دیکھا کہ میرا کنایہ غدار نہین سمجھا بس جلد چلی کہ جاکر ملکہ حیرت کو خبر کردون اور جاکر سامنے ملکہ کے عرض کیا کہ حضور نامہ دار نہین ہی وہ قران عیار ہی جو غدار کو لے گیا ہی جلد خبر لیجیے نہین تو غدار مارا جائے گا حیرت نے کہا تو دیوانی ہی وہ شیر پر چڑھ کر آیا ہی اور نامہ مہری شہنشاہ کا لایا ہی کہیں ایسا

عیار بھی شیر بن سکتے ہین یا تین سر اپنے بنا سکتے ہین صبا رفتار نے کہا اسوقت اس شبہ مین نہ پڑیے اور عیاری کے فن کی تصریح نہ فرمائیے جلد وہان کی خبر منگوائیے حیرت نے اسکے کہنے سے ایک ساحر کو حکم دیا کہ جا اور غدار کی خبر لا وہ تو ادھر چلا مگر جب تک یہ آئے آئے وہان پہونچتے ہی قران نے کہا اے غدار مین تجھے قتل کرنے آیا ہون اسنے کہا کیون جواب دیا کہ حکم حاکم دیکھو تا وہ کیا مارے چلے آتے ہین اسنے گھبرا کر اسکے کہنے سے پھر کر دیکھا قران نے جھک کر بغدہ مارا کہ سر پھٹ گیا اور تڑپ کر ہلاک ہو گیا غل و شور و تاریکی ہو گئی قران و برق بھاگ کر لشکر سے نکل گئے اور ساحر فرستادۂ حیرت جو آیا اسنے بھی یہ ہنگامہ دیکھا پلٹ کر ملکہ پاس گیا اور کہا وہان خاتمہ ہو گیا حیرت کو بڑا رنج ہوا لاش غدار کی اٹھوائی اور یہ زبردستی جو عیارون کی دیکھی طولان کا فرط خوف سے دم نکل گیا کہ واقعی ان عیارون کے ہاتھ سے جان بچنا مشکل ہے حیرت نے نامہ اس سب حال کا افراسیاب کو لکھا اور قران نے جا کر سب ماجرا امیر سے بیان کیا اور برق کی گرفتاری سے ہر ایک رنجیدہ ہو رہا تھا اب اسکو دیکھکر خوش ہوا الحاصل یہ سب تو اس کیفیت مین ہین اور عمرو و مخمور دریا رسے مروارید سے گذر کر سمت کوکب روانہ ہین ان سب کو تو اسی حال مین رکھیے تتمہ داستان زلازل قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کے لشکر نصرت اثر کے سنیے کہ لمؤلفہ

بیا ساقیا جام بر کف بنہ — بمطرب بگو دست بر دف بنہ
بزاہد بگو توبہ را بشکند — کہ فصل بہاری در ینجا رسد
بیا صوم از بادہ افطار کن — زمے چہرۂ خویش گلنار کن
گدائے در میکدہ چون شوی — زمے دامن خویش را تر کنی
بیا بلبل گلشن داستان — یکے قصۂ نغز و نادر بخوان
بکن تیغ منقار را تیز تیز — برنگین بیان خون دلہا بریز
بہر کلمہ صد تیر بر دل زنی — ز سوفار چون داستان سر کنی

ناوک اندازان نشانۂ داستان و خدنگ افگنان ہدف بیان تیر بیان سے تودۂ سخن کو یون نشانہ بناتے ہین اور قدر انداز کلام فرط شوق سے صدائے زہ زہ اس طرح بلند فرماتے ہین کہ اول مین ذکر کیا گیا تھا پیکان کا کہ وہ لشکر لقا مین گیا تھا اور قتل ہوا تھا اب بھائی اسکا یعنی سوفار جادو فرستادۂ شاہ جادوان بکروفر تمام خدمت لقائے بدانجام مین پہونچا اس کا استقبال شیطان درگاہ بختیارک نے کیا جب یہ اس مردود کے سامنے گیا سجدہ کیا اور بغل پر بیٹھ کر رونے لگا اپنے بھائی کو یاد کر کے جان کھونے لگا بختیارک بھی اس کے ساتھ گریہ کنان ہوا یہانتک کہ یہ تو چپ بھی ہو رہا مگر بختیارک نہ چپ ہوا اسنے خود کہا کہ ملک جی اب صبر کیجیے فضل خداوندے سے اپنے

بھائی کا بدلا ان مسلمانون سے مین لونگا اور ایک کو جیتا نہ چھوڑونگا بختیارک نے کہا مین جو تم سے زیادہ رویا تو سبب یہ ہے کہ دو آدمیون کو رویا ایک تو تمھارے بھائی کو اور دوسرے تمھین کیونکہ مین تمکو بھی مردہ جانتا ہون خداوند نے ان بندون کو قدرت ہی ایسی دی ہے کہ جو ان سے لڑتا ہے قتل ہی ہوتا ہے سوفار نے کہا مین بھی ملک جی وہ ساحر ہون کہ دم بھر مین ادھر کی دنیا ادھر کردونگا لقا نے اسکا لاف وگزاف سنکر کہا اے بندہ مجھکو غرور کسی کا پسند نہین ہے اسی وجہ سے جو آتا ہے وہ مارا جاتا ہے کس لیے کہ اسکو غرور ہو جاتا ہے کہ مین ایسا صاحب شوکت و زور ہون بس یہ مجھکو ناپسند ہوتا ہے مین اسکو قتل کروا ڈالتا ہون سوفار اپنے دل مین ڈرا اور کہا یا خداوند مجھسے خطا ہوئی معاف فرمایئے الحاصل اس نے توبہ کی اور ایک دن کسل راہ سے آسودہ ہوا دوسرے دن جب تیر شعاع آفتاب بصد آب وتاب ترکش مغرب مین قدر انداز روزگار نے رکھے اور زاغ شب باز سفید کے پیچھے سے بخوف دامن ہوکر پرواز کی کہ بقول کسے

نظم

چو خورشید در جامۂ نیلگون — نہان شد چو زنگی شب آمد برون
جہان گشت چون چہرۂ اہرمن — کشادہ سیہ مار گردون دہن

سوفار نے طبل بجنے کی درخواست کی لقا نے حسب خواہش اسکے حکم دیا کوس جمشیدی پہ چوب پڑی ہرکارے بارگاہ سلیمانی مین خبر لے کر گئے اور شہنشاہ گردون سریر چراغ لشکر اسلام سعد بن قباد کی خدمت مین یہ حکم مراسم آداب شاہی بجا لائے اور یہ مطالب کہے کہ

نظم

بندہ درسے ہے تیرا اک اقبال — حاجب آستان ہے جاہ وجلال
جب تری تیغ ساعقہ پیکر — نکلے ابر نیام سے باہر
گو زمین کا پینے لگے بہرام — تھرتھرا جائے روح رستم وسام
زہرۂ خاک آب ہو جائے — ترک گردون دوان کو غش آئے

آج لشکر لقا مین سوفار جادو جو طلسم سے آیا ہے اسنے طبل جنگ بجوایا ہے ہرکارے یہ عرض کرکے کنارے ہوے اور شہنشاہ نے امیر سے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل پروردگار سے کوس رزم پہ چوب پڑے امیر نے حسب الارشاد چالاک سے فرمایا کہ جاؤ اور طبل جنگ بجاؤ چالاک نے نقارہ خوانی سکندری مین آکر طبل سکندری پہ ڈال دیا جہان فانی مین غوغاے اقتلوا ابھر گیا

نظم

تبیرہ برآمد ز ہر دو سراے — جہان پر شد از نالۂ کرناے
چو رعد خروشندہ شد بوق وکوس — خرد اندر پس پردہ آبنوس

شیر بیشگان جرأت ونہنگان قلزم شجاعت بحر آہن مین ہرشکار رعد وغوطہ لگانے لگے سلیح خانے کھلگئے ہتھیار پسند فرمانے لگے سنہاے مردانگی پہ لب شاد وبشاش سب کے سب جوہر تیغ نجم بہرکو آنکھین

دکھاتا تھا محراب خم کمان مین بہ حفاظت ہر بہادر چلہ چڑھاتا تھا شمشیر جانستان کو دیکھکر ترک فلک نے دانت نکالے تھے نہ ثوابت تھے نہ سیارے تھے صبح ہوتے سب بھاگنے والے تھے دشت کین کو خون سے رنگین و پربہار کرنے کی تیاری تھی اسی سے آب آہن کی آبیاری تھی صدای نقبای خوش الحان زمزمہ ہزار بنی تھی بلبلان گلستان شجاعت گلہاے زخم کی محبت بیقرار کیے تھی کہا تک لکھون رات بھر یہی ہنگامہ رہا جسوقت مشیمہ شب سے طفل خونی پیدا ہوکر مہد فلک پر جنبان ہوا اور آغوش دایہ سپہر سے کودکان نجم نے کنارہ کیا کہ بموجب نظم

چو خورشید بر چرخ لشکر کشید — شب تار تا زنده شد ناپدید
خروشیدن آمد ز پرده سرای — همان ناله کوس با کرنای
ز پیلان نهادند بر پیل تخت — سراسر زد دیبای زربفت هست
زبرجد نشانده به تخت اندرون — ز دیبای زربفت پیروزه گون
بزرین ستام و جناح و پلنگ — بزرین درای و جرسهای زنگ
همه افسر و پیلبانان به نگار — همه پاک با طوق و با گوشوار
سپاهی برفت اندران دشت رزم — کز ایشان همه آرزو خواست رزم
سنانها درخشان و جوشان سیاه — شده روی هامون ز لشکر سیاه

یعنے صبحدم امیر کشور گیر سجدکو پاس سے بعد فراغت طاعت آکے در دولت آسمان پناہ ظل اللہ پر آئے اور مع تمام سرداروں کے بادشاہ کو قلب لشکر لے کروارد دشت مصاف ہوے اس طرف سے لقا با فوج بیکران مع سوفار بے ایمان داخل میدان ہوے صفین جمین سقون نے چھڑکاؤ کرکے گرد کو بٹھایا نقیبون نے بہادرون کو مرنا یاد دلایا دنیاے فانی کو نایابدار بتایا کہ بموجب ابیات

خلعت شاہانہ رکھتا ہے جو تن — چار دن کے بعد ہوتا ہی کفن
بر مین جسکے ہی عروسانہ لباس — ہی وہ اُسکے دوش پر اسباب یاس
ایک ہی حشر ان نہین ایسا یہان — ہو نہ گر یہ ساتھ جس کے تو امان

لازم ہی کہ سر اسے فانی کو ہیچ دیو ہیچ جان کر مرنے کو زندگی جاوید سمجھو اس معرکے کو بار لو نام کرو بڑی خوشی سے گردن پر تیغ کی دھار لو دلاور اس کلمات سے جوش شجاعت مین جھومنے لگے نقیب صفوف لشکر پر سناٹا چھایا ہوا دیکھکر ہٹ گئے سوفار اژدر سحر اڑا کر وسط میدان مین آکر للکارا کہ ہر کوئی مرد میدان نبرد جو مجھ سے آکر مقابل ہو یا مین اُسکو ہلاک کرون یا وہ میرا قاتل ہو ادھر سے شہنشاہ عراق بادشاہ سے اجازت لے کر سامنے اُس نابکار کے گیا اور پکارا کہ لا ضربت میدان اسنے سحر پڑھ کر دستک دی ہرسے ہوا سناٹا ہوا اور سب نے دیکھا کہ ایک عقاب تیز چنگال ہمسر نسر طائر فلک اڑتا ہوا آیا اور

شہنشاہ عراقی کی کمر مین پنجہ ڈالکر لے اُڑا ہر چند اس بہادر نے لنگر مارا گر پُشت مرکب پر قائم نہ رہا تڑپتا ہوا چلا گیا بعد اُسکے جانے کے پھر اُس نے مبارز طلبی کی منددیل اصفہانی بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لے کر روبرو اُسکے گیا اور طالب ضرب ہوا اُسنے پھر سحر پڑھکر تالی بجائی وہی عقاب آیا اور اُس کو بھی اُٹھا لے گیا اسی طرح بیس پچیس سردار نیچہ عقاب مین گرفتار ہوے اُس وقت امیر نے عزم میدان جنگاہ فرمایا مگر بختیارک نے جب لشکر اسلام کا پرا بندھا دیکھا خیال کیا کہ شاید صاحبقران نکلین گے پس وہ اسم اعظم جانتے ہین سوفار مارا جائیگا یہ سوچکر اُسنے طبل بازگشت بجوا دیا لشکر میدان قتال سے پھر امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت پذیر ہوے از بسکہ دل تمام نہ ہوا تھا اور امیر رنجیدہ خاطر بھی تھے سرداروں نے لشکر خیمہ گاہ کی طرف بھیجے اور آپ لنگر امیر کو صحرا کی طرف لائے اس جگہ دامن کوہ مین گلہاے خودرو کھلے تھے دامن کوہ دامن گلچین تھا یا ارژنگ چین تھا ابر بہاری کا شامیانہ تھا طاؤس زرین لباس کا رقص مستانہ تھا ہواے سرد کشتی جان کے لیے بادمراد تھی زمین وہان کی شاہدان گل سے آباد تھی آتش لالہ وگل کا دھوان سحاب بنا تھا بجلی کا اس ابر مین کوندنا لب مسی آلود معشوق کا ہنسنا یاد دلاتا تھا طرفہ بہار تھی نسیم ہر سمت مشکبار تھی کہ نظم

جابجا منتظم ہے باد بہار
ہے وہ صحرا نمونہ گلزار
برق سے ہے عیان تجلی طور
سارا جنگل ہے نور سے معمور
گھر کے آیا ہے ابر دریا بار
بھینی بھینی سی پڑ رہی ہے پھوار
قہقہہ زن کسی طرف ہین چکور
کہین کوئل کہین پپیہے کا شور
گل خودرو پہ زور جوبن ہے
دامن دشت رشک گلشن ہے
ڈھانک پھولا ہے بور آیا ہے
لالۂ کوہ رنگ لایا ہے

بس ایسے صحراے فرحت بخش مین پہونچکر لندھور نے کہا یا امیر اس وقت لطف صید افگنی ہے امیر نے فرمایا بہتر لندھور نے ایما پا کر ملازمون کو حکم دیا کہ سامان شکار حاضر کرو لوگ لشکر مین گئے اور حکم سنایا اُسی وقت قراول بھیلے جانوران شکاری کو لے کر روانہ ہوے بازدار عقاب و شاہین کو لے کر چلے خیمہ و خرگاہ فرش شاہانہ سب روانہ ہوا دم بھر مین جملہ سامان درست ہو گیا نظم

تھا وہ صید و شکار کا سامان
سیکڑون طائران صید کنان
وہ قراول بلا کے وہ صیاد
فن صید و شکار مین اُستاد
شاہباز ایک ایک برق نظیر
عازم صید طائر تقصیر
تیز پر وہ عقاب شاہین تھے
صید مرغ گمان پر بین تھے
وہ فلک سیر ایک اک بحری
قاتل صید بحری و بری

جوڑیاں تازیوں کی برق شعار   کوئی گلڈ انک اور کوئی بودار

خیمۂ فلک فرسا دامن کوہ مین صحراے سبزہ زار دیکھکر استادہ کرایا اور سب سردار شکار کھیلنے مین مصروف ہوے پھر تو یہ کیفیت تھی کہ بمقتضاے نظم

کئی صیاد خلق صید افگن   صیدگہ مین اُڑاتے تھے توسن
زیب دوش ایک ایک کے وہ کمان   جسپہ قوس قزح بھی ہو قربان
کوئی ناوک فگن کمان ابرو   باندھتا تھا نشانۂ آہو
محو صیاد تھا ہر اک نخچیر   دنگ تھا مثل طائر تصویر

وہ بقیہ دن شکار مین بسر ہوا جب غزال رم خوردۂ ماہ جست و خیز کرتا ہوا صحراے فلک مین آیا اور ساکن برج اسد دشت سپہر چھوڑ کر گوشۂ مغرب مین گیا کہ نظم

کچھ وہ شب بھی عجب بہار پہ تھی   چاندنی زور ہی نکھار پہ تھی
شب نہ تھی دود آہ عاشق تھا   جلوۂ نور صبح صادق تھا

تمام سردار مع امیر اُسی دشت مین مسکن گزین ہوے اور سیر شب ماہ کرنے لگے ہر جگہ روشنی ہوئی قندیلین درختون مین لٹکائین میدان مین چاندنیان بچھوائین شغل بادہ کشی مین سردار مصروف ہوے امیر صنعت رنگا رنگ صانع حقیقی دیکھکر حمد کرنے لگے ادھر تو یہ حال ہی اور اُس طرف جب سوفار پھر کر گیا اُسنے بختیارک سے کہا ابھی تو دن باقی تھا تم نے طبل امان کیون بجوادیا اسنے جواب دیا کہ امیر مالک باطل السحر ہین وہ تیرے مقابلے مین آنے والے تھے اُنکے ہاتھ سے بچنا دشوار تھا اس لحاظ سے مین پھر آیا سوفار نے کہا اگر یہ کیفیت ہی تو مین جاکر اسم اعظم بند کرتا ہون بختیارک نے کہا وہان جاؤگے تو بارگاہ سلیمانی مین سحر بھول جاؤگے اب یہ حیران ہوا کہ کیا کرون اس عرصہ مین ہرکارون نے آکر خبر کہی کہ امیر مع سردارون کے جنگاہ سے پھر کر وارد دشت ہوے اور ہنوز اُسی جگہ مصروف سیر و تماشا ہین بس یہ سنتے ہی سوفار اُٹھا اور سوار ہو کر جانب صحرا روانہ ہوا جب قریب خیام واجب الاکرام امیر پہونچا ایک ملازم کو خدمت امیر مین بھیجا اُسنے روبرو آکر عرض کیا کہ مالک ہمارا سوفار جادو حاضر ہوا ہی امیدوار باریابی ہی امیر نے فرمایا مین فقیر آدمی ہون جسکا جی چاہے آئے یہ خانہ بے تکلف ہی یہ کہکر دو ایک سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ آکر اسکو لے گئے جب یہ سامنے پہونچا سلام کیا امیر نے دنگل بیٹھنے کو دیا پھر ساقی کو اشارہ کیا اسنے جام شراب گلفام اسکے سامنے کیا سوفار سبزواری کہنے لگا جب نشہ ہوا اسوقت امیر نے پوچھا کہ باعث تشریف لانے کا کیا ہی اُسنے کہا مین آپکو سمجھانے آیا ہون کہ خداوند لقا کو سجدہ کیجیے اور سرکشی سے باز آئیے امیر یہ کلمہ سنکر آگ ہو گئے اور فرمایا کہ مین اس مردود درگاہ خدا پہ ہزارون لعنت کرتا ہون اور تم اسوقت میرے مہمان عزیز نہ ہوتے تو زبان تیغ سے ان باتون کا مزہ

جواب دیتا سوفار نے یہ کلام سنکر جواب نہ دیا بلکہ ٹال کر اور باتین کرنے لگا اور عین گفتگو مین اپنے جھولے
سے ایک جانور سرخ رنگ نکالکر چھوڑا کہ وہ اڑکر گرد امیر کے چکر مارکر پھرا اسکے ہاتھ مین آگیا بس یہ اُٹھا
اور کہا یا امیر مین آپ کو فہمایش کرنے آیا تھا خیر آپ نہین مانتے تو آپ جانیے غلام رخصت ہوتا ہی امیر نے
پھر کچھ جواب نہ دیا یہ چلا گیا اور اپنی بارگاہ مین پہونچکر اکیار کرکے سحر پڑھنے لگا اور منتر سو یٔو نپر دم کرکے اوس جانور کے
منھ پر مارین پھر اسکو ایک شیشے مین بند کرکے اپنے جھولے مین وہ شیشہ رکھا اور بارگاہ لقا کی طرف روانہ ہوا
مگر جب امیر کے پاس سے وہ چلا آیا تو لندھور نے کہا یا امیر اس کافر کا آنا اور جانور اڑانا خالی از فساد
نہین چہرہ پر نور آپ کا تغیر معلوم ہوتا ہی اسم اعظم کو پڑھیے امیر نے چاہا کہ پڑھون ایک حرف بھی یاد نہ آیا فرمایا کہ
بزور سحر اس مرتد نے اسم اعظم مجکو بھلایا ہی خیر وہ مالک حقیقی قادر و توانا ہی جو وہ چاہے گا وہی ہوگا سردارون
نے عرض کی کہ اب مناسب ہی حضور لشکر مین تشریف لے چلین کیلیے کہ بادشاہ جمجاہ وہان اکیلے ہین ایسا نہ
ہو کہ یہ کافر انھین کچھ رنج پہونچائے امیر نے کہا چلو فی العجلہ اسی وقت سوار ہوکر سب داخل لشکر ہوے
بادشاہ نے اسم اعظم بند ہونے کا حال سنکر رنج کیا اور عیاران لشکر نے بھی سب ماجرا سنا چالاک بن عمرو مع
چند عیارون کے چلا کہ اسم اعظم کسی طرح چھڑاؤن اور اُدھر جب دربار مین لقا کے سوفار پہونچا بختیارک
سے کہا مین اسم اعظم بند کر لایا اسنے کہا اسکو یہان نہ رکھو طلسم مین بھیجو اور کسی ساحر زبردست کو دے کر
روانہ کرو تاکہ وہ کسی مقام پر دھوکا نہ کھائے اسنے اپنے ملازمون مین سے طاؤس جادو نام ایک ساحرہ
کو تجویز کیا کہ یہ لیجائے گی اور اُسنے بھی عرض کیا کہ مین باحتیاط تمام پہونچا دون گی اسوقت ایک نامہ
لقا نے افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بندۂ مقبول بارگاہ خداوندی شاہ طلسم ہم تجھسے بہت خوش
ہین کیونکہ تو نے سوفار جادو کو ہمارے پاس بھیجا وہ ہمارا بندۂ برگزیدہ ہی اور ہم اُس سے بہت راضی
ہین فی الحال اسم اعظم حمزہ اس نے بند کیا ہی اور وہ شیشہ مین رکھکر معرفت طاؤس جادو کے ہم تمھارے
پاس بھیجتے ہین لازم ہی کہ باحتیاط تمام اس شیشے کو ایسے مقام پر رکھنا تاکہ دسترس عیارون کا نہ ہو اور
اطلاعاً قبل پہونچنے شیشہ اسم اعظم کے بھیجتے ہین تاکہ ساحرون کو بھیجکر طاؤس کی مدد کرو اور بخیر و عافیت
اپنے پاس اسکو بلالو اور کسی اور ساحر نامی کو یہان بھیج دو کہ سوفار تنہا نہ رہے نامہ تمام خداوند کا
سایہ ہمیشہ تم پر رہے اس نامہ کو بنا بر دستور کوہ عقیق پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ پیدا ہوا نامہ اٹھا
لے گیا اور طاؤس وہ شیشہ لے کر روانہ ہوئی چالاک کہ صورت بدل کر بارگاہ مین آچکا تھا اس تمام
کیفیت سے آگاہ ہوکر عقب طاؤس چلا مگر وہ نامہ جو پاس افراسیاب کے بھیجا تھا پنجہ نے لاکر باغ سیب مین
پہونچایا شہنشاہ ساحران نے پڑھا سوفار کی تعریف دیکھکر بہت خوشنود ہوا اور ایسا سحر پڑھا کہ چرخ جادو
نام ایک ساحر کو خبر ہوگئی کہ شاہ طلسم بلاتے ہین وہ اسی وقت حاضر ہوا آداب بجا لایا شہنشاہ نے فرمایا تم
خداوند کے پاس جاؤ اور سوفار کی مدد کرو اور جواب مین نامے کے عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ حضور کا نامہ

عزت افزاے حقیر ہوا سوفار سے جو آپ خوش ہین تو یہ کمترین بھی نہایت خوش ہوا اب وہ دسیدم مراعات خسروانی کا ہماری امیدوار ہی بہت بڑا مرتبہ اُسکا کیا جائیگا جب وہ لڑائی فتح کرکے یہان آئیگا فی الحال چرخ جادو کو اسکی مدد کے لیے بھیجتا ہون یہ بھی بلا کا ساحر ہی اس کے بعد آپ کو خود ظاہر ہوجاوینگے آگے میرے حال پر ہمیشہ عنایت خداوندی رہے یہ عرضی چرخ کو حوالے کی اور خلعت رخصت عنایت فرمایا یہ بارہ ہزار ساحران نابکار اپنے ہمراہ لے کر بہ تجمل بسیار روانہ ہوا اور بعد قطع منازل طلسم نکلکر کوہ عقیق مین داخل ہوا ابر و غبار علامت آمد ساحر دیکھکر سلیمان عنبر مو وغیرہ بہر استقبال قلعہ سے نکلے اور چرخ سے آکر ملاقی ہوے لشکر اُس کا اُتروایا یہ بارگاہ مین جب آیا سجدہ خداوند کو کیا عرضی افراسیاب کی دی لقانے عرضی پڑھکر خلعت اُسکو دیا یہ بیٹھا اور کہا سوفار اسم اعظم بند کرچکے ہین اور ایک لڑائی بھی لڑچکے ہین اب یہ آرام کرین اور میرے نام پر طبل جنگ بجے تاکہ مین لڑون اور کار دشمن تمام کرون سوفار نے بختیارک نے کہا بہتر ہی آج شام کو طبل رزم بجوانا اتنا دن تم بھی کسل راہ سے آسودہ ہو رہو یہ کہکر مصروف مے نوشی ہوے جبکہ زلف لیلاے شب ستارون سے پرافشان ہوئی اور لباس بادصبا فروغ مشعل و چراغان سے آتشین بنا کہ بیت تیرگی ہر طرف نہین تھی نمود + آتش سحر کا ملتہبا تھا دود + سر شام نقارہ جنگ پر چوب پڑی پادشاہ اسلام کی خدمت مین ہرکارون نے خبر جاکر عرض کی اُدھر بھی کوس رزمی بجا زمین و زمان مین تہلکہ پڑا اب یہان تو دونون لشکرون مین تیاری جدال و قتال ہی مگر چالاک کی کیفیت سنیے کہ یہ جو عقب طاؤس مین چلا تھا تو اس نے دیکھا کہ وہ برابر ایک کوہ سیاہ رنگ کے پہونچی اور اُس پہاڑ پر ٹھہری کہ ذرا دم لے لون تو آگے بڑھون وہان تختہ ہاے لالہ و نافرمان کھلے تھے ہواے سرد چلتی تھی دل کو فرحت دیتی تھی یہ ساحرہ راہ کی تھکی ماندی آئی تھی وہان بیٹھکر اونگھنے لگی ذہن مین گذرا کہ ایسا نہ ہو تو سو جائے اور شیشہ اسم اعظم پر کچھ آفت آئے لازم ہی کہ اسکو احتیاط سے رکھدون اور تھوڑی دیر آرام کرلون کیونکہ طلسم مین جاتا ہر اور شاہ جادوان سے ملتا ہی پھر سونا اور آرام خواب و خیال ہوجائیگا نہین معلوم کے روز اس مرحلہ مین گذرین یہ سوچ کر اُسنے کچھ سحر پڑھا دفعتہً ایک طاؤس خوش رنگ اُڑتا ہوا اسکے سامنے آیا اسنے ایک رقعہ قلم سحر سے بنام سیاہ جادو جو اُس پہاڑ کا مالک ہی لکھا مضمون یہ تھا کہ مین بحکم خداوند شیشہ اسم اعظم لیے ہوے طلسم مین جاتی تھی تمھارے مقام پر پہونچکر آرام کیا چاہتی ہون تم میری خبر لیے رہنا تاکہ کوئی شیشہ نہ توڑ ڈالے اور چند بوتلین شراب کی مع کسی قدر کھانے کے میرے لیے بھیجدو کہ جب سوکر اُٹھون کھا پیکر روانہ ہون یہ رقعہ اُس طائر کو دیا اور وہ لیکر سیاہ جادو جو اسی کوہ کی حوالی مین ایک مقام پر رہتا ہی اُسکے پاس گیا اور بعد جانے اس طائر کے اسنے شیشہ اسم اعظم ایک غار مین پہاڑ کے رکھکر آرد ماش کا ایک سانپ بنایا اور اُسپر سحر پڑھکر پھونکا کہ وہ زندہ ہوکر بصورت مار سیاہ بیٹھکر دہن غار

پر بیٹھا جب خوب استحکام کرچکی اسوقت آپ آرام پذیر ہوئی چالاک نے یہ سب کیفیت دور سے دیکھی خیال کیا کہ اب جو یہ قحبہ سوکر اُٹھے گی تو طلسم مین چلی جائے گی اور مین طلسم مین جا نہ سکون گا لازم ہے کہ اسی جگہ اسکا کام تمام کرون یہ سوچکر اس نے صورت اپنی مثل ایک جوگی کے بنائی یعنی جامہ ایرو ڈھونڈ کر تہمد باندھی تسمہ اُسپر لگایا جھولا گلے مین ڈالا کشکول گدائی کے کڑے مین تسمہ ڈال کر کاندھے سے لٹکایا کڑا لوہے کا ہاتھ مین ڈالا اور وہان سے اُس جگہ جہان یہ ساحرہ سو رہی تھی پہونچکر ایک شاخ درخت تھام کر صدا کہنے لگا آنکھین بند تھین اور بہت زور سے چیختا تھا کہتا تھا کہ صدا

اس نگری سے کام نہین۔ خاص وطن کو جانا ہے
ہلمل کے چیلے لوگن سے پھر یہان نہین آنا ہے
دینا دولت لوگ کٹم یہ۔ ناحق جی بھٹکانا ہے
بھگوت آٹھ پہر نا بھولے۔ ہر کو منھ دکھلانا ہے

اسکے غل مچانے سے طاؤس کی آنکھ کھلی دیکھا ایک جوگی کھڑا صدا کہہ رہا ہے سمجھی کہ تونے نامہ سیاہ جادو کے پاس بھیجا ہے شاید اُس بستی مین خبر تیرے یہان ٹھہرنے کی ہوگئی ہے یہ مانگنے چلا آیا ہے یا یہین کا رہنے والا ہے کہ جوگی اکثر پہاڑون پہ رہتے ہین بس یہ سمجھکر اُسنے کہا بابا جی مین یہان سوتی ہون آپ ٹھہریے کھانا آتا ہوگا بھوجن کیجیے گا یا کہین اور تھوڑی دیر مانگ آئیے پھر آجائیے گا چالاک نے کہا اچھا بچا یہ کہکر اسی جگہ بیٹھا اور یہ پھر سونے لگی اس عرصے مین نامہ اسکا سیاہ جادو کے پاس پہونچا اُس نے دو خوان کھانے کے اور ایک کشتی شراب کی نہایت تکلف سے مع گزک وغیرہ کے بھیجی اور لکھ بھیجا کہ اسوقت آپکے لکھنے کے بموجب مین سحر خوانی مین مصروف ہوتا ہون جو کوئی شیشہ اسم اعظم کو اُٹھانا چاہیگا مجھے فوراً خبر ہوجائے گی اور اسی سحر کے لیے مین آپ حاضر نہ ہوسکا مجھکو معاف کیجیے گا اور جو کچھ تیار تھا وہ بھیجا ہے گو آپ کے لائق نہین لیکن قبول فرمائیے گا خلاصہ یہ کہ دو ساحر وہ کھانا لیکر پہاڑ پر آئے یہان ساحرہ سوتی تھی اور چالاک بیٹھا تھا وہ سمجھے کہ یہ جوگی بھی اسی کے ساتھ ہے اور چالاک نے جی مین کہا کہ ملکہ ابھی سوئی ہین اُنکو نہ جگاؤ جو کچھ لائے ہو مجھے دیجاؤ وہ ساحر کھانا اور نامہ وغیرہ چالاک کو دے کر چلے گئے اسنے اس سب کھانے مین بیہوشی ملادی اور شراب بھی آغشتہ سفوف بیہوشی کرکے بیٹھا بعد کچھ عرصہ کے ساحرہ اٹھی دیکھا کھانا رکھا ہے اور جوگی بیٹھا ہے اس نے کہا جوگی جی یہ کون لایا تھا اس نے وہ نامہ جو ساحر دے گئے تھے حوالہ کیا ساحرہ نے پڑھکر معلوم کیا سیاہ جادو نے بھیجا ہے کہا آپ بھی کھانا کھائیے تو جوگی نے کہا بچا اچھا اور شراب پہلے جام مین بوتل سے انڈیل کر اُسکو دی وہ بے وسواس پی گئی اُسنے اور دو تین جام پے درپے اسکو دیے وہ سوکر اٹھی تھی خمار شکنی کے لیے پی گئی یکایک سر گھوما اور چکر کھاکر گری چالاک نے فی الفور خنجر کھینچکر سر کاٹ ڈالا غل و شور برپا ہوا کہ مارا طاؤس جادو کو بعد کچھ عرصہ کے وہ ہنگامہ مٹا وہ سانپ جو دہن غار پہ بیٹھا تھا اسکے مرنے سے ماتم کے آٹے کا ہوگیا چالاک نے چاہا کہ شیشہ غار سے نکالکر توڑ ڈالون لیکن ساحرہ سیاہ جادو کو اطلاع دے چکی تھی اُسکو بیر تبے

خبر دی کہ کوئی عیار شیشہ لیے جاتا ہی پس وہ بیتاب نہ اپنی جگہ سے بزور سحر اُڑا اور ہنوز یہ غار مین نہ اُترنے پایا تھا کہ وہ آکر گرا سحر سے چالاک کو گرفتار کر لیا اور کہا تو نے بڑا غضب کیا کہ میرے یہان مہمان آئی تھی اُسکو تو نے قتل کیا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ دو ایک ساحر حاضر ہوے اُنسے کہا تم لاش اسکی اُٹھا ؤ اور آپ شیشۂ اسم اعظم لے کر اور چالاک کو گرفتار کیے سمت کوہ عقیق روانہ ہوا از بسکہ کئی عیار چالاک کے ہمراہ اسی فکر مین چلے تھے کہ اسم اعظم کو چھڑائین پس جب یہ کوہ عقیق کے حوالی مین پہونچا وہان سمک پھر رہا تھا اسنے دیکھا کہ ایک ساحر شیشہ لیے اور چالاک کو گرفتار کیے لیے جاتا ہی یہ دیکھتے ہی اسنے صورت اپنی مثل ایک ساحر کے بنائی کھتورہ چندن کے جسم مین ملگاے جھولا سحر کا گلے مین ڈالا دھوتی باندھی سانپ سر سے لپیٹے جٹائین بالون کی زمین تلک لٹکائین پھر بہت جلد قریب اُسکے گیا صاحب سلامت کر کے پوچھا کہ شیشہ تو اسم اعظم کا ہی تمنے کہان پایا وہ اس پوچھنے سے سمجھا کہ یہ بھی معلوم ہوتا ہی ملازم خداوند ہی جب تو شیشہ کا حال جانتا ہی بس یہ سمجھکر بولا کہ برادر ایسا کچھ احوال ہی اور سب ماجراے گذشتہ بیان کیا سمک نے حال سنکر مارے جانے طاؤس کے افسوس کیا اور کہا کہ اس شیشہ کو مین دیکھون تو کیونکر اسم اعظم قید ہی اور اسم کیا چیز ہی ہوتا کیسا ہی اس نے اسکو اپنا رفیق سمجھکر شیشہ حوالے کیا اس نے لیتے ہی زمین پر دے مارا اور اوپر سے ایک پتھر مارا کہ وہ شیشہ چور چور ہو گیا اور جانور جو اس مین بند تھا وہ نکلکر اُڑ گیا سمک شیشہ توڑکر بھاگا اور کسی گڑھے مین چھپ گیا سیاہ جادو شیشہ ٹوٹنے سے پہلے تو حیرت مین آ گیا کہ یہ کیسا آدمی تھا جو ابھی دوستی کی باتین کرتا تھا اور ابھی دشمن بنگیا غرض بعد ملے کے سوچا کہ یہ ساحر نہ تھا عیار تھا تا چار چالاک کو پنجہ مین داب کر اُڑ گیا اسوقت سمک سمجھا کہ اب نہ ہاتھ لگے گا چلکر امیر سے اطلاع کرو پس یہ لشکر اسلام کی طرف چلا یہان وہ وقت ہی کہ کوہستان کی طرف سے صبح گیتی افروز نے جلوہ گری فرمائی تھی اور زلف لیلاے شب نے درہمی و برہمی کی تھی کہ

نظم

چو خورشید زد پنجہ بر پشت گاو　　ز ہامون برآمد خروش چکاو

از آن چادر قیر بیرون کشید　　بدندان لب ماہ در خون کشید

سپاہ جنگی تیار ہو کر میدان کارزار مین آئی تھی امیر مع بادشاہ گردون کلاہ کے عازم دشت قتال تھے کہ سمک نے جا کر عرض کیا یا امیر کشور گیر حضور نے جا کر شیشۂ اسم اعظم توڑا لیکن ایک ساحر خدمت لقا مین چالاک کو لے گیا ہی یقین ہی کہ وہ کافر اُسکو قتل کرے یہ خبر سننا تھا کہ امیر نے اسم اعظم پڑھا دیکھا تو حرف بحرف یاد تھا بس گھوڑے پر بیٹھکر سمت لشکر حریف روانہ ہوے پیچھے پیچھے تمام سردار بکردفر تمام مع فوج قاہرہ کے چلے وہان وہ زمانہ ہی کہ سیاہ جادو نے چالاک کو لا کر سامنے کیا ہی اور سب حال بیان کر چکا ہی اور لقا نے حکم دیا ہی کہ اسکو قتل کرو جلادون نے لا کر میدان مین چبوترے پر نکبت کے بوریاے ہلاکت بچھا کر چالاک کو زیر تیغ بٹھایا ہی جلاد حکم گردن زنی دریافت کر رہا ہے اور

چالاک درگاہ خدا مین رجوع قلب سے استغاثہ کرتا ہی کہ نظم

سب فنا ہین مگر ہے تجکو ثبات — وحدہٗ لاشریک ہے تری ذات
جبہہ سا در پہ بادشاہین ترے — تاج بخش شہان گدا ہین ترے
ہے کرم پر ترے یہ دل مسرور — ورد ہے اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُور
آپ فرماتا ہے تو اے والی — سَبَقَتْ رَحْمَتِی عَلٰی غَضَبِی
تو مداواے درد دل ہے — مرہم زخم جان بسمل ہے
رحم تیرا اگر چہ ہو شامل — ابھی ہو جائے حل مری مشکل

عین دعا مین نعرۂ صاحبقران بلند ہوا جلاد تیغہ پھینک کر بھاگا اس طرف بھی فوج مسلح و مکمل ہو کر غازم دشت وغا تھی امیر سے لڑنے لگی امیر اس بحر فوج مین نہنگ شجاعت تھے دریاے لشکر مین غوطہ لگا گئے ہمہ تن چشم بنکر لڑے زندگی حریف کی حباب آسا ہو گئی دایۂ اجل کنار عاطفت مین پسماندون کو اٹھانے لگی روح دامن جسم مین طفل کی طرح مچل گئی آخر تڑپ کر نکل گئی چشم زخم سے مفارقت روح مین تن آنسو بہاتے تھے بسمل بشکل خاطر عشاق بیقرار نظر آتے تھے امیر لڑتے بھڑتے قریب چالاک جا کر پہونچے اور اسم اعظم پڑھکر چھڑا دیا اُدھر سردار جو پیچھے امیر کے آتے تھے وہ فوج سے ساحرون کی لڑنے لگے زیست کا عرصہ تنگ تھا میدان محشر وہ دشت جنگ تھا بازار اجل گرم ہوا تھا سر کا سودا سستا تھا جوش فوج سے دریاے آہن موج مارتا تھا صحرا و کوہ خون کشتگان سے پر ہو کر لالہ زار کی کیفیت دکھاتا تھا کہ نظم

دو لشکر بیکجا شدہ سخت کوش — بگردون در افتادہ بانگ و خروش
ز گرد سواران ہوا بست میغ — چو برق درخشندہ پولاد تیغ
ہوا را تو گفتی ہمے بر فروخت — چو الماس روی زمین را بسوخت
ز خون روے صحرا چو جوے روان — ز بانگ سواران جہان پر فغان
چنان تیرہ شد روز روشن ز گرد — تو گفتی کہ خورشید شد لاجورد

آخری گرمی شعلۂ تیغ کی تاب سپاہ تاری نہ لا سکی لقا معہ لشکر ساحران قلعۂ عقیق مین بھاگ کر چلا گیا اور فوج مین طبل امان بھی بجوا دیا صاحبقران مظفر و منصور چالاک کو رہا کر کے پھرے اور داخل لشکر ہوئے لشکر نے کمر کھولی سردارون نے بھی ذرہ اُتاری راحت پذیر ہوئے آرام گیر ہوئے اسی طرح وہ دن گذرا دوسرے دن لقا بادل خستہ و شکستہ قلعہ مین داخل تھا کہ یکایک ابر سحر آیا اور اسپر ایک ساحر اخگر جادو تمام سوار تھا وہ اتر کر سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا اور عرض پیرا ہوا کہ کمترین ملکہ نازک چشم جادو جو ایک دربند طلسم کی مالک ہی اُسکا بھائی ہی ملکہ بھی آتی ہین لیکن مین پہلے اس سبب سے حاضر ہوا ہون کہ مجھسے اور سوفار جادو سے دوستی ہی چاہتا ہون کہ کار دشمن تمام کرون دوستی

کا حق ادا کرکے اپنا نام کردن لقا نے اسکو سرفراز کیا اور سوندار نے اپنے پاس بٹھایا جملہ سامان راحت خیمہ و فرش وغیرہ درست کرا دیا جب کف چرخ نیلی سے یاقوت سرخ نکلکر درج مغرب مین گیا اور جوہری روزگار نے جواہر انجم کو درخشان کیا نظم

بدانگہ روشن جہان تیرہ گشت	طلایہ پراگندہ برگرد دشت
خروشے بر آمد ز پیش سپاہ	کہ اے نامداران گردان شاہ
میان بستہ دارید و بیدار بید	ہمہ در پناہ جہاندار بید

اخگر کے نام پر طبل جنگ بجوایا صدائے طبل رزمی کوس حق نیوش بادشاہ اسلام مین جب پہونچی ادھر بھی تیاری لڑائی کی ہونے لگی طبل سکندری کو چاشنی دی پھر تو دونون لشکر پیار خشم تھے پرشکن ابروان چشم تھے ساحر سحر جگاتے تھے بہادر تلوار اور سپر کھڑکھڑاتے تھے رات بھر یہی ہنگامہ رہا جسوقت اژدہائے شب نے من روز نورانی کا اگلا اور ظلمت شب نے کنارہ کیا کہ ابیات

سپیدہ چو از جائے خود بر دمید	میان شب تیرہ اندر خمید
ہمی گشت لشکر گروہا گروہ	چو دریا بجوشید ہامون و کوہ
خروشیدن تازی اسپان بدشت	ز بانگ تبیرہ ہمے برگذشت
ہمہ نامداران جوشن وران	بر فتند با گرزہائے گران

ایک طرف امیر مع شاہ اسلام دوسری سمت لقا مع ساحران تا فرجام وارد دشت نبرد ہوکر صف کارزار کی درستی مین مصروف ہوئے بعد ترتیب صفوف افواج قاہرہ اخگر طالب مرد نبرد ہوا ادھر سے ہوبان مشتی اجازت لے کر اُسکے سامنے گیا اسنے ایک نارنج مارا کہ وہ پھٹا اور دھوان نکلکر گرد اسکے ہو گیا وہ بیہوش ہوا اخگر نے گرفتار کر لیا اور پھر نہیب دی مثقال شاہ نے ایکبار گھوڑے کی باگ لی سامنے اُسکے جب پہونچا ایک تیر اُسیر لگایا اسنے ایسا سحر پڑھا کہ تیر نشانے تک نہ پہونچا راستے ہی مین جلگیا اور پھر ایک ناریل مارا کہ دھوان نکلا مثقال بھی بیہوش ہوکر اسیر ہوا اسی طرح چند سردار اسلامیون کے اسنے اسیر کیے پر لشکر اسلام کا بند ہوا امیر نے قصد نکلنے کا میدان مین کیا مگر بختیارک پرانے بند ہونے سے سمجھا کہ امیر کا اسم اعظم کھل چکا ہی وہ لڑنے آئین گے پس انکے ہاتھ سے اخگر کا زندہ رہنا دشوار ہی یہ سمجھ طبل بازگشت بجوادیا لشکر پھر خیمہ گاہ مین آئے اور عیار پھر عیاری چلے ازبسکہ لقا پہلی لڑائی مین قلعہ کے اندر چلا گیا تھا اسوقت بھی جو پھرا تو قلعہ کے اندر چلا گیا لشکر بیرون قلعہ اُترا سردار خداوند کے ہمراہ گئے انکفین کے ہمراہ ساحر کی صورت بنکر عیار بھی قلعے کے اندر داخل ہوے لقا دار الامارت شاہی مین تخت خداوندی پر جلوہ افگن ہوا اور سردار ساحران سامری شعار دنگو نپر بیٹھے عیار صورت اپنی خدمتگارون کی ایسی بنا کر یعنی چکن پہنکر بنی پاک کمر سے کس کر سر پر پگڑی باندھ کر ہاتھ پر رومال تہ کیا ہوا

ڈال کر بارگاہ مین آئے اور پشت پر سردارون کے کھڑے ہوکر گفتگو یہان کی سننے لگے اسوقت دورۂ جام
مے ارغوان تھا ہر ایک فرط مستی مین لاف و گزاف کرکے دم شجاعت کا بھرتا تھا سبکی گفتگو کے جواب مین
بختیارک نے کہا کہ تم جو چاہے وہ اپنی جگہ پر کہو جب تک امیر سے سامنا نہین ہوگا تم فتحیاب ہوگے
اور جب انسے مقابلہ ہوگا خداوند کی بہشت مین تم جاؤگے یہ کلام سنکر اخگر نے کہا مین جاتا ہون اور اسم اعظم
بند کرتا ہون یہ کہکر اٹھا اور کہا ابکی بار بند کرکے مین سوفار کی طرح طلسم مین نہ بھیجونگا بلکہ ایسی جگہ رکھونگا کہ کسی
نہ معلوم ہوگا بختیارک نے جواب دیا کہ یہ شگون برا ہی کہ آپنے راز دل کہدیا عیار یہان موجود ہونگے
انھون نے سنا ہوگا وہ تمھارے ساتھ جائینگے اور قتل کر ڈالین گے اس گفتگو مین ایک شخص کو اہل دربار
مین سے چھینک آئی اخگر جاتے جاتے ٹھہر گیا اور کہا ملک جی اگر حرامزادے عیار نطفۂ حرام میرے
پاس آئین تو انکو ذبح کر ڈالون نطفۂ حرام جو اسنے کہا چالاک بشکل خدمتگار اسکی پشت پر کھڑا تھا اسنے اس
زور سے لات ماری کہ یہ اوندھے منھ گرا چالاک نے گالی دے کر کہا حرامزادے عیارون کو گالیان دیتا
ہے بختیارک یہ کیفیت دیکھکر پکارا کہ مرشدزادے آپ نے خوب کیا جو اس ولدالزنا کو سزا دی یہ
اسی لائق تھا چالاک نے جست کرکے ایک لات اسکے بھی ماری اور بختیارک لات کھاکر گویا ہوا کہ
مین ان لاتون کے تصدق یہ کہان میرے نصیب تھے لات اعلیٰ نے مدد کی جو مین نے یہ لات کھائی
مرشدزادے دو ایک تو اور لگائیے اور اس قرمساق اخگر کو گالی دینے کی بھی اچھی طرح سزا نہین ہوئی
ذرا دو چار جوتیان لگاتے تو اچھا تھا یہ تو باتین بناتا تھا کہ سوفار و اخگر وغیرہ اٹھکر چالاک کی طرف جھپٹے
اور چاہا کہ سحر سے اسکو گرفتار کرین اور عیار جو خدمتگار بنے کھڑے تھے انھون نے حباب بیہوشی تاک
تاک کر ناک پر مارے کہ ساحر بیہوش ہوے اسوقت چالاک نے جست کی اور بھاگ کر چلا لیکن کہتا
گیا کہ قسم ہے سر امیر کی آج سے کل تک اس اخگر کو مار ڈالونگا بختیارک نے کہا یہ مار ڈالنے ہی کے
قابل ہے لیکن میری کچھ خطا نہین ذرا مجھپر کرم رکھیے گا غرضکہ یہ تو بکتا رہا اور عیار جست کرکے نکلے دروازے
پر حاجب وغیرہ جو ہمیشہ سے عیارون کا لوہا مانے ہوے ہین اسوقت بھی خوف جان سے طرح دے گئے
عیار سب نکلکر روانہ ہوے اور اخگر وغیرہ کو ہوشیار کرکے بختیارک نے اٹھایا اور کہا کیون بدزبانی کا
مزا دیکھا اب تم زندہ نہ بچوگے مرشدزادے قسم کھا گئے ہین اخگر نے کہا خیر دیکھون تو وہ میرا کیا کرتا ہی
مین بھی قسم کھاتا ہون کہ بغیر قتل کیے اسکے چین نہ لونگا اسی گفتگو مین اتفاقاً سرہنگ عیار کہ اور تو سب
عیار نکل گئے تھے یہ رہگیا تھا اور خدمتگارون کی صف مین کھڑا تھا اس سے اخگر کے خدمتگار نے کہا مین
جاکر پیشاب کر آؤن تم رومال میان کے سر پر ہلاؤ سرہنگ نے کہا اچھا اور جاکر مگس رانی کرنے لگا کہ
بختیارک نے سر اٹھاکر دیکھا اور اس سے پوچھا تو کون ہے اسنے عرض کیا حضور کا خدمتگار ملک جی
نے کہا مین نے تجکو کبھی نہین دیکھا وہ بولا کہ مین بیمار تھا عرصے کے بعد آیا ہون ملک جی نے کہا تیرے منھ پر

بیماری ثابت نہین ہوتی اس نے جواب دیا کہ ملک جی آپ کو کیا معلوم اس جواب دینے سے بختیارک سمجھا کہ یہ بھی کوئی عیار ہی مگر ابھی پٹ چکا ہی اس سبب سے چپ ہو رہا کہ عیار بگڑے ہوے ہین مجھے آکر مار ڈالینگے اور ادہر سرہنگ بھی سمجھ گیا کہ یہ مجھے پہچان گیا یہ سمجھکر سامنے سے ٹلگیا اور باہر جاکر ایک فراش کی صورت بنکر اندر آیا فراشون کے میل مین ٹھہرا جب یہ سامنے سے چلا گیا اسوقت افراسیاب سے بختیارک نے کہا تمھارا خدمتگار ہی کہان اسنے کہا ملک جی تم یہ جو تقریر کر رہے تھے وہ مین نے بھی سنی مگر مین سحر پڑھتا تھا کہ دریافت کرون یہ کون ہی اس سبب سے نہین بولا اب مجھے سحر نے خبر دی ہی کہ وہ خدمتگار عیار تھا جس سے تم گفتگو کر رہے تھے اور اب وہ فراش بنا کھڑا ہی یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر دستک دی سرہنگ غافل کھڑا تھا بےحس و حرکت ہو گیا اسنے گرفتار کرا کے سامنے بلوایا اور کہا تو کون ہی سرہنگ بولا کہ مین چالاک ہون اس نے کہا نہین سحر میرا خبر دیتا ہی کہ نام تیرا سرہنگ ہی غرضکہ بارگاہ مین اسکو بھجوا کر جہان اور سردار قید ہین وہین قید کرایا اس ہنگامہ مین دن سارا تمام ہو گیا یعنے سرہنگ غلام شب نے ترک روز کو بھگایا اور بارگاہ مغرب مین جاکر مہر والیتہ سلسلۂ شعاع مقید ہوا نظم

الغرض جب وہ دن تمام ہوا — آسمان پر ظہور شام ہوا
اتنے مین طفل مہر ہوتے ہی شام — مہد شب مین گیا وہ بے آرام

شام کو لقا کے خیال مین آیا کہ جب دربار برخاست ہوا افراسیاب خیمے مین بہر آرام جائیگا عیار قسم کھاگئے ہین وہان قابو پاکر اسکو آزار پہونچائینگے لازم ہی کہ کسی شغل مین اسے مصروف کرون تاکہ یہ مجمع مین رہے اور جاگا کرے جب اسم اعظم بند کرلیگا اسوقت کام حریف کا تمام کرکے اسکو طلسم مین بھیجدونگا یہ سوچ کے بیٹھے بیٹھے پکارا کہ قدرت نے تقدیر کی آج باغ مینا مین سوفار اور سیاہ جادو وغیرہ ساحرون کی دعوت کی جائے اور قدرت بھیج مدنی کی سیر دیکھین گے پس یہ حکم دینا تھا کہ سلیمان نے باغ مینا مین آراستگی کا حکم دیا کارپردازان خوش انتظام نے بہت جلد بندوبست کیا باغ کے درخت بادلے سے منڈھے سنگ مرمر کے تھالے تادر کار گلاب و کیوڑے سے بھرے ہر روش پر بادلا کاٹ کر چھڑ الدیا اسکی چمک ایسی تھی کہ زمین رشک وہ انجم فلک تھی قمقمے نور کے گیند بلور کے اشجار مین آویزان کیے انکے اندر چراغ اس طرح جلتے تھے گویا حرم مین کسی گلرخسار کے جگنو چمکتے تھے روشنی کی وہ کثرت ہوئی تھی کہ ماہ فلک کو خوف ہوا تھا کہ لباس مہر کتان نہو جائے باد صبا کو دھڑکا تھا کہ مجھے یہ روشنی لباس آتشین نہ پہنا دے نہر گلشن کی اس رات کو اسطرح جھلکاتی تھی کہ چشم لیلی شب ڈبڈبا رہی تھی جملہ طرح کا سامان راحت مہیا تھا عجیب جلسہ تھا نظم

نور مین ہر چمن تھا صبح امید — پھول ایک ایک تھا گل خورشید
چاندنی روکش سحر تابان — موتیا غیرت در دندان
مثل خط شعاع سنبل تر — رشک رخسار حور عین گل تر

حسن مین وہ ہر ایک گل سوسن — مسی آلودہ گلرخون کا دہن
جلوہ گر پڑیون پہ اسکے وہ دوب — صورت سبزۂ رخ محبوب
چاندنی کا فروغ ایسا تھا — چشم نرگس کو نور بخشتا تھا
تھا سر نہر روشنی کا یہ اوج — چاندنی تھی غبار کوچۂ موج
روشنی عکس انگن آب مین تھی — یا پری شیشۂ حباب مین تھی
سامنے اک چبوترہ ہموار — اُس پہ نگیرہ مثل ابر بہار
شیشہ آلات سارا نور آگین — نصب ہر جا موافق آئین
فرش دیباے چین سے بھی شفاف — سینۂ زاہدان کی طرح سے صاف
صدر مین موتیون کی اک مسند — گاؤتکیے وہ خوشنما بیحد
چاندنی رشک چادر مہتاب — اطلس طور سے سوا پرتاب
زیب مسند ہوا لقا آکر — گرد سب بیٹھے آکے جادوگر
گرد اُن کے مصاحبین تمام — دست بستہ کھڑے رہے خدام
بیٹھتے ہی طلب کیا خاصہ — اور بکاول نے چن دیا خاصہ
زیب دسترخوان کیا وہ طعام — کہ معطر ہو جسکی بو سے مشام
پھر تو کچھ راگ کا ہوا چرچا — کچھ عجب وقت تھا عجب جلسا
وہ غضب چھیڑ چھاڑ سازونکی — خوش صدائین وہ نے نوازونکی
کشتیان پھر شراب کی آئین — قابین بھر کر کباب کی آئین
دور دور شراب ناب ہوا — رشک سے آسمان کباب ہوا

یہ سب تو مصروف عشرت ہین مگر چالاک نے جو قلعہ سے نکلکر گیا خدمت امیر مین پہونچکر سارا ماجرا دربار لقا کا گذارش کیا پھر عرض رسا ہوا کہ یہ غلام قسم آپ کے سر اقدس کی کھا آیا ہی بعد قتل اخگر خیرہ سر جا تا ہی اگر مارا جاے تو فاتحہ خیر سے یاد فرمائیے گا اور اگر قتل اسکو کرکے پھرونگا تو زیارت سے قدم اقدس کی مشرف ہونگا امیر نے فرمایا کہ تجکو خداے کریم کی حمایت مین دیا سپرد حافظ حقیقی کیا کسی سردار غیر ساحر کو نہ قتل کرنا کہ بہادرون کو زیبا نہین ہی اور ساحر سحر کرتے ہین بدین وجہ تجکو قتل کا اختیار ہی یہ حکم پاکر چالاک اور عیارون کو بہ حفاظت لشکر تاکید کرکے ابوالفتح کو ساتھ لے کر چلا سر شام اس سبب سے کچھ روک ٹوک در قلعہ پر نہ تھی یہ شہر مین دونون آئے اور دارالامارۃ شاہی پر پہونچکر دیکھا کہ کچھ ملازم اسباب عشرت لیے ایک طرف جاتے ہین انسے اجنبی کے طور پر پوچھا کہ ارے بھئی کہان چلے لوگون نے کہا باغ مین خداوند چاندنی مع تمام سردارون کے دیکھ رہے ہین وہین ہم بھی جاتے ہین یہ حال سنکر الغین لوگون کے ساتھ باغ تک گئے وہان بہت بڑا اہتمام تھا بختیارک نے ملازمین کے تمام مع

ولدیت اور سکونت لکھوا کر ساحرونکو دروازۂ باغ پر بٹھایا ہی اور کہہ دیا ہی کہ یہ ملازم جنکے نام لکھے ہین
یہی اندر آنے پائین اور کوئی نہ آنے پائے اور انکو بھی نگاہ سحر ڈال کر خوب پہچان لینا جب آنے دینا
غرضکہ ان دونون عیارون نے لاکھ لاکھ قصد کیا کہ اندر جائین ممکن نہ ہوا اُسوقت چالاک نے
کہا مین قسم کھا چکا ہون اسی جلسہ مین گھسکر اس ساحر کو مار ونگا یہ کہکر الگ ایک گوشہ مین گئے اور
ابو الفتح لے کہا تم ایک ضعیفہ کی صورت بنو وہ بموجب ارشاد چالاک ایسی عورت بنا کہ کمر جھکی
ہوئی موے سر سفید چہرے پر جھریان پڑین چادر گاڑھے کی اوڑھے پائجامہ سوسی کا پہنے پانوٗ مین
چمڑے کا جوتا پائچون مین گرہ لگی لکڑی ہاتھ مین عصاے پیری لیے سامنے آیا چالاک نے صورت بننا
اُسکی پسند کی پھر آپ ایک زن کم سن حسینہ و جمیلہ بنکر تیار ہوا کہ اگر شاہدان شنگل و شنگول صورت
بنیا ایسے نگار دلفریب کی دیکھین تو شرم سے مژگان کی چلمن درِ خانۂ چشم پر اپنے چھوڑین ابروان چشم
بیمثال تھے عید قربان کے ہلال تھے آنکھین خمخانۂ حسن و جوانی مردمک چشم ہر ایک مستانی رخ تابندہ
آئینہ کو حیران بناے زلف سیہ سودا زدگان الفت کو پریشان بناے چین جبین جو ہر آئینہ سکندر
ستاے افشان کے غیرت پروین واختر کہ نظم

مانگ مین السطور دفتر حسن	جادۂ شاہراہ کشور حسن
انکھڑیان تھرکی لگاوٹ باز	دلربا بات کا نیا انداز
سامری تاب کیا جو آنکھ ملاے	چشم ہاروت جنسے آنکھ چرالے
نشے کے لال لال وہ ڈورے	جن پہ نرگس کے پڑتے ہین ڈولے
غیرت چشمۂ حیات دہن	روزن کوزۂ نبات دہن
بے نشان صورت کمر ہے دہن	دل قارون سے تنگ تر ہے دہن
چھاتیان ہین حباب آب گہر	نخل باغ شباب کے ہین ثمر
پیٹ نرمی مین غیرت مخمل	صاف مانند تختۂ صندل
تھرہے زیر ناف کا وہ ابھار	اور وہ تنگی وچستی شلوار
سرو جس پر فدا وہ قامت ہی	ناز پروردہ قیامت ہے

ایسی صورت دلفریب بنا کہ کیسے ہی کوئی عیار چاہے کہ پہچان لون کیا مجال جو شناخت کرسکے
اور اس حسن و جمال پر از سر تا پا مرصع گہنا جواہر کا پہنا موتیون کا کنٹھا گلے مین اور شمرین ہاتھ
مین پہنین واقعی وہ ید بیضا کو شرماتی تھین انگلیون کے چھلے پہنے پانوٗن مین جڑاؤ پازیب جسکو دیکھکر
ملک بھی کھائے فریب بازو پر جواہر کے اکے بازار حسن پر جسنے سکے اسی طرح غرق بحر جواہر ہوکر ایک
چادر سفید سر سے پانک اوڑھی اسب بدن چرالیا اور بڑھیا کو آگے کرکے پیچھے پیچھے چلا گلی کوچون کو

طے کرکے قلعے کے اندر جو سرائے ہی وہان آیا بڑھیا نے پکار کر کہا کہین اترنے کا ٹھکانا ملیگا بھٹیاری
اور بھٹیارون نے بلانا شروع کیا ایک نے کہا بڑی بی ادھر آؤ ہم بہت اچھا مکان دین اس مین
کوٹھری بھی ہی دوسری نے کہا میرے یہان ٹھہرو مسافر کم ہین تنہائی ہی چیز کی حفاظت رہیگی تیسری
نے آتے ہی بڑھیا کے ہاتھ سے گٹھری اور پٹاری پان کی لی اور کہا آؤ مین تمھین بہت اچھی جگہ دونگی
کہ گوشے مین ہی زنانہ تمھارے ساتھ ہی پردہ رہیگا غرضکہ یہ دونون اسکے ساتھ جاکر ایک کوٹھری مین ٹھہرے
بھٹیاری نے چراغ جلدی سے روشن کیا پانی کا گھڑا بھر کر رکھدیا چارپائی بھی بچھادی بڑھیا کاٹھ کر
بیٹھی اور اس نازنین نے چادر اتاری بھٹیاری کی آنکھ فروغ حسن سے جھپک گئی گھبرا کر بغور
متحیر ہوکر دیکھنے لگی ایک کمسن عورت خوبصورت زر و زیور سے آراستہ دیکھی رعب سے کچھ نہ کہہ سکی جاکر
بھٹیارے سے کہا ارے مجکو بڑا تعجب ہے کہ یہ عورت جو بڑھیا کے ساتھ آکر اتری ہی بخانون کوئی امیر یا
شہزادی ہی یا وزیر کی بیٹی ہی میری عقل حیران ہی کہ بڑھیا کے ساتھ کیونکر آئی بڑھیا تو پھٹے حالون سے ہی اور
وہ جواہرات پہنے ہی بھٹیارے نے کہا جا باتون باتون مین پوچھ تو کیا ماجرا ہی بس بھٹیاری اپٹ مکرٹے
دوڑی آئی دیکھا تو بڑھیا پٹاری کھولے تمباکو کھا رہی ہی یہ بھی بیٹھ گئی بڑھیا نے اسکو بھی تمباکو دیا اور
کہا مین سوتی ہون تھک بہت گئی ہون مہترانی دو گھڑی رات رہے سے مجکو جگا دینا اور مین تجکو دو پیسے زیادہ
دونگی میرا حال کسی سے ذکر نہ کرنا بھٹیاری اس ممانعت سے سمجھ گئی کہ بیشک اسمین کچھ بھید ہی لیکن
بظاہر بولی کہ نہین مین بھلا کس سے کہونگی ہم لوگون کا بی بی یہ طریق نہین غرضکہ بڑھیا نے لیٹ کر نفیر خواب
بلند کی اور اس نوجوان نے چپکے چپکے رونا شروع کیا بھٹیاری نے پاس آکر بلائین لین اور کہا بی بی
روتی کیون ہو اس نازنین نے کہا مین معصوم جلی نانصیب کیا اپنا حال بیان کرون یہ بڑھیا محل مین
میرے جایا کرتی تھی دم دلاسا دیکر بھگا لائی مین ایک زمیندار کی بیٹی ہون اور وہ گاؤن کا صرف
مالک نہین ہی کئی اور بھی گاؤن ہین تجارت بھی کرتا ہی بڑا مال اپنے پاس رکھتا ہی آج مجکو گھر چھوڑے
تیسرا روز ہی نہ گھر جا سکتی ہون نہ تمہین اور میرا ٹھکانا یہ بڑھیا ٹھگنی ہی اور میرا زیور اتار کر مجکو بیچنا چاہتی
ہی مہترانی اگر تم سے ہوسکے تو میرا اکہ یہ تم لو اور اس بڑھیا کے پھندے سے مجکو چھڑاؤ تو بھٹیاری نے
وہ اکہ لیا اور بہت خوش ہوکر کہا کہ بیٹی تو گھبرا نہین مین ابھی اس بڑھیا کو سزا دلواتی ہون یہ کہہ کر
بھٹیارے کی چھاتی پہ ہاتھ مار کر بولی کہ ارے ایسا اندھیر یہ ظلم ایک بھلے مانس اشراف کی بٹیا کو یہ
بڑھیا پھسلا کر بھگا لائی ہی وہ آٹھ آٹھ آنسو روتی ہی یہ اکہ مجکو دیا ہی اور ایسا کچھ کہا ہی بھٹیارا سارا
ماجرا سنکر بولا گھبرا نہین دیکھ تو مین کیا کرتا ہون یہ کہہ کر اسی وقت کوتوال قلعہ کے پاس گیا اور کہا
خدا حضور کو سلامت رکھے ایک بڑھیا ایک عورت کو بھگا لائی ہی سرا مین غلام کے یہان ہی کوتوال
مع چند پیادہ سرا مین آموجود ہوا بڑھیا سو رہی تھی پیادون نے بحکم کوتوال باندھ لیا بھٹیارے نے

چارپائی بچھادی اور کوتوال صاحب بیٹھے اظہار لینا شروع کیا سرا کے بھٹیارے اور مسافر تمام تماشائی ہوئے پیادے ہٹاتے جاتے ہین ہٹو کیون بھیڑ لگائی ہی لوگ گھسے پڑتے ہین کوتوال اظہار لے رہا ہی اول عورت جوان نے چیخین مارکر رونا شروع کیا پھر وہی ماجرا جو بھٹیاری سے کہا تھا ظاہر کیا پھر بڑھیا سے پوچھا گیا وہ کوتوال کے پاؤن پر گری اور کہا مجھسے خطا ہوئی یہ لڑکی جو کہتی ہی سچ کہتی ہی جب یہ اقبال جرم کرچکی کوتوال ہرچند کہ اس عورت کا حسن وجمال اور زیور بیمثال دیکھکر فریفتہ ہوا تھا مگر ساری سرا کے لوگ اس قضیے سے آگاہ ہوچکے تھے سوچا سامنے دیکھکر کے انکو لے چلنا چاہیے اور وہان اس عورت کو مانگ لینا فی الحال چھپانے سے بدنامی ہی پرچہ اس حال کا سلیمان عنبرین مو کو ضرور لگیگا پھر وہ بُری طرح پیش آئیگا بس ایسا کچھ سمجھکر ان دونون کو لیکر چلا یا کہ روانہ ہوا اس نازنین نے کہا مین کچھ مجرم تو ہون نہین جو کوتوالی چبوترے مین جاکر رہون تمام عمر لوگون کے طعنے سنون کہ یہ ایسی ہین جو تھانہ پر پکڑی گئی تھین اور دوسرے وہان کیسی بنے کیسی نہ بنے مین جوان جہان غیر مردون مین بھلا میرا ٹھکانا کہان ہان اگر خداوند کے پاس لے چلو تو کوئی عیب نہین کیونکہ اسکی زیارت کو سبھی آتے ہین وہ پیدا کرنے والا ہی اس سے شرم کیسی یہ کہکر اس بھٹیاری کا آنچل پکڑ کر کہا تو سمجھا تو میری مان کبھی کی ہی مجکو اسوقت اکیلا نہ چھوڑ نہین میری آبرو جاتی رہیگی بس بھٹیاری نے اسکو گلے لگالیا اور کہا بیٹیا مین تیرے ساتھ ہون تو کیون گھبراتی ہی اس نے چپکے سے کہا مین اور بھی کچھ تجکو دونگی بھٹیاری ایک تو محبت دوسرے لالچ مین آکر ساتھ ہوئی کوتوال اور بھی ناچار ہوا اور انکو لیکر سیدھا در دولت پر آیا وہان سنا کہ حضور اسوقت باغ مین ہین اور ہنگامہ سرود گرم ہی یہ وہان سے در باغ پر آیا سبکو ٹھہرا کر اندر گیا سلیمان کو مجرا کیا خداوند کو سجدہ کرکے دست بستہ سارا ماجرا معرض بیان مین لایا اور کہا وہ دونون مع بھٹیاری کے حاضر ہین تو بختیارک نے پہلے کوتوال کو بنظر فراست دیکھ لیا اور پتے نشان تمام شہر کے پوچھکر کہا کہ مجکو اسوقت تیرے آنے سے شبہ گذرا کیونکہ معاملات ملکی دن کے دربار مین پیش کرنا چاہیے نہ کہ اسوقت کوتوال نے عرض کی کہ وہ عورت بہت صاحب عصمت ہی کوتوالی مین رہنا گوارا نہین کرتی ہی اور دیدار خداوند کی مشتاق ہی اور واقعی کمال درجہ خوبصورت ہی اور مین سرا مین یا کوتوالی مین انکا رہنا مناسب نہین سمجھا بس حاضر لایا ہون بختیارک نے حکم دیا کہ اچھا سامنے لاؤ دیکھین کیا کیفیت ہی اور اخگر وغیرہ پریشان کر رہے تھے عورت خوبصورت سنتے ہی بولے جلد لاؤ کوتوال نے انکو روبرو بلایا اس نازنین نے دوپٹہ ہٹاکر خداوند کے گرد پھرنا شروع کیا اور سجدہ کیا بلائین لین یہ تو اس کرشمہ مین مصروف ہوئی لیکن اخگر وغیرہ نے جو اسکے چہرہ زیبا پر نظر کی دیکھا کہ ایک ماہ لقا حور آسا زینت دہ بزم خوبرویان سردار خوبان جہان راحت دہ جان عاشقان ہی جسکے ایک ایک تار مو کی قیمت مین ملک تاتاختن

ارزان ہے کہ ابیات

روے تابان تھا اسکا گلشن نور — صبح رخسار روکش رخ حور
موج دریاے نور تھی بینی — عکس انگشت حور تھی بینی
کب وہ بینی تھی کعبہ رو مین — شمع روشن تھی طاق ابرو مین
بانکی بانکی ادا غضب باتین — وہ اکڑ وہ تنی تنی گاتین
آنکھ مین سحر کی لگاوٹ ہی — بات مین قہر کی بناوٹ ہی
یون بندھی ہی دوپٹے کی گاتی — دل مین چبھتی ہی نوک چھاتی کی

اخگر دیکھتے ہی فریفتہ ہوا اور بختیارک سے کہا اس کو مجھے خداوند سے دلوا دو بختیارک نے خداوند سے کہا کہ اخگر اس پر مائل ہوا ہے اس کو حوالے کرو لقا نے پہلے سارا ماجرا اس نازنین سے پوچھا پھر کوتوال کو رخصت کیا اور بڑھیا کو حکم دیا کہ لے جا کر قید کر کوتوال بڑھیا کو لے کر چلا اور اس نازک بدن کو لقا نے اپنے پاس بلایا کہ اے بندی قدرت میرے پاس آ چالاک بہ ناز و انداز کمر کو بل دیکر بہزاران غنج و دلال قریب جا کر بیٹھا خداوند نے پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ ہم نے تجھ کو اخگر کے ساتھ منسوب کیا کہ وہ ہمارا اسپہ سالار قدرت ہے اس پری پیکر نے شرما کر نیچی نظر کر کے عرض کیا کہ حضور کو میرا اختیار ہے اس بھٹیاری کو کچھ انعام دلوا دیجیے میرا اک اس کے پاس سے لے بھیجیے لقا نے اخگر سے کہا اس کی فرمائش پوری کرو اس نے کئی ہزار روپئے دے کر اک لے لیا بھٹیاری دعائین دے کر چلی گئی بس پھر تو دور مے سرخ شروع ہوا ازبسکہ بختیارک وہان موجود تھا یہ چالاک سمجھا کہ شراب آغشتہ بیہوشی یہ پینے نہ دے گا اور اس وقت تو اس نے نہین پہچانا ہے مگر حرکات و سکنات سے یہ شیطان ہے ضرور پہچانے گا ہر چند کہ اس تدبیر سے تم آئے ہو کہ خیال بھی تم پر عیار کا نہین گذرتا مگر پھر بھی اس کے شر سے بچنا اچھا ہی یہ تجویز کر کے بدن چرائے آنکھین جھکائے دبکا ہوا بیٹھا ہی اور کنکھیون سے اخگر کو کبھی کبھی دیکھ لیتا ہے اور اسکا بھی یہ حال ہی بیت شرگین چتون بھری انکھیان خاک مین ہم کو ملائینگی + کیا یہ نگاہین نیچی نیچی اوپر اوپر جائینگی + ہر چند کہ بیچین ہو رہا ہی مگر لحاظ اسکے کہ خداوند سامنے ہین اسکو ہاتھ نہین لگاتا ہی اسوقت بختیارک اسکا میلان خاطر دیکھکر گویا ہوا کہ بارہ دری مین جا کر آرام کرو مین اسکو بھی بھیجتا ہون اسنے کہا ملک جی یہ عورت نا کتخدا ہی اور یہان صدہا آدمیون کا مجمع ہی ایسا نہ ہو کہ خداوند اس حرکت بیجا سے ناراض ہون سلیمان نے کہا یہ سچ کہتے ہو یہ کون موقع ہی کہ ہزارون آدمیون کے سر پر غل و ہنگامہ مچا ہوا ہی پھر اسی کو اپنی جورو بناؤ اب تم کو مل چکی ہی جلدی کیا ہی صبح قریب ہی اپنے خیمے مین لے جانا جو چاہنا کرنا اخگر چپ ہو رہا ازبسکہ رات اتنے جھگڑے مین بالکل کم رہی تھی دم بھر مین وہ وقت آیا کہ عروس زرین لباس

مہر جلوہ خاور سے نکلکر بصد زینت و آرائش آغوش فلک مین آئی اور شاہ صبیح رخسار سحر نے صورت نورانی مشتاقان دہر کو دکھائی کہ نظم

سب کی آنکھون مین وہ شب عشرت
ہوئی محمل نشین جو لیلے شب
کٹ گئی صورت شب وصلت
چمکا قیس صباح کا کوکب

رات کو لقا بخیال اسکے کہ عیار اخگر کو آکر قتل کرین باغ مین مصروف عشرت رہا تھا اور صبح ہوتے ہی سوار ہوکر معہ سرداران کے داخل لشکر ہوا اور اخگر نے بھی محافہ مین معشوقہ کو سوار کرکے اپنے خیمے مین لا اُتارا اور بختیارک نے آکر اسکے خدمتگار ملازمین وغیرہ کو حکم دیا کہ خبردار تم اندر خیمہ مین نہ جانا ایسا نہ ہو کہ تم مین کوئی عیار ملکر چلا جائے تو پھر غضب کا سامنا ہو دور خیمہ سے پہرا چوکی مقرر کردیا اور آپ سوفار کے خیمے مین آکر بیٹھا یہان سے بھی نوکرون کو نکالدیا اور اُسکی حفاظت کے لیے خود ٹھہرا غرضکہ اس نے تو ایسا بندوبست کیا کہ واقعی ساحرون تک پہونچنا ہر کس کا دشوار ہوگیا مگر اخگر نشے مین سرشار آتے ہی اس ماہ پیکر سے لپٹنے لگا ہاتھ پکڑ کر پلنگ پر لایا چاہا کہ لٹائے اس گلبدن نے کہا ٹھہرو تو یہ کہکر پہرا نکالا گلوری کھائی اخگر سمجھا کہ یہ اگرچہ زیور وغیرہ پہنے ہی مگر پہرہ دیہات کی نشانی ضرور ہی خاصدان کا تو نام بھی نہ جانتی ہوگی الھڑ بھی ہی خوب نبھے گی یہ سوچکر بولا جانی ہمکو گلوری نہ دی اس ماہ وش نے کچھ بات مین جواب دیا کہ جانی کسکا نام وہ یہ سنکر خوب ہنسا اور کہا کہ فدا ہو غضب معشوق بیرونی کی کچی زبان ہے سب تو کہتے ہیں بیچ اسکی زبان پر بھی ہی پھر اس سے کہا ایک بیڑا ہمکو بھی دو اسنے انگوٹھا دکھادیا اور اسکا منہ چڑھاکر مسکرادیا یہ اس ادا نے دلفریب اسکی بیچین کیا اور لیکر پہرہ چھین کئی پان یکبار کھا گیا ادھر پیک حلق کے نیچے اتری ادھر بیہوشی اثر پذیر ہوئی بیہوش ہوکر گرا وہان تنہائی تو تھی ہی چالاک نے فوراً سر کاٹ ڈالا غل و شور ہوا دار و گیر کی صدا بلند ہوئی چالاک نکل کر بھاگا اور ہنگامہ سنکر بختیارک نے کہا اے سوفار وہ مارا بھلا ممکن ہی کہ انکو گالی دے اور جیتا رہے سوفار بولا کہ چالاک تو قید ہی یہ کسنے مارا یہ گویا ہوا کہ وہ سرہنگ قید ہی اسنے کہا تو اخگر کے عوض اس کو اسیوقت قتل کر اسنے یہ سنکر پکارا کوئی ہی اتفاق سے عیاران اسلام تو اسی فکر مین رہتے ہین سمک باہر خدمتگار بنا کھڑا تھا بولا کہ حاضر اور جلدی سامنے آیا اسنے کہا ہم یہان سے سحر پڑھتے ہین کہ سرہنگ پر سے سحر کی قید دفعہ ہوجائیگی تم اسکو لاکر قتل کرو اور رقعہ دار وغہ مجلس کے نام لکھدیا سمک لیکر گیا اور سرہنگ کو چھڑا کر لایا جب سامنے خیمہ کے پہونچا پکار کر کہا اے سوفار منم سمک لیے جاتا ہون سرہنگ کو یہ کہکر دونون بھاگے ساحر فوج کے تو عیارون سے خوفناک رہتے ہین کوئی نہ دوڑا یہ نکل گئے ادھر چالاک بھاگ کر چلا گیا اگر حال سنیے کہ ابو الفتح کو جو کوتوال لیکر قید کرنے چلا راہ مین اُسنے کہا بیٹا مین بڑھیا قید کی تکلیف مین مرجاؤنگی میرے پاس بہت سا مال ہی لے لو اور مجھے چھوڑدو یہ کہکر پوٹلی نکالکر جواہر کی دکھائی کوتوال کو لالچ آئی سمجھا کہ کون پوچھتا ہی چھوڑ بھی دے اگر کوئی

پوچھے کہدینا کہ بڑھیا تھی مرگئی پس یہ سمجھ کر اس نے وہ جواہر لے لیا اور بڑھیا کو چھوڑ دیا بڑھیا نے بلائین لین اور کہا واری الگ آؤ تو ایک چیز اور عمدہ دون وہ پیادہ دن کو چھوڑ کر تنہائی مین آیا اس نے وہان آکر پھر واری کہکر اسکی بلائین لیکر بات کرنا شروع کی مگر ہاتھ مین بیہوشی بھری تھی کوتوال صاحب بلائین لیتے ہی بیہوش ہوگئے السنفی الفور سر اسکا کاٹ ڈالا اور پوٹلی جواہر کی لیکر بھاگا پیادے جب عرصہ ہوا تو آئے لاش اسکی پائی اٹھاکر کوتوالی مین لائے صبح ہو چکی تھی اور لقا وغیرہ لشکر مین جا چکے تھے لاش لے کر یہ بھی لشکر مین آئے اور فریاد کرنے لگے ادھر اخگر کے مرنے سے شور وغل برپا تھا لقا رات بھر کا جاگا ہوا سونے گیا تھا شور وغل سنکر جاگا اور حال دریافت کر کے پھر سونا چاہا فرط رنج سے نیند نہ آئی دربار مین آکر تخت پر بیٹھا سوفار وغیرہ سب سردار حاضر ہوے عیارونکا ذکر ہونے لگا سوفار نے کہا طبل جنگ بجوائیے مین عوض اخگر کا لون بختیارک نے کہا مقابلہ کرنے مین سامنا امیر کا ہوگا وہ مالک باطل السحر ہین سوا بھاگنے کے نہ بن پڑیگا سوفار یہ سنکر چپ ہو رہا اور دلمین نیت کی کہ آج اسم اعظم لوح سینہ حمزہ پر سے محکوک کرنا چاہیے اسی فکر مین تھا کہ ناگاہ فلک کی طرف سے بجلی چمکی اور رعد گرجا بعد لمحے کے ایک ساحر بد سیر کریہ منظر کہ **بیت** دو چشم از بر سراد دو چشمۂ خون * زدودہ دانش جہان تیرہ گون * سامنے آیا لقا کو سجدہ کرکے مستفسر ہوا کہ بھائی میرا کہان ہے بختیارک یہ سنکر رونے لگا اور کہا وہ خداوند باختر کی بہشت مین سیر کرنے گئے ہین اسوقت وہ ساحر بھی رویا اور کہا تو سہی میرا نام مہنت جادو ہو کل ہی سب مسلمانونکو گرفتار نہ کر دون بختیارک نے دل سے کہا آئی قضا اس حرامزادے کی مگر بظاہر نہایت اعزاز سے اسکو بٹھایا اور کچھ سمجھایا پھر لاشہ اخگر کا اٹھایا اسی ہنگامہ مین وہ دن تمام ہوا یہانتک کہ گورستان فلک پر بنات النعش دکھائی دی اور شام سیاہ پوش ہوئی **نظم**

چو آمد شب و روز شد در نہان	سپاہی گرفتہ سراسر جہان
پئے لشکر آراستہ چون عروس	بہ شیران جنگی و آوائے کوس

تیاری حرب لشکر ساحر ہونے لگی صداے کوس و دہل نے فلک کا قلب ہول سے خالی کیا ہر کارے خدمت امیر مین حاضر ہوکر بعد دعا و ثنا کے عرض پیرا ہوئے کہ بقول **مؤلف ابیات**

شاہ گردون سریر ملک پناہ	حکم تیرا ہو ماہی سے تا ماہ
ساحر آیا ہے ایک بدصورت	خرس دشت ضلال و بدخصلت
بھائی اخگر کا ہے وہ مایۂ درد	ہے برادر شغال کا سگ زرد
نام اس کا مہنت جادو ہے	طالب حرب وہ سیہ رو ہے
جو سنا تھا وہ عرض کر دیا آج	رہے قائم یہ تیرا تخت و تاج

شاہ لشکر اسلام نے یہ خبر سنکر نقارہ بجوایا پھر تو ادھر بھی یہ ہنگامہ برپا ہوا کہ بموجب ابیات

بدانگہ کہ دشمن جہان تیرہ گشت	طلایہ پراگند برگرد دشت
خروشے برآمد ز پیش سپاہ	کہ اے نامداران گردون پناہ
میان بستہ دارید و بیدار بید	ہمہ در پناہ جہاندار بید
بہ بندید یکسر میان یلے	اباگرز و باخنجر کابلے

رات بھر اسی غلغلہ مین بسر ہوئی جسوقت کہ رایت نصرت آیت سحر نشان سحر نور افشان ایمن دہر داد ریختہ خورشید امید تابندگی بر سرلوائے فلک نظر پڑا کہ نظم

دگر روز چون بردمید آفتاب	بہ مردان کین اندر آمد شتاب
سپاہی نشستند بر پشت زین	سر پر ز کین ابروان پر ز چین
سپا اندر آمد بہ پیش سپاہ	شد از گرد ہامون چو کوہ سیاہ

امیر سے مسجد کر پاس مین چالاک نے جاکر روانگی لشکر کا حال عرض کیا اسوقت آپ بھی مسلح ہوکر در دولت پر آئے تمام سرداران نامدار یکے بعد دیگرے آکر جمع ہوئے ناگاہ شاہ شاہان چراغ لشکر اسلامیان سرتاج خسروان جہان مصباح شبستان کیان سعد بن قباد بن صاحبقران برآمد ہوئے ہر ایک نے مجرا کیا پھر تخت کو گھیر کر سمت میدان چلے نقارہ و نکا بجنا، روشنی کا جھلملانا نسیم سحر کا فرط خوف و رعب لشکر سے دبے پاؤن چلنا نقیبون کا منقبت پڑھنا لشکر کا بنکر چلنا جوانون کا اکڑنا عجب لطف دکھاتا تھا اسپان تازی نژاد کا طرارے بھرنا غزال فلک کی چوکڑی بھلاتا تھا مختصر یہ کہ وارد دشت مصاف ہوکر میدان کو صاف کرایا لشکرون نے پرا جمایا نقیب آگے آگے بڑھے لشکر مین کڑکا ہوا نشان کے پھریرے کھلے تہمتن الکفار ازدر کو اڑاکر بیچ میدان مین آیا اور سحر کی نیرنگی دکھاکر اپنی زبردستی جتاکر طالب ہمنبرد ہوا اسطرف سے مالاگرد فرنگی اپنے استر مالا کبود کو اڑاکر روبرو گیا اس نے اُس کے مقابل ہوتے ہی کچھ ماش سحر پڑھ کر مارے کہ دست و پا اسکے کرخت ہوگئے اس نے کمر مین پنجہ دیکر زور کیا اور قاش زین سے اُکھاڑ کر بروے زمین ٹپکا عیاران لقا آئے اور باندھ کر لے گئے پھر اُس نے للکارا ادھر سے آلاگرد فرنگی بھائی مالاگرد کا مقابل ہوا اسنے بھی وہی روز بد دیکھا پھر اس نے نہیب دی کیپی ارزال فرنگی نے گھوڑے کی باگ لی جب سامنا کیا وہی سانحہ اس پر بھی گذرا پھر اُس نے ڈانٹا نہنگ بچہ دریائی فرنگی اسکا ہمت دہ و مددگار ہوا مگر اُس کا نصیب بھی نہ یاور ہوا اسی طرح جو سردار ملک فرنگ سامنے گیا اس نے ماش پڑھ کر مارے کہ ہاتھ پاؤن بے طاقت ہوئے باندھ لیے گئے کہانتک بیان کرون تاشام یہی ہنگامہ گرم رہا نہ ادھر سے صلح کا پیام نہ ادھر سے کوئی مائل رزم ہوا جب پردۂ شب تیرہ فام میدان آفاق مین برپا ہوا اور شہنشاہ گردون سرپردہ بارگاہ مغرب مین گیا نظم

چو خورشید شد از جہان ناپدید — شب تیرہ بر رو زد دامن کشید
ہوا نیلگون شد زمین آبنوس — بجنبید ہاموں ز آواے کوس

طبل آسائش لشکروں مین بجا سب پھر کر خیمہ گاہ مین آئے اور آسودہ ہوے لقانے حکم دیا کہ ہمارے بندۂ قدرت یعنی وحشت کی دعوت کا سامان کیا جاوے اُسنے عرض کیا کہ خداوندمین محفل عشرت مین جب بیٹھون گا اور دعوت آپ کی کھاؤنگا کہ جب کل مسلمانون کو مار لون گا یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا سوفار کو بھی بلایا دونون اسم اعظم بٹھیکر بند کرنے کی صلاح کرنے لگے شراب وکباب سب پاس رکھ لیا عیارون کے خوف سے خدمتگارون کو بھی باہر نکال دیا تھا اپنے ہاتھ سارا کام انجام کرتے تھے اور سحر پڑھتے تھے لشکر مین گھما گھم ہو رہی تھی لقا اپنی بارگاہ مین ناچ دیکھتا تھا یہان توسب مصروف عشرت ہین لیکن امیر کے یہان چند سیدانداری مین بہت سردار قید ہین اس وجہ سے سناٹا ہے غرضکہ عیار آج پھر فکر مین ساحرونکی چلے ان مین سے چالاک بشکل ساحر پھرتا ہوا آیا دیکھا ایک خیمہ کے قریب بہرا چوکی اور کمال ہوشیاری ہے اسنے اسی طرف جانے کا قصد کیا جب اندر جانے لگا ساحرون نے روکا کہ تم کون ہو اور کہان جاتے ہو اسنے کہا ہم ملازم سوفار ہین انھون نے کہا اندر جانے کی ممانعت ہے کچھ مشورہ ہو رہا ہے چالاک یہ سنکر چلا گیا اور تنہائی مین جاکر پری زاد کی طرح اپنی صورت بنائی یعنی چہرہ ایسا تابناک بنایا کہ ماہ وخور کو بھی اس کے فروغ سے ہنگام دید خیرگی ہو زلف مشک فام کے روبرو شب دیجور کو تیرگی ہو دہن تنگ کے مقابل غنچۂ گلستان ارم کھسیانہ ہوکر ہنسے اور بسور کر رہ جائے زبان سوسن وہ زبان لال ہو کچھ بات نہ بن آئے چشم فتان کے سامنے نرگس شہلا شرمندہ ہو کر آنکھ چرائے نظم

دو برگ گلشن سوسن می سرشت — دو شمشاد عنبر فروش بہشت
بناگوش تابندہ خورشید وار — فرو ہشت شد حلقۂ گوشوار
لبان از طبر زد زبان از شکر — دہانش مکلل بہ در و گہر
ز دانش خرد بود و تن جان پاک — تو گفتی کہ بہرہ ندارد ز خاک

شانون پر جواہر کے پر لگائے زیور مرصع کار سے قامت قیامت ز اکو مزین فرمایا تھال سونے کا میوے اور مٹھائی سے بھرا ہاتھ مین لے کر پشت خیمہ پر آیا اور جب خیمہ چالیس قدم باقی رہا اس طرح سبک ہوکر جست کی کہ خیمہ کو فتراک کر صحن مین اترا خیمے کے سوفار و وحشت نے آواز چھماکے کو سنکر جو دیکھا تو ایک پریزاد حور نژاد کو آسمان سے اترکر زمین پر استادہ پایا محو جمال ہوکر کھڑے ہو گئے پری ایک خط ہاتھ پر رکھکر آگے آئی انھون نے اسپر مہر شاہ جادوان کی پائی نامہ ہاتھ سے اُٹھا لیا اور لفافہ چاک کرکے پڑھنے لگے پری انکی نگاہ خط کی طرف دیکھکر جلو خانے خیمے مین چلی گئی انھون نے نامہ مین یہ

مضمون دیکھا کہ ہم نے اس پری کے ہاتھ مٹھائی نذر سامری کی اور میوہ کہ خاص مندر پر سامری کے چڑھایا گیا تھا بھیجا ہی تاثیر اسکی یہ ہی کہ جو کوئی کھائیگا کوئی حربہ اور جادو سحر اسپر کسی کا تاثیر نہ کریگا اور حمزہ کا اسم اعظم بھی اثر پذیر نہ ہوگا یہ حال نامے سے دریافت کرکے جو سر اٹھایا اس پری کو نہ پایا سمجھے کہ وہ پری تھی ہی اب غائب ہوگئی ہی اگر پکارین گے تو آئے گی یہ سوچکر گویا ہوے کہ اے پری زاد طلسم سامنے آؤ عطیہ شاہ جادودان عنایت کرو چالاک یہ صدا سنکر حلوہ خانے سے اس سینی کے ساتھ اوڑ اکے کوئی دس گز زمین سے اونچا ہوکر پرٹے کی قنات سے کچھ فاصلے پر آکر اترا اور تھال لاکر سامنے انکے رکھدیا وہ بہت خوش ہوے اور ڈنڈوت کرکے مٹھائی کھائی لمحہ بھر مین بیہوشی چھائی چالاک نے خنجر سے مہنت کا سر کاٹ ڈالا العیاذ باللہ شور محشر برپا ہوا صدا ہاے مہیب آنے لگین باہر جو لوگ پہرے پر تھے وہ فرط خوف سے بارگاہ خداوندی کی طرف بھاگا اور بختیارک نے لقا سے پہلے پوچھا تھا کہ سوفار کہان ہین اس نے کہا تھا کہ مہنت کے پاس ہین اسوقت غل سنکر اسنے کہا ہاے دونون مارے گئے اور اٹھکر بارگاہ مہنت کیطرف دوڑا یہان سوفار پر چالاک نے خنجر مارا خنجر چار انگل اونچا ہوگیا پھر اسنے حملہ کیا ابکی بالشت بھر خنجر اونچا ہوا اسنے پتھر مارا پتھر الگ گرا پھر اسنے اور تدبیر قتل کی چاہی تھی کہ بختیارک آپڑا چالاک مجبور جست کرکے بھاگا ساحر بسبب خوف کے اسکے پیچھے نہ دوڑے یہ صحیح سلامت نکلگیا اور بختیارک نے سوفار کو ہوشیار کیا اور سب حال کہا اسنے ہوشیار ہوتے ہی سحر پڑھا کہ جو سردار مہنت نے قید کیے تھے وہ چھوٹ گئے تھے وہ مسحور پھر ہوگئے اور اسی طرح پیکان نے جو سردار قید کیے ہین وہ بھی سوفار کی قید مین آگئے ہین جب یہ مارا جائے تو رہا ہون غرضکہ بعد مسحور کرنے سردارون کے اسنے بہت کچھ لاف وگزاف کیا کہ ملکہ جی دیکھو تو مین کیا کرتا ہون یہ کہکر لاش مہنت کی اسکی فوج کے سپرد کرکے حکم دیا کہ اسکو پاس ملکہ نازک چشم جادو کے لے جاؤ پھر ایک تعزیت نامہ بھی اپنی طرف سے لکھ کر حوالے کیا فوج اسکی لاش اٹھاکر نالان وگریان روانہ ہوئی اور یہ فکر اسم اعظم کے بند کرنے کی کریگا ادھر چالاک نے جاکر امیر سے سارا ماجرا بیان کیا امیر نے اسکو خلعت دیا پھر مصروف عیش و عشرت ہوے اب دونون لشکرون کو اس حال مین چھوڑ کر کہتے ہین شمہ حال شہریار کشور عیاری وتاجدار اقلیم مکاری یعنی عمرو بن امیہ ضمری بیان کرتا ہی

نظم

ساقی جو ترا اشارا پاؤن ۔ سر آنکھون سے میکدے مین آؤن
پھر شیش محل کی سمت جھانکون ۔ پھر لال پری کو آکے تاکون
غافل جو ذرا ابھی تجھکو پاؤن ۔ لے دختر رز کو بھاگ جاؤن
ساقی یہ سب تو دل لگی ہے ۔ سن لے وہ جو مجکو دھن لگی ہے

یعنی جام جہان نما دے — نیرنگ طلسم پھر دکھا دے
ہے ساغر نے بصورت ماہ — اور اس مین ہو آفتاب کو راہ
یہ ہوے قران مہر و مہ جب — کوکب سے ملون بشکل کوکب
ساقی مے آفتابی پا کے — پہونچون کوہ اسد پہ جاکے
پاؤن جو شراب آفتابی — یون شیر طلسم پہ سواری
بس جا یہ بادہ خواری تا کے — افسانہ لکھو کہ دیر ہوئی ہے

سیاران دشت سخن درہ نوردان جادۂ بیان کہن پاے کمیت قلم سے راہ طلسم یون طے فرماتے ہین اور منزل در منزل اس طرح جاتے ہین کہ جب اختر برج وفا ماہ آسمان شرم و حیا حسن گنجور یعنی ملکہ مخمور ہمراہ گوہر شاہوار بحر فطرت عمرو بامروت دریاے مروارید کو طے کرکے روانہ ہوئی تو بعد چند روز قریب ایک پہاڑ کے پہونچی اس کوہ کی صورت ہمہ تن از بیخ و بن شیر کی ایسی تھی چہار طرف شیر ہی کی شکل نظر آتی تھی گویا فرہاد روزگار نے ہر پتھر کو بصورت شیر تراشا تھا اسد چرخ بھی اُسکو دیکھکر خوف کھاتا تھا جنگلی شیر دم دبا کر بھاگ جاتا تھا کلب ایکیال کی مجال نہین جو اس جگہ آسکے اس فلک پیر کی طاقت نہین جو روباہ بازی دکھا سکے ثور فلک ہمیشہ اسکے خوف سے لرزان رہتا بنات سے اسکی فوج گردون ترسان و ہراسان بتخانۂ روزگار مین چرخ نے سنگدلی دکھائی تھی کہ ہر پتھر کی صورت عزاقی اور ڈراؤنی بنائی تھی ساکنان دنیا کو ایک لقمہ ہی کرنے کی تدبیر ہویدا کی تھی اس لیے پتھر کی صورت شیر کی پیدا کی تھی خورشید اس کوہ سے سو بچا کر نکلتا تھا تھراتا ہوا چلتا تھا نظم

سر اندر ثریا یکے کوہ دید — کہ گفتی ستارہ بخواہد کشید
ہمین ز آسمان کرگس اندر کشد — ز دریا نہنگ و ز دم بر کشد

عمرو نے مخمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہول خیز ہے کہ کوہ سیاہ سے بھی زیادہ وحشت انگیز ہے تو مخمور نے کہا اس کوہ کو کوہ اسد کہتے ہین شیران ثریان اسپر رہتے ہین یہ کہکر ایسا سحر پڑھکر دانہ آتش کا عمرو پہ مارا کہ یہ بیہوش ہوگیا مخمور نے اٹھا کر ایک غار مین ڈال دیا اور دہن غار پوشیدہ کردیا ہے پھر دو ببر سحر کے غار پہ بٹھا دیے اور ان سے بتاکید کہدیا کہ خبردار حفاظت کرنا کوئی خواجہ کو لیجانے نہ دے یہ کہکر آپ بے خوف خطر پہاڑ کی گھاٹیان طے کر گئی اور قلعۂ کوہ پہ پہونچی اسکے پہونچتے ہی ایک ببر غران زمین سے نکلا اور گویا ہوا کہ آپ کون ہین جو یہان آئین اور دل مین کچھ خوف نہ لائین اس نے جواب دیا کہ ہماری خبر جاکر اپنے مالک سے کرو اور رہین انکے پاس سے چلو کہنا ملکہ مخمور ناظمہ طلسم آئی ہین آپ کی ملاقات چاہتی ہین وہ شیر یہ سنکر روانہ ہوا اور اسی کوہ پہ ایک مکان بنا ہے ببر جادو اسمین رہتا ہے وہ شیر وہان آیا اور پیام گزار ہوا ببر نے کہا ارے تو نے اس ملکہ کو روکا کیون جلد

تعظیم تمام بلاارادہ ببر خدمت مخمور مین آ پہنچے جوڑکر باادب تمام ترگویا ہوا کہ چلیے آپکو بلایا ہی مخمور اسکے ہمراہ چلی اور اندر ایک مکان کے گئی سقف و مکان اسکے مطلا تھے مصقلا اسکا چاندی کا تھا دیوار و در جگمگا تھے لیکن ہر جگہ پر تصویرین شیر کی بنی تھین اور پتھر کی چوکیان شیر وہان صحن مین بھی تھین شیر کی کھال کا فرش سب مکان مین کیا تھا ایک چوکی پر ساحر شیر صورت بیٹھا تھا اور ایک شیر پاس اُس کے کھڑا تھا یہ جو کھڑا تھا یہ بیابان آتش فشان جو کوہ اسد کے قریب ہی اُسکا مالک ہی اور یہ جو بیٹھا ہی یہ اس پہاڑ کی حفاظت کرتا ہی مخمور نے وہان پہونچکر ہاتھ اُٹھایا دونون شیر بیکر بھی اپنی جگہ سے اُٹھے اور اس سے ہاتھ ملایا اور کہا آپ نے کرم فرمایا تشریف رکھیے اور ہمین سرفراز کیجیے اور مخمور نے کہا بیٹھنے کی فرصت کہان اس طرف عمرو تو نہین آیا مین بحکم شاہ اسکے تعاقب مین روان ہون اور وہ گریزان ہی اس ساحر نے کہا اسطرف کوئی نہین آیا اگر آتا فی الفور قید ہو جاتا مخمور نے جواب دیا کہ میرے سامنے وہ اس پہاڑ تک قریب آکر غائب ہوا ہی از بسکہ یہ جگہ تمھاری ہی مین اسکو تنہا ڈھونڈھ نہین سکتی شاید مجکو کوئی شیر نہ پہچانے اور درپے آزار ہو اس سے آپ کا میرے ساتھ چلنا اچھا ہی ببر جادو نے کہا مین حاضر ہون جہان لیچلیے مین سر آنکھون سے چلون یہ کہکر اُٹھا اور ہاتھ پکڑکر چلا اس طرف سے تو یہ روانہ ہوا اور ادھر بلاے جادو جسکو بادشاہ طلسم نے منع کیا تھا کہ اب نجاؤ اور اس نے نہ مانا تھا دوبارہ بہر گرفتاری عمرو چلا تھا ڈھونڈھتا ہوا اسی جگہ پہونچا جہان غار مین عمرو کو مخمور نے ڈال دیا ہی الغرض اس نے دیکھا کہ ایک غار پر دو پتلے بیٹھے ہین سمجھا کہ یہان کچھ بھید ہی جب تو یہ حفاظت کرتے ہین یہ سمجھکر اسنے سحر پڑھکر ان پتلون پر پھونکا کہ وہ جل گئے یہ غار مین اُترا عمرو کو بیہوش پڑے دیکھا شکر سامری بجالایا اور کمر مین پنجہ دیکر غار کے باہر آیا چاہا کہ سر کاٹ کر لے جائے پھر سوچا کہ ایسا نہ ہو کہ افراسیاب اس حرکت پر ناراض ہو جائے بس یونہین چاہتا تھا کہ لے جائے اسوقت مخمور و ببر وہان پہونچے اور مخمور نے یہ ماجرا دیکھکر کہا اے ببر دیکھو وہ عمرو کو ایک ساحر پکڑے لیے جاتا ہی افسوس کہ تمھاری عملداری سے غیر شخص پکڑلے جائے اور تم سے کچھ نہ ہو سکے اب یہ شاہ جادو ان کے پاس جاکر کیسی تعلی کریگا اور شیخی ماریگا کہ جس کی حد نہین اور تم کو فورا اس امر مین کد نہین مین کمبخت ناحق تمھارے پاس گئی تھی اگر یہین ڈھونڈھتی تو اچھی رہتی اب مجکو بھی ذلت ہوگی شاہ کے روبرو ہمچشمون مین ندامت ہوگی اس نے ببر کو ایسا گرمایا کہ اسکو غصہ آیا اور للکارا کہ یاش او خیرہ سر تو کہان اسکو لیے چلا اور میری جگہ مین کس لیے قدم تو نے دھرا بلاے جادو نے اُسکے ڈانٹنے سے رک کر جو دیکھا تو مخمور کو ببر کے ساتھ پایا پکارا کہ اے ببر جادو اس کے فقرے مین نہ آنا عمرو کی دوست ہی اور شہنشاہ سے اس نے بغاوت کی ہی مخمور نے کہا اے ببر یہ اسکی جعلسازی ہی چاہتا ہی کہ مجکو متہم کرکے تم سے لڑوا دے اور آپ نکلجائے اچھا تم اس سے کہو کہ عمرو کو مجکو دے مین عمرو و مخمور دونون کو پاس شہنشاہ کے لیجاؤن گا بس اگر یہ دیدے

تو تم جاننا کہ یہ سچا ہی مجکو بھی پکڑ لینا اور اگر نہ دے تو میرے قول کو صحیح جانکر اسکو جانے نہ دینا برکو اسکا
کہنا پسند آیا پکارا کہ اچھا تو عمرو کو میرے حوالے کر اور اپنی راہ لے مین ان دونون کو شہنشاہ کے پاس
لے جاؤنگا بلاے جادو نے جواب دیا کہ تجکو خبط ہو گیا ہی مین تے اسکے لیے خاک چھانی تجکو کیون دوان
مین کیا کمزور ہون برکو اس کلمہ پر غصہ آیا اور مخمور نے پھر تپا دلایا کہ کیون مین نہ کہتی تھی کہ یہ کبھی نہ دے گا
فقرہ کرتا ہی بر نے کہا تم دیکھو مین ابھی چھینے لیتا ہون یہ کہکر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا کہ وہ شق ہو گیا اور
زمین سے وہی بر جو جھوکی پاس پہاڑ کے اوپر کھڑا تھا نکلا اور غرا کر لپکا بلاے جادو نے اسکو آتے
دیکھکر ایک بیضہ بیہوشی کا مارا جہان وہ بیضہ آکر گرا اسی جگہ وہ شیر رک رہا پھر آگے نہ بڑھا بر جادو
نے جب یہ ماجرا دیکھا فوراً زمین مین سما گیا اور بعد لحظہ بھر کے ایک ڈبیہ لیے ہوے نکلا اور اپنی زبردستی
جتانے کو وہ ڈبیا مخمور کے حوالے کی یہ اسلیے کہ یعنی مین ایسا ہون کہ الگ کھڑا رہا اور غیر کے ہاتھ سے
حریف کو قتل کر ڈالا فی الجملہ اس ڈبیہ کو دے کر کہا کہ اے مخمور اسمین سیندور ہی طلسم کا اس سیندور کا ایک
ٹیکا اس شیر کے ماتھے پر دیدو اور حکم دو کہ بلاے جادو کو مار ڈال مخمور نے ڈبیہ کھولکر ٹیکا بر کی پیشانی
پر دیا اور کہا کیا کھڑا دیکھتا ہی مار اسکو بر نے جاکر طمانچہ مارا کہ بلاے جادو گرا ہر چند اس نے جادو کیا
کچھ نہ ہوا بر نے پیٹ پھاڑ ڈالا غل و شور اسکے مرنیکا برپا ہوا ابر لاش اسکی اٹھا کر سمت شاہ طلسم
لے چلے یعنی بگولے لاش کو اڑاتے ہوے لیے جاتے تھے جب لاش جا چکی مخمور نے سحر پڑھکر پھونکا کہ
عمرو ہوشیار ہوا اور اٹھکر چاہتا تھا کہ مخمور سے حال پوچھے مگر بر نے ایک دانہ ناغ کا سحر پڑھکر مارا کہ
زمین پر گر کر پھر لوٹنے لگا مخمور نے کہا اے بر تم نے اسیر سحر کیون کیا مین اتنی دور سے متلاشی اسکی آئی
ہون اسکو مین لے جاؤنگی اس نے جواب دیا کہ او مکارہ مین تیرا فریب سمجھا بلاے جادو
سچ کہتا تھا کہ تو شہنشاہ سے باغی ہی خیر میرے ہاتھ سے کہان جائیگی تجکو بھی مارے لیتا ہون اور اس
دزد مفتری کا بھی سر کاٹونگا مخمور نے سارا جھگڑا اس لیے کیا تھا کہ کسی طرح ڈبیہ سیندور کی ملے جسکی
وجہ سے بیابان آتشین مین راستہ پاے پس وہ ڈبیہ اسکو مل گئی تھی اب یہ کب دبتی تھی پکاری کہ ٹھہر تیرے
کیون تیری قضا آئی ہی ارے سنبھل بر جادو نے بھی جھوٹے پر ہاتھ ڈالا مخمور نے ڈبیہ سے سیندور لے کر
دوسرا ٹیکا ماتھے پر اسی شیر کے دیکر حکم کیا کہ لے اسکو پھر تو بموجب مثل کہ کرد کہ نیافت ہمون آتش درکاسہ اس شیر
نے انگڑائی لی اور غرا کر چلا بر جادو نے ہر چند روکا صدہا طور کا سحر پڑھا مگر اسکے ماتھے پر سیندور طلسم کا لگا
تھا تاثیر اس کی یہ ہی کہ جو ٹیکا ماتھے پر دے مالک بیابان اسی کا کہنا کرے بس جاتے ہی ایسا طمانچہ بر جادو
کے شیر نے دیا کہ وہ گر کر سرد ہوا العیاذ باللہ شور اسکے مرنیکا ایسا بلند ہوا کہ کوہ و دشت مین زلزلہ پڑ گیا
جو جو اسکی سحر کی بنائی ہوئی علامت اس پہاڑ پر تھی سب غائب ہو گئی اور پہاڑ پر آگ لگی وہ مکان جل گیا
مگر بر کوہ کہ باقیات طلسم نے بنایا ہی باقی رہا غرضکہ بگولے اڑ کر سمت شاہ طلسم لے چلے اب حال سنیے کہ اس

ببر کوہ کے آگے ایک بیابان ہے کہ نام اسکا بیابان آتش فشان ہے یہ شیر اسکا نگہبان ہے جسکے پاس سیندور ہو اسکا بانیان طلسم نے اسکو مطیع کر دیا ہے یہ مالک سیندور کو بیابان مین لے جاتا ہے جب سرحد بیابان پر پہونچتا ہے اُسکے آگے عملداری گیسوی کاکل کشا نام ایک ساحرہ کی ہے اس شیر کے سرحد پر آنے کی خبر رکھتی ہے جب یہ وہان پہونچتا ہے وہ کنیز کو بھیجکر رہبری کراتی ہے ذکر اسکا آگے بیان ہوگا اسوقت مخمور نے کہ راز سے اس راہ کے متوقف تھی تمیز ٹیکا ماتھے پر اس شیر کے دیا اور حکم کیا کہ ہم کو بیابان آتش سے نکال لے چل شیر فوراً سامنے آیا اور گویا ہوا کہ میری پیٹھ پر سوار ہو جیے جدھر جی چاہے چلیے مخمور معہ عمرو کے سوار ہوئی اور شیر نے آگے کی راہ لی اسد کوہ کے درہ مین داخل ہوا اور دو روز تک برابر رات دن چلا گیا درے مین بڑے بڑے غار تھے اژدر منھ کھولے ہر جگہ بیٹھے تھے عجب تنگ و تاریک مقام تھا ہول خیز و وحشت انگیز تمام تھا خدا خدا کرکے وہ درہ تمام ہوا تیسرے روز جب درۂ خاور سے خورشید انور نے سر بدر کیا یہ سیاران منازل سپہر دشت طلسم بھی درے سے باہر ہوے لیکن اس جاے پر آفت مین نکلکر دوسری مصیبت مین پھنسے یعنے بیابان آتش فشان مین پہونچے از زمین تا چرخ برین سواے آگ کے اور کچھ نظر نہ آیا صحرا کو کرہ نار پایا جو غار تھا وہ کرۂ آہنگر تھا ہر جگہ انبار اخگر تھا شرارے بلند تھے گویا آگ کے درخت آگے تھے زمین سے فلک تک آگ بھری تھی آتشکدۂ نمرود و زر دشت کی کیا حقیقت تھی جو یہان گرمی تھی چنگاریان اُڑکر ہوا سے آگ گرتی تھی یا تارے ٹوٹتے تھے شیاطین کے یہان آتے جی چھوٹتے تھے سراسر جہنم وہ زمین تھی دوزخ ہاویہ سے بڑھکر کہین تھی لپیٹ اس آتش کی شعلۂ عقل دانا جلاتی تھی ہواے گرم بار و مزاجون کا صفرا بڑھاتی تھی جسم مین خون کھولاتی تھی بھبکا آگ کا بگولے کی طرح اُٹھتا ایک ایک انگار النعرہ انا اسفل السافلین کا بھرتا تھا

نظم

دست مژگان سے دیدۂ تر　　پنکھے جھلتے تھے مردمک پر
پھیلی تھی جیبی کف بتان مین　　بازو مین زمین مین آسمان مین
کوئی نہ علاج تشنگی تھا　　آب بحر آتشی تھا
خاکی سوے مرد مان آبی　　سورج کی تھی سر پہ آفتابی
ذرے سورج کی آنچ پاکے　　تل بن گئے چشم نقش پاکے

کنارے پر اس بیابان شرر ریز اور وادی آتش خیز کے ایک تالاب آگ سے بھرا نظر پڑا اور کنارے پر اس کے ایک زن حسینہ و جمیلہ شعلۂ رخسار شمع عذار کہ ہیبت تھی سر بسر ایسی پیکر نور سے جسکا کف پا تھا عارض حور ایستادہ تھی جب وہ شیر کنارے تالاب کے آیا اس نازنین نے ایک کاغذ نکالکر مخمور کو دیا اسمین لکھا تھا کہ شیر کو اندر تالاب کے ڈالدے کچھ خوف و بیم نہ کر اس نے شیر کو تالاب کی طرف ہانکا وہ تو مطیع حکم تھا فوراً تالاب مین کودکر غوطہ مار گیا عمرو نے دل مین کہا اب

بیشک خلعت ہستی جلا وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار پڑھنے لگا نظر بمدد آفرینندۂ نار و خاک تھی کشتی جان نہ گرداب ہلاک تھی پیچان و غلطان غلطان و پیچان بڑی دور تک چلے گئے وہ تالاب آتشین اُنکے لیے گلزار خلیل بن گیا کہ جلنے سے محفوظ رہگئے بعد کچھ دیر کے جب آنکھ کھلی اپنے تئین ایک میدان وسیع مین پایا اور سامنے ایک دیوار سر بفلک کشیدہ کو منزل لوح تک کھنچے دیکھا سد سکندر اس کے روبرو کمپایہ نردبان فطرت سامنے اسکے فرومایہ اس شیر نے عجب ٹکراش دیوار مین ٹکر ماری کہ سر پھٹگیا اور ہاے کہکر گویا ہوا کہ افسوس مجھ کمبخت نے یہ کیا کیا کہ دشمنون کو یہانتک پہونچایا یہ کہا اور تڑپ کر ہلاک ہوا اسکے مرنے سے وہ بیابان و تالاب سب برباد ہوگیا ایک جنگل ویران سا نظر آنے لگا اور سبز کوہ بھی دکھائی دیا اور شیر کے ٹکر مارنے سے اس دیوار مین ایک دروازہ پیدا ہوا اور نازنین نازک بدن دوسری اس جگہ پیدا ہوئی کہ یہ بھی ناز و انداز مین بلاے بے درمان تھی رشک حسینان جہان تھی یہ بھی کنیز ملکہ گیسوے کاکل کشا کی ہے اور وہ جو تالاب پر رقعہ لے کر گئی تھی وہ بھی پرستار اسی کی تھی پس جیسا اوپر ذکر ہوا کہ جو شیر سرحد بیابان پر پہونچتا ہے تو یہ کنیز کو براے رہبری بھیجتی ہے پس اول ایک کنیز بھیجکر یہان بلوایا لیکن بعد لمحہ کے اسکو خیال آیا کہ دیکھون کون اس طرف آتا ہے اور شیر طلسم کسکو لاتا ہے اگر شاہ طلسم کا کوئی عزیز ہو تو مین بہر استقبال جاؤن اور بنہایت تعظیم سے لاؤن یہ خیال کرکے ورق سامری نامے کے نکالے اور بغور دیکھے معلوم ہوا کہ مخمور نے سیندور طلسم پایا ہے اور ایسا کچھ ہنگامہ مچایا ہے سب حال جو کچھ مذکور ہوچکا ہے دریافت کرکے اسکو غصہ آیا اور ایک کنیز قاش جادو نام کو اس نے حکم دیا کہ جا عمرو اور مخمور کو پکڑ لا یہ وہی کنیز ہے جو دیوار سے نکلی ہے بس نکلتے ہی اُسنے للکارا کہ اے نمک حرامان تم نے یہ دل پیدا کیا کہ یہانتک قدم رکھا مخمور و عمرو شیر نے جب ٹکر ماری تھی تو الگ کود کر کھڑے تھے اس کے نعرہ کرنے سے اور تو کچھ نہ بن پڑا عمرو نے جھپٹ کر جال الیاسی مارا اور اُسکو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا پھر ایک گوشہ مین جاکر اسکا چہرہ زنبیل سے نکالکر بیہوشی کو پلایا اور اسکو باہر نکالکر روبرو بٹھا کر رنگ و روغن عیاری سے اپنی صورت مثل اسکی صورت کے بنائی اور مخمور سے کہا تم میری صورت بنو بزور سحر اور یہان سے چلو اس نے عمرو کی ایسی سحر سے اپنی صورت بنائی اور کپڑے اسی کے پہنے عمرو نے پیرہن اس کنیز کا پہنا اور اسکو پھر زنبیل مین رکھکر اس دیوار مین جو دروازہ پیدا ہوا تھا اس مین قدم رکھا اور آگے بڑھے کچھ دور چلے تھے کہ سامنے ایک قلعہ بلند نظر پڑا خندق گرد پانی سے لبریز تھی پل پر تختہ پڑا تھا فیلبند دروازہ کھلا تھا فصیلہاے قلعہ پر ساحر بیٹھے تھے کوئی شیر صورت کوئی اژدر چہرہ تھے برج بارے کنگورے فصیلین ہر ایک عمدہ چار دیواری سنگ موسیٰ کی سیاہ تھی اسپر جواہر کی پچی کاری لائق واہ واہ تھی

نظم

تھا بلندی مین اسکا ہر پایہ
پایۂ آسمان کا ہمپایہ

وہ طلائی بروج جلوہ نما	ماہ کرتا تھا جنسے کسب ضیا
نور آگین تھی جو عمارت تھی	سرمۂ قوت بصارت تھی

یہ دونون در قلعہ پر آئے وہان چالیس ساحر بیٹھے تھے انھین دیکھکر مستفسر ہوے کہ اے قاش جادو کہو عمر کو لائین عمر نے جواب دیا کہ نگوڑو کیا اندھے ہو دیکھتے نہین کہ میرے سحر سے خود بخود ساتھ ساتھ عمر چلا آتا ہے وہ ساحر ہنسکر چپ ہوے اور یہ دونون اندر قلعہ کے چلے یہ قلعہ جادوگران و جادوگرنیون سے آباد تھا جابجا مندر بنے تھے تصاویر سامری و جمشید اسمین دھری تھین ترشی ہوئی بلور کی تھین گلی کوچہ پختہ پتھر کے صاف بنے تھے چلنے والے بھی حسین و خوش پوشاک تھے دکانین سجی سجائی تھین محرابین غیرت ابروان شاہدان بنائی تھین جنس ہر طرح کی ان مین بھری جو چیز چاہیے ہوا فراط سے دھری رنج اگر وہان جائے تو راہ بھولکر بھٹکتا پھرے غم دربدر بھٹکتا پھرے امن و امان کا جھنڈا گڑا تھا فتنہ و فساد کو دیس نکالا ملا تھا نظم

شاد آباد سب رعایا تھی	محو عشرت تمام دنیا تھی
شہر دیکھا کہ آدمی تو کیا	گر پری دیکھ لے تو ہو سکتا
واقعی تھا طلسم کا وہ دیار	سحر آگین تھے کوچہ و بازار

عمر و مخمور سیر کرتے ہوے جاتے تھے کہ ایک جانب سے دو ساحر پیدا ہوے اور قریب آکر کہا کہ اے قاش چلو ملکہ بلاتی ہین اس نے کہا چلی تو آتی ہون کیا سر پہ پاؤن رکھلون یہ کہکر اُنکے ساتھ جلد تر روانہ ہوا اور دار الامارۃ شاہی مین آیا اس مکان کو نرا طلسم پایا لیکن ملکہ اسوقت دربار مین نہ تھی الگ ایک مکان مین شیر طلسم کے بلانے کو گئی تھی وہ ساحران دونون کو وہان لائے آپ دروازے پہ ٹھہرے یہ دونون اندر گئے دیکھا کہ تمام مکان پتھر کا بنا ہے ایک ایک سنگ ہمسنگ لعل و الماس لگا ہے درجے اس کے غیرت دہ درجہ ہاے منازل فلک ہین صفائی مین پرواز چمک دمک مین صحن خانہ صحن فلک کا جواب خلاصہ یہ کہ ہر کمرہ اسکا لاجواب و انتخاب کہ بمقتضاے ابیات

وہ سجا تھا برنگ خلد برین	صدقے کیجے نگار خانۂ چین
ہانڈیان تھین حباب نہر چمن	کنول انجم کی طرح تھے روشن
کھنچے ہین چلمنون کو ذی ادراک	ہین یہ عشاق کے دل صد چاک
تارہاے شعاع نور ہین یہ	عکس مژگان چشم حور ہین یہ
شاخ گل سے تھے نازک اسکے ستون	صورت سرو باغ ہین موزون
کھڑکیان تھین دریچۂ جنت	درجہ درجہ حدیقۂ جنت

سامنے کے ایوان مین مسند ناز پر بصد انداز ایک مہ پارہ حور لقا بدر سیما یعنی ملکہ گیسو کاکل کشا

بیٹھی تھی از سرتا پا جواہر کا زیور پہنے تھی لطافت اسکے عارض صبیح سے رونق و صفا سیکھتی تھی غازۂ رخسار سیم تنان کو گوری رنگت تو اسکی تازگی دیتی تھی کہ بموجب ابیات

نغولہ بست موے عنبرین را — گرہ در یک دگر زد مشک چین را
زپشت او بخیت مشکین گیسوان را — زعنبر داد پشتی ارغوان را
مکحل ساخت چشم از سرمۂ ناز — سیہ کاری بہر دم کرد آغاز

عمرو نے سامنے جاکر سلام کیا اس نے کہا کیون قاش کیا ہوا اسنے کہا حضور کے اقبال سے لائی ملکہ نے کہا وہ نمکحرام مخمور کہان ہی اس نے جواب دیا کہ وہ نہین ملی ملکہ کو کچھ شبہ گذرا اور اس کے سامنے ایک آئینہ سحر کا رکھا تھا اسکو اٹھا کر دیکھا حال معائنہ ہوگیا کہ عمرو تیری کنیز قاش کی شکل ہی اور یہ مخمور بصورت عمرو ہے بس یہ معلوم کرتے ہی اسنے ڈانٹا کہ باش او دزد مکار مین نے تجکو جانا یہ کہکر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا مخمور نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا عمرو مارا جائیگا بس بہت جلد سحر پڑھکر نارنج کو ایک تھپکی دی کہ وہ الٹا پلٹ گیا لیکن ہاتھ مخمور کا بھی جل گیا تھا مخمور نے عمرو کے گلے مین ایک وبال ندھیا کہ گیسوی کاکل کشا کا سحر تاثیر نہ کرے اور واقعی جب اس نے گولا سحر کا مارا عمرو کے پاس آکر گر پڑا اور تیر سحر کا مارا وہ بھی عمرو تک نہ پہونچا دسحر اسکے خالی گئے بسبب وبال کے اثر پذیر نہ ہوے اس وقت اس نے نعرہ مارا کہ لینا اسکو کنیزین اسکی جوق جوق ہر سمت سے پیدا ہوئین اور مخمور و عمرو کو گھیر کر لڑنے لگین عمرو نے اسوقت خیال کیا کہ یہان بھی یہ حاکم ہی بالفرض کنیزونکو مخمور مغلوب کر دیگی فوج ساحران آکر گھیریگی مناسب یہ ہی کہ کوئی تدبیر کرون یہ سوچکر بیچ مین ان کنیزون کے در آیا چونکہ سحر تو تاثیر نہین کرتا تھا وبال کی وجہ سے اس نے حقہ ہاے نفتی جو داغ کر مارے تمام مکان مین دھوان پھیلا خصوصًا جہان گیسوی کاکل کشا اور کنیزین تھین وہان بالکل تاریکی ہوگئی عمرو نے جال لیاسی اسی اندھیرے مین ملکہ گیسو پر مارا اور اسکو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا اور آپ گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا وہان مخمور سے جنگ ہو رہی تھی کسی نے اسکا خیال نہ کیا اور اس نے بہت جلد معجزہ طلب کیا یعنے جلد اول مین مذکور ہوا ہے کہ عمرو کو تین دانے انگور روح الامین نے کوہ بوقبیس پر کھلائے تھے جسکی تاثیر یہ ہوئی کہ تین خصلتیں اسکو خدا نے عنایت فرمائین ایک یہ کہ زبان ہر قوم کی جانتا ہی اور بولتا ہی اور دوسرے دم بھر مین بہتر صورتین بدلتا ہی یعنی زنبیل پہ ہاتھ رکھکر خواہش کرے کہ میری شکل مثل اس شخص کی صورت کے ہوجائے بس ویسی ہی صورت ہوجائے گی اور تیسری صفت یہ کہ الحان داؤدی رکھتا ہی فی الجملہ اسوقت معجزے سے یہی خواہش ہی کہ میری شکل ملکہ گیسو کی ایسی ہوجائے بس ویسی ہی صورت ہوگئی اس نے اس مکان کے گوشے مین جاکر ملکہ گیسو کو نکالکر بہت جلد پیراہن اسکا اور زیور اتارا پھر اسکو زنبیل مین ڈال کر وہی لباس اور وہی زیور پہنا اور گلیم اتار کر بیٹھا

آکر دیکھین تو کنیزین کسی طرف سے نارنج کسی طرف سے ترنج مار رہی ہین اور مخمور سب کے سحر رد کر رہی ہی
وار کرنا نصیب نہین ہوتا ہی نارنج پھٹتے ہین شعلہاے آتش نکلتے ہین مار و عقرب منھ پھیلا کر دوڑتے ہین
عنقریب ہی کہ مخمور قید ہو جائے یہ دیکھکر بیچ مین آکر اس نے نعرہ مارا کہ اے کنیزان خبردار تم اسیر
ہاتھ نہ ڈالو مین سمجھ لونگی کنیزین اس کے منع کرنے سے علیحدہ ہوئین اور عمرو نے پاس جاکر مخمور کو تل دکھایا
وہ سمجھ گئی کہ خواجہ نے عیاری کی بس فوراً ہاتھ باندھکر قدم پہ گری اور عرض پیرا ہوئی کہ مجھے عمرو
نے بہکایا تھا اب معلوم ہوا کہ یہ زبردست ہین مجھ سے کچھ نہ ہو سکے گا بس میری خطا معاف فرماکر
شاہ جادوان سے ملوا دیجیے گیسو نقلی نے سر اٹھا کر سینے سے لگایا اور فرمایا کہ دیکھو عمرو ایسا مطلب
آشنا ہی کہ تم کو اس بلوے مین اور مجمع دشمن مین چھوڑ کر چھپ گیا ہی سنا ہی کہ وہ غائب ہو جایا کرتا ہی
مخمور نے کہا ہان اسکے پاس گلیم ہی وہ اوڑھ لیتا ہی اور پوشیدہ ہو جاتا ہی لیکن آپ کے ملک سے
کہان جائیگا ملکہ نے کہا کنیزون سے دروازہ شہر کا جاکر حکم دو کہ بند کرین اور جابجا ہوشیاری
رکھین عمرو بھاگ گیا ہی جہان پائین اسکو گرفتار کرین کنیزین حسب الحکم گئین اور وزیرون سے
ابلاغ حکم ملکہ کیا شہر مین ساحر متلاشی پھرنے لگے در شہر بند ہو گیا بے سند راہداری آنا جانا شہر
سے بند کیا گیا اس مکان پر بھی پہرا چوکی مقرر ہو گیا مخمور اور گیسو نقلی دونون مسند پر بیٹھے کشتیان
شراب کی منگوائین بادہ احمر سے کام جان روشن کیا پھر مخمور کو لے کر دار الامارت مین آئے اور
خزانہ دار کو طلب کیا اور کہا انکو خزانہ دکھاؤن گی غرض کنجیان لے کر کوٹھے کھلوائے پھر سب کو
ہٹاکر مال و اسباب جاکر زنبیل مین رکھا اور مکان مقفل کراکر تخت شاہی پر آکر جلوہ فرما ہوا اور
جسطرح قلعہ نورانیہ مین ڈھنڈورا پٹوایا تھا کہ تھا جتنا شہر مال سرکار مین جمع کر دین کیونکہ عمرو
کے لوٹنے کا خوف ہی اسی طرح یہان بھی منادی کر دی جب مال اور روپیہ جمع ہوا سب مال زنبیل
مین رکھا اور ایک دن بعد اس انتظامات کے وہان رہکر وزراے سلطنت سے کہا ہوشیار رہنا
مخمور نے سحر سے تخت تیار کیا دونون سوار ہوئے اور قلعہ سے نکلکر آگے بڑھے یہان تمام رعایا
اور روساے شہر جانتے ہین کہ ملکہ عمرو کو گرفتار کرنے گئی ہین اسوجہ سے سب مطمئن ہین اور یہ دونون
جو یہان سے روانہ ہوئے بعد قطع منازل و مراحل قریب ایک کوہ پر شکوہ کے پہونچے دیکھا
پہاڑ مثل کوہ البرز بلند ہی دامن کوہ مین سبزہ زار دلپسند ہی پہاڑ سے چشمے جاری ہین جھرنا جھڑتا
ہی گیاہ سبز فام مینا رنگ روئیدہ ہی جوش فصل بہار سے رشک قبہ خضراے فلک کو بہا رہے
گلہاے خودرو مثل چرخ انجم درخشان ہین خوشے غیرت سنبلہ سپہر ثریا آسمان صفحہ کہکشان
ہین طاؤس و کبک و تدرو و دراگ کوہ اور دامن کوہ مین جہان جہان خرامان ہین رفتار
قیامت خیز شاہدان روزگار پر خندان ہین کہ

نظم

زمین پر نیان و ہوا مشک بوے — گلاب است گوئی مگر آب جوے
غم آوردہ از شاخ شاخ سمن — صنم شد گل و گشت بلبل سمن
خرامان بگرد گلان بر تدرو — خروشیدن بلبل از شاخ سرو

اور ایک طرف کوہ دامن کوہ مین مجمع خلائق دیکھا کہ زن و مرد کا ہجوم بار ابوان کی دھوم ہے دکانین لگی ہین جنس ہاے گران مایہ ہر طرح کی رکھی ہین تاجران ذی مرتبہ موجود ہین تحفہ ہاے ہر دیار کے پاس نا معدود ہین جادوگرنیان ساریان باریک باندھے زیور مرصع پہنے ہاتھون مین تھالیان سونے چاندی کی لیے جوگنین روشن کیے پہاڑ پر چڑھتی ہین اور بہت سی پہاڑ کے نیچے اُترتی ہین ہر ایک حسن مین انتخاب بتان دہر سے جو ہے وہ خورشید چہرہ ہے آفتاب تابان اُن کو دیکھ کر دامن کوہ مین منھ چھپائے نقاب سحاب شرم سے اپنے منھ سے نہ اُٹھائے کہ بمقتضاے ابیات

پری چہرہ بینی ہمہ دشت و کوہ — بشادی بہم سو نشستہ گروہ
ہمہ رخ بہ از گل ہمہ چشم خواب — ہمہ لب پر از می بوے گلاب
ہمہ دشت بینی بیار استہ — چو بت خانۂ چین پر از خواستہ

عمر و مخمور تخت سے اتر کر سیر کرتے ہوے پہاڑ پر چڑھے دیکھا کہ یہان ایک گنبد سونے کا ہے کلس اسپر یاقوت کا چڑھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب نکلا ہوا ہے برج فلک کب اسکے ہمپایہ ہو سکتے ہین مشعل ماہ کو اسکے فروغ کے سامنے لوگ اندھا اندھا جلنا کہتے ہین گنبد آسمان روبرو اسکے نیلا سائبان معمار عقل اسکی گلابی دیکھکر چکر مین اور حیران ہین کہ بموجب نظم

وہ صنم خانہ آج اے ذیجاہ — اک خدائی کا تھا پرستش گاہ
لقب اس کا ہے مشرق خورشید — ساحران کا ہے کعبۂ امید

گرد اس گنبد کے تخت دکاندار و نکے لگے تھے ان پر دکاندار بیٹھے بتاشے اور کلاوہ اور ہار اور پھول اور دھوپ دیپ چندن وغیرہ چڑھانے کا سامان بیچتے تھے دروازہ پر گنبد کے بڑے بڑے گھنٹے ٹنگے تھے اور مہنت وضع ساحر پجاری بیٹھے تھے سکے تمام جسم مین چندن لگا تھا مالا گلے سے ناف تک لٹکا ہوا تھا دھوتیان تہمبری باندھے آسنی بچھی تھی اسپر پالتی مارے بیٹھے تھے جو کوئی جاتا تھا پہلے ان کے قدم لیتا تھا پوجے کا سامان پیش کرتا تھا وہ کنڈی کھول کر پوجا کراتے تھے اور بہت ساحر سامنے اس گنبد کے درختون کے نیچے اسی پر آنکھین بند کیے جمشید کے دھیان مین گیان لگائے بیٹھے مالا جپتے ہین کچھ لوگ ایک پاؤن سے کھڑے ہاتھ باندھے نگاہ گنبد سے بحسرت لڑائے دانت نکالے دعا مانگ رہے ہین اور ہر طرف خلائق کا اژدہام ہے ڈمرو بجتا ہے بھجن ہو رہے ہین برہمن ڈھول بجاتے پھرتے ہین خوانچے والے آواز لگاتے پھرتے ہین غول کے غول عورتون کے گاتے

ہوے آتے ہین بعض ان مین بیکریا کرتے ہوے جاتے ہین نو بتخانہ رکھے ہین نوبت بجتی ہو دھوسے پٹتے ہین
شور وغل ایسا ہے کہ کان پڑے آواز نہین سنائی نہین دیتی ہو عمرو نے مخمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہو
جہان یہ کچھ دھوم دھام اور اہتمام ہو مخمور نے جواب دیا کہ یہ گنبد سامری ہو اور مالک اس گنبد کا
ہوائی جادو نام ایک ساحر ہو بڑا اظلم واکفر ہو عمرو نے کہا چلو اندر اس مٹھ کے چلین اور وہان سے
بن پڑے تو دست برد کرین اس نے کہا آپ کی مرضی از بسکہ عمرو شکل ملکہ گیسو تھا سامنے گنبد کے گیا
وہان کے اتیت پہچان کر اُٹھے اور دعا دینے لگے عمرو نے کہا کنڈی کھولو کہ پوجا کرین انھون دروازہ
کھولا اندر قدم رکھا جیسے ہی اندر گیا ایک آندھی گنبد سے پیدا ہوئی اور ایسی ہوا گرم چلی کہ عمرو بیہوش ہو گیا
اور باہر گنبد کے کسی نے ڈھکیل دیا اور صدا آئی کہ آجتک یہان کسی مسلمان کا قدم نہ آیا تھا آج یہ مندر
بھی نجس ہو گیا خبردار لینا جانے نہ پائے یہ صدا سنکر ساحر پکڑنے دوڑے مخمور نے دیکھا کہ عمرو مارڈالا جائیگا
بس پنجہ بنکر جو گری اُٹھا کر اُڑی لینا لینا کا غل ہوا اگر یہ سناٹا بھر کئی کوس نکلگئی اور صحرا مین پہونچکر
ایک غار تنگ اور جائے پوشیدہ دیکھکر چھپ رہی ہوائی جادو مالک گنبد اور چند ساحر ہر سمت
ڈھونڈتے پھرے جب کہین پتہ نہ لا ہوائے جادو نے سحر کا حصار گرد صحرا کر دیا کہ نکل نہ جائین اور آپ
سمت شاہ طلسم چلا پہلے قلعۂ ملکہ گیسو مین پہونچا اور روز بیرون سے بیان کیا کہ ملکہ تمھاری پکڑ گئین اُنکی
صورت بنا ہوا عمرو گنبد مین گیا تھا یہ خبر سنتے ہی اہل شہر اپنا اپنا مال و زر غارت ہوا یہ سمجھکر سر پیٹنے
لگے اور یہان سے بھی عرضی سب نے لکھکر خدمت شاہ جادودان مین بھیجی ہوائے جادو وہان سے جو
چلا تو بیابان آتش و ببر کوہ بھی برباد دیکھا پھر قلعہ اور دریائے مروارید کو تباہ اور خشک پاکر
رویا الغرض کوہ سیاہ سے گذر کر مکانات طلسمی اور قلعۂ نورانیہ کو طے کر کے پہلے لشکر حیرت مین
پہونچا ملکہ کو سلام کر کے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا مجھے انگوٹھی دیجیے کہ دریائے خونزوان پر کوئی
نہ روکے مین پاس شہنشاہ کے جاؤن حیرت نے انگوٹھی برائے نشان اسکو دی اور مقامات مذکورہ
کے تباہ و برباد ہونے پر تاسف کیا اور ہوائے جادو وہان سے انگوٹھی لیکر دریائے خونزوان پر آیا
انگوٹھی ہاتھ پر رکھکر پکارا کہ شہنشاہ مجھے اپنی خدمت مین بلوایئے بس پکارتے ہی پنجہ اسکو اُٹھا لیگیا
اسوقت شاہ جادودان کے روبرو لاشین بلائے جادو و ببر جادو وغیرہ کی آئی تھین اور پیران کے
حال انکی مرگ کا کہہ رہے تھے کہ یہ پہونچا اور شہنشاہ کو مجرا کیا شاہ اس سے مستفسر حال ہوا کہ کہو کیا
ماجرا گذرا اسنے عرض کیا کہ میری حد مین عمرو و مخمور پہونچے گنبد سامری مین جاتے وقت خداوند
سامری نے فرمایا کہ لینا انکو مین پیچھے دوڑا اگر وہ بھاگ کر کہین چھپ رہے مین صحرا کو محصور بحصار سحر کر آیا
ہون کہ نکلکر چلے نہ جائین اطلاع کرنے حاضر ہوا تھا آپ کتاب سامری دیکھکر بتلا دیجیے کہ وہان کہان
ہین شاہ طلسم نے سب حال سنکر لاشون کو ساحران کی جلانے کا حکم دیا اور کتاب سامری منگا کر دیکھی

اسوقت عرضی قلعہ گیسو کی بھی آئی شہنشاہ کو پڑھکر سخت پریشانی ہوئی پھر کتاب سے حال دریافت ہوا کہ ملکہ گیسو بھی اسیر ہوگئی ہے اور عمرو و محمور ایک غار مین پوشیدہ ہین اور عمرو بیہوش ہے محمور اسکو ہوشیار کرنا چاہتی ہے یہ کیفیت دریافت کر کے کتاب بندکی اور سحر پڑھکر دستک دی ایک ساحر زمین سے پیدا ہوکر سامنے آیا اُسکو حکم دیا کہ اے قاہر قہر چشم جادو تم ہمراہ جادو کے ہمراہ جاؤ اور یہ انگوٹھی لیتے جاؤ جدھر اس انگوٹھی کا رخ پھرا ہوگا اسی طرف عمرو و محمور ہون گے ان کو گرفتار کر کے لاؤ یہ کہکر پنجون کو حکم دیا کہ ان کو دریا پار پہونچاؤ اور خلعت دے کر رخصت کیا پنجے دونون کو دریاے خون رواں کے پار پہونچا آئے یہ وہان سے پھر لشکر حیرت مین آئے اور ملکہ سے تمام کیفیت بیان کی یہان بصورت مبدل عیاران لشکر مہرخ موجود تھے انھون نے بھی سب ماجرا سنا اور جاکر مہرخ سے بیان کیا کہ اب عنایت خداے خواجہ اتنے مرحلے طے کر کے برکوہ سے گذر کے گنبد سامری پر پہونچے لیکن اس جگہ بیہوش ہوگئے ہین اب دو ساحر ان کی گرفتاری کو جاتے ہین یہ خبر سنکر سب مصروف دعا ہوے کہ خدایا خواجہ کو شر سے ان ساحرون کے محفوظ رکھنا سب دعا کرنے لگے برق فرنگی اُٹھکر چلا کہ مین دونون کو راستہ مین مار ڈالون اور استاد کو بچاؤن غرضکہ لشکر سے نکلکر صورت ساحر کی ایسی بناکر پہلے دریاے خون رواں کی طرف گیا پھر ادھر سے دوڑتا ہوا ان ساحرون کی طرف چلا وہ ساحر حیرت سے رخصت ہوکر صحرا تک پہونچے تھے کہ یہ دوڑتا ہوا پہونچا اور پکارا ذرا ٹھہرنا وہ دونون رک گئے اس نے قریب آکر کہا کہ شاہ طلسم تم سے بہت خفا ہین فرمایا کہ تم لشکر حیرت مین کس کے حکم سے گئے تھے اور جانے مین عرصہ کیون لگایا اگر اسی طرح ٹھہرتے ہوے جاؤ گے تو حریف کا گرفتار ہونا مشکل ہے یہ گفتگوے عتابانہ سنکر وہ ساحر گھبراے اور عذر پذیر ہوے کہ بیشک ہم سے خطا ہوئی اب ہم کہین نہ ٹھہرینگے اور بہت جلد جائینگے برق نے کہا اچھا ایک چیز اور بھی شہنشاہ نے دی ہے الگ چلکے لے لو وہ اُس کے ہمراہ درہ کوہ مین آئے اس نے ایک پھل نکال کر دیا کہا لو شہنشاہ نے فرمایا ہے کہ اس کے کھاتے ہی دم بھر مین پہونچ جاؤ گے انھون نے وہ پھل لے کر کھایا اسی وقت بیہوش ہوگئے برق نے دونون کے سر کاٹ ڈالے غل وشور برپا ہوا تاریکی پیدا ہوگئی صدا آئی کہ مارا گیا ہاے قہر چشم و ہواے جادو کو انکے مرنے ہی مثل برق کے بیتے چمک کر گرے برق بھاگنے نہ پایا تھا کہ پنجے لاشے کا دونون کے اور برق کو اُٹھا لیگئے پنجے تو شاہ جادوان کے پاس ان کو لے گئے اور وہان عمرو کو ہوش آگیا محمور نے پہلے غار سے نکلکر دیکھا تھا کہ چار طرف اندھیرا تھا راستہ بند تھا اب عمرو کو جو ہوش آیا غار سے نکلکر دیکھا راستہ صاف پایا تخت سحر پر بیٹھکر شاد و خرم سمت منزل مقصد روانہ ہوے لیکن پنجے مع لاشہ ساحران برق کو باغ سیب مین سامنے شاہ طلسم کے لائے برق کی توجہ سے آنکھیں بند نہین ہوئی تھین پہونچکر جو آنکھ کھلی ایسا باغ پر بہار اور طلسمی دیکھا کہ کبھی اپنی عمر مین نہ دیکھا تھا گلہاے رنگا رنگ کی بہار اور شجر پر از گل و اثمار

نیرنگی اس باغ طلسم کی دیکھکر فلک نیرنگی پرواز اپنی شعبدہ بازی بھولے گلزمین کی کیفیت ایسی بہار نرگسی چشمان دہر کو دکھاتا ہے کہ فرط خوشی سے ہاتھ پاؤن ہر ایک کا بھولے تعریف اس باغ کی جلد اول مین کئی مقام پر تحریر ہی اس وجہ سے اس جگہ اعادہ نہین کیا گیا مگر طول سمجھکر بہتر سمجھا الغرض اسی باغ کی بارہ دری مین تخت طلسمی بچھا بصد کروفر شاہ جادوان جلوہ گر تھا دربار مین ساحران نامی کہ ایک ایک ان مین سامری عصر تھا دنگل بہ دنگل اور کرسی بہ کرسی بیٹھے تھے برق نے اٹھکر بادب تمام شاہ کو سلام کیا اور دوڑکر قدم پر گرا بادشاہ نے دونون ساحرون کی لاشین اٹھوادین اور اس کو عتابانہ خطاب کیا کہ اے ناعیار بڑا غضب کیا تونے کہ پرستار اور سیوک کو گنبد خداوند سامری کے مارا اب بہت عذاب سے تجکو مارونگا برق نے نہایت عجز سے گڑگڑاکر اول زبان اپنی صفت و ثنا مین بادشاہ طلسم کے کھولی کہ اے بادشاہ شاہان ساحران جہان تیرا مرتبہ فروغ افزائے آفتاب سمائے طلسمات ہی حلقہ بگوش کرنیوالی شاہان دہر کی تیری بات ہی کہ

نظم

شمع سے حفظ شہ جو ہو مانوس — دامن باد تند ہو فانوس
نہ فلک ایک گوشۂ ایوان — ہفت نجم ایک خوشۂ بستان
جامۂ شعلہ ہو جو آب روان — ایک میلا نہ اس کا ہو دامان
حفظ گستر اگر ہو عدل و امان — برج مہتاب مین ہو فرش کتان
شحنۂ عدل گر نگہبان ہو — کب رعیت کو خوف نقصان ہو
حلم تو یہ کبھی جو غیظ آجائے — جسم ضرغام چرخ تھرا جائے
رعب سے تیرے ایسا ڈر جائے — کہ تپ و لرزہ مہر آ کر جائے

مین بھی تیری عنایت سے آج مالا مال ہو جاؤنگا سب رنج و ملال بھول جاؤن گا میری خطا کچھ نہین ہی مجھے عمر نے دھوکا دیا ہی وعدہ کیا ہی کہ تو طلسم مین چلکر ساحرون سے مقابلہ کر مین تجکو ہزارہا روپیہ دونگا اے بادشاہ مجکو یہان لاکر تین روپیہ تنخواہ دیتا ہی اور سخت کام لیتا ہی اسی لیے مین ساحرون کو قتل کرتا تھا کہ کبھی تو گرفتار ہوکر شاہ طلسم کے پاس پہونچون گا پھر وہان عرض حال کرونگا بادشاہ کو اس حال مین اختیار ہی چاہے تجکو سرفراز کرے اور چاہے ہلاک کرڈالے فی الجملہ آج بخت رسا نے رسائی کی کہ قدمبوسی شاہ شاہان حاصل ہوئی اب سرکار کو اختیار ہی کہ جو چاہے وہ میری نسبت کیجیے مین جانبازی کو حاضر ہون ان باتون سے بادشاہ کا غصہ کم ہوا اور برسر رحم ہوکر کہا کہ تو میری ملازمت کریگا اور دغا تو تجھ سے نہ ہوگی اس نے عرض کی مین جان سے تنگ ہون چار لڑکیان میری بیاہنے کو ہین عمر سے ایک کوڑی نہین ملتی بلکہ جو کچھ کماتا ہون وہ بھی چھین لیتا ہی اور مار ڈالنے پر دھمکاتا ہی واسطہ سامری کا کہ مجکو یا تو اس موذی کے پھندے سے

چھڑا لئے یا قتل کرڈالے افراسیاب اسکے عجز و الحاح کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور سمجھا کہ بیشک یہ
عمرو سے بیزار ہی اور واقعی عمرو لالچی اور بخیل بہت ہے اسکو کچھ نہ دیتا ہوگا یہ سمجھکر حکم دیا کہ اچھا ہم نے
تیری خطا کو معاف کیا اور اپنا ملازم فرمایا آج سے عیاری اس ناعیار سے کرنا اور گرفتار کرکے
حضور مین لا برق نے عرض کی کہ آپ ملاحظہ کر لیجیے کہ کیا کچھ مین نے عیاری کی اگر عمرو کا سر نہ کاٹ
لاؤن تو اپنا نام نہ رکھون لیکن اے بادشاہ مجکو دو ہزار روپیہ ضرور دیجیے گا کہ مین لڑکیون کو بیاہ
دون شاہ اسکے اس کلام پر ہنسا اور کہا اے برق تو نے کبھی دو ہزار روپے بھی نہ پائے
جو اس طرح عاجزی سے مانگتا ہی برق نے کہا حضور مین اپنی تنگدستی کیا بیان کرون بمقتضائے
ع مرگ صاحب خانہ ہر فاقہ جو مہمان رہگیا۔ بادشاہ نے کہا اسقدر تجکو سرکار سے عنایت ہوگا
کہ تو سلطنت کرے گا برق نے دانت نکال دیے اور خندۂ دندان نما کرکے پوچھنا استعجاباً شروع
کیا کہ ہان حضور مین مالدار ہو جاؤنگا کہ ایک نوکر کام کرنے کو رکھون گا اے بادشاہ ایسا ممکن
ہوگا کہ آٹھوین دسوین روز پلاؤ پکوا کر کھاؤن ہائے میرے نصیب ایسے کہان جو ایک رات
فکر معاش سے خالی دل ہوکر بستر نرم پر سوؤن کیون جناب ایسا ہوگا کہ ایک خوبصورت کنیز خرید
کرکے اس سے گرم صحبت ہون یہ کہا اور پھر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور آنکھون مین آنسو
بھر لایا بادشاہ نے اسکی دلجوئی کی اور بہت کچھ دینے کا وعدہ فرمایا اور خلعت قیمتی کئی ہزار روپیہ
کا منگا کر عنایت کیا اس عرصہ مین دن بھی کم رہگیا بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب ساحر اٹھ کر
اپنے اپنے گھر گئے اور شاہ طلسم برق کا ہاتھ پکڑ کر چمنستان مین گلگشت کرنے لگا اور نیرنگیان
باغ سحر کی دکھاتا جاتا تھا اور برق دیکھتا تھا کہ کوئی پھول ہنستا تھا اور اس مین سے پریون کے
چہرے پیدا ہوکر قہقہے لگاتے ہین اور کسی گل سے کلیان نکلتی ہین اور جب مسکراتی ہین تو بجلیان
چمک کر فلک پر جاتی ہین کہین اژدہا منہ کھولے بیٹھا ہی اور اس کے دہن سے شعلہ نکلا چاہتا ہی
پھر سرو آتشبار بن کر سرخ پھول پیدا کرتا ہی غرضکہ یہ عجائبات کہان تک بیان ہون ایسا ہی کچھ
بہت تماشا دیکھا پھر شاہ جاودان لب نہر آکر بیٹھا اور سحر پڑھا ایک پتلا نہر سے نکلا اسکو حکم دیا کہ
جاکر صرصر عیارہ کو اٹھا لا پتلا گیا صرصر اپنے خیمے مین لشکر حیرت کی جا پر بیٹھی تھی کہ پتلا آکر اٹھا لے گیا
اور باغ مین لایا جب اسکی آنکھ کھلی بادشاہ کو سلام کیا مگر برق کو دیکھکر حیران ہوئی کہ یہ اس جگہ کیونکر
آیا اگر قید ہوکر آتا اس اعزاز سے نہ ہوتا یہ تو خلعت پہنے بادشاہ کے قریب بیٹھا ہی بس یہ سوچکر
بادشاہ سے عرض رسا ہوئی کہ حضور نے کیا سحر سے برق اپنے یہان بنایا شاہ طلسم ہنسا اور بولا کہ
بنایا نہین اصلی ہی اس نے میری اطاعت کی ہی صرصر نے کہا یہ مواد دغا کرے گا آپ اس کے قریب
مین نہ آئیے گا افراسیاب نے کہا تو دیوانی ہے یہ ابکی بدل میرا مطیع ہوا صرصر یہ سنکر الگ

برق کو لے گئی اور پوچھا کیون برق یہ سچ ہی کہ تو عمرو کو چھوڑ کر شاہ طلسم سے ملگیا برق نے کہا استانی آج ہی تو فقرہ بن پڑا ہی بغیر قتل کیے اس حرامزادے افراسیاب کے باز نہ آؤن گا مار کر اس کو اپنے لشکر مین جاؤنگا صرصر یہ باتین سنکر سر پیٹنے لگی اور پکاری کہ اے بادشاہ یہ نگوڑا ایسا کچھ کہتا ہی برق نے عرض کیا اے شہنشاہ یہ میری ہم پیشہ وہم فن ہی یہی چاہتی ہی کہ کوئی اس سرکار مین ملازم نہ ہو کس لیے کہ میرا فروغ مٹ جائیگا بس یہ باتین اسکی براہ عداوت ہین بادشاہ نے کہا مین خوب جانتا ہون کہ یہ تیری دشمن ہی اور صرصر سے کہا کہ بھلا تجھ سے یہ میرے برائی کرنیکا اقرار کیون کرتا ہی کس لیے کہ کوئی ایسا نادان بھی نہ کرے گا جسکے ساتھ برائی کرتا ہو اس کے ملازم اور ہوا خواہ سے اپنا راز ظاہر کردے لہذا تو جھوٹی ہی اور رشک کرتی ہی صرصر سمجھی کہ بادشاہ بخوبی اس کے فریب مین آچکا ہی جو بات تو کہے گی یہ نہ مانے گا اور تیرے سامنے برق اسکو ضرر پہونچائے گا فی الجملہ یہان نہ ٹھہر اور چل کر ملکہ حیرت سے کہکر شاہ کی جان بچا یہ سوچکر عرض پیرا ہوئی کہ اے بادشاہ یہ جرم مرتگی ضرور کریگا اور مین دخل دون گی آپ کو برا معلوم ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ مجھ کو دریا پار بھجوا دیجیے گا شاہ نے پیچہ سحر کو حکم دیا کہ اسکو لے جا چنانچہ دریا پار پہونچا آیا یہ سیدھی خیمۂ حیرت کی طرف چلی اور یہان افراسیاب نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ پیلے کشتی شراب کی سامنے لائے برق کو بادشاہ نے حکم دیا کہ تو ہمارا مقرب درگاہ ہی شراب پلا تپلا تو غائب ہوگیا اور برق جام بھر بھر کر شاہ کو دینے لگا مگر سادی شراب دیتا تھا اور سیر باغ کرتا جاتا تھا اس وقت اس نے کہا اے بادشاہ اس باغ کے پھل دیکھنے کے ہین کھانے کے نہین ہین شاہ نے کہا تم کھاؤگے اس نے کہا ہان مگر حضور جی چاہتا ہی کہ اپنے ہاتھ سے توڑ دون اور آپ کو بھی کھلاؤن خود بھی کھاؤن بادشاہ نے فرمایا جا سامنے درخت سیب لگا ہی توڑ لا یہ گیا ہر چند کہ اس سیب سے شعلے نکلتے تھے اور جانور خوشرنگ بنکر اڑتے تھے لیکن اس نے کہا کہ حکم شاہ جادوان سے مین پھل توڑون گا یہ کہکر کئی پھل توڑ لیے وہ شکل اصل سیب کے تھے مگر اس نے اتنی چالاکی کی کہ اپنے پاس سیب جو عیاری کے لیے آغشتہ بدارو بیہوشی ہین وہ ہاتھ مین لے کر سامنے شاہ جادوان کے آیا اور اس باغ کے سیب اپنے پاس رکھ لیے فی الجملہ مصنوعی سیب تراش کر بادشاہ کو کھلایا اب شراب پلاتا ہی اور عوض گزک کے سیب کھلاتا ہی بعد کچھ دیر کے شاہ طلسم کو خوب نشہ ہوا اور بیہوشی نے تاثیر کی بولا کہ اے برق ہم ناچتے ہین تم گاؤ اس نے کہا حضور پہلے آپ لگا لگائیے جو گت ناچیے گا وہی گت بجاؤن گا بادشاہ یہ سنکر ناچنے لگا ہوا کا طمانچہ منھ پر لگا بیہوش ہوگیا برق نے خنجر کھینچکر مارا مگر بادشاہ طلسم ہر پیچے پیدا ہوے اور خنجر مین لپٹ گئے اس نے خنجر پھینکدیا کلہ فلاخن مین پتھر مارا وہ پیچون نے پکڑ لیا اب یہ حیران ہوا اور جلد جلد گرد شاہ طلسم اس نے نالی سی کھودی اور نقب ایسی بنائی کسوت عیاری سے

بارود لے کر بچھائی اور اپنی پگڑی لے کر بتّی بھر بارود مین بھر کر فتیلہ سا بنا کر سینۂ شاہ طلسم پر ایک سرا اسکا پھینک کر پہونچایا اور دوسرے سرے مین چاہا کہ آگ لگا کر اڑا دے لیکن صرصر جو خیمۂ حیرت مین جا کر پہونچی رو کر گویا ہوئی کہ اے ملکہ جلد چلیے یہ کچھ سانحہ ہے بادشاہ ہلاک ہوا چاہتے ہین حیرت طاؤس پر بیٹھکر بزور سحر بہت جلد چلی اور اسوقت آکر پہونچی کہ برق فتیلہ مین آگ لگایا چاہتا ہے اس نے فوراً ایسا سحر پڑھا کہ برق بے حس و بے حرکت ہو گیا اسنے آکر شاہ طلسم کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور سب حال کہا اور بادشاہ نے نقب وغیرہ بھی دیکھی یقین ہوا کہ بیشک یہ دشمن سخت ہے صرصر سچ کہتی تھی بس حکم دیا کہ اے ملکہ تم اسکو لشکر مین لے جاؤ مین کل آکر اسکے ہواخواہون کے سامنے دار پر کھینچونگا حیرت تخت سحر پر بیہوش کرکے برق کو ڈال کر اپنے لشکر مین آئی اور اسکو قید شدید مین مبتلا کردیا اور افراسیاب باغ سیب سے اٹھکر سمت دربند فیروزہ کوہ آیا جب قریب دربند پہونچا حاکم وہان کا فیروز قہر نگار جادو بہر استقبال آیا شاہ کو قلعہ مین لے جا کر تخت پر بٹھایا یہان کے ساحران نامی حاضر تھے سب نے نذر دی دربار مین بیٹھے شاہ جادوان نے ایک ساحر ظالم جادو نام کو وہان کے حکم دیا کہ تم لشکر حیرت مین برق عیار وہان قید ہے اسکو اپنی حفاظت مین رکھو کل مین آکر اسکو قتل کرونگا اسلیے وہان بھیجتا ہون کہ عیار وہان بہت ستاتے ہین ملکہ سے حفاظت نہ ہو سکے گی یہ موتی میرے مالے کا تم لو اور اپنے منھ مین رکھکر پھر مجھے دیدو جب تم وہان مارے جاؤگے یہ موتی چیخ جاوے گا مجکو خبر معلوم ہوگی کہ تم بھی کام آئے ظالم نے موتی لے کر اپنے منھ مین رکھکر بادشاہ کو پھر دے دیا اس نے اپنے پاس رکھا اور ظالم تخت سحر پر سوار ہو کر معہ چند ملازمین کے بحشم و خدم روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ لشکر حیرت مین پہونچا اس نے خبر اس کے آنے کی سنکر پیشوائی کو چند سردار بھیجکر سامنے بلوایا اس نے آکر ملکہ کو سلام کیا نذر دی اور عرض کیا کہ شہنشاہ نے مجھ کو بہر حفاظت برق عیار بھیجا ہے حیرت نے اسکے لیے خیمہ استادہ کرایا اور برق کو طلب کرکے اپنا سحر اس پر سے دفع کرکے حوالے کیا ظالم لیے ہوئے اپنے خیمہ مین آیا آپ مسند پر بیٹھکر میخواری کرنے لگا اور برق کو ستون خیمہ سے باندھ دیا مگر طائران سحر اور رجواسیس لشکر مہرخ یہان موجود تھے خبر لے کر بارگاہ مین سامنے مہرخ کے آئے اور بعد ادب زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکر عرض پیرا ہوئے نظم

گر ترا شہرۂ عدالت ہو — شعلۂ و خس سے گرم صحبت ہو
آشیان سمجھے کبک پنجۂ باز — گرگ ہو گوسفند سے دمساز
آتش قہر جب تری بھڑکے — دل کافور سے اٹھین شعلے

مہتر مہتران و بہتر بہتران شاگرد رشید شہنشاہ عیاران نہنگ بحر عیاری مہتر برق فرنگی قید ہو کر آئے اور انکی حفاظت کو ظالم جادو نام ایک ساحر نافرجام آیا ہے تنہا خیمہ مین لے کر بیٹھا ہے یہ کہہ کر جاسوس چلے گئے اور مہرخ نے چاہا کہ نفیر سحر کو دم دے اور لشکر تیار کرکے فوج مخالف پر جا پڑے برق کو

چھڑا لائے لیکن جب سے عمرو گیا یہان سے قران حاضر دربار بہت رہتا ہی اس نے مہرخ کو جانے سے منع کیا اور کہا جب ہم پکڑے جائین اس وقت تم جاکر لڑنا اور ابھی تو ہم جاتے ہین انشاء اللہ برق کو لاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوا اس اثنا مین وہ دن بھی تمام ہوا اور شبگیر دلیل مشعل ماہ روشن کر کے حفاظت لشکر نجم کے لیے خیمہ دہر مین قیام پذیر ہوا کہ **ابیات**

چو خورشید تابان ز گنبد گذشت — بخون غرقہ شد کوہ و دریا و دشت
چو آمد شب و روز شد در نہان — سیاہی گرفتش سراسر جہان

قران ساحر کی صورت بنکر لشکر حریف مین پھرنے لگا دیکھا کہ خیمہ ظالم کے دروازے پر بڑا انتظام اور اہتمام ہی خدمتگار تک نہین اندر جانے پاتا ہی پہرا چوکی کی جگہ ہی قران نے ہر چند تدبیر کی ممکن نہوا کہ اندر جائے ناچار پھر کر چلا مگر سوچا کہ اگر صبح ہو گئی اور افراسیاب آگیا تو برق قتل ہو جائے گا یہ سوچکر خیمہ کی جگہ سے دور نکل گیا اور تنہائی مین بیٹھکر اپنی صورت ایک ساحر مہیب شکل کی ایسی بنائی یعنے آنکھین چہرے مین مثل دیدۂ گاو تھین اور شعلہ کی طرح چمکتی تھین لب دونون مثل بھلے شتر تھے دانت بڑے بڑے منھ سے باہر تھے سر بہت بڑا بصورت مینار تھا کان ہر ایک مثل گوش فیل کہسار تھا دونون نتھنے ناک کے دو غار نظر آتے تھے پیر درختون کے ڈالے بڑے بڑے تھے قد عوج بن عنق کو پست کیے بلعم باعور کو زیر دست کرے کہ بموجب

بہ تن زندہ پیل و بجان جبرئیل — بکف ابر بہمن بدل رود نیل
سپیدش مژہ دیدگان قیر گون — چو بسد لب و رخ بمانند خون

دونون کنپٹیون پر بطور حرز جڑا ہوا ابر بخط طلسم لکھا ہوا کہ مین خدمتگار خداوند سامری ہون اور ماتھے پر ایک تختی زبرجد کی لگی ہوئی اس پر یہ کندہ کہ مین بہتر از فرشتگان خداوند بےنظیر بفن جادوگری ہون ہاتھ مین ایک منقل سلگتی ہوئی اسپر عود بیہوشی جلتا ہوا دوسرے ہاتھ مین ایک خط مہری شاہ کا لیکر خنجر سے نقب کھودنا شروع کی اور کچھ عرصے مین اندر خیمے کے طبقہ زمین توڑ کر سر نکالا اور ظالم مسند پر بیٹھا پہرا دے رہا تھا اسکو بصورت مہیبناک دیکھ کر ڈرا اور اٹھ کھڑا ہوا قران نقب سے باہر نکلا اس نے سلام کیا قران نے قریب آکر نامہ بادشاہ دیا اس نے واکر کے پڑھا لکھا تھا کہ ہم خداوند سامری کے گنبد پر گئے تھے خداوند تمھارا حال سنکر اور تمھارے مستعد رہنے پر بہت خوش ہوے اور اپنے خدمتگار کو ہمارے نامہ سمیت تمھارے پاس بھیجا ہی یہ تمھاری بھی حفاظت کریگا اور قیدی کو بھی نگاہ رکھے گا اپنے پاس اسکو بٹھانا تم اور بے فکر پہرا دینا الحاصل یہ مضمون پڑھکر اس نے قران کو باعزاز تمام مسند پر بٹھایا قران نے کہا تم عرصے سے جاگتے ہو اب آرام کرو مین بیٹھا ہون اور قیدی پر سے اپنا سحر دفع کر دو مین اپنے جادو مین اسکو مبتلا کر لون اس نے کہا نہین

مین بھی آپ کے ساتھ جاگو نگا اور آپ کی خدمت کرونگا قران نے کہا اگر تم میرا کہنا نہ مانو تو پھر مین چلا جاؤن اچھا اگر تم آرام کرو تو اتنا کرو کہ قیدی میرے سحر مین قید کراد و کیونکہ مین اسی واسطے آیا ہون اگر ایسا نہ کروگے تو مین جاکر کہونگا کہ میری حفاظت منظور نہین کرتے یہ تقریر سنکر ظالم سوچا کہ سحر اتارتے مین کیا حرج ہے خیر اسکے سپرد کرنا چاہیے کیونکہ یہ خدمتگار سامری ہے اپنا رسوخ چاہتا ہے کہ مین بھی محافظون مین شمار کیا جاؤن بس یہ تجویز کرکے اس نے برق پر سے سحر دفعہ کردیا اب صرف وہ بندھا ہے مگر جادو سے بجیس و حرکت نہین ہے بس جب قران سحر اتروا چکا تو باتین کرنے لگا اور منقل اپنی میچ مین رکھولی اسپر وہ بیہوشی ڈلتا جاتا تھا اور دھوان اسکا اور خوشبو ناک مین ظالم کے جاتی تھی ایسا کچھ دیر مین تاثیر اسکی ہوئی اور ظالم بیہوش ہوگیا قران نے اٹھکر برق کو کھولا اس نے چاہا کہ مین ظالم کو مار ڈالون قران مانع ہوا اور کہا تم اس نقب کی راہ سے لشکر مین جاؤ اور بطور مخفی ملکہ مہرخ سے ملو کس لیے کہ مین صبح کو تمہاری ایسی صورت بناکر ظالم کو افراسیاب کے ہاتھ سے قتل کراؤنگا بس جب تم کو قتل ہوکے سنے گی تو مہرخ لڑنے آئے گی اسکو آنے دینا یہان سے جاکر حال کہکر تم بھی چھپ جانا کہ شاہ طلسم جانے برق قید ہے یہ کہکر پیرہن برق کا لیکر اس کو رخصت کردیا برق وہان سے نکلکر لشکر مین آیا اور رات کا وقت تھا مہرخ داخل شبستان تھی یہ وہین آیا اور اس کو بیدار کرکے سب حال بیان کیا مہرخ بہت خوش ہوئی اور برق اسی جگہ پوشیدہ رہا ادھر قران نے ظالم کو بصورت برق بنایا اور ستون سے باندھکر پھر آپ ظالم کی ایسی شکل بنکر مسند پر بیٹھا وہ بقیہ شب بسر کی جس وقت کہ خانہ نیرنگ طراز قدرت نے سیاہی شب کو نور سحر سے بدلا اور صورت ساحر شب کو رنگ سفیدۂ روزگار لگا کر بصورت برق بنایا کہ نظم

چو برگشت شب گرد کردہ عنان	سپیدہ بر آورد رخشان سنان
دگر روز چون گشت روشن جہان	درفش شب تیرہ شد در نہان

صبح ہوتے ہی حیرت تخت پر آکر بیٹھی اور ایک ساحر برائے دریافت خبر خیریت ظالم کے پاس اسنے بھیجا ظالم نے کہلا بھیجا کہ مین عافیت سے ہون اور قیدی بھی موجود ہے آپ میدان تیار کرائیے اور شہنشاہ بھی آئے ہونگے اس عیار کے قتل مین عجلت فرمائیے ساحر یہ پیام لیکر گیا حیرت نے یہ سنکر بیرون بارگاہ کے اتھواد لیے دارا استادگراں کشش تسمہ کش جلادان بوجی باز دسیہ قلب آکر حاضر ہوئے لشکر مین ڈھنڈھورا پٹا کہ جو شہنشاہ سے مخالفت کرے گا اسی سختی سے ہلاک ہوگا اور تمام لشکر مین غلغلہ برپا ہوا لشکری دوکاندار سب بہر تماشا گرد میدان سیاست جمع ہونے لگے اور یہ خبر لشکر مہرخ مین پہنچی کہ برق گردن سے مارا جاتا ہے مہرخ تو اس راز سے آگاہ ہو چکی تھی ضرور لیکن اس لیے کہ افراسیاب کو گمان واثق ہو کہ بیشک برق ہی قتل ہوتا ہے جب تو اسکے سب

طرفدار لڑائی پر آمادہ میں پس اس نے بھی نفیر سحر بجائی سب لشکر تیار ہوا اس نے باہر نکلکر سب کو یہ حکم دیا کہ میں خبر لینے جاتی ہوں جب تک کہ پھر کر نہ آؤں تم لشکر حریف پر خبردار حملہ نہ کرنا نہیں پر اپنی جگہ پر کھڑے رہنا فوج حسب الحکم ٹھہری اور یہ ملکہ بہار سے سارا راز کہہ کر کہ لشکر صرف دکھانے کو آراستہ کرایا ہے تم سب کو روکے ہوئے کھڑی رہنا قران کی مدد کو جاتی ہوں یہ کہکر اڑ کر بزور سحر چلی گئی اور برو سے ہوا قریب لشکر حریف جا کر ٹھہری میدان سیاست تیار دیکھا مجمع ساحران غدار دیکھا کوئی ان میں براہ دانش عبرت کرتا تھا کوئی بوجہ عداوت عشرت کرتا تھا بعض کا قول تھا کہ میاں دنیا کا یہی دستور ہے شب عشرت میں اگر شمع منور ہے تو صبح کو گل ہے نظم

ہے یہ دنیا سخت جائے نابکار	ایک حالت پر نہیں اسکو قرار
شام کو کوکب اگر تابندہ ہے	صبح کے ہوتے ہی وہ شرمندہ ہے
شمع کے سر پر اگر ہے تاج زر	باد صرصر سے ہے لرزاں اے پسر
خلعت شاہانہ جو رکھتا ہے تن	چار دن کے بعد ہوتا ہے کفن
بر میں جسکے ہے عروسانہ لباس	ہے وہ اسکے دوش پر اسباب یاس

دیکھیے کل ہی عیار ساحران نامدار کو قتل کرتا تھا آج خود زیر تیغ ہے اس کے حال پر دریغ ہے غرض اسی ہنگامہ میں دیکھا کہ بارش گوہر ہونے لگی اور آمد افراسیاب ہوئی حیرت اور تمام سردار ساحران ذی تبار نے استقبال کیا تخت شاہ جادوان میدان خونی میں آکر ٹھہرا ساحروں کی فوج نے پرا جمایا شاہ نے ظالم کو مع قیدی طلب کیا قران لے کر سامنے آیا بادشاہ نے اسکی تعریف کی کہ خوب تم نے حفاظت فرمائی اب اس گنہگار کو ہوشیار کرو تاکہ اپنا حال خراب دیکھے قران نے کہا حضور یہ مکار ہے ہوشیار ہوگا کہیگا میں ہی ظالم ہوں شاہ طلسم نے کہا وہ سب کچھ کہیگا مگر میں نہ مانونگا کیونکہ اس کے مکر سے بخوبی آگاہ ہو چکا ہوں اس ظالم نے غضب ہی کیا تھا کہ مجھے قید حیات سے آزاد کیا ہوتا یہ نہیں ہو سکتا یقین کر صرصر عیارہ آئی اور اسنے قران کو دیکھا اور حیرت سے کہا اے ملکہ مجھکو یہ ظالم جادو نہیں معلوم دیتا یہ کوئی اور ہے حیرت نے شاہ سے کہا کہ صرصر اسطرح کہتی ہے شاہ جادوان نے جواب دیا کہ اے ملکہ یہ بیشک ظالم ہے کیونکہ اگر ظالم مار ڈالا جاتا تو ایک موتی میں سے پھر نشان بنایا ہے وہ چیخ جاتا یہ کہکر دو موتی مالے کے نکالکر ملکہ کو دکھایا اور سامنے رکھ لیا صرصر تو بہر ظالم پھر چلی گئی اور حیرت کا بھی شک جاتا رہا اس اثنا میں جلادوں نے پانی ظالم پر چھڑک کر ہوشیار کیا اور افراسیاب نے ایسا سحر کر دیا کہ اپنی جگہ پر سے ہل نہ سکے کیونکہ عیار ہے ایسا نہ ہو ہوشیار ہو کر بھاگ جائے غرضکہ جب مسحور ہوا وہ پکار اٹھا کہ اے شہنشاہ ظالم جادو ہوں قران نے کہا دیکھیے یہ اسکا مکر ہے افراسیاب ایسا جلا ہوا تھا کہ اسکے چیخنے پر اور زیادہ غصہ کیا اور جلاد کو حکم دیا کہ گردن

حکم کا ایک حکم مین دیتا ہون کہ مار ہاتھ تلوار کا کہ گردن اسکی اڑ جائے جلاد نے جلد کو گلے کا خط اس کی گردن پہ دیا اور اسکے پہ پٹی باندھی شاہ دیر کرنے سے اور زیادہ خفا ہوا جلاد شاہ کو ناراض دیکھکر آمادہ قتل ایسا ہوا کہ تین حکم بھی نہ پہونچے اور مقتول سے کھانے پینے کو بھی نہ دریافت کیا اور ایک ہاتھ ایسا مارا کہ سر کٹ کر دور گرا اور شور دار و گیر کا بلند ہوا تاریکی ہو گئی اور آواز آئی کہ مارا ظالم جادو کو آگ پتھر برسنے لگے اسی ہنگامہ مین قران نے ایک دھول افراسیاب کے لگائی اور تاج لے کر نعرہ کیا منم قران دہ موتی نشان کا چیخ گیا افراسیاب کو پہلے تو ایک حیرت ہو گئی کہ کیا ہو گیا مگر دھول کھا کر ایک چیخ ماری کہ لینا اسکو قریب تر جو ساحر کھڑے تھے وہ دوڑے اسوقت مہرخ پنجہ نگر گری اور اٹھا کر لے گئی وہ ساحر جو سحر کرنا چاہتے تھے ان پر اسنے بھی گولے سحر کے مارے دو ایک جادوگر ہلاک ہوے اور زیادہ ہنگامہ ہوا شور مچگیا افراسیاب ایسا خفیف ہوا کہ بیہوش ہو گیا اور جب ہوشیار ہوا غائب ہو کر ظلمات مین جا کر ٹھہرا یہان مہرخ لشکر مین قران کو لائی اور فوج لے کر چلی کہ جا کر لشکر حریف پر گرے مگر جب اندھیرا اور شور موقوف ہوا حیرت طبل امان بجا کر داخل بارگاہ ہوئی اس وقت قران نے مہرخ کو بھی پھرایا یہ اپنی بارگاہ مین آئی عیار ونکو خلعت دیا لشکر نے کمر کھولی سب عیش مین مشغول ہوے قہقہے اڑنے لگے دور جام بادۂ احمر شروع ہوا لیکن افراسیاب جو پردۂ ظلمات مین گیا وہان ایک قلعہ آباد ہے اور حاکم اس قلعہ کی ساحرہ ہے کہ نام اسکا ملکہ زہرہ جبین جادو ہے ساحرہ زبردست اور ذی حرمت ہے شاہ طلسم اسی قلعہ مین آیا اس نے خبر سنکر پیشوائی کی بادشاہ تخت پہ آکر ٹھہرا اور کہا اے زہرہ عیارون نے بکت ناک مین دم کیا ہے اب تم جاؤ اور سب نمک حرامون کو سزا دو اس نے عرض کیا بہت اچھا غرضکہ بادشاہ چلا گیا اور زہرہ نے نفیر بجائی فوج اسکی تیار ہونے لگی بارہ ہزار جادوگر اور جادوگرنیان سوار پریون پر سحر کی سوار ہو کر چلین قرنا پھنکی علم جلوہ دکھلانے لگے بارگاہ مین اور خیمہ سراپردہ وغیرہ اندرون پرنیکے لدگئے ایک تخت طلائی پر زہرہ لبصد کر و فر سوار ہوئی گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے فوج مثل دریا کے موج مار کر چلی رال و گوگل کے جلنے سے

دھوان ایسا بلند ہوا کہ دنیا سیاہ ہوئی

ز تاریکی گرد و اسپ سیاہ — کسے روز روشن ندیدہ نہ ماہ
جہان بینی انگاہ گشتہ کبود — زمین پر ز آتش ہوا پر ز دود
ز لبس بانگ اسپان و بانگ خروش — ہمے نالہ کوس گشتند گوش
درفشان لبیار افراشتہ — سر نیزہ ہا ز ابر بگذاشتہ
چو رستہ درخت از بر کوہسار — چو بیشہ نیستان بوقت بہار

اسی کر و فر سے راہ ظلمات طے کر کے طلسم باطن مین آئی اور دریاے خونخوار سے گذر کر

قریب لشکر حیرت مین پہونچی یہ ایسی معزز ساحرہ ہی کہ حیرت خود اسکو کنارہ لشکر تک لینے آئی لشکر کو اُتروایا بارگاہ اسکی نصب ہوئی یہ جاکر حیرت کے دربار مین بیٹھی ناچ ہونے لگا شراب پینے لگی جسوقت ورنگار عذار نے زہرہ فلک کو ماہتاب سے مقابل کیا اس زہرہ نے بھی مریخ سے جنگ وجدل کا عزم فرمایا

کہ بمقتضاے

ابیات

جہان گشتہ چون روے زنگی سیاہ — زبرج حمل تاج بنمودہ ماہ
خروش آمد و نالہ کرناے — برقتند گردان لشکر زجاے

طبل جنگ بیدرنگ بجوایا ہرکارون نے جاکر بعد دعا وثنا کے مریخ سے آنا زہرہ کا اور نقارہ حرب بجوانا بیان کیا ادھر بھی کوس رزمی پر چوب پڑی تیاری لڑائی کی اور آراستگی لشکر کی شروع ہوئی شعلۂ تیغ کی چمک اس شب تاریک مین برق سحاب تیرہ پر چشمک زن تھی بلکہ آفتاب شجاعت طالع ہوا تھا اسکی کرن تھی چہرے بہادرون کے جوش جلادت سے گلنار تھے گلزار شجاعت مین شفق پھولنے کے آثار تھے جوہر شمشیر کا باغ کھلا تھا عدو کے لیے موسم خزان تھا منچلون کا دل شگفتہ تھا ساحرون کے بیر بگجر کرتے تھے دشمن کی جان لینے کی تدبیر کرتے دمڑہ کی صدا پر بسان طفل جادو کے بیر اُڈ کے طائر بنکے سامنے پھڑکتے خلاصہ کلام لشکری تو اس حال مین تھے مگر برق عیار بعد قتل ظالم ظاہر ہوا تھا زہرہ کی فروغ اور بڑی چمک دمک سے آنا سنکر بہر عیاری چلا اور ایک ساحر کی سی صورت بنکر بارگاہ حیرت مین گیا دیکھا کہ زہرہ مہمان سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین گئی ہی اور حیرت نعمتخانے سے کھانا اسکے لیے بھیجنا چاہتی ہی یہ اندازہ دیکھکر وہان سے چلا از بسکہ وہان بکاول اسوقت طلب کیے جاتے تھے اس نے ایک بکاول کو دیکھکر گھورا بکاول نے ساحر معزز کو بنگاہ غضب دیکھتے ہوے دیکھکر ڈرا عرض کیا کہ حضور میرا قصور اس نے کہا کہ کچھ تیری خطا ہی نہین ادھر تو آ یہ کہکر ہاتھ پکڑکر کھینچتا ہوا الگ لایا اور وہان آکر حباب مارکر اسکو بہت جلد بیہوش کرکے اسی کی سی صورت بنا اور پیرہن اسکا پہنکر اسے وہین چھوڑکر ملکہ حیرت کے پاس آیا اس نے کھانا اور مٹھائی وغیرہ اسکے ساتھ کیا برق کھانا لے کر چلا راہ مین سب کھانا آغشتہ بدار وی بیہوشی کرکے بارگاہ زہرہ مین آیا اور کھانا سامنے رکھا اس نے حکم دیا کہ دسترخوان بچھے برق نے کھانا دسترخوان پر چن دیا زہرہ چاہتی تھی کہ کچھ کھاے نوالہ اٹھایا تھا کہ زمین پھٹکر شق ہوئی اور ایک عورت نکلی اُسنے انگلی دانتون کے نیچے دابی زہرہ نے کہا اے زن سحر کیون انگشت حیرت در دہان ہی عورت نے کہا کھانے مین زہر ملا ہی یہ کہکر وہ عورت غائب ہوگئی اور زہرہ کو غصہ آیا سمجھی کہ حیرت نے زہر ملاکر کھانا بھیجا اسکو کسی کا عروج پسند نہین وہ مجھے دیکھکر جل گئی بس ایسا کچھ سوچ کر آپ ہی آپ بکنے لگی کہ موئی کیون جلی کیا مجھے شاہ طلسم نے کچھ جاگیر دے نہین دی مین تو خود لڑنے مرنے کو آئی ہون

سچ ہے اسکا دوست بھی خراب دشمن تو ہے ہی بر ابھر میری جوتی کو کیا غرض جو اپنی جان دون وہ جانے اسکا کام جانے بندی کو ایسا لالچ نہین اور مین آتی ہی کا ہے کو شہنشاہ کو خود غرض تھی جو مجھے لینے گئے پھر بی بی صنا کا جلنا بیکار تھا دوسرے میرے دشمن کچھ سونا پا دینے تو آئے نہین جو یہ ان کو جلن ہوئی وہ اپنے دلمین سمجھی کیا ہین غرض یہ بک رہی تھی کہ صرصر کے ہاتھ حیرت نے مٹھائی بھیجی وہ لے کر آئی اور اس کو بد دماغ دیکھکر مستفسر حال ہوئی اس نے کہا کہ کیا پوچھتی ہو تمھاری بی بی زہر ملا کھانا بھیجتی ہین ارے لوگو کوئی مہمان کو بھی زہر دیتا ہے مین نے انکے ساتھ کون سی برائی کی ہے صرصر نے اسکے کہنے سے کھانا سب دیکھا معلوم ہوا کہ زہر نہین بیہوشی ملی ہے کہا اے ملکہ خفا نہ ہو اس مین بیہوشی ہے یہ کسی عیار کا کام ہے یہ کہکر نگاہ اٹھا کر اس نے دیکھا برق سامنے بصورت بکاول کھڑا تھا صرصر نے پہچان کر کہا یہی ہوا تو ہے برق سراچہ پھرا کر بھاگا اور جست کرکے نکلگیا زہرہ کا شک حیرت کی طرف سے دفع ہوا اور یہ مٹھائی اور میوہ جو صرصر لائی تھی اسکو بھی زن سحر سے بلا کر پوچھا اسنے کہا اس مین زہر ہرگز نہین یہ پوچھکر مٹھائی کھائی اور کھانا پھکوا دیا صرصر نے کہا اب مین جاتی ہون آپ عیارون سے ہوشیار رہیے گا یہ چلی گئی اور زہرہ نے برائے حفاظت بارگاہ اپنی سحر بند کی چار پتلیان چارون کونون پر بارگاہ کے بزور سحر کھڑی کر دین ان سے حکم دیا کہ کسی کو اندر آنے نہ دینا پھر آپ زمین کو سحر کرکے سنگلاخ بنایا اور بآرام تمام سو رہی برق نے ہر چند تدبیر کی مگر اندر نجا سکا اسی تردد مین سپیدہ سحری آسمان پر چمکا اور شاہد روزگار نے لباس زعفران زیب قامت فرمایا

کمقتضلے ابیات

چو خورشید بنمود تاج از فراز		ہوا بر زمین نیز بکشاد راز	
دو درگاہ برخاست آوای کوس		زمین آہنین شد سپہر آبنوس	

دونون لشکر خیل خیل و ذیل ذیل وارد دشت قتال ہوئے ایک طرف سے حیرت بصد حشمت مع لشکر اور زہرہ کے میدان مین آئی ایک جانب سے مہرخ سرداران عالی شان کو لے کر وارد ہوئی ابیات

دو شاہ دو کشور کشیدند صف		ہمہ نیزہ و گرز و خنجر بکف	
تو گفتی زمین برنتابد ہمے		فلک راہ رفتن نیابد ہمے	
برآمد چنان از دو لشکر خروش		کہ چرخ فلک ایدرند گوش	

بعد ترتیب صفوف کارزار زہرہ تخت بڑھا کر بیچ مین لشکرون کے آئی اور مرد میدان مبارز ہوئی ادھر سے ایک ملازم عشاق بیر جادو نے جاکر مقابلہ کیا اور نارنج سحر مارا زہرہ نے ایسا سحر پڑھا کہ نارنج الٹا پھر کر سینہ پر جا کر پڑا اور پشت توڑ کر نکلگیا علامت مرگ ساحر ظاہر ہوئی اور زہرہ پھر خواستگار ہم نبرد ہوئی ادھر سے جو جاکر سامنے سحر کرتا تھا وہ پھیر دیتی تھی بعض مجروح ہوتا بعض کو جان سے

مارتی تھی جب بہت سے ساحر اسکے ہاتھ سے زخمی ہوے اور کام آئے اسوقت ملکہ سرخمو نے اپنا طاؤس اُڑایا اور مہرخ سے اجازت لے کر اسکا جا کر مقابلہ کیا اس نے ایک مشت خاک اسکی طرف اُڑا دی جس سے آندھی سیاہ آئی سرخمو نے اپنی چوٹی کھول کر ہلائی کہ گھٹا گھنگھور گھر آئی پانی موسلا دھار برسا آندھی کا غبار فرو ہوگیا زہرہ نے غصہ مین آکر اپنی جھولی سے ایک پتلا نکال کر چھوڑا کہ وہ پتلا تلوار پکڑکر جا پڑا سرخمو نے پھر اپنے بالون کو پریشان کیا کئی ستارے نکل کر سمت فلک گئے اور چمک کر پتلے پر گرے کہ وہ جلکر خاک ہوگیا یہ معاملہ دیکھکر زہرہ پر غضب طاری ہوا اور بیضۂ سحر ایک پڑھ کر کھینچ مارا بیضہ سرخمو کے منھ پر پڑا اور اسمین سے دھوان نکلا ہرچند سرخمو نے سحر کیا مگر تاثیر نہ ہوئی اور دھوان آنکھ مین لگا کر اندھی ہوگئی زہرہ نے پنجہ بھیجکر اٹھوا منگایا اور قید کیا اس جنگ وجدال مین دن بھی آخر ہوچکا تھا یعنی چشم روزگار مین روشنی باقی نہ تھی اور سحر سے ساحر شام کے سرخمو کے روز کی بینائی گئی ظلمت عالمگیر ہوئی کہ

نظم

چو پیراہن زرد پوشید روز	سوے باختر گشت گیتی فروز
از انجا بیامد بہ پردہ سرائے	زبیگانہ پرداخت کردند جائے

لشکر دونون پھر مقام فرودگاہ مین آئے اور کمر کھولی آسودہ ہوئے لیکن برق پھر عیاری کرنے چلا ادھر زہرہ نے بارگاہ مین پہونچکر سرخمو کو طلب کرکے ستون سے باندھدیا اور آپ بیٹھکر مے ارغوانی پینے لگی لیکن برق جو چلا تھا راہ مین صرصر ملی اور پوچھا کیون موئے بھولئے کہان جاتا ہو اس نے کہا استانی زہرہ نے بہت سر اٹھایا ہے اس کو قتل کرنے جاتا ہون صرصر نے کہا کیون شامت آئی ہے وہ بڑی زبردست ہے اس نے جواب دیا کہ سب کی زبردستی ہمکو معلوم ہے سوائے خدا کے ہمارے نزدیک کوئی زبردست نہین صرصر یہ سنکر حیرت کرکے چلی گئی اور اس نے روکنا اسکا مناسب نہ جانا غرضکہ صرصر جا کر حیرت سے عرض پیرا ہوئی کہ اے ملکہ عیار سب لشکر مین پھر رہے ہین حفاظت کامل طور پر کرنا چاہیے آیندہ آپ کو اختیار ہے حیرت نے تاکید زہرہ سے کرا بھیجی اور صرصر کا بیان بالکل کہلا بھیجا زہرہ نے سارا اجرا سنکر دستک دی یہ تاثیر ظاہر ہوئی کہ جو کوئی بغیر اسکے بلائے اگر سمت بارگاہ آئے سوجھنا موقوف ہوجائے ایک چادر سیاہ سامنے آئے یہ سحر کرکے پھر کچھ منتر پڑھا کہ پلنگ اسکا آگ کا بنگیا شعلے بھڑکنے لگے یہ اسی شعلے مین جا کر لیٹ رہی برق جو بشکل مبدل پھرتا تھا آیا دور سے دیکھا سراپردے بارگاہ کے لٹھے ہین اور شعلے بھڑک رہے ہین سمجھا کہ ادھر جانے مین کچھ آفت ضرور ہے اسی فکر مین لشکر سے باہر نکلا وہان ضرغام عیار ملا اُس سے کہا اے برادر ذرا جا کے خبر تو لاؤ پھر مین سمجھ لونگا وہ چلا اور جب قریب بارگاہ پہونچا تو چادر سیاہ سامنے آئی اور سوجھنا موقوف ہوا ناچار پھر آیا اور جب ادھر آیا پھر دکھائی دینے لگا اس نے برق سے

سب حال کہا برق کچھ سوچ کر ایک گوشہ مین گیا اور ملکہ نافرمان جادو کی صورت بنا اور وہان سے دوڑتا
ہوا جب قریب بارگاہ آیا چلایا کہ اے ملکہ زہرہ مجکو اپنے پاس بلایئے اور میرے حال پر رحم فرمایئے زہرہ
اسکا چلانا سنکر بارگاہ سے نکل آئی دیکھا کہ ملکہ نافرمان کھڑی ہوئی فریاد کرتی ہے بس قریب آکر پوچھا کہ کیون آئی
ہو کیا ماجرا ہے اسنے کہا کہ آپ جانتی ہین کہ ملکہ سرخمو سے اور مجھ سے کسقدر محبت و اتحاد ہے جب مین شریک
لشکر اسلامیان ہوئی تھی تو سرخمو مجکو سمجھانے آئی تھی مگر بسبب میری الفت کے وہین رہ گئی اور ہر حال مین
میری شریک رہی اب جو وہ مقید ہوئی ہے تو مین بھی آئی ہون کہ مجکو بھی قید کیجیے یا مجکو اور اسکو دونون کو خدمت
شاہ طلسم مین لیجا کر خطا معاف فرمایئے ہم بدل مطیع و فرمانبردار ہین یہ کہکر زار زار برنگ ابر نوبہار رونے لگی
زہرہ کو اُس کے حال پر ترس آیا اور کہا اچھا بارگاہ مین چلو مین تمھارا امتحان لے لون تو شہنشاہ سے خطا
معاف کرا دون برق نے سمجھا کہ یہ بارگاہ مین جاکر نہین معلوم کیا امتحان کرے اس سے بہتر ہے کہ یہین اسکو مارئے
یہ سوچکر کہا اے ملکہ اچھا چلو مگر ان کو تو منع کرو کہ یہ تو نہ آئین زہرہ نے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا برق نے
فوراً کمند ماری کہ گردن اسکی پھنسی اسنے گھبرا کر پھر ادھر دیکھا برق نے فوراً بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ
چرخ کھا کر گری اسنے بقوت تمامتر خنجر مارا کہ سر اسکا کٹ گیا غل و شور و تاریکی ہوگئی ساحر تمام دوڑے
اور حیرت بھی گھبرا کر چلی مگر سرخمو کی اسکے مرنے سے آنکھین اچھی ہوگئین اور چھوٹ گئی اڑکر چلی یہان
آکر دیکھا یار و عقرب بستے ہین اندھیرا ہے ساحر برق کو گرفتار کیا چاہتے ہین یہ دیکھکر تیغہ لیکر
گری اور برق کو اُٹھا لے گئی ساحر کچھ دوڑے تھے کہ صرغام نے حقہ آتشبازی مارے دو ایک کے
منھ جھلسے دوڑ کے اس عرصے مین سرخمو نکل گئی ادھر حیرت رنجیدہ دل کبیدہ پھر کر داخل بارگاہ ہوئی
فوج زہرہ لاش اپنی مالکہ کی اُٹھا سمت باغ سیب گئی ادھر سرخمو لشکر مین برق کو لائی مہرخ نے
اسکو خلعت دیا سب خوشنود ہوے اور بعشرت تمام بیٹھے وہان شاہ جادوان مست نشہ شراب
دربار مین بیٹھا تھا کہ ساحر نالان و گریان لاشہ لیے پہونچے اسنے غل سنکر سامنے بلایا اور حال پوچھا جب
سب کیفیت سنی کف افسوس ملے اور کہا ہاے ان عیارون نے کیا غضب کر رکھا ہے کوئی تدبیر بن نہین
پڑتی کیا کرون اور کیا نہ کرون یہ گفتگو ہے پاس سنکر ایک ساحر زبردست ماہر چہار چشم جادو نام
اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یہ غلام جاتا ہے اور تمام نمکحرامون کو سزاے معقول دیتا ہے یہ کہکر اسی وقت
نفیر سحر بجائی اور رخصت ہوکر معہ دس بارہ ہزار ساحرونکے بڑے جوش و خروش کے ساتھ روانہ ہوا
اور دریا سے گذر کر لشکر حیرت مین پہونچا اور ملکہ سے کہلا بھیجا کہ مین اسیوقت لشکر حریف غارت کرنے
جاتا ہون آپ بھی آکر تماشہ دیکھین یہ پیام ایک ساحر لیکر چلا لیکن بمقتضاے ع تقدیر کے آگے کچھ تدبیر
نہین چلتی + وہ ساحر جو چلا راہ مین جانسوز عیار بشکل ساحر اسکو ملا اور اس نے دریاے خون رواں
کی طرف سے ساحر کو لشکر کی جانب جاتے دیکھکر قریب آکر پوچھا کہ اے برادر کہان چلے اس نے سارا

حال قاہر کے آنے کا اور پیام لے جانا پاس حیرت کے اپنا بیان کیا جافسوز نے یہ ماجرا سنکر کہا چلو مین بھی تمھارے ساتھ خدمت ملکہ مین چلتا ہون غرضکہ دونون چلے از لیسکہ بوجہ رات کے سناٹا تھا راہ مین حباب بیہوشی مارکر اسکو بیہوش کرکے کہین چھپا دیا اور آپ وہان سے دوڑ کر اپنے لشکر مین گیا مہرخ دربار برخاست کر چکی تھی یہ سیدھا شبستان مین گیا اور ملکہ کو بیدار کرکے سب حال کہا پھر وہانسے بارگاہ بہار مین گیا وہ بھی آرام کرتی تھی اس نے سارا ماجرا جگا کر کہا بہار نے اپنی جملہ کنیزون کو حکم دیا کہ ایک ایک تم مین سے ہر ایک سردار کے خیمے مین جاکر کہے کہ جسطرح بیٹھے ہو اسی طرح سے نکل کر لشکر حیرت پر جا گرو کنیزین تو ادھر گئین اور بہار اڑ کر چلی ادھر سے مہرخ روانہ ہوئی اور کنیزین بھی سردارون کو مطلع کرکے چلین جملہ سردار خبر سنکر روانہ ہوے اور سب ملکر لشکر حیرت پر آگرے گولے سحر کے اور نارنج و ترنج مارنے لگے و لشکر غافل اترا ہوا تھا یکایک خیمون مین آگ لگی آگ و پتھر مار و عقرب برسنے لگے ہزارہا ساحر تو غافل ہو رہے تھے مارے گئے غلغلۂ قیامت خیز بلند ہوا حیرت بھی بیدار ہو کر نکل آئی دیکھا بھگدڑ پڑی ہی آگ برس رہی ہی ادھر تو یہ معاملہ تھا وہان قاہر منتظر جواب ٹھہرا تھا کہ جافسوز اسکے ذمہ دار ہی ایسی صورت بنکر اسکے پاس گیا اور کہا چلیے کچھ فوج ملکہ حیرت کی بگڑ کے خود ملکہ ہی ؟ سے لڑ رہی ہی بس ملکہ نے فرمایا ہی کہ ابھی لشکر حریف پر نہ جاؤ ادھر آکر ان باغیون کو سزا دو یہ سننا تھا کہ یہ اسی طرف چل نکلا یہان آکر جو دیکھا تو واقعی آفت برپا ہی ہنگامہ محشر آسا ہی بس یہ دیکھتے ہی ملکہ سے بھی نہ ملا معہ اپنی فوج کے لشکر حیرت پر آگرا اور ہزارہا کو قتل کرنا شروع کیا اور ایک ایسا سحر کیا کہ ابر آسمان پر گھر آیا اور اسمین سے شعلہاے آتش گرنے لگے خرمن ہستی جلنے لگا دریاے آتش موجزن ہوا ہر ایک کو بھاگنا دشوار تھا حیرت نے مشعلین سحر کی اور مہتابین روشن کرائین بہار نے آندھی چلا کر گل کر دین لیکن حیرت نے قاہر کو لڑتے ہوے دیکھ لیا سمجھی کہ یہ بھی مہرخ کا شریک ہو گیا بس معہ اپنے سرداروں کے اٹھی اور فوج پر آگری پھر وہ آفت برپا ہوئی کہ یقین تھا مردے لحد سے نکل آئین گے بلکہ گورستان بہادران سے ارمان مردہ زندہ ہو جائین گے العیاذ باللہ دہ تیرون کا سائین سائین چلنا برق شمشیر کا چمکنا سرون کا برسنا ایک طوفان قلزم لشکر تھا ہر سمت یہ حال ظاہر تھا کہ نظم

شب تار و شمشیر و گرز و سپاہ
ستارہ نہ پیدا نہ تابندہ ماہ
چنان آتش افروخت از ترک و تیغ
تو گفتی ہوا گرد بارد ز میغ
چو دریاے خون شد ہمہ رزمگاہ
خروشے بر آمد بلند از سپاہ
یکے حملہ کردند ہر سو بہم
چو برخیزد از جای شیر دژم
ہمی آمد از دشت آواے کوس
ہوا قیر گون شد زمین آبنوس

حیرت قتل وغارت کرتی ہوئی قریب قاہر پہونچی اور نہ کچھ پوچھا نہ اس سے بات کی تڑپ کر سمت فلک گئی اور وہان سے جو تلوار بنکر بزور سحر گری اس کے سر پہ پڑی ٹانگون سے نکل گئی دو ٹکڑے اسکے ہوے غل وشور اس کے مرنے کا بلند ہوا مہرخ نے جب صدا اسکے مرنے کی سنی نفیر سحر بجائی سب کو خبر ہو گئی کہ ملکہ جنگاہ سے معاودت کرنا چاہتی ہے پس تمام سردار کنارے ہوے صرف ملازم قاہر لڑتے ہوے رہ گئے اس ہنگامہ مین رات تمام ہو چکی تھی وہ وقت آیا کہ تیغ تیز خورشید نیام مشرق سے باہر نکلی اور ہندوی شب کو ترک وزر نے شکست فاش دی کہ نظم

چو خورشید برزد ز خرچنگ چنگ بدرید پیراہن مشک رنگ
ہمہ بازگشتند یکسر ز جنگ ز خویشان جگر خستہ سرہد ز ننگ

مہرخ صبح ہوتے ہی اپنے لشکر مین آئی اور فوج قاہر بے سردار ہو چکی تھی بھاگ کھڑی ہوئی حیرت الغضب تمام قتل کرتی ہوئی کچھ دور گئی آخر پھر آئی اور داخل بارگاہ ہوئی اس عرصہ مین اس نامہ دار کو جسے جانسوز بیہوش کر آیا تھا ہوش آیا اور اسی طرح برہنہ اٹھکر چلا جب لشکر حیرت مین پہونچا عجب معرکہ دیکھا کہ ہزارہا لاش پڑی ہے خون کی ندی بہہ رہی ہے فوج بہت سی تیار مسلح کھڑی ہے ملکہ حیرت انتظام کرتی ہے فراری آدمیون کو بلاتی ہے اس نے جاکر ملکہ کو سلام کیا اور پیام قسینہ ادا کرنیلگا ملکہ اسکو برہنہ دیکھکر شرمائی اور سارا حال سنکر ہنسی اور کہا بہت جلد تم پیام لیکر آئے کہ تمھارے مالک قتل بھی ہو گئے شاباش یہی چاہیے تھا یہ کہکر پوچھا کہ تم کہان رہ گئے تھے اس نے سارا حال یعنی آنا قاہر کا دعوی کرکے اور اپنا پیام لے کر چلنا راہ مین ساحر کا ملنا پھر اپنا بیہوش ہو جانا سب بیان کیا حیرت نے یہ حال سنکر منہ پیٹ لیا پھر اس شخص کو خلعت دیا اور ایک نامہ مشتمل بر عذر بیخبری اور قتل کرنے قاہر کے لکھکر خدمت شاہ طلسم مین اسی کے ہاتھ بھیجا یہ ساحر بھی اڑکر چلا اور باغ سیب مین پہونچا شاہ طلسم صبح کو آکر تخت پر بیٹھا تھا کہ پہلے فوج ہزیمت خوردہ آکر پہونچی اور دادبیداد کی صدا بلند ہوئی ہنوز اچھی طرح لشکریون سے کیفیت نہ معلوم کی تھی کہ یہ ساحر نامہ حیرت لے کر پہونچا اور سارا ماجرا معرض بیان مین لایا پس افراسیاب نے نامہ پڑھکر سر دھنا اور فکر کرنے لگا کہ کسی زبردست کو برائے تنبیہ مخالفان بدسگال روانہ کرون یہ تو اس فکر مین ہے اور عمر ومخمور گنبد سامری سے آگے جاتے ہین لیکن اب بقیہ حال لشکر لقا وسوفار گذارش کیا جاتا ہے وہ یہ کہ جہنت جادو ہاتھ سے چالاک کے مارا گیا تھا ساحر لاش اسکی اٹھا کر چلے تھے یہانتک کہ طلسم ہوشربا مین ایک قلعہ ہے اور حاکم اس قلعہ کی ایک ساحرہ نازک چشم جادو نام اسی مقتول جہنت کی بہن ہے اسکے پاس پہونچے اور عرض کیا کہ اے ملکہ آپ کے دونون بھائی مارے گئے جہنت کی لاش تو ہم لائے ہین اور اخگر پہلے قتل ہوے یہ سنتا تھا کہ نازک چشم بہت روئی قلعہ مین غلغلہ برپا ہوا تمام اہل دربار سیاہ پوش ہوے فرط الم سے بیہوش ہوے جادوگرنیان بال سر کے نوچنے

لگین ہر ایک نے گریبان چاک کیے کہ بموجب ابیات

بر افشاند بر تخت خاک سیاہ	بکیوان بر آمد فغان سپاہ
ہمی سوختت کاخ وہمی سوختت بی	ہمی ریخت اشک وہمی کند موے
میان را بزنار خونین ببست	فگندند آتش اندر سرائے نشست

آخر جب بھائیون کی ماتم داری سے فرصت پائی قلعہ کو ایک مشیر سلطنت کے سپرد کیا اور معہ ملکہ گلابی چشم جادو اپنی دختر ملکہ نازک چشم تخت سحر پر سوار ہو کر چلی فوج ساحران ہمراہ ہوئی بڑے کروفر سے طلسم سے باہر آئی اور قریب لشکر پہونچی ہرکارے خبر اسکے آنے کی لے کر روبرو لقا کے آئے شرائط آداب وتعظیم بجا لائے یعنی ان کافرون نے اس منکر خدا کو بد دعا دے کر بزبان عجز والتماس اسطرح عرض کیا کہ ابیات

کسے را بود زین سپس تخت تو	بخاک اندر آمد سر بخت تو
اگر پارہ آہنینے بپاے	بہرت لباید نماند بجاے

ملکہ نازک چشم بافوج گران آتی ہے اور داخل لشکر ہوا چاہتی ہے یہ خبر سنکر لوگ پھر استقبال بھیجے افسران فوج تعظیم کرکے لائے لشکر اسکا اترا نازک چشم نے خداوند کو سجدہ کیا سوفار اور رجتیا رک یاد کرکے بھنت واخگر کو بہت روئے لقا نے تسکین ودلاسا دیکر حکم دیا کہ بزم عیش ترتیب پذیر ہو حسب الحکم رامشگران زرین لباس وساقیان پہر دیدار نے عشرت اساس نے کر حاضر ہوئے دورۂ ساغر شروع ہوا گویا اس بزم آسمان رفعت مین ہالۂ پہر وماہ گردش پذیر تھا ناچ نے ناہید فلک کو دورہ کرنا بھلایا راگ نے رنگ ترنم سرایان عشرت خانۂ دہر مٹایا یہی ہنگامہ ایک دن اور ایک رات برپا رہا جب دوسرے دن گل آفتاب مرجھایا اور باد صباے شام نے کار نسیم سحر کرکے غنچہ ہاے انجم کو گلزار افلاک مین شگفتہ فرمایا کہ بموجب ابیات

کشیدند می تا جہان تیرہ گشت	سر میگساران زمے خیرہ گشت
بزد نائے رویین وبربست کوس	بیاراست لشکر چو چشم خروس
برین گونہ از جاے برخاستند	ہمہ شب ہمی چارہ آراستند

شام ہوتے ہی طبل جنگ بجا اس خبر کو جاسوسان لشکر اسلام نے دریافت کرکے خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین اپنے تئین پہونچایا اور بہزاران ادب وتوقیر زمین گیر ہوکر عرض پذیر ہوئے کہ نظم

شاہ شاہان زمین ترے محتاج	سر افلاک پر ہو گوشۂ تاج
تیرا گلگون اگر کرے گلگشت	سبز گل ہو اسکی سم سے دشت

نازک چشم جادو نے لشکر حریف مین آکر طبل جنگ بجوایا ہے اور اپنے بھائیونکا قصاص لینے کا ارادہ

کیا ہی یہ کہکر بیکار سے کنارے ہوے اور شاہ اسلام نے امیر کی طرف گوشۂ چشم سے ارشاد کیا امیر نے حکم کارسازی لشکر دیا چالاک نے طبل سکندری پر چوب لگائی نا ے ترکی سنج کیومرثی بوق و نفیر افراسیابی وغیرہ منوچہری جہانجھ جملہ اساسہ صاحبقرانی کے باجے بجے دلاور تیاری جدال وقتال کرنے لگے جوہر شمشیر سے گلزار شجاعت سرسبز بنا باڑھالونکے پھولون سے گلستان جلاوت کو پر بہار پایا ہوا سے فتح ونصرت مثل نسیم اس حدیقۂ تہوری مین وزان ہوئی سرخی چہرۂ شجاعت آگین بہادران گلہاے بوستان کو شرمندہ کرتی تھی جوالون کا اکڑ نا منچلونکا جھومنا سرد آواز گلشن تھی تلوارون کی چمک سے ظاہر تھا کہ نہر حدیقۂ شجاعت مین موجزن تھی اس طرف کو جوانان غنچہ گزار نبرد آزمایان آزمودہ کار اسلحہ صیقل کرنے کماندار قربان ہونے پر لبس دم شجاعت کا بھرتے تھے نیزہ دار نیستان جرات کے شیر تھے تیغزن انتہا سے زیادہ دلیر تھے لشکر حریف مین جادوگر ہوم کرتے تھے بیرونکا حال معلوم کرتے تھے ہنگامۂ قیامت بر پا تھا یہ حال ہوا تھا نظم

ہنر کار شد جادوے ارجمند	مہان را ستی آشکار اگزند
ہمہ دل پر از کین و پرچین بروے	جز از جنگ شان نیست ہیچ آرزوی
درخشیدن آتش و باد خاست	خروش سواران فریاد خاست
سیاہی کہ از کوہ تا کوہ جاے	بگیرند کو بند گیتی بپاے
اگر بر زمین بر زند گرز کین	بترسد زمان و بلرزد زمین

دم سحر جب شاہ خاور جھولی تار شعاع کی زر تار گلے مین ڈال کر میدان فلک مین آیا اور ہندوی شب نے اسپہان سے نہ ملنے کے رخصت ہوکر بر لب ظلمات پر آسن مارا کہ نظم

دگر روز کین گنبد تیز گرد	بجستند بر چرخ دیباے زرد
زمین گشت از پاے پیلان ستوہ	نہ ہامون پدید و نہ صحرا و کوہ
چو گرد سپہ از میان بر دمید	جہان رنگ خورشید شد ناپدید
جہان سر بسر زد شدہ تیرہ گون	ز گرد سپہ آسمان قیرہ گون

لشکر دونون طرف کے گروہ گروہ وارد دشت قتال ہوے سرداران اسلام بعد فراغ نماز سحر در دولت پر ظل اللہ جہان پناہ کے آئے امیر ورد و وظائف سے فارغ ہوکر درگاہ باری مین دعاے فتح وظفر بصد گریۂ وزاری مانگنے لگے کہ اے یاری دہ زبردستان کہ ابیات

اے مسیحاے درد بیماران	اے عطا پاش معصیت کاران
جسطرف دیکھو جلوہ گر ہے تو	رگ جان سے قریب تر ہے تو
تو ہی ہر عیب سے مبرا ہے	تو ہی بیشک خدا اے یکتا ہے

روسیہ ہو کے روسفید کوئی	پر نہ ہو تجھ سے ناامید کوئی
ارحم الراحمین ہے نام ترا	پردہ پوشی ہے سب کی کام ترا

الہٰا نخل تمنا کو ثمر دے دشمن پر فتح و ظفر دے یہ دعا فرما رہے تھے کہ چالاک تنے پشت پر آکر آمین کہی امیر نے پیچھے پھر کر دیکھا اور خبر ورود عسکر فیروز می اثر میدان حرب مین سنکر پوشاک جنگ جسم انور پر آراستہ فرمائی اسلحہ نریمان و تبرکات پیغمبران سے قامت پر استقامت کو زینت دی پھر باہر آکر پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوے اور در دولت حضور سلطان ذیشعور پر آئے یہان کچھ دیر ٹھہرے تھے کہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھنچا ہر ایک سردار کھڑا ہو گیا سواری شاہ کشورستان کی برآمد ہوئی سب سردارون نے تسلیم کی تخت شہنشاہ کا بیچ مین لے کر بصد ادب روانہ دشت قتال ہوے ڈنکے بجنے لگے نقیب بولنے لگے علمون کو جلوہ ملا علمدار پھریرے کھول کر پڑھتے کہ ابیات

چہ اسپان تازی بزرین شام	چہ شمشیر ہندی بزرین نیام
چہ از جوشن و ترگ رومی زرہ	کشادند مر بند ہا را گرہ
کمان ہاے چاچی و تیر خدنگ	سپرہاے چینی و خود مین زنگ
ہمہ یک سرہ پیش شاہ آمدند	بر ناسور تاج و کلاہ آمدند
چو رعد خروشندہ سر بوق و کوس	خور اندر پس پردۂ آبنوس

اسی شوکت سے دشت جنگاہ مین پہونچکر صف آرا ہوے اس طرف سے لقا کا تخت ہاتھیون پر کھنچا ہوا ابر کوہی جادوگر معہ لشکر آپہونچے نازک چشم تخت سحر پر سوار ہمراہ ساحران غدار ایک سمت کو آکر ٹھہری صف آرائی ہوئی مورچے بندھ گئے کینگاہ مین لوگ ٹھہرے میمنہ و میسرہ و قلب جناح کی درستی ہوئی نقیب للکارے جوانونکو پکارے

بدان اے برادر کہ تن مرگ راست	سر د بال تو سود ن مرگ راست
کہ گیرد درین دشت نیزہ بدست	کرا باشد آرام وجاے نشست
کہ گیتی یکے نغز بازی گر است	کہ ہردم ورا بازی دیگر است

جب نقیب کنارے ہوے بہادر جوش دلاوری سے جھومنے لگے نازک چشم اجازت گیر لقا سے ہوکر آگے بڑھی اور پکاری کہ اے بندگان مغضوب خداوند آؤ میرے سامنے جیبور ہندی بادشاہ اسلام سے اذن لے کر مقابلے مین گیا نازک چشم نے ایسا سحر پڑھا کہ جنگل کی طرف سے گرد اڑی اور ایک سوار چلتہ پوش آئینہ بند گرز بردوش پیدا ہوا اور سامنے جیبور کے آیا بعد گفتگو بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی بعد چند طعنون کے جیبور نے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکالدیا وہ گرز اٹھا کر برسر محاربہ ہوا اس

بہادر نے گرز پر روکا دونون دیر تک ضرب عمودزنی کیا کیے آخر جب گرزون مین بل پڑ گئے سوار سحر نے تلوار ماری جلیو رنے تلوار کو سر پر آتے دیکھکر جھکی دی کہ باڑھ شمشیر کی پٹ گئی اس نے بند دست پر ہاتھ ڈالکر تلوار کو چھین لیا سوار سحر نے گریبان مین ہاتھ ڈال کر کھینچا زور کشمکش کے ایسے ہوے کہ گھوڑے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اسوقت دونون پشت مرکب سے کودے اور کشتی شروع ہوئی سوار سحر نے گھڑی بھر مین لنگر اکھیڑ لیا اور چارون شانے چیت کر دیا پھر گرفتار کر کے لشکر مین بھیجدیا اور آپ مرکب پر چڑھکر مبارزخواہ ہوا ادھر سے عادل شیر دل نے جاکر مقابلہ کیا اس پر بھی وہی سانحہ گذرا پھر فاضل شیر دل روبرو گیا کشتی مین قید ہوا اسی طرح گوجر ملک دکھنی و فرخ شاہ دولت آبادی وغیرہ بہت سے سرداران ہندوستان گئے اور اسیر ہوے اسوقت شاہزادہ نورالدہر نے چاہا کہ مین جاؤن ہنوز صف لشکر سے جدا نہ ہوے تھے کہ صحرا کی طرف سے گرد اُٹھی کہ فلک دوار تیرہ و تار ہو گیا سر گرد آسمان سے لگا تھا غلطان و پیچان مثل سر زلف معشوقان تھا کہ

ابیات

کہ از راہ صحرا ایکے تیرہ گرد ‌‌‌ بر آمد کزو روز شد لاجورد
شد از خاک خورشید تابان بہ نقش ‌‌‌ ز لبس پیل و بر پشت پیلان درفش

جب ہوا نے دامن گرد شگافتہ کیا آگے آگے ایک پہلوان عفص گردن بلند بازو قوی تن مسلح و مکمل گینڈے پر سوار پشت پر ایک لاکھ سوار جلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رکاب برکاب گھوڑے کا دم سے دم اور سم سے سم ملاے ظاہر ہوے لشکر لقا مین طبل شادمانی بجا اور عنصر کوہی نے کہا یا خداوند یہ شہوار ناصر کوہی نام میرا بھائی ہے غرضکہ سب کو پیشوائی کر کے لائے اسکی فوج نے بھی صف باندھی اور ناصر سامنے لقا کے گیا اور عرض پیرا ہوا کہ مسلمانون کو بڑا غرور اپنے زور بازو پر ہے مین امیدوار ہون کہ جنگ سحر موقوف کی جائے اور مجھکو اجازت ہو کہ مین جاکر سب کو باندھ لاؤن لقا نے اس کی عرض پذیرا کر کے حکم دیا کہ ہم نے تجھکو اپنا منظر کردہ کیا ان بندگان خوانی کو گوشمالی کر یہ سنکر گینڈا اُڑا کر بہ سمت میدان چلا اور سوار سحر جو پہلے سے لڑ رہا تھا حسب الحکم خداوند جنگل کی جانب چلا گیا غرض جب ناصر میدان مین آیا پہلے اسپ تازی اور چوگان بازی کر کے خوب سلحشوری دکھائی یہانتک کہ عرق عرق ہو گیا اسوقت نیزہ زمین مین گاڑ کر اور اسکے سہارے سے کہنی لگا کر لشکر اسلام کو بنظر تیز دنگاہ ستیز دیکھتا تھا اور دم راست کرتا تھا آخر للکار اکہ اے بہادران ہے تم مین کوئی ایسا دلاور جوان جو مجھ فیل مست سے آکر بھڑے اور مجھ ایسے شیر ژیان کا مقابلہ کرے بیت در آیند و مردی نمایند ہین ✦ درین رزم گہ از پے خشم وکین ✦ اس نہیب کے دینے سے لشکر اسلام مین دست راست کے علم جلوہ دکھانے لگے اور کڑکا ہوا نقارے شتری فیلی بجنے لگے صداے کرنا دم

لگا کر دم بلند ہوئی اور شاہزادہ برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان گل گلزار خلیل الرحمان یعنے نور الدہر بن بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران نے اپنے مرکب کو صف سے باہر نکالا اور سامنے بادشاہ اسلام کے آکر پشت ہیون سے اُتر کر پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اے شاہ نصفت نشان اجازت میدان ہو بادشاہ نے جام کلہ عفریت پُر از شربت قند و نبات عنایت کیا اور خلعت سے مخلع فرمایا اور سپرد یزدان پاک کیا شاہزادہ جام الش کرکے مرکب پر دوبارہ سوار ہوا اور سمت میدان چلا کہ ابیات

گرفتش سنان و کمان و کمند — گران گرز را پہلوے دیو بند
زتندی بجوش آمدش خون و رگ — نشست از بر بارۂ تیز تگ
بآوردگہ رفت چون پیل مست — چو کوہ روان اسپش از جا بجست
برون آمد و راے ناورد کرد — بر آورد بر چہرۂ ماہ گرد

مرکب کی طراردن مین مقابل حریف جا پہونچا ناصر کو طلعت جہان آرائے شہزادہ دیکھ کر ایک محبت ہوئی اور کہا اے پیل نامدار خداوند کو سجدہ کرے تو تیرے لیے سلطنت معین کیجائے اور میرے لشکر کی بادشاہی کرے شہزادہ نے فرمایا کہ اگر تو مجکو زیر کرے گا تو جو کچھ حکم دیگا قبول و منظور ہوگا اسوقت وقت جنگ ہے زبان شمشیر کو کام مین لا لب سوفار و وہان تیر سے ہمکو سمجھا ناصر یہ سنکر پیچ و تاب کھاتا گاو رگینڈا پیچھے ہٹا کر آگے بڑھا اور اس طرف سے شاہزادہ چلا ایک ٹکر مرکبون نے ایسی کھائی کہ یقین تھا سر پیچھا ٹینگے سوار گر پڑین گے مگر سوار پشت زین پر قائم رہے اور گینڈا ناصر کا تھپیڑ کھا کر کچھ قدم پیچھے ہٹ گیا اور اسی قدر گھوڑا شاہزادہ کا زور مین آگر بڑھ گیا اس نے رانون مین مسلکر سامنا کیا اور نیزہ سینہ بیکینہ شاہزادہ پر لگایا جنگ آغاز ہوی

یکے تنگ میدان فرو ساختند — بجو تاہ نیزہ ہمی ساختند
نماند ایچ بر نیزہ ہندوستان — بجسپ باز بردند ہر دو عنان
بشمشیر ہندی بر آویختند — ہمی ز آہن آتش فرو ریختند
بزخم اندرون تیغ شد ریز ریز — چہ زخمے کہ پیدا کند رستخیز
گرفتند زان پس عمود گران — ہمی گرفتند آن بر بن این بران

جب اسلحہ ورزی سے مراد دلی نہ حاصل ہوئی دوال کمر مین دونون نے ہاتھ ڈالکر زور کیا آخر دونون زمین پر کودے اور دامن گردان استینین چڑھا کر مائل کشتی ہوے نظم

ز اسپان جنگی فرود آمدند — ہشیوار دو با تیر و خود آمدند
بہ بستند بر سنگ اسپ نبرد — بر فتند ہر دو روان پر ز درد

زشیران بہ کشتی برآویختند — زتنہا خوے خون ہمی ریختند

اسی طرح دہن بدہن اور مشت بمشت کشتی بصد درشتی رہی شام تک دو زندہ پیل یا دو اہرمن مست تھے کہ سر ٹکراتے رہے جسوقت کشتی گیر فلک نے آمد پہلوان زنگبار شام سنی اور اکھاڑے سے چرخ کے نکلکر بارگاہ مغرب کی راہ لی کہ **نظم**

شب آمد یکے ابر شد بہ سپاہ — جہان گشت چون روے زنگی سیاہ
جو دریاے قیرست گفتی جہان — ہمہ روشنائیش گشتہ نہان

رات ہوتے ہی ناصر نے شاہزادہ کو روک کر کہا کہ اے جوان مرحبا صد مرحبا تو خوب مجھ سے لڑا اب جا کار امروز بفردا آفتاب بہر آسایش ہیں کل ہم تم پھر نصیب آزمائی کرین گے کہ **بیت** ببینم زما بلندی کراست + ورنیکار فیروزمندی کراست + شہزادے نے جواب دیا کہ اے پہلوان ہمارا یہ دستور نہین کہ بغیر حریف کے زیر کیے ہوے یا بغیر زیر ہوے اس سے میدان سے پھر جائین کیونکہ آج جسطرح شام تک لڑے ہو اسی طور سے کل بھی لڑو ن گا یہ فیصلہ پھر کیونکر ہو گا بس میرا قول یہ ہی کہ کار امروز بفردا مگذار رات کو دن کر لیتا شاہون کے نزدیک کچھ دور نہین اسی وقت تقدیر دیکھین ع تا یار کرا باشد ومیلش بہ کہ باشد ناصر نے یہ تقریر سنکر کہا اچھا کیا مین بھی آپ سے یہ پایہ کمی کا رکھتا ہون لیکن کچھ کھا لیوں تو لڑو ن شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا کھاؤ اس نے ملازمین کو پکارا اور کھانا طلب کیا ملازم اس کے مکان سے دودھ کے خوان اور میوون کے لائے اس نے ایک کاسۂ شیر پیا اور چھلکے میوون کے لگائے شاہزادہ اکھاڑے مین ٹہلتا رہا کہ اس نے ایک طرف پھر کر دیکھا اور کہا آپ کچھ نہین نوش فرماتے شہزادہ نے فرمایا کہ ہمارے کھانے کو لخت دل اور پینے کو جگر ہی جب تک خداے تعالے ہمکو اس جنگ سے فراغت نہ دیگا کچھ نہ کھائین گے اس نے یہ سنکر کاسہ پھینکدیا کہ مین بھی نہ کھاؤن گا کیونکہ آپ اگر زیر بھی ہون گے تو کہنے کو ہو گا کہ بھوکا رکھکر گرفتار کر لیا یہ کہکر مقابل آیا دستی بصد زبردستی کھینچی کشتی شروع ہوئی ادھر سے امیر نے اسطرف سے لقانے جھاڑ فرشی کنارے اکھاڑے کے روشن کراے درختون مین گیند لٹکوا دیے لشکری اسی جا زین پوشش بچھا کر بیٹھے خورد و نوش مین مصروف ہوے اور سیر کشتی کی دیکھتے جاتے تھے مجمع خلائق تھا ہر ایک دیکھنے کا شایق تھا اسی طرح رات بھر کشتی رہی رات بھر کیا تین شبانہ روز باہم سر ٹکراتے رہے چوتھے روز جب شاہ انجم کشتی دیکھکر میدان فلک سے مراجعت فرما ہوا اور شاہ زنگبار شب نے بہر انفصال رزم عالم مین داخلہ فرمایا **نظم**

یکے رزم تا شب برآمد زکوہ — بگردند تا مد دل از کین ستوہ
جہان گشت چون چہرۂ اہرمن — کشادہ سیہ مار گردون دہن

قریب شام شاہزادہ نور الدہر نے لنگر اکھیڑ کر اسکو سر سے بلند کیا اور چرخ دے کر چاہا کہ زمین پر ماریں
ناصر نے پکار کر کہا کہ اے شہریار امان دیجیے شہزادے نے اسکو زمین پر باسانی اتار دیا اور فرمایا
کہ امان بشرط اختیار کرنے ایمان کے مل سکتی ہے یہ سنکر وہ قدم پر گرا اور کلمۂ طیبہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان
ہوا شہزادے نے سر اُسکا سینہ سے لگایا وہ اکھاڑے سے باہر آیا اور اپنے لشکر کے سرداروں کو کہا
وہ سب حاضر ہوئے ان سے کہا کہ مین نے اطاعت اس شہریار کی اختیار کی اور اسلام قبول کیا اگر تم
میرا ساتھ دو تو ہمراہ آؤ افسران فوج کل لشکر لے کر ساتھ ہوئے ازبسکہ تین روز سے سب بخور و خواب
تھے دونون لشکر مین طبل بازگشت بجا لقا اپنی بارگاہ مین گیا اور امیر شاہزادے پر سے زر و گوہر نثار
کرتے ہوئے پھرے لشکریون نے جا کر کمر کھولی بادشاہ داخل شبستان ہوئے سردار اپنے اپنے خیمون
مین گئے نور الدہر اپنی بارگاہ مین ناصر کو لائے امیہ بن عمرو عیار نے لشکر کو ہینکا برابر لشکر شہزادۂ
عالی گہر اتروایا بارگاہ اسکے لیے نصب کی شاہزادے نے ناصر کے لیے مجلس عیش ترتیب دی مے کا
دور ہوا رامشگر حاضر ہوئے بعشرت تمام بارگاہ مین اپنی لیکر بیٹھے ہا ے ہوے پرستان کی صدا
بلند ہوئی آواز سرایندہ گوش مستان کے پسند ہوئی ساغر دمبدم چھلکتا تھا یا لب جام خندہ زنی
کرتا تھا مختصر یہ کہ ایسا کچھ سامان تھا بیت قدم رکھنا سنبھلکر صحبت رندان مین اے زاہد + یہان
پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہین + یہان تو یہ کیفیت ہے مگر لقا کے لشکر مین بختیارک جو پھر کر گیا
اس نے دیکھا کہ ملکہ نازک چشم کی طبیعت مثل گیسوی معشوقان برہم ہے چہرہ پر زردی چھائی ہے لب پر آہ
سرد ہے سامان عشرت تمام درہم و برہم ہے اس نے پوچھا کہ اے ملکہ کیا باعث ہے جو آئینہ رخسار مکدر ہے
چہرے سے پریشانی ظاہر ہے ملکہ نے کہا سنو جی ملک جی تم سے یہ امر پوشیدہ نہین اور نہ کچھ عیب ہے جبسے کہ تم
آئے ہین طلسم سے اس ناصر کے پاس آیا کرتی تھی کچھ مطلب نکلجاتا تھا آج وہ جا کر مسلمان ہو گیا اس
بات کا مجھ کو خیال ہے کہ اگر وہان جاؤن تو ایمان مین فرق آتا ہے اگر نہین جاتی ہون تو یار ہاتھ سے
جاتا ہے کیا کہون مصداق اس شعر کے شعر منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید + ناامیدی اس کی دیکھا چاہیے +
خیر بمقتضاے ع این ہم اندر عاشقی بالاے غمہاے دگر + صبر کرینگے اور کسی سے دل لگا لینگے
بختیارک نے جو یہ حال سنا خوب ہنسا اور کہا اے ملکہ اگر تم عاشق ہوئین تو اس کو جانے نہ دین
اور اب کچھ نہین گیا ہے اگر عاشق ہے تو جا کر پکڑ لاؤ سمجھا کر راہ راست پر اس کو چلاؤ ورنہ تمھارا ابھی
یہ حال ہوگا بیت جی چاہتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن + بیٹھے رہین تصور جانان کیے ہوے +
ملکہ کو اسکے ورغلانے سے ایسا کچھ جوش آیا کہ اٹھ کھڑی ہوئی اور نشۂ عشق سے چور چور ہو رہی تھی
کیفیت صحبت یار جو یاد آئی انجام کار نہ سوچی اسی ترنگ مین اُڑ کر چلی اور بارگاہ نور الدہر کا نشان
بختیارک سے پوچھ لیا تھا اسی پتہ پر پہنچ بارگاہ مین آکر اتری یہان صحبت ناؤ نوش برپا دیکھی ورد

صورت پر صولت شہزادۂ بلند مرتبت پر جو نگاہ پڑی ایسا رعب چھایا کہ جھک کر سلام کیا شہزادہ بھی انتہائی خلیق ہے اس کے عجز کو دیکھکر گویا ہوا کہ اے ملکہ آئیے تشریف لائیے کہہ باری زبان شہزادے سے یہ خوشنود ہو کر بزم مین بیٹھی شاہزادے نے ساقی کو اشارہ کیا اس نے جام مے زعفرانی بھر کر دیا اس نے چند ساغر متواتر پیے اور نشہ کافور ہوا دل نے بوسۂ یار کی خواہش کی ناصر کا دامن پکڑ کر بولی کہ کیون صاحب تم ہم کو چھوڑ کر چلے آئے اچھا اب اٹھو اور خدمت خداوند مین چلو ناصر نے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ بموجب

بیت

کہان وہ اہل وطن کی صحبت	وطن کو چھوڑے ہوئی ہے مدت
کسی کسی کی تھی یاد صورت	خیال کچھ کچھ کہین کہین کا

اب ہماری محبت اگر منظور ہے تو خداوند پر لعنت بھیجو اطاعت اس شاہزادہ والاقدر کی اختیار کرو ورنہ ہم کہان تمکو اپنا دشمن سخت سمجھو یہ سننا تھا کہ اسکو یاس ہوئی اور خداوند پر لعنت بھیجنے سے ناراض ہو کر پکاری کہ ارے او بیوفا تو نے بڑا غضب کیا کہ خداوند باختر کو میرے سامنے برا کہا اب مین تجکو پکڑ کر لیے جاؤن گی اور خداوند کا پیشاب پلا کر اپنے گروہ ساحران مین تجکو ملاؤن گی اگر اس سے تجھ کو انکار ہوگا تو وہ بد روز میرے ہاتھ سے دیکھے گا کہ خواب عدم مین بھی نہ آرام پائیگا یہ تو بتا کہ اتنے بڑے لمبے خداوند کبھی دیکھنے مین بھی آئے تھے ان مین تو نے کیا برائی دیکھی جو ان لچے مسلمانون کا ساتھ دیا ناصر نے کہا او قحبہ دور ہو کیا بکتی ہے جا نہین تو سزا اپنی اپنے کنار مین دیکھے گی اس ڈانٹنے سے یہ ساحرہ جھلا کر اٹھی اور کچھ افسون پڑھ کر دستک دی کہ ناصر کمر تک زمین مین دھنس گیا امیہ عیار نے یہ ماجرا دیکھ کر کہا اے ملکہ پرائے گھر مین آکر فساد کرنا اچھا نہین ہم آپکو مہمان سمجھکر طرح دیتے ہین اس نے کہا تم اس مقدمہ مین نہ بولو کیونکہ ع رموز عاشقان عاشق بداند شہزادے نے فرمایا کہ اچھا تو نے شہوت پرستی کا جھگڑا نکالا جا دور ہو نہین ماری جائے گی یہ کہہ کر تیغ پر ہاتھ ڈالا نازک چشم نے کچھ سوچکر سحر پڑھا ناصر زمین سے نکل آیا اور کہا آج مین جھگڑا کرنے نہین آئی تھی صرف سمجھانے آئی تھی خیر ظاہر ہوا کہ تم مسلمانون کا سحر اسیر کارگر ہو گیا ہے یہ یون نہ مانے گا یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر چلی چاہا کہ اڑ کر جاؤن مگر آراستگی لشکر اسلام اور کیفیت چراغان آبادی بازاران دیکھ کر خواہش بڑھی دل مین سوچی کہ خیمہ مین جی گھبرائیگا یہ آراستگی بھی دیکھ لون آخر سیر کرتی ہوئی چلی امیہ عیار اس کے پیچھے آیا تھا اس کو جاتے دیکھکر ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر پہلے سمت لشکر کفار گیا اور ادھر سے دوڑتا ہوا اسکے سامنے آیا اور کہا اے ملکہ مین ملازم سوفار جادو ہون انھون نے آپ کے یہان آنے کی خبر سنکر مجھ کو بھیجا ہے اور کہا ہے کہ جو مالک فوج وسپاہ ہو وہ اس طرح آئے کیسے مجکو روانہ کیا کہ اگر کچھ فساد ہو تو آپ کی مدد کرون نازک چشم نے کہا مجھ سے

کون ایسا ہی جو فساد کریگا غرض دونون باتین کرتے چلے راہ مین ایک مقام تنہا دیکھ کر امیہ نے خاصدان نکالا اور اسکو واکرکے ملکہ سے کہا کہ مجھکو پان کھانے کی بہت عادت ہی آپ بھی نوش فرمایئے راہ مین سوائے اس شغل کے کیا ہی ملکہ نے ایک گلوری لے کر اسکے کہنے سے کھائی فورًا بیہوش ہوگئی امیہ پشتارہ باندھکر اسکا ساتھ شاہزادہ نورالدہر کے لایا شہزادہ نے فرمایا کہ بقیہ شب اسکو قید رکھو امیہ نے پشتارہ سے نکالکر اسکو ستون سے باندھدیا مگر بیہوش رکھا کہ بھاگ نہ جائے چنانچہ رات بھر بحفاظت تمام رکھا جسوقت زاہد خورشید صومعہ مشرق سے باہر آیا اور عابد شب زندہ دار راہ مسجد مغرب کا

چو تارک خمیدہ شد و پشت ماہ	ز تاریک زلف شبان سیاہ
بنزدیک خورشید چون شید و زشت	برآمد پر از آب و رخ را بشست

امیر معہ سرداران کے مسجد کے پاس مین تشریف لائے اور بعد فراغت طاعت رب اکبر دربار مین آکر دنگل تاد عنبر جناب آصف بن برخیا پر جلوہ فرما ہوئے بادشاہ اسلام بھی برآمد ہوئے اور تخت سلیمانی پر بیٹھے دربار کا نقارہ بجا تمام سردار حاضر ہونے لگے شاہزادہ نورالدہر معہ ناصر دربار مین آئے ناصر سے نذر دلوائی دنگل اسکو باتحت نورالدہر اسی ذیل مین کہ شہزادے کے سرداران جہان بیٹھتے ہین عنایت ہوا اور شہزادہ اندر چہل ستون کے دنگل گوہر نگار پر متمکن تھا اسوقت امیہ پشتارہ ساحرہ کا لایا امیر حسب اتفاق آج بارگاہ حشامی مین بیٹھے تھے ساحرہ کو دیکھکر حکم دیا کہ ستون سے باندھکر ہوشیار کرو اور دعوت باسلام کرکے ٹھکانے لگاؤ امیہ نے باندھ کرکے حسب الحکم ہوشیار کیا لیکن ہونے والی بات اُس نے بھی سوزن زبان مین نہ دیا تھا ساحرہ کی جب آنکھ کھلی اپنے تئین بندھا دیکھا اور شاہ اسلام کو تخت سلطنت پر جلوہ گر پایا یہ دیکھتے ہی نگاہ غضب گھورنے لگی امیر نے سوال اسلام لانے کا کیا کہ اس نے سحر پڑھا بند جس سے بندھی تھی جل گئی اور یہ رہا ہوکر پکاری کہ معلوم ہوا یون ہی عیار کے بھروسے پہ تم لڑا کرتے ہو یہ کہکر سحر پڑھکر دھوان بنی اور اڑ کر بلندی پہ گئی وہان سے ایک ناریل بارگاہ مین مارا شعلہاے آتش زمین سے نکلکر سردارون پر چلے امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ وہ شعلے بجھ گئے پھر اس نے ایک پیکان سحر مارا وہ بھی برکت اسماء الٰہی جل گیا اور امیر بھی دنگل سے تیر بھر کر کمان مین پیوستہ کرکے پکارے کہ باش او قحبہ کہان جاتی ہی نازک چشم نعرہ سنکر خائف ہوئی اور اڑ کر چلی گئی بارگاہ لقاین بختیارک کہہ رہا تھا کہ رات گذر گئی اور ملکہ نہ آئین کسی کو بھیجنا چاہیئے یہی فکر تھی کہ یہ جاکر پہونچی اور سارا ماجراے گذشتہ بیان کرکے دنگل پہ بیٹھی بختیارک نے تیل ماش منگا کر اسپر سے اتارے نازک چشم ہنس پڑی اس نے کہا ہنستی کیا ہو بڑی خیر گذری جو وہان کا گیا کوئی پھرتا نہین اس جگہ کا جانا ملک عدم کا سفر ہی وہ لوگ بڑے زبردست ہین کون انکے برابر ہی تم واقعی نصیب کی اچھی ہو جو پھر آئی ہو یہ تقریر سنکر نازک چشم

غضبناک ہوئی اور بولی کہ ملک جی مین ابھی حمزہ کو معہ اس کے لشکر کے غارت کیے دیتی ہون یہ کہکر وہان سے اُٹھی اور اپنی بارگاہ سے ایسا سحر پڑھا کہ راستہ بارگاہ کا ہر طرف سے بند ہوگیا یعنی جو کوئی قصد آنے کا کرے تو تاریکی معلوم ہو اِدھر نہ آسکے بعد اس بندوبست کے خون خنزیر سے نہا کر جو کا دیز زمین کو لیکر بیٹھی اور گوگل دھوپ دیپ وغیرہ جلانے لگی منتر آغاز کیا پھر آرد ماش کے دو اژدہے بنائے اور ایک جانور بنایا جانور سے کہا تو سر حمزہ پر جاکر چکر لگا کر اور پکار کر کہہ کہ مین تیرے قتل کرنے کو لے حمزہ آیا ہون وہ یہ سنکر اسم اعظم پڑھے گا مین بند کرلون گی جانور یہ حکم سنکر جاندار ہوکر اُڑا اور سمت لشکر اسلام گیا بعد اسکے اس نے اژدہونکو حکم دیا کہ تم بھی جاؤ اور لشکر اسلام کا کام تمام کرو اژدہے بھی غائب ہوگئے اور یہ بھی بیٹھے بیٹھے زمین مین سما گئی اور لشکر اسلام کی جانب چلی اہل اسلام غافل اترے ہوے تھے کہ یکایک اژدر کنارے لشکر کے چلے شعلہاے آتشین منہ سے چھوڑنے لگے حرارت زہر سے زمین کانپنے لگی اور مردمان لشکر سب شدت گرما سے بیہوش ہونے لگے ہنگامہ برپا ہوا اور خیموں بازارون سے لوگ بھاگ کر طرف صحرا چلے لیکن جدھر گئے دو اژدہون کو قلاب آتشین چھوڑتے پایا اور راہ کو بند پایا صورتین ان موذیون نے ایسی پیدا کی تھین کہ زہرہ آب ہوتا تھا سرطان فلک کا انکے خوف سے دل پانی پانی ہوتا تھا عقرب چرخ کو بصد ترس و بیم اپنی جانکی نگہبانی کی پڑی نظم

چہ گویم ازان اژدہاے دژم — کہ ہشتاد گز بود از دم بدم
بدان جایگاہ بودش آرامگاہ — نہ کردے ز بیمش برد دیو راہ
ہمی دود زہرش بسوزد زمین — نخواہد بدان ماند چرخ برین
ہمی آسمان کرگس اندر کشد — ز دریا نہنگ دژم بر کشد

مغز سر مین حرارت آتش زہر سے لشکریونکا پگھلنے لگا تمام صحرا جلنے لگا زمین تفتیدہ ہوئی اور گھاس جھلس گئی وہ آگ جو دہان اژدران سے نکلی اسقدر بڑھی کہ تمام لشکر اس نے گھیر لیا اہل اسلام آیۂ وافی ہدایہ قلنا یا نار کونی پڑھنے لگے بعضے ان مین ربنا وقنا عذاب النار پڑھتے تھے بارگاہ سلیمانی مین شاہ اسلام اور سردار اور امیر جاکر ٹھہرے لشکری جہان تک سما سکے جاکر وہین پناہ گزین ہوے مگر ایک بارگاہ اور لشکر بہت بڑا ہزارون باہر رہ گئے اور ہلاک ہوے صداے الغیاث و فریاد بلند ہوئی امیر بارگاہ سے اسم اعظم پڑھکر سحر دفع کرنے باہر نکلے اسوقت ایک جانور آکر گرد سر پھرنے لگا اور پکارا کہ حمزہ مین تجکو مارنے آیا ہون امیر نے اسم اعظم باواز بلند پڑھا وہ طائر تو جل گیا مگر کہین پشت نازک حشیم گھات مین لگی تھی اس نے ایک جانور سرخ رنگ چھوڑا کہ اس نے آکر گرد سر امیر چرخ مارا اور پھر کر نازک حشیم کے پاس گیا اس نے پکڑ کر شیشہ مین بند کیا اور پکاری کہ حمزہ بند کیا مین نے اسم اعظم اب لازم ہے سرکشی کو چھوڑ کر خدمت خداوندین

حاضر ہو اور سجدہ کر ورنہ آج کی شب اور اتنا دن مہلت دیتی ہوں دم سحر ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گی اور چراغ ہستی بجھادونگی امیر کے گلے میں حرز ہیکل ہے اسی وجہ سے بیہوش تو نہ ہوے مگر اسم اعظم بھولنے سے مبہوت کی طرح ہیں اسکو کچھ جواب نہ دیا اور آہستہ آہستہ چلکر بارگاہ میں چلے آئے ادھر ساحرہ شیشہ لے کر بارگاہ لقا میں گئی مگر ایک رات کی مہلت جو دے گئی ہے اسوجہ سے لشکر اسلام کے لوگ مرتے تو نہیں ہیں لیکن مصیبت کبری میں گرفتار ہیں کوئی فرط عطش سے زبان دکھاتا ہے کوئی بیہوش پڑا ہے ہواے گرم نے برگ نہال حیات گرا دیے تھے غنچہ دہن سبز بختان خضر طریق اس گرمی سے گل کی طرح مرجھائے تھے ہر سمت شور و غوغا برپا تھا کچھ بناے نہ بنتا تھا نظم

شعلے پیدا تھے پیرہن سے
چنگاریاں اڑتی تھیں بدن سے
زنبور کنول سے جل رہے تھے
پتھر سے عطر نکل رہے تھے
حالت جو سرشک کی بتر تھی
خسخانہ مژہ سے چشم تر تھی
مسدود تھی سیف کی روانی
قطرہ لب تیغ پہ تھا پانی
تشویش میں جان انس جان تھی
ہونٹوں پہ صداے الامان تھی

جو بارگاہ سلیمانی سے نکلتا تھا آفت میں پھنستا تھا ہرکارے دمبدم کی خبر لقا کو پہونچاتے تھے ساحر خوشی کے مارے نعرے دمبدم مارتے تھے اسوقت نازک چشم جاکر پہونچی اور شیشہ اسم اعظم دکھایا عرض کیا کہ رات بھر حضور تامل فرمائیں صبح تک جتنے بارگاہ سلیمانی میں چھپے ہیں سب باہر نکلیں گے اور مسحور ہو جائینگے آپ لشکر سمیت چلکر سب کے سر کاٹ لیجیے گا لقا نے کہا یہی تدبیر ہم نے نوے ہزار سال پیشتر کی ہے کہ صبحکو تمام باغیوں کو قتل کرینگے اسوقت جشن کیا جاے فی الجملہ حسب ارشاد ساقی و بادہ و مطرب جمع ہوے انجمن عیش مترتب ہوئی تھاپ طبلے پہ پڑی صداے مبارکباد بلند ہوئی ملکہ نازک چشم سے بختیارک نے کہا کہ شیشہ اسم اعظم اچھی طرح رکھوا دو پھر بزم عیش میں بیٹھو اسنے اپنی دختر ملکہ گلابی چشم کو شیشہ دے کر کہا اے فرزند مجھکو اور کسی کا اعتبار نہیں تم اسکو لے جاؤ شہنشاہ کے پاس پہونچاؤ میری طرف سے بھی تسلیم کہنا اور سارا حال لڑائی کا کہدینا گلابی چشم تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی یہ تو ادھر سے چلی اور ادھر اہل اسلام جو آفت میں مبتلا تھے بلبلا کر درگاہ خدا میں استغاثہ کرنے لگے رو رو کر خداے پاک کو پکارتے تھے کہ ہمکو اس آفت سے بچا نظم

پھر تو مانند پنجۂ مرجان
ہاتھ اٹھا کر سوے در سبحان
اے مددگار بیکس و ناچار
اے طرفدار ہر غریب دیار
اے کشایندہ کار بستہ کے
ناخدا کشتی شکستہ کے

بیکسی پر مری ترحم کر
کون حامی یہان ہمارا ہے
ہم ہین درماندہ دستگیر ہے تو
اس بلا سے ہمین بچا یارب

بے بسی پر مری ترحم کر
اک تری ذات کا سہارا ہے
ہم ہین بیدست و پا قدیر ہے تو
پار بیڑا مرا لگا یارب

تیر دعا انکا ہدف اجابت سے مقرون ہوا یعنی اتفاقات قضا و قدر سے شہزادہ شہر طوطوس جمہور جہان سوز طوسی تبرزن پسر خواندہ امیر لشکر مین نہ تھا کئی روز سے دشت مین سیر و صید افگنی کرتا تھا گلابی چشم جو شیشہ لے کر چلی اسی دشت کی طرف سے ہو کر گذری ایک نوجوان کو ہمراہ خیل سرداران دشت مین شکار کنان پایا گر یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک اخضر پر ماہ درخشان ہے یا برج سنبلہ مین مہر تابان ہے قطعہ

برخسارگان چون سہیل یمن
کلاہ جہان پہلوان برسرش
ہمی رفت چون شیر کف افگنان
ز چنگال یوزان ہمہ دشت غرم
تذروان بہ چنگال باز اندرون

بنفشہ دمیدہ بگرد سمن
فروزان ز دیبای رومی برش
سر گور را آہو تن بر کتان
و. بیدہ ہمہ دل پراز داغ گرم
چکان از ہوا بر سمن برگ خون

گلابی چشم دیکھتے ہی عاشق ہوئی اور تخت سے صحرا مین اتری سحر سے صورت اپنی ایک حسینہ بناکر خرامان خرامان گلگشت کنان چلی صدائے خلخال و پازیب سنکر دل جمہور کا ناشکیب ہوا اور نگاہ اٹھا کر دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ آفتاب محشر جلوہ کنان ہے اس حور طلعت کے مقدم سے دشت گلزار جنان ہے آنکھین اس آہوے بیشہ رعنائی کی غزالان دشت مسیح کا رہ بتاتی ہین ابرو نہین تیر مژگان سے صید دل کو نشانہ بناتی ہین رخسار نازک سے گلہائے صحرائی پژمردہ ہین دہن تنگ کے روبرو غنچہ شرمندہ نظم

کہ از سرو بالاش زیباتر است
ببالا بلند و بہ گیسو کمند
بہشتی است آراستہ پر نگار

ز مشک سیہ برسرش افسر است
دہانش چو غنچہ لبانش چو قند
چو خورشید تابان بخرم بہار

جمہور بھی اسکی صورت زیبا کو دیکھکر فریفتہ ہوا اور پکارا کہ بیت در دشت مین آمد بہار ہے آج + چشم نرگس کو انتظار ہے آج + وہ نازک بدن شرما کر مسکرائی اور جہان جہان پاس آئی جمہور نے ہاتھ پکڑ لیا اور اظہار عشق کر کے گھر پر اپنے ہمراہ لیکر اسی جگہ آیا جہان خیمہ زر بفتی استادہ تھا سائبان با سلک گوہر کھنچا تھا سامان عیش و نشاط مہیا تھا وہان مسند نشین نگار پردہ نشین گویا برج سنبلہ مین آفتاب و مہتاب آ گئے تھے بیٹھے پیسہ ساقی ستی شراب کی کھینچکر آگے رکھی جام لبریز کر کے اس پریچہرہ کو دیا اس نے بیک جرعہ درکشیدہ کیا

پھر اس نے ساغر بھر کر شاہزادے کے سامنے پیش کیا شہزادے نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی اور اس دشت کو قدم گلرنگ سے رشک ارم بنانے کا کیا باعث ہوا ہی ساحرہ نے مسکرا کر کہا کہ نصیب تیرا اے شخص یاور ہوا جو مجھ ایسی ساحرہ دختر ملکہ نازک چشم کے دل پر تیرے عشق کا اثر ہوا اب تمام عالم زیر فرما تیرے کر دونگی شاہ جادوان کا ہمسر بنا دونگی مادر نے میری اسم اعظم حمزہ بند کرکے اژدرہاے سحر سے تمام لشکر اسلام غارت کرنا چاہا ہی اور مجکو شیشہ اسم اعظم دیکر طلسم بھیجا ہی بس جب اہل اسلام میری مادر کے ہاتھ سے مارے جائینگے خداوند باختر یعنے لقا ہم لوگوں کا وہ مرتبہ کرینگے کہ کسی پیمبر کا بھی ایسا مرتبہ نہ کیا ہوگا شاہزادے نے جب سارا ماجراے جنگ وغیرہ سنا چاہا کہ اس قحبہ کو واصل جہنم کرے لیکن عقل سلیم نے مشورہ دیا کہ ساحرہ ہی اگر غصہ جتاؤگے تم کو بھی مسحور کریگی لازم ہی کہ اس سے باآشتی پیش آؤ اور نرمی کرکے سختی جتاؤ پس یہ سوچ کر ہنسا اور کہا اے ملکہ زہے نصیب میرا جو تمہارا ادھر آنا ہوا یہ کہکر گردن میں باہیں ڈال دیں وہ شہوت پرست بھی لپٹ گئی شہزادے نے اسکو ہین لٹایا اور آسن میں رانوں کو گانٹھا پھر ایک ہاتھ منھ پہ پیار کے حیلے سے رکھا اور دوسرا گردن پہ رکھکر اس زور سے گلا دبایا کہ آنکھیں نکل آئیں ہرچند تڑپی اور چاہا کہ سحر پڑھے لیکن رانوں میں دبی تھی اور منھ بند تھا کچھ نہ کرسکی آخر روح نجس نے کسی اور طرف سے راہ نکلنے کی نہ پائی منفذ اسفل کی طرف سے سمت جہنم روانہ ہوئی شور دار و گیر برپا ہوا بڑی دیر تک تاریکی رہی صدا آئی کہ مارا گلابی چشم جادو کو کل ایک سو پچانوے برس کی عمر تھی ہنوز جوان بھی نہ ہوئی تھی ارے بیدرد سو تونے بڑا غضب کیا کہ اس نے کوئی پھول باغ عشرت سے بھی نہ چنا تھا پر ارمان و ناشادہی ماری گئی بعد اس ہنگامے کے برطرف ہونے کے شہزادے نے شیشہ اسکی جھولی سے نکالکر توڑ ڈالا لشکر اسلام مین سب مصروف دعا تھے کہ امیر کو اسم اعظم یاد آگیا اور بارگاہ سے نکلے اور سوار ہوکر بہت جلد قریب اژدہون کے گئے اور اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ وہ نابود ہوگئے بالکل وہ حرارت موقوف ہوئی جو لوگ کہ بیہوش پڑے تھے ان پر اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ وہ ہوش مین آگئے اس عرصہ مین جمہور شکارگاہ سے آیا اور امیر سے سب حال کہا ہر کوئی خوش ہوا اور امیر دربار مین آکر بیٹھے ہر ایک بادل شاد بدستور سابق اپنے اپنے کام مین مصروف ہوا ادھر کا سے لقا کے جو دمبدم خبر پہونچاتے تھے یہ سب خبر لے کر گئے اور عرض پیرا ہوے کہ ملکہ گلابی چشم اتنے راہ مین جمہور کے ہاتھ سے ماری گئیں لشکر اسلام پر سے وہ آبرآ رفع ہوئی اب سب راحت پذیر ہین بختیارک یہ سنتے ہی پکارا الصلوۃ بر محمد و لعنت بر لقا ملکہ مجھ خوش ہوئیں تم نے اقبال مسلمانوں کا دیکھا نازک چشم خبر مرگ دختر سنکر روتے روتے بیہوش ہوا کہ بموجب ابیات

بیہ حال ہے

همه بندگان موے کردند باز — کہ آن موے مشکین کمند دراز
کمند میان را بہ گیسو بہ بست — بناخن گل ارغوان را بخست
سراہر ویان گسستہ کمند — خراشیدہ روے و بماندہ نژند

آخر سب نے سمجھایا کہ اے ملکہ صبر کر خداوند کی مشیت مین کیا چارہ ہی لقا نے کہا اے بندی قدرت تو نے ناصر کیلیے اسم اعظم بند کیا تھا کچھ ہمارے واسطے نہین کیا تھا ہکو یہ ناگوار گذرا تیری دختر کو ہمنے قتل کرایا اب اگر تو ایسا کرے گی اور سوا ہمارے اور کی خاطر سے ہمارے بندونکو قتل کرنا چاہیگی تو ہم تجھکو بھی غارت کردینگے کیونکہ یہ بندگان مغضوب ہمارے پیارے بندے ہین جو کوئی ان مسلمانون کو ستائیگا تو برباد ہو جائیگا خیر ہم تیری دختر کو بروز نوروز زندہ کردینگے فی الحال ہمارے لیے ان مسلمان بندونکو قتل نہ کرنا نازک حشمت یہ کلمات سنکر خداوند کے قدم پر گری اور عذر خواہ ہوئی کہ بیشک مین گنہگار ہون اب ناصر کو کبھی یاد نہ کرونگی لقا نے اسکی دلجوئی اور دلداری کی یہ وہان سے روتی ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی اور سیہ پوش ہوئی مگر تیاری سحر وغیرہ کرنے لگی فی الجملہ کچھ دنون اس ساحرہ کو یہ احقر جامع مترجم مصروف ماتم اور سحر خوانی رکھتا ہی اور حال خسران مآل افراسیاب بدسگال لکھتا ہی راوی کا بیان ہی کہ بعد سے قاہر چہار چشم کے شاہ جادوان متردد و متفکر ہو رہا تھا کہ ناگاہ دو طائر سحر سامنے آئے دونون کی گردن مین نامے بندھے تھے شہنشاہ نے واکرکے پڑھے ایک نامے مین لکھا تھا کہ اے شہنشاہ آپ غافل بیٹھے ہین اور عمرو و محمور سمت طلسم کوکب جاتے ہین اب قریب ہی کہ منزل مقصد پر پہونچین آپ کو ان کی خبر لینا چاہیے عریضہ برادر مصور جادو دوسرے نامے کا مضمون یہ تھا کہ اے بادشاہ بادشاہان ساحران کنیز آپ کی صنعت سحر ساز کہ اس لونڈی کو حضور نے عہدہ وزارت عنایت فرمایا ہی اپنے ملک سے بہر استیصال مخالفان جناب حاضر ہوئی ہی امیدوار ہی کہ اسکو اجازت حرب عنایت ہو چنانچہ دونون عریضون کو پڑھکر افراسیاب بہت خوش ہوا اور جواب تحریر کیا پہلے خط کے جواب مین یہ لکھا کہ مین کوکب سے ڈرتا نہین اگر عمرو و محمور جائینگے تو میرا کیا ہوگا خیر تمھارے لکھنے سے مین ایک نامہ کوکب کو لکھونگا عجب نہین جو باغیون کو گرفتار کرکے بھیجدے اور انکا شریک نہ ہو یہ لکھکر طائر کے گلے مین باندھا وہ روانہ ہو گیا پھر دوسرے خط کا جواب لکھا کہ اے ملکہ صنعت تمھارے آنے سے مین بہت خوش ہوا اچھا جاؤ حیرت سے پوچھکر کام نمکحرامون کا تمام کرو یہ نامہ بھی طائر کے سپرد ہوا فی الجملہ دونون طائر جاکے اپنے مالکون کے پاس پہونچے ایک تو نامہ پڑھکر چپ ہو رہا اور صنعت نے جواب پاکر کوچ کیا اپنے لشکر کے تین حصے کیے ایک حصہ فوج سالار جادو نام اپنے سپہ سالار کو دے کر مثل ہراولون کے آگے روانہ کیا اور دوسرا حصہ لشکر کا اور سردار کو دیکر پیچھے سپہ سالار کے بھیجا پھر بقیہ فوج کو مثل مور و ملخ کے اپنے ہمراہ لیکر کوچ کیا اس طریق سے لشکر چلا کہ ایک

لشکر کا سرا دوسرے لشکر سے ملا تھا سپاہ کا حساب حد و اندازے سے باہر تھا القصہ پہلے سالار جادو قریب لشکر حیرت پہونچا طائران سحر نے خبر ورود لشکر حیرت کو دی ملکہ نے سرداروں کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائیں سردار مصروف تیاری ہوئے لیکن اس بارگاہ میں جو اسمیں لشکر مہرخ موجود تھے سب خبر دریافت کر کے حاضر خدمت ملکہ موصوف ہوئے اور بعد دعا و ثنا کے آنا لشکر صنعت بیان کیا مہرخ اس کے آنے کی خبر سنکر لرز گئی رنگ رخ زرد ہوا گھبرا کر کہا خدا خیر کرے برق فرنگی نے کہا اے ملکہ تم گھبراؤ نہیں میں جا کر اس صنعت کے لشکر کو دیکھتا ہوں اور اسکی اچھی طرح سے خبر لیتا ہوں مہرخ نے کہا تمھارا جانا بہتر نہیں وہ بڑی زبردست ہے برق نے کہا ہمارے نزدیک سب پست ہیں خدائے تعالی زبردست ہے یہ کہکر روانہ ہوا راہ میں ضرغام عیار ملا اس سے سب حال بیان کر کے کہا میں عیاری کو جاتا ہوں تم بھی خبر رکھنا یہ کہکر چلا ضرغام بھی دوسری راہ سے اسکے پیچھے ہوا برق جب صحرا میں پہونچا دیکھا کہ زیر دامن کوہ جھنڈے گڑے ہیں گنج پڑے ہیں دور تک خیمہ و بارگاہ و خرگاہ آراستہ ہیں راوٹیں اور بے چوبے استادہ ہیں طلایہ پھرتا ہے کوتوالی چبوترا بنا ہے دکانیں لگی ہیں پلٹنیں اتری ہیں اہل حرفہ و پیشہ رعایا و برایا کا ہجوم ہے ساحروں کی کثرت سے ہر سمت دھوم ہے برق ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر داخل لشکر ہوا اور ایک شخص سے پوچھا کہ بھائی میں رہنے والا فوج حیرت کا ہوں ناواقف ہوں تم بتاؤ کہ یہ لشکر کس کا ہے اور ملکہ صنعت کا کونسا خیمہ ہے اس نے جواب دیا کہ اے شخص یہ لشکر سالار جادو سپہ سالار لشکر کا ہے اور اس لشکر کی کیا حقیقت ہے اسی سے ملا ہوا اور ایک لشکر پیچھے اس لشکر کے اترا ہے اس لشکر کے بعد لشکر ملکہ صنعت کا ہے یہاں سے تا گنبد نور فوج ہی فوج ہے اتنا بڑا مجمع ہے برق تو یہ کھڑا پوچھ رہا ہے ادر سالار جادو اپنے خیمے میں بیٹھا تھا ایک صندوقچہ سحر کا سامنے اس کے رکھا تھا اس کو وا کر کے دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک صندوقچے سے چمک نکلی اور آفتاب ایسا چمکا کہ روشنی ہوگئی اس روشنی میں صدا آئی کہ اے سالار ہوشیار ہو کہ برق عیار آ پہونچا یہ سنکر اس نے ایک ساحرہ سے حکم دیا کہ جاؤ برق فرنگی عیار بازار لشکر میں کھڑا ہوا اس قطع کے شخص سے باتیں کر رہا ہے اسکو بلا لاؤ ساحرہ حسب الحکم برق کے پاس آئی اور عرض کیا کہ ہمارے میاں نے آپ کو بلایا ہے برق یہ سنکر پہلے تو گھبرایا پھر یہ سوچا کہ چلو تو سہی خدا مالک ہے غرض ہمراہ اس ساحرہ کے خیمۂ سالار میں آیا دیکھا اندر خیمہ کے شیشہ آلات سجا ہے فرش مکلف بچھا ہے میز کرسی دنگل وغیرہ آراستہ ہیں آبدار خانہ میخانہ کے مقام پیراستہ ہیں ہزارہا ساحر دروازہ پر بعہدۂ خدمتگاری و بامید باریابی کھڑا ہے سامان سلطنت ہے بڑا کارخانہ ہے ایک دنگل زرنگار پر سالار بیٹھا ہے روبرو صندوقچہ سحر رکھا ہے اسمیں پانی بھرا ہے یہ اکیلا بیٹھا ہوا اسی صندوقچہ کو دیکھ رہا ہے برق نے جا کر سلام کیا اسکو دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا صندوقچہ بند کر کے الگ رکھ دیا اور برق کا ہاتھ پکڑ کر بڑے تپاک سے کرسی پر بٹھایا کہ بموجب بیت نگاہ نازکین بیرخی نہ کر جائے + کھو یہ دل سے کہ ٹھہر کر ذرا

ہلاک کرے * فی الجملہ برق کے لیے سامان تواضع و مدارات مہیا ہوا شراب و کباب منگایا اہل طبیعہ جنگ ورباب دکھانے کا ارادہ کیا بعد اس خاطرداری کے گویا ہوا کہ اے برق مین نے آپ کو یہان آنے کی اس لیے تکلیف دی کہ آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہین جو کچھ مین کہونگا تسلیم کرین گے اور جادۂ راستی سے قدم خلاف نہ دھرین گے فی الجملہ آپ جاکر ملکہ مہرخ کو سمجھا دیجیے کہ آج تک جو ساحر آیا وہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا یہ سمجھ لیجیے کہ وہ اور طرح کا لڑنے والا تھا شہنشاہ کو تم سب کا غارت کرنا منظور نہ تھا ہمیشہ کی پرورش اپنی یاد فرما کر رعایت فرماتے تھے مگر تابکجا مجبوری ملکہ صنعت سحر ساز جادو اپنے وزیر کو بھیجا ہی بس ملکہ عالم سے لڑنا یا شاہ جادوان سے مقابلہ کرنا ہی مور ضعیف بیل وہان سے کہین لڑ سکتی ہی اور پروانہ جان بھی دے جب بھی شمع کو نہین بجھا سکتا کیونکہ من آنم کہ من دانم کہان ملکہ صاحب اور کجا لشکر مہرخ آفتاب اور ذرہ کا سامنا یہ سمجھ کر مین شمہ بھی ملکہ موصوفہ کی زبردستی بیان نہین کر سکتا

ابیات

شہ ساحران صنعت سحر ساز — کہ ہے آج شاہی مین وہ سرفراز
خداوند اورنگ کشورستان — سرافراز جادوگران جہان
کسی کو ہو کب دعوی ہمسری — کہ ہر وقت کی اپنے وہ ساحری
نہین ساحران جہان کی مجال — کرین سامنے اسکے کچھ قیل وقال

حاصل مرام اے برق تم سمجھا کر اپنی ملکہ کو ہلاک ہونے سے بچاؤ اور خیر اگر وہ لڑنے سے باز نہ آئے تو اپنی جان آپ دے گی تم میرا اتنا کہنا مانو کہ عیاری کرنے نہ آؤ اور اپنے ساتھیون کو بھی منع کر دینا کہ وہ بھی جسارت نہ کرین ورنہ روز بد دیکھین گے اگر ہزار جان لے کر ہمارے لشکر مین آئین گے ایک بھی سلامت نہ لیجائین گے برق اس تقریر دراز کو سنکر ہنسا اور دلمین سوچا کہ یہ کہان کے ہمارے دوست مہربان ہین جو اسوقت مشفق ناصح بنکر کتاب پندنامہ پڑھتے ہین ظاہر ہوا کہ از حد بیوقوف بدتر از طفل ابجد خوان ہین خیر لازم ہی کہ انکو اور زیادہ بیوقوف بناؤ اور نشانی لیکر یہان سے اپنا راستہ لو پھر جیسا ہوگا سمجھ لینگے یہ تجویز کر کے گویا ہوا کہ اے مہربان واقعی آپ نے جو کچھ فرمایا سراسر بہتر اور عین مصلحت ہی خالی از صواب آپ کا ارشاد نہین ہین اپنے امکان بھر مہرخ کو فہمائش کرونگا اور جنگ سے باز رکھونگا اور عیارونکو مانع ہونگا الحق ایسا دوست شفیق تر از برادر مجھکو کہان ملے گا سچ تو یہ ہی کہ اتنے ساحر آئے مگر یہ دوستی کسی نے نہین کی جو کچھ کہ جناب نے مہربانی ہم پاشکستہ زادیۂ حرمان کی نسبت فرمائی سالار اسکی گفتگو سنکر بھول گیا اور کہا اے برق آپ بڑے دانشمند ہین مین تمام عمر آپ کا ساتھ نہ چھوڑونگا اور ملکہ سے کہکر بڑا ارتب ومرتبہ کراؤنگا برق نے کہا یہ آپ کی عنایت ہی غرضکہ اسی گفتگو مین اتفاق سے سالار کو پیشاب

کی احتیاج ہوئی اُٹھکر چوکی پر گیا مگر کہتا گیا کہ آپ تشریف رکھیے مین حاضر ہوتا ہون برق سمجھا کہ یہ تو مسخرا
ہے تم اپنا کام کرو یہ سمجھکر اُٹھا اور وہی صندوقچہ جو سامنے سحر کا رکھا تھا اُٹھا یا پہلے تو سمجھا تھا کہ کچھ آفت اس سے
ظاہر ہوگی مگر دیکھا تو اسی طرح بند ہے کچھ ضرر نہیں پہونچا ہے معلوم دیا کہ حسب یہ کلید سحر سے کھلے اور جس ترکیب
سے سحر پیدا ہوتا ہے وہی تدبیر کروی جائے تو اسمین سے سحر پیدا ہوکر کام دے بس یہ لے کر اس کو خیمے کے
باہر نکلا یہان جو ساحر کہ حاضر تھے وہ سمجھے کہ سالار نے انکو باعزاز بلایا تھا یقین ہے کہ صندوقچہ دیا
ہوگا یہ سوچکر کسی نے نہ روکا یہ نکلکر جب لشکر کے کنارے پہونچا اسوقت سالار جوکی پر سے آیا برق
کو نہ دیکھا پہلے تو افسوس کیا کہ بڑا یہ عیار بدقسمت تھا جو چلا گیا نہیں تو مین بہت کچھ دیتا جب افسوس
کر چکا غور جو کیا تو صندوقچہ سحر بھی نہیں پھر تو کھلا یا اور بدحواس ہوکر باہر آیا پکارا کہ وہ لے گیا
ملازمین بھی کچھ اس جملہ کو نہ سمجھے مگر اس کے کلام کی پیروی کرنے لگے یعنے سب یہی کہنے لگے کہ ارے
وہ لے گیا ارے وہ لے گیا کوئی یہ نہین کہتا کہ صندوقچہ لے گیا سالار جدھر دوڑا جاتا ہے اسیطرف
سب جاتے ہین اور لے گیا لیگیا کا غل مچاتے ہین برق نے جو غلغلہ سنا جلد لشکر سے باہر
نکل گیا اور وہ مقام کوہستان تو تھا ہی یہ ایک درۂ کوہ مین جاکر چھپ رہا وہان بھی غل سن رہا
ہے کہ لیگیا گھیرنا گرفتار کرنا ظالم نے بڑا غضب کیا کہ لے گیا یہ تو غار مین مخفی ہے کوہ کے مگر ضرغام
سے جو کہہ آیا تھا وہ بھی اسکے پیچھے لشکر مین آیا تھا اسنے بھی یہ ہنگامہ دیکھا اور برق کو بھاگتے صندوقچہ
لیے دیکھکر اسکو بھی دل لگی سوجھی اور سوچا کہ یہی موقع ہے اس بیوقوف سپہ سالار لشکر کے مار ڈالنے
کا یہ سمجھکر اپنی صورت تنہائی مین جاکر برق کی ایسی بنائی اور ایک طرف سامنے سے ساحرون کے
بھاگ کر چلا سالار نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تو میرا صندوقچہ کیون لیگیا مین نے تیرے ساتھ
کیا برائی کی تھی مین بلکہ ارادہ رکھتا تھا کہ تجھے زر و گوہر کے کئی صندوقچہ دون اب اس صندوقچہ مین
جو تو لے گیا ہے کچھ زر و جواہر نہین ہے صرف سحر کرنے کا ہے وہ مجھے دیدے اور مجھ سے اس کے عوض
مین بہت سا کچھ مال لے مین تجھکو ضرر نہ پہونچاؤنگا اور بہت کچھ دونگا برق نقلی نے جواب دیا
کہ تو بڑا بیہودہ ہے کیسا صندوقچہ ادر بالغرض اگر مین لے بھی گیا ہون تو کیا دینے کے واسطے لیگیا
ہون جا اپنا کام کر ہم جو لے گئے وہ لے گئے اب نہ دین گے سالار نے یہ سنکر ایسا سحر پڑھا کہ
ضرغام کے پاؤن زمین مین دھنس گئے اور زمین نے ایسا فشار دیا کہ بیقرار ہوگیا اور کہا سالار
کیا چاہتا ہے اس نے کہا صندوقچہ دے اس نے جواب دیا کہ ایک شرط سے یعنی مین صندوقچہ
غار مین ایک پہاڑ کے رکھ آیا ہون اگر تو اکیلا میرے ساتھ چلے تو دیدون کیونکہ ہم لوگون کے
رہنے کی وہ جگہ ہے اگر ہر ایک دیکھ لے گا تو برا ہے اس لیے تجکو تنہا لیے چلتا ہون سالار نے یہ سنکر سحر
کر کے اسکو زمین سے چھڑایا اور بولا کہ اچھا چل دے افسران لشکر نے عرض کیا کہ یہ مکار ہے آپ

تنہا نہ جائیے سالار سمجھا کہ تو یہ سالار ہی اگر جانے مین تامل کریگا فوج کے سردار بظاہر تو مانع ہین لیکن
دل دیکھتے ہین سب بودا جانین گے یہ سمجھکر کہا نہین مین جاؤنگا کیا مین کچھ چلوا ہون جو کھاے گا یہ کہکر
ساتھ ہوا ضرغام اسکو لیکر کوہستان مین آیا اور اس حماقت زدہ کو ازبسکہ دق کرکے مارنا منظور
تھا بدین سبب یکایک بیہوش نہ کیا لیکر چلا اسکو جاتے دیکھکر برق جو غار مین تھا اس نے بھی دیکھا
اور ایک ضعیفہ کی ایسی صورت بنکر یہ بھی بطور مخفی انکے پیچھے چلا غرض جب کوس بھر راہ طے کی اس
وقت سالار نے پوچھا کہ اے برق وہ مقام کونسا ہی جہان صندوقچہ رکھ آیا ہی اگر وہ بہت دور
تھا تو وہ وہان کہا ہوتا کہ مین سوار ہوکر آتا ضرغام نے کہا مین کچھ نشہ مین تھا جب صندوقچہ
رکھنے آیا تھا اب جگہ یاد نہین آتی جہان رکھا ہی اسجگہ رکھا ہی اس جگہ کو بالکل بھول گیا ہون
چلیے ڈھونڈھتا ہون اگر ملگیا تو مال آپ کا ہی نہین تو مال ہمارا ہی جب یاد آئیگا تب آکر دے جاینگے
اسوقت ہم آپ دونون مجبور ہین سالار کو اس تقریر سے غصہ آیا کہا اگر صندوقچہ نہ دیا تو مار
ہی ڈالونگا ضرغام بولا کہ ہان یہ تو ہونا ہی ہی اگر نہ ملا تو مار ڈالنے کے سوا اور کیا ہی اچھا چلے
تو آئیے سمجھ لیا جائیگا وہ ناچار اور تھوڑی دور گیا پھر اس نے استفسار کیا اب کہان ہی اس نے
کہا آج مجکو چھوڑ دیجیے مین اپنے گھر جاؤن کل میرے جب حواس درست ہون گے تو آکر ڈھونڈھونگا
سالار نے غضب مین آکر کہا ابے کیون باتین بناتا ہی مین ایک گھونسا مارونگا تیرا دم نکل جائےگا
ضرغام نے ہنسکر جواب دیا کہ چلو اچھا ہی میری جان گئی تمھارا مال گیا یہی سہی سالار گھبرایا گویا
ہوا کہ بھائی بتا دو کیون دق کرتے ہو ضرغام نے کہا اچھا اگر صندوقچہ لینا ہی تو چپکے چلے آؤ ناچار
وہ پھر ساتھ چلا جب کچھ دور گیا تھک کر بولا کہ کیون تو نہ بتائیگا ضرغام نے کہا بتاتے ہین مرا
کیون جاتا ہی اسنے کہا تو یون نہ بتائیگا ضرغام نے کہا تو بھی یون کہنا نہ چھوڑیگا جبتک کہ سزا
نہ پائیگا سالار بولا کہ بھر شرط مار ڈالون ضرغام نے کہا کیون یہی بات ہی کہ ناک کاٹ لون سالار بہت
ہی خفا ہوا لیکن غرض بہت بری ہی جانتا ہی کہ اگر صندوقچہ نہ ملا تو صنعت کہے گی کہ جاتے ہی حربہ
سحر کا چھنوا دیا فوج والے بھی ہنسین گے کہ واہ ایک صندوقچہ نہ لے سکے لہذا یہان سے خالی
پھر کر جانا بڑی غیرت کی بات ہی جسطرح بنے لینا چاہیے یہ سوچکر پھر کچھ میل کی باتین کرنے لگا اور کہا
بھائی آخر وہ تم کیون نہین دیتے ہو مجھ سے جو کچھ کہو وہ مین دون اس صندوقچہ کے بیتے سے تمھارا
کچھ بھلا نہ ہوگا ضرغام نے کہا اے میان اتنے ہی کے لیے تمھین لائے ہین یا اور کسی کام کو مرد آدمی
ہم خود حیران پھر رہے ہین چلو ڈھونڈھے دیتے ہین گھبراتے کیون ہو غرض اسی طرح اس کو لیے لیے
کوسون کا چکر دیا کہ پاؤن اس کے سوج گئے تھے تھک کر بیٹھ گیا ضرغام نے کہا آپ بھی تھک گئے اور
مین بھی بہت ہلاک ہوا اب آج معاف کیجیے کل مین خود آپ کے لشکر مین لیکر صندوقچہ آؤنگا یہ کہکر

اٹھا کے چلا جائے سالار کو تاب نہ آئی سحر پڑھکر اس نے دستک دی کہ ضرغام کے پانون زمین نے پکڑ لیے اور وہی کیفیت جو سابق مین لاحق ہوئی تھی اب بھی طاری ہوئی اور سالار نے جھولے سے سحر کے منقل آتش نکالکر کوئلے سلگائے پھر خنجر کھینچکر چلا کہ تیری بوٹیون کے کباب لگا کر کھاؤنگا یہ کہکر چاہتا تھا کہ بوٹی کاٹے اس وقت برق جو بڑھیا بنکر چھپا ہوا تھا سب ماجرا دیکھتا تھا یکایک ایک صندوقچہ لے کر ظاہر ہوا اور غل مچاتا ہوا اسکی طرف چلا کہ آگ لگاؤن تیرے صندوقچہ کو بھاڑ مین جائے موئے تو جو جہنم کا کندہ ہو میرے بچے کی جان ہی تو سب کچھ ہی تو نے میرے فرزند کو کیا سمجھ کے باندھا ہے صدقہ کردن بھڑوے لے اپنا صندوقچہ لے تو ضرغام یہ باتین سنکر پہچان گیا کہ یہ برق ہی مگر سالار کے دھوکا دینے کو کہا کہ غضب پڑے اس بڑھیا پر کمبخت صندوقچہ دینے دیتی ہی مین اپنی جان دیتا صندوقچہ نہ دیتا سالار نے کہا یہ تیری کون ہی اس نے کہا ہم لوگ یہان مسافرانہ وارد ہین یہ بڑھیا کوستان مین رہتی ہی ہم نے اسکو مان کیا ہی جو لاتے ہین اسکے پاس رکھواتے ہین یہ بھی ہمکو روٹی پکا دیتی ہی اور اسی جگہ رہتی ہی اسوقت کسی کام کو نکلی ہوگی مجکو دیکھکر صندوقچہ لائی ہی مین جانتا کہ یہ دیدے گی تو اسکے پاس نہ رکھواتا اسی گفتگو مین بڑھیا نے قریب آکر کہا کہ ارے ظالم اپنا صندوقچہ لے سالار نے کہا یہ میرا صندوقچہ نہین ہی بڑھیا نے کہا تو میرا گھر سامنے ہی وہان بہت سے صندوقچہ رکھے ہین تو اپنا چل کر پہچان لے سالار سمجھا کہ یہ عیار ہین نہین معلوم کتنا مال اس بڑھیا پاس رکھوایا ہو ذرا چلکر دیکھو تو کیا کیا ہے یہ سوچکر بڑھیا کے ساتھ چلا اور ضرغام کو بھی ہمراہ لے لیا سالار جو دررہ تھا وہان آئے بڑھیا نے کہا ادھر دیکھو وہ میرا گھر ہی اس نے پھر کر دیکھا ضرغام پیچھے تھا اس نے کمند ماری یہ گھبرا گیا بڑھیا سامنے تھی منہ ادھر ہوتے ہی جباب بیہوشی مارا کہ یہ چھینک مار کر گرا بڑھیا یعنی برق نے سر کاٹ ڈالا غل و شور و تاریکی ہوگئی اور لاش اسکی بگولے اڑا کر لیگئے ضرغام و برق صندوقچہ لے کر بھاگے اور اپنے لشکر مین آئے مہرخ سے سب حال کہا تمام سردار سالار کے چکر دیکر پھرانے پر خوب ہنسے پھر عیارون کو خلعت دیا ادھر صنعت اپنی بارگاہ مین معہ تمام سرداران نامی کے بیٹھی تھی کہ لاش سالار کی آگری اور سیرون نے حال اسکی مرگ کا بیان کیا صنعت نے لاش تو اٹھوا دی اور آپ اٹھکر چلی بارگاہ مہرخ مین سب بآرام بیٹھے ہین کہ یکایک سر بارگاہ پر آفتاب چمکا سبکی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ صنعت برابر مہرخ کے تخت پر بیٹھی ہی اور سراپا غرق دریائے جواہر ہے ہر چند سن زیادہ ہی مگر بزور سحر کم سن بنی ہی اس طرح کا حسن و جمال رکھتی ہی کہ گویا شب اول کی بیاہی ہی

ابیات

نغولہ بستہ بس لالہ ز عنبر ۔ ز گوش آویزہ کردہ لولوی تر
نہادہ عقد گوہر بر بناگوش ۔ کشیدہ قوس مشکین گوش تا گوش

	کلاه لعل بر سر کج نهاده ز اطراف کله هر تار کاکل به بر کرده قباهای قصب تنگ		گره از کاکل مشکین گشاده چنان کز زیر لاله شاخ سنبل چو غنچه نازک و چون نیشکر تنگ	

غرضکہ اس نے مہرخ کا ہاتھ پکڑ کر کہا سن اے نمکحرام سالار جیسا سحر جانتا تھا ایسے سحر میری ادنی کنیز جانتی ہے اور برق سے کہا کہ تو نے جاکر جو اسکو مارا اور صندوقچہ لے آیا کیا اسی صندوقچہ پر خاتمہ ہو گیا اے بیوقوف یہ بھی میرا ادنی سحر تھا تو لشکر مین آنا مین ایسے صندوقچہ تجکو بہت دونگی اور ایک سپہ سالار کے مارے جانے سے کیا ہوتا ہے ایسے بہت میرے نوکر ہین اچھا تو اب تو یہ صندوقچہ اٹھا برق نے اسکے کہنے سے صندوقچہ اٹھایا وہ اسطرح ٹوٹ گیا جیسے حباب پھوٹتا ہے صنعت ہنس پڑی اور کہا ساری محنت تیرے چرانے کی اے برق برباد گئی یہ کہکر برق کو بہت کچھ سمجھایا جب اس نے کچھ جواب نہ دیا اس نے کہا خیر معلوم ہوا کہ یون نہ مانوگے اچھا تو مین جاتی ہون جسکو میرا سامنا کرنا ہو وہ رہے کسی ساحر نے اس بات کا جواب بھی نہ دیا لیکن برق نے کہا ہم بر سر میدان تجھ سے سمجھ لینگے گھر مین آئے ہوے کو نہین ستاتے صنعت نے کہا کچھ ہو تو ہین سکتا گھر آئے کا بہانہ بس تمھاری حقیقت دیکھ لی ایک سحر مین تم سب کو غارت کرونگی برق نے کہا تو کیا میری حقیقت دیکھے گی ہم تو افراسیاب سے لڑتے ہین تیری اصل کیا ہے صنعت یہ سنکر خندہ دندان نما کیا اور انگڑائی لی پھر آفتاب جیمکا اب جو دیکھا تو صنعت نہین ہے اسکے جانے کے بعد گھڑی بھر تک سب سردار سناٹے مین رہے پھر جو حواس درست ہوے مہرخ سے کہا آپکو یہ بدحواسی نہ چاہیے ایسی ایسی باتین بہت سی آئین گی یہ سب سمجھو کہ افراسیاب سے بڑھکر اس طلسم مین کوئی نہین اس سے لڑتے تھے ہر ایک سے ڈرنا کیا ہے مہرخ نے کہا کہ یہ اسکے سحر کا باعث تھا کہ ہم ششدر ہو گئے ورنہ جان دینے کو آمادہ ہین وہ بالزادی کیا ہے اسکے دیو سے نہ ڈرین گے ہان سحر مین اسکی برابری نہین کرسکتے برق نے کہا خدا مالک ہے یہ کہکر مصروف میخواری ہوے ادھر جواسیسان لشکر حیرت خبر دریافت کر کے گئے اور بعد گذارش صفت شاہی ملتمس ہوے کہ صنعت سے بارگاہ مخالف مین ایسی گفتگو ہوئی اور سالار مارا گیا حیرت نے یہ خبر سنکر کہا اب بڑی لڑائی ہوگی کیونکہ ملکہ صنعت شہنشاہ سے کچھ کم نہین ہے اور بزرگ ہے بادشاہ کی یہ کہکر ایک نامہ خوردون کی طرح لکھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ آپ بارگاہ مخالفان مین گئین مگر مین ہمہ تن چشم براہ انتظار ہون یہان نہ تشریف لائین لازم کہ بفور ملاحظہ عریضہ قدم رنجہ فرمائیے یہ نامہ طائر کو دیا کہ لیجائے پھر سوچکر دو جادوگرنیون کو دیا کہ تم جاؤ اور ملکہ کو باعزاز لیجاؤ جادوگرنیان نامہ لیکر چلین ہرکارے لشکر مہرخ کے خبر انکے جانیکی لے کر اپنی بارگاہ مین گئے اور سب کیفیت بصداد معروض بیان مین لائے مہرخ نے آنا صنعت کا سنکر کہا خدا خیر کرے اب وہ آئیگی تو جنگ آغاز ہوگی

برق نے کہا اے ملکہ ہم بھی صنعت کی بارگاہ مین جاتے ہین اور کچھ تدبیر کرتے ہین مہرخ نے کہا اے مہتر خدا کو مان کر ایسا قصد نہ فرمایئے برق نے کہا ہم بغیر فتح طلسم باز نہ آئین گے جان جائے یا رہے یہ کہکر اٹھا مہرخ کو تاب نہ آئی دو تیلے ار دماش کے بزور سحر کنبائے اور انہین پر بٹھا کر اڑا دیے کہ جاؤ بطور مخفی برق کے رہ کر ان کے حال کو دیکھ کر ہم کو مطلع کرتے رہو تیلے اڑ کر عقب برق روانہ ہوئے یہ تو سب جاتے ہین لیکن اب حال خیریت اشتمال مسافران بادیہ ظلمات نورافشان کا ذکر کیا جاتا ہے

داستان پہونچنا رہگرارے منازل طلسمات وسیاران دشت عجائبات کا طلسم کوکب مین اور خبر سنکر کوکب کا مرزبان وزیر کو بہر استقبال بھیجنا اور لیجانا اسکا باعزاز تمام عمرو کو قلعۂ ہفت رنگ مین اور ملاقات ہونا برّان شمشیرزن سے اور دعوت کرنا اسکا خواجہ کی اور رکھنا اپنے ملک مین اور نامہ لکھنا افراسیاب کا کوکب کو عیارون کا اس نامہ دار کو راہ مین سے مار ڈالنا پھر برّان کا جانا طلسم آئینہ مین اور ایرج پر عاشق ہو کر لوح طلسم مذکور دلا دینا اور فتح کرنا ایرج کا طلسم کو اور پلٹ کر جانا لشکر مین اپنے مارنا ملکہ نازک چشم کو اور سوفار کا مکر سے مسلمان ہو کر دغا کرنا پھر مارا جانا امیر کے ہاتھ سے لمؤلفہ

لگا ساقیا بزم دعوت کے خوان
کہ میخانے مین آئے ہین میہمان
پلا آفتابی کہ ڈھلتا ہے دن
جوانی کہان اور کہان پھر یہ سن
زمانہ خزان کا گیا ساقیا
چمن مین ہنسے سارے گل کھلکھلا
بہم بلبل و گل مین ہے ارتباط
بسے بوئے گل سے یہ کہنہ رباط
سیہ رنگ سوسن کی ہے یہ بہار
کہ جیسے سواد شب زلف یار
بھرے یون ہین شبنم سے گل کے ایاغ
کہ جیسے چڑھائے ہین گھی کے چراغ
بہار آئی گلشن مین مہمان ہے
نشہ گل کی دعوت کا سامان ہے

صبا تہنیت لاتی ہے بار بار
یہ ہی گلشن دہر مین انتظام
بہ تاکید گلشن مین ہر سمت ہے
نگہبانی گلشن مین نرگس کرے
لیے ہاتھ مین ساغر لالہ فام
چمن مین ہی اس طرح سبزہ اُگا
جوانان گلشن کرین اہتمام
ہوا پھر جوان موسم روزگار
قبا ارغوانی کیے زیب بر
شہ گل بصد جاہ خندہ زنان
لگے ناچنے مل کے طاؤس سب
یہ کہتے لگے ہاتھ اُٹھا کر چنار
خدایا شہ گل رہے خندہ زن
مجھے بھی تو اے ساقی خوش لقا
لگا کشتی مے کو دعوت مین آج
مگر جام مے ایسا دے ساقیا
خط جام بھی ہو خط جام جم
پلا ایسے ساغر مجھے سر بسر
کرین جام مے دلمین پیدا ترنگ
بپا جاہ از خویش مستی گزار
ز نقاش استاد فرخ رقم

شہ گل کے آنے کا ہے انتظار
کرین سرو استادہ مثل غلام
نہ سنبل پریشانی ظاہر کرے
گل اشرفی کا خزانہ کھلے
بنے لالہ ساقی گری مین غلام
کہ فرش زمرد ہے گویا بچھا
سمن نسترن ہون کنیزین تمام
چمن مین ہوئی آکے مہمان بہار
شگوفہ کا سر پر رکھے تاج زر
ہوا تخت گلشن پہ جلوہ کنان
ہوئین بلبلین نغمہ خوان طرب
بہ فیض ہوا اور بہ فضل بہار
رہے زیر فرمان تخت چمن
شراب مصفا کا ساغر پلا
کہ مہمان ترا زندہ ہو خوش مزاج
کہ جمشید ہون اپنے مین وقت کا
عیان جس سے نیرنگ ہو دمبدم
کہ سیر ہفت کوکب کی آئے نظر
کرے دیکھتا قلعہ ہفت رنگ
بکے قصۂ نغز نادر نگار
چنین می نگارد دبیر قلم

مہمانان کاشانہ عشرت وذلہ ربایان خوان پر الوان مسرت وچاشنی یابان کلام نمکین و ذائقہ گیران طعام مضامین میزبان خانہ تمکین بیان سے مہانسرائے خیال کو نعمتخانہ صفحہ حال پر اس طرح بٹھاتے ہین اور شیرین زبانی سے خامۂ قرطاس مین دعوت مضامین یون فرماتے ہین کہ جب مسافران جادۂ عجائبات بصد فرحت وسرور یعنی عمرو ومخمور غار سے نکلکر روانہ ہوئے آب نو پیتے اور جاے نو ملاحظہ کرتے جنگل بیابان کفدست میدان ہوکے مکان طے کرتے ایک صحراے پر فضا کے قریب پہونچے عمرو نے مخمور سے پوچھا کہ کوکب کا باغ سیب کتنی دور رہے

مخمور نے جواب دیا کہ خدا اس مرحلے سے بچائے تو آ پہونچے ہین اس منزل سے گزر کر آگے جائے سرد ہی یہ کلام کرتے جب اور آگے بڑھے دشت سبزہ زار نظر آیا سراسر اس بیشہ کو نمونہ بہشت برین پایا دوب سفید رنگ کوسون تک جمی تھی زمین سونے چاندی کی گنگا جمنی گویا بنی تھی چشمہ پانی سے لبریز نہرین لطافت بیز اگر دشت کی سرسبزی خضر کو نظر آئے اس جگہ کے عشق سکونت پر زہر کھائے اگر نہر سے پانی کی صفائی سکندر دیکھے آب غیرت مین ڈوب کر کبھی آئینہ پر نظر نہ کرے صورتگری مصور بہار سے نگار خانہ صحرا مین تصاویر بوقلمون گلہاے خوشرنگ کھینچی تھی گلزار ارژنگ چین کو رشک سے شرمندہ بناتی تھین گل بوٹے زمین سے اس طرح اُگے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قالین گلدار کشمیری کوسون تک بچھے تھے ابر بہاری کا شامیانہ زنگاری بنا تھا بجلی کا چمکنا جھالر کا مقیش مروارید کا ہلنا معلوم دیتا تھا درختون کی بیلین زلف سبز رنگان دہر کو شرماتی تھین کلیان پھولون کی وہان معشوقان چین و چگل کو دہن دریدہ بناتی تھین ساونی پھولی تھی کلغا لگا تھا بہار لالہ و گل نے دشت اخضر کو فلک مریخ بنا دیا تھا آتش گل کا دھوان بلند تھا سقف گردون مین کاجل پار کر چشم رقاصۂ فلک کو لگانا نہایت پسند تھا ہر سمت کوہسار سے آبشار ہوتا جدول انہار کے کنارے سبزے کا لہلہانا عجب لطف دکھاتا تھا وہان کے خوشون کو فلک مینا فام سنبلہ کی چوٹی سمجھ کر سر چڑھانے کو سر جھکاتا تھا باد امن پھیلا کر زیور زہرہ کے لیے پھول چننا چاہتا تھا بموجب نظم

لہلہانا سبزۂ نوخیز کا — اور چلنا باد عطر آمیز کا
ہر طرف باد صبا کا گھومنا — اور وہ سرو سہی کا جھومنا
جلوۂ مستانۂ موج نسیم — ابر سے برسائے تھا در یتیم
گو ہوا مین جلوۂ مستانہ تھا — ابر مین انداز معشوقانہ تھا
شوخی ابر بہاری کیا کہون — فرش گل پر درفشاری کیا کہون
ہر طرف سے تھا عیان جوش بہار — ہر شجر پر گل ہر اک پر برگ و بار

مخمور نے عمرو سے کہا یہ صحراے پر فضا لائق دید ہی مگر ٹھہرنا یہان عقل سے بعید ہی کیونکہ یہ سرحد طلسم کا صحرا ہی اور فیل سر جادو نام ایک ساحر یہان رہتا ہی اس جنگل کے آگے ایک عین ڈانڈے پر میری مادر گرامی قدر اسرار جادو نام رہتی ہی اسکے مکان کے بعد پھر عملداری کوکب کی ہی مان میری مجھ سے بہت خفا ہی افراسیاب ایسا اسکو معتبر اور خیرخواہ جانتا ہی کہ سرحد پر اسی کو مقرر کیا جبتک مادر میری راہ نہ بتائے گی طلسم سے نکلنا اور غیر طلسم مین جانا کبھی نہ ہوگا کوئی تدبیر سوچیے اور میری مادر کو راضی کیجیے یہ باتین کرتے چلے تھے کہ دہنی جانب سے نعرہ کی صدا آئی اور کسی نے پکار کر کہا کہ اری او نکار گیسو بریدہ تو نے بڑا ستم ڈھایا جو اس دزد مکار گنہگار شاہ جادوان کو

یہان تک پہونچا یا اب بموجب بیت اے دل کہ پا بکوے ہلاکت نہادہ + باور مکن کہ سر بسلامت بردہ ان بری + میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے عمرو نے جو یہ للکارنا سنا مڑ کر دیکھا ایک ساحر فیل سر کو آتے پایا کہ چہرہ اسکا بالکل ہاتھی کا ایسا تھا ناک مثل خرطوم کے لٹکائے دو دانت بھسونڈے سے ملے ہوئے منھ کے باہر سے چوڑی فولادی چڑھی مثل دندان فیل بہت بڑے تھے فیل فلک سامنے سے اسکے گریزان تھا اسد چرخ اسکی مہابت و شوکت سے بھاگ کر گوشہ افلاک مین پنہان تھا کہ بمقتضاے ابیات

سرش چون سر پیل و مویش دراز ۔ دہان پر ز دندان ہا چون گراز
دو چشمش سفید و لباسش سیاہ ۔ تنش را نشایست کردن نگاہ
ہمہ کار ہاے شگرف آورد ۔ چو خشم آورد باد و برف آورد

عمرو نے اسکو آتے دیکھکر چاہا کہ بھاگے گلیم اوڑھ لے لیکن پاؤن پھول گئے کھڑا رہ گیا اس نے سحر سے بیحس و حرکت کر دیا مخمور نے بچا لالی ایک گیند سحر کا نکال کر مارا فیل سر نے جادو پڑھ کر دستک دی کہ گیند الٹا پھر کر اسی کے لگا مخمور بیہوش ہو کر گر پڑی اس نے آکر بزور سحر دونون کو پکڑ لیا اور مخمور کو ہوشیار کر کے کہا کہ کیون اے شوخ چشم شہنشاہ نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی جو تو عمرو کی شریک ہو گئی مخمور نے جواب دیا کہ کیسا عمرو تو کیا بکتا ہے مین فرط محبت سے اپنی مان پاس آئی ہون اور اسی کو تلاش کر رہی تھی کہ تو نے گرفتار کر لیا دیکھ تو موے میری مان کیا تیرا حال کرتی ہے تو نے مجکو بے وارثا سمجھا ہے فیل سر یہ سنکر ہنسا اور کہا او چھوکری مجکو دم دیتی ہے ارے تیرا حلیہ سرکار سے جاری ہے نامے ہم مخالفان صحرا اور سالکان دربند کو پہونچ چکے ہین کہ مخمور لیے ہوئے عمرو کو طلسم نور افشان کی طرف جاتی ہے جو کوئی اس کو پاے گرفتار کر کے لائے سرکار سے انعام ملے گا لہذا تو اب نہ بچے گی مین تیرا سر کاٹ کر لے جاؤن گا مخمور نے کہا اگر تو جانتا ہے کہ مین مسلمان ہون تو الحمد للہ بیشک نور ایمان رکھتی ہون تجھ سے جو کچھ ہو سکے کوتاہی نہ کر خدا اے ما بزرگ است فیل سر اس کلام سے اور بھی زیادہ خفا ہوا اور دونون کو گھسیٹتا ہوا لے کر چلا یہ دونون بلبلا کر رجوع قلب سے درگاہ حق سبحانہ تعالے مین فریاد کرنے لگے نظم

اے تسلی دہ دل پر درد ۔ اے طلا ساز رنگ چہرہ زرد
معرفت تیری کس طرح ہو بیان ۔ عقل کل تک ہے اس جگہ حیران
تو جو چاہے محال ہو ممکن ۔ دن تو ہو رات اور رات ہو دن
شجر شمع نخل باغ بنے ۔ ہر شجر لعل شب چراغ بنے
جوے تصویر سے روان ہو آب ۔ کرم شب تاب ہو در خوشاب
اس بلا سے ملے نجات ہمین ۔ کیون نہ کافی ہو تیری ذات ہمین

کچھ دور وہ ساحران کو کشان کشان لے گیا تھا کہ دعا انکی درگاہ رب العزت مین مقبول ہوئی یعنی مادر
مخمور جو اسجگہ سے آگے رہتی ہی ایسی ساحرہ بے بدل ہی کہ سرحدی فساد کو کب سے جو کبھی ہوتا ہے اسکا
فیصل کرنا شاہ جادوان کی طرف اسی کے محول ہی علم کہانت مین یکتاے روزگار ہی سحر مین جمشید
کی یادگار ہی وہ پہلے ہی واقف تھی کہ دختر میری فلان وقت عمرو کو یہان لائے گی اور طلسم سے باہر
جانا چاہے گی پس جب وہ دن آیا تو اپنی جگہ سے چلی کہ دختر کو گرفتار کراؤن اور سمجھا کرکے عمرو
سے اسکو چھڑاؤن شہنشاہ ساحران سے خطا معاف کراؤن فی الجملہ تلاش کنان ادھر آنکلی کہ
فیل سر ان دونون کو لیے جاتا تھا اور ظلم کرتا تھا اس نے دختر کو بحال خراب اسیر و دستگیر دیکھ کر
رو دیا محبت مادری نے دل مین جوش مارا برابر اس جادوگر کے آئی اور گویا ہوئی کہ اس نالائق کو
کہان لیے جائیگا یہ دختر میری ہی اسکو مجھے دے کیونکہ اس بدنامی کو مین ہی سمیٹ سکتی ہون اور
دوسرے کو اس کے قابل نہین جانتی اس ساحر نے کہا اے ملکہ مجکو نامہ شاہ جادوان آیا ہے
اس کے قتل کرنے کو شاہ نے تاکیداً التحریر فرمایا ہی مین سر ان کے کاٹ کرلے جاؤنگا تمہین نہ دونگا
کہ تم اس کی مادر ہو قتل نہ کروگی مفت مین بدنامی ہوگی اسرار نے بغضب کہا کچھ شامت آئی ہی
مجھپر بھی حکومت کرتا ہی موے پاجی اپنا پاجی پن جتاتا ہی تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرا مقابلہ کرے
اور میرے کہنے کو نہ مانے ارے جنگلی ریچھ تجکو ہماری اطاعت کا شہنشاہ نے حکم دیا ہی یا خود مختار کیا ہے
فیل سر نے کہا خیر خواہی کے وقت ادنی اور اعلی سب یکسان ہین جو کام جس سے بن پڑے وہی
عالیشان ہی اسرار نے ہنسکر کہا کہ خوب بمصداق فرداین ندانست کہ قدر ہمہ یکسان نبود + زاغ
را مرتبۂ مرغ خوش الحان نبود + تیری قضا آئی ہی یہ کہکر جھولے پہ سحر کے ہاتھ ڈالا فیل سر خرطوم کا
گھونسا بنا کر حملہ آور ہوا وہ غوا زمین مین سماگئی فیل سر نے اسی جگہ جہان یہ سماگئی تھی ایک ٹکر ماری
زمین سے ہزارہا شرارے پیدا ہوے چارطرف آتش پھیلنے لگی مگر اسرار اس کی پشت پر زمین سے
نکلی اور گولا ایک سحر کا اس زور سے مارا کہ اس کے سر پر پڑا توڑ کر پار نکلگیا اور پچھاڑ کھا کر
زمین پر گرا ہزارون شعلے سر سے نکلے صحرا مین آگ لگی وہ کافور ہوگیا شور و تاریکی ہوئی صدا
آئی کہ مارا فیل سر جادو کو بعد اس ہنگامے کے لاش اسکی بیرا اڑا کر سمت شاہ طلسم لے گئے مخمور
عمرو چھوٹے مخمور چھوٹتے ہی مان کے قدم پر گری عمرو بھی ہاتھ پھیلا کر ملنے بڑھا اسرار کو چین پڑا
بیٹی کو چھاتی سے لگایا اور عمرو سے ہاتھ ملایا رونے لگی اور گویا ہوئی کہ بٹیا اچھا نہ کیا جو شہنشاہ
ایسے مالک کو چھوڑا اس نے تجکو ملک و مال دیا تھا بڑا رتبہ کیا اب یہ خاک چھانتے پھرنا اچھا
معلوم ہوتا ہی مخمور نے کہا کہ اماجان کے سر کی قسم مجکو بھڑوے افراسیاب نے چھینالا لٹکایا اور ایسا مارا
کہ سارا جسم میرا افگار ہوگیا تھا اب تک درد ہوتا ہی میری خالہ جان آپکی بہن ملکہ نسترن مجکو لے کر

بھاگین اور لشکر عمرو مین لے آئین نہین تو مرا جان سے مار ڈالتا پھر اس صورت مین میری کیا خطا ہی سچ
تو یہ ہی کہ عمرو نے میری جان بچائی ورنہ ہلاک ہو چکی تھی اسرار نے کہا یہ کیفیت سب سن چکی ہون اچھا
بیٹی جو تقدیر کا لکھا تھا وہ پورا ہوا جو کچھ تو نے کیا وہ اچھا کیا یہ کہکر عمرو سے بطور بزرگانہ سفارش
نسبت مخمور کے کرنے لگی کہ خواجہ یہ چھوکری بالکل بیوقوف ہی اور دنیا کا اونچ نیچ کچھ نہین جانتی
کمبخت ابھی مین اپنی ایڑی دیکھ کے کہتی ہون چودھوین تو برس مین ہی ثابت سحر پڑھنا بھی
نہین آتا ایک بار میرے یہان آ کر رہی تھی تو روز صبح کو اٹھکر روٹی رو کر مانگتی تھی آپ اسکو
اپنی کنیز سمجھکر حفاظت مین رکھیے گا اور دنیا کا نشیب و فراز سمجھا کر ادھر ادھر پاؤن نہ پڑنے
دیجیے گا مین بموجب بیت ہی سوال دل سے بھی دختر عزیز + آپ اسکو جانیے اپنی کنیز + عمرو
نے کہا اے ملکہ یہ ہماری دختر کے برابر ہی بجاے فرزند کے اسکو مین جانتا ہون تمھارے کہنے تک کیا
ہی جو مجھ سے اس کی خدمت ہوگی بجا لاؤنگا اور ہر حال مین اس کا شریک رہونگا اسرار نے کہا کہ
مین آپ کو اپنی جاے سکونت پر لے چلتی اور دعوت کرتی مگر موقع نہین ہی کیونکہ لاش فیل سر کی خدمت
شاہ طلسم مین جائے گی وہان سے باز پرس ہوگی اب مین بھی کہین چھپ رہونگی اور انشاء اللہ آپ کے
لشکر مین موقع پاکر پہونچ جاؤنگی یہ کہہ کر ایک درۂ کوہ مین دونون کو لائی اس پہاڑ کی خوبی پر چرخ
فرہاد نثار تھی بلندی اس کی سر تاج کوہسار تھی شیرین کوہ بیستون کو رو برو اس کے پشتۂ خاک جانے
اس کی بہار و فضا کے سامنے لیلے دشت نجد کو جاے ہولناک سمجھے کہ بیت یکے کوہ بودہ سرا نمد سحاب
سپہر لیست گفتی نہ خارا پر آب + درہ کوہ مین ایک دریا جاری تھا پانی اسکا سات دھارین سبز و سرخ
و سفید و سیاہ وغیرہ رنگ کا بہتا تھا مخمور نے کہا خواجہ دریاے ہفت رنگ یہی ہی کہ تمام طلسم کے گرد
بہا ہے اسکے پار بیابان ریگستان ملیگا پھر مکان لوحدار جادو کا پڑیگا مگر اس سمت کو یہ دریا
آگے بڑھکر بہا ہی وہ تمام مقام طلسم ہوشربا کا ہی اور اسجگہ جو ہم آئے ہین تو اس لیے کہ پار دریا کے
عملداری کوکب کی ہی وہ ہم کو بلالے گا اگر خدا نخواستہ اس نے ہمکو طلب نہ کیا تو بیابان ریگ
وغیرہ طے کرکے لوحدار کی سرحد سے گزر کر پھر دریا ہی ملے گا اور ہم کو دوبارہ اترنا ہوگا یہ جگہ بہت
نزدیک کی ہی اور آسان گذار ہی اور سمت سے گذرنا بہت دشوار ہی اور اس گھاٹ کو بھی ہم ہرگز
نہ پاتے اگر ملکہ اسرار جادو موافق نہ ہوتین یہ باتین کر رہے تھے کہ اسرار نے بڑی دیر تک سحر
پڑھا ناگاہ ایک کشتی طلائی رشک زورق سپہر دریا سے نکلی اور آپ سے آپ کنارے آکر
لگ گئی اسرار مع مخمور و عمرو کے سوار ہوئی کشتی روانہ ہوئی اسوقت ساتون رنگ کا پانی
دھارین ہو کر بہنا عجب لطف دکھاتا یہ ظاہر تھا کہ آب قباے ہفت رنگ متلون زیب بر کیے
ہی یا عروس دہر کے رنگنے کو صباغ قدرت نے خم بحر مین رنگ تیار کر رکھے ہین مچھلیان سرخ رنگ

ہین اور سبز رنگ ہین سرخ و سفید ہین زرد زرد ہین سیاہ ہر رنگ مین مختلف اللون شناور تھین ان
سے عجائب و غرائب بہارین ظاہر تھین دریا کے ہر طرف درخت لگے تھے اور زمین سرخ رنگ تھی
اور اس طرف جدھر سے سوار ہوے ہین زمین کا رنگ سبز تھا اسرار نے کہا جو مین نہ ملتی تو آپ کو
یہ گھاٹ نہ ملتا کیفیت یہ ہے کہ اس دریا کے ساڑھے تین رنگ افراسیاب کے قبضے مین ہین اور
ساڑھے تین کا کوکب مالک ہے بس جہان جہان اتارے کی جگہ ہے وہان ایک ایک سردار ادھر
افراسیاب کا ادھر کوکب کا رہتا ہے اور دریا کے اندر جو ساحر ہین اس مقام پر کے سردار کی اطاعت
مین ہین اس کے حکم سے راستہ کر دیتے ہین لہذا یہان کی مین مالک ہون سحر پڑھکر کشتی اس جگہ کے
ساحرون سے منگا کر آپ کو نصف دریا تک پہونچاتی ہون پھر آگے کوکب کے سردار کو اختیار ہے یہی
باتین کرتے ہوے بیچ دریا مین جب پہونچے دیکھا کہ واقعی سات رنگ کے درمیان مین جو رنگ
ہے اسمین خط باریک سا نظر آتا ہے گویا ساڑھے تین رنگ ادھر اور اتنے ہی ادھر ہین پس اس
خط کے پاس جا کر ناؤ ٹھہر گئی اور ایک مچھلی نے سر نکالا اسرار نے پکار کر کہا کہ اے ملکہ پریزاد
ماہی اس کشتی کے قریب آئیے تو ایک بات راز کی ہے وہ عرض کر دون مچھلی قریب کشتی کے آئی اس نے
جھک کر کہا کہ عمرو عیار تمھارے بادشاہ کی طرف سے لڑتا ہے اور چونکہ ہمسری شاہ طلسم ہوشربا نہین
کر سکتا اسوجہ سے مدد مانگنے تمھارے بادشاہ کے پاس جاتا ہے مین اپنے مطیع ساحرون کو نقرہ دیکر
اپنے مقام سے تمھاری سرحد تک لائی ہون اگر کہو تو اس پار اتار دون ورنہ تم آپ انکو لے جاؤ
ٹھہرنا اچھا نہین وہ مچھلی یہ سنتے ہی کچھ سوچی پھر کہا اچھا لے جاؤ اس پار اتار کر پھر جانا اور پوچھا یہ
دوسری کون ہے اس نے بتلایا کہ میری دختر مخمور ہے یہی رہبری کر کے خواجہ کو لائی ہے اسی کے باعث
مین نے بھی تم تک عمرو کو پہونچایا ورنہ میرا بادشاہ اس کے گرفتار کرنے کی کوشش کر رہا ہے مچھلی
یہ کل کوائف سنکر غوطہ مار گئی کشتی آگے بڑھی یہانتک کہ اس کنارے پہ جا کر ٹھہری اسرار نے کہا
خواجہ یہ زمین سرخ کوکب کے عمل مین ہے اب جائیے اور بروقت ملاقات بادشاہ کوکب میری خیر خواہی
کا بھی حال کہہ دیجیے گا اور تسلیم کہہ دیجیے گا عمرو و مخمور اس کنارے پر کشتی سے کود گئے اور اسرار
ناؤ لیکر پھری دم بھر مین اپنی سرحد پر پہونچکر غائب ہو گئی عمرو جب اس پار پہونچا کو یا ہوا بیت
سد الحمد ٹھکانے لگی محنت میری + طے ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری + مخمور ہاتھ پکڑ کر خواجہ
کا آگے بڑھی دونون سیر کرتے ہوے چلے کچھ دور گئے تھے کہ ایک سیب کے درختون کا باغ
نظر آیا کہ شجر پر از اثمار کوسون تک لگے جو خزان و آسیب باغبان سے بری ہرے بھرے
مرادمند کی طرح دست دعا اٹھائے ہوے کھڑے تھے مرغان خوش الحان درختون پر نغمہ سرائی کرتے تھے
ہزارون غزالان دشت چوکڑیان بھرتے تھے آب صاف کی نہرین ہر سمت جاری صحرا مین تک [illegible]

پھولون کی گلکاری نخل ہر ایک قامت نونہالان دہر کی اپنی راستی کے روبرو خمیدہ پشت بتاتے سیب کے سامنے سیب ذقنان عالم پستان شرم سے چھپاتے کہ نظم

بدیدآن دل افروز باغ بہشت ۔۔۔ چھپائے او چون چراغ بہشت
بہر گوشۂ چشمۂ گلستان ۔۔۔ زمین سنبل و شاخ و بلبل ستان

عمرو نے مخمور سے کہا یہ کونسی جگہ ہے اس نے جواب دیا کہ یہی شاہ کوکب کا باغ سیب کہلاتا ہے اسکے آگے بیابان انارستان ہے انارون کے اندر فوج شاہی ہے اور ان سیبون مین بھی یہی جادوگری ہے ہم تم یہان آئے ہین موکل یہان کے خدمت بادشاہ مین گئے ہون گے اور خبر ہماری عرض کرین گے جیسا حکم ہوگا وہ حکم ظہور مین آئے گا اسی کا ذکر رہے تھے کہ ایک جھونکا ہوا سرد کا آیا اور ہر درخت مثل صوفیان باصفا یا بہ رنگ نوجوان سرشار نشۂ شراب کے جھومنے لگا ہزارہا سیب ٹوٹ کر زمین پر گرا اور ان مین سے کچھ طائر نکلے اڑ کر ایک ایک سمت کو چلے عمرو و مخمور اسی طرح کے عجائب دیکھتے آگے بڑھے یہ تو اس صحرا مین سیر دیکھ رہے ہین لیکن حال کوکب کا سنیے کہ قلعۂ طلسم مین تخت شاہی پر جلوہ گر ہے حکیم ندیم مشیران سلطنت و وزیران بہت کا مجمع ہے ہر ایک سردار حاضر ہے اپنے اپنے عہدہ پر ہر ایک ساحر ہے وہ جادوگر جمشید کا استاد اور سامری کا استاد بیٹھا ہے جو ایک چشم زدن مین قلاب آسمان و زمین ملا دینے کا ارادہ رکھتا ہے دربار معمور ہے رعب و داب کا یہ دستور ہے نظم

بدیبا بیاراستہ گاہ شاہ ۔۔۔ نہادہ بسر پر زگوہر کلاہ
یکے جام یاقوت پر مے بچنگ ۔۔۔ دل و گوش دادہ بآواے چنگ
ہمہ بزم گر پر ز رنگ و نگار ۔۔۔ کمر بستہ در پیش سالار بار
ہمہ پہلوانان خسرو پرست ۔۔۔ ہمہ بادۂ خسروانی بدست
مے اندر قدح چون عقیق یمن ۔۔۔ بہ پیش اندرون دستۂ نسترن
پرستندگان پیش خسرو بپائے ۔۔۔ سر زلف شان بر سمن مشکسائے
غلامان رومی و چینی ہزار ۔۔۔ ہمہ پاک باطوق و با گوشوار
ہمہ بستہ دامن یک اندر دگر ۔۔۔ بہ نزدیک شاہنشہ نامور

بیابان سیب سے جو طائر اڑے تھے وہ دربار مین آکر حاضر ہوے اور انسان بنکر بصد ادب دعا بادشاہ کو دے کر زمین ادب کا بوسہ لے کر صفت شاہی کرنے لگے کہ نظم

ترا باد جاوید تخت و کلاہ ۔۔۔ کہ شایستہ تاجی و زیبای گاہ
دل ما یکایک بفرمان تست ۔۔۔ ہمان جان ما زیر پیمان تست
زمین و زمان خاک پائے تو باد ۔۔۔ ہمان تخت پیروزہ جائے تو باد

عمرو و محمور داخل باغ سیب ہوئے انکی نسبت کیا حکم ہوتا ہے کوکب نے فرمایا کہ مجکو ان کے آنے کی خبر اہل دربار سے معلوم ہو چکی تم مین سے ان کو کوئی نہ روکے ہم جیسا مناسب سمجھین گے آکر حکم دینگے طائر اڑ کر چلے گئے اور بادشاہ نے مشیرون سے فرمایا کہ عمرو عیار کے بارے مین تمھاری کیا صلاح ہے مشیرون نے عرض کیا کہ جو رائے اقدس و اعلی مین گذرے وہی اولے ہے بادشاہ نے ہنسکر کہا کہ ہمارے طلسم کے کاہن لکھ گئے ہین کہ عمرو عیار آئیگا اور اس کی وجہ سے طلسم ہوشربا کا حاکم ہمارے ہاتھ سے مغلوب ہوگا ہمیشہ سے پیشتی اس سے اور ہم سے چلی آتی ہے اب ہی وقت کینہ نکلنے کا ہے مشیرون نے عرض کیا کہ بیت عقل شہ ہے خرمن بے انتہا + خوشہ چین اسکی ہے سب خلق خدا + لیکن ہم جانتے ہین کہ آپ کاہنون کے نوشتے کو منگا کر ملاحظہ فرمایئے جو کچھ لکھا ہو وہ کیجیے فرمایا کہ اچھا کاہن جادو کو بلاؤ لوگ دوڑے اور کاہن جادو کو جو نجوم علم مین اپنے وقت کا جاماسپ ہے حاضر خدمت کیا بادشاہ نے فرمایا کہ زائچہ اور کنڈلی جو تم نے ہماری تیار کی ہے وہ لاؤ اور اسکے حکم سناؤ کاہن نے زائچہ بادشاہ نکالا اور سامنے بادشاہ کے پیش کیا بادشاہ نے فرمایا کہ تمھین بآواز بلند پڑھو اس نے پڑھا اول تو حساب سیارگان یعنی زحل مشتری وغیرہ دورہ سبع سیارہ لکھا تھا اور انکی نظرات تثلیث و تسدیس و تربیع و مقابلہ وغیرہ کا حال تحریر تھا بعد از ان آنا عمرو کا اور شراکت کرنے سے اسکے بہتری پانا اہل طلسم نور افشان کا مسطور تھا چنانچہ جملہ حال اہل دربار سنکر شاد ہوئے اور کوکب نے کاہن جادو کو خلعت دے کر رخصت کیا اور چاہتا تھا کہ عمرو کے بلانے کو کسی کو بھیجے اسوقت ایک ساحرہ ماہ جادو نام کہ رفیق بادشاہ ہے عرض پیرا ہوئی کہ اے شہنشاہ کیوان کلاہ گردون بارگاہ بموجب بیت یون ہوا گویا رفیق خوش خصال + عرض کے قابل ہے اک میرا سوال + بادشاہ نے فرمایا کہ جو کچھ کہنا ہو عرض کر اس نے التماس کیا کہ میرے ذہن مین یہ بات نہین سماتی ہے کہ عمرو کا ایک خدا ہے اور مسلمان خود ہی کہتے ہین کہ خدا واحد و لاشریک ہے پس جب اس خدا کا کوئی شریک ہوا تو مثل مشہور ہے کہ اکیلا ہنستا بھلا نہ روتا تقدیر کیا کرتا ہوگا اور خدائی کا انتظام کب کر سکے گا اے شہنشاہ ہمارے لونے دو سو خدا ہین وہ سب ملکر تقدیر زبردست کرینگے پھر عمرو کا خدا اکیلا ہے لونے دو سو سے مغلوب ہو جائیگا اور اکیلا خدا کا ایسا کہ جو نظر مردم سے پوشیدہ ہے کبھی کسی نے اسکو دیکھا نہین عمرو اس کے پاس جا کر عرض نہین کر سکتا فی الجملہ ایسے مجبور کی شراکت کرنا اور اپنے دین و آئین مین فرق لانا خلاف عقل ناقص ہے اس احقر کے اور کوئی عاقل اس بات کو پسند کرے گا کب شہنشاہ افراسیاب جادو ایسے ساحر سے ایک ساربان زادے کی شراکت کرے گا کس لیے کہ افراسیاب سے ہمیشہ مالکان طلسم نور افشان مغلوب رہے ہین اور منجملہ طلسم ہوشربا یہ طلسم بھی

اسیکا ہی ایک ملک سرکار کی یہ شوکت البتہ ہی کہ آپ برابر والے افراسیاب کے کہلاتے ہین ورنہ براہ انصاف آپ ہی غور فرمایئے کہ کوئی ہی مقابل اسکے جتنے طلسمات مثل طلسم ہزار برج طلسم آئینہ و طلسم سوسن سب قبضۂ افراسیاب مین ہین آج اس بادشاہ عالی پایگاہ کا یہ رتبہ و مرتبہ ہی کہ بموجب بیاں کے

بندگانش تاجداران و گرد کوی او — ہر قدم تاج سر افتادہ برخاک رہے
تاب ظلم او ندارم اللہ اللہ چون کنم — من گدائے بیکسی او بادشاہ کشورے

حاصل کلام جب ایسا بادشاہ پرشوکت و جاہ وقت جنگ میدان مین آئے تو کل طلسمات کے بادشاہ اپنی اپنی فوج سے اسکے ساتھ ہونگے اور اسکے عدو پر حملہ کرین گے پھر وہ آتش فساد کسی آب تدبیر سے منطفی نہ ہوگی اور یہ سیل فتنہ کسی پشتۂ فطرت سے نہ رک سکیگی اس صورت مین مناسب نہین کہ بادشاہ اسکندر رتبہ افراسیاب کے دشمن عمرو کو اپنے طلسم مین جگہ دین بلکہ لازم ہی کہ عمرو کو باندھکر خدمت شاہ جادوان مین روانہ فرمائین کہ ممنون ہو کر نئے سر سے دلبستان الفت مین دلوان محبت کا سبق پڑھے اور میدان تعشق مین گوے مودت کھیلے اور علاوہ اسکے اے بادشاہ افراسیاب مالک ہفت بلا ہی اگر ایک حجرہ کھول دیگا تو اس مین سے جو آفت نکلے گی اسکو کوئی نہ روک سکیگا اب اس کمترین نے از راہ ترقی خواہی اور دولت سگالی جو کچھ لائق حال بندگان دار دربان تھا گذارش کیا میری گستاخی اپنی رحمدلی سے معاف کرکے اس عرض پر غور کیجیے کوکب نے اسکے التماس کو سنکر ایک خندۂ دندان نما کیا اور فرمایا کہ شوکت افراسیاب کی اور صاحب ملک و مال ہونا اسکا جیسا کہ بیان کیا راست و درست ہی لیکن جب تقدیر برگشتہ ہو جاتی ہی پھر ذلت ہی حاصل ہوتی ہی کیا تو نے نہین سنا ہے کہ بمقتضائے

ابیات

فلک کو دیر مہر و زد کمین ست — درین محنت سرا کارش ہمین ست
یکے را بر کشد چون خور بر افلاک — یکے را افگند چون سایہ بر خاک
خوش آن دانا بہر کارے دیارے — کہ از کارش نگیرد اعتبارے

اور طلسم ہوشربا کا حاکم گو کہ زبردست ہی مگر جب طلسم کشا لوح سے طلسم فتح کریگا اسوقت اسکی زبردستی کچھ نہ چلیگی اور خدا عمرو کا ہر چند کہ اکیلا ہی مگر سب سے زبردست ہی کہ اُس نے عمرو ایسے شخص کو فطرت کامل اور عقل سالم عنایت کی ہی جس سے خداوند زمرد شاہ لقا بھی عاجز ہین اور لقا نے دو سو خداوندکی تقدیرین روبرو یک تدبیر عمرو باطل ہین دیکھو اس طلسم ہوشربا مین آکر اسنے ہزارہا بندگان سامری و جمشید کو مار ڈالا افراسیاب کے ممالک خالی کر دیے اور منازل طلسم طے کرکے میرے طلسم مین آگیا لقا نے دو سو خداؤن سے اسکا کچھ نہ بنا لیا یہ کہکر کوکب نے دبیر کو طلب کرکے حکم دیا کہ میری جانب سے میری دختر ملکہ بہار ان شمشیر زن کو نامہ لکھا جائے مضمون یہ ہو

کہ اے فرزند شہنشاہ عیاران عمرو عیار تشریف لائے ہین تم اپنے وزیر کو بہر استقبال بھیجو اور قلعۂ ہفت رنگ مین جو تخت گاہ طلسم ہے بلا کر دعوت کرو کیونکہ اس طلسم کی حکومت و سلطنت تمھین کرنی ہو یہ کام بھی تمھارے حوالے ہے اس تقریر کو جو نامہ لکھتے مین اسوقت بادشاہ زبان پر لایا ماہ جادو نے سنا اور ایک ساحر اپنے ہمسر خورشید جادو نام کی طرف مسکرا کر دیکھا خورشید نے چپکے سے کہا کہ اے برادر کیا ہنستے ہو جمشید خیر کرین بادشاہ کا ہمارے ایمان برگشتہ ہو گیا دین مین فرق آ گیا اب وہ بلچھ ترک مسلمان عمرو یہان آئے گا اور اذان اور نماز اس طلسم مین ہو گی ہمارے خداوند اشد الشیاطین اور زردشت و سامری وغیرہ ناراض ہو کر چلے جائین گے ہم دربدر مارے مارے پھرینگے طلسم سے برکت جاتی رہے گی بربادی اور تباہی آئیگی خورشید نے اس طرح سے یہ سب باتین کین کر ماہ رونے لگا اور جبارت کر کے دست بستہ سامنے شاہ کے جا کر عرض رسا ہوا کہ شاہ عالیجاہ میرا عرض کرنا پذیرا فرمائیے اور اپنے خداؤن کو ایسے بلچھ کو بلا کر ناراض نہ کیجیے کوکب نے جواب دیا کہ عمرو کو تو برا کہتا ہے آج اسکی شوکت دیکھیے گا اور اس کے ہنرہاے شایستہ کو غور کرے گا ماہ نے التماس کیا کہ اسکی شوکت ہی کیا اگر مجھکو حکم دیجیے تو ابھی مار ڈالون کوکب نے یہ بات سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا تم جس کی تعریف کرتے ہو اس افراسیاب نے تو کچھ علاج ان کا کر نہ جانا تم جاتے ہی مار ڈالوگے اچھا جاؤ ہم نے اجازت دی سر کاٹ لاؤ ماہ نے کہا بہت خوب ابھی گیا اور سر لے کر پھر آیا کوکب نے کہا تم ساحر ہو وہ غیر ساحر مزا تو یہ ہے کہ ہوشیار کر کے اسکو قتل کرنا اس نے جواب دیا کہ اس کے ساتھ مخمور ساحرہ ہے وہ لڑے گی گھڑی لڑکی آخر میرے ہاتھ سے ماری جائے گی ہان خوف یہ ہے کہ اس لڑائی مین عمرو بھاگ جائے گا کوکب نے کہا ہم مخمور کو اس کے ساتھ سے الگ کیے لیتے ہین تم بیابان زرین مین ہمارے طلسم کے جاؤ وہان وہ تم کو اکیلا ملے گا اور کوئی اس کے ساتھ نہ ہو گا ماہ نے کہا بہتر ہے مین اب نعرہ کر کے اسکو اسیر کرونگا یہ کہکر سمت بیابان زرین روانہ ہوا اگر عمرو و مخمور جو باتین کرتے چلے آتے تھے یکایک اس بیابان سے نکلا ایک جھیل کے قریب پہونچے آب صاف شفاف سے وہ بھری تھی کنارے اس کے گھاس ہری ہری لگی تھی ہزارہا درخت سرکشیدہ و بلند سونے و چاندی کا لگا تھا صناعان چابک دست نے بہشت کا چربہ اتارا تھا تنے درختان ارجمند کے گنگاجمنی طلائی و نقرئی بنے تھے پتے زمرد سبز کے تھے گوہر کے ثمر نظر آئے تھے شاہد بہار زیور مرصع کا پہنے تھے سونے مین زر دا اور موتیون مین سفید بنی تھی کہ بمقتضاے ابیات

چنارش را قدم بر دامن سرو — حمائل دستہا در گردن سرو
نشستہ گل ز غنچہ در عماری — بہ نقش نارون را چتر داری
چمن تا سرحد رائین صحن میدان — بکف نارنج و شاخش گوی چوگان

دران میدان کہ خالی بود آفت ربودہ از ہمہ گوے لطافت
بسان رائگان بستان انجیر پے طفلان باغ از شیرہ و شیر
بہر مرغ کے انجیر خوارہ دہان بردہ چو طفل شیر خوارہ

اس صحراے بہار آگین و نزہت قرین کے بیچ مین ایک چبوترہ طلاے احمر کا ہشت پہل تعمیر تھا دو آدمی بیٹھنے کی جاے جوان و پیر بھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ تخت جمشیدی گسترده ہے عمرو کو وہ تختۂ خاک اور چبوترہ بہت پسند آیا اور از بسکہ یہ عیار ثانی سلیمان تھا اسکو تخت سلیمانی جان کر مع مخمور کے قریب چبوترہ پہونچا وہان پہونچتے ہی ایک صدا تڑاقے کی آئی اور چبوترہ زمین سے اکھڑ کر اونچا ہو گیا مخمور سحر بھولی اور خواجہ بھاند نہ سکے جب بلندی پر پہونچے وہ چبوترہ بیچ سے پھٹا آدھا ادھر اور آدھا ادھر ایک پر مخمور دوسرے پر عمرو الگ الگ روانہ ہو گئے اور ٹکڑے چبوترہ کے دونون دونون کو دو طرف لے چلے دونون کی خاطر مین فراق یکدیگر بہت شاق ہوا مگر چارہ کچھ نہ تھا ناچار تن بہ رضینا بالقضا دے کر چلے پہلے عمرو کا حال سنیے کہ جس ٹکڑے پر یہ سوار تھا وہ نگاہ مخمور سے ایک طرف جا کر چھپ گیا اور لحظہ بھر مین سن سے ایک مقام پر آ کر زمین پر پہونچا عمرو نے دیکھا کہ یہ صحرا بالکل زرین ہے اسکی سونے کی زمین ہے اس پر درخت یک لخت جواہر کے لگے ہین اور لعل و گوہر سے سب پھلے پھولے ہین عروس دہر کو مشاطۂ قدرت سر سے پانک گہنے مین لادے تھی یا زمین سے دولت قارون کی اُگی تھی زمین کی چمک سورج کی ضیا کو شرماتی تھی چشم پیر فلک کو خیرہ بناتی تھی گل سرخ جو پتون کے بیچ مین کھلا تھا گوش شاہد بہار کا کرن پھول معلوم ہوتا تھا برگ زمردین کے بیچ مین گلہاے احمر کی بہار کا یہ رنگ تھا گویا کندن پر مینا کر دیا تھا رگ گل تار نگاہ حور سے بہتر سورج مکھی چہرۂ حور سے روشن زیادہ ترلالہ و جام نگارین جواہرین نخجالت بہار نخل ہر ایک نخل قامت سیم تنان خورشید رخسار سنبل ترکے روبرو گیسوے حور پریشان بلکہ جوہر آئینۂ سکندر حیران چشم نرگس شہلا چشم مہر و ماہ پر چشمک زن گل شرفی کے نزدیک روبرو دینار طلاے مہر بدچلن نسرین و نسترن کی سفیدی دیکھکر قمر کا سینہ فرط غیرت سے داغدار خوشہہاے انگور پر عقد ثریا فریدون و پرورن کا دل نثار عجائب و غرائب طلسمی بہار ابیات

گل ارغوان کی تھی ایسی بہار کہ ہو جیسے گلگونۂ روے یار
جواہر سے تھا دشت سارا بھرا بذر گل کا اس جا پہ توڑا نہ تھا
زمین کا وہان کی یہ تھا احترام فلک کا ذرا تم سنو انتظام
بنا تھا زمرد کا اک آسمان ستارے تھے ہر وقت جسمین عیان
کہین مہر تابان تھا نکلا ہوا حرارت کا جسمین اثر کچھ نہ تھا

مگر تھا وہ سورج برنگ سحاب ۔ برستے تھے اس مین سے در خوش آب
برس کر جو گرتے زمین پر گہر ۔ جواہر کے اس جا سے اُگتے شجر
گلو نکی چمک یون تھی پھیلی ہوئی ۔ شفق جیسے گلشن مین ہو پھولتی

عمرو چبوترے سے اُتر کر نخل طلائی کے نیچے ٹھہرا وہ ٹکڑا چبوترے کا غائب ہوگیا خواجہ کو اس عجائبات کے دیکھنے سے بشکل آئینہ حیرت تھی اور ظاہر کوکب کی عظمت تھی فی الجملہ مجبور ایسے رہبر کا جو ساتھ چھوٹا تھا اور جانتا تھا کہ یہ راہ طلسم کی ہی بغیر واقف کار کے آگے بڑھنا مناسب نہین بس اسی جگہ ٹھہر کر سیر وکیفیت مین صحرائے جواہر زرین کے مصروف ہوا ناگاہ جس درخت کے نیچے بیٹھا تھا اسکا ایک پتا ٹوٹ کر گود مین گرا اس نے دیکھا کہ زمرد کا پتا ہی اور یاقوت کے حرف اسپر منقوش ہین یہ دیکھکر اس کو اُٹھایا کہ دیکھون کیا لکھا ہی جب اُٹھا کر پڑھا لکھا تھا کہ ای باغبان گلشن عیاری آپ کے بارے مین ماہ جادو نام ساحر ذی احترام سے اور بادشاہ سے اس طلسم کے بحث ہوئی ہی اور ماہ جادو آپ کے قتل کا بیڑا اٹھا کر چلا ہی اسی جگہ کہ نام اس کا بیابان زرین ہی آیا چاہتا ہی ہوشیار ہو جائیے عمرو نے پتے پر یہ بات دیکھکر چاہا کہ پتا زنبیل مین رکھون اور آپ فکر عیاری کرون پتا ہاتھ سے چھوٹ کر اڑا اور پھر درخت مین جا کر لگ گیا عمرو دلمین حیران تھا کہتا تھا الٰہی کیا اسرار ہی کیا عالیجاہ اس بادشاہ کی سرکار ہی مگر مال اسکا پایابی کا مال ہی کہ ایک پتا سرکے کیا مجال ہی مجھکو یہ پتا نہ لینے دیا اس سے بڑھکر اور کتنا وردنی پن کیا ہوگا اور یہ کون ایسا میرا دوست یہان ہی جس نے ماہ جادو کے آنے کی خبر دی یہ عنایت بغیر ملاقات مجھ پر فرمائی کہ بیت چہ لطف بود کہ ناگاہ رشحۂ قلمت + حقوق خدمت ما عرض کرد بر کرمت + خیر جو کوئی ہوگا معلوم ہو جائیگا لیکن تم ہوشیار ہو رہو یہ تجویز کرکے ایک تاج زمرد نگار زنبیل سے نکال کر سر پر رکھا اور دھوتی زردوزی چادر کی باندھی جواہر کے مالے گلے مین ڈالے بُت جواہر کے کہنی سے شانے تک باندھے جھولا بادلہ نگار اسباب سحر رکھنے کا گلے مین لٹکایا منقل آتشین کو سلگا کر سامنے رکھ لیا ترسول زمین مین گاڑ دیا اس ہئیت سے ساحر معزز صورت بنکر بیٹھا بعد لمحہ کے ماہ جادو اڑتا ہوا آکر پہونچا اور اول تمام صحرا مین بیک نگاہ دوڑا کر عمرو کو تلاش کیا کہین نظر نہ آیا ایک درخت کے نیچے تاج پہنے ساحر کو بیٹھے پایا سمجھا کہ یہ بھی کوئی عہدے دار سرکاری ہی بس سحر سے دریافت کرکہ عمرو کس جگہ ہی یہ سوچکر چاہا کہ سحر کرون پھر خیال آیا کہ پہلے اس ساحر سے چلکر پوچھو اگر یہی بتا دے تو پھر کیا سحر کی ضرورت ہی غرضکہ عمرو کے پاس آیا اول صاحب سلامت کی پھر یون گویا ہوا کہ بھائی تم کب سے یہان بیٹھے ہو عمرو نے کہا بڑی دیر سے اور میرا تو یہان مسکن ہی شاہ کی طرف سے بہر حفاظت صحرائے زرین یہ حقیر

تعین ہر ماہ نے کہا کہ پھر تم کو کچھ معلوم ہی کہ عمرو عیار یہان آیا تھا یا نہین عمرو نے منھ بنا کر جواب دیا کہ وہ آیا بھی اور شاہ
کوکب نے اسکو بلا بھی لیا یقین ہی کہ دربار مین پہونچ گیا ہوگا کیا تم اس کے لینے کو آئے تھے ماہ نے کہا کہ نہین
بھائی بادشاہ کا ایمان پھر گیا ہی خدائے نادیدہ کی پرستش کیا چاہتا ہی مین عمرو کو شرط کرکے قتل کرنے آیا
ہون یہ کہکر جو کچھ گفتگو بادشاہ سے اور اس سے ہوئی تھی وہ سب حقیقت بیان کی پھر کہا کہ بھلا جسکی طرف
بادشاہ ہوگا وہ کب ہاتھ آئیگا دیکھیے اپنے سچے ہونے کے لیے مجکو تو ادھر روانہ کیا اور عمرو کو بلا لیا اب
ایسی دھوکے بازی سے سامری کی پناہ کہ بقول حافظ چہ جائے من کہ بلرزد سپہر شعبدہ باز + ازین حیل کہ در انبان
بہانہ تست + اچھا مین جاتا ہون اور دربار ہی مین اسکو مارونگا یہ کہہ کر پرواز کرکے روانہ ہوا اور چشم زدن
مین اندر دربار کے سامنے شاہ کے آیا یہان عمرو کو نہ پایا حیران ہر سمت کو دیکھتا تھا کہ بادشاہ نے کہا
کہ کہو سر عمرو کا لائے اس نے عرض کیا کہ حضور نے تو مجکو ادھر بھیجا اور اس دزد کو آپ بلا لیا شاہ نے
فرمایا کہ تو مجھے بھی جھوٹا بناتا ہی اس نے کہا کہ میری کیا مجال ہی لیکن محافظ بیابان زرین مجھ سے
کہتا تھا کہ شاہ نے اس کو بلا لیا شاہ نے یہ سنکر ہنسکر فرمایا کہ او بیوقوف محافظ کیسا وہی عمرو عیار
ہی ورنہ وہ چاہتا تجکو مار ڈالتا اے ماہ مین یہ کہے دیتا ہون بیت اسکا آنا خوشی کا آنا ہی + ایک
آفت سی گھر مین اٹھتی ہی + اگر عمرو تجکو مار ڈالیگا تو مین شنوائی نہ کرونگا تو اپنا خون اپنے ہاتھون
سے کرتا ہی عمرو کی اس مین کچھ خطا نہین ماہ یہ تقریر سنکر عمرو کی فطرت پر حیران ہوا کہ واقعی مین پاس کھڑا
رہا اور اُسے نہ پہچان سکا لیکن دل کڑا کرکے عرض پیرا ہوا کہ اے بادشاہ مین نے اپنا خون بحل کیا اب
اس ناعیار کو مارے لیتا ہون یہ کہکر الٹے پیر پھرا اور عمرو کے پاس آیا عمرو نے کہا کیون پھر کیون آئے
اس نے نعرہ کیا کہ باش او دزد مکار تو نے بڑا غضب کیا کہ روبروے بادشاہ مجھکو ذلیل کرایا فقرہ
دے کر الٹا پھیر دیا اب تجھکو کب چھوڑتا ہون بس اتنی مہلت تجھے دونگا کہ گھڑی بھر مین تو اپنا حربہ
درست کر لے یہ بھی اس لیے کہ بادشاہ سے وعدہ کر چکا ہون کہ عمرو کو ہوشیار کرکے مارونگا یہ کہکر
کچھ سحر پڑھکر اس جنگل کو سحر بند کر دیا کہ عمرو یہان سے کہین اور بھاگ نہ جائے اور آپ نظر سے پوشیدہ
ہو گیا اس کا چلا جانا عمرو کو غنیمت ہوا فی الفور ایک قیدی زنبیل سے نکال کر بیہوش کرکے بکفن عیاری
لمحہ بھر مین اپنی ایسی صورت بنا کر وہی لباس اسکو پہنا کر ہوشیار کیا اور کہا اے شخص مین خداوند
لات اعلے کا پیک ہون بڑی مشکل سے تجھکو عمرو کی قید سے چھڑا کر بحکم خداوند عمرو کی ایسی صورت تیری
بنا دی اب جو کوئی تجھ سے پوچھے کہنا مین عمرو ہون خداوند جو سلطنت کہ عمرو کی ہی وہ تجھ کو دینگے
بشرطیکہ تو اس امتحان مین پورا اترے اگر تو اپنے تئین عمرو نہ ظاہر کریگا تو خداوند اب کی
قتل کر ڈالینگے اس قیدی نے رہائی پا کر خوش ہو کر کہا جیسا آپ فرماتے ہین ویسا ہی مین کرونگا
عمرو اسکو بٹھا کر آپ گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا لیکن وہ جنگل محصور بہ سحر تھا کہین اور نہ جا سکا وہین

ٹھہرا رہا بعد لمحہ کے ماہ جادو پھر آیا اور نقلی عمرو سے کہا کہ مین تجھکو مہلت بھی دے چکا اور ہوشیار کر چکا اب وعدۂ شاہ کوکب پورا ہوگیا لے سنبھل وہ قیدی یہ گفتگو سنکر پکارا کہ کیا بکتا ہی منم عمرو اسنے یہ نعرہ سنتے ہی ایک گولا فولادی مارا اس نقلی عمرو کے سر پر پڑا کہ سر ہزار ٹکڑے ہوگیا تڑپ کر مرگیا وہ قیدی عمرو نے غیر ساحر لات پرست زنبیل سے نکالا تھا اسوجہ سے علامت اسکے مرنے کی کچھ برپا نہ ہوئی ماہ بہت خوش ہوا اور سر کاٹ لیا لیکن دل سے کہتا تھا کہ شاہ کوکب اسی عیار کی تعریف کرتا تھا کہ ایسا ہی اس نے تو ہاتھ بھی نہ ہلایا اور کچھ بھی اس سے نہ ہوسکا کہ بموجب بیت

اک عمر سے ہمین جو قیامت کا خوف تھا + وہ چلتے پھرتے حشر کا دھڑکا مٹا گئی + خوب ہوا کہ بادشاہ کا دین بھی رہا اور افراسیاب سے لڑائی بھی نہ ہوئی ورنہ بڑا کشت و خون ہوتا ظاہر ایہ معلوم ہوتا ہی کہ سامری کو اس طلسم کی بربادی منظور نہ تھی اس وجہ سے عمرو کو بے دست و پا کی طرح میرے قابو مین کردیا ورنہ ایسا شخص اور کچھ نہ کرسکے یہ عنایت سامری ہی کہ بیت کیا رام اس بت کو باتون مین جاکر + بتائی برہمن نے ساعت کچھ ایسی + یہ سوچتا ہوا دریائے فکر مین غوطے لگاتے دو ہی قدم آگے چلا تھا کہ بروئے ہوا ایک شعلہ سا چمکا اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ایک پریزاد ہوا سے اتر کر زمین پر آئی معلوم کیا کہ کنیزان کوکب مین سے شاید یہ ہی بس اس نازنین کے قریب گیا دیکھا کہ آفتاب تابان گویا زمین پر اتر آیا ہی اسی کی طلعت پرنور دیکھکر مہتاب نے سینے مین داغ کھایا ہر ہر تار مو مین موتی پروئے ہین یا شب تار مین تارے چمکتے ہین کوچۂ زلف مین ہزار ہا روشن دل پڑے بھٹکتے ہین گیسو اسکے دام الفت تھے گرفتار اس مین اہل محبت تھے کہ بموجب بیت انجمن کو دل کی دام محبت بنا گیا + دھیان انکے گیسوؤن کا بڑا جعلساز تھا + روی تابان بسان آفتاب تابان لب لعلین برنگ یاقوت رمانی درخشان کہ فرد لب لعلین ہین ترے لعل یمن سے بہتر + مشکبو زلف ہی تاتار ختن سے بہتر + سیب زنخدان پر گلزار جنت قربان صراحی گردن سے مے سرخ کی طرح عرق پان کا نمایان ساعد و بازو دست بمثل عالم شکم و ساق و پا نرم نرم مثل سحاب و سنجاب و قاقم از سرتا پا شعلۂ نور بلکہ شمع طور بیان شرر طور بھی اس کے حسن کا فروغ سنکر افسردہ ہوا کہ ایک مدت ہوئی آج تک نہین اٹھا کہ بمقتضائے نظم

زہے شراب لبت مایۂ طربناکی
نموده نرگس مستت ہزار بیباکی

گذر بدامن پاکت نہ کردہ باد صبا
کجا شگفتہ گلے در چمن بدین پاکی

بیک کرشمہ کہ کردی ہزار دل بردی
تبارک اللہ ازین چابکی و چالاکی

نشستہ ام برہت چون غبار و می ترسم
کہ ناگہان بکشی دامن از من خاکی

جواب تلخ شنیدن ز لعل می گوئی
چو تلخی می تاب آورد فرخناکی

ماہ جادو اس نازنین کو دیکھتے ہی فریفتہ جمال ہوا اور بہ منت تمام اس گلفام سے کہا **نظم**

اے نو بہار تازہ تر تازہ بہار کیستی	دہ چہ نگار طرفہ تر طرفہ نگار کیستی
ہست رخ تو ماہ کو کبۂ تو شاہ حسن	ماہ کدام کشورے شاہ دیار کیستی
لالہ و سرو این چمن منفعل اند پیش تو	سرو کدام گلشنے لالہ عذار کیستی
خستۂ رنج فرقتم کشتۂ درد حسرتم	من بمیان محنتم تو بکنار کیستی

وہ گل پیرہن بجواب ان باتون کے مسکرا کر زبان پہ لائی کہ یہ تعریف آپ نے اپنے گھر والیون کی فرمائی بندی تو اس لائق نہین مجھکو شاہ کوکب نے آپ کی خبر لینے بھیجا تھا فرمایا تھا کہ جا کر دیکھو عمرو و ماہ سے کیا گذری فی الجملہ مین تم کو سر عمرو کا لیے ہوئے دیکھتی ہون معلوم ہوا کہ وہ مارا گیا بس یہی حال مین جا کر عرض کیے دیتی ہون کہ ماہ صاحب سر دشمن کا لیے حاضر ہوا چاہتے ہین ماہ نے کہا اے حور نژاد ہم بھی دربار شاہ مین جائین گے اور تم بھی وہین چلتی ہو ہم تم ساتھ ہی نہ چلین ایک سے دو بھلے اس حور پیکر نے مسکرا کر جواب دیا کہ چل بچے مردوے ذرا ہوش مین آ جا مین فریب تیرا سمجھتی ہون تیری باتین میرے ناخونون پر ہین کچھ بندی ایسی گدھی نہین لو صاحب یہ موا امردوا مسٹنڈا مین اکیلی وھان پان سی عورت اس کے ساتھ چلون بھلا سن تو اگر راہ مین تجھ پر شیطان چڑھے تو مین نگوڑی کدھری کی نہ رہی تو مجکو جبر غنڈ کرے نے ترے منھ کو جھلسا سات چھیرون کا پھوس ماہ ان باتون کو سنکر فرط خندہ زنی سے لوٹ گیا پھر اپنے تئین سنبھال کر اس پریوش کا ہاتھ پکڑا اور کہا یہ عجب بیت

پھیری جو نظر تم نے تو سب پھر گئے مجھ سے + کچھ اور تھی ہان ہو گئی دنیا ابھی کچھ اور + ہان مین بغیر ساتھ لے جانے نہ رہونگا نازنین نے بگڑ کر کہا دیکھون تو کیونکر لے جائیگا نا صاحب مین نہ جاؤنگی جو کوئی سنیگا یہی کہیگا کہ بُوا تم نہیں تھین جنگل بیابان سنسان مین مردوے کے ساتھ چلی گئین کیا تم نہ جانتی تھین کہ اکیلے مین سب کچھ کر ڈالیگا پھر مین لاکھ قسمین کھاؤنگی کسی کو یقین نہ آئیگا سب یہی کہین گے کہ بہانہ بازی کرتی ہے یہ رنڈی خود ہی مستانی تھی جب تو یہ جوان جہان ہو کے مردوے کے ساتھ چلی گئی مین ایسے چلنے کے قربان جس سے آبرو مین فرق آئے بندی ایسی او ماتی نہین تم جاؤ اپنے کام لگو میرے فراق مین نہ پڑو ماہ اس کی دوبارہ تقریر سنکر مر ہی گیا اور بکار افزود ناز سے اترا کے چلنا قہر تھا + ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دامن محشر گرا + یہ کہکر اس رشک قمر کا ہاتھ پکڑ کر کہا ہم سے قسم لے لو جو ہم تمھین بے طریق ہاتھ لگائین اس غنچہ دہن نے کہا لے بس بس اپنے اٹھائی چالون الگ لگاؤ ہاتھ بے طریق اپنی امان کے جا کر لگاؤ اور سنو میرے صاحب کسی کی مجال ہے جو مجھے بری نگاہ سے دیکھے آج تک اتنا سن آیا سرکار کی نوکری مین ہزارون جگہ اکیلی دکیلی ملکہ بیرتا ان جنین جم جم اُن کی سلامتی مین جاتا ہو بھلا کوئی کہہ تو دے کہ اس شخص کو ہم نے کسی سے

ہنستے دیکھا تھا اور میان اگر ہمارا جی چاہے کرنے کو تو کوئی کیا ہی سو لو جچھا مین چھوٹین آج تک تو سامری نے بچایا ہی اس گفتگو مین ماہ نے اپنی طرف کھینچا واضح ہو کہ یہ پریزاد عمرو ہی جو عیاری کرنے آیا ہی لیکن پہلے ماہ جادو نے بھی مہلت کچھ دیر کی دی تھی اس وقت عمرو بھی گفتگو کو طول دے رہا ہے کہ مجھکو کہنے کو ہوگا کہ اتنے عرصہ تک مین تجھ سے ہمکلام رہا اور تیرے پاس کھڑا تھا اگر تو پہچان نہ سکا اگر تو نے مجکو مہلت دی تھی تو مین نے بھی اتنا عرصہ لگایا کہ شاید تو پہچان لے لیکن تو میری صورت مصنوعی پر ایسا فریفتہ تھا کہ ذرا بھی تمیز نہ کر سکا فی الجملہ ماہ نے اسکا ہاتھ کھینچا اس نے اپنا ہاتھ کوٹا کہ ہی ہی مین نگوڑی کیون آئی تھی میری تو غضب مین جان پڑگئی جس بات سے سدا مین ڈرا کی جمشید قسم آخر وہی سامنا ہوا لیکن یہ بخیریت ہے اے مین ابھی اپنی ملک سے کہکر دھرے تو اڑوا دون کوئی مجھے ہاتھ لگائے تو دیکھے پھر تو دیکھو مین کیا کرتی ہون اچھا چلو مین ساتھ چلتی ہون دیکھون تو کیا کر لیتا ہی یہ کہکر ساتھ چلی راہ مین خاصدان نکال کر اس گلبدن نے گلوری کھائی اور ماہ کے بغیر مانگے آپ ہی انگوٹھا دکھا دیا ماہ اس کی اداؤن کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ انکار اس کا عین اقرار ہی کرشمہ اٹھاتا ہی تصور پردہ اور حیرت گراتی ہی + جو محو یار ہو جائے کشاکش درمیان کیون ہو + چھیڑتا چل یہ سوچکر اس نازنین سے کہا ہمین بھی گلوری دو اس نے کہا ٹھینگا ماہ نے کہا نہ دو ہمارے پاس عطر ہی ہم بھی نہ دین گے اسنے کہا دیکھین ماہ نے جھولے سے سحر کی شیشی نکال کر دکھائی اور کہا لو ہم تمھاری طرح بخیل نہین اس سیمبر نے ہنسکر کہا مجھے کیا کرنا ہی میری محرم بسانے کو خواصین عطر کی شیشیان انگیا مین رکھ دیتی ہین اور میرے عطر دان مین بھی عطر بہت ہی یہ کہکر اندر دوپٹے کے ہاتھ ڈالا پھر ہاتھ دوسرا ماہ کی آنکھون پر رکھدیا کہ سامری قسم میرا دوپٹا ہٹا ہی میری محرم پر آنکھ نہ ڈالنا یہ کہکر خوب زور سے آنکھین اپنے ہاتھ سے بند کین اسپر بھی کہتی جاتی تھی کہ یا سامری جو میرے تئین ننگا دیکھے اس کے دیدے بیتم ہو جائین غرضکہ اس حیلے سے آنکھین بند کرکے عطر بیہوشی زنبیل سے نکالا اور آنکھین کھول دین کہا لو عطر موجود ہی موسے عطر کی بھی یہ اصل ہی کہ جسپر کوئی اترائے اور رسات پردہ مین چھپائے یہ کہکر شیشی ماہ کے ہاتھ مین دی اس نے سونگھی چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا اس نے زبان مین اسکی سوزن دیا اور درخت سے باندھ کر ہوشیار کیا جب وہ ہوش مین آیا عمرو نے کہا اے ماہ دیکھا عمرو کو اب کیا کہتا ہے شناخت مین پروردگار کی ماہ جادو یہ کیفیت دیکھکر پہلے تو حیرت زدہ ہوا پھر مسلمان ہونے سے انکار کیا عمرو نے خنجر کھینچکر چاہا کہ سر کاٹ لون اسوقت زمین سے ایک پتلا نکلا اس نے ہاتھ پکڑ لیا آواز آئی کہ اے گلچین حدیقہ عیاری مرحبا یہ نالائق اپنی سزا کو پہونچگیا اس کو قتل نہ کرنا چاہیے کہ یہ میرا رفیق ہی یہ صدا سنکر عمرو و ماہ دونون بیہوش ہوگئے پتلے نے ان دونون کو اٹھا کر ایک باغ مین بیابان لالہ زارستان کے پہونچایا اس باغ مین ایک بنگلہ پر تکلف تھا دونون کو لا کر وہین رکھا آنکھ عمرو کی

کھلی دیکھا پتلا بلورین کھڑا ہی اور ماہ بیہوش پڑا ہی یہ دیکھکر حیرت تھی کہ دفعتًا پتلے نے دست بستہ عرض کیا کہ شاہ نے آپکو سلام شوق کہا ہی اور عیاری کی تعریف فرمائی ہی کہا ہی کہ بس امتحان ہوچکا اب اس متعرض ماہ کو میرے پاس بھیجدیجیے اور آپ اسی باغ مین فروکش ہوجیے سب سامان راحت حاضر ہوگا کسی طرح کا رنج نہ پہونچیگا عمرو نے ماہ کو حوالے کیا پتلا لے گیا اور سامنے بادشاہ کے لایا شاہ نے ہوشیار کرکے پوچھا کہ کیون اے ماہ جادو عمرو کا سر لائے ماہ کی جو آنکھ کھلی سامنے بادشاہ کو دیکھا بہت شرمندہ ہوا اور عرض کیا کہ واقعی آپکا فرمانا راست ہے عمرو عیار آفت روزگار بد بلا ہی دم بھر مین عورت بنتا ہی دم بھر مین مرد کبھی کچھ اور کبھی کچھ نیرنگ بازی دکھاتا ہی اُسکا مقابلہ کوئی نہین کرسکتا کہ بیت ترے رفتار کے فتنون سے دنیا بھر گئی ساری + کہین آپ کا بقدر بہی نہین ملتا قیامت کو - اب مین اس کا معتقد ہوا اور وہ نامہ جو ملکہ ہیران کے لیے آپ نے لکھا ہی مجھکو دیجیے کہ خدمت ملکہ عالم مین لے جاؤن اور عمرو کو استقبال کرا کے بلاؤن کوکب نے نامہ جسکا ذکر اول مین کیا گیا اسکو دیا کہ یہ لے کر روانہ ہوا اس قلعہ سے کہ جہان بادشاہ رہتا ہی شہر ہفت رنگ دور ہی درمیان مین ایک دریا بہتا ہی اس طرح کہ جیسے طلسم ظاہر و باطن کے درمیان دریاے خونخوار ان طلسم ہوشربا مین ہی اور جسطرح دریا پر جاکر ساحر عرض کرتا ہے کہ افراسیاب مین حاضر ہونگا ویسے ہی یہان پر ان کو ادھر کا جانے والا پکارتا ہی اور اس طرف سے جو آتا ہی کوکب کو پکارتا ہی پنجہ پیدا ہوکر اٹھالے جاتے ہین ماہ نے حسب دستور کنارے دریا کے پہونچکر پکارا ایک مچھلی جس طرح سے دریاے ہفت رنگ سے ماہی پریزاد نکلی تھی ویسی ہی پیدا ہوئی اور ماہ کو سوار کرکے اپنی پشت پر اس پار لے گئی جب اس کنارے پر پہونچا پنجہ پیدا ہوا اور لے کر چلا شہر ہفت رنگ کو طے کرکے جب باہر ہوا سات دریا راہ مین طے سب پنجہ نے طے کیے اتفاقًا ملکہ قلعۂ ہفت رنگ سے موتی باغ مین سیر کرنے کو گئی ہین اور موتی باغ دریاؤن کے پار ہے اور موتی باغ کی بارہ دری اتنی بلند ہی کہ اسکے اوپر کے درجون پر سے یہ ساتون دریا بہتے ہوے نظر آتے ہین غرضکہ پنجہ ماہ کو لیے ہوے موتی باغ پر آیا اس نے کبھی یہ باغ نہ دیکھا تھا آج دیکھا کہ چار دیواری اس باغ کی چاندی کی ہی در باغ پر دروازہ سونے کا لگا ہی ہزارہا موتی جڑا ہی پردہ زردوزی کا پڑا ہی پردہ چشم عاشقان کا پردہ ہی کہ بیت وہ پردہ کیا جو پردے سے پردہ ذرا نہ ہو + وہ شرم کیا حیا سے جو تجھکو حیا نہ ہو ماہ اندر باغ کے آیا یہ باغ بھی نرالا طلسمات کا پایا تعریف بصراحت تمام بروقت آنے عمرو کے بیان ہوگی بیچ مین باغ کے بارہ دری موتی کی بنی تھی ہزارون دروازے کی چوڑی بڑھی تھی سب در کھلے ہوے تھے اوپر کے درجون سے وہی ساتون دریا نظر آتے تھے بارہ دری کے گرد چھبیس بنگلے بنے تھے اور چھبیس برج آراستہ تھے برجون کے سامنے گھیرے مخمل کے

کارچوبی و موتی و جواہر کی جھالر کے استادہ تھے ان کے جواہر کے بتھے بیچ مین بارہ دری کی بیچ نشین پر کئی سو زینے کا تخت بچھا تھا اور تخت کے گرداگرد ہزارہا دنگل و کرسی جواہر کار آراستہ تخت پر ملکہ بران شمشیر زن جلوہ فرما تھی اور ہزارہا انیس مدبران سلطنت وغیرہ دنگلون کرسیون پر بیٹھے تھے پس پشت تخت سات ہزار خواص دریاے جواہر مین غرق عہدے لیے کھڑی تھین اور سامنے تخت کے سات ہزار غلامان مہ صورت حور پیکر غلمان منظر زرین لباس زرین کمر دست بستہ حاضر تھے لیکن سب برنگ تصویر چپ اور سر گردن جھکائے رعب سے بات کرنا کیا ایک دوسرے سے آنکھ نہ ملاتا ناچ سامنے ہوتا تھا دورہ شراب ارغوانی و زعفرانی تھا کہ ماہ ساسنے آیا مجرا کیا آداب بجا لایا اور بعد ادب و بزبان عجز ملکہ کی دعا و ثنا مین مصروف ہوا کہ ابیات

تنت بناز طبیبان نیاز مند مباد	وجود نازکت آزردۂ گزند مباد
سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست	بہیچ عارضہ شخص تو دردمند مباد
درین چمن چو در آید خزان بیغمائی	رہش بسرو سہی قامت بلند مباد
دران بساط کہ حسن تو جلوہ اندازد	مجال طعنۂ بدبین بد پسند مباد
جمال صورت معنی ہمین ہمت تست	کہ ظاہرش دژم و باطنت نژند مباد
ہر آنکہ روی چو ماہت بچشم بد بیند	بر آتش تو بجز چشم او سپند مباد

ملکہ نے اسکو رفیق شاد کوکب جان کو خلعت سرفرازی دیا اور باعث آنے کا استفسار کیا ماہ نے نامۂ بادشاہ لانے کا حال عرض کیا میرزان وزیر ملکہ کا شندیل وزارت پہنے پایۂ تخت کے قریب حاضر تھا اسنے لے کر ملکہ کے روبرو پیش کیا ملکہ نے اول زر نثار کرایا پھر سر پر رکھا آنکھون سے لگایا بعد اسکے لفافہ چاک کر کے مطالعہ فرمایا مضمون مندرجہ سے واقف ہو کر میرزان کو حکم دیا کہ جاؤ اور نہایت تعظیم سے عمرو بن امیہ تشریف لائے ہین باغ بیابان انارستان مین ہین انھین اسی باغ مین لے آؤ ایک دعوت ان کی اس جگہ کی جائے گی جبتک شہر ہفت رنگ آراستہ ہوگا اور خواجہ بھی بیرون طلسم کی سیر کرلین گے پھر اندر قلعہ کے قدم رنجہ فرمائین گے وزیر یہ حکم محکم قضا شیم ملکہ عالم سنکر آداب بجا لایا اور باہر آکر بارہ ہزار ساحران نامی کو لباس اور اسلحہ سے آراستہ کر کے تخت طاؤسی بہر سواری خواجہ ہمراہ لے کر بڑے ساز و سامان سے روانہ ہوا علمہائے زنگاری کے پھریرے کھل گئے نقارے شاہی بجنے لگے کئی ہزار کنیزان مہر دیدار چنور رباب ہاتھ میں لیے اور عہدے ہاتھون مین لیے تخت کے ہمراہ تھین نہایت تجمل اور شوکت سے یہ سب تو چلے لیکن عمرو نے جو ماہ جادو کو ہمراہ تیلہ ملید کر دیا تھا اور ٹھہر رہا تھا سوچا کہ اس باغ مین چلکر سیر کر دن پس تمام باغ مین پھرا یہ تماشا دیکھا کہ یہ باغ دشت زرین طلسم سے کہین بڑھ کر ہے کہین زمرد نگار سرو موزون ہے کسی جا یاقوت کا لالۂ احمر

آفتاب اپنی شاخہاے شعاع زرین کو وہان کے درختون کی شاخون پر نثار کرے نخل کہکشان و برشے درختان پر اثمار بے برگ و بار نظر آئے خوشۂ سنبلۂ فلک وہان کی شاخون اور شگوفون پہ سو جان سے نثار زبان پر انبتہ اللہ نباتا حسنا ہر بار اس باغ کا یہ ادنی شگوفہ ہی کہ کدیور روزگار نے اسکی سرسبزی پر رشک کھاکر گلہاے مہر و ماہ کو مع گلہاے انجم سبد فلک مین لگا یا سامنے ہوا خواہان کے لایا اُنھون نے مہ و مہر کی جو پر ضیا تھی اس پھولون کے روبرو جو باغ مین ہر ناپسند فرمایا یعنی ماہ کو داغی اور آفتاب کو نہایت گرم بتلایا گلہاے انجم آج تک وہان کے پھولون کے سامنے ارزان ایسے ہین کہ کوئی خیال مین بھی نہین لاتا اس باغ کے اشتیاق مین فلک ہمیشہ چکر لگاتا ہے مگر ایک شگوفہ بھی نہین پاتا ہے کہ بموجب

ابیات

حکم رانی پہ ہوا میل سلیمان بہار　　عشق پیچان بنگیا طغرائے فرمان بہار
روشنی ہوے جو آنکھون مین تو سیر باغ ہو　　لالۂ آتش زبان ہی شمع ایوان بہار
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے　　نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار
شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا　　نے سواران چمن ہین مرد میدان بہار
آب جو مین ہین صفا مین سینۂ اشراقیان　　ہر گل خوشبو ہی افلاطون یونان بہار
لالہ و گل سے ہنوز آباد ہی بزم چمن　　سرو شمع سبز ہی سنبل شبستان بہار

عمرو سیر کرتا ہوا در باغ پر آیا یہان پہلوے در مین زینہ بنا تھا اس پر چڑھ گیا دیکھا کہ سامنے در باغ کے جہان تک نگاہ کام کرتی تھی انار کے درختون کا جنگل لگا تھا ہزارہا انار مثل پستان شاہدان قامت شاہد شجر سے ہویدا ہی ادہر انار شق ہو گیا ہی دانے اس کے دندان سبز رنگان دہر کو شرماتے ہین درخت مثل حلہ پوشان کے سرسبز نظر آتے ہین زبان باغبان روزگار پر ثنا مین اس دشت کی آیہ نخل درمان جاری ہی جاروب کش اس دشت کی باد بہاری کہ

نظم

نوجوانان چمن استادہ ہین جا لاک چست　　نغمہ زا ہین نالہاے عندلیب خوش بیان
ابر ہی اٹھکھیلیون پر برق ہی بیتاب حال　　چہچہے ہین طائران خوش نوا کے ہر زمان

عمرو کبھی اس باغ دلکشا کی سرسبزی دیکھکر آیہ وافی ہدایہ کمثل جنۃ انبتت سبع سنابل زبان پر جاری کرتا اور کبھی دشت نضارت آگین کے تماشے سے جنت وعدن تجری من تحتہا الانہار پڑھتا کہ ناگاہ سامنے سے نشان ہاتھیون پر نمودار ہوے ڈنکے بجتے سنائی دیے شتر سوار دل کے پرے نظر آئے یہ ایک بار ماہ کے ہاتھ سے زک پا چکا تھا بموجب مثل دودھ کا جلا چھاچھ پھونک کر پیتا ہی سمجھا کہ ماہ کو تو تیلاے گیا ہی وہ یہان کا سردار رہی اب دوبارہ فوج لے کر تیری گرفتاری کو آتا ہی یہ سمجھکر اسی جگہ رنگ و روغن عیاری لگا کر ایک بڑھیا کی ایسی صورت بن کر چادر محمودی کی اوڑھی اور مثل ضعیف

عورتون کے جابجا دست وگوش مین سادہ سادہ زیور الماسی پہنا ہاتھون مین پٹریان اور سر پر مین کہربا ے شمعی کی باندھلین کانون مین ایک ایک بالی ڈالی گلے مین ہیکل جسکی تختیون پر نام سامری وجمشیدی وزردشت وغیرہ کندہ تھے پہنی اور گھڑا ایک زنبیل سے نکالکر شربت گھولا بیہوشی آمیز کی اور گھڑے کو لے کر نیچے اترکر آگے بڑھا کہ یہ فوج جو آتی ہی اُسکو نذر سامری کا شربت پلاؤن اور بیہوش کرکے مار دون جو بچ جائینگے اُن کو حقۂ آتشین مار کر بھگا دونگا جیسا کچھ ہوگا دیکھونگا غرضکہ گھڑا لیے ہوے ایک درخت انار کے نیچے آیا یکایک اُس درخت سے ایک انار ٹوٹ کر زمین پر گرا اور شق ہوا ایک پتلا بالشت بھر کا اس مین سے نکلا گویا ہمشیرۂ بہار سے پھل پیدا ہوا لمحہ بھر مین وہ پتلا جوان خوشرو حسین طرحدار بنگیا لباس حسرخ زیب قامت کیے تھا اس نے خواجہ کو سلام کیا عمرو نے دعا دی کہ سامری عمر دراز کرے برخوردار ہو پھر کہا کہ بیٹا مین بڑھیا یہ شربت سامری کی نذر کا لائی ہون تم بھی ذرا سا چکھ لو وہ جوان ہنسا اور کہا کہ خواجہ آپ مجکو دم دیکر بیہوش کیا چاہتے ہین آپ کو معلوم نہین کہ یہ بیابان انارستان ہی جتنے انار اس مین لگے ہین ان سب مین فوج شاہ کوکب ذیشان ہی یہان آپ ہی کا ایسا کسی کا اقبال ہو تو آسکے ہم کو آپ کے آنے کی خبر مل چکی ہی اور حکم اطاعت کرنے کا دیا گیا ہی نہین تو یہان سے جانا غیر ممکن تھا جس طرح گورمین بھٹکتے رہتے ہین اس طرح سے فوج انارون سے نکلتی اور حضور کو جانے نہ دیتی مین آپ کو اطلاع دینے انار سے نکلا ہون کہ یہ فوج جو آتی ہی یہ میرزان وزیر ملکہ بران آپ کے لینے کو آتا ہی جلوس شاہانہ ہمراہ لاتا ہی حضور کو چاہیے کہ ان سے بڑے تپاک سے ملیے نہ کہ ان کے قتل کی فکر کیجیے عمرو نے جب یہ کیفیت اس جوان سے سنی کہا پہلے سے تو نے مجکو اطلاع کیون نہ دی میرا شربت سب خراب گیا وہ جوان ہنسا اور کہا اس کے عوض جو فرمائیے وہ حاضر ہو عمرو نے کہا کچھ مجکو محتاج سمجھا ہی یہ کہکر شربت کا گھڑا زنبیل مین رکھا کہ پھر کہین کام آئیگا وہ جوان پھر پتلا بن کر انار مین چلا گیا اور انار درخت مین جاکر لگا عمرو وہان سے بہت جلد اندر باغ کے آیا اور بارہ دری مین پہونچکر جلد جلد فرش قاقم وسنجاب زنبیل سے نکالکر تمام بارہ دری مین بچھایا مسہریان آراستہ کین دنگلہاے جواہر کار گسترده کیے مسندین مغرق پر تکلف موتیون کے جھالر کی بچھائین ایک تخت کرسی سوزنیہ کا بیچ مین دنگلون کے بچھایا اور یہ سب سامان جنہین بچون کو زنبیل سے نکالکر آن واحد مین درست کرایا راوی کہتا ہی کہ جب ملک سبائل جہان لقا خدائی کرتا تھا اور یہ ملک اُسکا تخت گاہ تھا وہ اہل اسلام نے جب فتح کیا اور لقا بھاگا تو عمرو نے اسکی بیٹھکون کو جس مین جواہر کے لاکھون درخت تھے اور اسباب نادر اعجوبۂ روزگار بہت تھا توڑکر زنبیل مین رکھا ہی پس وہی اسباب اس جگہ نکال کر آراستہ کیا اور آپ وہ خلعت وتاج گوہر نگار جو ملکہ آسمان پری نے دیا ہی زیب قامت کیا اس مین ایک ایک موتی برابر بیضۂ مرغ کے لگا تھا اور ایسا جواہر ٹکا تھا جو کبھی جوہری فلک نے چشم

مہر و ماہ سے بھی نہ دیکھا تھا باوجود کہ لعل بدخشانی حرارت آفتاب سے پیدا تھا مگر اس خلعت کا ایک ایک لعل رشک دے کر آفتاب کو جلاتا تھا غرضکہ تاج لعل و گوہر سر پر اور قبائے سلیمانی در بر دہ قبائے زرین شاید تار خطوط شعاع مہر سے یا تار نفس مہر طلعتان سے کر سی گئی تھی گوٹ اسکی شفق دامن سحر کو شرمندہ بناتی تھی اپنے روبرو ملگجی بناتی تھی کہ بمقتضائے **ابیات**

حلہ استبرق و ابریشمین
برمین ایسا تھا کہ دیکھا ہی نہین

جسکی قیمت ہے خراج سلطنت
رونما حسن کا تھا باغ سلطنت

سر پہ اُسکے تھا مرصع ایسا تاج
رونما حسن کا ہو دنیا کا خراج

باین زینت و آرایش اس تخت فلک رفعت پر جلوہ گر ہوا اس اثنا مین میرزان وزیر تجمل شاہی کو دریاغ پر چھوڑکر آپ مع چند مقربین کے اندرون باغ قدم زن ہوا اور ہر سمت کو خواجہ کی تلاش کرنے لگا یعنے **عمرو** جو آئے ہین تو کس جگہ ہین غرض سب بنگلون مین پھر کر قریب بارہ دری جو آیا دیکھا کہ چلمنین پڑی ہین اُس نے ڈرتے ڈرتے چلمن کو اُٹھایا **عمرو** کو دیکھا کہ تاج کئی سو کنگرے کا پہنے جسکی کلغی مین جوڑی گوہر شب چراغ کی لگی ہی قبا وہ ہی کہ جسپر نگاہ نہین ٹھہرتی ہی دربر کیے تخت پر جلوہ گستر ہی دربار شاہانہ آراستہ ہی دنگل کرسی میز بے انتہا ہی کوئی اور نہین نظر آتا ہے لیکن **عمرو** کرسیون کی طرف ایسا مخاطب ہی جیسے کوئی ان پر بیٹھا ہی مگر دکھائی نہین دیتا ہی وزیر کے ہوش پران ہوے اور سمجھا کہ **عمرو** بھی شہنشاہ جلیل القدر ہی بڑے ساز و سامان سے آیا ہی فوج بطور مخفی ساتھ لایا ہی فی الجملہ وزیر باادب تمام سامنے آیا اور دست بستہ زمین تفاخر کو لب عجز سے بوسہ دے کر بعد بجا آوری آداب دعا و ثنا شہریاری مین بہزاران آرزو و نیاز مصروف ہوا کہ **نظم**

تا سایۂ مبارکت افتاد بر سرم
دولت غلام من شد و اقبال چاکرم

شد سالہا کہ از سر من بخت رفتہ بود
از دولت وصال تو باز آمد اندرم

بعد فراغ مراسم ثنا و صفت عرض پیرا ہوا کہ اے شہنشاہ عیاران ملکۂ **بہاران** نے سلام نیاز کہا ہی اور مجھے بھی خدمت ملازمان عالی مین بھیجا ہی عذر کیا ہی کہ ایک سر سر سودا امور سلطنت سے چھٹی نہین ورنہ حضور کو لینے آتی کس لیے کہ بمقتضائے **ابیات**

آن کفت پا بر زمین حیقست ای سرو سہی
چشم آن دارم کہ دیگر پا بے بر چشم نہی

تا سر از جیب خجالت بر ندارد آفتاب
خیمہ بر دامان صحرا زن چو ماہ خرگہی

مہتری بر اوج خوبی فارغ از بیم زوال
با تو خورشید فلک را نیست تاب ہمسری

گر بلالی را فلک سازد گدای در گہت
بر سر کوی تو یابد منصب شاہنشہی

اسید کہ سوار ہو کر قدم رنجہ فرمائیے ملکہ عالم مشتاق ملاقات ہین آج موتی باغ مین چلکر آرام کیجیے اور ہماری آبرو بڑھائیے کل شہر ہفت رنگ مین داخل ہوجیے گا عمرو نے یہ التماس وزیر سنکر آگے بلایا اور گوشہ چشم سے بیٹھنے کا اشارہ کیا وزیر بیٹھ گیا عمرو گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا وزیر حیران ہوا کہ یہ شخص جن ہے یا بشر ہے واقعی مرد باہنر ہے عمرو ایک ملازم کی ایسی صورت بنکر اور خلعت پر زر کشتی مین لگا کر سامنے وزیر کے لایا اور کہا شہنشاہ عیاران اپنے لشکر مین پوشاک بدل رہے ہین برآمد ہوا چاہتے ہین آپ کو یہ خلعت مرحمت کیا ہے وزیر نے خلعت پہنا مگر سمجھا کہ ضرور اس شخص کے ہمراہ فوج جنیان ہے غرضکہ عمرو خلعت دے کر اور اسجگہ کا سب اسباب یعنی تخت و کرسی وغیرہ یکجا کر کے نظر سے غائب ہوگیا بعد لمحہ کے صورت اصلی بنکر اور دوسری طرح کا لباس زیب قامت فرما کر ظاہر ہوا وزیر اٹھ کھڑا ہوا اسکو حکم دیا کہ آنکھین بند کرلے تاکہ میرے ملازم اسباب اٹھالین اس نے حسب ارشاد آنکھین بند کرلین عمرو نے جال مارا کہ تمام اسباب نذر زنبیل کیا وزیر نے جو آنکھ کھولی ذرا بھی اسباب نہ دیکھا یقین واثق ہوا کہ عمرو فوج جناتون کی ہمراہ لایا ہے بس اس نے تخت طاؤس حاضر کیا خواجہ سوار ہوے طبل و نقارے بجے صدائے طرقوا پیدا ہوئی باغ سے سواری آگے بڑھی باد بہاری جلو مین چلی نقارچی زرّین نقارون کو بجاتے اس کے پیچھے شتر سوار سانڈنیان اڑاتے پھر خاص بردار غول باندھے پلٹنین اور رسالے باجے جنگی بجاتے چلے بعد انکے طفلان قمر پیکر بوٹے نخلون کے اور منقلہاے عود عنبر لیے عود ہندی کا بکتا ڈالتے دشت کو رشک دشت تتار بناتے گذرے پھر تخت عمرو کا برآمد ہوا چارسو پریزادان طلسم کی چتور رباب ہما کا لیے مگس رانی کرتی ہوئی اور کئی ہزار خواص آنچل پلو کے دوپٹے اوڑھے حسن مین یگانہ گوہر جواہر کا زیور پہنے چنگیر دان و عطر دان و اوگالدان وغیرہ عہدے ہاتھون مین لیے کہار قدم باقدم تخت اٹھائے اس طرح سے کہ تکان نہ ہو روان ہوے اور بارہ ہزار ساحر باز و بط و فیل سرخاب و بوتیمار و اشترہاے سحر سوار تخت کو گھیرے ابر پیدا کرتے موتی برساتے سواری کے جلو مین آتے تھے نقیب آگے آگے صداہاے ادب و تفاوت لگاتے تھے بڑھے عمرو دولت شیران بہادر کہکر للکارتے تھے اس دبدبہ سے کہ بموجب نظم

تھے کھڑے صدہا نقیب و چوبدار　　اور پیادے بے عدد بیحد سوار
سیکڑون حاضر غلام ماہرو　　دست بستہ صف کشیدہ سو بسو
غرق لعل و در مین از پا تا بسر　　زرق و برق ایسے کہ خیرہ ہو نظر
کہتے جاتے تھے یہ ہردم چوبدار　　اے جوانو جلد تر ہو ہوشیار
جلد ہو جاؤ دو طرفہ دو قطار　　ہون پیادے آگے اور پیچھے سوار
باادب آہستہ نہ بیش و نہ کم　　ایک سان جلدی بڑھاؤ تم قدم

سواری شہنشاہ عیاران کی روان تھی چشم مہرام فلک بحسرت جاکری نگران تھی شہر ہفت رنگ کو دہنے ہاتھ کی طرف چھوڑکر بیرونجات طلسم دکھاتے باہر باہر موتی باغ مین لے کر آئے اب یہان سے جو کوئی اندر قلعہ کے جانے کا ارادہ کرے تو وہی ساتون دریا جنکا ذکر اول ہوا کہ ماہ طے کرکے آیا تھا پڑین گے غرض کہ جب سواری موتی باغ تک پہونچی وزیر نے آگے بڑھکر کے دروازہ کھلوایا کیونکہ ملکہ بران وزیر کو بھیجکر سمت قلعہ ہفت رنگ بہر تیاری سامان دعوت خواجہ کے گئی تھی ملازمون کو برائے خاطرداری وخدمتگزاری چھوڑ گئی تھی اس وقت وزیر کے پکارنے سے دروازہ وا ہوا اور سو کنیزین مہ پارہ و سمن اندام گلدستے ہاتھون مین لیے اندر سے باغ کے نکلین کہ ایک ایک حسن مین رشک حور تھی سراسر بقعۂ نور تھی کہ بمقتضاے

ابیات

رسیدند خوبان ز درگاہ کاخ
بدست اندرون ہر یک از گل و شاخ

با یارۂ و طوق زیبا گوشوار
ز دیباے گوہر چو باغ بہار

دو رخسار چون لالہ اندر چمن
سر جعد تہ لفش شکن بر شکن

ان پری پیکرون نے وزیر سے عرض کیا کہ ملکۂ عالم نے حکم چلتے وقت کیا تھا کہ اندر باغ کے ہمارے مہمان کو موتیون کے تخت پر سوار کرکے لانا اور موتیون کی پوشاک پہنانا چنانچہ یہ تخت گوہر نگار اور یہ پوشاک آبدار حاضر ہے وزیر نے کشتیان خلعت مروارید کی اور تخت ان سے لے کر خدمت مین عمرو کی حاضر کیا اور ان کنیزون نے جو وزیر سے کہا خواجہ سے بھی عرض کیا عمرو نے ہنسکر کہا اے وزیر ملکہ نے مجھے محتاج سمجھا مین صاحبقران کا بھائی ہون جسکی وجہ ملکۂ آسمان پری ہے یہ کہکر ایک کنیز جو سب سے زیادہ ملکہ کی طرف سے سفارش کر رہی تھی اسکو گھورا اور کہا ارہ تو جا تیری گردن مارون وہ کنیز سمجھی کہ اصل مین یہ مہمان عزیز بادشاہ طلسم ہے اگر حکم دے گا تو ضرور میرے قتل مین کسی کو تامل نہ ہوگا یہ سمجھ کر فرط دہشت سے گر پڑی جتنے لوگ تھے ہمراہ سب کے سب اسی طرف متوجہ ہوگئے اور نگاہ ہر ایک کی اس کنیز کی طرف تھی عمرو نے سب کی نگاہ دوسری سمت کرکے گویہ نفرہ کیا ہی فوراً گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا وزیر وغیرہ نے اس کنیز کو اٹھوا کر پھر جو تخت کی جانب دیکھا عمرو کو نہ پایا جان نکل گئی کہ شاید خواجہ ناراض ہو کر چلے گئے ملکہ بران ہم لوگون کو مار ہی ڈالے گی کہ تم نے خواجہ سے کیون گستاخی کی بس پریزادان طلسم سے کہا کہ ہر سمت جاکر ڈھونڈو اور ساحرون کو حکم دیا کہ تلاش کرو دوڑو لوگ ہر طرف دوڑے اور دور دور اڑ گئے مگر کہین نشان نہ ملا ناچار پھر آئے وزیر مضطر ہو رہا تھا کہ یکایک خواجہ تخت پر ظاہر ہوئے وزیر نے دیکھا کہ موتیون کا تاج سر پر دھرے جامہ گوہر آگین پہنے بڑے بڑے موتیون کا کنٹھا اور تمام درخوش آب جسم پر آراستہ فرمائے ہین ڈاب کمر سے لگی ہے ہر انگشتری کے نگینہ کی قیمت باج سلطنت سے بڑی ہے آگے بازؤون پہ نگینہ مہر وماہ

سے بہتر ملے گوہر کے عقد ثریا کو رشک دینے والے سب آبرو دنیا نیوالے اس سجاوٹ کو دیکھ کر وزیر نے باادب عرض کیا کہ حضور کہاں تشریف لے گئے تھے فرمایا کہ لشکر حمزہ میں گیا تھا وہیں سے آتا ہوں وزیر اور زیادہ بدحواس ہوا کہ کہاں یہ مقام اور کہاں کمرہ عقیق لشکر صاحبقران خلاصہ کار عمرو بھی عجائبات اور غرائبات دکھاتا اور اپنی وقعت کا ان کے ملک دل پر سکہ بٹھاتا یہ جمل تمام داخل باغ ہوا اور جہاں یہاں شمشیر زن تخت پر بیٹھی ہے اس جگہ تخت خواجہ کا نصب ہوا اس نے دیکھا کہ ملکہ یہاں نہیں ہے اور اہل دربار چند آدمی بھی ہیں زیادہ نہیں صرف وہ مقام نہایت آراستہ ہے باغ طلسم نہایت زیبایش سے پیراستہ ہے خواجہ نے وزیر سے پوچھا کہ ملکہ کہاں ہیں اس نے جواب دیا کہ شہر میں سامان دعوت حضور مہیا کرنے گئی ہیں آپ یہاں آج تشریف رکھیے اور سیر دیکھیے کل ملکہ سے ملاقات ہوگی عمرو اس وقت تخت پر جلوہ گر تھا چار سمت بیک نظر دوڑانے لگا وہاں سے قلعہ کی طرف دریا موجزن تھے ایک سمت صحرا میں جست کناں غزال وہرن تھے سامنے جو موتی باغ تھا سب موتی کا باغ تھا نرگس شہلا کی آنکھ میں موتی کوٹ کوٹ کر بھرے تھے زلف سنبل پر چاندی کے جگنو بنا کر ڈالے ہیں یا محبوب نے زلفوں میں جگنو پالے ہیں درختہا سے گل حمرا یاقوت رخشندہ کے بنائے تھے شگوفے نیچے کی طرف زمرد کے اور منہ غنچوں کے یاقوت کے لگائے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ معشوقان سبز رنگ مسکراتے ہیں غنچہ موج تبسم شوریدگان فصل بہار پر چلاتے ہیں زمین پر ہر جگہ موتی بچھے درختوں پر لڑیاں موتی سے گوندھ کر پڑی تھیں سر ہر شاخ سے لٹکی تھیں عروس بہار کے سہرے کا جلوہ دکھاتی تھیں جال موتیوں کے درختوں پر پڑے تھے موتیے کے تختے پھولے تھے گویا اصل موتی ہی لگے تھے کہیں کیتکی کا پھول کٹورا سا کھلا تھا قطرہ ہائے شبنم سے پر ہو کر موتیوں سے بھرا نظر آتا تھا کیا اس طلسمی کی تعریف ہو سکے وقت تحریر خامہ درفشاں کا منہ موتیوں سے بھرا تھا اسو جہ سے بولنا اسکو دشوار ہوا ہے کہ بمقتضائے قول مؤلف نظم

بزم گلشن گلوں سے تھی آباد	کہیں قمری تھی اور کہیں شمشاد
بوئے گل سے بسا ہوا گلشن	تھا معطر گلوں کا پیراہن
سنبل باغ زلف کھولے ہوئے	موتی کج بال تھے پروئے ہوئے
گرد گلبن کے تھے گل سوسن	خط رخسار شاہدان چمن ہے
صاف ظاہر تھی عقل سے یہ بات	دن کو گھیرے ہوئے ہے کالی رات
نخل ہر ایک نخل قامت یار	رگ گل موئے گیسوئے دلدار
چشم بد دور نرگس مخمور	تھی بعینہ برنگ دیدۂ حور
غیرت نخل طور وان کے شجر	رشک پروین چرخ سارے ثمر

ساتھنے خواجہ کے پریزادان طلسم حاضر ہوئین اور ناچنے لگین جام مے سرخ فام گردش مین آیا جلسہ چنگ و رباب حسن بتان رقص سمن بران مست کن جان ہر شیخ و شاب تھا کہ

نظم

بشستند پایش بمشک و گلاب　　گرفتند از ان پس بخوردن شتاب
نہادند خوان خورش گوناگون　　ہمی ساختندش فزونی فزون
پرستندگان ایستادہ بپاے　　ابا بربط و چنگ و رامش سراے
بد نیاز مین کردہ طاؤس رنگ　　ز دینار و دیبا چو پشت پلنگ
چہ از مشک و عنبر چہ یاقوت و زر　　سراپردہ آراستہ سر بسر

اس اثنا مین گل آفتاب عالمتاب کو دیو روزگار نے سبد فلک سے اٹھا کر طاق مغرب مین چھپایا اور چمن آسمان گلہاے انجم سے بہار آگین ہوا گلشن چرخ مین چاندنی کا پھول کھلا کہ بموجب ابیات

جب گل آفتاب مرجھایا　　وقت گلگشت باغ کا آیا
صبح عشرت سے کم تھی کچھ وہ شام　　عیش و عشرت سے دل کو تھا آرام

شام ہوتے ہی درختون مین قندیلین آویزان ہوئین نورانی ثمر ہر شجر مین لگے گیند بلور کے لٹکائے گئے بارہ دری مین ہانڈیان جھاڑ کنولہاے جواہر آگین روشن ہوے سقف بارہ دری پر نگیر زرتار کے نیچے چاندنی دیکھنے کو شمس سپہر عیاری مسند پر جلوہ فرما ہوے چار سمت اس جگہ سے دریا بہتے نظر آتے تھے مثل رفتار معشوق لہراتے تھے باغ مین سمن اندام و سیمین تن خواصین اور غلام مقیش اڑانے لگے زمین کو ہمسر چرخ برین بنانے لگے گلہاے خوشبو کی بھینی بھینی بو دماغ شاہدان گلشن معطر کرتی تھی زلف سنبل بوے گل سے ایسی بسی تھی کہ مشام سبز رنگان دہر معنبر کرتی تھی ماہ تابان کی چمک برگ اشجار زمردین پر پڑی تھی یا شاہد بہار چاندی کی پات بالیان پہنے تھی زمین و زمان نور ریز تھا عجب جلسہ عشرت خیز تھا کہ بمقتضاے ابیات

ز جنبش لمعہ ہاے نور در ظل　　دفت گل را شدہ زرین جلاجل
عنادل زان جلاجل نغمہ پرداز　　درین فیروزہ کاخ افگندہ آواز
ز باد و سایہ بیدش ہزاران　　طپیدہ ماہیان در جویباران
صبا جعد بنفشہ تاب دادہ　　گرہ از کاکل مشکین کشادہ

یہان تو یہ سامان راحت و فرحت خیز ہی مگر ملکہ جو قلعہ ہفت رنگ مین تشریف فرما ہوئی حکم دیا کہ تمام شہر آئینہ بند ہو سامان دلپسند ہو ہر ایک کا مدار لباس زرین پہنے مکانون پر چاندی سونیکا مصقلہ کیا جاے نقش و نگار جواہر کار ہو مذہب و مطلا کوچہ و بازار ہو ہوتی باغ اور قلعہ مذکور کے مابین جو دریا واقع ہوے ہین اور بارہ دری سے دکھائی دیتے ہین انکے گھاٹ بھی طلائی اور

نقرئی بنین ناؤ بجرے مورپنکھی طاؤس سان زرین چہرے کے چہرے درست ہوکر کنارے لگائے جائین چنانچہ حسب الحکم ملکہ عالم تمام سامان کارپردازان ستودہ شیم نے درست فرمایا یعنی کنول ہاے زرین دریا مین چھوڑ دیے اور رنگیرے زربفتی کنارے کنارے فرسنگہا فرسنگ استادہ ہوے قبا ہاے خیمہ قبہ فلک سے سرکشی جتانے لگے اپنے روبرو سرا اسکا نیچا کردیا خمیدہ قامت بنانے لگے ناچ بارگاہون مین ہونے لگا دریا بھی فرط خوشی سے موج مین آیا مستون کی طرح سے جھوم کر لہرایا حباب چشم تماشا لے بحر تحیر مین ڈوبے تھے اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کر بدیدۂ حیرت یہ سیر دیکھتے تھے فرط مستی و مسرت سے دریا بھی بلبلا نکلا تھا حباب نہ تھے بحر کے دل کا حوصلہ نکلا تھا عمرو کے مہمان ہونے سے آبرو پائی ہر ایک صدف بہر نثار گوہر آبدار لائی تھی کہ لمولفہ

لب جو تھا معشوقون کا اژدہام
تماشائی تھے اس جگہ خاص و عام
لب آب تھین بارگاہین کھڑی
چمک جنکے قبون کی گردون پہ تھی
کہین جھاڑ روشن تھے بلور کے
کہین گیند لٹکے ہوے نور کے
پڑے اس طرح تیرتے تھے کنول
شگفتہ ہو پانی مین جیسے کنول
ستارون کا جو عکس پانی مین تھا
مگر دی تھین گردون نے آنکھین بچھا
طوائف قمر طلعت رشک حور
گلے نور کے صورتین رشک نور
لیے ساز ہاتھون مین سب خوبرو
کھڑی صف بصف بر لب آب جو
بجاتی تھین قانون و بین و رباب
ہر اک جوش مستی سے تھی بے حجاب
جوانی کا عالم بندھی گاتیان
وہ ابھری ہوئی سینون مین چھاتیان
دم رقص چل پھر وہ آفت کی تھی
قیامت تھی دامن مین انکے چھپی
کبھی ناچ اُنکا جو یاد آئے گا
تو پانی سے طوفان ہوگا بپا
ہر ایک مورپنکھی جواہر جڑی
پڑی ہر طرف بحر مین تیرتی
سواران پہ شہزادیان خوبرو
سمن بر گل اندام دبا آبرو
لیے مانجھین ڈانڈ رشک بلور
کہ شیدائی ہو جن کے قامت پہ حور
مگر چہرے عمدہ نزاکت بھرے
کر لیے دونون ہاتھون مین انکے پٹے
وہ پہنتے ہوے لہنگے زربفت کے
کہ لہنگے تھے جو اطلس چرخ سے
لگے گھنگھرو ڈانڈ و نین تھے پر نوا
جو چھم چھم کی کھینے مین دیتے صدا
لہک کر یہ گاتی تھین وہ بار بار
کہ سیان لگا دے مرا بیڑا پار

جب دو پہر رات کے قریب زمانہ گذرا ملکہ بران نے خوان پہالوان نعمتہاے گونا گون سے

تلو کر کے روانہ کیے اس تجمل سے کہ روشن چوکی آگے بجتی ستے جھڑکاؤ کرتے کہ گرد و غبار کھانے پر نہ پڑے تورے پوش کشتیون پر پڑے کسنے خوانون پر کسے بساول وچوبدار آگے آگے اہتمام کرتے کہ نظر بد سے طعام محفوظ رہے ملکہ کی مہر ہر خوان پر لگی ہوئی آب خاصے کی ہر ایک صراحی برف کی جھلی اسی اہتمام وانتظام سے بکاول ساتھ بہنگون پر سقلہاے آتشین لدی پتیلیان دم پر لگاے جواہر کے ظروف بار کراے باغ مین لائے دسترخوان دیباے رومی کا گسترده کیا میرزان نے دست بستہ ہو کر خواجہ کو لاکر بٹھایا عرض کیا کہ ملکہ نے کہا ہی یہ کھانا گو آپ کے لائق نہین اور کچھ تکلف بھی نہین کیا گیا جو کچھ آش تیار تھا وہی نان خشک کے ہمراہ بھیجا ہی اگر ادش کیجیے گا باعث میرے فخر کا ہوگا اور آج تو تنہا نوش فرمائیے کل انشاء اللہ اس میزبان غریب سے جو کچھ نان جوین ممکن ہوگی قبول کیجیے گا آپ کو قسم ہی خدا کی کچھ تکلف کو راہ نہ دیجیے گا عمرو نے کہا کہ مجکو بناتی ہین مین بیچارہ مرد غریب اس لائق کب ہون یہ سب ان کی مسافر نوازی ہی بیت از جرعۂ تو خاک زمین قدر لعل یافت ❊ بیچارہ ماکہ پیش تو از خاک کمتریم ❊ بلکہ میری طرف سے عرض کر دینا کہ بموجب

ابیات

باز آے ساقیا کہ ہوا خواہ خدمتم — مشتاق بندگی و دعا گوی دولتم
من کز وطن سفر نگزیدم بعمر خویش — در عشق دیدن تو ہوا خواہ غربتم

حاصل مرام بعد سفرہ گستری طعام لذیذ و خوشگوار چنا گیا وزیر نے آفتابہ اٹھا کر طشت زرین و ابریق جواہر مین سے ہاتھ دھلایا آپ سر پر مردہ جنبانی کرنے لگا اور خواجہ نے خاصہ نوش فرمایا بکاول اور داروغہ باورچی خانے کو بعد کھانا کھانے کے کئی ہزار روپیہ زنبیل سے نکال کر انعام دیا لیکن سینہ مین دل ہلنے لگا کہ یہ کیا فیاضی کی چند روز مین ایسی بخشش محتاج کر دیگی عرض دسترخوان بڑھا خواجہ نے وزیر کو بھی خدمتگزاری پر خلعت دیا سواری حاضر ہوئی سوار ہو کر دریا کی طرف پے سیر رخ کیا وزیر نے وہی تجمل جو سابق مین ذکر ہوا ہمراہ سواری کر دیا اور آپ خدمت ملکہ مین گیا تقریر عمرو گذارش کی اور حال عجائبات دکھائے خواجہ کا یعنی خلعت دینا اور غائب ہو جانا اور سایان کرد فر جو کچھ اول سے اس وقت تک دیکھا بیان کیا برّان نے کہا عمرو کے پاس زنبیل اور گلیم اور بہت سے اشیار نادرہ ہین ان باتون کا اس سے سرزد ہونا کچھ تعجب نہین تردد کرنا بیجا ہے یہ گفتگو کر رہی تھی کہ ودیر یزدان نامہ کوکب لائے ملکہ نے بعد ادا ے مراسم پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند آج تمام ناظمان طلسم اور حاکمان دربند کوہ و صحرا وغیرہ ہر ایک کو پروانے بھیجو کہ صبح تک تمہاری خدمت مین وہ سب حاضر ہو جائین ان کو ہمراہ لے جانا اور خواجہ کی ملاقات کرانا ہر ایک سے نذر دلوانا اور اپنے گھر مین جو آتا ہی اس سے

تمکنت نہین کرتے یہ نہ جانتا کہ مین شہزادی ہون اور عمرو ایک شاطر ہی عمرو کی وہ قدر منزلت کرنا کہ اس کے سامنے کنیز بنجانا کیونکہ عمرو وہ شخص ہی کہ جسکو چاہے شاہزادی بنادے وہ تاج بخش شاہان ہی دیکھو مہرخ کو اُسنے بادشاہ بنادیا اور دیکھو افراسیاب کا مقابل ٹھہرادیا بس خبردار وہ امر نہ کرنا جس سے ہم ناخوش ہون کوئی دقیقہ اس کی تعظیم مین فروگذاشت نہ ہو یہ نامہ پڑھکر ملکہ نے جواب لکھا کہ اے پدر بزرگوار مین جلیسے آپ کی کنیز ویسے ہی خواجہ کی انشاء اللہ جیسا حضور نے تحریر کیا ہی اس سے بڑھکر مین بجالاؤنگی یہ عرضی نامہ وارون کو دے کر رخصت کیا اور کہا کہ دریا کے کنارے آتشبازی نصب کی جاوے اور ہماری سواری بھی تیار رہے کہ قریب صبح خواجہ کو لینے جائینگے یہ کہکر منشیون کو یاد فرمایا اور ان سے ارشاد کیا کہ نامے شاہان طلسم کو اور پروانے عالمون کو شقے مالکان دربند حسب المطلب ترقیم کرو مضمون یہ ہو کہ تم سب بنابر حکم ہمارے اور بادشاہ طلسم کے اسی وقت بجاہ وحشم تمام مع ملازم وخدام کے حاضر ہو اور ہمارے ساتھ چلکر شاہ عیاران کو نذر دو اور استقبال کرکے قلعہ مین لاؤ اس امر مین تاکید اکید اور قدغن مزید سمجھو جو کوئی تعمیل حکم نہ کریگا مغضوب درگاہ سلطانی اور معتوب نگاہ خسروانی ہوگا دبیران عطارد تحریر نے بموجب فرمان ملکہ طلسم توقیع وقیع جہان مطاع وعالم مطیع تسطیر کیے ملکہ نے مہر اپنی ثبت فرماکر کچھ ساحرون اور کچھ تیلون کو کچھ پریزادان طلسم کو جس جس کے ہاتھ بھیجنے کا موقع تھا روانہ فرماے اور بنابر ارشاد آتشبازان صنعت پژوہ انواع آتشبازی کی جو روز سامنے ملکہ کے چھوٹتی تھی وہ لے کر اور جلد جلد کچھ اور اپنی چابکدستی سے تیار کرکے وزیر کے ہمراہ روانہ ہوے اور کنارے دریا کے کوسون تک یہ چرخیان گاڑ دین اور رہتا بین بانسون مین باندھ کر نصب کین قلعہ آتشبازی ایک طرف ایستادہ ہوا سرو کا درخت کہین گاڑ دیا آتشبازی کا ٹیارا کہین نصب کیا تفصیل اسکی کیا کی جائے ہر جگہ مناسب بہتر درستی کرکے انتظار کرتے تھے کہ یکایک خواجہ بجرے پر سوار ہوے جلترنگ بجنے لگا وزیر نے حکم آتشبازی چھوڑنے کا دیا آتشبازون نے گلہاے آتشبازی سے دریا کو رشک گلزار بنادیا کہ ابیات

ہوئی روشنی ایسی مہتاب کی — رخ مہ پہ چھٹنے ہوائی لگی
لب آب چھوٹین جو وان چرخیان — طیبان ابر دریا مین تھین بجلیان
ہوے پھول ہر رنگ کے آشکار — فلک جن کی غیرت سے تھا اشکبار؟
جو یاد اُن کی گردش کا آتا ہی حال — تو چکراتا ہی چرخ اب تک کمال
اناروں سے یون گل ہوے آشکار — کہ آئی گلستان مین فصل بہار
فلک سے برسنے لگا آب زر — زمین سے ہوے پیدا زرین شجر
کہین سرو آتش ہوا شعلہ بار — کہین رقص طاؤس زر کی بہار

ہوائی ہوا پر لگی چھوٹنے	فلک پر سے تارے لگے ٹوٹنے
ہوئی پھلجھڑی اس طرح گل فشان	لب بحر تھا تختۂ گلستان
زمین اسطرح سے ہوئی شعلہ ور	جدھر دیکھیے نور تھا جلوہ گر
ہوا ایسا شرمندہ اُس نور سے	نہین شعلہ اُٹھتا ہے اب طور سے

ہر اک بجرے اور کشتیون پر ناچ ہونے لگا جلترنگ بجنے لگا دور شراب ارغوانی شروع ہوا موربنکھی عمرو کی دریا مین ہر سمت پھرنے لگی یہ تو سیر دریا مین مصروف ہوئے مگر شاہ کوکب نے دربار سے اُٹھکر تنہائی مین جاکر ایک پتلا الصورت عمرو مائش کے آٹے کا بنایا اور بزور سحر کا اس مین بٹھایا کچھ اسکو سمجھا کر لباس فاخرہ پہنا کر تخت زرین پر بٹھایا اور سرحد طلسم دوم پر ایک باغ ہے کہ جواہر باغ اُسکا نام ہے وہان بھیجدیا وہ پتلا اس باغ کی بارہ دری مین بیٹھکر تخت پر جلوہ گر ہوا تھا کہ ٹکڑا چبوترہ کا مخمور کو جو عمرو سے جدا کرکے چلا تھا اسی باغ مین لایا اور زمین پر اترا مخمور اُسپر سے اتری وہ چبوترہ غائب ہوگیا یہ آگے چلی باغ نہایت پُربہار دیکھا ہر روش کو بہر روش عمدہ وقطعدار دیکھا غنچہ وگل دس بیس نہین ہزار دو ہزار سوسن وہ زبان کا کیا شمار گل ہزارہ اور صدبرگ بیشمار عنادل بر سر شاخسار نغمہ زن کہین بہار سمن ونسترن یہ کیفیت اس باغ کی دیکھتی ہوئی بارہ دری کے برابر آئی وہ بھی بے نظیر نظر آئی جواہر اس کی چار دیواری مین پچی کیا تھا اور موتیون کی جھنجھریون مین لٹکایا تھا روزن جھنجھری کا چشم معشوق سے بہتر تھا موتی کے لٹکنے سے موتی آنکھ مین بھرے تھے نہین نہین ہر روزن لبیان دہان پر گہر تھا پردہ ہاے زنبوری پڑے تھے سراسر جواہر دوزی کے تھے مخمور نے پردہ اُٹھایا عمرو کو تخت جواہر پر جلوہ گر پایا شادان وفرحان آگے بڑھی وہ پتلا بھی تخت سے اُٹھا اور یہ کہتا ہوا آگے بڑھا کہ بیت بیا بیا کہ دل وجان من فداے تو باد + سریکہ بر تن من ہست خاکپاے تو باد + دونون بغلگیر ہوے اور جاکر تخت پر بیٹھے مخمور بولی کہ خواجہ آپ نے ہماری خبر دو دن تک نہ لی پتلے نے کہا مصلحت یہی تھی اس لئے کہا پھر فرمایئے کہ بادشاہ سے یہان کے ملاقات ہوئی پتلے نے جواب دیا کہ ابھی نہین مگر استقبال کر اکے مجکو یہان فروکش کرایا ہے اور مدد دینے کا وعدہ فرمایا ہے اب ہم تم یہان رہین اور نظر بفضل کردگار رکھین دیکھین کہ خدا کیا سامان کرتا ہے اور پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے شعر آخر از غیب دری بر رخ ما بکشاید + دیگران گر نکشایند خدا بکشاید + مخمور اس پتلے کو عمرو سمجھکے اُس باغ مین فروکش ہوئی اور یہان عمرو مصروف عیش وراحت ہے ہر طرح لب دریا سامان نشاط ہے جلسہ عیش وفرحت وانبساط ہے خیال مین ہے کہ جب ملکہ بہار سے ملاقات ہوگی تو حال مخمور کا پوچھونگا اور سعی کرکے بلواؤنگا فی الجملہ جب آتشبازی چھوٹ چکی اور سیر دریا کرچکے اسوقت خواجہ کو سب کاربرداز اسی باغ مین لائے اور

بالائے بام مسند پر بیٹھا یا پچھلی رات باقی تھی رقاصون نے بہاگ گایا سمان بندھ گیا جام متواتر پیے
دماغ گرم ہوا یہ تو اس راگ و رنگ مین مشغول ہوے تھے مگر فلک شعبدہ باز نیا رنگ لایا یعنے نامے
جو ملکہ بران نے مالکان دربند کو برائے طلب بھیجے تھے وہ تمام بادشاہون اور ناظمان طلسم کو پہونچے
سب نے بموجب حکم کے تیاری کی کشتیان جواہر اور گوہر کی بہر نذر ہمراہ لین فوج کو حکم دیا کہ مسلح
ہوکر ساتھ چلے چلو آپ بھی پوشاک نفیس زیب جسم فرما کر سواریون پر سحر کی سوار ہوے اور خدمت ملکہ
مین حاضر ہونے لگے منجملہ ان ناظمون کے ناظم کوہ فولاد کا حاکم چرخ دو مین تن تمام ساحر ذی احترام
کے پاس بھی جادوگرنیان فرستادۂ ملکہ نامہ لائین چرخ ایوان شاہی مین تخت حکمرانی پر جلوہ گر تھا
اور سترہ سو ساحر دست ادب بستہ حاضر تھے شب کا دربار تھا کرسی و دنگل پر متمکن فوج کا ہر سالار تھا
گھنٹے اور ناقوس در ایوان پر بجتے یساول و حاجب بیٹھے تھے جادوگرنیون نے عرض کرا بھیجا
چرخ نے استقبال کرا کے بلایا اور نامۂ ملکہ لے کر آنکھون سے لگایا سر پر رکھا زرنثار کرایا اور
نامہ دارونکو مقام برتر پر بٹھایا پھر نامہ وا کرکے پڑھا مضمون سے واقف ہوتے ہی رنگ چہرہ
کا تبدیل ہوگیا نہایت غصہ آیا مگر براہ دور اندیشی ضبط کرکے نامہ دارون کو خلعت دیا اور عرض کیا
کہ مین بھی آتا ہون یہ کہکر انھین رخصت کیا جادوگرنیان تو چلی گئین لیکن اہل دربار نے اسکو منغض
دیکھکر باادب تمام پوچھا کہ کیون حضور ایسا کچھ نامہ مین کیا لکھا تھا جس نے آئینۂ خاطر بادشاہ مکدر
کردیا اُس نے آنکھون مین آنسو بھر کے زانون پر ہاتھ مارا اور کف افسوس مل کر کہا کہ کیا بتاؤن غضب
ہوگیا طبقۂ زمین طلسم الٹا چاہتا ہے وہین ہونے دو سو خداؤن کا مٹتا ہے وہ چور دغا باز مکار جس نے
ساحرون کے گھر بے چراغ کردیے ساربان زادہ دشمن ساحران راندۂ درگاہ خداوند لقا اس طلسم
مین بھی آیا ہے ملکہ بران نے سب ناظمون کو اُسے تدارک دینے کے لیے بلایا ہے ایسا رتبہ اس نالائق عمرو
کا کیا ہے کہ خود اُسکو لینے جائینگی رنڈی ناقص العقل مشہور ہے مگر شاہ کوکب کی عقل مین بھی فتور ہے
کہ اُس مکار کے مکر مین آگیا ہے اپنا ملک برباد کیا چاہتا ہے پہلے اسکو جانور عجیب سمجھکر افراسیاب کے دام
سحر سے ملکہ بران اٹھا لائی تھی اب اُسکی یہ آبرو بڑھائی کہ جسکا حد بیان نہین مجھکو افسوس آتا ہے کہ یہ سرکار
بھی برباد گئی بیت سینہ ام ز آتش دل در غم جانانہ بسوخت ۔ آتشے بود درین خانہ کہ کاشانہ بسوخت
ہم سے یہ تو کبھی نہ ہوگا کہ ہم جادین اور سامنے اُس مکار ہرزہ گرد کے گردن جھکائین ہمارا تو یہ ارادہ
تھا کہ لشکر کشی کر کے حمزہ اور اُس کے تمام لشکر کو قتل کرین اور ان مسلمانون کو خانۂ کعبہ تک زندہ نہ رکھین
بلکہ پردۂ دنیا سے نام انکا نیست و نابود کردین کہ جنھون نے خاندان ساحران برباد کردیا غرضکہ یہ کافر
بہت کچھ بکا جھکا پھر ایک تدبیر سوچکر حکم دیا کہ فوج ہماری تیاری کرے کیونکہ حکم حاکم مرگ مفاجات ہے
مین جاؤنگا اور تمام رفیق میرے تیار رہون دربار برخاست کیا جائے اسکے کہتے ہی بموجب سب

مصروف درستی و روانگی ہوے اور یہ خود بزور سحر غائب ہو گیا یہان عمرو بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا کہ یہ آکر پہونچا اور بروے ہوا ٹھہر ا سحر ایسا پڑھا کہ ہواے سرد چلی اور سب کی آنکھین بند ہو گئین عمرو بھی تکیہ پر سر رکھکر سو گیا یہ ہوا سے اترا اور بنجہ مین خواجہ کو دابکر اڑا اور لیے ہوے سیدھا اپنے قلعہ مین آیا اور اپنے بھائی کو کہ فولاد روئین تن کہلاتا ہی بلا کر خواجہ کو دکھلایا اور کہا میری صلاح یہ ہی کہ تم فوج اور تمام ملازمین کو اور کشتیان نذر کی لیکر خدمت ملکہ مین جاؤ اور میرا نام لینا کہ وہ بھی آتا ہی مین اس دزد کو مخفی کرکے آؤنگا جب لوگ ڈھونڈھ کر تھک جائینگے اور ہنگامہ اُس کے گم ہونے کا فرو ہوگا اُسوقت سر اُسکا کاٹ کر خدمت شاہ جادوان مین لے جاؤنگا اور شاہ کو کب بھی آیندہ اس کام سے خوش ہوگا کہ اس کا دین مین بچاتا ہون ابھی گو کہ یہ اُسکے نزدیک برائی ہی مگر آگے احسان مانیگا بھائی نے اُسکے جواب دیا کہ اے برادر تمھارا چلنا خدمت ملکہ مین ضرور ہی کیونکہ باغ مین لوگ ہوشیار ہو کر متلاشی اس دزد کے ہونگے اُسوقت جو حاضر نہ ہوگا ملکہ اُسی پر گمان بدی کرنے کا کرینگی پس اسکو یہین کہین چھپا دو اور میرے ساتھ چلو اسکو یہ راے پسند آئی اور ایک صندوق مین بند کرکے برابر ایوان شاہی کے ایک غار تھا اُسمین عمرو کو رکھا اور دہن غار لکڑیون سے ڈھانک دیا اندر محل کے اسواسطے نہ رکھا کہ مبادا کوئی عورت یا خادمان محل مین سے کوئی اس صندوق کو کھولے اور یہ مکار چھوٹ جائے تو پھر بڑی ہنسی لازم آئے اور فی الحال ہر ایک کو اس راز سے آگاہ کرنا منظور نہین جو کہدیا جائے کہ یہ صندوق نہ کھولنا لہذا اسی جگہ چھپا دو پھر آکر سمجھ لینا غرض کہ وہان صندوق رکھکر چاہتا تھا کہ چلے اُسوقت عمرو کو ہوش آگیا کیونکہ جب یہ باغ سے خواجہ کو لیکر چلا تو سحر بیہوشی سب پر سے اُسنے دفع کر دیا سب وہان ہوشیار ہو گئے لیکن عمرو صدمۂ توجہ ہوا سے بیہوش رہا اب کہ اُس نے صندوق مین لٹایا جسم نے آرام پایا ہوش آیا اپنے تئین صندوق مین بند پایا غل مچانا شروع کیا چرخ نے آکر پھر پٹرا کھولا اور کہا کہ او غدار تو نے ساحران سامری عہد کو مار کر یہان بھی قدم نحوست شیم رکھا اور چاہتا ہی کہ دو بادشاہ بندگان جمشید کو باہم لڑاوے اور اس گھر کو بھی برباد کرے اب بمقتضاے ابیات

تو بہ تقصیر خود افتادی ازین در محروم
اے دل خام طمع شرمی ازین قصہ بدار
از کرمی نالی و فریاد چہ را میداری
کار ناکردہ چہ امید عطا میداری

عمرو نے کہا بھائی میرا قصور کیا ہی اور تمھارا مین نے کیا گناہ کیا ہی مین تمھارا مہمان عزیز ہون مجھکو گرفتار کرنا کب روا ہی کہ بیت منم غریب دیار تو ای غریب نواز + دمے بحال غریب دیار خود پرداز + اُس نے کہا نام میرا چرخ روئین تن ہی ملازم بادشاہ ہون نہین چاہتا کہ یہ سرکار برباد ہو جائے اسی قصور پر تجھکو لایا ہون کہ تو کیون یہان آیا ہی عمرو نے کہا اگر تو ملازم بادشاہ ہے تو

بڑا انکرام ہی کہ خلاف مزاج بادشاہ کام کرتا ہی بیت خلاف راے سلطان راے جستن + بخون خویش باید دست شستن + اگر تجکو روپیہ کی ضرورت ہو مجھ سے لے اگر معشوق خوبصورت چاہیے ہو وہ بھی حاضر ہی زمانے کی چیزین تجکو دے سکتا ہون اور علاوہ اس کے سمجھنا چاہیے کہ اگر تمھارا بادشاہ ہماری مدد کرے گا دنیا مین کیسی ناموری تم لوگون کی ہوگی کہ ملازمان کوکب نے کیا جوانمردی کی ادنی کو اعلی کیا اُس شخص کو مارا جسکو ترک فلک بھی مغلوب نہ کرسکا تھا بس آدمی کو نام ہی چاہیے کہ بیت خیال تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر + نشان رہتا نہین ہی نام رہجاتا ہی انسان کا + تجکو چاہیے کہ مجھکو چھوڑ دے اور اس فراق مین نہ پڑے نہین پچتائے گا مین وزیر اعظم حمزہ ہون وہ حمزہ جو لقا کو بھگاتے پھرتے ہین اگر میرا ایک رویان بھی میلا ہوا تو نہین معلوم حمزہ تیرا کیا حال کرین گے تیری ذریات کو بھی باقی نہ رکھین گے خلاصہ کلام عمرو نے کبھی لالچ دیا اور کبھی دھمکایا کہ یہ مجکو کسی طرح چھوڑ دے مگر وہ بر سر رحم نہ ہوا اور بولا کہ اے دزد مین تیرے مکر مین نہ آؤنگا صبح قریب ہی ملکہ پاس ہو آؤن تو تجکو راہ عدم دکھاؤن یہ کہکر خواجہ کو صندوق مین بند کرکے ایسا سحر پڑھا کہ سارا جسم محبس ہوگیا صندوق کو مستحکم کرکے اُسی جگہ رکھکر آپ مع اپنے بھائی کے خدمت ملکہ مین روانہ ہوا اس اثنا مین ساحر چرخ نے صندوق مشرق سے جواہر مہر جہانتاب کو نکال کر فروغ بخش افلاک کیا اور ظلمت شب کو غار عدم مین محصور فرمایا کہ

نظم

چو اندر گذشت آن شب و گشت روز	بتابید خورشید گیتی فروز
ببرج برہ تاج بر سر نہاد	از دخاور و باختر گشت شاد

قریب سحر باغ مین ملازمان ملکہ کی آنکھ کھلی عمرو کو نہ پایا ہر سمت تلاش کیا مگر کہین پتہ نہ پایا نالان وگریان خدمت بران مین حاضر ہوے ملکہ سوار ہوکر کنارے دریا کے بارگاہ مین داخل ہوچکی تھی سردار و ناظم ممالک جمع ہوتے جاتے تھے عمرو کے استقبال کی تیاری تھی کہ ملازم گئے اور عرض پیرا ہوے کہ حضور خواجہ سلامت کو کوئی لے گیا یا کچھ اُن کے مزاج کے خلاف گذرا کہ وہ خود تشریف لے گئے یہان کہین تشریف فرما نہین ہین بران نے کہا خواجہ ہمارے یہان مدد طلب کرنے آئے تھے ہم نے بظاہر تو کوئی برائی نہین کی جو وہ ناراض ہوتے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی دوست افراسیاب کا یہان رہتا ہی قابو پاکر پکڑ لے گیا ہی خیر معلوم ہوجائے گا یہ گفتگو ہی تھی کہ فولاد و چرخ دونون بہ تجمل تمام داخل ہوے ملکہ کو تسلیم کی پھر دیکھا کہ یہ کس کی تلاشی ہورہی ہی بران نے کہا شہریاران تاج بخش شاہان تشریف لائے تھے گم ہوگئے ہین چرخ نے جواب دیا کہ کوئی ساحر افراسیاب کا یہان آکر لے گیا ہوگا ملکہ نے کہا چہ خوش افراسیاب کا ساحر یہان آتا اور ہمکو خبر نہ ہوتی ہر راہ طلسم کیونکر طے ہوتی بغیر حکم ہمارے کوئی ڈانڈے پر تو آ نہین سکتا نہ کہ ہوتی باغ مین سے خواجہ کو لیجاتا

اس نے عرض کیا تو عمرو آپ ہی کہین چھپ رہا ہی یقین ہی کہ مثل طلسم ہوشربا یہان بھی غدر مچائے ملکہ نے فرمایا کہ وہ مہمان عزیز ہے اُس کی ذات سے یہ امید مجکو نہین کہ برائی کرے یہ کہکر ایک عرضی مشتملبر کوائف گم ہونے عمرو کی کوکب کو لکھی ہلکارے طلسم کے خدمت اقدس مین لے گئے اور عرضی پہونچائی کوکب ازبسکہ روشن ضمیر اسی وجہ سے کہلاتا ہے کہ واقعات طلسم پر اُسکو آگاہی ہوتی ہے مگر اس صورت مین اگر پہلے سے غور کرے اور اگر غفلت مین کوئی کام کر جائے تو جب یہ پوجا وغیرہ کرکے دریافت کرے اُسوقت ظاہر ہو اس وقت جو خواجہ کے گم ہونے کا حال عرضی مین پڑھا ساحرون سے کہا پہلے طلسم مین تلاش کرو پھر مین کوہ آئینہ پر جاکر مراقبہ کرکے بتلادونگا لوگون نے کہا حضور شاہ طلسم ہوشربا کا کوئی رفیق آکر لے گیا ہوگا کوکب نے ہنس کر جواب دیا کہ بچون کی طرح باتین نہ کرو وہان کا ساحر آتا اور ہم کو خبر نہ ہوتی غرضکہ بجواب عریضہ براں تحریر کیا کہ جلد تلاش کرو ملکہ نے نامہ پڑھکر طائران سحر اور پریزادان طلسم و ساحران نامی اور تیلے وغیرہ ہر سمت طلسم مین روانہ کئے کہ وہ سب پھیل گئے اور طلسم وغیرہ و کوہ و دشت و بحر و بر چھاننے لگے ملک ملک دہ بدہ پھرنے لگے اور بہت سے بروے ہوا اڑ کر ڈھونڈھتے تھے تھوڑے مچھلیان بنکر دریاؤن مین غوطہ لگاتے سراغ رسانی چاہتے تھے جب اس طرح کی تلاش ہونے لگی چرخ کو تردد ہوا اور گھبرایا کہ ایک تو بادشاہ روشن ضمیر ہے دوسرے حد کی تلاش ہو رہی ہے اس صورت مین عمرو کا پوشیدہ رہنا غیر ممکن ہے مجکو ایسی امید نہ تھی کہ ایسی تلاش ہوگی اب لازم ہے کہ یہان سے جاکر اسکو مار ڈالون کہ مرغ سر بریدہ بانگ نمید ہد اگر بعد کو اپنا نام بھی ظاہر ہوگا تو کہدینا کہ بوجہ جوش حرارت مذہب اور ازراہ دولت خواہی بادشاہ ایسا کیا یقین ہے کہ بادشاہ انجام کار سوچ کر سزا دہی سے باز رہے اور اگر ایسا نہ ہوگا تو جلاے وطن کرنا شاہ افراسیاب کے پاس جانا ایسا سمجھ سوچکر ملکہ سے کہا مین ایک کام رکھتا ہون بھائی کو بھی لیے جاتا ہون دم بھر مین حاضر ہونگا اور اپنے ملک مین خواجہ کو تلاش بھی کرونگا ملکہ کو اسکی گفتگو سے ظنہ بدی کا گذرا تھا لیکن اس وقت اضطراب تھا اسکو اجازت دی یہ مع اپنے بھائی کے روانہ ہوا فوج کو یہین چھوڑا اِدھر کا حال سنیے کہ جہان عمرو صندوق مین بند تھا وہان بیرون قلعہ سے ہوشیار جادو نام ایک چور نے نقب لگائی تھی اور اُسی غار مین جہرہ نقب رکھا تھا کہ یہان سے محل بادشاہی قریب ہے چوری کرونگا اور اگر کچھ ہنگامہ ہوگا تو اسی غار مین سے چھپکر نکل جاونگا چنانچہ بعد چلے جانے چرخ کے وہ چور اُس نقب غار مین آیا یہان صندوق رکھا دیکھا دل مین سوچا دوسرا چور شاید یہان آیا تھا مال اپنا رکھ گیا ہے مجکو خوب ملا چور کے گھر مین مور بیٹھا چرالے کوئی اور ملے کس کو یہ سچ ہے بموجب بیت سبب سیر کن
کہ چرخ از چہ سفلہ پرور شد * کہ کام بخشی او را بہانہ بے سببی ست *
غرض لالچ مین آکر اس صندوق کے قفل کو توڑا اور ڈہپڑا کھولا عمرو بصورت اصل اس مین پڑا تھا لباس پر زر پہنے تھا چور ڈر گیا

کہ معلوم ہوتا ہی یہ کوئی بلا ہے عمرو نے اس کو خائف دیکھکر بزبان تسکین کہا کہ اے محو حیرت تو کچھ خوف نکر مین آدمی ہون مجکو ایک ساحر بند کرکے چلا گیا ہے چور نے کہا پھر کیا چاہتے ہو کہا مجھے اپنے سحر سے چھڑا دو تو اپنی حقیقت بیان کرون میرے جسم مین طاقت نہین جو اٹھون چور کے پاس غسل جمشیدی کا پانی ہے کہ بس پر وہ چھڑکتا ہے سحر اس پر سے اتر جاتا ہے وہی پانی اسپر چھڑکا عمرو سے سحر اتر گیا صندوق مین سے نکلا اور جست کرکے دہن غار پر آیا جال مار کر صندوق بھی لیا چور یہ چالاکی دیکھکر حیران ہوا اور غار سے نکلکر بولا کہ یار تمھارا نام کیا ہے تم بھی چور معلوم ہوتے ہو آنکھ تمھاری کہے دیتی ہے عمرو نے کہا برادر جو ہم وہ تم اور زنبیل سے ایک تاج نکالکر پہنا پھر اس سے کہا یہ تاج تمھین دونگا اور مین ایسا چور ہون کہ زمین کا دفینہ جانتا ہون اندھیرے مین سارا مال دیکھ لیتا ہون جہان رکھا ہو نکال لاؤن بے کمند محل پر چڑھ جاؤن جہان ہوا نہ جا سکے سماؤن چور نے کہا ہماری سنگت کروگے اس نے کہا ہان لیکن اب رات نہین ہے یہان سے نکل چلو پھر سمجھ لیا جاوے گا چور نے کہا وہ صندوق تم نے کیا کیا جواب دیا کہ غائب کر دیا اور ہم بھی غائب ہوئے جاتے ہین یہ کہکر گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا چور کے حواس بجا نہ رہے اور سوچا کہ ایسے کے نزدیک مال لے آنا کتنی بڑی بات ہے کہ جب چاہے غائب ہو کر رات کیسی دن ہی کو اٹھا لائے یہ جان کر پکارا کہ بھائی کہان ہو اب ظاہر ہو معلوم ہوا کہ تم بڑے چور ہو عمرو ظاہر ہوا اور کہا برادر تمھارا نام کیا ہے اس نے کہا ہوشیار رجادو عمرو نے کہا ہمارا نام ہے عمرو عیار یہ سننا تھا کہ چور کی جان نکل گئی اور گھبرایا کہ عمرو عیار کا بہت بڑا رتبہ ہے تمام طلسم مین اسکی آمد کا غلغلہ ہے تو نے ناحق اس کو رہا کیا عمرو نے اسکو بدحواس دیکھکر کہا گھبراؤ نہین ہم سے چرخ نے برائی کی ہے ہم اس کو مار کر تمھین یہان کا حاکم کرینگے چور قدم پر گرا عمرو نے کہا میری تلاش مین چرخ یہان آئے گا اس غار مین مال جو کچھ رکھا ہوئے آؤ اور مجھے دیدو پھر آگے بڑھ کر لے لینا بلکہ جو تمھارے پاس ہو وہ بھی دے دو کہ مین غائب کردون تمھارے کام آئے گا چور نے جو کچھ مال تھا اس کو دیدیا اس نے لے کر زنبیل مین رکھا پھر نقب مین کود کر دونون قلعہ کے باہر نکلے از بسکہ صبح ہو چکی تھی قلعہ سے دھوبی نکل کر گھاٹ کو جاتے تھے ان مین سے ایک دھوبی اکیلا پیچھے رہ گیا تھا عمرو اس کے برابر جاکر حباب بیہوشی مارا اور اسکو بیہوش کرکے چور سے کہا بیل اور لادی لے کر تم چلے جاؤ یہین کہین چھپ رہو مین تلاش کر لونگا چور بیل لے کر چلا گیا اور عمرو نے اس دھوبی کو اپنی ایسی صورت بنایا لباس پہنا دیا اور آپ ساحر کی ایسی صورت بنکر اس گاذر کو لے چلا ادھر سے چرخ اور بھائی اس کا بارادہ قتل عمرو آتے تھے راہ مین ملاقات ہوئی عمرو نے سلام کیا اور کہا یہ شخص قلعہ سے نکلکر بھاگا تھا مین نے چور سمجھکر پکڑا ہے انھون نے اس کے کہنے سے جو دیکھا تو عمرو کو پایا بہت خوش ہوئے اور سمجھے کہ یہ کسی وجہ سے چھوٹ کر بھاگا ہوگا اس کے ہاتھ لگ گیا خوب ہوا سامری نے

خیر کی یہ جاتا تو نہین معلوم کیا ہوتا غرضکہ عمرو سے کہا تو نے بڑا کام کیا ہماری جان بچائی تیرا نام کیا ہے کہا مکار جادو نام پوچھکر بھائی کو بھیجا کہ جاکر غار مین دیکھ آؤ وہ گیا وہان صندوق بھی نہ پایا آکر بیان کیا کہ غار مین کوئی بھی نہین اب یقین واثق ہوا کہ بیشک عمرو بھاگا ہوگا اس ساحر نے پکڑا ہے بس اُس ساحر سے کہا اس دزد کو زمین پر ڈالدے کہ ہم سر کاٹین اُس نے اُس گاذر کو ڈال دیا یہ دونون خنجر کھینچکر چلے عمرو نے پشت کی طرف سے کمند ماری دونون کی گردن کھنچی یا تو آگے کو بڑھے تھے یا پیچھے کو کھنچے اور گھبراکر بھرے تھے کہ منھ پر بیضہ ہائے بیہوشی پڑے دونون بیہوش ہو گئے عمرو نے خنجر سے فولاد کا سر کاٹنا چاہا وہ روئین تن تھا اس نے زنبیل سے ایک پتھر نکال کر نیچے سر کے رکھا اور ہتھوڑا جناب داؤد کا لے کر سر پر مارا کہ سر پھٹ کر بھیجا پاش پاش ہوگیا غل و شور و تاریکی ہوگئی عمرو سمجھا کہ ایسا نہ ہو کہ قلعہ کے ساحر غل سنکر دوڑین اس وجہ سے بسبب جلدی کے چرخ کو زنبیل مین ڈالکر بھاگا اور غل سنکر چور جو چھپا تھا دوڑکر آیا عمرو اُس سے ملا وہ یہ حال دیکھ کر بہت ڈرا اور حیرت ناک ہوا پھر خوشامد کی راہ سے عرض پیرا ہوا کہ میرے گھر چلیے عمرو اس کے ساتھ اس کے گھر آیا ایک گانؤن ویران سا تھا اُس مین مکان کچا بنا تھا مگر لیا تھا چور نے لاکر فرش بچھایا اور عمرو کو وہان بٹھایا شراب و کباب موجود کیا یہ تو یہان ٹھہرے مگر ملازم بران کے ہر طرف ڈھونڈھ کر خدمت ملکہ مین گئے اور عرض کیا کہ ہمین کہین پتہ نہ لگا ملکہ نے اپنے باپ کو لکھ بھیجا کوکب نے جب سنا کہ عمرو نہین ملا بزور سحر غائب ہوگیا اور کوہ بلور اس طلسم مین ہے تبخانہ بنا ہے بادشاہ اس کی پرستش کرتا ہے اُس تبخانہ مین جاکر ایک پتلا جو بلور کا ہے اور تخت طلا پر متمکن ہے اسکو سجدہ کیا اور پوچھا کہ عمرو کا حال بتلائیے وہ کہان ہے وہ پتلا یہ سنکر غائب ہوگیا بعد لمحہ بھر کے آیا اور گویا ہوا کہ عمرو چور کے گھر مین اُس گانؤن مین ہے اور چرخ کے لے جانے کا حال اور فولاد کو زنبیل مین رکھ لینا اور بھائی کو مار ڈالنا سب بیان کردیا کوکب سارا ماجرا سنکر وہان سے اپنی جگہ پر آیا اور بران کو نامہ لکھا کہ عمرو نے ایسا کچھ کیا اب ہوشیار چور کے مکان مین ہے تم وزیر کو بھیجکر ہمارا ایک باغ اس حوالی مین ہے اُسی باغ مین خواجہ کو پہونچادو کہ کسی طرح کی تکلیف نہ ہو پھر تم مالکان دربند وغیرہ کو ہمراہ لے جاکر بتجمل تمام استقبال کرکے لاؤ بران کو جب یہ نامہ پہونچا اس نے اُسی وقت وزیر کو روانہ کیا وہ ہوشیار کے مکان پر آیا اور عمرو سے ملا ملکہ نے زبانی کوکب جو کچھ سنا تھا عرض کیا کہ خواجہ آپ کے غائب ہو جانے سے بڑا تردد تھا شکر خدا کا کہ آپ کا حال معلوم ہوا اب آپ میرے ساتھ چلیے ملکہ بھی آیا چاہتی ہین کچھ دیر باغ مین آرام فرمائیے یہ کہکر تخت پر سوار کیا اور لے کر چلا چور بھی ساتھ ہولیا اُسی باغ مین جس کا پتہ کوکب نے دیا تھا وزیر لایا یہ باغ بھی جنت نظیر تھا نہایت دلپذیر تھا گلہائے خوشبودار اور میوؤن سے بھرا سراسر ہرا بھرا ہر جگہ تعریف کرتے

خوف ناتمامی قصہ ہے مختصر بیان اچھا ہے پس اُس باغ کی بارہ دری مین عمرو کو فروکش کیا ملازم بہر خدمت مقرر ہوے سامان عشرت سیر احاضر کیا پھر باغ کے داروغہ کو تاکید اکید بہر خدمت گاری کی کہ خبردار کوئی تکلیف خواجہ کو نہ ہو غرض بہت کچھ انتظام کر کے وزیر خوش تدبیر ملکہ کے پاس پھر آیا ملکہ نے کشتیان تحفہ و ہدیہ پیش کرنے کی تیار کرائین بادشاہان دربند کو حکم دیا کہ جب سب جمع ہو لین تو مجکو خبر کرنا کہ سوار ہو کر خواجہ کو لینے جاؤن گی چنانچہ یہ سامان استقبال اور داخلہ خواجہ کا قلعہ ہفت رنگ مین آیندہ عرض کرون گا مگر اب حال مہرخ کے لشکر کا سنئے کہ برق عیار ہمراہ جادوگرنیون کے جو نامہ حیرت سے لے کر چلی تھین روانہ ہوا تھا جادوگر بنا ہوا اُنکے نیچے زمین پر نگاہ سے مخفی دوڑتا جاتا تھا جب کچھ دور وہ نکل گئین اُن مین سے ایک کو پیشاب کرنے کی ضرورت ہوئی زمین پر دونون اترین درہ کوہ مین رفع احتیاج کو گئی اور دوسری ٹھہری رہی برق بہت جلد اُس کے پاس آیا اور کہا وہ دیکھئے آتے ہین ساحرہ حیران ہوئی کہ کون آتے ہین مگر پھر کر دیکھنے لگی برق نے کمند ماری اُس نے ادھر منھ پھیرا اس نے حباب بیہوشی مار کر اس کو بیہوش کر دیا اور جلدی کپڑے اُس کے اُتارے غار مین چھپا دیا اور اُسی جگہ آپ بیٹھکر صورت اپنی مثل اس کی شکل کے تبدیل کرنے لگا اس عرصہ مین دوسری ساحرہ پیشاب کر کے آئی اور اپنی ساتھ والی کو ڈھونڈھنے لگی برق نے پانوُن کی آہٹ جو سنی پکار کر کہا کہ بہن ادھر نہ آنا ٹھہرو مین آتی ہون یہ سنکر وہ سمجھی کہ یہ بھی حاجت رفع کرتی ہو گی بس ایک جگہ بیٹھ گئی برق بخوبی تمام صورت بدل کر غار سے نکلا اور اُس کے پاس آیا دونون اُٹھکر چلے وہ ساحرہ عازم ہوئی کہ اڑ کر چلون اس نے کہا کہ اڑنے سے شانے تھک گئے اب پیدل چلو یا تم جاؤ مین آتی ہون وہ ساحرہ بخاطر اس کے پیدل چلی یہانتک کہ بعد قطع راہ لشکر صنعت مین پہونچے دیکھا کہ سات لاکھ ساحران غدار کا مجمع ہے بازارین لگی ہین کٹورا کھنکتا ہے گرم بازاری ہے دلالون کی گفتگو خریدار و بیوپاری خوبرو سپاہیون کے بسترے لگے ہین سوارون کے گھوڑے بندھے ہین لین اور لشکر مین گھما گھمی ہے بارگاہین بیحساب ہین خیمہ لاجواب ہین یہ دونون سیر کرتے بارگاہ صنعت کے قریب پہونچے حاجب دربان وہان حاضر تھے انھون جا کر آنا ان کا عرض کیا صنعت نے دونون کو بلوایا انھون نے اندر جا کر دیکھا کہ تخت آراستہ ہے دنگلون پر ساحر بیٹھے ہین شیشہ آلات سے بارگاہ سجی ہے آئینہ لگے ہین ملکہ تخت پر جلوہ گر ہے خلاصہ یہ کہ بڑا کر و فر ہے انھون نے مجرا گاہ پہ سے مجرا کیا صنعت نے انکو آگے طلب کر کے نامہ لیا تعظیم کر کے پڑھا مضمون سے واقف ہو کر جواب لکھا کہ میرا صندوقچہ سحر عیار چرا لے گیا تھا مین اس کے لینے کو بارگاہ باغیان مین گئی تھی اور جلدی کے سبب سے آپ کی خدمت مین نہین پہونچی اب حاضر ہون گی لیکن شاہزادیون کو ایسی غفلت نہ چاہئے کہ عیار کے ہاتھ نامہ بھیجین مین اس عیار سے سمجھ لون گی آپ کو اطلاع کر دی کہ پھر ایسی غفلت

نہ فرمائیے گا یہ لکھکر اس ساحرہ کو دیا اور خلعت دے کر رخصت کیا برق نے چاہا کہ مین بھی روانہ ہون اس سے کہا کہ تم آج ہمارے مہمان ہو کل چلے جانا برق اپنے دل مین خوش ہوا کہ اب نیا اس مالزادی کو کہان جاتی ہے اس کے روکتے ہی ٹھہر گیا اس نے کرسی بیٹھنے کو دی یہ بیٹھا اور وہ ساحرہ نامہ لے کر چلی اور خدمت حیرت مین پہونچی جواب نامہ دیا حیرت نے پڑھا اس وقت ساحرہ اور عیار پہچان پانچون حاضر تھین عیار کا نامہ دار کے ساتھ جانا سنکر سب کو حیرت ہوئی اور کہا یہ عیار بے کلیجے ہین ایسے بہادر نہین دیکھے لیکن صنعت بھی آفت کی ہے اُس نے نگاہ اول پہچانا غرضکہ تاکیداً حیرت نے پھر لکھا کہ اے ملکہ تم نے عیار کو خوب پہچانا اب اس بدذات کو چھوڑنا نہین مار ہی ڈالنا یہ لکھ کر طائر سحر کے گلے مین باندھ کر بھیجا کہ جلد لے جائے طائر نے کر آن واحد مین صنعت کے پاس پہونچا اُس نے نامہ لیکر پڑھا طائر کو روانہ کر دیا یہان حیرت نے بزور سحر دریافت کیا کہ وہ ساحرہ جسکی صورت بنکر عیار گیا ہی کہان ہی معلوم ہوا کہ غار مین ہی چنانچہ ساحر بھیجکر اس کو غار سے اُٹھوا منگوایا اتفاق سے ضرغام عیار برائے خبرگیری بارگاہ مین حاضر تھا یہ سب خبرین دریافت کر کے مہرخ کے پاس آیا اور سارا ماجرا برق کی عیاری کا بیان کیا اس اثناء مین دو پتلے جو مہرخ نے برائے تحفظ برق ساتھ کر دیے تھے آئے اور کہا مہتر صاحب اس وقت صنعت کے پاس بیٹھے ہین مہرخ تو حال سن چکی تھی کہ صنعت پہچان گئی ہے اور ضرغام نامہ آنے کا ماجرا بیان کر چکا تھا بس سمجھی کہ برق مبتلائے آفت ہوا یہ سمجھ کر بہار کو لشکر کے سپرد کیا اور آپ اُڑ کر روانہ ہوئی لیکن اُدھر صنعت نے برق کو خلعت دیا اور ارباب نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا سترہ سو ساحر کرسی پر بیٹھا تھا دورۂ جام شراب آغاز ہوا ملکہ نے بعد لمحہ کے حکم دیا کہ دربار برخاست ہو برق کو ٹھہرا لیا کہا تم ہم کو شراب پلاؤ اس لیے کہ حیرت بھی تمھاری خاطر کرتی ہے ہمکو بھی مدارات تمھاری لازم ہے برق یہ سنکر خوش ہوا کہ اب اسکی موت آئی اور عرض کیا کہ اے ملکہ جیسے ہم حیرت کے تابعدار ویسے ہی آپ کے غرضکہ ساقی سے جام و صراحی لیکر شراب پلانے لگا پہلے تو جام سادہ دیا دوسرے مین نگاہ بچا کر بیہوشی ملائی اور دینے لگا صنعت ہنسی اور گویا ہوئی کہ یہ جام اس ساقی کو دیدو اُس نے کہا آپ پیجئے مین اسکو اور دیتا ہون اس نے کہا جو ہم کہتے ہین وہ کرو اس نے وہ جام ناچار ہو کر ساقی کو دیا کہ وہ پیکر بیہوش ہو گیا صنعت نے اُس کی جانب گھورا اور کہا کیون ہم نے تو تمھاری خاطر کی اور تم نے یہ بدذاتی کی ہے شرط کہ مار ڈالون برق سمجھا کہ یہ پہچان گئی چاہا کہ جست کر کے بھاگون مگر دیکھا تو زمین پانون پکڑے ہے ناچار کھڑا رہا اس نے کہا کہ اب بتا کہ تیرا کیا حال کرون برق نے کہا تو اپنی خیر منا میرے اور بھائی بغیر مار ڈالے تجکو باز نہ آئینگے اور مین چھوٹون گا تو لشکر مین تیرے آگ لگا دون گا

صنعت نے اس کی سخت کلامی سے ناراض ہو کر قفس آہنی منگایا اور اسمین بند کر کے ساحرون کو طلب کیا اور حکم دیا کہ اس ناعیار کو ملکہ حیرت پاس لے جاؤ میرا سلام نیاز عرض کرنا اور کہنا مین منتظر ہون کہ عمرو کوکب پاس گیا ہی اور مجکو کتاب جمشیدی سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوکب نے بڑی اس کی خاطر کی ہی اب لڑائی بہت بڑی ہوگی اسی وقت مین بھی جنگ آغاز کرون مگر آپ اس عیار کو جو چاہے وہ کیجئے یہ پیام دے کر پنجرا روانہ کیا جادوگرنیان اور ساحر نہایت بند وبست سے چلے مگر مہرخ جو اڑکر روانہ ہوئی تھی اس نے راہ مین ان کو مع قفس پایا مگر قابو نہ ملا جو برق کو رہا کرتی آخر ساتھ ساتھ چلی مگر الگ الگ چھپی ہوئی ساحر بارگاہ حیرت مین پہونچے پیام صنعت بیان کیا اور پنجرہ دیا آپ پھر کر چلے آئے وہان صرصر موجود تھی برق کو دیکھ کر ہنسی اور کہا آپ کا مزاج اچھا ہے برق نے کہا اسوقت ہم قید مین ہین کل سبکو مزاج کا مزا بتا دین گے صرصر نے کہا آج بچ جانا تو بتانا برق نے کہا آج حیرت کے ماتھے جائے گی حیرت کو ان باتون سے غصہ آیا اور فوراً حکم دیا کہ اس کو پنجرے سے نکالو ساحرون نے پنجرے سے نکالا اس نے کہا جلاد کو بلاؤ جلاد بنا بر آنکہ عیارون کے ہاتھ سے قتل ہوتے ہین خوف کے مارے بلانے سے آتے نہین ملکہ نے جب غصہ سے بلایا ایک جلاد حاضر ہوا اور برق کو باہر بارگاہ کے لایا چبوترہ نکبت کا بنایا بوریا فلاکت کا بچھا کر برق کو بٹھایا حیرت نے سراپچے بارگاہ کے اٹھوا دیئے تھے سامنے تخت پر بیٹھی رہی جلاد نے تینون حکم پوچھ کر تیغہ تول کر چاہا کہ ہاتھ مارے اس وقت ایک پتھر آکر جلاد پر پڑا کہ سر اس کا اڑ گیا کیونکہ جانسوز بشکل مبدل موجود تھا اس نے پتھر مارا جلاد کے مرنے کا غلغلہ جو ہوا حیرت نے حکم دیا کہ اور جلادون کو بلاؤ اور مجمع کو ہٹا دو کہ عیار ان مین ملکر چلے آتے ہین ملازمین نے سب کو ہٹا دیا اس وقت حیرت نے ایک ساحر فہم جادو نام سے کہا کہ تم کہا کرتے تھے مین نے تلوار پر باڑھ رکھوائی ہے مسلمان ملے تو اسکو مار کر باڑھ کی آزمائش کرون اس وقت اس عیار پر آزماؤ فہم جادو یہ سنکر اٹھا اور تیغہ تولتا ہوا چلا برق سے کہا جو کچھ ہوس دل کی ہو نکال لے کہ پیمانہ عمر لبریز ہوگیا ہے برق نے جواب دیا کہ اے مکار عمر تیری پوری ہوگئی ہوگی ہم تو طلسم توڑین گے اور افراسیاب کو مارینگے فہم کو غصہ آیا اور چاہا کہ تیغہ مارے وہان بصورت ساحر قران بھی حال گرفتاری برق سن کر آگیا تھا جیسے ہی اس نے ہاتھ اونچا کیا تھا کہ اُسنے تانکر بغدا مارا ٹانگون سے نکل گیا غل وشور اسکے مرنے کا بلند ہوا ساحر بارگاہ سے اٹھکر دوڑے اسی غلغلہ مین مہرخ جو ساتھ گھات ڈھونڈھتی آتی تھی پنجہ بنکر گر پڑی اور برق کو اٹھا کر لے اڑی قران نے دو چار جادوگرنیون کو اسی ہنگامہ مین قتل کیا اور زیادہ تاریکی اور غدر ہوگیا یہ بھی ایک سمت سے نکل گیا ملکہ حیرت نے جلد سحر کر کے وہ ہنگامہ برطرف کیا اور ساحرون کو حکم دیا کہ جلد دوڑو اور اس لے جانے والے کو مع قیدی کے

گھیر و ساحر اڑ کر جھپٹے لیکن صرصر سناٹا بھر کر چلی اپنے لشکر کے کنارے پہونچ گئی کسی نے نہ پایا سب پھر آئے اور عرض کیا کہ وہ نکل گئی حیرت نے کہا اخیر انکی مقابلہ مین کسی کو جیتا نہ دیکھو گی اس گفتگو مین تھی کہ ابریق کوہ شگاف وزیر وندہ افراسیاب ملکہ پاس آیا ملکہ نے تعظیم کرکے بٹھایا اسنے ملکہ کو متفکر دیکھکر حال پوچھا اسنے کیفیت رہائی برق بیان کی ابریق نے کہا مین نے سنا ہے کہ عمر طلسم کوکب مین پہونچ گیا اور اسنے شاہ سے ملاقات کی شاہ نے وعدۂ مدد دہی کیا ہے اب وہ فوج کثیر لیکر آئیگا پس لازم ہے کہ جبتک وہ آئے آئے ہم صرصر کا کام تمام کردین اور اسد کی میعاد کے دن تھوڑے ہین اسکو بھی مار ڈالین یہ تقریر سنکر ملکہ نے کہا تم سچ کہتے ہو مین اس مضمون سے شہنشاہ کو مطلع کرتی ہون دیکھون کیا فرماتے ہین یہ کہکر عرضی شاہ طلسم کو لکھی اور جملہ کوائف رہائی برق اور گفتگوے ابریق اس مین درج کرکے طائر سحر کے گلے مین باندھکر بھیجی طائر عرضی باغ سیب مین لایا شاہ طلسم نے لیکر پڑھی چاہتا تھا کہ کچھ لکھے اسوقت پنجہ سحر نامہ لقا سے کر پہونچا اس نامہ کو جو لے کر پڑھا لکھا تھا کہ یہان ملکہ نازک چشم نے آکر ہم کو بہت خوشنود کیا لیکن ان کی مدد کے لیے کسی اور کو بھیجنا چاہیئے کہ وہ اور سوفار تنہا ہین ایسا نہو کچھ پیچ پڑ جائے شاہ نے یہ دونون نامہ پڑھکر اول حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہین مجکو سب حال عمرو کا معلوم ہے مین بندوبست قرار واقعی کرونگا اور میرا کوکب کچھ نہ کر سکے گا مین اسکے روبرو عمرو اور اسکے تمام لشکر کو غارت کردونگا یہ لکھکر طائر کے گلے مین باندھکر اڑا دیا طائر ملکہ پاس پہونچا وہ نامہ پڑھکر چپ ہو رہی اور ادھر صرصر بارگاہ مین برق کو لائی تخت پر جلوہ گر ہوئی حکم ترتیب جلسۂ عشرت دیا باطمینان تمام بیٹھی اس طرف کو صنعت اپنے لشکر مین بارادۂ جنگ ٹھہری ہوئی ہے مگر اب حال افراسیاب بیان ہوتا ہے کہ اسنے نامۂ لقا پڑھکر ایسا سحر کیا کہ ایک پتلا زمین سے نکلا اسکو حکم دیا کہ جا اور ملکہ آفت شمشیر زن جادو کو بلا لا پتلا یہ حکم سنکر غائب ہو گیا بعد لمحہ کے ایک ابر سرخ رنگ برسے ہوا پیدا ہوا اور زمین پر اترا اس ابر پر ایک ساحرہ سوار تھی زر و زیور سے آراستہ ساحرون مین ذی وقار تھی اس نے بادشاہ کو باادب تسلیم کی اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا بلاگردان ہوئی بادشاہ نے دست شفقت اسکی پشت پر رکھا اجازت بیٹھنے کی دی وہ مجرا کرکے کرسی پر متمکن ہوئی بادشاہ نے فرمایا مین نے تمکو اس لیے بلایا ہے کہ خداوند باختر کا نامہ بنابر طلب مدد آیا ہے پس تم لشکر لیکر جاؤ سوفار و نازک چشم وہان ہین انکی اعانت کرو اور خداوند کی زیارت کرو یہ بیان سنکر وہ ساحرہ اٹھی اور سلام کرکے رخصت ہوئی بادشاہ نے خلعت عطا فرمایا خلعت پہنکر اپنے قلعے مین آئی اور بارہ ہزار ساحر کا لشکر تیار کرا کر سمت کوہ عقیق بصد جاہ و حشم تخت سحر پر بیٹھ کر روانہ ہوئی ابیات

پوشید زربفت شاہنشہی — بسر برنہاد آن کلاہ مہے
خرامان برآمد ز پردہ سرائے — ورخشی درفشان لبس او بپاے

بہر سو ہمی راند چندان سپاہ — کہ گفتی جز او در جہان نیست شاہ
ہمہ کوہ و دریا و راہ درشت — بدل آتش جنگ جویان بکشت

اسی تجمل سے بعد طے مراحل قریب طلسم آئینہ کہ طلسم ہوشربا کے طلسمون مین سے ایک طلسم وہ بھی ہے اور حاکم وہان کی ملکہ آئینہ دار جادو ہے اور اس طلسم کی سرحد آدھی طلسم ہوشربا مین ہے اور نصف طلسم کی زمین طلسم نور افشان مین ہے مالکۂ طلسم آئینہ دونون بادشاہون یعنے کوکب اور افراسیاب کو خراج دیتی ہے چنانچہ یہ ساحرہ وہان پہونچی خیال مین اس کے آیا کہ اے آفت تجھ سے اور ملکہ آئینہ دار سے زحد دوستی ہے اس سے ملتی چل کس لیے کہ مقابلہ کرنے مسلمانون سے جاتی ہے اور وہ لوگ کشندۂ ساحران ہین شاید ملکۂ آئینہ دوستی کا پاس کر کے کوئی تحفہ اپنے طلسم کا تجکو دے جسکے باعث سے تو مسلمانون کو غارت کر سکے یہ سوچکر افسران فوج سے حکم دیا کہ تم لشکر لے کر خدمت خداوندین جلو مین بھی آتی ہون افسر بنا بر حکم کوچ کر گئے اور یہ خود تخت اڑا کر سمت طلسم مذکور چلی یہانتک کہ داخل طلسم ہوئی وہان کے ساحر ہمیشہ اس کی آمد و رفت سے آگاہ تھے اور اسکو پہچانتے تھے کسی نے روکا نہین یہ راہ طلسمات قطع کر کے قلعہ طلسم مین آئی قلعہ بہت آباد تھا ہر ساحر دلشاد تھا عمارتین طلسمی بنی تھین کوٹھیان لاجواب نظر آتی تھین جوکانین لگی تھین دوکانداروں کی پوشاکین رنگین تھین یہ بازار سے گذر کر دارالامارت شاہی پر آئی یہان دربانون کا ہجوم تھا حاجب دربانون کا شمار نا معلوم تھا اُس نے اپنے آنے کی اطلاع کرائی ملکہ آئینہ یہ خبر سنکر تا در ایوان سے لینے کو آئی اور اندر لے جا کر تخت پر برابر اپنے بٹھایا ارکین سلطنت نے نذر دی ملکۂ آئینہ نے بڑی گرمجوشی ظاہر کی مزاج پرسی فرمائی اس نے جانا اپنا بہر جنگ مسلمانان کہہ کر بیان کیا کہ مدت سے مین نے تم کو دیکھا نہ تھا ادھر آنکلی مشتاق دیدار ہو کر تمھارے پاس آئی ہون یہ میری آخری ملاقات ہے تم نے بھی سنا ہوگا کہ خدا پرستون سے جو لڑتا ہے زندہ نہین رہتا مجکو سامری بچائینگے تو پھر تم سے ملونگی نہین تو جاتی بلا کے منہ مین ہون آج کی ملاقات غنیمت سمجھو ہم تمھین دیکھین تم ہم کو کہ بیت شب ہجران رسیدہ محنت بسیار پیدا شد ٭ بیا اے بخت کاری کن کہ ما را کار پیدا شد ٭ آئینہ نے اس کی تقریر سنکر کہا ہین گھبراؤ نہین آج دعوت کھاؤ کل جب جانے لگوگی مین تمھارے ساتھ ایک سوار اس طلسم کا کرون گی کہ وہ کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائے گا اور دم بھر مین سب مسلمانون کو مار ڈالے گا آفت یہ بات سنکر بہت خوش ہوئی اور شام تک دربار مین رہی جسوقت خسرو انجم تخت فلک سے اٹھکر شبستان مغرب مین گیا اور رخشب کے دربار مین ہر انجم چرخ روبروے خسرو ماہ حاضر ہوا کہ نظم

چنین گفت پنہان شدہ آفتاب — شب آمد شدہ وقت آرام خواب
بہ خواب اندر آمد سر روزگار — زخوبی و از راہ آموزگار

سرشام دربار برخاست کر کے آئینہ دار اپنے باغ مین آئی آفت کی دعوت کا سامان مہیا کیا

شراب وکباب جلسۂ چنگ ورباب برپا ہوا اس وقت عرض بیگی نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ ملکہ نازک چشم تشریف لاتی ہین اس نے یہ خبر سنکر استقبال کرایا نازک چشم کا حال سنیئے کہ جب سے ناصر کوہی جان بحق تسلیم ہوگیا اور دختر اس کی گلابی چشم ماری گئی اس کو فکر ہوئی کہ طلسم آئینہ میرے ملک کے نزدیک ہے وہان چل کر کوئی تحفہ طلسمی لاؤن اور نیز اسکے ملک کے قریب ہونے سے آئینہ دار اس سے ایسی محبت رکھتی تھی کہ اس کی جان بچانے کی تدبیر اس نے کی ہے کہ ساحر نامی جو طلسم کے ہین انکو جمع کر کے جسم اس کا سحر بند کرایا ہے کہ کسی حربے سے یہ ماری نہ جائے کیسی ہی کوئی تدبیر کرے لیکن اس کی موت نہ آئے پس اس کے جسم کو سحر بند کر کے ایک تلوار ساحرون نے بنائی ہے کہ اگر یہ قتل ہو تو اسی تلوار سے قتل کی جائے اور وہ تلوار آئینہ دار نے اپنے طلسم مین باحتیاط تمام رکھی ہے کہ جو کوئی طلسم فتح کرے اور وہ تلوار پالے اسوقت نازک چشم ماری جائے اور اسی طلسم مین شاہزادہ قاسم اور ملکہ نرگسی چشم جن کا عشق جلد اول مین مذکور ہوا قید ہین کیونکہ اسی طلسم کے ایک جانب کو قلعہ حنظل جادو کا ہے اور اس کے شوہر زنار بلا افگن نے پتلا سحر کا بصورت قاسم مار کر ڈالدیا تھا اور قاسم کو بکڑ کر اس طلسم مین قید کرادیا ہے غرضکہ استقبال کر کے نازک چشم کو بھی بلوایا اور شریک انجمن کیا جام شراب کا دور شروع ہوا ناچ ہونے لگا نازک چشم ملکہ آفت سے ملی دونون نے اپنی اپنی سرگذشت کہی آفت نے اپنا بھیجنا مدد کے لیے شاہ جادوان کا بیان کیا نازک چشم نے حال جنگ مسلمانان کہا رات بھر یہی حرف وحکایات کہہ کر بسر کی شمع محفل ان کی دل سوز تھی اشک حسرت بہایا کی آئینہ نے بہت کچھ ان کی تشفی کی دم سحر جب آئینہ آفتاب عکس گیر عالم ہوا اور شاہد روز نے بیدار ہو کر منھ آئینہ مہر مین دیکھا کہ نظم

چو شب بگذشت شمع سرگمان را | شکست از گریہ چشم خوشفتان را
نقاب از لالۂ سیراب بگشاد | خمار آلودہ چشم از خواب بگشاد

ملکہ آئینہ سوار ہوئی اوران دونون کو اپنے ہمراہ قلعہ طلسم سے نکلکر ایک درہ کوہ مین آئی اس جگہ ایک حجرہ پتھر کا تعمیر تھا قفل اس مین برابر ان شتر کے لگا تھا حجرہ ساخت مین بے نظیر تھا آئینہ نے سحر پڑھ کر حجرہ کھولا اس مین بارہ ہزار پتلا طلسمی بند تھا ایک پتلا باہر نکالا وہ مرکب بلورین پر سوار تھا خود بھی بلور کا تھا اور بالشت بھر کا قد رکھتا تھا جب حجرہ کے باہر نکلا بڑھ کر مثل سوار کے مع مرکب ہوگیا اس نے اس کو حکم دیا اے سوار طلسمی تم ملکہ آفت کے ہمراہ جاؤ اور خدا پرستون سے مقابلہ کر کے ان کو گرفتار کرو اور ملکہ موصوف کے سپرد کیا اس پتلے نے یہ سنکر گھوڑا اٹھایا اور ایک سمت کو چلا گیا آئینہ نے آفت سے کہا کہ بہن اب جاؤ اور میدان مین کھڑے ہو کر جب پکاروگی کہ اے سوار طلسمی آؤ یہ سوار آئے گا اور تمھارا کہنا کرے گا اور کسی سے زیر نہ ہوگا اور نہ کسی حربے سے مارا جائے گا ہان وہ شخص اسکو قتل کر سکے گا جسکے پاس اسی طلسم کا تیغہ ہوگا آفت یہ سنکر بہت خوش ہوئی

اور نازک سے کہا چلو یہ سواری کافی ہے اب تم کچھ نہ مانگو آئینہ نے کہا ہین تم کو کیا احتیاج ہے تم کو پہلے ہی مین سحر بند کرا چکی ہون جب تک وہ تیغہ جس سے تم ہلاک ہو سکتی ہو کسی کے پاس نہ ہوگا تمھاری قضا نہ آئے گی نازک چشم یہ کلام سنکر سمجھی کہ یہ سچ کہتی ہے اب چلکر سوار طلسم سے اپنے معشوق کو گرفتار کرون اور مسلمانون کو مارون غرض دونون آئینہ سے بغلگیر ہو کر رخصت ہوئین اور تخت سحر پر بیٹھکر چلین یہانتک کہ طلسم سے باہر نکل کر اور طلسم ہوشربا کی سرحد سے گزر کر داخل لشکر لقا ہوئین اور بارگاہ مین پہونچکر خداوند کو آفت نے سجدہ کیا یہان پہلے سے لشکر اس کا آچکا تھا بختیارک نے متصل لشکر ساحران نازک چشم اتروایا تھا امد آفت کی خبر سنکر بارگاہ استادہ کرائی تھی کہ آفت سجدہ کرکے پھر آرام اپنی بارگاہ مین آئی اور جب ساحر روزگار نے شعلۂ آفتاب کو منطفی فرمایا اور ظلمت شب کو خیمۂ عالم مین قیام پذیر کیا کہ ابیات

درین بستان سرای پر نظارہ — نماند باز جز چشم ستارہ
ز شہپر مرغ شب خنجر کشیدہ — ز بانگ صبح نا ہی خود بریدہ

شام کو بارگاہ لقا مین پہونچکر آفت نے حکم نواخت طبل جنگ دیا ساحرون نے نفیر سحر بجائی دلاورون نے کوس حربی پر چوب لگائی زمانے مین ہل چل پڑی ہرکارون نے خدمت ہمایون بادشاہ اہل اسلام مین حاضر ہو کر خبر عرض کی کہ اے شہریار ابیات

دل ما یکایک بہ فرمان تست — ہمان جان ما زیر پیمان تست
تن و جانت یزدان نگہدار باد — دلت شادمان بخت بیدار باد

طبل جنگ لشکر اعدا مین بجا ہے آفت نے آکر آفت برپا کرنا چاہا ہے شاہ اسلامیان نے یہ خبر سنکر بایماے صاحبقران نامور حکم نواخت کوس حربی دیا طبل سکندر کو چاشنی علی کام جان بہادران کو ذائقہ شجاعت یاد دلایا شیرینی حیات سے تلخی مرگ کو بہتر سمجھے روے ساحر شب آئینہ شمشیر مین ایسا عکس پذیر ہوا کہ روشن ہوگیا جوہر تیغ اس شب تار مین اس طرح کھلا کہ جیسے پرند مشکین پر مانی و بہزاد کے نقش و نگار بخط گلزار بنے تھے خامۂ تیغ نے خط تقدیر عدو مین تیرہ بختی کے کیے تھے سرخ سرخ چہرے دیکھکر جرات شعارون کے خنجر گذار سپہر بسان مہر خوف کھاتا تھا تھراتا تھا خلاصہ یہ کہ رات بھر تیاری اس طرح رہی کہ نظم

چنان لشکر سرفرازان بہ جنگ — ہمہ نیزہ و تیغ ہندی بہ چنگ
ہمہ یک سر از جای برخاستند — بسان پلنگان برآراستند
ہمہ با سنان سر افشان شدند — چو ناہید و ہرمز درخشان شدند

آخر نہیب شمشیر و نعرہ شیر گیر بہادران تہور قرین و جلالت آگین سے حاملہ شب کا حمل ساقط ہوا

اور طفل نورانی چہرۂ خورشید دایۂ روزگار نے بطن مشرق سے جنا کر آغوش فلک مین دیا کہ نظم

چو خورشید رخشان نگسترد پر	سیہ زاغ برید و نہفت سر
بہ شبگیر چون بر دمید آفتاب	سر جنگ جویان بر آمد ز خواب

امیر وظیفۂ سحری مین مصروف تھے بہادر لشکر کشی سے مالوف تھے انبوہ فوج ظفر موج کے پرے دشت قتال کو جاتے تھے سردار در دولت پر حاضر ہو کر جبہ سا تھے کہ چالاک بن عمر خدمت امیر نامور مین آیا امیر جبین نیاز کو بدرگاہ بے نیاز رکھکر عرض کرتے تھے کہ بار آلہٰ مجکو فتحیاب کر دشمن کو ذلیل و خوار شتاب کر اے قاضی الحاجات نظم

بخورد آب و روے سر و تن شست	بہ پیش جہان آفرین شد نشست
بزاری بہ نالید بر بے نیاز	نیایش ہمی کردہ بر چارہ ساز
بنالید بر کردگار جہان	بزاری ہمے آرزو کرد آن
بیزدان بنالید کاے کردگار	بدین کار این بندہ را پاس دار

چالاک نے اس حال مین دیکھکر آمین کہی صاحبقران نے سجادہ لپیٹا اور اسکی طرف دیکھا استفسار فرمایا کہ کیا ماجرا ہے اس نے عرض کیا کہ ہیبت ہوئی فوج تیار اے شہریار + گئی سوے میدان پے کارزار + یہ خبر سنکر امیر بھی سلیح سنجوگ سے درست ہوے اسلحہ لگا کر چست ہوے بر آمد ہوکر اشقر پر سوار ہوے اور جلوخانہ شہنشاہ گیتی ستان مین آئے یہان آمد سلطان ذی حشم کا دم بھر مین غلغلہ ہوا اسباب جلوس و تزک نکلنے لگا ہزارہا خواجہ سرا زیرک و دانا اہتمام کنان نظر آیا پھر طفلان ماہ طلعت کا پرا نکلا لخلخون کے لوٹے لیے عود و عنبر سارا کا بخور کرتے ظاہر ہوے طلائی نقرئی پنج شاخے اور رفاہ وسین جواہر کار خدمتگار لیے آگے بڑھے اسوقت جلوخانہ رشک دہ جواہر خانہ تھا تماشائی اپنا اور بیگانہ تھا سردار قرینے سے صف باندھکر مجراگاہ پر ٹھہرے تھے کہ تخت طاؤسی شہنشاہ عالمگیر بصد فوقیت کہاریان اٹھائے پیدا ہو لیکن کہارون نے تخت بدلوایا سرداروں نے بصد ادب گردن کو بہر تسلیم جھکایا اور تخت شاہی کو گھیر کر میدان کا راستہ لیا نظم

بقلب اندرون شاہ شاہنشہان	بگردش یکے لشکر بیکران
بلرزید گیتی ز بار گران	زبس کوہ آہن گران تا گران
زبس گرد لشکر جہان تار شد	مگر مہر رخشان گرفتار شد
ز آواز گرزدان بتر قید کوہ	زمین آمد از لغل بیان ستوہ
تو گفتی جہان سر بسر آہن است	ویا کوہ البرز در جوشن است

میدان مین پہونچکر ٹھہرے تھے کہ دوسری طرف ساحرون کے پرے کالی بیرقین لیے سر کھولے بڑ گئی

تھالیان ہاتھون مین اُٹھائے ظاہر ہوئے سواریان انکی روے ہوا سے اترکر زمین پر آئین اور تخت سردارون کے آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے پرے جم گئے سب کے آگے لقا بے بقا راندۂ درگاہ خدا ہاتھی پہ سوار گرد اسکے ناقوس نواز گھنٹے بجاتے ناقوس پھونکتے تھے جے سامری وجمشید کی بولتے تھے رال وگوگل کے شعلے اُٹھتے دھوان بلند تھا غرضکہ سواران نابکار ہزار در ہزار صف کش ہوئے دونون طرف سے بیلدارون نے پست بلند میدان کو ہموار کیا سقے آبپاشی کرگئے روے شاہد ارض صفا مین صورت آئینہ بنا صف آرا اون نے صفوف حرب کو آراستہ کیا گھوڑی کی دُم سے دُم اور پٹھے سے پٹھا سم سے سم ملا دیا بہادرون کا شانہ سے شانہ پیادون کا پانون سے پانون ایک کرکے دیوار آہن اور سد سکندر صف لشکر بنا دیا۔ تخت بادشاہون کے قلب لشکر مین قائم ہوئے نقیب آگے بڑھے سرود نوازون نے سرود بجایا گویون کے لڑکون نے رغبت جنگ دلاورون کو دی مذمت دنیاے فانی کو سنایا کہ

نظم

چنین است کردار چرخ بلند ‏ بدستی کلاہ وبدیگر کمند
چو شادان نشیند کسی با کلاہ ‏ بہ چشم کمندش رباید کلاہ
چرا مہر باید ہمی بر جہان ‏ چو باید خرامید با ہمرہان
یکی دائرہ آمدہ چنبرسے ‏ فراوان درین دائرہ داورے
نہ ہر بادشاہ و نہ ہر بندہ را ‏ شناسد نہ نادان نہ دانندہ را
شکاریم یکسر ہمہ پیش مرگ ‏ سری زیر تاج وسری زیر برگ

آج روز نام ونہنگ ہی عرصہ زیست تنگ ہی داد شجاعت دو مرنے مین دریغ نہ کرو جب نقیب پکارے آفت نے نازک چشم سے کہا بہن تم کو سامری کے سپرد کیا مین جاتی ہون اور نصیب آزماتی ہون اس نے جواب دیا کہ جمشید کے حوالے کیا وہ سامنے لقا کے آئی تخت سے اُتر کر سجدہ کیا اور دست بستہ اجازت حرب چاہی لقا نے کہا اے بندی قدرت ہم نے تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا بختیارک بولا کہ خداوند تیری موت اپنی مٹھی مین لیے ہین تو ماری نہ جائے گی بے خوف جاکر مقابلہ کر آفت یہ سنکر بہت خوش ہوئی اور وسط میدان مین ہوکر نیرنگی سحر کی دکھانے لگی درخت زمین سے پیدا کیے کبھی آگ برسا کر صحرا کو جلایا کبھی پہاڑ کی طرف سے دریا کو جاری کیا آخرکار نعرہ مارا کہ اے فرقہ منحرفان تمھاری قضا دامنگیر ہی آؤ میرے روبرو کہ تم کو راہ عدم دکھاؤن یہ نہیب جب لشکر اسلام نے سنی اول ناصر نے مرکب اُڑایا اور سامنے تخت شاہی کے آیا عرض کیا سرنثار کرنے کو جی چاہتا تھا بارے مراد بر آئی اس قحبہ کی سزادہی کو غلام جاتا ہی اجازت چاہتا ہی بادشاہ نے فرمایا تم مہمان عزیز ہو کرم کرو لڑنے نہ جاؤ شہزادہ نور الدہر نے بادشاہ سے سفارش کی کہ

غلام نوازی فرمائیے بہادرون مین آبرو نہ رہے گی یہ نکلا ہو تو تصدق ہونے کی اجازت دیجیے شاہ نے اُسکو خلعت دیا اور فرمایا سپرد یزدان پاک کیا ناصر بنصرت قرین شادان و فرحان مرکب پر آکر چلا گھوڑا اسکا طرارہ بھر کر روان ہوا کہ نظم

یکے اسپ بودہ در انگام زن — سم او ز فولاد خارا شکن
چو پیلان بزور و چو مرغان بپر — چو ماہی بہ بحر و چو آہو بہ بر
چو آتش بپا مد ز کوپیل زور — چو کوہے روان کرد از جا ستور

آفت نے اس تہور دستگاہ کو جوش و خروش سے آتے دیکھکر صدا دی کہ اے سوار طلسمی آؤ یہ کہنا تھا کہ صحرا کی طرف سے بگولا گرد کا پیدا ہوا اور ایک سوار دلیر بسان شیر غران نعرہ زنان آکر پہونچا اس نے حکم دیا کہ جا اور مسلمانون کو باندھ لا سوار مقابل ناصر ہوا اور نیزہ مارا اس نے بھی نیزہ کو روک کر نیزہ لگایا بیت سبک نیزہ بر نیزہ انداختند + کہ از یک دگر باز بشناختند + بعد رد و بدل طعنہاے چند نیزے مانند خلال ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اسوقت دونون نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا کہ نظم

برو دست و آن تیغ بران کشید — ز گرد سواران جہان ناپدید
بکین اندرون تیغ برہم شکست — سوے گرز بردند یکبار دست
سواران چنان گرز زد ہمچو کوہ — کہ از زخم او گشت ناصر ستوہ
بزین اندر از زخم بیہوش گشت — بخاک اندر افتاد و خاموش گشت

جب گرز سے ناصر بیہوش ہو گیا سوار نے مشکین باندھکر سپرد لشکر لقا کیا اور ایک مرکب پر چڑھکر پھر مبارز خواہ ہوا ادھر سے شہزادہ نورالدہر نے اجازت لیکر عزم میدان کیا لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے طبل و نقارے اس طرح بجے کہ طنطنہ گردون سے غلغلہ ظاہر ہوا شہزادہ کا مرکب کوہ پیکر و ہامون شکوہ مثل برق و باد چلا کہ نظم

ز زخم فلک گاہ و ماہی ستوہ — بجستن چو برق و بہیکل چو کوہ
یکے کوہ چون کوہ وادی سپر — بصحرا بپوید چو مرغے بپر
در آمد بزین چون گہ بے ستون — گرفتش یکے نیزہ چون ستون
عنان را بپیچید دیگرفت راہ — ہمی شد بہ تیزی چو ابر سیاہ

سوار طلسم نے شہزادہ پر بھی حملہ کیا اور نیزہ دری اور شمشیر بازی شروع ہوئی کہ بیت گہے تیغ زد گاہ گرز گران + چنین تا فرو ماند دست سران + آخر کار شہزادہ نامدار بھی مغلوب ہوا اور اس نے اسیر کر کے لشکر مین بھیجا اور پھر نہیب دی کہ کوئی اور سامنے آئے ادھر سے سرداران شہزادہ نورالدہر

نکلنا شروع ہوے شام تک سو اسو سردار یکے بعد دیگرے فضل بن گیا ہورو نوح بن گیا ہو رخوان کی شام وغیرہ جا کر اسیر ہوے جس دم نیزہ دار فلک نیزہ خطی شعاع لے کر سمت کاشانہ مغرب گیا اور میدان فلک مین لشکر انجم کا داخلہ ہوا نظم

زعکس مرغ و ماہی آرمیدہ ۔ حوادث پاے در دامن کشیدہ
ستادہ از دہل کوبے دہل کوب ۔ ہجوم خواب دستش بستہ بر چوب

شام کو سوار طلسمی مرکب اُٹھا کر سمت صحرا چلا گیا اور آفت نے طبل آسایش بجوا دیا دونون لشکر کھچے امیر اور شاہ اسلام بادل پردرد داخل بارگاہ ہوے سیاہ نے کمر کھولی عیار بہر عیاری روانہ ہوے اس طرف آفت ہنستی ہوئی نازان وخندان مع نازک چشم کے اپنے لشکر کو گئی لقا نے زرنثار کرایا بارگاہ مین ہو نچکر حکم دیا کہ جشن نوروزی کیا جاے اُسی وقت ساقیان مہر دیدار و پری تمثال جام و صراحی جواہر بے مثال لے کر حاضر ہوے اور طوائفان شعلہ رخسار رشک دہ بعتیان لندن و چین رقص کرنے لگین مجلس مثل مجلس انجم فلک ترتیب پذیر ہوئی کہ ابیات

بر فتند و خوان مے آراستند ۔ سزاوار رامشگران خواستند
زبر جد طبقہا و فیروزہ جام ۔ پر از نافہ مشک و پر عود خام
ہمہ پیکرش سرخ کردہ بزر ۔ برو یافتہ چند گونہ گہر
زمین باغ گشت از کران تا کران ۔ ز شادی و آواز رامشگران

اسی جشن مین بختیارک نے کہا اے ملکہ آفت جو سردار کہ ملکہ نازک چشم و سوفار و مہنت وغیرہ نے قید کیے ہین وہ سب موجود ہین اور آج تم نے سو اسو سردار گرفتار کیے ہین مجکو یقین ہے کہ سب کی نگہبانی نہ ہوسکے گی اور عیاران اسلام اسی فکر مین ہین آج تک بہت حفاظت سے قیدی رہے مگر اب عرصہ گذرا ہے ان کو پتہ مل گیا ہوگا چھڑا لے جائینگے پس لازم ہے کہ سب کو راہ عدم دکھاؤ کثرت اسلامیان کچھ تو کم ہو آفت نے کہا ملک جی مین اس فکر مین ہون کہ حمزہ کو بھی پکڑ لون تو سب کو قتل کرون یہ کہکر ایک رقعہ اس مضمون کا کہ مین نے سوار طلسم سے اتنے سردار قید کرا ے لکھ کر ملکہ آئینہ کو بھیجا ایک ساحر نامے کر روانہ ہوا اتفاق سے سیارہ بن عمر عیار شہزادہ قاسم با مر جاسوسی اس مقام پر موجود تھا جبسے آقا اسکا قاسم کشتہ سحر ہوا ہے اسی فکر مین بہ صورت مبدل رہتا ہے شاید لشکر ساحران مین کسی سے حال شہزادے کا معلوم ہو اس وقت ساحر نامہ برکے ہمراہ ہوا کہ دیکھون یہ نامہ کہان لیے جاتا ہے وہ ساحر جو چلا خوف سے عیارون کے کچھ دور تو اُڑ کر گیا پھر نظر سے غائب ہو گیا سیارہ حیران پریشان لشکر کی طرف پھرا لیکن راہ بھول کر کوہستان مین جا پڑا ہر سمت متلاشی راہ پھرنے لگا اب حال سنیے کہ شاہزادہ ایرج بن قاسم جن کا ذکر جلد اول مین کیا گیا

کہ غم مین اپنے باپ کے بہر شکار نکلے تھے اور انکو پنجہ اٹھائے گیا تھا اور آندھی کی ہوا مین عیار اُن کا شاپور ایک طرف چلا گیا تھا اس وقت کوہستان مین ایک جگہ ٹھہرا ہوا تھا کہ آواز پانون کے آہٹ کی سنی تھم ٹھکر دیکھنے لگا جب سیارہ قریب پہونچا پکارا کون ہی سیارہ نے آواز پہچان کر کہا کہ کیا بھائی شاپور ہین اس نے اقرار کیا سیارہ دوڑکر لپٹ گیا دونون باہم باتین کرتے چلے یہ تو روانہ ہوے ہین مگر اب ذکر شاہزادہ ایرج سنیے اور فتح طلسم آئینہ کا حال بیان کیا جاتا ہی

آغاز طلسم آئینہ اور ذکر رہائی شہزادہ قاسم اور مارا جانا آفت شمشیر زن و سوفار و ناز ک چشم کا اور عشق ایرج کا ملکہ پران شمشیر زن سے ہونا اور لشکر اسلام کا پھر آرام ٹھہرنا المولفہ

فصل بہار آئی رندون کی یہ دعا ہی — دے جام ارغوانی ساقی ترا بھلا ہی
اڈہی گھٹائین اودی طاؤس ناچتے ہین — بدمست جھومون پر ساقی براجتے ہین
جھونکا ہوا کا آیا ابر سیاہ چھایا — بجلی لگی کڑکنے پانی جھمک کے آیا
مستون نے پھر پکارا ساقی کو یہ صدا کی — کشتی مے روان ہو رحمت ہوئی خدا کی
ساقی وہی سما پھر آنکھون مین پھر رہا ہی — دے پھول مجکو جلدی ٹھنڈی چلی ہوا ہی
جام و پیالہ کیسا چلو ہی میرا بھر دے — دریا دلی سے ساقی سیراب ہمکو کر دے
تلچھٹ ہی دیدے ہمکو کر لیوین نشہ پانی — پیری مین لوٹ لیوین کیفیت جوانی
سنبھلین جو بیٹھین گرین ہم چلتے ہین لڑکھڑائین — پیر مغان کے دم کی پھر خیر ہم منائین
مدہوش ایسا کر دے تجھ اور رنگ لاؤن — میخوارون اینڈی بینڈی زاہد کو مین سناؤن
ہمکو نہ جاہ بیکرا فسانہ لکھ رہے ہو — مشتاق سب ہین بیٹھے جلدی زبان کھولو

آئینہ بندان صورت خیال وصورت نمایان آئینہ حال شاہد آئینہ رخسار کو آئینہ خانہ احوال طلسم آئینہ مین اس طرح بٹھاتے ہین اور آئینہ تحریر مین پیکر دلفریب معشوق داستان یون دکھاتے ہین کہ جب شہزادہ ایرج نوجوان کو پنجہ اٹھا کر چلا حسب اتفاق قریب ایک پہاڑ کے اُسکا گذر ہوا وہ پہاڑ سیرگاہ ملکہ صنوبر مرصع پوش جادو ہی وہ ملکہ نقاب چہرے پر ڈالے سیر مین مصروف تھی کہ نگاہ اس کی پنجہ پر پڑی دیکھا ایک نوجوان آفتاب رخسار کو پنجہ لیے جاتا ہی شعشعہ حسن و جمال سے اُس کے روے ہوا منور و روشن ہے روے تابان اُسکا انجمن روزگار مین نور بیز بسان شمع انجمن ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ آفتاب فلک سے اتر کر بروبے ہوا بھاگا ہوا جاتا ہی ستارہ ٹوٹا ہوا نظر آتا ہی اس کو یہ ماجرا دیکھ کر تعجب ہوا اور کچھ

سحر پڑھکر سمت فلک پھونکا پنجہ شہزادے کو لیے ہوے کوہ پر اتر آیا اُس نے پھر ایسا سحر پڑھا کہ پنجہ تو غائب ہو گیا شہزادہ متوجہ ہوا سے بیہوش تھا پڑا رہا صنوبر اس شمشاد باغ خوبی کے پاس آئی صورت زیبا دیکھکر غش ہو گئی دیکھا کہ ایک صنوبر قامت و گلرخسار بیہوش پڑا ہی باغ دہر مین قد اس کا نخل تمنا ہی گوش گل کو زبان بلبل سے اسی گل کے افسانہ حسن کے سننے کی آرزو ہی سنبل تر اُسی کے زلف معنبر کی خوشبو سے پیچیدہ ہی صبا سونگھ کر ژولیدہ مو ہی نرگس ہمہ تن چشم ہو کر اسی کے دیکھنے کی خواہش رکھتی ہی باد صبا اسکے لیے آوارہ پھرتی ہی لالہ اسی کے عشق مین دل داغدار ہی سرو کو اسی کی غلامی درکار ہی آزادی سے بیزار ہی کہ بمقتضاے ابیات

بیا لا چو سرو و چو خورشید روے	چو عنبر بگو گرد و گل سرخ ہوے
یکے بوستان بود اندر بہشت	بیالاے ز سرو دہقان کشت
دو چشمش زبان گو دو ابرو کمان	تو گفتی ہمی بشگفد ہر زمان
بیالا ز سرو سہی بر تر است	چو خورشید تابان بدو پیکرست

یہ تماشاے حسن بیمثال کر رہی تھی کہ شہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک نقابدار سرہانے کھڑا ہی لباس مردانہ پہنے ہی مگر عورت معلوم ہوتا ہی یہ دیکھ کر اُٹھ بیٹھا اور اُس نقابدار سے پوچھا کہ آپ کون ہین کیون مجھکو طلب کیا ہی نقابدار نے کہا پنجہ لیے جاتا تھا مین نے اس سے چھڑایا ہی آپ میری دعوت کھا کے آسودہ ہو لیجیے تو مجھکو سپاہ گری کا مزہ ہی ہمارے آپ کے مقابلہ ہی شاہزادے نے فرمایا کہ تم نے مجھکو پنجہ سحر سے چھڑایا احسان کیا تم محسن ہو چکے مقابلہ کرنا تم سے ناروا ہی اور اگر براہ راستی جی بہلایا چاہتے ہو تو مین سب طرح چاق و چست ہون ایک صدمہ موج ہوا کا تھا وہ بھی برطرف ہو گیا اب کوئی کسل نہین آؤ مقابلہ کرو نقابدار یہ سنکر انکو ایک میدان مین اس کوہ کے لایا اور اپنے ملازمون کو طلب کر کے دو گھوڑے جنکو دیکھکر توسن فلک بھی چال بھولے منگائے شہزادے کو سوار کیا اور آپ بھی سوار ہو کر برسر مقابلہ آیا اور تیر کمان مین پیوستہ کر کے لگایا کہ ابیات

کمان را بزہ کرد و بکشاد بر	نبد مرغ را پیش تیرش گذر
بر آیرج نگر تیر باران گرفت	چپ و راست جنگ سواران گرفت
نگہ کرد ایرج و آمد بہ تنگ	بر آشفت و تیر اندر آمد بجنگ
عنان بر گرائید و برداشت اسپ	بیامد بکردار آذر گشسپ
ز زین بر گرفتش بہ کردار گوے	کہ چوگان زباد اندر آید بروے
چو آمد خروشان بہ تنگ اندرش	بجنبید و برداشت خود از سرش
رہا شد زبند زرہ موے اوے	درفشان چو خورشید شد روے اوے

بدیدار او مبتلا شد دلش	تو گفتی کہ درج بلا شد دلش

شہزادے نے اُس کی صورت حور مثال دیکھ کر غش غش کیا اور زمین پر آہستہ سے اُتار دیا معلوم ہوا کہ نقاب اُس کے چہرے سے نہین اُٹھی بدلی سے دھوپ نکل آئی تھی گوہر گرانمایہ درج خوبی و برج اختر تابندۂ فلک محبوبی کہ آفتاب و ماہ اس کی غلامی کی آرزو رکھکر داغ اپنی پیشانی مین رکھتے ہین شب و روز خواہش دیدار مین اسی کے مشکوے عصمت کے چکر لگاتے پھرتے ہین شاہد بکارت اس کا گوشۂ شرم و حیا سے باہر نہ نکلا تھا کوچہ سنبلستان گیسو مین دوربایش غرور عصمت سے نسیم صبا کو چلنا نہ ملتا تھا لائق او رنگ شاہی دلبری تھی شایان حسینان دہر کی افسری تھی زیبایش تاج ارجمندی تھی افسر سپاہ حسن و بہتری تھی

نظم

زسرتا بپایش بجز دار عاج	برخ چون بہار و ببالا چو ساج
بران سفت سیمین دو مشکین پرند	سرش گشتہ چون حلقہ ہاے کمند
زخانش چو گلنار و لب نار وان	زسیمین برش رشتہ دو نار وان
دو چشمش بسان دو نرگس دو باغ	مژہ تیرگی بردہ از پر زاغ
دو ابرو بسان کمان طراز	بر و تو زپوشیدہ از مشک ناز
اگر راہ جوئی ہمہ روے اوست	وگر مشک بوئی ہمہ بوے اوست

شہزادہ دلدادہ و فریفتہ جب ہوا وہ قمر رخسار خورشید ہو چلی تھی ہنسکر گویا ہوئی کہ بس ہمارے آپکے مقابلہ ہو چکا چلیے اور جام مے کو لب میگون سے لگا کر ہنسائیے کنیز کو منھ لگا کر سرفراز فرمائیے شہزادہ اس کے ہمراہ روانہ ہوا پہاڑ پر ایک چہل ستون نادر بنا تھا فرش مکلف وہان بچھا تھا تخت عاج گستردہ تھا دونون تخت پر آکر جلوہ گر ہوئے کنیزان سمن بدن و گلرخسار حاضر تھین جام و صراحی لے کر شراب پلانے لگین شہزادے نے میکشی سے انکار کرکے کہا جب تک تمھارا مذہب و ملت ظاہر نہ ہوگا ہم کو تم سے ہمشرب ہونا زیبا نہین طریقہ بددینی اچھا نہین ملکہ نے کہا اے شہریار مین دختر بلند اختر زرومان جادو ہون کہ وہ بھائی ملکہ حنظل کا ہے اور ملکہ حنظل کی دختر ایک مسلمان پر عاشق ہوکر نکل گئی تھی اب وہ مسلمان کہ نام اُس کا قاسم ہے طلسم آئینہ مین قید ہے شہزادہ اپنے باپ کو زندہ سنکر خوشنود ہوا اور کہا اے ملکہ مین اسی مسلمان کا جسکو تم قیدی کہتی ہو بیٹا ہون اور وہ نبیرہ حمزہ صاحبقران ہے اگر تم کو ہم سے محبت ہے تو دین سامری و لقاپرستی ترک کرکے خدا پرستی قبول کرو ورنہ ہم تمھارے عدو ہین ہم سے ہاتھ اُٹھاؤ ملکہ از بسکہ دلدادہ و شیدا ہو چکی تھی گویا ہوئی کہ مجھ کو آپ کا فرمانا بدل منظور ہے عشق مین جان اور ایمان نذر کرنے کا دستور ہے غرضکہ مع تمام خواہرون و انیسون کے مطیع الاسلام ہوئی اور کہا جب طلسم آئینہ فتح ہوگا کلمہ پڑھونگی

غرضکہ میکشی آغاز ہوئی ہنگامہ رقص وسرود برپا ہوا پہلو مین دلدار لب پر جام بادۂ گلنار بہ عشرت تمام بیٹھے لیکن ملکہ خنظل جو اسکی پھوپھی ہے اپنی بیٹی کے غم مین مبتلا رہتی ہے اس وجہ سے کبھی کبھی ملکہ کو دیکھنے آیا کرتی ہے یا اپنے پاس بلایا کرتی ہے اس وقت بیٹی کی محبت نے بہت ستایا خون کا جوش آیا پس عوض دختر کے چاہا کہ بھتیجی کو بلا کر پیار کرون اور اس کے دیدار سے خرسند ہون یہ سوچ کر ایک ساحر مریخ جادو نام نے کہا کہ قلعہ روہانیہ مین جا اور ملکہ صنوبر کو لے آ وہ ساحر حسب الحکم چلا اور قلعہ مذکور مین پہونچکر رزدان ملکہ کے باپ سے پیام اس کی بہن کا کہا اس نے کہا کہ ملکہ اپنی سیرگاہ مین پہاڑ پہ گئی ہین وہان سے بلا کے لے جا مریخ وہان سے پہاڑ پر آیا یہان شہزادہ اور ملکہ باہم سرگرم نشاط تھے فرہاد و شیرین یک جا بصد انبساط تھے یہ معاملہ دیکھکر آنکھون مین خون اُتر آیا اور نعرہ زن ہوا کہ باشیدا اے ننگ خاندان یہ کیا رسوائی ہے جو تم چھوکریون نے تمام عالم مین شہرت بیحیائی پھیلائی ہے یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ ملکہ سحر بھولی اور شہزادے کے دست و پا کی طاقت جاتی رہی یہ تڑپ کر جو گرا دونون کو پنجہ مین داب کر لے اُڑا اور سوچا کہ خنظل کے پاس ان کو لے چلو وہ جو چاہے کرے یہان ایسا نہ ہو کہ باپ ملکہ کا فرط محبت سے بیٹی کی حمایت کرے پس سمت نرگسی کوہ روانہ ہوا اور ایک مقام پر تھک کر اُترا کہ دم لے لون تو چلون اُدھر سے قضارا شاپور وسیارہ آتے تھے اور دونون ساحر کی ایسی صورت بنے ہوئے تھے اس نے ان کو دیکھ کر پوچھا کہ تم کون ہو عیارون نے کہا جو تم وہ ہم تم کون ہو اس نے سب حقیقت کہی کہ بھائی گھر ساحرون کا ان چھوکریون نے برباد کر رکھا ہے مسلمانون سے عاشقی کرکے ستم ڈھایا ہے یہ کہکر شہزادہ اور ملکہ کو دکھایا کہ مین ان کو گرفتار کیے خنظل کے پاس لیے جاتا ہون عیارون نے جو اپنے شہزادے کو گرفتار دیکھا اور سارا حال گرفتاری قاسم سنا بہت خوش ہوے کہ دونون شہزادون کا حال معلوم ہوا پس اس ساحر سے بظاہر التفات کرکے کہا اے برادران مسلمانون کو جہان پاؤ مار ڈالو مین تو اس کو مار ڈالتا مگر تمھارے پیچھے جو کھڑے ہین وہ منع کرتے ہین ساحر گھبرایا کہ میرے پیچھے کون کھڑا ہے اور پھر کر دیکھنے لگا شاپور نے کمند ماری یہ گھبرا کر ادھر پلٹا سیارہ نے بیضہ بیہوشی مارا وہ بیہوش ہوکر گرا عیارون نے سر کاٹ ڈالا غل و شور مچا تاریکی ہو گئی صدا آئی کہ مارا مریخ جادو کو بعد کچھ عرصے کے جب وہ تاریکی دور ہوئی ملکہ اور شہزادے نے رہائی پائی اور عیارون سے ملکر بہت خوش ہوے پھر عیارون نے کہا اے ملکہ یہ ساحر تمھارے بلانے کو آیا تھا ایک ہم مین سے اس ساحر کی ایسی صورت بنتا ہے اور تم تخت سحر تیار کرو ایک ہم مین تمھاری خواص کی ایسی صورت بنے گا اور تمھارے ساتھ چلکر خنظل کا کام تمام کرے گا تا کہ شہزادہ چھوٹے اور سب کام بن پڑے غرضکہ سیارہ ملکہ سے حلیہ ایک خواص کا پوچھکر ویسی ہی صورت بنا اور کہا شاید میری صورت پر شبہہ کرکے خنظل پوچھے کہ یہ کون ہے

تو کہنا مین نے بنا نوکر رکھا ہی یہ سمجھا کر شاپور بصورت مرزخ تیار ہوا اور اس کا لباس پہن کر ملکہ کے
ساتھ تخت سحر پر بیٹھکر چلا شہزادے سے کہا آپ یہین ٹھہرین جس وقت کہ ہم کو بہت عرصہ ہوا آپکو
آکر حنظل سے مقابلہ کرنے کا اختیار ہی فی الجملہ ان کو چھوڑ کر مع ملکہ چلے اور کچھ دیر مین پہونچے حنظل
چشم براہ انتظار تھی کہ ملکہ نے جاکر تسلیم کی اس نے گلے سے لگایا اور پیار کرکے آغوش مین بٹھایا ملکہ نے بعد
تھوڑی دیر کے اپنی خواص سے کہا کہ وہ میوہ جو ہم پھوپھی جان کے لیے لائے ہین حاضر کرو خواص یعنی سیارہ
نے ایک قاب مین عمدہ میوہ چن کر پیشکش کیا صنوبر نے کہا پھوپھی اماں یہ میوہ بہت نایاب زمانہ ہے
آپ بھی کچھ نوش فرمائیے حنظل نے اسکی خاطر سے کچھ دانے انگور کے کھائے ملکہ نے یہان جو ملازم
اور خواصین حنظل کی تھین ان کو بھی وہ میوہ کھلایا بعد لمحہ بھر کے سب بیہوش ہوگئین عیارون نے
بہر اہتمام حجت حنظل کو اٹھا کر ستون سے ایوان کے باندھا زبان مین سوزن دے کر ہوشیار کیا
اس کی جب آنکھ کھلی دیکھا مین بندھی ہون اور صنوبر سامنے کھڑی ہی اشارے سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا
ہی عیارون نے کہا ہم دونون عیار ہین اور یہ ملکہ شریک اہل اسلام ہوچکی ہی اب تجھ کو بغیر قتل کیے
ہم نہ جائینگے جان بچانا اگر منظور ہی تو اسلام اختیار کر اور شہزادہ قاسم کو چھوڑ دے ورنہ کوئی دم
مین راہ عدم دیکھے گی حنظل یہ حال سنکر سمجھی کہ بیشک ان خداپرستون کا دین زبردست ہی ان سے
جان بچانا دشوار ہی دوسرے دختر پر تو یہ سانحہ گذر ہی چکا تھا اب بھتیجی سے بھی فراق ہوگا لازم ہی
کہ اطاعت کرو اولاد بھی ملے گی اور ملک و جان و مال و آبرو بھی رہے گی یہ سوچ کر اشارے سے
کہا کہ مین نے اطاعت اختیار کی عیارون نے فوراً کھولا زبان سے سوزن نکال لیا اسنے عیارونسے کہا کہ مین مطیع الاسلام ہوئی
بعد فتح طلسم کلمہ پڑھونگی عیارون نے کہا شہزادہ ایرج صحرا مین ٹھہرے ہوے ہین اُنکو بلانا چاہیے حنظل نے اپنے ملازمونکو جو بیہوش پڑے
تھے ہوشیار کرایا اور ان مین سے ایک کو حکم دیا کہ شہزادہ کو اٹھا لاؤ وہ بزور سحر عیارونسے پتہ پوچھ کر روانہ ہوا
ایرج منتظر عیاران ٹھہرے ہوے تھے کہ ساحر آکر پہونچا اور عرض کیا کہ چلیے حضور کو ملکہ حنظل نے بلایا ہے
یہ کہکر تخت سحر پہ بٹھا کر قلعہ مین لایا حنظل نے اٹھکر تعظیم دی اور مسند پر بٹھایا جتنے ساحر نامی تھے
ان کو بلاکر اپنا راز ظاہر کیا کہ مین نے اطاعت اس شہزادہ عالی وقار کی اختیار کی اگر میرے
ساتھ تمھین رہنا ہو تو تم بھی تابعداری اسلام کی کرو سب ساحر حسب ارشاد اس کے مطیع ہوے
اس نے انجمن عشرت ترتیب دی کشتیان شراب کی قابین گزک کے لیے کباب کی حاضر کین شہزادہ
عالی نژاد نے فرمایا کہ اے ملکہ تم طلسم آئینہ سے میرے باپ کو بلا بھیجو اور یہان بلا کر رہا کرکے رکھو
اس نے اسی وقت ایک نامہ محبت آگین ملکہ آئینہ دار کو لکھا کہ اے بادشاہ طلسم براہ عنایت
آپ میرے قیدیون کو میرے پاس بھیجدیجیے کس لیے کہ مین ان کو طلسم ہوشربا مین بھیجکر شاہ جادوان
پاس قید کراؤن گی اور وہین میرا شوہر بھی ہی مجھکو اطمینان رہے گا یہان رکھنے مین مسلمانون کا کھٹکا

نزدیک ہی کھٹکا ہی یہ لکھکر دو ساحرون کو دیا اور دربارۂ اخفاے راز تاکید اکید کرکے روانہ کیا ساحر گئے اور رخدمت ملکہ آئینہ مین پہونچے نامہ باادب تمام پیش کیا اس نے نامہ پڑھکر قیدیون کو بلا کر ان کے حوالے کیا اور کہا کہدینا مجھکو تمھاری دوستی سے کام ہے جہان تمھارا جی چاہے قید کرو میرے طلسم کا تو قیدی ہی نہین جو مجھے اس کے بارے مین کچھ کد ہوتی بلکہ اس کے یہان رہنے سے مسلمانون کی چڑھائی کا دن رات دغدغہ رہتا ہی ساحر یہ پیام سنکر اور قیدیون کو تخت سحر پر ڈالکر روانہ ہوے اور کچھ دیر کے بعد حنظل پاس پہونچے اس نے شہزادے پر سے قید سحر دفع کی ہوشیار کیا ایرج اور عیار ان کو لپٹ گئے اور بال ناخن جو قید مین بڑھ گئے تھے دیکھ کر رونے لگے آخر قاسم نے حمام کیا اور خلعت فاخرہ زیب جسم کرکے محفل مین پہونچکر رونق بخش ہوے اور فرزند کو گلے سے لگایا صنوبر پر دست شفقت رکھا پھر سیارہ کو حکم دیا کہ ہمارے ساتھ مقبل بھی قید تھا اُسکو بلانا چاہیے حنظل نے یہ سنکر کہا وہ بھی حاضر ہین اس عرصے مین مقبل بھی نہا دھو کر داخل مجلس ہوا شہزادے نے فرمایا کہ تم جاؤ اور ہمارے سردار جو غم و الم مین مبتلا ہین اُن کو مژدہ دو اور لشکر ترتیب پذیر ہو مقبل یہ حکم سنکر بیرون قلعہ آیا یہان بعض سردار تو لباس فقیری پہنکر غم مین شہزادے کے فقیر ہوکے سامنے قلعہ کے بیٹھے تھے اور بعض ان تیلون کے ساتھ روتے پیٹتے لشکر کو گئے تھے لشکری تمام پراگندہ حال تھے کہ مقبل نے جاکر ہر ایک کو ڈھونڈھ کر مژدہ رہائی شہزادہ کا دیا سب نے سجدہ شکر کیا لشکر تیار ہونے لگا خیمہ خرگاہ منگا کر استادہ کیے شہزادے کو اطلاع دی شہزادے نے برآمد ہوکر ہر ایک سے ملاقات کی اور بارگاہ تشریف فرما ہوے اس اثنا مین ملکہ نرگسی چشم کی حنظل نے جاکر بلائین لین گلے سے لگایا پھر حمام کراکے خلعت فاخرہ پہنایا زر و زیور سے آراستہ اور ہودج زرین مین بٹھاکر شہزادے کے پاس بھیجا ملکہ کو شہزادے کے ملنے کی از حد خوشی تھی اُدھر شہزادہ فرط شرم سے معشوق کو بلا نہ سکتا تھا مگر دل مضطر خواہش دیدار رکھتا تھا ہی انتظار مین یکایک

نظم

عماری بماہِ نو آراستہ
پس پشت او اندرون خواستہ
زہودج بر آمد یکے ماہِ نو
چو آراستہ شاہ برگاہ نو
زمشک سیہ کردہ برگل نگار
فروہشتہ بر غالیہ گوشوار

آنے سے ملکہ کے قاسم محظوظ ہوکر داخل شبستان ہوا مجلس انبساط مرتب ہوئی دورۂ جام مے گلگون ہوا وقت دف کی صدا بلند ہوئی یہ اس طرف جلسہ عشرت جائے خرم و خندان ہین اُدھر قلعہ مین صنوبر و ایرج نوجوان ہین شبانہ روز شیدائے یکدیگر داد نشاط و عشرت دیتے رہے روز چہارم جب محفل انجم شبستان روزگار سے برخاست ہوئی اور ساقی ازل نے جام زرنگار خورشید کو میکدہ مشرق سے لے کر انجمن عالم مین گردش پذیر فرمایا کہ بمقتضائے

نظم

سحر روز شش ہمیداشت شاہان خویش — بر سرفرازان و یاران خویش
چو خورشید برزد سر از تیرہ کوہ — جہان را بیفروزد فر و شکوہ
ہمہ را اندر آورد برج برہ — جہان چون مے نرد شد یکسرہ

اس سحر کو شہزادہ ایرج نے عزم کیا کہ اس قلعہ کی حوالی مین شکار کھیلے اور سیر مین مصروف ہو پس ملکہ خنقل سے اپنا ارادہ بیان کیا اُس نے سامان صید افگنی درست کرایا شہزادہ صنوبر کو قلعہ مین چھوڑ کر مرکب تازی نژاد پہ سوار ہو کر شہر سے صحرا مین آیا باز تیز پرواز کو جانوران پرند پر چھوڑا اور صحرا کو جانوران درند و چرند سے خالی کیا کہ ابیات

ز درندہ شیران زمین شد تہی — ز پرندہ مرغان رسید آگہی
بسے ہر طرف مرغ و نخچیر بود — اگر کشتہ گر خستہ تیر بود
ز شاخ گوزنان رمہ در رمہ — زمین بیشہ گشت عاجین ہمہ
ز بازان ہوا ہمچو ابر بہار — ز خون تذروان زمین لالہ زار
دمان باز دیو زنان بیا ہو برہ — کمین ساختہ بر کہ در بدرہ
تناور و ہر جاے خرگوش و سگ — ستوران بخون غرق ماندہ ز تگ
گرفتہ سو کبک شاہین شتاب — ز خون کردہ چنگل عقیقے عقاب
فتادہ غو طبل طغرل برار — گریزان ز گرد سواران ہزار

جب آفتاب عالمتاب نصف النہار پہ پہونچا حرارت ہوائے گرم سے دل سنگ بھی نرم ہونے لگا شہزادہ ایک پہاڑی پر زیر درختان سایہ دار بیٹھا اور شغل بادہ کشی کرنے لگا اور سیر سبزہ زار مین مصروف تھا مگر وہ پنجہ جو پہلے شہزادے کو اٹھا کر چلا تھا اور راہ مین صنوبر جادو نے اس سے چھین لیا تھا وہ پنجہ ملکہ بلور جادو نے کہ خود دختر ملکہ آئینہ دار جادو و مالک طلسم آئینہ ہے اس نے بھیجا تھا اسلیے کہ ملکہ مذکور بھی سیر کنان اُس جگہ کہ جہان ایرج نخچیر کشی کر رہے تھے آئی تھی اور فریفتہ ہو کر گئی تھی پس اس نے پنجہ سحر بھیجکر شہزادے کو بلوانا چاہا تھا وہ پنجہ خالی پھر کر گیا ملکہ چشم براہ انتظار تھی یاد معشوق مین بیقرار تھی آنکھین جانب در نگران یہ بیت ورد زبان بیت وعدہ خلاف یار سے کہنا پیام بر + آنکھوں کو روگ دے گئے ہو انتظار کا + اسی رنج ہجر مین طرفہ یہ ستم ہوا کہ پنجہ سامنے آیا اور بشکل انسان متمثل ہو کر حال کہا کہ مین شہزادے کو لاتا تھا راہ مین ملکہ صنوبر دختر زردمان حاکم قلعہ نند مانیہ نے چھین لیا یہ خبر سنتا تھا کہ ملکہ کو غصہ آیا رنج فرقت نے کلیجہ کھایا بیتابانہ نالہ لب پر لائی فرد + اے غم تری اب خوشی کہان تک + کمبخت لہو تو ہو گیا دل + اسی بے قراری مین اپنی وزیرزادی ملکہ حور چہرہ جادو کو بلایا اور فرمایا کہ تو نے یہ گستاخی صنوبر کی دیکھی کہ میرے بلائے ہو

شخص کو اُس نے چھین لیا ہر چند کہ مجھے اُس مردودے سے کچھ مطلب نہین وہ نگوڑا چاہے آئے یا نہ آئے مگر غصہ تو یہ ہے کہ ای جان کے جتنے خراج گذار ہین انکو یہ حوصلہ ہوا کہ اب مقابلہ کرنے لگے اس صدمہ پر قلعۂ زردمانیہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دونگی مین بھی اپنے نام کی ہون اتنی سی بات پر آفت ڈھاؤنگی تو لشکر جلد درست کرا اور میرے ہمراہ چل حور چہرہ نے یہ تقریر سُنکر بلائین لین اور عرض کیا کہ بی بی ملکہ صنوبر کو یہ نہ معلوم ہوگا کہ حضور نے اس شخص کو بلایا ہے وہ نرگسی اور ساحر کے بچہ کو سمجھی ہوگی ورنہ یہ اس کی مجال نہ تھی کہ جو ایسی شوخی کرتی اب مین جاتی ہون اور شہزادہ مطلوب کو لیے آتی ہون یہ کہکر بزور سحر اُڑکر چلی اور ملکہ فراق دیدہ پھر انتظار آمد جانان مین باخاطر ناصبور بیٹھی کبھی فرط یاس و بیتابی سے یہ کہتی کہ بیت ہائے ری یاس وائے ناکامی + آرزو ہم سے منھ چھپاتی ہے + اور ایک نظر کے دیکھنے سے تصور مین جو صورت یار اچھی طرح نہ آتی تھی تو رو کر یہ فرماتی تھی کہ شعر ہماری آنکھون مین آؤ تو ہم دکھائین تمھین + ادا تمھاری کہ تم بھی کہو کہ ہان کچھ ہے + اور خیال محبوب جو دیدۂ دل مین جلوہ گر تھا تو براہ شکایت یہ لب پر تھا کہ فرد اڑا کے آنکھ تم آنکھون سے ہو گئے پنہان + پر آنکھ سے مری مثل نظر نہین جاتے + ملکہ کیا خوب کہا ہے کہ بیت یون تو دم بھر نہین آتا انھین شوخی سے قرار + پر تصور مین وہ آتے ہین تو تھم جاتے ہین + اور کبھی کہتی تھی کہ دیکھیے حور چہرہ انھین لاتی ہے یا نہین بھلا وہ مغرور حسن و جمال کاہے کو آئے گا خدا معلوم قاصد کیا پیام لائے گا کہ شعر بس فنا بھی ہماری کھلی رہین آنکھین + بس اس امید پہ شاید کہ نامہ بر آئے + غرضکہ یہ ملکہ براز اشتیاق شکایت دوری دلدار کر رہی ہے اور ادھر حور چہرہ روانہ ہوئی اول قلعۂ زردمانیہ مین آئی زردمان نے بتعظیم تمام بٹھلا کر سبب آنے کا پوچھا اُس نے بنا بر مصلحت یہ تو نہ کہا کہ ملکہ نے براے تلاش ایرج بھیجا ہے اور اس کو تیری دختر نے چھپا رکھا ہے بس راز کو چھپا کر گویا ہوئی کہ مین ملکہ صنوبر کے دیکھنے کو آئی تھی زردمان نے کہا وہ اپنی پھوپھی خنظل جادو کے پاس گئی ہین یہ سنکر حور چہرہ رخصت ہوئی اور نرگسی کوہ پر آئی یہان لشکر شہزادہ قاسم کا اُترا تھا سمجھی کہ مسلمانون کا لشکر چڑھ آیا ہے اس جگہ جانے مین عرصہ ہوگا خنظل اپنا دکھ کہین لگی اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھوپھی پاس آنیکے حیلے سے صنوبر شہزادے کو اسی حوالی مین کہین لیے چھپ کر بیٹھی ہے بس یہ تجویز کرکے ڈھونڈھتی ہوئی چلی اور تجسس کنان آخر اس جگہ پہونچی کہ جہان شہزادہ ایرج شکار کرکے پہاڑ پر بیٹھا مصروف میخواری تھا اس نے پاس جانا مناسب نہ جانا کہ شاید شہزادہ چلنے سے انکار کرے بس ایسا سحر پڑھا کہ برق شعلہ بار چمکی سرداران شہزادہ جو پاس بیٹھے تھے اُن کی آنکھ خیرہ ہوئی اور یہ پنجہ بن کر جو گری شہزادے کو لے کر روان ہوئی بعد جانے شہزادے کے ملازم ہوشیار ہوے اور شور و غل کرنے لگے آخر وہان سے ملکہ خنظل پاس آئے اور حال گم ہو جانے

شہزادہ کا کہا صنوبر بے قرار ہوئی اور ڈھونڈھنے چلی ادھر خنظل نے ساحروں کو روانہ کیا کہ شہزادہ کو تلاش کرو ایک طرف سے شاپور عیار تجسس میں چلا مگر حال شہزادہ کا سنیئے حور چہرہ نے ان کو لا کر ایک پہاڑ پر اُتار دیا اور آپ وہاں سے خدمت ملکہ میں آئی ملکہ نے اس کو بشاش و خندان دیکھ کے معلوم کیا کہ گل مراد اس نے چنا ہی اور گوہر مقصد پایا ہی تجاہل کر کے استفسار کیا کہ کہو کہاں گئی تھیں کیا کر آئیں اس نے مسکرا کر جواب دیا کہ جو کچھ کیا ہی وہ اب ظہور میں آتا ہی بیان اُس کا کرنا بیجا ہی ملکہ کو رہا سہا شک بالکل دفع ہو گیا اور یہ جگہ اسکی سیرگاہ ہی ہر طرح کا اسباب عشرت یہاں مہیا ہی سامان تیاری انجمن آرائی میں مصروف ہوئی اور اُدھر شہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک پہاڑ پر بنگلہ پرتکلف بنا ہی چمنستان پر فزا لگا ہی ہر بوٹا اس گلستان کا روئے خرمی آگین شاہدان کو شرماتا ہی تازہ بہاری حسن سبزہ رنگان خاک میں ملاتا ہی گل بصد تجمل زیب و سادہ چمن کہیں بیلا کہیں جعفری کہیں نسرین و نسترن کوسوں تک سبزہ زار گل خودرو کی انوکھی بہار تدرو کہساری کوہ کے دامن اور داتک پر خرامان طاؤسان زرین بال جہاں جہاں رواں نہروں نے بھکر گرد کدورت خاطر دھوئی تھی شبنم ہر گلشن میں اسی جگہ کے عشق میں روئی تھی عیسی دم مسیح نفس ہوا کا چلنا خضر راہ عشق کے مردہ دلوں کو زندہ جاوید بناتا تھا ابر کہساری سبز و زرد و سرخ پہاڑ پر چھایا تھا قوس و قزح نے اپنا رنگ الگ جمایا تھا نہیں نہیں فلک پیر کسی کمان ابرو پہ قربان ہوا چاہتا تھا مور کی جھنکار کسی خوش گلو کا کوکنا یاد دلاتی تھی طاؤس رقصاں کی رفتار دل پامال کیے ڈالتی تھی کہ بموجب

ابیات

که در بوستانش همیشه گل ست　　بکوه اندرون لاله و سنبل ست
هوا خوشگوار و زمین پرنگار　　نه سرد و نه گرم و همیشه بهار
نوازند بلبل بباغ اندرون　　گرازنده آهو به زاغ اندرون
همیشه نیاساید از جستجوے　　همه ساله هر جاے انگشت و مے
گلاب ست گوئی بجویش روان　　همی شاد گردد ز بویش روان
دی و بهمن و آذر و فروردین　　همیشه پر از لاله بینی زمین

شاہزادہ سیر بہار میں مصروف تھا کہ سامنے بنگلہ سے ملکہ نے اسکے گلشن حسن کی بہار دیکھی قد دہ فتنہ خیز نظر آیا کہ بے ساختہ یہ مطلع پڑھا **مطلع** ترقی دو گے تم کب تک قد بالائے قامت کو + نکلوا دو گے گیا تم دونوں عالم سے قیامت کو + زلف مشکین شکن در شکن گل سے رخسار پہ عکس افگن جیسے مار گرد سمن ملکہ یہ حال ہے کہ **بیت** کیا تماشا ہی کرے گر آئینہ کو ہاتھ میں + دیکھ کر وہ زلف اپنی آپ بل کھانے لگے + روے تابان کی چمک کے سامنے نیر اعظم لرزاں

آئینہ سکندر حیران کہ موجب بہت ہو گیا پر تو رخسار سے کچھ اور ہی رنگ + مین نے منھ چوم لیا تیرے تماشائی کا +
ملکہ اس صورت دلفریب کو دیکھ کر ششدر رہ گئی انیسون جلیسون نے عرض کیا کہ اب تو یہ آہوے صحراے
حسن دام مین آیا ہی گھبرائیے نہین خدا نے روز وصل دکھایا ہی ہم جاتے ہین اور اس کو یہان لاتے ہین یہ کہہ کر
روانہ ہوئین ایرج نے دیکھا کہ بنگلہ کی طرف سے گلرخان سمن بدن وگل پیرہنان سیمین ذقن آتی ہین حسن مین
مہر و ماہ کو شرماتی ہین کہ بہت کنیزان چارہ گر در عشوہ و ناز + ہمہ دستان تا و جلوہ پرداز + شہزادہ بھی آگے
بڑھا اُن ماہ پیکرون نے قریب آکر پوچھا کہ اے نوجوان تیرا کہان سے آنا ہوا کیونکہ یہ وہ مقام ہی جہان پرندہ
پر نہین مار سکتا ملکہ بلور جادو کی سیرگاہ ہی ایرج نے کہا مین گم کردہ راہ ہون خود حیران ہون کہ کس نے
میری خواہش کی ہی اور غلبہ حرص وشہوت سے مجھ کو پریشان کرکے یہان بلایا ہی شاید تمھین مستانیون نے
یہ شعبدہ بنایا ہی تو یہ بخیریت ہی مین کبھی تھوکون گا بھی نہین وہ سب اس کلام سے قہقہہ مار کر ہنسین اور
بولین کہ کیا مردوا باتین بناتا ہی عورتون کا مکر مشہور ہی لیکن اس نے زمانے بھی کان کاٹے ایک بولی کہ نام
خدا سے ایسے ننھے ہین کہ راہ نہین جانتے ہین دوسری نے کہا مکاری تو دیکھو کہتے ہین کہ مین آپ سے نہین
آیا کوئی انکو گود مین اُٹھا لایا ہی تیسری نے کہا کسی کی بلا کو کیا غرض تھی جو انکو اُٹھا لاتا ذرا اپنی صورت
تو آئینہ مین دیکھو کچھ ایسے خوبصورت بھی نہین ہو جو کوئی ریجھا ہوگا چوتھی ہنستی ہوئی پاس آئی اور شہزادہ
کا ہاتھ پکڑ کر بولی کہ اس پھیکے شلجم سی صورت پر اتنا اترانا اچھا نہین آؤ جو آئے ہو تو ہماری ملکہ پاس چلو
وہ مہمان نواز ہین تمھاری خاطر کرین گی لیکن میان یہ نہ سمجھنا کہ کسی اور لالچ سے تمھین بلاتی ہون تمھاری
غریبی پر ترس کھاتی ہون ایرج ان باتون سے ہنسا اور گویا ہوا کہ تمھین تو لاکھ برس بھی نہ پوچھتا مگر جو
تمھاری ملکہ کا جی چاہا ہی تو خیر چلتا ہون اُنھون نے اس تقریر پر تیوری چڑھائی اور منھ بنا کر کہا چل
مردوے حواس مین آ منھ سنبھالو ایسی باتین کسی کسبی مالزادی سے کریو صاحبو کیا ہماری شامت ہی
جو ان کی شکل پر ریجھین گے مین سچ کہون مجھے تو پھوٹے دیدون بھی میان تم نہین بھاتے ایک ان مین سے
پھر تڑخ کر بولی اے بوا چلنا تم اس مردوے کو منھ لگاتی ہو یہ جانتا ہی جو میرے وہ راجہ کے نہین
اور زیادہ اتراتا ہی دوسری نے کہا سچ تو ہی اس کا مزاج تو ساتوین فلک پر ہی تیسری بولی چلی بھی
آؤ اسکو آنا ہوگا آپ ہی آئے گا چوتھی نے پھر شاہزادے کی طرف دیکھ کر قہقہہ مارا اور کہا اے آجی چلے
آؤ ہمارا کہنا مانو نہین تو پچھتاؤ گے شہزادہ بھی ہنستا ہوا ان کے ساتھ چلا اور بنگلہ مین آیا حسن ملکہ سے
بنگلے کو رشک برج آسمان پایا دیکھا کہ ایک حور وش نازک اندام بیٹھی ہی جو ہوا کے جھونکے سے
مرجھائی جاتی ہی رضوان اس کے رخسار پر گلہاے بہشت نثار کرنے کو بھیجتا ہی مگر وہ تصدق کے بھی
لائق نہین جانتی حورین رخسار اپنا تلوون سے ملاتی ہین لیکن اس کے کف پا کو کب پاتی ہین لب جان بخش کا
اس کے چشمہ حیوان سامنا نہ کر سکا سکندر نے ہر چند چاہا مگر اس نے منھ نہ دکھایا فرط خجالت سے

پردۂ ظلمت مین چھپایا عالم سے اپنے تئین مخفی کیا چاہ ذقن اگر زاہد صد سالہ دیکھے یقین ہے کہ مطیع ہو کر پانی بھرے گلوے نازک پر عالم گلا کٹائے شانون کو دیکھ کر دل نشانہ تیر بلا ہو جائے سینہ حسن کا گنجینہ اُس پر چھاتیان سنگ دلون کے دل سے پتھر کلائی مین نازکی سے بہتر شکم رشک رخسار حور صفا مین غیرت بخش شعلہ طور کمر جوہر آئینہ خیال ہوشیاران سے زیادہ باریک ترا گئے جگہ حیا کی ہے دفتر حسن پر مہر لگی ہے ساق با شمع طور ہے کف پا کے روبرو نور سحر بے نور ہے کہ بموجب

نظم

قدش نخلے ز رحمت آفریدہ　　بہ بستان لطافت سرکشیدہ
فرو د آویختہ زلف سمن سائے　　فگندہ شاخ گل را سایہ بر پائے
فلک در بس جمالش کردہ تلقین　　نہادہ از جبینش لوح سیمین
ز طرف لوح سیمینش نمودہ　　دو نون سرنگون از مشک سودہ
بزیر آن دو نون طرفہ دو صادش　　نوشتہ کلک صنع اوستادش
زحد نون او را حلقۂ میم　　الف داری کشیدہ بینی از سیم
فزودہ بر الف صفر دہان را　　یکے دہ کردہ آشوب جہان را

زیور الماس مین غرق طلائے حسن مین مرصع از پا تا فرق فرط نزاکت سے پشواز اُتار ڈالی تھی پائجامہ زر بفتی پہنے تھی کرتی جالی مقیش کی گلے مین گھاس کی اوڑھنی سر پر حسن کی کھیتی ہری تھی

نظم

چو غنچہ پائجامے تازہ در بر　　لباس نو بنو پوشیدہ در بر
مرتب ساخت بر تن پیرہن را　　ز گل پر ساخت دامان سمن را
ز سینہ دو ساعد دیدہ رونق　　ز زر کردہ دو ماہے را مطوق
رخش مے داد با ساعد گاہے　　کہ حسنش گیرد از مہ تا بماہے

شہزادہ یہ حسن و اداد دیکھ کر کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گیا اور تا دیر جلوہ جمال نے آئینہ دار حیران بنایا جب کچھ آپے مین آیا دیکھا انجمن عشرت آراستہ ہے بنگلہ پری سے زیادہ سجا ہے کہ بموجب

نظم

صفائے صفہایش صبح اقبال　　فضائے خانہایش گنج آمال
مرصع چل ستون از زبر افراخت　　ز وحش و طیر زیبا شکلہا ساخت
بپائے ہر ستونے ساخت از زر　　غزال ناف او از مشک اذفر
ز طاؤسان زرین صحن او پر　　بدجہاے مرصع در تجستر
میان آن درختے سرکشیدہ　　کہ شلش چشم نادر بین ندیدہ
زمین آراستہ فرش حریرش　　جمال افزود از زرین سریرش
قنادیل گہر پیوندش آویخت　　ریاحین بہر عطرش در ہم آمیخت

کشتیان شراب ناب کی ہچی تھین صراحیان طاقون پر رکھی تھین جام زرنگار آراستہ مدہوشان پیمانہ عشق کے منھ چڑھے ہوے قدح مہر و ماہ ساغر جم سے بڑھے ہوے ملکہ نے شہزادہ کو اپنا فریفتہ دیکھکر مسند زرین پر بٹھایا اور جام بادہ سرجوش سے بھر کر دیا شہزادے نے پینے سے انکار کرکے سوال اسلام لانے کا کیا ملکہ نے سنکر کہا کہنا آپ کا بہرصورت قبول ہی خاطر مہمان کرنا میزبان کا معمول ہی شہزادے نے جب اس کو مطیع اسلام کر لیا اس وقت دور جام دمادم چلنے لگا رقاصہ طلب ہوئی ناچ ہونے لگا جلسۂ عشرت جما بہار پر سبزہ زار ابر سیاہ کا لطف سرد ہوا کی کیفیت لالہ زار کی بہار بغل مین معشوقہ گلرخسار و طرحدار یہ سامان دین و دنیا کی یاد بھلائے جور گردون کا نام عنقا رکھے شہزادے کو بعشرت بٹھائے تھا قمر بیگردان کا ناچنا دیکھکر پیر فلک گردش بھولا تھا گانا دہان کا قوالہ آسمان کے ہوش کھوئے ناہید سپہر کو دیوانہ بنایا تھا یہ حال کہ غزل

آمدہ بہار و خوش شد لم از رنگ بوئے گل	آن بہ کہ تے کشیم و بشر و زے بروئے گل
این دم کہ بوے دلکش گل میدہد نسیم	بس دلکش ست گشت گلستان ببوئے گل
خوش آنکہ یار یا شد و من در حریم باغ	من سوے او نظر فگنم او بسوے گل
دیدہ آن دو رخ بلالی و آسودہ بنشست	از جستجوے لالہ و از گفتگوے گل

شہزادہ اسی نشاط و عشرت مین زیب و سادہ مسرت تھا کہ فلک کجرفتار کو برا معلوم ہوا بازی تازہ بروے کار لایا یعنی وہ ساحر جو نامہ آفت لے کر ملکہ آئینہ کے پاس چلا تھا اور اُس کے ساتھ سیارہ عیار روانہ ہوا تھا چنانچہ سیارہ توشا پور سے ملا اور وہ ساحر نامہ لیے آئینہ دار پاس پہونچا نامہ اُسکے حوالے کیا اس نے نامہ پڑھا حال گرفتاری سرداران اسلام پڑھکر بہت خوش ہوئی اور نامہ دار کی دو روز دعوت کرکے رخصت کیا جواب لکھدیا کہ بہن آفت تمھارے فتحیاب ہونے سے مین بہت خرسند ہوئی ایک روز توقف کرو مین اپنی بیٹی بلور کو بلا کر ملک و مال سپرد کرکے آؤن گی اور سرداران مقید اسلامیان کو قتل ہوتے دیکھون گی حتی الامکان میرا انتظار کرنا اگر نہ آؤن تو قتل کر ڈالنا نامہ دار یہ تحریر لے کر ادھر گیا اور اس نے اپنی دختر کو نامہ لکھ کر ساحر کو دیا کہ جا اور ملکہ بلور جادو بہار پر سیر دیکھنے گئی ہین ان کو پہونچا ساحر وہ خط لیے اُسوقت آکر پہونچا کہ ایرج ملکہ کو گود مین لیے جام بے گلفام پیتا تھا اور بجاے گزک بوسہ اُسکے لب شیرین کے لیتا تھا اور حسن ملاحت بیز سے کام جان کو چاشنی گیر حلاوت عشق کرتا تھا کنیزین محرم راز بنگلے کے در پر بعہدہ پاسبانی ٹھہری تھین وہ اس ساحر نامہ دار کو روک کر گویا ہوئین کہ ملکہ اندر پوشاک بدلتی ہین برہنہ ہین تم نہ جاؤ خط ہمین دو اور جواب لے کر پھر جاؤ اس نے خط حوالے کیا کنیزین ملکہ پاس آئین مگر گھبرائی ہوئی ملکہ نے پوچھا کیا ہی کہا یہ نامہ آپ کی ماں نے بھیجا ہی نامہ لے کر پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند یارہ جگر ہم خداوند لقا پاس بجایا چاہتے ہین

وہان : یارب خداوند بھی کرین گے اور سوار طلسمی سوا سو سردار حمزہ کے پکڑ لایا ہی علاوہ اُن کے اور سردار
بھی پہلے سے قید ہین اُن سب کا قتل دیکھین گے پس تم کو چاہیے کہ سیرگاہ سے پھر آوا ور سلطنت طلسم جلد سے
سنبھالو یہ مضمون پڑھ کر ملکہ نے جواب لکھا کہ امی جان محل مین حاضر ہون گی آج میری طبیعت بہت سست ہی
معاف فرمائیے گا پس یہ جواب کنیزون نے جا کر نامہ دار کو دیا کہ وہ لے کر پلٹ گیا اور یہان ملکہ نے بخاطر ایرج
کہدیا تھا کہ مین مطیع اسلام ہون کچھ زیادہ تفریح تو اسکی ہوئی نہ تھی بلکہ ملکہ یہ بھی نہ سمجھی تھی کہ اسلام کسے کہتے ہین
معشوق نے جو کہا کہدیا تھا قبول ہی اس وقت نامہ مین حال گرفتاری سلمانان دیکھکر خوشنود ہوئی اور کہا
شکر ہی ساحری کا خوب ہوا جو یہ موے دشمن خداوند پکڑے گئے اور مارے جائین گے یہ کلمہ ایرج
نے جب سنا آگ ہوگیا اور حال پر اہل اسلام کے بے اختیار آنسو نکل آئے ملکہ نے ان کی یہ کیفیت دیکھکر
پوچھا کہ کیون تم نے رو دیا شاید تم یہ جانتے ہو کہ مین اب چلی جاؤن گی اے شہزادے محل مین اپنے ہمراہ تمھین
لے جاؤن گی امی جان چلی جائین گی مکان اکیلا ہوگا تم وہان رہنا ایرج نے یہ کلام سنکر کہا خدا تیری صورت
اب مجھ کو نہ دکھائے اور تیرے سایہ سے اللہ بچائے کہ بیت کیا کیا کو مین نے غیرین سے + بھاگ
سایہ سے بمروت کے + ملکہ معشوق کے خفا ہونے سے رنجیدہ ہوئی دوپٹہ سے آنسو شہزادہ کے پونچھتی
تھی اور کہتی تھی آخر مجھ نگوڑی نے کیا کیا ہی بتاؤ تو میری خطا کیا ہی ایرج نے کہا تم مسلمانون کی اسیری
سنکر خوش ہوئین اور وہ میرے جد و آبا ہین مین نبیرہ علمشاہ بن حمزہ ہون افسوس ہی کہ یہان بیٹھا ہون
اور لشکر اسلام تباہ ہو جائے اے یا یہان خود جا کر ان ساحرون کو اپنی تلوارین ماردون گا کہ ٹکڑے اڑادونگا
اور اگر بس نہ چلے گا تو خنجر مار کر مر جاؤنگا تم اب اپنے گھر جاؤ مین سمت لشکر امیر جاتا ہون یہ کہکر اٹھا ملکہ نے
دوڑ کر دامن پکڑ لیا اور کہا پہلے مجھے مارتے جاؤ کہ میرا یہ حال ہی بیت جنس رسوائی کے ہم گاہک نہ تھے +
یہ بڑا سودا ہمارے سر پڑا + شہزادے نے دامن جھٹک کر ہاتھ چھڑا دیا اور چل نکلا ملکہ لپکی کمر سے
چمٹ کر لپٹی اور کہا کہ فرد قابل عفو مین آلودہ عصیان ہو لون + اے کرم صبر کر اتنا کہ پشیمان ہو لون
شہزادے نے کہا اے ملکہ اب یہ روکنا بیجا ہے کہ بموجب بیت ستم ہی بعد فنا آپ کی ہواخواہی + نہ خاک
اُڑائیے اب خاک مین ملا کے ہمین + جب ملکہ کشتہ تیغ ستم نے دیکھا کہ یہ نہ رکے گا رو کر کہا کہ آپ میرا قصور
معاف کیجیے اور مجھ سے اس جرم کے عوض جرمانہ مین وہ چیز لیجیے کہ تمام ساحر اس سے عاجز ہون اور سوار طلسم
بھی مارا جائے شہزادہ اس گفتگو سے پھر رکا اور پوچھا کہ وہ کیا ہی ملکہ نے کہا طلسم کی چیز کسی سے غارت
نہین ہوتی جب تک کہ اسکا رد طلسم ہی سے نہ دستیاب ہو سوار ان طلسم جہان حکیمان نے بنائے ہین ہاں
اُن کے قتل کرنے کے لیے تلوارین بھی بنائی ہین چنانچہ پہلے تیغہ سحرکش تمھارے باپ کو نرگسی حشم
دے چکی ہی ویسے ہی تلوار میری مان کے خزانہ مین ایک اور ہی آپ آج کی رات یہان تشریف رکھیے
مین شب کو چھپ کر جاؤن گی اور وہی تلوار لے آؤن گی صبح کو جائیے گا اور سوار طلسم اور آفت وغیرہ

سب کو واصل جہنم فرمائیگا لیکن اسقدر خیال رہے کہ کوئی اسیر سلسلۂ الفت پہاڑ پر سر ٹکراتی ہر جلد آئیے گا مجھکو بھول نہ جائیے گا شہزادے نے کہا مجھکو تنہا راستہ نہ ملے گا ملکہ نے کہا آپ صحرا مین اگر قریب نرگس کوہ ٹھہرئیے گا مین جاکر لے آؤن گی شہزادہ ان باتون سے رام ہوکر پھر مجلس نشین ہوا اور ملکہ سے اقرار اطاعت اسلام دوبارہ بطور استحکام لیا ملکہ نے ہنسکر کہا کہ بیت غضب ہے اسکی مسیحائی تلون خیز + ہزار مرتبہ مارا جلا جلا کے ہمین + غرض کہ پھر وہی جلسۂ انبساط تھا وہی ہنگامہ نشاط تھا اسی عرصہ مین وہ دن آخر ہوا یعنی پیام آمد شاہد شب سنکر حرارت غضب خسرو خاور کم ہوئی اور فرط غیظ سے کانپتا موقوف ہوکر ایوان مغرب مین با آرام متمکن ہوا نظم

شب آمد عاشقان را پردہ راز	شب آمد بیدلان را غصہ پرداز
توان بس کار در شبگیر کردن	کہ روزش کم توان تدبیر کردن

ملکہ نے طعام لذیذ و خوشگوار شہزادہ کو کھلایا اور کنیزون کو بہر خدمتگاری تاکید بلیغ فرمائی آپ بھی دیر تک خاطر مین مصروف رہی جب دو پہر رات آئی ایک کنیز کو ہمراہ لے کر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور اندر طلسم کے پہونچکر اپنی مادر پاس تو نہ گئی سیدھی خزانے کی طرف پہونچی چنانچہ مادر نے اسی کو سب امورات طلسم کا مدار المہام کیا ہی کنجیان خزانے کی اسی کے پاس رہتی ہین بس کوٹھا کھول کر اندر گئی اور وہ ایک صندوق کو کھولا اسمین چار تلوارین رکھی تھین کہ وہ سب طلسم کی ہین ان مین سے ایک تلوار سواران طلسمی کے قتل کرنے کی ہی اس نے وہی تلوار اٹھائی پھر وہان سے دوسرے مکان مین گئی وہان طلسم کا گھوڑا بندھا تھا جو دم بھر مین منزلون جاتا ہی جہان کا ارادہ راکب کرے وہین پہونچاتا ہی اس مرکب وادی سیر کو کھول کر زین و لگام سارا اسباب اسکا لے کر اس پر سوار ہوکر مکانات بند کرکے پہاڑ کا راستہ لیا پچھلی رات کو شہزادہ پاس آ پہونچی اور دونون شیدا باہم لپٹ کر سو رہے شب وصل تو چھوٹی ہوتی ہی ہی بہت جلد صبح ہوگئی اور تیغ مہر سپہر فلک پر چمکی نظم

چو برداشت پردہ ز پیش آفتاب	سپیدہ برآمد بیا بودہ خواب
چو خورشید زد عکس بر آسمان	پراگندہ بر لاجورد ارغوان

شہزادے اٹھ کر نماز سحر پڑھی اور کمر بعزم روانگی باندھی ملکہ بیتاب ہوکر پکاری کہ بیت گر جانے کا ارادہ ابھی سے نہ کیجے بدیہ میسرے درد دل کی چمک ہر سحر نہین + غرضکہ وہ تلوار شہزادے کو دی کہ اسنے زیب کمر فرمائی اور گھوڑے طلسمی کھینچکر سوار ہوا اور ملکہ سے رخصت ہوکر چل نکلا ملکہ فراق کشیدہ وہان سے بنگلے مین آئی غم یار مین زور کی بیٹھی چلائی اور منہ لپیٹ کر پڑ رہی پھر ایک کنیز سے حکم دیا کہ امی جان پاس جاکر عرض کر آ کہ مین آج بھی حاضر نہ ہونگی کل سے زیادہ ماندی ہون کنیز خدمت ملکہ آئینہ مین گئی پیام ملکہ کہا وہ دختر کی علالت سنکر مضطر ہوئی اور سوار ہوکر پہاڑ پر آئی یہان ملکہ

تب عشق رکھتی تھی منھ پیٹنے پڑی تھی اُس نے درحقیقت اُس کو بیمار پایا کہا اے فرزند تمھارا کوراینڈا ہے اب بہاں
پڑے نہ رہو طلسم مین چلو طبیب سے اپنا حال کہو ملکہ نے کہا مجھے آب و ہوا وہان کی راست نہین اور زیادہ
بیمار ہو جاؤن گی آئینہ نے کہا مین خداوند پاس جانے کو تھی اب نہ جاؤن گی تم اچھی ہوتا تو میرے پاس
چلی آنا یہ کہہ کر طلسم مین آئی اور عزم رفتن فسخ کرکے بیٹھی اُدھر ایرج جو سمت لشکر چلے مرکب طلسم اُن کے
ارادے کے بموجب اُسی جانب چلا اور لشکر مین لقا کے جب آئینہ نہ پہونچی تو باقیماندہ سرداروں کو
آفت نے گرفتار کرنا چاہا پس آج کی رات طبل جنگ بجوایا ہے رات بھر تیاری حرب مین بہادروں
نے بسر کی ہے لشکر دم سحر میدان مین پہونچکر صف آرا ہین بادشاہ اسلام اور امیر آمادۂ مرگ اور مہیاے
قضا ہین کس لیے آفت نے سوار طلسم سے امیر کو بھی گرفتار کرنا چاہا ہے جانتی ہے کہ سوار طلسم پر اسم اعظم
نہ چلے گا اگر اسم اعظم سے طلسمی تحفہ باطل ہوجاتا تو پھر لوح طلسم کی ضرورت نہ ہوتی غرضکہ طبل و بوق
بج رہے ہین نقیب للکارتے ہین علم لشکر کے جلوہ دکھاتے ہین صفوف میمنہ و میسرہ وغیرہ درست ہین
دلاور چالاک و چست ہین سوار طلسم بیچ میدان مین آکر سلح شوری کر رہا ہے اُس وقت ایرج
نوجوان قریب لشکر پہونچا وہان دونون لشکرون نے دیکھا کہ صحرا کی طرف سے گرد اُڑی بختیارک
سمجھا کہ کوئی اور ساحر آتا ہے لقا سے کہا یا خداوند اب تو خوب تقدیر آپ نے کی ہے اُس گرنے
ہنسکر جواب دیا کہ میری مشیت مین کس کو دخل ہے جب چاہون ان بندگان خوابی کو غارت کردون
ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ دامن گرد شگافتہ ہوا اور روے تابان ایرج دکھائی دیا نظم

که آمد سوارے ز صحرا چو گرد	بزیر اندرش باره ره نورد
ببالا شود همچو سرو بلند	بدست اندرون گرز و بر زین کمند
ببازو قوی و بتن زورمند	ستاره در آرد بچرخ بلند

لشکر اسلام مین علمون کو جلوہ ملا سرداران شادان و فرحان ہے استقبال دوڑے ایرج نے بادشاہ
کے سامنے آکر تسلیم کی اور اجازت حرب لیکر رخ سوے جنگاہ کیا بختیارک نے کہا یا خداوند
تقدیر اُلٹ گئی آپ کے نواسے کے تیور بُرے معلوم ہوتے ہین اور سوار طلسمی سے کہلا بھیجا کہ مبارز طلبی
کرے اس نے نعرہ مارا ایرج مرکب طلسمی داب کر چلا کہ بمقتضاے ابیات

نشست از بر اشقرے همچو باد	تو گفتی ز رخش اسد یم یاد
به پیش سپاه اندر آمد دلیر	بغرید برسان غرنده شیر
در آمد بمیدان چو آن جنگجوے	ربود از سرش ترک برسان گوے
یکے تیغ زد بر سر اسپ اوے	تگاور ز درد اندر آمد بروے

سوار طلسم نے تگادر سے سنبھل کر نیزہ مارا شہزادے نے نیزے کو سنان نیزہ پر گانٹھا برابر سے

جنگ شروع ہوئی پرکالے آتش کے سنانہائے نیزہ سے نکلنے لگے گھوڑے گشت کرنے لگے یہ حال تھا کہ ابیات

ہمہ با سنان سرافشان شدند — چو ناہید ہر مہر درخشان شدند
بہ دلیل مردان گہہ گیر و دار — سپیلے بابیکے خوب در کارزار

شہزادے نے بکوشش بسیار نیزہ اُس کے ہاتھ سے نکالا اُس نے گرز اٹھاکر مارا گرز کو گرز پر روکا نظم

کشیدند شمشیر و ژوبین و گرز — دلاور سواران با فر و برز
سیکے گرد نیزہ بر انگیختند — بدانگہ کہ باہم بیاویختند

آخر بعد تمام حربون کے سوار طلسمی نے تلوار ماری شہزادہ نے گھوڑا اڑا کر اس کے زیر بغل جا کر تلوار کو خالی دیا ہنوز وہ جنبش سے سنبھلنے نہ پایا تھا کہ تیغ طلسمی کھینچکر شہزادے نے لگایا نظم

برآویخت آن تا جنگی سوار — بزد بر سرش تیغ زہر آبدار
ز سر تا میانش بدو نیم کرد — دل رزم جویان پر از بیم کرد

تیغ طلسمی سے اُس سوار کے دو ٹکڑے ہوگئے آفت کی جان نکل گئی لشکر اسلام میں مسلمانوں نے تکبیر کہی طبل و نقارے بجے تحیّار ک ہاتھی پر کھڑے ہوکر اذان کہنے لگا اور نقارہ کو لعنت دیتا جاتا تھا نازک چشم اور آفت نے تعلا کر سواروں کو حکم دیا کہ ہان لینا ان خدا پرستون کو پھر تکھٹا کی طرح چار سمت سے سیاہ گھر آئی امیر نے بھی گھوڑے کی باگ اٹھائی اُدھر سے نقار کا ہاتھی بڑھا اِدھر سے بادشاہ اسلام کا تخت آگے چلا تازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار تلوار و نیزہ لے کر چلے سوار گھوڑے اٹھاکر لشکر حریف پر جا پڑے دونوں لشکر غٹ پٹ ہوگئے تلوار چلنے لگی چمک خنجر جانستان کی چشم خورشید کو خیرہ کرنے لگی گرد سیاہ کینہ خواہ سے دیدہ جہان پر خاش ہو تیرہ ہوا گرز کی صدا نے دل کوہ کو آب کردیا ژوبین و تیر کا مینھ برسنے لگا کہ بمقتضائے ابیات

برآمد خروش دہ و دار و گیر — چو باران ببارید ژوبین و تیر
ز بس نیزہ و تیغ زہر آبدار — ہمی تیرہ بد چشم خنجر گذار
بپیوست گردے چو ابر سیاہ — کہ تاریک شد روئے خورشید و ماہ
ہوا گشت از نیزہ چون بیشہ — دل ہر سوارے در اندیشہ
زبس خون کہ شد ریختہ بر زمین — یکے لالہ زار شد آن دشت کین
ز پیکان الماس و پر عقاب — بنا بید رخشان رخ آفتاب
فلک را ز گرد سواران نثار — گرفتہ ہوا کرگس گوشت خوار

اس معرکہ و گشت میں پہلے سب سے نعرۂ ایرج بلند ہوا تھا جس سے لرزان فلک و رمند تھا نعرہ

ستم ایرج آن شاہ عالی گہر　　کہ جد من ست حمزۂ نامور
زتیغم فتد لرزہ در کوہ قاف　　سر جنگجویان کنم در مصاف

آفت نے اور تمام ساحرون نے بڑے بڑے سحر کے پہاڑ اکھیڑ کر لشکر پر گرائے شہزادہ نامور پاس تیغہ تھا اور امیر اسم اعظم الٰہی باواز بلند پڑھتے جاتے تھے وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر لشکر ساحران پہ گرتے تھے اور ہر ایک سحر پلٹ جاتا تھا جس سے لشکریان لقا مرتے تھے اسی ہنگامہ مین ایرج قتل و غارت کرتا ہوا تخت لقا کے قریب پہونچا آفت نے اس وقت گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا لشکری میدان سے پھرے اور اپنے اپنے مقام پر چلے امیر نامور ایرج فرخندہ سیر کے سر پر سے نذر نثار کرتے ہوے بارگاہ مین لائے حکم جشن دیا تمام بہادر شراب ارغوانی سے دماغ تازہ کرنے لگے ناچ دیکھے راگ سنتے تھے ادھر آفت و لقا سوار طلسم کے قتل ہونے سے بخاطر کبیدہ بارگاہ مین آکر بیٹھے اور بختیارک نے چھیڑنا شروع کیا کہ کیون ملکہ سچ کہنا کس کروفر سے سوار طلسم کو اس مسلمان نے مارا ہے مین تو اس کے ہاتھ کی صفائی کا قائل ہون کہ بیک ضربت دو ہی ٹکڑے اس کے کیے آفت نے پوچھا کہ یہ جوان کون تھا اس نے جواب دیا پوتا علمشاہ کا پروتا امیر کا تھا وہ مہینہ بھر سے کہین گیا ہوا تھا آج آیا تو اس شدومد سے آیا آفت نے کہا ملک جی مین تم سے چھپاؤن کیون ایک طلسم آئینہ ہے وہان سے اس سوار طلسم کو لائی تھی یہ کہکر تمام حال ملکہ آئینہ کا بیان کیا بختیارک نے کہا بس معلوم ہوا وہان کوئی عورت اس جوان پر عاشق ہوئی اور اس نے کوئی تلوار دیدی جس سے اس نے سوار طلسم کو مارا یا کوئی خط اس سوار کے جسم مین ہوگا اسکا حال کہدیا ہوگا کہ اسی خط پہ تلوار مارنا یہ سوار مرجائے گا بس اس جوان نے ویسا ہی کیا اچھا کہو اب تمھارا کیا عزم ہے آفت نے کہا جبتک زندہ ہون لڑے جاؤن گی مگر تم نے بات قاعدے کی کہی بیشک ایسا ہی کچھ پیچ سوار طلسم پر پڑا اچھا مین ایک لڑائی ان مسلمانون سے اور لڑلون تو طلسم مین جاؤن یہ کہکر دربار سے اٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی اور سحر کرنے لگی تھالی سامنے رکھکر نیوا کنڈے سلگا کر اگیار کرتی تھی ڈمرو بجاتی تھی آخر ایک سوار مع مرکب و اسلحہ ماش کے آٹے کا اس نے بنایا اور اس کو حکم دیا کہ اے سحر کے سوار جب تجکو بلاؤن حاضر ہونا اور مسلمانون سے مقابلہ کرنا یہ حکم دیکر اسی اگیاری مین اسکو ڈالدیا کہ وہ سوار جل کر غائب ہوگیا یہ تدبیر کرکے اس نے ایک دن جنگ بہ سبب خستگی لشکر موقوف رکھی جب دوسرے دن سوار طلسم فلک عرصہ گاہ عالم سے پھر کر مغرب مین گیا اور آئینہ قدرت نے آئینہ خانہ دہر مین آئینہ ماہ کو بصدق صفا ظاہر کیا کہ

نظم

چو خورشید تابندہ برگشت رو　　سیہ شد جہان چون شب لاجورد
برآمد ز در نالۂ گاؤ دم　　خروشیدن کوس و روئینہ خم

حکم سے آفت بموجب صداے نقارہ جنگ بلند ہوئی ہلکاروں نے جاکے بادشاہ اسلام سے خبر عرض کی ادھر بھی شور ناے ترکی بپا ہوا ہر ایک دلاور سامان حرب کرنے لگا فوجین جمع ہونے لگین سواروں کی وہ کثرت ہوئی کہ روے زمین نعل سے مرکبون کے چھپ گیا سرداروں کے پرچم سے روے ہوا سرخ نظر آتا تھا ہتھیاروں کی کھڑکھڑاہٹ سے دل سنگ آب ہوتا تھا تلواروں کی چمک سے ترک فلک کا دل کانپتا تھا طول اس جگہ بیجا ہی آخر کار شب بھر یہی سامان رہا دم سحر جب خورشید انور نے اسین خاکدان تیرہ وتار عالم کو منور فرمایا اور بعد جاہ وجلال اورنگ نہ پیرنگ افلاک کو زینت طراز کیا کہ ابیات

چو تیغ تپش برکشید آفتاب	سر جنگجویان برآمد ز خواب
ز درگاہ برخاست آواے کوس	زمین قیرگون شد ہوا آبنوس
ز جوش سواران واز گرد پیل	زمین شد بکردار دریاے نیل

امیر نامدار سحر پڑھکر در دولت پر آئے بادشاہ جب برآمد ہوے سب سرداروں نے مجرا کیا اور تخت کے ہمراہ رخ جانب جنگگاہ کیا اس وقت شہنشاہ اسلام کی عظمت پہ گردون نثار تھا یہ رعب وداب آشکار تھا نظم

جہاندار با کاویانی درفش	ہمی رفت باتاج وزرینہ کفش
ہمی برشد آواز شان تا دو میل	بہ پیش سپہ اندرون کوس وپیل
یکے گرد برشد کہ گفتی سپہر	بدریاے قیر اندر اندر ود چہر
نہ پید بر زمین پیشہ را جاے گاہ	نہ اندر ہوا باد را ماند راہ

اسی جاہ وتجمل سے دشت میں پہونچکر صف کھینچی اس طرف کو فوج ساحران لیے آفت آئی لقا تخت نکبت پر سوار گرد تمام کو ہیون کی قطار لشکر کے بیچ میں آکر ٹھہرا بعد صفوف آرائی اور درستی میدان حرب نقیبون نے نقابت کی اور مذمت دنیا سنائی جب یہ بھی کنارے ہوے بہادر جوش تہور سے بیخود ہو گئے آفت نے اجازت حرب خداوند سے لیکر عزم دشت نبرد کیا اور وسط میدان میں پہونچ کر دستک دی بونڈلا گرد کا اُڑا اور ایک سوار مسلح ومکمل آکر جنگگاہ میں سلح شوری دکھانے لگا آفت نے پکار کر کہا کہ اے خدا پرستو تم سواران خداوند کو ہلاک کرتے کرتے گھبرا گئے یہ فوج غیب سے خداوند نے طلب کی ہے آؤ مقابلہ میں یہ سنیب سنا تھا کہ لشکر اسلام سے نعمان بن منذر نے بادشاہ کے پایہ تخت کو بوسہ دے کر اجازت لی اور مرکب اُڑا کر سامنے آیا سوار سحر نے نگاور زنی کی اور نیزہ اٹھا کر حملہ آور ہوا بعد چند طعن کے نیزے ٹوٹے سوار سحر نے تلوار کھینچکر خبردار کہکر ضرب کی نعمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار سپر سے گذر کر خود وبلغہ عرق میں زرہ وجوشن کو کاٹ کر کاسہ سر میں در آئی اس بہادر نے دستانہ مارا کہ تیغ جھنا کر سر سے نکلا اور خون کی چادر چہرہ پر پڑگئی

ہرنے پر زین کے لگ گیا سوار سحر نے کمر بند میں ہاتھ ڈال کر قاش زین سے اُٹھا لیا اور اسیر کرکے حوالے لشکر کے کیا پھر نعرہ مبارز طلبی کیا یہ کیفیت دیکھکر دست چپ کے لشکر میں علم جلوہ گری پر آئے اور شہزادہ ایرج نے مرکب طلسمی اڑا کر سامنے تخت شاہی کے آکر اجازت حرب و ضرب لی اور گھوڑا چمکا کر سوار سحر کے سامنے آکر ضرب مانگی اُس نے وہی تیغہ خونچکان بر سر شہزادہ ذیشان لگایا شہزادے نے گھوڑے کو کاوے پر لگا کر تیغہ خالی دیا اور تیغہ طلسم کھسیٹ کر کمر کو تولا کر سر پہ مارا اس نے بھی سپر کو سامنے کیا سپر کو تلوار کاٹ کر خود وغیرہ سے گذر کر کلہ جبڑے کو کاٹتی ہوئی اور جھوجھ سے گذر کر پشت مرکب پر آئی لیکن مثل برق مرکب بھی دو پرکالے کر کے زمین میں در آئی لشکر اسلام میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا نقارے بجے آفت گھبرا گئی اور فوج کو للکارا کہ لینا اسکو فوج چار سمت سے لینا لینا کہہ کر آگری شہزادہ مہنگ آسا اُس دریاے لشکر میں غوطہ زن ہوا لشکریان اسلام بھی جا پڑے اور کشتی حیات مخالفان طوفانی کرنے لگے پھر تو یہ ہنگامہ برپا ہوا کہ

ابیات

درخشیدن تیغہاے سران — گرائیدن گرزہاے گران
تو گفتی کہ آہن زبان دارشے — ہوا گر زبان ترجمان دارشے
یکے باد برخاست دگرو سیاہ — لشبدر وشنائی زخورشید و ماہ
بہرجاے بر تودہ گشتہ لبود — زخون خاک سنگ ارغوان گشتہ بود
دبس نیزہ وگرز و گوپال و میغ — تو گفتی زہے سنگ بارد زمیغ
نہان شد بگرد اندرون آفتاب — پر از خاک شد چشم پران عقاب

آفت نے پھر طبل بازگشت بجوایا جنگ موقوف ہوئی بہادر پھر کر خیمہ گاہ میں آئے اور آسودہ ہوئے امیر نے آج بھی ایرج پر سے بہت کچھ تصدق اُتارا اور مصروف عشرت ہوئے ادھر آفت جو پھر کر گئی سب ساحر وغیرہ تو بآرام مسکن گزین ہوئے لیکن یہ سمت طلسم چلی اور بعد طے مسافت راہ طلسم کے اندر پہونچی محافظان طلسم تو بخوبی آگاہ ہیں کسی نے روکا نہیں یہ قلعہ میں پہونچکر ایوان شاہی کے متصل جب آئی ملکہ آئینہ دار نے خبر سنکر استقبال کرایا اور اس کو اپنے پاس بلایا اُسنے سامنے پہونچکر سلام کیا اُس نے ہاتھ پکڑ کے پاس بٹھا لیا اور کہا ہیں مزاج اچھا ہے کہو ہمارے سوار کا حال پہلے تم نے لکھا تھا کہ مسلمان اسیر ہوے ہیں ہیں آنے کو تھی لیکن چھچھوکری کی طبیعت ماندی ہوگئی بلکہ بطور جادو کی اس وجہ سے نہ آسکی آفت نے جواب دیا کہ اے ملکہ تمھارے سوار نے غدر مچایا تھا بہت سے سردار گرفتار کیے تھے جس کو ہاتھ مارتا تھا وہ زخمی ہوجاتا تھا اس کے ضرب کی تاب نہ لاتا تھا تیسرے دن میں طبل جنگ بجوا کر نکلی تھی کہ صحرا کی طرف سے بہ وتاحمزہ کا آیا اور مقابل سوار ہوا اور بیک ضرب شمشیر اُس نے سوار کے دو ٹکڑے کیے یہ سننا تھا کہ آئینہ کے حواس بگڑ گئے اور گھبرا کر کہا ہیں کیا کہتی ہو

آفت نے کہا مین سامری کی قسم سچ کہتی ہون اور تمھارے سوار کے علاوہ ایک پتلا مین نے بنایا تھا اُسکو
بھی اُس نے قتل کیا میری عقل حیران ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے اسی لیئے مین تمھارے پاس آئی ہون کہ کچھ حال
دریافت کرون آئینہ بولی کہ مین نے بہت بڑی حرکت کی سوار طلسم کو تمھارے ساتھ بھیجا یہ سوار اس
واسطے ہین کہ کوئی آفت جب طلسم پر آئے اسوقت اُن سے کام لیا جائے ہم نے آئین طلسم مین فرق کیا
کیا حرکت ناشائستہ کی دیکھیے طلسم بھی بستا ہے یا نہین یہ کہکر اٹھی اور کہا تم ٹھہرو مین آتی ہون غرضکہ خزانہ
مین آکر قفل تڑوا کر دیکھا تو صندوق مین تین تلوارین ہین چوتھی تلوار جس لئے اس کی اصل تھی نہین ہے حیران ہوئی کہ
یہ تلوار کون لے گیا یہ خزانہ میری دختر ملکہ بلور کے سپرد ہے سوائے اس کے اور کوئی یہان آئے کیا مجال پس بلور
ہی سے پوچھنا چاہیے کہ تلوار کیا ہوئی یہ سوچ کر خزانے سے نکلی اور چاہا کہ دختر کو بلوائے پھر خیال آیا
کہ آفت بیٹھی ہے مبادا لڑکی نے کچھ شرارت کی ہو اُسوقت وہی مجرم ٹھہری تو بیٹی بدنام ہوگی یہ سوچکر چپکی
آکر بیٹھ رہی آفت کی طرف سے منھ پھیر لیا آفت نے اسکے چپ ہونے سے پوچھا کہ بہن تم نے مجھے کچھ جواب
نہ دیا تم تو گھنگنیان منھ مین بھر کر بیٹھ رہین اے تو یہ کچھ آدمی ہے ست نیست کا جواب دیتا ہے کیا کہیے کیا کہ چپ
ہو رہین آئینہ یہ سنکر جھلا کر بولی کہ بہن حواس پکڑو جو کوئی دوست ہاتھ دیتا ہے تو کیا ہاتھ کاٹ لیتے ہین تم اُنگلی
پکڑتے پہونچا پکڑتی ہو تم کیا آئین کہ طلسم پر آفت آئی اگر تم ایسی ہی بودی تھین تو کاہے کو گھر سے نکلین اور کیا
سے کہا ہوتا کہ اور کوئی جائے مین ڈرتی ہون ننھی بھولی ہون اور اگر آئی ہو تو کیا میرے تیرے برتے
پر اے لوگو کسی کا بھروسہ کیا بھروسہ تو سامری کا بھروسہ ایک تو سوار طلسم قتل کرایا اب طلسم خالی کرایا
چاہتی ہو بہن ایسی دوستی سے مین درگذری تم کیا میرے برتے پر آئی ہو ایک تو مین نے یہ بیوقوفی کی
کہ اسوقت تمھاری بدحواسی دیکھ کر نہ اونچ سمجھی نہ نیچ سوار طلسم ساتھ کر دیا آئین طلسم مین فرق ڈالا اب
دیکھیے کیا ہوتا ہے طلسم رہتا ہے یا نہین بہن اب سے آئے گھر سے آئے مین نے تو کان اینٹھے اب کسی کے
کہنے سننے مین نہ آؤنگی آفت نے جو یہ کلمات سنے غصہ آیا اور بولی کہ بہن اتنی ٹیڑھی نہ ہو تم نے تو نگاہ
طوطے کی طرح پھیر لی جیسے ان تلون مین تیل ہی نہ تھا تمھارا سوار کیا حقیقت رکھتا ہے لوگ تو دوستی مین
سر کٹوا دیتے ہین تم اتنی ہی سی بات پہ بھری جاتی ہو احسان جتا جتا کے مارے ڈالتی ہو تو ہرج کوئی اوچھے
کا احسان لے آئینہ نے کہا بس بس حقیقت اپنی ذرا دیکھ گھبرائی ہوئی آئی تھی اگر سوار نہ جاتا تو گور
کے پرے جاتی اچھا پھر اسکا کہنا کیا چلو اب یہی سہی جب جانون کہ کچھ مسلمانو نکال تو بنا لے آفت طیش مین
آکر اٹھی اور کہا سامری ایسی بے مروت سے بات نہ کرائے اچھا بی بی تم نے مجکو سوار کیا دیا کہ جلا لیا
مین حرامزادی خود پچھتاتی ہون کہ تمھارا سوار کیون لیگئی تھی یہ کہکر وہان سے جلی دل سے کہتی ہوئی کہ
اب چل کر جو شہنشاہ افراسیاب نے سحر بتلایا ہے اس کو جاری کرکے ایرج کو پکڑ اور مار ڈال
سب کے دانت کھٹے نہ کر دیئے سچ تو ہے بک تو اپنا بل اور کا بس جائے جل غرضکہ ایسے ہی منصوبے

کرتی ہوئی طلسم سے نکلکر لشکر مین آئی اور فرط رنج سے دربار مین نگئی ایک رات اور ایک دن سحر کرتی رہی ڈمرو بجاکر اپنی بارگاہ مین آئی ناچاکی اگیاری کرکے جوت گھڑی کی بیردن کو بلاکر موہن بھوگ کھلایا کی افراسیاب کا بنایا ہوا سحر خوب جگایا جب دوسرے روز آئینہ فلک ساحرۂ شب سے مکدر ہوکر طلسم مغرب مین گیا اور سیہ منظر لیل نے چراغدان کہکشان فلک پر ستارون کی جوت کو قائم کیا کہ **نظم**

چو شب خیمہ زد بر پرند سیاہ
درو فرش سیمین بگسترد ماہ
نہان گشت قندیل زرین فروز
برافروخت شب شمع گیتی فروز

آفت بارگاہ لقا مین آئی اور حکم نواختن نقارہ حرب دیا لشکر ساحران مین نفیر سحر بجی **بختیارک** نے کہا اے ملکہ تم نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے میرا دل دھڑکتا ہے اب بھی کچھ نہین گیا ہے طلسم مین چلی جاؤ اس نے کہا ملک جی یاسر نہین یا سرد ہی نہین یا مین کل نہین یا ایرج نہین ان سب باتون کو جو اسیسان لشکر اسلام نے سنا اور خدمت **امیر** مین حاضر ہوکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ **بیت** خدا رکھے سردار کو برقرار عدو پھر ہے آمادۂ کارزار + **امیر** نے خبر سنکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بعنایت یزدان پاک کوس رزمی بجے بموجب ارشاد لشکر مین طبل جنگ بجا ہر ایک دلاور ہوشیار ہوا امیر جب دربار برخاست کرکے بادشاہ گردشبستان مین پہونچا آئے تیاری مین اسباب جدال کے مصروف ہوئے پھر تو جوہر تیغ کی چمک چشم سیارگان کی طرح آنکھین نکالے تھی سنان نیزہ تیزۂ کہکشان کو دیکھے بھالے تھی سپرون کی سیاہی باوجود کثرت چراغان لشکر شب تار سے زیادہ تاریک تھی جادۂ شجاعت تلوار کی باڑھ سے زیادہ باریک تھی جرار کمر کستے تھے بہادر موت کے نام سے ہنستے تھے شمع خیال شجاعت روشن کرکے انجمن آرائی کی تھی تلوارون کی صفائی کی تھی اسلحے کی جھنکار سرود کی آواز تھی دل کی تپش رقاصہ کا انداز تھی ناموری کے نام پر فرش ہوئے جاتے تھے عروس شجاعت سے عقد مواصلت چاہتے تھے آہن کی دعوت مین عدو کا گوشت کھلانے کی تیاری تھی دل و جگر کی دشمن کے سویرے سویرے نہاری تھی براتی نوشاہ شجاعت کے جمع تھے شربت پلائی مین نقد جان دینے کو مجتمع تھے کمانین جھک کر مجرا کرتی تھین تیر شجاعت کے پہلو لڑنے کی تدبیر بتاتے تھے کلہ عمد کلہ زنی سکھاتے تھے کمندون نے بہادرون سے رشتہ جوڑا تھا تلوار کی باڑھ کا ڈورا رشتہ جان دشمن بنا تھا کہ بمقتضاے **ابیات**

سواران جنگی جوان و دلیر
خروشان و جوشان چو درندہ شیر
بہ تیر و بہ نیزہ بگرز و بہ تیغ
بگفتند دارم نہ جان را دریغ
بہ بندیم دامن بہ دامن دردن
بہ خنجر زہ دشمن برآریم خون
اگر صد ہزارند و گر یک سوار
بیکدم برآرم ازیشان دمار

غرضکہ رات بھر یہی ہنگامہ دونون طرف تھا لشکر آمادہ جنگ صف بصف تھا آفت اور جمیع ساحر کنارے

دریا کے جاکر ٹھہرے تھے ڈمرو بجتا تھا ہوم ہوتا تھا پونون کے سناٹے تھے بے شراب و خون خوک چاٹتے موہن بھوگ کی چاٹ پر آتے تھے مسان کی مٹی پتلی کے کولھو پر سے اُتار کے کمہار کے چاک پر چڑھاتے گردش بخت کے دفع کی تدبیر ٹھہراتے تھے آفت کو ٹلنے کی سیاہی مُنھ پہ ملے تھی سیہ بختی اپنی اور ربڑ ہانا چاہتی تھی ڈھولا سامنے بٹھا کر لونا چماری کو بلا کر سناتی تھی کہ بمقتضائے ابیات

کبھی لونا چماری کو بلاتی ‏— کبھی بیر دن کو تھی حلوا کھلاتی
کبھی کرتی تھی کچھ افسون بہ نیرنگ ‏— ظفر دشمن پہ تا پائے دم جنگ
بھجن گاتی کبھی ڈنڈوت کرتی ‏— برہنہ ہوکے تھی ہر دم مٹکتی

جب رات اسی کرشمہ سازی مین بسر ہوئی وہ زمانہ آیا کہ چرخ مقوس مین کماندار روزگار نے تیر شعاع مہر پیوستہ کیا اور نشانہ باغ سیہ شب اڑا دیا ترک روز نے چہرۂ خون آلود شمس دکھایا کہ نظم

چو خورشید تابان بر آمد بچرخ ‏— زجان مہر رخشان در آمد بچرخ
ہمہ دشت و کہسار گرما گرفت ‏— زمانہ ز خود رنگ صفرا گرفت

لشکر دونون جانب سے بیرق بیرق اور بجق بجق وارد دشت قتال ہوئے امیر فلک تاز سحر سے فرصت کرکے اشقر پر سوار ہوکر در دولت پر آئے بادشاہ عالم پناہ بصد عظمت و جاہ بر آمد ہوئے زنانہ سامان سواری کا پھر گیا کہارون نے تخت بدلوایا ہر ایک کا مجرا و سلام ہوا ہیژدہ سو فانوسین میناکار آگے روشن اٹھارہ سو گلدستون پر پنجشاخون کے جوبن اگر سوز و عنبر سوز و عود سوز کے لوٹے طفلان مہر دیدار لیے عود بمکی کا بکٹا جھونکتے مخلوقون سے دشت کو پُر از مشک بناتے چلے نفیریون کی صدا نے گوش چرخ کو کر کیا بھیرو ین بھاس کی آواز نے دل مین اثر کیا سوار اور سردارون کے غٹ پیادون کی قطارین آگے بڑھین سنانہاے نیزہ چمکنے لگین ستارے گویا سوا نیزے پر اُتر آئے تھے یاروزگار غدار نے دیدے نکالے تھے نقارہ و دہل کی آواز سے زمانہ کا قلب دہل کھا کر خالی تھا یہ مقدمہ حالی تھا کہ ابیات

درفشے چو سیمرغ و الاسفید ‏— کشیدہ سرش سوے تابندہ شید
پس پشت پنجہ ہزار از یلان ‏— پیادہ ہمہ تنگ بستہ میان
ز دار و ز یاقوت و لعل و گہر ‏— کلاہ و قبا و ز تاج و کمر
ہماے سپہری بگسترد پر ‏— ہمی بر سرش داشت سایہ فر
غو کوس بر چرخ و مہ برکشید ‏— پے پرخاش دشمن سپہ برکشید

اسی حشمت و جاہ سے دشت حرب گاہ مین پہونچکر ٹھہرے تھے کہ اُس طرف سے لقا گمراہ کیس ہاتھی زنجیرہ بند پر تخت کھچوا کر سوار ہوا پشت پر ساحران غدار کا ہجوم سوارون اور کوہیون کا مجمع ہوا اڑے گرد و فر سے میدان نبرد مین آیا پست و بلند ارض غبرا کو بیلدارون نے درست کیا صفوف لشکر کھنچ آئیں

ترتیب دینے لگے امیر لعبدہٗ سالاری آگے بڑھے تخت بادشاہون کے قلب لشکر مین قائم ہوئے آفت د سوفار وناز ک چشم تختہائے سحر پر سوار میدان مین آئے نقیبون نے صدا دی بہادرون کا دل بڑھایا شجاعت کا وقت یاد دلایا کہ بموجب نظم

ہوا باغ دنیا کی ہے وہ بُری — ہم کھلنے نہین دیتی دل کی کلی
سموم آسا چلتی ہے باد بہار — کہ ہے آتش گل بہ رنگ شرار
گلستان کے عالم پہ ایسا چلا — دل لالہ باغ داغی ہوا
کہان ہین وہ مردان شمشیر زن — نبرد آزمایان لشکر شکن
کہان ہے وہ یل رستم نامدار — کدھر ہے نریمان جنگی سوار
نہین برزو وگیو کا کچھ پتا — کہان سام و بیژن ہین سوچو ذرا
ہوئے سب کے سب جا کے یون بخاک — شجاعت سے باقی رہا نام پاک

آج تم بھی روے عروس جلادت کو گلگونہ خون زخم سے رنگین کرو اور بہار گلزار شجاعت زخم کھا کر دکھاؤ باغ بے خزان ناموری لگا دو یہ کہکر نقیب ہٹے بہادر مرنے پر ڈٹے آفت ساحرون سے رخصت ہوکر لقا سے اجازت لے کر میدان مین نکلی اور ایک ناریل سمت فلک اچھالا حسین ہزار ہا برق نکلکر لشکر امیر پر گری آگ کا مینھ برسنے لگا امیر نے اسم اعظم الٰہی باواز بلند پڑھا کہ وہ بجلیان اور آگ پلٹ کر لشکر لقا پر گری آفت نے دستک دے کر وہ آفت رفع کی اور پکاری کہ اے ایرج نوجوان مین خود تم سے لڑنے آئی ہون سوا تمھارے اور کسی کو نہین چاہتی آؤ میرے سامنے ایرج یہ نعرہ سنکر سامنے بادشاہ کے آئے اور اجازت لے کر اپنے سردارون سے رخصت ہو کے سمت میدان چلے مرکب طلسی طرارے بھرتا ہوا اسے باتین کرتا فرفری آواز نتھنون سے دیتا روانہ ہوا کہ ابیات

تکاور سمندے کہ جنبش چو برق — شدہ غرق آہن زسم تا بفرق
صبا را کہ تگ بیش از آہو بود — بگردان قطاس از دم او بود

جب مقابل آفت پہونچا اُس نے وہی ناریل جو پہلے اچھالا تھا اس وقت بھی زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور دھوان آندھی کی طرح پیدا ہوا اور مثل بگولے کے اکٹھا ہو کر گرد اگرد ایرج کے پھیل گیا شہزادہ کو اس دھوئین سے چکر آیا اور تیغ چھوٹ کر الگ گرا گھوڑے سے بھی گر کر پشت بزمین ہوا آفت نے تیغہ اٹھا کر ساحرون کو دیا اور مرکب بھی گرفتار کرایا لشکر اسلام سے سردار بہر حمایت شہزادہ چلے تھے کہ وہ پنجہ بن کر گری اور شہزادہ کو اٹھا کر لے اڑی لشکریون کو للکارا کہ جو لوگ آتے ہین روکو ان کو لشکر لقا بھی حملہ آور ہوا وہ دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی نقارہ وطبل سے دماغ ترک فلک پھر گیا ابر تیغ سے خون برسنے لگا زمین پر شنگرفی فرش بچھا سر و دست و پاے بہادران کے ڈھیر

ہوگئے کہ نظم

ازین سو دزاں سوختہ جان شدند | برزم اندرون سخت کوشان شدند
غو کوس با نالۂ کرنائے | دم نائے سرداد و ہندی درائے
ہوا ابر شد از تیر ہائے خدنگ | ببارید گرز و بنالید سنگ
زگرد سواران و از پر تیر | سر کوہ شد ہمچو دریائے قیر

کچھ دیر شمشیر زنی ہوئی تھی کہ آفت نے خیمہ میں پہونچکر کہلا بھیجا میں دشمن کو پکڑ لائی اب کیا ضرور مقابلہ کرنا لقا نے طبل بازگشت بجوایا لشکری جنگاہ سے پھرے اور خیمہ گاہ میں پہونچکر کمر کھولی امیر اور بادشاہ بارگاہ میں آئے عیار بہر خبر گیری ایرج روانہ ہوئے ادھر آفت نے شہزادے کو قید سخت میں مطوق و مسلسل کرکے بارگاہ لقا میں پہونچایا لقا جنگاہ سے پھر کر آیا تھا اور مصروف عیش عشرت تھا کہ قید شہزادہ کی آئی اور آفت نے بختیارک سے کہا میں اسکو قتل کرنے لائی ہوں اس نے جواب دیا کہ تو خود عقلمند ہے تجکو کون سمجھالے آئے پر چوکنا نہ چاہیے گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں دشمن پر پھر کوئی بار بار قابو نہیں پاتا آفت نے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ میدان میں روبرو لشکر اسلام کے اس کو ہلاک کروں اس نے جواب دیا کہ جیسے میدان میں ویسے یہاں ایسا نہ ہو کہ حمزہ آکر چھڑا لیجائے آفت بولی کہ ایسی تدبیر کروں کہ کوئی نہ آسکے دیکھیں اور افسوس کرکے رہجائیں یہ کہکر حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری کی جائے بموجب حکم جلادان قوی بازو حاضر ہوئے اور روبروے لشکر اسلام میدان میں دار استادہ کی چبوترے ریگ کے بنائے منادی نے ندا دی کہ گنہگار خداوند ہلاک کیا جائیگا سب لشکر تماشا دیکھے ساحری اور لشکری اور ساکنان قلعہ کوہ عقیق جوق جوق میدان میں جمع ہونے لگے بعض ان میں عشرت سے تہقہے لگاتے تھے دانشمند عبرت کرکے ان کو سمجھاتے تھے کہ میاں ع ہنسنا نہیں اچھا ہے مصیبت پہ کسی کی + یہ بھی گردش فلک کجمدار اور بیوفائی زمانہ غدار ہے کہ کبھی کسی کو تخت عزت سے اتار کر تختۂ مرگ پر سلاتا ہے اور کبھی خاک گور دہان مذلت و ملامت میں ڈالتا ہے کہ نظم

ازین خاک دامن کہ سر بر کشید | کہ دوران بخاکش نہ اندر کشید
کہ این خانہ ویرانہ آباد کرد | کہ چرخش نہ بے بوم و بنیاد کرد
کہ در بر گرفت این دلارام را | کہ باد و نہ برہم زد این دام را
کہ تاج کیانی نہ بر سر نہاد | کہ بر سر ز خاکش نہ افسر نہاد
کہ ابر کشد گردش روزگار | کہ روزے ز خاکش نیابد غبار
چنین ست آئین چرخ بلند | ازو گہ امید است و گاہے گزند

غرضکہ میدان خونی تیار ہو چکا ساحر ایرج کو کشان کشان وہان لائے لقا سامنے آکر تخت پر بیٹھا اور
شہزادہ کو روبرو طلب کرکے سوال کیا کہ اے بندۂ قدرت مجکو سجدہ کر شہزادہ نے فرمایا مین تجھ پر
اور تیرے پرستارون پر کرور لعنت کرتا ہون اور بچیا تو ذوالامان پر جب قید ہوا تھا امیر
سے سفارش کرکے مین نے تجھ کو بچایا تھا اور تو مسلمان ہو کر میرے ساتھ سے بھاگ گیا اب یہان یہ
خدائی بگھارتا ہی کیا کہون سحر مین گرفتار ہون نہین تو تبلا دیتا لقا کو ان باتون سے غصہ آیا اور
حکم دیا کہ لے جاؤ اس بندہ بے ادب کو اور قتل کرو جلاد شہزادے کو زیر دار لائے لیکن عیار جو بہر
خبر آئے تھے وہ سبب کیفیت دریافت کرکے خدمت امیر مین آئے جملہ حال بیان کیا امیر کے فرط
رنج سے کلیجے مین لشدت درد تھا بہر اعانت شہزادہ جا نہ سکے مگر اور سردار بیقرار ہو کر اُٹھے اور
بارگاہ سے نکلکر مرکبون پر سوار ہوے لشکر نے جلد جلد کمر باندھی علمشاہ ؒ لندھور والک وغیرہ
جو سردار کہ گرفتار ہونے سے بچے تھے آمادہ حرب و پیکار روانہ ہوے فوج بیکران کے پرے ساتھ
چلے لیکن وسواس وخناس عیاران لقا یہ خبر دریافت کرکے گئے اور عرض پیرا ہوے کہ لشکر اسلام
بہر حمایت ایرج آتا ہی یہ خبر سنکر آفت نے جادوگرون کو حکم دیا کہ میدان سحر بند کرو کسی مخالف کو آنے
نہ دو جادوگر بموجب حکم سحر کرنے لگے آگ دھتورے کے پھل اُچھلنے لگے چنگاریان اُڑنے لگین
آفت نے بھی ایک گولا فولادی مارا زمین پر کہ وہ شق ہوا اور اس مین سے شعلہاے آتش نکلکر ہر سمت
پھیل گئے اور ایک حصار دیوار آتش میدان کے گرد ہو گیا اس اثنا مین علمشاہ وغیرہ جاکر پہونچے فرط محبت ایرج سے
کلیجون مین آگ لگی تھی بے محابا گھوڑے اس آگ مین ڈالدیے آتش کے شعلے ایسے بلند ہوے کہ تا کرۂ نار پہونچے اور
مرکبون کے رو ئین جلے اُلٹے پلٹ کر بھاگے ہر چند ان بہادرون نے روکا مگر نہ رُکے آخر سب نے ناچار ہو کے چاہا پیدل
جائین لیکن سمجھے کہ راہ مین جلکر خاک ہو جائین گے ایرج تک نہ جا سکین گے جانا بیکار جانکر بمایوس اس جگہ سے
پیچھے ہٹکر ٹھہرے اور دست دعا بدرگاہ خدا بلند کرکے لصد گریہ وزاری ایرج کے لیے دعا کرتے تھے **نظم**

الٰہی تو فیاض ہے اور کریم	الٰہی تو غفار ہے اور رحیم
مقدس معلے منزہ عظیم	نہ تیرا شریک اور نہ تیرا سہیم

تری ذات والا ہے یکتا قدیم

اے خالق انس وجان ایرج کی جان کا تو ہی نگہبان ہے یہ سب تو مصروف دعا ہین مگر اب شمہ حال اس قتیل
شمشیر انداز یار وکشتہ تیغ ناز دلدار ذبیح خنجر ابرو ملکہ بلور جادو کا سنیے کہ مادر کو بحیلۂ بیماری رخصت کرکے
جب وہ دن تمام ہوا اشتیاق مواصلت جانان مین زیبائش وآرائش سے کام ہوا لباس اور زیور سے
آراستہ ہو کے باغ ومکان کو پیراستہ کرکے انتظار آمد یار مین بیٹھی تھی کہ فرد پھر ذرا منہ کو دکھا یار
کہ نرگس بنکر + نکلے ہین خاک چمن سے ترے حیران کئی + حور چہرہ اور کچھ کنیزون کو بھیجا کہ جاؤ شہزادے کو

قریب نرگس کو وہ آئے ہوں گے لے آؤ کنیزیں گئیں اور پھر آئیں کہ اے ملکہ وہاں کوئی بھی نہیں یہ سننا تھا کہ بصورت آئینہ حیران رہ گئی اور وہ رات تڑپ تڑپ کر ہجر یار میں بسر کی رو رو کے سواد شب غم دھو کر سفید چادر سحر کی جب بیقراری ستاتی تو یہ لب پر لاتی کہ بمقتضائے ترکیب بند

مجھے اے دوست تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہے | کہ دشمن بھی مرے احوال پر آنسو بہاتا ہے
پریشانی یہ بیخوابی یہ بےچینی دکھاتا ہے | نہ دل لگتا ہے گھر میں اور نہ صحرا مجکو بھاتا ہے
اگر کچھ منہ سے بولوں تو مزا الفت کا جاتا ہے | اگر میں چپکا رہتا ہوں کلیجہ منہ کو آتا ہے
مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد | وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

کوک کروں تو جگ ہنسے اور چپکے لاگے گھاؤ
ایسے کٹھن سنیہ کا کس بدھ کروں اپاؤ

جب چشم ہجران دیدہ و انتظار کشیدہ کی طرح چشم سفید ہوتی دن کو بھی دیدار دلدار سے ناامید ہوتی دن بھر سو سو طرح کے بناؤ کرتی لیکن تیرگی بخت صورت یار کے عوض سیاہی شب ہجر دکھلاتی مضطربانہ یہ زبان پر لاتی کہ ترکیب بند

مجھے اس شوخ چنچل نے جب اپنا حسن دکھلایا | دکھا کر اک نظر جلتا ہوا اور مجکو تڑپایا
گرا میں ہو کے بیخود یوں پری کا جیسے ہو سایا | پھر آئیں ہوش جب آیا تو دل سینے میں گھبرایا
بہت سا سگھڑی میں نے تو اپنے دلکو سمجھایا | تمانا دل نے ہرگز ڈھونڈھنا ہی اسکا ٹھہرایا
کشیدم نالہ واز شوق پیراہن قبا کردم | برائے جستن او صبر و تسکین را رہا کردم

بھینٹ بھی جائیں کبھی میتیں آنسو لائے
پر کوئی ایسا میت جو پیتم سندر بتائے

الغرض یہاں کئی روز شہزادہ مصروف جنگ رہا اور ملکہ پر رنج سے عرصہ زیست تنگ ہوا شہزادہ مقید ہوا ملکہ کو بیقراری نے ستایا کبھی اُٹھتی اور کبھی بیٹھتی گاہے بستر غم پر پچھاڑیں کھاتی مثل اسپند جو دل جلتا تھا آہ کے ساتھ دھواں نکلتا تھا یہ حال جو رچہرہ وزیرزادی نے اُسکا دیکھا عرض کیا کہ واری ہو جب سیت بہت غم نہ کھا عشق کا اے اسیر نہیں تجکو آزار ہو جائے گا ہے اے بی بی میں قربان گئی ذرا دل کو سنبھالو پروردگار وہ بھی دن لائے گا جو شہزادہ آکر صورت دکھائیگا اُسکے سمجھانے سے اور زیادہ تپش دل بڑھی اور رو کر بولی کہ اے گیان اگر تو میری زندگی چاہتی ہے تو ایک نظر نفیس جاکر دیکھ آ چہرہ اُس کے رنج دیکھنے کی تاب نہ لاؤ اور مثل دود آہ عاشق سحر اٹھ کر بلند ہوئی دم بھر میں لشکر اسلام میں پہونچی یہاں عجب طرح دیکھا کہ ہر شخص مصروف دعا ہے لب پر نالہ و بکا ہے سامنے میدان میں حصار آتش کھنچا ہے سرداران دین کا مجمع ہے اس نے حیران ہو کر بزور سحر وضع تبدیل کی ایک سقہ کوٹر اشک حسرت بہا رہا تھا اس سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اس نے کہا کہ

ایرج کو آفت پکڑ لے گئی ہے ان کی گردن ماری جاتی ہے یہ لشکر اسلام ہے کہ بہ سبب حصار آتش اندر نہیں جا سکتا اس لیے ہر ایک روتا ہے اور دعا کرتا ہے حور چہرہ یہ سنکر وہان سے اُڑی مگر دل سے کہتی ہوئی کہ اب تو جیسکی ہو رہا اس کو قتل ہو جانے دے جھگڑا فیصل کرو ورنہ گھر آئینہ دار کا برباد ہوگا اسی سوچ مین خیال آیا کہ مطلوب کے مرنے سے ایسا نہ ہو ملکہ بھی مر جائے عوض خیرخواہی کے تیرا بھی سر جائے یہ سوچکر بدحواس و مضطر بصد عجلت ملکہ پاس پہونچی ملکہ اُس کا ہاتھ پکڑ کر الگ لے گئی اور مستفسر ہوئی کہ کہو وہ کیا کرتے تھے مین جانتی ہون کسی معشوق پاس بیٹھے ہونگے اچھا تو گئی تو شرمائے الگ اُٹھکر آئے کچھ مجکو پوچھا یا نہین حور چہرہ یہ تقریر سن کر رونے لگی اور کہا بی بی تم کس کو پوچھتی ہو شہزادے قتل ہوا چاہتے ہین ان کے دشمن بیڑیان پہنے تلوار کے نیچے بیٹھے ہین یہ سنتا تھا کہ جی سنسنایا کلیجہ منھ کو آیا پوچھا اری مفصل کہہ کیا ماجرا گزرا ہائے افسوس مجھ نانصیب تجھے ناحق انھین جانے دیا حور چہرہ نے ساری حقیقت کہہ سنائی ملکہ آتش محبت مین جلی دل کی تپش زیادہ بڑھی اور اُٹھی کہ دیکھون یہ مالزادی آفت کیونکر قتل کرتی ہے حور چہرہ نے کہا واری یہ کیا کرتی ہو کہان جاتی ہو جاتے بھی ہو وہ مرد ہین کس کے ہوے ہین اور کس کے ہون گے کیون گھر غارت کرتی ہو اپنے تئین نحس نحس کرنا اچھا نہین بس جو ہوتا تھا ہو گیا ملکہ نے جھلا کر کہا اری کیون باتین بناتی ہے بوصاحب کسی کی جان جائے اور کوئی اڑا رہے کچھ ترس خدا بھی ہے بھلا مین کیونکر درگذرون تا حیات مجھ سے یہ نہ ہوگا مین کسی کو ساتھ تو لیے جاتی نہین پھر کوئی کیون بیچ پڑا ارے میرا تو خوف خدا سے رویان رویان کانپ گیا کچھ مردوے کی محبت نہین صرف خدا راہ کا سودا ہے حور چہرہ سمجھی کہ یہ نہ رُکے گی ناچار بولی کرا۔ بہن تصدق جو جی مین آئے وہ کیجیے ملکہ اُسی وقت اٹھی اور طلسم کے ایک بیابان مین آئی وہان چار پہاڑ چھوٹے چھوٹے تھے اور اُن کے بیچ مین ایک مکان بنا تھا اُس نے اس مکان کا قفل کھولا اندر جا کر ایک حجرہ کو وا کیا اس حجرے کے اندر ایک صندوق سو گز کا رکھا تھا اس صندوق کو چاہا اُٹھائے اس عرصے مین حور چہرہ اور کنیزین بھی آئین اُن سب نے ملکر اس صندوق کو اُٹھایا اور باہر مکان کے لا کر تخت سحر پر رکھا ملکہ نے مکان بند کر دیا آپ تخت پر بیٹھی اور سحر پڑھکر مع صندوق تخت کو اُڑا کر چلی اس جلدی کے ساتھ روان تھی کہ جیسے نسیم تیزرو باغ مین چلتی ہے پیچھے پیچھے تمام کنیزین اور حور چہرہ جاتی تھین دل سے کہتی تھین کہ دیکھیے کیا نشۂ عشق مین سرشار ہے کہ کچھ خبر انجام کی نہین مان سنے گی تو کیا ہوگا ایک بولی اری عشق بڑی بلا ہے اس نے قیس کو مجنون کیا ہے غرضکہ یہ باتین کرتی روانہ تھین لیکن ملکہ ان سے پہلے طلسم سے نکلکر جائے قتل ایرج پر پہونچی وہ وقت ہے کہ دو حکم لقا دے چکا ہے تیسرے حکم کے جلاد منتظر ہین شہزادے نے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا ہے کہ ملکہ نے پہونچکر اپنا جوڑا کھولا اور ایک گولا لولو کا نکالا اُس پر سحر پڑھکر اُس آتشی حصار پر مارا فوراً ایک لکۂ ابر پیدا ہو کر قلعہ عقیق سے تا حصار آتش گھر کرکے برسنے لگا اس زور شور سے برسا کہ جیسے دریا

بہادیئے وہ آتش سرد ہونے لگی بختیارک نے کہا اری آفت ذرا دیکھو تو کیا آفت آئی اُس نے گھبرا کر اوپر دیکھا اور
پکاری کہ پہچانا مین نے یہ کہکر سحر پڑھنے لگی بلور نے نعرہ کیا کہ منم بلور جادو اور وہان سے تلوار بن کر مثل
برق چلی آفت جلد بزور سحر زمین مین سما گئی ملکہ بلور زمین پر پہونچکر مجسم بصورت انسان ہوئی اور
تاریخ ترنج مارنے لگی ساحر ہلاک ہونے لگے جلاد تلوار پھینک پھینک کر بھاگے اس عرصے مین آفت
بھی زمین سے نکلی اور ساحرون کو پکاری کہ کیا کھڑے دیکھتے ہو لو اس کو ایک لاکھ ساحر ملکہ پر آگرا
ترسول بنسول وغیرہ ہزار ہا حربہ سحر کا ہر ایک نے پیدا کیا شعلون نے چار طرف سے گھیرا سر پر پتھرون کا مینھ
برسنے لگا ملکہ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ چالیس سپر بن سر پر آگئین پھر ملکہ نے جلد اس صندوق کو جو اپنے
ہمراہ لائی تھی کھولا اس مین چالیس ہزار پتلا طلسم کا بند تھا وہ پتلا ہر ایک صندوق کھلتے ہی باہر نکلا اور نہ
پہ ہمکر مثل انسان ہوا اور خنجر و تلوار کھینچکر ساحرون پر جا پڑا ساحر ہر چند تاریخ ترنج مارتے تھے مگر پتلون
کو کچھ اثر ہوتا تھا اور انھون نے ہزار ہا کو کاٹ کر ڈالدیا ادھر حور چہرہ اور کنیزین آگ مین اُسطرح
جب وہ آگ حصار کی دفع ہوئی سرداران لشکر اسلام سوار ہو کر آگئے پھر تو ساحرون مین بہر غل مچا
لگے بہادرون مین ہتھیارون کی آواز کا شور ہوا نعرہ دار و گیر بلند تھا دھوان تاریخ و ترنج سے نکلکر
چشم روزگار کو تیرہ کیے تھا فلک کجرفتار اپنی گردش یہ دیکھکر بھولا تھا ہندوے چرخ کا رنگ
سیاہ ہوا تھا تلوار بھڑ کر چلی تھی گویا مقراض گردن و جان تیغ تنی تھی بہرام فلک کا دل خوف سے آب تھا
راستہ امن ملنے کا نایاب تھا کہ زمین پر بھی چل پڑی تھی گاؤ زمین ڈگمگاتی تھی سحر سے چار طرف اندھیرا
تھا ہر طرف تیرہ و تار کا نقشہ تھا کہ بمقتضائے

نظم

ہمہ جادوان جادوے ساختند — ہمی در ہوا آتش انداختند
یکے جادوے بر نشستہ بشیر — ببالا بلند و ستبر و دلیر
بیک دست بودش مار بزرگ — بدست دگر اژدہاے سترگ
نمود آنچنان کاسپ و مرد و سپاہ — ہمے آتش افروخت در رزمگاہ
برآمد یکے باد و ابر سیاہ — ہمے تیر بارید ازان بر سپاہ
خروشے برآمد ز اسلامیان — ببستند خون ریختن را میان
ہمہ برگرفتند یکسر خروش — ہوا پر خروش و زمین پر ز جوش
ز کشتہ چو دریاے خون بر زمین — بہر گوشہ مانند اسپے بزین

ملکہ بلور کے پتلون نے ہزارون ساحر قتل کیے اور ملکہ خود لڑتی ہوئی قریب آیرج پہونچی اس کو قیدی
پاس پہونچا دیکھ کے آفت بلبلا کر دوڑی اور لشکریون کو سحر سے ہٹا کر سامنے ملکہ کے آئی ڈانٹا کہ او
بیچاری چھوکری تو بھی یہ لیاقت رکھتی ہے کہ میرے قیدی کو چھڑائے یہ کہکر تپنچہ مارا ملکہ بلور نے رد سحر

پڑھا کہ دو پنجے پیدا ہوئے نیمچہ پنجون نے پکڑ لیا بلور نے اُسوقت چنانچہ کھینچکر مارا آفت نے سحر کی سپر سامنے کی مگر نیمچہ نے سپر کو کاٹا آفت نے جلدی سے سر اپنا نیچے کر لیا ہاتھ آگے تھا اُسپر نیمچہ پڑا کہنی پر سے ہاتھ کٹ گیا بلور دوسرا نیمچہ لگایا چاہتی تھی کہ آفت اُڑ کر بھاگی نازک چشم یہ مقابلہ دیکھ کر چاہتی تھی کہ ملکہ پر جا پڑے مگر سوچی کہ یہ شہزادی طلسم کی ہے ایسا نہو کہ تو ماری جائے یہ سوچکر یہ بھی بھاگی پھر تو ساحرون مین بھگدر پڑی ملکہ بلور نے اسی ہنگامہ مین ایسا سحر پڑھا کہ پتلے طلسمی پھر کھٹ کر صندوق مین آگئے اور اُس نے شہزادہ ایرج پر سے قید سحر دفع کی اُسوقت لقا نے فوج کو للکارا کہ ہان روکو اسکو کوہی اور فوج جو ذاتی لقا کی ہے وہ تلوارین مارتے چلے مگر اہل اسلام جو لڑ رہے تھے وہ اُنکے سد راہ ہوئے ملکہ بلور نے اسی گرمی جنگ مین سحر پڑھکر شہزادے کو بیہوش کیا اور کمر مین نیمچہ و دیگر سمت فلک پرواز کی بلندی پر جا کر پکاری کہ اے سرداران اسلام کچھ شہزادے کا خیال نہ کرنا مین انکی دوست ہون جو لیے جاتی ہون کنیزان بلور نے جو یہ معاملہ دیکھا فوراً حور چہرہ نے صندوق پتلون کا تخت سحر پر رکھا اور پیچھے پیچھے ملکہ کے راہی ہوئی یہان ہر بہادر بپھرا ہوا تھا تلوار چل رہی تھی کہ بختیارک نے طبل بازگشت بجوادیا اس لیے کہ جب قیدی چھوٹ گیا اور ساحر تاب جنگ نہ لائے تو لشکری بھی نہ لڑ سکین گے غرضکہ جب طبل امان بجا اہل اسلام شادان و فرحان اپنے مقتولون کو اٹھوا کر قیام گاہ مین آئے اور لاشین دفن کرا کر بارگاہ مین داخل ہوئے بادشاہ سے حال جنگ کہا سب شہزادے کے زندہ رہنے سے خوشنود ہو کر جلسہ جنگ در باب شراب کباب مین بیٹھے اُدھر لقا شکست خوردہ اپنی بارگاہ مین آیا ساحران فرار شدہ بھی جمع ہونے لگے نازک چشم و سوفار دربار مین آئے آفت کا پتہ نہ معلوم ہوا کدھر گئی بختیارک نے کہا شاید ملکہ آفت طلسم آئینہ مین گئین غرضکہ یہ بھی قیام پذیر ہین لیکن اول حال اس شہباز صیدگاہ عشقبازی و طائر فرخ فال مرغزار کرشمہ سازی دلدادہ و رنجور ملکہ بلور کا سنیے کہ شہزادے کو لیکر جو چلی قلعہ کوہ عقیق کے اطراف مین ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچی اندر طلسم کے نہ گئی حور چہرہ مع کنیزون کے عقب مین جو آتی تھی اُس نے عرض کیا کہ اے ملکہ اس صحرائے لطافت خیز مین ذرا ٹھہر لیے دم لے لین اور مشورہ کر لین تو پھر چلین گے ملکہ یہ سنکر ایک بیابان وسیع اور جھیل لہراتی ہوئی دیکھ کر اُتری عجب بہار اُس دشت خرم کی دیکھی کہ سامنے چھوٹی چھوٹی پہاڑیان مثل گلدستون کے گلہائے بوقلمون سے لدی فرش سبزہ صحرا پر رکھی تھین خیمہ ابر بہاری مین سورج کی چمک قمقمے پر رنگ دکھلاتی تھی قوس و قزح ریسمان سرخ نظر آتی تھی ہر شجر مثل انجمن آرائیان خیمہ نشاط بزم افروز تھے گل شگفتہ رو ہو کر خندہ زن بسان شمع روشن و دلسوز تھے جھیلون پر بگلے اور مرغابیان اور تغازین وغیرہ بیٹھی تھین ہرن پالتو سے جیسے جنگل مین پھرتے تھے ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی تھی محبوب گلعذار سے گرمجوشی کرنا یاد دلاتی تھی کہ

بمقتضائے ابیات

روان آب بسیار در رود بار	لب جویبارش ہمہ گل ہیار

دو صد سرو بن دید و بید و چنار — دکانے زدہ خضر اندر کنار
چمن در چمن دید سرو سہی — گرانبار شاخ و ترنج و بہی
بر سیب لعل و رخ برگ زرد — تن شاخ کو ز دوم باد سرد
رخ نار ہم سیب شنگرف گون — برین دخم تیغ و بران زخم خون

ملکہ نے وہان ٹھہر کر ایرج کو ہوشیار کیا اُسکی جب آنکھ کھلی ملکہ کو بالین پر پایا اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تم نے میری رہائی کے لیے کیون تکلیف کی اے ملکہ اگر ساحرون کی لڑائی نہ ہوتی اور تم آتین تو مین ناراض ہوتا کیونکہ ہمارے یہان عورت کا لڑنا روا نہین ملکہ نے کہا مین تو ابھی مطیع الاسلام ہون شل اور ساحرون کے لڑنے تو کچھ ہرج نہین یہ کہکر حورچہرہ کو خبر کے لیے بھیجنا اور اُسکا آکر آپ کو قید مین دیکھکر جانا اور اپنا بیتاب ہوکر آنا بیان کیا اسمین حورچہرہ نے کہا بلا لون اب کدھر چلیے گا کہان کا قصد ہے ملکہ نے کہا کیا کہون کوئی جگہ خیال مین نہین آتی اگر طلسم مین جاتی ہون تو مقرر میری مان ضرر پہونچاے گی کیونکہ آفت زخمی ہو چکی ہے وہ ضرور میری مان سے جاکر کہے گی حورچہرہ نے کہا یہی مجکو بھی اندیشہ ہے ایرج یہ باتین سنکر بولا کہ اے ملکہ تمھارا کدھر خیال ہے اب تم میرے ساتھ لشکر مین چلو امیر تمھارے آنے سے بہت خوش ہون گے دوسرے یہ کہ لڑائی کی تھکی ماندی ہو میری بارگاہ مین چلکر آرام کرو تمھین طلسم مین جانے سے کیا غرض حورچہرہ نے عرض کیا کہ حضور شہزادے سچ کہتے ہین لشکر مین جلد چلیے ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت برپا ہو ملکہ اُسی وقت اُٹھی کہ بہتر تو ہے شہزادے کو تخت سحر پر بٹھاکر پرواز کی لیکن وہ صندوق تیلون کا چلتے وقت کھول دیا کہ تیلے ان مین سے نکلکر سوار بنے اُن سے حکم دیا کہ تم سب طلسم مین جاؤ وہ حسب الارشاد سمت طلسم گئے اور یہ سب لشکر کی طرف روانہ ہوئے جب لشکر اسلام نزدیک رہا شہزادے نے فرمایا کہ اے ملکہ تم یہان مجھے اُتار دو اور تم ٹھہری رہو مین جاکر تمھارے آنے کی امیر سے اطلاع کردون ملکہ نے ایک درہ کوہ کے قریب تخت اُتار آپ ٹھہری اور شہزادے کو رخصت کیا ایرج وہان سے لشکر مین آیا لوگ فرط عشرت سے اسکو دیکھکر دوڑے شہزادہ سب سے ملا پھر بارگاہ مین داخل ہوا شاہ کو مجرا کیا امیر نے گلے سے لگایا اور احوال رہائی دریافت کیا اُس نے ماجرا بلور جادو ابتدا تا انتہا بیان کرکے عرض کیا اب وہ ملکہ درہ کوہ مین موجود ہے حکم ہو تو لے آؤن امیر نے اُسی وقت ایک سکھپال جواہرنگار اور کنیزون کے لیے پالکیان طرحدار درہ کوہ کی جانب روانہ کین اور سامان تزک و جلوس مثل چتر اور نقارہ اور خاص بردار اور نواب ناظر خواجہ سرا وغیرہ بھیجے شہزادہ بھی مع اپنے سردارون کے اور سامان جلوس اپنا ذاتی لے کر سوار ہوا یہانتک کہ درہ کوہ مین جا پہونچا ملکہ کو سوار کیا پھر تو بڑے تجمل سے سواری روانہ ہوئی کہ سکھپال مین پردے جواہر دوز بندھے نشان آگے کھلے نقیب بولتے ڈنکا بجتا چتر سکھپال پر گردش کرتا مردنے عصے سونے

چاندی کے پیے پایہ سکھپال تھامے کہاریان سرون پر مچھلیان لگائے مورچھل جھلتی لباس پہنے گہنے سے لدی سرداربیزه دار ننگی تلوارون کا سایہ کیے پیادون کے جلو مین بڑے زرو جواہر لٹتا بڑے کروفر سے لشکر مین داخلہ ہوا بارگاہ ایرج مین سواری آئی ملکہ گیتی افروز مادر ایرج اور ملکہ خورشید خاوری مادر قاسم اور ملکہ رابعہ زربفت اطلس پوش مادر شہزادہ علمشاہ بیبیان امیر کی اور بہوین وغیرہ سب مشتاق ہوکے آنے کی اس بارگاہ مین جمع تھین جب ملکہ اتری سب نے بلائین لین اوس نے بھی ہر ایک کو تسلیم کی گیتی افروز نے پانی اوتار کے پیا پھر سب بیبیون نے گہنا اتار کے پہنانا شروع کیا کسی نے رونمائی مین کنگن اور کسی نے کڑے ہیرے کے پہنائے پھر جلسۂ عشرت شروع ہوا مجرئی ڈومنیان ہر ایک شہزادی نے طلب کین کہ وہ اپنے گانے اور ناچ کے سامنے قوالہ فلک کو بے سرا اور ہیچکارہ بتانے لگین خاطر اہل انجمن لبھانے لگین کہ

نظم

برآورد رامشگر خاورے　　زده چنگ بر جامۂ کابلے
ہوا ابر بست از بخور عبیر　　بخندید بیم و بنالید زیر
پرستار صہبا زده ماہ رو　　طرازان بتان طرازنده ہو
ہمہ غم بباده شمردند باد　　بجام دمادم گرفتند یاد
ز شادی ہمے در کف رود زن　　شگوفہ شگفتند شد در چمن
بمغنے درآمد بآواز رود　　ہمے خواند این خسروانی سرود

اس اثنا مین خبر ہوئی کہ امیر بہو کو دیکھنے آتے ہین بلور نے یہ خبر سنکر سر سے پاتک دوپٹے سے بدن چھپالیا گھونگھٹ زیادہ نکال لیا سر زانو پر جھکا کے ادب سے بیٹھی سب بیبیان امیر کے استقبال کو اٹھین جب امیر بارگاہ مین آئے ملکہ نے شرم سے اٹھکر مجرا کیا اور رومال سے ہاتھ چھپا کر نذر دی امیر نے سر سینے سے لگالیا اور بھاری جوڑا مع ایک سو اکیس کشتی زیور الماسی کے ہمراہ لائے تھے وہ منھ دکھائی مین دیکر فرمایا کہ اے فرزند مین شکر کرتا ہون خداے پاک کا کہ تو نے اطاعت پروردگار عالم کرنا قبول کیا اب کلمہ پڑھو اور ادیان باطلہ پر لعنت بھیج ملکہ نے مع تمام اپنی کنیزون کے بصدق دل کلمہ زبان پر جاری کیا اور سحر کرنے سے توبہ کی امیر خوش ہوکر رخصت ہوئے بعد تھوڑی دیر کے اور سب بیبیان بھی اپنے اپنے مقام پر گئین ملکہ بارگاہ مین تخت جواہر نگار پر متمکن ہوئی سامنے چنگیرین گلدستے وغیرہ چن دیے گئے امیر نے باہر جاکر ڈالیان میوون کی اور طعام لذیذ اور خوان مٹھائی کے بھیجے شہزادہ ایرج بھی خبر سنکر کہ ملکہ اکیلی ہے داخل بارگاہ ہوا اور پہلوے دلدار مین بیٹھکر داد عشرت دینے لگا مگر آفت جو شکستہ حال و البتہ ملال لڑائی سے بھاگ کر چلی سیدھی طلسم آئینہ مین پہونچی ملازمان ملکہ آئینہ نے دیکھا کہ آج آفت کا ایک ہاتھ کٹا ہوا تمام جسم پر لہو کی چھینٹین پڑی ہین پیرہن تار تار بدحواس گھبرائی ہوئی آئی ہے

یہ حال دیکھکر پوچھنے لگی کہ حضور مزاج کیسا ہی اُس نے کہا مین آئینہ سے حال کہون گی جلد بتلا وُ وہ
کہان ہین اُنھون نے کہا کہ اپنے باغ مین تشریف فرما ہین آپ تو اُن کے برابر کی ہین بے تامل تشریف
لے جائین یہ سنکر آفت سیدھی باغ مین آئی ازبسکہ پہلے کچھ رنجش آئینہ سے ہوگئی تھی اس وقت جو آتے
اس کو دیکھا مثل مشہور ہی کہ گھر آئے کتے کو بھی نہین ہانکتے آئینہ اُٹھی اور استقبال کرکے اس کو لائی حال
ابتر بہت دیکھا جسم خونچکان ہاتھ کٹا ہوا چہرہ پر غبار ملال یہ حالت مشاہدہ کرکے اگلی باتون کو زبان
پر نہ لائی اور براہ دلسوزی مستفسر ہوئی کہ بہن یہ کیا حال ہی اس نے جواب دیا کہ آپ کی بیٹی کا یہ سارا
کرتوت ہی مین پہلے ہی سمجھی تھی جب تم مجھ سے بگڑی تھین کہ یہ بلی بھگت ہی بہن جو تم کو مسلمانون کا ساتھ دینا
تھا تو مجھ سے پہلے ہی کہدیا ہوتا یہ کیا کہ اپنی صاحبزادی کو بھیجکر میرا ہاتھ کٹوایا اور بنی بنائی لڑائی کو
بگاڑا مین جانتی ہون کہ ایرج کو اول بھی تیغہ دے کر تمھین نے بھیجا تھا ہاے افسوس کیا زمانہ آلگا ہے
کہ نہ کسی کو برادری کا پاس ہی نہ ایک دین ہونے کا خیال ہی آئینہ اُس کی تقریر شکایت آمیز سُنکر کچھ سمجھی کہ
یہ کیا کہتی ہی ہنسکر بولی کہ رنڈی جب تو آتی ہی نخرہ بگھارتی ہوئی آتی ہی تیری خفگی میرے سر آنکھون پر کوئی
مرے پر طوفان لیتا تو جیتے جی مین کیا جا تو کیسے مسلمان کہان میری بیٹی کہان لڑائی وہ بیچاری باتھری
دکھیا سیرگاہ مین اپنی پڑی ہی مین خود دیکھ آئی بھینسون بخار چڑھا ہی سر تو اُٹھاتی نہین مین دعائین مانگتی
ہون کہ سامری نے ایک جھینجٹا دیا ہی کہین جی جاے اب اس کو نام سامری سے برس ان گنا شروع
ہوا ہی تم آئی ہو اسیر بہتان جو ٹرتی ہوئی مفصل کہو کہ میری بیٹی نے کیا تمھارے کلیجے مین چٹکی لی ہی آفت
نے کہا ایک تم ننھی ہو اور ایک تمھاری بیٹی اری کیا باتین بنائی ہی جا کے دیکھ تو وہ چالیس ہزار
تیلا بے کر گئی اور یہ آفت برپا کی سب احوال مفصل کہدیا بس سنتے ہی آئینہ غصے سے کانپنے لگی اور
کہا بہن تم ٹھہرو مین آتی ہون آفت نے کہا چلو مین بھی چلتی ہون غرض دونون باغ سے باہر نکل کر
کچھ دور باہر چلی تھین کہ پتلے طلسمی جنکو بلور نے چھوڑ دیا تھا آکر حاضر ہوے اور عرض کیا کہ ملکہ نے ہم کو
لڑوا دیا پھر اس جانب بھیجدیا آئینہ کو آفت کے کہنے کا یقین واثق ہوا اور پتلون کو لے کر اُسی بیابان
مین جہان سے بلور لے گئی تھی اور پتلون کو بزور سحر صندوق مین بند کرکے حجرے مین رکھا پھر وہان سے
سیرگاہ ملکہ کی سمت آئی یہان بالکل سناٹا پایا آفت نے کہا بلور مسلمانون کے پاس گئی ہوگی اور کہین نہ ملیگی
تم میرے ساتھ چلو مین پتا لگا دون گی آئینہ اُس کے ساتھ ہوئی اور قریب لشکر اسلام ایک پہاڑ پر آکر
ٹھہری آفت وہان سے ایک طائر کی ایسی صورت بنکر اُڑی اور سیدھی بارگاہ ایرج پر آکر ٹھہر آئی کیدن
کہ یہ لشکر مین رہتی ہی بارگاہ مین سردارون کی جاتی ہی غرضکہ اس بارگاہ مین ملکہ کو تخت پر پہلوے ایرج
مین بصد عیش جلوہ گر پایا وہان سے پھر کر آئینہ پاس آئی اور حال کہا اور صلاح دی کہ اتنا دن جو باقی ہے
صبر کرو کس لیے کہ حمزہ باطل السحر ہی تم نہ لا سکو گی اس وقت آئینہ نے کہا مین بادشاہ طلسم ہون میرا حمزہ

کیا کرے گا بغیر لوح طلسم مین قتل نہ ہون گی آفت نے کہا یہ سچ ہے لیکن لڑائی تو بڑھ جائے گی آئینہ سمجھی یہ اچھا کہتی ہے کیا ضرور ہے لڑنے اور قضیہ بڑھانے سے سہل مین کام نکالنا چاہیے یہ سوچ کر اس وقت تک وہان ٹھہری رہی کہ ساحرۂ شب جو پردۂ جہان مین مخفی تھی ظاہر ہوئی اور شاہد روز نے صورت نورآگین چھپائی کہ نظم

بدانگہ کہ خورشید برگشت زرد ۔ ہمے بود تا گشت شب لاجورد
چو کشتی بساحل کشید آفتاب ۔ شب تیرہ افگند زورق در آب

رات کو آئینہ نے قصد چلنے کا کیا آفت نے اس کو اس وقت تک روکا کہ جب تک آدھی رات نہ آئے جب زلف لیلاے شب تا بہ کمر پہونچی دونون اڑ کر سمت لشکر اسلام چلین لشکر مین طلایہ پھیر رہا تھا بیدار باش و ناظر باش کی صدا بلند تھی آئینہ نے سحر پڑھا کہ طلایہ دار بیہوش ہو گیا ہوا سرد چلی بارگاہون مین سردار عیار غافل سو گئے صرف وہ لوگ جو بارگاہ سلیمانی مین تھے ہوشیار رہے ایرج کی بارگاہ مین باری دار وغیرہ ترکنین حبشنین سب بیہوش ہوگئین اس وقت آفت کے بتلانے سے آئینہ بارگاہ ایرج مین اتری یہان دونون شیداے یکدیگر لپٹے پڑے تھے ملکہ کی کرتی چڑھ گئی تھی قمقمے دست ایرج مین تھے پائچے چڑھے تھے ران سے ران گتھی تھی زلف عنبر فام قریب دماغ تھی کہ نظم

دیکھا تو وہ دونون کرتے تھے خواب ۔ گل تکیے تھے آفتاب و مہتاب
ہم بستر آدمی پری تھی ۔ سائے کے بغل مین چاندنی تھی
سرکی تھی جو محرم اس قمر کی ۔ برجون پہ سے چاندنی تھی سرکی

یہ حال دیکھ کر آئینہ نے بغضب تمام دوڑ کر اور ملکہ کو پکڑ کر پہلوے دلدار سے الگ کیا ملکہ کی آنکھ کھلی پنجہ مادر مثل پنجہ ملک الموت پایا پکاری کہ اے شہزادے خدا حافظ و ناصر یہ کنیز آپ پر تصدق ہوئی اس صداے شہزادے کی آنکھ کھلی ملکہ کو اسیر دیکھ کر بعجلت تمام اٹھا اور تیغہ سحر کش صندلی پر سے اٹھا کر دوڑا اس وقت آفت کہ شہزادے سے جلی ہوئی تھی ڈانٹ کر آگے بڑھی کہ خبردار کہان جاتا ہے شہزادہ کو غصہ بیحد تھا کمر کو بتلا کر سر پہ ہاتھ مارا آفت نے چاہا کہ سحر پڑھون سحر بسبب تیغہ کے یاد نہ آیا اور تیغہ سر پہ جھٹکا ٹانگون سے نکل گیا غل اسکے مرنے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے اندھیرا ہو گیا اسی اندھیرے مین آئینہ بطور کوسے کر بلند ہو گئی ہر چند ملکہ روئی پیٹی چلائی کہ شہزادے کو اشعار فراق انگیز پڑھ کر اور کلمات الوداع کہہ کر بلایا کی مگر کسی نے اس ہنگامہ مین نہ سنا ایسا غل برپا ہوا کہ امیر بیدار ہو کر بارگاہ سے نکل آئے دیکھا کہ لشکر پہ اندھیرا چھایا ہے اور فلک کے قریب ایک آفتاب سا چمکتا چلا جاتا ہے یہ دیکھ کر اسم اعظم باواز بلند پڑھا کہ وہ تاریکی دور ہوئی لیکن آئینہ مالک طلسم ہے اس پر کچھ اثر نہ ہوا وہ مثل آفتاب چمکتی ہوئی یہ جا وہ جا ملکہ کو لے کر روانہ ہو گئی لشکری کچھ دور دوڑے تیر بہت چلے

مارے مگر کچھ نہ ہوا ناچار ہو گئے اس طرف نازک چشم وغیرہ شور سے جاگ اٹھے تھے انھون نے بھی سنا کہ آفت شمشیر زن ماری گئی اور بلور کو آئینہ نے کاٹی مرگ آفت کا حال سنکر ساحر رونے لگے اور اس کے ساتھ کے ساحرون نے قصد شبخون لشکر اسلام پر کیا نازک چشم مانع ہوئی کہا تم سب میرے ساتھ رہو دین مسلمانون سے بدلا لون گی ساحر سب نامل پذیر ہوے مگر یہان ایرج نے جو معشوق سے بارگاہ خالی دیکھی چشم تر یان سے دریا آنسو کے بہا دیے لیسان شمع سوزان کے حال پر دل جلا اس قدر رویا کہ دست وپا ٹھنڈے ہو گئے پھر جب ہوش آیا بستر غم پر پچھاڑین کھانے لگا پروانہ وار بیقرار ہو کر اس شمع غدار سے لو لگاتا اور یہ کہتا نظم

تجھی مین رہتا ہے دھیان میرا نہ سکھ ہے دل مین نہ نیند رتیان
ترا ہی لیتا ہون نام ہر دم جپے ہین سمرن مین جیسے پتیان
کہین سے آ مل تو مجھ سے پیارے جو میرے دل کو ٹک آئے چینان
تمھاری آس لگی ہے نس دن تمھارے درشن کو ترسین نینان
ولا رے سندر انوٹھے ابہرن ہٹیلے موہن انوکھے لالا کوئی

اسی بیقراری مین خیال آیا کہ افسوس جب تم قید ہوے تو وہ اسیر سرپنجہ تقدیر تاب نہ لائی پتلے طلسمی لے کر تم کو چھڑانے آئی اب وہ قید ہو گئی اور تم بیٹھے رہو مبادا اس کی مان لے جا کر قتل کر ڈالے گی تو کیسی بڑی نامردی ہے خلقت کیسے گی جو سنے گا وہی کہے گا کہ عورت نے تو یہ مردمی جتائی اور مرد نے بدتر از زنان بات کی بس یہ سوچکر مرکب جو رات کو بنا بر دستور کے ہر شاہ و شہریار کے در پر لشکر مین کھچا ہوا استادہ رہتا ہے ان کے یہان بھی تیار تھا اس کی پشت پر بیٹھکر صحرا کا راستہ لیا دل سے کہتا جاتا تھا اے بخت واژون وائے گردون دون کہین ایسا نہ کرنا کہ اس ناشاد کو یہ ارمان زیر خاک چھپا دینا کلنک کا ٹیکا میرے پیشانی پر نہ لگا دینا اور کبھی کہتا افسوس ترکیب بند

نہ تھا معلوم یہ الفت مین کہ غم کھانا بھی ہوتا ہے
جگر کی بیکلی اور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہے
سسکنا آہ کرنا اشک بھر لانا بھی ہوتا ہے
تڑپنا لوٹنا بیتاب ہو جانا بھی ہوتا ہے
کسے پر اپنے پھر اپنے کو دکھ پانا بھی ہوتا ہے
کف افسوس کو مل مل کے پچھتانا بھی ہوتا ہے
گر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
نمیکردم بدل روشن چراغ آشنائی را

جو مین ایسا جانتا کہ پیت کرے دکھ ہوے
نگر ڈھنڈھورا پیٹتا کہ پیت نہ کریو کوے

اسی دھن مین یاد آیا کہ نرگس کوہ پر چلو وہان حنظل و صنوبر ہون گی وہ ضرور بی طلسم آئینہ مین پہونچا دین گی اور تدبیر فتح طلسم بھی بتائین گی یہ سوچکر جانب نرگس کوہ راہی ہوا وہان کا حال سنیے کہ صنوبر و شاپور شہزادے کو ڈھونڈھنے چلے تھے ہر طرف ڈھونڈھ کر جب پتہ نہ ملا پھر آئے اور حنظل پاس ٹھہرے لیکن صنوبر عاشق

جمال شہزادہ ہی فراق کی تاب نہ لائی روز دو کوس چار کوس گرداگرد جنگل کے جہان سے شہزادہ گیا تھا پھرتی ہے اور مطلوب کو ڈھونڈھتی ہی جب آفتاب بلند زیادہ ہوتا ہی دھوپ تیز ہوتی ہے گلرخسار برنگ گل مرجھاتی ہی مگر چہرہ تمتما جاتا ہی تو رخ تابندہ سے سورج شرما جاتا ہی وہ اُس کے پھول سے گالون پر پسینہ آنا یہ معلوم ہوتا ہی کہ گلاب کا عرق کھنچا ہی جب اس دھوپ مین بھی شہزادے کو نہین پاتی ہی تو بیقراری سے زبان پر لاتی ہی کہ وہ جو دھوپ پڑرہی دھرتی تپت اور پھیکا گھام + دوڑی بلکت جات ہون تیوہ چھوٹ سیام + اسی طرح آج رات کو جو شہزادہ سمت نرگس کوہ چلا ملکہ صنوبر کو زیادہ تپش دل نے ستایا زرت بھر اشتیاق مین جاگا کی نہ خاطر حزین بیحد مضطر جذبہ عشق کا اثر فرط بیتابی سے یہ لب پر کہ وہا پیتم من کو موہ کے کینو مان گمان + بن دیکھے وا روپ کے کلپت مور پران + اسی بیچ رد خوابی مین وہ رات بسر کی شبنم منظر و یا کی جب معشوقہ پردین وپرن نے چشم مردم دہر سے منھ چھپایا اور آفتاب تابان لبان دل سوختگان شاہد روز کو میدان افلاک مین ڈھونڈھنے آیا نظم

چو خورشید برزد سنان از نشیب
شتاب آمد از عشق اندر دریب
بدرید پیروزہ پیراہنش
بدید آمد آن لعل رخشان تنش

صنوبر شہزادے کو ڈھونڈھنے چلی جب جنگل مین پہونچی نسیم سحری نے گلہاے زخم دل شگفتہ کر دیے اور پھولون نے صحرا کے داغہاے خاطر فراق کشیدہ زیادہ بڑھائے وہ صبح کا وقت شگفتن کا پھولنا چہرہ رنگین یار گلعذار یاد دلاتا تھا جانورون کی زمزمہ سرائی نالہ دل کی گواہی تھی دل شیون کرنا چاہتا تھا تو بیقرار و بیتاب ہو کر یہ کہتی تھی کہ بمقتضاے مسدس

منزل پہ اگر رہے تو اشک ریزان
صحرا مین گذر رہے تو خاک بیزان
چون صید زخمی ہر سو گریزان
القصہ آخر افتان و خیزان

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بصحرا منزل بمنزل

اسی طرح بلبلاتی صحرا مین پھرتی تھی کہ یکایک سامنے سے ایرج پیدا ہوا صنوبر بیتابانہ دوڑی اور پکاری کہ بیت بیا تا نقد جان را بر فشانم در ہواے تو + بنہ پا بر سرم تا سر نہم بر خاک پاے تو + شہزادے نے مرکب روکا اور اُسکو اپنے ہمراہ لیا یہانتک کہ قلعہ مین ملکہ حنظل پاس آگئے وہ اُٹھکر بلا گردان ہوئی اور پوچھا کہ حضور کہان تشریف لے گئے تھے ایرج نے حال عشق ملکہ بلور از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور فرمایا کہ مین بغیر طلسم درہم برہم کیے نہ آؤن گا اور اسی وقت جاؤن گا حنظل نے کہا مین از طلسم تو نہین جانتی مگر آپ کے ہمراہ جانبازی کو حاضر ہون شہزادے نے فرمایا تم صرف مجکو راہ بتا دو پھر مین سمجھ لون گا کیونکہ مجکو کسی کی مدد نہین درکار ہی حامی میرا پروردگار ہی حنظل یہ کلام سنکر اسی وقت ساتھ ہوئی شاپور عیار نے عرض کیا

مین بھی ساتھ چلون گا اور سیارہ بھی یہان کچھ کام کو آیا تھا اس نے بھی کل کیفیت سنکر قاسم جو یہان موجود ہین جا کر کہی قاسم نے فرمایا کہ اے سیارہ تو بھی شہزادے کے ساتھ جا دہ آگر ہمراہ ہوا صنوبر کو بہر انتظام قلعہ خنظل نے یہین چھوڑا اور شہزادہ کو مع عیاران تخت سحر پہ بٹھا کر قلعہ سے سمت طلسم آئینہ راستہ لیا بعد قطع راہ ایک صحرا کے کنارے پہونچے وہان تک کوہ بلند مرتفع منزلون تک چلا گیا تھا درہ کوہ کے اس طرف سرحد طلسم آئینہ تھی خنظل نے عرض کیا کہ اب آگے طلسم کی سرحد ہی مین وہان نہین جا سکتی آئینہ آپ کی مرضی شہزادے نے اسکو مع عیارون کے اسی جا چھوڑا اور آپ تنہا درہ کوہ کی طرف روانہ ہوا یہ تو اندر طلسم کے جاتے ہین مگر اب قدرت کردگار دیکھیے اس طلسم کا پہلے ذکر ہو چکا یعنی نصف قبضہ کوکب مین ہی اور نصف کا مالک افراسیاب ہی چنانچہ جب شہنشاہ عیاران عمرو نامدار کا داخلہ طلسم کوکب مین ہوا تھا تو بیان کیا گیا تھا کہ استقبال کرنے اور نذر دینے کے لیے سب مالکان دربند کو نامہ پہونچا تھا بر ان کی طرف سے پس منجملہ ان نامون کے ایک نامہ ملکہ آئینہ کو بھی آیا کہ جلد یہان آئیے میرے ہمراہ بہر استقبال عمرو چلیے چنانچہ نامہ پڑھکر آئینہ نے اپنی بہن شعلہ دار کو خدمت بران مین بھیجا ہی چنانچہ وہ وہان حاضر ہی اور یہان آئینہ جب اپنی دختر ملکہ بلور کو پکڑ لائی طلسم مین پہونچکر دو طمانچے زور زور مارے اور کہا اے امان بیٹی تجکو مسلمان پہ جھگڑا کرنا تھا نانصیب کنبے غارت ہوئی ناشدنی تیرے جیسے کتا نہ جیسے سامری تجھے نہ غارت کرے یہ تو نے کیا کیا کہ تمام برادری مین ناک کٹوا دی اری جیتی بھر پانی مین ڈوب مر کہ بمقتضائے نظم

زسر تاج فرہنگ بفگندۂ	زتن جامۂ شرم برکندۂ
گمانم کہ بود سنگ آمدی	یقینم ہمہ نام و ننگ آمدی
کنون سوسنت دردمندی گرفت	گلت ریخت لالہ نژندی گرفت
نگارے بُدی چون بہار بہشت	نمانی کنون جز بہ پژمردہ گشت

غرضکہ بہت سا کچھ بک جھک کر اس خوف سے کہ یہ کہین پھر نہ بھاگ جائے قید خانے مین بھیجدیا وہ قید خانہ اس طرح کا تھا کہ ایک باغ بہت عمدہ لگا تھا ایوان طلسمی اسمین بنا تھا ایوان مین تخت طلائی پر ملکہ کو لا کے بٹھایا اور پانون مین زنجیر سونے کی ڈالدی اور ایک شیر کو بزور سحر صحرائے طلسم سے بلایا زنجیر اس کی گردن مین ڈالکر پایہ تخت سے باندھ دیا اور کہدیا کہ اے شیر اس عورت پاس جو کوئی بغیر حکم میرے آئے تو کھا لینا اور اس مجرمہ کی حفاظت کرنا یہ کہکر چند خواصان خاص کو پہرے کے لیے مقرر کرکے آپ اپنے مکان مین آئی اور ایک خط بہن کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بہن شعلہ دار یہان مسلمانون سے اور ہم سے بگڑ گئی بھانجی تمھاری مسلمان ایرج نام پر عاشق ہوئی مین نے بلور کو قید کیا ہی اب عاشق اسکا یقین ہی کہ طلسم پر چڑھ آنے کا بڑی لڑائی ہوگی تم کو چاہیے کہ جلد ہمارے پاس آؤ دیر نہ کرنا تھوڑا لکھا بہت سمجھنا یہ خط ایک ساحر کو دیا کہ وہ طلسم کوکب مین لے گیا یہان بران عمرو کو لینے جانا چاہتی ہی اور عمرو ہوشیار چو رمکان

سے نکلکر باغ مین استقامت پذیر ہے بران کے حکم سے حاکمان دربند جمع ہوتے جاتے ہین بارگاہین استادہین شہر ہفت رنگ کے گرداگرد جلسہ ہے کہ یہ نامہ دار شعلہ وار کی بارگاہ دریافت کرکے وہین پہونچا اور شعلہ دار وہ نامہ پڑھکر متفکر ہوئی پھر خیال مین آیا کہ ملکہ بران سے اطلاع کرنا چاہیے کیونکہ ملکہ تو مسلمانون کے عیارکی اسقدر حرمت کرتی ہین اور مسلمان اُن کے طلسم کو برباد کرنا چاہتے ہین کیا بعید ہے کہ جو ملکہ اس خط کے مضمون سے آگاہ ہوکر نامہ مسلمانون کو لکھین اور بخاطر ملکہ مسلمان طلسم آئینہ مین نہ آئین میری بہن کا گھر برباد ہونے سے بچے غرضکہ وہ خط لیے ہوے اندر قلعہ کے دارالامارۃ شاہی مین آئی یہان بران سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھی کہ اس نے جاکر تسلیم کی پھر دست بستہ عرض رسا ہوئی کہ یہ خط میری بہن نے لکھا ہے اہل اسلام طلسم برباد کیا چاہتے ہین حضور ان کو لکھین تا وہ فساد سے باز آئین اور مجکو میری بہن پاس جانے کی اجازت دین ملکہ نے یہ تقریر سنکر ایک قہقہہ مارا اور فرمایا کہ ارے نادان ہم شریک اہل اسلام کے ہوگئے ہین اگر ہمارا ابھی طلسم برباد ہوجائے جب بھی ہم کچھ نہ کہین اب تو جا اور لوح طلسم ہماری طرف سے جو مختار جادو وہان ہے اُسکے پاس ہے اُس سے طلسم کشا کو دلاوے اور آئینہ دار سے کہدینا کہ خبردار خلاف حکم ہمارے نہ کرے اگر جادۂ اطاعت سے قدم ذرا بھی ہٹایا تو اپنی سزا اپنی کنار مین دیکھے گی شعلہ وار یہ باتین سُنکر گھبرائی مگر کیا کرسکتی تھی ملکہ سے منت پذیر ہوئی کہ حضور خفا نہ ہون مین اسی طرح اپنی بہن سے کہون گی یہ کہکر وہان سے رخصت ہوکر مع اپنے ملازمین کے سمت طلسم آئینہ چلی جب یہ جاچکی ملکہ بران کو خیال آیا کہ ابھی عمرو کے لینے جانے مین عرصہ ہے کیونکہ مالک دربندون کے جمع ہورہے ہین بس ایک احسان یہ بھی خواجہ پر کرنا چاہیے کہ لوح طلسم آئینہ ایرج کو دلانا چاہیے ہرچند کہ شعلہ وار جاکر آئینہ دار سے حکم سنائیگی لیکن مطیع افراسیاب ہے شاید اس طرف عرضی لکھے اور افراسیاب سے مدد طلب کرے لوح طلسم کشا کو نہ دے تو ایرج کو بڑی مشکل پڑے اس لحاظ سے مجکو چلنا چاہیے اور لوح دار سے لوح طلسم لے کر طلسم کشا کو دینا چاہیے یہ تجویز کرکے چاہتی تھی کہ چلے پھر خیال مین آیا کہ تو ایرج کو پہچانتی نہین لوح لے کر کہان پھرے گی چاہیے کہ مرقع تصویر منگا کر دیکھلے پس یہ خیال آتے ہی حکم دیا کہ مرقع شاہان جہان لاؤ ملازم حسب ارشاد حاضر لائے ملکہ نے تصویر نواسے کی لقا کے فرزند قاسم خاوری غلام نسل صاحبقران شہزادۂ ایرج نوجوان ڈھونڈھ کر نکالی اس تصویر پر جیسے ہی نگاہ پڑی صورت تصویر چپ اور سن ہوگئی نگارخانہ دل مین مصوری عشق حیرت نے نقشہ جمایا دیوانگی کا خاکہ ہاتھ آیا جسکی تصویر تھی اُسے مصور ہوالذی یصورکم فی الارحام نے بے مثال بنایا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مصور رشک مانی و بہزاد نے اور نقاش کامل استعداد نے اس تصویر مین رنگ بہار بہشت منگا کر لگایا تھا اور زلف شکبار جو زاسے ہو بہو قلم بناکر نقشہ کھینچا تھا یا گردہ مہتاب تابان مین غبار جناب یوسف پنہان کر رکھا کہ اُتارا تھا پھر بھی ہر عضو پر عجز وقصور اپنا لکھ دیا تھا کہ جیسی اصل تھی ویسی مجھ سے نقل نہ ہوسکی نہ ہے پیکر دلفریب

غارتگر صبر و شکیب جس کو حور جنان دیکھکر فریب کھائے اور پری کو ایسا سایہ ہوجائے کہ شکل تصویر ہر دم محو دیدار رہے بموجب خمسہ

چہرہ ہی ترا نور کی تنویر کا نقشہ — اور مصرع قد حشر کی تفسیر کا نقشہ
یان تک ہی ترے حسن جہانگیر کا نقشہ — مانی نے جو دیکھا تری تصویر کا نقشہ
سب بھول گیا اپنی وہ تحریر کا نقشہ

ترچھی ہی نظر تیر نگہ نوک سنان ہے — جس تیر کا مارا ہوا ہر پیر و جوان ہی
آفت کی ہی تلوار قیامت کی کمان ہی — اُس ابروئے خمدار کی صورت سے عیان ہی
خنجر کی شباہت دم شمشیر کا نقشہ

ملکہ کا دیکھتے ہی اُس تصویر کو وہ نقشہ ہوا کہ دل سے خیال ننگ و ناموس جاتا رہا اور بے ساختہ آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور پکاری کہ خمسہ

عجب اتفاق ہی خود بخود کرے دل سے عیش نکلگیا — پڑی آگ غم کی وہ تن مین آکہ برنگ شمع پگھلگیا
ادھر آہ شعلہ زنان ہوئی اُدھر اشک آنکھوں سے ڈھلگیا — چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جلگیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

آخر اُسی عشق کے تڑپنے مین اٹھکر ایوان کے اندر گئی اور ایک کنیز کو اپنے ہمراہ لے کر آراستہ تو پہلے ہی سے ہوچکی تھی تخت سحر پہ بیٹھکر بزور سحر چلی اور جلد اپنے طلسم سے جسطرح سے کہ طلسم ہوشربا سے طلسم آئینہ ملحق ہی اسی طرح اس کے طلسم سے بھی ملصق ہی یہان سے بھی جو چلے تو یہ سنو کہ طلسم ہوشربا باطل کرے جب طلسم آئینہ مین پہونچے بلکہ طلسم ہوشربا سے جسطرح لوگ آتے ہین اسی طرح یہان سے بھی جاسکتے ہین کیونکہ نصف طلسم آئینہ ادھر بھی ملا ہی فی الجملہ ملکہ سیدھی صحرائے طلسم آئینہ مین آکر ٹھہری اور کنیز کو حکم دیا کہ لوح دار یعنی محتار جادو کو بلا لا وہ کنیز اندر طلسم کے گئی لوح دار ملکہ کی مطیع و منقاد ہی سبب اس کا یہ ہی کہ جب طلسم آئینہ کا حصہ بنا اس وقت مین کوکب و افراسیاب بجہت ہم مذہبی کے دوستی رکھتے تھے افراسیاب نے کہا کہ بادشاہ طلسم آئینہ اے کوکب میری طرف سے مقرر ہو کیونکہ مین مالک جملہ طلسمات اطراف کا ہون کوکب نے کہا اگر تم ہمارے طلسم پر قبضہ کرو تو مین کیا کرون بادشاہ مین اپنی جانب کا کرون گا غرضکہ کئی روز تک یہی جھگڑا رہا آخر اس امر پر اکابران طلسمات نے جمع ہو کر فیصلہ کیا کہ بادشاہ طلسم افراسیاب کی طرف سے مقرر ہو اور لوحدار طلسم کوکب کی جانب سے مقرر کیا جائے درصورتیکہ بادشاہ طلسم اطاعت مین کمی کرے تو کوکب لوح طلسم کہے اسکو مغلوب کردے اور خراج لے لے کیونکہ افراسیاب اگر چاہے کہ سب طلسم لے لون تو بغیر لوح نہ لے سکے جب یہ فیصلہ ہوچکا افراسیاب سمجھا کہ لوح طلسم بغیر طلسم کشا بالکل بیکار ہی کوکب لوح سے کام نہین لے سکتا وہ سامری پرست ہی لوح پڑھی نہ جائیگی اور

طلسم کشا جب پیدا ہوگا وہ بھی میرا دشمن اور کوکب کا بھی عدو ہوگا پس اس کے طرف دار پاس رہی تو کیا
اور میرے جانب دار پاس بیٹھے تو کیا مقدم سلطنت طلسم ہی بس یہ سوچکر اس نے اس فیصلے کو منظور کیا
اسوقت آئینہ دار اُسکی طرف سے بادشاہ ہوئی اور لوحدار ہی ملکہ مختار جادو مطیع کوکب کو ملی یہی باعث
ہی کہ ملکہ آئینہ طرف داری ساحران ہوشربا کی کرتی ہی اور دم محبت شہنشاہ افراسیاب کا بھرتی ہی غرضکہ کنیز
فرستادہ بہار ان مکان لوحدار جاتی ہی وہان پہونچی ایوان رفعت نشان اُس کا بہت آراستہ تھا دروازے پہ
ساحرون کا پہرہ تھا کنیز نے اپنے آنے کی خبر کہلا بھیجی لوحدار تو مطیع کوکب ہی اس نے باعزاز تمام بلایا اس
نے جا کر دیکھا کہ ایک ساحرہ مسند پہ باعزاز تمام جلوہ گر ہی بڑا کروفر ہی کنیز نے سلام کرکے عرض کیا کہ ملکہ
بہار ان ذی شان تشریف لائی ہین صحراے طلسم مین تشریف رکھتی ہین آپ کو یاد کیا ہی یہ خبر سنکر لوحدار
بہت خوش ہوئی اور اسی وقت مع چند کنیزان وہنسیان خوش آئین کے کشتیان بہر نذر جواہر کی
لے کر ہمراہ کنیز چلی اندر صحرا مین پہونچکر دیکھا کہ ملکہ عالم ایک تخت پہ زیر سایہ سحر بہار بیٹھی ہی گویا جنگل
مین بہار آئی ہی لوحدار نے جا کر تسلیم کی اور گرد پھر کر تصدق ہوئی عرض کیا لونڈی کے غریب خانہ مین
قدم رنجہ کیون نہ کیا اس دشت پُر خار کو قدم گلرنگ سے رشک جنان فرمایا ملکہ نے فرمایا کہ اے لوحدار
مین تیرے یہان اگر آتی آئینہ کو خبر ہو جاتی مجکو کچھ سزا دینا اُسے درکار ہی اس لیے آج لوح طلسم
لینے آئی ہون کیونکہ آئینہ کو مین نے بلوا بھیجا تھا وہ حاضر نہین ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ اس کو کچھ غرور ہو گیا
ہی لہذا سزا دینا لازم ہی لوحدار یہ سنکر بہت خوش ہوئی کس لیے کہ بسبب بادشاہ ہونے کے آئینہ
ہمیشہ نگاہ حقارت سے اسکو دیکھتی تھی اور یہ وقت کی منتظر تھی ملکہ کے لوح مانگتے ہی اس نے عرض
کیا کہ واری لوح تو آپ کے حصے ہی مین ہی اُسکا مانگنا کیا مین ہمیشہ اس احتیاط کے مارے کہ ایسا
نہ ہو آئینہ چُرا منگائے لوح اپنے گلے مین رکھتی ہون لیجیے حاضر ہی یہ کہکر گلے سے اُتار کر مع کشتیہاے
زر نذر دی ملکہ نے لوح لی اور نذر معاف کی اپنے ہاتھ کا کنگن انعام مین دیا اور سرفراز کرکے اس کو
رخصت کیا جب وہ جا چکی ملکہ نے اختر مرادیہ نکال کر اُسکی لوین کا مین ایک پتلا فوراً اس کی تاثیر
سے پیدا ہوا اس سے استفسار کیا کہ جلد بتلا ایرج قلع طلسم کہان ہی وہ پتلا گویا ہوا کہ خدا حضور کو
سلامت رکھے دشمن طلسم پہ جو کوہ ہی اُس کے درے مین طلسم کشا داخل ہوا ہی یہ کہکر پتلا غائب ہو گیا
ملکہ نے اختر جوڑے مین رکھ لیا اور وہان سے اس صحراے طلسم کیطرف جو آغاز طلسم کے کوہ پاس ہی روانہ
ہوئی یہ تو اس طرف سے چلی اور اُدھر سے ایرج جب جنگل کو چھوڑ کر داخل درۂ کوہ ہوے دیکھا کہ
درہ مین بالکل اندھیرا ہی شہزادے نے یا ودود زبان پہ جاری کیا اور خدا خدا کرکے اُس کو طے
فرما کر قدم آگے بڑھایا ایک بیشہ سبز و خرم نظر آیا کہ دل نے بہار عین کا لطف پایا ہر سمت اُس دشت
مسرت افزا مین ندیان مثل خاطر پُر شوق و اضطراب عاشقان جوش و خروش سے روان جھاڑیان

ہر ایک بیچدار رشک وہ زلف مسلسل سبز رنگان انھین کا خاطر عشاق کی نشان درختان سرکشیدہ و بلند اگرطرہ طرہ مین گل قامت طناز یار سے زیادہ خوشنما پھل اُن کے بہ از عقد ثریا گلزار مین مینا فام کی غیرت وہ فلک زنگاری باغبان قدرت وتخلیند اصل حکمت کی نئی نئی طرح کی صناعی اور رنگا برنگ کی گلکاری کہین سبزہ اپنی لہلہاہٹ کے روبرو سنبلۂ چرخ کو پژمردہ بناتا کہین طائر خوش نوا موسیقار کو بے سرا اور زاغ آواز خطاب فرماتا شگوفہ ہاے گلہاے بوقلمون اس طرح بستہ تھے کہ غنچہ ہاے خاطر آشفتہ شگفتہ فرماتے تھے گھنگھرو پاے شاہد بہار مین نظر آتے تھے اس صورت سے درخت کلیون مین لدے تھے کہ شاخون کے سر جڑون سے مل گئے تھے ثمردار درخت ایک لخت کام جان سیار دشت کو پُر ذائقہ کرتے تھے وہ لطافت رکھتے تھے کہ انگلی کے اشارے سے ٹپکے پڑتے تھے کوسون تک عالم بہار تھا خزان کا وہان کم گذار تھا کہ

نظم

یکے بیشہ دید اندران ہین دشت	کہ گفتی براد بر نشاید گذشت
زبس رنگ وبوی وز آب روان	توگفتی کز و تازہ گردد روان
ہوا خوشگوار وزمین خوب رنگ	زبرگان زمینش چو پشت پلنگ
درختان بسیار وآب روان	ہمی شد دل سال خوردہ جوان
بیاراستہ ہمچو باغ بہار	سراسر پُر از رنگ وبوی ونگار

گل نو دمیدہ گلزار صاحبقران شہزادہ ایرج نوجوان سیر کنان اس مرغزار مینو نشان مین روان تھا کہ دور ایک دیوار یاقوت رمانی کی نظر آئی پچھلا پہر دن باقی تھا شہزادہ کو گمان ہوا کہ مہر جہانتاب تہ آب ہو گیا ہے اسی وجہ سے لباس ارض وغیرہ ارغوانی نظر آتا ہے یہ سوچکر آگے بڑھا یہ نہ معلوم تھا کہ پیر فلک کی آنکھون مین خون اُترا ہے کسی گلرخسار کی محبت مین اشک خونین رولائے گا۔

ملاقات ہونا شہزادۂ ایرج اور ملکہ برّان شمشیر زن سے اور عاشق ہو کر دونون کا کنایۃً اظہار محبت کر کے باہم گفتگوے عشق آمیز کرنا پھر بوجہ دیگر ملکہ کا بدرد وغم رخصت ہونا اور شہزادے کا ہجر مین بیقرار ہو کر رونا پھر فتح طلسم آئینہ کا جانا اپنے لشکر کی طرف بلور جادو کو لے کر لموئلفہ

ہان ساقیا دے وہ مے مجھے تیز	جس کا کہ ہو نشہ عشق انگیز
ہان مطربا وہ غزل سنادے	دھن عشق کی دل کو جو لگادے
وہ آنکھون مین نشہ میری چھائے	جو صورت یار کو دکھائے

در پیش ہے اک نئی ملاقات — نازل ہوا چاہتی ہے آفات
دل رنج کا پھر بنے گا مسکن — پھر داغون سے سینہ ہوگا گلشن
پھر دکھ مین فراق کے پھنسین گے — پھر حال پہ اپنے سب ہنسین گے
پھر جوش پہ ہوگی وحشت دل — پھر تھامنا دل کا ہوگا مشکل
فرصت نہ ملے گی غم سے ہم کو — رونا ہے نئے الم سے ہم کو
کاوش پہ جو ہوگی وحشت دل — ہو جائے گا گھر مین رہنا مشکل
پھر سامنے آئے گی تباہی — چھائے گی نظر مین پھر سیاہی
پھر شعلۂ غم جلائے گا دل — پھر تڑپین گے ہم بشکل بسمل
فرصت کہان اشکباریون سے — مہلت کہان دل فگاریون سے
بیتاب رہین گے مثل سیماب — آنکھین محروم لذت خواب
دم بھر کی ہے دل کے لٹنے مین دیر — ساقی ہوا چاہتا ہے اندھیر
ہوجائیگا اک پری کا سایہ — زلفون کا بڑھے گا سر مین سودا
گیسو ہون گے کمند الفت — آزاد دل کو بند الفت
ہے طائر دل کو زلف پھر دام — پھر صبح بہار کی ہے اب شام
ہان ساقیا کر تو مہربانی — دے آج شراب ارغوانی
پھر ہم کہان اور کہان یہ جلسہ — پھر رند کہان کہان یہ بادہ
بس جاہ یہ تاکجا حکایت — لازم نہین عشق کی شکایت
ہے تیر بلا کا دل نشانہ — لکھیے اک عشق کا فسانہ
کنون بر شگفتہ یکے داستان — بہ پیوند از گفتۂ باستان

عاشقان شاہد رعنائے مضامین و مشتاقان عروس زیبائے کلام رنگین بعشوہ طرازی معشوق خامہ پیکر نادر زمانہ جان تحریر کو نظر دشت نوردان محبت مین اس طرح جلوہ گر فرماتے ہین اور وادی بے پایان الفت مین معشوقۂ زیبا صورت داستان کو کشان کشان یون لاتے ہین کہ جب سیارۂ دشت طلسمات ایرج خوش صفات اُس دیوار کی طرف ششدر ہو کر چلا گیا تا نزدیک اُس کے پہونچا دیکھا کہ دیوار سر بفلک کشیدہ ہے اُسی کی سرخی سے لالون لال تمام صحرا ہے زینت طراز دہر نے شاہد بہار کو پھول گلنار پوش بنایا ہے درختون پر اُس کی سرخی کا عکس چھایا ہے اس دیوار کو نقش بر دیوار حیرت سے بنا پا بگل ہو کر کھڑا ہوا ہے دل سے کہتا تھا کہ یہ کس سکندر نقش نے سد کھینچی ہے آئینہ دار حیران تھا کہ یا قوت کی حد کھینچی ہے اسی فکر مین تھا کہ عشق فتنہ گر نے رخنہ پردازی کی تڑاقے کی صدا آئی اور

دیوار مین در پیدا ہوا اس طرف ایک مکان عالیشان نظر آیا کہ جو آرایش و زیبایش رشک فرماے قصور جنان تھا سامان عیش و راحت سے بصد تکلفات آراستہ نہایت پیراستہ کہ بموجب نظم

سراسر ہمہ کاخ و ایوان و باغ ہمی تافت ہر سو چو روشن چراغ
بہر گوشۂ گنبدے ساختہ سرش را بماہ اندر افراشتہ
ز سنگ و ز گچ ساختہ و زر خام وز ان گوہرے کس ندانیم نام
خوش و خرم و خوب آراستہ بہر جاے گنجے بہ از خواستہ
یکے تخت زرین ستادند پیش ہمہ پایہا چون سر گاومیش
بر و بر ز پیروزہ کردہ نگار بدیبا بیاراستہ شاہوار

اس تخت جواہر آگین پر ایک عنبرین گیسو خورشید رو کو جلوہ گر پایا کہ ہر تار زلف اُسکا سودا بخش خاطر زلیخاے مصر محبت و لیلاے محمل الفت ہی لمعہ آفتاب رخ تابندہ تار شعاع مہر رفعت ہی اس طرح کا جواہر کار زیور وہ مرصع طراز زیور حسن پہنے ہی کہ کبھی شاہزادہ تو کیا پیر فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا ایسا حسن دلاویز گردون کے سات پشت کو بھی نظر نہ آیا ہوگا جائین اس ستم خو ناز پرور کی جور گردون سے کہین بڑھ کر نازک مزاجی مین طبیعت خودپسند اُسکی ٹوٹے ہوے شیشۂ دل عشاق سے نازک تر آئینہ حسن خوبی کی جوہر آسمان رعنائی و زیبائی کی رخشندہ اختر شتابی ازل نے بادۂ ناب دلبری سے اُسکو پر خمار و سرشار کیا تھا باغبان حقیقی نے چمن رنگین جمال کو اُسکے ہمیشہ پُر بہار بنایا تھا طور زیبائی کی تجلی تھی حرمت یان لیلے تھی نور دیدہ کاشانۂ وفا کی شمع پر نور ناز و ادا مین یگانہ آفت زمانہ بانی صد جور و ستم ستودہ شیم قامت پر قیامت ناز سے مسیحائی پیدا مہر پیشانی چہرہ نورانی مژگان خنجر بران ابرو نازک سنان زہرہ شمائل آئینہ رو مشتری خصائل سمن بو دست رنگین حنا آلودہ خون صد بہار سے بہتر گلرخان فرخار کیا جنان کے گلزار سے امیر کجکلاہ سپاہ دلربائی شہنشاہ مغرور کشور بیوفائی داروے درد اشتیاق مرہم زخم جان فراق حسن سے متوالی پہلو مین اُف اُف کرنے والی کہ اُس کے حسن کی نسبت یہ کہنا روا ہی کہ ابیات

یکے ماہ وش بود کز دلبری پری را برخ کردہ از دلبری
شبستان گلستان بدیدار روے دو زلفین مشکین و گلنار روے
رخ روشنش آتش آبدار سر زلف او عنبر تابدار
کمند افگنان بستہ گیسوئش کمان ابروان کشتہ ابروئش
دل آشوب دلبند آفاق بود بجز بی چو ابروے خود طاق بود
بچہرہ چو زہرہ فرشتہ فریب دل از چشم جادوے او ناشکیب

بلارا بلندی ز بالائے روئے | دو گیسو سراز حلقہ تا پاے اوئے
بہر شست کان زلف دلخواہ داشت | پریشان و شوریدہ پنجاہ داشت
بشش مردہ را باز دادی روان | ز دیدار او پیر گشتی جوان
حدیث دہانش چو آمد پدید | سخن در بیانش بہ تنگی رسید
شدہ سال آن سرو آراستہ | سہ چار دہ و از ماہ نو کاستہ
چنان چون بمردیش ہمتا نبود | بمانند مردیش یکتا نبود
بمیدان جنگ از برون آمدے | بمردی ز مردان فزون آمدے
بروے بمردی و پا در رکیب | نہ دلہا قرار و نہ جانہا شکیب

شہزادے نے اس بت دلفریب اور صنم بازینت و زیب کو دیکھکر دل سے صبر و شکیب کھویا حالت دل مضطر و دگرگون ہوئی غشی طاری ہونے لگی بمشکل اپنے تئین سنبھالا اور پکارا کہ بیت کس کس نے ہم کو رو کا اُس در پہ ہم جو پہونچے، لغزش نے پاؤن پکڑے دربان نے ہاتھ کھینچا، یہ صدا اس عاشق دیدار نے جب سنی شہزادے کی جانب نگاہ کی پہلے تصویر دیکھی تھی اب اصل صورت جانان نظر آئی ایک جہان خورشید جمال کو دیکھا جو نہانی راز کا بھیدی شب وصل کا نو امیدی ہنسکر چھیڑنے والا ستم اُٹھانے سے منھ پھیرنے والا راتون کا جگانے والا وصل کے انکار پر روٹھ جانے والا محبت کا پتلا عشق کا نقشہ زینت چار بالش الفت سراپا وجاہت کی صورت لب شیرین کا ذائقہ مند خانہ حسن کے لوٹنے مین چاق و چوبند متاع حسن پر دانت لگائے ہونٹھ جو سنے کی آرزو مین منھ پھیلائے در استغنا کا فقیر بوسون کا سائل حسینون کا امیر دلگی پر مائل دشت عشق کا جوگی ہجر کا روگی عقیق کو نیلم بنانے والا ہونٹھون پر دانت لگانے والا جسکے پہلو مین نہ ہونے سے دل کو شور و شین انتہا کا بےچین شوخ طرار چلبلا ذرا سی بات پر قسمین دینے والا نمک محبت سے مرنے لوٹتے ہوے شوریدہ سری پر آمادہ ہزارون دل الو والے کر روٹھ گھر حسن کے برباد کیے قید الفت مین پھنسا انسانیت سے چھوٹے ہوئے معشوقون کی آنکھون کا تارا دل و جان سے زیادہ پیارا پریزادون کا بناؤ مہ جبینون کا کھیل نازنینون کے دل کا رکھ رکھاؤ پھر دلکو اُسی سے شکیب عاشق پُر فریب معشوق بازیب کہ

نظم

دام دلہاے مہ جبینان تھے | گیسوے پیچدار کے پھندے
مہر سیما و آفتاب جمال | مہ لقا حور وش پری تمثال
عاشقی مین وہ قیس کا اُستاد | دل لگانے کے سو طریقے یاد
تھے جو ہم صورت کمان ابرو | یاد تھا اُن کو یہ نیا جادو
کھینچتے ہین کمان کو ہر طرف | دل کو وہ کھینچتے تھے اپنی طرف

چشم پرفن جو دیکھے سحر بھری
سامری بھولے اپنی جادوگری

سرخ ڈورون سے صاف ہے اظہار
دل خونین دلان کے رشتے دار

گال گل بوستان خوبی کے
جن پہ روئے پری بھی ہو صدقے

لب پہ جلا دی اور مسیحائی
کبھی مارے جلائے ہنسکے کبھی

دہن تنگ چشمۂ حیوان
بلکہ جان بخش عاشقان جہان

اسکا چاہ ذقن نظر جو آئے
یوسف دل کو چاہ مین ڈوبائے

شرم سے پھیرے گردن اپنی اُٹھا کے
ماہ نو گردن اُس کی دیکھ جو پائے

مرحبین عشق دوش مین غم نوش
پھرتے ہین مارے مارے خانہ بدوش

ہاتھ مین وہ غضب کی چالاکی
نقد جان لوٹنے مین بیباکی

لیکے دل ہاتھ دل مین حسینون کا
صاف رستہ جینون کا دے بتلا

سب حسین غش مین اس قرینے پر
پیار سے لوٹین اسکے سینے پر

شکم صاف رشک عارض حور
لوح سیمین و تختۂ بلور

کس سے موئے کمر کو نسبت دون
تار چشم نگاہ یار کہون

تار تنویر نور طور ہے یہ
یا کہ تار نگاہ حور ہے یہ

ساق یا اُسکے مثل آئینہ
صاف ایسے کہ یار کا سینہ

پاؤن مین چال وہ قیامت زا
حشر جو ہر قدم پہ کردے بپا

ملکہ یعنے بران جو لوح دینے آئی تھی یہ اسی نے دیوار یاقوت بنائی تھی اس وقت سراپائے پری تمثال شہزادہ بیمثال دیکھکر غش ہوگئی کنیز جو ہمراہ آئی تھی اُسنے شہزادہ کی طرف اُڑ کر کے گلاب چھڑکا جب ملکہ کو ہوش آیا کنیزون کو فرمایا کہ اس شخص سے جاکر دریافت کرو کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو کنیز حسب فرمان خدمت ایرج مین آئی تسلیم کی اور پیام ملکہ زبان پر لائی شہزادے نے فرمایا کہ کہدینا کہ یہان کاروان ناکام تمام ہوچکا اس بے اعتنائی سے خوب آپکا نام ہوچکا ماشاء اللہ تم کڑی کمان کا تیر ہو ہم نخچیر آکر دام عشق مین اسیر ہوے کبھی شہنشاہ تھے شاہون کے شاہ تھے اب جنگل مسکن ہے افسوس نبیرۂ حمزہ ہین اور یہ بن ہے سب نے ساتھ چھوڑ دیا یگانہ و بیگانہ نے رشتۂ الفت توڑ دیا اب خدائے واحد ہمراہ ہے لب پر نالہ و آہ ہے کنیز نے یہ تقریر سنکر کہا میان تم نے اتنا بڑا سبق پڑھا کہ مجھے ایک بول بھی یاد نہ رہا خیر مین جاتی ہون اور ملکہ سے جو کچھ یاد رہے گا کہہ سناتی ہون یہ کہکر ہنستی چلی گئی اور ملکہ سے جاکر عرض رسا ہوئی کہ واری انھون نے تو وہ دکھ اپنا کہا اور ایسا باتون کا تانتا لگایا کہ مجھ نگوڑی کی کچھ سمجھ مین نہین آیا اب خود بلا کر پوچھیے ملکہ نے کہا اچھا بلا لا کنیز پھر آئی اور کہا چلیے آپ کو بلاتی ہین شہزادہ اسکے ساتھ سامنے ملکہ کے گیا ملکہ نے

شہزادے سے کہا تشریف رکھیے اور قدم رنجہ فرمانے کا سبب تبلائیے شہزادہ اجازت پاکر پہلو مین ملکہ کے جا بیٹھا اُس نے شرما کر سر نیچا کر لیا گویا گیا ہوا دل پہلو مین پھر آگیا آہستہ سے فرمایا کہ آپ کی چالاکی کے صدقے اچھا فرمائیے کہ آپ کیا مطلب رکھتے ہین شہزادے نے فرمایا کہ اے ملکہ حال مبتلاے فراق بہت تباہ ہی اسکا خدا گواہ ہی ملکہ نے کہا تو آپ کے سایے سے خدا بچائے ذرا ہٹ کے بیٹھیے ایسا نہ ہو کہ مجھ پر کہین پرچھاوان پڑ جائے شہزادے نے کہا مجھ سے میرا سایہ خود بھاگتا ہی وہ تنگ راحت ہون کہ آرام میرے نام سے کانپتا ہی ملکہ نے جواب دیا کہ تمھاری ملاقات کیا گویا جی کا جنجال ہوئی مین آپ کو بلا کے خوب نہال ہوئی شہزادہ بولا کہ بس اب نہ ٹالو ہماری طرح ہمین پیار کرو عاشق کے کہنے کا اعتبار کرو ملکہ جواب وہ ہوئی کہ چہ خوش ابھی تو آپ اور دھڑا کہتے تھے اب نام خدا سے میرے گلے کا ہار ہوے خوب پانون پھیلائے اے صاحب تم جسپر مرتے ہو وہی تمکو مبارک رہے ایک کو تو قید الم سے چھڑا لو جب دوسری پر آنکھ ڈالو یہی شرط الفت ہی کہ ایک تو اسیر دشمن رہے اور عاشق اسکا دوسرے سے مزے اڑائے واہ واہ آپ کا بھی عشق دیکھا شہزادے نے کہا اے بحر الفت وائے دریاے محبت واسطہ خدا کا تسکین دل بیتاب کر میری جانب ایسا نہ خطاب کر دل کا حساب لے ابھی لللہ اپنے سوال کا جواب لے جس کی الفت مین صحرا نورد ہین نہ اُس کو چھوڑ دونگا نہ تیرے عشق سے منھ موڑونگا مین اسی لیے پیدا ہوا ہون کہ سختیان ہمیشہ سہونگا ملکہ نے یہ سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا یہ شرکت اچھی نہین کہ بموجب بیت مین اس طرح کا دل لگاتی نہین + یہ شرکت تو بندی کو بھاتی نہین + شہزادے نے جب نام دل لگانے کا سنا ملکہ سے لپٹ گیا اور پکارا کہ اے حور شمائل اے راحت دل پری رکھائی سے عیش درہم برہم ہو گیا دیکھ تو میرے دل کا کیا عالم ہو گیا جاتی مین دل نازک تیرے مزاج سے زیادہ رکھتا ہون بے پروائی سے مر جاؤنگا جی سے گزر جاؤنگا دیکھ تو میرا دل کیا مزے دکھلاتا ہی یہ نیا خریدار کیا رنگ لاتا ہی ملکہ نے کہا صاحب نچلے بیٹھو بہ ڈھیٹ پڑنا ہونا اچھا نہین لو تمہین کہے دیتی ہون کہ ہان مین بھی تم سے محبت رکھتی ہون بس اب زیادہ عشق نہ جتاؤ بک بک کر میرا مغز نہ پھراؤ تمھارے رونے پر کلیجہ کانپتا ہی جی ہانپتا ہی شہزادے نے کہا یار سے آپ کو رحم تو آیا میرے جذبہ دل نے اثر دکھلایا ملکہ یہ سنکر چپ ہو رہی شہزادی نے بھی کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کی ملکہ نے کشتی شراب کی کھینچکر جام شراب بھرا اور شہزادے کو دیا شہزادے نے فرمایا کہ اے غارتگر ہوش دختر رز تیرا دین کیا ہی ملکہ نے ہنسکر کہا کہ کافر کیشی اور ستمگاری اپنے مذہب مین روا ہی جو کوئی ہم سے دل لگائے وہ ہمارے محراب ابرو کا ساجد بنے ہمارا آئین اختیار کرے شہزادہ یہ کلام سن کر سن ہو گیا پھر دل سے کہا گو اس کی محبت مین جان بھی جائے لیکن دین اسلام مین رخنہ نہ آئے یہ سوچکر چاہتا تھا کہ اُٹھے ملکہ اسکے تیور سے ناراضی پہچان کر ہنسی اور کہا صاحب آپ خفا نہ ہون مین شریک عمرو عیار ہون اور وہ میرے ہی گھر مین آج کل تشریف فرما ہین بس مجھکو مطیع اسلام سمجھیے اور شراب نوش کیجیے یہ سنتا تھا کہ شہزادے کا رخ انور پیمان بادہ احمر

بشاشت سے سرخ ہوگیا اور جام ملکہ کے ہاتھ سے لے کر پیا دور جام احمر شروع ہوا اس عرصے مین بزم پرنور انجم افلاک مین ساغر گردش پذیر ہوا اور جام زرین آفتاب کو ساقی ازل نے طاق مغرب مین دھرا کہ ابیات

چو خوردند و گشتند از بادہ مست	کشادند از بادہ بر باد دست
ہمی تا کہ خورشید پوشیدہ چہر	ستارہ درخشان شدہ بر سپہر

بران نے وہ دیوار یاقوت نگار سحر کی مٹا دی اب کوسون تک وہی دشت پر فزا صحن کا ذکر اول ہو انظر آنے لگا اور سبزہ پر فرش چاندنی کا عجب روپ دیتا تھا زمرد پر بلور کو جیسے بچھا یا تھا نہرین اور چشمون کی تراوٹ گرمی کی فصل یونہی سی خنکی صحرا کا سناٹا محبوب گلعذار کے ساتھ شغل مے خواری سبحان اللہ اس مزے کو کوئی شوریدگان دشت محبت کے دل سے پوچھے وہ چاند پہ ملکہ ابر کا آجانا دشت مین نور کے تڑکے کا عالم چھانا پھر چاندنی سے دشت دور دور تک چمکنا عجب کیفیت دکھاتا کہ مسدس

صحن مین واہ واہ زور کھلی تھی چاندنی	چاند بلور مین لپیٹا تھا اور کھلی تھی چاندنی
آیا تھا یار گلبدن پہن کے بادلہ زری	چمکی تھی تار تار مین مہر کی جھلک ذری ذری
بوس و کنار و جام مے عیش و طرب ہنسی خوشی	آسمین کہین سے یکبیک مرغ سحر نے بانگ دی

صبح دمید و شب گذشت آہ شبین بیجا رفت
رشتۂ سحر سیہ کنید یار بدین بہانہ رفت

کیا ہی مزے سے عیش کی رات تھین کامیابیان	چھوٹی تھین ماہتاب کی نہر مین ماہتابیان
آگے چنی تھین صف بصف مے کی بھری گلابیان	ہم کو نشون کی مستیان یار کو نیم خوابیان
سینو تھین اضطرابیان آنکھو نمین حجابیان	آسمین فلک نے رشک سے ڈالین کچھ خرابیان

صبح دمید و شب گذشت آہ شبین بیجا رفت
رشتۂ سحر سیہ کنید یار بدین بہانہ رفت

رات بھر شغل بادہ کشی رہا شہزادہ اُس ماہتاب تابان کو بغل مین لے لذت بوس و کنار حاصل کرتا رہا ران سے ران ہمسری کرتی رہی بوسون نے مسی ہونٹون کی چھڑائی آخر وہ وقت آیا کہ شاہد روز کے عارض پر نور پر مشاطہ قدرت نے گلگونہ شفق ملا اور لب سحر پر کہ مسی مالیدہ سواد شب تھے لالی چھائی کہ بموجب نظم

چو شب را امید سیاہی نماند	شہ زنگ را بادشاہی نماند
رخ فرخ آفتاب سپہر	بیاراست روے زمین را بمہر

ملکہ صبح ہوتے ہی آنکھون مین آنسو بھر لائی اور مثل نسیم سحر آہ سرد بھرنے لگی شہزادے نے بھی اپنی حالت

تباہ کی ملکہ نے فرمایا کہ اے نوجوان میرا راز کسی سے نہ کہنا مین دختر کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نورافشان ہون تجکو لوح طلسم آئینہ دینے آئی تھی یہان دام محبت زلف گرہ گیر مین اسیر ہوئی خیر یہ محبت اپنی جتانا یاد رکھنا یہ لوح حاضر ہی اور طلسم فتح کرکے اپنے لشکر مین پھر جاؤ نظر بفضل کریم کارساز رکھنا وہ خدائے لایزال جب کبھی ہم کو ملائے گا تو پھر دیدار میسر آئے گا ایک طور تم سے ملنے کا نکلا ہی کہ باپ میرا شریک عمرو ہوا ہی جو فلک کو برا نہ معلوم ہوا اور عمرو سے اور میرے باپ سے دوستی رہے پھر البتہ تم سے ملاقات ہوگی اور نہ ہم کہان اور تم کہان دیکھیے اس عشق کا کیا نتیجہ ہوتا ہی جان جاتی ہی یا محبوب ملتا ہی یہ کہہ کر سارا حال عمرو کا پہلے جال سے اُٹھا لانا اور پھر دوبارہ مخمور کے ساتھ اُسکا آنا حال جشن اور سامان دعوت وغیرہ مہیا کرنے کی کیفیت بیان کی پھر رو کر کلمۂ الفراق زبان پر لائی غم مفارقت سے بیتاب ہوکر رونے لگی شہزادے نے اُس مہ پارہ کو گلے سے لگایا فرمایا کہ بموجب ابیات

بعد میرے کیون نوید وصل یار آنے کو تھی	وہ چمن ہی مٹ گیا جسمین بہار آنے کو تھی
آسمان پھرتا رہا ہی مضطرب وعدے کی رات	کونسی مجھ تک خوشی پروردگار آنے کو تھی
میرے مرنے کی خبر سنکر کیا مشکل سے ضبط	اُنکے ہونٹون پر ہنسی بے اختیار آنے کو تھی
صبر آتا دیکھکر ظالم نے پھر تڑپا دیا	میری قابو مین طبیعت ابکی بار آنے کو تھی

اے مہجور دلون کی تسکین دینے والی اے مشتاقون کی خبر لینے والی ہماری دل افگاری مبارک ہو تمہین بیقراری مبارک ہو ہمین اس جنگل مین جب تڑپین گے کون اُٹھائیگا تجھے یاد کرکے جب روئینگے کون سمجھائیگا اب ہمکو گلستان جدائی کی بہار دکھنا ہی فصل خزان مین لطف لالہ زار دیکھنا ہی سینہ داغ اندوہ سے نیا رنگ دکھائیگا ہر تختۂ لالہ باغ کو شرمائیگا ساعد نازک آپ کا یاد کرکے جسم برنگ شاخ شجر لاغر ہوگا ساق نہال قامت کو یاد کرکے عکس درخت خشک کا نقشہ ظاہر ہوگا کیون اپنا رخسار رشک گلشن دکھایا اے عندلیب حدیقۂ ناز کیون برنگ بلبل مجھ کو تڑپایا کہ استخوان میرے ابھی سے لبان شمع روشن سوز فراق سے جلتے ہین منھ سے بات کرنے مین دھوئین نکلتے ہین سچ ہی آپ کا کچھ قصور نہین تقدیر مین یہی تھا کہ بموجب

نظم

عیب نکلا جو ہنر پیدا کیا	ہم نے کھویا جس قدر پیدا کیا
اے زہے سرمایہ رنج دالم	ہم نے جس کو عمر بھر پیدا کیا
کھوئے دیتا ہی مجھے دنیا سے وہ	جسکو مین نے ڈھونڈھ کر پیدا کیا
ہائے رے مین واہ کیا کہنا مرا	رنج ان کو چھیڑ کر پیدا کیا

ملکہ نے یہ حکایت عشق زبان شہزادۂ دلدادہ سے سنکر کہا کہ اے معشوق کے منانے والے ہر بات پہ صدقے جانے والے رنگین مزاج عاشقون کے سرتاج تیری باتین جب ہم کو یاد آئینگی تو آٹھ آٹھ آنسو شب ہجر مین رولائین گی تم تو گلشن ہجر کی بہار دیکھ کر دیوانہ پن بھی کروگے بلبل نمط نالہ و شیون کرکے بعد یاس

دل پر آرمان کی بھڑاس بھی نکالو گے ہم مثل طائر اسیر قفس فراق گلزار عشرت سے دور ریاض وصل کے مشتاق دل ہی دل مین گھٹین گے حسرت سے ایک ایک کا منھ دیکھین گے کچھ کہہ نہ سکین گے جب تیری صورت کا خیال آئیگا خواب مین بھی دیکھنا محال ہو جائیگا غنچہ سربستہ کی طرح خاموش رہینگے دل پرخون مین باتون کے جوش رہین گے دل کہین اور ہم کہین یہ سامان بیخبری نظر آتے ہین کیا کہین بہت پچھتاتے ہین نظم

تیرے خدنگ ادا کا وہی نشانہ ہوا
کہ جسکے عشق مین تو آفت زمانہ ہوا
عدو کی ٹھوکرین کھانے کو ہائے دل میرا
لحد سے آکے ترا سنگ آستانہ ہوا
کچھ نہ سوچے کہ مجھ پہ گذر گئی کیا کیا
تمہین تو قصہ فرقت مرا فسانہ ہوا
فرشتون کو بھی کیا میری آہ نے تسخیر
یہ کیا بلا ہے کہ اک تو ہی آشنا نہ ہوا
بجا ہوا تھا جو کچھ تیری چال سے فتنہ
بدل کے رنگ وہی گردش زمانہ ہوا
بہار آئیگی صیاد بن کے اے گلچین
کبھی چمن مین اگر میرا آشیانہ ہوا

اے دلبر یہ قصہ فرقت مختصر نہ ہوگا اچھا خدا حافظ و ناصر شہزادہ یہ کلمہ سنکر پکارا کہ بمقتضائے مسدس

ہمیشہ نام تو سنتے تھے ہم جدائی کا
ولے نہ دیکھا تھا درد و الم جدائی کا
دیا فلک نے ہمین بھی یہ سم جدائی کا
برا ہی مرگ سے ایک ایک دم جدائی کا
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے ستم جدائی کا

ملکہ روتی ہوئی تخت پر بیٹھکر اور لوح شہزادے کو دیکر آخر کار روانہ ہوئی یہ محو دیدار ہمہ تن اصل لدا نرگس دار اس وقت تک ٹکٹکی باندھے رہا کہ جبتک تخت اس پری کا بلند ہوا تھا جب سامنے سے وہ مہ جبین دوران پنہان ہو گئی اس سلیمان بزم ماتم آسمان پر غم ٹوٹ پڑا ایسا ن شبنم فرش خاک دشت پر گرا اور مثل گوہر بحر چشم عاشق گوہر جان کو خاک مین ملاتا تھا دامن صحرا کو بھگوتا تخت دل آہ کے ساتھ لب پر لاتا تھا جب زیادہ بیتابی ستاتی تو مضطرب ہوکر یہ خطاب فرماتا تھا مسدس

جب سے تمکو لیگیا ہی یہ فلک ظالم کہین
جی ترستا ہی کہین اور چشم پر نم ہی کہین
ہم پہ جو گذرا ہی گذرا وہ کسی پر کم کہین
نے تسلی ہی نہ دل کو چین ہی اک دم کہین
چھوٹ جاوین غم کے ہاتھون سے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر ہم کہین اور تم کہین

ادھر ملکہ اشک ریزان و نالہ کشان ہوئی داغ عشق پر دل آہ بر لب مصدر رنج و تعب وہان بھی سرگرم فغان تھی وہ صبح کا وقت او تخت کا بلند ہونا نسیم سحر کا چلنا غنچہ زخمہاے خاطر حزین کو کھلاتا تھا کسی دل رنگین کا مسکرانا یاد آتا تھا آفتاب کا طالع ہونا شاہد دہر کا دیدہ پر خون دکھائی دیتا تھا روے سحر

پر زردی چھائی تھی دھوپ نہین کھل آئی تھی کلیان پھولون کی خاموش لبسورتی نظر آئی تھین آنکھین نرگستان مین گھورتی نظر آتی تھین جب پپہا پی کہان کہتا تھا ملکہ کا جی کہان قابو مین رہتا تھا مور کی جھنکار شیون و فریاد عاشق کا مزا یاد دلاتی کوئل کی کوک دل مین ہوک اٹھاتی اس کشتۂ فرقت پر غش طاری ہوتا جب ذرا ہوش مین آتی تو قلزم دیدۂ پرنم سے سیل خون بہاتی اور یہ فرماتی کہ خمسہ

لڑی ہے آنکھ اک شوخ حسین سے
سمندر جوش مارے گا زمین سے
لہو رو دون گا چشم پاک مین سے
ملیگی سیل خوش عرش برین سے
ٹپکتا ہے یہ میری آستین سے

وہ شہزادے کا پیار کرنا اور بوسے لینا جب یاد آتا تھا تو ردے تابناک پر ابر غم چھا جاتا تھا لبسان گل مرجھا جاتی تھی ہونٹھ چاٹنے لگتی تھی دل بیقرار پہلو مین دلدار کو ڈھونڈھتا تخت اڑا کر طلسم کی طرف جاتی مگر سحر الشانہ بان سے نکلتا تخت شہزادے کی طرف چلتا کنیز ہمراہی کی عرض کرتی کہ واری ادھر چلیے تو چونک جاتی اور اُسی صحرا کی طرف جہان اپنے نشید اکو چھوڑا ہے منھ کر کے فرماتی خمسہ

نہ سمجھے گا زمین کو دان کی فرش خواب کوئی بھی
بہائے گا نہ آنکھو نسے کبھی خوناب کوئی بھی
نہ اس ظلم و ستم کی لاسکے گا تاب کوئی بھی
جفا سے اُسکی ٹھہریگا نہ لے تواب کوئی بھی
رہین گے دیکھ لینا کوے جانان مین ہمین برسون

آخر اسی طرح بصد آہ و زاری و ہزار بیقراری طلسم مین پہونچی اور صدر عزت پر بیٹھکر تیاری استقبال عمرو مین مصروف ہوئی مگر اس طرف مجروح خنجر اوادند لوح تیغ جفا انیرج دلدادۂ دلربا کا حال بیان ہوتا ہے کہ یہ فیفتۂ جمال ملکہ دپیٹ کر غم دل فرقت کا ہکس مین ے کر مع لوح طلسم آگے چلے وہ نور کا تڑکا ہے کہ ٹھنڈی ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی روسیہ آہ سرد بھرتا ہے سرد مہری فلک نے کافور سحر کا مرہم بہر زخم دل جگر بنایا ہے سوزش داغ دل کے لیے آفتاب کا پھایا چڑھانا چاہیے وہ سہانا جنگل اس گلرو کے جانے سے سونا سونا ہو گیا تھا ہر کوہ فرہاد کی طرح سر سے جوے خون بہاتا تھا جب آفتاب کا عکس آبشار قلعہ کوہ مین نظر آتا تھا شہزادہ جوش وحشت مین دامن صحرا کی دھجیان اڑاتا تھا جب لشکل قیس غبار برباد کرتا تھا نخل ہر ایک چوب تابوت کشتگان تیغ مفارقت کا بنتا تھا ہر رنگ جور شاہد بہار سے برنگ عاشق ہاتھ ملتا نظر آتا تھا شگوفہ ہنسا یار گلعذار کا کھلا کر یاد دلاتے رونی صورت بنا کر رُلاتے جو چشمہ تھا وہ جوش گریہ زمین کا نشان دیتا اوس درختون سے ٹپکتی با ہر نخل روتا تھا جو شجر دشت دلبغل یکدیگر نظر آتا تھا یہ مہجور جانتا کہ محبوب سے یہ بھی رخصت ہوتا ہے مگر یار کا بغلگیر ہونا اسکو بھی یاد آتا تو رو کر خطاب فرماتا کہ بموجب غزل

پھر ہو گے خفا روٹھ گیا ہے وہ لالہ
کیا جانیے کس حال مین ہو گے کا عزیزو
اے داغ مبارک ہو تجھے منصب والا
دل آج مرا سلمہ اللہ تعالے

رک رک ترے ہجر میں اے رشک مسیحا
مرتا ہوں مرے اب کوئی جینے کی نہ ڈالا
شاید کہ مو ارات کو سینے میں مرا دل
نے آہ نہ زاری نہ دم سرد نہ نالا
وہ آپ سے روٹھا نہیں ملنے کا نظر آہ
کیا بیٹھا ہی چل پاؤں پڑا اور اسکو منا لا

آخر آفتاب کی تمازت زیادہ ہوئی کچھ ہی دور راہ طے کی تھی کہ بار مفارقت نے بٹھا دیا تھک کر ایک جگہ پڑ رہا فرش خاک پر لوٹنے لگا اور باد صبا سے یہ کہتا تھا کہ بمقتضائے غزل

اے باد مشکبو بگذر سوے آن نگار
بکشا گرہ ز زلفش و بوئے بمن سپار
با او بگو کہ اے مہ نامہربان من
باز آ کہ عاشقان تو مردند ز انتظار
دل دادہ ایم مہر تو از جان خریدہ ایم
بر ما جفا و جور فراقت روا مدار
اے دل بساز با غم ہجران و صبر کن
اے دیدہ در فراقش ازین بیش خون مبار
بارے خیال دوست بہ پیش نظر کنیم
چون بر وصال یار ندا ریم اختیار

اسی رنج والم میں جب تیسرا پہر ہوا اور سہانا وقت صحرا میں تھا درخت ہرے ہرے گلہائے زخم داغ دل کو تازگی دینے لگے یہ بیچارہ یاس وحرمان کا بار دوش امید پر اٹھا کر آگے بڑھا اگر لوح ملنے سے یہ ماجرا گذرا کہ دہنۂ طلسم پر پہنچنے درۂ کوہ میں جو سیّارہ و شاپور کھڑے تھے گویا ہوئے کہ اے حنظل ہم بھی طلسم میں جاتے ہیں کیونکہ شہزادہ فتاح طلسم ضرور ہے پھر چھوڑ نا بیجا ہے رفاقت کا یہی مزا ہے کہ ہر حال میں انسان شریک رہے حنظل نے کہا اگر تم جاتے ہو تو میں بھی چلتی ہوں یہ کہہ کر مع عیاروں کے داخل درۂ کوہ ہوئی اور بعد طے مسافت راہ اس جنگل میں پہونچی کہ شہزادہ اور ملکہ جہان ملاقی ہوئے تھے دیکھا کہ ہار ٹوٹے پڑے ہیں شراب کی بوتلیں اور جام اوندھے ہیں گویا اہل انجمن کی یاد میں سر جھکائے کچھ سوچتے ہیں پھول لالے کے داغ دل دکھا رہے ہیں زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ اسی جگہ سے کسی کو داغ دل نصیب ہوا ہے بیت جا بجا پھول یہ لالے کے نہیں صحرا میں + جم گیا خون ٹپک کر ترے سودائی کا + حنظل نے کہا اے سیّارہ یہاں معلوم ہوتا ہے کوئی بیٹھا تھا یہ کہہ کر خاک اٹھا کر سونگھی اور خوش ہو کر کہا کہ شہزادے کے قدم مبارک کا پتا ملتا ہے غرضکہ تخت سحر پر بیٹھ کر بعجلت تمام چلی اور ایک جگہ پر پہونچکر صدائے نالہ و فریاد اس نے سنی کہ کوئی مجنون دشت الفت کراہتا ہے غم دل زبان پر لاتا ہے اس نے کان لگا کر سنا تو یہ سنائی دیا کہ مسدس

پہلے لگا کے دل کو مرے تو نے اپنی چاہ
جب مر چکے ہم آہ تو لی تو نے اپنی راہ
سمجھے ترا فریب ہم اے شوخ کجکلاہ
اچھی یہ تو نے رسم نکالی ہے واہ واہ
دیدار سے نمائی و پرہیز سے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز می کنی

خنظل اور عیار اُسی جگہ اترے شہزادے کو شعر عاشقانہ پڑھتے جاتے دیکھا خنظل اور عیاروں نے روبرو آکر تسلیم
کی اور مزاج پوچھا شہزادے نے کہا حالت طلسمی مجھپر طاری ہی اسی وجہ سے یہ بیقراری ہی لوح طلسم فضل
خدا سے مین نے پائی ملکہ بران دختر کوکب نے بھجوادی اس لیے کہ عمرو کا کوکب شریک ہوا ہی سارا حال
جو زبانی ملکہ کے سنا تھا بیان کیا یہ نہ بتایا کہ ملکہ خود آئی تھی اور مین اسیر عاشق ہوا ہون یہ اس لیے نہین کہا کہ
ملکہ چلتے چلتے منع کر گئی تھی کہ میرا راز ظاہر نہ کرنا الحاصل لوح ملنے سے کہ خنظل خوش ہوئی اور سمجھی کہ یہ
لوگ بڑے صاحب اقبال ہین اسی طرح شاہ جادوان کو بھی یہ قتل کرین گے غرض یہ سب ملکہ مع شہزادہ
ایک جگہ ٹھہرے اور مصروف راحت ہوے مگر حال سنیے کہ جب تک بران صحراے طلسم مین رہی اس صحرا
کے محافظ ساحر والبتہ سحر ملکہ رہے جب ملکہ چلی گئی اسوقت بسبب لوح کے شہزادے کا کچھ کر نہ سکے مگر
خدمت آئینہ دار مین گئے اور مجرا کرکے عرض پیرا ہوئے کہ اے بادشاہ عالیجاہ طلسم کشا صحراے طلسم مین داخل
ہوا اور جب سے صحرا مین آیا ہی ہم لوگون پر عجب سانحہ گذرا کہ سحر فراموش ہوگیا اور جب گھر سے نکلے تھے تو سواے
ایک دیوار سرخ یاقوت کے اور کچھ نہ دیکھتے تھے پھر جب وہ دیوار موقوف ہوئی تو ہماری نگاہ مین باہر آنے
سے تاریکی نظر آتی تھی حاصل یہ کہ کسی طور سے ہم طلسم کشا کا حال دریافت نہ کر سکے آج ہمکو سحر بھی یاد آیا
اور ہم نے اسکو گرفتار کرنا چاہا مگر اس کے پاس لوح طلسم ہی ہم کچھ نہین کر سکتے باقی خیریت ہی یہ سنتا تھا کہ
آئینہ بدحواس ہوگئی اور چاہتی تھی کہ خود جائے اُسوقت بہن اُسکی شعلہ دار جو طلسم کوکب سے چلی تھی آکر
پہونچی اور بہن سے ملی حال پوچھا آئینہ نے کل کیفیت بیان کرکے مستفسر ہوئی کہ بہن ملکہ بران کا حال تم کہو کہ
وہ کس طرح ہین شعلہ نے کہا کیا حال اُن کا پوچھتی ہو وہ شریک مسلمانان ہوئین عمرو عیار وہان آیا ہی اسی کے استقبال کو
تمام ناظم بلاے گئے ہین بڑی تیاری ہورہی ہی تمہارا خط مین نے دکھلایا تھا ملکہ کو انھون نے مجھکو تاکید حکم دیا کہ جا
لوح ایرج کو دلا دے اس کیفیت کو سنکر آئینہ اور زیادہ گھبرائی اور کہا معلوم ہوا کہ لوح طلسم کشا کو ملکہ نے
لوحدار سے دلادی محافظان صحرا ابھی عرض کر گئے ہین کہ لوح اس کے پاس ہی اے بہن تم جاکر دریافت تو کرو
کہ لوحدار کس فکر مین ہی مین فکر گرفتاری طلسم کشا کرتی ہون شعلہ دار اُسکے کہنے سے لوحدار کے مکان پر گئی اُسے
تعظیم کرکے بٹھا دیا حال پوچھا اس نے سارا حال بران اور عمرو کا بیان کیا لوحدار تو واقف ہوچکی تھی ہی سب
تصریح دار حال سنکر گویا ہوئی کہ اے بہن شعلہ دار سنو ہم کو اور تم کو لازم ہی کہ طلسم کشا سے چلکر مل جائین کیونکہ
ایک تو مسلمان صاحب اقبال ہوتے ہین دوسرے کوکب ایسا بادشاہ جب اُن کے شریک ہوگیا پھر اس
طلسم کا بچنا غیر ممکن ہی شعلہ دار نے کہا آئینہ مجکو مار ڈالے گی لوحدار بولی کہ جب لوح طلسم کشا پاس پہونچ گئی
تو آئینہ کیا کر سکتی ہی پھر آئینہ میں کیا طاقت رہے گی ہان افراسیاب سے مدد طلب کرے اور وہ خود آئے تو
شاید آئینہ لڑ سکے سوا افراسیاب کا مقابلہ کرنے کو کوکب موجود ہی مین بہن تمھارے بھلے کو کہتی ہون
اگر تم کو جان و مال اپنا بچانا منظور ہی تو میرے ساتھ چلو اور مین تو تم جانتی ہو کہ ہمیشہ سے مطیع کوکب ہون جسکا

وہ شریک ہے اُسکی مین بھی شریک ہون شعلہ دار کو سمجھانا اس کا پسند آیا اور سوچی کہ یہ سچ کہتی ہے پس گویا ہوئی کہ اچھا اے لوحدار جو تم نے کہا مجھے منظور ہے لوحدار نے کہا تو اسی وقت میرے ساتھ چلو اور خدمت طلسم کشا مین چلکر ٹھہرو کیونکہ کچھ دیر مین بموجب ہدایت لوح کے طلسم کشا آیا چاہتا ہے اور جب وہ یہان آجائے گا اس غدر مین ایسا نہ ہو کہ ہماری بھی جان جائے شعلہ دار نے کہا اچھا چلو لوحدار نے اپنے ملازمین کو تمام مکان سپرد کیا اور ان سے کہا کہ مین ایک کام کو جاتی ہون تم ہوشیار رہنا یہ کہہ کر کچھ زر و جواہر لے کر مع شعلہ کے اسی صحرا کی طرف جہان ملکہ نے اسکو بلایا تھا چلی خیال مین گذرا کہ طلسم کشا دہنۂ طلسم پر جو صحرا ہے اس جا ہوگا یہ سوچکر اسی طرف روانہ ہوئی اس جنگل تک پہونچی کہ راہ مین ایک درخت کے نیچے چند آدمیون کو بیٹھے پایا یہ ان کی سمت بڑھین اُدھر خنظل نے جو دیکھا کہ جادوگر آتے ہین شہزادے سے کہا کہ آپ الگ ہو جائیے چند ساحر آتے ہین اُنکا حال معلوم کرتی ہون کہ کون ہین یہ کہکر آگے بڑھی اور ایک نارنج سحر پڑھ کر مارا لوحدار نے دستک دی کہ نارنج زمین پہ گر کر سما گیا اور اُس نے پکار کر کہا کہ بارادۂ اطاعت ہم آتے ہین کوئی دشمن نہین ہین بلکہ ہم ملازمان ملکہ حیران ہین یہ سننا تھا کہ شہزادے نے خنظل کو منع کیا اور آپ آگے بڑھے لوحدار نے دوڑ کر سر پاؤن پہ رکھدیا شہزادے نے سر اسکا سینہ سے لگایا پھر شعلہ دار کی ملازمت ہوئی جب یہ دونون حلقۂ اطاعت مین آچکین لوحدار جادو عرض رسا ہوئی کہ حضور نے تامل در باب طلسم شکنی کیون فرمایا ہر چند کہ آپ کا آئینۂ اقبال تو زنگ غدر آلود نہین کر سکتا ہے لیکن دشمن کو مہلت دینا نہ چاہیے شہزادے نے اس کے کہنے سے وضو کیا اور لوح طلسم کو دیکھا اس مین کچھ معلوم نہ ہوا واضح ہو کہ لوح طلسم کی شکل قرعۂ رمال کے ہوتی ہے جیسا کہ اربعہ عناصر سے علم رمل وضع کیا گیا ہے ویسے ہی طلسم بنانے کا حال اور اُس کے باطل کرنے کا ماجرا حکما نے لوح طلسم مین رکھا ہے مثال اُسکی یہ ہے کہ چار نقطہ اس طرح پہ دے (⁘) ان کو اس طرح پہ منقسم کیا کہ اول نقطہ آتش دوسرا باد تیسرا آب چوتھا خاک پس ان ہی چار نقطون کو چار مین ضرب دیا تو چار چوک سولہ ہوئے سولہ شکلین علم مین بنا کر قرعہ مین کندہ کین اور ان شکلون کو تمام عالم سے حسب مزاج عناصر منسوب کیا یعنی آتشی شکل کو مشرق سے منسوب کیا اور مزاج گرم سے اور بیماریون مین صفرا سے قس علی ہذا جملہ اشیا کہ آتشی ہین اس شکل کو اسی سے نسبت دی اور اسی طرح بادی شکل کو بادی چیزون سے اور آبی کو آبی چیزون سے اور خاکی کو خاکی چیزون سے نسبت دیا پس رمال جب قرعہ پھینکتا ہے جس طرح کی شکلین قرعہ مین آتی ہین ویسا ہی حال دریافت کرتا ہے کہ گو بظاہر وہ ایک چھوٹا سا قرعہ ہوتا ہے مگر تمام عالم کا حال اُس سے آئندہ زمانہ کا بتلا سکتا ہے ویسے ہی لوح بھی حکما نے بنائی ہے کہ طلسم کے رب النوع وہی ہوتے ہین اور اُسکے ہر چیز کی پیدایش کی اطلاع رکھتے ہین پس لوح مین کچھ نشان ایسے بنا دیتے ہین جس سے حال یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس طرح سے یہ طلسمی مرحلہ اور شعبدہ باطل ہوگا طلسم کشا کے دل پہ خدا تعالے اُن خطوط کو اور نکات کو ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اس حال کو دریافت کر کے طلسم توڑتا ہے

اور سوائے طلسم کشا کے اور کوئی نہین پڑھ سکتا جسکی قسمت مین وہ طلسم فتح کرنا ہوگا اُسی پر حال لوح ظاہر ہوگا اور یہ بھی قید ہے واسطے فتاح طلسم کے کہ وہ شخص نسل پیغمبر سے ہو اور اپنے وقت کا صاحبقران عصر ہو اور ہر علم سے واقف ہو اور مثل رستم و اسفندیار ایسے ہزار پہلوان کا اپنے جسم مین زور رکھتا ہو جب طلسم فتح کرسکتا ہے اور پہلے رجوع بعالم غیب کرکے معلوم کرے کہ مین توڑنے والا اس طلسم کا ہون یا نہین اگر بشارت ہو کہ ہان یہ طلسم تم فتح کرسکوگے اُسوقت قصد اس کا کرے اور اگر مشرف بشارت نہ ہو تو ہرگز عزم نہ کرے اسلیے جب اسد کو طلسم ہوشربا مین امیر نے بھیجا تھا تو خواجہ زادون سے دریافت کرلیا تھا کہ طلسم ہوشربا کی فتح کس کے نام ہے جب خواجہ زادون نے اسد کا نام تبلایا اُسوقت امیر نے بھیجا اور امیر کے بیٹے ہر علم سے ماہر اور شجاع اور نسل پیغمبر جناب براہیم سے ہین الغرض آتا ہون مین مطلب پر کہ شاہزادہ ایرج نے جب دیکھا کہ حرف لوح ظاہر نہ ہوے خیال مین گذرا کہ تو نے بشارت عالم الغیب سے نہین پائی شاید تو فتاح طلسم نہین ہے پس آج رات کو عبادت صانع طلسم عالم کرکے فیضیاب بشارت سے ہونا چاہیے یہ سوچکر چاہا کہ مصلے بچھائے پھر خیال مین آیا کہ اگر تو فاتح اس طلسم کا نہ ہوتا تو یہ سامان بہم نہ پہونچتا یعنے یکایک لوح نہ ملتی تیغہ سحر دستیاب نہ ہوتا شہزادی طلسم کی تیرے عشق مین قید نہ ہوجاتی یہ سب آثار فتح طلسم کے ہین اور اسی کو بشارت غیبی سمجھنا چاہیے بس یہی سوچ رہا تھا کہ لوحدار نے بڑھکر دست بستہ عرض کیا کہ حضور کے چہرۂ اقدس پر آثار فکر و تردد کے پائے جاتے ہین اس کا کیا باعث ہے شہزادے نے فرمایا کہ اے لوحدار مین نے لوح کو دیکھا تو اس مین کچھ ظاہر نہین ہوتا اسی فکر مین ہون کہ کیونکر طلسم توڑون لوحدار نے یہ سنکر عرض کیا کہ واری یہ طلسم سخت زیادہ ہین بانیان طلسم نے لوح یہ بناکر اُسکو تاریک کردیا ہے اور اُسکی لاگ یہ رکھی ہے کہ سمت مغرب ایک دریا ہے اس دریا پر جاکر لوح کو جب طلسم کشا دکھائے تو اس دریا سے مچھلی نکلے گی کہ نام اُسکا ماہی شکمین طلسم ہے واقعی اسم بامسمی ہے پس جب وہ مچھلی باہر دریا سے آئے تو اُس کے دو ٹکڑے کرے اور اُسکے خون سے لوح کو دھوئے جب لوح مین حرف پیدا ہونگے یہ کنیز ازبسکہ لوحدار تھی اس وجہ سے حال جانتی تھی آپ ایسا ہی کیجیے کہ اُسی دریا کی جانب روانہ ہو جیے شہزادہ یہ بیان سُنکر بہت خوش ہوا اور بموجب اُس کے تبلانے کے اُسی جانب چلا یہ سب بھی ملکر ہمزد رسحر ا ہوے اور عقب شہزادہ چلے عیار بھی دو نون پراگندہ ہوکر بطور مختفی چلے شہزادہ سیر طلسم کرتا کہین کوہ کہین دریا کسی جا دشت پُر فضا دیکھتا روان تھا آخر بعد قطع منازل و طے مراحل اُسی دریا پر گذر رہا کہ جس کا پتہ لوحدار نے بتایا تھا ایک دریاے زخار و قہار کو دیکھا کہ ایک ایک موج اس کی مثال کوہ بلند ہوتی ہے حباب تہر سے آنکھین نکالے ہین گرداب گردش بدبختان یاد دلاتے ہین بحیہ و نطمہ گھبرائے ہوے دل کی طرح جوش مارتے ہین جیسے دل کو گھلاتے ہین حباب اس کے رشک حباب آسمان چشمہ خورشید و برق اسکی عظمت و جلال کے لرزان فرط ندامت سے برج آبی مین جاکر سرد ہوجاتا چہرہ اُسکا تمام زرد ہوجاتا

بلکہ اُسی دریا مین غیرت سے ڈوبا نظر آجاتا جانوران آبی اُس قلزم زخار کے کنارے بیٹھے اتنے بڑے تھے جو نسر سپہر کو شکار کرتے بلکہ اُنکے خوف سے کرگس فلک اور سیمرغ قاف آشیانہ اور گھونسلے سے چرخ برین کے باہر نہ نکلتے ماہی زمین روبرو سے نہنگ دلتنگ ہو کر زیر زمین پوشیدہ سرطان فلک مقابل سرطان سہا ہوا عکس آسمان کا جو اس بحر مین ظاہر ہوتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یم بے پایان آسمان غیرت سے پانی مین ڈوب گیا ہے کہ بمقتضاے ابیات

وہ تھا بحر پُر جوش قہر خدا — کہین اُسکا پیدا کنارہ نہ تھا
روانی مین تلوار کی جیسے دھار — مسلسل ہر اک موج تھی مثل مار
کہین اُسکا دیکھا ہر اکبار جوش — تو ہے رعد کے دل مین پیدا خروش
اگر جوش پر آکے ہو وہ روان — تو بہتی پھرے کشتی آسمان
اُسی بحر کا سن کے قہر و عذاب — ہوا ہے سمندر کا دل آب آب

ایرج اُس قلزم بے پایان کے کنارے ٹھہرا تھا کہ حنظل و نوحدار و شعلہ پہونچین اور عیار بھی آئے اور نوحدار نے عرض کیا کہ اے شہریار کوئی دم مین آئینہ یہان آئے گی اور بکھیڑا مچائے گی آپ عیارون سے فرمایئے کہ صحرا مین پراگندہ ہو کر صورت بدل کر پھرین اور آپکے حال کو دیکھتے رہین وقت بد پر آپکے پاس آجائین اور مجکو شاہ کوکب نے ایک سحر بتایا تھا کہ شاید تجھ سے طلسم لوح کبھی جاتی رہے تو بزور اُس سحر کے احاطہ بنانا اور اسمین بیٹھ رہنا تجکو گرفتار نہ کر سکے گا بس مین کنارے اس دریا کے کسی مقام پر احاطہ سحر بنا کر مع حنظل و شعلہ کے اُسمین بیٹھون گی جب آپ طلسم فتح کر لین گے اُس وقت حاضر ہون گی شاہزادے نے یہ راے پسند کی اور اسکو اجازت دی نوحدار وہان سے چلی اور ایک جگہ محکم و استوار دیکھ کر ترسول سے گرداگرد اپنے دور تک گنڈا کھینچا اور اُسمین بیٹھکر سحر پڑھنا شروع کیا کچھ دیر مین وہ گنڈا چار دیواری سنگ سیاہ کی بنکر تیار ہوا اور ایسا ایک حصن حصین فلک تمکین بنا کہ خورنق شاہ ارجاسپ چین بھی سامنے اُس کے پست و نابا یدار تھا کہ ابیات

یکے کاخ بد تارک اندر سماک — نہ از دست رنج و نہ از آب و خاک
حصارے ز سنگ ست نزدیک کوہ — پُر از سبزہ و آب دور از گروہ
چنان قلعۂ بُد سرا اندر سحاب — کہ بر وے نپرید پران عقاب
یکے راہ بر وے وے ساختہ — بسان سپہرے برافراختہ

اس حصار مین نوحدار اور وہ دونون ساحرہ مقیم ہوئین اور عیار بھی جنگل مین جا کر صورتین بدل کر شاہزادہ کی خبرگیری کرنے لگے یعنے قریب اسی دریا کے پھرنے لگے یہان تو یہ ماجرا گذرا اور اُدھر جب شعلہ دار کو گئے ہوئے عرصہ گذرا آئینہ نے کتاب طلسم آئینہ نکالی اُس مین دیکھ کر معلوم کیا کہ طلسم کشا سمت دریاے مغرب

جاتا ہے لوہار نے لوح اسکو دیدی ہے اور شعلہ نے اطاعت کی ہے یہ دیکھتے ہی اس پر غضب طاری ہوا اور اُسی وقت نفیر سحر بجائی افسران فوج سے حکم تیاری لشکر دیا تین لاکھ ساحر غدار باز و بط و فیل و اسپ و ابر سحر تیار ہو کر سوار ہوا بیرقین اڑنے لگین آندھیان بڑے زور و شور سے پیدا ہوئین رال و تیل کے شعلے اُڑنے لگے ڈمرو اور نفیر و ناقوس بجنے لگے سامری و جمشید کی جے کی صدا بلند ہوئی آئینہ بھی تخت سحر پر بیٹھکر بصد قہر و غضب چلی کہ بموجب

ابیات

جہان شد پر از نالۂ کرناے
ز نالیدن سنج و ہندی درائے
ہمے رفت لشکر گروہا گروہ
نہ بد دست پیدا نہ دریا نہ کوہ
شمار سپاہ آمدش صد ہزار
ہمہ شیر مردان و آہن گذار
ز دریا بہ دریا نہ بد ہیچ راہ
ز اسپ و ز پیل و ہیون و سپاہ

شہزادہ یہان لوح کا دوڑا اپکڑ کر دریا مین ڈالا چاہتا تھا کہ یکایک صداے دہل و نقارہ سے زمین مین تزلزل آشکار ہوا اور بردے ہوا دریاے آہن موج مارتا نظر پڑا اٹھکے دیکھا کہ آئینہ تخت پر سوار تاج شاہی اور لباس فرمان روائی سے آراستہ آتی ہے اور تین لاکھ ساحر پشت پر اسباب سحر اور آلات حرب سے درست رواں ہین روے آفتاب چھپا ہے اسقدر کثرت لشکر کی پائی جاتی ہے ہر ایک ساحر مکار و غدار ہے سحر مین جمشید روزگار ہے کانون مین کنڈل ڈالے ہین صورت ہیبتناک ہے منھ کالے ہین سحر مین آفت کے پرکالے ہین کہ بمقتضاے

ابیات

ہر اک قدوۂ دودۂ سامری
ہر اک عالم کشور ساحری
سیہ اُن کے منھ جیسے ہو کالی رات
ہر اک اہرمن صورت و بدصفات
ملے منھ پہ اپنے عبیر و گلال
پیے نشہ آنکھیں کیے لال لال
سیہ منھ پہ سرخی کی ایسی پھبن
کہ ہو چاند کو جس طرح سے گہن

شہزادہ ان کو دیکھکر ٹھہرا تھا کہ آئینہ تخت سے اُتر کر دست بستہ سامنے آئی اور براہ مکاری گویا ہوئی کہ اے شہریار گردون وقار میرے طلسم کو باطل کرنے سے کیا فائدہ آپ اُس مچھلی کو نہ نکالیے مجھسے باج و خراج لیجیے اور مجکو اپنی کنیز جانیے ملکہ بلور کو بھی مین نے چھوڑ دیا یقین ہے کہ خدمت مین آئین آپ میرے ہمراہ قلعہ طلسم مین تشریف فرما ہوجیے تاکہ عقد ملکہ کا آپ سے ہوجاے شہزادے نے یہ تقریر سُنکر خیال کیا کہ جب بادشاہ طلسم اطاعت کرتی ہے تو پھر کیا ضرور ہے کہ محنت طلسم شکنی گوارا کیجیے اور اُسکے ملک کو برباد نہ کیجیے یہ سوچکر چاہتا تھا کہ آئینہ کے ساتھ جائے اُسوقت عیار جو ساحر بنے ہوئے پھر رہے تھے فوج آتے دیکھکر قریب شاہزادہ آئے اور گفتگوے آئینہ سنکر پکارے کہ اے شہزادے اگر یہ براہ اطاعت آتی تو فوج ساتھ نہ لاتی معلوم ہوا کہ فقرہ دیتی ہے اگر بلور کو چھوڑ دیا تھا تو ساتھ

کیون نہ لائی اچھا اس سے کہیے کہ تو ٹھہر مین مچھلی نکال لون اور لوح دھو لون تو تیرے ساتھ چلون یہ کہکر عیار
غائب ہو گئے اور شہزادہ ہوشیار ہو گیا اور آئینہ سے وہی کہا جو عیار کہہ گئے تھے وہ سمجھی کہ یہ اب نہ گرفتار
ہوگا بس افسران فوج کو للکارا کہ گرفتار کرو اسکو فوج شہزادے پر چلی اور شہزادے نے جلد لوح کو
دریا مین ڈالا لوح دریا مین پڑنے سے ایک شور و غل پیدا ہوا اور بہت سے پتلے تیر و کمان لیے نکلے اور فوج
پر تیر افگنی کرنے لگے کہ فوج کا برطھنا رکا اور ایک مچھلی دریا سے نکلی کہ جسکو دیکھکر اژدر دمان کا بھی زہرہ آب
ہو جاتا حوت فلک کلمۂ الامان زبان پر لاتا کہ بیت وہ مچھلی نہ تھی تھا وہان اژدہا + جسے دیکھ ثور فلک کانپتا
شہزادے نے لوح دریا سے نکالی اور مچھلی پر تلوار ماری اُس کے دو ٹکڑے ہوے اور لب ساحل
سیل خون جاری ہوئی شہزادے نے لوح اسی خون مین دھوئی پھر شور و غل بلند ہوا بعد لمحہ کے جو دیکھا تو
لوح مثل خاطر صافی دلان منور و روشن ہے اور بسان قمر نور آگین ہے لوح طلسم آئینہ کی خون ماہی سے
صیقل ہوئی اب صورت مطلب اُسمین نظر آنے لگی لیکن جیسے ہی لوح روشن ہوئی وہ پتلے جو لڑتے
تھے پھر دریا مین کود کر غائب ہو گئے لشکر ساحران شہزادہ پر حملہ آور ہوا شہزادے نے لوح کہ
اُسمین حمد الٰہی اول و نعت رسالت پناہی تحریر تھی پھر خطوط طلسمی ظاہر تھے جس سے یہ معلوم ہوا کہ اے
فتاح طلسم و اے سیار این عجائبات جس وقت شورش بحر فوج کنارے دریا کے دیکھنا اس دعا
کو کہ دعائے قمر ہے پڑھکر اُس فوج کی جانب پھونکنا کیونکہ یہ طلسم آئینہ ہے اور لوح کو حکما نے شرف قمر
مین بنایا اور قمر کا برج سرطان ہے اور قمر کا برج ثور مین تیسرے درجہ پر شرف ہے اور قمر دشمن مشتری
ہے پس بمقابلہ مشتری لوح بنی تھی اور مشتری مالک برج حوت و قوس ہے اسی سبب سے مچھلی کے مارنے کا
اور اُسکے خون سے لوح کے دھونے کا حکم تھا اور برج قوس کی رعایت تھی جو پتلے دریا سے کمان
نکلے تھے اب تاثیر مقابلہ مشتری ختم ہوئی لازم ہے کہ دعائے قمر پڑھے شاہزادے نے دعا جو حاشیہ
لوح پر لکھی تھی جلد جلد یاد کر کے پڑھی اور لشکر کی طرف پھونکی فوراً دریا کو تلاطم ہوا اور اس قدر
بڑھا کہ لشکر ڈوبنے لگا آخر ساحر پرواز کر کے روے ہوا پر جا کر سحر کرنے لگے لیکن سحر نے بسبب لوح
کے شاہزادے پر تاثیر نہ کی اور پھر اس نے دعا پڑھکر پھونکی دریا سے کچھ پریزادے سراپا زر و جواہر
پہنے سفید لباس قامت رعنا پر آراستہ کیے نکلین کہ سب اپنے ہاتھ مین آئینے لیے تھین بس اڑ کر
بالائے فلک گئین اور ساحرون کو وہ آئینہ دکھانے لگین جس نے آئینہ دیکھا بیہوش ہو کر دریا مین گرا
اور ڈوب گیا یہ کیفیت آئینہ دار دیکھ کر حیران ہوئی اور تاب استقامت نہ لائی بھاگ کھڑی
ہوئی فوج مین بہت لوگ غرق بحر فنا ہوے زورق زندگی طوفانی دیکھ کر کل لشکر رو بفرار لایا شہزادے
نے گوہر مقصد پایا بعد بھاگنے عدو کے پھر جو دیکھا تو پریان آئینے لیے دریا مین جا کر غائب ہوئین شاہزادے
نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین معلوم ہوا کہ برج ثور مین برج زہرہ ہے اور اسی مین قمر کو شرف ہے اسی باعث سے

پریان آئینے لیے نکلی تھیں اب تجھے چاہیے کہ یہی دعاے قمر بساعت قمر پڑھکر اور درود مسعود جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجکر دریا مین پھونکنا تاثیر قمر سے کشتی ہلال آسا چمکتی ہوئی کنارے از خود آئیگی اسپر سوار ہوکر پار دریا کے جانا کسی طرح ہراس دل پہ نہ لانا اور پار دریا کے پہونچکر پھر لوح کو دیکھنا خبردار غفلت نہ کرنا اس لیے کہ یہان کا ہر ایک گل تیرے لیے خار ہی جو گنج ہی وہ مار ہی جو دوست ہی وہ دشمن درپے آزار ہے شاہزادہ حسب ہدایت لوح ٹھہر رہا اور خیال کیا کہ آج دن دوشنبہ کا تھا پس اول ساعت قمر کی تھی بعد اُس کے زحل کی پھر مشتری کی پھر مریخ کی پھر شمس کی بعد اسکے زہرہ کی بعد اس کے عطارد کی بعد عطارد کے قمر کی دوسرے دور مین ساعت ہوگی اور ہر ستارہ دو گھڑی تیس پل اپنا عمل رکھتا ہی اس حساب کے بعد نصف النہار پر دو گھڑی تیس پل کے ساعت قمر آغاز ہوگی پس یہ حساب کرکے منتظر رہا جب آفتاب وسط السماء سے گذرا اور دوپہر ایک گھنٹہ آیا ساعت قمر آغاز ہوئی دعاے قمر پڑھکر دریا پر دم کی پھر مین تلاطم ہوا اور ایک کشتی بسان ہلال چاند کی چمکتی ہوئی اس سمت سے دریا کے پیدا ہوئی اور چکر کھاتی قریب ساحل آئی یہ گوہر بحر شجاعت صدف زورق مین در آیا وہ کشتی ہوا کی طرح دوسرے کنارے کی طرف چلی اور دم بھر مین اُس پار پہونچی اس شناور قلزم جرأت نے جست کی اور ساحل مقصد سے ہمکنار ہو کشتی سے اُترکر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے آشناے یم بے پایان طلسمات اس کنارے پر دم بھر توقف کر اور سیر دشت سے دل بہلا بعد ساعت قمر ساعت زحل آغاز ہوگی اُسوقت قدم آگے اٹھانا قریب ایک پہاڑ کے گذر ہوگا وہان اژدر نظر آئے گا یہ اسماء زحل جو حاشیہ پر لکھے ہین سامنے اس پہاڑ کے پڑھنا پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھنا شہزادہ حسب ہدایت لوح دو گھڑی کنارے دریا کے ٹھہرا جب ساعت قمر تمام ہوئی اور ساعت زحل سے دورہ ساعت آغاز ہوا یہ آفتاب سپہر طلسم بصد جلال آگے بڑھا کچھ دور جاکر ایک کوہ پرشکوہ دیکھا کہ رفعت مین ہمسر چرخ بریں تھا ہیبت ناک اُسکی زمین ہر ذرہ ہر ایک بسان قعر دوزخ منہ کھولے غار وہان کے مثال اژدر دہان نظر آتے پھر کوہ کے بالکل سیاہ جہنم سے زیادہ تاریک پر چڑھنے کی راہ مثل صراط بال سے باریک کہ بمقتضاے

نظم

کبھی آہ مظلوم سے گر ڈرے　　فلک اُسکے دامن مین آکر چھپے
جو دوزخ کی تاریکی مین ہو قصور　　تو اُس کوہ سے لینے آئے ضرور

در سے مین اُسکے ایک اژدہا منہ کھولے بیٹھا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ جہنم کا در کھلا ہے کہ بمقتضاے **نظم**

بگرد اندر دوزخ یکے غار دید　　تن اژدر از تیرگی ناپدید
بتاریکی اندر یکے کوہ دید　　سراسر شدہ غار ازو ناپدید
برنگ سیہ روے و چون شیر مست　　جہان پر ز بالاے او بہلاے اشے

شہزادے نے اژدر کے سامنے ٹھہر کر اسماء زحل پڑھنا آغاز کیا جب وہ اسم تمام ہوا ایک مرد پیر دوسرے درے سے کوہ کے نکلا اور پکارا کہ اژدر طلسم یہ بیشک طلسم کشا ہے اسکی اطاعت کرنا اچھا ہے یہ کہہ کر قریب شہزادے کے آیا اور عرض پیرا ہوا کہ اے شہریار آپ کوہ وقار ہین آپ کا تابعدار ہون ہمیشہ اطاعت گذاری کرونگا منتظر لوح طلسم آپ مجکو دین پھر مجھ سے جو جی چاہے وہ کام لین شہزادے نے اس کو توان یا تو ان کا کچھ جواب نہ دیا مگر لوح طلسم کو دیکھا اسمین ظاہر ہوا کہ یہ پیر تاثیر زحل سے ہے اور کار زحل مکاری ہے اور زحل وقمر باہم دشمن ہین اس وجہ سے لوح کو شرف قمر سے بنی ہوئی ہے یہ مانگتا ہے تو اس سے کہہ کہ اے پیر مرد جب تم اس اژدر کو مار ڈالوگے اس وقت لوح پاؤگے شہزادے نے یہ دیکھکر اس پیر سے کہا کہ آپ اگر مجھ سے محبت رکھتے ہین اور اطاعت کرنے کا وعدہ کرتے ہین تو مجکو بھی آپ ایسے بزرگ سے محبت ہوگئی ہے آپ ایسے بزرگ کو لازم ہے کہ اس اژدر مار کو کہ یہ موذی خدا کی مار اس پر دشمن قوم انسان ہے مار ڈالیے تو پھر لوح مجھ سے لیجیے اس پیر نے کہا کہ پہلے آپ لوح دیجیے تو مین اُسکو ہلاک کرون شہزادے نے فرمایا کہ چہ خوش آپ میرے کون ہین جو مین آپ کو پہلے لوح دیدون قاعدہ ہے کہ جب انسان مزدوری کرتا ہے اسوقت اجرت مانگتا ہے یا یونہی پہلے سے خواہان اجرت ہوتا ہے تم میرے کب کے رفیق ہو اور مجھ سے تم سے علاقہ کونسا ہے سوائے آج کے اور کبھی کی ملاقات وصاحب سلامت بھی نہین پھر میر صاحب مین لوح پہلے کیون دون ہان تم میرا کام کر دو مجھ سے لوح اُسکے عوض مین لو پیر مرد یہ کلمات سنکر معقول ہوا اور ایک بلندی پر جاکر سنگ گران اٹھاکر سر اژدر پر اس نے مارا کہ وہ اژدر سر پٹکیکر ہلاک ہوگیا بھیجا اُس کا پاش پاش ہوگیا تمام پہاڑ مین تاریکی ہوگئی دیر تک زمانہ سیاہ رہا جب وہ اندھیرا مٹا وہ بڈھا شہزادے پاس آیا شہزادے نے روشنی ہوتے ہی لوح کو دیکھا تھا اسمین نکلا تھا کہ وہ پیر مرد جب اژدر کو مار کر آئے اور طالب لوح ہو کہنا لوح حاضر ہے لیجیے لیکن اتنا کیجیے کہ اس اژدہے کو پھاند جایئے اور اس دریا مین کہ یہان سے تھوڑی دور ہے میرے ساتھ چلکر غوطہ لگائیے پھر لوح لیجیے غرضکہ اس پیر نے آتے ہی کہا کہ اے طلسم کشا مین آپکا کام کر آیا اب لائیے لوح مجھ کو دیجیے شاہزادہ نے کہا لیجیے مجکو دینے سے کب انکار تھا مگر اے پیر اس اژدر کو پھاند کر میرے پاس آیئے اور میرے ساتھ چلیے آگے دریا ہے وہان حمام کیجیے کیونکہ لوح ایسی متبرک چیز پہننا چاہیے اور جس کو انسان قتل کرتا ہے پھر دفع خونخواری کے لیے اس کی لاش کو پھاندتا ہے بس یہ دونون کام آپ کو کرنا ضرور ہین جایئے اور دیر نہ فرمایئے پیر یہ سنکر اژدر پھاند گیا اور شہزادے نے پھر لوح کو دیکھا اس مین نکلا کہ اے شکنندۂ طلسم زحل وقمر ہرچند کہ دشمن ہین مگر از راہ عناصر دوست ہین یعنی زحل کا مزاج خاکی ہے اور قمر کا مزاج آبی ہے اسی سبب سے یہ پیر مکار تمھارا کہنا مانتا ہے اب جو یہ آئے تو اسکو اپنے ہمراہ اسی دریا پر کہ جہان سے تم آئے ہو لے جانا اور اسکو نہلانا

جب یہ غوطہ مار کر دریا سے نکلے گا تو گھوڑا بن جائے گا باعث اُس کا یہ ہی کہ قمر کو زحل پر بسبب سعدیت کے غلبہ ہے یعنی قمر سعد ہی اور زحل نحس ہی پس سعد نحس پر غلبہ رکھتا ہی فی الجملہ جب یہ گھوڑا بنجائے تو ان درختوں پر جو کنارے دریا کے لگے ہین دیکھنا ساز و لگام وغیرہ ملے گی مرکب کو کھینچکر سوار ہونا اگر یہ کچھ شوخی کرے تو خوب مارنا یہ تم کو ایک سمت لے جائے گا اور منزل مقصد تک پہونچائے گا شہزادہ لوح سے یہ حکم لیکر ٹھہر اٹھا کہ وہ پیر اژدر کو پھاند کر آیا شاہزادے نے فرمایا کہ لے اب تشریف لے چلیے اور دریا مین نہائیے پھر لوح اسکے گلے مین پہنیے پیر ان کے ساتھ ہوا اور قریب دریا پہونچکر شہزادہ ٹھہرا اور پیر دریا مین کود کر غوطہ لگانے لگا اور باہر نکلا بدن مین سوزش ایسی پیدا ہوئی کہ کنارے پر لوٹنے لگا آخر گھوڑا بہت عمدہ کوہ کفل کوہ سرین بنکر تیار ہوا شہزادے نے درختوں پر سے ساز و یراق اُتارا اور مرکب کے منھ مین لگام چڑھائی اُس نے شوخی اور اچھل کود کرنا شروع کیا شاہزادے نے دو گھونسے پسلی پر ایسے مارے کہ وہ کانپ کر تھم گیا شہزادے نے اُسکو کھینچکر درست کیا اُس وقت سامنے صحرا کی طرف سے ایک بڑھیا پیدا ہوئی کہ فرط نقاہت سے سر اُسکا ہلتا تھا اور بال جیسے روئی کا گالا سیاہ کپڑے پہنے لاٹھی پکڑے قریب آئی اور کہا کیون بیٹا جو تمھارے ساتھ نیکی کرے اُس کے ساتھ یہی کرتے ہین کہ مارتے ہین شاہزادے نے کہا کہ ایسا ہی ہوتا ہی مثل چلی آتی ہی کہ گدھے کو مارا کر گھوڑا بناتے ہین وہ بڑھیا لگی نفرین کرنے شہزادے نے لوح کو دیکھا اسمین معلوم ہوا کہ بڑھیا سے کہدو کہ مین تھک گیا تھا بضرورت اس کو گھوڑا بنا لیا ہے کوئی ہرج نہین ایسا ہوتا ہی آدمی سے کام نکلتا ہے تم گھبراؤ نہین جو سامنے باغ نظر آتا ہی وہان جا کر اسکو آدمی بنا دیا جائیگا تمھارا جی چاہے میرے ساتھ چلو اسی کے ساتھ چلی آنا شہزادے نے لوح سے یہ مضمون معلوم کر کے اُس بڑھیا سے کہا کہ بڑی بی کیا قباحت ہے جو مین نے اس کو گھوڑا بنایا ہی کچھ چھین تو لیا نہین اس کے حق مین اور بہتر ہوا کہ تنگی گئی اور فراخی آئی خوش رفتاری سکھا دونگا بد چلن تھا چال اُسکی بنا دونگا جو چاہتا تھا وہ کہہ بیٹھتا منھ مین لگام چڑھائی سراسر اسکے ساتھ مین نے نیکی کی اگر تم کو بُرائی ثابت ہوتی ہی تو مین اُس باغ تک جو آگے ہے اس کو لے جاؤنگا وہان جا کر آدمی بنا دونگا تم بھی ساتھ چلو اس کو لیتی آنا یہ کہہ کر جست کر کے اس مرکب پر سوار ہوا اور پیچھے پر دو تین کوڑے ایسے لگائے کہ وہ بلبلا کر طرارے بھرتا چلا وہ بڑھیا بھی پیچھے پیچھے چلی اب یہ آفتاب سپہر طلسم اس دور زحل مین مرتبہ کیوان جاہی پر پہونچا رخسار تابان کی ضیا سے دشت کو نورانی کرتا انسان سریع السیر فلک عجائبات تھا لوح قمر گلے مین ڈالے توسن زحل پر سوار رہ نورد صحرائے ظلمات تھا یہانتک کہ بعد کچھ دیر کے ایک باغ سامنے سے دکھائی دیا قریب پہونچا دیکھا حصار باغ زمرد نگار ہی دروازہ ایک ڈال زمرد کا تراشا ہوا نہایت عمدہ اور قطعدار ہی زنجیر اُس کی سبز رنگان دہر کو سلسلہ محبت مین لینا اسیر کرے حلقہ اُس کا حلقہ بگوش کر کے پابہ زنجیر کرے خضر اس حصار مین آکر بجری چاہ سے صومعہ اپنا بنائین جنگل کی راہ بھول کر بستر لگائین شہزادے نے دیکھا کہ در باغ بند ہی لوح کو

دیکھا معلوم ہوا کہ مرکب سے کہو اُتر کر اندر باغ کے لیجائے اگر اُتر کر لے جائیگا تو کہتا کہ آدمی بناؤن گا اور اگر نہ لے جائیگا تو آدمی نہ بناؤن گا شہزادے نے مرکب سے کہا کہ بڑے میان جو تم کو آدمی بننا ہو تو اُتر کر اندر چلو اور اگر حرمزدگی کروگے تو مار ڈالونگا اور آدمی نہ بناؤنگا مرکب یہ سنکر بیدا اکے دیوار باغ اڑکر اندر آیا جیسے ہی آیا دروازہ اُڑا کر گرا شہزادہ کود کر پشت مرکب سے الگ کھڑا ہوا مگر دروازہ گھوڑے پر گرا کہ وہ مرگیا شہزادے نے بقوت تمام دروازہ اٹھا کر الگ پھینکا اور گھوڑے کو نکالا دیکھا کہ وہ مرگیا تھا شہزادے کو اسکے مرنے کا رنج ہوا مگر لوح کو دیکھا اس مین لکھا کہ اے فاتح طلسم یہ باغ منسوبات زہرہ سے ہے اور زہرہ اور زحل باہم دوست ہین اس مرکب کو یہان کسی طرح موت نہین ہے فی الجملہ کار زحل بکاری اور حیلہ سازی ہی اس نے دم چرایا ہے تم اس سے کہو کہ اے مرکب تو کیا دم چراتا ہے مین خود تجھکو مارے ڈالتا ہون یہ کہکر اسکو چمکارنا یہ جی جائیگا شہزادے نے بموجب تحریر لوح مرکب کو جو دھمکا کر چمکارا وہ جی اٹھا اسکو کچھ میوہ کھلایا باغ کی نہر کا پانی پلایا پھر اسکو باندھ کر آپ باغ کی سیر مین مصروف ہوا دیکھا کہ یہ گلشن نگارین ایسا سرسبز ہے کہ زر دروسپہر نے بھی یہ سبزی نہ دیکھی ہوگی ہوا وہان کی ہوا خواہ بہار تھی طرفہ ظرفہ گل کھلانے پر تیار تھی نئے نئے شگوفے باغبان بہار یہان لے کر آیا تھا فلک اخضر نے نیا شعبدہ بازی گری کرکے دکھایا تھا کہ سنبل کی بیل سرو پر چڑھی تھی گویا سروقامتون اور شمشاد قدون کی زلف رسا بڑھ گئی تھی کہین نرگس قریب تاک انگور لگی تھی گویا چشم معشوق ٹٹی کی آڑ سے جھانکتی تھی تاکتی تھی سوسن کی اودراہٹ مہندی کی ٹٹی سے اسطرح ظاہر تھی کہ جیسے کوئی معشوق پردۂ زنگاری سے مسی مالکر منھ نکالے نوجوانان گلشن دہر کے دھوین اڑایا چاہتا ہے بنفشہ مرجان برسر سنبل اس طرح چھایا تھا کہ زلف شاہد چمن سنوارتا تھا غنچے مٹھیان باندھے کھڑے تھے گویا زر گل چھپائے تھے جام لالہ احمر یاقوت نگار ایسے تھے کہ جس کے دیکھنے سے سیاران باغ کے ساغر چشم بادۂ طراوت و نضارت سے مملو ہو جائین آنکھون مین مستی آجائے دل وہان کی سیر سے نہ بھرے ایسی بیخودی چھائے

نظم

ہمہ سالہ روزش بہاران بدی — گلان چو رخ گلعذاران بدی
جہانی ز پیری شدہ نوجوان — ہمہ سبزہ و آبہائے روان
زمین بد پر از سبزہ و آب نم — شدہ آراستہ ہمچو باغ ارم

شہزادہ سیر اس بہار جانفزا کی دیکھتا قریب بارہ دری کے اس باغ کی پہونچا وہ بارہ دری سراسر طلسم کی تھی کیا صفت اس کی لکھی جائے حورون کا قصر جنان چھوڑ کر اس جگہ رہنے کو جی چاہے کہ ابیات

ایسا چمک رہا ہے تجلی سے یہ مکان — جس سے بلور کی بھی چمک شرمسار ہے
ایسے ہلال اسمین سنہری ہین دلپسند — ہر بار جنکے خم پہ مہ نو نثار ہے
گرد اُنکے جالی اور مجرہے درفشان — جو نقش اسمین ہے وہ جواہر نگار ہے

پردے بادل نگار پڑھتے تھے خاطر بستہ کی گرہ کھولتے تھے شاہزادہ ہنوز اُسکے اندر قدم زن ہنوا تھا کہ وہ بڑھیا جو ساتھ آئی تھی غل مچانے لگی اور باغ پر پچھاڑین کھانے لگی کہ دوڑو دھوڑ اس مکان مین آیا ہی سب مال غارت کیا چاہتا ہی شاہزادے نے دیکھا کہ اُس کے شور کرتے ہی سامنے سے بارہ ہزار ساحر آلات حرب سے آراستہ مرکبون پر سوار ظاہر ہوے اور اُنکے آگے آگے ایک ساحر یہ قام کہ یہ منظر تھا کہ سیاہی اُسکے چہرۂ نحس کی سواد زحل کو شرماتی تھی مار سیاہ کو پیچتاب مین لاتی تھی موشہاے صحرائی ہار مین گندھے ہوے اُسکے گلے مین پڑے چار ہاتھ اور چار پاؤن اس طرح سے کہ دو پاؤن حسب مثل انسان کے اور دو کمر کے برابر سے پیدا ہر اکرتا تا بزانو پہنے ہوے ایک ہاتھ مین ترسول ایک مین مشعل آتشین لیے اور دو ہاتھون سے چوہے کی دم تھامے چوہے لٹکائے منھ سے چوہے چوہ کرتا آتا ہی شہزادہ نے اسکو مع فوج آتے دیکھکر لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ یہ جو ساحر آتا ہی زحل صورت ہی دشمن لوح ہی کہ مقابلے مین زحل کے لوح بنی ہی پس یہ باغ منسوبات زہرہ سے ہی اور زہرہ و زحل باہم دوست ہین اگر یہ اندر باغ کے آجائیگا تو مارا نہ جائیگا کیونکہ زحل کو خانہ زہرہ مین بسبب اسکی دوستی کے عروج ہی پس لازم ہی کہ غور کر کہ ساعت قمر مین چلا تھا بعد اُسکے ساعت زحل ہوئی بعد زحل کے اس وقت ساعت مشتری ہی تو باہر باغ کے جاکر تیر و کمان سے اس ساحر کا مقابلہ کر اور اگر ساعت مشتری نہ ہو تو باہر باغ کے نکلنا اور کسی جگہ اپنے تئین مخفی کرنا یہ ساحر باغ مین آکر تجھکو ڈھونڈھے گا پھر نکلکر جانے لگے گا اُس وقت اس سے مقابلہ کرنا یہ لوح کا حکم دیکھکر شاہزادے نے حساب کیا تو بقدرت خداے تعالےٰ وہ ساعت مشتری ہی تھی کس لیے کہ یہ زحل کی ساعت مین آئے تھے اور ڈھائی گھڑی باغ کی سیر مین گذر چکی تھی پس مشتری کی ساعت معلوم کر کے شاہزادے نے باہر باغ کے قدم رکھا اور تیر بہ کمان پیوستہ کر کے اس ساحر کو ڈانٹا کہ باش اے خیرہ سر تیرہ روزگار اس نے یہ نعرہ سنکے ترسول پکڑ کر حملہ کیا شہزادے نے شست دشت کمان کھینچکر بابر کی اور تاک کر اُس کے ہدف سینہ پر کینہ پہ تیر لگایا کہ توڑ کر دیت بپار گذرا کہ بمقتضاے

ابیات

بمالید چاچی کمان رابدست ۔ بچرم گوزن اندر آورد شست
ستون کرد چپ راہ خم کرد راست ۔ خروش از خم چرخ چاچی بخواست
چو سوفارش آمد بپہناے گوش ۔ ز چرم گوزنان بر آمد خروش
چو پیکان ببوسید سر انگشت او ۔ گذر کرد از مہرۂ پشت او

تیر کے پڑتے ہی وہ کافر گرا اور شور و غوغا اس لشکر مین بلند ہوا تمام لشکر تیغ و نیزہ و تبر و گرز لیکر لینا لینا کہتے چلے شہزادے نے تیغ کو نیام سے کھینچا اور اُس لشکر پر آگرا پھر تو شمشیر صاعقہ خصال مثل برق شعلہ بار ہوئی خرمن ہستی کو جلانے لگی زمین وہان کی برنگ سنگ مرجان سرخ ہوئی خون کی

ندی بہی کہ نظم

سبک ایرج رزم زن کان بدید — چو شیر ژیان نعرهٔ بر کشید
میان سپہ اندر آمد دلیر — نہی بر خروشیدن نرہ شیر
زمانے دران دشت جولان نمود — زمانے ہنرہاے مردان نمود
زخون خاک میدان کمین گشت سیر — ز شمشیر شیران نمیرست شیر
کمند از کمین بر زجان میگرفت — ز گرمی روان را روان میگرفت
گہے سوے چپ شد گہے سوے راست — بگردید واز ہر کسے کینہ خواست
بہر سو کہ مرکب بر انگیختے — چو برگ خزان سر فرو ریختے
فرو رفت دیر رفت روز نبرد — کماہی یم خون و بر ماہ گرد

شام تک اسی طرح سے شمشیر زنی رہی یہان تک کہ تیغ شعلہ فام آفتاب سپر زنگاری سپہر سے اٹھاکر نیام مغرب مین ترک روز نے رکھی اور ہندوے شبکی مع فوج انجم آمد ہوئی کہ نظم

شب عنبرین ہندوے نام اوے — شفق دردے آشام از جام اوے
مہ نو ز راہ سر افگندگے — بگوش اندرون حلقہ بندگے

شاہزادے نے شام ہوتے ہی لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ساعت مشتری مین تو باغ سے نکلا تھا اب مریخ کی ساعت گذری کہ کار مریخ جنگ وجدل ہے ساعت شمس آگئی ہے اسوقت تو اس فوج سے نکل جا کہ بارہ ساعت دن کی پوری ہوگئین یعنی دوشنبہ کا دن اول ساعت قمر سے دن آغاز ہوا تھا تیس گھڑی مین شمس پر دور پورا ہوگیا اب یہ تجھکو فوج نہ دیکھے گی جاکر باغ مین آرام کر اس رات کا خاتمہ ساعت مریخ پر ہوگا یعنے صبح منگل کا دن اول ساعت مریخ ہوگی اور یہ لڑائی ساعت مریخ مین آغاز ہوئی اسی کی ساعت پر ختم بھی ہوگی رات بھر یہ فوج باہم لڑیگی شہزادہ حسب ہدایت لوح اس فوج سے لڑتا ہوا باہر نکلا اور رزمگاہ لشکر سے غائب ہوگیا کسی نے اسکو نہ دیکھا یہ داخل باغ ہوا اور رات کو عبادت خالق مین بسر کرتا رہا ازبسکہ وہ باغ منسوبات زہرہ سے تھا اس باعث سے اسکو خیال ملکہ بران بہت آتا تھا عشق سینے مین جوش مارتا تھا باغ منسوب گل اس گلبدن کی یاد دلاتے تھے غنچہ ہنسکر یاد دہن مین ڈ لاتے تھے جب بیقراری زیادہ ستاتی تو یہ غزل لب پر لاتا تھا کہ غزل

نالہ تا چرخ نہ پہونچا دل سودائی کا — نام جھنڈے نہ چڑھا ضعف مین سودائی کا
قیس نے ڈھنگ نہ پایا دل سودائی کا — چوربھانپا نہ کسی نے مری رسوائی کا
آئینہ ٹوٹ گیا کس کی خود آرائی کا — پڑ گیا لوٹ مین نظارہ تماشائی کا
بیکسی آپ سے باہر نہین جانے دیتی — مجھ سے آباد ہے عالم مری تنہائی کا

نکلی جاتی ہی مرے پاؤن کے نیچے سے زمین
ہر قدم ہل نہین سکتا شب تنہائی کا

ہم مسیحا کے جلانے سے کہین جیتے ہین
دین کسی اور کو دھوکا تری گویائی کا

درد سر کھونیکو آئے تھے ترے در پہ ہم
لیچلے اور نیا روگ جبین سائی کا

لوٹ لے شوق سے اے صدمۂ فرقت مجکو
پاسبان کوئی نہین ہی شب تنہائی کا

دھوپ بھی بھاگتی پھرتی ہی یہ ہی زور جنون
ڈر ہے پڑ جائے نہ سایہ کسی سودائی کا

رات بھر اسی جوش و خروش مین بسر کی جسوقت کہ طلسم کشائے روز گنبد مغرب سے طلسم سپہر مین آیا اور لوح زمین پر قبضہ کرکے طلسم ظلمت شب کو فتح فرمایا کہ نظم

دم روز چون چشمۂ آفتاب
رخ جنبید و بیدار شد سر ز خواب

تو گفتی کہ بر کشتی لاجورد
بگسترد خورشید یاقوت زرد

صبح کو بعد ادائے نماز شہزادہ گردن کش و سرفراز باغ کے باہر برآمد ہوا گویا آفتاب برج سنبلہ سے نکلا دیکھا کہ وہ فوج اسی طرح لڑکر سب کٹ گئی ہی کوئی دو چار سوار باقی ہین اس وقت تیغہ کھینچکر شہزادے نے اُن پر حملہ کیا وہ تاب حرب شہزادہ نہ لاسکے روبفرار لائے جب کوئی حریف باقی نہ رہا شہزادے نے دیکھا کہ وہ بڑھیا اور وہ گھوڑا ابنا ہوا بڈھا بھی غائب ہوگئے اُسوقت لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ بعد ساعت مریخ ساعت شمس ہوگی پس اس ساعت پھر باغ مین توقف کر جب یہ ساعت تمام ہوگی تو ساعت زہرہ کا آغاز ہی پس اس ساعت مین زیر نجم بیٹھکر یہ اسمار جو حاشیہ لوح پر لکھے ہین برائے تسخیر موکل زہرہ مین پڑھنا کہ موکل اُسکے تسخیر ہوکر پوشاک طلسمی لائین اور اسلحہ طلسمی حاضر کرین کیونکہ آگے تجھسے اور بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہوگا اور وہ بغیر اسلحہ طلسم قتل نہ ہوگی یہ مضمون معلوم کرکے شاہزادہ اندر باغ کے آیا اور ساعت شمس تک اس بوستان روح پرور کی سیر دیکھا کیا جب ساعت زہرہ آغاز ہوئی وضو کرکے چمنستان مین نیچے ایک درخت سایہ دار کے بیٹھکر عمل زہرہ کا آغاز کیا اب کچھ دیر شاہزادے کو مصروف عمل خوانی یہ کمترین مترجم رکھتا ہی اور حال لشکر ظفر پیکر صاحبقران عالیجاہ اور لقاء گمراہ کا لکھتا ہی لمولفہ

کدھر ہے تو اے ساقی تند خو
لگا پھر مرے منھ سے لاکر سبو

کہان تک مصلے پہ بیٹھا رہون
کہان تک مین اغلاط کی باتین سنون

ہے تردامنی بہتر اس بات سے
کہ رو دون گنہ کے مکافات سے

ازان آب رنگین نزدیک من
بہ ازانکہ نفرین کند پیرزن

کرامت دکھائے مجھے جام کی
حمیت مجھے آئے اسلام کی

وہ بادہ پلادے مجھے تیز و تند
کہ ہووے نہ تیغ زبان میری کند

رہے بادہ پر میری طبع روان
رہے تیز تیغ قلم کی زبان

امنڈنے کو ہے فوج کی بھی گھٹا — کھلین گے مرے زخم بے انتہا
مجھے بھی پلا بادۂ لالہ رنگ — دکھاؤن بہار گلستان جنگ
کنون اے سخن گوے بیدار مغز — یکے داستانے بیارا ے نغز

برہم کشایان رایت خامہ تحریر بفرت ترمین وعملداران لشکر فیروزی اثر مضامین شقہ توے داستان کو معرکہ بیان مین باہزار صباے تحریر اس طرح اڑاتے ہین اور صفوف کارزار افسانہ طرازی میدان قصہ نگاری مین یون آراستہ فرماتے ہین کہ جب آفت شمشیر زن ماری گئی اور نازک چشم نے اس کی فوج سے وعدہ کیا کہ مین اہل اسلام سے عوض اس کا لونگی چنانچہ ایک دن یہ دربار مین بیٹھی تھی کہ بختیارک نے اسکو ترغیب جنگ دلائی کہا کہ ای ملکہ تمھارے آنے سے سوفار کا لڑنا بھی موقوف رہا اور طلسم سے بھی کوئی اور ساحر افراسیاب نے نہ بھیجا نازک چشم نے خفا ہوکر کہا کہ تک جی کیا مین منع کرتی ہون اب جس کو جی چاہے لڑوائیے اور طلسم سے بلوائیے بلکہ مین جاتی ہون نہ یہان رہونگی نہ خلل اندازی کرونگی لقا یہ کلام سنکر بولا کہ اے بندی قدرت تجکو آزردہ نہ ہونا چاہیے شیطان تجھ سے ہنستا ہی اس نے یہ عذر خداوند کا سنکر سجدہ کیا اور شام تک مصروف میخواری رہی جب طاق مینافام آسمان سے شیشہ آفتابی آفتاب میکدہ مغرب مین رکھا گیا اور ساغر سیمین ماہتاب انجمن انجم مین دور پذیر ہوا

نظم

چو خورشید سر سوے خاور نہاد — شب از تیرگی تاج بر سر نہاد
خروش بتیرہ زمیدان بخواست — ہمے خاک با آسمان گشت راست
از آواز صبح و دم کرناے — تو گفتی بجنبید میدان زجاے

یعنے حکم سے نازک چشم کے طبل جنگ بجا سمع ہمایون بادشاہ اسلام مین صدا اُسکی آئی اوہر کارون نے بھی خبر عرض کی اس طرف بھی نقارہ اسکندری پر چوٹ پڑی رات بھر تیاری الآت حرب بہادرون مین رہی اس طرف ساحر سحر جگاتے رہے پتلے مین بلاتے رہے لڑنے والون نے سن شب کو اس قدر صاف کیا کہ چمک تلوارون کے ہر طرف سفیدہ سحر کا گمان ہوتا تھا آئینہ آفتاب عکس افگن نظر آتا تھا زنگی شب تیرہ فام بھاگا چاہتا تھا شمشیر زن تیغ حوصلہ جنگ پر سر دینے کے ارمان کی باڑھ رکھتے تھے خنجر گذار نیام سے نکالکر یہ پتہ دیتے تھے کہ اسی طرح ارمان بھی نیام دل سے شجاعت کے نکلینگے غرضکہ چار پہر رات بھی ہنگامہ رہا جب دم کوس رحیل عسکر شب کی صدا آئی یعنے صبح کی نوبت بجی اور سواری سلطان خاور کی بصد تجمل میدان فلک مین آئی کہ ابیات

چو روز درخشان بر آورد خاک — بجستند یاقوت بر تیرہ خاک
چو آن جامہ شعر بفگند شب — سپیدہ بخندید و بکشاد لب

امیر مسجد کے پاس سے در دولت پر آئے بادشاہ عالیجاہ بھی برآمد ہوئے ہر ایک کا مجرا ہوا سواری

شاہ لصفت نشان کی سوے دشت کارزار باسپاہ چلی گرد سپاہ سے روز روشن سیاہ تھا سر گرد تا بماہ تھا

نظم

زگوش وزگرز وزتیغ وزگرد — سیہ شد زمین آسمان لاجورد
بیامد نشست از بر پیل شاہ — نہادہ بسر برز گوہر کلاہ
یکے تاج بر سر ز زر و گہر — بچنگ اندرون گرزہ گاؤسر
زخوش آب و زر و زبرجد کمر — بیا زودہ بارہ ز یاقوت و زر
یکے مہرہ در جام در دست شاہ — بکیوان رسیدہ خروش سپاہ
تو گفتی بدام اندر است آفتاب — دگر گشت خستم سپہر اندر آب
ز دریا دو گوے کہ برخاست موج — سپاہ اندر آمد ہمے فوج فوج
ہزاران پس پشت او سرفراز — عنان دار با نیزہ ہاے دراز
تو گفتی کہ گیتی ہمہ زیر اوست — سر سروران زیر شمشیر اوست

اسی کر و فر سے میدان نبرد میں پہونچکر ٹھہرے تھے کہ آسمان پر لکہ ہاے ابر سیاہ ہوے اور بجلیاں چمکتی نظر آئین کالی کالی پریان اڑتی دکھائی دین سواریان ساحرون کی میدان مین اترین ہاتھی پر لقا سوار ہمراہ کی لاکھ ساحر نابکار ظاہر ہوا اور رزمگاہ مین پہونچکر حکم صف کشی دیا ساحرون نے صف کھینچی نازک چشم بھی آگے تخت بڑھاکے کھڑی ہوئی اس طرف بھی میمنہ و میسرہ وغیرہ درست ہوا قلب لشکر مین تخت شاہی ٹھہرا امیر بعہدۂ سپہ سالاری چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوے علم اژدہا پیکر کے چھتیس شقہ معدی کرب نے سر پر کھول دیے ان مین سے صداے یا صاحبقران آنے لگی میدان مین خوشبوے مشک وغیرہ پھیلی نقیب بولنے لگے کر کڑکیت کڑکا کہتے تھے نازک چشم تخت سے آکر سامنے لقا کے گئی اور سجدہ کرکے اجازت خواہ حرب ہوئی اس گبر نے کہا مین نے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا جا اور کام حریف کا تمام کر یہ سنکر اس نے رخ سمت میدان کیا اور جا سے مصاف پر پہونچکر سحر کی نیرنگیان دکھانے لگی پھر شور مبارز طلبی بلند کیا اسطرف سے علمشاہ نوجوان نستر بالا کبود فرنگی کو دست چپ کی طرف سے لشکر کے نکالا کل دست چپ کے طرف کی فوج پیادہ ہو گئی اور علم لشکر جلوہ پذیر ہوے شہزادہ والا جاہ قریب تخت شاہ آکر دست بستہ اجازت حرب کے خواہان ہوے بادشاہ نے خلعت دیا اور سپر خدا کیا شہزادہ مرکب پر دوبارہ بیٹھکر روانہ ہوا اور بسرعت تمام تو مقابل نازک چشم پہونچا اس نے کچھ پڑھکر دستک دی اور کہا کہ اے شہزادے مجھ سے کیا مقابلہ کرتے ہو اپنے خدا کو پہچانو اور جاؤ اس کی خدمت مین حمزہ کے بہکانے مین نہ آؤ یہ سننا تھا کہ شہزادے کی عقل بزور سحر زائل ہو چکی تھی مرکب اڑا کر سمت لقا راہی ہوے اور اس کے ہاتھی پاس جاکر ٹھہرے نازک چشم نے پھر نہیب دی اس طرف سے جمہور پسر خواندہ امیر نے بادشاہ سے

اجازت لے کر باگ اُٹھائی جب روبرو اُس قحبہ کے پہونچا اُس نے سحر پڑھکر دستک دی اور اُنسے بھی وہی کہا جو علمشاہ سے کہا تھا یہ بھی اسی طرف چلے گئے ادھر پھر یہ للکاری کہ اور جسکو دعویٰ ہو وہ آئے اس طرف سے سرداروں نے جانا شروع کیا اور مجبور ہو کر اطاعت لقا کرنا اختیار کیا غرضکہ ایک سو بیس سردار یونہیں جاکر مسحور ہوئے اُس وقت امیر نے چاہا کہ مین مقابلے کو جاؤں مگر بختیارک سمجھ گیا کہ میدان فرق ہوا ہی حمزہ آیا چاہتا ہی اُس نے فوراً حکم دیا کہ طبل امان بجے کیونکہ آج دن تھوڑا ہے خداوند فرماتے ہین اب مقابلہ کل ہوگا بموجب اس کے حکم دینے کے طبل آسائیش پر چوب پڑی لشکر میدان سے پھرے بادشاہ رنجیدہ خاطر داخل بارگاہ ہوے سرداران لشکر مدت سے قید ہوتے چلے آتے ہین اس سبب سے اب بہت کم باقی رہگئے ہین کیونکہ مہنت و اخگر و سوفار وغیرہ ہر ایک کی لڑائیون مین قید ہونا بیان ہو چکا ہی ابتک رہائی نہین ہوئی چنانچہ آج بھی ایک سو بیس سردار پر آفت آئی لیجئے لقا جو پھر کر بارگاہ مین آیا نازک حشم نے اُن سردارون کو زندان مین بھیجدیا اس لیے کہ حمزہ مالک باطل سحر ہے وہ ایسا نہ ہو ان پر سے اثر سحر اُتار دے غرضکہ تمام ساحر لعشرت تمام بیٹھے سامنے خداوند کے ناچ ہوا کیا جب رات زیادہ گئی دربار برخاست کر کے لقا آرام کرنے گیا نازک حشم بھی اپنے خیمہ مین آئی اور سحر پڑھا کہ جو کوئی آئے مجکو خبر ہو جائے بریجر کے نگہبانی کرنے لگے ادھر تو یہ انتظام تھا اُس طرف لشکر اسلام مین عیارون نے جب بادشاہ کو رنجیدہ دیکھا چاہا کہ جاکر اس ساحرہ کو مارین اور سردارون کو چھڑا لاوین غرضکہ چالاک و ابوالفتح و سرہنگ و نیرک خطائی چار عیار چلے اور راہ سے چارون الگ الگ ہوگئے اتفاقاً ابوالفتح کو راہ مین ایک خدمتگار ملا کہ اُسکی نوکری دو پہر رات گئے کی تھی چنانچہ اسی وقت اپنی جگہ سے سمت بارگاہ ملکہ نازک حشم نوکری بدلوانے جاتا تھا اس نے اسکو پکارا کہ کون جاتا ہی خدمتگار نے نام بتایا ابوالفتح اُسکے قریب مین آیا اور کہا بھائی وہان نہ جاؤ ملکہ نے سب کے آنے کی ممانعت کی ہی خدمتگار نے دیکھا کہ ایک ساحر معزز مجھ سے خبر کہتا ہی شاید ایسا ہی ہو مستفسر ہوا کہ بھائی ممانعت کی کیا وجہ ہی اُس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آؤ مین تمھین تماشا دکھاؤن وہ حیران ہو کر اس کے ساتھ چلا ایسے مقام پر اسکو لا یا کہ طلایہ لشکر کا اُدھر نہ آئے غرضکہ وہان اسکو حباب مار کر بیہوش کیا اور اُسکی ایسی صورت بنکر کپڑے اس کے پہنکر اور اسکو کسی غار مین ڈال کر آپ دربارگاہ پر آیا اور لمحہ بھر ٹھہر کر اندر گیا جیسے ہی اُس نے اندر قدم رکھا نازک حشم کو سحر نے خبر دی کہ یہ ابھی جو خدمتگار آیا ہی یہ عیار ہے یہ پلنگ پر سے خبر سنکر اُٹھی اور ابوالفتح سے آنکھ ملا کر کہا کہ اسے آفتابہ اُٹھا لے مین جو کی پر جاؤن گی اس نے آفتابہ اُٹھا لیا وہ اُٹھکر اس کے پاس آئی اور ہاتھ پکڑ کر بولی کہ تو پہرے پر سے کہان گیا تھا سامنے کیون نہ حاضر رہا اس نے کہا حضور میرے پیٹ مین درد تھا براے رفع اقتضاء گیا تھا یہ سنکر وہ ہنسی اور چپکے سے کہا کیون اپنی جان دینے آیا ہی

جا چلا جا اب نہ آنا میں ابکی چھوڑے دیتی ہون پھر آئیگا تو مار ڈالونگی **ابو الفتح** یہ سُنکر بھاگا اور باہر بارگاہ کے پہونچکر بفن عیاری صحرا مین آیا وہان **چالاک** ملا اس سے سب حال کہا کہ بھائی اس طرح اُس قحبہ نے مجھکو پہچان لیا **چالاک** نے کہا برادر تم قسمت آزمائی کر آئے اب ہم جاتے ہین یہ کہکر جس طرح کی صورت **ابو الفتح** بنا تھا ویسے ہی صورت اپنی بنائی اور بارگاہ ساحرہ کی جانب چلا یہان بسبب اس کے کہ سحر کا بندوبست ہے اس وجہ سے پہرا چوکی نہین ہے طلایہ پھرتا ہے مگر روک ٹوک نہین ہے یہ سیدھا بارگاہ مین چلا گیا پیر نے پھر خبر دی کہ عیار آیا ہے **نازک چشم** نے دیکھا تو وہی عیار یہ ہے جو پہلے آیا تھا مستفسر ہوئی کہ اب تو کیون آیا یہ دوڑکر پاؤن پر گرا کہ اے ملکہ راہ مین مجکو خیال آیا کہ ایسے بامروت بھی کم دیکھے ہین اور نہ ایسے بہادر نظر سے گذرے کہ دشمن کو قید کرکے پھر چھوڑ دین لہذا مین تو یہ جوانمردی تجھ شیر زن کی دیکھ کر عاشق ہو گیا اب لشکر اسلام نہ جاؤنگا تیری ہی اطاعت مین رہونگا حضرت خداوند سے خطا میری معاف کرا دیجیے گا اور اپنے پاس مجبور رکھیے گا **نازک چشم** اپنی تعریف سنکر خوش ہوئی اور کہا تم بیٹھو بہت اچھے آدمی ہو تمھارا بڑا مرتبہ کیا جائیگا یہ عنایت دیکھکر **چالاک** سلام کرکے بیٹھ گیا جب **نازک چشم** مطمئن ہو کر لیٹ رہی اس نے بیٹھے بیٹھے پردہ اٹھا کے بیہوشی شمعون پر ڈالنا شروع کیے کہ لو سے شمعون کی دھوان بیہوشی بلند ہوا اور **نازک چشم** کی بھی ناک مین گیا اس نے اس کی طرف پھر کر دیکھا اور سحر پڑھا کہ ہاتھ پاؤن اُس کے بیحس و حرکت ہو گئے مگر ساتھ ہی چھینک اسکو بھی آئی اور بیہوش ہو گئی **چالاک** مجبور بیٹھا رہا کیا کرے کہ دست و پا قابو مین نہ تھے اسوقت **نیرک** پشت خیمہ پر بفن عیاری پہونچ چکا تھا سرا اٹھا چاک کرکے اندر بارگاہ کے آیا **چالاک** نے کہا اے برادر بروقت تم آئے مین بیہوش کر چکا ہون تم قتل کر ڈالو **نیرک** خنجر کھینچکر چلا کہ اُس کے دو ٹکڑے کرے مگر اس کے پیر تو نگہبانی کر رہے ہین ایک پیر نے پنجہ بڑھا کر خنجر پکڑ لیا اور دوسرے نے اُس کو بھی پکڑ کر پہلوے **چالاک** مین بٹھا دیا اس نے کہا بھائی ہم بھی پھنسے اب کیا کرین اس اثنا مین **سرہنگ** سیاہ پوش بنا ہوا قنات پھاڑ کر اندر آیا چاہتا تھا کہ **چالاک** سے پوچھے کہ پاؤن اُس کے بھی زمین مین جم گئے اس نے بھی کہا کہ اے برادر ہم بھی اسیر ہوے اب تینون عیار غل مچانے لگے کہ دوڑو ملکہ کو چودہ نے گھیرا ہے ساحر جو دور دور ملکہ کے حکم سے اترے ہوے تھے وہ دوڑ آئے اور سب نے ملکہ کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اس کی جب آنکھ کھلی تین عیار گرفتار دیکھے ہنسی اور کہا کہ کیون موذی اب بتاؤ کہ تمھارا کیا حال کیا جائے خیر جب مین تمھارے سردارون کو مارونگی اسوقت تم کو بھی قتل کرونگی یہ کہہ کر حکم دیا کہ زندان مین ان کو لیجاؤ ساحران کو بھی قید خانے مین لے گئے اور جہان سردار قید ہین وہین اسیر کیا غرضکہ جب رات گذر گئی اور سپیدہ سحر نے باختر سے پھیلنا شروع کیا کہ **بیت** چہ بگذشت ہیئہ گردون سپہر دور فرخندہ خورشید نمود صبح کو **لقا** تخت نکبت پر بارگاہ مین بیٹھا تمام لقا پرستون اور ساحرون اور بہادرون سے دربار معمور ہوا **نازک چشم** بھی حاضر ہوئی سجدہ کرکے ڈنگل پر بیٹھی عیارون کا شب کو گرفتار ہونا

کہا بختیارک سارا ماجرا سنکر گویا ہوا کہ اے ملکہ تم بڑی صاحب نصیب ہو جو عیار گرفتار ہوئے اب انکو زندہ نہ رکھو اس نے کہا ملک جی آج طبل جنگ بجوا کر حمزہ کو اور بادشاہ کو کل پکڑ لاؤن تو پھر سب کو راہ عدم دکھاؤن بختیارک نے کہا حمزہ کا جبتک مقابلہ نہیں ہوا اس وقت تک خیر ہی ادھر اس کا سامنا ہوا اور تم نہیں اس نے کہا مین آج اسکی بھی تدبیر کرتی ہون یہ کہکر اور تا دیر بھہر کر اپنی بارگاہ مین آئی ایک جگہ لیپ کر سحر کرنے بیٹھی و گیار کی صورت کھڑی کر کے منتر پڑھنے لگی ملازمون کو خوف عیاران سے باہر نکالدیا تھا یہ تو اس کام مین مصروف ہے اور بارگاہ لقا مین جشن ہو رہا ہی ناچ اور شراب کا جلسہ ہی ہر شخص فرط عشرت سے مست و لا یعقل بنا ہی لشکر اسلام مین بادشاہ سریر جہانبانی پر متمکن ہین اور باقیماندہ سردار حاضر دربار ہو کر گرد شاہ حلقہ فگن ہین امیر بھی مسجد سے آکر دنگل آصفی پر جلوہ گستر ہوئے ہین کہ ابو الفتح نے تمام حال رات بھر کا عرض کیا بادشاہ نے اسیری عیاران پر افسوس فرمایا پھر نظر بر فضل کریم کارساز کر کے چپ ہو رہے جب دن زیادہ آیا تو اب ناظر نے آکر عرض کیا کہ حضور کے دوست شاد و دشمن پامال رہین ملکہ گردیہ بانو مادر شہزادہ بدیع الزمان نے عرض کیا ہی کہ بسبب مفارقت فرزند کے میرا حال نہایت پریشان ہی چنانچہ حضور آج یہین خاصہ نوش فرمائین اور میرے حال زار کو بھی دیکھین کچھ کیفیت طلسم کی مجھ سے بیان کرین تاکہ دل کو تسکین ہو زیادہ اقبال دولت کی ترقی رہے یہ حال خواجہ سرا سے سنکر امیر اٹھے اور بارگاہ سے نکلکر شبستان گردیہ بانو کی طرف چلے جب بارگاہ پر پہونچے ملکہ نے خبر سنکر استقبال کیا اور دروازہ پر آکر ہاتھ پکڑ کر بائین کرتی ہے چلی اور مسند زر پر لا کر بٹھایا گائین طلب ہوئین سامنے گانے لگین جلسہ باہر و یان سے شبستان مثل گلستان پر از رنگ و بو نگارخانہ چین کو اسکے دیکھنے کی آرزو

نظم

گرفت آن زمان دست شوہر پرست ۔ بر فتند ہر دو بگردار ست
سوخانۂ زرنگار آمدند ۔ بدان مجلس شاہوار آمدند
بہشتی بد آراستہ پُر ز نور ۔ پرستندہ بر پای دہ پیش حور
ابا یارہ و طوق با گوشوار ۔ ز دیبا و گوہر چہ باغ و بہار
عقیق و زبرجد ز در ریختند ۔ مے مشک و عنبر برآمیختند
بیاراسے چینی بیار استند ۔ طبقہائے زرین بپیراستند

ملکہ نے بعد کھانا کھانے کے حال طلسم پوچھا امیر نے ملکہ کی تسکین فرمائی اور کہا لڑائی طلسم مین ہو رہی ہی عمرو تدبیر کرنے سنا ہی کہ اور کسی طلسم مین گیا ہی تم گھبراؤ نہین بیٹا تمھارا مع الخیر آیا چاہتا ہی یہ فرما کر ہمراہ ملکہ دروازہ تک شبستان کے آئے پھر ملکہ کو رخصت کر کے آپ جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوئے وہان ملکہ نازک چشم کا سحر پورا ہو چکا تھا امیر بارگاہ سلیمانی تک نہ پہونچے تھے کہ سحر نے تاثیر کی

کلیجے مین شدت درد کی ہوئی اسی جگہ جگر تھام کر بیٹھ گئے بیسا دل چوبدار خدمتگار جو ساتھ تھے انھون نے غلغلہ
کیا پہلوان عادی درگہ سالار بارگاہ دروازہ بارگاہ پر بیٹھا تھا اسنے جاکر بادشاہ سے عرض کیا شاہ اور
تمام سردار دوڑے آئے ہوادار پر ڈال کر سمت بارگاہ سلیمانی لے چلے امیر کے چہرے کی رنگت نہایت
متغیر ہی یقین ہو کہ روح قالب سے پرواز کر جائے اور بیہوش ہین سردار بارگاہ سلیمانی مین اسلیے نہ لائے
کہ وہان دربار عام ہی ہر وقت افسران فوج کی آمد و رفت ہی اژدہام ہی امیر کو زیادہ بیچینی ہوگی پس
بارگاہ حشامی متصل بارگاہ سلیمانی تھی اس مین لاکر پلنگڑی پر لٹادیا اور خواجہ بزرجمہر کے بیٹون کو بلوایا
خواجہ زادون نے آکر بادشاہ کو نذر دی پھر تختی پر قرعہ پھینکا اور بہ نیت صحت امیر زائچہ کھینچا جب سب ا
شکلین رمل کی سولہ گھر مین رمل کے بھر چکے تو خانہ بیماری اور صحت پر نظر کرکے خوض کرنے لگے بعد سعادت
و نحوست اشکال دریافت کرنے کے سر اٹھایا اور کہا کہ اُن پر سحر کیا ہی اور سحر نے انبیاء تک پر اثر کیا ہی
یہ تو مالک اسم اعظم ہی ہین اور اگر مالک اسم اعظم نہ ہوتے تو ہلاک ہو جاتے کچھ دن علیل رہکر اچھے
ہو جائینگے ان کو بارگاہ سلیمانی مین لے جائیے وہان سحر اتر جائیگا اور ہر طرح سے اچھے رہینگے مگر ایک غفلت
مزاج پر ایسی طاری ہوگی کہ جس کے باعث سے اسم اعظم نہ پڑھ سکین گے یہ بیان خواجہ زادون کا سنکر
سب نے جانا کہ اسم اعظم بھلانے کے لیے نازک چشم نے سحر کیا ہی غرضکہ خواجہ زادون کو خلعت دیکر رخصت
کیا اور امیر کو بارگاہ سلیمانی مین لاکے دعائین اور آیتین صحیفۂ ابراہیمی کی پڑھ کر دم کین کہ درد جگر موقوف
ہوا اور امیر نے آنکھ کھولی بعد کچھ دیر کے اچھے ہوگئے مگر طبیعت کی وہ کیفیت ہی کہ جیسے کوئی کچھ بھول جاتا ہے
چہرہ پر اُداسی ہی جب بیٹھے ہین اگر کوئی کہتا ہی کہ یا امیر اسم اعظم پڑھیے تو اسکو کچھ جواب نہین دیتے یہان تک
یہ کیفیت ہی اور ادھر نازک چشم سحر کر چکی اور اسکو بھی حالت امیر کی کیفیت پیر سحر کے بتلا چکے اس وقت
اس نے کچھ نقش سامری کے لکھے اور ان کو شیشے مین بند کرکے اپنے جھولے مین وہ شیشہ رکھ لیا اور
اس سحر کی یہی لاگ رکھی کہ جبتک اس شیشے مین سے یہ نقش نکالکر چاک نہ کیے جائین اُس وقت تک
امیر کی ویسی ہی حالت رہے جیسی اب ہی غرضکہ جب یہ درستی ہو چکی دو پہر کو آرام پذیر ہوئی اور سپہر
کے دربار مین بارگاہ افق مین آئی میخواری کیا کی جب شام تیرہ فام کے بال پکڑکر ترک روز نگار نے پیرا
پردہ ظلمت سے باہر نکالا اور لب ماہ نے دندان انجم سے خون کا نسہ خورد و نوش کیا کہ بقضاے نظم

ہمہ روز آن ساز گردش تمام
در آمد دم نالہ کرناے

چہ پرداختہ شد بہنگام شام
بر قیض [illegible] پیلان جنگی زجاے

نازک چشم نے نفیر سحر بجائی ساحرون مین تیاری جنگ شروع ہوئی ہرکارون نے بادشاہ اسلام کو بعد
دعا و ثنا کے ارادۂ کفار سے مطلع کیا اس طرف نقارہ حرب بجا بہادرون مین صداے طبل رزمی آواز
کوس رحیل سنائی دی ہر طرف سے انتشار و پریشانی پھیلی کہ دیکھیے کل انقلاب فلک کیا صورت دکھاتا ہی

کس کو تخت سلطنت دیتا ہی اور کس کو تختہ تابوت پر سلاتا ہی کس لیے کہ مالک اسم اعظم آپ مین نہین ہین اور سردار بہت سے قید مین ساحرون سے سامنا ہی منچلے کہتے تھے کہ کل ہی لڑائی کا سامنا ہی دشت تیرہ خاک کو خون سے رنگین کر دینگے پیکر مردگان سے صفحۂ زمین کو نگار خانہ چین کر دینگے نام عدو کا نشان مٹادینگے نقشہ فتح و ظفر جما دینگے ہر طرف سے رلاودان سپاہ جمع ہونے لگے دل بادل اُمڈنے لگے اس دریاے لشکر سے وہ ابر سیاہ جوش مار کر اُٹھا جو تیر و شمشیر برسائے گا زمین کو دریاے خون بنائے گا اس طرف ساحر اور لقا پرست خوشی کرتے تھے اور ہتھیار تن پر سجتے تھے کوئی ساحر توے کی سیاہی منھ پر ملتا تھا لاگ اُسکی رکھتا تھا کہ جب وہ شخص منھ کالا کرے دن کی رات ہو جاے سیاہی لشکر حریف پر چھا جاے کوئی ساحر چھپکلی کی دم کاٹ کر اور اُس کے سامنے برہنہ ہو کر ناچتا تھا جبتک وہ تڑپتی تھی آپ بھی اوندھا سیدھا ہوتا حرکات بیہودہ کرتا اسلیے کہ جب اُس دم کی بتی بناکر چراغ روشن کرون حریف بھی وہی حرکات کرے جو مین نے اسکے سامنے کیے ہین غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب دم مثل خاطر یاران جنگ روے روزگار دشمن ہوا اور حوصلہ بہادران کی طرح آفتاب دل کوہ خاور سے نکلا کہ ابیات

چو بنمود خورشید رخشان کلاہ
چو سیمین سپر گشت رخسار ماہ
بترسید ماہ از پے گفتگوے
بخم اندر آمد بپوشید روے

دم سحر باقی سردار در دولت شاہ جمجاہ پر حاضر ہوے امیر بنا پر عادت قدیمہ کے سجدہ کر پاس ہین تھے غوغاے لشکر سنکر برآمد ہوے اشقر حاضر تھا سوار ہو کر جلو خانہ بادشاہ مین آئے شاہ نصفت نشان اس خیال سے کہ امیر بد حواس ہین سویرے برآمد ہوے اور تخت شاہی پر تاج رکھکر آلات حرب سے آراستہ ہو کر مرکب خنگ سبہ قیطاس پر سوار ہوے سردارون نے مجرا کیا امیر نے بھی ان کو سلام کرتے دیکھکر ہاتھ اُٹھایا پھر مرکب شاہ کے برابر اپنا گھوڑا کر دیا سردارون نے ان دو نو تنکو قلب لشکر مین لے کر قدم سمت میدان بڑھایا نقارے بجنے لگے علمدارون نے پھریرے علمون کے کھولدیے پھر تو اس کر و فر سے لشکر چلا کہ ترک فلک بھی جسکو دیکھکر چکر مین آگیا کہ ابیات

ہمی رفت آن شہ میان دو صف
یکے تیغ ہندی گرفتہ بکف
یکے چتر ہندی زسر تا بپاے
گرفتہ ہمہ چتر بر ہماے
بیامد سوے میمنہ سی ہزار
سواران گردن کش و نیزہ دار
سوے میسرہ سی ہزار دگر
کمان برگرفتند و چینی سپر
پس پشت و دست چپ و دست راست
ہمی رفت یا اندران سو کہ خواست
بدین ساز و چندین سوار دلیر
سرافراز ہر یک بکردار شیر
برفتند و برخاست آواے کوس
ہوا تیرہ گون شد زمین آبنوس

جب جاے مصاف پر پہونچے دیکھا کہ نقابِ فوج ساحران اور مبارزان بڑے شان و شوکت سے داخل دشت ہوا رہے ہوا فوج ساحران سے سیاہ ہو گیا نازک چشم نے آنکے صفوف آرائی کرائی اور فوج ساحران مثل ورمثل جمائی بعد ترتیب لشکر نقیب پکار رہے ترغیب جنگ بہادرون کو دے کر للکار رہے کہ خبردار ہمت نہ ہار نا سر جائے مگر شجاعت مین فرق نہ آئے سرنگون ہو کر عدو کو مارنا جب یہ کہکر نقیب ہٹے نازک چشم طاؤس سحر پر سوار ہو کر خداوند کو سجدہ کر کے وسط میدان مین آئی اور مبارز خواہ ہوئی ادھر بہادرون مین سے کوئی نہ نکلا تھا کہ امیر کے دل مین اُسی عالم بدحواسی مین یہ ترنگ آئی کہ خود بمقابلہ اس ساحرہ کے چلنا چاہیے پس اشقر کو مہمیز کر کے روانہ ہوے تمام سرداردوڑے اور عرض کیا کہ آپ کہان جاتے ہین ہم جان نثار کس دن کے لیے ہین امیر نے سردارون کو نگاہ غضب دیکھا اور اُدھر بادشاہ نے بھی سردارون سے کہا کہ آئین لشکر اسلام کے خلاف ہی کہ کوئی بہادر قصد جنگاہ کرے اور اس کو اجازت نہ ملے اب ان کو نہ روکو ان کے لیے دعاے فتح و ظفر درگاہ خدا سے طلب کرو سردار تمام رکے اور بادشاہ عالیجاہ تاج ہاتھون مین لے کر بخشوع و خضوع رخ جانب کعبہ اکرم کر کے خداے قادر و توانا کی درگاہ مین دعا کرنے لگے اور سردار آمین کہتے تھے کہ

نظم

تو ہے معبود یکتا دو جہان کا | تو ہے خالق زمین و آسمان کا
تو ہی ہے حاکم ارواح و اجسام | تو ہی ہے باعث آغاز و انجام
جو تیرے فیض سے ہر شے ہی موجود | ترے ہی حکم مین ہے بود و نابود
امیر لشکر اسلام یارب | بچے اس ساحرہ کے سحر سے اب

دعا ان کی بدرجہ استجابت پہونچی یکایک فلک پر ایک بجلی چمکی اور تاریکی دونون لشکرون مین ہو گئی سب کی آنکھین بند ہو گئیں پھر جو آنکھ کھلی پشت اشقر پر امیر کو نہ پایا اور وہ سیاہی بھی دفع ہو گئی اہل اسلام حیران ہوے کہ یہ کیا ماجرا گذرا پھر خیال مین آیا کہ نازک چشم نے سحر سے گرفتار کر لیا ہی مگر نازک چشم نے پکار کر کہا کہ اے مسلمانان تم نے بھی ساحرہ عیرہ کمینگاہ مین رکھے ہین کہ وقت پہ وہ تم کو بچا لے جایا کرتے ہین خیر امیر میرے ہاتھ سے کہان چھپکر جائینگے مسلمانون نے یہ سنکر لعن و طعن کی کہ او فتجہ کار اسلامیان و غاشعاری نہین ہی یہ کام تمھین جادوگرون اور شیطان پرستون کا ہی کہ مکاری کرتے ہو نازک چشم کو یہ کلمہ سنکر غصہ آیا اور ایک نارنج سحر پڑھکر سمت آسمان اچھالا وہ برشے ہوا جا کر شق ہوا اور اُسمین سے دھوان نکلا باعانت ہوا وہ دھوان مثل ابر اہل اسلام پر چھا گیا اور تمام لشکر مین تاریکی ہو گئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ معلوم ہوتا تھا اسی تاریکی مین اس نے اور ایک تازیل مارا کہ پھر ایک لکہ ابر پیدا ہوا اور اُس مین سے پتھر اور گولے فولادی برسنے لگے لشکر اسلام مین تہلکہ پڑ گیا بہادرون نے سپر ونکا سر پر سایہ کیا اور ہزارہا سپر سر پر بادشاہ کے اڑ گئی اب یہ حال ہی کہ انجمن عالم مین

شمع آفتاب صرصر حوادث نے گل کر دی ہے زمانے مین مثل قلب بے دین سیاہی ہے وہ پریشانی ہے کہ شاہد روز نے مثل زن سوگوار بال اپنے کھول دیے ہین یا آہ مظلومان کا دھوان اس دشت مین یا چاہ بابل سے دھوان آکر پھیلا ہے فلک زنگاری نے آج ہی تو ظلم کرنے کا حوصلہ نکالا ہے یا جہنم کا در کھل گیا ہے العیاذ باللہ اس تاریکی مین یہ اور اندھیر ہوا کہ پتھر اور رگوڑے برستے تھے فلک سنگدل کے جور سے لوگ جان بچا نہ سکتے تھے کچھ لوگ سمت بارگاہ سلیمانی بھاگے تھے کچھ ہاتھی اور اشترون کے پیٹ کی آڑ مین ٹھہرے تھے بہت صحرا کے غار اور تنہ ہاے درختان کو ماوا و ملجا بنائے تھے جیسے شیر کچھار مین یا اژدر غار مین رہتا ہے یا طائر زیر برگ چھپتا ہے اس طرح اہل اسلام چھپے تھے اور اس آفت مین دمبدم ترقی ہوتی تھی کہ بمقتضائے

نظم

یکے خیمہ زد بر سر از دود تار — سیہ شد جہان چشمہا گشت تار
زگردون بسے سنگ بارید وخشت — پراگندہ گردید لشکر بہ دشت
خورد خواب و آرام گہ تنگ شد — توگفتی کہ روے زمین سنگ شد
تبہ شد بسے مردم و چارپاے — یکے راند بد خنگ جنگی بجاے
ہمہ گنج تاراج ولشکر اسیر — جوان دولتے نیز برگشتہ پیر
بسے راہ صحرا گرفتند پیش — ز ورد شہنشاہ دل گشتہ ریش

بادشاہ اسلام دست بقبضہ شمشیر تھے مگر بوجہ تاریکی مجبور ہو کر پشت دست کاٹتے تھے آخر مصروف دعا ہوئے کہ اے خداے برحق تو بمصداق تولج اللیل فی النہار وتولج النہار فی اللیل چاہے تو رات کو دن اور دن کو رات کر دے ہمپر سے یہ بلا دفع کر کے ہمکو فتح عطا کر اس دعا سے مقلب القلوب نے قلب تازک چشم پھیر دیا یعنے دن بھر تو یہ آفت اس نے برپا رکھی جب مثل بخت شوم بختان اصل مین وقت تاریکی شب آیا اور آفت نے یہ آفت دیکھکر خوف کورچشم ہونے سے غار مغرب مین اپنے تئین چھپایا

نظم

درین وادی بود کر روی دشت — خروشے برآمد کہ مہ تیرہ گشت
کہ شد روز تاریک و بیگاہ گشت — زجنگ یلان دشت کوتاہ گشت

شام ہوتے ہی تازک چشم نے رد سحر اپنا کیا اور جہان روشن ہوا وہ سنگباری کم ہوئی اسنے پکار کر نہیب دی کہ اے اسلامیان دیکھا تم نے قدرت خداوند لقا کو کہ دن رات ہو گئی تھی اگر آج تم نے مشورہ کر کے اطاعت اگر خداوندی نہ اختیار کی تو اس سے زیادہ روز سیاہ دیکھو گے اور برے حال سے مارے جاؤ گے لندھور جانشین امیر کو یہ لاف وگزاف برا معلوم ہوا اور پکارا کہ اے تیرہ بخت ایسے ایسے قران صعب لشکر اسلام پر بہت آ چکے ہین تو کیا گیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس گرز گران سے تیرے سر کو مین کچلون گا یہ کہکر گرز سترہ سو من کا اٹھایا اور اسکو ہاتھ بلند کر کے دکھایا اسنے ایکدپٹڑا یا

جھولی سے خاک کی نکالکر اُسکی جانب اڑادی اُسکے ہاتھ کو جنبش ہونا موقوف ہو گئی جس طرح اونچا تھا
اسی طرح بلند رہگیا اور راس نے ہنسکر کہا کہ بس گرزنی تونے دیکھی بہتر یہ ہی کہ خداوند کو آکر سجدہ کر
آج مین چھوڑے دیتی ہون پھر بغیر قتل کیے باز نہ آؤن گی یہ کہکر سحر پڑھا کہ ہاتھ اسکا مثل اصل ہوگیا
اور راس نے طبل امان بجوادیا بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ لشکر سب تباہ ہوگیا ہی ایک لاکھ آدمی جان
سے اس پتھر کے برسنے مین ہلاک ہوگیا ہی اور کئی لاکھ زخمی پڑا تڑپتا ہی بہت سا لشکر بھاگ گیا ہزارہا
شتر و اسپ و فیل کام آیا ہی جہان تک نگاہ کام کرتی ہی مردہ ہی مردہ آدمی نظر آتا ہی یہ حال دیکھکر
اشک حسرت گرائے اور اشقر دیوزاد کو تلاش کیا اُسکا لاشہ میدان مین نہ ملا سمجھے کہ جب امیر کو کوئی لیگیا
اور اندھیرا ہوا تو اشقر صحرا کی طرف غم مین اپنے راکب کے نکل گیا ہوگا غرضکہ بادشاہ نے کئی ہزار کیا لاکھون
بیلدار طلب کرکے گڑھے کھدواکر گنج مقتولان کرایا اور جانورون کی لاشون کو بھی کوہستان مین گڑوادیا اسلیے
کہ تداغ و زغن ان کا گوشت کھائین گے اور انکا ہجوم دیکھکر سب بے دین ہنسینگے کہ اہل اسلام کے یہان
لاشین چیل کوے کھاتے ہین غرضکہ پہر رات تک اسی کام مین مشغول بدل رہے جب میدان لاشون
سے پاک ہوچکا اس وقت نالان و گریان بارگاہ مین تشریف لائے اُسوقت اہل لشکر کی گریہ و زاری
دیکھی نہ جاتی تھی خصوصاً وہ عورتین جن کے وارث مارے گئے تھے اس طرح بلک بلک کر روتی تھین کہ
دل سنگ آب ہوتا تھا ایک ہنگام عظیم برپا تھا کسی نے بال پریشان سنبل پریشان کیے تھے کسی نے
طمانچون سے رخسار رپستان سوسن نیلے بنائے تھے کوئی گریبان برنگ گل چاک کیے تھی منھ پر خاک
ملے تھی کسی کی فغان تا بہ آسمان پہونچی تھی کسی کی فریاد سے زمین کی چھاتی درکی تھی کہکشانکا سینہ شق
تھا ستارون پر فلک کے دیدہ پرخون کا گمان تھا یا فلک کے آنسوؤن کا شبہ ہوتا تھا خلاصہ یہ کہ زمین
و آسمان روتا تھا کہ

ابیات

خروشے برآمد چنان از سپاہ — کہ خورشید بر چرخ گم کردہ راہ
پس پردہ ہا کودک و مرد و زن — یکے گریہ زار و بر انجمن
خروشیدن نالہ و آہ بود — بہر برزنے ماتم شاہ بود
سران سر نہادند یکسر بخاک — جہان جامہا کردہ زین درد چاک
زمین سر بسر لرزہ اندر گرفت — بزرگان ازین ماندہ اندر شگفت

بادشاہ صف ماتم پر بیٹھے تھے خادمان محل کا رونا پیٹنا سنکر روتے تھے اُسوقت خواجہ زادے بھی
برائے تفتیش حال و بدستور شراکت رنج و ملال آئے تھے اُنھون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اے شاہ
گردون بارگاہ بنا بر ترقی خواہی اور دولت سگالی ہم عرض کرتے ہین کہ دن لشکر اسلام کے بہت سخت مین
ستارے بسبب بنظر دشمنی آگئے ہین سعد ستارون کو حضیض و نکبت و وبال ہی جو ستارہ ہی وہ نظر تثلیث سے

مقابلہ مین جا پڑا ہی سب کا حال بُرا ہی آپ مع لشکر کے کوچ کر جائیے اور تا ظاہر ہونے امیر کے مخفی رہیے انشاءاللہ امیر بفتح و فیروزی بنہایت شان و شوکت سے آئینگے اور ہمت جلد دشمنون کو آکر راہ عدم دکھائینگے بادشاہ نے فرمایا کہ استغفر اللہ یہ کبھی نہ ہوگا کہ مین دشمن کو پشت دکھاؤن اور میدان نبرد سے ہٹ جاؤن لڑنے سے منہ چھپاؤن مین وہ ہون کہ بموجب بیت ؎ زنت ست بر آسمان زندہ کس + ہمان بہ کہ در جنگ کوشیم و بس + خواجہ زادون نے جب دیکھا کہ بادشاہ یہان سے قدم نہ ہٹائینگے براہ خیر خواہی پھر عرض پیرا ہوئے کہ اے شہنشاہ بیت ؎ سرت سبز بادا مین و جان درست + مبادا کیانی کمرگاہ سست + اگر آپ تشریف نہ لے جائیے تو ناموس امیر اور جملہ سراپردگیان عصمت کو ہمراہ کسی سردار عالی نژاد کے کسی جاے امن مین بھیجدیجیے اور اثاثۂ صاحبقرانی مثل بارگاہ اور علم اور جھانجھ و نقیر وغیرہ کو بھی روانہ کردیجیے کیونکہ خدانکردہ اگر کوئی اور زمانہ پیش آیا ناموس کے آبرو جانے کا خیال ہے اور اثاثۂ صاحبقرانی کے برباد ہونے کا اندیشہ ہی بادشاہ کو یہ راے دینا انکا پسند آیا اور اُسی وقت کرب غازی کو بلا کر فرمایا کہ بارگاہ سلیمانی وغیرہ لے کر مع ناموس کے یہان سے چلے جاؤ اور سات کوس پر یہان سے ایک پہاڑ ہی سنگ مرمر کا سفید وہان ٹھہرو شہزادہ کرب ازبسکہ دار وغہ بارگاہ سلیمانی ہی اسکو کچھ عذر بن نہ آیا کیونکہ اگر جانے مین تامل ہوگا تو خوف تاراجی بارگاہ و ناموس ہی اس لحاظ سے اٹھالا بارگاہ کا بار کرا کر اور سب عورتون کو سوار کرا کے اسی رات کو سمت کوہ مرمر روانہ ہوے بادشاہ بارگاہ مین حضرت دانیال کے تشریف فرما ہوئے رسالہ دار کمیدان اور مشیران السلطنت وغیرہ براے زینت و شوکت حاضر دربار رہے عیار بہت سے براے حفاظت ناموس ہمراہ کرب گئے اور بہت سے یہان حاضر رہے اس جگہ تو یہ ماجراے غم و اندوہ رہا لیکن اس طرف جو نادک چشم پھر کر گئی لقا کی بارگاہ مین بصد عشرت و تجمل پہ جلوہ فرما ہوئی اور حکم جشن مسرت دیا تاج ہونے لگا شراب ارغوانی کا دور چلنے لگا وہ جشن نشاط جو جمشید نے بھی نہ کیا ہوگا یہان آغاز ہوا وہ محفل انبساط جو کیخسرو کیقباد نے بھی آراستہ نہ کی ہوگی یہان ترتیب دی گئی اس خوشی کا بیان اندازۂ ترقیم سے باہر ہی یہ اشعار حسب حال جشن کے ہین کہ

ابیات

سران سپہ را سراسر بخواند — بخوبان گرانمایہ شان برفشاند
سزاوار شان گفت ناخواستہ — بیادر و گنجور آراستہ
ہمہ بوم از دیبہ رنگ رنگ — زگوہر منقش چو پشت پلنگ
نواے مغنی و آوا از رود — روان را ہمی داد گفتی درود
زخوبان ہمہ بزم گہ چون بہشت — تو گفتی کہ رضوان بہ لالہ گشت
ہم اندر بر کلار نہ زنگار — بہ یکبار رامش گرفتند کار

اسی عشرت مین بختیارک نے نازک چشم کی صورت دیکھ کر رونا شروع کیا اس نے گھبرا کر پوچھا کہ ملک جی خیر تو ہی کیون روتے ہو اس نے جواب دیا کہ تم کو روتا ہون افسوس کہ یہ صورت خاک مین ملجائیگی ہائے یہ پیارا نقشہ طعمۂ آتش ہوگا اے ملکہ مسلمانون کی ایک دن شکست ہوتی ہی تو دوسرے روز بدوان کی آسمان سے مثل باران کے پیدا ہوتی ہی اور زمین سے بسان مور چگان ظاہر ہو کر عدو کو خاک مین ملاتی ہی تمنے بادشاہ لشکر اسلام کو زندہ ناحق رکھا کل لشکر کا آج ہی خاتمہ کرنا تھا اب امیر کو جو کوئی اٹھا لیگیا ہے وہ ان کو بعزت تمام یہان لائیگا اور وہ آکر تم کو قتل کرینگے کوئی بیٹا پوتا امیر کا کہین سے آئیگا اور لڑائی کو فتح کریگا بہر صورت ہم پھر بھاگتے پھرینگے خداوند کو زحمت ہوگی اسباب لوٹ مین برباد ہوگا ایسا کچھ سامان نظر آتا ہے مین جو کہتا ہون اسمین کچھ فرق نہ ہوگا نازک چشم یہ تقریر سنکر ہنسی اور کہا ملک جی کوئی ایسا پردۂ دنیا مین ہی جو مجھ کو قتل کرے میری قضا پیدا نہین ہوئی بادشاہ کو جب میرا جی چاہے گا قتل کرلون گی مثل مشہور ہے کہ زندہ را نمیتوان زد اچھا تمھاری خاطر سے مین توقف نہ کرون گی کل ہی سب کا خاتمہ کردون گی طبل جنگ بجوا کر اگر خوف کھا کر بادشاہ حاضر خدمت خداوند ہوے تو بہتر ہے اور اگر تہ آئے تو سزا اپنی اپنے کنار مین دیکھین گے یہ کہہ کر حکم دیا کہ کوس حربی پر چوب پڑے بموجب فرمان عیار دوڑے اور نقارخانہ جمشیدی مین جا کر طبل بجایا صدا اس کی تمام ساحرون کے کان مین پہونچی پھر تو نفیر اور جلاجل اور قرنا وغیرہ بجنے لگین

نظم

تبیرہ بر آمد ز ہر دو سپاہ	شد از گرد خورشید رخشان سیاہ
سپرہا بدست اندرون بیشہ شد	دل نامدار پر اندیشہ شد
بفرمود تا لشکر آراستند	مر آن رزم را بزم پنداشتند

یہان کلباد و گلباد عراقی نسیم بن عمرو قیسم بن عمرو بصورت مبدل حاضر تھے چنانچہ ان چارون عیارون نے یہ کلمات لاف و گزاف اس ساحرہ کے سنتے باہم مشورہ کیا ہم مین سے دو عیار خدمت بادشاہ مین جا کر حال نواخت طبل جنگ بیان کرین اور دو یہین ٹھہر کر اس قحبہ کو جس طرح ہو سکے گرفتار کرین غرضکہ دو عیار تو روانہ ہو گئے اور دو ٹھہرے ہوے تھے کہ نازک چشم کو پیشاب کرنے کی ضرورت ہوئی کنیز سے اس نے حکم دیا کہ آفتابہ چوکی پر رکھ آئے عیارون نے جو یہ سنا بارگاہ سے نکلکر اسکے پہلو مین چوکی لگی تھی اور قنات کھڑی تھی آئے اور اسی قنات کے پس پشت چھپ رہے اس عرصے مین ایک کنیز آفتابہ لیے اور دوسری روشنی دکھاتی ہوئی اور نازک چشم چوکی پر آئی کنیزین باہر دروازہ پر ٹھہرین اور یہ رفع احتیاج کرنے لگی عیارون نے سراچہ چاک کرکے ایک طرف سے ایک نے اندر دوسری طرف سے دوسرے نے منھ نکالا نازک چشم نے پہلو کی طرف آہٹ جو پائی پھر کر دیکھا اور کہا تو کون ہے کہ ادھر کے پہلو پر سے دوسرے نے کمند ماری اسنے ادھر پھر کر دیکھا کہ ساتھ ہی بیضۂ بیہوشی

ناک پر مارا کہ اُسکو چھینک آئی اور بیہوش ہوگئی عیاروں نے اُسی جگہ اُس کو مثل گٹھری کے باندھ کر سر پر رکھا اور وہان سے نکلکر روانہ ہوے ازبسکہ ساحر کی صورت بنے ہوے تھے لشکری سمجھے کہ ملکہ نے کچھ کہین بھیجا ہوگا اس وجہ سے مزاحم نہ ہوے اور یہ بخوف و خطر لشکر سے نکلکر اپنے لشکر مین آئے اور خدمت شاہ مین پہونچکر پشتارہ رکھدیا اور عرض کیا کہ ایسا کچھ لاف وگزاف کرکے اس بیہودہ نے طبل جنگ بجوایا تھا کہ ہم پکڑ لائے بادشاہ نے ان کو خلعت دیا اور فرمایا کہ ستون سے باندھکر اس کو ہوشیار کرو عیارون نے اس کو باندھا مگر قسمت جو بری پرتھی سوزن زبان مین دینا بھول گئے فتیلہ رفع بیہوشی دیدیا بارگاہ سلیمانی بھی نہ تھی کیونکہ وہ ہمراہ کرب جاچکی ہے بس جیسے ہی اُسکو ہوش آیا اور اپنے تئین بندھا پایا آنکھ بند کرکے کہا کہ شاید خواب دیکھتی ہون بادشاہ نے فرمایا کہ اے نازک چشم کیا کہتی ہے شناخت خداے تعالی جلشانہ مین یہ کلمہ سنکر وہ چونکی اور سمجھی کہ قید ہوآئی ہون بس ایک قہقہہ مارا اور ازبسکہ زبان قابو مین تھی ایسا سحر پڑھا کہ رسن جل گئی اور اس نے پرواز کی بلندی پر جاکر پکاری کہ اے اسلامیان بھلائی کی سزا مین نے پائی تھی کہ جو تم کو زندہ چھوڑ دیا تھا سچ ہے دشمن پر رحم کرنا کسی وقت مین اچھا نہین خیر اب صبح کو ملک الموت کا اور تمھارا سامنا ہے یہ کہکر اپنے لشکر مین آئی یہان جب اس کو بیت الخلا مین عرصہ ہوا تھا تو کنیزین متلاشی ہوئی تھین اور بختیارک بھی مطلع ہوا تھا بارگاہ لقا مین نوحہ دشمنون کا ہنگامہ برپا تھا کہ یہ جاکر پہونچی اور حال بیان کیا سب خوش ہوے اور بختیارک نے کہا اے ملکہ تم بڑی قسمت کی زور آور ہو جو بچ آئین ورنہ کوئی آج تک اُنکی قید سے چھوٹا نہین اس نے کہا ملک جی تم سچ کہتے تھے یہ مسلمان سرکشی سے باز نہ آئینگے کل مثل حرف غلط انکو صفحہ ہستی سے مٹادونگی اور بسان نقش برآب بحر زندگی سے کنارے لگادونگی یہ کہکر بزور سحر بخوف عیاران غائب ہوگئی اور بادشاہ نے کہ اول خبر نواخت کوس رزم سن چکے تھے اپنے یہان بھی حکم طبل بجنے کا دیا اور فرمایا کہ دیکھون کل مشیت ایزدی مین کیا گذرتا ہے کہ بیت

بیچارہ ندانم بعالم کہ زیست ٭ بخندم بدانگہ کہ باید گریست ٭

غرض طبل شاہی پر چوب پڑی لشکر مین ہلچل پڑی جو لوگ بزدل تھے وہ رات ہی سے بھاگ گئے پلٹنین اور رسالے بطور مخفی کوچ کرگئے کہ میان جان ہے تو جہان ہے نوکری اور کہین مل رہیگی تلوار کی آنچ ہم سے نہ سہی جائیگی جو بہادران روزگار شجاعت شعار تھے اُنھون نے غسل کیے اور کفن سر سے باندھے مشت خاک اٹھاکر گریبان مین ڈالی کہ یہی خاک لحد ہوگی اپنے اپنے اعتقاد کو تازہ کرکے ایک دوسرے کو کلمہ کا گواہ ٹھہرانے لگا مرنے پر دل کو آمادہ کیا شمشیر بازی کو جانبازی سمجھا کہ مثل اطفال خورد سال کل اسی سے بازی کرینگے ہارے کھیلنے سے دہان زخم ہنسینگے لب سوفار اور کلہ عمود سے شاباش کی صدائین نکلینگی ہر طرف اس جسم خاکی کے گھروندے خون سے رنگین کرینگے بوٹے زخمون کے بنائینگے چار دیوار عناصر کو ڈھائینگے قالب بیجان بناکر کھلونے کردینگے اپنے سامنے مٹی کو حریف کا پتلا سمجھینگے غرضکہ یہی گفتگو ہر سمت تھی یہی آرزو جان و دل ہر یک سخت ورد زبان ہر صاحب

تھے ہتھیار صاف ہوتے تھے سامان مصاف ہوتے تھے ہنگامہ برپا تھا کہ ابیات

خروشے برآمد ز اسلامیان — ببستند بر کین ہر دو میان
چنین گفتگو داشتند آن ہمہ — کہ اے نامداران و مردان ہمہ
ببندید دامن بدامن درون — کہ اند دشمن خود بریزیم خون
اگر ما برین برد رنگ آوریم — ہمانا کہ نیکو بہ تنگ آوریم
بہ پیکان بدوزیم زرہ بر برش — ببندیم ستوران بکوبیم سرش
ز خونش ہمہ خاک گلگون کنیم — بر داغش بشمشیر بیرون کنیم
خروش آمد از دشت آوای مرد — کہ گفتی بدرید دشت نبرد

غرضکہ تمام رات یہی غلغلہ رہا جب زوال ساحرہ شب کا زمانہ قریب آیا اور آفتاب بسان فوج اسلام پیشانی زاہد سحر سے تابندہ ہوا کہ بمقتضاے ابیات

چو از تیرہ شب آن زمان درگذشت — سپہر و ستارہ دگر گونہ گشت
شہنشاہ جنگی در آمد بہ کین — بدین لشکر کشن و شیران چین
یکے تاج زرین نہادہ بسر — چو خورشید تابان بدر و گہر
بپوشید جوشن چو پیل دمان — ببست از پئے جنگ رفتن میان

صبح ہوتے ہی باقیماندہ سرداروں دولت شاہ جمجاہ پر حاضر ہوے بادشاہ شبستان مین تشریف اُس شب کو نہ لے گئے تھے دیکھا تو عیار مسلح و مکمل بیٹھے دعاے فتح و نصرت خدا سے مانگتے ہین سرداروں نے مجرا کیا بادشاہ انکو دیکھکر پشت مرکب پر سوار ہوے باجے جنگی بجنے لگے بڑے کر و فر سے سمت بارگاہ چلے جب وارد دشت قتال ہوے دیکھا کہ گرد تیرہ و تار اُڑی اور سپاہ عدو نمودار ہوئی لقا تاج کئی سو کنگرہ کا پر از زر و جواہر سر پر رکھے قباے زرد و زر پہنے ہاتھی پر زنجیر جواہر نگار پہ بیٹھا اور فرط عشرت سے ہنستا ہوا آتا ہے لشکر بڑی چمک دمک سے ساتھ لاتا ہے جو کوئی ہے وہ اچھی بنا ہوا اُبلا پڑتا ہے اور قہقہہ مار کر خندہ کرتا ہے گرد سیاہ سے آسمان و زمین تاریک ہے ہر نحوست شعار کو وہ روز نیک ہے ایک طرف سے ساحر آکر جمے ہین نارنج اچھلتے ہین غول کے غول اور پرے کے پرے ہین غرضکہ جانبین سے بعد برابر کرنے نشیب و فراز دشت کے اور بعد تھمانے غبار اس خاکدان پست کے صفوف فوج ترتیب پذیر ہوئین اور نقیب نقابت کرنے لگے اس اثنا مین نار زرخ چشم حبشی برعے ہوا پیدا ہوئی اور میدان مین ٹھہری لقا کو سجدہ کیا اور اجازت حرب لے کر بڑھی بادشاہ کو پکاری کہ بھیجیے کسی کو میرے سامنے بادشاہ نے خود چاہا کہ مین بمقابلہ جاؤن لیکن لندھور نے اپنا ہاتھی صف دست راست سے نکالا اور شاہ سے اجازت لے کر چلا ہاتھی اُسکا مثل شب وصل عاشق روان ہوا اور مقابل اُسکے پہونچا پھر گرز کو چرخ دیکر للکارا کہ لے بچیا جو ضرب رکھتی ہو نکال اُس نے یہ سنکر کچھ دانے ماش کے سحر پڑھکر

مارے کہ تمام میدان مین اندھیرا ہوگیا ایک کو دوسرا نظر نہ آتا تھا مگر بسبب سحر کے لندھور کو ساحرہ دکھائی دیتی تھی اور وہ لندھور کو دیکھتی تھی بس جب وہ سحر کر چکی اس نے چاہا کہ گرز لگاؤن ساحرہ نے کہا اے لندھور یہ لمبا اور موٹا ڈیل لے کر مجھ عورت سے لڑنے آیا ہے شرم نہین آئی یہ کہکر ماش سحر کے مارے کہ ہاتھی کے پاؤن زمین مین جم گئے لندھور ہاتھی پر سے کود کر زمین پر آیا اور پکارا کہ اے گیسو بریدہ تیرا مار ڈالنا پہلوانان زمانہ سے بڑھکر ہے کیونکہ پہلوان مین یہ قدرت کہان ہے جو تو آفت کر رہی ہے اور تجھکو خود شرم نہین آتی جو تو مردون کا سامنا کرتی ہے یہ کہکر گرز چکر دے کر مارا ساحرہ تخت پر سے بزور سحر اڑ گئی گرز تخت کو چور چور کر کے زمین پر پڑا کہ خاک اڑی اور دور تک غار پڑ گیا لندھور نے نعرہ مارا کہ زدم وپست کردم ساحرہ نعرہ سنکر زمین پر اتری اور پکاری کہ کرا زدی وپست کردی حریفہ تو اینک رسیدم یہ کہکر اب کی ایسا سحر پڑھا کہ لندھور بیہوش ہوکر گر پڑا اُس کو گرفتار کر کے حوالے اپنے ساحرون کے کیا اور سحر پڑھ کر وہ تاریکی دور کی اور نعرہ مبارز طلبی کیا بادشاہ اسلام کی جانب سے مالک اژدر نے مادیان عربی کی باگ لی اور شاہ سے اجازت مانگی شاہ نے حوالہ خدائے تعالے کیا یہ سپہ سالار دست چپ ہے کل علم جلوہ دکھانے لگے خلاصہ یہ کہ بڑی عظمت سے سامنے ساحرہ کے آیا اور طالب حرب ہوا اس نے پہلے ایک ترسول مارا اسنے اسکو رد کر کے ایک نیزہ اسکے سینہ پر کینہ پر لگایا یہ بہادر فن نیزہ بازی مین اپنے وقت کا صاحبقران ہے اگر پہاڑ پر نیزہ مارتا تو وہ بھی چھد جاتا مگر ساحرہ کے سینہ پر سے نیزہ اُچٹ گیا اور اس نے سحر پڑھکر دم کیا یہ بھی بے دم ہوکر گرا ساحر آئے اور باندھ لے گئے اس نے چاہا کہ اور کسی کو بہر جنگ طلب کرے بختیارک گھبرایا کہ ایک ایک سے مقابلہ کرنے مین عرصہ ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ کچھ افتاد پڑے پس کہلا بھیجا کہ اے ملکہ حکم خداوند ہے کہ ان مسلمانون کا جلد خاتمہ کیا جائے نازک چشم کو جب یہ پیام پہونچا اسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ مثل روز گذشتہ کے پھر تاریکی پھیلنی آغاز ہوئی لشکر اسلام نے جو یہ ماجرا دیکھا سمجھے کہ کل کی طرح سے پھر آج آفت مین مبتلا ہون گے یہ سوچکر تلوارین کھینچکر لشکر ساحران اور لقا پر جا پڑے اس طرف سے انھون نے بھی حملہ کیا ایک دریا آہن تھا کہ جوش مار کر مل گیا تلوارین لہرانے لگین سپرین سنگ پشت نظر آنے لگین غوغائے مردم تلاطم سحر زخار کا شور تھا بادل سپاہ گری کا گھنگھور تھا زرہ پوشون کے بازو کی مچھلیان دام مین تڑپتی نظر آتی تھین پیرون کی خودین لبسان کاسہ حباب دکھائی دیتی تھین اس عرصہ مین وہ سیاہی کل لشکر پر چھا گئی اور ساحرہ اور ساحرونکے سحر سے آگ پتھر برسنے لگے لشکریان اسلام بیہوش ہوگئے بعضے رہرو ملک عدم ہوئے بعضے بیدم ہوئے

ابیات

کسی کے لگا سحر کا ایک ترنج — ہوا کوئی بیہوش بادرد و رنج
دھوان چھا گیا مرکز خاک پر — غبار زمین پہونچا افلاک پر
ہوا اس طرح روز روشن سیاہ — کہ بخت سیہ جس سے مانگے پناہ

ہوئی گرمی سحر کی ایسی تاب	کہ بیتاب تھی جان ہر شیخ و شاب
ہوا سنگدل اس طرح چرخ پیر	کہ پتھر برسنے لگے اور تیر
یہادر زمین پر تڑپنے لگے	دریچہ جرأت تھے غلطان ہوے
روان خامۂ تیغ سے خون ہوا	ورق سرخ تھا صفحۂ خاک کا

بادشاہ اسلام نے پایۂ شجاعت جما دیے اور ہزارون کو قتل کیا مگر سحر سے ناچار ہوگئے یعنے بیہوشی انپر بھی طاری ہوئی شاہان جلیل القدر جو بادشاہ کو گھیرے ہوے تھے وہ بھی بیہوش ہونے لگے اس وقت لشکر مین بھگدر پڑی اس اندھیرے مین ایک کی دوسرے کو خبر نہین جسکا جدھر منھ اٹھا بھاگ نکلا بقدرت خدا مرکب خنگ سیہ قیطاس کہ یہ گھوڑا باغ ابراہیمی سے امیر کو ملا تھا اور امیر ہی اسپر سوار ہوا کرتے تھے جب سے اشقر دیوزاد امیر کو ملا اس مرکب کو بادشاہ کی سواری کے لیے مقرر کردیا فی الجملہ یہ گھوڑا معجزہ کا ہے اس نے جو اپنے راکب کو اپنی پشت پر سست دیکھا سمجھا کہ راکب میرا پشت پر سے میری گر جائے گا پس نہایت شائستگی سے کہ تکان نہو بادشاہ اسلام کو اس ہنگامہ سے لیکر چلا اور جہان تک تاریکی تھی کمال ہوشیاری سے قدم زن رہا جب اندھیرے سے قدم باہر رکھا سنبھلکر سمت صحرا روانہ ہوا مگر عیاران لشکر اسلام اس سحر کے ہنگامے سے پہلے ہی نکل گئے تھے صحرا مین پراگندہ ہوکر فکر عیاری کر رہے تھے جب لشکر مین بھگدر پڑی جو اس تاریکی سے بھاگ کر صحرا مین آیا عیار اس کو سمت کوہ مر لے گئے کہ وہان کرب مع ناموس ہین غرضکہ بادشاہ کو بھی عیارون نے دیکھا کہ مرکب انکو درحالت غشی لیے ہوے جاتا ہے یہ دیکھکر عیار قریب مرکب آئے اور اس کو چمکارا گھوڑے نے بغضب انکی جانب دیکھا عیار دوڑ کر روتے ہوے مرکب سے لپٹ گئے اور خنگ نے بھی پہچانا کہ یہ لشکر اسلام کے ملازم ہین بس گردن ڈالکر کھڑا ہو رہا عیار اسکو مع بادشاہ لیکر کوہ مر پر آئے اور اندر بارگاہ سلیمانی کے شاہ کو لاکر تخت پر لٹا دیا بعد لمحہ کے عظمت بارگاہ کے باعث سحر اتر گیا اور بادشاہ کی آنکھ کھلی کرب سے مجر اکیا اور بادشاہ زخم رسیدہ بہت تھے تمام جسم فگار تھا انکے لیے جراحان شقادست کو بلوایا زخم دوزی ہوئی تیمارداری مین لوگ مشغول ہوے جو جو بھاگ کر آئے ہین انکا بھی علاج ہوتا ہے لشکر مین مجمع ہوتا جاتا ہے یہان تو یہ کیفیت واقع ہے مگر اس طرف تادیر وہی تاریکی آفت سحر کی برپا رہی آخر یہ گمان ہوا کہ اسقدر اسکی مین ہماری فوج باہم نہ لڑنے لگے اس سبب سے نازک چشم نے سحر کارد کیا کہ وہ آفت آگ پتھر برسنے اور اندھیرے وغیرہ کی ہٹی دیکھا کہ لشکریان اسلام مین کوئی باقی نہین ہے سب بیہوش پڑے ہین اور بہت بیجان ہوگئے ہین حکم دیا کہ جو مردہ ہین انکو تو رہنے دو باقی جو بیہوش ہین انکو پکڑ لو ساحرون نے یہ حکم سنکر سبکو گرفتار کرکے باندھ لیا اور اس نے سحر سے اس جگہ ایک حصار باندھ دیا کہ کوسون تک احاطہ دھوئین کا کھنچ گیا اور اس جگہ سب قیدی چھوڑ دیے کہ نہ یہ نکل سکین اور نہ کوئی انکو چھڑانے آسکے ساحرون کا پہرا

مقرر کر دیا جب یہ انتظام ہو چکا حکم دیا کہ بارگاہ اسلامیان اور خیمہ و خرگاہ سرداران پر قبضہ کر لو ملازمان لقا نے وہان پہرا کر لیا یہان کے لشکر کی بازار مین بند تھین دوکاندار اہل حرفہ و پیشہ سب فراری تھے عجب بے رونقی تھی کہ خامہ دو زبان کی زبان بیان سے قاصر ہے غرضکہ جب اردوے اسلام غارت ہو چکا اور لشکری سب قید ہو چکے سردار تو پہلے ہی سے اسیر تھے نازک چشم نے بادشاہ کی تلاش کرائی جب میدان مین بادشاہ کو بیہوش نہ پایا سمجھی کہ نکل گئے پس اسنے طبل آسایش بجوایا اور لشکریون مین سے ساٹھ ہزار سوار کو حکم دیا کہ کمر نہ کھولے طلایہ پھرے کہ باقیماندہ حریف کی سپاہ ایسا نہو کہ غفلت مین ہم پر آ پڑے بموجب حکم فوج حسب تعداد مذکور تیار رہی اور باقی نے کمر کھولی لقا مع سردارون کے اپنی بارگاہ مین نہ گیا بارگاہ حشامی مین آیا اپنے سردارون کو خیمے سرداران اسلام کے عنایت کیے اور آپ بجاے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہوا اس بارگاہ مین تخت سلیمانی نہین ہے تخت طاؤسی ہے اس تخت پر یہ ناہنجار بیٹھا گویا مسکن ہما بوم کا آشیانہ بنا یہ شعر اُسکی نسبت سعدی علیہ الرحمۃ کا مجھکو یاد آیا کہ بیت کس نیاید بزیر سایہ بوم + ور ہما از جہان شود معدوم + خلاصہ کلام نازک چشم نے بیٹھتے ہی حکم درستی مجمع انبساط دیا اس فتح کی خوشی مین نقارے بجنے لگے سردار لباس زرق و برق پہن کر حاضر دربار ہوے تمدرین گذرنے لگین ارباب نشاط حاضر ہوے صداے مبارکباد بلند ہوئی آواز کامرانی اور شادمانی سے قلب زمین و آسمان پُر ہو گیا در و دیوار کوہ و دشت سے صداے عشرت پیدا ہو گئی ہر دشت و در سے یون آواز سازہاے ترنم مسرت کی سنائی دیتی تھی کہ جیسے بند مکان گونجتا ہے بولیان قمر پیکر و مہوشان سیمبر رامشگران مہر دیدار و رقاصان شعلہ خیال اس طرح رقص کرتے تھے اور ترنم سرا تھے کہ چتر طاؤس مینا فام فلک بلا گردان نثار تھا ناہید چرخ کا دل بیقرار تھا ساقیان نور طلعت حور صورت جام بلور رشک زمانے کا سئہ خورشید و غیرت دہ قدح ہلال لیکر شراب مفرح و پرسرور اہل انجمن کو پلاتے تھے مینا کرشمہ دکھلاتے تھے کہ آفتاب کو ماہتاب پر نور کے دائرہ مین اُتارتے تھے بادہ خوارون کو دیوانہ بناتے تھے یہ تماشا گلابی و ساغر کے الٹ پھیر کا دم دکھاتے تھے

نظم

مہیا تھا وہ بزم عشرت کا ساز ۔۔۔ کہ اس بزم کو بزم جنت پہ ناز
بڑھا موج بادہ کا اسقدر جوش ۔۔۔ بڑھا مے کے تھا قہقہون کا خروش
دکھانے لگا چرخ نیرنگیان ۔۔۔ بنی فلک سے کشتی آسمان
لگے پھرنے خوبان عالم تمام ۔۔۔ لیے ہاتھ مین جام خورشید فام
وہ رقص بتان ایسا کچھ بھا گیا ۔۔۔ کہ ہے چرخ اُسی شوق مین ناچتا
وہین کی ہر کلیا تک عشرت سنی ۔۔۔ کہ تھمتی نہین ہر گلگون کی ہنسی
اسی رقص کی ہر ہوا لگ گئی ۔۔۔ چمن مین صبا پھرتی ہے ناچتی

سرداران لشکر کو منصب و جاگیر و زر و مال انعام مین بٹ رہا تھا لقا طرۂ پیغمبری افراسیاب کو بھیجنا چاہتا تھا مگر بختیارک نے عرض کیا کہ ابھی بادشاہ اسلام باقی ہین انکو بھی پکڑ لیجیے تو ملکہ نازک خشیم کو زوجہ قدرت بنائیے نور قدرت پیٹ مین انکے اتاریئے اور افراسیاب کو طرۂ پیغمبری بھیجیے آپ چلکر باختر مین تخت خدائی پر بیٹھیے اس نابکار کو یہ بات پسند آئی اور ساحرہ سے کہا کہ بادشاہ اسلام کا اور بارگاہ سلیمانی کا کچھ پتہ معلوم نہوا کہ یہ سب کہان ہین ساحرہ نے ساحرون کو اور طائران سحر کو بغرض خبر روانہ کیا جاکر اطراف مین اس نواح کے تجسس کرین ساحر طائر بنکر اڑے اور طائر سحر کے بھی چلے کچھ دیر مین پتہ لگ گیا یعنی کوہ مرسیات بیس کوس یہان سے تھا کچھ ساحر ادھر بھی پہونچے اور جمعیت اہل اسلام وہان دیکھکر خدمت نازک خشیم مین آئے بعد ادائے دعا و ثنائے شہریاری حال مقام لشکر اسلام بیان کیا بختیارک نے یہ ماجرا معلوم کر کے کہا کہ اے ملکہ دشمن کو مہلت دینا اچھا نہین اور علاوہ برین عیار موقع پاکر اپنا کام کر جائینگے میری رائے یہ ہے کہ آج ہی بقیہ لشکر اسلام کا چلکر خاتمہ کردو نازک خشیم اسکے درغلانے سے اُسی وقت اٹھ کھڑی ہوئی اور ساٹھ ہزار سوار اور کچھ ساحر بہر حفاظت خیمہ و خرگاہ وغیرہ چھوڑ کر باقی لشکر کو حکم تیار ہونے کا دیا جلد کمر بندی ہوئی آپ مع لقا سوار ہوکر چلی سپاہ سے جنگل بھر گیا کوہ و دشت مین زلزلہ پڑگیا سمون سے گھوڑون کے جگر گاؤ زمین کا دہلنے لگا قرنا و بوق کا وہ شور بلند ہوا کہ پردہ ہائے گوش ترک روزگار پھٹ جاتے تو عجب نہ تھا الحاصل بعد کچھ عرصہ کے قریب لشکر فیروزی اثر اہل اسلام پہونچی عیارون نے وہان کے لشکر ساحران دیکھکر خدمت شہزادہ کرب مین اپنے تئین پہونچایا اور سارا ماجرا بیان کیا شاہزادے نے بادشاہ سے عرض کیا حضور زخمی ہین ناموس کے پاس بالائے کوہ تشریف لیجائین غلام جان نثاری کو حاضر ہے بادشاہ نے فرمایا کہ جب تک میری جان تن مین ہے پاؤن میدان شجاعت سے نہ ہٹاؤنگا اور پشت دشمن کو نہ دکھاؤنگا کرب یہ کلمہ سنکر ناچار ہوا اور بادشاہ اسی حالت زخمداری مین آمادہ حرب و پیکار ہوئے عیارون نے جو یہ ماجرا دیکھا خیال کیا کہ بادشاہ اب کی شہید ہو جائینگے اور کرب اگر کام آگیا تو ناموس امیر کا بھی کوئی سنبھالنے والا نہ رہے گا بس یہ سوچکر تھوڑا سا عطر بیہوشی اپنے جسم پر ملا اور بادشاہ اور کرب سے عرض کیا کہ غلامان جانباز بہر عیاری جاتے ہین شاید کام آئین تو فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمائیے گا اور اسی وقت آرزو رکھتے ہین کہ حضور سے بغلگیر ہوکر رخصت ہون یہ عرض عیاران سنکر بکمال بشاشت بادشاہ و کرب نے انکو گلے سے لگایا بیہوشی نے تاثیر کی دونون بیہوش ہوگئے عیاران کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور کئی ہزار عیارون نے ملکہ کا خیمہ و سراپردہ و قنات وغیرہ بارگاہ سلیمانی پہاڑ پر الگ الگ کر کے چڑھائین پھر سب لشکریون کو حکم دیا کہ پہاڑ پر جسقدر اسکین چڑھ آئین اور باقی صحرا کوہستان مین جاکر پوشیدہ ہون جب دم یہ قران نحس ہمپر سے دفع ہوگا اور ہماری فتح ہوگی سب کو بلالینگے اور اگر ہم لوگ ہلاک ہوگئے تو ہمارے لیے دعائے مغفرت کرین اور لڑنے

مرنے کا پھر اختیار ہے غرضکہ بموجب حکم عیاران جو لشکر کہ جمع ہوا تھا کوچ کر کے جدھر جسکے جی مین آیا چلا گیا اور عیاران نے پہاڑ پر چند خیمۂ بارگاہ سلیمانی استادہ کر کے جو لوگ اوپر چڑھ آئے تھے لشکریون مین سے ان کو اور چند خیمون مین ناموس کو اور ایک مین بادشاہ و کریب کو رکھا اور گھاٹیان پہاڑ کی روکین سنگ اندازی اور تیر اندازی کا سامان کر دیا بانہاے عیاری سے آراستہ ہوے یعنی توبڑون مین پتھر بھرے ہاتھون مین حقہ ہاے نفتی چڑھائے گھائیون مین حباب بیہوشی دبائے کمندین بازوون پر لپیٹے کمانون مین تیر جوڑتے کیے سر کوہ پر ٹھہرے اُدھر خیمون مین عورتین موے مشکین و زلف عنبرین کھول کر گودیان پھیلا کر دعا مانگنے لگین کہ اے میرے کریم اے غفور الرحیم اس بلا کو ہم پر سے رفع کر دے خدا وندا تیرے کرم کے امیدوار ہین کہ قطعہ

تو ہی مالک ہے اے سلطان عالم	کہ ہے قبضہ مین تیرے جان عالم
تری ہر چیز مین قدرت عیان ہے	کہین ظاہر کسی شے مین نہان ہے
طفیل پنجتن اے رب کونین	مٹا دے غم کا دل سے شیون وشین
مناجی کی جو ہے اس کو بر لا	تجھے واضح ہے سب کچھ حال دل کا
مرے دشمن الٰہی خاک ہو جائین	جگر دل اُنکے تن مین چاک ہو جائین
مرے مالک مری فریاد سن لے	مرادون سے طبیعت شاد کر دے

غرضکہ جتنے عرصہ مین یہ انتظام یہان ہوا اتنی ہی دیر مین فوج عدو مثل مور و ملخ آ پہونچی اور ساحرہ نے آتے ہی کوہ کو گھیر لیا اور ایک طرف سے ساحرون نے دوسری طرف سے سپاہیون وغیرہ نے حملہ کیا عیارون نے خدنگ دل دوز اور حقہ ہاے نفتی مارنا شروع کیے ایسے حقے مارے جو آگے بڑھا اسکا منہ جھلس گیا اور ہزارون سینہ تیرون سے غربال کیا فوج کا رخ پھیر دیا دھاوا پیش نہوا نازک حشیم یہ حال دیکھکر غضبناک ہوئی اور سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک لکہ ابر گھڑ گڑا کر سر کوہ پر آیا اور اسمین سے سیاہی پیدا ہو کر پھیلنے لگی عیارون نے یہ چالاکی کی کہ اسی اندھیرے مین پہاڑ سے اتر اتر کے جو لوگ کہ آگے بڑھ آئے تھے انکو قتل کرنا شروع کیا اور کئی ہزار کو مار کر گھاٹیون مین پہاڑ کی چھپ رہے مگر اتنے عرصہ مین وہ سیاہی تمام پہاڑ پر پھیل گئی اور بالکل تاریکی ہو گئی سواے خیام بارگاہ سلیمانی تمام پہاڑ پر اندھیرا ہو گیا اس وقت لشکریون نے پھر حملہ کیا از بسکہ وہ وقت اس لشکر کے آنے مین آ چکا تھا کہ خشت زرین آفتاب رواق نیلی فام آسمان سے ٹوٹ کر غار مغرب مین گری اور رات مثل ماتم زدگان سیاہ پوش و ماتم کنان پیدا ہوئی کہ ابیات

شبے تیرہ بود مانند قیر	ستارہ نہ پیدا نہ بہرام و تیر
نہ زنگی شب بود پر ہول و بیم	کہ گشتے دل شیر از وے دو نیم

ساحرون نے اس خوف سے کہ ہرچند بالاے کوہ بھی تاریکی ہے اور ابر سحر چھایا ہے مگر عیار بارگاہ سلیمانی مین محفوظ ہونگے حملہ کیا اور نازک حشم و بختیارک سمجھے کہ رات کو عیار آفت برپا کردین گے اور علاوہ اس کے اسلامیون کے قید ہوجانے سے مطلب تھا وہ یہان قید نہ ہوے پہاڑ ہی پر مقیدون کی طرح رہے صبح کو سب کے سر کاٹ لیے جائین گے پس ایسا کچھ خیال کرکے حکم دیا کہ یہین بارگاہین استادہ ہون بموجب ارشاد اسکے بارگاہین اور خیمے وغیرہ آراستہ ہوگئے فوج پہاڑ کو گھیر کر اتر پڑی افسر داخل ہوے لقا مع ساحرہ بارگاہ نہبت اشتباہ مین متمکن ہوا وہی جلسہ عشرت اور شغل میخواری آغاز کرکے خوشی کرنے لگا ادھر اہل اسلام اس شب پر تعب مین محصور بر سر کوہ تھے عاجز اہل ستوہ تھے ایک تو تاریکی رات کی دوسرے سیاہی سحر کی وہ پرہول شب تھی کہ جس سے سیاہی بھی خوف کھاتی تھی صداہاے ہولناک و پر بیم وحشت آگین ہر سمت سے پیدا ہوتی تھی کہ رونگٹون کا پلک کر رونا پہاڑ کا دل آب آب کرتا تھا ہر طرف سناٹا اور سائین سائین کی آواز آتی تھی روح تن مین گھبراتی تھی شب مرگ انسان بھی ایسی نہ ہوگی جیسی وہ کالی رات تھی پلنگ درندہ کی طرح پھاڑے کھاتی تھی کہ بمقتضاے

نظم

شب تیرہ دل مثل دیو سیاہ — کہ تھی شامت عاشقان کی گواہ
کھلے غم سے تھے خوبرویون کے بال — شب تیرہ مین تیرگی تھی محال
صدا ہر طرف تھی یہی ہاے ہاے — خدا جانے کیا ہم کو صورت دکھاے
کوئی مثل سنبل کے بکھرائے بال — پڑی رنج مین اک طرف تھی نڈھال
پریشان کوئی زلف منھ پر پڑی — گہر آنسوؤن کے پروتی لڑی

یہان لشکر اسلام اسیر رنج و محصور اعدا ہے ساحرون کے یہان جلسہ مسرت برپا ہے دیکھیے صبح کو کیا ماجرا گذرتا ہے انکو اسی حال مین چھوڑ کر اب ذکر فتاح طلسم آئینہ ایرج نامور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ زیر شجر باغ مین بیٹھے اسم پڑھ رہے تھے اور درمیان اسم خوانی ہزارہا اشکال مہیب موکیل کی نظر آئین کبھی کبھی اژدر دہان منھ کھولے ظاہر ہوا اور کبھی دریاے زخار کو قریب تر پایا لیکن شہزادہ مطلق خوف زدہ نہ ہوا اور اسم پڑھے گیا یہان تک اسم تمام کیا اسوقت دو مرصع تھلیان ہاتھ مین اور جام بلورین پانی سے لبریز ہتھیلی پر رکھے اور دو سقے مشک پانی سے بھرے کمر پر سنبھالے شہزادے کے پاس آئے اور ان حمامیون نے دست بستہ عرض کیا کہ آپ حمام کرین شہزادے نے لوح کو دیکھا اس مین ظاہر ہوا کہ یہی موکل اسم ہذا ہین تم ان سے کہو کہ اگر مجکو نہلاتے ہو تو پوشاک و ہتھیار طلسم کے بھی میرے لیے لاؤ شہزادے نے بموجب نوشتہ لوح انسے لباس اور اسلحہ طلب کیا انھون نے اقرار کیا اور دو شخص نظر سے غائب ہوگئے اور وہ اسی جگہ ٹھہرے رہے بعد لمحہ بھر کے وہ دو آدمی جو غائب ہوگئے تھے کشتیان پوشاک اور سلاح کی لیے حاضر ہوے شہزادے نے لوح کو دیکھا اس مین ظاہر ہوا کہ ان سے کہو مین پہلے لباس پہنکر اور

ہتھیار لگا کر دیکھوں کہ میرے جسم پر ٹھیک و درست ہیں یا نہیں بعد کو پھر حمام کروں گا شہزادے نے اسے یہی کہا اور پوشاک طلسمی پہنی ہتھیار لگائے پھر لوح کو دیکھا اُس میں معلوم ہوا کہ ان سے کہو رنگین جادو مالک کو اس باغ کے حاضر کرو شہزادے نے اُنسے حکم دیا کہ رنگین کو پکڑ لاؤ یہ سنکر وہ سب نظر سے پوشیدہ ہوے اور کچھ دیر میں ایک ساحر کو گرفتار کیے سامنے لائے شاہزادے نے بموجب حکم لوح اُس ساحر کو قتل کرنا چاہا اُس نے عرض کیا کہ اے طلسم کشا میں اس دن کی خبر رکھتا تھا کہ آپ مجکو گرفتار کر کے قتل کرنا چاہیں گے میں اپنی جان بچانے کے لیے آپ کے دادا یعنی امیر کو میدان رزم سے اٹھا لایا ہوں اگر آپ مجکو رہا کر دیں تو میں امیر کے پاس آپ کو لے چلوں شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں نکلا کہ یہ سچ کہتا ہے اس کے ساتھ جاؤ اور امیر سے ملاقات کرو یہ معلوم کر کے شہزادہ اُسکے ہمراہ ہوا اور لوح سے کچھ اسم ایسا پڑھا کہ وہ موکل اسم کے غائب ہو گئے شہزادہ اس ساحر کے ساتھ اس باغ میں ایک ایسی جگہ آیا کہ وہاں ایک حجرہ بنا تھا اور در میں اُسکے قفل لگا تھا اس نے قفل کو وا کیا اور شہزادہ کو اندر لا یا دیکھا کہ اس حجرہ میں ایک تخت بچھا ہے اُس تخت پر فرش ملوکانہ آراستہ ہے اور امیر جلوہ فرما ہیں شہزادے نے سر اپنا قدم پر جھکایا امیر نے سر کو لے کر سینے سے لگایا اور پاس اپنے بٹھایا اور استفسار کیا کہ اے فرزند تم نے اپنے باپ شہزادہ قاسم کا بھی کچھ پتہ پایا شہزادے نے عرض کیا وہ نرگس کوہ پر بخیریت تمام ہیں یہ کہکر کل احوال طلسم کا بیان کیا پھر وہاں سے مع امیر کے باہر آیا اور لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس ساحر سے کہو مجھکو فوج طلسم کے مقام پر پہونچا دے شہزادے نے اس سے یہی درخواست کی وہ ہمراہ چلا اور پشت کی طرف باغ کے ایک دروازہ لگا تھا اسکو کھولکر جو آگے بڑھے ایک کوہستان میں پہونچے کہ وہاں چشمے جاری تھے اور حجرہ مقفل تھا اس کو وا کیا اس میں وہی صندوق جو بلکہ بلور سے گئی تھی رکھا تھا اس کو اٹھا کر باہر لائے اور بڑا لکھو لکر چالیس ہزار پتلا بلور کا مرکبوں پر سوار نکلا اور بیٹھکر مثل انسانوں کے ہو گیا شہزادے اور امیر کے لیے بھی رنگین جادو سواری لایا یہ بھی سوار ہوے بموجب لوح کے اس فوج طلسمی نے اطاعت کی آگے آگے امیر اور ایرج با توقیر پس پشت چالیس ہزار سوار دلیر با گرز و خنجر و تیر لیے بڑے جاہ و حشم سے روانہ ہوے کہ نظم

سپہ را بیاراست خود برنشست   یکے گرز پر خاش دیدہ بدست
شمردند بر میمنہ ستم ہزار   زرہ دار و کار آزمودہ سوار
فرستادہ بر میسرہ ہمچنین   سواران جنگی و مردان کین
پس پشت ایشان یلان سینہ بود   سپاہی کہ در جنگ دیرینہ بود
نبرد نائے رویین و برشد خروش   زمین آمد از نعل اسپان بجوش

یہ تو اس تجمل و شوکت سے روانہ ہوے مگر آئینہ جادو جو دربار سے شکست کھا کر گئی تھی تدابیر لشکر کشی اور قتل شاہزادہ کرتی تھی جب کچھ تدبیر نہ بن پڑی تو مجبور ہو کر عرضی افراسیاب کو لکھی اسمیں سب

کیفیت حال بربادی طلسم مندرج کیا اور ایک ساحر کو دے کر روانہ کیا وہ ساحر طلسم ہوشربا مین گیا اور خدمت ملکہ حیرت مین پہونچکر بعد بجا آوری مراسم تعظیم و تکریم عریضہ پیش کیا اُسنے عرضی پڑھکر مع عرضی اُس ساحر کو باغ سیب مین بھیجدیا اُسنے افراسیاب کو تسلیم کی اور عرضی دی بادشاہ نے عرضی ملاحظہ کرکے مشیران سلطنت سے اس امر خاص مین مشورہ کیا کہ طلسم آئینہ کے بارے مین کیا کیا جائے مشیرون نے عرض کیا کہ وہ طلسم شرکت مین کوکب کے ہے وہ شریک عمرو ہوا ہے وہ اس مقدمہ مین دخل نہ دیگا اب رہے اہل اسلام اُن سے آپ کے دونون جگہ مقابلہ ہو رہا ہے یعنے کوہ عقیق پر ساحر جاتے ہین اور یہان مہرخ سے بھی لڑتے ہین یہ تیسری جگہ سے کیا فائدہ آئینہ کو یہان بلا لیجیے جب مسلمان مارے جائینگے اس وقت طلسم اسکے حوالے کیجیے گا یہ رائے شاہ جادوان کو پسند آئی اور عرضی کا جواب لکھا کہ اے ملکہ آئینہ تم یہان چلی آؤ مین سمجھ لونگا پس یہ جواب اس ساحر کو دے کر دریائے سحر کے پار اُتروا دیا وہ وہان سے پاس آئینہ کے آیا جب اس نے جواب عرضی پایا از بسکہ دل مین سر سلطنت کرنے کا بھرا تھا دام آرزو ہوائے پابند بلا کیا ملک و مال چھوڑ کر جانا گوارا نہ کیا کہ بیت [illegible] خود بد و نام بد نترسد و دانش نہ فرجام بد + پس افسران لشکر کو بلا کر فرمایا کہ ایک لڑائی سلطنت کی ہے مین طلسم کشا سے اور لڑونگی تم مین سے جسکو جان دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسکو آرام منظور ہو وہ چلا جائے سب نے عرض کیا کہ ہم جان بازی کو حاضر ہین غرضکہ تین لاکھ کا لشکر درست کرکے اژدر پہ بیٹھکر روان ہوئی کچھ ہی دور قلعہ سے نکل آگے بڑھی تھی کہ شہزادہ جو اسطرف سے آتا تھا اثنائے راہ مین مقابلہ ہوا دونون لشکر باہم تلوارین کھینچ کر لڑنے لگے شہزادے نے حسب ہدایت لوح اُن تیلون کو حکم جنگ دیا انھون نے فوج آئینہ کو قتل کرنا شروع کیا امیر و ایرج لڑنے لگے رنگین جادو حفاظت امیر کرتا تھا اور اسپیچ بسبب لوح کے سحر تاثیر نہ کرتا تھا طلسمی تیلون نے ہزارون کو بیجان کیا تھا ادھر آئینہ جادو نے بھی آتش سے میدان کو میدان رستخیز قیامت بنا دیا تھا آگ برسا کر صدہا تیلون کو جلا دیا تھا جب گرز رسول ارتی تھی دو چار کے کلیجے چھید لیتی تھی داد شجاعت میدان دیتی تھی دریا خون کے بہا رہے تھے ایکطرف شہزادے نے لاشون کے ڈھیر لگائے تھے کہ بموجب قطعہ

ز بس نالۂ بوق و بانگ سپاہ — شدہ گوش گردون کر و دل سیاہ
یکے بزم بد دشت گویا نہ رزم — دلیران دران بادہ خواران بزم
خو کوس شان زخم بربط سرائے — دم گاودم نالۂ نائے
روان خون چومی نالہ شان بم و زیر — پیالہ سر خنجر و نقل تیر
بہر گوشۂ کشتہ افگندہ خوار — کہ شد لستہ بر تازی اسپان گذار
دلیس کشتہ و سر فگندہ نگون — چو دریا ہمی رفت بہ دشت خون

آتش جدال و قتال نے خانہ ہائے تن جلا کر روحون سے ویران کر دیئے تھے برق تیغ شعلہ فام نے

خرمن ہستی جوانان خاک کرکے بباد فنا پریشان کردیے تھے اُسی ہنگامہ مین شہزادے نے لوح کو دیکھا اس مین واضح ہوا کہ جب تک آئینہ کو نہ مارو گے فتح نہ پاؤ گے بہتر ہے کہ چھپ کر اس کے پاس جاؤ اور لوح اس کو دکھاؤ نگاہ اس کی خیرہ ہوگی اس وقت فوراً تلوار اس کے سر پر مارو تاکہ ہلاک ہوجاوے ورنہ اگر بچ جاوے تو آفت برپا کرے گی شہزادہ یہ حکم لوح دیکھکر مصروف جنگ رہا اور جب غول مین لشکر کے پہونچا مرکب پر سے کود ا آئینہ نے جو گھوڑا اس کا خالی دیکھا نعرہ کیا کہ اے بہادران طلسم کشا زخمی ہوکر گھوڑے سے گرا ہے جلد اس کا سر کاٹ لو اور لوح طلسم چھین لو یہ کہکر آپ اژدر سے کودکر خوشی خوشی چلی اُدھر سے شہزادہ آتا تھا راہ مین سامنا ہوا شہزادے نے لوح سامنے کردی آنکھین اسکی بند ہوگئین اور سحر فراموش ہوا شہزادے نے چمک کر تلوار ماری کہ سر پر بیٹھکر ٹانگون سے نکل گئی دو ٹکڑے ہوکر وہ گری شور دار وگیر برپا ہوا بڑے بڑے پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑکر ٹکرانے لگے زمین مین غار پڑ گئے چشمے طلسم کے خشک ہوگئے آندھیان اٹھین بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ افسوس مارا مجکو اے شخص تو نے کہ نام میرا آئینہ جادو تھا زمانہ بھی روشن ہوا اور اس صدا کے آتے ہی فوج ساحران مین بھگدڑ پڑی لقیتہ السیف نے چادر امان طلائی ایرج نے ہاتھ روکا افسران لشکر نے خدمت مین حاضر ہوکر رکاب کو بوسہ دیا اور انا المطیع کا دم بھرا شہزادے نے ہر ایک کو سرفراز فرمایا اور دیکھا کہ وہ طلسمی پتلے اب نظر نہین آتے معلوم ہوا کہ وہ وابستہ طلسم تھے بعد مرگ بادشاہ طلسم وہ بھی غائب ہوگئے غرضکہ شہزادہ آگے روانہ ہوا تھا کہ دو شخص معزز وضع پیدا ہوئے اور پاس آکر یہ عرض کیا کہ مبارک ہو طلسم فتح ہوا ہم خزانہ دار طلسم ہین چلیے اور مال لیجیے شہزادے نے ان کو ہمراہ لیا اس عرصے مین حنظل وشعلہ دار وستیارہ وشاپور ولوحدار اپنے احاطۂ سحر سے نکلکر حاضر ہوے اور تسلیم کرکے مبارکباد فتح طلسم دی اور نذر گذرانی شہزادہ سب کے ہمراہ وہان سے چلا اور داخل طلسم ہوا یہان رعایا تمام فراری تھی لیکن عمارتین عمدہ بنی تھین دکانین مثل دل عاشق مہجور خالی پڑی تھین بازارین ویران تھین گلیان سنسان تھین شہزادہ تمام مقام ملاحظہ فرماتا دار الامارۃ شاہی مین آیا اور دنگل شوکت پر متمکن ہوا حکم آبادی شہر دیا منادی نے ندا کی کہ بشرط اطاعت حاکم وقت اہل شہر کو قتل وغارت سے امان ہے یہ صدا سنکر اکابران طلسم ورعایا وغیرہ حاضر ہونے لگے نذرین گذرنے لگین تمام شہر اسلام آباد ہوا تھا وید سامری کے مندر وغیرہ منہدم کیے گئے مسجدین اور خانقاہین تعمیر ہوئین شہزادے نے کسی کو سرفراز کیا اور کسی کو جان سے مارا غرض جب یہ سب انتظام ہوچکا تو حنظل سے پوچھا کہ تمام طلسم فتح ہوا مگر ملکہ بلورہ کا پتہ نہ ملا اس کو تلاش کرنا لازم ہے یہ کلام سنکر اکابران طلسم نے عرض کیا کہ حضور ایک باغ مین ملکہ قید ہین وہان تشریف لے چلیے ملکہ سے ملاقات ہوگی شہزادہ اسی وقت روانہ ہوا اور شہر کے اندر ایک باغ تھا کہ سراسر پھولون سے بھرا سرسبز وہرا نظر آیا چار بارہ دری چار کونون پر تعمیر خوبی مین آپ ہی اپنی نظیر پردہ ہاے زنبوری ہر ایک مین پڑے جنکی ڈوریون مین منقش بکے پھندنے

لگے شہزادے نے اندر جانا چاہا تھا کہ اندر سے چند کنیزین میلا کچیلا لباس پہنے ظاہر ہوئین اور شہزادے کو سلام کرکے ایک بارہ دری کی طرف لائین پردہ اس کا اٹھایا شہزادے نے دیکھا کہ سامنے تخت بچھا ہے اور اس پر زنجیر طلائی پہنے ملکہ بلور بیٹھی ہے ایک شیر پایۂ تخت سے بندھا ہے اس سے کہہ رہی ہے کہ اے شیر تو مجھ کو کھائے کہ فراق شہزادہ دلدار مرگ سے بدتر ہے کہین یہ دم نکل جائے تو روح خواب عدم مین آرام پائے شہزادہ یہ سنکر رو دیا اور دیکھا کہ ملکہ کی آنکھون مین حلقے پڑ گئے ہین لباس خاکستری ہو گیا ہے چہرے پر خراش ناخن جابجا ہے یہ دیکھتے ہی بیتابانہ آگے بڑھا وہ شیر جو بندھا ہوا تھا حملہ آور ہوا شہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ لوح سر پر اس شیر کے لگاوے پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھے شہزادے نے جب وہ زنجیر توڑ کر اور طمانچہ تیار کرکے آگے بڑھا لوح کو اس کے سر پر مارا وہ قلابازی کھا کر گرا اور پھٹ کر ہلاک ہو گیا شہزادے نے بڑھ کر زنجیر پاے ملکہ کو دفع کیا اٹھ کر گلے سے لپٹ گئی دونون بلک کر رونے لگے منھ اشکون سے دھونے لگے غم فراق زبان پر لائے اپنے اپنے دکھڑے سنائے آنکھون سے دریا بہائے کہ بمقتضاے مثنوی

بغل کھول کر پھر تو آپس مین مل
بیان دونون اپنا جو کرنے لگے
وہ رویا کیے دیر تک متصل
دراشک سے چشم بھرنے لگے

گلے مل کے رونے لگے زار زار
یہ اس تخت کے گرد پھرنے لگا
کیا اپنے تن من کو اس پر نثار
بلا اس کی لے لے کے گرنے لگا

کہی سرگذشت اپنی اسدم تلک
کہ اس طرح پہونچے ہین ہم تم تلک
ادھر اشک خونین ادھر چشم نم
اسے اس کا غم اور اسے اسکا غم

نہ وہ رنگ اس کا نہ وہ اسکا حال
تن زرد زرد اور رخ لال لال
بہم دو خزان دیدہ گلزار سے
ملے جیسے بیمار بیمار سے

آخر سب نے عرض کیا کہ بی بی شب فراق جامع المتفرقین نے مبدل بہ سحر وصال کی اب خدا تم کو نہ رلائے یہ روز جدائی پھر خدا تم کو نہ دکھائے اب ہنسی خوشی کی باتین ہون رونا دھونا موقوف کرو کہ بیت

بس اب کچھ خوشی کی کرو گفتگو ؎ خدا پھر رلائے نہ تم کو کبھو ؎ حاصل مرام ملکہ گلفام ہمراہ شہزادہ روانہ ہوئی اور محل مین پہونچ کر حمام مین گئی نہا دھو کر باہر آئی اور لباس و زیور سے بصد تزئین و داد آراستہ ہو کر بہتر از ماہ و خورشید بنی حسن کی چمک ضیاے مہر کو شرمندہ کرتی کہ مثنوی

دوبارہ کیا اس نے اپنا سنگار
نہا دھو کے نکلی عجب آن سے
چمن مین نئے سر سے آئی بہار
کہ الماس نکلے ہے جون کان سے

نہانے سے نکلا عجب اُسکا روپ | نکل آئے بدلی سے جسطرح دھوپ
جلانے کو عاشق کے دکھلا پھبن | لیا سرخ اس گل نے جوڑا پہن
اُسی رنگ کے ساتھ کا سب لباس | تصور مین ہو سُرخ جسکے قیاس
بھبھوکا سا تن اور منھ کی دمک | کہ جون شعلہ آتش سے اٹھے بھڑک
نکیلی وہ اُٹھی ہوئی چھاتیان | بھری اپنے جوبن مین اتراتیان
گلے کی صفائی وہ کرتی کا چاک | تڑاقے کی انگیا کسی ٹھیک ٹھاک
وہ کنچن سی اُسمین کچین لال لال | بھری رنگ سے قمقمے کے مثال
نیلاہٹ وہ بھٹنی کی اس سے نمود | کہ جون سرخ چہرے پہ خال کبود

شاہزادہ سے ازبسکہ عقد ہو چکا تھا اور خیمہ شاہزادے سے ملکہ کو آئینہ پکڑ لائی تھی اسوقت ملکہ پاس آکر شہزادہ خلوت آرا ہوا اور دیر تک جلسۂ انبساط رہا جام شربت وصل پیا پھر برآمد ہو کر ہمراہ خزانہ دارون کے کوٹھے جا کر کھلوائے اور جواہر و اسباب لیا چالیس ہزار تھان زربفت بادلہ نگار اور بارگاہ آئینہ بندی آبگینے کی اور مخمل اور اسلحہ اور مرکب اور پانچہزار عرادے زر سرخ و جواہر کے اور کئی سو جوڑیان نقارون کی سیمین و طلائی اسمین سے نکلین اور ایک صندوق مین سے دو تلوارین ملین ایک کے قبضے پر لکھا تھا کہ اس تلوار سے قضا ملکہ نازک حسن تیغ کی ہے اور دوسری تلوار قاتل ساحران جہان تھی اس صندوق مین چار تلوارین تھین پہلے بیان ہوا کہ ایک ملکہ بلور رہبر قتل سوار طلسم لیگئی تھی اور ایک موکل اسم کی پوشاک کے ہمراہ شہزادے پاس لے گئے تھے جس سے آئینہ ماری گئی اب دو باقی تھین وہ بھی ملین شہزادہ اُنکے ملنے سے خوش ہوا اور دارالامارۃ مین آکر سامان روانگی کیا سب مال طلسم بار کرا کر مع خیمہ و خرگاہ آپ بھی قاصد روانگی ہوا ملکہ بلور کو اس جگہ کی سلطنت سپرد کر کے امیر سے خلعت حکومت دلوایا تاج شاہی پہنایا اور رنگین کو افسر کیا شعلہ دار کو نائب بنایا تو حدار کو مشیر سلطنت مقرر کر کے ملکہ حنظل اور سیارہ کو خلعت دے کر حکم دیا کہ قلعہ نرگس کوہ مین جا کر پدر بزرگوار شہزادہ قاسم کو مژدہ فتح دین اور ملکہ صنوبر کو اُنکے ہمراہ سمت لشکر اسلام روانہ کرین حنظل حسب ارشاد مع سیارہ روانہ ہوئی یہان شہزادہ قاسم اترا ہوا تھا کہ یکایک سمت طلسم آئینہ اندھیرا ہو گیا اور غبار سیاہ اُڑا صدائے مہیب آئی بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ دفع ہوا وہ پہاڑ وغیرہ نظر سے غائب ہو گئے اور میدان نظر آنے لگا قاسم نے مقبل سے فرمایا کہ شاید طلسم آئینہ ٹوٹ گیا اور فرزند میرا فتحیاب ہوا یہ فرما رہا تھا کہ سیارہ و حنظل نے آکر مژدہ فتح دیا قاسم نے سجدۂ شکر کیا اور جلد جلد کارسازی لشکر فرما کر ملکہ صنوبر و نرگسی حشیم کو ہمراہ لے کر مع سیارہ بحشم و خدم کوچ فرمایا کہ

نظم

نہ گرداں جنگی نہ نام آوران | کہ چون مقبل شیر و قیماس خان

گزین کرد از ان نامداران سوار
دلیران جنگی دہ و دو ہزار

سپہ در پیادہ دہ و دو ہزار
گزین کرد آن از در کارزار

بفرمود تا جملہ بیرون شدند
ز پہلو سوِ دشت و ہامون شدند

وزان جائگہ کوس بر پیل بست
بگردان بفرمود و خود بر نشست

پس اسی جاہ و جلال سے سمت لشکر اسلام روانہ ہوا اور اس طرف ایرج نے چند ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ اور لشکر اسلام جس جگہ اُترا ہی وہان سے اشقر کو لے آؤ زنگین نے عرض کیا کہ اشقر صحرا مین ہوگا کیونکہ جب مین امیر کو اُٹھا لایا تھا تو لشکر پر بڑی تباہی تھی یہ کہکر سب حال بربادی عسکر نصرت انجام اسلام بیان کیا شہزادہ کو غصہ آیا اور جلد درستی لشکر کرکے مرکب پر سوار ہوا اور امیر کو ایک تخت پر سوار کرکے ساحرون نے اُس تخت کو اُڑایا یہ اس لیے کہ جب امیر پردہ قاف پر گئے تھے اور ارنائیس دیو اور لا نیسا پری کہ اشقر کے مان باپ تھے اور انکو ملکہ آسمان پری نے اس جرم مین قتل کیا کہ وہ دونون امیر کو پردہ دنیا کی طرف لاتے تھے پس جب وہ مارے گئے تو اشقر کو امیر نے اپنا بیٹا کیا اور اُس سے وعدہ فرمایا کہ سوا تیری پشت کے اور کسی پر مین سوار نہ ہونگا چنانچہ ایکبار امیر فیل لندھور پر سوار ہوئے تھے تو اشقر خفا ہوکر دریا مین گر گیا تھا اور جب کنارے نکلا تو مادیان بحری سے جفت ہوگیا اس سے بچہ پیدا ہوا کرۂ بن اشقر کہ جو شہزادہ ایرج کو ملا ہی حال اُسکا نوشیروان نامہ اور ایرج نامہ کے دفترون مین درج ہی غرضکہ شہزادہ بہ تمکنت و جاہ اس عظمت سے چلا کہ آگے آگے فیلون پر علم جلوہ دکھاتے اور کئی سو نقارے بجتے بیچ مین مرکب پر یہ شہریار گرد بہادرون کے پرے سواران طلسم ہمراہ بارگاہ لدے خزانہ کا منہ کھلا علم شیر پیکر کا سر پر سایہ شاپور عیار رکاب تھامے ہنسکر باتین کرتا صدائے طرقوا پیدا کہ ابیات

بفرمود تا بر کشیدند نائے
سپہ اندر آمد ز ہر سو بجائے

بر آمد یکے گرد و بر شد خروش
ہمے کر شدی مردم تیز گوش

سنانہائے الماس در تیرہ گرد
ستارست گفتے شب لاجورد

ہمہ غرق در آہن و سیم و زر
سپرہائے زرین و زرین کمر

اس طرف سے شہزادہ قاسم اور اس جانب سے یہ دونون سمت اسلامیان روانہ ہوئے مگر اہل اسلام کا حال سنیے کہ رات بھر پہاڑ پر کھڑے رہے جب کوہ خاور سے آفتاب نے سر بلند کیا اور توسن فلک پہ سوار ہوکر فوج سیارگان پر حملہ آور ہوا کہ ابیات

ازان رود گر آئینہ از غبار
برون آمد و شد جہان زرنگار

فلک را درین بام نیلی سرشت
در ایوان فگندند زرینہ خشت

صبح ہوتے ہی نازک چشم ولقا با فوج گران سوار ہوکر سامنے پہاڑ کے آئے اور دیکھا کہ چار سمت اندھیرا

چھایا ہی عیار بھی گھاٹیان چھوڑ کر بھاگ گئے ہین پہاڑ پر سے رونے کی صدا آتی ہے یہ حال دیکھ کر فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور سحر سے ایسا دھوان تیز کردیا کہ پہاڑ پر فوج چڑھتے بھی نظر نہ آتی تھی اور ساحرہ خود بھی مع گروہ ساحران اڑکر چلی کہ سبکو جاکر باندھ لاؤن غرضکہ سامری و جمشید کے نعرے بلند کرکے فوج نے دھاوا کیا پہاڑ پر سے عیارون نے بارگاہ سلیمانی کے درجون مین ٹھہر کر پتھر اور تیر مارنا شروع کیے اور سب نے بلبلا کر استغاثہ بدرگاہ بے نیاز کریم کارساز کیا کہ **بیت** ترا آسرا ہی ہمین اے رحیم + بچالے ہمین دشمنون سے کریم + دعا کرتے ہی از حکم عزیز بے بدل و برضاے سبحان لم یزل دامن دشت سے گرد اڑی کہ سپہر دوار تیرہ و تار ہوگیا نازک چشم گرد کو دیکھ کر رکی اور بختیارک نے ہاتھی پر کھڑے ہوکر گرد کیطرف دیکھکر کہا کہ آئیے آئیے بسم اللہ بسم اللہ بہت اس ساحرہ قحبہ نے سر اٹھایا ہے مانتی ہی نہین واصل جہنم اسکو فرمائیے لقا نے یہ سنکر کہا او شیطان کیا بکتا ہے اس نے کہا جلد بھاگیے وہ آگئی تقدیر پلٹ گئی نازک چشم ماری گئی یہ کہہ رہا تھا کہ نازک چشم اس کے قریب آئی اور کہا ملک جی کیا بکتے ہو اس نے کہا آج تک تمھاری زندگی تھی آج تم مردہ ہو اگر بچ جاؤ تو مجھ کو شیطان نہ کہنا مسلمانون پر کبھی ایسی آفت نہ آئی تھی جواب آئی آخر ان کی صدا نے مدد کی اسی گفتگو مین یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور شہزادہ **قاسم** نظر آیا کہ زرہ یاقوت زرنگار پہنے جیسے آفتاب تابان میان شفق نمایان مرکب کوہ کفل اڑاتا برچھا ترچھا کنوتی پر مرکب کے رکھا ترکش مثل دم طاؤس برابر کمر کے لگا کمان کیانی سے دوش پر یہ ثابت کہ آفتاب برج قوس مین آگیا ہے بلکہ کبادۂ چرخ کبود اس پر قربان ہوا ہے کہ **ابیات**

پوشید بس ہفت پارہ حریر — یکے خود چارش زرہ دلپذیر
ہمان جوشن و خود غیبہ زر — پوشیدہ در زیر شان چون زبر
کمندے و گرزے و نیزہ بدست — بہ اسپ تگاور روان برنشست
پُر از گرد شد روے ماہ از نبرد — پر از خاک شد کام ماہی ز گرد
زبانگ یلان مغز ہامون بخست — از انبوہ جان راہ گردون ببست
ز گرد سیہ خنجر جنگیان — ہمی تافت چون خندۂ زنگیان

پس پشت سواران جرار مقبل وفادار آتے ہی نعرہ زن ہوا کہ اے فرقۂ ساحران اشرار دست خود را نگہدار کہ ماہم رسیدیم یہ کہکر مرکب اٹھا کر فوج پر آپڑا تلوار کھنچی بجلی چمکنے لگی پتھر برسنے لگے پہلے ہی حملہ مین بہت ساحر واصل جہنم ہوے بختیارک نے ساحرہ سے کہا کہ کیون ملکہ دیکھا کہ اب مسلمانون کی مدد آنے کا لگا لگ گیا خیر بہتر اسی مین ہے کہ بھاگ چلو نازک چشم پر یہ کلمات سن کر غضب طاری ہوا اور خود آگے بڑھی فوج کو للکارا اُدھر سے **قیماس خان** و **الماس خان** وغیرہ سرداران شہزادہ آپڑے تیر جگر دوز و خنجر جانستان و تیغ گلوگیر کے وار شروع ہوے کہ بمقتضاے **ابیات**

همه پر شد از عاج مہر خروش — جہان آمد از نائے روئین بجوش
جہان گشت بر گرد آورد روے — بدر خواست دریا ز ناورد جوے
زمین ہمچو کشتی شد از موج خون — گہے راست جنبان گہے سرنگون
کمان ابر و بارانش الماس بود — سر و مغز پرُ جوش و سواس بود
ز بس کشتہ گشتہ ز ہر دو گروہ — ز خون خواست دریا و از کشتہ کوہ
نہ پیدا بد از خون تن رزم کوش — کہ فولاد پوش ست باتقل پوش

نازک چشم تڑپ کر بروے ہوا گئی اور پکاری کہ اے **قاسم** تیرے دادا کو مین بھگا چکی ہون اور سب سردار پکڑ لیے ہین تو میرا کیا کر لے گا شہزادے نے یہ کلمات سنکر ایک خدنگ دل دوز اس پر لگایا کہ اس کے سینے پر پڑا مگر اُچٹ گیا اور وہ جو تڑپ کر وہان سے گری مثل بلاے ناگہانی **قاسم** پر آئی اور پنجہ مین دابکے اڑی لشکر مین لائی قید سحر مین مبتلا کر کے بیہوش کر دیا اور پھر آگے بڑھ کر ایسا سحر کیا کہ دھوان اس لشکر پر بھی چھا گیا اور ہر ایک مبارز پابگل ہو کر اپنے مقام پر کھڑا رہ گیا سوجھتا بھی آنکھون سے موقوف ہوا پس اُسنے اپنے لشکر کو جنگ سے منع کر کے حکم دیا کہ ذرا تامل کرو وہ سب رکے اُسنے **قاسم** کو سامنے طلب کر کے کہا کہ اب بھی کچھ نہین گیا ہی خداوند کو بارادت تمام سجدہ کر **قاسم** نے زبان لعن وطعن کھولی اس نے جھلا کر پھر قید کیا اور ایک ساحر کو سامنے پہاڑ کے بھیجکر کہلا بھیجا کہ اہل کوہ سے کہو کہ حاضر ہو کر اطاعت کرین بادشاہ اسلام کہ اگر سجدہ کرنا منظور کرین تو خداوند اُنکی بڑی عزت وحرمت فرمائین گے اور ملک و مال عطا کرینگے وہ ساحر روبرو کوہ کے جاکر پیام گذار ہوا یہان **قاسم** کی آمد دیکھکر عیار خوش ہوے تھے اور سمجھے تھے کہ شہزادہ کوئی تحفۂ طلسم لایا ہوگا اور ساحرہ کو قتل کرے گا یہ سمجھکر بادشاہ اور کرب کو ہوشیار کیا بادشاہ یہ سانحہ دیکھ کر آراستہ ہو کر چاہتے تھے کہ پہاڑ سے نیچے اترین کہ اسوقت خبر گرفتاری **قاسم** پہونچی نہایت درجہ صدمہ ہوا اس اثنا مین پیام ساحرہ شاہ کو پہونچا فرمایا کہ جواب ان باتون کا سخت اور درشت لکھکر تیر مین باندھکر نیچے پھینکدو نامہ تیر مین باندھ کر بجواب ان کلمات کے پھینکدیا مضمون یہ تھا کہ او قحبہ تو کیا بکتی ہے مین **لقا** پر لعنت کرتا ہون اور خدا پر شاکر ہون انشاءاللہ عنقریب تو ماری جائیگی غرض جب یہ جواب ساحر نے جاکر **نازک چشم** کو دیا وہ آمادۂ حرب کھڑی ہوئی تھی پھر فوج کو درست کر کے چلی اور ادھر عیارون نے عرض کیا کہ آگے بادشاہ بارگاہ سے باہر نکلنے کا راستہ نہین ہے دھوان سحر کا چھایا ہی پہاڑ سے اتر سکین گے باہر نکلتے ہی گرفتار ہو جائین گے اس سے لازم ہے کہ ہمین اس قحبہ کو آنے دین اور اسی جگہ سے لڑین شاہ اور کرب یہ سنکر مجبور رہے کہ واقعی جب پہاڑ کے نیچے نہ جا سکے تو پھر باہر نکلنا بیکار ہے اس سے یہی بہتر ہے کہ یہان ہوش وحواش کے ساتھ رہین اور جب فوج یہان آجاوے تو اپنی جان دین فی الجملہ یہ تو آمادۂ مرگ یہان ٹھہرے اور زیر کوہ **لقا** و **نازک چشم** شادان

دفرحان آکر حملہ آور ہوئے بھروہی آفت برپا ہوئی کہ ساحر پہاڑ پر چڑھنے لگے اور عیار پتھر لگاتے تھے عورتین دعا کر رہی تھین کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی بختیارک پکارا کہ اے ملکہ دیکھو اجل کا پیام دمبدم آتا ہے ہوکیے دیتے ہین کہ ابھی ستارہ تمھارا گردش کھا گیا ہی تمھارے لیے فنا ہی تازگی چشم نے کہا تو شیطان ہے یونہی بیہودہ بکتا ہی یہ کہہ رہی تھی کہ آکر اُس گرد کو ہوا نے برطرف کیا اور سامنے سے سواری زبدۂ خداپرستان شاہزادہ ایرج نوجوان کی پیدا ہوئی کہ مرکب طلسمی زیرران بگھدری کرتا طرارے بھرتا آتا ہی پشت پر فوج کثیر کا مجمع ہوا ایک جوان چلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش روان شاپور عیار رکاب تھامے باتین کرتا آتا ہی جب قریب پہاڑ کے پہونچا سامان جنگ دیکھ کر سمجھ گیا کہ اہل اسلام پر وقت تنگ ہی پس ایک نعرۂ کوہ شگاف بلند کیا کہ ارے خیرہ سران نعرہ

چو دریا برآورد از کینہ جوش — کفے بر لب آورد و برزد خروش
من آن شاہ گیتی ستان ایرجم — کہ از من بلرزد تن شاہ جم
دم اژدہا گیرم اندر مصاف — نتابد بہ گرز من این کوہ قاف
ہمی چرخ را زیر پا آورم — بہر رزم مردے بجا آورم

یہ نعرہ کرکے تیغ کھینچکر لشکر عدو پر آپڑا اسکے ساتھ فوج طلسمی ہی مار تلوار سے تہلکہ ڈال دیا سنانہاے نیزہ اُس تاریکی دود سحر مین نیسان انجم چرخ لاجورد چمکتی تھین روحین قفس تن مین پھڑکتی تھین تلوار کی زبان خون کی پیاسی تھی زبان تیر لب سوفار چاٹتی نظر آتی تھی چہرے مبارزون کے خاک پر خون مین آلودہ کٹے پڑے تھے مصور مرگ نے نگارستان جنگ مین خاکے کھینچے تھے روے زمین مرقع خانہ تھا زندگی پر حرف آنے کا بہانہ تھا تقدیر کا لکھا بیاوری شمشیر آگے آیا تھا موت کے کٹھنون پر زیردستون کو چلنا پڑا تھا لوح پیشانی خط غبار سے لکھی گئی تھی طغرا نگار اجل نے حیات کی مدکی کشش مختصر کھینچی تھی قضا کے دائرہ مین نقطہ دار ہر ایک گھیرا تھا فوج کے لام کو الف تیغ نے الف بنا کر لا یعنی نیست کردیا تھا جوانون کے چہرے جو دفتر شجاعت مین صاد تھے وہ نون نفی نے نظری کردیے تھے خلاصہ یہ کہ کشتون سے کلک شمشیر نے صفحۂ دشت بھر دیے تھے دامن صحرا مین سرون کے نقطہ دیے تھے

نظم

برآمد خروش از دلیران جنگ — یکے حملہ کردند ہمچون پلنگ
کشیدند شمشیر زہر آبدار — فتادند در دامن کوہسار
بکشتند چندان دران خارہ سنگ — کہ از خون زمین گشت پشت پلنگ
بہر سو سرے بود در خاک و خون — تن بدسگالان ہمہ سرنگون
چو مرغے کہ او دانہ چیند ز خاک — ربودند ازان بدتنان جان پاک
فگندند در دشت یک یک بہ تیغ — کہ بربستہ گردید برچرخ میغ

اسی گرمی حرب مین نازک حشیم بغیظ و غضب تمام ایرج پر آپڑی اور ایک ترنج سحر پڑھکر مارا شہزادے پر
بسبب لوح اور تیغہ وغیرہ کے کچھ اثر نہ ہوا ترنج شق ہوکر الگ گرا شہزادے نے وہی تلوار جس سے اُسکی قضا تھی
کھینچکر نعرہ کیا کہ بہت ہی تیرہ بینم دل و ہوش تو + ہمی گو بینم بہ آغوش تو + نازک حشیم تو جانتی تھی کہ میری قضا بغیر تیغ
طلسمی نہین ہی یہ میرا کیا کرے گا پس اُسنے سر اپنا سامنے کردیا گویا قضا کو سر آنکھون سے قبول کیا سر تسلیم جادہ
فرمان مرگ پر رکھا شہزادے کی تلوار جو سر پر پڑی تا نگون سے نکل گئی العیاذ باللہ زمانہ مین آفت عظیم آئی
وہ سیاہی جو عالمگیر ہورہی تھی دفعتاً غائب ہوگئی اور آسمان سے تیر برسنے لگے شور قیامت خیز برپا ہوا لجنیانہ
پکارا کہ واہ واہ کیا کہنا ہاتھ کی صفائی اسکو کہتے ہین کہ تسمہ بھی لگا نہ رکھا خداوند جلد تقدیر گریز کیجیے نہین تو
یہی حال آپ کا بھی ہوا چاہتا ہی نواسا حضور کا بہت سست چھوٹ نظر آتا ہی لقا نہایت رنجیدہ ہوا اور
سوقار کو للکارا کہ لے اس بندہ بے ادب کو وہ آگے بڑھا اور بغضب لبیار للکارتا ہوا قریب شاہزادہ
آیا اور ایک ناریل مارا شہزادہ پر تو سحر اثر نہین کرتا ہی وہ بھی خالی گیا اُس نے ترسول مارا شہزادہ
نے رد کرکے کمر مین ہاتھ دیکر اسکو اژدر پر سے اٹھالیا اسوقت فوج کوہی اور ساحران وغیرہ کو لقا نے
نہیب دی کہ ہان روکو اُسکو وہ سب جھپٹے ادھر سے مبارزان مرد میدان سرو تن کے خریدار جان کے خواہان دوڑ کر
غٹ پٹ ہوگئے ہلچل پڑگئی بڑے جھگڑے سے تلوار چلنے لگی لیکن ساحرہ کے مرنیسے تاریکی جو واقع ہوئی عیار پہاڑ پر سمجھ گئے
کہ ساحرہ دارالبوار مین پہونچی بادشاہ کو مژدہ دیا بادشاہ مع کرب اور رجو سیاہ کہ بالاے کوہ موجود تھی اسکو ہمراہ لیکر پہاڑ پر سے اتر
آئے اس عرصہ مین تخت پر امیر سوار آکر پہونچے اور مارے جانیسے ساحرہ کے وہ بہوتی جاتی رہی اسم اعظم یاد آیا پس یہان پہونچکر
ایک نعرہ کوہ شگاف اللہ اکبر کا کیا نعرہ صاحبقرانی کی صدا جو سٹھ کوس جاتی ہی اشقر نعرہ سنکر صحرا سے دوڑا اور خدمت امیر مین آیا امیر
سوار ہوے اور لڑنے لگے مگر تازہ ماجرا سنیے کہ سرداران اسلام جو زمانہ دراز سے یعنی پہلے ساحر شل اخگر و عقاب و لعنت
وغیرہ کے ہاتھ سے گرفتار ہوے تھے اور سبکو اسی قحبہ ساحرہ نے اپنے سحر مین کرلیا تھا اور خود بھی سردارونکو مقید کیا تھا چنانچہ اسکے
مرتے ہی وہ سب ہوشیار ہوگئے اور قید سحر انکے جسم پر سے دور ہوگئی پس اصلی قید توڑ تاڑ کر وہ باہر نکلے اور جو عیار قید تھے وہ بھی چھوٹ گئے
اور بہر حفاظت مقام فرودگاہ پر ساٹھ ہزار سوار نازک حشیم چھوڑ آئی تھی انپر جا پڑے از بسکہ یہ سردار دیو بند و دلکش رستم سے
کہین بڑھکر ہین وہ سوار تاب جنگ نہ لاسکے بھاگ کھڑے ہوے یہ بھی اُن کے تعاقب مین چلے اور لقا کے
لشکر مین سردار سب شریک اپنے لشکر کے ہوے اور اول کہا گیا تھا کہ نازک حشیم سے جب بادشاہ نے
شکست کھائی تھی تو اُس نے وہ لوگ جو میدان مین بیہوش اور نابینا ہوگئے تھے اُن کے گرد احاطہ سحر کردیا
تھا الحال وہ احاطہ سحر بھی دفع ہوگیا اور لشکری ہوشیار ہوکر چلے اور آکر زیر کوہ شریک رزم ہوے اور
لشکر قاسم و مقبل جو ابھی تازہ تازہ گرفتار ہوا ہی وہ بھی لڑنے لگا شہزادہ قاسم بھی قید توڑ کر نکلا اسی ہجوم
کے ہونے ہی لشکر ساحران باقیماندہ فرار ہوا اور بختیارک نے فیلبان کی پگڑی اچھال دی کہ اسے جلد
ہاتھی بھگا کیا خداوند کو قتل کرائے گا فیلبان نے ہاتھی بھگایا اور فوج نے بھی جہرسٹ کھایا بھگدم

لشکر مخالف مین پڑی اور اسلامیون کی فوج پیچھے چلی ایرج نے سوفار کو حوالہ شاپور عیار کیا کہ اسنے اسکو حباب مار کے بیہوش کیا اور زندان مین سوزن دے کر مقید کر کے لشکر مین رکھا شہزادہ زد و کشت کرتا ہوا عقب لشکر حریف چلا لقا پہلے اس جگہ آیا کہ جہان اہل اسلام کا لشکر تھا کیونکہ وہ مقام بھی یہ قبضہ مین کر چکا تھا غرضکہ وہان پہونچکر ٹھہرنا چاہا تھا کہ وہ فوج ظفر موج نے آتے ہی حملہ کیا یہ پھر بھاگا اور اپنے مقام فرودگاہ پر آیا یہان پڑاؤ پر بھی غازیان دلیر اسے نہ پڑنے دیا اس جگہ کو بھی چھوڑ کر فرار ہوا اور قلعہ عقیق کوہ کے اندر چلا گیا اہل اسلام تے تا بہ قلعہ پیچھا نہ چھوڑا جب یہ قلعہ مین جا چکا اور در قلعہ بند کر لیا پل تختہ اٹھوا لیا اسوقت اہل اسلام پھرے اور اس کے اردو پر آ کر گرے تا دیر بارگاہ و بازارین و خیام وغیرہ لوٹ بعد غارت وغیرہ کے آگ خیمون مین لگا دی اور بفتح و فیروزی اپنے مقام خیمہ گاہ پر آئے بارگاہ سلیمانی پہاڑ پر سے منگوا کر استادہ کی ناموس امیر و سرداران بھی داخل سراپردہ عصمت ہوے امیر و بادشاہ و جملہ سردار بارگاہ سلیمانی مین رونق افروز ہوے بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا اور حکم دیا کہ بازارین لشکر کی آراستہ ہون اسی وقت منادی نے ندا کی ڈھنڈورا پٹا کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم صاحبقران بہادر کا دشمن بھاگ کر قلعہ بند ہوا ہے در امن و امان کھلا ہے اہل اسلام جہان جہان مخفی ہین وہ آئین اور آرام سے مسکن گزین ہون ساحر فی النار ہوے یہ صدا سنتے ہی فوج جو شتاب جبال مین پنہان تھی آنے لگی اس عرصہ مین رعایاے انجم جو بارگاہ چرخ سے بخوف مہر درخشان فراری تھی پھر کر آباد ہوئی اور بازار فلاک کی رونق افزائی زیادہ تر نظر آئی کہ بمقتضاے

ابیات

چہ خورشید بر جاے مغرب رسید
رخ روز روشن لبشد ناپدید

برون رفت خورشید مشعل ز باغ
فروزان شد از ماہ انجم چراغ

اسی رات بھر مین وہی سامان جو پہلے تھا درست ہو گیا بازارین کھلین رعایا بر آیا آباد ہوئی خلقت دلشاد ہوئی سب سردار حمام کر کے لباس فاخرہ پہنکر بارگاہ مین رونق افروز ہوے محل مین برمحل رت جگے اور کونڈے صحنک وغیرہ ہونے لگین لاکھون روپیہ کا تصدق اتر گیا آپس مین گلے ملکر مبارکباد دیتے تھے دربار مین بادشاہ نے جشن ہونے کا حکم دیا تھا طائفے رقاصاؤن کے حاضر تھے ساقیان گلعذار جام مے پلاتے تھے مجرائی نغمہ عشرت سناتے تھے

نظم

خوشی مین کیا یان تلک زر نثار
جسے ایک دینا تھا بخشے ہزار

جہانتک کہ سازندے تھے ساز کے
دھنی دست کے اور آواز کے

لگے گانے اور ناچنے ایک بار
جہانتک کے تھے گا یک او رتنت کار

لگے بجنے قانون و بین و رباب
بہا ہر طرف جوئے عشرت کا آب

لگی تھاپ طبلون کی مردنگ کی
صدا اونچی ہونے لگی چنگ کی

کمانچون کو سارنگیون کو ڈال دے جٹا مین بالون کو ٹیکر لٹکائین سارا جسم خاک سے بھرا
ستارون کے پردے بنا لنگوٹ مین پہنا لنگوٹا اس طرح باندھا کہ موے زہار باہر نکلے رہے

کئی روز تک یہی جلسۂ طرب برپا رہا اور اسیونا دن جو باقی رہا تھا ٹھہرا جب دریاے اخضر پہ بند دے
اور ستون بارگاہ حشامی سے بندھوا کر سوالی پوجا کرنے کے لیے گلہاے انجم سے استاریسے ان گذرانے
کیا کہ مین مسلمان ہوتا ہون امیر نے سوزنائی کہ **نظم** دکھلوا دیا وہ دوڑ کر قدم اقدس پر
گرا اور عرض پیرا ہوا کہ جو آپ کے دین مین اسے بینا ہے امیر نے کلمۂ طیب ارشاد کیا یہ دل مین کینہ
رکھکر طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا امیر نے اس کو خلعت دیا یہ بھی رہنے لگا اس طرف لشکر
سوفار رنجیدہ و پریشان حال قلعہ مین کئی روز تک ساکن رہا جب جو فرار ہو گیا تھا وہ بھگیلے دس پانچ روز مین
پھر آکر جمع ہوے اور لاکھون مارے گئے تھے جو بچے تھے جب وہ آ چکے تو سلیمان نے خداوند
کو تسکین دی اور پھر عرضی افراسیاب کو لکھی اس مین حملہ کو الف جنگ درج کر کے تاکیداً درخواست
کی کہ بہر امداد خداوند بہت جلد کسی کو بھیجے کیونکہ یہان کوئی باقی نہین رہا سوفار بھی زندہ گرفتار
ہو گیا ہے اور یہ بھی تحریر کیا کہ در صورت عدم مدد رسانی عتاب خداوند کا ڈر ہے کہ خداوند آجکل ہم بندون
سے ناراض بہت ہین غرضکہ اسی عرضی کو حسب دستور پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ عرضی اٹھا لے گیا سب
لقا پرست تو بانتظار جواب عریضہ مستور بیٹھے لیکن سوفار جو مکاری سے مسلمان ہوا ہے اسکا حال بیان کیا جاتا
ہے کہ امیر نے اسکا بڑا مرتبہ کیا ہے خیمۂ زرنگاری رہنے کو ملا ہے تجویز یہ ہے کہ بادشاہ جشن سے فرصت پائین
تو کوئی ملک حضور سے کہکر اسکو دلائین ادھر تو یہ پرورش ہے مگر بموجب مصرع ع اصل بد از خطا خطا نکند + اسنے
یہ تدبیر کی کہ بادشاہ کئی روز کے بجہ جشن جاگے ہوے تھے ایک خیمہ مین آکر آرام پذیر ہوے پس موقع
اس نے پایا قریب خیمہ آکر ایسا سحر پڑھا کہ خادم خدمتگار بیہوش ہو گئے یہ اندر خیمہ کے آیا کیونکہ بادشاہ
اس لیے بارگاہ سلیمانی سے الگ آئے تھے کہ وہان مجمع زیادہ ہے نیند نہ آئے گی فی الجملہ اس نے سحر سے شاہ
کو بھی بیہوش کیا اور بغچہ مین داب کر اڑ گیا اپنے لشکر کی طرف یہ سونچکر نہ گیا کہ عیار پتہ لگا لے جائین گے
صحرا مین سیدھا آیا اور ایک پہاڑ کے درے مین غار تیرہ و تار دیکھکر اس مین شاہ کو رکھا اس یوسف مصر
سلطنت کے غار مین پہونچنے سے وہ غار یا تو بسان دیدۂ یعقوب اندھا تھا یا روشن ہو گیا اور اس گنجینۂ کنز
صاحبقرانی کو اس مار خونخوار نے اس طرح مخفی کیا کہ براہ سنگدلی ایک پتھر دہن غار پہ رکھکر بند کر دیا
اور ایسا سحر کر دیا کہ وہ غار نظر مردم سے نہان ہو گیا پھر آپ لشکر اسلام مین آکر اپنی جگہ پر رہنے لگا
وہان رات بھر خدمتگار وغیرہ بیہوش پڑے رہے جب غار مشرق سے شاہ خاور نکلا اور ہر ایک انجم
فلک نشیب عدم مین بطور شاہ اسلام مخفی ہوا **نظم**

چو شب تیرہ آخر شدہ روز شد	کہ خور بر شہ زنگ فیروز شد

لشکر مخالف مین پڑی اور اسلامیون کی فوج پیچھے چلی ایرج نے سوفار کو حوالہ شاہ مند آن جو در خیمہ گاہ کے بیہوش کیا اور زبان مین سوزن دے کر مقید کر کے لشکر مین رکھا شہزادے بادشاہ کو پلنگ پر نہ پایا شور و غوغا حریف چلا لقا پہلے اس جگہ آیا کہ جہان اہل اسلام کا لشکر تھا کیونکہ وہ مع لشکر بیقرار ہو گئے تخت سلیمانی پر غاشیہ پہونچکر ٹھہرنا چاہا اور عیار سب فوج ظفر موج نے آتے ہی حملہ کیا یہ لکھتے کہ بموجب

نظم

ہوا گم وہ یوسف پڑی یہ پڑتے دیا اس جگہ کا وہ مان محل نے ہجوم

کہا شہ نے وان کو مجھے دو بتا | عزیز دو جہان سے وہ یوسف گیا
بتایا بہت وہ یہان سے گیا | کہا ہاے بیٹا یہان سے گیا
عجب تجربہ غم مین ڈبویا مجھے | غرض جان سے تو نے کھویا مجھے
کرون اس قیامت کا کیا مین بیان | ترقی پہ ہر دم تھا شور و فغان
شب آدھی وہ جس طرح سوتے کٹی | رہی تھی جو باقی وہ روتے کٹی

امیر نے بعد جزع و فزع بسیار کے عیارون کو بلا کر تاکید شدید فرمائی کہ جلد بادشاہ اسلام کی خبر لاؤ عیار بفن عیاری روانہ ہوے اور صورتین بدل کر قلعہ عقیق مین آئید رند کے ہمراہ چلے گئے کیونکہ قلعہ کا دروازہ بختیارک نے کھلوادیا ہی یہ جانتا ہی کہ امیر قلعہ پر حملہ نہ کرین گے اور انتظار طبل جنگ بجنے کا فرمائین گے غرضکہ بہرامچہ کی دروازہ پر تھا عیار اہل حرفہ و پیشہ کے ہمراہ جب قلعہ مین گئے خدمتگار وغیرہ کی صورت بنکر بارہ دری مین پہونچے یہان لقا تخت خدائی پر بیٹھا تھا سردار حاضر دربار تھے مگر کچھ ذکر گرفتاری بادشاہ اسلام نہ تھا عیارون نے ہر طرف اس قلعہ مین چرخ مارا ایک آدھ سے اجنبی بنکر پوچھا بھی مگر کہین سراغ نہ لگا سمجھے کہ قلعہ مین کوئی نہین لایا ناچار جس طرح گئے تھے اسی طرح پھر آئے اور کوہ و دشت وغیرہ سب چھان ڈالا جب کہین پتہ نہ لگا مجبور ہوے اور عرض کی کہ کہین سراغ نہین ملتا امیر نے فرمایا کہ پانچہزار اشرفی انعام مین دون گا جو پتہ لگائیگا قاسم نے فرمایا کہ ایک ہزار اشرفی مین بھی دون گا اور اسی طرح سب سردارون نے دینے کا وعدہ فرمایا چالاک عیار نے کہا یا امیر کچھ اشرفیون پر کیا ہی ہمارے خود دل سے لگی ہی مین تین روز کا وعدہ کرتا ہون کہ پتہ لگاؤن گا اور اگر اس عرصہ مین پتہ نہ لگا تو مین بھی منھ نہ دکھاؤن گا یہ کہکر بانہ ہاے عیاری لگا کر روانہ ہوا اور کئی روز تک ڈھونڈھتا پھرا جب کہین پتہ نہ لگا مایوس پھرا اور دل سے کہا تو تین روز کا وعدہ کر آیا تھا اب کیا جا کر منھ دکھائے گا یہ سوچکر ایک تختۂ سنگ پر بیٹھکر فکر کرنے لگا آخر دل مین یہ خیال گذرا کہ سوفار لشکر اسلام مین تازہ وارد ہی اور پیشانی اس کی کچھ تاریک نظر آتی ہی کیا عجب ہی کہ محبت لقا و سامری وغیرہ کی اس کے دل سے گئی ہنوز ذرا چل کر اُس سے تو پوچھ دیکھو تو کہ کیا ہوتا ہی کہ بمقتضاے بیت منظور ہو کبھی جو ترا امتحان مجھے + وہ رنگ لاؤن جس کا نہ ہو کچھ گمان تجھے + یہ سوچکر اپنی صورت

ایک مہنت کی ایسی بنائی کان مین کنڈل ڈالے جٹا مین بالون کو ٹیکر لٹکا یئن سارا جسم خاک سے بھرا دست پناہ ہاتھ مین لیا لوہے کا کڑا ہاتھ مین پہنا لنگوٹا اس طرح باندھا کہ موے زہار باہر نکلے رہے پھر وہان سے لشکر اسلام مین آیا اور اتنا دن جو باقی رہا تھا ٹھہرا جب دریاے اخضر پر ہندوے فلک اشنان کرنے ظاہر ہوا اور قمر کی تھالی پوجا کرنے کے لیے گھاٹ انجم سے بھرنا چاہی دن گذرا رات آئی کہ **نظم**

ہمی بود تا شمع گردان سپہر چو خورشید گردندہ بیرنگ شد	دگر گونہ تر شد بآئین وچہر ستارہ ببرج شب آہنگ شد

چالاک خیمہ سوفار کے در پر آیا یہان بعنایت خدا چوبدار خدمتگار اور علاوہ اس کے سب سامان عمدہ امیرانہ مہیا ہے اس نے ایک چوبدار سے کہا جاؤ اور کہدو کہ سامری اور جمشید کے باغ سے ایک مہنت آیا ہے جمعدار نے چوبدارون کے جاکر سوفار سے عرض کیا اس نے کہا اے چوبدار مین مسلمان ہون مجکو جمشید و سامری سے کیا غرض جاؤ کہدو کہ ملاقات نہ ہوگی چوبدار یہ سنکر چلا تھا کہ اس کو جوش مذہب سامری آیا اور بہانہ کر کے کہا اچھا بلالاؤ دیکھون تو وہ کیا کہتا ہے چوبدار پھر چلا تھا کہ اس کو خیال آیا کہ یہان اکثر مسلمان میری ملاقات کو آتے ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی آجائے اور مہنت جی کو زک پہونچائے یا تیرے لیے کچھ برائی ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ الگ اُس سے ملاقات کرے یہ سوچکر چوبدار سے کہا کہ جمعدار یہان نہ لاؤ تم اپنے خیمہ مین اُس کو لیجا کر بٹھاؤ مین آتا ہون چوبدار وہان سے باہر آیا اور مہنت صاحب کو لے کر اپنے خیمہ مین پہونچا مقام عزت پر بٹھایا بعد کچھ عرصے کے سوفار بھی آیا اور مہنت جی سے ملاقات کر کے خوشنود ہوا اور کہا آپ نے بڑی کرپا اور دیا کی جو مجھ پر کرم کیا لیکن مین مسلمان ہون آپ مجھ سے کچھ سروکار نہ رکھیے مہنت نے ہنسکر کہا کہ مین جمشید کے باغ مین رہتا ہون اور مجکو اکثر خداوند درشن دکھاتے ہین غرضکہ مجکو سب کے دل کا حال معلوم ہے اور کل تک خداوند کو دھوکا تھا کل مجھ سے فرمایا کہ ہمارا بندہ خاص مسلمان ہوگیا تھا مگر نہین وہ بادشاہ اسلام کو پکڑ لایا ہے مسلمان نہین ہوا ہے تدبیر مین اپنے دین افزائی کے ہے تم جاؤ اور اعتقاد کے درست اور ہماری محبت کے پتلے سے ملاقات کر و بس یہ مین بنا بر حکم خداوند تمھارے درشن کو آیا ہون واقعی تم بڑے مذہب کے رکھنے والے پختہ مزاج خاص بندے جمشید کے ہو اس وقت خداوند اپنے باغ مین ہین اور وہ باغ ایسا ہے کہ بارہ ہزار دریا قدرت سے جمشید کی بہہ رہا ہے اور بارہ ہزار پہاڑ ایک جگہ اگیا ہے اسکے بیچ مین خداوند ایک مندر بنائے بیٹھے ہین اس مندر کی چوبیس ہزار گنبدی ہے ہر ایک گنبدی سے ہزارون شعلے اور لوین نور کی نکلتی ہین اور لاکھون ستارے ٹوٹ رہے ہین اور سامنے مندر کے جو درخت لگے ہین اُنمین پھل بصورت انسان ہین اُن درختون کا جو پتا گرتا ہے طائر بنکر اڑتا ہے اور درخت پر بیٹھ کر نام سامری کی

جاپ کرتا ہے پس مین ایسی جگہ کا رہنے والا ہون تمھارے دل کا حال بخوبی جانتا ہون اور سوا ے اسکے تمام زمانے کا حال مجھپر ہویدا اور روشن ہے **سوفار** یہ باتین سُنکر دنگ ہوگیا اور سناٹے مین چپ بیٹھا رہا **چالاک** سمجھ گیا کہ یہ حرامزادہ بادشاہ کو لے گیا ہے پس خفا ہوکر اٹھا اور کہا مین خداوند سے جاکر تیری شکایت کرون گا تونے میری باتون کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ مجکو دیوانہ سمجھا کہ مین بکا کیا اور تو چپکا بیٹھا رہا **سوفار** نے کہا جو آپ نے فرمایا اسکا مین کیا جواب دون جانتا ہون سب سچ ہے اور خداوند سب کے دل کا حال جانتے ہین کیونکر بیان کرون یہان لاکھون دشمن ہین قبول دینا اچھا نہین خیر جو کچھ مجھسے ہوسکے گا وہ دیکھ لیجیے گا کہ یہان رہکر مین کیا کرتا ہون مہنت نے جواب دیا کہ بہتر ہے نہ بیان کرو مگر یہ چاہتا ہون کہ شاہ کو باغ جمشیدی مین لیجاکر رکھون کہ پھر کوئی اُس کا پتہ نہ پائے بلکہ تم جس کسی کو لشکر اسلام سے چرالایا کرو مجھکو اسکے رکھنے کی جگہ بتادیا کرو مین وہان سے لیجایا کرون **سوفار** نے یہ سنکر کہا اچھا تو پھر آپ شاہ کو لے جائیے یہان سے کچھ دور پر ایک غار ہے کوہستان مین اور پتھر دہن غار پر ہے اس مین بادشاہ بند ہے یہ کہکر کما حقہ پتہ بتادیا اور کہا وہ بے آب ودانہ مرگیا ہوگا مین نے اس پر خاک جمشیدی چھڑک کر بیہوش کردیا ہے اور غار نظر مردم سے مخفی کردیا ہے **چالاک** نے یہ سنکر چاہا کہ اسکو مارڈالے مگر کچھ سوچکر تامل کیا اور کہا مین جاتا ہون تم ایسا سحر پڑھو کہ مجکو غار نظر آئے اور پتھر سرک جائے کہ مین بادشاہ کو اسی طرح بیہوش سامنے خداوند کے لے جاؤن اس نے کہا اچھا جائیے آپکو وہ مقام نظر آئے گا یہ کہکر سحر پڑھ کر دستک دی اور آپ خیمہ مین چلا آیا مہنت چلا گیا اور اسی غار پر حسب نشان آیا پتھر اس کا ہٹایا بادشاہ کو غار سے نکالا اور کاندھے پر لادکر بارگاہ مین لایا **امیر** بارگاہ حشامی مین تھے جب بادشاہ کو اس حال مین پایا فرمایا کہ بارگاہ سلیمانی مین لے چلو اور پانی اسم اعظم کا چھڑکو کہ حضور والا ہوشیار ہون **چالاک** نے کہا آپ انھین ہوشیار نہ فرمائین بلکہ جس نے ان کو بیہوش کیا ہے اُسے بلوائین اگر بارگاہ مین جائینگے اور ہوشیار ہونگے تو ان کی رہائی کا غلغلہ ہوگا وہ مجرم ساحر بھاگ جائیگا آپ انھین چھپا رکھیے اور **سوفار** کو طلب کیجیے **امیر** نے بادشاہ کو ایک صندوق جالدار مین کہ ہوا لگتی رہے رکھا اور چوبدار بہر طلب بھیجا کہ اس نے **سوفار** سے جاکر کہا کہ خداوند نعمت اس وقت **امیر** بہت خوش ہین اور حضور کو یاد کرتے ہین فرمایا ہے کہ یہان آؤ تو شب ماہ کی کیفیت بھی دیکھتے جائین اور بادشاہ کو بھی ڈھونڈھین **سوفار** یہ پیام سنکر وہان سے چلا اور جب خدمت **امیر** مین آیا **امیر** نے خلعت دینے کا حکم دیا اور باعزاز تمام بٹھایا اسی اثنا مین **چالاک** وہی مہنت کی صورت بنا ہوا سامنے آیا **سوفار** کے ہوش اڑگئے گھبرا کر چاہا کہ بھاگ جاؤن **چالاک** نے کمند ماری کہ گردن اسکی پھنسی **امیر** نے اسم اعظم باواز بلند پڑھا کہ سحر نہ کرسکا **چالاک** نے سوزن زبان مین دیا اور ستون بارگاہ مین باندھ دیا پھر صندوق سے بادشاہ کو نکالا اور کہا جلد ان کو ہوشیار کر اس نے تھوڑی خاک خوف جان سے نکالکر چھڑک دی کہ شاہ ہوشیار ہوئے

اوران کی تیمارداری ہونے لگی مگر سوفار سے سوال کیا گیا کہ ابھی بھی اگر بصدق اسلام قبول کرے تو بچ جائے اُس نے اشارہ سے کہا کہ مین نام جمشید پر فدا ہون امیر نے جلاد کو بلا کر حکم گردن زدنی دیا ذوالخمار علوی جلاد نے اسکو زیر تیغ بٹھا کر اور کوئلے کا خط گردن پر دیکر آنکھ مین پٹی باندھی اور تین حکم پوچھ کر سر اسکا تن سے جدا کیا تا دیر تاریکی اور غل وشور رہا بعد اسکے زمانہ روشن ہوا لاش اسکی کھنچوا کر مزبلے پر ڈالدی اور سر کنارے لشکر کے درخت مین لٹکوادیا اور بعشرت تمام بیٹھے تھے کہ یکایک بیرون بارگاہ رونے کی آواز آئی وہ صدا سنکر چالاک باہر آیا دیکھا کہ ایک شخص ساحر وضع زخمون مین چور کھڑا رو رہا ہی اس نے پوچھا تو یہان پر کیون آیا ہے اور کس لیے روتا ہی اس نے کہا مین ملازم نازک چشم ہون وہ قتل ہوئی اسکو یاد کرکے روتا ہون اور اسلیے یہان آیا ہون کہ اہل اسلام مجکو بھی مار ڈالینگے چالاک نے کہا تجھکو لازم ہے کہ دین اسلام اور ملت بیضا قبول کر اور تیرے زخم بھی ابھی اچھے ہوجائینگے یہ کہہ کر کچھ کلمے وحدانیت پروردگار مین کہے کہ زنگ کفر اُسکے آئینہ دل پر سے دور ہوا اور کہا مجکو خدمت امیر مین لے چلو چالاک اسکو روبروامیر کے لایا اس نے تسلیم کرکے سر قدم پر رکھا آپ نے براہ شفقت ونوازش سر اسکا سینے سے لگایا اور کلمہ بتایا کہ وہ از سر صدق مسلمان ہوا پھر مرہم سلیمانی منگا کر زخمون پر لگایا کہ وہ سب اچھے ہوگئے پس اسکو سوفار کا خیمہ رہنے کو دیا اور سپرد اسکو چالاک کے کیا اس نے شاگردی اختیار کی اور ایک انگوٹھی دی چالاک نے حال انگشتری پوچھا اُسنے کہا مین لاش پر نازک چشم کی جاکر رویا تھا اسکے ہاتھ سے یہ انگوٹھی اتارلی تھی تاثیر یہ ہے کہ جس کے پاس یہ انگوٹھی ہو سحر اسپر کسی کا اثر نہ کریگا چالاک نے وہ انگوٹھی لیکر پہن لی اور وہ ساحر رہنے لگا مگر اس طرف جو ساحر زندہ بچے تھے وہ بھاگ کر سمت طلسم گئے اور نامۂ لقا پہلے جاچکا ہے افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا تھا کہ ہنجہ نے نامۂ خداوند پہونچایا اس کو پڑھ کر کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ نامۂ حیرت طائر سحر لے کر آیا اس کو پڑھا لکھا تھا کہ اے شہنشاہ سنا جاتا ہی کہ عمرو کی بڑی خاطر کوکب کے یہان ہورہی ہے آپ اسد کو مار ڈالیے کہ کمر لشکر عمرو ٹوٹ جائے ورنہ جنگ عظیم کا سامنا ہی شاہ طلسم یہ نامہ پڑھ کر ہنسا اور کہا مجکو یقین نہین کہ کوکب مجھ سے بگاڑے خیر مین پہلے اس کو نامہ لکھتا ہون اگر عمرو کو اس نے باندھ کر بھیجدیا تو بہتر ہے ورنہ اسکو بھی سزا معقول دونگا یہ کہکر ایک نامہ منشی سے لکھنے کا حکم دیا منشی نے مداد عنبرین سے پارۂ پرنیان پر ایک نامہ بخط طلسم لکھا مضمون اس کا یہ تھا۔

نامۂ شاہ افراسیاب بہ تہدید وعتاب سمت کوکب روشنضمیر ۔ لمؤلفہ

سر نامہ ہے وصف سامری کا — گوسالہ کیا تھا جس نے گویا
جمشید ولقا کی کیا صفت ہو — دیتے وہی جان ہین ساحرون کو
بعد اُن کے ہوے ہین جتنے معبود — ہے وصف سے وصف اُنکا افزود

اس وصف کو چھوڑ کر بآداب
کچھ لکھتا ہے حال دل یہ بیتاب

اے افسر فرق سربلندان
سلطان شہان خودپسندان

سرتاج شہان ہفت کشور
گردون شہنشہی کے اختر

سردفتر دادران دوران
سرطبقۂ سروران ذیشان

سرچشمۂ بخشش و مروت
مجموعۂ الفت و محبت

آب دُرِ بحر تاجداری
رنگ گل باغ شہریاری

خورشید سپہر بادشاہی
خوشبوے گل جہان پناہی

آرائش تخت ارجمندی
زیبائش تاج سربلندی

ہو فضل کا سامری کے سایہ
ہم مرتبۂ فلک ہو پایہ

تحریر کرین یہان کا کیا حال
ہر ایک بشر کا ہے بُرا حال

بدلی ہوئی یان کی کچھ ہوا ہے
چھائی غم و رنج کی گھٹا ہے

اندھیر ستم سے آج کل ہے
ہر ایک کی تاک مین اجل ہے

ہر سمت تلاطم اک پڑا ہے
ہر شہر مین شور جابجا ہے

طوفان عظیم تر اٹھا ہے
خشکی مین جہاز ڈوبتا ہے

ایسی ہوئی فتنہ ہے ہلچل
اشراف حزین ہین شاد اراذل

عیّار کچھ ایسے ہین مسلمان
بدگوہر و بیحیا و نادان

کچھ چھوکریان ہمارے یان کی
بہکا کے شریک کی ہین اپنی

اس بات پہ ہے ہنسی کچھ آتی
وہ ہم سے مقابلہ ہین کرتی

ذرے کو ہے مہر سے لڑائی
دریا پہ کنوئین کی ہے چڑھائی

پشے کو ہے فیل مست سے جنگ
روباہ سے کب ہو شیر دل تنگ

کب مور ضعیف ہو سلیمان
کب ہمسر دیو ہوگا انسان

ظلمت کا ارادہ یہ ہوا ہے
رتبہ مرا نور سے سوا ہے

ہے پشت زمین کو اوج کا دھیان
بڑھجانے کا چرخ سے ہے ارمان

از راہِ عنایت و نوازش
مین نے نہین جنگ کی ہے خواہش

جس روز عتاب میرا ہوگا
سن لینا جو حال اُن کا ہوگا

دم بھر مین ملے گا خاک مین نام
جز خواب عدم کہان پھر آرام

تھی تم سے قدیم رسم الفت
اس واسطے سب لکھی حقیقت

سنتا ہون کہ ایک دزد عمرو نام / پہونچا ہے تمھارے پاس ناکام
بد دین ہے مفتری ہے مکار / کر لینا اُسے وہان گرفتار
جو ہم ہین وہ تم ہو فرق کیا ہے / آپس مین فساد کب روا ہے
سب نے بہکایا تھا بہت کچھ / غصہ مجھے آیا تھا بہت کچھ
لیکن ہین بجاہ و دولت و مال / برنا ہون پر عقل مین کہن سال
پھر عقل سے کچھ نہ کام لیتا / غصہ کو اگر نہ تھام لیتا
تم رہتے نہ وہ طلسم رہتا / جز خاک لحد نہ جسم رہتا
سچ ہے جو فلک تباہی چاہے / پھر خاک سے خاک بن نہ آئے
آہو کا عدو جو شیر ہووے / کیا آنکھ ملا سکے وہ اس سے
گنجشک پہ حملہ در ہو گر باز / کیا تاب جو کر سکے وہ پرواز
جاندار و اجل کا سامنا کیا / مٹھی مین ہوا کا تھامنا کیا
دریا کی طرح اُمڈ کے لشکر / تیار تھا چلنے پر سراسر
اک سیل فنا وہان پہ جاتی / مین کیا آتا قضا ہی آتی
اگلی الفت جو یاد آئی / کی حلم نے غیظ پر چڑھائی
روکا لشکر کو خود بھی ٹھہرا / تم کو الطاف نامہ لکھا
لازم ہے تمھین بھی مشفق من / بننا تم بھی نہ میرے دشمن
فی الفور عمرو کو بھیج دینا / بدنامی نہ اپنے سر پہ لینا
ہے مجھکو یقین کہ تم بھی اے یار / الفت کی ہو رسم سے خبردار
ہو صاحب حلم و صاحب ہوش / آئے گا محبتون کا کچھ جوش
دشمن کو ہمارے قید کر کے / احسان ہم پہ نیا کرو گے
بس ختم ہے اشتیاق نامہ / چلنے سے رکا کمیت خامہ
رفعت پہ رہے ترا ستارا / آباد رہے طلسم سارا

یہ نامہ منشی ندرت طراز نے لکھکر شاہ کے روبرو پیش کیا بادشاہ نے عنوان نامہ پر مہر کر کے ملفوف بہ کیسۂ زرین فرمایا اور ایک ساحر ذی رتبہ کے حوالہ کیا کہ پاس کوکب کے لے جائے پھر چند تحفہ و تحائف دے کر رخصت فرمایا اور وہ ساحر نامہ لے کر جب چلنے لگا اُس سے فرمایا کہ تو اُس راہ سے نہ جانا جدھر سے عمرو گیا ہی بلکہ اُس راہ کو اختیار کرنا جہان مولسری کے درخت سرحد طلسم پر لگے ہین اور دو چیلے درخت پر بیٹھے ہین جب وہان پہونچنا تو کہنا کہ مین نامہ شاہ دورا[illegible] لایا ہون دو چیلے

مجھکو بہت جلد پاس کوکب کے لے جائین گے اُدھر سے کر جدھر سے عمرو گیا ہے جانے مین عرصہ ہوگا غرض سمجھا بجھا کر روانہ کیا نامہ دار نامہ سر سے باندھ کر روانہ ہوا کہ حال اُسکا آگے بیان ہوگا بعد جانے نامہ دار کے افراسیاب مدد بھیجنے کی لقا پاس فکر کرنے لگا اور حیرت کو لکھ بھیجا کہ اے خاتون من نامہ کوکب پاس مین نے بھیجا ہے جواب آئے تو اسد کو قتل کرون تم جب تک مصور سے کہو کہ یا مرشد آپ کب تک چلہ مین رہین گے لازم ہے کہ ان نمکحرامون کو سزا دین یقین ہے کہ مرشد زادے جنگ کر کے سبکو غارت کردین اور مین بھی ساحران نامی مذکور عقب مین بھیجون گا اطمینان رکھو یہ لکھکر طایر سحر کے گلے مین باندھ دیا کہ وہ روانہ ہوا اور شاہ فکر کمک رسانی مین کرنے لگا اُدھر حیرت پاس جب نامہ پہونچا پڑھ کر خرسند ہوئی اور بموجب تحریر شاہ کاربند ہوئی ان کو تو اس حال مین چھوڑیے مگر اب حال ملاقات عمرو و بران سنیے

داستان ملاقات ہونا عمرو سے بران کی اور مخمور اصلی کا عمرو پاس آنا اور کوکب کا عمرو سے ملنا اور وعدہ مدد دہی کرنا پھر حال نامہ دار افراسیاب اور جواب نامہ دینا کوکب کا اور حال مقابلہ مصور جہرخ سے اور عیاریان کرنا عیارون کی اور مدد بھیجنا افراسیاب کا لقا کو اور پھر جنگ جہرخ ساحران نامی کو روانہ کرنا المولفہ

پیمان شکنی نہ کرنا ساقی
مہمان کی چاہیے مدارات
میخانہ برنگ آسمان ہے
شیشے مے سرخ کے چینے ہین
بھٹی پہ ہین بادہ خوار و تلچھٹ
آنکھون مین ہے نشہ سب کے چھایا
پھرتی ہے نگہ مین صورت یار
منھ دختر رز بہت لگی ہے
پیمانے بھی ہینگے منھ پہ چڑھتے
ساقی تجھسے ہے چشم امید

میخوارون سے کچھ ہے وعدا ساقی
دل توڑنے کی نہ کیجیے بات
جس جا دیکھو نیا سمان ہے
سیخون پہ کباب بھن رہے ہین
کھولے ہوے ساقنین ہین گھونگھٹ
دل مین ہے نیا مزا سمایا
ایسے مین غضب ہے ہجر دلدار
میخوارون سے ہوتی دل لگی ہے
قہقہہ قہقہہ ہین شیشے کرتے
مین ذرہ ہون لطف تیرا خورشید

مے پی کے ترا ہو نہین ثنا خوان | بلبل کی طرح ہون نغمہ سنجان
ایسے ہین نہ مجھکو بھول جانا | کیفیت میکدہ دکھانا
اک جام سے بھی نہ رکھنا محروم | ہے لطف کی تیرے چار سو دھوم
تاکین جو دخت رز کو آ کر | ہو لینا خفا ہمارے اوپر
وصل نبت العنب تو ہو گا | پی جائین گے سُن کے جو کہے گا
صہبائے خودی سے مست ہو نین | توبہ کب مے پرست ہون مین
ہان پیر مغان وہ مے مجھے دے | تو مجھکو مطیع اپنا کر لے
وہ جام پلا دے رند کو آج | جو نشہ کے اوج کی ہو معراج
بیعت کرے مجھ سے آکے زاہد | میخوار کو پھر کہے نہ فاسد
سب بھولے وہ اپنی وعظ و فریاد | بس آیہ واشربوا رہے یاد
دے پھول تو مجھکو جام گل مین | افسانہ لکھون سرور کُل مین
از رشحۂ ابر خوش بیانی | سیراب شود گل معانی

زیبا بالش دہندگان کاشانۂ مہمانی۔ وزینت افزاے خانۂ دعوت و میزبانی۔ محفل آرایان۔ افسانہ بیان و افسانہ طرازان جادو زبان۔ بیاوری خامۂ میزبان قصر مضامین کو مہمانان تحریر سے اس طرح رونق آگین فرماتے ہین اور الفاظ معنی کو چار بالش افسانہ پر بصد عزت یون بٹھاتے ہین کہ گل گلزار عیاری و رونق بوستان طرازی یعنی **عمرو بن امیہ ضمری** اسی باغ مین جورک کے گھر کے پاس جو واقع ہے فروکش ہین لیکن بران جب طلسم آئینہ سے پھر کر آئی تمام قلعہ ہفت رنگ کی آرائش کراکر سوار ہوئی اس کے سوار ہوتے ہی تمام ناظمان دربند طلسم بھی سوار ہوے مثل ان کے کہ طولان بن قاہر ماہی خوار۔ طوفان آسمان نشین۔ توسن بن خرسان سنگ انداز۔ مشیر بن نعمان کوہکن۔ ترسان بن خونخوار رویین تن۔ طول بن آزار اژدر خوار۔ کلال بن قہر خرس دندان۔ ارزین کوہ پیکر فیل سوار۔ مرزبان بن زلزلہ قہر کن۔ توس بن مانوس شیر افگن۔ ملکہ نسیم بن صباے ستارہ چشم۔ تحمیت بن کوہ فیل پیشانی۔ ملکہ یاقوت گہر دندان۔ ملکہ شیرین دہان۔ نیشکر لب۔ ملکہ سنبلستان گیسو دراز۔ ملکہ غزال چشم پیوستہ ابرو وغیرہ

غرض کہان تک بیان کیا جائے کئی ہزار ناظم و ناظمہ سوار ہوئین اور ملکہ آ کر دریا کے کنارے شہر سے باہر استادہ ہوئی اور مرزبان وزیر کو بھیجا کہ جا کر خواجہ کو سوار کر کے سیر دریا و دشت دکھاتا ہوا لائے وزیر خوش تدبیر مع جلوس شاہانہ اور کئی ہزار ساحران نامی سے تخت روان لے کر روانہ ہوا ادھر **عمرو** مشتاق ملاقات ملکہ ہو کر باغ کے کوٹھے پر آیا تھا کہ یکایک سامان سواری سامنے سے پیدا ہوا اور وزیر کو

آتے دیکھا پس جلد بام سے اُتر کر بارہ دری مین آیا اور لباس خسروانی سے اپنے تئین آراستہ کیا تاج لعل و گوہر سر پہ رکھا یاقوت کا کنٹھا گلے مین پہنا کہ ہزار ہا چاند اُس مین نصب تھا ستارے الماس کے قبا مین جڑے تھے دیدۂ خورشید کو خیرہ کرتے تھے غرضکہ جب اسطرح آراستہ ہو چکا اُس چور کو بھی خلعت پر زر دے کر مخلع کیا اس اثنا مین وزیر در باغ پہ آیا اور سواری کو ٹھہرا کر آپ باغ مین داخل ہوا اور سامنے خواجہ کے آکر دست بستہ التماس کیا ملکہ دوران مشتاق ملاقات فرخندہ آیات حضور لب دریا آکر ٹھہری ہین امیدوار ہون کہ آپ بھی سوار ہو کر گلزار خاطر ملکہ کو گل ملاقات سے رونق و تازگی دین یہ سنکر عمرو مسکرایا اور پھر بہ تکلیف اُٹھ کر ہمراہ وزیر آیا دیکھا کہ ہزاروں کنیزان مہ پارہ اسباب تزک لیکر کھڑی ہین تخت رواں جواہر نگار موجود ہی ساحران نامی بہر استقبال حاضر ہین ان سب نے مجرا و تسلیم کی اور نذر دیکر چلے خواجہ نے فرمایا کہ یہان کی نذر ہم نے معاف کی قلعہ مین پہونچکر نذر لینگے غرضکہ تخت پر سوار ہوئے چور کو ایک مرکب پر سوار کیا سواری آگے بڑھی جلو مین ہر ایک ناظم و ناظمہ چلی زر و گوہر نثار ہونے لگا نقیب صدائے طرقوا دینے لگے دشت تخلخوں کے لوٹون سے اور شمیم عنبر و اگر و عود سے بسان زلف مہوشان مہکنے لگا گلاب و کیوڑے کا چھڑکاؤ شرم سے گلرخون کو عرق عرق کرتا ہوا وہاں ایسی معطر ہوئی تھی کہ دماغ رنگین رحان دہر کو بسائی تھی باغ مین جاتے ہوئے اتراتی تھی پھولون نہ سمائی تھی جسقدر سواری آگے بڑھتی تھی زمین کی تقدیر چمکتی تھی زر و جواہر کا ہر جگہ انبار تھا اٹھانا لوگون کو دشوار تھا

برابر برابر کھڑے تھے سوار ہزارون تھی وان ہاتھیون کی قطار
سنہری روپہلی وہ عماریان شب و روز کی سی طرحداریان
چمکتے ہوئے بادلون کے نشان سوارون کے غٹ اور پیادون کی شان
ہزارون ہی اطراف مین پالکی جھلابور کی جگمگی تالکی
کہارون کی زربفت کی کرتیان اور انکے دبے پاؤن کی پھرتیان
بندھین پگڑیان تاش کی سربسر چکاچوند مین جس سے آئے نظر
وہ ہاتھون مین سونے کے موٹے کڑے جھلک جسکی ہر ہر قدم پہ پڑے
وہ ماہی مراتب وہ تخت روان وہ نوبت کہ دولہا کا جیسے سمان
وہ آہستہ گھوڑون پہ نقارچی قدم با قدم با لباس زری
بجاتے ہوئے شادیانے تمام چلے آگے آگے یونہی شادکام
سوار و پیادہ صغیر و کبیر جلو مین تمامی امیر و وزیر
مرصع تھے سازون سے کوتل سمند کہ خوبی مین روح القدس سے دوچند
چلے پایۂ تخت کے ہو قریب بدستور شاہانہ تھی جریب

غرض اس طرح سے سواری چلی　　کہے تو کہ بادِ بہاری چلی

اسی جاہ و جلال سے کنارے دریا کے پہونچے یہان مورپنکھیان اور بجرے جواہر کے پڑے تھے چنانچہ تکلفات یہان کے اول بیان کیے گئے مکرر لکھنا باعث طول فسانہ ہی غرضکہ طلائی بجرے پر تخت طاؤسی لگا ہوا تھا عمرو اُس پر رونق افروز ہوا گرد تمام کشتیان اور بجرے شہزادیون کے اور بیچ مین خواجہ کا بجرا مثل ہلال فلک چمکتا ہوا چلا پانی دریا کا ایسا صاف تھا کہ مچھلیان چاندی کے پتر کی طرح چمکتی تہ آب نظر آتی تھین غوطے ادھر اُدھر لگا جاتی تھین آگے چوبدار کشتیون پر سوار اہتمام کرتے جاتے کنارے کنارے سوار و پیدل چلے آتے اسی طرح جب اس پار پہونچے ملکہ تخت پر سے اتر کر چلی ایک حور گلزار جنان کو پردۂ دنیا پر دیکھکر تعجب کیا اور صورت دیکھکر درود پڑھا پھر آپ بھی بجرے سے اتر کر آگے بڑھا اُدھر ملکہ نے سر اپنا پئے سلام جھکایا اس طرف خواجہ نے فرزند کہہ کر ہاتھ بڑھایا اور سر کو سینے سے لگایا پھر زبان مدارات بیان کو صفت و ثنا اور دعاے بزرگانہ مین وا کیا گوہر سخن کو اُس لعل درج شہریاری پر سے نثار فرمایا نظم

دعائین لگا دینے بے اختیار　　کہا خوش کرے تجھکو پروردگار
کہ تیری خوشی سے ہی سبکی خوشی　　مبارک تجھے روز و شب کی مہی
نہ آئے کبھی تیرے خاطر پہ میل　　چمکتا ہے جبتک فلک پر سہیل

ملکہ نے بھی تعریف کرنا آغاز کی کہ آپ نے اس ویران کدہ کو اپنے قدم سے آباد فرمایا سر مجھ عاجزہ کا فلک تفاخر پر پہونچایا زہے نصیب اس سرزمین کے جسپر قدم فلک رفعت آپ کا پہونچے اور رسخے اوج بخت اُس صاحب خانہ کا کہ جس گھر مین حضور رونق افروز ہون نظم

من بندہ ملین و تو سلطان کشوری　　رو نے بخشیم لطف برین بندہ پلندری
جان و دل ست صورت و جسم لطیف تو　　روح مجسمی و حیاتِ مصوری

غرض تا دیر بڑی گرمجوشی سے تپاک ظاہر کرکے پھر دونون سوار ہوے اور اُسی تجمل و شان سے شہر کی طرف چلے بعد کچھ عرصے کے در شہر نظر آیا اُسکو بہتر از روضۂ جنان پایا دروازہ طلائی لگا اُس پر گوہر کی ایسی سجاوٹ تھی کہ گویا ایک ڈال گوہر کا تھا چار دیواری شہر کی صفا مین بہ از ماہ و اختر تھی بلندی دروازے مین سد سکندری بھی شکار نگاہ ہین اور تصاویر بوقلمون بدستیاری مصوران چابکدست اُس پر منقش تھین گویا بولا چاہتی تھین پتھر کو ایسا صاف کیا کہ آئینہ بھی زنگ غیرت مین اُسکو دیکھکر منہ چھپاتا تھا تار نگاہ رگ سنگ بنکر وہین رہا جاتا تھا نگاہ ناظرین اُسکی تماشائی ہوئی تھی کہ پتلیان پتھرائی جاتی تھین بلکہ اُسکی آب و تاب مین ڈوبی نظر آتی تھین کہ بیت موج دریا سے نور تھی دیوار + عکس رخسار حور تھی دیوار + دروازے پر بھی ہزارہا ساحرون کا مجمع تھا ملکہ کے آتے ہی سینے جھک جھک کر تسلیم کی سواری داخل شہر ہوئی اس شہر کا

کیا کہنا قدرت خدا کی نظر آگئی جب وہان کی عمارت پر نظر کی ایک ایک مکان قصور بہشت طلائی و نقرئی ہر ایک خشت ہر ایک روزن اس کا حلقۂ چشم خوب رویان تھا ہر ایک سائبان غیرت بخش سائبان آسمان تھا طاق رواق چرخ نیلی فام ہر ایک طاق پر قربان بازارین ہر طرف آراستہ و پیراستہ دکانین غرفہ ہاے جنان سے ہزار درجہ سواد کان دار رشک مشتری زہرہ شمائل مشتری ہر ایک فلک قدر وسبان بدرہ کامل ہر طرف لین دین مین شاغل اجناس گران بہا اور اشیاے نادرہ روزگار دیے بہا و گرانمایہ کا کیا وصف کیا جائے قیمت انکی ایسی نہین جو کوئی نام لے کہ **ابیات**

مثل بازار مصر ہر بازار / یوسف وقت ساکنان دیار
شہر دیکھا کہ آدمی تو کیا / گر پری دیکھ لے تو ہو سکتا
شادمانی سے اہل شہر تمام / محو عشرت تھے صبح سے تا شام
حسن مین ایک ایک ماہ جبین / غیرت لعبتان لندن و چین
ہر طرف شعلہ روسمن اندام / شکل طاؤس و کبک گرم خرام
وان تو بیکار آسمان کا ہے دور / گردش چشم مہوشان کا ہر دور
جو کہ محمل نشین ہے لیلی ہے / ایک معمورۂ تجلی ہے
حاجت مہر و مہ نہین وان ہے / رات دن نور حسن تابان ہے
صورت آسمان ہے اسکی زمین / سنگریزے ہین غیرت پروین
یوسفستان ہے وہ نواح دیار / کوچہ کوچہ ہے مصر کا بازار
روکش خلد ہے ہر ایک دکان / ہین دکاندار غیرت غلمان
مشتری کا ہجوم ہے ہر سو / خودفروشی کی دھوم ہے ہر سو
جنس ہوش و خرد گران وان ہے / ایک سودا جنون کا ارزان ہے
سرد مہری کے دل جلے ہین فگار / ٹھنڈی سانسون کا گرم ہے بازار
ہر جگر سوختہ جدھر جائے / سکہ داغ دل بجھا لائے
ہے جو ایک ایک طبلۂ عطار / اُن مین ہے داروے دل بیمار
پھول والے گلے کا ہوتے ہین ہار / کوچہ کوچہ ہے کوچۂ گلزار
ہے ہر اک گلفروش البیلا / پھول والون کا زور ہے میلا
کیا کھری صورتون کے ہین صراف / دلبری کے چلن مین ہین حراف
کس غضب کی نگاہ رکھتے ہین / خوب کھوٹا کھرا پرکھتے ہین
ہین طرحدار کتنے میوہ فروش / پستۂ لب پہ آنکھے ہر یہ خردوش

جان دہن لے کے شاہدان چمن
رشک لیلی ہے ایک اک کنجڑن
دلفریب اُٹھا ہے غضب جوبن
بانکی بانکی ادا غضب باتین
جب کہین بیچنے نکلتی ہین
ہر گھڑی کہتی ہین وہ غمزے سے
سگو بن جو کچے چیز دیتے ہین
بھنگ نوشون کی اک طرف ہے بہار
شام سے صبح صبح سے تا شام
دائرہ اور چکارہ بجتا ہے
کہتے ہین ساقنون سے ساغر نوش
دید وادید بھی ادھر ہو جائے
گر بگڑتی ہے گاہ بنتی ہے
ساقنین حقے جب پلاتی ہین
نشہ باز ایک دم لگاتا ہے
بی بی ساقن کے دم کی خیر رہے
ایک جانب کھلا ہے بزازہ
کسی بزاز سے کہین یہ حال
سیٹھ جی اتنے اڑے ترچھے نہ ہو
چھبی دینا دلائے گر بھگوان
کہین گاہک سے کہہ رہا ہے کوئی
پیر و مرشد کی جیسی مرضی ہو
کتنے شیرین ادا ہین حلوائی
چاشنی گیر عشق خود بھی ہین
شیرۂ جان کی وہ مٹھائی ہے
وہ شکر پارے ایسے ہین شیرین
ہر دکان رشک نان نعمت ہے

پیچ ڈالے ہین سیب سیب ذقن
جنس کے بدلے بکتا ہے جوبن
ناسپاتی ہے اُنکا سیب ذقن
وہ اکڑ وہ تنی تنی گاتین
دل کو تلوؤن سے ملتی چلتی ہین
گھاتے مین ہین انار پستان کے
ہم تو نظرون مین تول لیتے ہین
ساقنون کی دکانین ہین گلزار
نشے بازون کا جمگھٹا ہے مدام
بے سری ایک اک اپجتا ہے
ہمکو بھی کردے جان من بیہوش
ہم تلک بھی یہ دور ہو جائے
بھنگ نوشو نمین گاڑھی چھنتی ہے
عاشقون کے دھوئین اڑاتی ہین
ایک مخمور غل مچاتا ہے
ہم ہی محروم دم بغیر رہے
اُن دکانو نمین رہتے ہین کیا کیا
دو گھڑی تک جھگڑتے ہین لالا
واجبی نین سکھ کا مول کرو
نفع بھر کھانے مین ہے کیا نقصان
مشتری آپ سے سوا ہے کوئی
ہاتھ کی آپ ہی کے بھنی ہو
مثل شیرین ہے اُنمین رعنائی
باتین قند مکرر اُن کی ہین
جسنے کھائی ہے جان پائی ہے
چاٹ لے ہونٹھ کھائے گر شیرنی
جان سرمایۂ حلاوت ہے

تھال ہیں مہر و مہ سے روشن تر — رشک تار شعاع مہر چنور
کس قدر خوشگوار حلوا ہے — صاف لذت میں من و سلویٰ ہے
دل عاشق ہے ایک ایک جرس — ہے وہ زنجیر رشک تار نفس
غل مچاتے ہیں خوانچے والے — دیکھ پچھتاوے گا نہیں کھالے
ذی حلاوت بہت گرارا ہے — منچلوں کے لیے بنایا ہے
ہونٹھوں سے ٹوٹے خستہ ایسا ہی — شور بوسہ صدا سے پیدا ہی
نوجوان نوجوان پری سقے — آبرو ریزہ دلبری سقے
وہ مصفا سڑک وہ انکا جاؤ — آب گوہر کا چار سو چھڑکاؤ
رات دن جگمگاتا ہے میلا ہے — مہر و مہ کا کٹورا بجتا ہے

غرضکہ شہر کی آرائش و تکلفات ملکہ دکھاتی سترہ سو نازنین سرخ پوش دست راست کی طرف اور اٹھارہ سو گل پیرہن سبز پوش دست چپ کیطرف چنور بال ہما کے لیے مروحہ جنبانی کرتی ہوئی سامنے سے گذریں ہزار غلامان زرین لباس اگر سوز ہاتھوں میں لیے رواں یہ سامان دیکھکر فلک پیر حیران در و بام پہ زن و مرد کا ہجوم تماشائیوں میں سواری دیکھنے کی دھوم بعض جگہ ناچ ہوتا کسی جگہ سوانگ اور تماشہ نذر و جواہر خواجہ پیرے لٹتا قدم بقدم سواری روانہ اب کیفیت سنیے کہ بران تو عمرو کے ساتھ آتی ہے اور دوسری بران جو اصلی ہے وہ اپنے مقام پہ بیٹھی مرقع سحر میں حال سواری کا دیکھ رہی ہے یہان تک کہ سواری جلوخانہ بادشاہی میں داخل ہوئی عمرو نے ایک مکان رفعت میں برتر از آسمان دیکھا کہ جسکا ہر منزلہ منزلت میں تارک چرخ چہارم سے اونچا کیے تھا اور ہر کنگرہ اوج میں کرسی کا ہمپایہ تھا ہر ایک دیوار معمار عقل کی خرد سے عمدگی میں کہیں اوج مراتب دانشمندان کے مرتبہ سے بہتر زمین صاف و شفاف روح زاہدان سے لطیف آئینہ مہر رو برو اس کے کثیف مرات رخسار آئینہ رویان اسکے مقابل کہاں ارض جنان کی پوشیدگی سے شرمندگی اس کی عیاں ہر سمت کمرے اس میں تعمیر تھے سراسر بے نظیر تھے چمک دمک میں براز ماہ منیر تھے فرش ستھرا اور صاف بچھا تھا اسباب شاہانہ سے ہر کمرہ سجا تھا کہ بمقتضائے

نظم

وہ سجا تھا برنگ خلد بریں — صدقے کیجے نگار خانہ چین
شاخ گل سے تھے نازک اسکے ستون — صورت سرو باغ تھے موزون
کھڑکیاں تھیں دریچہ جنت — درجہ درجہ حدیقۂ جنت
واں کے پردوں کو کس سے نسبت دوں — پردۂ چشم عندلیب لکھوں
گوش عشاق کے ہیں وہ پردے — چشم مشتاق کے ہیں وہ پردے

	ہانڈیاں تھیں حباب نہر چمن	کنول انجم کی طرح تھے روشن	

اس مقام پر صنعت سفید پوش نام مخلدار حاضر تھی کہ اسکا دورہ توندکا نکلا ہوا اور پائجامہ زکرنا
سفید پہنے ہاتھوں میں الماس کے کڑے شیر دہان بنے گنگا جمنی کام عصے پر کیا ہوا نگینے جڑے اور
بلور کا عصا ایک ڈال تراشا ہوا اقام کر کھڑی ہوگئی اور ایک کشتی جس میں کئی سو الماس کے اور یاقوت
کے نگینے تھے خواجہ کو تسلیم کرکے نذر دی قرق زنجیر کو پھر ہٹایا پردہ مرد ہے نے اٹھایا سواری اندر اس قصر
دار الامارۃ کے وارد ہوئی یہاں مقام صدر پر تخت شاہی گسترہ تھا کہ یہ تخت طاؤسی کئی سو زینے کا تھا گرد
اسکے کرسیاں اور دنگلہائے جواہر نگار کا دورہ بندھا تھا فرش تاقم و سنجاب بچھا تھا تاج شاہی تخت پر رکھا
تھا اور جملہ شاہزادیاں اور کار پردازان سلطنت ان دنگلوں پر متمکن ہیں وہ سب شہزادیاں ہیں جو طلسم میں
کئی کئی ملکوں کی مالک ہیں اور جو سواری کے ساتھ ہیں وہ ناظم اور قلعہ دار ہیں فی الجملہ یہاں جو شہزادیاں کئی
سو حاضر تھیں مثل ملکہ گلگونہ نسرین بدن و ملکہ شفق چشم و ملکہ مہ جمال و ملکہ نرگس چشم و ملکہ [illegible]
قمر نگاہ و ملکہ گوہر دندان زمرد پوش و ملکہ خورشید بلا انگن و ملکہ حور چہرہ سحر نگاہ و ملکہ
نازک دہان کاکل کشا و ملکہ خوش اندام یاقوت پوش و ملکہ سلیمان زرین ہیکل و ملکہ آشوب
زرد چشم و ملکہ خوب رنگ ماہ طلعت و ملکہ تاجدار مہر لقا و ملکہ محبوب نارنجی پوش
و ملکہ سلطان شعلہ افگن و ملکہ مبہوت گیسو کشا و ملکہ راہزن تاجدار و ملکہ ماہ رخسار خوش ادا
و ملکہ بہار تاجدار و ملکہ کاکل دراز کوتاہ قامت و ملکہ محراب ابرو و ملکہ سواد چشم [illegible]
ملکہ مجسم تاجدار و ملکہ عنبر تاجدار و ملکہ قلاب دریا باری و ملکہ فیروزہ رخ و ملکہ سرکش و ملکہ
فرجام و ملکہ اقرار و ملکہ عمران و ملکہ صدف و ملکہ مروارید و ملکہ گوہر بدن و ملکہ اقداس بن
القاسل و ملکہ محکم و ملکہ حکام و ملکہ عارض و ملکہ عذار گل پیرہن اور چند مشیر منتظم سلطنت
مانند کاہن جادو و کہیل جادو و قاقم جادو و ارقم جادو و اہرمن جادو و امثال جادو
و طغیان جادو وغیرہ سب نے تعظیم کی اور نذر دی خواجہ نے یہ سب نذریں قبول کیں اور رہے لیکر
زنبیل میں رکھتے گئے سب حیران تھے کہ یہ روپیہ برابر کمر کے ہاتھ سے جاکر کہاں غائب کر دیتے ہیں حاصل مرام
اب جو سواری آگے بڑھی اس طرف بران اصلی نے تاج جواہر نگار سر پر رکھا اور نیمچہ سحر ہاتھ میں لیا
سو اسو کشتی بہ نذر ہمراہ لیکر تا بدروازہ بہر استقبال روانہ ہوئی ادھر دار الامارۃ میں تخت کے پیچھے
کی طرف محلسرا کا دروازہ اسکا پردہ زنبوری جو چق پڑی تھی اسوقت عرزان وزیر نے دست بستہ عرض
کیا کہ حضور ملکہ وہاں تشریف لاتی ہیں اگر مناسب جانیے تو اتر پڑیے عمرو نے دل میں کہا کہ بران
موجود ہی اب کونسی ملکہ آتی ہے یہ سوچکر جو پھر کر دیکھا بران نقلی کو ساتھ نہ پایا سمجھا کہ یہ اولوالعزمی ملکہ نے
مجھے دکھائی تھی کہ ہم شبیہ اسکی مجھے لینے گئی تھی اب وہ تا بہ دروازہ خود آئے گی یہ تصور کرکے ہوادار

پرسے اترا تھا کہ یکایک ملکہ مع سترہ ہزار نازنین گل اندام کے بسان ماہ چہاردہم ساطع و لامع ہوئی اور خواجہ کے سامنے بصد سلام اُس تیر قامت نے قد اپنا مثل کمان خم کیا عمرو نے اپنی بیٹی کہکر قریب پہونچکر سر سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ تم نے کیوں تکلیف کی ہین تو آتا ہی تھا ملکہ نے دہ سوا سو کشتی نذر دی عمرو نے ہنسکر نذر زنبیل کی در اپنے پاس سے روپیہ و جواہر وغیرہ نکالکر ملکہ پر سے نثار کیا ملکہ نے صفت و ثنا خواجہ کی کرنا شروع کیا کہ آپ کی بزرگانہ محبتوں کا مین کیا شکر ادا کرون اور کون زبان لاؤن ملک کی یا جن کی جس سے صفت و ثنا کرون کہ

نظم

دہ یچا دہ بخشادہ آوازداد / کہ شاد آمدی اے جوان شاد شاد
درود جہان آفرین بر تو باد / بر آن کس کہ او چون تو فرزند زاد
شب تیرہ از روے تو روز گشت / زبویت جہانی دل افروز گشت
شوم پیش یزدان ستایش کنم / چو یزدان پرستان نیایش کنم

عمرو نے یہ کلمات تحسین سنکر کہا کہ اے ملکہ جو کچھ اوصاف حمیدہ کہ مین نے تمھارے سنے تھے اُس سے کس درجہ اور تعداد کو شمار و حساب مین لاؤن کہ جس سے زیادہ بتلاؤن کہ بموجب

نظم

چو با صد ہزاران فداے تو باد / خروز آفرینش رہ اے تو یاد
سر زگسانت پر از شرم باد / رخانت ہمیشہ پر آزرم باد
اگرچہ دلم دید چندین ستم / نخواہم زدن جز بفرمانت دم

المختصر باہم کلمات صفت و ثنا کہکر ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا اور لے کر اندر چلی ہزار ہا زن مہر طلعت الماس پوش و زمرد پوش مرصع جنبانی کرتی ہوئی ساتھ تھین عمرو نے جیسے ہی قدم محل مین رکھا گویا زندہ بہشت بریں مین داخل ہوا دیکھا کہ عجب بوستان لگا ہے پھلا پھولا ہے چمنستان جواہر کار سراسر پر بہار لگے ہین روح کو تازگی بخشتے ہین ہر پھول وہان کا داغ دہ خاطر رضوان نظر آیا ہر ایک درخت اشجار گلزار جنان کی عمدگی مین شاخسانے نکالتا تھا سنبل پر پیچ سے ظاہر تھا کہ سودا زدگان محبت زلف سا کا حوصلہ سب ایکجا جمع ہو گیا ہی یا تار نظر شوریدگان گیسوے جانان اکٹھا ہین درخت ساؤنی کے اسطرح پھولے تھے کہ تھالے ان کے شاہدان گلابی پوش کے مہندی ملنے کے طاس تھے نرگس نہ تھی چشم تماشائی بعبد حیرت ٹکٹکی باندھے ہر گل کی طرف بوباس تھی سرو ہر ایک ستون کہ زمردین قصور بہشت تھا باغ شداد روبرو اس بوستان کے سراسر زشت تھا غنچہ یہان کے دل تنگ نہ تھے زر و گل مٹھیون مین یے لٹانے پر تیار گوش گل ناشنوا نہین بلبل کا فسانہ اُن کے کان کو در کار گلون کی ہنسی معجز تبسم غنچہ دہان و رنگین لبان کو شرماتی سوسن کی اودا ہٹ مسی مالیدہ لبون نازک دہنون کے دھوئین اڑاتی برگ سبز پر بادے پھول کا وہ جوبن تھا جیسے زمرد پر نیلم جڑا تھا بزم رنگین لبان کو

سوسن نے مجلس حیران خطاب دیا تھا نہرین بیان کی تسنیم و ماء معین کی تعیین تھین لب گردانین انکی رنگین تھین اس طرح اترا کر موجین چلتی تھین کہ جیسے معشوق کنائی کاٹ کر چلتا ہے کنارے اُن کے ہزارے کا آب افشان اور اُسکا پانی سنگ سرخ یاقوت حمرا پر گرتا گویا پانی بھی نہر کے فراق مین اشک خونین روتا سامنے بارہ دری بنی تھی واقعی طلسم تھی آگے اُسکے نگیرہ کئی ہزار چوب الماس تراش کا استادہ تھا اُس مین فرش بلور کا بچھا تھا شیشہ آلات جواہر آگین بصد فرد تمکین سجا تھا کہ بمقتضائے نظم

بہارے ست خرم ز ماند بہشت   ہمہ خاک عنبر ز ہر سو سرشت
سپہر برین کاخ و میدان اوست   بہشت برین روے خندان اوست
بنفشہ گل و نرگس ارغوان   سمن شاخ سنبل گران تا گران
سو خانہ زرنگار آمد ند   بدان مجلس شاہوار آمد ند

یعنی خواجہ کو زیر نگیرہ برابر اپنے ملکہ نے تخت پر فروکش کیا اُسوقت کل ناظمان طلسم اور شہزادیان جو یہان آنے کے لائق تھین انکی نذر گذری اور عمرو پر نذر و جواہر کے طبق نثار ہوے خادمان محل نے لوٹے پھر سب شہزادیان جو دست بستہ سامنے کھڑی تھین عمرو نے ان کی نسبت ملکہ سے کہا کہ ان کو حکم بیٹھنے کا ملے ملکہ نے حکم دیا کہ وہ سب کرسیون پر جلوہ گر ہوئین اور ساقیان زہرہ جبین پیمانہ مجواہر ہین لیے حاضر ہوے کشتیان شراب مصفا کی لائے ملکہ نے ایک جام بھر کر دست نازک سے سامنے عمرو کے بڑھایا کہا یہ بادہ محبت ہے اسے نوش فرمائیے میرا رتبہ بڑھائیے عمرو نے زبان پے عذر کھولی اور کہا اے ملکہ مین نشہ بادۂ زہد سے مخمور ہون شراب پینے سے معذور ہون ملکہ از بسکہ صحبت مسلمانان سے بسبب ملاقات ہونے ایرج کے واقف ہو چکی ہے سمجھ گئی کہ مجھکو ساحرہ سمجھکر شراب نہ پئین گے بس یہ تو مطیع اسلام ایرج کے پاس ہو چکی ہے چپکے سے کان مین عمرو کے ظاہر کیا کہ آپ شوق سے شراب نوش کرین مین مطیع اسلام ہون اس لیے ظاہر نہین کرتی ہون کہ ایسا نہ ہو کہ بدنام ہون عمرو یہ سنکر خوش ہوا اور جام لے کر دست ملکہ سے بیک جرعہ در کشید کیا پھر تو دور جام و مادم و متواتر چلے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا سر ایک کا کاسۂ سر خم بنا اس دور مین سے ایک پیالہ بھی اگر پیر گردون کو ملجاتا تو ہمیشہ سرخوش رہتا طرز جفا بھول جاتا اس عشرت کدہ سے روبرو بزم جم صحبت فقیرانہ تھی عجب کیفیت کی انجمن رندانہ تھی مغنیان خوش جمال و زہرہ پیکر و نازنینان حور تمثال و ترنم ریز قانون و بین و رباب و چنگ و دف و دائرہ الگوزہ وغیرہ سب سازتر درست کر کے اس گت سے بجاتی تھین کہ اہل محفل کو مست و دیوانہ بناتی تھین کو چک سے بزرگ تک عشاق ناہید سرا بنا تھا جو گیا بے راگ اختیار کرنے مین جنگلے کی دھن دل کو تھی دماغ مین مستی نے ٹھیکہ کھایا تھا رقاص اس طرح ناچتے تھے کہ اہل بزم کی ٹکٹکی بندھی تھی گویا منھ توڑے لیتے تھے پیر چرخ اپنی گردش بھولا تھا اُلٹا ناچ ناچا تھا عوض سرچ دینے کے عشرت بخشتا تھا پیمانے ہنستے ہوے ہاتھون پر

ناچتے پھرتے تھے مطرب ترانہ سنج اس طرح گاتے تھے کہ تانسین کے گانے کو مدھم بناتے تھے بیجو اسی گانے کے خیال مین باؤ راہوا تھا اسی رقص و سماع کے خیال کرنے سے دل وجد مین آکر حال لاتا ہے خوشی سے کلیجہ کا اچھلنا وہ بھی انداز رقص آج تک بناتا ہے کہ بمقتضاے للمؤلفہ

عجب جلوۂ حسن جانانہ تھا ‎ کہ بزم سلیمان وہ کاشانہ تھا
نہ پایا کبھی جسم نے یہ مرتبہ ‎ کہ جو آج اُس بزم عشرت کا تھا
لگے بجنے قانون و بین و رباب ‎ کھلا عیش و عشرت کا ہر ست باب
ہزارون قمر چہرہ زرین جمال ‎ فن موسیقی مین بہت باکمال
دف و نے بجاتی تھین یون سگھڑی ‎ کہ ناہیدۂ چرخ غش ہو گئی
وہ دیپک کا راگ ایسا تھا لاجواب ‎ فلک پر تھا سوزان دل آفتاب
دل زہرۂ چرخ مین آ جھنک ‎ پڑی شعلۂ راگ کی وہ چمک
کہ جو کوئی گانے کا سیکھے خیال ‎ تو ساعت مین زہرہ کے ہو باکمال
وہ محفل کے پیمانے کا گھومنا ‎ لب رند مے نوش کو چومنا
بطے لگانے لگی قہقہے ‎ وہ آپس کی چہلین تھین وہ چہچہے
وہ تھی بزم کچھ ایسی آباد شاد ‎ کہ آتا ہے فردوسی کا قول یاد
بدہ ساقی نوش لب جام جم ‎ کہ بزداید از دل زمے زنگ غم
ازین پنج شین رفت تہمت عتاب ‎ شب و شاہد و شہد و شمع و شراب
کہ امروز روز یست با فر و داد ‎ کہ از میہمان ست بران شاد
بیا راست ایوانہا چون بہشت ‎ گلاب و مے و مشک و عنبر سرشت
فشاندند بر سر ہمین مشک و زر ‎ کہ شد از گلاب آن ہمہ خاک تر

غرضکہ اسی جلسۂ نشاط آگین مین عزیزداران کوکب کی آمد ہوئی اور ہر ایک نے بہ تجمل تمام پہونچکر خواجہ کو سلام کیا اور شریک محفل انبساط ہوے انھین لوگون مین عمرو نے ایک دختر نیک اختر کو دیکھا کہ پانچ سو کنیزان مہجمال اور انیسان مہرتمثال کے بیچ مین جیسے جواہر معدن مین یا نور کے ہالے مین قمر ہوتا ہے قریب آئی کوئی پانچ برس کا سن رکھتی ہوگی مگر حسن مین متاع خوبی و گوہر گنجینۂ حسن و محبوبی تھی گھیتلا جوتا پہنے گلے مین کرتا آب روان کا پائجامہ کے پائنچے چھوڑے رومال ناک پوچھنے کا کرتے کے بند سے بندھا بالون کی مینڈھیان گندھیں ناک مین بلاق پڑے آنکھون مین کاجل گھرا گھرا لگا۔ گالون تک بہا ہوا ایک موتی کی نتھنی پہنے امی جان امی جان پکارتی ہوئی جب قریب بر ان آئی اُس نے گود مین اٹھا لیا اور کہا میری جان تم نے خواجہ سلامت کو تسلیم نہ کی یہ سنکر وہ اٹھی اور ننھے ننھے ہاتھون سے جھک کر تسلیم کی پھر

پلٹ کر بران کی گود مین بیٹھی لبعد لمحہ کے ملکہ کی گود سے لوٹ مار کر عمرو کے قریب آئی اُس نے اُس کو بچہ سمجھکر گود مین اُٹھا لیا اور پیار کیا پھر ایک مشت بھر کر جواہر زنبیل سے نکالا اور اُسکو دیا کہ بیٹا لو تم اس سے کھیلو وہ ایک بار اوڑھنی سنبھالتی ہوئی کھڑی ہو گئی اور ناک جو بہہ آئی تھی کہنی سے چاہتی تھی کہ پوچھے بران نے رومال سے پاک کر دی اور وہ تتلا تتلا کر باتین کرنے لگی کہ ہم کیا کرین ہماری امی جان اپنی بہت ہے واہ تم اس کے لالچی ہو یہ وہ کہی رہی تھی کہ ایک کھلائی نے اُسکا منھ چڑھا دیا اُس نے بھی کھلائی کا منھ چڑھا دیا کھلائی اب منھ چڑھائے جاتی ہے موقوف نہین کرتی بران نے جلد سحر پڑھا کہ اُس کھلائی کا وہ حال موقوف ہوا اُس لڑکی نے چاہا کہ پھر منھ چڑھاؤن بران نے طمانچہ اٹھایا کہ سامری قسم مارکے تیر ابھرتا نکالونگی مانتی نہین خواجہ بیٹھے ہین اُنکا کچھ لحاظ نہین ساری محفل درہم برہم ہوئی جاتی ہے تو نچلی نہین بیٹھتی یہ غصہ دیکھکر وہ لڑکی بسور کے منھ بنا کر گود مین بیٹھ گئی عمرو نے پھر اُس کو چمکارا اور ملکہ سے کہا کہ آپ گھڑکیے نہین کیا ہوا بجا ہے اُس نے منھ چڑھا دیا تو خفا نہ ہو جیسے پہلے کھلائی نے اُس کا منھ چڑھا دیا تھا بران نے کہا خواجہ آپ واقف نہین ہین یہ بھتیجی شاہ کوکب کی ہے ملکہ مجلس جادو اس کو کہتے ہین یہ ساحرہ بے عدیل و بے نظیر ہے اور ہمیشہ پانچ برس کی لڑکی بنی رہتی ہے اور سحر بھی لڑکیون کے کھیل کا کرتی یعنی گڑیا ن کھیلتی ہے منھ چڑھاتی ہے مگر جو یہ کرتی ہے وہ ہی حریف بھی کرتا ہے مجکو ماں کہتی ہے اس وقت اس نے کھلائی کا منھ چڑھایا اگر مین دفع سحر نہ کرتی تو وہ ہمیشہ چڑھانا نہ موقوف کرتی اس لیے مین نے اس کو روکا کہ شاید آپ سے یہ کوئی گستاخی نہ کرے عمرو یہ تقریر سنکر حیران ہوا اور اُس لڑکی نے بران کے گلے مین ہاتھ ڈال کر کہا کہ میری امی جان سچ بتائیے کہ یہ کون ہین بران نے کہا کہ بیٹا یہ ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران سارا خطاب لے کر خواجہ کا نام لیا مجلس یہ بات سنکر اچک کے گود مین عمرو کے جا بیٹھی اور کہا خواجہ مونڈی کاٹے افراسیاب کی تجھین سے لڑائی ہے عمرو نے کہا ہان مجلس نے کہا ہماری ایک لونڈی جنین جادو نام وہان بھاگ گئی ہے عمرو نے جواب دیا کہ ہان اُس کی بڑی عظمت افراسیاب نے کی ہے ملکہ طلسم خطاب عنایت ہوا ہے یہ سننا تھا کہ مجلس کو غصہ آیا اور بولی کہ حرامزادی کو ابھی پکڑوا بلاتی ہون لو موئی کو دن لگے ہین عمرو نے کہا بیٹا جانے دو گئی چیز کا رنج نہین کرتے بران نے کہا خواجہ یہ بہت بڑی ساحرہ ہے جو کہ سحر ہم نے دس دس برس مین سیکھا وہ اس نے شبانہ روز [illegible] جادو [illegible] ہے تم اس کی کیفیت دیکھو عمرو چپ ہو رہا اور مجلس نے اپنے گلے سے [illegible] وضو کیا اور نماز صبح پڑھی [illegible] سے توڑ کر ہاتھ پر رکھا اور پھر تتلا کر سحر پڑھا کہ وہ دانہ [illegible] مین آئی اور بعد مجرا و سلام کے کار پرداز [illegible] مین لیے پیدا ہوا اور اُس نے سامنے آ کر سلام [illegible] طلسم پر جائین اور نامہ دار افراسیاب آیا ہے اُس کو [illegible] کہ جلد جا اور جنین تجھیہ کو [illegible] قریب درختان مولسری پہونچ چکا تھا کہ ساحرون نے پہونچکر عرض کیا کہ چلیے [illegible] پر نہ لگا تا

چیلا اُس کی باتون سے ہنستا ہوا روانہ ہوا اور اُڑ کر چلا بعد اُسکے جانے کے پھر گانا ناچ وغیرہ آغاز ہوا اس اثنا مین شاہد زرین لباس شب نے زلف مشکین فام کھولی بزم عالم مین آکر جلوہ گر ہوئی اور زینت طراز دہر نے کہکشان سے مانگ عروس چرخ کی سنواری نظم

شب تیرہ چون زلف آتابدار
پدید آمد آن پردۂ آبنوس
ہمہ تاب او زلف را خواب داد
بر آسود گیتی ز آوازِ کوس

شام ہوتے ہی تمام بارہ دری مین روشنی ہوئی اور باغ مین قنادیل بلورین لٹکائی گئین سرو چراغان اپنا فروغ بہار دکھانے لگے نہرون مین کنول روشن کرکے ڈالدیے بجرے پڑ گئے جلترنگ بجنے لگا خواجہ کو لے کر ملکہ بجرے پر سوار ہوئی اور کیفیت پانی کی دکھانے لگی وہ سبز و سرخ وغیرہ ہر رنگ کے گلاس جو کھرون پر عکس افگن تھے تو عجب طرح کے گل بوٹے پانی مین نظر آتے تھے چادر آب منقش و رنگین تھی شاہد آب کی ہر ہفت زیور سے تزئین تھی جہان کہین پانی گھومتا تھا وہان کنول بھی گرد گھومتے تھے اس وقت کی بہار قابل دید تھی گویا شعلہ رو لباس رنگا رنگ زیب جسم کیے گردش کھاتے تھے کنارے کنارے کنیزان گوہر در گوش مرصع پوش جلترنگ کے ساتھ اشعار بہار انگیز گاتی تھین فوارے سرکشی پر آمادہ سرو قدون کے قامت رعنا کا لطف دکھاتے تھے غرضکہ تا دیر سیر آب مین مصروف رہے پھر بجرے سے اتر کر بارہ دری مین آئے یہان سب طرح کا سامان عشرت مہیا تھا مسند زر پر جلوہ گر ہوئے یکایک وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ خاصہ تیار ہے حکم ہوا کہ لاؤ اول کنیزان مہر دیدار سرو دلے کر روانہ ہوئین اور مطبخ خانے سے خوان کسوا کر مہر سے وزیدار وغیرہ کے جب خاصہ چلا سرود بجنے لگا اور تعریف ملکہ مین گانا شروع ہوا مروحہ جنبانی ہر خوان پر ہونے لگی کہ پشہ و مگس سے محفوظ رہے غرضکہ بڑے تجمل سے کھانا آیا اور دسترخوان دیبا و اطلس کا بچھا پھر اغذیۂ لطیف و گوناگون کو مہر توڑ کر نکالا پہلے نمک چشی کے کئی خوان سب کھانے سے نکالے اور دسترخوان چنا گیا پھر ہاتھ دھلوا کر خواجہ اور ملکہ نے کھانا تناول فرمایا بعد فراغ کھانے کے محفل انبساط مین بیٹھے اُسوقت دو ساحر معزز پردے ہوا پیدا ہوئے اور سامنے آن کر ملکہ کے آداب بجا لائے اور دو کشتیان طلائی تورے پوش زرد وزی اُن پر پڑے تھے سامنے ملکہ کے پیش کین کہ یہ بڑے حضرت نے بھیجی ہین برّان نے تورے پوش اُن کے اُٹھائے عمرو نے وہ جواہر جو کبھی نہ دیکھا تھا اُن مین [illegible] جواہر بیش [illegible] اُس مین رکھا تھا اور موتی کے ملے انگوٹھیان لال و الماس کے تاج گوہر نگار [illegible] رومال ناک پونچھنے کا [illegible] رکھے تھے برّان نے وہ نامہ اُٹھا کر پڑھا لکھا تھا خواجہ نے جو [illegible] ہون مین کاجل گہرا لگا گالون تک بہتا ہے لیکن میری جانب سے کہنا کہ [illegible] ہوئی جب قریب برّان آئی اُس نے گود مین اٹھا لیا اور بہ جان را فدا کند + اس [illegible] ست کو تسلیم نہ کی یہ سنکر وہ اٹھی اور ننھے ننھے ہاتھون سے جھک کر تسلیم کی پھر سکی

تعظیم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا کہ میری خوشنودی اسی مین ہی خبردار اپنی شہزادی ہونے کا غرور نہ کرنا خواجہ شہزادیون سے کام لینا عار سمجھتے ہین اور ہزارون شہزادیان اُن کی خدمتگذاری کی آرزو رکھتی ہین اور لکھا تھا کہ نامہ دار افراسیاب کا سرحد طلسم جہان مولسری کے درخت لگے ہین پہونچ چکا ہی اُسکو طلب کرا لو اور نامہ پڑھکر جواب باصواب دینا بس یہ نامہ پڑھکر بران نے عمرو کو دکھایا یہ بھی بہت خوش ہوا اور بران نے کہا جواہر یہ علاحدہ رکھدو کہ مین خواجہ کو اپنے بدلے کے ساتھ دونگی عمرو نے جو یہ کلام سُنا خیال کیا کہ اگر یہ جواہر رکھوائے گی تو کشتیان سونے کی بھر جائینگی اور دوسرے اس رکھنے رکھانے سے کچھ تغلب و تصرف ہو جائے اس سے ابھی وصول کرنا چاہیے یہ سوچکر گویا ہوا کہ اے ملکہ یہ تحفہ عالے مہربان کا عطیہ و فرستادہ ہی اس کو ہم رکھنے نہ دینگے کہ یہ نشانی اُسکی ہی یہ کہکر سب کشتیان جال مار کر نذر زنبیل کین پھر بات بنانے کی راہ سے کہا کہ مین نے غلطی کی جو کشتیان رکھ لین لو مین نکالے دیتا ہون تھین رہنے دو ملکہ نے کہا کہ آپ کو قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ آپ میرے کہنے کا خیال نہ کرین اور کشتیان اپنے پاس رکھین عمرو نے کشتیان رکھ لین اور کہا کہ ملکہ تم اور تمھارے باپ وہ خلق رکھتے ہین کہ مین تعریف نہین کر سکتا کہ بمقتضائے بیت خوش دولتے ست خرم و خوش خسرو کریم + یارب ز چشم زخم زمانش نگاہدار + اور اے ملکہ قاصد افراسیاب جو پیام لایا ہی مین بتلائے دیتا ہون وہ پیام یہ ہی عمرو مفتری ہی اور مکار ہے ہم تم ایک مذہب رکھتے ہین اُس کو پکڑ کر یہان بھیجدو یہ بیان سنکر بران نے کہا خواجہ ہم آزماتے ہین کہ نامہ مین یہی لکھا ہی یا کچھ اور اگر یہی مضمون ہی تو واقعی آپ معاملات ملکداری مین بہت رائے سلیم رکھتے ہین اور بادشاہون کو ادراک مطالب پر ایسا ہی عبور چاہیے جیسا کہ آپ کو حاصل ہی یہ گفتگو کرکے اُن ساحرون کو رخصت کر دیا اور ملکہ نے خوابگاہ بہر خواجہ درست کرائی پلنگڑی جواہر نگار بارہ دری مین خواجہ نے آرام کیا تخلخلے رکھدیے گئے کنیزین چپی کرنے لگین ملکہ علحدہ دوسرے درجہ مین آرام پذیر ہوئین وہ تھوڑی سی رات بہت جلد گذر گئی اور وہ زمانہ آیا کہ بربط نواز دہر نے دائرہ آفتاب بصد آب و تاب غلاف خاور سے نکالا اور کاسۂ فلک کی پیشوا زستارہ دار کو اُتارا کہ بمقتضائے ابیات

دگر روز چون سیگون گشت زاغ	پدید آمد آن از درخشان چراغ
چو پنہان شد آن چادر آبنوس	بگوش آمد از دور بانگ خروس

دم سحر عمرو نے بیدار ہو کر وضو کیا اور نماز صبح پڑھی ملکہ نے فواکہات کی ڈالیان بھیجین پھر ہمراہ اپنے لے کر دارالامارۃ مین آئی اور بعد مجرا و سلام کے کار پردازان سلطنت کو حکم دیا کہ کچھ ساحر یہان سے سرحد طلسم پر جائین اور نامہ دار افراسیاب آیا ہی اُس کو لے آئین مجرد حکم محکم ملکہ ساحر روانہ ہوئے قاصد قریب درختان مولسری پہونچ چکا تھا کہ ساحرون نے پہونچکر عرض کیا کہ چلیے حضور مین آپ کی یاد ہی

وہ نامہ دار ہمراہ ساحران بعجلت تمام اڑکر چلا اور بعد قطع مسافت راہ قلعہ ہفت رنگ مین پہونچا یہان کی آرائش و زیبائش دیکھکر عقل دنگ ہوگئی سمجھا کہ یہ سامان بہر دعوت عمرو ہے غرضکہ دار الامارۃ شاہی مین جب پہونچا یہان کا کروفر دیکھکر حیران ہوا۔ تھا یعنی عمرو برابر ملکہ کے تخت شاہی پر جلوہ گر تھا اور ہزار ہا ساحر معزز اور ناظم طلسم حاضر تھا ساقی خوش ادا اور طوائف مہر لقا حاضر تھے جلسہ انبساط مہیا تھا قاصد ابر جب قاعدہ رسم تعظیم وآداب کرکے آگے بڑھا ملکہ نے دنگل آہنی بیٹھنے کو دیا یہ فرو کش ہوا ساقی کو اشارہ ہوا کہ اُس نے جام دیا نامہ دار نے ساغر پیا جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا پکارا کہ منم نامہ دار ملکہ نے کہا لاؤ نامہ کس کا لکھا ہے قاصد نے کہا یہ نامہ شاہ جادوان مالک طلسم ہوشربا افراسیاب جادو کا ہے اور مجھکو حکم ہے کہ شاہ کوکب کے ہاتھ مین نامہ دون اور جواب لون ملکہ نے چاہا کہ ان باتون کا جواب سخت دون مگر عمرو نے کہا کہ اے ملکہ یہ ایلچی ہے جیسا اس کے مالک نے کہدیا تھا ویسا بجا لایا آپ اس کو پاس شہنشاہ رفعت نشان کے بھیجدین یہ کلمہ عمرو نے اس لیے کہا کہ قاصد کوکب پاس جائے اور دیکھون کہ اس نے کیا جواب دیا اُسکا مافی الضمیر بھی دریافت ہوجائے گا کہ میری طرفداری کرتا ہے یا افراسیاب کی غرضکہ ملکہ نے نامہ دار کو ٹھہرایا اور ایک عریضہ بعجز وانکسار تمام لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ گردون بارگاہ یہ عریضہ خواجہ کے کہنے سے آپ کو لکھا ہے اس لیے قاصد امیدوار باریابی اور روبرو حاضر ہوکر زبان فیض ترجمان سے جواب نامہ کا سُنا چاہتا ہے زیادہ حد ادب یہ عریضہ ایک ساحر کے ہاتھ خدمت کوکب مین بھیجا کوکب اس وقت شکار طاؤس کوہ فیروزہ پر کھیلنے گیا تھا وہ ساحر پہلے در دولت پر گیا اور وہان سے حال دریافت کرکے کوہ فیروزہ پر پہونچا اور بادشاہ کو تسلیم کرکے نامہ دیا شاہ نے پڑھکر تحریر کیا کہ اے فرزند نامہ دار کو بھیجدو ساحر واپس آیا اور ملکہ کو حکم شاہ مجری دیا اس نے چند ساحرون کے ساتھ نامہ دار کو روانہ کردیا اور آپ مع خواجہ داخل عشرت کدہ ہوکر مصروف بعیش ہوئی لیکن قاصد جب کوہ فیروزہ پر پہونچا دیکھا کہ کوہ سب فیروزہ کا ہے اور اُسپر کوسون تک سبزہ ہے پھولون کی بہار ہے گھاس زمرد کی لگی ہے اُسپر پھول الماس و بلور کے ہین سراسر نور کے بیچ مین ہر پھول کے عقیق زرد کی پنکھڑی صناع قدرت نے گڑھی ہے نامہ دار اس بہار کو دیکھتا اور آفرین مالک پر اس طلسم کے کرتا جاتا تھا کہ چالیس بنگلے اُس کو زمرد کے نظر پڑے ان کے آگے سائبان زربفتی کھنچے تھے اور ہر بنگلے مین کرسیان جواہر کی بچھی تھین اُن پر طاؤس نیلم و زمرد کے تراشے ہوے رکھے تھے اُن بنگلون سے جب اور آگے بڑھا ایک بارہ دری یاقوت کی دیکھی کہ اُس کی توصیف اگر لکھی جائے تو داستان ناتمام رہے اُس بارہ دری مین تخت یاقوت پر کوکب جلوہ گر تھا گرد تمام سرداران ذی وقار کا دورہ بندھا ہزارہا غلام زرین لباس حاضر تھا کہ

نظم

یکے کاخ و ایوان و فرخندہ دید
بیک دست ایوان یکے طاق دید

کہ انسان کسے این ندید و شنید
ز دیدہ بلندی او ناپدید

نہادہ ز طاق اندرون تخت وزر — نشاندہ بہر پایہ در و گہر
بران تخت فرشی ز دیبائے روم — ہمہ پیکرش گوہر و زرش بوم
نشستہ بران تخت تیر تاج دار — ببالائے سرو بر رخ چون بہار
ز دیدار او مشتری تیرہ بود — خور از زنگ و یش ہمان خیرہ بود
بر تخت زرین یکے زیر گاہ — نشستہ برو پہلوان سیاہ
فراواق پرستندۂ بر گرد تخت — بتان پری روی فرخندہ بخت
پرستار باشد دہ و دو ہزار — ہمہ پاک با طوق و با گوشوار

نامہ وار نے یہ کروفر دیکھکر مجرا گاہ پر ٹھہر کر سر جھکایا اُٹھنے شاہ ساحران بادشاہ مہابلی سلطان جہان قاصد افراسیاب نگاہ رو برو کہا بادشاہ نے سر اُٹھایا قاصد نے مجرا کیا آنکھ سے سلام لیا پھر اشارہ نزدیک آنے کا کیا قاصد قریب گیا نامہ پیش کیا شاہ نے دست زبردست سے منشی کے حوالے کیا منشی جادو طراز نے نامہ وا کرکے پڑھنا شروع کیا جب سب حرف بحرف پڑھ چکا بادشاہ عالی نقش مضمون پر مطلع ہو کر چین بر جبین ہوا اور قاصد نے وہ تحفہ و ہدیہ وغیرہ پیش کیے دست ناقبول دراز کیا پھر نامہ بر کو دنگل آہنی عمدہ عنایت ہوا اور حکم بیٹھنے کا دیا قاصد سلام کرکے بیٹھا بادشاہ نے منشی گہر ریز کو حکم دیا کہ ایک نامہ ہماری طرف سے اس خط کے جواب میں ترقیم کرو مضمون اُسکا پُر مذاق ہو اور سرنامہ میں خدائے نادیدہ مسلمانان اور توصیف جناب پیغمبر آخر الزمان لکھنا ہر چند کہ میں اہل اسلام نہیں ہوں مگر اس مضمون کے لکھنے سے افراسیاب کو شرکت مسلمانان ثابت ہو جائے گی اور پھر حوصلہ کسی طرح کی تحریر کا باقی نہ رہیگا راہ نامہ و پیام بند کرنے کی اس سے بہتر تدبیر اور نہ ہوگی منشی عطارد رقم نے حسب الحکم مرکب سواد دیدہ زحل کو دوات میں حل کرکے پارہ حریر پر ایک نامہ بصد توقیر بجواب اس نامہ کے تحریر کیا

نظم

ہم انگہ ز گنجور قرطاس خواست — ز مشک سیہ سودہ انفاس خواست
یکے نامہ بنوشت چون بوستان — پر از گل لبان رخ بوستان

پاسخ نامۂ افراسیاب بقہر و عتاب زجانب کوکب لمولفہ

قلم لکھتا ہے پہلے حمد باری — کیے دریا ہوا پر چشمے جاری
رواق گنبد خضرا میں اس نے — کیے روشن چراغ ہیں اختروں کے
کیا پُر نور اس خاک سیہ کو — فروغ اس نے دیا ہی مہر و مہ کو
اسی سے ہے نشان اوج پستی — اسی سے ہے بہار باغ ہستی

خدا کے بعد وہ ہادی ہمارے
کہ جو چرخ رسالت کے ہیں تارے

محمد آفتاب چرخ اسلام
چراغ آفرینش روح اجسام

شہ لولاک ممتاز دو عالم
معظم آستان فخر آدم

بہار گلشن ایجاد وہ ہین
ظہور عالم آباد وہ ہین

ہوا ہے نور اُن حضرت کا پیدا
ہوئی کل کائنات اس سے ہویدا

خدا کی ہوگی اس عالم پہ رحمت
قدم رنجہ کرینگے جب وہ حضرت

بس از توصیف سردار رسالت
لکھا جاتا ہے یہ نامہ بہ الفت

کہ اے شاہ جہان سلطان ذیجاہ
ترے رتبہ کے آگے کوہ ہے کاہ

بہار بوستان شہریاری
گل نزہت فزائے تاجداری

چراغ افروز بزم عقل و تمکین
فروغ افزائے علم سحر آگین

ہلال آسمان سحر سازی
فلک تمکین پئے نیرنگ بازی

درخشان اختر اوج شرافت
دُر افشان ابر دریا بار رحمت

شہ افراسیاب آسمان جاہ
کہ خوشہ چین خرمن جسکا ہے ماہ

لکھا جاتا ہے تم کو بعد تسلیم
ادا کرکے حقوق رسم تعظیم

نزول نامۂ حضرت ہوا آج
پنہایا سرفرازی کا مجھے تاج

سراسر وہ محبت سے بھرا تھا
عجب مضمون درد آگین لکھا تھا

رزالت کا بیان تھا اسمین اکثر
زمانے کی شکایت تھی سراسر

مجھے پڑھکر ہنسی آئی بہت سی
اڑا اک قہقہہ دربار مین بھی

کہ حضرت اسطرح عاجز ہوئے ہین
کمینے بھوت بنکر سر چڑھے ہین

لکھا تھا یہ بھی اسمین مشفق من
تحمل مجھکو ہے بر حال دشمن

بجا ہے آپ کا فرمانا اے شاہ
کہ قصہ حلم سے ہوتا ہے کوتاہ

تحمل ہی بیان پر چاہیے تھا
مثل سچ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا

زمانے کے نرالے کچھ ہین نیرنگ
سنی تو ہوگی مور و فیل کی جنگ

غرور و کبر کب زیبا یہان ہے
کہ جو چرخ مشہور جہان ہے

گدا کو بخشتا ہے بادشاہی
کبھی سلطان کو دیتا ہے گدائی

کسی سے ہے عروس نو ہم آغوش
جنازہ ہے کسی کا بار بردوش

کسیکے بر مین شاہانہ ہے پوشاک
پڑا ہے بے کفن کوئی تہ خاک

فلک کی دشمنی کا ہے جو کھٹکا
تن باغ جہاں بھی ہے لرزتا

عداوت کا فلک کی پاکے کچھ بھید
لرزتا ہے ہمیشہ سے تن بید

سحر دم بھر کو گر خنداں ہے ہوتی
تو شبنم آٹھ آٹھ آنسو ہے روتی

دل لالہ مین داغ اس نے دیا ہی
گلون کا گل چراغ اُسنے کیا ہی

سرو نے گرچہ آزادی ہے پائی
پھنسی قید محبت مین ہے قمری

شگفتہ کرکے رُوے گل کو اُسنے
دیا ہے خار و غم بُلبل کو اُسنے

فلک کے جور سے ہوکر پریشان
ہے سنبل باغ مین باموے عریان

دہان غنچہ ہے حیرت سے خاموش
خزان کے غم سے سوسن ہے سیہ پوش

خزان کا دیکھ کر از بسکہ سامان
ہوا ہے دیدۂ نرگس بھی حیران

ہوا جب جور گردون کا یہ نقشہ
تو پھر بیجا ہے کبر اے شاہ والا

فتور عقل ہے حضرت سراسر
عدو کو جاننا اپنے سے بدتر

عمرو کو سمجھتے ہو مکار و غدار
سراسر ہے حماقت کی یہ گفتار

پڑے گی چاند پر ڈالے سے کب خاک
کہان عرش اور کہان یہ خاک ناپاک

فلک کے سمت جو تھوکے گا شاہا
تو وہ اپنے ہی رخ پر تف کرے گا

کہان تم اور کہان عیار عالم
کہان جنت کہان نار جہنم

کہان گندم نمائی جو فروشی
کہان پانی فلک پر سنبلہ کی

عمرو پشت پناہ مومنان ہی
عمرو شاہنشہ شاہنشہان ہی

خیال خام ہے یہ اُن کی نسبت
کرے ہے اُن کو مدد دینے کی حسرت

خدا جس کی مددگاری کرے گا
بھلا اُسکو مدد کیا کوئی دے گا

اُنھون نے کلبۂ احزان کو میرے
عطا کی روشنی تشریف لاکے

بُلایا ہے اُنھین خود مین نے ایجا
کہ اُن سے دست بستہ کچھ کہونگا

مجھے الفت جو تم سے ہے ہمیشہ
محبت کا ہوا تھا یہ تقاضا

سفارش آپ کی کرتا عمرو سے
کہ بچنا ملک دشمن کے ضرر سے

وگرنہ غازیان صف شکن کا
جوانان تہمتن تیغ زن کا

ارادہ ہے کہ آئین اُسطرف کو
الٹ دین ایک دم مین رن کی صف کو

معاذاللہ اجل پھر جس کو تاکے
ہدف سے کب بچے تیر قضا کے

کرے سیل فنا جس گھر کو برباد
تو کیا بالو کی دیوارون کی بنیاد

ڈرین لشکر کی کثرت سے نہ جنگی ۔ کہ اخگر ایک ہے خرمن کو کافی
ہجوم بزدلان سے کیا ہی حاصل ۔ بھلا کب شعلہ و خس ہون مقابل
مجھے رہ رہ کے آتا ہے یہی یاد ۔ ہوا افسوس گھر خصرت کا برباد
محبت سے لکھا جاتا ہی حضرت ۔ کہ اب بھی چھوڑ دیے یہ کبر و نخوت
وگرنہ پھر کہان افراسیابی ۔ نہ کیجیے موت آنے مین شتابی
زیادہ کیا لکھون اے مشفق من ۔ بنایا دوست کو خود تم نے دشمن
خدا توفیق نیکی کی تمھین دے ۔ تمھارا ملک و مال آباد رکھے

منشی بدائع طراز نے خامۂ ندرت نگار اس مقام پر روک کر نامہ مشک ختامہ روبرو شاہ پیش کیا جو کچھ مضمون گھٹانے بڑھانے کا حکم ہوا وہ درست کر کے صاف کیا پھر عنوان نامہ پر مہر بادشاہی ثبت ہوئی اور کیسہ گوہر آگین رکھکر قاصد کے حوالے کیا اور رخصت فرمایا نامہ دار آزردہ خاطر شاہ کو سلام کر کے روانہ ہوا ساحر پہلے قلعہ ہفت رنگ مین لائے ملکہ مضمون جواب نامہ سے مطلع ہوئی اور عمرو بھی بہت خوش ہوا ساحرون نے حسب الحکم ملکہ قاصد کو سرحد طلسم تک پہونچا دیا وہ بعد قطع منازل باغ سیب مین پہونچا شاہ جادوان نے اس عرصے مین بہر جنگ مہرخ ایک ساحر معزز طلسم زنار آفت جہنم جادو نام کو طلب فرمایا ہی اور وہ بارہ ہزار ساحرون سے حاضر ہوا ہی ہنوز اُسکو کچھ حکم نہین دیا ہے کہ قاصد آکر پہونچا شاہ کو آداب بجالایا اور جواب نامہ کا پیش کیا افراسیاب نے منشی کے حوالے کیا اُسنے حرف بحرف پڑھکر سنایا مضمون پر اطلاع پاکر غیظ و غضب سے شاہ طلسم کانپنے لگا اور پشت دست کاٹنے لگا پھر براہ نخوت اور بات بنانے کے لیے ہنسکر گویا ہوا کہ دیکھیے کوکب ایسا عمرو سے ڈرا کہ اپنا دین چھوڑ کر بیدین ہو گیا بس ایسے کی بات کا بُرا ماننا کیا مین اب اُس پر لشکر کشی کرتا مگر وہ خود ہی لڑنے آتا ہی اب مین اُسکو سزاے معقول دونگا اہل دربار نے براہ خوشامد تائید کلام کرنا شروع کی کہ حضور کوکب کچھ اور ترک بے ایمان ہو گیا نامہ بھی خدا اے نادیدہ کی تعریف مین لکھا ہے آپ سحر وہ بھول جائیگا پھر آپ کا مقابلہ کیا کر سکے گا اول تو یون ہم مرتبہ ملازمان جناب نہ تھا چہ جا کہ سحر فراموش کر کے مقابلہ کرے کیا جان رکھتا ہی اُس کی شامت آئی ہی شاہ طلسم اُن باتون کو سُنکر خوش ہوا اور زنار سے کہا تم جاؤ لشکر مہرخ سے جنگ آغاز کرو مین قتل اسد کی تدبیر کرتا ہون زنار یہ سنکر آداب بجالایا خلعت رخصت عنایت ہوا یہ باہر آیا اور بارہ ہزار اپنے ہمراہی ساحر درست کر کے اژدہے پر چڑھکر بہ تجمل تمام روانہ ہوا جب یہ جاچکا تو نامہ حیرت آیا کہ اے بادشاہ سنا گیا ہے کہ آپ کے قاصد کا کچھ رتبہ پیش کوکب نہ ٹھہرا عمرو کا بڑا مرتبہ ہی کوکب ارادہ لشکر کشی رکھتا ہی آپ غفلت نہ کرین اسد کو قتل کر ڈالین آگے آپ کی جو مرضی مین جانتی ہون کہ جب جنگ عظیم کا سامنا

ہوگا اس وقت اسد ہلاک نہ ہو سکے گا یہ نامہ پڑھکر بادشاہ نے اہل دربار سے کہا کہ دیکھو جو کوکب نے لکھا ہی کہ وہ میری بی بی نے دیدین بیٹھے بیٹھے بتلا دیا ان کو ملکداری مین بہت سلیقہ ہی غرض تعریف کرکے نامہ کا جواب لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہین مین نے زنار کو بہر استیصال لشکر باغیان تمہارے پاس بھیجا ہی یہ ساحر معزز ہی اس کی خاطر کرنا حال نامہ کا بھی وہ تم سے بیان کرے گا اور لشکر دشمن کا بھی خاتمہ کردے گا مین نامہ سب ناظمان طلسم کو بھیجتا ہون وہ سب جمع ہون تو انتظام طلسم کشا کرون یہ نامہ طائر سحر کے گلے مین باندھکر بھیجا طائر قبل پہونچنے زنار کے پہونچا ملکہ نے نامہ گلے سے کھولکر پڑھا اور حال آمد زنار معلوم کرکے ساحر استقبال کے واسطے بھیجے زنار بعد قطع مسافت راہ جب قریب پہونچا استقبال کرکے لیگئے اس نے لشکر اپنا ملحق لشکر ملکہ کے خیرت اترو ا یا آپ سامنے ملکہ کے آیا تسلیم کی نذر دی ملکہ مذکورہ نے خلعت عطا فرمایا کرسی زرین پر بٹھایا ساقی نے حسب ایما ملکہ مہوش جام شراب دیا اس نے بادہ خواری کی جب نشہ ہوا اسوقت ملکہ مسطورہ نے حال نامہ کوکب کا بھیجے کا استفسار کیا اس نے جو کچھ جواب وہان سے آیا تھا اسکو بتصریح تمام بیان کیا از بسکہ عیار لشکر مہرخ برائے خبرگیری بہ شکل مبدل یہان رہتے ہین انھون نے بھی کل کیفیت سنی اور بہت خوش ہوے کہ الحمد للہ جس لیے محنت ہمارے استاد نے گوارا کی تھی وہ مراد بر آئی فی الجملہ زنار بیٹھا شراب پیا کیا اور ناچ دیکھتا رہا جب سواد شب سے بہر قمر صفحۂ روزگار پر ثبت و روشن ہوئی اور فرمان عزل عامل روز منشی دہر نے جاری فرمایا

ابیات

ہمی گشت گردون شتاب آمدش	شب تیرہ را دید تاب آمدش
بر آمد یکے زورق کشتی ز آب	بیالید رنج و بیالود خواب

سر شام اس نے حکم طبل جنگ بجانے کا دیا نقارۂ جنگی گڑگڑایا عیاران لشکر اسلام خبر لیکر بارگاہ مین آئے ملکہ مہرخ کو تسلیم کرکے زمین ادب کو بوسہ دیا دعائے عمر و دولت دے کر اس طرح حال بیان کیا

نظم

کہ ہموار شاہ جہان شاد باد	سخنگوے دانا بخت ہمراہ باد
تو بیدار باش و جہاندار باش	خردمند باش و بے آزار باش

شاہ عیاران کوکب کے یہان پہونچے اور وہ بدارات پیش آیا افراسیاب کا نامہ دار گیا تھا اس کو جواب سخت وہان سے ملا بے نیل مرام وہ پھر آیا شاہ جادوان نے غضبناک ہوکر ایک ساحر زنار جادو نام کو بھیجا ہی اس نے بمقابلہ مملکت پناہ طبل جنگ بجوایا ہی یہ خبر سنکر تمام سردار شاد ہوے کہ خواجہ کی شفقت کام آئی پھر یہان بھی کوس حرب پر چوب پڑی دربار سویرے سے برخاست ہوا ہر شخص اپنے مقام پر آ کر درستی اسباب حرب و ضرب کرنے لگا سحر کی جاگ منتر دنکے جاپ شروع ہوئی

جدھر دیکھو تلوار کی جھنکار تھی جدھر سنو کلو اجیر دان نار سنگھ کی پکار تھی اُس طرف زنار کے لیے خیمہ زربفتی
استادہ ہوا وہ بھی بارگاہ سے اُٹھکر خیمہ میں آیا اور سحر جگانے لگا لشکر میں بھی اُس کے یہی سامان تھا مگر
برق فرنگی وغیرہ عیاروں نے باہم مشورہ کیا کہ یہاں عمرو موجود نہیں ہیں اور یہ زنار کو زبردست
سمجھکر شاہ طلسم نے بھیجا ہے مبادا کل ہمارے لشکر میں کچھ ضرر پہونچا تو اچھا نہ ہوگا پس چاہیے کہ ہم لڑائی
سے پہلے کچھ تدبیر کریں یہ مشورہ کرکے باہم جانسوز کو براے حفاظت لشکر چھوڑ کر صحرا میں آئے اور
دفیل بجائی قران بھی آیا اُس سے اپنی راے ظاہر کی اس نے کہا اچھا تم دونو جاؤ میں بھی آؤن گا
یہ سنکر ضرغام و برق صورتیں ساحران لشکر حریف کی ایسی بنا کر چلے دیکھا کہ لشکر عدو میں ہنگام ہو رہا
ہے طمرو بجتا ہے تیاری جدال میں ہر ایک مصروف ہے ہتھیاروں کی درستی سے مالوف ہے یہ ہر سمت پھرے
لیکن تدبیر بن نہ آئی اور رات بھی تھوڑی رہ گئی اُسوقت دونوں الگ الگ ہو کر مایوس اپنے لشکر کی
طرف چلے کہ اتفاق سے برق کا گذر جانب خیمہ سپہ سالار زنار وسواس جادو نام کے ہوا اور وہ
خیمہ سے نکلکر براے تربیت و نگاہداشت لشکر ایک سمت جاتا تھا برق نے اس کو تجویز کیا اور دوڑکر
اُس کے پاس آیا اور کہا حضور ادھر تشریف لائیے ایک تماشا میں آپ کو دکھاؤں اُس نے پوچھا
کہ تو کون ہے اُس نے کہا کہ میں لشکر حیرت کا ایک ملازم ہوں اس وقت آپ کے لشکر میں آیا تھا
دو عیار ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے میں نے چاہا کہ گرفتار کر لوں مگر ہم لوگ ان عیاروں سے
ایسی زک پا چکے ہیں کہ میرا حوصلہ اُن پر ہاتھ ڈالنے کا نہ پڑا کیونکہ میں اکیلا تھا بس اگر آپ چلیں تو ملکر
اُن کو پکڑ لیں یہ تقریر سنکر وسواس خوش ہوا کہ اگر عیار ہاتھ آگئے تو لڑائی بالکل فتح ہے میرے مالک
کی بڑی ناموری ہوگی غرض شادان و فرحان اُس کے ساتھ چلا اور جب لشکر سے نکلکر صحرا میں آیا برق
نے کہا دیکھیے وہ جو سامنے درخت ہے وہاں پر بیٹھے ہیں یہ اس طرف دیکھنے لگا اُس نے حباب بیہوشی
مارا کہ وہ منھ پر پڑا اور وہ اُس کے غبار سے بیہوش ہوا برق نے اسکو خوب بیہوش کرکے کپڑے اُتار
لیے اور اُس کی کمر میں کمند باندھ کر درخت پر چڑھ کر اوپر کھینچا پھر کسی شاخ سے مضبوط باندھ دیا اور
آپ رنگ و روغن لگا کر اُسی کی ایسی صورت بنکر اُس کے خیمہ میں آیا اور منتظر وقت ٹھہرا کہ حال اسکا
بیان کیا جائے گا مگر ضرغام جو مایوس پھرا اس نے ایک ساحر کے بستر پاس جاکر پکارا کہ اے برادر
جلدی چلو کہ سپہ سالار صاحب تمھیں بلاتے ہیں وہ ساحر افسر کا نام سنکر اسکے پاس آیا اور کہا سپہ سالار
صاحب کہاں ہیں لشکر حیرت سے نکلکر کسی کام کو صحرا میں آیا تھا وہاں ایک افسر کھڑے تھے مجھ سے کہا
ہمارے لشکر سے ایک شخص کو بلا لو کہنا سپہ سالار بلاتے ہیں میں اُن کے کہنے سے آیا ہوں اور کچھ نہیں
جانتا ہوں یہ بیان سنکر وہ ساحر سمجھا کہ صحرا میں شاید درستی سحر کے لیے گئے ہوں گے یا کسی عیار کو دیکھ کر
گرفتار کرنا منظور رہوگا پس بوجہ تنہائی ایک آدمی کو بلایا ہوگا یہ سوچکر اس کے ساتھ ہوا کہ اچھا چلو

ضرغام اُس کو صحرا مین لایا اور بیضۂ بیہوشی مار کر اس کو بیہوش کر کے غار مین ڈالدیا اور آپ اسی کی ایسی صورت بنکر وہی لباس اُس کا پہنکر اُسکے پڑاؤ پر آکر ٹھہرا اور انتظار موقع عیاری کرنے لگا لیکن جب یہ دونون قران سے رخصت ہوکر چلے تھے تو وہ بھی بہر عیاری چلا حسب اتفاق ایک خدمتگار زنار کا اُسکو کنارے لشکر کے ملا اُس نے اُس سے پوچھا کہ کہان جاتے ہو خدمتگار نے کہا زنار بارگاہ حیرت سے اٹھکر اپنے خیمہ مین آئے ہین العین کا ملازم ہون پیچھے رہگیا تھا اب مالک پاس جاتا ہون قران نے کہا بھائی ہمین بھی کہین نوکر رکھا دو بیکار ہین تمھین دعا دین گے اس نے پوچھا کہ تم کیا کام کرتے ہو کہا رکابداری اور دیکھو ایسے کھجلے بنائے ہین ملکہ حیرت کے بکاول کیلیے نمونہ لیے جاتا ہون یہ کہکر ایک کھجلا کمر سے نکالا اور کہا لو اس کو کھا کر دیکھو خدمتگار بیچارہ غافل از فریب عیاری وہ کھجلا تھوڑا سا کھا گیا اور کچھ دور چلکر بیہوش ہوا قران اس کی صورت بنکر اور اُس کے لباس سے محلی ہوکر اس کو درخت سے باندھکر آپ در خیمہ زنار پر آکر ٹھہرا اور گھات عیاری کی سوچنے لگا از بسکہ رات کم تھی کچھ ہی دیر مین وہ وقت آیا کہ باغبان قدرت نے گلشن فلک سے گلہاے کواکب چن لیے اور باد سحر نے سموم آسا غنچہ ہاے نجوم پژمردہ کرکے غارت کیے کہ بمقتضاے

ابیات

چو روشن شد آن چادر مشک رنگ	سپیدہ بدا از وز آویخت چنگ
چو پنہان شد آن چادر لاجورد	جہان شد ز دیدار خورشید زرد

رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی تھی صبح ہوتے ہی سرداران نامی ساحران گرامی سوار ہوکر بارگاہ کے در پر مہرخ کو لینے آئے مہرخ دعا درگاہ خدا مین کرکے تاج شاہی اور لباس فرمانروائی پہنکر برآمد ہوئی ایک سمت ملکہ بہار بصد آرایش و وقار محل سے نکلی تخت ان دونون کے فیل سحر پر کسے گئے چھتر پھرنے لگا گرد طاؤسان زرین بال پر جادوگرنیان سوار اور ساحر لشکر کے افسر طائران سحر پر بیٹھے نفیر سحر بجاتے چلے نقارے جنگی گڑگڑانے لگے بصد حشمت و جاہ سواری بادشاہ کی میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئی کہ بموجب

ابیات

بران پیل جادو کہ نشست شاہ	بیاورد از خیمہ لشکر براہ
ببالاے صنوبر رخ چون بہار	بہر چیز مانندۂ شہریار
ہمہ لشکرش یکسر آراستہ	کشیدہ ہمہ تیغ پیراستہ
ابا جوشن و خود بستہ میان	ہمان تازی اسپان برگستوان
ز یاقوت و ز گوہر شاہوار	ہمہ جامہ و آلت کارزار
ہمان تخت زرین و انگشتری	در از زیب اندر جہان مہتری
بدشمن روان لشکر انگیز شد	چو آتش سپاہش بکین تیز شد

المختصر میدان مین پہونچکر حکم کشتی دیا تھا کہ آمد لشکر حریف ہوئی ملکہ حیرت سحر کے بنگلے مین مسند زر پہ بیٹھی ہوئی اور بنگلہ پروے ہوا اڑتا ہوا اندر بنگلے کے جادوگرنیون کا گرد ملکہ مجمع سپاہ ساحران سواریون پر سوار بڑے تزک و احتشام سے جاے کارزار پر آکر ٹھہری ادھر زنار بھی خیمہ سے نکل کر سوار ہوا قران جو بشکل خدمتگار بقا جہان اور خدمتگار تھے وہین جاکر ٹھہر رہا کہا میدان جنگ مین ہم لوگون کا کیا کام ہی جب میان پھر کر آئین گے اس وقت ان کی خدمت ہم بخوبی کرین گے اور ضرغام جو ایک ساحر کی صورت لشکریون مین سے بنا تھا لشکر کے ساتھ ہو لیا لیکن برق جو بصورت وسواس سپہ سالار ہی اس نے اپنے رفیقون اور ماتحت ساحرون سے حکم دیا کہ ایک اژدر بزور سحر میری سواری کے لیے بناؤ کہ خوب چست و چالاک اُس وقت ایک ملازم نے عرض کی کہ حضور مین اژدہا بنتا ہون آپ مجھ پر سوار ہون اور مجھ سے بھی کام لینا نہ پڑے گا جدھر آپ فرمائیے گا اُدھر مین چلون گا برق نے اسکو ایک مشت زر نکالکر دیا اور فرمایا کہ ہم تمھارا عہدہ بڑھا دین گے اور تم کو خوش کرین گے وہ ساحر یہ سنکر براہ خوشامد ایک اژدر مہیب کی صورت بنا اور برق اس پر سوار ہو کر چلا لشکر بارہ ہزار ساحرون کا آکر اس نے ترتیب دیا اور پس پشت اپنے سب کو لے کر اژدر اڑاتا منھ سے شعلہ آتشین اژدھے کے پیدا ہمراہ زنار یہ بھی چلا زنار جٹائین خاک آلودہ لٹکائے جھوٹے سحر کے گلے مین ڈالے سانپ جسم مین لپیٹے بصورت مہیب اژدر پر سوار بارہ ہزار ساحران نابکار ہمراہ لیے نفیر بجاتا دادگاہ مین آیا وہ ساحر بھی سب زشت رو اور خبیث صورت بدسیرت تھے کہ ہر ایک کے موئے زہار لنگوٹون سے باہر چہرے اپنے خوک و خرس کے بزور سحر بنائے ترسولون پر باران سیاہ لپیٹے تھے تھالیان ہاتھ مین اُن مین چوکین روشن کیے چوکون کی لو پر جب وہ چانول اور ماش مارتے آتین سے

سحر طرح طرح کے ظاہر ہوتے رزمگاہ مین صف بستہ ہوے ؎

تنش زشت و بینی کژ و روے زرد ۔۔ بد اندیش و کوتاہ و دل پر ز درد
دو چشمش کژ و تیز و دندان بزرگ ۔۔ براہ اندرون کژ رود ہمچو گرگ
ہمان بد دل و سفلہ و بے فروغ ۔۔ سرش پر ز کین و زبان پر دروغ

غرض جب یہ بھی داخل میدان جدال ہو چکے اس عرصے مین یہان میدان پاک و صاف ہو چکا تھا تخت شاہان قلب لشکر مین ٹھہرے تھے صفون کے جھگھٹے تھے نارنج ترنج اچھلتے تھے نقیب پکارتے تھے کہ دنیا مین ہر ایک کو فنا ہی مگر جادۂ رشتہ شمشیر راہ ملک بقا ہی جو تلوار کی دھار پر راہ چلا منزل پر پہونچ گیا زندہ جاوید ہوا اور جو کوئی اس راہ سے بھٹکا وہ زندہ در گور مردہ نام و ننگ ٹھہرا یہی گو یہی یہ میدان ہی مردی و نامردی کا امتحان ہی کہ بیت بجز شادمانی وجز نام نیک + ازین زندگانی نیابی تو لیک + نقیب یہ کہکر جب ہٹے زنار تو آ پہونچا ہی اس نے اژدر اڑا کر

ملکہ سے اجازت رزم لے کر میدان مین اپنے تئین پہونچایا اور کچھ سحر سازی دکھا کر مبارز طلب ہوا لشکر
مہرخ سے ایک ساحر نامی سمار جادو نام مقابلہ مین گیا زنار نے ایک گولہ فولادی سحر پڑھکر مارا اس بہادر
نے رد سحر پڑھا کہ گولہ اُلٹا پھر گیا زنار نے ابکی غصہ مین آکر ایک ناریل سحر کا مارا سمار نے ہر چند رد سحر کیا
مگر ناریل نہ پھرا اور اُس کے بازو پر پڑا کہ بازو ٹوٹ کر ہاتھ بیکار ہوگیا یہ معاملہ دیکھکر اور ایک ساحرہ
کینہ انگیز جادو ملازم ملکہ سرخمو دوڑی اور سمار کو ہٹا کر آپ مقابل ہوئی زنار نے اب کی ناریل سحر کا
مارا کینہ سے بھی رد سحر نہ ہوا اور ناریل سینہ پر پڑا توڑ کر پشت کی طرف سے نکل گیا بیر والون نے اُسکے
غل مچایا اور زنار نے پھر میانہ رزم طلبی کی ادھر سے سرخمو اجازت لے کر چلی جب سامنے پہونچی زنار نے
پھر ناریل سحر کا مارا اسنے انگلی سے اشارہ کیا کہ ناریل کٹ گیا زنار کو غصہ آیا اور اسنے ایک نارنج نکالکر سمت فلک اچھالا
اور پھر اس نارنج کو آپ ہی روکا اور پھر اچھالا یہ حرکت دیکھکر ضرغام جو لشکری بنا ہوا اسکے لشکر مین کھڑا تھا سمجھا کہ یہ نارنج تین بار
اچھالکے جو لگائیگا تو یقین ہے کہ سرخمو سے رد سحر نہ ہو سکے اور وہ ایسا نہ ہو کہ ہلاک ہو جائے بس نارنج نہ
لگانے دو یہ سوچکر اُس نے تیسری مرتبہ نارنج اُچھالا ضرغام نے غول مین فوج کے اپنے تئین پوشیدہ کر کے
ایک پتھر ایسا مارا کہ نارنج پر پڑا وہ ٹوٹ کر زمین پر گر پڑا کیونکہ وہ اسی طرح کا تھا کہ جبتک تین بار اچھلکر نارنج
نہ گرے سحر پورا نہ ہو ضرغام نے اس مین فرق ڈالدیا غرضکہ زنار نے نارنج پر پتھر پڑنے سے حیران ہو کر کہا
کہ اے سرخمو کیا تیرے ساتھ سحر کے پتلے ہین سرخمو کو پہلے تو تعجب ہوا تھا کہ یہ کیا معرکہ ہے پھر اس نے بھی چمکانے
سے کہدیا کہ ہان میرے ساتھ کئی سو پتلے ہین اس نے کہا تو اچھا لے اس سحر کو رد کر یہ کہہ کر ایک تیر نکالا اور
اس کے پیکان پر سحر پڑھ کر کمان مین پیوستہ کر کے چاہتا تھا کہ لگائے ضرغام نے اب کی چلکر ایسا تاک کر
مارا کہ تیر و کمان دونون کٹ گئے یہ بہت حیران ہوا اور دل مین سمجھا کہ یہ بہت بڑی ساحرہ ہے اُدھر
مہرخ وغیرہ نے بہت تعریف کی کہ اے ملکہ سرخمو کیا کہنا جانسوز جو لشکر مین کھڑا تھا اس نے کہا اے ملکہ
یہ ضرغام چھپا ہوا لڑ رہا ہے مہرخ کو بڑا تعجب ہوا زنار کو تیر کے کٹنے کا بڑا غصہ آیا اور ترسول پکڑ کر چاہا کہ
جا پڑے وہان اس وقت برق جو سپہ سالار بنا ہوا ہے اس کو خیال آیا کہ اگر یہ جائیگا تو سرخمو گرفتار یا قتل
ہو جائیگی اب اس کافر کو روکو اور جو عیاری تجویز کر چکے ہو وہ آغاز کر کے اس کو جہنم رسید کرو یہ سوچ کر
اس نے اژدر سے کہا زنار کے پاس مجھکو بھیج وہ اٹھکر سامنے زنار کے آیا اور سپہ سالار نقلی نے دست بستہ
عرض کیا کہ اس ساحرہ نے زبردستی بہت دکھائی ہے ناموری حضور کی اس مین ہے کہ آپ کا ملازم اُس کو زیر
کرے مین امیدوار ہون کہ مجھکو اجازت حرب دیجیے کہ مین اُس کو باندھ لاؤن زنار نے کہا تجھکو سپرد خداوند
سامری کیا یہ حکم سنکر اژدر اُڑ کر میدان مین پہونچا اور پکارا کہ اے لکاتا تو نے میرے مالک کو بہت عاجز کیا
تھامے اس ضرب کو یہ کہکر ایک نارنج کچھ بدبدا کر مارا سرخمو نے رد سحر پڑھا کہ یہ نارنج اثر نہ کرے ازبسکہ نارنج
عیاری کا تھا سحر کا ہوتا تو رد سحر کام آتا ہر چند دستکین دین مگر کچھ نہ ہوا نارنج آکر منھ پر پڑا اور رشق ہوا سب نے

دیکھا کہ اس مین سے ایک شعلہ چمکا اور دھوان نکلا سر محمود شل مردے کے چرخ کھا کر طاؤس سے گری سنے
ساحرون کو اپنے حکم دیا کہ وہ باندھ کر لے گئے اور اس نے پھر نہیب دی ابکی ملکہ نافرمان روبرو آئی اور
پکاری کہ لا حربہ بحر اس نے ایک ناریل چکر دے کر مارا نافرمان بھی سحر پڑھ پڑھ کے پھونکا کی مگر کچھ نہ ہوا
ناریل جا کر منھ پر پڑا اک شعلہ چمکا اور یہ بھی بیہوش ہوگئی جادوگرون نے آکر باندھ لیا اور پھر اس نے پکارا
کہ آؤ میرے سامنے ادھر سے طاؤس نکلی اسکے منھ پہ گلدستہ مارا کہ منھ پہ پنکھڑیان اس کی بکھرین اور
وہ بیہوش ہوئی گرفتار کر لیا وجہ گرفتاری یہ اور بھی ہے کہ طرفداران اسلامیان پہلے آپ سحر نہین کرتے ہین
اسی سے حربہ طلب کرتے ہین اور نارنج و ترنج وغیرہ بیہوشی آمیز سے بیہوش کر رہا ہے ادھر جانسوز اور
صرصر عام سے تو مشورہ ہو چکا تھا ہی اسوقت اس طرح لڑنے سے وہ بھی پہچان گئے ہین کہ یہ برق عیار ہے
پس وہ بھی کچھ تدارک نہین کرتے ہین الغرض اس نے تیسرے پہر تک تیس ۳۰ چالیس ساحرہ اور ساحر گرفتار
کیے اس وقت بہار نے چاہا کہ مین جا کر لڑون برق ارادہ بہار مفہوم کر کے سمجھا کہ یہ آئے گی تو سحر باغ و
بہار کا کرے گی میری عیاری کھل جائے گی پس یہ سمجھ کر پکارا کہ اے فرقہ ظلم اماں اب دن کم رہا ہے اس وجہ
سے طرح دیتا ہون اگر تم نے اطاعت شاہ جادوان نہ کی تو ہر ایک کو کل راہ ملک فنا دکھاؤن گا سب
کو خواب عدم مین سلاؤن گا ادھر سے سب نے جوابات سخت و درشت دیے مگر برق میدان سے پھر گیا
زنار نے بہت تعریف کی کہ اے سپہ سالار مین کیا کہنا اور اس کی خاطر سے طبل بازگشت بجوا دیا
لشکر دونون پھرے مہرخ رنجیدہ و دل کبیدہ مراجعت کر کے داخل بارگاہ ہوئی ادھر حیرت سپہ سالار زنار
ناز کرتی ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی لشکر نے کمر کھولی خلعت بہت بھاری حیرت و زنار نے سپہ سالار کو دیا پھر
عیش مین مصروف ہوئے اثنائے بارگاہ ملکہ مین زنار بیٹھا رہا اور سپہ سالار لاف و گزاف کیا کیا کہ
ملکہ مین کل سب نمک حرامون کو پکڑ لاؤن گا اور بہار کو وہ جوتیان لگاؤن گا کہ بھیجا نکل آئے گا سب
تعریف کر رہے ہین کہ آپ ایسے ہین لیکن بہار کا نام لینے سے حیرت دل مین برا مانتی ہے کہ یہ مجھپر طعن ہے
یعنے گویا یہ در پردہ کہتا ہے کہ تمھاری بہن پر کیا مین سبقت لے گیا تم پر عذاب آیا ظاہر مین یہ بھی تعریف
کر رہی ہین ناچ ہو رہا ہے حاصل یہ کہ بسبب فرد خورشید سے دفتر کشائی سب نے حساب سمجھ لیا اور
رقم انجم کو کتاب سپہر پہ چڑھایا کہ بمقتضائے ابیات

چو پیدا شد آن چادر قیرگون — درخشان شد اختر برنگ اندرون
مغنی ہمہ ساز برداشتند — بنام جہاندار بنواختند

زنار ملکہ سے رخصت ہوا کہ مین دن بھر کا خستہ ہون اب جا کر آرام کرون گا ملکہ نے کہا اچھا جائیے
مگر قیدیون کو اچھی طرح رکھیے گا اور سپہ سالار کو اپنے پاس سے جدا نہ کیجیے گا کہ عیاران کی فکر مین ہونگے
اگر اکیلا پائین گے تو زندہ نہ چھوڑین گے اور آپ بھی بہت ہوشیار رہیے گا اس نے کہا بہت خوب

اور مع سپہ سالار اپنے خیمہ مین آیا جملہ سرداروں کو طلب کر کے اپنے خیمہ کے برابر ایک قنات کھچوا دی اُسمین قید کیا اور ایسا سحر کر دیا کہ جو کوئی قنات پاس آئے تو بیہوش ہو جائے اور زمین کو بھی سنگ لاخ بنایا کہ نقب کوئی عیار نہ لگا سکے اور راہ اس قناعت مین جانے کی اپنے خیمہ کے اندر رکھی وہ سراپچہ قناعت کی طرف تھا گڑوا دیا کہ سامنے سے قیدیوں کو دیکھتا رہوں گا جب یہ بند و بست کر چکا تو ایک خدمتگار کو پکارا قِران بھی بشکل خدمتگار تھا یہی حاضر کہہ کے سب سے پہلے سامنے آیا اس سے کہا تم دروازے پہ حاضر رہو کچھ کام ہوگا تو بلا لیا جائے گا اور سب نوکروں سے کہا جاؤ آج تمھاری نوکری معاف ہے خبردار یہان نہ آنا سب چلے گئے اور یہ سپہ سالار کا ہاتھ پکڑ کے اندر بارگاہ کے گیا مسند زر پر بیٹھکر کشتی شراب وساغر سپہ سالار کے حوالے کی کہ تم بھی پیو اور مجھکو بھی دو سپہ سالار نے سلام کر کے روبروے مسند بیٹھ کر شراب پلانا شروع کی ایک آدھ جام تو خالی بیہوشی دیا جب اُس کو نشہ ہوا اس وقت سمجھا کہ اب یہ نگاہ سحر جام پر نہ ڈالے گا بس بیہوشی ملا جام دیا وہ بھی پیگیا یہان تو یہ کیفیت ہے لیکن صرصر عیارہ آج کی جنگ مین نہ تھی یہ طلسم باطن مین کسی کام کو گئی تھی شام کو پھر کر آئی اور سامنے حیرت کے پہونچکر تسلیم کر کے ٹھہری تھی کہ ملکہ نے کہا اے صرصر آج کی جنگ قابل دیکھنے کے تھی زنار جو آیا ہے اُس کے سپہ سالار نے ایک ایک تاریخ مین سرداران مہرخ کو اسیر کیا اور شہزادیان طلسم مثل نافرمان وغیرہ سے اُس کا تاریخ تک رد نہ ہو سکا بڑی لڑنے والی تھین مگر ایسی ذلت کے ساتھ قید ہوئین کہ مجھکو بیان کرتے شرم آتی ہے کچھ اُن سے ہو ہی نہ سکا وہ سپہ سالار اکیلا ہوگا مجھکو اندیشہ عیاروں سے ہے تو جا اور اس کی حفاظت کر بلکہ میوہ اور شراب میرے یہان سے لیتی جا کہنا اپنے یہان کی کوئی چیز کھاؤ پیو نہین مبادا پہلے ہی کسی عیار نے اس مین بیہوشی ملا دی ہو اس سے یہان کی شراب پیو صرصر یہ حال سنکر متعجب ہوئی اور اشتیاق پیدا ہوا کہ چلکر دیکھو تو وہ کیسا ساحر ہے جس نے یہ کار نمایان کیا ہے غرض کشتی شراب کی اور میوہ لے کر چلی جب درخیمہ زنار پر پہونچی دیکھا کہ ایک خدمتگار بیٹھا ہے اور قران نے بھی اس کو دیکھا چاہا کہ روکے پھر سمجھا کہ یہ تم کو پہچان لے گی جانے دو اگر کچھ فتور برپا کرے اس وقت سمجھ لینا یہ سوچکر اس کو گردن جھکا کر کے آنکھ سے آنکھ نہ ملے سلام کیا یہ سلام لے کر اندر خیمہ کے گئی دیکھا سپہ سالار زنار کو شراب پلا رہا ہے اس نے وہ کشتی سامنے رکھکر اور میوہ دیکے پیام ملکہ کا کہا کہ فرمایا ہے یہ شراب پینا اور عیاروں سے ہوشیار رہنا یہ کہکر غور کیا تو زنار کا کام تمام پایا اس قدر سرشار دیکھا کہ بیہوش سے بدتر تھا اس وقت اس نے سپہ سالار پہ نظر فطرت ڈالی سپہ سالار بھی گردن اٹھا کر للکارا کہ کیا دیکھتی ہے حضرات کا نکالا ہی مجھکو بھی کوئی اور بنایا ہے ارے وہ ہوں مین کہ سرداران حریف کو پکڑ لایا ہوں اور اب میان کا کام انجام کو پہونچاتا ہوں اگر ایسا نہ کرتا تو میان میرے ہتھے نہ چڑھتے اعتبار نہ مانے صرصر نے یہ سنکر پہچانا کہ یہ برق ہے چاہا کہ زنار سے کہوں مگر اسکو بیخود پایا سمجھی کہ اُس کے کہنے سے تو بھی پھنس جائے گی اور یہ عیار قتل کر کے اس کو صاف

نکلجائے گا لازم ہے کہ در خیمہ پر خدمتگار بیٹھا ہے اُس کو بلا کر عیار کو سحر سے پکڑ ڈالون یہ سوچکر برق کی باتون کا
جواب سچ سچ دیتی ہے یہ اُلٹے پاؤن پھری اور یہی کہتی ہوئی کہ جو آپ کہتے ہین سچ ہے سچ ہے خیمہ کے باہر
نکلی خدمتگار سے کہا جلدی آ عیار اندر ہے پکڑ لے خدمتگار نے کہا حاضر اور اُسکے ساتھ جلدی سے
اندر آیا اس نے پہلے للکارا کہ اے موے برق اب کہان جائے گا برق نے جلدی سے ایک لات
کھڑے ہوکر زنار کے ماری کہ وہ تو سبوچۂ شراب کی طرح لنڈھک گیا اور یہ جھپٹ کر چلا کہ اس ساحر
کو جسے صرصر لائی ہے حباب مار کر گرا دون کہ صرصر اس ساحر سے پکاری ارے دیکھتا ہے اور سحر نہین پڑھتا
ہے اس کو پکڑ لے اس ساحر نے یہ سنکر دوڑ کر صرصر کو گود مین اُٹھا لیا اور کہا اُستانی میری بھی سلام ہے
اتنی جلدی کیون کرتی ہو زنار کو مارے لیتے ہین گھبراؤ نہین صرصر نے یہ سنکر جو غور کیا خدمتگار کو جہنم
قرار پایا بس دم نکل گیا اور کہا واہ واہ کیا بندوبست کر رکھا ہے برق بھی یہ حال دیکھکر خوش ہوا
اور کہا اے قران آج تو جی چاہتا ہے کہ اُستانی کی بھی ناک کاٹ لین کہ یہ بہت اچھلتی پھرتی ہین پھر جو یہ کچھ
شرارت کرین گی تو ہم کہین گے نکٹے جیسے بُرے احوال اور انکی ناک کٹنے سے اورون کے بھی کان ہو جائینگے
پھر کیا منھ اور امکان کسی کا جو ہمارا سامنا کرے قران نے کہا کیون استانی کیا کہتی ہو ناک کاٹ لین صرصر
نے کہا ارے موے مین تمکو اپنی ایڑی چوٹی پر سے صدقے کرون ناک اُسکی کاٹو جو تمھاری استانی ہو لو
موے غارتیون کو دیکھو ایک تو چوری دوسرے سینہ زوری یہ کہکر چاہتی تھی کہ غل مچائے قران نے
گیند عیاری کا منھ مین دیدیا اور ستون خیمہ سے باندھکر برق کو اشارہ کیا کہ اس نے سر زنار کا کاٹ ڈالا
اور قران نے دوڑ کر اپنے سردارون کی زبان سے سوزن کھینچ لیے زنار کے مرنے سے شور و غل بلند ہوا
تھا اور قیدی رہا ہو چکے تھے سوزن زبان سے نکلتے ہی سحر پڑھکر سب اُٹھے اور لشکر زنار پر ناسخ تیغ
مارنا شروع کیے العیاذ باللہ ایک تو مرگ زنار سے آفت عظیم برپا تھی آگ پتھر برستے تھے دوسرے
انھون نے ہنگامہ برپا کر دیا قران نے نکلکر ایک حقہ آتشین داغ کر خیمہ پر مارا کہ خیمون مین آگ لگی اور اوپر
سے بھی شعلے گرتے تھے تاریکی شب حد سے افزون تھی غیرت ہامون تھی فوج زنار غفلت مین بہت
سی ماری گئی جو ساحر ہلاک ہوتا تھا اور زیادہ شور مچاتا تھا باقی ماندہ لشکر گھبرا کر یہ عذر لایا سمجھا کہ لشکر
مہرخ نے شبخون ہی مارا ادھر قران نے یہ چالاکی کی کہ بصورت ساحر کی تو بنا ہوا تھا لشکر حیرت مین دوڑ گیا
اور پکارا کہ ہوشیار ہو جاؤ فوج زنار کی بگڑی ہوئی تمہیر آتی ہے طلایہ دار نے جب یہ صدا سنی قرنا بجائی
پلٹنین جلد تیار ہوئین فوج آگے بڑھی ادھر سے یہ خستہ و شکستہ چلے آتے تھے حیرت ان کو دشمن
سمجھ کے لڑنے لگی اور یہ اس کو فوج مہرخ سمجھ کر بھڑ گئے گھمسان کی مار ہونے لگی سحر چلنے لگا
ہونا چاری کی پکار ہونے لگی ماشون کے چہرے گویا ان کا کام کرتے تھے آگ دھتورے کے پھل
بجلیان بنکر گرتے تھے ہوا سے بجلی سحر کی گرتی تھی سرکشون کے خرمن جان کو جلاتی تھی تلوارین رد و برد

منزل فانی کی راہ کاٹتی تھیں مار مار کی صدائیں مار نبکر لہو چاٹتی تھیں کشتی حیات قلزم آہن پر چڑھی تھی آب تیغ کی ندی بڑھی تھی دریاے ہستی کو شمشیر نے مثل ہیرا کے کاٹا تھا دل مین بیر کر کلیجہ کا لہو چاٹا تھا غول ساحرون کے تہ و بالا نظر آتے تھے شاہد تیغ کے کرشمے نئے رنگ دکھاتے تھے طبع معشوق کی طرح تلون مزاج تھا کسی صف کو بچھایا تھا کسیکو الٹا تھا نظم

چمکنے لگی برق جان سوز تیغ ۔۔۔ چلی خرمن زندگی بید ریغ
وہ تیرون کی سن سن کا غل چار سو ۔۔۔ دلیرون کے نعرون کی وہ ہاے ہو
ہوا مین سمایا تھا ایسا غریو ۔۔۔ جہان مین جہان سنیے پیدا غریو
شب تیرہ مین تیغ تھی یون رواں ۔۔۔ پہاڑون مین ہو جیسے بجلی طپان

حیرت غلغلہ سنکر باہر نکل آئی ادھر برق نے صرصر کو کھولدیا اور کہا استانی جاؤ تماشہ دیکھو ہم نے دو لشکرون کو لڑوایا اور حیرت جاڑوے سے کہدیا کہ زنار کو میرے شاگرد جناب برق نے فی النار کیا صرصر اس کو برا بھلا کہتی ہوئی چلی اور جب فوج آپسمین لڑچکی اس وقت نافرمان وغیرہ نے اپنے لشکر کی راہ لی یہان حیرت جنگ آغاز کیا چاہتی تھی صرصر جاکر پہونچی اور کل کیفیت معرض بیان مین لائی ملکہ نے اپنا منہہ پیٹ لیا پھر بزور سحر پرواز کرکے بر روے ہوا گئی اور نفیر سحر بجائی کہ کل لشکر کے کان مین اسکی صدا گئی اور باہم جنگ موقوف کی ملکہ نے ہنگامہ کم دیکھا پکارکر کہا آپسمین مت لڑو لے افسران لشکر میرے پاس آؤ یہ کہکر بارگاہ مین چلی گئی فوج زنار جو کچھ قتل دغارت سے بچی وہ اور افسران لشکر حیرت بارگاہ مین سامنے ملکہ کے گئے ملکہ نے چالاکی عیاران اور حال قتل زنار بیان کیا پھر اسی حال کا نامہ افراسیاب کو لکھا اس ہنگامہ مین رنگ چہرۂ ترک شب خوف سے اُڑگیا اور فلک پیر کا اشک چکیدہ یعنی مہر دامن روزمین ڈھلکا نظم

چو برزد سر از چشمۂ خورشید ۔۔۔ جہان گشت چون روے رومی سفید
نشستہ جہاندار بر تخت عاج ۔۔۔ زر زرد یاقوت بر سرش تاج

دم سحر مہرخ تخت شاہی پر جلوہ گر ہوئی سردار جو رہا ہوکر آئے تھے اُن کی نذر گذری عیارون نے آکر سب حال بیان کیا ان کو خلعت عطا ہوا ارباب نشاط حاضر ہوے جلسۂ عشرت آغاز ہوا ادھر زنار کی لاش اس کی فوج نے اُٹھائی اور جایا چاہتی تھی کہ یہ عجب کیفیت ہوئی کہ وہ سواس سپہ سالار زنار جسکو برق درخت سے باندھ آیا تھا رات بھرمین اس کی بیہوشی اترگئی اور چونکہ اس کی زبان مین سوزن تھا اس سبب سے سحر پڑھکر اپنے تئین کھول نہ سکا صبح کو جب کاہش اور رہیزم فرد ش صحرا مین آئے اس نے ان کی آواز سنکر جسم کو جنبش دی کہ پتے کھڑکھڑاے اور گلے سے بھی کچھ صدا نکالی کہ وہ لوگ ڈرے اور کہا معلوم ہوتا ہے اس درخت پر کوئی آسیب ہے یہ جانکر کچھ بھاگ گئے مگر کچھ جی کڑا کرکے

اُس درخت کی طرف دیکھنے لگے اس نے دانت نکالے اور منت کی کہ مجھکو کھولدو ایک اس مین سے لشکر کا گھبرا رہا تھا وہ کچھ سحر بھی جانتا تھا درخت پر چڑھ گیا اور اسکو کھولکر زبان سے سوزن نکالی کہ یہ اُٹھکر درخت سے اترا اور ایک کپڑا اُن سے مانگ کر باندھا پھر اپنا حال بیان کرکے وعدہ کیا کہ تم لشکر مین آتا ہون بہت کچھ تم کو دونگا وہ سب خوش ہوئے اور یہ وہان سے لشکر مین آیا سرداران زنار نے جو اُسکو دیکھا سمجھے کہ یہ وہی عیار ہی جس نے زنار کو مارا ہی اور ریم کو لٹوا دیا ہی کیونکہ حیرت سے سن چکے تھے کہ سپہ سالار کی صورت بنکر عیار آیا تھا یہ سمجھکر باہم کہا کہ اگر اس کو گرفتار کرکے مارین شاید اب یہ کوئی تدبیر مین آیا ہی غرضکہ چلے تو یہ سب آہستہ آہستہ رستے ہوئے اسکے جانب چلے اور یہ ان کو روتا دیکھکر متفکر ہوا کہ ارے یارو یہ کیا ماجرا ہی وہ بیساختہ اسپر جا ہی پڑے اور جوتی اور دھپ اور لات اور مکے مارنے لگے یہ ایسا گھبرایا کہ سحر بھی بھول گیا پکارا کہ ارے واسطہ جمشید کا مجھکو کیون مارتے ہو ادھر سے شور تھا کہ خوب ہمارے پاس آگیا اب کہتا ہی کیون مارتے ہو دوسرا کہتا تھا حرامزادے یہ تیرا ہی بس چلا ہی تیسرا بولا کہ اور مارو حرامی کو جو تھا بولا اجی مار مار کے مار ڈالو غرض ایسی باتین کہتے تھے کہ جسکا مبتدا خبر کچھ نہ تھا اور دھون بیٹ چٹاخ پٹاخ ارے لینا مارو سور کو لگے لگے اور پانچ جوتی ہت بیٹری کیون نے تیری ایسی تیسی کہ آج ہی تو ہاتھ لگا ہی خبردار چھوڑنا نہین کی صدا بلند تھی اور جوتیان پڑ رہی تھین غرضکہ ایسا مارا کہ اس حرکو بیدم کر دیا کھوپڑی اوچھی ہوگئی آیہ دوا کے ڈر سے بھاگ کے جاتی رہے غلغلہ جو بلند ہوا حیرت نے صرصر سے کہا اری جا دیکھ تو یہ کیا ماجرا ہی وہ اُدھر سے چلی اور یہ سب ٹانگ پکڑکے گھسیٹتے لے چلے اور اس کو جب ہوش آیا پکارا دوہائی ملکہ حیرت کی ارے مجھے مارے ڈالتے ہین دوہائی افراسیاب کی یارو کیا غضب ہی میری جان گئی یہ شکر ہی سب نے جوتا اُتارا کہ صرصر آگئی اور کہا ٹھہر جاؤ بتاؤ کیا ماجرا ہی سب نے کہا دیکھتی نہین ہو یہی تو وہ ہی جس نے ہمارے مالک کو مارا ہی صرصر نے قریب آکر بنگاہ عیاری دیکھا اور کہا یہ عیار نہین ہی اس کو چھوڑ دو اور ملکہ پاس حاضر ہو یہ سب اس کو سامنے ملکہ کے لائے ملکہ نے حال پوچھا کہ دسوا اس کل کیفیت اپنے بیہوش ہونے اور اپنے رہا ہونے کی معرض بیان مین لایا اور رونے لگا لشکری یہ حال سنکر پشیمان ہوئے کہ ناحق ہم نے اپنے افسر کو مارا ادھر ملکہ کو کچھ اس کے حال پر ہنسی کچھ اپنے اوبار پر رنج خلاصہ یہ کہ خلعت منگا کر دیا اور بہت سی تشفی دی پھر کہا نامہ میرا تم شاہ کے پاس لے جاؤ اس نے کہا کہ اب مین کسی کو منہ نہ دکھاؤنگا سیدھا اپنے گھر جاؤنگا کہ سارے لشکر کے سامنے میری عزت گئی حیرت نے کہا یہ تمھاری ہتک نہین ہوئی ہماری ہوئی یہ سب نتیجہ ہماری غفلت کا ہی اس کو سمجھا کر بٹھا دیا تمام لشکریون نے بھی عذر معذرت کی اور اُس کے ہمراہ سمت باغ سیب لاش زنار کی لے کر چلے ادھر سے وہ خدمتگار اور ساحر جس کو قران وضرغام بیہوش کرکے چھوڑ آئے تھے ہوشیار ہوکر چلے تھے راہ مین ان کو ملے اور حال سنکر شریک ہوکے

روانہ ہوئے یہ سب خبریں دربار میں مہرخ کے بھی پہونچیں سب ہنسنے لگے اور برق کی فطرت پر آفرین کرنے لگے لیکن سپہ سالار صاحب خجالت زدہ بعد قطع راہ باغ سیب میں پہونچا شہنشاہ کو خبر ہوئی اس نے سامنے بلوایا اور نامۂ حیرت پڑھا اُس کے حال پہ ہنسی آئی مگر ضبط کر کے افسوس کیا اور کہا تم اپنے ملک کو جاؤ یہاں خداوند زمرد شاہ کا غضب آیا ہوا ہی کہ ہمارے لشکر پہ یہ آفت آئی ہی اور تضحیک ہوتی ہی یہ حکم سنکر سپہ سالار رخصت ہو گیا اور شاہ نے بغضب تمام کچھ سحر پڑھا کہ زمین باغ سیب کی تھرائی اور پرچھائیں پیدا ہوئی اور شاہ کو اس نے تسلیم کی شاہ نے حکم دیا کہ اے وہم جادو تم اپنے بھائی گمان جادو کو جا کر پئے استیصال باغیان بھیجدو وہ پرچھائیں یہ حکم سنکر غائب ہو گئی بعد کچھ عرصے کے ایک ساحر پیدا ہوا اور عرض کیا کیا حکم ہوتا ہی کہا جاؤ لشکر اسلام نمک حراموں کا برباد کرو عیاروں سے بچتے رہنا ساحر سلام کر کے اپنے مقام پر گیا اور ایک لاکھ بیس ہزار ساحر ساحری وقت چیدہ روزگار کو اپنے ہمراہ لے کر یہ گناس برادر خناس دجال کا نواسا لونا چماری کا پوتا شہپال و زردہشت کا یادگار بدکردار اژدر آتش بار پر سوار ہو کر روانہ ہوا شاہ جادوان نے مشعر بہ حالات روانگی فوج حیرت کو نامہ لکھ بھیجا اس نے سرداران استقبال کو بھیجے یہ گمان بے ایمان قریب پہونچا لوگ استقبال کر کے لے گئے اس نے ملکہ کو جا کر نذر دی اور دنگل پر بیٹھا لشکر اُس کا اترا عیار بصورت مبدل خبر دریافت کر کے آکھڑے ہوئے اس نے بھی اُس وقت تامل کیا کہ جب تک دن باقی رہا جس وقت کہ زنار تار شعاع مہر ہند قسے دہرنے اتارا اور بربط پر کوہ ظلمت کے کمل سیاہ شب کے جوگی نے بچھایا کہ

چو شمع جہان شد نجم اندرون
بیفشاند زلف شب قیر گون
تبیرہ برآمد ز ہر دو سرائے
بدان رزم خورشید بد رہنمائے

سر شام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نقارہ حرب پر چوب پڑی عیاروں نے جا کر ملکہ مہرخ کو خبر دی وہ مقام اس گبر کا سنکر ششدر ہوئی اور کہا خدا خیر کرے یہ بڑا ساحر ہے سرداروں نے عرض کیا کہ اے ملکہ خدائے برتر قوی و توانا ہی اس پر تکیہ کیجیے اور حکم طبل جنگ بجنے کا دیجیے غرضکہ ادھر سے بھی کوس جنگی گڑگڑایا لشکر میں غلغلہ بلند ہوا دربار سے اُٹھکر سردار خیموں میں آئے عروس تیغ زیور و جوہر سے اُس شب سنواری گئی غلاف میں سے کیا نکلی گھونگھٹ سے دلھن نے منھ دکھایا شرما کر سر جھکایا قامت رعنائے غضب کا کاٹ پہ نخل قامت اعدا پایا جب رن پر چڑھے گی جوڑا شہانہ خون سے رنگا پہنے گی غضب کی چھل بل اور رفتار دکھائے گی ہزاروں گلے کٹوائے گی جان اس پر لوگ نثار کرینگے مرتے مرتے اسی کی محبت کا دم بھرینگے الغرض یہی ہنگامہ رات بھر دونوں لشکروں میں برپا رہا دم سحر جب داغ خاطر عشاق کی طرح سینہ سحر داغدار ہوا اور نسیم سحری ٹھنڈی سانس بھرنے لگی کہ بیت ہوا ہے دامن باد سحر نے چراغ قصر گردوں سب بجھائے + مہرخ بہزاران جاہ و جلال عسکر نصرت مآل کو ہمراہ لے کر میدان جدال

وقتال مین آئی اس طرف سے حیرت بعید فرمکنت فوج ضلالت ساتھ لئے وارد میدان نبرد ہوئی آتش رزم سرد ہوئی آنے سے لشکرون کے گیتی گرد برد ہوئی خاک تیرہ کا ستارہ اوج پہ آیا ہر ذرہ نے سر اٹھایا ذرے ہوا مین تتق گرد کے ساتھ اس طرح پیچ کھاتے تھے کہ شاہان ملک شجاعت کے سر پہ چتر زری پھرتے نظر آتے تھے گھوڑون کی ٹاپون سے قلعۂ خاک اڑ گیا تھا یا روزگار غدار نے اپنے دل کا غبار نکالا تھا ہتھیارون کی چقاچاق اور گھوڑون کے سمون سے گنبد آسمان و زمین غرانے کی صدا پیدا تھی گوش ترک فلک مین کری ہوئیدا تھی اسی روز سے ایسا بھرا ہوا ہی کہ مظلومون کی فریاد نہین سنتا ہی دلاورون کی نگاہ خونخوار ایسی نگاہ پر چڑھ گئی ہی کہ چرخ کو عادت خونخواری کی پڑ گئی ہے الحاصل صفین لگین کرنا پھونکی نفیر دم بند کرنے لگی نقیب للکارے گھوڑے سناٹے مین آئے زاغ و زغن منڈلائے معلوم ہوا کہ رن پڑے گا سرون کا ڈھیر لگے گا جادوگرون کے تخت ہوا سے نیچے اترے سامری کی جے کے نعرے بلند ہوئے مرتج و گوگل کا دھوان فلک تک پہونچا منترون کے جاپ پڑھے گیا سر دیکھا گمان بے ایمان ساحرون مین دھنتر جوگی جیپال کی پون کا تماشا اپنی فوج کو الگ لیے اپنے سے بہتر کسی کو نہ جانتا کھڑا تھا بعد ترتیب صفوف لشکر حیرت سے اجازت لے کر میدان مین آیا اور ایک سحر ایسا کیا کہ شعلہ زمین سے پیدا ہو کر آسمان کی طرف گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ سقف گردون کو جلا دیگا دل خورشید مین آگ لگا دے گا یہانتک کہ وہ شعلہ نظر سے ناپدید ہوا بعد لمحہ کے بہت باریک کاجل فلک سے گرنے لگا نہین معلوم کہ چراغ آفتاب کی لو کا پارا تھا یا شعلہ سحر کا دھوان چھت پر چرخ کے جم گیا تھا وہی گرتا تھا جب وہ کاجل دیدۂ دہر مین خوب گہرا لگ چکا یعنے بہت سا جمع ہو گیا پرچھائیون کی طرح اسمین سے پتلے پیدا ہونے لگے کہ وہ پتلے کبھی مشرق کی طرف پرتو انداز تھے اور گاہے مغرب کیجانب سایہ پرواز بعد ظہور ان پتلہاے ہمراہ مثال کے گمان نے مبارز طلبی کی اس طرف سے ایک ساحر اندیشہ جادو نام نے مہرخ سے اجازت لے کر اژدر سا ڈرایا اور برسر مقابلہ آیا طالب ضرب ہوا گمان نے سحر پڑھا کہ وہ پرچھائیان دوڑ کر لپٹ گئین اندیشہ نے بے اندیشہ سحر پڑھ کر دستک دی کہ خاطر بد اندیش مین اندیشہ پیدا ہوا یعنے گمان ہوا کہ پتلیان جسطرح لپٹ گئی ہین اگر یہ بھینٹ دے کر پھیرونگا تو میرے لپٹ جائینگی پس بہتر یہی ہی کہ اس سحر کو باطل کر دون یہ سوچکر اس نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہ پتلے اس کاجل مین پھر سما گئے یہ سحر دیکھ کر مہیار نے بآواز بلند تعریف کی کہ واہ سبحان اللہ کیا معقول سحر کیا ہی یہ کلمات تعریف سنکر گمان سمجھ گیا کہ یہ اس کا سحر تھا جو مجھکو اندیشہ پیدا ہوا ورنہ کوئی اپنا سحر آپ مٹاتا ہی بس یہ سمجھتے ہی غصہ ناک ہو کر سحر پڑھا کہ اندیشہ کو گرمی معلوم ہوئی بعد لمحہ کے قلب الٹ گیا خیالات فاسد نے مرتبہ یقین درست نہ رکھا اخلاط فاسد بخارات غلیظ دماغ و قلب مین معدے سے پہونچے صفرا و سودا بلغم خون خلط ہو کر جنون کی صورت پیدا ہوئی اژدر سے اتر کر کبھی روتا کبھی ہنستا

سمت صحرا روانہ ہوگیا بعد اُسکے پھر اُس نے مبارز طلب کیا اور پھر ایک ساحر ادھر سے گیا گمان نے دستک دی کہ پھر وہی پتلے پیدا ہو کر لپٹ گئے ہر چند اُس نے نارنج ترنج مارے کچھ نہ ہوا اور اُن پتلوں نے اس کو پچھاڑ کر تھوڑا کاجل آنکھوں مین لگا دیا پھر جو اس کی آنکھ کھلی دیکھا کوئی پتلا نظر نہین آیا لیکن درخت لگے ہین اُن پر پریان بیٹھی ہین بعض اُنمین ناچتی ہین پھر ناچتے ناچتے اڑکر ایک سمت چلین یہ ساحر بھی اسی طرف چلا اور کہتا جاتا تھا کہ واہ واہ کیا تماشہ ہے اسی طرح جنگل کی طرف چلا گیا گمان نے پھر مرد مقابل طلب کیا اور ایک ساحر سامنے گیا اُسکی بھی آنکھوں مین پرچھائیون نے لپٹ کر کاجل لگا دیا دیدہ و دانستہ دیوانہ بنایا اُسکو بھی عجیب و غریب تماشہ نظر آیا یہ بھی ناچتا کودتا صحرا کو گیا اسی طرح جو اُس کے سامنے گیا گمان اُس کا ٹھیک نہ رہا کاجل آنکھوں مین لگتے ہی دیوانہ بنا اور جنگل مین شام تک کئی سو ساحر صحرا نورد ہوے جب دیدۂ شاہد روزگار نے سواد شب کا کاجل لگایا اور فلک پر ستارون کی گردش کا نیا تماشہ نظر آیا کہ بہیت اُتاری مہر نے جب چادر نور ہوئی بزم فلک انجم سے معمور ہوئی شام کو لشکر گمان مین طبل بازگشت بجا لاف و گزاف کرکے پھرا کہ کل سب کو دیوانہ بنا دونگا نام و نشان سب کا مٹا دونگا غرضکہ لشکر اپنی جگہ پر آکر قیام پذیر ہوے حیرت کے یہان جشن شاہانہ تھا اُدھر رنج و اندوہ کا فسانہ تھا گمان شراب خواری کرتا رہا جب سرشار ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے مین اُن حمزاویون کو جینے نہ دونگا کل خاتمہ کر دونگا غرض نفیر سحر بجی نکی تہرخ نے سنی نقارہ حرب بجوا دیا پھر لشکر مین شب دیرینہ کا ایسا سامان ہونے لگا لشکر مسلمانان مین تردد و انتشار تھا نامرد بھاگنے کی تدبیر کرتے تھے بہادر دم شجاعت کا بھرتے تھے ہوم ہوتا تھا جوت کا دیا جلتا تھا کسی طرف شہپال در زدہشت کی پکار رہتی کہین ہونا جاری کلیجے کھانے پر تیار تھی مردے کی ہڈیون کے مالے جپتے تھے تلسی کی پرستش کرتے تھے کھوپڑی مردے کی سیندور سے رنگی رکھی تھی ایک طرف دھتورے پھل برگد کے جلتے تھے بیر ہنس ہنس کے باتین کرتے تھے گنڈے خون کے کھینچے تھے اگیاری پر ہاتھ سینک کر منہ پر ملتے تھے خاک اگیاری ماتھے پر ملتے تھے بخت دشمن کو خاک سیاہ بتاتے تھے سحر کی لاگین تھین ڈھوے جھومتے تھے نٹنین اترا گئی تھین ڈمرو کی صدا سے ہنڈوے چھوٹ گھبرایا تھا سنیچر اپنے اوپر چڑھا پایا تھا فلک پر کئی ستارے کڑھے تھے آج کی رات و دن اپنے دیکھنا پڑے تھے منگل کے ساتھ راہ و کیت کا قران تھا فلک کو خوف تھا کہ کل حشر برپا ہوگا اپنی بربادی کا گمان تھا ایک طرف بہادر تلوار کے دھنی تیغون کو صاف کرتے تھے شمشیر تیز کے جوہر کھلتے تھے واقعی موت کے دفتر کھلے تھے سواد جوہر سے زندگی پر حرف آنے کا گمان تھا چھپے کاٹنے کا نشان تھا سپرون کی گھٹا کالی تھی ضیا بار تیغ ہلالی تھی نئی بھرتی اور طرفہ بحالی تھی مرنے لڑنے کے حوصلے تھے نامردی سے طبیعت خالی تھی ہنگامہ رستخیز گرم تھا پتھر سے سخت تر دل نرم تھا مولفہ

چمک تیغ الماس پیکر کی تھی — سراسر دمک آب گوہر کی تھی
بہادر جو منت بڑھانے لگے — کمانون پہ چلے چڑھانے لگے

عروس شجاعت پہ قربان تھے کسی پہ مرین دل مین ارمان تھے
کیا صاف یون جوہر تیغ کو چمک جیسے گردون پہ تارونکی ہو
علم ہر رسالے مین تھے یون گڑے کہ تھے پانون گاڑے دلاور کھڑے
پھریرون کے اڑنے سے تھا یہ نشان کہ ہر کشتی جنگ کا بادبان
سپر دور مین دور جیسے چرخ برین چمک مین ہر اک پھول ماہ مبین
فروغ مہ نو ہوا آشکار چمکنے لگا خنجر آبدار
کچھ اُس شب کو پیدا انیا ڈھنگ تھا طلسمات وافسون ونیرنگ تھا
کیا ساحرون نے یہ سامان جنگ بنانے تھے جادو سے مار و پلنگ
کہین ڈف لے بجتے کہین بانسری کڑھائی کہین شیخ سدو کی تھی
کوئی جوگی جیپال کو مانتا یون دوڑ کو تان کر تانتا
کوئی کرکے ڈنڈوت اوندھا گرے کوئی سامنے بت کو پوجا کرے
کوئی بولے جے سامری جی کی ہے اُنھین پر لگی آس اُس جی کی ہے
کسی نے کھڑی کی تھی جادو کی جوت کوئی دیکھے آہٹ کہے ہوت ہوت

لشکرون مین تو یہ سامان تھا گمان بارگاہ سے اُٹھکر اپنے مقام پر آیا تھا اور سحر پڑھکر دستک دی تھی کہ کوئی عیار نہ آئے عیار بھی صورت بدلے اُس کی گھات مین پھر رہے تھے مگر جب اُس کے خیمہ پاس جاتے تھے آنکھون سے سوجھنا موقوف ہوتا تھا پھر آتے تھے آخر مایوس ہوکر اور تو پھر آئے مگر ضرغام خدمتگار کی صورت بنکر خیمہ مین چلا ہی گیا ہر چند کہ نابینا ہو گیا مگر سمجھا کہ کچھ تدبیر کرون گا غرض اندھا تو ہو ہی رہا تھا ایک گوشہ مین لیٹ رہا وہان دس بارہ ساحر گمان کے خدمتی حاضر تھے اُنھون نے اس کو دیکھا اور ایک نے اُس کے قریب آکر لات ماری اور کہا تو کون ہے اس نے کہا میان کوئی یون حال پوچھتا ہے اب تیری یہ سزا ہے یہ کہکر سول کے اوپر کمند ماری حلقہ اس کمند کے ساحر کی گردن مین پڑے مگر اُس نے سحر پڑھا کہ جل گئے اور شور مچایا گمان بھی جاگ پڑا اور ضرغام سے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے کہا مین حضور کے خدمتگار کا بھائی ہون وہ آج ماندا ہو گیا تھا اپنی عوضی مجھکو بھیجا ہے اس نے ہنسکر کہا یہ کیون نہین کہتا کہ مین عیار ہون یہ کہکر اس کو گرفتار کیا اور زندان مین بھیجدیا پھر آپ سحر خوانی مین رات بھر مصروف رہا جب سوداوی مادہ مزاج دہر سے دور ہوا یعنے رنگ ظلمت شب حرارت سے کافور ہوا کہ بقتضاے مولفہ

لڑائی کا لشکر مین سامان تھا فلک چرخ مین آکے حیران تھا
کٹی ہیبت تیغ سے جب شب گریزان ہوئے چرخ سے نجم سب
لیے مہر رخشندہ بھی تیغ تیز نکل آیا گردون پہ بہر ستیز

مسلح ہوئے سب جوان سپاہ — چلے بن سنور کے سوئے رزمگاہ
ہوا تخت مہرخ بصد عز و شان — سوئے دشت قلب سپہ مین روان
چلے تخت کے گرد ساحر تمام — مسلح مکمل بصد احتشام
جو طاؤس پر ساحرہ تھین سوار — ہنر کرتی تھین سحر کے آشکار
کسی نے لگائی تھی جنگل مین آگ — کسی نے بنائے تھے جادو کے ناگ
سواران جنگ آزما کی وہ شان — شجاعت شعار و جلالت نشان
ہوا مین نشان سرخ اُڑنے لگے — دل دہر مین شعلے اُٹھنے لگے
اسی طرح جب پہونچے میدان مین — صفین جم گئین آن کی آن مین
اُدھر لشکر حیرت کینہ جو — ستمگار و بدطینت و تندخو
نشان کالے کالے لیئے ہاتھ مین — دغاباز مکاری کی گھات مین
صف آرا ہوا آکے میدان مین — پڑا زلزلہ دشت و میدان مین
نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا — جوانو یہ ہے معرکہ جنگ کا
لڑائی مین جانین لڑاتے رہو — نمک خوار و تلوارین کھاتے رہو

جب نقیب کنارے ہوئے گمان برادر شیطان نے اژدر بڑھایا اور مبارز خواہ ہوا جو اُس بے ایمان کا ہم نبرد ہوا وہین اندھیرا اُس نے کیا کہ کاجل دیدۂ مہر سے پیدا کرکے پتلیون سے آنکھ مین دلوا دیا ساحران مہرخ نے تماشائے عجیب و ماجرائے غریب چشم سحر آگین سے دیکھا اور ہر ایک دیوانہ وار ہنستا روتا ناچتا کودتا سمت صحرا روانہ ہوا جب کئی سردار اسی آفت مین مبتلا ہو چکے گمان نے نہیب دی کہ اے نمک حرامان مین ایک ایک کو کہان تک زیر و زبر کرون گا ہوشیار ہو جاؤ کہ تم سب کو ایک ہی مرتبہ آوارۂ دشت ادبار کرتا ہون یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ آندھی آئی اور جھونکے ہوا کے لشکر مہرخ پر پڑے لشکریون پر حالت دیوانگی طاری ہوئی رسالے اور پلٹنین نعرہ مارے ہوئے لگانے صحرا کی طرف چلے اور ساحران نامی نے سحر پڑھکر اپنے گرد حصار کیے کہ گنبد سحر کے ان کے گرد بن گئے ہوا ان گنبدون مین نہ جاسکی اور انھین نہ دیوانہ بنا سکی ملکہ بہار نے سحر پڑھکر دستک دی کہ پریزاد پچھیا پھولون کی ہاتھ مین لیے فلک کی طرف سے آئی اور ملکہ کو جھلنے لگی اُس کی ہوا کے سامنے ہوا سے سحر نے بہار پر تاثیر نہ کی اور ملکہ مہرخ نے ایسا سحر پڑھا کہ پتلیان ایک چتر زرین لیے زمین سے نکلین اور ملکہ کے سر پر گردش دینے لگین اس کے سبب سے یہ بھی دیوانہ پن سے محفوظ رہی باقیماندہ ساحران نامی گنبد ہائے سحر مین مخفی تھے پس ملکہ بہار سامنے مہرخ کے آئی اور عرض کیا کہ مجھکو اجازت ہو کہ اس حرامزادے کو سزا دون یا اپنی جان آپ پر سے نثار کرون مہرخ نے یہ کلمہ سنکر اسکو گلے لگایا اور تسکین و

عنایت کے کچھ کلمات کہکر خلعت رخصت دیا بہار اپنی انیسون سے رخصت ہو رہی تھی اور میدان مین جایا چاہتی
تھی کہ حیرت کی نظر اُس پر پڑی سمجھی کہ یہ مین میری لڑنے آتی ہے دل سے کہا غضب ہوا اگر وہ آکر لڑی گمان
کو دیوانہ بنائیگی مقرر آفت عظیم لائے گی اور اگر وہ خود مغلوب ہوئی تو گمان مجھپر لاف زنی کریگا اس سے
بہتر ہے کہ آج جنگ نہ کرون اور دوسرے دن مین خود اس سے لڑکر گرفتار کرلون باقی کو گمان قید
کرے یہ سوچکر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے فورًا کوس امان پر چوب پڑی مہرخ نے خدا کا شکر کیا کہ بات رہگئی
یہ وقت ٹل جائیگا پھر خدا جانے کل کیا ہو غرض کہ گرفتاری فوج سے غمگین پھری اور داخل بارگاہ ہوئی
جو لشکر کہ بچا تھا اس نے بسترون پر پہونچکر آرام کیا ادھر گمان بھی مراجعت کرکے ملکہ کے ساتھ چلا مگر ابھی دن
بہت باقی تھا اُس نے ملکہ سے کہا کہ یہ آپ نے کیا کیا بنی ہوئی لڑائی خراب کردی طبل امان بجوادیا
ملکہ نے کہا کہ میرے سر مین درد شدت سے تھا اس سبب سے میدان مین نہ ٹھہر سکی خیر کیا ہوا تم تو عنایت
سامری سے اپنا ثانی نہین رکھتے ہو سب کو برباد کردینا اس نے عرض کیا تو حضور تشریف سمت بارگاہ
لے جائین مجھکو شکار کھیلنے کا بہت ذوق ہے آج اتنا دن مین شکار کرونگا حیرت نے جواب دیا کہ یہان
عیارون کا بہت بڑا خوف رہتا ہے جو آج تک آیا عیارون نے مار ڈالا آج سرداران حریف گرفتار ہوئے
ہین عیارون کے دل سے لگی ہوگی آپ کو میدان پاکر ایسا نہ ہو کہ گزند پہونچائین اس نے کہا سب کتنے
عیار ہین کہا پانچ مگر وہ ایسے ہین کہ جنھون نے حواس خمسہ منتشر کردیے ہین سب اُن سے ناچار ہین
شش جہت مین دھوم ڈال رکھی ہے یہان کی عیارنیان ان کے مرتبہ کے مقابل عشر عشیر بھی نہین گمان
نے کہا ایک ان مین کا کوکب پاس گیا ہے اور دوسرے کو کل مین نے گرفتار کیا ہے تین باقی رہے وہ
سیر کیا کرینگے اور مین اسی واسطے شکار کو جاتا ہون کہ وہ میری تلاش مین آئین اور انھین بھی
مین دیوانہ بنادون یہ تو مین بھی جانتا ہون کہ خواہ بارگاہ مین رہون یا کہین جاکر ٹھہرون عیار آئینگے
ضرور پھر جیسے یہان اُن کی حفاظت کرنا ویسی ہی جنگل مین بلکہ لشکر مین کثرت مردم سے پہچان اُنکی
مشکل سے ہوگی اور صحرا مین بآسانی ہاتھ لگ جائین گے حیرت نے کہا تم خود دانشمند ہو جو مناسب
سمجھو وہ کرو یہ کہکر آپ داخل بارگاہ ہوئی اور گمان لشکر ساحران کو حکم آرام کرنے کا مرکب
بادرفتار پر سوار ہوا بازدار قراول بہلیے وغیرہ چند لوگون کو ساتھ لیا کہ شام تک تو پھر آؤنگا زیادہ
انبوہ ساتھ لینا کیا ضرور ہے غرض یہ تو سمت صحرا روانہ ہوا گویا صیاد سمت صیاد اجل چلا کہ مصرع
صید را چون اجل آید سوی صیاد رود + یہان خود صیاد کا طایر روح سمت دام مرکب چلا ہے فی الجملہ
یہ تو جاتا ہے مگر عیارون کا حال سنیے کہ جب مہرخ بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھی عیار بھی برائے تسکین
وہین حاضر ہوئے اس وقت بہار نے کہا یہ بھڑوا گمان آج میرے ہاتھ سے بچ گیا کل اس کو مین دیوانہ
بناؤن گی اور رعد انے چاہا تو صحرا کی خاک چھنواؤن گی اے ملکہ مہرخ آپ کچھ رنج نہ فرمائین شراب

ہیں ناچ دیکھیں مین سحر تیار کرنے جاتی ہون یہ کہکر چاہتی تھی کہ اپنے خیمے مین جائے اُسوقت برق صیاد نے کہا اے ملکہ بہار بیکار آپ تکلیف کرنے جاتی ہین اگر آج ہم جیتا چھوڑ دین گے جب تو آپ میان گمان کو دیوانہ کیجیے گا اور اگر ہین فی النار کر دینگے تو کس سے لڑئیے گا بہار ہنسی اور کہا خیر بہتر ہی دیکھیے کس کے حصے مین یہ آتا ہی برق نے کہا تخلیہ ہو تو ایک بات کہون اُسی وقت دربار برخاست ہوا مہرخ وبہار رہگئی برق نے عرض کیا کہ سنا ہی گمان شکار کو گیا ہے مین جاتا ہون اور سوداگر بنکر ایک درۂ کوہ مین اترتا ہون آپ کچھ لوگ بھیجدین کہ وہ صورت بدل کر میرے کاروان کو لوٹ لین پھر مین اس نابکار کو مار ڈالون گا بہار نے کہا اچھا مین صورت بزور سحر قزاقون کی ایسی بناکر لوٹ لون گی غرض یہ مشورہ کرکے برق باہر نکلا جانسوز سے کہا تم کچھ ساحر ایک درۂ کوہ مین لیجاؤ اور یہ سامان جلد وہان پہونچاؤ جانسوز لشکر سے دس بیس کنیزان بہار کو لے کر چلا مگر اس طرح سے کہ بہت سے اشتران پر خالی صندوق لدے اور چند خیمے پرانے بیلون پر بار اور اسی طرح کا سامان بسیار کاروانیان درست کرکے درۂ کوہ مین پہونچا خیمے برلب جوئبار استادہ کردیے آگے خیمون کے صندوق پھیلا کر رکھدیے فرش ستھرا اور صاف بچھا دیا مسند پر خواجہ بازرگان کا گماشتہ جانسوز بیٹھا اُدھر برق نے صحرا مین پہونچکر زنبیل بجائی قران صدا سنکر آیا اُس سے کہا آپ خواجہ بازرگان بنکر درۂ کوہ مین جائیے مین نے یہ تدبیر کی ہے سب حال اس سے عیاری کا کہہ دیا یہ فوراً عمامہ سر پر شیر وشکر کا باندھکر عبائے مشجری پہنکر انگشتریان دردلعل والماس کی زیب انگشت کرکے پٹکا بلبل چشم کا کمر سے باندھکر عصائے تلخ بادام ہاتھ مین لے کر ایک چشمہ آنکھ پر لگا کبیر السن بنکر چلا کہ ڈاڑھی سفید تا بہ سینہ رنگت چہرہ کی سرخ وسفید ہاتھون پر جھریان پڑین رگین نکلی ہوئین اس صورت سے انہین خیمون مین جاکر یہ بھی ٹھہرا اور برق ان سے ہٹ کر ایک درۂ کوہ مین ٹھہرا ہے کہ حال اس کا بیان ہوگا لیکن یہ کارروائی ایسا جنگل سبزہ زار و پر از صید وشکار دیکھکر اترے ہین کہ ہر شاہ وشہریار ادھر برائے تفریح ضرور آتا ہی قرار دل وبہلیے عرض کرتے ہین کہ ادھر چلیے تو شکار ملے گا اور فرحت بھی دل کو ہوگی چنانچہ گمان بھی جب داخل دشت ہوا اس سے بھی صیادون نے یہی عرض کیا کہ اُس طرف چلیے یہ اُسی طرف روانہ ہوا جب درۂ کوہ سے نکلا دیکھا کہ ایک کاروان اترا ہوا ہے اشتر چر رہے ہین بیل پھر رہے ہین گھوڑے بندھے ہین خیمہ کھڑے ہین مال واسباب کے صندوق رکھے ہین سامنے خیمہ کے تخت بچھا ہی اُس پر ایک شخص . کہ سوداگر کا گماشتہ معلوم ہوتا ہی شراب بیٹھا پی رہا ہی دیکھکے اس نے اپنے ایک ملازم سے کہا کہ جاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون ہین ملازم اُس کا گماشتہ پاس آیا وہ اُٹھ کر کھڑا ہوا اسلام کیا پاس اپنے بٹھایا جام شراب دیا اس نے پیا اور کہا ہمارے مالک گمان جادو شکار کو آئے ہین مصاحب بادشاہ طلسم ہین تمھین دیکھکر پوچھتے ہین کہ تم کون ہو اور

کہان سے آئے ہو گماشتہ نے عرض کیا کہ ہم لوگ تاجر ہین خواجہ تاجران ہمارے خیمہ مین ہین شہر دادی سے
آتے ہین کل ملکہ حیرت سے سند راہداری لے کر دریائے سحر سے اترین گے اور خدمت شاہ طلسم مین جائین گے
مگر اس وقت آپ سے مصاحب شہنشاہ کی تشریف آوری کا حال معلوم ہوا ہے آپ چلیے مین خواجہ
سوداگران کو لے کر حاضر خدمت ہوتا ہون وہ ساحر یہ کیفیت سنکر چلا گیا اور گماشتہ نے جا کر سب
حال بیان کیا وہ سنکر جا رہا تھا کہ آگے بڑھے اس اثنا مین دیکھا کہ خواجہ بازرگان مع چند غلامون
کے کشتیان نقد و جواہر کی لے کر حاضر ہوا اور تسلیم کر کے نذر دی اس نے اس مرد مسن کو دیکھ کر مزاج پرسی
کی اور کہا آپ کا اسم مبارک کیا ہے خواجہ نے کہا مجھکو خواجہ جمشید سامری پرست کہتے ہین اب حضور میرے
خیمہ مین تشریف لیچلین اور مجکو سرفرازی کا خلعت دین اس نے کہا اے خواجہ مجھسے اور دشمنان شاہ
سے مقابلہ ہے صرف اتنا دن مہلت کا ہے اور مجھ کو شکار کا ذوق ہے پھر فرصت نہ ہوگی اس لیے چاہتا ہون
کہ آج صید افگنی کرون اب تم لشکر مین کل آؤ گے تو رات کو ہم اچھی طرح ملین گے خواجہ نے عرض کیا کہ بہت اچھا
مگر مجھ پر نظر عنایت رہے اس نے خواجہ کی دلجوئی کی اور آگے روانہ ہوا جب کوئی دو کوس یہان سے
ایک سمت کو شکار کھیلتا نکل گیا کاروانیون پر قزاق آ گرے آگ خیمون مین لگا دی خواجہ بازرگان مع
اپنے رفقا کے ہتیار باندھ کر نکلا اور باہر آ کر دیکھا کہ مرکبہائے ترکی پر بڑے قد و قامت کے تنومند جوان
سوار ہین ڈھالے ان کے بندھے ہین چہرون پر اپنے خون ملے ہین صورتین خونخوار ڈراونی بنا کے جوڑی جوڑی
تیغین باندھے ہین کچھ سوار و کچھ پیادے ہین یہ دیکھتے ہی خواجہ بازرگان نے بھی تلوار کھینچی اور اپنے
ساتھیون کو للکارا وہ کچھ بھاگ گئے اور رہزنون سے لڑنے لگے جنگ زرگری شروع ہوئی دکھلانے
کی راہ سے ہمراہی خواجہ تاجر شمشیر مارتے تھے لیکن قزاق فرستادہ ملکہ بہار تھے سحر پڑھ دیتے تھے کہ ضربت
جسم کو جانبین کے زخمی نکرتی تھی سحر سے تلوارون کی دھار باندھ دیتی تھی کہ کاٹتی نہ تھی شور فریاد
کاروانیان اور ہائے وائے قطاع الطریقان تا بہ فلک پہونچی تھی آفتاب گردون پر ٹھہرا تا تھا
آگے قدم نہ بڑھاتا تھا کہ میرا سونا بھی لٹ جائے گا فلک گنجینۂ گوہر اختران چھپائے گھبراتا تھا
کہ غارت ہوگا جب کاروانی دہائی افراسیاب کی اور دہائی ہے ملکہ حیرت کی غل کرتے تھے دشت
مین خوف سے دھوپ تھراتی تھی کوسون تک اس شور و غوغا کی صدا جاتی گماشتہ دو کوس پر یہان
سے صید افگنی کر رہا تھا اس نے جو صدائے پر آفات سنی کیونکہ میدان کی وجہ سے یہ معلوم ہوا کہ قریب تر
کہین ہنگامہ برپا ہے پس اس نے ایک ساحر سے کہا کہ یہ شور کیسا ہے جلد جا اور خبر لے کر آ ساحر حسب الحکم
اڑا اور آواز پر چلا جب کاروان کے قریب آیا تو دیکھا کہ صندوق مال و اسباب کے کھلے پڑے ہین
اور خیمے جل رہے ہین اشتر اور قطار وغیرہ قزاقون نے پکڑ کر اسباب سے لادے ہین اہل قافلہ بھاگ گئے
ہین کچھ ہلاک ہوئے ہین رہزن شادان و فرحان اب جایا چاہتے ہین یہ دیکھ کر حال وہ ساحر دوڑا اور

چاہتا تھا کہ روک کر رہزنوں سے مقابلہ کرے لیکن ڈرا کہ مبادا تو بھی مارا جائے کیونکہ تو اکیلا ہے اور یہ رہزن ساحر بھی ہیں ایسا نہ ہو کہ تجھ پر غالب آئیں پرائے واسطے اپنی جان کھونا اچھا نہیں یہ سوچکر روانہ ہوا اور گمان پاس پہونچکر عرض کیا کہ وہ سوداگر جو آپ پاس آیا تھا اُس کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا میں نے دور سے خیمے جلتے دیکھے اور رہزنوں کو لوٹتے دیکھا معلوم نہیں کہ خواجہ بازرگان مارا گیا یا زندہ بھاگ نکلا یہ خبر گمان نے جب سنی تاجر کے حال پر افسوس کیا اور اُسی وقت مع اپنے ساتھیوں کے چلا یہاں ملازمان ملکہ مہار جو رہزن بنکر آئے تھے وہ سب جانور اور اسباب لیکر لشکر اسلام چلے گئے اور چند پتلے ماش کے آٹے کے زمین پر ڈالکر روانہ ہو گئے وہ پتلے بزور سحر بصورت کاروانیان بنائے تھے اور گلے کاٹ کر زخم لگا کر ڈال دیے تھے جب گمان یہاں آکر پہونچا اُس نے قزاقوں میں کسی کو نہ پایا دور گرد اُڑتے ہوئے دیکھی اُس گرد کی طرف اڑا لیکن دور تک گیا مگر وہ گرد آگے بڑھتی گئی یہ نہ پہونچ سکا رہزن نکل گئے اب تعاقب ان کا بیکار سمجھ ناچار پھر آیا اور کاروان کو جو دیکھا تو بالکل تباہ و برباد پایا اونٹ دو زخمی بھاگتے پھرتے تھے خیموں کی جگہ راکھ کے ڈھیر تھے خواجہ بازرگان کی اور اُسکے گماشتے کی مع چند رفیقوں کے لاش پڑی تھی خاک و خون میں بھری تھی پوشاک بھی کسی کے جسم پر باقی نہ تھی ایک ایک لنگی بندھی تھی اس مصیبت کو اور مرگ عالم غربت پر تاجر کے یہ رو دیا اور بہت افسوس کرتا رہا کبھی اس کا حاضر ہو کر نذر دینا اور منت کرنا یاد کر کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا اور کبھی اس کی غربت پر دست تاسف ملتا اسی بیچ میں لاشہ تاجر پر قطرہ اشک ریزان تھا کہ یکایک درہ کوہ سے صدائے فریاد سنائی دی کہ جیسے کوئی زن سوگوار نالہ زن ہے گرفتار صد آلام و محن ہے دل سنگ بھی اُس کے آواز حزین سے آب ہے آبشاروں میں پیدا اضطراب ہے ندیوں کے دل میں جوش ہے طائروں میں پیدا خروش ہے اس درد سے کوئی مصیبت کی ماری دکھیاری روتی ہے کہ دامن دشت اشک حسرت سے بھگوتی ہے بگولے نہیں اُڑتے ہیں صحرا اس کے حال پر خاک اُڑاتا ہے جنگل غم سے نیلی پوش نظر آتا ہے گمان نے اس آواز غمگین پر کان لگائے تو یہ سنائی دیا کہ کوئی کہتا ہے بیت پشتہ نہیں کچھ چرخ کا اے عرش سنبھل جا + امنڈے گا مرے اشک کا دریا ابھی کچھ اور + یہ آواز سنکر اُسی سمت چلا اپنے ساتھیوں کو وہیں چھوڑ کر بہ تعجیل تمام درہ کوہ میں آیا وہاں کسی کو نہ پایا جب درہ کوہ سے باہر نکلا ایک درخت کے نیچے زن حور طلعت مہر صورت کو بحال زار یہ کہتے پایا کہ بیت نالے بھی سماتے نہیں اس چرخ کے نیچے + کیا تنگ ہے اللہ مصیبت کدہ اپنا + اس پریوش کی مصور آفرینش نے بے مثال تصویر کھینچی ہے مگر اُلٹی بات ہے کہ ہنستی پیشانی اوروں کی ہنسانے والی روتی ہے وہ جلوہ رخسار جس کی ضیا سے بدر منیر شرماتا ہے وہ نور چہرہ عالمتاب کہ جسکے روبرو آفتاب ایک قرص زرد نظر آتا ہے کہ بموجب مطلع صائب حسن ہے رخسار خود آرائی کا + شعلہ طور ہے جلوہ تری یکتائی کا + بایں حسن و جمال وہ چہرہ آتش رنج سے لال ہے لیکن کاہیدہ بسان ہلال ہے زلف مسلسل اس چہرہ رنگین پر بکھری خاطر سوداز دگان محبت کو

پریشان کرتی تھی گویا گلشن سرخ پر گھٹا گھنگھور چھائی تھی نہین نہین زلف کی نسبت یہ بیت مناسب حال یاد آئی کہ بیت سرمہ آلود حسینون کی نگاہین ہین تمام + رخ پہ بکھری ہوئی یہ زلف گرہ گیر نہین + چشم فتان سے فتنہ نمائی بیدا نگاہ کی گردش پہ بجلی شیدا کہ فرد بجلیان لوٹ ہین ادا اُون پہ + غمزہ چشم یار کیا کہتا ہے بجلی نے یہ ادا کہان پائی اُس کی برق نگاہ کی یہ ہے معجز نمائی کہ جسپر نظر پھر اس نے ڈالی اس کی خرمن جان پہ بجلی گرائی اور جس پہ سے نگاہ محبت اُٹھائی اُس کی جان برق جانسوز فرقت نے جلائی سبحان اللہ رخسار بہ رنگ گلشن زلف نہان سحاب چمن اُس مین نگاہ کی بجلی چمکنا اور چشمہ چشم سے آنسوؤن کا بہنا باغ مین جھڑی مینھ کی لگی نظر آتی تھی سرستان خمخانۂ چشم مخمور کو کیفیت دکھاتی تھی کہ بیت وہ سرمہ بھری آنکھین فتنہ ہین کہ جادو ہین + کتنون کو لگا رکھا کتنون کو سلا رکھا + پلکون پہ آنسو مثل دُر خوش آب ٹھہرے تھے قطرۂ شبنم کے سبزۂ گلزار پہ جمے تھے عکس چشم سرخ سے یہ ظاہر تھا کہ شعر اس رنگ سے جھلکے ہے پلک پر کہ کہے تو + ٹکڑا ہے ترا اشک عقیق جگری کا + عرضکہ کیا اس گل رعنائے خوبی کی خوبصورتی کا اظہار ہو جسپر صدقے باغ دہر کی بہار ہو مرض عشق لا علاج کا وہ علاج تھی شربت صحت کا زجاج تھی روح قالب حور ملائک فریب چشم حسن کے نور مژہ نکیلی آنکھ رسیلے لب جان بخش کا مسیحا تشنۂ چاہ زنخدان خضر حسن آب صفا کا پیاسا دہن تنگ باغ نزاکت کا غنچہ چہرۂ خوش رنگ گل گلزار تمنا عنقا نے اوج رعنائی طاؤس ہمایون چمن زیبائی نکہت نافہ و خالبوے گلشن و لا قامت سے قیامت شرمندہ کہ بیت دونون عالم ہوے تہ و بالا تم تھے پڑے مین کیا قیامت کے + کف پا اسکے رخسار معشوقان سے نرم تر گدگدی سے یہ ظاہر کہ شعر گدگداہٹ سے سو انرم ہے کیا خاک قدم + ناتوان زار جو وان گرتے ہین سو جاتے ہین + الحق اس کمسن کی نسبت یہ کہنا روا ہے کہ فرد شوخیان ال ورجوانی مین قیامت ہونگی بچپنے ہی مین وہ آفت ہین غضب ڈھاتے ہین اس حسن و ادا پر ایسا کچھ رنج پہونچا ہے کہ منھ ڈھانک کر رو دی ہے اور کہتی ہے کہ بیت صحرائے لق و دق مین سُلگتی ہون آپ ہی آپ + وہ آگ ہون گیا ہے جسے کاروان چھوڑ + گمان اُس آفت جان پر اس آفت رنج کو دیکھ کر قریب گیا اور پکارا کہ بیت ہم مصیبت زدہ گر دو مین تمھارے در پہ + نہ پسیجے کبھی دل آپ کا واللہ صنم + آج کیا صدمہ پہونچا ہے جو اس طرح بلک کر روتی ہو منھ اشکون سے دھوتی ہو وہ نازنین اپنے رنج مین مبتلا کچھ اس کا خیال نہ رکھتی تھی آواز اس کی سنکر آنسو پونچھکر دیکھنے لگی آنسو آنکھون مین بھرے تھے یا کاسۂ نرگس مین قطرۂ شبنم دھرے تھے نہین نہین آنکھون مین موتی کوٹ کوٹ کے بھرے تھے عرضکہ وہ آہوے صحرائے مصیبت اُسکو دیکھکر رم خوردہ ہوئی یعنے سہم کر بیاختہ اُٹھی اور ایک سمت بھاگی اُس وقت اس کی رفتار کا یہ حال تھا کہ فرد ناز سے اترا کے چلنا قہر تھا ٹکڑے ہو کر دامن محشر گرا + گمان بزور سحر بہت جلد اُس کے پاس گیا اور اُسکو روک کر گویا ہوا کہ اے دوا ے درد فراق و اے معجون مسکن طبع عشاق یہ کیا تیرا حال ہے کون سا صدمہ و ملال ہے

اس ماہ سیما نے ڈر کر جو کلام کیا لکنت نے زبان کو فرط نزاکت سے تھام لیا کہ شعر بات بھی منہ سے نکلتی ہے تو کچھ دب دب کے + تنگ اس درجہ دہن ہے کہ وہ ہکلاتے ہیں + آخر دل کو تھام کے بصد اشک فشانی زبان سے گہربار ہوئی کہ اے شخص زار ژولیدہ مو زلف صورت پریشان عزیز تنگ آمدہ سوگوار پدر و برادر کا کیا حال پوچھتا ہے میرے زخم دل کو کسی سوزن تدبیر کی مجال نہیں جو سی سکے اور کوئی مرہم ایسا نہیں جو اچھا کرے کہ بیت جہان نے منہ مرے زخم جگر سے موڑ لیا + یہ بیکسی ہے کہ سوزن بھی رشتہ دار نہیں + میں دختر خواجہ بازرگان ہوں باپ میرا راہی ملک عدم ہوا مجھ ناشاد کو اس صحرا میں تنہا چھوڑ کر بموجب شعر نہ پوچھ حال میں وہ چوب خشک صحرا ہوں + لگا کے آگ جسے کاروان روانہ ہوا قزاقوں نے متاع جان کو لوٹ کر اپنی راہ لی میں نقد زیست کو غنیمت جان کر بھاگی کہ زندہ بھی مگر مردہ سے بھی بدتر ہوں سوگوار پدر ہوں گمان تو اس کے بیان پر بہت رویا اور وہ گلبدن بھی رونے لگی گمان نے زبان پے تسکین و دلداری کھولی کہ اے ماہ پیکر باپ تمھارا میرے پاس آیا تھا اور مجکو نذر دی تھی مجکو اس کے مرنے کا بڑا صدمہ ہے میں مصاحب بادشاہ طلسم ہوں رہزنوں کو ڈھونڈھوا کر قتل کروں گا تمھارے باپ کے خون کا عوض لوں گا اب تمھیں لازم ہے کہ میرے ساتھ چلو صبر کرو رنج و الم کو جانے دو دنیا میں ایسے سانحہ بہت ہوتے ہیں اے بی بی مردوں کو ہمیشہ کب دستے ہیں وہ نازک اندام اسکے سمجھانے سے اور زیادہ چیخیں مار مار کر رونے لگی اور بولی کہ اے شخص تو اپنی راہ لے میں اپنی جان دونگی اور اپنے رہروون پاس سبک کام ہو کر جاؤں گی یہ کہکر بیتابانہ اٹھی اور بیابان گرد باد خاک اڑانے لگی کہ بمقتضائے نظم

اے کشیدی گاہ آہ سوزناک	میفشاندے گاہ بر سر مشت خاک
نالہ میکردے چو نے گہ متصل	گاہ میکردے فغان جان گسل
گاہ چون ریگ روان رفتی زجا	گاہ سوئے دشت میکردی ندا
گہ شجر را میکشیدی در کنار	گہ بسوئے دشت میکردی فرار
گاہ غار کوہ را می داد زیب	گاہ چون سیل آمدی سوی نشیب

گمان دوڑ کر اس ماہ پیکر کے قدم پر گرا اور عرض پیرا ہوا کہ اے جان جہان میں تمام عمر غلامی کروں گا دم محبت کا بھروں گا آخر جنگل میں اکیلے رہنا اور اپنے جسم کو طعمۂ دد و دام بنانا کیا حاصل چاہیے کہ چاہنے والے کی قدر کرو اس کو اپنا کر رکھو اور اس کی آب ہو رہو اس بیقرار نے جواب دیا کہ ایک شرط سے میں تیرے ساتھ چلتی ہوں کہ جب تک مجھ پر رنج و الم طاری رہے اور دل کو میرے بیقراری رہے اس وقت تک مجکو ہاتھ نہ لگانا اور کسی امر کا ارادہ نہ کرنا اس نے اقرار کیا کہ اگر سامری چاہے گا تو ایسا ہی ہوگا اور اس پر کیا موقوف ہے میں خلاف مرضی تیرے کوئی کام نہ کروں گا اس مضطرب الحال نے

جب اس سے یہ قول و قسم لے لیا کہا اچھا میرے باپ کے لاشے کو اپنے آدمی سے کہکر دریا مین پہونچادے کر وہ خدمت سامری مین پہونچ جائین جلانے اور دفن کے کرنے مین عرصہ ہوگا اس نے یہ کلام سنکر اپنے ملازمون کو بلا کر وہ پتلے سحر کے جو بصورت مقتولان پڑے تھے سمت دریا بھجوائے اور آپ مرکب کو سائیس کے سپرد کر کے تخت بزور سحر بنا کر اُس پریزاد کو بٹھا کر سمت خیمہ گاہ روانہ ہوا ہر چند یہ پریوش مہتر برق عیار ہی مگر اس کو عیار کا گمان بھی نہین کیونکہ سارا ماجرا کاروان کا اپنی آنکھ سے دیکھا ہی دختر تاجر اس عیار کو بصد یقین جانتا ہی بلکہ اس مرتبہ اعتقاد بڑھ گیا ہی کہ اگر کوئی کہدے کہ یہ عیار ہی جب بھی اُسکو باور نہ آئے اور برق نے اس واسطے یہ تمام سامان کیا ہی کہ جانتا ہی اس ساحر کو کہ گمان اور خیال ساحرہ کا یہ درست نہین رکھتا ہی پس ایسا نہ ہو کہ اس کے سامنے مین کسی صورت سے جاؤن اور سحر سے خیال کرے تو مجھکو پہچان لے گا اب اس نے ایسا دھوکا کھایا ہی کہ عیار کا کوسون خیال دل سے دور ہی غرضکہ یہ بے ایمان اُس نازنین کو لے کر داخل خیمہ ہوا اور مسند زر پر بٹھایا تخلیہ کرایا کسی کو وہان ٹھہرنے نہ دیا اس عرصے مین قیس روز بیابان دہر سے سمت نجد مغرب روانہ ہوا اور لیلے شب نے ناقۂ ظلمت کو صحراے عالم مین روانہ کیا کہ مولفہ

ہوئی ظلمت شب کی جب تیرگی	کواکب مین پیدا ہوئی روشنی
ہوا ناقۂ لیلے شب روان	بنا جادۂ رہ خط کہکشان

سر شام تمام بارگاہ مین شیشۂ آلات روشن ہوا اور چنگیر جوگھڑے عطر دان وغیرہ سامان راحت بہر معشوقہ حاضر کیا کشتیان شراب و کباب کی سامنے رکھین آپ سامنے بیٹھ کر گلچینی اس کے باغ حسن کی کرنے لگا ملکہ حیرت پاس کہلا بھیجا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے آج مین بارگاہ مین حاضر نہ ہون گا ایک ساحرہ یہ پیام لے کر ملکۂ مذکورہ پاس گیا اور پیام اُسکا ادا کیا ملکہ نے پوچھا کہ کیون مزاج کیسا ہی جو یہان نہین آئے پیام برو نے سارا ماجرا تاجر اور اُس کی دختر کا بیان کر کے کہا اُسی کے ساتھ صحبت آرا ہین یہ کہکر رخصت ہوا حیرت کو سب حال سنکر ماجراے تاجر پر افسوس ہوا اور عیار کا اُسکو بھی شک نہ گذرا کیونکہ وہ ترکیب ہی ایسی عیارون نے کی تھی غرضکہ صرصر حاضر تھی اس سے کہا کہ کچھ تو نے یہ کیفیت سنی اب ہماری ایسی بدعملی ہو گئی ہی کہ دن دہاڑے ڈاکہ پڑتا ہی تو جا اور دختر سوداگر کو دیکھ آ بلکہ گمان سے کہنا کہ ملکہ بھی تاجرزادی کی ملاقات کو آئین گی صرصر نے کہا یہ بات میرے کچھ قیاس مین نہین آتی مین جاتی ہون یہ بھی عیاری ہی وہ دختر تاجر کوئی عیار بنا ہوا ہی خیر مین جاتی ہون جیسا ہوگا معلوم ہو جائے گا یہ کہکر چلی لیکن اُدھر میان برق اپنے محسن ساختہ پر گمان کو لبھا رہے ہین کبھی نیچی نگاہ کر کے مسکراتے ہین اور کبھی آپ ہی آپ روٹھ جاتے ہین تیوری چڑھاتے ہین کہ بیت کچھ تبسم سا لب نازدہ نیچی نظرین + کس اداؤن سے شب وصل وہ

شرمائے ہین + گلمان کا دل بیقرار ہی خواہان وصل دلدار ہی جب دست اندازی کرنا چاہتا ہے وہ بگڑتی ہی ڈھیلے ہاتھ سے طمانچہ منھ پر لگاتی ہی کہ پہلے منھ یہی اقرار کیا تھا کہ مین بغیر مرضی کوئی بات نہ کرونگا یہ اس ادا سے اور زیادہ شیدا ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ بیت حیا آئینہ کو بھی روبرو آنے نہین دیتی + ترستی ہی رہین گی تیری آنکھین تیری صورت کو + آخر جب زیادہ بیقرار ہوا سوچا کہ اس گلفام کو شراب بہت سی پلاؤ یقین ہی کہ مست ہوکر راضی بوصال ہوجاے یہ سوچکر کہا اے راحت دل مین کبھی اطاعت سے سرتابی نہ کرونگا اپنے عہد سے منحرف نہ ہونگا تم شراب پیو ایک جام مجھکو بھی دو اپنا دل خوش رکھو وہ مہ جبین یہ کلام سنکر مسکرائی ور شرما کر آنکھ سے آنکھ لڑا کر گردن جھکا چپ ہو رہی کہ بیت گر یہی ہین چتونین تیری تو صورت آفرین + کیا کہے گا تجکو ظالم روز محشر دیکھ کر + پھر کشتی شراب آگے کھینچکر جام بادۂ احمر لبریز کرکے اپنے لبون تک لائی لیکن ڈوپٹے کا گھونگھٹ نکال کر آڑ کر لی کہ مین تیرے سامنے نہ پیون گی اور اُسی آڑ مین جام مین دارو بیہوشی ڈال کر ہاتھ اس کی سمت بڑھا دیا کہ یہ ہماری جھوٹی شراب تم بھی پیو گلمان مالا مال محبت ہی بیساختہ وہ ساغر لے کر پی لیا اس ساقی ماہ صورت نے کئی جام بیہوشی آمیز اور اس کو دیے اب اُس کے اُٹھنے کی دیر ہی کہ اٹھے تو مردہ صد سالہ ہی سرشار و بیخود بنا بیٹھا ہی کہ اُدھر سے صرصر قریب اُس کے خیمہ کے پہونچی مگر دو عیار یعنے قران و جانسوز جو تاجر دکمافتہ بنے ہوے تھے وہان سے صورت بدل کر اسی لشکر مین پھر رہے ہین اور منتظر ہین کہ برق اُسکا کام تمام کرکے نکلے تو ہم اور کچھ ہنگامہ برپا کرین یہ ٹھہرے ہین کہ صرصر کو جاتے دیکھا قران سمجھا کہ یہ کچھ فتور کرے گی از بسکہ صورت ساحر کی بنا ہوا ہی دوڑکر قریب صرصر آیا اور بغیر کچھ کہے سنے اُس کو گود مین اُٹھا کر لے کر چلا وہ حیران ہوئی کہ یہ کیا ماجرا ہی پھر بھی سمجھی کہ یہ قران عیار ہی یہ سمجھکر ساحر جو لشکر کے تھے ان کو پکاری کہ ارے تم دیکھتے ہو یہ موا مجھکو پکڑے لیے جاتا ہی اور چھوڑتا نہین ساحر دوڑے تھے کہ قران نے ان سے کہا تم جانتے نہین یہ خود عیار ہی مین نے پہچان کر گرفتار کیا ہی اُس کے دم مین نہ آنا نہین چھوٹ جاے گا ساحر یہ کلام سنکر رُکے اور باہم کہا کہ عیار پہچانے نہین جاتے سامری جانے ان مین کون عیار ہی ہم لازم ہی کہ اس امر مین دخل نہ دین غرضکہ کوئی نہ بولا اور قران اس کو لشکر سے نکال کر آگے بڑھا کہ اُستانی آج مار ڈالون گا صرصر نے کہا تجھے شرم نہین آتی کہ مجھکو اُستانی کہتا ہی اور میرے جسم کو ہاتھ لگاتا ہی اور مجھکو قتل کرنے لے چلا ہی قران نے کہا کبھی ایسا اتفاق ہوجاتا ہی کہ مادر کو گود مین انسان اُٹھاتا ہی کچھ قباحت نہین مین تم کو استانی جان کر گود مین لیے ہون خدا نہ کرے کوئی اور خیال مجھکو ہو صرصر نے کہا اس عیاری کی سند نہین تو نے مجھکو بیہوشی سے بے بس کر دیا اگر مین وہان پہونچ جاتی تو گلمان کو قتل نہ ہونے دیتی قران کو یہ طعنہ اُسکا بُرا معلوم ہوا اور اُس کو

چھوڑ دیا کہ اُستانی جاؤ جو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو یہ چھوٹ کر روانہ ہوئی قران بھی خیمہ گمان کی طرف چلا لیکن صرصر نے صورت ایک جگہ ٹھہر کر جانسوز کی ایسی بنائی کیونکہ ایک بار زنار کے خیمہ مین یہ برق کو ملیچہ نہ سکی تھی بس صورت بدلکر پشت خیمہ پہ آئی اور سراچہ کو چاک کر کے جو اندر پہونچی برق سمجھا کہ یہ جانسوز ہی اُٹھکر گمان کو تو لات مار کر گرا دیا اور اُس سے کہا کہ اے برادر تم کیون آئے مین اسکا کام تمام کر چکا ہون صرصر نے کچھ جواب نہ دیا اور پاس پہونچکر ایک حباب بیہوشی مارا برق چرخ کھا کر گرا اس نے اُسکی مشکین باندھین اور چاہا کہ ستون سے باندھ دون تو گمان کو ہوشیار کرون مگر یہ باندھ رہی تھی کہ قران بھی در خیمہ پہ پہونچ گیا یہان چند ساحر پہرے پر تھے مگر حکم سے گمان کے دور کھڑے تھے کیونکہ عورت کو اندر خلوت نشین جانتے تھے قران نے ان سے کہا کہ مجھکو حیرت نے بھیجا ہے بہت ضروری کچھ کہنا ہے ساحرون نے کہا کہ وہان نہ جاؤ میان ہمارے مزے مین ہین اس نے کہا مین در خیمہ پہ پکارونگا اگر وہ مجکو بلائینگے تو جاؤنگا یہ کہہ کر جلد در خیمہ پہ آیا اور بے محابا اندر داخل ہوا دیکھا کہ صرصر نے برق کو باندھا ہے اور گمان کو ہوشیار کر رہی ہے یہ دیکھکر للکارا کہ اُستانی مین آپہونچا صرصر خنجر پکڑ کر دوڑی قران نے اول خنجر اس کا رد کیا اور جلد اُس کے پاس پہونچکر ایک طمانچہ مارا کہ کیون پھر شوخی ایسی کرے گی ہاتھ آغشتہ بدارو بیہوشی تھا صرصر طمانچہ کھاتے ہی بیہوش ہو کر گری اس نے برق کو کھولا اور اُسکو باندھ دیا برق جو ہوشیار ہوا اس نے سب حال کہا پھر صرصر کو بھی ہوشیار کر دیا کہ مرنا گمان کا دیکھے غرضکہ تھوڑا سا سیسہ گرم کر کے اس خیال سے کہ شاید گمان رویین تن ہو منھ اُسکا چیر کر وہ سیسہ پلا دیا کہ دل و جگر اس کے جل گئے صداہائے گیرودار برپا ہوئی آندھیان آئین عیار جست کرتے چلے تھے کہ صرصر پکاری ارے موذ مجھکو تو کھول دو اب تو تمھاری مراد پوری ہوئی قران سمجھا کہ یہان ساحر آئینگے ایسا نہ ہو کہ اس کو عیار سمجھکر قتل کر ڈالین یہ سمجھکر اسکو کھولدیا کہ یہ بھی جست کر کے عیارونکے ساتھ بھاگی قران نے کہا جاؤ حیرت بالزادی سے یہ سب حال کہدینا یہ کہکر کے بھاگے اور اُدھر لشکری صداہائے مہیب کو سنکر جانب خیمہ دوڑے عیار تو اس ہنگامہ مین اور تاریکی مین نکل گئے اور ساحرون نے لاش گمان کی اُٹھائی اور صرصر نے جاکر ملکہ حیرت کو خبر دی کہ اس طرح گمان مارا گیا ملکہ یہ خبر سنتے ہی جلد باہر نکل آئی کہ عیار آج پھر جنگ مغلوبہ نہ کرا دین لیکن سرداران لشکر چہرخ اگر اس فوج مین قید ہوتے تو رہا ہو کر لڑتے عیارون کی بن آتی بس سردار دیوانہ وار صحرانورد تھے عیار کچھ نہ کر سکے اور سمت دشت روانہ ہوے وہان تمام سردار گمان کے مرنے سے ہوش مین آگئے تھے کہ عیارون نے جا کر سب کو اپنے ہمراہ لیا اور لشکر مین لائے اُدھر ملانان بہار جو لوٹنے گئے تھے حاضر ہوے برق نے بہار سے آکر کہا کہ کیون ملکہ ہم نے کتنا بے لگاؤ اس ساحر کو مارا بہار نے اُس کو

خلعت دیا سردار آکر شب کے دربار مین دنگلون پر متمکن ہوئے تہرخ نے جشن فرمایا ساقی و مطرب ورقاص حاضر ہوئے جلسۂ انبساط آغاز ہوا اُس طرف حیرت بسان شبنم اشک حسرت سے رویا کی رات بھر ایک سمت عیش وراحت دوسری جانب رنج و مصیبت کا سامان رہا جب ظلمت رنج کی طرح خاطر دہر سے تیرگی شب دور ہوئی اور سحر نے بسان سرور خندان منھ دکھایا کہ بموجب بیات

تاج زر کی بسر خور ہوئی اسطرح پھبن — یون نمودار ہوئی مہر درخشان کی کرن
ظلم سے تیرگی شب سے تھی دنیا اندھیر — عدل سے خسرو خاور کے ہوئی پھر روشن

حیرت نے نامہ اس تمام ماجرائے حیرت انتما کا لکھکر افراسیاب پاس بھیجا وہ سحرگاہ سریر جہانبانی پہ خواب شیرین سے اُٹھکر بیٹھا تھا کہ نجیبہ سحر نے نامہ پہونچایا نامہ پڑھکر اُس کو بہت غصہ آیا بہ رنگ زلف پریشان ہوکر پیچ و تاب کھایا پھر اہل دربار سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ان نمک حرامون پر کس کو بھیجون جو جاتا ہی عیارون کے ہاتھ سے مارا جاتا ہی کہان سے ایسا ساحر لاؤن جو اس جہان کا رہنے والا نہو آسمان پر رہے اور عیارون سے بچے اہل دربار نے عرض کی کہ کوئی ایسا ساحر جالے جو جامۂ انسانی مین نہو بلکہ کسی اور بھیس مین رہے تو شاید عیارون سے بچے شاہ جادوان نے کہا ایک تدبیر خیال مین آئی ہی یعنے جب مین کوہ نیلم پر گیا تھا تو ایک ساحر ظالم جادو کو لایا تھا وہ تو مارا گیا مگر اُس کا بھائی افظلم اژدر نشین جادو نام ہی کہ ہمیشہ شکم اژدر مین رہتا ہی وقت ضرورت یا وقت جنگ باہر نکلتا ہی نہین تو شکم اژدر مین ہمیشہ اُس کا مسکن ہی فی الجملہ مین اس کو بلا کر بھیجتا ہون سب نے اس کلام کی تائید کی کہ بہت بہتر ہی شاہ طلسم نے ایک نامہ لکھکر اپنے کسی ملازم کے ہاتھ بنا بر طلب ساحر مذکور روانہ کیا غرض حسب الطلب ساحر آیا سب نے دیکھا کہ چالیس اژدہے پیچھے اور آگے ایک اژدر مہیب صورت پیدا ہوئے اور ہر اژدر کے پیٹ سے ایک ساحر نکلا سب سے آگے جو اژدر تھا اس مین افسر اژدر نشین خود سر تھا سب نے بادشاہ کو سلام کیا اس نے سب کو خلعت دئے اور افسر سے کہا کہ تم جاکر نمک حرامون سے مقابلہ کرو اور جملہ حال عیارون کی فطرت کا کہہ کر حکم دیا کہ خبردار ہمیشہ شکم اژدر مین رہنا اور عیارون سے اپنے تئین بچانا یہ ساحر حکم شاہ گوش جان سے سنکر اژدر مین سما کر روانہ ہوا اوسکی مہابت سے فلک موذی چکراتا تھا خدا کی مار زبان پہ لاتا تھا اژدر بروے ہوا اُڑتے منھ سے شعلہ آتش نکلتے یہ ظاہر تھا کہ قہر خدا قوم جناب یونس پر آیا ہی آفتاب گردون پھرایا ہی بروے ہوا کوئی جانور خوف سے نہ اُڑتا تھا بلکہ سیمرغ کوہ قاف مین چھپا تھا نسر طائر کو طعمۂ اژدر ہونے کا ڈر تھا کہ بموجب

نظم

کوہ چون غریدن اژدر شنید — مشکل دراز دیش اژدر دیدہ
گفت بردن آمدہ از زیبا بہ — صور اسرافیل بے صید ببر

چونکه بدید انهمه عظم وشکوه	لرزه برافتاد بر اندام کوه
وقت همانست که سیمرغ قاف	بگذرد از قلهٔ لاف وگزاف

باین عظمت و شکوہ وہ افعی مجسم لشکر حیرت ضلالت شیم کے قریب پہونچا ملکہ کو شاہ جادوان بذریعہ نامہ مطلع کر چکا تھا اُس نے استقبال کرایا اور ایک میدان مین سب اژدہون کو ٹھہرایا کہ وہ گنڈلیان مار کر بیٹھے اور اُن کے کھانے پینے کے لیے چند خیمہ اسی میدان مین استادہ کردیے خدمت کے لیے چند ملازم چیدہ و منتخب کرکے معین کردیے مگر ان کو بھی تمغے اور معرکہ دیے کہ عیارون کی پہچان رہے اور ان سے کہدیا کہ جب اظلم اژدر سے نکلے اور تم کام کے لیے جاؤ تو معرکہ دکھادینا باقی معرکہ چھپائے رکھنا کسی سے اس راز کو نا کہنا غرضکہ انتہاے درجہ کا انتظام کرکے بعد فراغ اظلم اژدر سے نکلا اور بارگاہ حیرت مین جاکر بیٹھا سب نے اس کی صورت نحس کو دیکھ کر خوف کھایا کہ ہیبت اژدر چالیس اس کے تھے گرد + شیطان کا وہ ایک ہی تھا شاگرد + دن بھر میخواری کرتا رہا جس وقت مار آسمان نے من اپنا دہان مغرب مین رکھا اور دشت عالم مین اندھیرا پھیلا اژدر شب تیرہ نے مہرۂ ماہ رکھ کر اوس چاٹنا شروع کیا کہ **نظم**

درگذشت آن روز شب آمد پدید	لخلخه از مشک و عنبر در رسید
شمع کافوری بر ایشان سوختند	هم فوالیش را هوا افروختند

قریب شام اس نافرجام نے طبل جنگ بجوایا طائران سحر خبر لے کر سامنے مہرخ کے آئے اور بعد دعاے و ثناے بادشاہی کے جملہ ساحرون کے آنے کا اور طبل رزم بجنے کا حال عرض کرکے کنارے ہوے مہرخ نے خبر سنکر فرمایا کہ یہ ساحر بھی زبردست آیا ہے خدا اُس کے شر سے ہم کو بچائے اچھا ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ حرب بجے بنابر حکم محکم ملکہ عالم یہ عالم ہوا کہ بمقتضاے **ابیات**

گشت ز نقاره صداے بلند	زنده بمان زنده بمان بیگزند
واشده زنیان دهن کرنا	بازبده یا بده یادها
دشمن این خانه جگر خون بود	دون بود دون بود دون بود
غلغله کوس بکیوان رسید	آب شده زهرهٔ دیو سفید

دربار سویرے برخاست ہوا سرداران خیمون مین آکر تیاری حرب و ضرب کرنے لگے لشکرون مین سحر کی درستی ہونے لگی اظلم حیرت سے رخصت ہو کر خیمہ مین آیا اور داروغہ مطبخ سے معرکہ دیکھ کر کھانا کھا کر شکم اژدر مین جا بیٹھا لشکرون مین رات بھر اژدرہاے نیام سے مثل افعی زہردار تلوارین نکلین اور زہر مین بجھائی گئین یہ وہ ناگنیان ہین جن کے کاٹے کا منتر نہین ایک ہی پھنکار مینے شپاکے مین جسم پر سر نہین اسی کی چمک کی لہر دیکھکر مار فلک کے دل پہ سانپ لوٹتا ہے اسی

لوہے کا پانی نیزون مین اُچھلتا ہی اسی مین قہر کا کانٹا ہی یہ وہ موذی پئے اعدا ہی جسکو لہو چاٹنے کی چاٹ ہی غرض اس رات کو ہر طرف مار مار کی پکار تھی ساحرون مین بھی راجہ باسہ کی دُہائی کی گہار تھی جنگل کے جنگل سانپون سے سحر کے بھر دیے تھے یہانتک کہ تسمے گھوڑون کی رکاب اور رسیام کے سانپ نظر آتے تھے نگاہین جادوگرون نے زہریلی بنائی تھین آنکھ بھر کر دیکھین اور زہر چڑھے وہ پونین نگاہون پہ بٹھائی تھین ہر دم دیدہ پہ ایسا زہر چڑھا تھا کہ جدھر دیکھو بس بویا ہوا نظر آتا تھا خلاصہ یہ کہ جب جسم دہر سے زہر شب دفع ہوا اور مہرۂ آفتاب بعد آب و تاب جسم سپہر پر لگایا گیا کہ

نظم

انداختہ سحر بخیابان دگر کمند — آمد زمان مستی دزدے کشش نژند
مختل دماغ دزدے شدہ از جنبش نسیم — سوزندہ شعلہ گل حمراش چون سپند

صبحدم مہرخ و بہار بعد جاہ و حشم تخت سحر پر سوار ہو کر مع فوج ساحران و لادران سمت دشت روان ہوئین جلو مین جادوگرنیان چلین اُس وقت اُس ملکۂ ذیشان کی شوکت و حشمت کا زبان جلال سے بھی بیان غیر امکان ہے کہ

نظم

سر پہ اک خود دھرے جیسے بجری کی گھٹا — ڈھال کاندھے پہ پڑی ہاتھ مین شمشیر دودم
زرہ حضرت داؤد گلے مین اُس کے — جبروت اُسکا فریدون فر جمشید حشم
لمعۂ نور جبین اُسکے سے طالع جون مہر — سب کا بُت سکے مین موجود صنادید عجم
اُسکے افواج کے گھوڑون پہ کیا خوب جچے دھیا — تو وہ نکائے پٹے پھرتے ہین مثل ضیغم
اسکی شمشیر کی برش کی ہو کس سے تعریف — گھاٹ پر جسکے رہا خون ہی اعدا کا جم
حلق دشمن کیلیئے زہر بھری اسکے ساتھ — صاف اک پرچۂ الماس ہی اور کاسۂ سم
ہر وہ ثعبان نہین شعلہ نشان خون آشام — شکل برق و شفق صاعقہ و موج یم

حاصل مرام جائے مصاف پر پہونچکر ٹھہری تھی کہ اس طرف سے حیرت بعد کبر و نخوت فوج ساحران لیے میدان مین آئی پرے جمنے لگے بجلیان گرین جنگل کے درخت جلے بادل سحر کے برسے گرد و غبار صاف ہوا تیار دشت مصاف ہوا اُس وقت اژدہے ایک طرف سے پیدا ہوئے کہ باہم گُتھے لڑاتے اور شعلہ ہائے آتش چھوڑتے آتے اثر زہر سے اُن کے دھوپ تک سبز نظر آتی تھی باہم لپٹے پھنکار مارتے تھے جب دشت مین پہونچے یہان صفین درست ہو چکی تھین وہ اژدر جس کے پیٹ مین الظلم ہی سامنے حیرت کے آیا اور اُس سے باہر نکل کر اجازت حرب لے کر پھر اژدہے کے اندر سمایا اور اسی طرح وسط میدان مین پہونچا قلاب آتشین چھوڑے کہ ہر سمت آتشکدہ بھڑک گئے دھوان اُن شعلون کا ایسا پھیلا کہ لشکر مہرخ اندھا ہونے لگا دھوئین سے عاجز ہو کر ہر ایک یا ہو دو پڑھتا تھا اگر بہار و دت وار جاہ مصیبت مین گرا تھا جادوگرنیان زہرہ صورت سحر پڑھ کر برج بنا کے چھپے ہوئی تھین فوج مین کھلبلی پڑ گئی تھی اسوقت مہرخ کو کچھ بن نہ آیا جنگ مغلوبہ کا حکم دیکر

تخت اپنا آگے بڑھایا ساحران نامی مثل ملکہ بہار و نافرمان وغیرہ کے دو دو سحر سے عاجز نہ ہوئے تھے ترسول اور ناریل پکڑ کر اژدہوں پر جا پڑے اُس طرف سے چالیس اژدہے جنکے پیٹ مین ساحر تھے منھ پھیلا کر چلے اُس وقت وہ میدان عصائے جناب موسیٰ ہوتا تو فتح ہوتا شعلہاے دہان اژدران سے زمین کرۂ نار تھی ہوا شعلہ بار تھی اُن شعلوں سے دھوان ایسا نکلتا تھا کہ تمام عالم دھوان دھار بن گیا تھا لشکریان نے تلیچ و تیغ مارنا شروع کیے ہر سمت سے گولے سحر کے لگاتے تھے بجلیان گراتے مگر اژدرون پر اثر نہ کرتی تھین اور اژدر دم کھینچکر سپاہیون کو نگل لیتے تھے اس ہنگامہ مین ملکہ بہار نے ایک گلدستہ مارا کہ ہواے سرد کے جھونکے پیدا ہوے اور اُس ہوا نے دھوئین کو برطرف کرنا شروع کیا آمد بہار ہوئی آغاز کیفیت لالہ زار ہوئی مگر افظلم کا نام جو اژدر نشین ہی اور یہ اژدر مین رہتا ہی اس سبب سے سحر بہار نے تاثیر نہ کی کیونکہ یون تو ہر ایک ساحر بزور سحر اژدہا بن جایا کرتا ہی اس پر کیا خصوصیت تھی جو شاہ جادوان نے بھیجا ہے بس یہی اُس کے لیے شرف ہی کہ اژدر سحر مین رہتا ہی اور اس اژدر پر سحر نہین اثر کرتا ہی فی الجملہ اُس نے سحر بہار کے آثار معلوم کر کے ایسی پھنکار ماری کہ شعلۂ آگ نکلے اور چمنستان سحر بہار جلنے لگے سحر جور ہوا ملکہ بہار پر غش طاری ہوا خواصین ہوادار پر ڈال کر لے بھاگین اُس کے ہٹنے سے اژدر منھ پھیلا کر چلے معاذ اللہ وہ شعلۂ زہرناک کی لپک ایسی نہ تھی کہ کسی کو تاب رہتی جسم جھلسنے لگے جادوگرنیان نازنین گلفام سے تاب ہو گئین حرارت سحر سے بیتاب ہو گئین زہر افعی کا اثر ایسا پھیلا کہ اس چرخ موذی کا بھی جسم نیلا ہو گیا سبزہ نہ تھا اثر سم جسم ارض مین سرایت کر گیا تھا خضر تک زہر مہرہ ڈھونڈھتے تھے دل کوہ سے بھی نیلا نیلا پانی بہتا تھا اژدہے منھ کھولے اسطرح نظر آتے تھے کہ میدان مین غار دور سے دکھائی دیتے تھے ایسے ہنگامہ آفت خیز مین فوج حیرت نے بھی حملہ کیا بجلیان گرا کر ترسول و نیول پکڑ کر مار مار کہتے آگے بڑھے فوج مہرخ مین بھگدڑ پڑ گئی لشکر بہت سا اندھا ہو چکا تھا اور باقی اسی امید پر کہ بار ہا آفت آئی ہی پھر خدا نے فضل کیا ہی ٹھہرا ہوا تھا اس حملہ کرنے سے وہ بھی بھاگا اُس وقت وہ سردار جو بڑے بہادر تھے لڑنے والے سر بکف تھے ملکہ ساتھ رہ گئے اور ملکہ مہرخ نے پاے شجاعت مستحکم کیا ہزارہا کو اُس نے بھی مارا اس وقت عجب غلغلۂ آفت محشر بپا تھا کہ اثر سم سے صدہا ساحر پھولا سوجا میدان مین پڑا تھا اور ہزارہا لاشہ نظر آتا برق سحر چمک رہی تھی رعد جادو چیخین مارتا پھرتا تھا مان اُس کی برق تڑپ تڑپ کر گر رہی تھی دھوان سحر کا چھایا تھا آفتاب تاریکی سے گہنا یا نظر آتا تھا بیرون کی صداہاے مہیب کا شور مچا تھا کہ بموجب

لمولفہ

ہوا اس طرح کھاتی تھی پیچ و تاب — اُڑی جاتی تھی جان ہر شیخ و شاب

دھوان سحر کا تھا یہ چھایا ہوا — کہ غار زمین چاہ بابل بنا

چمکنا وہ رہ رہ کے وان برق کا — جلاتا تھا دل خسرو شرق کا

چمکنا اندھیرے مین بجلی کا تھا / کھیلک کے منھ پر گلال ہے ملا
کہین دوڑتے پھرتے تھے اژدہے / دہن مثل قعر جہنم کھلے
ہوا سے جو انگارے تھے گر رہے / ملک آتشین تیر تھے مارتے
ہوا تھا فلک اسقدر سنگدل / برستی تھی ہر سمت پتھر کی سل
کوئی مر کے گرتا تھا جب جادوگر / تو گوش فلک غل سے ہوتے تھے کر

اس قیامت کبری مین مہرخ اژدر بنکر اُن اژدہون پر جا پڑی اور ایسے شعلہ ہاے آتش بار دہن سے نکالے کہ وہ اژدہے پسپا ہوے اس وقت اظلم بہ شکل اژدر سامنے آیا اور پکارا کہ اے نمک حرام اب کہان جائے گی کیا قدرت سامری کی ہے کہ تو ہمارا سامنا کرتی ہے مہرخ نے جواب دیا کہ او نامرد ازلی تو مجھ عورت سے اتنی بڑی فوج لے کر لڑنے آیا اور پھر اژدر سحر مین بیٹھکر مقابلہ کرتا ہے اسی منھ پہ دعوی سحر کرنے کا رکھتا ہے دم شجاعت کا بھرتا ہے یہ کلمہ مثل ناوک دلدوز اُس کے دل پر لگا اور کہا مین اکیلے کیا تجھ سے لڑتے ڈرتا ہون اچھا آج مین پھر اجاتا ہون کل اکیلا میدان مین آکر تجھکو باندھ کے لے جاؤن گا ملکہ نے کہا اکیلا آئیگا تو وہ جوتیان کھائے گا کہ ہمیشہ یاد کرے گا اُسکو اور زیادہ غصہ آیا اور اپنے اژدرون کو لے کر پھر املکہ حیرت پاس آکر کہا کہ طبل بازگشت بجوائیے مین آج نہ لڑون گا اُس نے کہا کیون بنی ہوئی لڑائی بگاڑتے ہو جی ہارتے ہو اب باقی کون ہے صرف مہرخ کو مع چند سردارون کے پکڑ لینا ہے اُس نے سب حال مہرخ کے طعنہ دینے کا بیان کیا حیرت نے کہا اُس نے تجھکو فریب دے کر اپنی جان بچائی ہے اس وقت دھوکا نہ کھا نہین پچھتائے گا غرضکہ بہت سمجھایا مگر اُس نے اپنے غرور مین نہ مانا آخر حیرت نے بخاطر اُس کے طبل بازگشت بجوایا اور لشکر لے کر پھری مہرخ نے سجدہ شکر خدا کیا کہ آبرو رہگئی جو سردار کہ باقی تھے اُن کو لے کر پھری جو زہر سے سوج گئے تھے ان کو اٹھوا لیا اور داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو بالکل برباد دیکھا کہ سب بھاگ گیا ہے بازار مین ویران ہین جو سردار کہ قید ہوگئے ہین اُن کی بارگاہ مین جگہ سنسان پڑی ہے یہ حال دیکھکر اشک حسرت گرائے اور ارادہ جان دینے کا مصمم کر کے سحر تیار کرنے کی فکر مین بیٹھی اُس وقت عیار کہ لشکر کا حال ابتر دیکھ کر چلے گئے تھے طبل امان کی آواز سنکر آئے بادشاہ لشکر کو بہت پریشان دیکھا سب نے تسکین وتشفی کی کہ اے ملکہ ہم جاتے ہین اور کام اس نابکار کا تمام کرتے ہین یہ کہہ کر روانہ ہوے اُس طرف اظلم پھر کر گیا جو اژدر کہ سردارون کو نگل گئے تھے اُنھون نے ان کو اگلا اور حیرت نے حکم دیا کہ ان سب کو اُسی زندان مین لیجا کر قید کرو جہان ضرغام عیار جسکو گمان نے گرفتار کیا تھا قید ہے تاکہ وہ بھی اپنے سردارون کا حال سقیم دیکھے اور اپنی رہائی کیسے مایوس ہو غرض سب کو لے جاکر قید کیا یہ سب سحر مین مبتلا اور بیہوش ہین جب یہ قید ہو چکے اور لشکر کھول چکا اظلم دیر تک

بیٹھا رہا ملکہ ملکہ ہی کے ساتھ کھانا کھایا پھر عرض کر کے کہ طبل جنگ آپ بجوا ئیے گا مین کل اکیلا لڑون گا یہ کہکر اپنی جگہ پہ آ کر شکلم اژدر مین بیٹھ رہا مگر عیار جو روانہ ہوے تھے یہ صحرا مین آئے اور برق نے کہا کہ پہلے مین جاتا ہون تم دونون میری خبر رکھنا یہ کہکر چلا اس کے بعد قران و جانسوز بھی ایک طرف بصورت مبدل روانہ ہوے لیکن برق شکل ایک ساحر مہیب صورت کی ایسی بنا کر گشت کرتا ہوا اُس جگہ آیا جہان اژدہے میدان مین رہتے ہین یہان دیکھا کہ اژدہے خاک مین لوٹ رہے ہین خوش فعلیان کرتے ہین اور انکے منھ سے جو شعلہ نکلتا ہی اُس شعلے سے تصویر پیدا ہوتی ہی وہ نارنج و ترنج متواتر اچھال کر غائب ہو جاتی ہی پھر اور تصویر پیدا ہوتی ہی ترسول چار طرف گرتے ہی گوگل مرچ سیندور چندن دھوپ دیپ وغیرہ جلتا ہی ترسولون پر ہار لپیٹے ہین پھر آگ کے جلتے ہین برق یہ تماشہ کھڑا دیکھتا تھا کہ یکایک اژدہے کے اندر سے ایک ساحر سیہ فام خناس سیرت دیو صورت نکلا یہ اُس کی صورت نحس دیکھ کر اول تو خائف ہوا اور چاہا کہ بھاگ جاؤن مگر دل کڑا کر کے کھڑا رہا وہ اُس کے قریب آ کر للکارا کہ ارے تو کون ہے برق نے بھی ویسا ہی جواب دیا کہ ابے کیا پہچانتا نہین جو تو ہی وہ ہم ہین اُس نے کہا ہم چالیس اژدر نشین ہین اکتالیسواں ہمارا افسر ہی تو کہان سے آیا ہی اچھا اگر تو ہم مین سے ہی تو اژدر تیرے رہنے کا کہان ہی برق اس تقریر سے ناچار ہوا مگر تیزی سے جواب دیتا ہوا پیچھے تڑپ کر پچاس قدم پر جا گرا یہ کہتا ہوا کہ اژدر بھی ہی تجھے کیون بتلا نہین اُس ساحر نے جو اُس کو پیچھے بھاگتے دیکھا سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہی پکارا کہ باش او مکار پہچانا مین نے تجھ کو برق اتنے عرصہ مین کہین کا کہین ہو رہا مگر بسبب میدان ہونے کے سامنا تھا وہ ساحر سمجھا کہ اگر یہان سے سحر کرون مبادا یہ بھی ساحر ہو کود پھاند کر نکل جائے پس قریب چلون یہ سمجھکر پیچھے دوڑا برق یا تو بھاگا جاتا تھا یا اس کو آتے دیکھ کر سوچا کہ اگر یون ہی سیدھے بھاگے جاؤگے تو وہ سحر پڑھ کر پکڑ لے گا لازم ہی کہ کہین چھپ رہو یہ سوچا ادھر اُدھر دیکھا چونکہ میدان تو تھا ہی اور لشکر سے بھی فاصلہ تھا ایک غار وہان نظر آیا یہ اُس مین اُتر گیا وہ ساحر جو پیچھے آتا تھا اُس نے دیکھا کہ یا تو عیار سامنے جاتا تھا یا غائب ہو گیا پہلے تو یہ سمجھا کہ وہ بھی ساحر تھا بزور سحر چھپ گیا مگر جب غار کے پاس آیا سوچا کہ اس مین اُتر گیا ہوگا یہ سوچکر جھانکنے لگا تو برق نے وہان حلقہ کمند کا لگا رکھا تھا وہ اس کی گردن مین آ گیا اُس نے چاہا کہ سحر پڑھ کر اُس کو جلا دون مگر برق اتنی مہلت کب دینے والا تھا اُس نے گردن پھنستے ہی اس زور سے جھٹکا مارا کہ حلق تالو سے چپک گیا اور آنکھین نکل آئین سحر پڑھنے کے بدلے لڑھکتا لڑھکتا ہوا ڈھلک کر غار مین گرا برق نے فوراً خنجر سے سر کاٹ ڈالا العیاذ باللہ ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے بعد لمحہ کے آواز آئی کہ مارا شراب خوار جادو کو یہان تو ہنگامہ مچا لیکن اژدر اُس کے رہنے کا میدان مین جل گیا اور دیرون نے وہان بھی غل مچایا یا ظلم اور سب ساحر گھبرا کر اژدہون سے باہر نکل آئے اور ایک دوسرے سے پوچھتا تھا کہ اے میان خیر تو ہے

لیسے باختہ حواس ہوے کہ اپنے ساتھیوں کو نہین شمار کرتے یہ تو حیران کھڑے ہین کہ کوئی آئے تو اُس سے پوچھین یہ غل کیسا تھا اور ان سب کو اپنے سحر پر ایسا ناز ہی کہ یہ مطلق گمان نہین کہ ہم مین سے کوئی مارا گیا ہی غرضکہ یہ تو ٹھہرے ہین مگر وہان برق نے صورت اپنی مثل شکل صرصر کے بنائی لیکن حسن اپنا ایسا دو بالا کیا کہ صرصر نے خواب مین بھی یہ صورت بنائی ہوگی کہ ہیبت روز ازل سے آج تلک صنعت آفرین + ممکن نہین کہ جھپ سکے تجھے دیکھتا نہ ہو چنانچہ آگے حال اُس کے حسن کا بیان ہوگا اس وقت بعجلت لاش اُس ساحر کی اُٹھا کر اُسی میدان کی طرف چلا یہان سب ساحر حیران کھڑے تھے کہ آواز خلخال پا اُن کے کان مین آئی دیکھا کہ ایک عورت بناز و ادا اس طرف آتی ہی کہ جس کی چال کو دیکھ کر یہ کہنا زیبا ہی کہ بیت بلا سے ہو پامال سارا زمانہ + نہ آئے اُنھین پانوءن رکھنا سنبھلکر بدلہائے عشاق روندتی جب قریب آئی عجیب صورت اُس ماہ آسمان زیبائی کی دکھائی دی نظم

گئی آنکھوں کے نیچے برق اک کوند
سمند ناز نے ڈالا وہین رَوند
کہا دل نے یہی دیکھی جو وہ مانگ
کہ ہے یہ رات آدھی کچھ دعا مانگ
حواس و ہوش سب کے ہو گئے تار
ہوئے سب مانگ جیسی ہین گرفتار
بہم آنکھوں سے آنکھین لڑ گئین خیر
عجائب نرگستان کی ہوئی سیر
نظر آیا وہ کھڑا آسیب کا سا
بندھا کچھ ڈول وان آسیب کا سا
یہ رخساروں مین اُسکے فربہی تھی
ہوئی جس سے خجل اکثر بہی تھی
کہو اُسکی جبین کو کس طرح چاند
کہ اُس سے لاکھ حصہ چاند تھا ماند
سہانا تھا کچھ ایسا روپ اُس کا
کہ سایہ چاہتی تھی دھوپ اُس کا
برنگ گل نزاکت مین بھری تھی
کہ بس جو بات تھی اُسکی پری تھی

یہ سب ساحر اُس سراپا فتنہ انگیز کو دیکھ کر دنگ کھڑے تھے کہ اُس نے اظلم کو تسلیم کی اور لاش سامنے ڈالدی اُس نے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہی اُس گلفام نے کہا بچانیے یہ آپ ہی کا رفیق ہی جو مارا گیا ہی اس کلمہ سے اُس کو ہوش آیا اور کہا ہان سچ ہی یہ شراب خوار جادو کی لاش ہی اب سب افسوس کرنے لگے اور اظلم نے پوچھا کہ کچھ معلوم ہی یہ کیونکر مارا گیا اُس نے عرض کیا کہ عیار لشکر حریف صحرا مین اسکو قتل کر رہا تھا کہ مین آکر پہونچی مگر کام اُس کا تمام ہو چکا تھا مین لاشہ اُٹھا لائی ہون اظلم نے کہا اُس عیار کو کیون نہ گرفتار کیا اُس نے کہا حضور مین صرصر عیارہ شاہ جادوان کی ہون اور سحر نہین جانتی ہون وہ عیار تھا مجھکو دیکھکر نکل گیا ہر چند مین دوڑی مگر ہاتھ نہ آیا اچھا اب ہوشیار رہیے گا مین جاتی ہون یہ کہکر کمر کوسے کا عالم دکھا کر اس طرح چلی کہ فرد خرام ناز تمھارا بھی ایک آفت ہی + زمین پاؤن تلے سر پہ آسمان نہ رہا + اظلم نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کس لیے کہ یہ ساحر رہنے والا کوہ نیلم کا ہے اُس نے

تام البتہ سُنا ہی صرصر عیارہ کا کیونکہ ہمیشہ اژدر مین رہتا ہی اور یہان جب سے آیا ہی کچھ دیر کے لیے
بارگاہ حیرت مین گیا تو کچھ خیال تو کیا نہین کہ عیارہ کون ہین اس وجہ سے اچھی طرح آگاہ نہین کہ صرصر
کس مرتبہ کی عیارہ ہی اور کیسی صورت رکھتی ہی اس وقت اس کے حسن دلاویز کو دیکھکر غش ہوگیا اور سمجھا
کہ یہ عیارہ تو ہی ہی اُس کو بادشاہ طلسم سے مانگ لون گا آج اپنی خدمت مین اس کو لایا چاہیئے پس
اسی وجہ سے اُس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بیت گرے میری نظرون سے خوبان عالم پسند آگئی تیری صورت
کچھ ایسی + صرصر نے یہ سنکر تیوری چڑھائی اور کہا میان ہوش مین آؤ فاحشاؤن سے جاکر ایسی باتین کرو
ایسے صاحب مین سارے طلسم مین ہمیشہ پھرتی ہون جو ایسی ہی واہی ہوتی تو کاہے کو میری آبرو بچتی نہ صاحب
ایسا بدنظر کوئی مردوا مین نے نہین دیکھا یہ کہہ کر انگڑائی لے کر گات کو اس طرح دکھایا کہ وہ اُبھرا ہوا جوبن
دل گدگدانے والا نظر آیا یہ ساحر بیچین ہوگیا اور پکارا اف دمسلتا ہی کوئی دل یا الٰہی خیر محرم کی + غضب ہے
پردے مین اُبھرنا اُن کے جوبن کا + پھر اُس آفت جان کا منت پذیر ہوا کہ اے جان عالم اتنا
خفا ہو ہم کو بھی اپنا جان نثار سمجھو اُس عربدہ جو نے کہا آپ جان اپنی کسی گھر والی پر دیجیے مجھ سے
یہ چونچلا نہ کیجیے یہ کہکر انگوٹھا دکھایا کہ موئے تیرے دیدون مین خاک مین اور تیرے قابل اظلم اس
ادا کو دیکھکر مرگیا اور اس ماہ پیکر سے لپٹا اس نے کہا ہان ہان دیکھو مین سمجھتی ہون سامری قسم اگر مجھکو
ہاتھ لگایا تو تیری جان اور اپنی ایک کر دون گی لوگو یہ اندھیر تو دیکھو دن دہاڑے یہ مردوا سب کے
سامنے مجھکو لپیے پڑتا ہی کیا بیعزتی ہی پھیپے منھ آگ لگے ایسی ہستی کو اظلم اس کے خفا ہونے سے تو ٹھہرتا
ہی مگر وہ ایک باتین اس طرح کی کہ یہ مردوا سب کے سامنے لپیے پڑتا ہی ستا کر سمجھتا ہی کہ یہ ناز کرتی ہی
اور وہ نازنین بھی خفگی لگاوٹ آمیز کرتی ہی غرضکہ یہ باتین اُس کی سنتے ہی اظلم لپٹا تو تھا ہی گود مین
اُٹھا کر خیمہ کی طرف لے چلا وہ عشوہ گر تڑپتی ہوئی اور کہتی ہوئی کہ دیکھو بہت پچھتاؤ گے جو مجھے اکیلے
مین لے جاؤ گے میری آبرو تو جا چکی غیر مرد کا ہاتھ لگ چکا ہی مگر تمھاری بھی جان جائے گی مجھکو کم نہ
سمجھنا مین کوئی ایسی ویسی نہین ہون دھرّے اُڑا دون گی ارے ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار آ جائے
موئے تو اژدرہے مین گھس رہ مجھکو چھوڑ دے اظلم نے ایک نہ سُنا اور اندر خیمہ کے اس کو لایا کہا عیار
یہان آئے گا تو کیا کرے گا کہ بموجب بیت یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہی + ہوئے تم دوست
جس کے دشمن اُس کا آسمان کیون ہو + غرضکہ اس کو مسند پر بٹھایا اور خیمہ صرف اس کے کھانے پینے
کے لیے تو مقرر ہی کیا گیا ہی جو دو ایک آدمی بہر خدمت مین اُنھون نے اس کے آتے ہی تمغے اپنے
اپنے دکھائے اس نے کہا تم باہر جاؤ اور دور جا کر ٹھہرو جب بلاؤن اُس وقت آنا وہ سب
باہر گئے اور اُس کے رفیق جو اژدہون مین رہتے ہین وہ بعد اُس کے پھر شکم اژدر مین سما گئے جب تخلیہ
ہوا یہ نازنین کہ برق عیار ہی دل مین سوچا کہ دو بار یعنی زنار و رگمان کو جو قتل کرنے آئے تھے

تو صرصر اگر خلل انداز ہوئی تھی اور اب بھی ضرور آئے گی اور مشکر یہاں سے قریب ہی تمھارے آنے کی
خبر حیرت کو ممکن نہیں کہ نہ پہونچے پس وہ یا خود آئے گی یا کسی کو بھیجے گی لہذا لازم ہے کہ ایسی تدبیر کرو تاکہ وہ
جو آئے تو ذلت پائے اور یہ ساحر بچنے نہ پائے یہ سوچکر چار طرف بھونچکا ہو کر دیکھنے لگا اُس وقت یہ
حال تھا کہ بیت کبھی وہ آنکھ ادھر ہے کبھی شوخی سے اُدھر + اک جگہ پاؤں ٹھہرتا نہیں ہرجائی کا + اظلم نے یہ
حال دیکھ کر کہا کہ اے نازک بدن تم حیران چار طرف دیکھتی ہو اُس نے کہا تم کو اپنے مزے سے مطلب ہے
تمھیں کیا چاہیے کسی کی جان جائے یا عزت ہیں نے میں عیارہ ہوں عیاروں سے لشکر حریف کے ہمیشہ اڑا
کرتی ہوں اور وہ بھی میری تاک میں رہتے ہیں جہاں میں جاتی ہوں وہاں یہ لگا کر وہ بھی پہونچتے ہیں اظلم
نے کہا یہاں آئیں گے تو میں موجود ہوں مجال نہیں ہے جو آئیں اس نے جواب دیا کہ ان کو تم پہچان نہ سکو گے
وہ میری صورت بنکر آئیں گے اور مجھ کو عیار بتائیں گے اپنے تئیں صرصر کہینگے بس تم میرے دشمن جان ہو جاؤ گے
اور ادھر عیار مجکو تم سے سرگرم محبت و اختلاط دیکھ کر سب میں بدکارہ و آوارہ مشہور کرینگے یہ کہہ کر
رونے لگی کہ ہائے سامری کیسی میری جان مصیبت میں پڑی کہ جان بھی گئی اور عزت بھی یہ کہکر اس انداز سے
ماتھا کوٹا اور حیرت زدہ صورت بنائی کہ اظلم کی جان پر بنگئی اور ہاتھ پکڑ کر ماتھے سے الگ کرنے لگا ہزاروں
منت کر کے قسمیں کھانے لگا کہ اے یار دلنواز اگر عیار افراسیاب بھی بنکر آئے گا جب بھی میں اُسکو
گرفتار کروں گا چاہے وہ شاہ طلسم اصلی کیوں نہ ہو اور اگر وہ تیری صورت بن کر آئے گا تو بڑی سزا پائیگا
غرضکہ برق نے حفظ ماتقدم کر کے خوب اُس کو پکا کیا اور ناز و کرشمہ کرنے لگا اس نے اس کو سرگرم اختلاط
دیکھ کر بوسہ لینے کے لیے منھ بڑھایا اس نے ایک طمانچہ جمایا اور کہا منھ بنواؤ اس نے طمانچہ کھا کر ہنس دیا
اور کہا اے جانی و اے مایۂ زندگانی بیت جو دل لیا ہے تو پھر عذر کیا ہے بوسہ میں + کہ لین دین ہے یہ نقد
کچھ اُدھار نہیں + اس غارت گر جان نے جواب دیا کہ فرد دل تیرا اور آرزو میری + جان صدقے ہو
ایسی حسرت کے + اظلم نے یہ سنکر کہا کہ اے ستمگر میں اپنا حال کیا بیان کروں کہ شعر مرے دل کے زخموں
کو کیا دیکھتے ہو + تمھارے ہی یہ گل کھلائے ہوئے ہیں + یہ کہکر چاہا کہ لپٹ جاؤں اُس زیب انجمن نے اپنے
تئیں سرکایا اور جب یہ گرنے لگا تو ہاتھ سے روک کر کہا کہ ذرا سنبھلو ایسے بیخود نہ بنو وہ پھر سنبھلکر
بیٹھا اور گویا ہوا کہ ع جور پر اپنے بہت تھا ناز اس کو بھی مگر + ہو گیا مضطر تجھے چرخ ستمگر دیکھ کر +
اب یہاں تو یہ ہنگامہ ناز و انداز گرم ہے مگر وہ ساحر جن کو اپنے خیمہ سے باہر کر دیا تھا اُن میں سے ایک
بارگاہ ملکہ حیرت میں گیا اس لیے کہ اس کو صرصر کی آوارگی دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ایسی فاحشہ ہو گئی
جو ہر ایک سے آشنائی کرتی ہے بس سوچا کہ ملکہ سے جا کر سب ماجرا بیان کروں غرضکہ جب یہ ملکہ پاس
آیا اس نے پوچھا کہ کیوں آئے اس نے سب حال صرصر کا بیان کیا صرصر اصلی وہاں حاضر تھی وہ
نقلی کا بیان سنے اس ساحر نے کہا کہ میری کیا خطا ہے آپ جا کر دیکھیے میں جھوٹ کہتا ہوں یا سچ حیرت نے

بھی کہا کہ ہان سچ ہی کوئی عیار تیری صورت بن کر وہان گیا ہی جو اس نے دیکھا ہے کہتا ہی اس بیچارے کی کیا خطا ہی اب تو جا اور حال دریافت کر کہ کیا ماجرا ہو رہا ہی صرصر نے کہا بی بی دو مرتبہ مجکو ذلت ہو چکی ہی مین نہ جاؤن گی کس لیے کہ وہان عیار میری صورت بنکر گیا ہی اور اظلم اُس پر عاشق ہوا ہی اگر مین گئی اور فرض کرو کہ عیار کو مین نے پکڑ لیا مگر وہ اظلم تو میری صورت پر عاشق ہی وہ نشۂ مستی مین بھرا بیٹھا ہوگا اگر مجکو دبا بیٹھا تو میری تو موتی کی سی آبرو پر پانی پھر گیا حیرت نے کہا بی نہی پھر تم نے عیاری کیون سیکھی تھی جو اتنا ڈرتی ہو آبرو لیے بیٹھی رہتین چل اب باتین نہ بنا جلد خبر لا صرصر ناچار تابعدار دوڑی ہوئی چلی مگر ادھر اُدھر دیکھتی ہوئی کہ راہ مین کوئی عیار نہ ملے ہر چند کہ دو عیار یعنے قران وجانسوز تھا عیاری مین لشکر کے ہر طرف پھر رہے ہین مگر اس پر اُن کا پنجہ قابض نہ ہوا اس لیے کہ یہ دوڑتی ہوئی بہت ہوشیاری سے در خیمۂ اظلم پر آئی یہان کے ساحرون نے جو خدمتی لوگ ہین دیکھا کہ ایک تو صرصر اندر ہی اور دوسری یہ اور آئی بس یہ دیکھ کر پکارے کہ بی بی ذرا ٹھہر جا ایک تمھاری صورت کی اور اندر ہی ہم کو کچھ فریب معلوم ہوتا ہی ہم خبر کر لین تو جانا یہ سُنکر صرصر رکی اور ایک ساحر نے پردہ پاس خیمہ کے جا کر کہا کہ حضور ایک صرصر اور آئی ہی یہ آواز سنتے ہی برق نے اظلم کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور کہا کیون تیرا جی اس وقت مجھ سے وصل کرنے کو چاہتا ہی اس نے دلمین کہا کہ اب یہ مست ہوئی بے اختیار گلے سے لگایا اور کہا اے جان من مین تجھ پر ہزار جان سے فدا ہون اس نے کہا اب اس عیار کی تو خبر لے جو میری صورت بن کر آیا ہی مین نے پہلے ہی کہا تھا کہ مین بدنام ہو جاؤن گی آخر وہی سامنا ہوا اب مین پوشیدہ ہوئی جاتی ہون اُس کو بلا کر گرفتار کرلے اظلم کو اس وقت صرصر اصلی کا آنا بہت برا معلوم ہوا لیکن کیا کرتا کس لیے کہ ایک شخص تو آیا چاہتا ہی یہ کیونکہ عورت سے ہمبستر ہو غرض ناچار معشوقہ کو تو پلنگڑی کے نیچے چھپا دیا اور پکارا جو آتا ہی اس کو بھیجدو ملازم نے صرصر کو اجازت دی وہ اندر خیمہ کے گئی اُس کو سلام کیا دیکھا تو یہان اور کوئی نہین چار سمت حیران ہو کر دیکھنے لگی کہ وہ عیار جو میری صورت بنکر آیا ہی کہان ہی یہ تو حیرت مین ہی اور اظلم تو پہچانتا نہ تھا اس نے وہی صورت اسکی دیکھی جیسی عورت اس کے پاس چھپی ہوئی ہی سمجھا کہ بیشک یہ عیار میری معشوقہ کی صورت بن کر آیا ہی یہ سمجھ کر پکارا کہ اے صرصر آؤ بیٹھو یہان صرصر نے اس کو غلیان مستی مین دیکھا کہ بیتاب ہی آنکھین سرخ ہین سمجھی کہ تو پاس گئی اور یہ داب بیٹھا یہ ایسا کچھ سمجھ کے پیچھے ہٹی اور کہا ملکہ نے کہا ہی کہ وہ جو میری صورت بن کر آیا ہی وہ عیار ہی اظلم نے دیکھا کہ یہ پیچھے ہٹتی جاتی ہی معلوم ہوتا ہی کہ مجھ سے ڈر کر یہ عیار ہی بھاگا چاہتا ہی بس اب تو بالکل الیقین ہوا کہ یہ ضرور عیار ہی اور اُسی وقت سحر پڑھ کر پھونکا کہ صرصر بیحس وحرکت ہو گئی اُس نے اٹھکر باندھا اور کہا او نا عیار تو مجھے بھی ایسا ویسا ساحر سمجھا تھا جو دھوکا دینے آیا تھا دیکھ تو مین کس عذاب الیم سے تجھکو ہلاک کرتا ہون صرصر چیخنے لگی کہ ارے کیون دھوکا کھاتا ہے

مین اصلی صرصر ہون اُس نے ایک نہ سُنا اور مارنا شروع کیا اُس وقت صرصر نقلی یعنی برق بھی پلنگ کے نیچے
سے نکلا اور پکارا کہ اور مارئیے اس ناعیار کو یہ لوگ بڑے حرامزادے ہین یہ کہہ کر آپ بھی آکر مارنے لگا اور
طمانچے اور لاتین اور جوتیان خوب مارین جب اظلم فرش پر جا کر بیٹھا برق زد و کوب کرتا ہی جب یہ جا کر بیٹھتا
ہی اظلم اُٹھکر مارتا ہی ہر چند وہ چیختی ہی کوئی سماعت نہین کرتا بلکہ یہ چپکے سے برق نے کہا کہ اُستانی تم نے
میری کئی عیاریون مین رخنہ پردازی کی اب یہی سزا تمھاری ہی بلکہ مین آج تمھاری ناک کٹوا ڈالون گا۔
صرصر یہ سنکر چاہتی ہی کہ چیخے اور کہے کہ دیکھو یہ مجھ سے اس طرح کہتا ہی برق طمانچے مارنے لگتا ہی اور غل
مچاتا ہی کہ اُس کا کہنا سمجھ مین نہین آتا غرضکہ صرصر کی آواز چیختے چیختے پڑ گئی اور مار پڑنے سے بدن نیلا ہو گیا
کیونکہ یہ شہزادی معشوقہ نازک اندام جب طمانچہ اس پر پڑا رخسار کہ برنگ گل تھا گل سوسن بن گیا پیرہن
ٹکڑے ٹکڑے بال سر کے نیچے برق نے جسم پائین پر ضرب کم لگائی تھین کہ یہ برہنہ نہ ہو جائے غرضکہ جب
صرصر نے دیکھا کہ آج برق مار ڈالے گا بے طرح تو پھنس گئی ہی پس اس نے اشارے سے منت کرنا شروع
کیا کہ مجھ کو رہا کرا دے مین تیرے مقدمہ مین نہ بولون گی برق کو ازبسکہ اسکا مار ڈالنا بھی منظور نہین تھا اور
اُس نے عجز بھی کیا پس اس نے اظلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آؤ جانے دو یہ عیار اپنی سزا کو پہونچ گیا ہم تم
اس کے سامنے مزے کرین پھر اس کو مار ڈالین گے اظلم اس گفتگو سے تو بہت خوش ہوا اور آکر مسند پر بیٹھا
برق نے چاہا کہ اس کو شراب پلا کر سامنے صرصر کے مار ڈالون یہ تو لیکر یہان بیٹھا لیکن وہان صرصر کو عرصہ
جو ہوا حیرت نے بزور سحر حال دریافت کیا ساری کیفیت صرصر کے بندھنے اور پٹنے کی معلوم ہوئی
بیتاب ہو کر اُٹھی کہ مین خود جاؤن جیسے ہی چلی تھی کہ چھینک ہوئی وسواس آیا کہ تو گئی اور اظلم تیرے
ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا تو آبرو جاتی رہے گی اور اگر تو نے اس کو مار ڈالا تو شاہ طلسم سے رنج ہو گا شہنشاہ
اپنے رفیق کے مرنے سے ناراض ہون گے یہ سمجھ کر سمک جادو تمام اہل دربار مین سے ایک ساحر کو حکم
دیا کہ تم جاؤ اظلم سے کہنا کہ جسکو تم نے باندھا ہی یہ صرصر اصلی ہی اور جس کو لیے بیٹھے ہو وہ عیار ہے یہ حکم
سمک کا سُنکر بزور سحر اڑا اور خیمہ اظلم مین آکر اترا اظلم سمجھا کہ پھر کوئی عیار آیا مگر سمک پکارا کہ او نالائق
کیون دیوانہ ہوا ہی یہ جو تیرے پاس بیٹھا ہی یہ عیار ہی اور جس کو تو نے باندھا ہی یہ صرصر ہی اظلم یہ سنکر
ہوشیار ہوا اور برق لگا پیٹنے کہ آگ لگے ان عیارون کو ہوے کیا کیا بہروپ بنا کر آتے ہین ارے اظلم یہ
بھی عیار ہی اظلم اٹھا کہ مین سمک کو بھی پکڑ لون مگر سمک ساحر زبردست ہی اُس نے سحر پڑھا کہ عیار تلک
پہلے ہی بیہوش ہو گیا اور اظلم پر بھی بیہوشی طاری ہوئی اس نے بھی سحر پڑھا کہ اُس پر سے بیہوشی رفع ہوئی اور
سوچا کہ عیار کی یہ مجال نہین جو ایسا سحر کر سکے یہ سوچکر اس نے خود سحر پڑھکر برق کے منھ پر پھونکا کہ
رنگ روغن عیاری چھوٹ گیا اور شکل اصلی ظاہر ہوئی یہ حال دیکھ کر سمک کے پاؤن پر اُٹھکر گرا اور
کہا واقعی مین غلطی پر تھا آپ میرا قصور معاف فرمائین یہ کہکر برق کو اس نے باندھا اور صرصر کو کھولا اور

منت پذیر ہوا کہ بی بی میری خطا معاف کرو صرصر نے کہا تو ساحر ہو کر ایسا اندھا تھا کہ تو نے مجھکو بے عزت کیا اب مین تیرے خیمہ مین نہ آؤن گی یہ کہہ کر روانہ ہوئی اُس نے سمک سے کہا کہ تم اس عیار کو خدمت ملکہ مین لے جاؤ مین اژدر مین جا کر بیٹھتا ہون قسم ہو جو باہر نکلون سمک نے کہا یہ مقدمہ عیارون کا ہی تم کسی اور کے ہاتھ بھیجو مین اس بیچ مین نہ پڑون گا اس نے کہا تو اچھا تم جا کر ملکہ سے کہنا کہ اُس کے قتل کرنے کی نسبت وہ حکم بھیجدین تا کہ مین اُس کا سر کاٹ ڈالون سمک نے کہا ہان یہ ہو سکتا ہی یہ کہکر چلا جب دروازے پر پہونچا یہان قران عیار موجود تھا کس لیے کہ ان دونون عیارون نے صرصر کو اس خیمہ مین جاتے دیکھا تھا پس اُس کو تو نہ پایا لیکن آپ ساحر بنکر آئے اور کہا ہم کو حیرت نے بھیجا ہی ملازمون نے کہا ٹھہریے اندر مار پڑ رہی ہی ہم اب موقع عرض کرنے کا نہین پا سکتے غرضکہ یہ ٹھہرے رہے اور سب حال صرصر کا دیکھا اب جو برق گرفتار ہوا یہ بیقرار ہوے کہ اس اثنا مین سمک خیمے سے نکلکر چلا قران نے کہا کہدینا کہ اظلم مارے گئے سمک یہ کلام سنکر حیران ہوا کہ یہ کیا کہتا ہی قران جست کر کے بھاگ کر نظر سے غائب ہو گیا سمک سمجھا کہ یہ بھی عیار تھا یہ جان کر بخوف عیاران اڑ کر روانہ ہوا لیکن قران سب گفتگو اظلم کی سن چکا تھا اس نے صورت بہت جلد اپنی مثل سمک بنائی اور پشت خیمہ پر آ کر جست کر کے اندر گیا اظلم نے اس عرصہ مین خنجر کھینچکر برق کو ذبح کرنا چاہا ہی صرف انتظار حکم حیرت کر رہا ہی سمک نقلی کو آتے دیکھا ازبسکہ صرصر کو پکڑ کے ذلیل ہو چکا ہی اس کو سمک اصلی سمجھکر گویا ہوا کہ کیون بھائی پوچھا تھا ملکہ نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا قران نے کہا یہان آؤ دیوار ہم گوش دارد جو کہا ہی سن لو وہ برق کو چھوڑ کر اُس کے پاس آیا قران نے کہا دیکھو در خیمہ سے کون نکلتا ہی وہ اُدھر دیکھنے لگا قران نے جھک کر سر پر اس زور سے بغدا مارا کہ سر اُس کا شق ہوا تیورا کر گرا اس نے سر کاٹ لیا غل و شور اور تاریکی ہو گئی وہ اژدرہے جو میدان مین پھر رہے تھے وہ اسی کے سحر کے بنائے ہوے تھے سب جل گئے اور رزمین جو ساحر تھے نکلکر گھبرا کے بھاگے ملازم وغیرہ خیمہ چھوڑ کر ایک طرف کو بھاگے کہ یہ کیا آفت آئی عیار یعنی قران و برق خیمہ مین آگ لگا کر نعرے کر کے بھاگے ہنگامہ برپا ہوا کہ مارا اظلم اژدر نشین کو یہان تو یہ ہنگامہ ہوا وہان صرصر اور سمک ملکہ حیرت سے سب حال کہہ رہے تھے کہ یکایک غلغلہ برپا ہوا ملکہ نے گھبرا کر کہا ارے خبر تو لو یہ کیا ماجرا ہی لوگ چلے تھے کہ ملازم اور ساحر بھاگے ہوے آئے پکارے کہ اے ملکہ اظلم مارے گئے ملکہ نے زانو پر ہاتھ مارا افسوس کر رہی تھی کہ یکایک پھر غوغا بلند ہوا یعنے جب یہ ساحر مارا گیا تو سردار جو قید تھے اور انھین کے ساتھ ضرغام عیار بھی قید تھا وہ سب رہا ہو کر اٹھے اور لشکر حیرت پر گولے سحر کے مارنے لگے لشکری بھی ہوشیار ہو کر کمر بندی کر کے آمادہ جنگ ہوے لیکن سردار تاریخ ترنج سے غفلت مین دو تین سو کو مار کر اپنے لشکر کی طرف چلے گئے اور یہ غل جو حیرت نے سنا ساحرون کے مرنے سے بیرون کا شور تھا

یہ گھبرا کر باہر نکل آئی دیکھا لشکر مسلح و مکمل ہے مگر حریف کوئی نہین اس نے افسرون کو بلا کر حال رہا ہونے لشکریان مخالف کا سنا اور فوج کو اترنے کا حکم دیا پھر آپ بارگاہ مین گئی اور لاش اظلم اٹھا منگائی اُن ساحرون کو بہمت شاہ طلسم روانہ کیا اور لاش کے ساتھ عریضہ مشتمل بر حالات قتل اُس کے لکھ کر بھیجا اس طرف سب سردار مع عیارون کے خدمت مہرخ مین آئے ملکہ نے ہر ایک کو خلعت دیا اور جشن کیا جلسہ عشرت آغاز ہوا مگر ساحر لاش اور عریضہ حیرت لیے پار دریاے خون روان کے آئے شاہ جادوان طلسم باطن مین کنارے ایک دریاے زخار کے شکار ماہی کھیلتا تھا اور وزیر امیر افسران لشکر خدمت مین حاضر تھے سترہ سو نازنینان حور چہرہ و قمر رخسار دُر در گوش جواہر پوش ہیجانہ لیے کار و بار کے لیے سامنے کھڑی تھین بجرے دریا مین پڑے تھے ناچ ہوتا تھا ماہی گیر دام ڈالے تھے شست پڑی تھی خلاصہ یہ کہ عجب عشرت کی گھڑی تھی یہ ساحر حال بادشاہ کا دریافت کر کے اسی دریا پر آ گئے اور عرضی دی لاش دکھائی بادشاہ کماہی حقیقت حال پر آگاہی پا کر غریق بحر غم ہوا اور سرودہ ہنگامہ عشرت مبدل بہ ماتم ہوا کف افسوس مل کر پکارا کہ ہاے غضب کیا اندھیر ان عیارون نے برپا کر رکھا ہے اب کس کو بھیجون اور کیا کرون یہ کلمات تاسف سنکر **باغبان قدرت** نے عرض کیا کہ حضور کچھ رنج نہ فرمائین غلام جانبازی کو حاضر ہے شاہ جادوان نے کہا اگر اسی طرح دشمنون سے لڑائی کا سامان رہا تو مجھکو خود لڑنے جانا ہوگا پس تم لوگ رکن سلطنت ہو میرے ساتھ چلکر لڑنا تم کو اسی دن کے لیے رکھا ہے مگر اے **باغبان** مین یہ حیران ہون کہ مصور مرشد زادے نے ہمیشہ چلہ کشی مین گذرانی مصورین کھینچا کیے کچھ ان سے آج تک مطلب براری نہ ہوئی مین نے تو اس لیے ان کو بلایا تھا کہ کام دشمنون کا تمام کر دینگے مگر جب وہ لڑتے ہین ذلت انھین ہوتی ہے مین اب اس جنگ کو انھین کے محول کرتا ہون اور خود فکر قتل طلسم کشا کرتا ہون اگر اب بھی کچھ اُن سے نہو سکا تو ان کو رخصت کر دونگا کیونکہ

بیت
امتیاز خوب و زشت اپنے زمانے مین نہین ۔ ایک سا ہے آہوے مست و سگ دیوانہ آج ہے

باغبان یہ تقریر بادشاہ کی سنکر خاموش ہو رہا اور شاہ نے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ اے خاتون من تم مرشد زادے سے میری جانب سے کہنا کہ آپ کا چلہ کب پورا ہوگا اور مقابلہ کس زمانے مین کیجیے گا فی الحال جب تک مین تیاری قتل **اسد** کرون حضور حریف سے جنگ کر کے استیصال دشمنان کر دیجیے اب یہ جنگ آپ ہی کے سپرد ہے مین اور بھی ساحر ہمراہ رکاب جناب ہونے کو بھیجونگا یہ نامہ تیلا سحر کا لے کر حیرت پاس آیا اُس نے جب بارگاہ مین مصور آیا اس کو دکھایا وہ نامہ پڑھ کر لاف و گزاف کرنے لگا کہ شاہ مجھکو طعنہ آمیز نامہ لکھتے ہین واقعی مجھ سے چلہ کشی مین دیر ہوئی مگر مین لڑا نہین لکھنا اُن کا جانے ہی لیکن ایک سحر مین نے تیار کیا ہے کہ سب عیارون کو پھلون کی طرح درختون مین لٹکا دونگا یہ تو بیٹھا فخر کرتا تھا اور عیارون کا حال یہ تھا کہ اظلم کو مار کے جو بارگاہ مین اپنی گئے بعد خیر و خبر کرنے لگے

باہم مشورہ کیا کہ بارگاہ حیرت مین چلکر دیکھین اب کیا سامان ہے اور کون ہم سے لڑنے آتا ہے غرضکہ
روانہ ہوئے ان مین سے برق خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ مین آیا اور سر پر مصور کے رومال
جھلنے لگا اس اثنا مین نامہ آیا جب اس نے نامہ پڑھ لیا اس نے بھی پشت پر تو لکھا ہی تھا سب مضمون
دریافت کر لیا اور جب مصور نے لاف زنی کی اس نے کہا اب کیا جھک مارتا ہے جو خدائے تعالی چاہے گا
وہ ہوگا تو عیارون کو درخت مین کب لٹکا سکے گا یہ کلام مصور نے جو سنا چاہا کہ پھر کر دیکھے لیکن صرصر
حاضر دربار تھی اور مار کھا چکی ہے اس وجہ سے خوف زدہ تھی اس نے حیرت سے کہا کہ یہ برق عیار
ہے جلد گرفتار کیجیے برق اس کا اشارہ دیکھ کر جست کر کے یہ کہتا ہوا سرا پچہ پھاند گیا کہ دیوانی ہوئی ہے
ہم کب ہاتھ آتے ہین یہ کہہ کر بھاگتا ہوا اپنے لشکر مین آیا اور مہرخ سے نامہ آنے کا حال اور تقریر مصور
سب بیان کی بہار نے کہا اے برق اتنے ساحرون کو تم نے مارا اس بھڑوے کو مین سزا دون گی ہر چند
کہ یہ قتل تو نہ ہوگا لیکن دیوانہ نہ بنایا تو نام اپنا بہار نہ رکھا مہرخ نے کہا بہن ہم تم ملکر اس کو سزا
دین ایک دن تم دیوانہ بناؤ ایک دن مین سڑی کر دون بہار نے کہا اچھا مین سحر تیار کرنے جاتی ہون
کیونکہ وہ مو انبیرہ سامری ہے مقابلہ اس کا سخت ہے ابھی سے فکر کر رکھون یہ کہہ کر دربار سے اٹھ گئی
اور مہرخ بھی فکر تیاری سحر کرنے لگی لیکن وہان جب برق جواب سخت دیکر بھاگا مصور نے پوچھا کہ یہ
کون بے ادب تھا جو اس طرح کے کلام کر گیا حیرت نے کہا کہ سوائے عیارون کے اور کون ہوگا برق
عیار تھا جو آپ کو جواب دے گیا کہون یہ پیچھا ہی نہین چھوڑتے ہمزاد کی طرح ہر وقت ساتھ رہتے ہین
مصور نے کہا اب مین سب کو غارت کیے دیتا ہون آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے مین بھی سحر تیار کرنے جاتا
ہون یہ کہکر اٹھ گیا اب یہ جب تک سحر تیار کرے اس وقت تک حال مہمانان طلسم کوکب یعنی عمرو و مخمور
کا ذکر ہوتا ہے کہ فرد لکھون اک نئے رنگ کی داستان عمرو کے ہوگانے کا جس مین بیان زمزمہ
پردازان مقال و ترنم سرایان حال اس طرح نغمہ سنج عشرت بصد مسرت ہین کہ سرشار مئے الفت یعنے
ملکہ مخمور ہمراہ نقلی عمرو کے بصد عشرت و سرور ایک باغ مین ساکن ہے اور عمرو اصلی ہمراہ ملکہ بہاران
زینت فزائے انجمن ہے تمام شہزادیان اور ناظمان ملک حاضر ہین دورہ جام بادۂ احمر متواتر مین تلچھ ہر روز
سامنے ہوتا ہے تماشا طلسم کا خواجہ کو دکھایا جاتا ہے مجلس اگر روز خواجہ کی گود مین بیٹھتی رہتی ہے اور تتلا
تتلا کر باتین کرتی ہے ایک دن جب چمنستان دہر سے گل خوش رنگ مہر نیمروز ہوا اور چاندنی کا پھول
گلشن فلک پر کھلا عالم خاک کو خلعت نور عنایت ہوا کہ ابیات

چڑھا اس جوش پہ دریائے مہتاب
کہ کوسون تک پھرا سیلاب سیماب
ڈھلکنے یون لگے سب برج یکے
کہ ہو مین جس طرح چاندی کے تھلکے

بہاران نے خواجہ کو چبوترہ پر جو بیچ باغ مین تعمیر ہے جواہرکار و بے نظیر ہے لا کر فرش مکلف پر بٹھایا

گرد اس چبوترہ کے کرسیون پر شہزادیان محفل آرا ہوئین سامنے پریون کا مجمع تھا عجب طرح کا باغ رشک بہشت گلبدنون کے جماؤ سے لگا تھا کہ جس پر خاطر رضوان بھی فریفتہ اور شیدا تھا المولفہ

وہ جلسہ گلرخون کا اور وہ باغ ۔ دل رضوان مین جسکے عشق کا داغ
جواہر کار نورانی تھا وہ فرش ۔ چمک جسکی زمین سے پہنچے تا عرش
ضیا افروز محفل روشنی تھی ۔ جو چشم مہ کو دیتی خیرگی تھی
عجب وہ انجمن اک نور کی تھی ۔ ہر اک گلرو کی صورت حور کی تھی
کوئی نازو ادا مین تھا یگانہ ۔ کوئی تھی آفت جان زمانہ
کسی نے لب پہ تھی لالی جمائی ۔ دل گلشن مین آتش تھی لگائی
کسی نے اوڑھ کر دھانی دوپٹا ۔ ملایا خاک مین سبزے کا دل تھا

غرضکہ اسی جلسۂ عیش و طرب مین چند ساحر فرستادہ شاہ کوکب آئے خواجہ کو تسلیم کی اور چالیس کشتیان پیشکش کین عرض کیا کہ شہنشاہ کوکب نے بھیجی ہین وہ کشتیان جواہر اور میوے سے بھری تھین خواجہ نے وہ جواہر زنبیل مین رکھا اور میوہ کچھ آپ کھایا اور کچھ مجلس کو کھلایا پھر کہا یہ تحفہ ہمارے دوست کا یادگار رہے گا یہ کہکر میوہ بھی زنبیل مین رکھا اُس وقت عجب سمان بندھا تھا جام شراب اور رقص بتان نے ہر ایک کو محو حیرت کیا تھا اس وقت مجلس کہ خواجہ سے کمال گستاخ ہی گود مین بیٹھے بیٹھے گردن مین ہاتھ ڈال کر گویا ہوئی کہ میرے پیارے پیارے چچا میرے اچھے اچھے خواجہ مین تمھارے صدقے ہوکر مر جاؤن مین نے تمھارے گانے کی بہت تعریف سُنی ہی اور بانسری بجانے مین تم اپنے وقت کے کنھیا ہو ہمین بھی اپنا گانا سناؤ یہ کہکر تتلا کر ہٹ کرنے لگی کہ یا اللہ کیا ہوگا جو آپ گائیے گا کچھ منھ کے موتی ٹوٹ جائینگے یہ کہتی جاتی ہی اور ٹھنکتی ہی ننھے ننھے ہاتھون سے بلائین لیتی ہی پیران نے یہ حال دیکھکر گھڑکا کہ کیون تو خواجہ سلامت کو دق کرتی ہی تیری کچھ شامت تو نہین آئی ہی اپنے برابر والا سمجھی ہی فی ٹانگ برابر کی چھوکری اور ان کو کھجاٹے گانے کی فرمائش کرے مجلس گھڑکنے سے بسور کر رونے لگی خواجہ نے کہا اے ملکہ آپ بچون کو گھڑکا نہ کیجیے مجھکو لڑکون کا رونا بہت شاق گذرتا ہی پیران نے یہ ترحم برحال مجلس دیکھکر موقع جسارت فرمائش سرود پایا عرض کیا کہ یہ چھوکری تو یون باز نہ آئے گی جب تک آپ کچھ نہ فرمائینگے یہ رو دے جائے گی اس کی خاطر سے اور نیز مجھ کنیز کے عرض کرنے سے کہ یہ حقیرہ بھی کمال ہی مشتاق ہی آپ کچھ شغل فرمائیں اور سر عجز میرا آسمان پر پہونچائین کہ **فرد** نسیم فضل و کرم مین تیرے وہ ہی بو باس + نہ پہونچے گرد کو جس کے کبھی شمیم مسیح + عمرو نے یہ منت کرتا دیکھکر کہا کہ اے ملکہ مین رنجیدہ خاطر از دست **افراسیاب** ہون فکر سے بیتاب ہون اس حال مین مجھ سے گایا نہ جائے گا انشاء اللہ بعد فتح طلسم ہوشربا مین آپ کی دعوت

اور اپنا گانا بھی سناؤن گا ملکہ نے کہا کہ آپ کو اختیار ہی لیکن یہ لڑکی رونا موقوف نہ کرے گی رو کر جل تھل بھرے گی امید کہ اس کی خاطر سے آج بھی کچھ گائیے اور مجھکو ممنون منت فرمائیے کہ بیت زتوای کریم خلقی بعطیہ شاد باشد * دل ہمچو من گدای زہیچہ نامراد باشد * یہ کہکر مخلبس کو اشارہ کیا کہ وہ عمرو کے گلے سے لپٹی اور بلائین لینے لگی اس غم کو کچھ بن نہ آیا آخر ساز ندون کو ساز بلانے کا حکم دیا اور زنبیل سے وہ بانسری جواہر جڑی جو پردۂ قاف مین ملکہ حور چہرۂ اختر جبین نے دی تھی نکالی اُسوقت بران نے کہا خواجہ آپ کے گانے کا یہان لطف نہ ملے گا چلیے ہم آپ کو نیرنگ طلسمات دکھائین اور گانا سنتے جائین یہ کہہ کر اٹھی اور بارہ دری مین باغ کی آئی بارہ دری مین تین درجے بنے تھے اُن مین سب شہزادیون اور ناظمان طلسم کو لاکر بٹھایا اور آپ خواجہ کو لے کر شہ نشین پر بیٹھی سامنے اس کے دو درجے اور بنے تھے اُن کے دروازے بند تھے ملکہ نے اُن مین سے ایک دروازہ کھولا دروازہ کھلتے ہی شمیم روح پرور کا جھونکا آیا کہ دماغ جان معطر ہو گیا عمرو نے دیکھا کہ اس درجے مین ایسا گلشن غیرت دہ گلزار شداد بنا ہی کہ جس کے عشق مین رنگ رخسار شاہد بہار پریدہ ہی گل گلزار بہشت وہان کے گلون پہ گریبان چاک کرین مہندی کی سبزی دیکھکر سبزہ رنگان دہر حسرت سے برنگ بسمل خون مین گڑین نہرین وہان کی اپنی لطافت و صفا سے گہر کو بصورت اشک چشم غم رسیدہ بنائین سرو اُس جگہ کے شمشاد قامتان روزگار کو غلام بھی نہ بنائین بسان قمری طوق محبت مین اسیر کر کے دنیا سے آزاد فرمائین نگاہ چشم نرگس شہلا سے وہ رنگ مستی ٹپکتا تھا گویا جام بادہ چھلکتا تھا دامن نگاہ سے گلستان دہر کے جو گل اس گلشن کے روبرو گر گئے تھے تو گلون کے پھول جھڑ گئے تھے سبحان اللہ عکس فروغ لالۂ حمرا نے کاسۂ ماہ کو پیالۂ نور کیا تھا کواکب کو نور سے معمور کیا تھا کہ نظم

در ہر کجا شقائق نعمان کشید سر — باد بہار پر تو خود در چمن فگند
افروخت شعلہ لالۂ احمر چو در چمن — از باغ در گذشت خزان مثل رہ بند
گسترد فرش سبزہ زمرد بہر طرف — وضع شگوفہ زار چمن گشت دلپسند
زر دشت وش عنادل بستان بزمزمہ — مشغول در مسائل پاژند و درس ژند

عمرو اس باغ کو دیکھکر متحیر تھا کہ ملکہ نے اسی درجہ کا دوسرا دروازہ کھولا خواجہ نے دیکھا کہ اس میں روانی سے کوہستان طلسم نظر آتے ہین زمرد کوہ یاقوت کوہ فیروزہ کوہ وغیرہ سب دکھائی دیتے ہین ان پہ جواہر کے مکان اور بنگلہ بنے ہین سبزہ لگا ہی طائران خوش الحان زمزمہ پیرائی کرتے ہین مور چنگھاڑتے ہین پپیہے اور کوئل کوکین مارتے ہین کہ بمقتضای لمؤلفہ

کوہ بلور کا تھا ایسا نور — جل بجھا جس کے غم مین کوہ طور
کوہ یاقوت دشت سبز مین تھا — چرخ اخضر پہ مہر تھا نکلا

طائرون کی صدا تھی خوش آیند | نخل طوبی سے رکھتے تھے پیوند
سبزۂ دشت تھا وہ خوش آئین | سنبلہ بھی ہو جس کا خوشہ چین

بعد دیکھنے کوہستان کے اسی درجہ کا تیسرا دروازہ ملکہ نے کھولا یہان سے سارا قلعہ ہفت رنگ نظر آیا کہ بازارین کھلین ہین رعایا دلشاد ہر سمت پھرتی ہے غرضکہ اسی طرح ہر دروازہ ملکہ نے دونون درجون کا وا کیا اور ہر ایک مین نیا تماشا نظر آیا کسی مین صحرائے پر بہار دیکھا کسی مین دریائے زخار بہتے پایا عمرو نے دل مین تعجب کیا کہ واقعی اس محلسرا مین تمام طلسم موجود ہے کیا قدرت رب ودود ہے حاصل یہ کہ ملکہ مسند پر کہنی رکھکر بیٹھی اور خواجہ نے منھ سے نے لگائی سب خواجہ کا منھ دیکھ رہے ہین کہ دیکھین کیا کرتے ہین لیکن اس نے نے نوازی کرنا آغاز کی اور یہ غزل آتش کی اس طرح گائی کہ ساری بزم محو ہو گئی

غزل

بادشاہ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج | داغ سودا ہمکو دیتا ہے جنون تمغانہ آج
تیرے کوچہ کا ہے اے خانہ خراب غسانہ آج | شیخ کعبہ چھوڑتا ہے برہمن بتخانہ آج
جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل | عقل کل کہیے اسے جو کوئی ہے دیوانہ آج
آمد آمد اس سراپا نور کی ہے بزم مین | شمع اڑ جائے جو ہاتھ آئے پر پروانہ آج
ہمنشین کہتے ہین ذکر عیش نصفت عیش ہے | مین کہون تو سن جمال یار کا افسانہ آج
تلوے سہلاتی ہین پریان خانہ زنجیر مین | وقت کا اپنے سلیمان ہے ترا دیوانہ آج
مجھ سے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہے شراب | دیکھتا ہون مین بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج
میرے مرنیکی دعا مانگے وہ بت پڑھکر نماز | کسطرف جاکر کرون مین سجدۂ شکرانہ آج
وصل کی شب ہے کہان ساقی تکلف برطرف | مین تمھین پیمانہ دون تم مجکو دو پیمانہ آج
دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشہ مین بند | بعد مدت ہوش مین آیا ہوا ہے دیوانہ آج
نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہے آتش نڈر | شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

اس گانے سے اہل انجمن کیا شجر و در و طائر وغیرہ سب سناٹے مین آگئے نہرون سے مچھلیان کنارے آکر مثل ماہی بے آب لوٹنے لگین لہرین جھوم کر چلتی تھین جانوران گلشن خوش الحانی بھول کر ادھر کان لگائے تھے اور بعض آشیانہ سے گر کر تڑپتے تھے بلبل کی زبان بند تھی دام تسلسل راگ مین پابند تھی گل صد برگ کا رنگ زرد ہوا تھا چشم نرگس حیران تھی زلف سنبل پریشان تھی داؤدی الحان داؤدی سنکر سفید ہوتی تھی گویا نہ ہونے سے پشیمان تھی لالہ کا دل داغدار تھا موتیا گوہر نثار کرنے پر کیا خواجہ کا منھ موتیون سے بھرنے پہ تیار تھا بیلا اپنا البیلا پن بھولا تھا راگ سنکر ایسا سر در ہوا کہ بھولا تھا [illegible] کو سکتہ تھا ہر چند بے رنگ مصرعۂ موزون بنا تھا نظم سا

ہ

اٹھی دل سے بہار کے ہوک — صحرا صحرا مین پڑ گئی کوک
جنگل مین مچ گیا جو منگل — دان گونج اٹھا تمام جنگل
اچھلا سیمرغ بھی ہوا پر — بالیدگی آ گئی ہما پر
رگڑین بہتون نے ایڑیان وان — ٹوٹین لاکھون ہی بیڑیان وان
دریا کے منھ پہ آ گیا کف — باندھی مرغابیون نے اک صف
لی باد بہار نے پھریری — سانس ایک بھری صبا نے گہری
جیب غم نرگسی ہنسی وہ مطلق — سینہ ہوئے ہر انار کے شق
نیلا سوسن کا ہو گیا رنگ — تبدیل چمن کا ہو گیا رنگ
انواع طیور مین ہوا غل — لپٹی ہر شاخ گل سے سنبل
گل شبو نے بھرا دم سرد — صد برگ کا چہرہ ہو گیا زرد
جو سرو پہ بیٹھی فاختہ تھی — سو وہ بھی حواس باختہ تھی
رقصان طاؤس خوشنما تھا — ایسا ہی قصہ ہما تھا
جاری ہوئی اک نشاط کی نہر — لہرا اٹھی سرور کی نہر

بعد کچھ عرصے کے خواجہ نے بانسری زنبیل مین رکھ لی اور چپ ہو رہا ہیران و مجلس وغیرہ تادیر اشک ریزان عالم محویت مین رہین جب ہوش مین آئین مجلس اٹھ کر لپٹ گئی اور کہا خواجہ ازبرائے خدا نیم بسمل نہ چھوڑیے اب کی پھر گائیے یہ کہہ کر منت کرنے لگی عمرو نے سمجھا کہ یہی وقت اپنے حال بیان کرنے کا ہے یہ سمجھکر تھوڑی دیر پھر گایا اور نے کو ہاتھ سے رکھ کر گویا ہوا کہ خاک گاؤن میرا فرزند شہزادہ اسد تو قید ہے خدا جانے میرے ہمراہیون پر افراسیاب نے کیا آفت کی ہو گی یہ کہکر اشک آنکھون مین بھر لایا ہیران نے تسکین دی کہ انشاء اللہ آپ کو مع فوج قاہرہ والد میرے اس موذی کی سرکوبی کو بھیجینگے اور مین بھی آپکے ساتھ چلونگی عمرو نے کہا اے ملکہ آپ کے تفقدات سے مجھے ایسی ہی امید ہے لیکن میرا دل اس وجہ سے اور زیادہ گھبراتا ہے مخمور جو ہر وقت مجھکو تسکین و تسلی دیتی تھی وہ بھی یہان آ کر چھوٹ گئی ملکہ نے کہا مین ابھی آپ کو اس سے ملائے دیتی ہون اور اسکو بلائے لیتی ہون یہ کہکر حکم دیا کہ مخمور کو حاضر کرو ساحرہ دوڑے اور اسی باغ مین جہان عمرو کے ہم شبیہ پاس مخمور رہی ہے پہنچکر عرض کیا کہ چلیے آپ کو ملکہ ہیران نے بلایا ہے مخمور یہ پیام سنکر سمجھی کہ مجھکو ساحرہ نے اپنا ہمپیشہ اور معزز جان کر پہلے طلب کیا ہے جب تو جا کر سفارش خواجہ کی کرے گی تو ان کی بھی طلب ہو گی یہ سوچکر نقلی عمرو سے کہا کہ خواجہ دیکھیے ہم سے اور تم سے اب کب ملاقات ہوتی ہے خواجہ نقلی نے جواب دیا کہ تم چلو مین بھی آتا ہون گا یہ تخت پر سوار ہوئی کہ یکایک ایک آواز آئی کہ پشت باغ کی طرف کا دروازہ

وا کرکے اے مخمور دیکھو تخت پر سوار نہ ہو اس نے یہ آواز سنکر استعجاب کیا اور تخت سے اتر کر در پشت باغ وا کیا اندر گئی دیکھا یہان بھی دربار لگا ہے پریزادون کا مجمع ہے شہ نشین بارہ دری مین ہمراہ بہران عمرو بیٹھا ہے حیران ہوئی کہ ایک عمرو کے پاس سے مین آئی ہون اور دوسرا یہان موجود ہے پھر سمجھی کہ بادشاہ طلسم یہان کا ہم کو عجائبات دکھاتا ہے وہ عمرو ونتھا یہ عمرو اصلی ہے اور مجھ سے پہلے بلا لیا گیا ہے خیر شکر ہے کہ محنت تو ٹھکانے لگی غرضکہ آگے بڑھی اور سامنے ملکہ کے آکر سلام کیا عمرو اٹھ کھڑا ہوا اس کی خاطر سے ملکہ اور سب اٹھ کر بغلگیر ہوئے پھر مہمان عزیز جان کر برابر اپنے بٹھایا مخمور نے کہا خواجہ ابھی ہم تم ایک جگہ تھے اور یہان تم اس طرح بغلگیر ہوئے جیسے بہت دنون سے جدا تھے عمرو نے یہ بات سنکر تعجب کیا اور کہا جب سے تم چبوترے پر سے الگ ہوئین مجھسے آج ملاقات ہوئی ہے یہ کہکر اپنے آنے کا سب حال بیان کیا مخمور نے کیفیت اپنی ظاہر کی جب دونون غرق بحر تعجب ہوئے بہران نے کہا خواجہ میرے باپ کو آپ کا استقبال مجھکو مع ناظمان طلسم بھیجکر کرانا منظور تھا اس لیے ان کو الگ کر لیا تھا کیونکہ یہ ایک ناظمہ طلسم ہوشربا ہے بالیقین اس جلال و عزت سے پیشوائی ان کی نامناسب سمجھی گئی یہ تقریر سنکر عمرو خاموش ہو رہا مگر مجلس نے کہا کہ ملکہ مخمور کی صورت دیکھکر مجھکو یاد آیا کہ مین نے پتلا حسین اپنی لونڈی کے پکڑنے کو بھیجا تھا وہ سوا ابتک نہ آیا نہین معلوم کیا ماجرا گذرا یہ کہکر اپنی مان عمران جادو سے کہا کہ باجی امان ایک پتلا آپ بنا کر خبر کو بھیجیے دیکھیے وہ کیا خبر لاتا ہے اُس کی مادر نے بموجب اُس کے کہنے کے پتلا آردماش بنایا اور پیر سحر کا امین بٹھا کر روانہ کیا بعد اس کے جانے کے عمرو نے مخمور سے کہا کہ ہم کو یہان کا ایک ساحر پکڑ لے گیا تھا یہ کہہ کر حال چہر وغیرہ کا بیان کیا چہر کا نام سنکر بہران نے کہا خواجہ آپ نے خوب یاد دلایا وہ چہر جو آپ کے ساتھ آیا تھا دار الامارۂ شاہی مین میرے ملازمون نے فروکش کیا ہے اُس کے بارے مین کیا ارشاد ہوتا ہے عمرو نے کہا اُس کو ملک چہرخ رو مین تن عنایت کرکے رخصت فرمائیے ملکہ نے کہا چہرخ کو نکالیے تاکہ دیوان اُس کا سمجھا جاے عمرو نے اُسکو زنبیل سے نکالا سب کو بڑا تعجب ہوا کہ عمرو کمر سے زندہ آدمی نکالتے ہین غرض سب نے دیکھا کہ چہرخ کی زبان مین سوزن دیا ہے لنگوٹی بندھی ہے سارا جسم ننگا ہے اور بیہوش پڑا ہے بہران نے فرمایا کہ سوزن نکال لیجیے اور اس کو ہوشیار کیجیے عمرو نے کہا سوزن نکالنے سے یہ ساحر ہے ضرر پہنچاے یا بھاگ جاے تو مین نہین جانتا ملکہ نے کہا کیا مجال جو میرے سامنے سے کہین جا سکے خواجہ نے اُسکو ہوشیار کیا اور سوزن نکال لیا اُس کی جب آنکھ کھلی عمرو کو دیکھ کر چاہا کہ بھاگ جاؤن بہران نے ایک پھول گلاب کا گلدستون مین سے جو بہر زینت بزم رکھے تھے اٹھا کر مارا اور حکم کیا جانے نہ پائے اُس پھول کی پنکھڑیان بکھر کر چار طرف سے بسان تیر آتشین اُسپر چلین وہ بھی ساحر زبردست ہے اس نے سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ پنکھڑیان مرجھا کر گر پڑین پھر تو وہ غصہ ملکہ کو آیا ایک پاؤن سے کھڑی ہو گئی منھ مثل گل گلاب سرخ ہو گیا لب نازک برنگ برگ بید تھرانے لگے آنکھین لال ہو گئین شاہد مردم یاقوت پوش ہوے

اور دونون ہاتھ سر سے بلند کیے جیسے کوئی انگڑائی لے اس وقت اس سفاک عالم کے حسن کی یہ کیفیت تھی
کہ بیت ہاتھ ہے ہالہ مہ روے منور کے گرد + ڈھنگ دنیا سے جدا ہی تری انگڑائی کا + ہاتھ بلند ہوتے
ہی چار سو پتلے تیر و کمان لیے ہوا سے اترے چرخ بزور سحر اڑ کر بلند نہ ہوا تھا کہ تیر چار سو ایک ہی مرتبہ
پتلون نے مارے جسم سارا اس کا غربال ہو گیا وہ خطا گرفتہ گوشہ گیر دامن اجل ہوا بیرا اُس کے چلانے لگے
ملکہ نے لاش اُس کی کھنچوا کے پھکوا دی اور چند کشتیان خلعت کی درست کرا کے مع تاج مرصع اور فرمان
حکومت کے جوہر کے پاس بھیجین ملازمان ملکہ جب جوہر کے پاس لائے وہ منتظر تھا کہ دیکھیے خواجہ سے
کب ملاقات ہو اس وقت خلعت دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہی ملازمون نے عرض کیا کہ خواجہ صاحب نے یہ
خلعت و فرمان حکومت قلعہ چرخ آپ کو بھیجا ہی ہوشیار بہت خوش ہوا اور کچھ ساحر نامور ملکہ کے حکم
سے اس کو تاج حکومت پہنا کر تخت پر بٹھا کر روانہ ہوے یہانتک کہ قلعہ مذکور مین لے جا کر تخت فرمانروائی
پر بٹھایا سرداران فوج کو فرمان ملکہ سنایا افسران نے لشکر کے جب ساحران معزز کو ہمراہ دیکھا سمجھے کہ اگر ہم
سرکشی کرین گے ان سے لڑ نہ سکین گے اور دوسرے بادشاہ طلسم سے لڑائی چھڑ جائے گی پس یہ سمجھ کر
حاکم بادشاہ طلسم کی اطاعت مین سرگرم ہوے منادی نے ندا کی جو بادشاہ حال کا مطیع نہ ہو گا قتل
کیا جائے گا سب اکابرین قلعہ مسطور حاضر ہوے نذرین گذرنے لگین چنانچہ یہ جوہر تو یہان کی حکومت
پا کر عیش کرتا ہی مگر بران خواجہ و مخمور کو اندر بارہ دری کے لے کر بیٹھی اور خاطرداری کرنے
لگی مخمور سے یہ پوچھا کہ کیون تم نے افراسیاب کو کیون چھوڑا اور خواجہ کی رفاقت کس لیے اختیار
کی مخمور نے عرض کیا کہ میرا یہ رتبہ کہان جو خواجہ کی رفاقت کرون بران نے کہا خواجہ ایسی خوبیون
کے آدمی ہین کہ ہر ایک ان سے محبت کرتا ہی اچھا مخمور اب بتاؤ کہ ہمارا باپ زبردست ہی یا افراسیاب
مخمور نے کہا واری مین کیونکر افراسیاب کو کم زور کہون کیونکہ دشمن کیسا ہی ذلیل و خوار کیون نہ ہو
لیکن اپنے سے زبردست اور اپنے طرفدارون سے زور آور اس کو جاننا چاہیے کہ بیت جو نہ
سمجھا اپنے دشمن کو قوی + کام مین اس کے پڑے گی ابتری + بران کو یہ جواب اُس کا پسند آیا اور ہنسکر
کہا واہ واہ خوب تم نے باتون مین افراسیاب کو زبردست بتلایا مخمور نے جواب دیا کہ حضور مین
نے اس کی زبردستی دیکھی ہی پھر جو دیکھا ہو وہ کیون نہ کہون آپ کے یہان آئی ہون اگر جانتی ہوتی پہلے
سے تو زرگی اور حقارت مین بہ نسبت آپ کے اور افراسیاب کے تمیز کر سکتی اس کے پاس حجرۂ
ہفت بلا ہی لوح دار طلسم ہی آپ کے یہان تبلایے کیا کیا چیز عمدہ ہی بران نے کہا ہمارے طلسم مین
گنبد سامری ہی جو ساحران عالم کی پرستش گاہ ہی میرے پاس اختر مروارید سامری ہی جو ہزار دن
سحر دم بھر مین پیدا کرتا ہی مخمور نے کہا تو آپ کا اور افراسیاب کا برابر مقابلہ سہی خدا ایسا کرے
کہ وہ موا غارت ہو اور آپ اس پر فتح پائین اور اے ملکہ دوران آپ نے جو خواجہ کو ٹھیرا رکھا ہے

یہ عیش اس کے لیے بدتر از رنج ہے کیونکہ مہرخ وہاں اکیلی ہے اگر وہ کام آئے تو آپ کے لیے اور خواجہ کے لیے بڑی بدنامی ہے کیونکہ سب کہیں گے عمرو لڑ نہ سکا بھاگ گیا اور کوکب نے دربردہ دوستی شاہ جادوان کرکے عمرو کو ہتھیار رکھا بران نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ تم سچ کہتی ہو مگر میں مزاج میں اپنے باپ کے دخل نہیں رکھتی خواجہ کا جانا بغیر ان کی ملاقات نہ ہوگا اور ملاقات ہونے کا تقاضا نہیں کر سکتی مخمور نے کہا پھر جلد تک کمک کچھ بھیجدیجیے ملکہ نے کہا ہاں یہ ہو سکتا ہے اور چاہا کہ ایک ناظم ملک کو بہر روانگی حکم دے اس وقت عمرو نے کہا اے ملکہ آپ پہلے دو ساحر خبر لینے کو بھیجدیجیے کہ میرے لشکر کا حال دیکھ آئیں اگر کچھ امر نوع دیگر خدانخواستہ ہو تو مجھکو روانہ کردیجیے گا ابھی بغیر اجازت اپنے باپ کے مدد نہ بھیجیے ملکہ نے کہا بہتر ہے اور دو ساحروں کو حکم دیا کہ جاؤ لشکر مہرخ کی خبر لاؤ ساحر روانہ ہوئے اب یہ ساحر تو لشکر کی خبر کو جاتے ہیں لیکن حال لشکر کا سنیے کہ بہار و مہرخ دونوں آمادہ جنگ مصور اور سحر کی تیاری میں مصروف ہیں ادھر مصور بھی بارگاہ سے اٹھکر سحر درست کرنے آیا تھا اسی رات کو کہ جس شب بران کے یہاں عمرو نے نوازی کی ہے حیرت نے چاہا کہ طبل جنگ بجواؤں اس لیے مصور سے کہلا بھیجا کہ آپ طبل جنگ بجوانے کو فرما گئے تھے میں حکم نواخت کوس حرب دیتی ہوں مگر آپ سے اجازت چاہتی ہوں یہ پیغام سنکر مصور خود حیرت پاس آیا اور کہا اے ملکہ ابھی آپ تامل کریں مجھکو شاہ جادوان نے نامہ میں طنز کی عبارت لکھی تھی اس وجہ سے چاہتا ہوں کہ یکہ و تنہا بارگاہ حریف میں جا کر سب کو پہلے سمجھاؤں اگر نہ مانیں تو گرفتار کر لاؤں حیرت نے کہا در حقیقت آپ ایسے ہی ہیں نبیرہ سامری کے آگے چند ساحروں کا پکڑ لینا کیا بات ہے لیکن تنہا آپ کی بلا جائے ملازم موجود ہوں تو کیوں آپ اکیلے جائیں اس نے جواب دیا کہ اے ملکہ نام میرا اسی بات میں ہے اب مجھے نہ روکیے یہ کہکر پکار کر کہا جو عیار کہ یہاں بشکل مبدل لشکر حریف کے ہوں وہ جا کر خبر کردیں کہ خداوندزادے اکیلے تمھارے قتل کو آتے ہیں یہ کہہ کر چلا حیرت بھی چپ ہو رہی کہ آج اس کا کمال دیکھوں اور عیار جو یہاں حاضر تھے وہ بھی چلے اور یہاں آکر ملکہ مہرخ سے حال اس کے آنے کا بیان کیا اس نے بہار سے کہلا بھیجا کہ جس کے لیے تم سحر تیار کر رہی ہو وہ اکیلا آتا ہے بہار اپنے خیمہ میں اگیار کرکے سحر پڑھتی تھی اور ایک پتلی ماش کے آٹے کی بنا کر زعفرانی لباس پہنا کر جنگیر پھولوں کے گہنے کا اسکے ہاتھ میں دیا تھا اور گہنا پھولوں کا اسے بھی پہنایا تھا پھر اس کو بھینٹ دے کر وعدہ وقت پر بلانے کا لے کر آگ میں جلایا تھا کہ خبر آمد مصور سنی فوراً اندر بارگاہ کے آئی اور دنگل پر بیٹھی تھی کہ ہرکاروں نے بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ مصور لباس رزم پہنے چھڑی ہاتھ میں لیے قریب بارگاہ پہونچ گیا ہے یہ خبر سنتے ہی بہار نے پڑھ کر دستک دی وہاں مصور چلا آتا تھا کہ یکایک آواز جھماکے کی سنائی دی اس نے سر اپنا اٹھا کر دیکھا تو ایک نازنین سمن اندام کو تخت سحر پر سوار پایا کہ روشنی گلاسوں کی گرد تخت کے ہے اور وہ شعلہ حسن بیچ میں مسند ناز پر بیٹھی ہے حقیقت میں مسند نشین انجمن دلبری و رونق ماہ مشتری کی

یہ دیکھکر مصور ٹھٹکا اور وہ تخت پر آیا اس نے دیکھا کہ یہ غارت گر تاب و توان لباس زعفرانی پہنے ہے جسکے عشق مین چہرۂ عاشقان زرد ہی دلمین عاشق کے درد ہی موتیے کا عطر سارے جسم مین لگا ہی فتنہ برپا کرنے والا ہے نسیم بہار کا دماغ بسانے والا ہی چنگیر پھولون کی تورے پوش پڑا دست نازک مین لیے ہی غنچہ خاطر عاشقان شگفتہ کیے ہی شکل و شمائل مین وہ ماہ چہاردہ آسمان زیبائی و ہمسری خور ہی سراپا چشم بد دور نور ہی آفتاب اس کی جبین نورانی دیکھ کر چکراتا ہی نہین اس جبین پر صدقے ہوا چاہتا ہی مانگ اس کی موتیون سے بھری ہی یا تارون سے رات بھری ہی کانون مین گہر ہاے آبدار آویزان اس پر زلف سیہ کا آجانا گویا ناگنی انڈون پر بیٹھی تھی نہین نہین یہ بیہودہ تشبیہ کیا گہر کی بالی کان صباحت کے حلقہ بگوشی اختیار کی ہی چشم خمارین کے ڈورے رگ گل سے سوا نازک تھے دام محبت مین اسیر کر لیتے تھے خال سیاہ قرین چشم یا کوئی مست میخانہ مین پیالے خم سے لپٹ رہا تھا ناک خود بینی کی ناک تھی خاطر عشاق اسی کو پیار کرکے غمناک تھی گات ایسی گدرائی تھی کہ نہال حسن مین پھل آئے تھے ہونٹھ ایسے چوسنے کے قابل تھے کہ عاشق انھین دیکھکر ہونٹھ چاٹین کام و دہان انھین لذتون پر مائل تھے دھوان دھار دھڑی مسی کی جمی اور مسکراہٹ سے شرم عوض سرخی کے رچی دہن تنگ آرزوے جان ورگ خاطر تمنا کی طرح گم تھا زبان منھ مین تھی یا نزاکت سمٹ کر سمائی تھی اسی کا مسکن بنا تھا کہ

نظم

وہ ظالم کے مسی آلودہ دندان
جھلک مین موتیون سے تھے دو چندان
پڑے ہونٹون مین تھے ایسے دمکتے
کہ ہون جون رات کو جگنو چمکتے
یقین ہو اس کو جو دیکھے وہ پستان
کہ بیشک یہ ارم کا ہے گلستان
بنے دو برج سونے کے یہان ہین
کہ سونے کے کلس اوپر عیان ہین
زبس تھا صاف سینہ پیٹ بھی صاف
بدن آئینہ سان براق شفاف
شکم پر رونگٹون کا ذکر کیا تھا
فقط وہ عکس خوبی کا پڑا تھا
ستارہ سی دمکتی تھی پڑی ناف
بھلا کوئی کرے کیا اسکا اوصاف
وہی تو حسن کے چشمہ کی تھی سوت
نہ تھی وہ ناف تھی اک جاگتی جوت
یہی کہتی تھی اس کو دختر رز
کہ ہے یہ تو بعینہ ہاے ہوز
کرون کچھ اور اعضا کا مین کیا ذکر
کہ ناحق کی بھلا آتی کہان فکر
نہ ہے مضمون عالی دماغی
چڑھاوین بلبلین اس کو چراغی
مپرس از بند شلوار از دگر ہیچ
حکایتہاست اینجا پیچ در پیچ
لگا کر ناخن پا سے وہ تا فرق
سراسر حسن کے دریا مین تھی غرق
غرض وہ شوخ اسکی پا کے آہٹ
لگی دکھلانے اپنی چلبلاہٹ

یعنے تخت سے اتر کر خراماں خراماں مصور پاس آئی یہ اس کو دیکھکر محو جمال ہو چکا تھا حیرت زدہ ہو کر رہگیا
اس آئینہ رو نے آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کیون اے بیوفا یون بھی کوئی اس طرح بھول جاتا ہی کہ **بیت**
آہ ازان شوخ کہ تا سر نشود خاک درش ہ بسر عاشق بیجان نیفتد گذرش ہ مصور اپنے دل مین حیران ہوا
کہ یہ کون نازکبدن غنچہ دہن ہی جو محبت ظاہر کرتی ہی لیکن پوچھ نہ سکا کہ یہ زیادہ بے مروت کہے گی
اور گلہ کرے گی کہ یہ پہچانتے بھی نہین یہ سوچکر اس کی باتون کا دیا ہی اس نے جواب دیا کہ اے مایۂ راحت
و آرام **فرد** تا نہ ہو دلبر کی جانب سے کشش ہ عاشق بیچارہ کہہ کیا کر سکے ہ اچھا اب یہ شکایت جانے دو مجھ
تم یہان ٹھہرو مین ان نمک حرامون یعنے **ترخ** وغیرہ کو پکڑ لاؤن تو آپ کو اپنے لشکر مین لے چلون وہ
پریزاد یہ کلمہ سنکر ہنسی اور کہا خیر مین ایسی مستانی ہون جو ان کے انتظار مین یہان کھڑی رہون جب لڑ ائی
فتح کر کے آئین گے تو مجھے لے چلین گے اے صاحب ذرا ہوش پکڑو وو ذرا حواس درست کرو کیا مین
اپنے بس مین ہون جو کھڑی رہون لو یہ تحفہ حاضر ہی دیکھ لو اور مجھکو رخصت کرو یہ کہکر وہ چنگیر آگے
بڑھایا مصور نے اس کو ناراض ہوتے دیکھکر رخسار نازک پر ہاتھ پھیرا اور کہا اے جان جہان خفا
نہ ہو یہ بتلادو کہ تم کون ہو اور یہ تحفہ کس نے بھیجا ہی اس نے اس کلمہ پر ٹھنڈی سانس بھری اور کہا
او بیوفا جب تو پہچانتا نہین تو ہم کیا اپنا نام بتائین اور تحفہ کا حال چنگیر کھولنے سے ظاہر ہو جائیگا
مصور اس کی لگا منتین کرنے اس نے کہا صاحب تم میرے پیچھے کیون پڑگئے راستکا مقدمہ ہی دیکھو
مین بدنام ہو جاؤن گی یہ تحفہ لے لو اور اپنے کام پر جاؤ پھر کبھی ساحری چاہینگے تو ملاقات ہو جائیگی
مصور یہ کلام سنکر سوچا کہ دیکھو تو چنگیر مین کیا ہی اور وہ کون ایسی رشک چمن ہی جسنے باین تکلف
ایسے پریزاد کے ہاتھ تحفہ بھیجا ہی یہ سمجھ کر اس نے چنگیر کا تورہ پوش اٹھا یا دیکھا اس مین ہار اور گجرے
پھولون کے عطر سے بسے رکھے ہین یہ کہہ کر مستفسر ہوا کہ یہ کس نے بھیجے ہین اس گلعذار نے کہا ان
پھولون کو سونگھو اور آنکھون سے لگاؤ پھر آپ ہی اس کا حال معلوم ہو جائیگا جس نے بھیجے ہونگے
مصور سمجھا کوئی ساحرہ مجھ پر عاشق ہی اس نے یہ بھیجا ہی اور نازنین سے حال چھپایا ہی ان پھولون مین
کچھ سحر کی لاگ رکھی ہوگی جب تو اس کو سونگھے گا خود بخود تیرے قلب پہ نام و نشان اس پردہ نشین
چشم تصور کا منکشف ہو جائیگا یہ سمجھ کر گجرا ہاتھ مین باندھ لیا اور ہار گلے مین ڈالے پھولون کو
سونگھ کر آنکھون سے لگا یا یہی سحر تھا بہار کا کسی طرح یہ پھول سونگھ لے بس پھر آپ مین نہ رہے گا
اور اسی واسطے پریزاد سحر نام نہ بتاتی تھی کہ ایسا نہ ہو نام بہار سنکر اس کو علاقہ سمجھے اور پھول نہ سونگھے
اب جو پھول اس نے سونگھے اور ہار گجرے پہنے اس نازنین نے ایک قہقہہ مارا اور کہا نام اس تحفہ
بھیجنے والے کا معلوم کیا اگر نہ معلوم کیا ہو تو پھولون کی پتیان دیکھو اس گل باغ رعنائی نے ورق گل پر
شاخ نرگس کا قلم بنا کر تحمین نامہ لکھا ہی مصور بیخود و بیتاب ہو چکا تھا اس کے کہنے سے مجموعہ اوراق گل کو

پریشان کرکے درس طغراے سبزہ نازنین محبت پڑھنے لگا تیون پر یہ لکھا پایا کہ ملکہ بہار جادو نے یہ تحفہ خوش اندام کنیز کے ہاتھ مصور جادو کو بھیجا ہی اور کنیز کو بھی ان کی خدمت کے لیے مقرر کیا ہی بس یہ سنتے ہی تالیان بجانے لگا اور پکارا کہ بیت باغ مین اُگتے ہین وان سے گل رعنا ابتک + جس جگہ سایہ پڑا اتھا تری رعنائی کا + یہ کہہ کر اس غنچہ دہن پر جو تحفہ لائی تھی دست ہوس بڑھایا اور ہاتھ پکڑکر اپنی طرف کھینچا وہ درحقیقت ایسی نازک تھی کہ اُس کے ہاتھ لگاتے ہی ٹوٹ گئی یعنی زمین پر گرکر سر الگ پاؤن الگ ہاتھ الگ سب جوڑ کلی کی طرح بکس کر پھول کی پنکھڑی کے مثال الگ الگ بکھر گئے مصور نے ایک نعرہ مارا کہ ہاے یہ کیا غضب ہوا اے جان مجھکو یہ نہ معلوم تھا کہ تو ایسی نازک ہی یہ کہہ کر اس کا سر چھاتی سے اٹھاکر چاہا گلے لگاؤن مگر وہ سر کیا تھا کاسۂ حباب تھا اس کے چھوتے ہی پانی ہوکر بہہ گیا اور اسی طرح جس اعضا کو اس نے ہاتھ لگایا وہ پانی ہوا جب وہ صورت رنگین اور نقشہ نگارین سامنے سے بلبلے کی طرح لٹ گیا بلبل نمط یہ بھی فغان دشیون کرنے لگا کہتا تھا مین تو وہی لونگا ہاے مین تو وہی لونگا اسی طرح بکتا ہوا وہی لونگا وہی لونگا کہتا ہوا پھرتا تھا اور جب زیادہ تر اس دل آرام کی صحبت یاد کرکے بیقرار ہوتا تو بے تابانہ یہ اشعار زبان پر لاتا کہ بموجب ابیات

کوچے سے یار کے نہ صبا دور پھینک اسے
مدت کے بعد آئی ہے خاک اپنی راہ پر

قسمت کی خوبی دیکھیے اس شاہ حسن کو
دھوکا ہوا فقیر کا مجھ داد خواہ پر

مین کشتی شکستۂ دریاے عشق ہون
روتا ہے ناخدا مرے حال تباہ پر

یاد آگیا ہے سبزہ جو مژگان یار کا
بوسے دیے ہین دیدۂ مردم گیاہ پر

گوشے بتان کے پردے چھپٹے اسکے شور سے
رحمت خدا کی اپنی اثر دار آہ پر

غرضکہ اسی طرح تا دیر بیتاب و آشفتہ حال پھرا اور اس طرف ملکہ بہار نے سراپچے بارگاہ کے اٹھوا دیے سردار اسکا حال پریشان و نزار دیکھ کر ہنسنے لگے اس طرف چند لشکری جمع ہوگئے جب یہ کہتا ہی مین وہی لونگا سب پوچھتے ہین ارے میان کیا لوگے یہ کچھ جواب نہین دیتا سواے اس کہنے کے کہ وہی لونگا آخر لشکر کے لڑکے تالیان بجانے لگے کوئی کہتا اے گا بھی اے گا کوئی بہکاتا کہ ابھی دلگی نہ کر وہ اب بلا دیے گا ضرور کوئی کہتا اچھا آؤ ہمارے ساتھ ہم دلا دین کوئی بولتا کہ ادھر دیکھو یہ لوگے کوئی کہتا دیکھو وہ آئی یہی لوگے نہ کوئی ہنستا ہوا پاس آتا اور کہتا کہ ارے بھئی تمھاری بی بی کو بلا دین یہ ایک ایک کو کھسیا ہوکر مارنے دوڑتا وہ سب متفرق ہوجاتے جب یہ ٹھہر جاتا اور بیقراری کرتا تو پھر سب جمع ہوجاتے الغرض یہ نبیرہ سامری ہر چند کہ مسحور سحر ہی مگر غضبناک ہوا اور سوچا کہ ملکہ بہار کو چلکر پکڑ لا اسی سے تیرے معشوق کا پتہ ملے گا یہ سوچکر چاہا کہ بارگاہ مین جاؤن لیکن ان گجرون وغیرہ کا اثر تو یہ ہی کہ انسان عاشق بہار ہوتا ہی بسبب اس کے دل کا خیال دشمنی فوراً بہ محبت مبدل ہوا سوچا کہ اگر ہم گئے اور بہار سے لڑے

اس لڑائی مین یہ گجرے اور پھول ٹوٹ گئے تو نشانی بھی اس گلبدن کی برباد ہوئی اس سے بہتر یہ ہے کہ گجرے وغیرہ چل کر اپنے لشکر مین رکھ آؤ اور پھر آکر مقابلہ کرو یہ سمجھ کر پھرا اور کہتا چلا کہ مین تو وہی ہون گا لڑکے تالیان دیتے ساتھ چلے کوئی کہتا لو لو ہے دھتا ہے جاتا ہے کوئی کہتا واہ بے چڑیا کے کیا دھن لگائی ہے ہم تو وہی ہین گئے غرضکہ ایک شعر برپا ہے جیسے الّو یا دیوانے کتے کے پیچھے تالیان دیتے ہین اس کے فوج طفلان ساتھ ہے اور یہ کہتا جاتا ہے کہ

ابیات

ہون وہ دیوانہ مرے ہاتھ مین رفو محشر
عوض نامۂ اعمال گریبان ہوگا

ایک پر پیرونے بنائی یہ ہماری صورت
سیکڑون پر یون مین کیا حال سلیمان ہوگا

دست وحشت تو سلامت ہے رفو ہونیدو
ایک جھٹکے مین نہ دامن نہ گریبان ہوگا

ہین دم ذبح جو انداز یہ جلادی کے
ملک الموت کو بھی موت کا ارمان ہوگا

صبح نے پائی کہان روز کی سی جامہ دری
پردۂ صبح مین میرا ہی گریبان ہوگا

آج ہے دست رفوگر مین گریبان میرا
کل مرا ہاتھ رفوگر کا گریبان ہوگا

اک ذرا جوش پہ آئے تو یہان غیرت عشق
ہمنشین وصل کا الٹا انھین ارمان ہوگا

الحاصل جب یہ لشکر اسلام سے نکل گیا لڑکے اور لشکر والے پھر آئے اور یہ اپنے لشکر مین پہونچا وہان بھی یہی حال ہوا اور غلغلہ سنکر حیرت نے پوچھا کہ یہ کیا غل ہے بتا نام ونشان ٹے اور خبر لے کر گئے کہ مرشد زادے یہ کہتے ہین کہ مین تو وہی ہون گا اور لشکر کے لونڈے تالیان بجاتے آتے ہین حیرت یہ خبر سنکر متعجب ہوئی کہ اسی اثنا مین دربار مین آیا اور پکارا کہ اے ملکہ حیرت مین تو وہی ہون گا دربار مین ایک قہقہہ اڑا کہ ملکہ نے سبکو گھڑکا اور کہا آئیے اے مرشد زادے وہی بیٹھیے مصور یہ سنکر کرسی پر بیٹھا ملکہ نے دیکھا کہ ہار پہنے ہے گجرا ہاتھ مین بندھا ہے سمجھ گئی کہ یہ سحر مین میری بہن ملکہ بہار کے مبتلا ہے دلمین بہت خوش ہوئی کہ میری بہن نے مرشد زادے کو دیوانہ کر دیا مگر بظاہر کہا کہ صاحبو مین انھین منع کرتی تھی کہ اکیلے نہ جاؤ انھون نے نہ مانا دیکھو آخر اس شخص کے سحر مین مسحور ہوئے کہ جو ایک ہی شوخ وچنچل ہے اب اس سحر کا رد شاہ جادوان کے سوا اور کوئی نہین جانتا جب یہ گجرے اور ہار مرجھا کر ان کے پاس سے دفع ہون تو یہ ہوش مین آئے صورت نگار زوجہ اسکی یہ تقریر سنکر رونے لگی اور ہزارون سحر پڑھ پڑھ کے پھونکے مگر وہ پھول نہ مرجھائے اور نہ مصور کا دیوانہ پن گیا نا چار صورت نگار نے ایک پتلا خدمت شاہ طلسم مین بھیجا اسنے سب حال جا کر بادشاہ سے کہا بادشاہ طلسم رات کے دربار مین باغ سیب کے اندر تھا یہ حال سنکر غضبناک ہوا اور ہاتھ بڑھایا سیب کے درخت سے ایک سیب ٹوٹ کر ہاتھ مین آگیا اسکو کاٹ کر آدھا آپ کھایا اور آدھا سحر پڑھکر پتلے کو دیا اور ایک نامہ بھی لکھ کر پتلے کو حوالہ کیا مضمون نامہ کا یہ تھا کہ اے حیرت تم بیس برس سے ہماری معشوقہ ہو مگر افسوس کہ ایک ذرا سا سحر اس چھوکری بہار کا تم سے نہین اتر سکتا معلوم ہوا کہ تم کو اس بات کا رشک ہے کہ مین جو بہار کو پیار کرتا ہون تو تم مجھ سے قسم لے لو جو مین نے آج کل

اس کا نام بھی لیا ہو غرض اب نصف سیب کو جو ہم نے بھیجا ہی کھا لینا اور سحر مصور کا اتار دینا پتلہ نامہ
و سیب لے کر حیرت پاس آیا اس نے جب مضمون دریافت کیا سیب کھا لیا اور ہنسکر کہا اے
صورت نگار مین سحر اتارتی ہون اگر تمھارے بیان کے عوض اور کوئی ہوتا تو شاہ جادوان اس سحر کا توڑ
کبھی نہ بتلاتے لیکن یہ مرشد زادے ہین ان پر جان تک نثار ہی یہ کہہ کر ایک پاؤن سے کھڑی ہو گئی
اور سحر پڑھکر بروے ہوا پھونکا منھ سے شعلے نکلنے لگے جسم خاکی مین رہن نے کرۂ نار کی صورت پیدا
کی بخارات گرم منھ سے ایسے نکلے کہ دماغ روزگار مین حرارت ہویدا ہوئی ہوائے گرم کے جھونکے
نہ تھے مادۂ سرسام سرد ہر تھا کہ سانسین گرم زبانہ بھرتا تھا مختصر یہ کہ ایسی ہوا گرم چلی کہ وہ گجرے
اور ہار وغیرہ بہار کے خزان رسیدہ گل کی طرح مرجھا کر خشک ہو گئے مصور بیہوش
ہو گیا پھر جو ہوشیار ہوا کہا ہمین کس حال مین ہون صورت نگار نے سب کیفیت اس کے دیوانے
ہونیکی بیان کی اور اسنے خود بھی دیکھا کہ ملکہ حیرت ایک پاؤن سے کھڑی ہی اور لاٹ شعلے کی بنگئی ہے
اس کو کمال شرم آئی جب حیرت سحر اتار چکی تو آپ بھی بصورت اصل ہو کر بیٹھی اور کہا اے
مرشد زادے مین آپ سے منع کرتی تھی کہ تنہا نہ جائیے آپ نے نہ مانا آخر اس شوخ دیدہ بہار نے
یہ بے ادبی آپ کی جناب مین کی اگر آپ کی جگہ کوئی دوسرا ساحر ہوتا تو ہرگز یہ سحر اس پر سے نہ اترتا ایک
بار شہید اور قہر وغیرہ پہ یہ سحر بہار اثر پذیر ہوا تھا وہ شہر یارسان مین آکر قتل کر لیگا تھا شہنشاہ ساحران نے اسکو
مار ڈالا اگر سحر اس پر سے دفع ہو سکا مصور نے اپنی دیوانگی کا حال سنکر کہ یہ کیفیت میری تھی کہ مین تو وہی
ہون گا کہتا ہوا بیان آیا تھا بہت غصہ آیا بیساختہ فہمایش کرنے پر حیرت کے غضبناک ہو کر کہا کہ اے
ملکہ اگر بارگاہ حریف مین جا کر جھوٹے پکڑ کر کے جوتیان مارتا چوٹی پکڑ کر گھسیٹتا ہوا اس گیسو بریدہ
بہار کو آپ کے سامنے نہ لایا تو مجھ کو مصور نہ کہیےگا یہ کہکر اور بہت کچھ برا بھلا بہار کو کہا کیا حیرت
ازبسکہ مین بہار کی ہی اسکو یہ لاف زنی نہایت بری لگی اور سمجھی کہ یہ ابھی اپنی سزا کو نہین پہونچا
مین نے ناحق سحر اتارا خیر اب جو یہ جاتا ہی مانع ہونا چاہیے ہن میری کچھ چلو انہین جو کھا لیگا اور ابھی
جو یہ دیوانہ ہوا تو سحر بھی اتارنا مناسب نہین یہ سمجھکر بظاہر تائید اس کے کلام کی کرنے لگی کہ واقعی آپ
ایسے ہی ہین اچھا جائیے اور چوٹی پکڑ کے لائیے مصور اٹھکر چلا تھا کہ اس کی زوجہ نے کہا اب رات زیادہ
گئی ہی اگر آپ بستر خواب سے بہار کو پکڑ لائے سب یہی کہین گے کہ رات کو چورون کی طرح سے حضور
پکڑ لائے اور اس وقت بارگاہ مین فرخ اور سرداران وغیرہ کوئی نہ ہوگا سرور بار آپ نے ارادہ گرفتاری
فرمایا ہی وہ اس وقت ممکن نہین یہ تقریر زوجہ کی سنکر بیٹھ رہا اور اپنی بارگاہ مین بہر آرام مع اپنی زوجہ
کے گیا حیرت بھی خوابگاہ مین گئی جب مصور قدرت نے رنگ سفیدۂ صبح و سرخی شفق سحر تصویر سپہر
مین بھرا اور ورق سپہر پر شبیہ مہر کو کھینچا کہ ابیات

نقاش ازل نے قلم صنع رقم سے — کھینچی ورق چرخ پہ خورشید کی تصویر
بے شمع خود بزم جہان مین تھا اندھیرا — پیدا ہوئی پھر مہر جہانتاب کی تنویر

حیرت وہ مہرخ اپنی بارگاہ مین تخت حکومت پر جلوہ فرما ہوئین مرقع بارگاہ تصاویر سرداران سے دوجانب معمور ہوا کرسی نشینان درگاہ شاہی بصد کروفر جلوہ گستر ہوئے دور شراب ناب و طلیہ چنگ و رباب آغاز ہوا مصور نے بیدار ہوکر اول پرستش سامری کی پھر حیرت پاس آیا اور کہا مین بہار کو گرفتار کرنے جاتا ہون حیرت نے کہا سامری کے حوالے کیا یہ سنکر وہ روانہ ہوا لیکن جواسیس لشکر عمرو بطور مخفی حاضر تھے وہ اس سے پہلے بارگاہ مین آئے اور زمین عظمت کو لب عجز سے چوم کر عرض پیرا ہوے کہ اے ملک نظم

ہی عدل تیرے عصر مین اتنا کہ برفلک — بارہ بروج نظم و نسق سے ہین منتظم
یزدان پرست فضل نے تیرے کیا اسے — تھا وہ جو کوئی معتکف خلوت صنم

مصور خودسر نے ایسا کچھ لاف و گزاف کیا ہی اور بہر گرفتاری بہار آتا ہی یہ کہہ کر کنارے ہوے اور ملکہ نے بہار کی طرف دیکھا اس بہار باغ حسن نے مسکرا کر گلفشانی فرمائی کہ ابھی بھڑوے کو وہ باغ سبز دکھاؤن کہ یاد کرے اور وہ آسیب پہونچاؤن کہ پھر نظر نہ آئے یہ کہکر وہ رنگ افزاے گلشن نشاط اٹھی کنیزان یاسمن بدن اس کے ہمراہ چلین اور باہر بارگاہ کے پہونچکر ایک میدان صاف و پاکیزہ مین ٹھہری چار گلدستے جھولی سے نکال کر مشرق مغرب جنوب شمال ہر سمت ایک ایک پھینکدیا یکایک ہر سمت سے سیاہی پیدا ہوئی ایسا کہ تمام لشکر اسلامیان کی نگاہ مین اندھیرا چھا گیا کچھ معلوم نہ ہوتا تھا بعد ایک لمحہ کے جہان تیرہ منور و روشن ہوا سب نے دیکھا کہ معمار سحر و نیرنگ نے چار دیواری نقرئی و طلائی دم بھر مین تعمیر فرمائی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی لگائی ہی بہشت برین کی نقل نمائی ہی دروازہ اس احاطہ مین زبرجد کا لگا ہے سبزرنگان دہر کا نصیب کھلا ہی اس طرح کھلا ہی یہ گل بوستان رعنائی اس حصار نقرئی و طلائی مین بکمال ناز و ادا اور زیبائی داخل ہوئی اندر اس حصار کے باغ سحر لگا تھا کوئی مثل کہتا ہے کہ چیز ایسی عمدہ ہی کہ سحر معلوم ہوتا ہی یہان اصل مین سحر کا کارخانہ تھا پھر اس گلستان روح پرور کا وصف کیا ہو سکے مختصر یہ کہ نزہت انگین و نیرنگ سے بھرا تھا شاخہاے گل پر نیرنگ طائر بہار نے آشیانہ بنایا تھا گلون نے نمک خندہ سے شوریدگان الفت کے زخم دل پر نمک چھڑکا تھا بلکہ خندہ رنگین لبان حدیقہ دہر کو پھیکا بنایا تھا سُرخی کو خاک مین ملایا تھا رنگ گل تازہ نگاہ گلدستہ طرازان محبت سے بھی نازک تر پنکھڑیان پھولون کی لبہاے معشوق گلچہرہ سے کہین بہتر سنبلات اپنے قطرہاے شبنم پڑے سے تھے یہ ظاہر تھا معشوق گلعذار نے بال بال مین موتی پروئے تھے نہین نہین لعبتان فرنگ نے بالون پر پوڈر چھڑکا تھا شاخ نسترن فریب پنجہ مرجان تھی یا فرنگیون نے دست نازک مین بید لیا تھا ساغر گل بادہ طراوت سے معمور گلابیان غنچہ ان کی برنگ دہان جانان مخمور

کلیون کے کمرون سے شاہد نکہت نکل کر باغ مین گلگشت کر رہی تھی بھینی بھینی خوشبو پھیلی تھی گلون کا ہوا سے جنبش کرنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دورۂ ساغر بادۂ گلگون ہر یا گردش چشم میگون ہر گل لالہ بہر کیف جان مستانہ نمانہ یعنی نشانی پیمانہ میخانہ یاسمن پر رخ صبح معشوقان نثار تھا نرگس مست چشم فتان یار کا گلہاے سرخ و سفید سے مذہب و مطلا رخ شاہد بہار تھا سبز زنگاری کا عکس سیاہ گل نرگس پر پڑا تھا یہ چشم نرگسی معشوق مین سرمہ دیا تھا کوئی پھول نرگس کا جو سرنگون تھا تو معشوق شرمگین کا آنکھین جھکا کر شرمانا یاد دلاتا تھا سنبل پر پیچ کا رخ گل پر آکر لہرانا رخ شاہد بہار پر گویا زلف کا ہلنا تھا سرو ہرا ایک قد موزون حور نرگس تھلا بشکل چشم مخمور تاک انگور بسان مست کھڑے ہوکر جھومتی دار البست تکیہ گاہ و پشت پناہ سرمستان خمخانہ دہر تھی روش پٹری بہر روش عمدہ جواہر کٹا ہوا پڑا نہرین موج زن ہزارے کے فوارے ساون بھادون نام کنارے کنارے نہرون کے چڑھے جواہر بہاری کو شرماتے بوے گل کی ہمدم باد صبا عناب کو دیکھ کر بوسہ لب معشوق یاد آتا لمولفہ

تھی خیابان مین بہار اس جوش پر — کر رہی تھی جسپہ گل بلبل نثار
بوے گل سے ایسا کچھ اتراتا تھا — عرش پر پہونچا دماغ روزگار
سرو گل قامت موزون کی شکل — تھا قد معشوق تھی جن پر نثار
طائران خوش نوا تھے نغمہ سنج — شاخہاے گل پہ گلبانگ ہزار
خندۂ گل کی صدا تھی اس طرح — قہقہے جیسے لگاتین گلعذار
تھی صبا کی ہر طرف اٹکھیلیان — پڑ رہی تھی ابر سے ہلکی پھوار
تھے شجر یا حلہ پوشان جنان — دیکھنے آئے تھے گلشن کی بہار
رنگ سوسن کی اداہٹ دیکھکر — تھا لب معشوق کو مسی سے عار
کسنے چومار دے گلشن اس طرح — چھپ ہوئی سوسن چمن مین آشکار

بیچ مین اس گلشن نگارین کے چبوترہ جواہر کا مربع بنا تھا تمیرہ باسلک گوہر استادہ تھا سامنے بارہ دری بیدیل دلا جواب جواہر جڑی تعمیر تھی سُندل سانچے مین نور کے ڈھلی بےنظیر تھی پردے زنبوری پڑے تھے اندر بارہ دری کے چھپر کھٹ مرصع پایونکا لگا شیشہ آلات سجا فرش قاقم و سنجاب بچھا مسند ہاے تکلف پر تکیہ زردوزی کام کے دھرے بقعۂ نور کے عالم دکھاتے لگنلگیر چوگھڑے نئی گڑ گرہٹ کے گڑھے عطر دان رکھے راحت کا سامان جملہ مہیا ہر چیز بےانتہا کہ بموجب لمولفہ

اس طرح کی بنی تھی بارہ دری — شش جہت مین تھی بےنظیر وہی
شیشہ آلات سب سجا اس مین — نور کا کارخانہ تھا اس مین
شیشہ آلات کی وہ رونق تھی — رنگت روے زہرہ فق تھی

مہر و مہ جنپہ تھے نثار وہ جھاڑ — قد و قامت مین آتشین تھے پہاڑ
فرش د نایاب و پاک عمدہ نفیس — جان پاکان دہر کا تھا انیس
مسندین ایسی کچھ مصفا تھین — روح پاکیزہ حال دنیا تھین
اس طرح کا سجا تھا میخانہ — مست ہو جاے جان رندانہ
ساغر مے مثال دیدۂ حور — ہر ملک جسکی تاک مین تھا ضرور
دختر رز کی شوخیون پر واہ — جان زاہد تھی غش معاذ اللہ
جو گھڑے عطر دان مہیا تھے — عیش و راحت کے جملہ سامان تھے

وہ راحت جان بہار یعنی ملکہ بہار طرحدار اس چبوترے پر باغ کے کرسی جواہر نگار پر بیٹھی اس وقت حسن و ادا پر اس غارت گر جان عشاق کی بہار گلشن نیرنگ بھی ہزار جان سے فدا تھی خواصان زرین کمر زرین لباس عہدے ہاتھ مین لیے گرد اس گل کے بلبل نمط استادہ تھین اور ملکہ پیشانی پر افشان چنے بزم انجمن فلک برہم کرکے تاب آفتاب کو اپنی جبین کے ساتھ رشک سے جلاتی تھی سواد زلف پھیلا کر جہان کو تیرہ و تار بنانا چاہتی تھی وہ روے رنگین اسکا گلستان سحر تھا کہ بہار جان فزاے گلشن عالم و نقشہ بہشت برین اس پر ہزار دل سے شیدا ملکہ اُس کی خوبی پر یہ حال تھا بیت بھیڑ مین پڑ جاے تا آنکھ اُس رخ پر نور پر + چڑھ کے بیٹھے ہین کلیم اللہ کوہ طور پر + اس خوبی و ادا سے وہ مایۂ ناز ٹھہری پوشاک ارغوانی زیب قامت کیے لالہ و گل کو آگ مین جلاتی زیور جواہرین سے جسم نازنین مزین تھا عجیب جوبن تھا

نظم

دونون رخسارے ہین وہ ایک فرنگی فانوس — شمع کافوری حسن اُس مین ہوئی ہے روشن
یہ کسی چشم خماری کا ہے گویا دورا — ہے غلط فہمی اگر کہیے اسے غنچہ دہن
نظر آئے کسی آلودہ وہ دندان اُسکے — حُسن کے سین کے دندانے بوجہ احسن
کبھی دانتو مین دبائی تھی جو اُسنے انگلی — حسن نے اُسکے کیا کار زبان سوسن
صبح محشر کے یہی سر پہ بلا لائے گی — کچھ قیامت ہے غرض اسکی ہیا من گردن
کیا کرون اس بت کافر کے کچونکی تعریف — ہاے وہ اُنکا اُبھار اور اُٹھا جوبن
نیم بشگفتہ کنول چشمۂ خوبی کے دو — گول گول اُبھرے ہوے جیسے حبابونکی پھبن
وار پار اُن کے بیٹھے ہین تہ چکو اچکو ی — ہے یہ سوتی کی انگی بیچ مین دربلے جوبن
پھیر جاتے تھے وہ دربلے نزاکت گویا — ٹوپیان چھاتی تلے رکھے ہوے تھے پرفن

غرضکہ وہ ماہ سپہر سحر و نیرنگ گلاب کی چھڑی جواہر کے ستارے جڑے ہاتھ مین لیکر کرسی پر جلوہ گر ہوئی اور مصور جو روانہ ہوا تھا سیدھا بارگاہ مہرخ مین آیا وسط مین کھڑے ہو کر للکارا کہ کہان ہے وہ مردار یعنی بہار کسی نے

کچھ جواب نہ دیا مگر مہرخ نے کہا اے مرشد زادے آپ تشریف لائیے ملکہ بہار تو اپنے باغ مین گئی ہین اس نے کہا ہین اس گیسو بریدہ کو پکڑنے آیا ہون باغ اُس کا کہان ہے مجھے بتا دو اور تم سب بھی اگر اُس کی حمایت کرو دیکھو کس طرح اُسکو کھینچا ہوا لے جاتا ہون مہرخ یہ سنکر بولی آپ ایسے ہی ہین اچھا چلیے ہم بھی آتے ہین ان کا باغ بیچ لشکر مین سر راہ ہے کچھ چھپا نہین چلے جائیے مصور بعقب تمام وہان سے پھرا اور اڑ کر چلا بیچ لشکر مین پہونچکر جو ہر سمت جویا ہوا وہ باغ بہشت آئین جس کا ذکر ابھی لکھا گیا ہے نظر آیا بیساختہ اُس گلشن مین چلا جب اندر پہونچا ہوائے سحر جسم مین لگی بہار باغ نیرنگ دیکھنے لگا بموجب ع اس باغ کی اور ہی ہوا ہے + ہوا لگتے ہی مزاج بدلگیا اسکے ذہن الٹ بہار نے سودے کا خلل کیا بہار اسی واسطے پہلے سے باغ سحر لگا کر بیٹھی تھی کہ یہ ساحر زبردست ہے اگر مقابلہ مین آجائے گا پھر سحر پورا نہ کرنے دیگا اور سحر کامل ہو جائے گا تو پھر وہ رد نہ کر سکے گا پس اب جو یہ آیا مسحور بسحر ہوا اور سیر کرتا ہوا جب اور آگے بڑھا سامنے اس تو بہار افسون کو دیکھا اُس کے حسن کی بہار دیکھکر جھومنے لگا اور اسی حالت وجد مین یہ غزل پڑھنے لگا غزل

سبزہ کیا خاک شہیدان سے تری خاک اُگے ‖ جائے گل چاہیے داغ سے دل صد چاک اُگے

کیا تعجب کہ جہان نقش اُس کے رو مین ‖ جائے نرگس جو وہان دیدۂ ادراک اُگے

سایۂ قامت لیلی نہ پڑے اور افسوس ‖ تربت قیس کی تہ سے خس و خاشاک اُگے

آہ نکلے دل پر داغ سے انشا تو وہین ‖ تختۂ لالہ تہ گنبد افلاک اُگے

ملکہ بہار نے اس کو محو حیرت دیکھکر کچھ سحر پڑھا کہ بارہ دری سے ایک پریزاد رشک شمشاد صندوقچہ ہاتھ مین لیے پیدا ہوئی اور سامنے ملکہ کے وہ صندوقچہ پیش کیا اس گنجینۂ حسن نے اُس کو کھولا اور اس مین سے ایک پتلی نارنجی رنگ کی نکلی اور نکلتے ہی بڑھکر ایک معشوق شوخ و شنگ غارت جان نام و ننگ بنگئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ مانگ اس کے بالون کی موتیون سے بھری ہے یا تارون بھری رات آدھی جبین پر اسکے چین پڑی تھی یا کاتب قدرت نے جمال و جلوہ کی جیم لکھی تھی آنکھین تھین یا منشی حقیقی نے دفتر حسن پر دوہرے صاد کئے تھے بینی کے الف نے غلام کر کے حسینان جہان آزاد کئے میم دہن میم سرمستی محبت تھا سرخی لب سے یہ ظاہر کہ ساغر بادۂ احمر سے لبالب بصد عشرت تھا دندان دندانہ سین سلک گوہر بیاض گردن صباحت مین بیاض سحر کی ہمسر کہ بمقتضائے نظم

شاہدے عاشق نوردے مہوشے ‖ شوخ و شنگے دل کشے عاشق کشے

آفت جان غمزہ جادوگرش ‖ ہمچو ساحر سامری صد چاکرش

بود صد بتخانہ در سر ناز او ‖ حاملے دیوانہ از انداز او

در جبین آفتاب آئین او ‖ موج دریائے محبت چین او

بعد مشکین گشتہ مستش سجدہ کرد ‖ ہندوے آتش پرستش سجدہ کرد

خاک زیر چشم او از خویش گم ○ ہندوے اُفتادہٗ دریاے خم
شوخیش یک یوسف گل پیرہن ○ بدئے افتادہ در چاہ ذقن

پس اس پتلی نے جو ایسی آفت دل عشاق بنی تھی ملکہ نے چنگیر پھولون کا اُٹھا کر دیا کہ مرشد زادے تشریف لائے ہین اُن کے پاس لے جاؤ اور یہان بلا لاؤ وہ غیرت گلزار چنگیر لے کر چلی ادھر یہ شعر عاشقانہ پڑھ رہا تھا مگر صندوقچہ کھولکر پتلی نکلتے اس نے جو دیکھا سمجھا کہ بہار تجھکو دشمن جان کر سحر تجھپر کرتی ہی بس یہ سمجھ کر گولا فولادی اس نے بھی نکالا اور اُچھال کر روکا اور چاہا کہ لگاؤن یکایک پہلو سے آواز آئی کہ میری طرف دیکھو کیا کرتے ہو اس نے ہاتھ روکا اور پیچھے پھر کر جو دیکھا اُس پتلی کو جو سراسر نور تھی بلکہ حور مین قصور ہوگا یہ بے قصور تھی آتے دیکھا پا تو آمادہٗ حرب ہوا تھا اُس کی نگاہ سحر آگین نے تسخیر کر لیا پکارا بیت

ایک خلق منتظر ہی تیری جلوہ گاہ مین مدتا رنگاہ صرف ہوے تیری راہ مین + اس شوخ بیباک نے آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چلیے میرے ساتھ یہ چپکا ساتھ ہوا سامنے بہار کے وہ لائی بہار نے پوچھا آپ مجھ سے لڑنے آئے ہین یا آشتی کرنے اس نے کہا لڑنے کو بہار نے جواب دیا کہ پھر ہم بھی موجود ہین مگر آپ میرے باغ مین آئے ہین مجھ کو لازم ہی کہ مین کچھ تحفہ پیش کرون یہ کہکر اُس پتلی سے اشارہ کیا کہ اُس نے چنگیر کھول کر سامنے کیا دیکھا کہ اُس مین گلاب کے پھول ہین اُس کی خوشبو سے دماغ بس گیا اور وہ تا زمین بھی عطر مین ڈوبی ہوئی تھی اُس کی خوشبو نے اور زیادہ فتنہ برپا کیا اس نے ایک پھول لے کر سونگھا اور بہار نے اُس پتلی سے کہا کہ تو چلی جا وہ اس انداز سے بصد خرام ناز چلی کہ فرد اس ادا سے چلے وہ حشر کے دن ہ فتنے پس پس گئے قیامت کے + مصور کو تاب باقی نہ رہی بنگاہ حسرت دیکھنے لگا خوف ملکہ سے کچھ کہہ نہ سکا بہار نے کہا آپ نبیرہٗ جمشید و سامری ہین اگر اس کو پسند کیا ہی تو یہ حاضر ہی لیکن آپ اگر مجھ سے لڑنے کو کہتے ہین تو بسم اللہ مین حاضر ہون کچھ آپ سے کم نہین ہون اور اگر اُس نازنین سے محبت ہے تو آپ کی کنیز ہے مصور نے کہا مین اسکا عاشق ہون ہو بہار نے کہا مین آپ کی بی بی ملکہ صورت نگار سے بہت ڈرتی ہون اس نے کہا مین اُس مالزادی کو خوب جوتیان مارون گا بہار نے اس پتلی کو پکارا کہ اے نازکبدن آؤ وہ پھر آئی ملکہ نے کہا مرشد زادے سے دار و مدار کرو اور انکی اطاعت مین رہو اس نے یہ حکم سنکر اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا چلیے بہار نے کہا جائیے بارہ دری مین آرام کیجیے اور یہان سے کہین نہ جائیے گا مصور خوشی خوشی اس رشک قمر کو لیکر بارہ دری مین آیا اور مسند پر بیٹھ کر شراب پینے لگا اور ملکہ بہار باغ سحر سے اٹھکر بارگاہ مین مہرخ پاس آئی اور کہا مین مصور کو قید کر آئی اور یہ سحر میرا کسی سے رد نہو گا ہان افراسیاب اگر چاہے گا تو یہ سحر اتار دیگا اور جب یہ سحر دفع ہوگا تو مجھکو غش آجائے گا اور سر مین درد میرے ایسا ہوگا کہ بیہوش رہون گی تم میری کنیزون سے کہنا کہ وہ آرام مین مجھکو لیجائین مہرخ نے یہ سنکر کہا کہ اگر ایسا ہے تو تم ابھی چلی جاؤ اسوقت شاہ طلسم جانے نہ دیگا اور راہ مین شاید کچھ فتور

پڑے اس سے ابھی جانا صلاح ہے بہار نے کہا اچھا اور مع اپنی کنیزوں کے سمت کوہ آرام روانہ ہوئی وہ مقام ہمیشہ سے اس کے رہنے کی جگہ ہے حال اس کا بیان کیا جائے گا یہ تو ادھر گئی اور ہرکاروں نے جاکر ملکہ حیرت سے سب خبر کی کہ مرشدزادے کی نسبت زبانی بہار ہم نے سنا ہے کہ وہ باغ سحر میں قید ہو گئے اور ملکہ بہار جانب کوہ آرام گئی حیرت نے کہا اسی دن کا ڈر تھا یہ سحر ساحران عالم میں سے کوئی ایسا نہیں جو اُتارے شاید شاہ طلسم جانتے ہوں صورت نگار یہ تقریر سنکر رونے لگی اور کہا میں بھی اُسی قید میں جاتی ہوں حیرت نے کہا شوہر تیرا آپ میں نہ ہوگا وہ مار ڈالے گا اس نے کہا بلا سے میں اپنی جان دونگی حیرت نے کہا بی بی تمھارے میاں کو بہت سمجھایا تھا لیکن ان کے غرور نے انھیں خراب کیا اور سنو صاحب میری بہن کچھ مجھ سے کم نہیں صرف اتنا فرق ہے کہ مجھکو مصاحبت شاہ جادوان میں سحر زیادہ یاد ہیں خیر تمھاری خاطر سے میں چشمہ سامری پر جاکر پانی لاتی ہوں شاید اس سے سحر اترے یہ کہکر پرواز کر کے چلی کچھ دور جاکر ایک سحر پڑھا کہ طاؤس اڑتا ہوا آیا اور اس کو سوار کر کے لے چلا کچھ دور گئی ہوگی کہ ایک پنجہ کمر میں پڑا اور اس کو اٹھا لے گیا آنکھ اس کی بند ہو گئی اب جو آنکھ کھلی شاہ طلسم کو ایک بنگلے میں سونے کے بیٹھا پایا اس نے سلام کیا شاہ نے کہا کہ اسوقت میں سیر کو آیا تھا اس پہاڑ پر کہ سحر نے خبر دی کہ تم کہیں جاتی ہو میں نے بلا لیا کہو کہاں جاتی تھیں اس نے سب حال مصور کا بیان کیا شاہ نے کہا اے ملکہ دیکھو تمھاری بہن نے فتور کیا ہے حیرت نے کہا میں بھی اس سے عاجز ہوں آپ اس کو مار ڈالیے یہ کلمہ سنکر شاہ جادوان نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور آہ کر کے کہا کہ کوئی بھی ایسی ماہ سپہر حسن کو قتل کرتا ہے حیرت یہ سنکر چپ ہو رہی اور شاہ نے ایک پنجہ آردماش کا بنا کر سحر پڑھا کہ وہ پنجہ اڑا اس سے کہا جا مصور کو باغ سحر سے بہار کے اٹھا لا پنجہ روانہ ہوا اور یہاں مصور اس تپلی سے مشغول بوس و کنار ہے گود میں اُسے لیے بیٹھا ہے اور کہہ رہا ہے کہ

بیت جس کا سر ہوگا دم نزع تری بالیں پہ ؎ کنج مرقد میں وہ کس چین سے سوتا ہوگا ؎

اسی نشاط میں تھا کہ یکایک پنجہ آکر گرا اور اس کو اٹھا کر لے چلا یہ پکارتا ہوا اور لٹکتا ہوا کہ ارے ظالم یہ کیا غضب کرتا ہے میرے معشوق سے مجھکو چھڑاتا ہے ہائے میری جان ہائے میری یار وفادار پنجہ نے ایک نہ سنا اور اس کو لیکر وہ بلند ہوا وہ تپلی سحر جسپر یہ فریفتہ تھا اس کے پیچھے اڑتی اور پکاری کہ کیوں صاحب یہی شرط وفا ہے کہ مجھ ایسی ہمدم جان اور رفیق کو تنہا چھوڑے جاتے ہو بے مروتی کر کے منھ موڑے جاتے ہو اس نے معشوق کا بیتاب ہونا اور شکوہ کرنا سنکر کہا اے مونس و ہمدم

بیت اختیار ہی تو نہیں آپ سے جو دوری ہے ؎ سخت ناچار ہوں میں عالم مجبوری ہے ؎

آخر یہ تپلی اور زیادہ اڑ نہ سکی اسی باغ میں گر پڑی اور پنجہ بلند ہوا مصور متوحش ہوا سے بیہوش ہو گیا پنجہ اُسکو سامنے شاہ طلسم کے لایا بعد کچھ دیر کے اس کی آنکھ کھلی اُٹھ بیٹھا افراسیاب کو بھی نہ پہچانا یہ کہتا ہوا چار طرف دوڑنے لگا کہ ہائے کیا تھا اور کیا ہو گیا ہائے یہ میری جان کہاں گئی کس ظالم نے اس کو مجھ سے جدا کیا ارے کوئی واسطہ سامری کا اُسے بلا دے یارو اُس راحت دل سے مجھکو ملا دو اور کبھی دیوانہ وار

بیقرار یہ کہتا کہ غزل

درد اکہ یار مارا درد بے عجب رسیدہ
ہم دل ز دست رفتہ ہم جان بلب رسیدہ

آن ماہرو کہ با من شبہا بروز کردی
رفتست و در فراقش روزم بشب رسیدہ

کے باشد آنکہ بینم از دولت وصالش
اندوہ دور و رفتہ عیش و طرب رسیدہ

مشکل کہ در قیامت بینند اہل دوزخ
اینہا کہ بے تو بر من از تاب و تب رسیدہ

غیر از طلب ہلالی کارے مکن درین رہ
ہر کس رسید جاے بعد از طلب رسیدہ

شاہ جادوان نے اس کا حال دیکھکر کہا کہ افسوس وہ شوخ چنچل کیا ستمگار عیار دلدار ہی جس نے یہ سحر کیا ہی اس کلمہ کو سنکر حیرت نے تیوری چڑھائی اور کہا اُسکے عشق مین پھر تم بھی اسی طرح ناچو بیٹھے کیون ہوشاہ طلسم اُسکے ناراض ہونے سے چپ ہورہا اور سحر پڑھکر کہ اے سامری مع شیشہ آب چشمہ جمشید حاضر ہوا سکے پکارتے ہی ایک پتلا شیشہ آب لیے اڑتا ہوا آیا بادشاہ نے اس شیشہ سے پانی لیکر چھینٹا مصور کے منھ پر لگا یا کہ وہ بیہوش ہوکر گرا تھی جب ہوش آیا بادشاہ طلسم کو اس نے سلام کیا اور بیٹھا بادشاہ نے فرمایا کہ اے مرشد زادے آپکو میری بی بی نے تنہا جانے کو منع کیا تھا مگر آپ نے نہ مانا اور اپنا حال کرایا آپ تو واقف ہین کہ وہ آفت روزگار بہار ساحرہ بے بدل ہی اور مدت سے میرے پاس رہکر اس نے سحر یاد کیا ہی اس سحر کا رد کرنا مجھے بھی یاد نہ تھا اگر چشمہ جمشیدی کا پانی ممکن نہ ہوتا آپ کا دیوانہ پن نہ جاتا مصور نے سب کیفیت اپنی سنکر جواب دیا کہ اے شہنشاہ آپ ملاحظہ کیجیے گا کہ ساری اس کی سحر سازی اگر جو میان بارکر نہ اُتاری تو آپ کو نبیرہ سامری نہ کہوایا افراسیاب نے کہا اب اکیلے نہ جائیے گا نہین بہت پچھتایئے گا اس نے جواب دیا کہ یہ ممکن نہیں جبتک اُس خانمان خراب کو نہ پکڑ لاؤن گا چین نہ لون گا یہ کہکر اُٹھا کہ مین لشکر مین جاتا ہون سحر تیار کرکے لڑنے جاؤنگا شاہ طلسم سمجھا کہ یہ مرد بزرگ ساحران ہی زیادہ منع کرنے سے ناراض ہوگا پس یہ سمجھکر چپ ہورہا لیکن اُس کا ذلیل ہونا انھین اپنی ذلت جان کے تامل نہ کرسکا ایک پتلا کاغذ کا بناکر کچھ سحر پڑھا کہ وہ جاندار ہوا اُس پتلے سے حکم دیا کہ مرشد زادے کی جاکر نگہبانی کرو جو کوئی آفت آئے تو انھین اٹھا لانا پتلا بطور مخفی اُڑتا ہوا اس کے ساتھ چلا ملکہ حیرت بھی رخصت ہوکر لشکر مین آئی اور مصور بھی بارگاہ مین پہونچا پتلا سر پہ ہوا ٹھہر ارہا یہان بی بی مصور کی رو رہی تھی اس نے جو شوہر کو دیکھا اُٹھکر لپٹ گئی اور بہت روئی یہ بیٹھا دو تین جام شراب سرخ کے پیے جب نشہ ہوا اُٹھا کہ مین بہار کو پکڑنے جاتا ہون بی بی اس کی منت کرنے لگی کہ صاحب واسطے سامری کا اب نہ جاؤ اس نے بی بی کو جھڑکا کہ مجھکو نہ روک اب تو مجھ سے اور بہار سے بگڑی اٹکی ہی معرکہ پڑا ہی دیکھون کہان تک اُس کی سحر سازی ہی یہ کہکر اٹھا صورت نگار چیخین مار کر رونے لگی اور یہ پھر آیا اور کہا کہ صاحب مجھکو بھی اپنی طرح چوڑیان پہناکر بٹھا رکھو زوجہ نے اس کی کہا کہ صاحب مین لڑنے کو منع نہین کرتی لیکن طبل جنگ بجوائیے بر سر میدان مقابلہ فرمایئے اکیلے نہ جایئے یہ سنکر بخاطر اپنی زوجہ کے توقف پذیر ہوا اس

عرصہ مین نیرنگ طراز دہر نے اپنا سحر دکھایا کہ گلہاے انجم کا باغ صحن فلک مین لگایا اور آفتاب رنگ روے عاشقان یا مثل برگ خزان دیدہ زرد ہوا کہ نظم

نہ تھی ظلمت شب دھوان بوم کا — گھٹا جب جہان مین اندھیرا ہوا
کھڑی جوت کی مہندی چرخ نے — جلائے ستارون کے اُسنے دیے

شام ہوتے ہی حکم طبل جنگ بجنے کا دیا نفیر سحر کو دم ملا ہرکارے دوان دوان بارگاہ ملکہ مہرخ ذیشان مین آئے اور ملکہ کی ثنا و دعا دے کر حال نواخت نقارۂ رزم معرض بیان مین لائے ملکہ مذکور نے فرمایا کہ ذرا کوئی خبر لائے کہ باغ سحر بہار بنا ہے یا نہین لوگ گئے اور آکر عرض کیا کہ باغ لگا ہے لیکن مصور کو پنجہ لگ گیا تھا شاہ طلسم نے ہوشیار کر دیا ہے اور بر سر فساد ہے ملکہ نے کہا خیر اب میری باری ہے مین نے وعدہ کیا تھا ملکہ بہار سے کہ ہم تم ملکر اس کو دیوانہ بنائین گے چنانچہ دوبارہ دیوانہ کر چکین اب وہ نہین ہے تو یہ میرے حصہ کا ہے عیار جو حاضر تھے انھون نے کہا اے ملکہ اُستاد ہمارے نہین ہین ایسا نہ ہو کہ آپ کے لڑنے سے وہ ہم پر آکر خفا ہون بس ہم آج رات کو جاکر اُس کو گرفتار کیے لاتے ہین یہ کہہ کر یہ بھی چلے اور مہرخ نے حکم نواخت کوس حرب دیا نقارہ جنگی گڑگڑایا دربار برخاست ہوا ساحر سحر جگانے خیمون مین آئے بہادر ہتھیار درست کرنے لگے مہرخ بھی الگ جاکر مصروف سحر خوانی ہوئی اور اگیار کرکے جوت کا دیا جلایا عمدہ و نایاب سحر درست کرنے لگی بعد کچھ عرصے کے ایک نیل گاو آرد ماش کا بنایا اور سحر ایسا پڑھا کہ وہ زندہ ہوکر گرد اگیار کے پھرنے لگا اس نے سیندور کا ایک گھروندا بنایا اور ایک پتلی آٹے کی بنا کر اُس گھروندے مین رکھی وہ بھی زندہ ہو گئی اس نے وعدہ کیا کہ وقت پر کام دینا پھر گھروندا مٹا دیا اور نیل گاو بھی غائب ہو گیا ملکہ نے آرام فرمایا لشکر دون مین رات بھر تیاری و درستی اسباب جنگ رہی چمک شمشیر جوہر دار کی اُس شب تار مین مثل انجم چرخ پھیلی تھی گویا افشان آلودہ پیشانی لیلی تھی خم و چم دودم کی تازہ معشوقان تیز طبع یاد دلاتی تھی سبزاردون گلے کٹواتی تھی قامت رعناے نوجوان اُسکو دیکھ کر اپنی ہستی کھوتے تھے بہادر دم اُس کا بھرتے چشم زخم سے لہو روتے تھے ایک طرف ساحرون کے سحر نے چشم دہر کو تیرہ کیا تھا چراغ زندگی بجھا رکھا تھا اگیار کا دیا جلا رکھا سامری کی روح جگر لگا رہی تھی جمشید کو بلا رہی تھی لونا چماری ڈمرو کی صدا پر سر چڑھ کر جھومتی تھی یون بھجن گانیوالے کا منھ چومتی تھی ڈھفلے بانسری بجنا ساحر فلک کو بادوقت مہر نچاتا تھا تعالی برنجی لے کر مہندی چرخ اگیار نے دریاے اخضر کے بہر اشنان آیا تھا ماہتاب فلک زنگاری پر نکلا ہوا تھا خلاصہ یہ کہ رات بھر یہی سامان رہا غوغاے سحر ساحران غدار سے دماغ روزگار پریشان تھا کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی بیرون کی آمد بھینٹ لیتی تھی کہ نظم

لگانے لگا کوئی منھ پر بھبھوت — لگے کھیلنے سر پہ ہر اک کے بھوت

کسی نے جلائے اکا سے دیے	کوئی چوکیں چار روشن کیے
بُلاتا تھا بیٹھا ہوا اپنے بیر	کوئی کہہ رہا تھا بگیر و بگیر
کوئی بیٹھا جمشید کا دم بھرے	کوئی کھوپڑی لے کے جادو پڑھے

اسی طرح رات بھر سامان رہا جب دم تیرگی شب مشکفام کا مثل طرۂ تابدار معشوق سمٹ کر جوڑا سر روزگار پر بندھا اور رخ صبح شاہد بہار مشتاقان عالم کو دکھائی دیا کہ نظم

نکل آیا مشرق سے جب آفتاب	ہوا پھر یہ روشن جہان خراب
چلے دونون لشکر بعزم نبرد	پڑی روئے خورشید پر اُڑ کے گرد

لشکر کینہ خواہان بعزم نبرد وارد دشت مصاف ہوئے مہرخ بڑے کر و فر سے تخت زرین پر سوار گرد تمام سردار جائے کارزار پر پہونچکر ٹھہری اُدھر مصور بھی بیدار ہو کر برائے رفع احتیاج بیت الخلا چلا عیار رات بھر اسکی فکر گرفتاری مین پھرے تھے اور قابو نہ پایا تھا اس وقت ضرغام اُس کے خیمہ کی قنات سے لپٹا کھڑا تھا اور صبح ہوجانے سے مایوس ہو کر پھرا چاہتا تھا اب اس کو عازم سمت جائے ضرور دیکھکر اس نے لوٹ ماری اور بیت الخلا کے لیے جو قنات استادہ ہی اُس کی پشت پر اپنے تئین پہونچایا مصور بھی چوکی پر آیا خدمتگار لوٹا رکھکر باہر ٹھہرا اور وہ چوکی پر بیٹھا ضرغام نے پشت پر سے قنات کو چاک کر کے اس پر کمند ماری اس نے گھبرا کر مڑ کر دیکھا اس نے بیضۂ بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گیا اس نے اندر جا کر چادر عیاری مین اُس کا پشتارہ باندھا اور راز لبک لشکر سمت میدان روانہ تھا صبح کا وقت سب غافل تھے اور ہنگامہ بھی تھا یہ اس کو لے کر بھاگا راہ مین پشتارہ اُس کا بھاری ہوتا چلا یہ سمجھا کہ اس حرامزادے کو مین لیجا نہ سکون گا کیونکہ یہ مرشد ساحران کہلاتا ہی ضرور کچھ آفت آئے گی پس سر اس کا کاٹ لے یہ سمجھکر اس نے پشتارہ زمین پر رکھا چاہا کہ سر کاٹ لے وہ پنجہ بنکر جو تیلا کہ افراسیاب نے معین کیا ہی گرا اور اس کو مع ضرغام کے اٹھائے گیا اور سامنے شاہ طلسم کے لایا اُس نے پشتارہ کھول کر مصور کو نکالا اور پانی چھڑک کر ہوشیار کیا لیکن اس کی گردن و کمر وغیرہ مین کمند کے پھندے پڑے تھے اُٹھ نہ سکا شاہ طلسم نے ضرغام سے کہا کہ او نابکار اب کہہ کہ تجھکو کس عذاب الیم سے مارون اس نے جواب دیا کہ آپ کو اختیار ہی بندہ بہرصورت مطیع اور آپ کا فرمان بردار ہی شاہ نے کہا مین ایسے فقرے تم عیارون کے بہت سن چکا ہون اچھا تو مرشد زادے سے کمند تو نکال دے ضرغام سمجھا کہ اگر مین کمند نہ نکالون گا یہ سحر سے جلا دیگا کمند بھی جائے گی اور کچھ حصول نہ ہوگا یہ سمجھکر اس نے سرا کمند کا پکڑ کر جھٹکا مارا کہ کمند کے سب حلقے کھل گئے اور مصور رہا ہوا شاہ جادوان نے کہا کیا اچھے یہ عیار ہین اور کیا عمدہ ان کے پاس اسباب عیاری ہی یہ تعریف سنکر ضرغام نے سلام کیا کہ آپ قدردان ہین مین کس لائق ہون شاہ سے تو یہ باتین ہو رہی تھین لیکن مصور جو کمند سے چھوٹا اور اس حال سے آگاہ ہوا کہ یہ عیار

مجھکو پکڑ لایا ہے بس گولا فولادی لے کر بغضب تمام مارنے چلا شاہ جادوان نے اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے نابکار حرام زادے بچایا مین تیرے ہاتھ سے جل پکا ہون عیار اور ساحر تجھ کو کیسا کیسا ذلیل کرتے ہین تجھے شرم نہین آتی کہ پہلے عیار تجھ سے تصویر چھین لے گئے بہار نے دو مرتبہ دیوانہ بنایا وہان تو نے کچھ غصہ نہ جتایا یہ بیچارہ عیار جو مقید و بیدست و پابند ہا کھڑا ہے تو اس پر تو گولا مارتا ہے جا دور ہو او فرمساق حرامزادہ بیہودہ مصور بادشاہ طلسم کے بُرا بھلا کہنے سے اور دھکّا دینے سے رونے لگا لیکن اس عرصہ مین حیرت رخصت ہو کر سمت لشکر جا چکی تھی ورنہ بادشاہ کو مانع ہوتی اکیلے مین شاہ جادوان بہت کچھ بکا جھکا جب مصور بہت رویا اس وقت بادشاہ بھی خائف ہوا کہ یہ اولاد سامری ہے ایسا نہ ہو کہ میرے لیے بد دعا کرے اور تیرے ایمان مین فرق آیا کہ تو نے مرشد زادے کو گالیان دین یہ سوچکر اٹھا اور پاؤن پر مصور کے سر رکھدیا ندامت پذیر ہوا کہ مین نشۂ شراب سے بیخود تھا آپ میرے کہنے کو خاطر عاطر مین جگہ نہ دیجیے گا اور براہ کرم و عنایت بزرگانہ خطاہاے گذشتہ پہ میری قلم عفو پھیر یے گا غصہ مین انسان باؤلا ہوتا ہے مین نے بہت بُرا کیا جو آپ ایسے بزرگ کی خدمت عالی مین گستاخانہ کلام کیے یہ کہہ کر خلعت گران مایہ و نادر رنگا کر دیا اور رخصت کرنا چاہا یہ حال دیکھ کر صنم عام نے کہا کہ ہٹ تیری نا منصف بادشاہ کی ایسی تیسی حرامزادے نے پھر خلعت دیا تو اپنے ہی گرد گھنٹال کو دیا اور ہم نے جو یہ محنت کی کہ عین وقت پہ گرفتار کر لائے اور اگر یہ تیلا نہ اس کو اُٹھا لاتا تو اب تک کب کے جہنم مین پہونچا چکے ہوتے تو اتنے بڑے کام پر ہمین کچھ بھی نہ دیا واہ واہ کیا انصاف کیا ہے افراسیاب پہلے تعریف ان عیارون کی کر چکا تھا اور اس وقت اس کے نڈر ہو کر کلام کرتے پر منسن ہو گیا اور ایک خلعت پر زر طلب کر کے اس کو بھی دیا کہ بموجب مطلع خیال کیجیے کیا آج کام مین نے کیا عجب اس نے دی مجھے گالی سلام مین نے کیا ✦ بعد خلعت دینے کے پنجۂ سحر کو بلا کر حکم کیا کہ دریاے خون رواں پاس اس کو اُس پار اُتار دے اور سحر اپنا دفع کر دیا پنجہ نے کر اُڑا اور پار دریا کے پہونچا گیا اُدھر مصور بھی رخصت ہو کر چلا اور لشکر مین آیا یہان صورت نگار اس کی زوجہ نے جب ڈھونڈھا اور نہ پایا تو خود فوج لے کر میدان جنگ مین گئی تھی اس ارادے سے کہ مہرخ نے میرے شوہر کو پکڑ والیا ہے اُسکو چلکر قتل کرون ایک طرف سے حیرت سوار ہوئے گو تھی لیکن اس نے حال گم ہونے مصور کا سنکر تامل کیا بلکہ صورت نگار کو بھی منع کرا بھیجا کہ آج لڑائی موقوف رکھو اُس نے نہ مانا اور اپنی ذاتی فوج لے کر میدان مین آئی بعد ترتیب صفوف لشکر نقیب للکارے کڑکیت پکارے کہ دلاورو ہمت نہ ہارنا دشمن کو سر پکھ ہو کر مارنا جب کڑکیت ہٹے بہادر مرنے پر تُلگئے صورت نگار نے بیچ میدان مین آکر چند سحر دکھا کر مبارز طلب کیا ہنوز کوئی اُسکے مقابلہ کو نہ آیا تھا کہ مصور آکر پہونچا اور ہر دو لشکر میدان مین صف آرا دیکھ کر سمجھا کہ بی بی مری لڑنے کو آئی ہے از بسکہ یہ گالیان کھائے ہوئے آیا ہے غصہ مین بھرا ہوا تھا آتے ہی فرط غضب سے ایک گولا سحر پڑھکر مہرخ پر مارا مہرخ گولا آتے دیکھکر تخت پر سے بزور سحر اُڑ گئی گولا تخت پر

پڑا کہ وہ چور چور ہو گیا مہرخ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک عقاب سفید زین پر زر وغیرہ سے درست اُڑتا ہوا آیا یہ اُس پر سوار ہوئی اُس وقت مصور نے دوسرا نارنج مارا ملکہ سرخمو سمجھی کہ ایسا نہ ہو مہرخ زخمی ہو جائے اس سبب سے سینہ سپر کر کے سامنے آگئی نارنج آکر اُس کی ران پر لگا کہ حیران ہوئی اور زخمی ہو کر پھری اس کا ہٹنا تھا کہ صورت نگار نے ایک تیر آتشین مہرخ پر مارا اُس نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک پتلہ قرولی لیے ہوئے پیدا ہوا اور وہ تیر اُس نے کاٹ دیا پھر اُس نے بھی ایک تیر مثل شہاب ثاقب اُس زوجہ شیطان پر مارا اس نے ہر چند سحر پڑھا مگر تیر نہ پھرا آخر وہ اپنے طاؤس پر سے اُڑ گئی اور تیر آکر طاؤس پر پڑا کہ طاؤس بسان طاؤس آتشبازی جاکر خاک ہوا دوبارہ مہرخ نے اُس کو اُڑتے ہوئے بروے ہوا جو پایا ایک ناریل ایسا مارا کہ وہ گولے کی طرح چلا صورت نگار نے ناریل دیکھکر دستک سحر کی دی کہ ایک سحر کی سپر سامنے آگئی مگر وہ ناریل سپر کو توڑ گیا اور اُس کے سر پر جاکر لگا اُس نے بہت جلد رد سحر پڑھا نہیں کاسۂ سر ترش جاتا اُس پر بھی ایسی ضرب لگی کہ سر پھٹ گیا اور یہ بیہوش ہو کر گرنے لگی ملازموں نے جلد روک کر ہوادار پر سحر کے ڈالا اور خیمہ کی طرف لے گئے مصور نے جو بی بی کا یہ حال دیکھا تلوار سحر کی کھینچکر لشکر مہرخ پر جا پڑ دو دریاے لشکر موج مار کر چلے فلک چکرایا طبقات ارض تھرائے سحر کی بجلی چمکی بادل گھرائے شور شور قیامت خیز بلند ہوا طنبور و نفیر سحر و جلاجل و نقارہاے جنگی گڑگڑائے ہنوز نوبت بزد و کشت نہ پہونچی تھی کہ خیمہ میں جاکر صورت نگار ہوشیار ہوئی پوچھا کہ نبیرۂ سامری کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ لڑ رہے ہیں یہ سنتے ہی وہ چیخنے لگی کہ جلد اُن کو بلا دو نہیں تو میں جان دوں گی کیونکہ مجھکو اُن کا اکیلے لڑنا گوارہ نہیں دو بار زک پا چکے ہیں ملازم اُس کے غل مچانے سے دوڑے اور مصور پاس آکر کہا کہ حضور جلد چلیے ملکہ کے زخم کاری لگا ہے حال اُن کا بہت بُرا ہے یہ سُنکر اس نے ایک چیخ ماری اور روتا ہوا طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور ادھر مہرخ بھی شادان و فرحان فوج لے کر پھری لشکر خیمہ گاہ میں آکر اُترا مہرخ بارگاہ میں آکر سریر جہانبانی پر بیٹھی سرخمو کی ران کا علاج ہونے لگا مرہم سحر لگا گیا اُس وقت ضرغام بھی آیا اور خلعت دکھا کر حال شاہ جادوان و مصور تمام و کمال بیان کیا سب اسکی دلیری پر ہنسنے لگے اور ملکہ نے بھی خلعت دیا وہاں سے حال بارگاہ مصور دریافت کرنے پھر روانہ ہوا یہ جب لشکر میں پہونچا دیکھا کہ شہاب جادو فرستادۂ حیرت براے دریافت حال جنگ آیا تھا پھرا ہوا جاتا ہے یہ بھی صورت خدمتگار کی بنکر اُسی کے ملازموں میں ملکر داخل بارگاہ حیرت ہوا شہاب نے حیرت سے عرض کیا کہ مرشدزادے آئے اور بوجہ زخمی ہونے اپنی بی بی کے لڑنا موقوف کر کے داخل بارگاہ ہیں ملکہ سنکر خاموش ہو رہی لیکن مصور نے آکر بی بی سے پوچھا کہ مزاج کیسا ہے وہ اُٹھ بیٹھی اور کہا مجھکو تمھاری سلامتی درکار ہے میں سب طرح اچھی ہوں یہ کہکر مرہم سحر زخم پر لگایا اس نے کہا صاحب تم نے بُرا کیا میں تو لڑ رہا تھا حیلہ کر کے بلا لیا آج میں سب کا خاتمہ کر دیتا خیر اب چلو ملکہ حیرت کی بارگاہ میں مجھکو

ناچ دیکھیں یہ کہکر مع زوجہ سوار ہوکر بارگاہ حیرت میں آیا اور دنگل پہ بیٹھا ساقیان مہ لقا حاضر ہوئے ناچ سامنے ہونے لگا دور جام ارغوانی شروع ہوا جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا اُس نے حیرت سے کہا اے ملکہ مجھ کو شاہ جادوان نے پتلا بھیجکر مع عیار کے اُٹھا منگایا تھا چنانچہ مجھ کو خلعت دیا اور سرفراز فرمایا اور عیار کو جو مجھے پکڑے گیا تھا خوب گالیان دین اور زد و کوب کرایا اگر مین نہ بچاتا تو قتل کرڈالتے مین نے عرض کیا کہ مین سب کو بند سحر قتل کرونگا آپ چھوڑ دیجیے بادشاہ نے میری خاطر چھوڑ دیا از بسکہ ضرغام وہان موجود تھا اس نے الٹا بیان اس کا سنکر کہا جھوٹے پر لعنت اے گالیان تجھ ایسے کھاتے ہین دیکھیں تو یہ خلعت لے کر وہان سے آئے اور تو بیٹھا رو دیا کیا یہ کہہ کر چاہتا تھا کہ بھاگے حیرت نے کہا تجھے قسم ہے کہ نہ بھاگنا مجھ سے سب حال کہتا جا یہ ٹھہر گیا اور جملہ کیفیت سامنے آکر بیان کرکے خلعت شاہ جادوان کا دیا ہوا دکھایا اُس وقت مصور ایسا ذلیل ہوا کہ رونے لگا اور چاہا کہ ضرغام کو پکڑے مگر حیرت مانع ہوئی کہ جب شہنشاہ نے اس کو خلعت دیا اور تعرض نہ کیا تو مجھکو بولنا لازم نہیں اور ضرغام کو اشارہ کیا کہ وہ جست کرکے نکل گیا مصور نے کہا کہان جائیگا آج عیار اور سردار حریف کو زندہ نہ رکھونگا اگر ایک بھی بچ جائے تو اپنا نام نہ رکھون یہ کہکر فرط غضب سے اُٹھا کہ پکڑے لاتا ہون حیرت نے کہا آپ کو اختیار ہی ہم تو سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے آپ نا نئیے تو کیا کیا جائے صورت نگار نے کہا مین جانے نہ دونگی اگر گئے تو جان دیدونگی اس نے کہا اے بی بی اگر اس وقت تم نے مجھکو روکا تو مین اپنے تئین اور تمھیں ہلاک کرونگا یہ کہہ کر روانہ ہوا زوجہ اس کی مجبور ہوکر رونے لگی آخر اور تو کچھ نہ بن آیا باہر نکلکر نفیر سحر بجائی کہ لشکر مین بکر تیاری ہوئی یہ فوج لے کر چلی اُدھر مصور پہلے ہی باہر آکر مرکب پہ سوار ہوکر چلا تھا قریب لشکر مہرخ پہونچا ہرکارون نے خبر مہرخ کو پہونچائی کہ ضرغام کے ہاتھ سے ذلیل ہوکر نہایت غیظ و غضب سے مصور ادھر آتا ہے مہرخ نے یہ خبر سنکر جلد نفیر سحر کو دم دیا فوج کا ہر سردار مسلح و مکمل ہوا پلٹن اور رسالے درست ہونے لگے کہ بموجب

نظم

چو برخاست آوای گوش از درش — بپوشید جوشن ہمہ لشکرش
بزد نای روئین بر پشت پیل — جہان شد ز لشکر چو دریای نیل
بگردان لشکرش آواز کرد — کہ ای نامداران و مردان مرد
ہمہ رزم را دل پر از کین کنید — تن دشمنان جای ژوبین کنید
ہمہ ساختہ کینہ و جنگ را — ہمہ تیز کردہ بخون چنگ را
شد از سم اسپان زمین سنگ رنگ — ز تیرہ ہوا ہمچو پشت پلنگ
چہ گفتی ہوا کوہ آہن شدست — سر کوہ پر ترک و جوشن شدست

غرضکہ ادھر سے یہ پہونچی اور اُدھر سے برسم بلغیر مارے محبت کے صورت نگار فوج لیے ہوئے آئی

کہ بیت تو گفتی نہ شب بود پیدا نہ روز + نہان گشت خورشید گیتی فروز مصور تو پہلے سے آچکا تھا اُس نے لشکر کو جانے بھی نہ دیا ایک نارنج سحر پڑھکر لشکر مہرخ پر لگایا کہ وہ نارنج بالاے ہوا جاکر شق ہوا اور ہزارہا تیر و پیکان اُسمین سے نکل کر لشکر یون پر گرنے لگے ساحر وغیرہ ہزارہا زخمی ہوے ادھر کے لشکر نے بھی جنبش کی اور لینا لینا کہکر چلے اس نے دوسرا نارئیل مارا کہ گھٹا گھنگھور گھر آئی اور مینھ کی طرح سے مار و کژدم برسنے لگے جسکو انھون نے کاٹا وہ پانی کی طرح بہگیا اس عرصہ مین صورت نگار نے بھی فوج کو للکارا کہ ہان لینا اب تو دو لشکر باہم مل گئے شور آفت زا برپا ہو یہ حال تھا کہ

نظم

سپاہ اندر آمد بگرد سپاہ — یکے بانگ برخاست از رزمگاہ
سراسیمہ شد مست از دار و گیر — برآمد یکے ابر و باران و تیر
ز تیغ و ز گرز و ز کوس و ز گرد — سیہ شد زمین آسمان لاجورد
تو گفتی مدام اندر ست آفتاب — دگر گشت خم سپہر اندر آب

مہرخ نے یہ زور و شور دیکھکر تصور کیا مصور آج شکست دے دیگا یہ غور کرکے بسان شیر غضبناک آگے بڑھی اور کچھ خاک جھولی سے نکال کر سحر دم کرکے اس ابر پر جسمین مار و عقرب برس رہے تھے پھینکدی خاک پڑتے ہی وہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑ گیا اور سب ٹکڑے لشکر مصور پر گرے کہ وہ فوج پسپا ہو کر عقب مصور ہوگئی اس وقت مہرخ زمین پر اتری اور اُسی طرح کہ جس طور کا حصار اگیار کرکے بنایا تھا درست کرکے سحر پڑھا کہ فی الفور ایک نیل گاؤ صحرا کی طرف سے جست کرتا ہوا آیا اور گرد مہرخ پھرنے لگا اس نے کہا کہ جا مصور کو مار نیل گاؤ کان علم کرکے سینگ اُٹھا کر دوڑا مصور مہرخ کی طرف گھوڑا اُٹھا کر چلا کہ گاؤ نے آکر سینگ مارے اور مرکب کو سینگون پہ اُٹھا لیا مصور کود کر الگ کھڑا ہوا اور دوسرا مرکب منگا کر جلد سوار ہوکے نیل گاؤ پر حملہ کیا نیل گاؤ گھوڑے کو پھینک کر جنگل کی طرف بھاگا ہرچند روکنا چاہا نہ رکا مصور نے اُس کے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا لشکری پیچھے دوڑے اور پکارے حضور کہان جاتے ہین لیکن اس نے سناٹے مین گھوڑا دوڑانے کے کچھ نہ سنا اُدھر ملکہ مہرخ نے سحر پڑھکر دستک دی اور پکار کے کہا کہ شکار نیل گاؤ کا مبارک ہو جائیے اب پھر کر نہ آئیے گا یہ کہہ کر چاہا کہ لشکر پر اس کے حملہ کرے صورت نگار نے جلد طبل بازگشت بجوادیا لشکر دونون پھرے اور داخل خیام ہوے صورت نگار متردد و متفکر اس امر سے کہ یہ نیل گاؤ کیسا تھا اور شوہر میرا کیون اس کے پیچھے گیا بارگاہ حیرت مین آئی اور سب حال لڑائی کا بیان کرکے کہا مجھے یقین ہی کہ شوہر میرا نبیرۂ سامری ہے کسی کے سحر سے ہلاک نہ ہوگا لیکن عیارون سے البتہ خوف ہے اے ملکہ کسی کو بہر خبر بھیجنا چاہیے کہ عیار ضرر نہ پہونچا سکین حیرت نے سارا ماجرا سنکر گردن جھکائی اور کہا بی بی ہرچند کہ تم نبیرۂ سامری کی زوجہ ہو بہو سامری کی کہلاتی ہو لیکن سحر کا طریقہ نہین جانتی ہو اب عیار تمھارے میان کو زک پہونچاکے

کیا کرینگے یہ نیل گاؤ اس طرح کا سحر ہی کہ اسی سے بچنا مشکل ہی مہرخ بادشاہ لشکر کچھ تو سمجھ کر ہوئی ہی ایسی ویسی تھوڑی ہی یہ سحر کسی سے نہ اُترے گا تھوڑے عرصہ مین میان تمھارے تمھین مارنے آتے ہونگے شاہ جادوان کو جلد لکھ کر بھیجنا چاہیے وہ شاید دسحر کرین ورنہ اور کوئی نہین کر سکتا ہین اسی دن کے لیے سوچتی تھی اور منع کرتی تھی صورت نگار یہ باتین سنکر رونے لگی اور حیرت نے سب حال مصور کے لڑنے کا اور نیل گاؤ کے پیچھے جانے کا شاہ ساحران کو لکھکر بھیجا پتلا سحر کا نامہ لیکر باغ سیب مین آیا بادشاہ طلسم تخت حکومت پر جلوہ گر تھا کہ نامہ پہونچا نامہ پڑھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا اہاے یہ کائنات کے سحر ہمارے مبتلاے ہوے ہماری ہی فوج پر ہوتے ہین یہ افسوس کر کے باغبان وزیر کی طرف مخاطب ہوکر کہا اے دستور دانا یہ سحر مہرخ کا وہ ہی کہ سارا عالم اگر دور کرے جب بھی دفع نہ ہو ہان مین خود جاؤن تو البتہ رد اسکا ممکن ہی باغبان یہ تقریر سنکر عرض پیرا ہوا کہ حضور مجکو حکم دین کہ آپ کے عوض جاکر کام کرون افراسیاب نے کہا اس مین جان کا خوف ہی اگر ذرا بھی کچھ فرق کر دگے ہلاک ہو جاؤگے وزیر نے عرض کیا میری مجال ہی جو خلاف حکم بادشاہی عمل مین لاؤن یہ عرض سنکر بادشاہ طلسم نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ زمین سے ایک پتلا کئی گز کا جسیم و تجسیم پیدا ہو کر سامنے آیا اور بادشاہ کو سلام کر کے ٹھہرا بادشاہ نے کہا کہ اے ملازم سامری مجھکو تھوڑی سی روئی اس طرح کی جو پاس جمشید یا سامری مین بھری گئی ہو اور رعد او ندنے وہ لباس پہنا ہو اس مین کی چاہیے وہ پتلا ہنسا اور گویا ہوا کہ اے شاہ تیرا ہی مرتبہ ایسا ہی کہ جو کچھ تو مانگے حاضر ہو سکتا ہے یہ کہکر غائب ہو گیا اور بعد لمحہ کے تھوڑی سی روئی لیے ہوے حاضر ہوا شاہ طلسم نے وہ روئی لے کر پہلے سر پر رکھی آنکھوں سے لگائی پھر سحر ایسا پڑھا کہ وہ روئی ہاتھ پر سے اُڑ کر سمت ہوا گئی اور ابر بنکر تیار ہو گئی لکہ ابر سر پر بادشاہ کے آکر مثل چتر پھرنے لگا بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ اب تم جاؤ لکہ ابر ساتھ لو اور جہان مصور ہو اس ابر سے حکم کرنا کہ اب چشمہ سامری برسا دے یہ ابر برسے گا سحر دفع ہو جائیگا باغبان یہ حکم سنکر اٹھا اور آداب بجا لاکر رخصت ہوا اپنے تخت پر سوار ہو کر چلا شاہ نے اس ابر سے بھی حکم دیا کہ اس کے ساتھ جاؤ اور جو یہ کہے بجا لاؤ لکہ ابر سر پر باغبان کے آکر چھایا اور یہ روانہ ہوا زوجہ اس کی ملکہ گلچین جادو اپنے باغ مین تھی اُس نے شوہر کے جانے کی خبر سنکر ایک پتلے کو بھیجا کہ جائے اور وزیر مذکور کو یہان بلا لائے کہتا ایک بات سنتے جاؤ پتلہ راہ مین اس کو ملا اور پیام کہا یہ اپنی زوجہ کے پاس آیا حال اس کے باغ وغیرہ کا جلد اول مین بیان ہوا ہی غرضکہ بی بی نے اس کو سمجھایا کہ صاحب تم کو مین نے بارہا منع کیا ہی کہ اس لڑائی مین عیار ہر ایک کو مارڈالے ہین تم دخل نہ دو مگر تم مانتے نہین ہو مناسب ہی کہ اب بھی باز آؤ کئی بار عمرو کے ہاتھ سے زک پا چکے ہو دیکھو منع کرنا میرا مانو ورنہ پچھتاؤ گے باغبان نے جواب دیا تمھارا کہنا سب صحیح ہی مگر نوکری کر کے انسان تابعداری سے بچ نہین سکتا مالک کے کام کو کہانتک نہ جائیگا فی الجملہ باغبان تو بسبب سمجھانے اپنی زوجہ کے

عرصے تک یہان ٹھہرا آخر اس کو فہمائش کرکے روانہ ہوا مگر اتنے عرصے مین مصور نیل گاؤ کے تعقب مین لشکر سے بہت دور نکل گیا اور ایک صحراے فرح افزا مین پہونچا کہ دامن دشت دامن گلچین گل دریا چین سے نظر آتا تھا چشمہ چقر ہر ایک ٹبر ایسا دریا لہراتا تھا پچھلا پہر دن باقی تھا سہانا وقت سایہ ڈھلا جا تور ون کا شجر پر بسیرا لینا نہایت لطف دکھاتا تھا کہ **لمولفہٗ**

دشت رنگین ہرا بھرا دیکھا ۔ دامن کوہ پُر فزا دیکھا
چشمہ لہرا رہے تھے ایسے صاف ۔ چشمۂ مہر و ماہ سے شفاف
دامن دشت دامن گلچین ۔ روے جانان کیطرح سے رنگین
قیس کی روح نے بسایا تھا ۔ رُخ لیلے کا صاف نقشا تھا
سرد الفت ہر اک بگولا تھا ۔ آہ عاشق ہوا کا جھونکا تھا

مصور اُس جگہ مسرور و شاد ہوا اور گاؤ بھی آہستہ آہستہ چلنے لگا غرضکہ گاؤ اُس کو سیر دکھاتا ہوا ایک حصار کے قریب لایا اس صحرا مین وہ چار دیواری زمردی بنی تھی کہ واقعی عروس بہار کی حجلۂ عروسی تھی وہ گاؤ اس احاطہ مین چلا گیا یہ بھی اُس کے فراق مین اندر قدم زن ہوا یہان چمنستان پُر بہار لگا تھا سبحان اللہ دل رضوان سیر کو اس جگہ کی لہراتا تھا سبزہ نوخیز وہان کا سبز رنگان دہر کی مژگان کو شرماتا تھا آنکھین ندامت سے جھکاتا تھا گلہاے سمن و نسرین نازکبدنان گلرنگ کو بلکہ سپیدی سے رنگ کے معشوق کو شرمندہ کرتے گل بصد تجمل زیب وہ و سادہ گلشن تھے روش پٹری آراستہ سرو شمشاد مثل نوجوان نوخواستہ نرگس وہان بیمار نہ تھی تندرست تھی بیل ہر شجر کی درست تھی **لمولفہٗ**

تھے زرِ گل سے سب درخت نہال ۔ شاخ ہر ایک دان کی مالا مال
تھا کسی جا جو پھول نرگس کا ۔ اُس سے تھا چشم منتظر کا پتا
عکس افگن تھے اس طرح اشجار ۔ جیسے گلشن مین چھائے ابر بہار
لالہ سرخ تھا کہین پھولا ۔ داغ عاشق کے دل کا تھا نقشا
سنبل تر بان شیفتہ سر ۔ بال بکھرائے تھا وہان اکثر

سامنے چمنستان کے بارہ دری عالیشان تھی اوج مراتب مین برتر از آسمان تھی سقف و ایوان پر کنگرے مثل انجم سپہر مین جواہر کار روشن عجیب طرح کا جوبن اُس مکان کو چار چاند کیا ہزار چاند لگے تھے محراب درون کی ہلال آسا تھی دالان مین پردے پڑے تھے گوش گل کے پردون کی شان رکھتے تھے گلبدن اُن کا وصف سننے کو کان رکھتے تھے مصور حیلہ گاؤ کا سر دیکھتا آگے بڑھا وہ گاؤ بھی بارہ دری کی طرف چلا اندر سے پردے کے دو ہاتھ تیر و کمان لیے نکلے اور سر سر کی آواز آئی تیر اس گاؤ پر آکر پڑا کہ وہ گرا اور پانی ہوکر بہہ گیا مصور اُن دونون پنجۂ نگارین کو دیکھ کر بیتاب ہو گیا اور سوچا

اس پردے مین کوئی صیاد صید کن دلہاے عشاق ناشاد ہے دل چھین لینے مین بہت طاق اور مشاق ہے یہ سوچکر دل سے دست کھو بیٹھا ہوش و حواس سے ہاتھ دھو بیٹھا پردے کے پاس آکر پکارا کہ **بیت**
جنگل نہیں ہے آنکھین مجھ سے دوچار کیجیے + وادی دل مین آکے سیر شکار کیجیے + ہاے او ظالم اظلم تو کون ہے کہ مین شکار کو آیا تھا میرے صید کو بھی شکار کیا اور میرے دل کو در پردہ تیر جفا کا نشانہ بنایا تیرے تیر کے ساتھ اپنا یہ حال ہوا ہے کہ **فرد** چاہتے ہین نفس کو توڑ سارے موانست کو چھوڑ + پھر ہون اسی طرف رواں آتش و باد و آب و خاک + جب اس نے یہ کلام کیے اندر سے آواز آئی کہ مرد دنیا مین بیوفا ہوتے ہین مطلب کے آشنا ہوتے ہین اسی لیے ہم نے آبادی سے منھ موڑا مجنون کردار جنگل اپنا مسکن بنایا رشتہ الفت اہل عالم توڑا مصور نے یہ سنکر کہا **نظم**

اس بندے کی چاہ دیکھیے گا — اور اُس کا نباہ دیکھیے گا
مین کیسی نباہتا ہون تم سے — انشاء اللہ دیکھیے گا
فوجین اشکون کی تل رہی ہین — پر حشمت و جاہ دیکھیے گا

اے عربدہ ساز و اے نیرنگ پرداز انجمن محبوبی مین کبھی آپ کی اطاعت سے منھ نہ موڑون گا تمام عمر غلامی سے گردن نہ پھیرون گا یہ کلمات کہتا تھا کہ صدا آئی کہ بہتون کو غلام ہوتے دیکھا ہے ایک تم بائی ہو اچھا اندر آؤ تمھارا بھی عشق دیکھین کیسا ہے **مصور** یہ سنکر شاد شاد پردہ اٹھاکر اندر آیا پردہ کیا اٹھایا کہ پردہ نام و ننگ اٹھ گیا ایک آفتاب محشر کو کہ پردہ ابر مین چھپی ہوئی تھی واہ ری عربدہ ساز کہ ہزار ہا نیرنگیاں جسکے ناخون پر لکھی تھین کہ ہاتھ دکھاتے ہی کیا جادوگری کا کرتب یاد تھا کہ ایسے مکار کو دیوانہ کردیا **مصور** کی آنکھ برق تجلی جمال سے خیرہ ہوئی واہ واہ زلف سیاہ کا قرین چشم آنے سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ ہندو بر لب چشمہ شوخی اشنان کرنے آیا تھا نہین نہین آہوان ختن نے شمیم کاکل معنبر کو سونگھنا چاہا تھا آنکھون کے لال ڈورے برق سپہر شرارت تھے نگاہ بجلی کی طرح کوندتی تھی صاعقہ کو سبزہ کی طرح روندتی تھی رخسار اُس کے گلزار حسن کے گل تھے لب معجز نما نزاکت مین گلبرگ جان بلبل تھے لب نازک کے قرین خال تھا نہین نہین اشتیاق بوسہ مجسم ہوا تھا عشاق کا خیال تھا مختصر یہ کہ وہ جان جہان عشاق کی جان تھی **نظم**

آستین کو جیب ماہتاب نظر آتی تھی — اُسکی ساعد کے جھلکنے کی تھی یہ پھیلاوٹ
سینہ جون آئینہ شفاف شکم ایسا صاف — جسمین مخمل کی شکن سی پڑی ستھری بیٹ
سبز سبز اُسکے وہ رونگٹے یا وادی نمل — سیلی ایسی ہی تھوان جیسے کہ سنبل کی لٹ
قمقمے نور کی تھین اُسکی چھاتین وہ دونون — ہوا تھین دیکھتے ہی دل رہی کچھ للچاہٹ
گزک بادہ کشان رنگترے سے وہ دونون — دل یہ چاہے کہ انھین توڑ کے کھا جاے جھٹ

گدگداہٹ پہ اگر ناف کی پڑ جائے نظر	پس کف دست خیال اُس سے وہین جائے لپٹ
ہو یقین دلکو کہ ہے حسن کے دریا کا بھنور	گھر کے ساری نہی اکٹ یہان آئی ہے سمٹ

مصور اُس کے حسن کو دیکھکر حیران رہگیا اور اس آئینہ رو نے ہاتھ پکڑ کے کہا کہ صاحب آئے ہو تو بیٹھ جاؤ یہ کلم پاکر بیٹھا اُس نے جام بادۂ گلرنگ لبریز کرکے کہا لیجیے یہ ساغر الفت ہے نوش کیجیے اور مجھسے عہد و پیمان کیجیے قول و قسم دیجیے کہ کبھی کسی اور سے دل نہ لگاؤن گا اور جورو یا کوئی آشناب میرے پاس ہوگی اُس کا سر کاٹ لاؤن گا مصور نے وہ جام اُس کے ہاتھ سے لیا اور کہا تجھ پر جب اپنی جان نثار ہے تو پھر اور کسی کی جان کیا حقیقت رکھتی ہے جورو کیا مردار ہے مین ابھی اُس کا سر لاکر تیرے قدمون پہ نثار کرون گا اور تمام عمر غلامی مین رہون گا کہ **بیت** گردست دہد ہزار جانم + در پای مبارکت فشانم + یہ کہکر وہ جام پی گیا اور منھ بڑھایا کہ اب اپنے لب شکر بار کا بوسہ دے کہ **بیت** از ان لب جان بدہ کس را دگر خواہی کہ جان بخشی + مرا بارے کہ من جان دادہ ام عمرے برای تو + اُس ستمگار دلدار نے منھ ہٹا دیا اور کہا جب تم اپنی بی بی کا سر کاٹ لاؤ گے اُس وقت اپنے مطلب دلی کو پہونچو گے شراب وصل سے سرشار ہو گے مصور یہ مژدہ جانبخش سنکر اُٹھا اور یہ کہتا چلا کہ **ابیات**

من با تو یکدلم سخن و قوم من یکیست	انّیست قول من کہ شنیدی سخن یکیست
صد بار اگر تو شوکت خوبان شکست یافت	خسرو ہزار خسرو لشکر شکن یکیست

غرضکہ باہر آکے مرکب پر سوار ہو کے بصد تعجیل لشکر مین آیا بی بی اُس کی بارگاہ حیرت سے آکر خیمہ مین اپنے بیٹھی تھی کہ یہ قریب خیمہ ٹھہرا اور دو چار کنیزین ترکنین حبشنین جو پہرے پر تھین انھون نے سلام کیا اُس نے سلام کے عوض اُن سے پوچھا کہ بالزادی جلد بتلاؤ وہ قحبہ صورت نگار کہان ہے کنیزین یہ کلمہ سنکر گھبرائین اور کہا حضور آپ ملکہ عالم کی نسبت یہ کیا فرماتے ہین اُس نے کہا مین اُس حرامزادی کا سر کاٹ لے جاؤن گا کہ معشوق مجھسے راضی ہو یہ کلام جو کنیزون نے سنا گھبرا کر ایک اندر گئی اور بی بی سے کہا آپ بیٹھی کیا کرتی ہین میان پھر سڑی ہو کر آئے ہین آپکے مارنے کو کہتے ہین صورت نگار تو حیرت سے سن چکی تھی کہ مصور سڑی ہو کر آئے گا یہ خبر سنتے ہی سمجھی کہ یہ وہی معاملہ ہے بس بیتابانہ بارگاہ سے نکلکر بھاگی سحر بھی نہ کیا کیونکہ جانتی ہے کہ شوہر میرا مجھسے زبردست ہے ایسا نہ ہو کہ مجھکو ہلاک کرے غرضکہ اُس کو بھاگتے شوہر نے اُسکے دیکھا اور پکارا کہ او فاحشہ بیوا لکھڑی تو رہ کہان مجھسے بچکر جائے گی یہ کہکر پیچھے دوڑا صورت نگار سر پہ پاؤن رکھکر بھاگی افسران لشکر نے جو یہ حال دیکھا چاہا کہ روکین مگر باہم کہا کہ میان بی بی کے مقدمہ مین دخل نہ دینا چاہیے یہ سوچکر سب رُکے اور یہ پیچھے ہوا کی طرح اُس کے چلا آخر یہ مردود عورت قریب پہونچگیا اُس وقت صورت نگار دہشت جان سے گر پڑی اور سبو شراب اُلٹ گئی بند ادار ٹوٹ گیا کنیزین پروانہ وار اُس شمع انجمن ساحری پر آگرین اور یہ سبو از دست کی دیکھا تو اُس کا پیشاب خطا ہو گیا ہے اُسی طرح

اُونڈین پیشاب کی ٹپکتی ہوئی کنیزین اُس کو اُٹھا کرلے بھاگین مصور نے بڑھ کر دو ایک کو زخمی کیا لونڈیان برا
بھلا کہتی ہوئی بھاگین کہ یہ موا آپ سے گذر گیا ہی نگوڑ مارے کو بڑھاپے مین چوچلا سوجھا ہی کہ گھڑی گھڑی سحر کی
پتلیون پر عاشق ہوا آتا ہی ایک بولی کہ اس بوبک ہارے وا اے کر نام عاشقی کا بھرنا چھوٹے منھ نہین اچھا لگتا
دوسری بولی کہ نگوڑ مارے سے لڑنے کو کس نے کہا تھا کہ وہان دمبدم جاتا ہی اور سڑی ہو کر آتا ہے
تیسری بولی قربان ایسے لڑنے کے جب پھرے تو گھڑی والون پر جوتا تیز کیا مہرخ اور بہار کے سامنے
تانی مرتی ہی وہان سوا ہاتھ باندھنے کے اور کچھ نہین ہوتا ہی غرضکہ ایک ہنگامہ عظیم برپا ہی یہ ہر ایک کو
سگ دیوانہ کی طرح مارتا پھرتا ہی لوگ بھاگتے پھرتے ہین لشکر مین کمربندی ہوئی ہی کہ ہمین ضرر نہ پہونچاسے جو
کوئی ادھر سے نکلتا ہی لوگ منع کرتے ہین کہ ادھر نہ جاؤ ایک سڑی آتا ہی دور دور سے لوگ ڈھیلے اور پتھر
مارتے ہین لونڈے ایک طرف تالیان دے رہے ہین لوہی دھتا ہی کا شور بلند ہی جب یہ آگے بڑھتا ہی لوگ
ساتھ ہوتے ہین لڑکے کہتے ہین جاتا ہی لینا جاتا ہی جب پیچھے پھرتا ہی سب بھاگتے ہین جب اُس کے کوئی
ڈھیلا لگتا ہی یہ کہتا ہی بیت زخم پر چھڑکین نہ کیون طفلان بے پروا نمک + کیا مزا ہوتا اگر پتھر مین بھی ہوتا نمک +
حیرت نے جو یہ غلغلہ سنا پوچھا کہ یہ کیا غل ہی ہنوز کوئی خبر نہ لایا تھا کہ کنیزین صورت نگار کو پیشاب مین
لت پت لیے ہوئے پہونچین حیرت نے دیکھا کہ سب بدحواس اور صورت نگار کا پائجامہ ناف سے نیچے
اترا ہوا ڈوپٹہ کہین محرم کہین کچھ عجب عالم ہی اس نے پوچھا کہ کیا ہوا سب یہی کہتی ہین کہ وہ آگیا کوئی یہ
نہین کہتا کہ مصور آگیا اور ہوش مین آکر صورت نگار تخت کے نیچے چھپ رہی اور حیرت باہر نکل آئی
لڑکون اور لشکریون کو روکا اور آپ قریب آئی کہا اے مرشدزادے آپ کس کو مارتے پھرتے ہین اس نے
بغور صورت دیکھکر حیرت کو پہچانا اور کہا اے ملکہ مین اُس قحبہ صورت نگار کو ڈھونڈھتا ہون حیرت
نے کہا آئیے مین آپ کا اُس کا سامنا کردون مصور اُس کے ساتھ بارگاہ مین آیا اور کرسی پر بیٹھا مگر نہایت مضطرب
ہے کہ بی بی کو کسی طرح پاؤن تو سر کاٹ کر معشوقہ پاس لیجاؤن بس لحظہ بہ لحظہ کرسی سے اُٹھتا ہی حیرت روکتی ہے
کہ صاحب ٹھہرو مین نے لوگ گرفتار کرنے کو بھیجے ہین وہ آیا چاہتی ہی یہ کہکر روکتی ہی اور سحر پڑھ پڑھ کر پھونکتی
جاتی ہی کچھ اثر نہین ہوتا ہی اور عیارون نے یہ سب خبرین مہرخ سے کہی ہین وہان سب بیٹھے قہقہے لگا رہے
ہین تعریف ہو رہی ہی کہ اے ملکہ سبحان اللہ کیا سحر کیا ہی مہرخ کہہ رہی ہی کہ اس سحر کا لطف جب ہی کہ رو کی
لباس سامری کی بادشاہ طلسم کو غش آئے اور وہ بہر دوا بھی عاجز آئے فی الجملہ مصور پھر گھبرا کر اُٹھا اور کہا اے
ملکہ جلد بلوائیے اس مالزادی کو کہ مین سر کاٹ کر اپنی معشوقہ پاس لے جاؤن حیرت نے کہا اچھا بلواتی ہون
لیکن اُس کے مارنے سے کیا حاصل ہی اس نے کہا اس بیسوا کے جینے مین کھٹکا رہے گا اور دوسرے
فرمایش محبوبہ سے ناچار ہون کہ اس نے سر مانگا ہی حیرت نے کہا مین بغیر قتل صورت نگار تمھاری
معشوقہ کو بلوائے دیتی ہون اور چاہا کہ کسی زن حسینہ کو بلوا کر اسکا دل اس کی طرف مخاطب کردون

لیکن اُس نے کہا کہ مین بغیر قتل کیے اپنی زوجہ کے باز نہ آؤن گا افسوس کہ معشوقہ کبھی نہ کبھی ایک ادنی کنیز کا سر مانگے اور عاشق سے فرمائش پوری نہ ہو سکے یہ کلمات سنکر صورت نگار کا زیر تخت یہ حال ہوا کہ تھر تھر کانپنے لگی لیکن اور ردلگی سنیے کہ عیار بعد خبر دینے اپنی مالکہ کے پھر اس کا تماشہ دیکھنے آئے تھے ان مین سے برق بصورت چوبدار یہان کھڑا تھا اور صرصر بھی حاضر تھی اس نے صرصر کے بازو مین چٹکی لی جب اس نے پھر کر دیکھا اس نے چپکے سے کہا کیون استانی کبھی تم نے طلسم مین ایسی لڑائی بھی دیکھی تھی یہ سحر بھی کر کے کسی کو سنا تھا صرصر نے یہ سنکر اس کو پہچانا اور خنجر کھینچا برق نے جو مردھا کھڑا تھا اُس کا بازو پکڑ کر سامنے کر دیا اور بچا لا کی آپ اُس کے پیچھے ہو گیا خنجر مردھے پر پڑا کہ وہ زخمی ہو کر گرا اور سب مردہون وغیرہ نے غل مچایا کہ ارے لینا یہ عیار ہی اس نے مارا ہی باہر کے ساحر یہ سمجھکر دوڑے کہ شاید مصور مار رہا ہی اور صرصر سمجھی کہ اس وقت عیار کے دھوکے مین تو پٹ جاؤنگی نکلجا پھر چلی آنا یہ سمجھکر جست کر کے بھاگی حیرت کو یقین کامل ہوا کہ یہ عیار بشکل صرصر تھا پس اس نے سحر کیا کہ صرصر باہر جا کر ٹھہر گئی اُدھر سے جو ساحر دوڑے تھے وہ پکڑ کر اندر لائے حیرت نے حکم دیا کہ مار ڈالے مردھے اور چوبدار وغیرہ مارنے لگے ہر چند یہ کہتی ہی کہ مین صرصر ہون عیار وہ چوبدار بنا ہوا کھڑا ہی مردھے کہتے ہین کہ دیکھیے ہمارے بھائی کو عیار بتاتا ہی اور آپ بچنا چاہتا ہے یہ کہتے ہین اور مار رہے ہین اس وقت عیار بچیان صبا رفتار وغیرہ چارون آگئین اور سبب ساتھ رہنے کے انھون نے صرصر کو پہچانا اور حقہ ہائے نفتی مردہون پر مارے کہ بارگاہ مین دھوان بیہوشی کا بلند ہوا حیرت گھبرا کر بزور سحر اڑ گئی کہ معلوم ہوتا ہی اور بہت سے عیار آگئے ہین برق نے اس اندھیرے مین دو ایک ساحرون کو مارا غل اُن کے مرنے کا بلند ہوا اب تو لشکری بھی دوڑے اور مصور نے اٹھکر مارنا شروع کیا ترسول پنسول تیغہ سحر چلنے لگا اب عیار بچیان صرصر کو لے کر نکل گئین اور برق بھی کنارے ہوا لیکن یہان ہر ایک کی زبان پر نعرہ بلند ہی کہ لینا مارنا جانے نہ پائے جو آتا ہی وہ یہی کہتا ہی کچھ سر و پا معلوم نہین کہ کس کو مارین بعض لوگ بھاگے جاتے ہین دکانین لشکر کی بند ہوئی ہین جو کوئی پوچھتا ہی کہ کیا ماجرا ہی کہتے ہین کہ وہ آگئے اسی ہنگامہ مین حیرت نے بلندی پر سے دیکھا کہ عیار کوئی نظر نہین آتا سمجھی کہ سب نکل گئے اس نے سحر پڑھا کہ وہ ہنگامہ ہٹا یعنے لشکری لڑنے سے تھم گئے لیکن مصور بہ جب اس مثل کے کہ دیوانہ را ہوے بس است نہین رکتا ہی حیرت جلد اس کے پاس آئی اور کہا کہ تمھاری بی بی کے سر کٹنے مین یہ ہنگامہ ہوا ہی جلد سیر اُس کا آیا ہی یہ سنکر وہ ساکت ہوا اور ملکہ نے کہا جلد منادی کرا دو لشکر مین امان کی عیار بچیان بھی بارگاہ مین آگئین ملکہ نے اُن سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا تھا انھون نے کہا کہ اس طرح عیار نے وقت خنجر زنی مردھے کو سامنے کر دیا تھا یہ کہکر ادھر ادھر دیکھا برق بصورت بدل کر آکھڑا ہوا تھا اُس پر صرصر کی نگاہ پڑی کہا دیکھیے یہی موا تھا برق یہ کہتا ہوا بھاگا کہ ہم پھر دو چار کو مارنے آئے تھے حیرت دنگ ہو گئی اور کہا دیکھیے سامری ان موذیون کے ہاتھ سے کب نجات دیتے ہین یہ کہکر مصور کی دلجوئی مین مصروف ہوئی

اور برق نے جاکر حال سارے ہنگامہ کا مرخ سے بیان کیا یہان تو یہ حال ہے لیکن ادھر باغبان جب
اپنی زوجہ کو سمجھا کر روانہ ہوا اور دریاے سحر کے پار اترا اور جو پتہ کہ بادشاہ طلسم نے دیا تھا اُسی سمت چلا اور احاطہ
سحر کے قریب پہونچکر تخت سے اُتر کر اندر گیا جب چمنستان مین پہونچا پردے کے اندر سے آواز آئی کہ کون
آتا ہے اگر مصور ہے تو ہمارا عاشق ہے آئے اور جو کوئی اور ہے تو مین تیر سے نشانہ اجل کرتی ہون یہ کہہ کر
تیر و کمان پردے کے باہر نکالا باغبان سمجھا کہ یہان ٹھہرنا مناسب نہین اور مجھکو شاہ جادوان نے
جو کچھ سمجھا دیا ہے وہ کرنا چاہیے خلاف اُس کے کرنا خطا پاتا ہے یہ سمجھکر جلد وہان سے پھرا اور لگاہ ابر از سبکہ اس کے سر
پر سایہ فگن تھا اس سبب سے اس باغ سحر سے نکل آیا نہین تو باہر آنا ممکن نہ تھا اور بتلاش مصور لشکر حیرت
مین آیا کیونکہ پردے سے صدا سن چکا تھا کہ مصور عاشق ہمارا ہے سمجھا کہ وہ دیوانہ ہوکر لشکر مین گیا ہوگا فی الجملہ
اُس وقت یہ آکر پہونچا کہ یہان وہ ہنگامہ مٹ چکا ہے سب بیٹھے ہین کہ اس کے آنے کی خبر سنکر ملکہ حیرت
نے پیشوائی کو لوگ بھیجے اس نے آکر ملکہ کو تسلیم کی اور نذر دی پایہ چہارم تخت پر جگہ بیٹھنے کو ملی اور حیرت
نے اس وقت ایک ساغر آب پر سحر دم کرکے مصور کو دیا کہ پیجیے اس نے وہ پانی لے کر پھینک دیا اور کہا
اے ملکہ خاک اس شخص کے سر پر جو معشوقہ سے وعدہ کرے کہ مین کسی کے ہاتھ سے شراب کا جام نہ پیون گا
اور پھر ساغر لے کر غیر سے پیے بڑے افسوس کی بات ہے کہ فرد ے خواہم ونیجے کہ بجز یار نباشد + من باشم و
وے باشد و اغیار نباشد + یہ کلمات سنکر باغبان نے کہا کہ اے مرشد زادے مجھکو بادشاہ طلسم نے
بھیجا ہے اور کہا ہے کہ تم کو ساتھ لیجا کر تمھاری معشوقہ کو تم سے راضی کرا دون تم جانتے ہو کہ شاہ جادوان کے
قبضہ مین جو کچھ طلسم مین ہے سب ہے مین جب اُس کو فرمان بادشاہی سناؤن گا وہ تم سے ضرور راضی ہوگی یہ
کہہ کر اُٹھا کہ آؤ چلو مصور سمجھا کہ صورت نگار تو ملتی ہی نہین پھر اُس کے ساتھ چلو شاید
مطلب نکل آوے یہ سوچکر بموجب مثل (دیوانہ بکار خویش ہشیار) اس کے ساتھ ہو لیا باغبان تخت
سحر پر بٹھا کر بہلاتا ہوا کہ ابھی تم اس کے وصل سے کامیاب ہوگے تسکین دیتا ہوا قریب حصار لایا اور تخت سے
اُتر کر کہا کہ اے مرشد زادے مین بغیر حکم تمھاری معشوقہ کے اندر نہین جاسکتا ایسا نہ ہو کہ تم سے بھی
ناراض ہو اس سے بہتر ہے کہ تم اندر جاؤ اور جب وہ کہے کہ سر لائے تو کہنا کہ ہان دروازے پر سر آدمی
لیے کھڑا ہے چلو دیکھو اور سیر چمن بھی کر لو پس اس حیلے سے اسکو یہان بلا لاؤ تو مین حکم بادشاہ اس کو سنا کر
راضی کر دون کہ پھر تمام عمر اُس کے پاس رہو اور تم کو وہ کبھی جدا نہ کرے مصور کو یہ بات پسند آئی اور اندر
گیا اس پری نے پکارا کون آتا ہے اس نے نام بتایا اس نے پردہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھکے مسکرا کر پوچھا
کہ کہو ہماری فرمایش لائے یا خالی ہاتھ پھر آئے اُس نے کہا بھلا میری کیا مجال ہے جو خلاف حکم آپ کے عمل مین
لاؤن گیا اور لایا وہ قحبہ بھاگ گئی تھی اس سبب سے اس کے ڈھونڈھنے مین عرصہ ہوا جب ملی تو سر کاٹ کر
لایا اس نے کہا تو پھر لاؤ کہان ہے اس نے کہا کہ میرا ملازم دروازے پر لیے کھڑا ہے وہین جاکر دیکھ لیجیے

اور آنکھیں تلووں سے اپنے ملو گلگشت چمن کیجیے یہ سنکر وہ سراپا ناز بعد انداز پردہ اُٹھا کر نکل آئی اور اُسکا
ہاتھ آکر پکڑ لیا گلے میں باہیں ڈال کر سمت دروازہ چلی باغبان نے دروازہ سے جھانک کر اس کو آتے دیکھ کر
لکۂ ابر کو حکم دیا آب چشمۂ سامری برسا دے ابر گرگڑا کر چمن پر چھایا اور ایسا چھینٹا زور سے پڑا کہ وہ نازنین
بھاگ کر بارہ دری کی طرف چلی تھی راستے ہی مین شرابور ہو گئی اور مصور سے پھر کہا او ظالم تو نے دغا کی یہ
کہہ کر جو گری کاغذ کی طرح گل گئی اور پانی موسلا دھار پڑنے لگا دیوار ہاے حصار و چمنستان و بارہ دری غیرہ
بالو کی دیواروں کی طرح بہہ کر ناپدید ہو گئین مصور بیٹھے تو بچشم عبرت کھڑا ہوا یہ حال دیکھا کیا اور رو دیا کیا
کہ یہ مکان سرابگاہ ناپائدار مین حباب کی طرح تھا افسوس یہ کیسا مینھ برسا کون عاشق اس طرح پھوٹ کر
رویا جسکی آہ سرد ہوا بنکر ایسے ابر کو گھیر لائی جسنے یہ آفت ڈھائی غرضکہ جب وہ جگہ مع اس معشوق رعنا
کے برباد ہو چکی اور نگاہ دور اندیش کے سامنے سے وہ دھوکے کی ٹٹی ہٹی یہ بھی بیہوش ہو گیا باغبان نے
اس کو آکر اُٹھایا جب اسکی آنکھ کھلی دیکھا کہ پانی تھم گیا ہی اور مین ایک صحراے لق و دق مین ہمراہ باغبان
کھڑا ہوں یہ حال دیکھ کر مستفسر حال ہوا باغبان نے از ابتدا تا انتہا کیفیت اس کے مسحور ہونے کی بیان
کی اور کہا اس جگہ کی زمین دیکھو اس نے جو سمت زمین دیکھا معلوم ہوا کہ ایک گھروندا لکیروں کا بنا ہے
اسمین سیندور سے درختوں کے نقش بنے ہین اور ایک تصویر گاؤ اور پتلی کی بنی ہی اس نے کہا یہی گھروندا
باغ مجھکو معلوم ہوتا تھا اور اسی تصویر پر مین عاشق تھا وزیر نے کہا اے مرشدزادے یہ سحر ایسا تھا
کہ شاہ تک اس سے عاجز تھے سامری نے تمھین بچایا اب چلو شاہ تمھین یاد کرتے ہین کہا مین بوجہ
ندامت کے شہنشاہ کے سامنے نہ جاؤنگا مجھکو لشکر مین لے چلو تاکہ اپنی بی بی سے صفائی کر لوں۔
باغبان اس کو لے کر چلا اور لشکر مین آیا لشکریوں نے جا کر حیرت سے بیان کیا کہ مصور آتے ہین
صورت نگار بعد اُس کے جانے کے تخت کے نیچے سے نکلی تھی اب آتے جو سنا پھر تخت کے نیچے چھپ
رہی اور کنیزین بھاگین مگر باغبان اُس کو لے کر بارگاہ مین اُترا اس نے ملکہ حیرت کو سلام کیا اور
اُتر کر بیٹھا ہوش کی باتین کین سب خوش ہوے صورت نگار بھی تخت کے نیچے سے نکلی مصور نے
اُسکے روبرو ہاتھ باندھے کہ اے بی بی تو میری خطا کو معاف کر مین نے بیوجہ تجھے گالیاں دین اور قتل
کا درپے ہوا صورت نگار نے کہا مین اسی دن کے لیے منع کرتی تھی آپ نے نہ مانا اب یہ ذلت برداشت
اُٹھانا اچھا معلوم ہوتا ہی اب ہاتھ نا ندھنا اپنا رہنے دو مین درگذری ایسے ملاپ سے اگر یہ عہد کرو
کہ مین اکیلا لڑنے نجاؤنگا تو البتہ مین ملتی ہوں اس نے کہا اے ملکہ ابھی تو بیشک لڑنے نہ جاؤنگا
لیکن ایک سحر میرے باپ نے اپنے باپ سے یعنی سامری سے یاد کیا تھا اور وہ مجھکو بتلایا ہی اس سحر کو
مین تیار کر لوں تو ان ذلتوں کا بدلا لوں گا غرضکہ یہ عہد و پیمان کر کے سب داد عشرت دینے مین مصروف
ہوے شرابخواری کرنے لگے اور ہلکاروں نے یہ سب خبرین جا کر ملکہ مہرخ سے عرض کین کہ اس طرح

باغبان نے آکر سحر اتار دیا مصور اچھا ہوکر آیا ہی ناچ ہو رہا ہی آج باغبان وزیر کی دعوت ہی تیاری ہو رہی ہی یہ خبر سنکر مہرخ نے کہا خیر خدا مالک ہی معلوم ہوتا ہی کہ پنبۂ لباس سامری شاہ طلسم کو دستیاب ہوگیا جب ہی پنبۂ غفلت مصور کے گوش ہوش سے نکلا یہ کلمات سنکر برق عیار کہ جو اُس وقت موجود تھا اپنی جگہ سے اُٹھکر سامنے آیا اور عرض پیرا ہوا کہ جب آپ سے اور ہمارے مشورہ مصور کے دیوانہ کرنے کی نسبت ہوا تھا تو مین نے عرض کیا تھا کہ دوبار آپ لوگ اس کو سرطی کیجیے گا تو ہم بھی کچھ نہ کچھ سزا دین گے اب بموجب اُس قول کے نوبت تو گذشت نوبت مارسید ہمارا حصہ اس وزیر باغبان کو زک دینے کا ہی اور انشاء اللہ مع حیرت و مصور وغیرہ جتنے یہ ساحر ہین سبکو اگر آج ذلیل نہ کیا تو اپنا نام نہ رکھا کیونکہ یہ وزیر مسخر اُستاد کے ہاتھ سے کئی بار ذلت اُٹھا چکا ہی مگر باز نہ آیا آج ایسا اسکو ذلیل کرون کہ پھر کبھی حرامزادہ ادھر رخ نہ کرے مہرخ نے جواب دیا کہ الحق آپ ایسے ہی ہین اور ہم سب نے آپ ہی لوگون کی بدولت بعنایت خدا آج تک فتح پائی ہی اب کیا ضرور ہی کہ آپ تکلیف کرین اگر یہ وزیر لڑے گا تو دیکھ لیا جائے گا ابھی چھیڑنا مناسب نہین کیونکہ خواجہ سلامت نہین ہین ایسا نہ ہو کہ کچھ پیچ پڑ جائے باغبان زبردست بہت ہی برق نے کہا اے ملکہ خدائے تعالیٰ ہمارا قادر و توانا ہی اگر اس وزیر کو سزا نہ ملے گی جسارت پر جنگ و جدل کریگا اور چھیڑ اُس نے آپ ہی کی قول و اقرار جو استاد سے ہوے تھے وہ سب بھول گیا انشاء اللہ العزیز مین اس کو قرار واقعی سزا دیدونگا اور علاوہ برین قول مردان جان دارد آپ لوگون کی باری ہو چکی اب ہماری باری ہی یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا اور رازلبکہ سر دربار یہ گفتگو جو ہوئی تھی ہرکارون نے لشکر حیرت کے جاکر سارا ماجرا حیرت سے بیان کیا کہ اس طرح عیار نے دعوی کیا ہی باغبان نے کہا کہ عیارون کی موت آئی ہی حیرت نے کہا راستہ بند کر دینا چاہیے باغبان نے کہا راہ بند کرنے مین معلوم ہوگا کہ ڈر گئے آپ آتے تو دیکھیے اپنے اپنے پاؤن سے لیکن جائینگے کس کے پاؤن سے یہ کہکر چپ ہو رہا اور حیرت نے حکم جشن کا دیا ہی کہ آج کی رات اے وزیر تمھاری دعوت ہی کل جانا اس نے بھی منظور کیا ہی اسی وقت سے روشنی کی تیاری لشکر مین ہوئی ہی جھاڑ سوسو کنول کا سر بلند فرشی دورویہ سڑک کنارے سے استادہ ہین پردے اور سرا پردے بارگاہ شاہی کو اُٹھوایا اس اثنا مین دن تمام ہوا اور وحشت عالم مین خیمۂ ظلام ہوا عیار عالم آرائے گوے آفتاب عالمتاب کو بسان عیاران کیسۂ مغرب مین رکھا اور حقہ ہاے انجم کو میدان چرخ پر پھینکا کہ بمقتضائے

نظم

زمین اس وقت لگتی یون بھلی تھی	کہ گویا ایک چاندی کی ڈلی تھی
درختون کو وہان مہ کی ضیا نے	دیے تھے بادلے کے شامیانے

شام سے تمام امرا و وزرا افسر لشکر بارگاہ حیرت مین آکر سہاے پر زر پر متمکن ہوے ساقیان مہر پیلار

جام بادہ احمر دینے لگے پری چہرگان یاسمن پیکر سامنے رقص کرنے لگین گلبانگ عشرت بلند تھی رقص مہتاب
اداؤن کا دور ساغر و پیمانہ ہوش ربا اون کا اہل انجمن کو لایعقل بنائے تھا چاندنی رات کا عالم شگوفون کی
دھوم شمعون پر جیسے پروانون کا ہجوم یہ کیفیت تھی کہ بیت جھلکتے نہ تھے ہاتھ مین جام مے + دہن بادہ
خوارون کے تھے ہنس رہے + یہان تو یہ حال ہے مگر برق جو روانہ ہوا تھا پہلے صحرا مین آیا زنبیل عیاری
کی بجائی قران آواز پر اپنی جگہ سے اس کے پاس آیا اس نے اپنے ارادے سے اُس کو مطلع کیا اور کچھ باتین
قران نے اس کو تعلیم کین کہ تم جاؤ مین اس صورت سے یہان پہاڑ پر بیٹھا ہون جو کچھ کہ قران نے بتایا ہے
حال اُس کا آگے بیان ہوگا غرضکہ برق بموجب ہدایت قران روانہ ہوا اور صورت ایک خدمتگار کی ایسی
بنکر اسی جلسۂ دعوت کی طرف چلا وہان حیرت نے خبر دعوے عیاران سنکر صرصر وغیرہ عیارچیون کو
بنا بر احتیاط نگہبانی کا حکم بلیغ دیا ہے عیارچیان ہر طرف بہ ہوشیاری پھر رہی ہین جب برق وہان پہونچا
گھات مین ہوا کہ اپنا کام کرون لیکن صرصر کی نگاہ اس پر پڑی اُس نے پہچان کر ڈانٹا کہ موئے تو کیون
یہان آیا برق نے کہا اور بھی کچھ کام ہے سوائے مار پیٹ کے باغبان کو مارنے آئے ہین صرصر نے کہا
رہ تو جا مونڈی کاٹے ابھی پکڑوائے دیتی ہون اور حیرت سے کہنے چلی برق بارگاہ سے جلد نکل گیا
اور اس نے جاکر حیرت سے کہا کہ برق آیا ہے حیرت نے اپنے ہاتھ سے ایک انگوٹھی اتار کر پھینکی کہ
اے انگوٹھی اس بارگاہ مین جہان کہین عیار ہو گرفتار کر لا انگشتری ایک طوق آہنی بنکر چار طرف پھری
مگر برق تو پہلے ہی جا چکا تھا کہین نہ ملا انگشتری پھر آئی اور پھر انگوٹھی ہوگئی ملکہ نے اٹھا کر پہن لی اور
باغبان سے کہا کہ مین راہ یہان آنے کی بند کیے دیتی ہون عیار ابھی یہان آیا تھا کیا فائدہ جو اس نے
صحبت کو پریشان کیا باغبان نے عرض کیا کہ آپ مالک ہین جو چاہے کیجیے لیکن وہ آیا تھا تو آپ نے مجھے
نہ کہا مین گرفتار کر لیتا اور راہ اب کی آنے دیجیے پھر جو مجھ سے گرفتار نہ ہوسکے تو راہ بند کیجیے گا حیرت
چپ ہو رہی لیکن برق اسی واسطے پہلے اس طرح آیا تھا کہ کوئی مجھ کو دیکھ لے اور ساحرون کو میرے
آنے کی خبر ہو جاوے کیونکہ ظاہر کرنے مین اس کا ایک مطلب ہے جس کا حال اب بیان ہوتا ہے چنانچہ
برق جو بارگاہ سے بھاگا کر آیا جس صورت پر کہ بنا ہوا تھا اس کو دوسری ہیئت پر تبدیل کرکے
جب دو چار آدمیون کو اندر جاتے دیکھا انھین مین ملکر چلا اور اندر آکر آدمیون ملازمون کے پیچھے پیچھے
اپنے تئین پوشیدہ کیے ان خدمتگارون کی پشت پر پہونچا جو باغبان اور ملکہ کی پشت پر کھڑے
رومال جھلتے ہین اب سامنے بیٹھنے والے بسبب کثرت ملازمان اس کو نہین دیکھ سکتے اور پشت
بوجہ دیکھنے ملکہ کے کوئی ادھر سے اندر آتا نہین اور برق باطمینان کھڑا رہا اور جب رقاصہ گاتی ہوئی قریب
باغبان آکر داد مقام کر طالب انعام ہوئی اُس وقت سب کی نگاہ جانب رقاصہ و باغبان تھی
کوئی کسی طرف متوجہ نہ تھا انھین کو دیکھ کر سب ہنس رہے تھے برق نے قابو پا کر ایک خدمتگار کی

بغل کے نیچے سے ہاتھ نکال کر ایک رقعہ بخط طلسم لکھا ہوا اور اس پر مہر افراسیاب کی کی ہوئی گود مین
باغبان کے ڈالدیا کسی کو خبر نہ ہوئی کہ اس نے کیا کیا اور یہ رقعہ مذکور ڈال کر آہستہ آہستہ پیچھے
ہٹ کر دہنے بائین سرا اُلچہ وغیرہ اٹھے ہوے تھے اسی طرف سے باہر نکل گیا اور دور جاکر منتظر وقت
ٹھہرا یہان باغبان نے رقاصہ کو حکم انعام دینے کا دیا خدمتگار جو پشت پر کھڑا تھا اُس نے
اس کو دو شالہ اُڑھا دیا وہ پھر اپنی جگہ پر ناچنے لگی اور باغبان نے بھی زانو بدلا آغوش سے رقعہ
پایا مہر بادشاہی دیکھ کر اُسی طرح زانو کی آڑ مین پڑھا لکھا تھا کہ اے وزیر اعظم مرحبا کہ تم نے مصور
پر سے سحر دفع کیا تمھین چاہیے تھا کہ ہمارے پاس آتے مگر اب جو ملکہ کی دعوت مین ہو تو خیر صبح کو ضرور
آنا زیادہ وہان نہ ٹھہرنا اور اس وقت ہم نے کتاب سامری دیکھی تھی تمھارا حال معلوم ہوا کہ محفل عیش
مین بیٹھے ہو اور عیارون نے دعوی عیاری کیا ہی بلکہ برق عیار فکر مین عیاری کی آچکا ہی لہذا تم کو
چاہیے کہ اس رقعہ کا حال کسی سے نہ کہنا سیدھے اُٹھکر صحرا مین جانا لشکر کی دہنی طرف ایک پہاڑ
ہی اُسپر ہمارا بھیجا ہوا ایک جوگی بیٹھا ہی اُس کے پاس میوہ باغ رز دشتی ہی تاثیر اس کی یہ ہی کہ جو کوئی
وہ میوہ کھائے عیار اُسکو بیہوش نہ کر سکین اور اُس کی محفل مین کچھ عیاری نہ کر سکین پس وہ میوہ
لاکر سب کو کھلانا اور فراغ خاطر سے بیٹھکر داد عیش دینا تمھارا نام بھی ہوگا کہ وزیر اعظم ایسے زبردست
ہین کہ اُن کے سبب سے عیار کسی کا کچھ نہ کر سکے اور اگر رقعہ ہمارا دکھلادوگے تو سب یہ جانینگے کہ
وزیر سے کچھ نہ ہو سکا بادشاہ نے بچایا ہم کو تمھاری ہی ناموری منظور ہی کیونکہ لوگ تمھاری عظمت سے
ہماری بزرگی بھی جانینگے کہ جسکا وزیر ایسا اُس کا بادشاہ کیسا صاحب رتبہ ہوگا یہ مضمون رقعہ
مسطور کا پڑھکر یہ بہت خوش ہوا اور رقعہ کو جیب مین ڈال لیا سمجھا کہ نتیجہ سحر بادشاہ تیری گود مین
رکھ گیا ہی بادشاہ کے سحر کو بخوبی یہ جانتا ہی کہ جسوقت جو چیز مخفی بھیجنا چاہتا ہی نتیجہ سحر غائب ہو کر
پہونچاتے ہین جسین کو وہ اشیا بھیجے جاتے ہین وہی جانتا ہی اور کوئی نہین واقف ہوتا غرضکہ رقعہ جیب
مین رکھکر کھڑا ہو گیا حیرت نے پوچھا کہ اے وزیر اعظم کہان کا ارادہ کیا اس نے کہا اے ملکہ مین نے
آپ کو راستہ بند کرنے کو منع کیا لیکن بعد کو اندیشہ ہوا کہ مبادا عیار آکر پریشان کرین اس سبب سے
مین ایک چیز لینے جاتا ہون آپ ہوشیار رہیے مین ابھی آتا ہون یہ کہہ کر بارگاہ کے باہر آیا اور اُڑ کر
اُسی پتے پر چلا جو رقعہ مین لکھا ہوا تھا جب لشکر سے باہر نکل گیا کوس پر دہنی طرف جا کر ایک
پہاڑی ملی اُس پر آگ روشن تھی یہ اُس پہاڑی پر اُترا دیکھا کہ مرگ چھالا درخت کے نیچے بچھا ہی
سامنے اس کے کھپر جلتا ہی اور مرگ چھالے پر ایک جوگی جٹا دھاری بیٹھا ہی آنکھین لال لال چہرے
سے غضب و جلال لوہے کی زنجیر کمر سے باندھے کڑے لوہے کے ہاتھون مین پڑے حلقے اور کنڈل کانون
مین ڈالے جٹائین خاکستری بنائے شیر کی کھال کا کرتا پہنے دھونی رمائے بیٹھا ہی اس نے جھک کر اس کو

سلام کیا اور ڈنڈوت کرکے ہاتھ باندھے کھڑا رہا وہ جوگی کہ اصل مین قران ہی اور برق سے یہی مشورہ
اس نے بتایا تھا کہ تم جاکر بجیلہ رقعہ وزیر کو یہان بھیجو مین اسکو بیہوشی کا میوہ دیدونگا وہ جاکر کھلائے گا
سب بیہوش ہوجائینگے چنانچہ برق نے وہی کیا اب جو یہ ہاتھ باندھکر ٹھہرا قران بسبب عالی دماغی کے منہ سے
نہ بولا اس نے کہا حضور مجھکو میوہ باغ زردہشتی عنایت ہو قران نے کئی سیر جنگلی بیر کہ بیچ کے بیہوشی نمکین اور
شیرین اسمین تھی اور ایک رومال مین باندھکر مرگ چھالے کے نیچے رکھے تھے اس کے مانگنے سے اشارہ کیا کہ
یہ رکھا ہی یے لے اس نے وہ رومال مرگ چھالے سے نکال لیا اور شادان و فرحان تخت سحر پر بیٹھکر چلا دم بھر
مین بارگاہ حیرت مین آیا اور کہا مین وہ چیز لایا ہون کہ عیار سر ٹپکین اور کچھ نہو سکے حیرت باصرار مستفسر حال ہوئی
کہ سچ بتاؤ کہان گئے تھے اس نے کہا کہ مجھ سے شہنشاہ نے پتلے کی زبانی کہلا بھیجا کہ باغ زردہشت مین جاؤ اور
وہان کا میوہ لاؤ بس مین باغ زردہشت مین گیا تھا وہانکا میوہ لایا ہون تاثیر اسکی یہ ہی کہ عیار عیاری نہ کرسکین
گے سبکو کھانا چاہیے یہ گفتگو سنکر ہرچند عیار بچیان حاضر تھین لیکن ذہن کبھی نہ لڑا اور خیال بھی نہ پہونچا کہ اسمین
کوئی فریب ہی کیونکہ وزیر خود گیا اور وہ کہتا ہی کہ باغ زردہشت سے لایا ہون پھر دھوکا اور شبہہ کونسا باقی ہی صرف
اتنا بنابر احتیاط کیا کہ ملکہ حیرت نے سحر کی نگاہ اس پر ڈالی کہ شاید خود عیار وزیر کی شکل بنکر نہ آیا ہو جب
نگاہ سحر دیکھا وزیر کو فوراً معلوم ہوگیا کہ ملکہ مجھکو آزماتی ہی اس نے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ آپ مجھکو کیا دیکھتی ہین مین
عیار نہین ہون ادھر صرصر وغیرہ عیار بچیون نے بھی نگاہ عیاری سے اس کو دیکھا خوب پہچان لیا کہ یہ باغبان ہی
عیار نہین ہی اسوقت وہ میوہ طلب کیا اس نے رومال سے نکال کر حیرت کو زیادہ بنابر تعظیم و ادب سر پر
رکھکر کھڑی ہوئی سب حاضرین محفل کھڑے ہوگئے اور میوہ سر پر رکھا پھر رومال کھولکر فی ارسم پانچ پانچ بیر
تقسیم کرلیسے اور تبرک سمجھکر خادم خدمتگار سب اہل بارگاہ کو دیے کہ کھائین اور محفوظ از مکر عیاران رہین صرصر
وغیرہ عیار بچیون نے بھی لیکر کھائے اور سب نے کھائے کہتے جاتے تھے کہ ظاہر مین تو بیر معلوم دیتے ہین مگر واقع
مین عجب لذیذ میوہ ہی کہ سلونا بھی ہی اور میٹھا بھی ہی اور نہین معلوم کہ اسکا نام کیا ہی باغبان نے کہا اس کو میوہ
حیات کہتے ہین اور واقع فریب بھی اس کا نام ہی سب بہت خوش ہوئے اور رکھا بیکر ناچ دیکھنے لگے سب سے
پہلے صرصر کو نشہ ہوا مگر خیال بیہوشی کا تو تھا ہی نہین سمجھی کہ رات کے جاگنے اور گرمی سے سر مین درد ہوتا ہے
اس بین رقاصہ نے جو دم رقص گردش کی ٹھوکر کھا کر گری کیونکہ اس کو بھی بیر دیے تھے لہذا جب وہ گرمی تب
باغبان نے کہا کوئی نہ اٹھائے یہ الٹی ہوکر ناچے گی غرضکہ ملکہ حیرت کو بھی نشہ ہوا اور اس نے صورت نگار
کے سر پر ایک دھول ماری کہ بالزادی اٹھکے ناچتی نہین صورت نگار نے بھی نشہ مین کچھ پاس نہ کیا حیرت
کی چوٹی پکڑی مصور نگا چھڑانے باغبان سمجھا کہ یہ اپنی زوجہ کی طرفداری کرتا ہی یہ سمجھکر مصور سے لپٹ
پڑا اور اس کی ڈاڑھی پکڑی اس نے اس کے پٹے پکڑے دونون لڑتے ہوئے گرے ادھر حیرت اور
صورت نگار بیہوش ہوئین ساحر نشہ مین شرابیون کی طرح تمام عمر کا حال اپنا اپنا کہنے لگے اور جب تی بیزار ہوکر

بیہوش ہوگئے عیار بچیان بھی اسی عالم مین مبتلا ہین عجب کیفیت ہے غرضکہ جب سب بیہوش ہوگئے برق نے باغبان کو جاتے دیکھا ادھر سے قران یوہ دے کر چلا تھا کنارے لشکر کے برق کو ملا اور کہا آؤ سب بیہوش ہوگئے ہونگے چلکر ڈھونڈین یہ مشورہ کرکے بشکل مبدل چلے پہرے والون سے بچتے ہوئے جب قریب بارگاہ پہونچے یہان کے پہرے والے اور خدمتگار سب بیہوش تھے عیارون نے جلد سراُپچہ بارگاہ گرا دیئے اور دروازے پر تکمہ لگا کر باطمینان اندر ٹھہر کر عیار بچیون کو پہلے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر برق وضرغام وجانسوز وغیرہ کی صورت پر بنادیا اور ان کو صف بیہوشان سے الگ لے جاکر لٹا دیا پھر بزم کے تمام ساحرون کی مع مصور باغبان کے داڑھی پلکین مونچھین بھوئین چار ابرو کا صفایا بتلا دیا سب مونڈ کر جادوگرنیون کے سر مونڈے لیکن حیرت کی جب نوبت آئی دیکھا کہ زمین تھرائی عیار سمجھے کہ کچھ آفت آئے گی اس سبب سے اسکا سر نہ مونڈا باقی عیار بچیون کو چھوڑ کر سب کے سر مونڈ کر منہ سب کے کالے کیے ہاتھ مین جوتیان پہنادین اور باغبان کو عورت حسینہ بناکر مصور کے پہلو مین برہنہ لٹادیا اور مصور کو بندر والا بنا کر ڈگڈگی ہاتھ مین دی اور تمام محفل کے کپڑے اُتار لیے ایک ایک تہمد باندھ دی کہ ننگے نہ رہین وہ بھی صرف عورتون کے باندھ دی اور مردون کو یون ہی رکھا صرف عیار بچیان برہنہ نہین ہین ان کو مردانہ لباس مثل عیاران پہنادیا ہے غرضکہ جب یہ سامان کر چکے باہم صلاح کی کہ اب جو جو کہ قتل ہو سکین ان کو مارنا بھی چاہیے یہ مشورہ کرکے حیرت و مصور وغیرہ ایسے ساحرون کو جو قتل نہ ہوسکین گے رہنے دے کر باقی کو چاہا کہ خنجر کھینچکر گردن کاٹنا شروع کرین ہنوز کسیکو قتل کیا تھا کہ وہان شاہ جادوان نے بوجہ عرصہ ہونے باغبان کے کتاب سامری دیکھی اور سب حال دریافت کیا عیارون کی چالاکی معلوم کرکے خود وہان سے چلا کیونکہ رات زیادہ گئی تھی کسی کو بھیجنا مناسب نہ سمجھا یہان عیارون نے دو چار کو ذبح کیا تھا اور شور اُن کے مرنیکا بلند ہوا تھا اور لشکر کے افسر غوغا سنکر دوڑے تھے کہ دفعتہً تاریکی ہوگئی اور آواز بڑے زور سے آئی کہ ہم افراسیاب عیار یہ صدا سنکر جلد جلد دو چار اور قتل کرکے جست و خیز کنان روبفرار لائے مگر ایک رقعہ اپنے حال کا لکھا ہوا پھینکتے گئے یہان بادشاہ طلسم نے ایسا سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈی ایسی چلی کہ جتنے شمع و چراغ گل ہوگئے تھے آپ سے آپ روشن ہوگئے اور برودت ہوا سے سحر سے سب بیہوش ہوشیار ہوئے اول سب سے عیار بچیان ہوشیار ہوئین اور یہ ہنگامہ و شور دیکھ کر چاہا کہ بھاگ جائین شاہ جادوان سمجھا کہ یہ عیار ہین اس نے سحر کرکے ان کو بے حس و حرکت کر دیا اس اثنا مین اور بھی سب ہوشیار ہوئے مصور نے جو وزیر کو شکل زن حسینہ پہلو مین پایا جان جہان کہہ کر لپٹا اور بوسہ لیا وزیر نے بوسہ لیتے وقت اس کی ناک دانت سے داب لی اس نے چیخنا شروع کیا کہ ارے واسطہ سامری کا یہ کون سا غمزہ بیجا ہے کہ ناک کاٹتی ہے مین دل دون گا مگر ناک نہ دون گا اس ہنگامہ مین زوجہ اس کی چونکی اور میان کو غیر عورت سے لپٹتے دیکھ کر یہ بھی فرط رشک سے مصور کو دو ہتڑون سے مارنے لگی کہ بھڑ دے اب یہ چھاتی پھونک دلنا

سب کے سامنے رنڈی کو لے پڑنا سیکھا ہی پھٹے منھ تیری بیحیائی پر لعنت مصور کے گلے مین جھولا بندر والون کیطرح پڑا تھا اور ڈگڈگی ہاتھ مین بندھی تھی وہ جنبش اعضا سے بجتی تھی صورت نگار کے ہاتھ مین جوتیان تھین جب وہ دوہتڑ مارتی تھی مصور کے سر پر پڑتی تھین ایک طرف وزیر ناک کاٹے لیتا تھا اس ماجرے کو دیکھ کر جتنے ہوشیار ہوے تھے سب اپنا اپنا حال خراب دیکھنا بھول کر ہنس رہے تھے اور جو منھ پر ہاتھ لیجاتا تھا رخسارہ پر جوتی پڑتی تھی بعض جو اٹھکر مصور کو چھڑانے چلے تھے ننگے اچھلتے تھے ملکہ حیرت جو اٹھی تھی بچشم حیرت یہ تماشا دیکھ رہی تھی بادشاہ طلسم تا دیر ہوشیار کر کے یہ حالت دیکھا کیا اور دست تاسف ملتا رہا آخر اس نے نعرہ کیا کہ باشید اے بیخردان چشم خود را وا کنید و حال خویش را تماشا کنید اس نعرے سے سب مست مے غفلت ہوشیار ہوے اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر شرمائے وزیر نے ناک مصور کی چھوڑ دی یہ بھی الگ ہوا غرضکہ سب نے اپنی ہئیت کو آئینہ مین معائنہ کیا اور لباس طلب کر کے پہنے جب بادشاہ پہلوے حیرت مین بیٹھا اور سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے منھ کو ڈھاٹے باندھ کر چھپائے تھے بادشاہ نے باغبان سے بعتاب کہا کہ کیون تجھ سے کب کہا تھا کہ تو یہان آکر ٹھہرنا آخر میرا کہنا نہ ماننے کی سزا پائی اور یہ مصور تو بے غیرت ہوا ہی کچھ اس سے سوائے ذلت دلانے کے اور نہین ہو سکتا شاہ طلسم کے غضبناک کلمات کا کسی نے جواب نہ دیا آپ ہی خفا ہو کر چپ ہو رہا اور حکم دیا کہ عیار جو مین نے گرفتار کیے ہین ان کا سر جلد کاٹ ڈالو ساحران لشکر جلے ہوے تھے حکم پاتے ہی تلوار کھینچکر بہر قتل اُٹھے عیار بچیان لرز گئین اور عرض پیرا ہوئین کہ کچھ عورتون کو حکم ہو کہ وہ ہم کو تنہائی مین دیکھ لین ہم آپ کی عیار بچیان ہین آیندہ سرکار کو قتل کرنے اور بخشنے کا اختیار ہی بادشاہ کئی بار اپنے ملازمون کو اپنے ہاتھ سے دھوکے مین قتل کر چکا ہی اس سبب سے قتل کرنے والون کو مانع ہوا اور عیار بچیون سے پتہ نشان پوچھ کر چھوڑ دیا یہ بھی لباس تبدیل کر کے رنگ و روغن چھڑا کر اصلی صورت بنا کر حاضر دربار ہوئین شاہ طلسم نے ان سے کہا لعنت ہی تم پر کہ تم سے کچھ نہین ہو سکتا دیکھو عیار ایسے ہوتے ہین صرصر نے کچھ جواب نہ دیا اور دل مین قائل ہوئی کہ واقعی مجھ کو گمان تھا عمرو کی نسبت وہ گلیم وغیرہ تبرکات سے کام لیتا ہے اس وجہ سے ہم اس کی برابری نہین کر سکتے مگر یہ گمان غلط نکلا شاگردان عمرو بھی بلاے روزگار ہین وہ عیاری کرتے ہین کہ ہمارا ذہن بھی اُس تدبیر تک نہین پہونچ سکتا فی الجملہ جب بادشاہ نے انکو بہت لعنت ملامت کی تو انھون نے عرض کیا کہ جو کچھ ہم اب کرینگے حضور ملاحظہ فرمائینگے اور اب ہم بھی تدبیر کرتے ہین یہ کہکر بہر فکر عیاری اپنی جگہ پر چلی گئین اور افراسیاب ملکہ حیرت کو نصیحت و پند بہت سی کر کے کہ تم گھبراتا نہین مین ان نمک حرامون کے قتل کو ساحر زبردست بھیجون گا مجکو منظور تھا کہ پہلے ان سب کو قتل کرون تو اسد کو قتل کرون مگر نہین اب پہلے طلسم کشا کو مارنا لازم ہی اور یہ بھی خیال ہی کہ کوکب کہے گا کہ میری شرکت کی خبر سنکر عمرو کی غیبت مین اسد کو مار ڈالا شاہ جادوان مجھ سے ڈر گیا بس انتظار کرتا ہون کہ

وہاں سے بھی مدد آئے تو طلسم کشا کو قتل کر دوں دیکھوں کہ میرا کوکب کیا کر لیتا ہے اے ملکہ مین کوکب کی کوئی حقیقت نہیں جانتا وہ ایک مرد صحرائی ہے اور کوہستان و صحرا کی بہارے جد و آبا نے سرداری اُس کے بزرگوں کو دی تھی اب وہ بادشاہ بن بیٹھا ہے جس وقت میرے مقابل آئے گا سزائے معقول پائے گا یہ کہہ کر باغبان کو اپنے ہمراہ لے کر سمت باغ سیب گیا باغبان بھی چلتے وقت مصور سے کہتا گیا کہ ہم تم سے زیادہ ذلیل ہوئے خیر دیکھا چاہیے کہ کیا قسمت کھاتی ہے مختصر یہ کہ شاہ و وزیر تو اُدھر گئے اور مصور سحر تیار کر کے اپنے مقام پر جا کر چلہ کش ہوا حیرت نجالت زدہ اپنی جگہ پر ساکن ہوئی جنگ و جدال چند روز موقوف رہی اور جب ریش آسمان یعنی نیر تابان رخسار سحر پر نمایان ہوئی اور سواد ظلمت روئے روزگار سے چھٹا اکر سرخی شفق سحر عیار دہر نے لگائی

نظم

پر اندیشہ بود آن شب دیر باز	چو خورشید بنمود تاج از فراز
شب تیرہ باشد بلند آفتاب	ہمی گفتگو داشت افراسیاب

مہرخ نے دربار کیا سرداران ذی رتبہ حاضر ہوئے دربار معمور ہوا عیاروں نے آکر ڈاڑھیاں اور لباس ساحران حریف کا دکھایا اور ماجرۂ شب گذشتہ بیان کیا ہر ایک مارے ہنسی کے لوٹ گیا قہقہے اڑے آخر سب باطمینان داد عشرت دینے لگے

داستان آنا پتلے کا مجلس جادو کے پھر گرفتاری جنین جادو کنیز کے اور مارا جانا اس پتلے کا ہاتھ سے افراسیاب کے اور پھر نامہ بھیجنا افراسیاب کا کوکب کو اور مارا جانا نامدار کا ہاتھ سے بہار اور عیاروں کے عمل مین کوکب کے اور ملاقات کرنا بہار کا نقلی عمرو سے اور دعوت کھا کر رخصت ہونا اور راہ بھول کر لشکر اسلام مین جانا اور عاشق ہونا بادشاہ لشکر اسلام پر اور مدد کے لیے بھیجنا کوکب کا بلور چار دست کو ہمراہ ہمشیرہ عمرو کے اور جنگ ہونا افراسیاب و بلور سے لمؤلفہ

دریائے کرم ہے تیرا جاری	ساقی بھر خم لنڈھائے ساری

پھر رند ہین تیرے تشنۂ مے ۔ غفلت پھر دل پہ چھا رہی ہے
عینک پھر نشہ کی چڑھا دے ۔ آنکھون کو طلسم پھر دکھا دے
اُس مے کے ہین رند تیرے طالب ۔ جس سے کہ برآئین کچھ مطالب
وہ مے کہ جو مثل تیغ ہو تیز ۔ وہ مے کہ ہو پھر طبع شبدیز
وہ مے کہ ہون رند جس سے خوش کام ۔ جس کا حرمت سے شیخ لے نام
جو آگ بھبھوکا سی بنی ہو ۔ انگور سیاہ کی جنی ہو
جس کا ہو نام دختر رز ۔ جس کا مستی ہی پر ہے مرکز
قاضی کرتا ہو جس کی حرمت ۔ جان رندان ہو جس کی صحبت
جس مین کہ بھرا غضب کا ہو قہر ۔ شوخی بادہ کی جس مین ہو لہر
رگ رگ مین بھری ہو جس کے شوخی ۔ دل مین آنکھون مین جا ہو جس کی
ساقی تجھ کو ہے کچھ بھی معلوم ۔ عالم مین بہار کی ہے پھر دھوم
دنیا مین ہین جتنے دشت ویران ۔ پھولون سے بھرے ہین اُنکے دامان
ہین پھول کے رند جو چٹورے ۔ گلشن مین ہین پھولون کے کٹورے
اس وقت ہمین بھی مے پلادے ۔ تجھ کو اب غیب سے خدا دے
آئین مضمون نئے نئے پھر ۔ جادو افسون نئے نئے سر
مضمون کہن کی فوج ساری ۔ ہو برطرفی مین اب کی باری
بھرتی مین نیا ہو سارا لشکر ۔ جو شاہ طلسم کا ہو ہمسر
لکھون پھر جلسۂ طرب مین ۔ فوج مضمون بلاؤن اب مین
جلسہ ہو نیا نئی مدارات ۔ مہمان نئے ہون اور نئی بات
پھر عشق کی آگ اک لگاؤن ۔ دو دل کو بلاؤن مین پھنساؤن
اُستاد کی معتبر روایت ۔ اے جاہ چنین کند حکایت

نیشان افسون تحریر۔ ومقرران جادو تقریر۔ حاکیان حکایت عاشقی۔ و افسانہ طرازان فسانہ معشوقی سحر سازی نامۂ جادو فن بصد تفنن اس طرح دکھاتے ہین اور عربدہ پردازی معشوقۂ دلفریب تقریر کو جلوہ گاہ تحریر مین یون لاتے ہین کہ زمانۂ قدیم مین ایک کنیزک حسین جادو نام خدمت ملکہ مجلس سے بھاگ کر طلسم ہوشربا مین آئی اور اُس نے سرکار افراسیاب مین سرفرازی پائی اب طلسم باطن مین ایک باغ وبستان اس نے بنایا ہی اس مین رہتی ہے ہمیشہ داد عیش ونشاط دیتی ہی قصہ مختصر جب عمرو طلسم کوکب مین پہونچا اور بادشاہ طلسم مذکور کو شرکت عمرو کی منظور ہوئی تو اُسوقت عیاد

کرنے کا کوئی پہلو نکالنا منظور رہا آخر یاد آیا کہ جنین کو پکڑ بلانا چاہیے اگر کوئی روکے گا تو موقع جنگ و جدال
خوب ہاتھ آئے گا پس محلس کو ایا کیا گیا کہ وہ آغوش عمرو مین آکر بیٹھی اور پھر گرفتاری کنیزک مذکورہ پتلا سحر کا
اُس نے روانہ کیا چنانچہ وہ پتلا اُڑتا ہوا قریب دار العمارۃ شاہ کوکب پہونچا وہان ایک زنجیر آتش پڑے
ہوا کھینچی ہی اور جہان تک نگاہ کام کرتی ہی وہی زنجیر نظر آتی ہی جو اس سے گزرے تو سر حد طلسم نور افشان
طے کرے اور بہت جلد طلسم ہوشربا مین پہونچ جاوے دوسری طرف سے جانے مین برسون گذرین
اور راہ نہ پائے یہ پتلا اور دو ساحر جو خبر لینے لشکر عمرو کی چلے تھے اس زنجیر کے پاس پہونچکر آگے نہ
بڑھ سکے اور محافظان زنجیر نے جاکر بصد ادب کوکب سے عرض کیا کہ اس طرح پتلا اور ساحر قریب زنجیر
آئے ہین بادشاہ نے حکم دیا کہ محلس کی خاطر ہر جانے دو یہ کہکر ایک نامہ بران کو لکھا کہ اے فرزند
تم نے غلطی کی پتلا ایسا بھیجا کہ وہ مارا جائے گا اور خاطر ہی عمرو کی کہ یہ جنگ ہم نے اپنے ذمہ لی
اب ہم سے لڑائی کی بنیاد شروع ہی جو کوئی صاحب انصاف سنے گا وہ یہی کہے گا کہ افراسیاب
نے برا کیا یعنی ایک تو کنیزک کو بٹھار کھا دوسرے جو اُسکو لینے آیا اُس کو بھی مارا خیر اچھا کیا جو یہ
پتلا بھیجا یہ نامہ مع میوہ کی ڈالی کے ایک ساحر لے کر بران پاس آیا نامہ دیا اور کہا یہ میوہ خواجہ
صاحب کے لیے بھیجا ہی پڑھ کر ملکہ ہنسی اور چپ ہو رہی خواجہ نے پوچھا ملکہ کیا ہنسین بران نے کہا
خواجہ مبارک ہو آپ کو میرے باپ نے بدل آپ کی شرکت فرمائی اب تھوڑی دیر مین لڑائی شروع ہی
مخمور نے کہا شاید پتلا جو بھیجا گیا ہی اُسی سے چھیڑ شروع کی ہی مگر مجھ کو یہ خوف ہی کہ افراسیاب نے بڑے
جعل پھیلا رکھے ہین دیکھیے جو اُس پہ کوئی فتحیاب ہو ایک اس نے قلعہ ایسا بنایا ہی کہ چار درجے اُسکے
ہین ایک درجے مین سامری کے مہنت دوسرے مین اژدر سوار تیسرے مین ببر سوار چوتھے مین پرتین
سحر کی ہین پھر اس قلعہ پر حملہ کرے کیا مجال رکھتا ہی بی وہ موا بڑا زبردست ہی بران نے کہا مین
ایسے قلعون کو گھروندا سمجھتی ہون اور لٹ زلف کی سرکار کے اختر مروارید کا نکالا مخمور ہر چند کہ ساحرہ
زبردست ہی مگر اُس کے دیکھنے کی تاب نہ لائی آنکھین بند کر لین اور بران نے کہا اے مخمور یہ سینہ
ساحران عالم توڑتا ہی اور اب پتلے کا حال معلوم ہوے تو پھر دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی غرضکہ یہان تو یہ ذکر
ہے اُدھر پتلا اجازت پاکر زنجیر پھاندا اور ساحر بھی چلے لیکن پتلا سمت طلسم باطن گیا اور ساحر بھر
خبر گیری لشکر طلسم ظاہر کی طرف روانہ ہوے مگر پہلے پتلے کا حال سنیے کہ سیدھا باغ مین پہونچا جنین
چوکی پر بیٹھی منھ دھو رہی ہی کنیزین آفتابہ اور طشت لیے حاضر ہین کسی کے ہاتھ مین بیسن دانی ہے کوئی
جبیبی لیے کھڑی ہی جنین نے رخسار پر صابون ملا ہی اور پپڑیان ہونٹھون پر سے لالی کی اور دانتون
سے رنگین مسی کی چھڑا رہی ہی کہ پتلا آکر پہونچا ایک کنیز نے اُس کو دیکھکر کہا ادئی تو کون اس کہنے سے
جنین نے بھی دیکھا رنگ سفید ہو گیا محبوب جادو اس کا معشوق بیٹھا تھا پتلے نے اُس سے کہا

میان ہمارا اسلام ہر وہ سمجھا کہ یہ تیلا شاید افراسیاب کا بھیجا ہوا ہی یہ سمجھکر بولا کہ آئیے بیٹھیے تیلا سیدھا
جنین پاس آیا اور کہا چل حرامزادی تجھکو ملکہ مخلیس جادو نے بلایا ہی اور فرمایا ہی کہ نہ آئے تو
جھونٹے پکڑ کے لانا یہ سنکر اُس نے کہا لو صاحبو مین اب تک لونڈی بنی رہی ہان پہلے لونڈی تھی مدت
ہوئی کہ نکل آئی اب مجھسے کیا کام اچھا مین نامہ لکھے دیتی ہون لیجاؤ میری طرف سے عذر کرنا کہ وہ
باندی ہو گئی ہی تیلے نے کہا حرامزادی قحبہ اب تو نامہ لکھنے کے قابل ہوئی اس نے منھ مین طمانچے لگائے کہ
اے توبہ مین بھول گئی عرضی لکھے دیتی ہون تیلے نے جواب دیا کہ مین لیجانے اور لے آنے کا ٹھیکہ دار تمھارا
پیامی ہون یا تمھارے باپ کا نوکر ہون خیر معلوم ہوا تو یون نہ جائے گی یہ کہکر لپکا جنین نے کنیزون سے
کہا روکو اس کو چار طرف سے کئی ہزار عورت نے آکر گھیرا اور نارنج ترنج وغیرہ تیلے پر پڑنے لگے مگر
جو نارنج تیلے پر پڑا اُس کے جسم سے شعلہ نکلا اور جا کر اُسی عورت کے پڑا کہ جس نے نارنج لگایا تھا وہ جلنے لگی
اور تیلے نے جس کے دوڑ کر گھونسا مارا پھر وہ سانس بھی نہ لے سکی تڑپ کر مرگئی جنین نے بھی بہت سحر
کیے مگر کچھ اثر نہ ہوا آخر بزور سحر وہ اُڑی اور بسمت افراسیاب بھاگی تیلا بھی پیچھے اس کے اڑا اور دریاے
خون رواں کا بارہ کوس کا بیان سے میدان ہی اس کے بعد باغ سیب ہی اور اس میدان مین ہزارون
آفتین اور بلائین رہتی ہین انھون نے فریاد کرنا جنین کا سنکر تیلے کو روکنا چاہا مگر نہ رُکا اور اُن بلاؤن
نے کہا بھی کہ یہ مقدمہ دوسرے طلسم کا ہی ہمین اس مین دخل دینا نہ چاہیے ایسا نہ ہو کہ شاہ جادوان
کے خلاف گذرے پس یہ سمجھکر طرح دے گئین لیکن اس روکنے مین جنین باغ سیب مین پہونچگئی
شاہ جادوان صبح کو سریر آراے حکومت تھا اہل دربار جمع تھے کہ یہ جا کر پہونچی سب نے دیکھا کہ دوپٹہ کہین
محرم چڑھی پائجامہ اترا پڑتا ہی سنبھالتی ہوئی بدحواس رنگ رخ زرد شانہ کھلا منھ پر صابون ملا چوٹی
آگے آ رہی ہی یہ کہتی ہوئی کہ بچائیے بچائیے آتی ہی افراسیاب نے کہا ارے غضب ہوا کوئی اس کو پکڑنے آیا
ہی اسمین یہ قریب آئی اور کہا اے شہنشاہ بچائیے مین چلی شاہ جادوان نے کہا ارے کون آیا ہی اس نے
کہا وہی آپ تو جانتے ہین شاہ نے کہا نام تو لے کہا حضور مخلیس مخلیس شاہ نے یہ سنکر کہا کچھ لوگ بہر استقبال
آجائین کہ ملکہ مخلیس آئی ہین ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ تیلا پہلے غرق آسمان ہو گیا تھا سیدھا باغ مین اترا اور بد
جنین نے دیکھ کر کہا یہی ہی شاہ سمجھا کہ مخلیس نہین آئی یہ سحر اُسکا آیا ہی یہ سمجھ کر غضبناک ہوا اور تیلا آتے
ہی جنین کی کمر مین ہاتھ دے کر لے اڑا وہ پکاری کہ ہاے مین مفت مین چلی بیوی بنکر پھر باندی بنی افراسیاب
کو غصہ آیا اور پکارا کہ باش کہان لیے جاتا ہی یہ کہکر ایک گولا سحر کا کھینچ مارا تیلا اونچا ہو چلا تھا کہ گولا
اس کے سر پر پڑا سر پھٹ گیا اور جنین اس کے نیچے سے چھوٹی شاہ طلسم نے سحر کیا کہ ایک پنجہ سحر نے
اس کو سنبھال کر نیچے اتار دیا اس نے اپنے کپڑے ہوش مین آکر سنبھالے اور شاہ کے گرد پھری بلا گرد ان
ہوئی کہ آپ نے میری جان بچائی بادشاہ نے کہا تمھاری تو جان بچی لیکن ہم سے ادرکو کب سے

قرار واقعی فساد عظیم ہو گیا جو شخص کہ عقلاے روزگار مین سے حاضر دربار تھے وہ عرض رسا ہوے کہ واقع مین حضور غور فرمائین کہ ایک کنیزک کو دامن پناہ دینے سے آپ نے اس قدر پاسداری کنیزک کی فرمائی پس جو کوئی کہ کوکب پاس سفر دور و دراز و سخت و صعب طے کر کے گیا ہوگا اور طالب امداد ہوا ہوگا اور اس نے اس کو پناہ دی ہوگی وہ کس مرتبہ اس کی پاسداری کرے گا شاہ یہ باتین سنکر سمجھ گیا کہ یہ کنایہ عمرو کی طرف ہی یہ سمجھ کر گویا ہوا کہ تم سچ کہتے ہو یہ پہلی چھیڑ عمرو کی طرفداری کے لیے ادھر سے ہوئی ہی مین نے برا کیا جو پتلا مار ڈالا کیونکہ قائل ہونے کی جگہ ہی اس نے اپنی کنیز کو پکڑ بلایا تھا کچھ میری ملازم کو نہ ستایا تھا اگر یہ کہیے کہ پرائے گھر زبردستی کیون جتائی تو وہ کہے گا کہ مین تمھارے گھر کو بھی اپنا ہی گھر جانتا تھا جس طرح میرا جی چاہا مین مالک مثل تمھارے تھا اب تم نے مجھ کو غیر سمجھا تو مین بھی تمھین بیگانہ جانتا ہون یہ کہکر مشیرون سے صلاح کی اب اس بارے مین کیا کرنا چاہیے انھون نے عرض کیا کہ ہمارے نزدیک یہ بہتر ہی کہ حضور ایک نامہ مشتمل عذر اس کا لکھین کہ اے برادر یہ سب فساد عمرو کا ہی ہمارا ارادہ تم سے بگاڑ کا نہین ہی تمھاری بھتیجی کا پتلا یہان آیا تھا اُس نے بہت سے ساحر میرے یہان کے مار ڈالے اس پر بناچاری اُس کو مین نے مارا امید کہ اس رنج کو خاطر مین جگہ نہ دینا اور جنین تمھاری کنیز مدت سے نکل آئی ہی اس سبب سے مین نے اُس کو رکھ لیا کہ وہ یہ گھر ایک ہی ہی اب تم چاہو تو مین اُس کو بھیجدون اور تمھین بھی چاہیے کہ عمرو کو پکڑ کر بھیجدو فساد موقوف کرو یہ راے مشیر ذوالتدبیر نے جب بتائی شاہ کو پسند آئی دبیر عطارد رقم طلب ہوا حکم تحریر نامہ دیا گیا یہان تو نامہ لکھا جاتا ہی مگر پتلے کا جب سر پھٹا وہ پتلا تو جلگیا لیکن طائر خوش رنگ اس کے سر سے نکلا اور جانب طلسم نور افشان فریاد کرتا چلا یہان بران و عمرو وغیرہ بیٹھے ہین کہ طائر آ کر چلایا ناچ ہو رہا تھا ملکہ نے اس کی فریاد سنکر ناچ کو منع کیا اس طائر نے پکار کر کہا کہ مین آپ کے حق نمک سے ادا ہوا یعنے ہاتھ سے افراسیاب کے مارا گیا یہ کہہ کر زمین پر گرا منھ سے ایک شعلہ نکلا کہ طائر بھی جلگیا مجلس جادو نے جو یہ دیکھا رونے لگی اور کہا ای جان ہمارے پتلے کو جنین قحبہ نے مارا اے ای جان خود مین ابھی جا کر آفت برپا کر دونگی بران نے اس کو گود مین لیا اور آنسو پوچھے اور کہا اے بیٹا جنین بیسوا کی یہ مجال ہی کہ تمھارے پتلے کو مارے یہ افراسیاب کے ہاتھ سے مارا گیا ہی تم خود کیا جاتی ہو ہم بھی چلین گے اور والد بھی چلین گے اب تو ان سے بگڑ ہی ہی دیکھو کیا ہوتا ہی مختصر یہ کہ اس کو سمجھا کر نامہ شاہ کوکب کو پتلے کے حال کا لکھا ایک ساحر نامہ لے کر گیا بادشاہ سریر حکومت پر جلوہ گر تھا جب نامہ پہونچا پڑھکر سنا اور جواب لکھا کہ اے فرزند خوب بات بن پڑی اب لشکر کشی کی تیاری کرو اور مین بھی خواجہ سے ملاقات کرون گا اور کثیر فوج بھیجونگا اور مجھ کو سب حال پہلے سے معلوم ہی بلکہ عذر نامہ بھی افراسیاب نے لکھا ہی اُسکا بھی حال تمھین آگے ظاہر ہوگا جب یہ نامہ بران کو پہونچا

اُس نے خواجہ کو دکھایا مخمور بہت خوش ہوئی کہ اب لڑائی خوب ہوگی غرضکہ اسی خوشی میں حکم جشن دیا اور سب مصروف عیش و عشرت ہوئے لیکن اس طرف کا حال سنیئے کہ منشی بے بدل و بے نظیر تحریر نے حسب الحکم شاہ طلسم نامہ عنبرین شمامہ سواد مشک رنگ سے لکھنا شروع کیا سر نامہ میں تعریف جمشید و لقا سامری وغیرہ اس طرح آغاز کی

نامہ افراسیاب محتوی بر عذر و حجاب جانب کوکب روشن ضمیر لمؤلفہ

جمشید کا وصف کیا بیان ہو — محتاج لباس گل کہاں ہو
ہیں سامری ساحروں کے داتا — رونق ہرا انھیں سے سحر پاتا
زردھشت و لقا دوم خبیثا — لات و عزی و نسر و بقتا
معبود ہیں سب یہ ان کے بس ہیں — جاری سب کفر کی ہیں رسمیں
ان سب کی صفت کے بعد اے شاہ — ملجائے جہان ہے تیری درگاہ
زینت دہ تاج و افسری ہے — رونق دہ چتر برتری ہے
اے قدردہ دودمان شاہی — اے گوہر بحر آشنائی
گلزار شہی ہے تجھ سے خرم — سرسبز ہے تجھ سے باغ عالم
اے صدر نشین بزم الطاف — اے نیر آسمان انصاف
پہلے پہونچے سلام میرا — بعد اُس کے ہے یہ پیام میرا
اک نامہ تمھیں بعجز و منت — اس واسطے تھا لکھا بہ الفت
یعنے الطاف تم کروگے — دل میں انصاف تم کروگے
رتبہ میرا نہ تم نے جانا — افسوس کہا نہ میرا مانا
میں قبلۂ دین ساحران ہوں — میں رہبر راہ رہبران ہوں
سمجھے کہ عمرو ہے مجھ سے بہتر — ذرہ خورشید سے ہے بڑھکر
سمجھے جو کچھ وہ خیر سمجھے — لیکن لازم ہے اس کے بدلے
پتلا مرنے کا غم کا نہ کرنا — آگے انصاف سے نہ بڑھنا
مارے اس نے ہزاروں ساحر — لڑنا اس کا ہے سب پہ ظاہر
کب تک میں ضبط کرتا بتلاؤ — انصاف سے اپنے دل کو سمجھاؤ
مجلس جو بھتیجی ہے تمھاری — وہ ہم کو بھی دل سے ہے پیاری
کی میری برابری جو بہہات — مشہور ہے چھوٹا منھ بڑی بات

لازم ہے بڑون کا پاس کرنا
حد سے لائق نہین گذرنا
رنگ گل کی چمن مین شوخی
گلشن سے جدا ہے گل کو کرتی
بلبل جو زیادہ چہچہاے
صیاد اسے دام مین پھنسائے
مچھلی کا کنار بحر اچھلنا
حد دریا سے ہے نکلنا
ہرچند کہ آئینہ ہو شفاف
منھ چڑھتا ہے عیب جو ہو وہ صاف
بھڑکانا نہین ہے آگ کا خوب
انسان کو شرارتین ہین معیوب
لونڈی کا پکڑنا تھا جو منظور
کہلا بھجواتے حسب دستور
فی الفور اُسے مین بھیج دیتا
جھگڑا ذمے نہ اپنے لیتا
اب بھی نہین کچھ گیا ہی حضرت
حاضر ہے کنیز بحر خدمت
اس شرط سے گر عمرو کو یا شاہ
بھجوا دو پکڑ کے تم باکراہ
ہرچند کہ تم ہوے مسلمان
برباد کیا ہے دین و ایمان
پھر بھی تم سے بہ پاسداری
لکھتا ہون بہ عجز و انکساری
بدلے عیار ناسزا کے
لازم نہین چھیڑ چھاڑ مجھسے
آگے اب کیا لکھون مین حضرت
جمشید کرین تمھین ہدایت

یہ نامہ منشی نے تمام کرکے بعد ملاحظہ شاہ مزین بہ مہر خاص کیا اور لفافہ کرکے سامنے شاہ والا کے رکھا بادشاہ طلسم نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ بعد کچھ عرصے کے ایک ساحر ذی رتبہ اژدر پر سوار فلک کی طرف سے اتر کر سامنے آیا اور سلام کرکے ٹھہرا بادشاہ نے فرمایا کہ اے **قرطاس جادو** مین نے اس لیے تمھین بلایا ہی کہ یہ نامہ میرا شاہ **کوکب** پاس لے جاؤ اور جواب باصواب لاؤ اس ساحر نے عرض کیا کہ غلام آپ کا ہرچند کہ لیاقت نامہ داری دربار شاہان نہین رکھتا ہی لیکن آپ نے جو اس منصب جلیل کو مجھے عطا کیا ہی تو آپ کے اقبال سے بجا لاؤن گا مگر جس طرح کہ خسروان ذیجاہ ایلچی بھیجتے ہین یہ کمترین بھی فوج ہمراہ لے کر بحشمت تمامتر جائے گا اور کسی سے دب کر عجز کے کلام نہ کرنے گا جواب ترکی بہ ترکی ہر سوال کا دیگا اگر یہ منظور ملازمان عالی ہو تو مجھے بھیجیے ورنہ معاف فرمائیے بادشاہ نے فرمایا کہ مین بھی ایسا ہی آدمی چاہتا ہون کہ وہان جاے اور شوکت میری ظاہر کرے تم جسقدر چاہو لشکر ساتھ لو اور ہرگز کسی سے نہ دبنا بلکہ اگر جنگ آغاز ہو جاے تو مجھے خبر کرنا کہ خزانہ و لشکر بھیجا جائے گا اُس ساحر نے یہ سنکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا بادشاہ نے خلعت رخصت عنایت کیا خلعت سے مخلع ہو کر نامہ سر سے باندھا وہان سے رخصت ہو کر اپنی جگہ پر آکر حکم ترتیب لشکر دیا اور بارہ ہزار ساحر چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیے تختہاے ساحرانہ منقش و

رنگین تھے جواہر پایوں پر نصب تھا نہایت پُرتزئین تھے ساحرون کے بازوون پر بت بندھے تھے مالہ ہاے مروارید سب پہنے تھے جھولی ہر ایک کی زر لفتی تھی مرکبون کی ہیکلون مین جواہر کی تختی تھی آگے آگے طاؤسان زرین بال پر نقارے سیمین و طلائی لدے تھے ساحر بہ لباس عمدہ اُن پر بیٹھے تھے پیچھے ان کے جادوگرنیون کے پرے سراسر دریاے جوہر مین غوطہ مارے ناقوس پھونکتی پیر قوون کو جلوہ دیتی تھین اپنے حسن پر پیر گردون کو دم دیتی ساکنان عالم ہوا کے ہوش کھوتی تھین پیچ سیاہ کے چالیس اژدر پر تخت جواہر آگین کسا ہوا اور قرطاس بصد آرائش و تزئین اُس پر بیٹھا ہوا گرد افسران لشکر ساحران نامور گھیرے پس پشت خیمہ و خرگاہ سے اژدر و طائر سحر لدے پڑے ہوا پہ لشکر اُڑتا ہوا نہایت تزک سے روانہ ہوا

اُٹھے لکڑ ابر سحر آفرین — چھپا چرخ پردے میں مہ مبین
ہوا میں اڑیں سرخ جو جھنڈیان — گھٹائین لگین کوندنے بجلیان
دہن اژدرون کے کھلے پھاڑ سے — ہوا پے وہ شعلے اگلنے لگے
ہوا سے تھا شعلون مین یون پیچ و تاب — کسی دل جلے کو ہو جون اضطراب
اڑے تھے جو طاؤس وہان بیشمار — دل دہر مین داغ تھے آشکار
ہوا ایسا ڈمرو سے پیدا خروش — اڑے ہندوے چرخ کے جس سے ہوش
بہم غول باندھے ہوئے ساحران — چلے ساتھ اُس کے بصد عز و شان

ازبسکہ قرطاس اس ارادے پر چلا ہی کہ مین جواب سخت دونگا یقین ہی کہ فساد ہو پھر اس صورت مین کیا معلوم کہ زندہ رہون یا ہلاک ہو جاؤن لہذا لازم ہی کہ سب اپنے دوست اور رفقا اور اعزا وغیرہ سے مل لون چنانچہ اس کے چند دوست اور عزیز لشکر حیرت کے افسر ہین اُن سے ملنے و نیز اپنی شوکت وہان کے لشکرون کو دکھانے کے لیے سمت طلسم ظاہر چلا جب دریاے سحر کے پار اترا حیرت کو خبر ہوئی کہ ایلچی شاہ طلسم کا بہر رخصت ادھر آتا ہی اس نے لوگ استقبال کو بھیجے کہ وہ باعزاز اس کو لے آئے ملکہ نے عزت سے بٹھایا اُس نے عرض کیا کہ مین برسم قاصدی جاتا ہون لیکن عزم رکھتا ہون کہ عمرو کو مار کر آؤن گا سر دربار شاہ کوکب نے بُران بزور سحر بھالا بنکر پیٹ مین عمرو کے جاؤن گا اور دل و جگر چھیدون گا حیرت نے کہا تم ایسے ہی خیر خواہ ہمارے ہو لیکن ایسا نہ کرنا اپنی جان نہ دینا ملک پیدا یاہی شہنشاہ سمجھ لینگے تم اپنی حفاظت ضرور کرنا اس نے کہا اگر ایک مین نہ ہوا نہ سہی وہ فساد کرانے والا تو نہین رہیگا یہ باتین سنکر سب اہل دربار اس کی ہمت پر آفرین کرنے لگے مگر جاسوسان لشکر مہرخ جملہ کیفیت معلوم کرکے بارگاہ اسلامیان مین آئے اور بصد ادب زبان پر لائے کہ اے شہریار گردون وقار ایک ساحر بعہدہ نامہ رسانی مامور ہو کر سمت کوکب جاتا ہی اور ایسا ارادہ فاسد رکھتا ہی یہ خبر سنکر سب افسر بہر عمرو دست بدعا ہوے کہ حافظ حقیقی جان کا خدا جس کی نگہبان رہے اگر عیار جو موجود تھے اپنے استاد

کی ضرر رسانی کی خبر سنکر گویا ہوئے کہ اس نامدار کی شامت آئی ہے ہم راہ ہی مین اسکو رہرو ملک عدم کردینگے خواجہ تک جانا کیسا راستہ مین پیام اجل پہونچا دینگے دشت جہنم کی سیر دکھا دینگے یہ کہکر برق نے ضرغام د جانسوز کو طلب کیا اور کہا اے برادر ہم اور قران اس ساحر کے فراق قتل مین جائینگے شاید ہمکو عرصہ ہوجاوے تو لشکر سے تم خبردار رہنا یہ کہکر گلے ملا اور سپرد بخدا کرکے روانہ ہوا راہ مین قران سے ملاقات ہوئی اس نے سب ماجرا بیان کیا قران نے کہا تم چلو مین بھی جلد آتا ہون یہ وہان سے بڑھکر خدمتگار کی ایسی صورت بنا اس عرصے مین قرطاس کے لیے بارگاہ عالی استادہ ہوئی اسلیے کہ یہ آج مقام کرکے دوستون سے ملکر کل رہگرا ے منزل مقصود ہوگا پس حیرت سے اجازت لے کر بہر آرام قرطاس اپنی بارگاہ مین آیا تھا کہ برق بھی پہونچا اور اس نے صرصر و صبا رفتار کو دیکھا کہ یہ میوہ دان کی ڈالیان اپنے ہمراہ لیے ایک بارگاہ کی جانب جاتی ہین سمجھا کہ اسی بارگاہ مین وہ نامدار ساحر ہے یہ میوہ اُس کے لیے لائی ہین یہ سمجھکر اس جھمک دمک اور پھرتی سے اندر بارگاہ کے گیا کہ کسی نے نہ دیکھا کہ کون اندر گیا صرصر نے پرچھائین سی دیکھی کہ جیسے کوئی اندر گیا ہے اس نے صبا رفتار سے کہا کہ دیکھو عیار اندر گیا اس نے کہا جانے دو تم دخل نہ دو کئی بار ذلت ہوچکی ہے میوہ دیکر اپنے کام کو چلو جو عیاری بن پڑے گی وہ کرنا یہان بولنا برا ہے یہ کہکر دونون بارگاہ مین آئین قرطاس کو ڈالیان دین کہ ملکہ نے بھیجی ہین اس نے انکو خلعت دیکر رخصت کیا پھر اپنے دوستون اور افسران لشکر کو بلوایا ناچ ہونے کا حکم دیا سب دوست آشنا آکر جمع ہوئے ہر ایک سے یہ ملا پھر ناچ ہونے لگا دور جام شراب شروع ہوا اتنے عرصے مین فرمان قضا جریان احکم الحاکمین بنام خسرو سیارگان سراے روپوشی و نظربندی جو انکرۂ قدرت سے صادر ہوا اور منشی مدرت طراز قدرت نے نامہ صفحۂ سپہر پر بخط نور انجم قلم کہکشان سے رقم فرمایا المؤلفہ

چھپا خورشید پھر پیدا ہوئی شام — کھلا نیرنگی دنیا کا انجام
کبھی یہ تیرہ رہے اور کبھی زرد — دل انسان مین پیدا اس سے ہے درد

پہر رات تک جلسۂ عشرت و انبساط رہا پھر افسران لشکر رخصت ہوکر اپنی جگہ پر گئے اور قرطاس نے نوکرون سے حکم دیا کہ قریب بارگاہ جو خیام کہ استادہ ہین وہان جاکر سورہو اور چند ملازم بہر خدمت اپنے پاس رکھ لیے برق جو خدمتگار بنا ہوا تھا یہ بھی ہمراہ ملازمان ایک خیمہ مین آکر ٹھہرا سب نوکرون نے اسکو نیا آدمی دیکھکر خیال کیا کہ شاید یہ حیرت کے پاس سے آیا ہے غرضکہ ہر ایک آرام گزین ہوا اُس نے بھی چادر بچھا کر ایک گوشے مین قرار لیا مگر قرطاس جب پلنگ پر لیٹا سحر پڑھکر دستک دی تاثیر اس سحر کی یہ تھی کہ جو کوئی عیار میرے نوکرون مین آکر ملا ہو تو اُس کا آدھا جسم نیچے کا بے حس ہوجائے پس جسم پایان برق خیمہ مین بے طاقت ہوگیا اس نے جو کچھ رات گئے عیاری کے لیے اُٹھنے کا قصد کیا اُٹھا نہ گیا سمجھا کہ تم پر جادو کیا ہے یہ سمجھکر وہان جو لوگ تھے انکو اسنے پکار کر جگایا اور کہا بھائیو دو پہر رات گئے ایک مرض لیا مجھکو ہوتا ہے کہ آدھا دھڑ

رہیجاتا ہے کچھ اس وقت وہی عارضہ عارض ہوا ہے تم لوگ اٹھاکر مجھکو ذرا پیشاب باہر کرالاؤ یہ سنکر دو ایک آدمی اُٹھے اور بدقت تمام اس کو اٹھاکر باہر لائے برق سمجھا تھا کہ باہر جانے سے سحر مجھپر سے اتر جائے گا اس خیمہ کو شاید سحر کیا ہے مگر نہین باہر آنے سے بھی وہی حال رہا ناچار اُس نے پیشاب کیا اور لوگ اس کو پھر اُٹھا کر لے گئے یہ چپ ہو کر پڑ رہا اور رات بھر مین تدبیرین ہزارون کین کہ مین اچھا ہو جاؤن مگر ممکن نہ ہوا یعنی کبھی ساحرون سے کہا کہ بھائی مجھپر کوئی سحر پڑھکر دم کرو شاید مین صحیح المرض ہو جاؤن کبھی کہا کہ مجھکو خیمہ سے بہت دور صحرا مین لیچلو کیا بعید ہے جو وہان کی ہوا مجھکو راس آئے مختصر یہ کہ سب کچھ کیا مگر اچھا نہوا آخر وہ وقت آیا کہ مرض سوداوی سے جسم دہر نے صحت پائی اور داغہاے آبلۂ انجم جسم فلک سے دور ہوئے چشم خورشید مین روشنی آئی کہ لموٴلفہ

دیدۂ دنیا سے تاریکی جو زائل ہو گئی
چشم خورشید جہان افروز پھر روشن ہوئی

اہل دل پر صبحدم یہ حال روشن ہو گیا
دھوئے دل کی جو سیاہی ہوا اسے حاصل صفا

صبح کو قرطاس خدا ناشناس بیدار ہوا اور ملازمون کو بلاکر پوچھا کہ تم مین سے کسی کا دھڑ تو نہین رہگیا ہے سب نے کہا کہ ایک شخص کہ ہم اس کو پہچانتے نہین اس مرض مین مبتلا ہے اس نے کہا کہ اس کو اٹھا لاؤ ملازمون نے جاکر برق کو اٹھاکر دیکھا تو یہ اس وقت بھاری زیادہ ہو گیا ہے بیس پچیس آدمی ملکر لپٹ گئے اور بدقت اُٹھاکر سامنے لائے اس نے دیکھتے ہی کہا کہ میان برق بندگی کیسے مزاج اچھا ہے اس نے جواب دیا کہ اللہ کا شکر ہے بہت اچھا ہون آپ اپنی خیر منائیے اس نے کہا سنو اے برق مین نے اپنی زبردستی کا نمونہ تمھین آج دکھا دیا اب مین کوچ کرتا ہون خبردار اب کوئی عیار میرے تعاقب مین نہ آئے نہین بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑونگا یہ کہکر سحر پڑھا کہ برق بالکل اچھا ہو گیا اس سے کہا جاؤ یہ احسان یاد رکھنا برق رہائی پاکر باہر آیا اور نادم و پشیمان چلا راہ مین اس کو چنے مرمرے بیچتا ہوا قران ملا کیونکہ یہ بھی رات بھر فکر مین عیاری کے پھر رہا ہے برق نے اس سے تمام ماجراے شبینہ بیان کیا قران نے حال سنکر کہا کہ اے بھائی اس ساحر نے اپنی زبردستی ہم کو دکھائی ہے اب ہمین بھی اپنی شوکت دکھانا ضرور ہے جہانتک ممکن ہو گا ہم اس کو مارین گے لازم ہے کہ اس کے ساتھ چلو جہان کہین موقع ملے اس کو ہلاک کرو یہ صلاح کرکے عازم روانگی ہوئے ادھر بعزت و شوکت قرطاس نے بھی کوچ کیا تخت سحر پر سوار ہمراہ ساحران ذی تبار کوس کر روانہ ہوا دونون عیار نیچے زمین پر اس کی سواری کو دیکھتے ہوئے چلے اور تدبیر اُس کے قتل کی سوچتے جاتے تھے یہانتک کہ اس نے لشکر حیرت سے دو منزل پر جاکر ایک صحراے فرحت انتما مین نزول کیا اور بارگاہ استادہ کرا کے اترا لشکر اس کے ساتھ کا اتر کر اپنی ضرورتون سے فراغت حاصل کرنے لگا اور قرطاس دربارگاہ پر بیٹھ کر میکشی کرتا اور سیر دشت دیکھتا جاتا تھا عیار بھی اس کے لشکر سے الگ جنگل مین آکر ٹھہرے اور پھر برق نے قران سے کہا کہ ہم اپنے لشکر سے دو منزل نکل آئے ہین لازم ہے کہ آج اس کا کام تمام کرکے پھر چلین ورنہ کل اس کے ساتھ اور آگے جانا ہو گا قران نے کہا کہ اچھا جاؤ اور مین بھی فکر کرتا ہون سے اجازت لے کر اور

کوہستان مین جاکر کچھار وغیرہ اور سبزہ زار ہر جگہ ڈھونڈھتا آخر ایک جگہ بہت سے ہرن گھیرا کرتے وچرتے نظر آئے اس نے ایک کانٹا پھل مین چھید کر وہان ڈالدیا ایک ہرن نے اس پھل کو کھایا کانٹا اس کے چبھا اس کانٹے مین کمند باندھی تھی اس نے کھینچ لی اور ہرن بھاگ گئے اس نے اس ہرن کو پکڑکر بہت سا مجروح جابجا سے کر دیا پھر اپنی صورت بھی مثل ایک ساحر کے بنائی جھولی ڈال کے کھوچند ان کی لگائی مورتین جمشید و سامری کی گلے مین ڈال کر اپنے جسم کو بھی رنگین وغیرہ بجاکر مجروح کیا اور تھکلے خون کے جابجا جسم پر جماکر اس ہرن کو لیے اس درہ کوہ مین آیا کہ جہان سے لشکر قرطاس سامنے ہر اور بارگاہ مین سامنے قرطاس بیٹھا ہی پس اس جگہ آکر اس ہرن کو چھوڑا ہرن ہر چند کہ بہت زخمی تھا مگر خوف جان سے بھاگا اور ازبسکہ پشت کی طرف برق تھا اس سبب سے سیدھا سمت لشکر قرطاس بھاگا برق پیچھے دوڑتا چلا اور سامنے بارگاہ کے پہونچکر ہرن کے تیر مارا مگر آہو کے نہ پڑا اور آپ گر پڑا اور بیہوش ہوگیا قرطاس جو سامنے بیٹھا تھا اس نے دیکھا کہ ایک ساحر زخمی ہرن کے پیچھے آتا تھا یہان گر پڑا بس یہ دیکھکر اس نے خود ایک تیر ہرن کے مارا کہ وہ گرا اس نے ساحرون سے کہا کہ لینا اس ہرن کو لوگ دوڑے اور ہرن کو شکار کیا پھر قرطاس نے کہا کہ وہ جو ساحر جو سامنے زخمی پڑا ہے اس کو بھی اٹھا لاؤ لوگ گئے اسی طرح بیہوش برق کو اٹھا لیگئے اس نے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور حال پوچھا اس نے کہا کہ مین لشکر حیرت مین ملازم ہون شکار کے لیے آیا تھا شیر نے گھوڑا میرا مار ڈالا اور مجھے بھی زخمی کیا آج اس ہرن کو مار کر کباب کھانا چاہتا تھا اس نے بھی مجھے زخمی کیا اور ازبسکہ مین زخمی تھا یہ مجھ سے شکار نہو سکا ادھر بھاگ آیا یہان آکر مین غش کر گیا قرطاس یہ سنکر بخاطر پیش آیا زخم دوزی اس کی کرائی مرہم سحر لگایا پلنگ اپنے پاس بچھوایا اس ہنگام مین آہوے روز تیغ کہکشان فلک سے مجروح ہوکر رم خوردہ ہوا اور پلنگ شب نے دشت عالم مین داخلہ کیا نظم

رخ دہر جسوقت کالا ہوا	نہان آنکھ سے پھر اجالا ہوا
ہوا جو رصیاد شب آشکار	کیا آہوے روز کو پھر شکار

رات کو کھانے پانی سے فراغت حاصل کرکے سونے کا قصد کیا مگر پہلے قرطاس نے باہر نکلکر دستک دی اور چار طرف چار ناریل سحر پڑھ کر پھینک دیے اس لیے کہ کوئی غیر نہ آئے پھر بارگاہ مین آکر آرام پذیر ہوا جب زیادہ رات گئی برق کہ پہلے ہی سے آچکا تھا اس پر سحر نے اثر نہین کیا ہی اس لیے کہ قرطاس نے یہ سحر کیا ہی کہ اب جو کوئی آوے تو نہ آسکے غرضکہ اس نے کفچہ مین بیہوشی رکھ کر قریب جاکر بیہوش کرنا چاہا تھا کہ یکایک ایک پایہ پلنگ کا چیخا اور اس مین سے ایک پنجہ پیدا ہوا اسکا ہاتھ پکڑ لیا اس نے چالاکی کرکے دوسرے ہاتھ سے دوشالہ اٹھانا چاہا کہ منھ کھول کر جباب ماروں اور بیہوش کر دون اس وقت دوسرا پایہ پلنگ کا چیخا اور دوسرا پنجہ نکلا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا اس نے جھک کر دانت سے دوشالہ اٹھانا چاہا کہ منھ سے بیہوشی پھونکون اس وقت تیسرے پایہ سے پنجہ نے نکلکر ڈھکیل دیا برق

سینہ قرطاس پر گرا وہ اُٹھ بیٹھا اس وقت برق کو کچھ بن نہ آیا پکارا کہ میان قرطاس بندگی عرض ہے دیکھا تم نے کہ ہم کیونکر آئے اس وقت تمھاری قضا نہ تھی ورنہ مر تو گئے تھے قرطاس نے پوچھا کہ تم کون ہو اس نے جواب دیا کہ ہم ہین برق اس نے کہا تم نے برا کیا جو آئے میرا کہنا نہ مانا اب کہو تمھارا حال کیا کرون برق نے کہا تمھین اختیار ہے لیکن اب تم بچو گے نہین اگر ہم مر گئے تو ہمارے اور بھائی تمھین بغیر مارے نہ چھوڑین گے اس نے سحر پڑھکر پنجون سے اسکو چھڑایا اور کہا مین نے پہلے بھی اسی لیے چھوڑا تھا کہ مجھے آزار نہ پہونچے اور اب بھی رہا کر دیتا ہون خبردار اب یہان نہ آنا ورنہ اب کی زندہ نہ رکھون گا برق نے کہا خیر سمجھ لیا جائیگا اب کی ہم بھی بغیر مارے نہ جائین گے یا اپنی جان دینگے یہ کہکر باہر آیا اور بسمت صحرا چلا ادھر سے قران بشکل مبدل عیاری کرنے آتا تھا اس کو ملا اس نے سب حال کہا قران نے کہا یہ ساحر زبردست نہ ہوتا تو برسم قاصدی بھیجا نہ جاتا پس معلوم ہوا کہ جب اس کے پاس جائینگے گرفتار ہو جائین گے یہ بھی خدا کا رحم اور فضل و کرم ہے جو اس نے آپ سے تمھین چھوڑ دیا اب تم نہ جانا آج چلو ایک جگہ ٹھہر کر آرام کرین کل کی منزل مین کچھ فکر کرین گے یہ کہکر ایک درۂ کوہ مین جاکر آرام کیا جب رات گذری اور بارگاہ مشرق سے مسافر خاور کمر جادر شعاع سے باندھکر رہگرائے دشت سپہر ہوا اور سراپردہ ظلمت شب اور لشکر انجم سفری ہوا المولفہ

سراپردۂ شب ہوا بار جب
ستارون سے افلاک کی بارگاہ
کیا لشکر انجم نے کوچ تب
ہوئی آمد مہر سے پھر تباہ

صبح کو لشکر قرطاس مین طبل سفر بجا اور کوچ ہوا اس طرح بحشم و خدم ساری فوج روانہ ہوئی عیار بھی پیچھے پیچھے طائر سحر کے چلے وہ لشکر بروے ہوا روانہ تھا اور ہوا سے زیادہ رواں تھا عیار بھی بلا کے دوڑنے والے ہین شاگرد دوندہ بیدرنگ عمرو کے ہین اور فن عیاری سے علم مساحت اور زمین کا دور اور طول و عرض راہ بخوبی پہچانتے ہین اس وجہ سے ان راہون سے جاتے ہین کہ برابر لشکر کے پہونچتے اڑے ہوے اس طرح کہ کہین قدم زمین سے لگا اور کہین نہ لگا چلے جاتے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک بگولہ گرد کا پیچ و تاب کھاتا ہوا جاتا ہے کہ بیت زمین سے نہ لگتے تھے چلنے مین گام + ہوا سے وہ اڑنے مین کرتے کلام + اسی طرح کئی منزل برابر آئے اس وقت ایک دشت پرخار مین گذر ہوا اور آفتاب بھی نصف النہار پر پہونچا اس صحرا مین اس شدت کی دھوپ پڑتی تھی کہ تمام کرہ تار تھا بڈا اڑا ہر ایک خار تھا در پے آزار تھا پتھر پہاڑون کے تپ رہے تھے شرارے نکلتے تھے ندیان بڑھی تھین کنارے خار دار درخت لگے تھے کہین نہین وہان ساحل کی زبان مینا پیاس سے کانٹے پڑے تھے لب جوبار تشنہ ایسے تھے کہ پپڑیان بندھ گئی تھین زمین تابناک ایسی تھی کہ میدان حشر کو شرماتی تھی ہوائے گرم دل دہر مین آگ لگاتی تھی روزگار غدار اسی گرمی کا بھڑکایا ہوا

آتش جور و ستم سے خاطر اہل عالم جلا تا ہی بیوفائی سے پیش آتا ہی پانی اس دشت مین نایاب تھا گوہر جان ہر ذیحیات بے آب تھا آنکھوں مین کسی کے سیں نہ تھی مردم دیدہ کو آشنا سے مروت کی آس تھی انتہا کی پیاس تھی چشمہ چشم ڈبڈبا تا کیسا آنسو پیتے تھے دیدے پانی کے تدیدے رہتے تھے غبار گرم ایسا چھایا تھا کہ چشمہ آفتاب تک بے آب دہوا تھا چشمہ مہر و محبت بالکل سوکھا تھا ندیون کے گھاٹ تلوار آبدار گھاٹ کیطرح سوکھے گھاٹ اتارتے تھے انسان سے جو بات کر دسوکھی سناتے تھے لو ن کے جھونکے نفس گرم عاشقان تھے جلنے فرشتون کے پر نعرہ الامان تھے آفتاب سوا نیزہ پر اُتر آیا دشت مین لون کا دھوان سحاب بنکر چھایا تھا آگ برستی تھی یہ حالت تھی لمؤلفہ

تھا دوزخ سے بھی سوا اُٹھے غبار — جنہین لاکھون بھرسے تھے عقرب و مار
وادی ہولناک و دہشت خیز — کرے شیطان بھی وہان سے گریز
ہر بگولا تھا دیو آتش ناک — جل کے کالا ہوا تھا مرکز خاک
نفس آہ عاشقان تھی ہوا — جس سے ملتا تھا دل جلون کا پتا
ڈر کے طائر نہ کرتے تھے پرواز — ہر طرف سائین سائین کی آواز
کب درختون کا ہو وہان سایا — سر سے جن کا بھی سایہ سر کا تھا

اس دشت آتشناک مین بروے ہوا اُڑ کر چلنا دشوار ہوا آفتاب کی تمازت سے یقین تھا کہ ہر ایک فی النار ہو اقرطاس خناس نے بزور سحر ابر بنا کر اپنے لشکر پر محیط کیا مگر جب بھی تاب حرارت خورشید نہ لاسکا آخر زمین پر اتر آیا اور آگے چلا عیارون نے جو زمین پر لشکر چلتے دیکھا بصورت مبدل عقب فوج یہ بھی چلے اور باہم صلاح کی کہ اس صحراے ہو سے آگے ضرور کوئی مرحلہ طلسم اور جائے دشوار گذار ہو گی پس وہان سوا اس لشکر کے اور کوئی نہ جاسکے گا لازم ہی کہ کچھ تدبیر کرین یہ مشورہ ٹھہرا کر مسافرون کی ایسی صورت بنے اور ملازمان لشکر مثل فراش و خدمتگار جو پیچھے جاتے تھے ان مین سے پانچ سات آدمی ایک طرف جاتے تھے یہ بھی ان کے پاس آئے اور ساتھ ساتھ چلے انھون دیکھا کہ دو ساحر کمر باندھے دری کاندھے پر ڈالے لوٹا ڈوری لکڑی مین لٹکائے لکڑی کاندھے پر رکھے پاؤن گرد آلودہ رخسار پر خاک پڑی پسینہ آیا ہوا ہمارے ساتھ آتے ہین یہ دیکھکر وہ ان سے مستفسر ہوئے کہ بھائیو تم کون ہو اور کہان جاتے ہو عیارون نے کہا ہم رہنے والے طلسم نور افشان کے ہین طلسم ہوشربا مین ہمارے عزیز رہتے ہین اُن کے پاس آئے تھے اور از بسکہ طلسمات مین غدر ہو رہا ہی عیار جہان پاتے ہین مار ڈالتے ہین اور علاوہ عیارون کے زمانہ ایسا پُر آشوب ہی کہ جابجا قطاع الطریق و رہزن پیدا ہو گئے ہین آپس کے ساحر اکیلا پا کر ضرر پہونچاتے ہین اس لیے ہم بہت دنون ہوشربا مین رہے کہ کوئی قافلہ تاجرون کا اگر ہمارے طلسم مین جائیگا تو اُس کے ہمراہ ہم بھی جائین آخر سنا گیا کہ نامدار شاہ جادوان حشم خدم

جاتے ہین یہ خبر سنکر ہم بھی روانہ ہوئے چنانچہ اسی واسطے ہم تمھارے ساتھ ہین کہ بحفاظت اپنے گھر پہونچ جائین
اُن سب نے یہ حال سنکر کہا کہ کیا مضائقہ تم ہمارے بھائی ہو ہم تمھاری ندمت کرتے چلین گے آؤ ہمارے
شریک حال رہو عیار یہ سنکر باتین کرتے ساتھ چلے اور کچھ دور چلکر کہا کہ بھائی اگر پانی ملتا تو کھانا کھاتے کہ بھوکے
ہین اونھون نے کہا پانی ہمارے ساتھ ہے تم کھانا کھاؤ اُنھون نے جواب دیا کہ ایک شرط سے ہم پانی لیتے
ہین کہ آپ لوگ بھی کھانے مین ہمارے شرکت کرین وہ یہ کلام سنکر خفا ہوے اور بولے کہ کیا ہم پانی بیچتے
ہین تم اس طرح بیگانہ وار باتین کرو تو ہمارے ساتھ نہ آؤ عیارون نے کہا آپ خفا نہ ہون ہم نے بھی آپکو
کھانے مین اسلیے شریک کرنا چاہا ہے کہ ہماری آپ کی جدائی اور غیریت کسی طرح کی نہ رہے یہ کہکر ایک جگہ رُکے
اور کہا لشکر کو آگے چلنے دیجیے یہان ٹھہر کر کھانے سے فارغ ہو کے لمحہ بھر مین لشکر کے ہمراہ ہو لینگے وہ لوگ اس خیال
سے کہ یہ اکیلے نہ رہین کیونکہ ساتھ لے چلنے کا وعدہ کر چکے ہین ٹھہر گئے اور عیارون نے مٹھائی اور ریکوان کمر سے
کھولکر تھوڑا تھوڑا آغشتہ بدار وے بیہوشی انھین دیا اور سادہ آب کھایا وہ سب کھاکر بیہوش ہو گئے انھون
نے ان مین سے دو آدمیون کا لباس اُتار لیا اور دونون کو الگ لے جاکر خنجر سے زمین کھود کر دفن کر دیا اسلیے
کہ یکایک مار ڈالنے سے شور وغل مچے گا غرضکہ بعد دفن کرنے کے انھین کی ایسی صورت بنکر وہان آئے کہ جہان
اور پانچ آدمی بیہوش پڑے تھے انکو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب وہ ہوش مین آئے کہا نہین معلوم کہ اس
کھانے مین کیا ملا تھا کہ ہمین جس نے بیہوش کر دیا اور وہ دونون مسافر کہان گئے عیارون نے کہا کہ سامری
کا شکر کرو کہ جان بچگئی معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونون ٹھگ تھے ہکو الدار سمجھکر بیہوش کر کے مال ڈھونڈھا ہوگا
جب کچھ نہ ملا تو جیتا چھوڑ گئے یا یہ کہ عیار تو ہمارے سردار کے پاس کئی بار آچکا ہے شاید یہ بھی عیار تھے
کسی وجہ سے ہمین قتل نہ کر سکے کوئی آگیا ہوگا یا کوئی اور سبب ہوا ہوگا کہ وہ بھاگ گئے اور ہم بچے اب جلد
لشکر مین چلو اور یہ پکوان زہر آلود ہی یہین رہنے دو یہ صلاح جب ٹھہرائی وہ سب دوڑتے ہوئے سمت لشکر
روانہ ہوئے یہانتک کہ فوج مین آکر ملے عیار بھی ساتھ تھے غرضکہ بعد قطع مسافت بعیدہ ایک مقام پر
اُسی صحرا مین گذر ہوا کہ بہت سے مردے جل رہے تھے اور جا بجا اُن کے جلنے کی بھیلی تھی اور جا بجا راکھ
کے ڈھیر جلے ہوئے مردون کے تھے اور ہزارون ہڈیان کھوپڑیان ہر جگہ پڑی تھین اور ایک احاطہ
اُسی مرگھٹ مین بنا تھا کہ جسکی دیوارون مین صدہا طاق تعمیر کیا تھا اُن طاقون مین مردے کمر توڑ کر بٹھائے
تھے اور خیمہ کی طرح طاق بنائے تھے اُن مُردون کے کھانیکو ہزارہا گدھ اور چیلین اور کوے جمع تھے دیوارون پر اور
درختون پر اور میدان مین ہزارہا اکٹھا تھے جا بجا سر اور ریگین منقار مین دابے پھرتے تھے گوشت سے
لوتھڑے درختون پر لیے بیٹھے تھے ایک دوسرے سے جب چھیننے کے لیے دوڑتا وہ اُڑتا گوشت چھوٹ گرتا
بوٹیان برستی نظر آتی تھین ایسی جگہ کو دیکھکر روحین قالب مین گھبراتی تھین اندر سے احاطہ کے آوازین مہیب
آتی تھین باہر مردے جلتے تھے ہوا سے شعلہ اُڑ کر پیچتاب کھاتے تھے چنگاریان تمام مرگھٹ مین تیر شہاب

کی طرح اڑکر گرتی تھیں ارواح خبیثات ہر سمت آگ اڑاتی پھرتی تھیں جو بگولا اُڑتا تھا بھوت آگ لیے معلوم ہوتا تھا دھواں ہر طرف پھیلا تھا اس دھوئیں میں شعلوں کا بلند ہونا اور صداؤں کا ہیبتناک آنا شیاطینوں کا دل دہلاتا تھا کہ بمقتضاے ابیات المولفہ

جاے ابلیس تھی جگہ وہ ضرور	سایۂ رحمت خدا تھا دور
باتیں آپس میں کرتے تھے مرتے	حال مرنے کا اپنے کہتے تھے
کوئی کہتا تھا دینا مجھ کو شراب	مانگتا تھا کوئی سور کے کباب
منھ سے شعلہ کوئی اُڑاتا تھا	غول بنکر کوئی ڈراتا تھا

قرطاس وہاں تخت سے اترا اور سحر پڑھنے لگا بعد لمحہ کے آندھی سیاہ آئی کہ دنیا تاریک ہوگئی پھر اُس تاریکی سے ایک ساحرہ تیرہ فام ہیبتناک شکل پیدا ہوئی اس نے اس سے کہا کہ اے مہیب جادو محافظ مرگھٹ میں شاہ طلسم کا نامہ بر ہے سمت کوکب جاتا ہوں اس احاطہ کی کنجی مجھے دو اور راہ بتلادو کہ یہ راہ بہت نزدیک کی ہے مگر اس راہ سے نہیں گیا کہ ادھر سے عمرو گیا تھا اس ساحرہ نے کہا اس راستے سے جانے کا حکم نہیں ہے کیونکہ یہ راہ قبضہ میں ملکہ بہار کے ہے میں کوئی حکم شاہ طلسم نے انحراف اطاعت ملکہ موصوف نہیں دیا ہے ہر چند کہ وہ ملکہ شریک لشکر عمرو ہے مگر اُن کے ملک و مال کی ضبطی نہیں ہوئی اسنے کہا افراسیاب اُس کے عشق کا دم بھرتا ہے اس وجہ سے اُس کے ملک کو نہیں چھینتا ہے اور حیرت اس کی بہن بھی عزیزداری کا پاس کرتی ہے لیکن تم مجھ کو راہ دوگی تو شاہ طلسم خوش ہونگے ناراض نہ ہوں گے اس ساحرہ نے کہا مجھکو خلاف حکم شہنشاہ کرنا منظور ہے لیکن ملکہ بہار کی مخالفت گوارہ نہیں اس نے جب یہ سنا اس سے کہا کہ مجھکو بہار سے کیا مطلب میں اپنی راہ چلا جاؤں گا اس میں تمھارا کیا نقصان ہے وہ ساحرہ سوچی کہ یہ نامہ دار بادشاہ ہے ایسا نہ ہو کہ کچھ تیرے لیے قباحت ہو اگر یہ نکلجائے گا تو بادشاہ بھی راضی رہے گا اور بہار کے لیے بھی کچھ ضرر نہ ہوگا یہ سوچکر اس نے کہا اچھا آؤ اور روبراہ چلے جاؤ یہ اس کے ساتھ چلا اس نے جوڑے سے اپنے کنجی نکالی اور قفل اس احاطہ کا کھولا یہ مع لشکر اس کے اندر قدم زن ہوا عیار بھی اندر آئے یہاں ایک تالاب بیچ احاطہ میں بنا تھا اسمیں سبزہ رہا غول تیرتا تھا پانی تالاب کا بالکل نیلا تھا اس ساحرہ نے کہا کہ اسمیں کود پڑو سیدھے حوالی کوہ ارم میں پہونچو گے اسکے داہنے ہاتھ کیطرف جو راہ گئی ہے طلسم نور افشاں کے جانیکی ہے قرطاس اسکے کہنے سے تالاب میں کودا اسکے پیچھے تمام لشکر اسکا ایک کے بعد دوسرا کودا یہانتک دونوں عیار بھی غوطہ زن ہوے اور تادیر غلطاں و پیچاں چلے گئے پھر جو آنکھ کھلی تو صحراے سبزہ زار اور دشت پر بہار میں گذر ہوا کوسوں تک زعفران کے کھیت لگے تھے رنگ رخسارۂ عاشقاں کا پتہ دیتے تھے نہیں نہیں عروس بہار سونے میں زرد تھی وہ جگہ دیکھکر آنکھوں میں سرسوں پھولی تھی دور دسے رنج کی گرد تھی کف دست بید انگیں زعفران کیا لگائی تھی گویا کسی چلباز نے ہتیلی پر سرسوں جمائی تھی وہ سیر دیکھکر ہنسی نہ تھمتی تھی مثل ہے کیا زعفران کا کھیت دیکھا ہے وہاں اصل میں زعفران کی کھیتی تھی ہا تا کیفیت

دیکھ کر بسنت کی خبر رکھنا کیسا اپنی آپ خبر نہ رہتی خود فراموشی ہوتی وہان سے جب اور آگے بڑھے ایک پہاڑ سنگ مرمر سفید کا ایسا نورانی نظر آیا کہ جس کے رشک مین کوہ طور جلکر سرمہ بنا عکس کوہ سے وہ رشک وادی ایمن تھا ہر قطع دشت نور کا گلشن تھا آفتاب کی سنہری دھوپ اور پہاڑ کا عکس نورانی ملکر تمام دشت پر پرتو فگن تھا درختان صحرا تمام نقرئی و طلائی نظر آتے تھے شاہد بہار کا عجیب جوبن تھا دیون کی اس نور نے آبرو بڑھادی تھی گوہر کی آب و تاب فرط و صفا سے اُس نور نے مٹادی تھی ہر سمت گلہاے سرخ رنگ اس نور مین عجب بہار دکھاتے تھے بلور کے دریا مین عقیق و یاقوت بہتے نظر آتے تھے اس جگہ سیر وہ دیکھے جو مثل موسیٰ چشم حسرت رکھتا ہو موسیٰ کا دل اس جگہ کے دیکھنے کی آرزو مین غش تھا واقعی کیفیت سامان بہار لائق اشتیاق تھا اس دشت مین نور پھیلا تھا یا دیدۂ روزگار کی روشنی کا نمونہ تھا چمک اس سفیدی کی بروے ہوا ہر سمت پھیلی تھی چشم مشتاقان کے لیے برق تجلی تھی دریاے نور موجزن تھا آب رود ریز چشمہ مہر روشن تھا درختون کی سیاہی سے نور کا چھننا تارون کا زمین پر کھیت کرتا نظر آتا تھا گلہاے احمر کی سرخی اور کوہ کی سبزی سے طرفہ ماجرا تھا کہ نور دنار ایک جگہ روشن ہی نہین نہین معشوقان صبح رخسار کے خندان رنگین دہن تھے دیدۂ نرگس مین بھی نور آیا تھا ایسا ہر جگہ وہ نور سمایا تھا کہ بموجب

للمؤلفہ

درختون کے سایہ سے ظاہر تھا نور — تو یہ صاف پیدا تھا اس جا ظہور

کہ وہ سایہ تاریکی شب ہوا — عیان اس مین یہ نور ہے چاند کا

صباحت کہان یہ رخ خوب کی — سفیدی تھی یہ چشم یعقوب کی

گل و غنچہ و برگ سب نور کے — تراشے تھے یہ نخل بلور کے

چمکتے تھے برگون کے سارے ورق — زمین وان کی تھی نقرئی اک طبق

قرطاس نے قریب اُس کوہ نور آگین کے حکم قیام لشکر دیا حسب الحکم خیام نصب ہوے اہل فوج اترے پچھلا پہر دن کا باقی تھا آفتاب کے نیچے ہونے سے دونی روشنی اس پہاڑ مین تھی دامن کوہ کی زمین نظر آتی تھی اسکا دل مشتاق سیر ہوا ایک مرکب پری پیکر پر سوار ہوکر بہر تفریح خاطر چلا اور کئی کوس تک سیر کرتا کوہ مرمر تک پہنچ آیا اس وقت ایک پہاڑی نظر آئی کہ گلہاے بوقلمون سے دلہن کی طرح پھولون کا گہنا پہنے تھی دامن مین اُس ہزارہا چشمہ جاری تجری من تحتہا الانہار کی کیفیت ساری تھی ہر درخت بار اثمار سے بسان سرفرازان جھکا بار احسان نزہت بخش آفرینش سے لدا ہوا ہوائی فرحت فرماے قلب مصفا ہے دشت نگارین و خنے گلزار بضارت آگین کہ زاہد صد سالہ بھی یہان آکر طالب شراب ہو دل مین اُمنگ جوانی کی آئے نہایت بیتاب ہو مرغان بوستان کی نغمہ سرائی اور ارغنون دار صوت ہزار خاطر موسیقار مین اثر پیدا کرے سوز دل سے وہ بھی آہ کرکے جلے گل دوبار وہان کے یار رنج خاطر رنجیدہ کھوتے مردہ دلونکو سہلاتے لب برگ جنبش ہوا سے ہلکر مژدۂ فرحت سناتے خاطر گل سے گلچین کا خوف نکل گیا تھا قوت نامیہ کا

ایسا پھر وسہ تھا بلبل کی خاطر شاد تھی صیاد کے ستم و باغبان کے جور سے آزاد تھی گل ہر ایک بجز ان تھا کچھ عجب سامان تھا کہ لمؤلفہ

اُس دشت پہ سو بہار صدقے — عالم کے گلعذار صدقے
جو آتشین گل لگا ہوا تھا — عاشق کا وہ دل جلا ہوا تھا
مثل قد یار رفتنہ پرداز — ہر نخل کے جلوے کا یہ انداز
تھی نکہت گل جو پھیلی ہر سو — جسم معشوق کی تھی خوشبو
سنبل ہمشکل گیسوے یار — دل پھانسنے پر ہوئی تھی تیار

اُس دامن کوہ مین چند گلرخسار رشک بہار شوخ و طرار چمن سے سرسبز وہ گلزار گلگشت کنان ہر سمت مصروف سیر و تماشا تھین صورتین اُن کی جان گلہاے تمنا تھین وہ قرطاس کو دیکھ کر پکارین کہ اس طرف کون آتا ہی یہ جگہ ہر کس و ناکس کی نہین آنے والا بہت پچھتاتا ہی اس نے یہ صدا سنکر جواب دیا کہ مین نامہ دار شاہ جادوان ہون عازم طلسم نورافشان ہون آج اس دشت مین خیمہ کیا ہی کل ارادہ سفر کا ہی وہ غنچہ دہن دلتنگ ہو کر ہواے کلام سے اُسکے آخر شگفتہ ہوئین کہ اے بیداد گر یانی شر ادھر سے راہ ملنا محال ہی یہان آجتک کوئی آئے کیا مجال ہی یہ جاے آرام ملکہ بہار نیک انجام ہی نام اسکا کوہ آرام ہی اس پہاڑ کی پشت پر باغ دلکشا ہی ملکہ عالم کی سیرگاہ ہی بعد باغ کے ملک و قلعہ ہی ملکہ لالہ فام فی الحال بہر علاج یہان آئی ہین باغ مین تشریف رکھتی ہین اگر انکو تیرے آنے کی خبر ہو جائیگی بڑی آفت آئیگی اے شخص تجھکو لازم ہی کہ اپنی جان بچا جدھر سے آیا ہی اُسی طرف پھر جا اس نے جب یہ حال سنا اُن سے کہا راہ مین کسی کا اجارہ نہین پھر جانا مجھے گوارہ نہین دوسرے بہار سے مین ڈرتا نہین کچھ ایسا حلوا نہین جو وہ کھا جائیگی تم جاؤ مین خود آتا ہون دیکھون کیا مبرا کرتی ہی کنیزان بہار یہ نازکبدنین تھین اس کی گفتار ناشایستہ سنکر اپنی زلف کی طرح برہم ہوئین اور خبر کرنے ملکہ سے چلین وہان باغ مین بہار چند کہ بیہوشی سے ہوشیار ہوئی تھی لیکن ابتک بیمار ہی کس لیے کہ جب سحر اسکا ٹوٹا تھا تو یہ بیہوش ہوگئی تھی حال اس کے لڑنیکا مصور سے اول بیان ہو چکا ہی اسی وقت سے یہ یہان آکر مقیم ہی غرضکہ کنیزیں تو اس طرف چلین اور قرطاس سوچا کہ اگر یہ عورتین جاکر میرے حال کی بہار کو خبر دینگی وہ ساحرہ زبردست ہے اگر چڑھ آئیگی تو ضرور دیوانہ بنائیگی پس لازم ہی کہ غفلت ہی مین کام تمام کردون اگر اسکو قید کر لیا اور مخمور کو مع عمرو کے کوکب کے یہان جاکر مارا تو گویا اس جھگڑے ہی کو مٹایا کیونکہ یہ لوگ رکن لشکر ماہرخ ہین ان کے نہ ہونے سے ماہرخ خود مرجائیگی یہ سوچکر چاہا کہ لشکر مین پھر جاؤن اور فوج تیار کر کے لیچلون پھر سوچا کہ لشکر کا کیا کام ہی وہ بھی مع کنیزون کے یہان آئی ہوگی لشکر اُس کے قلعہ کا اور خزانہ وغیرہ سب سامان لشکر ماہرخ مین ہوگا وہ اکیلی میرا کیا کرے گی اسی طرح چلنا چاہیے یہان سے پھر جانے اور

فوج ساتھ لینے مین عرصہ ہوگا جب تک وہ ہوشیار ہوجائے گی یہ تصور کرکے مرکب وہین چھوڑا اور زنبور سحر پیدا اتھ کرکے اس طرف کہ جدھر کا پتہ زبان کنیز ان سے سنا تھا چلا اور پس کوہ پہونچکر باغ رشک دہ گلزار جنان دیکھا اور باغ پہ کچھ ترکنین حبشنین قلماقنیان وغیرہ پہرہ پر تھین یہ دروازہ پر نہ گیا یونہی اڑتا ہوا بیچ باغ مین اترا دہان بارہ دری کے چبوترے پر فرش زیبا نہایت مصفا بچھا تھا مسند تکیہ لگا تھا ملکہ بہار جلوہ فرما تھی سامنے ہزارہا گلدستہ چنا تھا سامان راحت مہیا جواہر کے اشجار کی کیاریان پیاری پیاریان روبرو لگی تھین جواہر خانہ شاہان دہر کو شرماتی تھین جواہر کے طائر اشجار پر بہار پر بیٹھے تھے لعلون کے لعل جواہر سے مالامال تھے سچ ہے لالون کے لال تھے وہ گلزار مثل باغ سیب شاہ جادوان تھا کہ ہر سمت ایک طلسمات کا سمان تھا درختون کو بادلے سے منڈھا تھا یہ ظاہر تھا کہ سبز رنگان زیبا قامت پردہ زرتار مین پنہان ہین یا گرد برج سنبلہ انوار ماہ تابان ہین کہ لمؤلفہ

واہ رے گلشن بہشت نژاد | مرگیا جس کے عشق مین شداد
اُس گلستان روح افزا کے | فتنۂ دہر سارے گل بوٹے
کہین بیلا تھا موتیا تھا کہین | کہین جوہی تھی موگرا تھا کہین
قامت یار تھا کہین شمشاد | بار کلفت سے سرو تھا آزاد
گلستان جہان کی جان تھا باغ | باغ رضوان مین جسکے عشق کا داغ

ملکہ بہار تاج زرنگار سر پر رکھے کلاہ کجکلاہی سے مغرور سراپا بصورت حور سیر باغ کر رہی تھی بہ چشم خود نما کا احسان سر بہار پر دھر رہی تھی کہ **قرطاس** نے آتے ہی ایک تاریخ اس پر سحر کا مارا وہ تاریخ آتے دیکھ کر ملکہ نے کچھ سحر پڑھا کہ سامنے جو گلدستہ رکھا تھا وہ شق ہوا اور ایک پتلے نے اسمین سے نکلکر تاریخ پکڑ لیا اور پکارا کہ اے خیرہ سر تو کون ستمگر ہی جو ایسی معشوقہ جان بادشاہ ساحران پر حملہ کرتا ہی **قرطاس** نے پتلے کے کلام کا تو کچھ جواب نہ دیا لیکن اڑکر بلندی پہ گیا اور ارادہ کیا کہ یہ اگر سحر کرے گی تو کچھ بن نہ پڑے گا اسکو خاک جمشیدی سے زیر کرون بس برو سے ہوا قایم ہوکر خاک قبر جمشید سر بہار پہ ڈالی خاک پڑتے ہی اس گلفام پہ بیہوشی طاری ہوئی پتلا جو گلدستہ مین سے نکلا تھا وہ جل گیا اور یہ ہوا پر سے پنجہ بنکر جو گرا کمر مین ہاتھ دے کر لے اڑا ابھی تو تمام باغ مین غلغلہ بلند ہوا کہ ارے دوڑنا اس سنگدل نے غضب کیا ہی کہ ہماری بہار لوٹے لیے جاتا ہی نوکر جتنے حاضر تھے دوڑے کنیزین جو خبر کہنے چلی تھین آکر پہونچین یہ سانحہ دیکھکر بزور سحر اڑین اور چاہا کہ ملکہ کو چھین لین مگر یہ ساحر بھی زبردست ہی اس نے اپنے سر سے بال توڑکر سحر پڑھکر جو مارے وہ بال مار ان سیاہ بنکر اڑے اور جو اڑکر اس کے قریب آیا اُس کے لپٹ گئے اور ایسا کاٹا کہ بیہوش کر دیا اُس نے پھر سحر پڑھا کہ کچھ پتلے پیدا ہوے انھون نے ہر ایک کو باندھا پھر تو تمام باغ مین کہرام پڑ گیا سوسن غم فراق سے کبود ہوئی چشم نرگس سے سوجھنا گیا دیدۂ نابینا حیران رہا نہرین دل بیتاب کی طرح اضطراب مین تھین موجین نہ تھین بیقراریان جان آب مین تھین فوارے روتے تھے طائر جان کھوتے تھے نخل ہر ایک نخل ماتم تھا

گلزار سارا مثل اوراق گل صرصر جور سے برہم تھا سرو کو سکتا آئینہ انہار جوانان چمن کا حیرت زدہ ہوکر منھ تکتا تھا سنبل کی پریشانی سوسن کی بے زبانی تھی بید طبری کو بھی لرزا تھا ناتوانی تھی

نظم

گیا جب کہ وہ سرو اس باغ سے / نظر پھول آنے لگے داغ سے
ترانے سے بلبل کا جی ہٹ گیا / گلون کا جگر درد سے پھٹ گیا
تبسم گیا حزن سے غنچہ بھول / ہوا غم سے ازبس لہو پیکے پھول
اڑا نور نرگس کی آنکھون کا سب / ہوے بال سنبل کے ماتم کی شب
لب جو کے اٹھنے لگی گرد گرد / گل اشرفی کا ہوا رنگ زرد
لگی آگ لالہ کے دل مین تمام / دیا خاک مین پھینک عشرت کا جام
اکڑنا گئے سرو سب اپنا بھول / اڑانے لگین قمریان سر پہ دھول

اس باغ کے قریب قلعہ تھا وہان کی حکومت بہار کرتی ہی اور رہیب جسکا ذکر مرگھٹ کی جگہ ہوا تھا اسی قلعہ مین رہتی ہی باقی رعایا برایا اسی قلعہ مین آباد ہی رعیت دل شاد ہی لیکن فوج جو کچھ ہی وہ لشکر خرخ مین ہے یہان نہین ہی جسدم خبر گرفتاری ملکہ قلعہ مین پہونچی رعایا وغیرہ نے قصد کیا کہ چلکر مقابلہ کرین پھر خیال کیا کہ بادشاہ طلسم کا یہ نامہ دار ہی اگر مار ڈالا گیا تو اس قلعہ مین رہنا دشوار ہوگا آجتک شاہ جادوان معترض نہین مگر اب ملک ضبط کرے گا اور دوسرے ہم لوگ رعایا ہین شاہون کے معاملہ مین دخل دینا ہمین زیبا نہین ملکہ جانے اور شاہ جانے یہ سوچکر کسی نے عزم جنگ نہ کیا اور قرطاس بہار کو لیے ہوے مع کنیزان و ملازمان اپنے خیمہ مین آیا لشکر مین اسکے غلغلہ ہوا کہ بہار کو افسر ہمارا پکڑ لایا ہر شخص نذر دینے چلا عیار جو لشکر مین موجود ہین انھون نے بھی سنا نہایت غم ان کو ہوا اور قران سے برق نے کہا کہ اب مجھے تاب نہین ہی مین جاتا ہون اور اُس موذی کو راہ جہنم دکھاتا ہون قران نے کہا بہتر ہی اس نے ارادہ چلنے کا کیا کہ صدائے طبل سفر سنائی دی کس لیے کہ قرطاس جب بہار کو خیمہ مین لایا تو قید آہن مین اس نازک بدن کو مبتلا کرکے ساحرون کے پہرے مین دیا اور ہوشیار کرکے کہا کہ اے نمک حرام شہنشاہ سے مخالفت کرکے تو نے یہ روز بد دیکھا بہار نے جواب دیا کہ او بیہودہ تو کیا بکتا ہی وہ تیرا شہنشاہ کیا مسخرہ ہی اگر پیشتر سے مجھکو تیرا آنا معلوم ہوتا تو مزا چکھاتی جس طرح تو نے فریب سے مجھکو گرفتار کیا ہی ویسا ہی تیرا بادشاہ بھی جھوٹا دغاباز ہی اگر تجھکو حوصلہ جنگ ہی کچھ غیرت نام و ننگ ہی تو مجھکو رہا کردے پھر تماشا دیکھ کہ کس طرح ہلاک ہوتا ہی اس نے یہ کلام سنکر چاہا کہ ملکہ کو قتل کرے پھر سوچا کہ معشوقہ شاہ طلسم اور بہن حیرت کی ہی مار ڈالنا اس کا صلاح نہین پس یہ سمجھکر خیال کیا کہ ایسا نہ ہو اہل قلعہ یہان کے کچھ فتور کرین لہذا اس نے ہر چند کہ دن باقی نہ تھا مگر لشکر کو حکم کوچ کا دیا لشکر مین کمر بندی ہوئی عیارون نے جب یہ سامان دیکھا قران سے برق نے کہا کہ تم نہ جاؤ اور سواری پر سحر کی چلو ورنہ یہ سب چلے جائینگے تو کچھ بن نہ پڑے گا رات کو تعاقب بھی نہو سکیگا

برق جب فہمائش اسی وقت چیخ مار کر بیہوش ہوگیا رنگ در خسار زرد دست و پا سرد ہوگئے قران نے وہ جو پانچ ساحر جن کے ساتھ یہ آئے تھے ان کو روک کر بلایا اور کہا دیکھو ان کو درد گردہ ہوا ہے ان کے لیچلنے کی تدبیر کرو انھون نے بزور سحر تخت بنایا اور برق کو اس پر لٹایا قران نے کہا مین اپنی سواری پر نہ چلونگا اسی تخت پر سوار ہوکر چلتا ہون انکا خبرگیران رہونگا سب نے منظور کیا اور تیار ہوکر اپنی سواریون پر سوار ہوکر تخت کو اڑاتے ہمراہ لشکر چلے اس طرف قرطاس نے بہار کو مع کنیزان مہردیدار کے تخت پر خوب گرفتار کر کے ڈال لیا اور بحشم و خدم روانہ ہوا عیار بھی ساتھ تھے سیر دشت نزہت اتما کرتے جاتے تھے جب اس حد سے گذر گئے سورج بالکل غروب ہوگیا آمد شاہ ظلام اس خاکدان سیہ فام مین ہوئی کہ للمؤلفہ

خلعت زرتار پہنے شاہد روشن جمال	بام پر افلاک کے پھرتا نظر آیا مجھے
ناز معشوقانہ دیکھو اپنا عاشق جانکر	پردہ شب مین چھپا شرما کے جب دیکھا مجھے

رات کو چاندنی نے غضب کیا وہ صحرا کوہ براق سا چمکنے لگا قلعہ بہار سے آگے بڑھکر عجیب عجیب طرح کے پہاڑ اور جنگل مسکن ساحران غدار نظر آئے کہین ڈمرو بجتا تھا کہین ہوم ہوتا تھا آسنیان بچھائے قلعہ کوہ پر دھونی رمائے ساحر بیٹھے تھے کسی جا دریائے زخار بہتے تھے کہین طرح طرح کے گل کھلے تھے غرضکہ ایسی ہی کیفیت دیکھتے منزل لہا منزل اس رات کو چلے گئے آخر ہندوے فلک نے بتخانہ مشرق زرین سے بت زرین مہر نکالکر طاق مینا فام سپہر پر رکھا اور تار خط کہکشان کو گردن سے اتارا کہ بموجب للمؤلفہ

دیکھیے کرتی ہے کب یہ گردش دوران قیام	اس سے سرگردان ہین مہر و ماہ بھی ہر صبح و شام
ہین مسافر یہ ہمیشہ دیکھیے لیل و نہار	رات گذری دن ہوا پھر دن بھی ہے آخر تمام

قرطاس شبانہ روز مین سیکڑون کوس نکل آیا ہے اور قریب طلسم نور افشان پہونچ چکا ہے از بسکہ زیادہ چلنے سے خستہ و شکستہ بہت ہوا تھا صبح ہوتے ہی ایک صحرا کے سبزہ زار مین اترا بارگاہ نصب ہوئی یہ داخل بارگاہ ہوا لشکری بھی اترکر داخل خیام ہوے اور اپنی اپنی ضرورتین رفع کرنے لگے عیارون نے اپنے ساتھیون کو بلایا انھون نے برق کا مزاج پوچھا اس نے کہا اب اچھا ہون اور ہم دونون صحرا مین احتیاج رفع کرنے جاتے ہین یہ کہکر دونون روانہ ہوے اور از بسکہ منتظر رہتے تھے کہ قرطاس کہین ٹھہرے تو عیاری کرین اسوقت ایک درہ کوہ مین پہونچکر قران نے برق سے کہا کہ مین اول بہار کو چھڑانے جاتا ہون کیونکہ یہ زیادہ قیام یہان کرتے معلوم نہین دیتا پس بہار کو رہا کر لینا چاہیے تم ٹھہرو مین جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اسطرف قرطاس جب ترامیخانہ آراستہ کرکے شراب خواری مین مصروف ہوا کسلیے کہ نسیم سحر ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی تھی نور کا تڑکا تھا اوس سبزے پر پڑی تھی درختونکا لہلہانا عجب لطف دکھاتا تھا پھولونکی خوشبو سے دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا چشمے چہار سو موجزن تھے مرغابیان سرخاب غوطہ زن تھے قطرات شبنم سے کوسون تک دام مروارید سبزہ پر پڑا تھا پھولون کا کھلنا کلفت رنج مٹاتا تھا کہ ابیات —

نظر مصروف تھی ہر دیدہ گل پر	عجب جوبن پہ تھے سب غنچہ تر

کوئی گل تھا بہ شکل جام لبریز کسی کا رنگ مثل روے جانان زمرد گون بہار برگ شاداب	کہین پتے تھے باہم شبنم آمیز کوئی نازک بدن کچھ دم کا مہمان لبالب نہر پر دامن چشمہ آب	

ایسی بہار جانفزا مین لطف میکشی تھا اس نے سر اپنے اٹھوا دیے اور راحت مین مصروف ہوا مگر قران جو روانہ ہوا تھا یہ نظر کردۂ اسد اللہ الغالب ہی اس نے اپنے مولا کو یاد کیا اور پکارا کہ اے پروردگار واسطہ اپنے شیر کی حرمت کا کہ مجھکو زور بازو عطا کر بعد دعا کے کچھار مین جاکر شیر صحرائی کی تلاش کرتا تھا چنانچہ ایک جگہ بہت سرد نظر آئی وہان شیر کی بو پائی اس نے نعرہ کیا صداے نعرہ سے دشت گونج گیا اور ایک جھاڑی سے شیر غران نکلا اس نے للکارا کہ باش اے سگ صحرائی کہان جاتا ہی شیر طمانچہ اٹھا کر اسپر حملہ آور ہوا اس نے اس کا طمانچہ خالی دیکر اس کے سر پر گھونسا مارا شیر تیورا کر گرا اور اس نے طمانچے اور گھونسے مارنا شروع کیے یہانتک کہ شیر کو مضمحل کر دیا اسوقت کسوت عیاری سے ایک دوا ایسی کہ جسطرح کبوتر کو شہد اور رسہا گہ دانہ مین ملا کر کھلاو تو کبوتر اس گھر کا کہ جہان وہ دانہ کھایا ہی عاشق ہوتا ہے اس نے نکالی اور پارہ گوشت مین ملا کر سامنے شیر کے ڈالی اس نے کھاتے ہی اطاعت اس کی اختیار کی رام ہو گیا اور وہی گوشت مانگتا تھا اس نے فوراً اسپر ایک زین پوست پلنگ کا باندھا اور منھ مین لگام دی پھر آپ صورت اپنی مثل ساحر مہیب صورت کے بنائی چہرہ نہایت سیاہ منھ پھاڑ سا کھلا زبان سرخ منھ سے باہر بہت بڑا دست و پا دراز سانپ تمام جسم مین لپٹے زہریلے بچھو سیاہ رنگ سینے پر رینگتے ہاتھ مین بھی ایک مار سیاہ کا تازیانہ لیے اس شیر پر سوار ہوا اور دونامہ مہری شاہ طلسم کے بنا کر اپنی جھولی مین رکھے پھر وہان سے لشکر قرطاس مین چلا جب راہ مین شیر کچھ شوخی کرتا اور قصد گریز یا جنگ کرتا تو یہ تھوڑا گوشت اُسی دوا کا اسکو دیتا کہ وہ اُسکے مزے سے خوش ہو کر آگے چلتا غرضکہ کچھ دیر مین لشکر مین پہونچا جس نے اسکو دیکھا خائف ہوا اور سلام کیا یہ اسیطرح بارگاہ قرطاس مین آیا وہ شراب پیکر پلنگ پر بہر آرام لیٹا تھا کہ ملازمون نے شیر آیا شیر آیا کا غل مچایا یہ اُٹھ بیٹھا اور قران کو اس ہیئت سے دیکھکر کھڑا ہو گیا پکارا آئیے تشریف لائیے قران نے شیر پر سے اتر کر ایک نامہ نکالا اسکو دیا اس نے مہر آپ بادشاہ طلسم کی دیکھی نامہ کو آنکھون سے لگایا سر پر دکھا پھر وا کرکے پڑھا لکھا تھا کہ فلان روز ہم نے کتاب سامری مین تمھارا حال دیکھا ایسی معلوم ہوا کہ تم نے ملکہ بہار کو گرفتار کیا اور طلسم سے بہت دور نکل گئے ہو یہین بدولت کو خیال ہوا کہ پرائے ملک مین مجرمہ کا لیجانا اچھا نہین کیونکہ وہان عمرو ایسا عیار موجود ہی ایسا نہ ہو کہ وہ اسکو چھڑا لیجائے اور دوسرے تم سے اگر جنگ وہان ہونے لگی تو لڑائی کا خیال رکھوگے یا قیدی کا جب بھی اُس کے چھوٹ جانیکا احتمال ہی لہذا ایسا سوچکر ایک نامہ بنام ناہر جادو مالک بیابان طلسم کے لکھا ہی کہ ہمارا نامہ قرطاس کے نام لکھا ہوا اُسکے پاس لیجانا اور بہار کو لے کر اپنے پاس رکھنا

پس اے قرطاس جسوقت نامہ تمھارے پاس نامہ لیکر آئین تم قید اُس مجرمہ کی ان کے حوالے کرنا وہ اپنی جگہ پر
بحفاظت رکھین گے جب تم نامہ داری کرسکے پھر دوگے قید لیتے آنا یا ہم طلب کرلین گے خبردار اس امر مین تامل نہ
کرنا زیادہ مراحم خسروانی کے امیدوار رہو یہ نامہ کا مطلب دریافت کرکے اس نے پوچھا کہ آپ کے پاس دوسرا نامہ
جو آپ کے نام آیا ہی موجود ہی قران نے وہ نامہ بھی نکالکر دیا اس نے پڑھا وہی مضمون تھا کہ اے نامہبر تم قید
کو لیکر اپنے پاس رکھو جب یہ نامہ بھی پڑھ چکا اس کو مطلق گمان نہین ہوا کہ یہان عیار آئے ہونگے کیونکہ منزلہا منزل کی
نکل آیا ہی اور جانتا ہی کہ مین اڑکر آیا ہون عیار میرے برابر کہان چل سکتے ہین غرضکہ گویا ہوا کہ اے مہربان حکم
شہنشاہ سے ناچاری ہی آپ اُس مجرمہ کو لیجائیے مگر کچھ دیر کرم فرمائیے شراب پیجیے پھر چلے جائیے گا قران نے
کہا مجھکو تعمیل حکم بادشاہ کرنا تھا اور ایسی ہی سخت ضرورت تھی جو اپنی سرحد سے یہان آیا ورنہ مجھکو علم نہین ہے کہ
کہین جاؤن کیونکہ سرحد طلسم پر بڑے بڑے بانی شر رہتے ہین اور دوسرے آپ بھی مسافر ہین ہمکو آپ کی دعوت کرنا
چاہیے مگر جب آپ مراجعت بفضل سامری کیجیے گا تو میرے مکان پر چلیے گا وہان باطمینان ہم آپ صحبت آرا
رہین گے اسوقت معاف فرمائیے قرطاس نے کہا بہتر ہی اور ساحرون سے حکم دیا کہ قید بہار مع کنیزان
حاضر کرو وہ ملکہ موصوف کو قید آہن مین گرفتار حاضر لائے قران نے کہا آپ اپنا سحر اسپر سے دفع کر دین
مین سحر مین اپنے کیے لیتا ہون یہ کہکر جھولی سے ایک ہار دونگون کا نکالا قرطاس نے اپنا سحر دفع کر دیا اور
اس نے وہ ہار دونگون کا گردن بہار مین ڈالدیا اور قید آہن بھی اتروادی بہار نے چھوٹکر چاہا تھا کہ کچھ
سحر کرکے نکلجاؤن مگر بونگونکی خوشبو سے بیہوشی طاری ہوئی قران نے اٹھاکر شیر پر رکھ لیا اور کہا کنیزون کو چھوڑ
دو یہ آپ میرے پیچھے دوڑتی چلی آئین گی مین سحر پڑھے دیتا ہون انھون نے کنیزون پر سے سحر اتار لیا وہ
جب چھوٹین اپنی مالکہ کو ایک ساحر کو لیجاتے دیکھکر عازم جنگ ہوئین پھر خیال کیا کہ یہان لشکر ساحران ہی
ایسا نہو کہ کچھ نہ ہو سکے اور ہم پھر قید ہو جائین لازم ہی کہ آگے بڑھکر سمجھ لین پس یہ سوچکر جدھر ملکہ کو قران
لیچلا اُدھر ہی چلین اور قرطاس کو ظاہر ہوا کہ بیشک بہت بڑا یہ ساحر ہی کیا ایک ہار مین تو اس نے اتنی بڑی
ساحرہ کو بیہوش کر دیا اور اس کی کنیزون کو اس طرح بے بس کرکے لیچلا غرضکہ یہ تو تعریف کرکے بہ استراحت
اپنے خیمہ مین گیا اور قران ملکہ بہار کو صحرا مین لایا وہان لاکر اسکو ہوشیار کیا ہار اتار لیا شیر سے اتارا
شیر کو چھوڑ دیا بہار کی آنکھ کھلی دیکھا کہ وہی ساحر ہی جس نے ہار پہنایا تھا سامنے کھڑا ہی اس نے چاہا کہ مین
کچھ سحر پڑھون قران نے منھ پر ہاتھ رکھدیا اور کہا اے ملکہ مین قران ہون تم نے اتنے دن ہمارے ساتھ
رہکر بھی فریب عیاری نہ دریافت کیا بہار یہ سنکر گلے سے لپٹ گئی اور کہا اے قران آج تم ایسا بھیس
بدلے تھے کہ میری تو کیا لیاقت ہی میری جگہ پر خواجہ سلامت ہوتے تو ہرگز نہ پہچان سکتے یہ باتین تھین کہ کنیزین بھی
آئین اور حال سنکر خوشنود ہوئین اور ملکہ نے کہا کہ اے قران اب تم یہان ٹھہرو مین اس قرطاس خناس کو
مزا چکھاؤن مع اس کے لشکر کے دیوانہ بناؤنگی قران نے کہا اے ملکہ جو مین کہون وہ پذیرا کرو سنو

جنگ دوسرے دارہ دیہان تم اکیلی ہو اور وہ لشکر ساتھ رکھتا ہی ساحر بھی زبردست ہی مبادا اُسنے پھر گرفتار کر لیا
تو اچھا نہ ہوگا دوسرے یہ کہ ہم عیارون نے یہانتک اُسکا تعاقب کیا کہ اس جگہ پہونچے لشکر بھی چھوڑا اگر یہ
ہم سے قتل نہو سکا تو عیاران امیر کے سامنے ہماری آبرو نہ رہیگی یہ ساحر ہمارے ہی حصہ کا ہی تم آئین دخل نہ دو
بہار نے کہا کچھ تو میرے بھی دلکی آرزو نکل جانے دو قران نے کہا جب ہم اسکو قتل کرین اُسوقت اس کے
لشکر کو شکست دینا قتل و قمع کرنا ملکہ نے کہا اچھا مگر اے عیار دانا یہان سے بعد فراغ عیاری گھر کیونکر چلینگے
کہ ہم کبھی اتنی دور نہین آئے راہ مین ہزارہا ساحر بلاے روزگار رہتا ہی اُنسے بچنا دشوار ہی دوسرے
راہ نہین معلوم اگر یہانکے کسی مرحلہ مین طلسم کے پھنس گئے تو بغیر فتح طلسم وہان سے رہائی غیر ممکن ہی قران نے کہا
خدا مالک ہم تم ساتھ چلینگے ابھی تم بھی ہمارے ساتھ رہو یہ کہکر زفیل عیاری بجائی برق جو کوہستان مین مختفی تھا دوڑا آیا
اور ملکہ بہار سے ملکر خوشنود ہوا پھر گویا ہوا کہ خلیفہ آپ تو جو دعوی کر گئے تھے وہ پورا کر لائے یعنی ملکہ کو چھڑا لائے
اب مین اس ساحر کو مارنے جاتا ہون خدا تعالی میرا ارادہ بھی پورا کرے کہ مہم سے فرصت ملے بہار نے کہا اے
برق ہمین بھی عیاری مین شریک کرو برق نے کہا خداے کریم ہمارا شریک حال ہی عیاری بے لاگ اچھی
ہوتی ہی بہار نے منت بہت سی کی اس نے ناچار ہو کر کہا کہ اچھا اپنی کنیزون کو مجھے دیدو بس اتنی شراکت
تمھاری کافی ہی بہار نے کہا خیر بہتر ہی قران نے کہا اے برق ابھی عیاری کو نجاؤ کسلیے کہ مین یہان سے ملکہ
کو چھڑا لایا ہون وہ دھوکا کھا چکا ہی مبادا دوبارہ دھوکا نہ کھائے اس سے مناسب ہی کہ ایک منزل اور آگے بڑھ
کر اسکو مارنا اسنے یہ سنکر کہا جیسی آپ کی مرضی ہو اچھا چلیے کسی مقام سبزہ زار مین بیٹھکر بطور مختفی کھانے پانی سے
فراغت کرلین کہ راہ کے تھکے ماندے ہین یہ سنتا تھا کہ سب اٹھکر روانہ ہوے اور ایک مقام پر لب
جوے سبزہ زار دیکھکر بہار نے سحر سے فرش مکلف گستردہ کیا بیٹھے عیارون نے میوہ شیرمال کباب وغیرہ
نکالکر دسترخوان چنا مع ملکہ کھانا کھایا پھر شغل بادہ خواری شروع ہوا ادھر تو یہ حال ہی لیکن اُدھر جب
قرطاس آرام کرکے اٹھا دوپہر دن آچکا تھا اس نے خیال کیا کہ اس دوپہر مین اور آگے بڑھکر اُترنا چاہیے
کیونکہ رات کو قیام کرنا بہتر ہی صبح کو چلینگے اگر رات کو آج چلے تو پھر دن کو ٹھہرنا ہوگا دوسرے یہ کہ رات
کے سفر مین سو طرح کے ضرر مین ملک دشمن قریب ہی دن ہی کو چلنا چاہیے یہ سوچکر اسنے حکم دیا کہ نقارہ کوچ
کا بجے وہ ساحر جنکے ساتھ عیار آئے تھے خبر سفر سنکر گھبراے کہ ہمارے ساتھی صبح سے گئے ہین ابتک
نہ آئے آخر انھون نے بناچاری اہلکار لشکر جنکے یہ سب نوکر تھے اس سے اطلاع دی اس نے کہا یہ امر
دو علت سے خالی نہین یا تو صحرا مین کسی نے انکو مار ڈالا یا وہ عیار تھے مگر اس امر کو پوشیدہ کرنا لازم
ہی کیونکہ اگر قرطاس سنے گا تو اسکو ثابت ہوگا کہ یہ لوگ بھی عیارون سے ملے ہوے ہین جب تو ان کو
اپنے ہمراہ یہان تک لائے وہ پانچ ساحر اُسکے سمجھانے سے چپ ہو رہے اور لشکر مین کوچ ہوا غلغلہ اور
صداے طبل سفر سنکر عیار بھی صحرا مین خبردار ہوے اور ایک جگہ پوشیدہ ہو گئے جب لشکر اُس راہ سے

گذر گیا ملکہ بہار نے تخت سحر بنا کر مع عیاران و کنیزان سوار ہو کر عقب لشکر راہی ہوئی آگے آگے قرطاس پیچھے پیچھے
یہ روانہ تھے مقامات عجائب و غرائب صحراے ہولناک سیر دامن کوہ و صحرا دیکھتے چلے جاتے تھے اسیطرح منزلہا منزل
جب نکل گئے تو ایک نہر پانی کی بہتی نظر آئی اس نہر کے پاس جب جانے لگے اسمین سے دھوان پیدا ہوا اور
تمام لشکر مین پھیل گیا قرطاس نے ہرچند سحر پڑھا وہ تاریکی دور نہ ہوئی یہ اُس جگہ سے اتر کر کنارے نہر کے آیا
اور پکارا کہ ملازم شاہ جادوان ہون نامہ لیکر جاتا ہون مجھے کسنے روکا ہی نہر سے آواز آئی کہ کون شاہ جادوان
ہی اسنے افراسیاب کو بتلایا نہر مین کسی نے قہقہہ لگایا اور کہا وہ تجھ ایسے ساحرون کا بادشاہ ہی ہم اسکا کہنا
نہ مانینگے ہمارا بادشاہ کوکب ہی یہانسے سرحد طلسم نورافشان آغاز ہی آگے جانے کا حکم نہین قدم بڑھانیسے
لازم احتراز ہی اسنے جب یہ سنا معلوم کیا کہ طلسم ہوشربا اُس نہر کے پاس سے ختم ہو گیا اب یہان راہ نملیگی
چاہیے کہ جنگ کرو مگر سوچا کہ یہان لڑنا اچھا نہین دربار کوکب تک پہونچکر لڑنا چاہیے کہ عمرو تک دسترس
پہونچے یہ سوچکر اس نے بالحاح و زاری کہا کہ نامہ دار کو کسی نے روکا نہین سلف سے آجتک یہ امر ہوا نہین
مجھکو بھی راہ ملنا چاہیے نہر سے صدا آئی کہ مرا کیون جاتا ہی دم لے عریضہ ہمارا خدمت ملکہ دوران سرتاج
شاہان جہان ملکہ بران مین گیا ہوا ہی وہان سے تیرے آنیکا جواب آیا چاہتا ہی اگر طلب ہوگا ہم راہ دینگے
ورنہ جانا مشکل ہی قرطاس یہ سنکر خاموش ہو رہا اُدھر ملکہ بران اور عمرو زیب مسند عزت ہین کہ ایک ساحر
حاضر دردولت ہوا اور خبر ہوئی کہ ملکہ مروارید گوہر بدن جو خواجہ کو نذر دینے آئی تھی اور اب تک حاضر
دربار ہی اسکے نائب کیطرف سے اُسکے پاس عرضی آئی ہی یہ خبر سنکر مروارید نے عرضی طلب کی پڑھا لکھا تھا کہ
اے ملکہ نامہ دار افراسیاب آپکی سرحد مین داخل ہوا چاہتا ہی آپ ملکہ بران سے اسکے بارے مین دریافت
فرما کے مجھکو حکم بھیجیے بموجب فرمان حضور ہین عمل مین لاؤن یہ عرضی پڑھکر اسنے بران کو دکھائی ملکہ نے فرمایا کہ
بادشاہ سے اجازت چاہیے اور چاہتی تھی کہ عرضی کوکب کو لکھے اسوقت ایک پتلا نامہ اُسکا خود لیکر آیا ملکہ کو دیا
اسمین لکھا تھا کہ نامہ دار کے آنیکی خبر ہمنے سنی ہی اے فرزند نامہ دار کو روکنا نہ چاہیے کیونکہ مثل چلی آتی ہی کہ
ایلچی را زوالے نیست پس اسکو جسطرح وہ آتا ہی آنے دو یہ مضمون پڑھکر ملکہ نے اجازت دی مروارید نے عرضی
دستخط کرا کے خود بھی حکم لکھدیا کہ اے گرداب جادو حکم ملکہ ہی راہ دی نامہ دار ہی تم راستہ دیدو غرضکہ یہ عرضی
جو ساحر لایا تھا دستخط ہو کر اُسنے پائی اور لاکر گرداب کو پہونچائی قرطاس ٹھہرا ہوا تھا کہ یکایک لشکر سے
تاریکی دور ہوئی اور صدا آئی کہ جاؤ اجازت ہی لشکر لیکر یہ نہر کے پار جو صحرا اُڑکر پہونچا اور کچھ دور جاکر وہ
دن تمام ہوا اسنے خیال کیا کہ اب سرحد طلسم مین دوسرے بادشاہ کے ہین یہان قیام کرنا چاہیے یہ سوچکر
ایک صحراے سبزہ زار مین اترا مگر ملکہ بہار جو تخت اڑاے پیچھے اُسکے آتی تھی وہ بھی قریب نہر آکر پہونچی پھر
وہانسے دھوان نکلا اور آواز آئی کہ اب کون جاتا ہی بہار تو نہ بولی مگر قران نے کہا کہ تم کون ہو آواز آئی کہ ملازم
کوکب اس نے یہ سنکر معلوم کیا کہ یہان سے سرحد طلسم کوکب آغاز ہی یہ معلوم کر کے پکارا کہ اے سرحد دار

جلد ہمکو راستہ دو کہ ہم شاگرد رشید خواجہ عمرو ہین اگر تمھارے روکنے سے ہمارا مطلب فوت ہوا تو ہم شکایت کرینگے تمھارے لیے برا ہوگا یہ کہنا تھا کہ پانی کو جنبش ہوئی اور دھوان موقوف ہوا صدا آئی کہ جائیے جائیے آپکا گھر ہے یہ بھی مع بہار تخت اڑا کر پار اُترے اور وہان کے صحرا مین جا کر ایک کنیز کو بھیجا کہ وہ طائر بنکر خبر لائی کہ لشکر قرطاس یہان پر اترا ہوا ہے یہ خبر سنکر سب اسجگہ اترے جب بالکل اندھیرا ہوگیا یعنی شعاع مہر تابان دریلے کہکشان مین ڈوبی اور مہر تابان کو نہر استوا سے گذر جانیکی اجازت ملی کہ نظم

غروب شمس کا پہونچا جو ہنگام
نظر آنکھون مین آیا سرمۂ شام
کرن خورشید کی دریا مین ڈوبی
دیا ہر رنگ نے عکس کبودی

رات ہوتے ہی عیارون نے کہا اے بہار اب تم کہین جا کر مخفی ہو ہم اسکا کام تمام کردین بہار نے کہا بہتر کنیزین میری لینے کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے انھین چھوڑ جاؤن یا وہ بھی جائین برق نے کہا چھوڑ جاؤ بہار کنیزون سے کہکر جو مہتر صاحب کہین بجا لانا آپ بزور سحر طائر خوش رنگ بنکر شاخ درخت پر جا کر بیٹھی کہ تماشہ عیاری کا دیکھکر خوشنود ہو ان عیارون نے بعد اسکے جانے کے کچھ صلاح کی قران تو سمت صحرا چلا گیا اور برق نے کنیزون سے کہا کہ تم اپنی صورتین بزور سحر بدل ڈالو کیونکہ قرطاس تمکو پکڑ لیگیا تھا وہ پہچانتا ہے کنیزین حسب الارشاد سحر پڑھکر بصورت سیدل تیار ہوئین پوشاک کی بھی وضع اور رنگ بدلا ہوا تھا جب یہ تیار ہو چکین برق نے کہا بزور سحر یہان اسطرح کا مکان مع فرش و مسند و اسباب عشرت مہیا ہوجائے کنیزان بہار تو ہمیشہ سے اسکی تعلیم مین رہی ہین جو سحر سے باغ پر بہار بناتی ہین برق کے کہتے ہی کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ باغ دلستان اور قصر رفیع لائق شاہان و سامان عیش زینت بزم معشوقان اُسی وقت بنکر تیار ہو گیا کہ اسکی نسبت یہ کہنا زیبا ہے سراسر طلسمی کارخانہ ہے کہ ابیات

زمین اس جا کی جیسے روز روشن
گمان تھا دھوپ کا پھیلا ہے دامن
وہان سے سایۂ شب منزلون دور
بشکل آرزوے بخت مہجور
فلک کے عکس سے تارے نمودار
منور جسطرح حسن رخ یار
صفائی مین سبان آب گوہر
نظر مین لغزشین ہر ہر قدم پر
جبین بام و در سے تابش نور
فروزان جیسے دونون عارض حور
کشید دل نظر کے ساتھ حاصل
وہان جا کر پھر آنا سخت مشکل
درختون مین عجب صورت کا انداز
کہ جیسے شوخ کوئی یار طناز
نہایت نرم شاخین برگ شاداب
ہر اک تھالے مین موج گردش آب
ہوا و لالہ بہر وصل باہم
کہ لچاتے تھے شاخ و نخل ہر دم
مناسب فرش نورانی کنول تھے
مگر مشتاق تکلیف اجل تھے

پلنگ آراستہ جس طرح محبوب — منقش تکیہ و چادر بہت خوب

غرض جب یہ سامان درست ہو چکا کنیزون سے کہا کہ تم مین سے دو آدمی لشکر قرطاس مین جائین اور
کہین کہ یہ جگہ قبضہ مین ملکہ گلزار جادو مالک بیابان گلزار کے ہی تمھارے اترنے سے زراعت و باغات
وغیرہ کی پائمالی و نیز دیگر اقسام کا ضرر پہونچنا متصور ہی پس تم یہانسے آجکے دن ہٹ کر قیام کرو کل ملکہ
یہان سے تمھارے مقام کرنیکی نسبت پوچھا جائیگا جیسا حکم ہوگا عمل مین آئیگا کنیزین یہ حکم سنکر بصورت مبدل
اڑکر روانہ ہوئین اور اسوقت شب ماہ ہی قرطاس بارگاہ کے دروازے پر بیٹھا سیر دشت کر رہا تھا اور شراب
پی رہا ہی مگر اترتے ہی سحر کر دیا ہی کہ کوئی غیر نہ آئے کس لیے کہ مالک یہ آیا ہی یہ تو اس طرح بیٹھا ہی مگر برق و کنیزونکو
بھیجکر اور باقیماندہ سے گویا ہوا کہ تم ٹھہرو مین آتا ہون یہ کہکر آپ لشکر قرطاس مین آیا جیسے ہی اُسکی بارگاہ
کیطرف چلا ایک پرچھائین پکڑنے دوڑی اُس نے پھر کر کہا کہ اے بیر سحر کے جاکر اپنے مالک سے کہدے کہ
برق عیار آیا ہی وہ پرچھائین پھر گئی اور سامنے قرطاس کے جاکر گویا ہوئی کہ آپ نے مجھکو مامور کیا تھا کسیکو
آنے نہ دینا ایک شخص غیر آتا تھا مین نے اُسکو گرفتار کرنا چاہا اُسنے کہا کہدو کہ برق عیار آیا ہی یہ خبر سنکر یہ حیران
ہوا کہ وہ یہان کہان مگر پرچھائین سے کہا آنے دے غرضکہ برق اُسکے پاس گیا اسنے کرسی بیٹھنے کو دی اور
پوچھا کہ آپ کیونکر آئے اسنے کہا ہمارا تو یہ گھر ہی روز آتے جاتے ہین استاد سے حکم احکام پوچھنے کے لیے روزمرہ
آنا ہوتا ہی یہ تقریر سنکر وہ سمجھا کہ کوکب بلا لیتا ہوگا پس گویا ہوا کہ پھر مجھے سرفراز کرنے کا کیا سبب ہی اسنے
کہا اسلیے حاضر ہوا ہون کہ آپنے دو بار مجھکو گرفتار کرکے رہا کر دیا آپ کہتے کہ عیار نے میرا احسان فراموش کر دیا
لہذا پاداش مین اُس نیکی کے مین آج آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ عیاری کرکے آپکو مارونگا یہ سنکر قرطاس ہنسا
اور کہا آپ نے مہربانی فرمائی مگر مجھکو کوئی مار نہین سکتا یہ باتین باہم ہو رہی تھین کہ وہ دونون ساحرہ جنکو
پہلے سے یہ بھیج چکا تھا اڑتی ہوئی آئین جب زمین پر آکر سامنے اُسکے اترین پرچھائین اُنکو بھی پکڑنے دوڑین
وہ کنیزین بہار کی ہین انھون نے سحر پڑھا کہ شعلہ زمین سے پیدا ہوکر پرچھائین پر پڑا اُسکی روشنی سے وہ سایہ
دور ہوا قرطاس نے دیکھا کہ دو نازنین حسن مین بے انتہا مہ جبین صورتین سلونی چہرے نمکین چال مین رنڈیان کا
وصل مین گھونگھٹ نیان سفاک جان تمنا لجائے حسرمان شیدا زبان خوگر انکار کانون کو نالہ و فریاد سننا درکار
بینی کو انتہا کی خودبینی دہن کو عادت نکتہ چینی نظر سوزدہ جگر لب مین آب حیوان کا اثر آنکھون کو دیکا ڈٹ یاد گریہ

بخش عاشق ناشاد نظم

نہ کیونکر قتل کا اُسکے سبب ہو — کہ جب تیری نظر سوے غضب ہو
وہ عارض مہر تابان جس پہ قربان — کریں گھر دل مین ایسے تیر مژگان
ہزارون شوخیان اور ناز پیہم — کہ جس کو دیکھکر ہو طبع برہم

وہ دونون ادھر آئی ہین یہ دیکھتے ہی پکارا کہ واہ صاحب تم بڑی گرما گرم شعلہ خو ہو کہ میری پرچھائین کو بھی

مٹا یا ان غارت فرمائے ہوش و شکیبائی نے جواب دیا کہ لوجی چلے بگھارنا تو دیکھو ہمارے ہی گھر مین تو دھنا دیا
ہی اور ہمین کو آنیکی ممانعت ہی اے صاحب یہ سرزمین بیابان گلزار ہی جسکی کہ مالک ملکہ گلزار ہی انکے حکم
سے تمھین مطلع کرنے آئے ہین پیام یہ لائے ہین کہ زراعت کو لشکر سے خوف پامالی ہی آپ یہان سے ہٹکر
مقام کیجیے ہماری ملکہ نے تجویز نکالی ہی کہ ملکہ بران سے کل آپ کی نسبت پوچھکر حکم مناسب دیا جائے گا
آج آپ کو یہان سے ہٹنا پڑیگا قرطاس کو یہ پیام سنکر غصہ آیا مگر سوچا کہ یہان فساد ہونے مین عمرو تک
پہونچنا بیجا ہوگا یہ سوچکر بمنت پیش آیا گویا ہوا کہ آپ اتنا خفا ہوں ہم مسافر ہین مہمان نوازی شرط ہی آج رات
بھر ٹھہر کر صبح کو سمت قلعہ ہفت رنگ کے چلے جائینگے اور ہم اسی وقت چلے جاتے مگر راہ کی تکان سے خستگی
کمال ہی خیال زیادتی ملال ہی آپ ہماری طرف سے عذر کر دیجیے گا کہ زراعت کو کچھ ضرر نہ پہونچیگا اور صبح کو
وہ چلا جائیگا کنیزین یہ سنکر پرپرواز پیدا کرکے روانہ ہوئین بعد انکے جانیکے برق نے کہا مین بھی رخصت ہوتا
ہون خبر شرط ہی وہ کر دی ہوشیار رہیے گا اسنے کہا مین بخوبی ہوشیار ہون آپ جائیے یہ بھی اٹھکر چلا اور
اسی باغ سحر مین آیا کنیزون سے کہا کہ اب تم پھر جاؤ کہنا کہ ملکہ گلزار نے کہا ہی کہ اگر آپ ہمارا مہمان اپنے تئین
جانتے ہین تو بلا سے ہمارا نقصان ہوگا اور بران ہمپر خفا ہون گی ہم آپ کے مشتاق ہین یہان تشریف لائیے
دو گھڑی کے لیے ہم اپنے باغ مین تنہا آئے ہین آپ بھی اگر دل بہلائیے پھر چلے جائیے گا کنیزین حسب الحکم
دوبارہ روانہ ہوئین اور قرطاس ہنوز اندر خیمے کے نہ گیا تھا کہ یہ پہونچین وہ مستفسر ہوا کہ کہو اب کیا پیام
لائین انھون نے حرف بحرف وہ پیام ادا کیا اس نے سنکر خیال کیا کہ یہ ملکہ شاید میرے مرتبہ سے پہلے
آگاہ نہ تھی اب رتبہ میرا اس نے جانا اور مجھکو طلب کیا ہی یہ اندیشہ اسکو بالکل نہین کہ وہ ملکہ نہین عیار
ہی کس لیے کہ جانتا ہی کہ وہ عیار یہان بیٹھا ہوا تھا جب کنیزین پیام لائین تھین اور اگر عیار ہوتین تو اڑکر
نہ آتین اور میری پرچھائین مٹا نہین سکتین یہ سوچکر اُن سے کہا کہ مین کسلمند ہون اسوقت معاف فرمائیے
صبح کو مین حاضر ہونگا کنیزون نے ہنسکر کہا کہ نہین چلو اس مرد دے کو بھی دماغ ہی کہ ہم ایسے ہین جسکو شہزادیان
بلاتی ہین

نظم

کہ ہم وہ ہین کہ جس پر اک نظر ہو — قیامت تک نہ کم سوز جگر ہو
ملائے آنکھ کس کی تاب ایسی — لحد تک بھی نہ بجھنے پائے دلکی

لو اور غضب سنو ہماری ملکہ ایسی ہی تو ان کی مشتاق ہین جو رات بھر باغ مین پڑی رہینگی شکر نہین کرتے
کہ ابھی تو نکالا ملا تھا اب اُسی نے رحم کھا کر جو بلایا ہی تو انکو اغماز ہوا ہی یہ کہکر پھر مین اس کو خیال ہوا کہ
جیسے یہان رہے ویسے وہان بلکہ عورت حسینہ جوان تنہائی مین بلاتی ہی کیا عجب ہی جو اُسکا اور کچھ مطلب
ہو پھر ازین چہ بہتر ایک تو شہزادی دوسرے غیر ملک کی یہان تمھارا کوئی نہین یہ رفاقت کریگی مدد وقت
جنگ اس سے ملیگی جانا چاہیے یہ خیال کرکے پکارا کہ آپ آزردہ نہون مین چلتا ہون کنیزین پھر آئین یہ اٹھکر

اندر بارگاہ کے گیا لباس عمدہ پہنا عطر لگایا جواہر جا بجا زیب جسم کرکے خوب بن سنور کے ہمراہ کنیزان روانہ ہوا یہ تو ادھر سے چلا اُسطرف برق رنگ روغن عیاری لگا کر ایک زن خوبرو کی ایسی صورت بنکر مسند ناز پر بصد انداز جلوہ گستر ہوا ہی لباس پُر زر پہنے ہی سر سے تا قدم جواہر کار زیور تن سنور پر آراستہ کیے ہی مانگ موتیون سے بھری ہی ناہید فلک ہزار جان سے اُس بھولی صورت پر صدقے ہوا چاہتی ہی قمر کا سینہ رشک سے داغدار ہوا ہی یہ کہنا روا ہی کہ

ابیات

لپکتی تھی دمک عارض کی ہر سو
نہایت تیز تھی شمشیر ابرو
مژہ کی برچھیان تکتی تھین دلکو
نگاہ مست کی ایما کہ سنبھلو
لب گلرنگ خون خاطر حسید
نہ چاک دل کہ کوئی دین جو پیوند
وہ ابرو جو کہ شمشیر قضا تھے
دم ایما جہان کے دلربا تھے
وہ آنکھین جنپہ صدقے روح عالم
نہ دے یاد اُنکی فرصت دلکو اکدم
دہن وہ تنگ جو پنہان نظر سے
تصور مین دھوئین اٹھین جگر سے
وہ دور حلقہ چاہ زنخدان
فدا جسپر ہزارون جن و انسان
وہ گردن اور وہ سینہ شور جسکا
زمین سے تا فلک ہر جا یہ پہونچا
وہ بازو اور وہ ساعد نور افشان
کہ جنکی یاد ہر مرگ مسلمان
وہ ساق خوش نما آئینہ نور
لقب جنکا جواب شمع کافور
قدم سے تا بسر جس جا نظر جائے
نہین معلوم کیا کیا کچھ گذر جائے

یہ تو اس صورت سے رونق افزاے گلشن تھا اور قران جو صحرا مین گیا تھا ایک پگڑی سر پر باندھکر رومال شالی اوڑھا اور لباس نفیس پہنکر صورت بشکل ساحران تبدیل کرکے حاضر باغ ہو کر دروازہ پر ٹھہر اتھا کہ ہمراہ کنیزان قرطاس پہونچا قران نے بڑھکر تسلیم کی اور نذر دی کہا ٹھہریے مین ملکہ عالم سے خبر کرتا ہون یہ کہکر اندر آیا برق کو اطلاع دی کہ وہ بناز و انداز کنیزان دیگر کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر بصد اغماز در باغ پر آیا ایسا معلوم ہوا کہ جیسے برج سنبلہ سے آفتاب نکل آیا قرطاس نے دیکھا کہ ایک نور باغ سے ساطع ہوا خواہ نگاہ کی آرزو پوری کرنے والا تمنا کو قوت بصارت دینے والا ہی یعنے وہ غیرت مشتری رونق بخش مہر حریف دلبری جسکا جوبن آفتاب نیکے فلک پر چمکا ہی اختر سپہر دقت سحر جسکی چشم پر حیا ایک نمونہ ہی نگاہ جسکی ترقی بخش انوار تصور مین جسکے قیامت تک محو دیدار غمزہ زن کی ہنسانے والی عاشقونکو راہ بتانیوالی شبنم اسکے عرق جسم سے چھٹکر ہمیشہ گریہ ناک سحر اُسکے عاشقون مین ملنے کے لیے گریبان چاک صدا اُسکی جان بخش دل فگاران آمد اسکی نوید جان بیقراران تمنا اسکی ہمیشہ گنہگار ادا و غمزہ اسکا بہر قتل تیار شراب حسن سے بیہوش طبیعت خود فراموش

نظم

نظر آئی اُسے وہ مجمع نور | دیار ہوش جس سے منزلون دور
بشکل آرزو پنہان حیا مین | نہایت شوخ طرز مدعا مین
چمک کر برق شمشیر نظر کی | عیادت کے لیے آئی جگر کی
لحاظ تو بہ مثل زلف برہم | لب زاہد پہ شکر خندۂ غم

یہ بیہوش ہوکر یقین تھا کہ گرے مگر وہ ہوش ربائے جان حسرت وتمنا مسکرا کر قریب آئی اور دست رنگین سے ہاتھ اس سرمست بیخودی کا تھام کر لب جان بخش سے گہر بار ہوئی کہ آیئے تشریف لائیے اللہ بڑا انتظار دکھایا ہان سچ ہے ہمین مشتاق جو پایا اسی سے آپنے منھ چھپایا یہ کہکر خندان خندان اُس گلزار مین کہ واقعی وہ سبز باغ تھا لیکر چلی جب یہ اندر آیا اُس باغ کو براز طلسم پایا وہ درخت تھے یا امیدین سینہ ارض کی برآئین یقین سبزہ تھا یا سرسبزی کام دل شاہد بہار تھا ہجوم شوق دید نے اس سرد مقام پر گرمیان جتائی تھین جوش آرزوے بادہ پرستان اسی جا بر آتی تھی روح آرام پاتی تھی اُسجا کے اسباب عشرت وصفائے عمارت پرجان گلہاے بہار پرخون پاکیزہ طینتان دہر کو اُسکے تعشق مین جنون کرایا ت

نظر آئے نہال سبز وشاداب | کہ جسکی دید سے خاطر ہو بیتاب
ثمر خوشرنگ پتے لہلہاتے | ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتے
نہال باغ سب مقیش افشان | نگاہین دیکھنے والون کی قربان
مکان مثل دل عارض مصفا | پھسلجاے نظر وقت تماشا
مناسب ساز وسامان جابجا پر | کہین گھٹ بڑھ نہین سب کچھ برابر
چراغ وشمع کے جلوے وہ ہرسو | دلون مین گھر کرین مانند جادو
کہین ساقی کہین مطرب کہین ساز | کہین معشوق نواز بس خوش آواز

قرطاس یہ کیفیت دیکھکر دنگ تھا سکتے کا رنگ تھا کہ ملکہ نقلی نے لاکر مسند پر بٹھایا پہلو مین آپ جلوہ فرمایا اسکا دل گم شدہ پھر سینہ مین آیا سمجھا کہ یہ سفر تجکو بہت مبارک ہوا یہ ناز نین تجھپر فریفتہ ہے غرض اُسکے بیٹھتے ہی ملکہ نے کشتی شراب کی کھینچکر جام بادۂ احمر جسمین بیہوشی ملی تھی بھرا اور مسکرا کر آنکھون کو جسطرح کہ ساغر چھلک جاتے ہین یا مست بہک جاتے ہین گردش دیکر آگے اُسکے بڑھایا اسنے بھی کہ مست مے الفت تھا انکار نہ کیا بے تکلف پی گیا ساقی اجل نے صدا دی کہ جی گیا پھر تو یہ کیفیت تھی کہ **نظم**

طبیعت صورت مے جوش مین تھی | تمنا عزم نوشانوش مین تھی
ہجوم آرزو کہتا تھا لا جام | چھلکا شیشہ کہ آیا دور ہنگام
صدا آئی فراز آسمان سے | سفر ہے تا مبارک اب یہان سے

جب خوب اسکو نشہ ہوا گھبرا کر ہرسمت آنکھین پھاڑ کر دیکھنے لگا اسوقت قران بھی باہر سے آکر سر ملکہ نقلی پر

رومال جھلنے لگا اور برق نے اسکو بیہوش ہونے کے قریب دیکھکر کہا کہ کیون میان قرطاس مزاج کیسا ہے اُس نے کہا اے ملکہ درد سر از حد ہی اگر اجازت ملتی تو ذرا لیٹ رہتا پھر برق نے ہنسکر کہا کہ او مسخرے بیہودہ تو نے مجھکو پہچانا کہ مین کون ہون ارے مین برق عیار ہون یہ سنتا تھا کہ اُسنے گھبرا کر سحر کرنا چاہا مگر قران نے پشت کی طرف سے ایک لات ماری کہ بیسان بوجھے یہ ڈھلک کر دور گرا اور بیہوش ہوگیا برق نے خنجر کھینچکر سر تنجس جدا کیا شور و غوغا عالم مین پھیلا اندھیرا ہوگیا صدا آئی کہ مارا قرطاس جادو کو لشکر مین اُسکے بھی اندھیرا چھایا اور لشکری غوغا سنکر جلد جلد مسلح ہوکر دوڑے لیکن بہار جو طائر بنی ہوئی بیٹھی تھی اُسکے مرتے ہی اُڑی اور کنیزون کو پکاری کہ جلد آؤ وہ بھی باغ وغیرہ برطرف کرکے پیچھے چلین عیار صحرا مین چلے گئے اور بگولے لاش قرطاس کو چکر دیتے جانب افراسیاب لیچلے اس اثنا مین لشکر لیتا لیتا کہتا ہوا بڑھا تھا کہ بہار نے اپنے جوڑے سے ڈبیا یاقوت رنگ نکالکر کھولی اور سحر پڑھکر دستک دی ڈبیا سے دھوان نکلکر مثل ابر تیرہ و تار تمام لشکر پر چھایا اور بجلی ایسی چمکی کہ سب کی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ طرفہ ماجرا ہی یعنے چاندنی گھٹا مین نکلی ہی سامنے ایک چمنستان سبزہ زار لگا ہی سر سبزی سے خوش نصیبان زمانہ کو شرماتا ہی کہ بمقتضاے

ابیات

زمرد رنگ ہر برگ خوش اسلوب ۔ شجر کی شاخ مثل دست محبوب
چمن کے پھول مثل عارض یار ۔ برابر جلوہ گر ہر سو نمودار
کوئی گل مثل روئے ماہ براق ۔ اداہٹ مین کوئی مشہور آفاق
کوئی خون جگر کی طرح رنگین ۔ کسی مین اور ہی صورت کی تزئین

بیچ مین اُس گلشن نگارین کے جو چبوترہ ہی وہان ایک خون کن جان صد تمنا جلوہ فرما ہی **نظم**

کہ رشک حور ہی وہ صاحب جاہ ۔ پری پیکر سمنبر غیرت ماہ
نظر مین تیزیان تیغ اجل کی ۔ لب شیرین مین شیرینی عسل کی
غضب آنکھون مین مثل لیث لبریز ۔ سنان ہر مژہ دل کے لیے تیز
نگہ پہونچی جو سوے سینہ صاف ۔ نظر آیا کچھ اُبھرا طور شفاف
قریب تختگی پستان کو پائے ۔ ہوس کچھ اور ہی مطلب سمجھائے
جو اُٹھی تو تھی شمع ساق پاسے ۔ تو گھر تا ابر ستی جا بجا سے

گرد اس شعبدہ باز دلدار کے کنیزین گلرخسار ہاتھون مین عہدے لیے کھڑی تھین اُمنگین دل مین جوانی کی بھری تھین تمام لشکر اُس گل رعناے باغ حسن کی بہار دیکھکر اور ہواے گلشن سحر سے مسحور ہوکر اپنی ہستی فراموش کر گیا خودی سے گذر گیا یہ خیال بالکل نہ رہا کہ **ابیات**

نہین ہے یہ چمن شایان دیدار ۔ یہان احسان سے ہوتا ہی گنہگار

فریب آمیز اس گلشن کی بو ہے — دغا ہے مکر ہے جو آرزو ہے
مقدر نے ہے وہ ساماں دکھایا — کہ فرق جسم و جان کا وقت آیا
چلے یہ شعر پڑھتے سب زبان سے — بڑھے روتے ہوے اپنے مکان سے
سہے جاتے نہین رنج جدائی — دہائی ہے دہائی ہے دہائی
قریب باغ پہونچے بولے جانی — خدا رکھے یہ تیری نوجوانی
زیادہ حسن کا ہے نور پیارے — رہے قربان جان حور پیارے
اجی ہم پر بھی ہو گی مہربانی — کہ ہو کچھ لحظہ لطف زندگانی

یہ صداے آہ و واہ اُس راہزن شاہ راہ خرد نے سنکر کچھ کنیزون سے کہا کہ وہ سب در باغ سحر آئین اور پکارین کہ اے عاشقان ملکہ زمان ادھر آؤ پیام یار سن جاؤ لشکری شعر عاشقانہ پڑھتے نزدیک آئے انھون نے ایک ایک ہار پھولونکا انکے گلے مین پہنایا اور کہا کہ تمھاری معشوقہ نے فرمایا ہی کہ تمھین شرم نہین آتی ہی جو ایک کے سامنے دوسرا میری محبت کا دم بھرتا ہی مین اکیلی اور سارا لشکر مجھپر مرتا ہی چاہیے تھا کہ تم مین سے ایک دوسرے کو رقیب جانتا اور ہرگز بغیر قتل کیے نہ مانتا وہ میرے عشق سے ہاتھ اُٹھاتا یا جان سے جاتا جب ایک شخص رہجاتا تو اسکو مین اپنے پہلو مین بٹھاتی یہ بدنامیان نہ اٹھاتی یہ پیام سنتے ہی آتش نفاق ہر ایک کے سینہ مین شعلہ زن ہوئی آتش گل نے جان بلبل مین آگ لگادی آپسمین ایک نے دوسرے سے کہا کہ سنا بھئی اگر میری معشوقہ کا نام اب تیری زبان پر آیا تو قسم ہی اُسی کے غمزہ جانستان کی کہ مین مار ڈالونگا دوسرے نے بھی یہی جواب دیا کہ مین خود تجکو منع کرتا ہون کہ اب اُس آفت جان پر جان نہ کھونا ورنہ زندگی سے ہاتھ دھونا غرض باہم تکرار ہوکر ایک دوسرے سے لڑنے لگا سحر کی لاگین منترون کے حربے چلنے لگے ترسول بنسول تار پل ترنج وغیرہ اچھلنے لگے صف مژگان یار نے صف کشتی کرادی آنکھون کے لڑنے نے لڑائی دکھادی جادوگری بھلادی دم بھر مین صدہا سر اُس صفا کہ پر نثار ہوگئے نوجوان بہار باغ ہستی کھوگئے ہزار ہا جان سے اُس گلبدن پر قربان ہوگئے حسرت دار مان انپر رو گئے

قطعہ

صدا دی طبل جنگی نے یہ ناگاہ — کہ ہوں مردان شیر افگن اب آگاہ
قریب آیا ہی وقت جان فروشی — دکھاؤ اپنی اپنی گرم جوشی
کبھی کڑکیت کہتے تھے یہ کڑکا — کہ منہ کی کھائی گر دل کچھ بھی بھڑکا
کھلے بیڑے پڑے شمشیر مین ہاتھ — کھنچین تیغین بندھا ہر غول کا ساتھ
یکایک ہر طرف سے برق چمکی — مبارک باد دی خواب عدم کی
جو تھے افزائش جرأت سے بیتاب — ہوے رخسار اُن کے آتشین تاب
لبون پر آئے کف غیظ اجل سے — ارادے بڑھ گئے دست و بغل کے

مری معشوقہ ہو کر واے تقدیر   وہ ہووے غیر سے جا کر بغلگیر
اگر باقی رہے گی جان تن مین   تو ہوگا لطف کچھ اس انجمن مین
کفن پہنو کہ ہنگام اجل ہے   ہوس اب گور سے دست و بغل ہے
جدا ہونے لگے پاؤ سر و دست   کوئی خستہ کہین نعرے کہین جست
کہین سیلاب خون سے سرخ راہین   کہین زخمی تنون کی سرد آہین
کڑکتی تھی برابر برق شمشیر   اجل تھک گئی ایسے چلے تیر
گرے گرد ان شیر افگن زمین پر   کہین تن سر کہین توسن کہین پر
پھر آخر دہر نے چاہی بلندی   ہوئی حاصل فلک کو خودپسندی
ہوئی رخصت وہ شب لبس پیر ہوکر   جمال صبح چمکا شیر ہوکر

یعنے جسوقت تیغ تیز مہر سے سر دیو شب کا جدا ہوا اور سپاہ لیل کو معشوقہ صبح رخسار نے قتل کرا یا دہ لشکر سارا رات بھر لڑ کر کٹ گیا عجب ہنگامہ ساحرون کے مرنے سے برپا تھا آندھیان آتی تھین تاریکی مین بیرونکا غل و شور محشر سے کم نہ تھا جب اجالا ہوا دس پانچ افسر زخمی ہو کر بچے تھے وہ سامنے بہار کے آئے ملکہ نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ باغ اور تمام آرایش سحر جاتی رہی انکے بھی گلو نسے ہار مرجھا کر غائب ہوے افسر ہوش مین آگئے تمام لشکر کو مردہ پایا چراغ ہستی کو افسردہ پایا سمجھے کہ بہار کے سحر مین ہم گرفتار تھے یہ سمجھکر ارادہ قصاص کیا کنیزان بہار نارنج پکڑ کر للکارتی ہوئی آگے بڑھین یہ زخمی بہت تھے خوف مین آکر بھاگے اور بجانب **افراسیاب** گئے بعد انکے عیار دونون تعریف کرتے ہوے آئے کہ اے ملکہ سبحان اللہ کیا کہنا ملکہ نے کہا یہ کیا ادنی سحر تھا کیا کہون **قرطاس** کو آپنے قتل کیا ورنہ حال اسکو میرے لڑنے کا کھلتا اب پھر کر اپنے گھر چلنا مناسب ہے یہ کہکر تخت سحر پر سبکو سوار کیا اور روانہ ہوئی برق نے کہا آخر تو چلتے ہین اسطرف کی سیر کرتے چلین یہ سنکر جدھر سے آئی تھی ادھر رخ نہ کیا اور سمت کا راستہ پکڑا اور انواع اقسام کے جنگل اور کوہ وغیرہ دیکھتے عجائبات کی سیر کرتے سب روانہ تھے کہین پہاڑ نظر آتے تھے کہین پر دریا تھے

کہ **ابیات**

کہین سبزہ کہین کچھ شہر آباد   کہین ویرانہ مثل طبع آزاد
کسی جانب کو کوہ آسمان جاہ   کہین باہم درخت ایسے نہین راہ

اسی طرح یہ چلے جاتے تھے کہ دور سے ایک بیابان نظر آیا سراسر اسمین طلسمی کارخانہ پایا کہ بموجب **نظم**

طلسمی اس کا تھا سب کارخانا   وہ تھا پریون کے رہنے کا ٹھکانا
درختون مین اثر تھے سحر کے تیز   گلون کے جام تراشون سے لبریز
برابر انکے جو غنچہ تھا سب بند   وہ عقد سحر سے تھا اے خردمند

بڑھے یہ رفتہ رفتہ چند فرسنگ
نظر آیا انھین اک قلعۂ سنگ

کہ تابندہ ہے مثل مہر انور
جڑے ہین زر کے دیوارون مین پتھر

زمین شفاف رستہ صاف درد ا
نہال سبز مثل باغ پیدا

درخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ
نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ

کوئی بہتر زمرد سے بھی خوش آب
کوئی مانند لال سرخ تایاب

ثمر کی جا گہر سب مین نمودار
چمک پتون مین جیسے عارض یار

وہ سب گویا بہ شکل آدمی زاد
چمن خندان گلون کے لب پہ فریاد

صدائے غنچہ سے نغمہ ہویدا
سر ہر شاخ سے بارش ہی پیدا

زمین جنبش مین مثل قلب بیتاب
تلے اوپر کہین پیمانۂ آب

قریب اک حوض اسمین خون لبریز
کنارون پر کشیدہ خنجر تیز

کہین پتھر کے انسان وہ بھی گویا
کوئی پتلا ہنسا اور کوئی رویا

ایک بارگاہ زربفتی دروازہ قلعہ پر استادہ تھی کہ جو درازی و وسعت مین صحن آسمان کو شرماتی اُس بارگاہ آسمان جاہ سے ہٹکر بہت بڑا لشکر اترا ہوا تھا کئی لاکھ ساحرونکا مجمع تھا یہ دیکھکر قران نے کہا اے بہار تم راہ بھولکر قلعۂ طلسم نور افشان کی جانب آگئین ایسا نہو کہ ہم قید ہوجائین جلد یہان سے چلو کیونکہ میرے لیے قید ہونا برا ہی جب تک استاد کو یہان خبر ہوگی اور وہ کوکب سے کہکر چھڑائین اُسوقت تک مین ہلاک ہوجاؤنگا بہار یہ سنکر وہان سے سناٹا مار کے تخت اڑاتی بہت دور نکلگئی اور ایک صندل کے جنگل مین پہونچی دیکھا کہ شاہد ارض رنگ کا دردسر کھونیکو ہزار بار شاخ صندل زمین پر سر اپنا رگڑتی ہی حرارت سوداز دگان دشت محبت کھونے کی تدبیر نئی ہی وہان پہونچکر قلب محرور مسکن ہوا اور تخت اُتار سیر کرنے لگے بوے صندل سے دشت مہکتا تھا ہزارہا مار سیاہ درختون سے لپٹا تھا کنڈلیان سانپونکی درختونکے ٹہنے سے لپٹی یون نظر آتی تھی کہ بموجب اس بیت کے بیت سیہ چوڑی بدست آن نگارے بشاخ صندلین پیچیدہ مارے + وہان کی سیر کرکے جب اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک دیوار سونے کی ہر طرف گھرتی آتی ہی فروغ جلوہ مہر دکھاتی ہی ہزارہا آفتاب چمکنے لگا ہر ذرہ کا ستارہ بخت منور ہوا کہ بیت مقابل آگیا اک قلعۂ خوب + طلائی جسکی دیوارین خوش اسلوب + یہ محاصرہ ہوتے دیکھکر بہار تخت پر سبکو بٹھاکر اڑی اور قندیل فلک بنگئی مگر جسقدر بلند ہوئی وہی دیوار طلائی سامنے نظر آئی رہائی نپائی ہزارون طرح کے سحر کیے کچھ اثر نہوا گھبراکر عیارون سے کہا ہمکو کسی نے قید کیا یہ کہکر زمین پر اتر آئی اور اپنے گیسو کی صورت پریشان اور آئینہ رخسار کیطرح حیران تھی اس عرصے مین ایک سیاہی فلک کی طرف آکر محیط عالم ہوئی رعد گرجا برق شعلہ فشان چمکی اور ایک تخت پر ایک ساحرہ بصد عظمت و شان سوار قریب آکر

اسنے کہا کہ بی بی کسلیے پریشان ہو سرگریبان ہو ذرا سوچو تو کہ انسان اپنے بس آتا ہے اور بے اسکے بس جاتا
ہے اب جسکے گھر آئی ہو وہ جب رخصت کریگا تو جانا ہوگا مثل مشہور ہے کہ آمدن بہ ارادت و رفتن
بہ اجازت بہار نے پوچھا کہ یہ گھر کسکا ہے اس ساحرہ نے جواب دیا کہ شاہ عیاران جناب خواجہ عمرو کا ہے
بہار نے کہا پھر وہ کہان ہین اسنے کہا آپ میرے ساتھ چلیے وہ بھی تشریف لاتے ہین یہ آخر اس ساحرہ
کے ساتھ روانہ ہوے وہ کچھ دور چلکر ان سب کو ایک باغ مین لائی کہ وہ گلشن ہزارون بہارین کھاتا
تھا اپنی بہار دیکھکر ایسا اتراتا تھا کہ پھولے نہ سماتا تھا جملہ سامان راحت اُسمین مہیا تھا مکان بہت عمدہ
اسباب نادرہ کاری سجا تھا اسمین بالاخانہ رشک بام آسمان تعمیر تھا اُسپر نگیرہ کھنچا ہوا پریکی تصویر تھا زیر
نگیرہ فرش مکلف پر اس ساحرہ نے انکو بٹھایا اور کہا آپ ٹھہریے مین خواجہ سے عرض کرنے جاتی ہون یہ کہکر
چلی اور باہر آکر باغ کے دروازے کو بند کرکے تخت پر بیٹھکر چلی گئی یہ تینون بالاخانہ پر بیٹھے سیر دشت
طلسم مین مصروف ہین مگر حسب سرحد مین کہ لڑائی ہوئی اور قرطاس مارا گیا اس دشت کے ساحرون نے جاکر
تمام ماجرا خدمت کوکب مین عرض کیا وہ بہت ہنسا اور ایک نامہ لکھکر بران کو بھیجا نامہ جب بران کو پہونچا
اس نے پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند نامہ دار جو آتا تھا اسکو قران و برق نے اس طرح راہ مین مار ڈالا اور
بہار جادو نے یون لشکر کو شکست دی اب بیابان صندل کے آگے ایک باغ مین وہ سب فروکش ہین
خواجہ صاحب سے کہنا کہ جی مین آئے تو جاکر مل آئین دگرنہ ہم اُنکی دعوت کرکے رخصت کیے دیتے ہین خواجہ
صاحب کے ہمشبیہ کو اُنکی تسکین کے لیے بھیجے دیتے ہین یہ نامہ پڑھکر ملکہ عیارہ ونکی فطرت پر ہنسی اور
اُنکے حوصلہ پر آفرین خوان ہوئی کہ اس طلسم تک تعاقب کرکے بغیر قتل کیے نہ چھوڑا پھر عمرو کو وہ نامہ دکھایا
خواجہ بھی بہت ہنسے پھر خیال کیا کہ شاید تمکو کوکب آزماتا ہو پس تم بغیر حصول مطلب بران کے پاس سے
جدا نہو یہ سمجھکر ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ آپنے مجھسے ایسی الفت کی ہے کہ کسی سے ملنے ملانے کو جی نہین چاہتا ہے
اچھا آپ لکھ بھیجیے کہ بادشاہ دعوت کرکے رخصت کردین ملکہ نے بجواب نامہ عریضہ اسی مضمون کا لکھ بھیجا شاہ
نے بموجب مرضی عمرو اسی ہمشبیہ کو خواجہ کے کہ جو مخمور کے پاس بھیجا تھا طلب کرکے مع سامان دعوت وحشم
وخدم ہمراہ ایک امراے دولت کے روانہ کیا یہان بہار اور عیار بیٹھے دیکھتے تھے کہ یکایک ڈنکا بجتا
سنائی دیا بالاخانہ پر کھڑے ہوکر جو دیکھا تو سامان سواری نظر آیا آگے آگے شتری و فیلی نقارے بجتے انکے
بعد تخت پر ساحر سوار اہتمام کرتے پھر بہت سی پالکی نالکی جنپر جادوگرنیان لباس عمدہ پہنے سوار جسم پر اُن کے
زیور مرصع کاری کی بہار نکلین انکے بعد سقے آبپاشی گلاب وکیوڑہ کی کرتے لڑکے خوبصورت لوٹے تخلخون کے لیے
آگے بڑھ گئے پھر پیادل و چوبدار و خاص بردار لباس معقول سے آراستہ پیدا ہوے انکے بعد ایک تخت پہ
عمرو سوار جلو مین یا دہاری خلعت زرتار پہنے مبس سے زرین لباس جواہر نگار تاج کئی سو کنگرے کا رکھے
جواہر سے جسم کو تزئین دیے روانہ ہوے صداے طرقوا سے ارض وغیرہ ہمراہی چاؤش دور باش کہکر للکارتے ہین

نقیب کچھ تفاوت سے پیش خداوند کے نعرے مارتے ہین بڑے جاہ و حشم سے سواری جاتی ہے یہ کیفیت عیارون نے دیکھکر کہا کہ استاد جاتے ہین برق نے کہا مین تو پکارتا ہون قران نے کہا کہین ایسا دیوانہ پن نہ کرنا خلاف ادب ہے ادب سے آگے نہ بڑھنا یہ کہہ رہے تھے کہ سواری نکلگئی کچھ عرصہ مین وہی ساحرہ جو یہان بٹھا گئی تھی مع چند ساحران ذی رتبہ کے آئی در باغ وا ہوا انکے سامنے پہونچکر ہر ایک ساحر گویا ہوا کہ چلیے آپ سب کو خواجہ سلامت نے بلایا ہے بہار نے کہا ہم سمجھتے تھے کہ یہین تشریف لائینگے یہ انھین کے رہنے کی جا ہے اُس ساحرہ نے کہا کہ جی نہین یہ اس غریب کے رہنے کا ٹھکانا ہے انکے لائق یہ کب جگہ ہے غرضکہ تخت پر سوار کر کے عیار وغیرہ کو ساحر لیچلے اب جو دیکھا تو وہ دیوار طلائی نظر نہ آئی اور کچھ دور آگے جا کر ایک باغ کی بہار دکھائی دی دروازے پر اُسکے عملے کے لوگ خدام و دربان و یساول وغیرہ کا مجمع ہے یہ وہان اترے سب نے انکی سلامی لی اور بڑھ بڑھ کر تسلیم کی یہ پھر داخل باغ ہوئے دور سب رنج دل کے داغ ہوئے عجب بہار آگین وہ گلشن نظر آیا جس سے دیدۂ دل نے سرور پایا سوسن سیہ رنگ وہان سرمۂ بصارت آگین چشم مشتاق گل روشنی مین نور دیدۂ عشاق نرگس مخمور برنگ دیدۂ حور سنبل کے پیچ عقدۂ سر بستہ آرزوے عاشقان سرو موزون سربلند مثل مرادیابان

ابیات

گلون مین سب طرح کے رنگ پیدا　　ہر اک مین تھا نیا جلوہ ہویدا
لبالب آب سے نہرین ہر اک سو　　جو لیجائین دل شائق سے قابو
نواز ن جا بجا مرغان خوش رنگ　　ہر اک کے زمزمے کا کچھ نیا ڈھنگ
ہر اک بارہ دری کاشانۂ نور　　میسر ہر کسی کو صحبت حور
نہایت باتکلف فرش سارے　　کہ جس کے حسن پر پھسلین نظارے
ہجوم ماہ رویان ہر قدم پر　　ہوائے شوق کے جھونکے برابر
مزاج شائقان حسن برہم　　نظر کو دید سے فرصت بہت کم
ادائے شوخیون پر قصد چالاک　　ہوس مغرور جوش شوق بیباک
ترنم زا صدا ہر نازنین کی　　خلل انداز رسم کیش و دین کی

صحن گلشن مین تخت جواہر کار پر عمرو جلوہ فرما تھا چتر زرین سر پہ گردش کرتا تھا گرد کرسیون پر امرا و زرا کا دور بندھا تھا ہزارہا نازنین شوخ و شنگ عہدے ہاتھ مین لیے حاضر تھی صدہا کنیز عزت دار و پر تمیز لبسان مہر تابان لباس زرین پہنے فن عاشقی سے ماہر تھی رقص سامنے ہو رہا تھا ساز عشرت آواز بج رہا تھا ان سب نے جا کر خواجہ کو سلام کیا عمرو تخت پر سے اُٹھا اور ہاتھ پھیلایا پہلے آکر قران نے سر سینہ سے لگایا ہر اک کو گلے سے لگا کر قریب تخت بصد عزت کرسی ہائے جواہر پر بٹھایا خواصین زرین کمر تازک اندام سب ایما ے عمرو کشتیان خلعت گران بہا کی جنمین مال امردار یدکے اور بہار کے

زیور سے مرصع تھا لائین وہ خلعت عیاروں اور بہار کو عنایت ہوئے اور بہت سا جواہر بیش قیمت دیکر ہر ایک کو خوشنود کیا پھر حکم آغاز ہوتے جلسۂ عشرت دیا فوراً بط مے کے قہقہے بلند ہوئے بحر پر جوش ہوس سے پرستان رواں تھا کشتی شراب چلنے لگی ساغر حباب شیشۂ دل نے ایک لمحہ میں یہ کیفیت ہوئی کہ بشکل زلف ساقی سمند مزاج تو برہم ہوا چشم زاہد میں مستی کا عالم ہوا کہ بموجب نظم

ہجوم ساغر گل رنگ ہر سو	صدائے زیر و بم نے سخت دل جو
ترشح کیفیت کا آنکھوں سے پیدا	ہر اک اپنے سخن پر آپ شیدا
کہیں بہکے ہوئے آغاز و انجام	کوئی مصروف دیدار دلارام

اسی لطف میکشی میں نازنینان قمر دیدار نے سرود و ساز کو سنبھالا بادہ خواروں کو بہکایا جلسۂ عشرت جمایا رقص نے دل بسمل کیے ابروں نے کار قاتل کیے حوصلے بڑھ گئے ارمان نکلکر رہگئے نظم

کوئی زہرہ صفت آمادۂ ناز	کیا اس جا کسی نے رقص آغاز
دم رقص اس طرح گھنگرو بجائے	کہ داؤدی ترانے یاد آئے
ملاتی تھیں جو ساز رقص دو چار	تھے انکے اس ہنر میں ہاتھ تیار
کسی کے دست میں رنگین گلابی	بنی تھی مے سے برج آفتابی
نہ تھی کم محتسب سے آمد شام	چھپا جو آفتاب ارغوان فام
سیہ بال اپنے جب شب نے سنوارے	ہوئے پھر زینت مہتاب تارے

نثر

یعنی جس وقت برائے تعظیم سیہ مست شب گردن شیشۂ آفتابی آفتاب خم ہوئی اور ریسمان ہوس میگساران بزم سیل آرزو سے دامن رات کا تر ہوا سر شام ساقی و مینا و جام اس باغ کی ایک نہر پر جمع ہوا بادہ خواروں کا جمگھٹا ہوا اور خدا کی رحمت سوا ہوئی کہ لب جوئبار کشتی رواں ہوئی کنارے نہر کے روشنی فروغ بخش دیدۂ مردمان آبی تھی ماہیوں کو اس جلسہ دیکھنے کی بیتابی تھی شب ماہ میں باغ پر بہار روشنی سے خاطر تیرہ میں نور اظہار نہر میں بجرے پڑے فوارے ہزار آب افشانی کرتے سبحان اللہ عجب سیر عشرت انتہا تھی جس سیر جان ہر بلبل دل فدا تھی کہ بموجب نظم

بنا تھا فرش سنگین ہر روش پر	کہیں تھا گلشن قالین سے بہتر
رواں اک سمت جو چشمہ تھے پر نور	خزانے انمیں فوارے کے معمور
ہزاروں اسمیں میوہ دار اشجار	ہر اک تھا بلبل و طوطی سے گلزار
ارم تھا وہ مکان عشرت افزا	میسر خلد کا انمیں تماشا
ہوئے سب یہ وہاں جب تو ترو	طبیعت سیر سے تھی لطف اندوز
کہ پہونچا اک گروہ ماہرویان	مہیا رقص کا پاس انکے سامان

ملاکمر ساز ناچین پھر وہ اٹھ کر
قیامت تھی بپا تازہ زمین پر
لباس پر تکلف زیب تن تھے
نہایت اُنکے پر زر پیرہن تھے
تصدق دل تھے گانے کی صدا پر
فدا تھی زہرہ سہران کی ادا پر
ستارے ساغر و مینا کے چمکے
نصیبے شیشہ و صہبا کے چمکے

جب سن بیلی شب جوانی پہ پہونچا نہر کے کنارے سے اٹھکر بارہ دری مین آگئے وہان نعمتخانہ تیار تھا غذائین لطیف و عمدہ دسترخوان پر چنی گئین سبنے کھانے سے فراغت پائی نوبت آرام کی آئی ملکہ بہار کے لیے ایک کمرہ علیحدہ سجا ہوا تیار تھا وہان جاکر یہ مسہری پر پھولونکی لپٹی تخلخلے رکھے تھے اور جملہ سامان راحت مہیا تھے شمع مومی و کافوری روشن تھین عیار ایک اور کمرے مین کہ رشک دہ قصر جنان تھا جاکر آرام پذیر ہوئے عمرو علیحدہ ان سب سے جاکر سو یا مگر کیفیت سنیے کہ بہار جب مسہری مین لیٹی کوئی پنکھا جھلنے اور پاؤن دبانے کو نہ تھی اسنے دیکھا کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نرم اس کمرہ مین آنے لگی باد بہار کو شرمانے لگی پھر ایک شمع کا پھول گرا اور اُسکی لو مین سے آواز آئی کہ اے ملکہ آپ کہیے تو یہ لونڈی آکر پاؤن دبائے بہار نے یہ گرمی محبت اس شمع سے سنکر پوچھا کہ اے بی بی تم کون ہو لو سے آواز آئی کہ کنیز آپکی شعلہ بدن ملکہ پران کی سہیلی بہار متحیر ہوئی کہ یہ کنیز شعلہ بدن شمع مین کہان سے آئی مگر گویا ہوئی کہ اچھا آؤ یہ کہتے ہی دیکھا کہ شمع تھرائی اور لو اسکی شق ہوئی شعلہ زمین پر گرا اور لوٹ کر ایک پری زاد حور پیکر سیمبر گل اندام بنا شرم سے گردن جھکائے شوخی آنکھو مین چرائے سر سے پا تک نور رنگ مین مقابل شمع طور چہرہ مین انتہا کی گرمی باتون مین حد کی نرمی رخسار پہ ہجوم آرزوے بوسہ کا غازہ دہن مین ذائقہ دشنام دہی پوشیدہ زینت بزم الفت چاہیے کیصورت

نظم

جبین سے تا بپا نور تجسم
ہر اک انداز مین سو ناز باہم
سخن کی گرمیون سے جان بیتاب
سرور آنکھون مین بے نوش مے ناب
تردد سے طبیعت منزلون دور
فدائے روئے روشن مجمع حور

جب وہ نازنین قریب آئی نہایت ملکہ بہار حیران حال تھی مگر اسنے باادب بیٹھکر پاؤن دبانا شروع کیے کہ یکایک سامنے جو گلدستے رکھے تھے اسکے سب پھول کھلکھلا کر بزبان معشوق غنچہ دہن ہنسے اور پھر آواز آئی کہ اے ملکہ اگر اجازت پائے تو یہ کنیز بھی آئے کہانی کہکر جی بہلائے بہار نے پوچھا کہ تم کون ہو آواز آئی کہ مین بھی لونڈی ہون پر ان کی سہیلی ہون بہار نے کہا کہ آؤ یہ کہتا تھا کہ ایک پھول چٹخا اور چند پنکھڑیان زمین پر گر کر لوٹین پھر جو دیکھا تو ایک بہار افزاے رنگ نشاط ذائقہ بخش جوش انبساط سراپا مزاح حسرت عشاق شیشۂ دل کی طاق اُسکو نیہر جیسکی بہار نثار حسین پہ گلزار لطف فرماے ایام

بڑھی کچھ دور اس ناز و ادا سے — کہ جنبش قلب نے کی اپنی جا سے
ہزاروں شوخیاں اور ناز پیہم — کہ جس کو دیکھکر ہو طبع برہم

غرض وہ گل پیرہن مسہری کے نیچے باادب آکر بیٹھی اور لب گوہر بار سے گلفشاں ہوئی کہ اے ملکہ ایک بادشاہ تھا ہمارا ابھارا حدا بادشاہ اُسکو نوشیروان کہتے تھے مردمان دنیا اُسکے وقت مین شاد رہتے تھے ناظرین کو واضح ہو کہ اس گلبدن نے کہ نام اسکا گلزار سمبر ہی یہ کہانی شروع حال نوشیروان اور امیر حمزہ کے پیدا ہونے سے کہنا شروع کی حال اسکا دفتر اول نوشیروان نامہ مین ہی یہان سارا دفتر لکھنے کی گنجائش نہ تھی صرف **طلسم ہوشربا** بیان کرنا منظور ہی اس باعث سے ترک بہتر سمجھا گیا فی الجملہ جب اس گل نے یہ کہانی یہانتک پہونچائی کہ ملکہ نگار دختر **نوشیروان** عاشق ہوکر امیر کے ساتھ نکل آئی اور اُسکے بطن سے **قباد شہریار** پیدا ہوے اور قباد کا نکلنا **علمشاہ** سے لڑکر اور عاشق ہونا **ملکہ ماہ سیما** پر اور پھر اس ملکہ سے معقد ہوکر پیدا ہونا شہزادہ **سعد بن قباد** اور بعد شہادت **قباد** حکمران ہونا سعد کا کل لشکر اسلام پر اس فصاحت سے بیان کیا کہ حال شان و عظمت حسن و جمال شہزادہ سعد سنکر بہار نے ایک تیر غائبانہ عشق کا کھایا اور ارمان وصال نے ہاتھ پاؤن نکالے وحشت گریبان گیر ہوئی گیسوے پیچان مار نے دل مین گھر کیا مسکن یار دل زار بنا نئی الجھن مین پھنسا رات کٹنا مشکل ہوئی نیم بسمل ہوئی ارادے ہوس کے بڑھگئے خار غم سینے مین گڑگئے کہ **نظم**

ہوئی الفت جو اسکی آتش افروز — جگر پر آکے بیٹھا تیر دلدوز
الگ ہے سب سے انداز محبت — بنی وہ صید شہباز محبت
دکھائی حسن نے اپنی کرامات — دیا دل اپنا اُس دلبر کو ہیہات
طبیعت مین عجب تھی بیقراری — بنی مژگان تر ابر بہاری

یہ بیقرار نیند کا بہانہ کرکے چپکے چپکے رویا کی اُدھر عیار جو کمرے مین گئے تھے انکی خدمت کیلیے بھی کوئی پری کی تصویر پری بنی کوئی آئینہ کی تصویر حور چہرہ بنکر حاضر ہوئی رات بھر یہی صورت سیر کی ظاہر تھی یہانتک رنگ رخسار شاہد شب کافور ہوا اور آفتاب بلسان عاشق بیقرار بارنگ زرد نکلا **نظم**

شب فرقت کا بدلا صبح نے رنگ — ہوے پیدا سحر کے شرق مین ڈھنگ
ہوئی سرخی شفق کی کچھ نمودار — نظر آئی نہ پھر کوسون شب تار

خواجہ عمرو کا ہمشبیہ آکر تخت پر جلوہ گر ہوا عیار اور ملکہ بہار بصد ادب سلام کرنے حاضر ہوے اور تسلیم کرکے بیٹھے خواجہ نے حکم دیا کہ اسوقت بھی آپ لوگ حمام کرکے پوشاک نئی بدلیں سب نے حسب الحکم حمام کیا کشتیان پوشاک کی مع زیور اسوقت بھی عنایت ہوئین سب مزین و مجلی ہوکر جلسہ مین آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا اسوقت عیارون نے عرض کیا کہ حضور یہانسے کب چلیں گے **عمرو**

نے کہا جب خدا لیچلے انھون نے کہا پھر ہم رخصت ہوتے ہین کسلیے کہ لشکر اکیلا ہوگا ایسا نہ ہو کہ افراسیاب کچھ فتور زیادہ کرے عمرو نے کہا تمھارا جدا ہونا ہر چند کہ نہایت شاق ہے لیکن مجبوری سے منظور فراق ہے اچھا جاؤ خدا کے سپرد کیا یہ کہکر خلعت رخصت تیسری بار عنایت ہوا کھانا اور شراب وغیرہ کھلا پلا کر چند ساحرون کو بلایا انسے فرمایا کہ باغ کے شمالی دروازے سے انکو روانہ کردو ساحر انھین لیکر روانہ ہوے عیار اور بہار سیر اس گلزار کی کرتے اسی دروازہ مذکور تک پہونچے اس دروازے کو تمام جہان کی عمارات عمدہ سے کہین بہتر پایا غرضکہ ساحرون سے ملکر باہر نکلے دیکھا تو اب اس صحرائے صندل اور دیوار طلائی کو نہ پایا وہ باغ کہ جسمین ساحرہ لیگئی تھی اسکا پتہ نہ ملا غرضکہ تخت سحر ملکہ بہار نے تیار کیا اور سبکو سوار کرکے چلی دشت طلسمات کی سیر کرتی جاتی تھی عیار راہ مین بولے کہ اے ملکہ تم نے پہچانا کہ یہ خواجہ عمرو نہ تھے بہار نے کہا تمنے کیونکر پہچانا قران نے کہا اُستاد ہوتے تو فیاضی نہ کرتے تین بار خلعت نہ دیتے برق نے کہا سچ کہتے ہو بیشک استاد نہین تھے یہ کوئی سحر کا پتلا کوکب کا تھا غرضکہ یہ تو سیر کرتے رہ نورد منزل مقصد ہین لیکن لاش قرطاس جادو کی بیر لیے ہوے اور چند ساحر ہزیمت خوردہ از دست بہار خدمت افراسیاب عذار مین پہونچے حال قتل اور کو الفت جنگ زبان پر لائے بادشاہ کو غضب طاری ہوا فرط غیظ سے کانپنے لگا ندما و امراے دربار کے چالاکی پر عیارون کی ہوش پران تھے اور بادشاہ کے پر غضب ہونے سے گردن جھکائے بیٹھے تھے الغرض اور کچھ تو بادشاہ سے بن نہ آیا سوائے اسکے ایک نامہ ملکہ حیرت کو جملہ حال گذشتہ کا لکھکر ترقیم کیا کہ دیکھتے ہی نامہ کے طبل جنگ بجوانا اور مع مصور آمادہ کارزار ہونا مین بھی آتا ہون وہان میرے ملازم بہار نے قتل کیے ہین یہان مین سب نمکحرامونکو ہلاک کرونگا اور صرصر عیارہ مجھسے وعدہ عیاری کرنیکا کرگئی تھی اگر اُسنے نہ کیا ہو تو لشکر سے ناک کاٹ کے نکالدینا یہ نامہ سحر کا پتلا لیکر روانہ ہوا اور شاہ نے لاش قرطاس اٹھانے کا حکم دیا اور عازم ہوا کہ لڑائی شروع ہو تو خبر پاکر مین بھی جاؤن اُسطرف جب یہ نامہ حیرت کو پہونچا قتل ہونا نامہ دار کا پڑھکر حیران ہوئی کہ کیا زبردست عیار ہین جنھون نے بغیر قتل کیے نامہ دار کو چھوڑا البعد متحیر ہونیکے حکم دیا کہ صرصر کو لاؤ صرصر جب سے وعدہ کرگئی تھی اپنے خیمہ مین فکر عیاری کررہی تھی کوئی صورت معقول بن نہ آتی تھی اسی فکر مین تھی کہ حکم حیرت براے حاضری پہونچا یہ لرزان و ترسان سامنے آئی ملکہ نے بغضب ارشاد کیا کہ دیکھ عیار ایسے ہوتے ہین کہ تعاقب کرکے تامل بغیر قتل دشمن باز نہ آئے حکم شہنشاہ تیری نسبت ناک کاٹنے کا آیا ہے صرصر نے سارا ماجرا سنکر عرض کیا کہ واقعی یہ کنیز خطاوار ہے لیکن امیدوار مراحم خسروانہ سے یہ ہے کہ مجھکو مہلت ملے اگر سر دشمنان شاہی کے نہ لاؤن تو مستوجب سزا ہون ملکہ نے مہلت دی یہ روانہ ہوئی اور اپنی جگہ پر آکر صبا رفتار سے کہا کہ تم صورت قران کی بنو وہ جب آئینہ رکھکر تیار بشکل مذکور ہوئی اور ایک سر مقوی کا بنا کر جسمین چہرہ روغن دار ایسا کہ بعینہ انسان کا چہرہ اسمین

ظاہر تھا سر مو فرق نہ تھا اپنے سر پر لگایا اور اسی طرح ہر اعضا پر مقوے کے اعضا چڑھائے کس لیے کہ قران دست
و پا نہایت زبردست رکھتا ہی اسوجہ سے اس نے یہ تدبیر کی اور بعینہ تصویر قران بنگئی جب یہ کسوت عیاری لی ور
بعدہ وغیرہ درست کرکے تیار ہو چکی صرصر نے اپنی صورت برق کی ایسی بنائی اور ایک سر مقوی کا مثل صورت
قرطاس بنایا کہ جسکا گلا کٹا ہوا معلوم ہوتا تھا اسی صورت سے سر لیکر اپنے خیمہ سے اس طرح چلین کہ کوئی ہمکو نہ دیکھے
خیمہ و بارگاہ کی قناتون وغیرہ مین چھپتی ہوئی چلین اسلیے کہ عیار و جاسوس لشکر حریف کی نگاہ نہ پڑے غرضکہ
اپنے لشکر سے دونون نکلکر لشکر مہرخ مین پہونچین لشکری انکو دیکھکر بہت خوش ہوے اور سمجھے کہ یہ دونون عیار
سرنامہ دار کا لینے گئے تھے وہی لاتے ہین غرض یہ بارگاہ مین آئین مہرخ انھین دیکھکر شاد ہوگئی اور تخت سے
اٹھکر گلے ملی بہت تعریف عیاری کی خلعت گران قیمت منگا کر دیے ابھی تو کسیکو معلوم نہین ہی کہ ہمارا بھی عیار دولت
کے ساتھ تھی ورنہ اسکا حال مہرخ پوچھتی ہی جاناکہ حسب عدہ یہ سرنامہ دار لائی ہین خلاصہ بعد اعزاز و
اکرام یہ عیارنیان کرسی پر بجاے عیاران بیٹھین مہرخ نے حکم ناچ ہونیکا دیا ساقی و مغنی ساز طرب لیے حاضر
ہوے ان دونون نے تمام ماجرا قتل نامہ دار کہ جو سنکر آئی تھین بیان کیا کہ ہم نے اس محنت و فطرت سے
اسکو مارا یہ کہکر گویا ہوئین کہ جب ہم ملک کوکب مین پہونچے اور قتل نامہ دار سے فارغ ہوے تو کوکب نے
ہماری دعوت کی اس دعوت مین جو شراب کہ ہم نے پی کبھی دربار بادشاہ اسلام مین بھی نہ پی تھی چنانچہ اسکا
ماجرا ہم زبانی نہین کہہ سکتے کہ کیا لطف پایا تھوڑی سی آپ کے چکھانے کو لیتے آئے ہین اگر اجازت ہو تو ساقی گری
کرکے سبکو ایک ایک جام پلائین مہرخ نے کہا آپکو پوچھنے کی احتیاج کیا ہی بسم اللہ کیجیے یہ دونون اٹھین اور
جام لیکر کسو توں سے گلابیان شراب ارغوانی کی نکالکر سب کو پلانے لگین مہرخ اور جملہ سردار جسنے وہ شراب پی
بہت تعریف کی انھون نے رقاص و ملازم تمام حضار بارگاہ کو جام دیے اور کہا تم لوگ بھی کیا یاد کروگے
کبھی ایسی عمدہ شراب پی تھی غرضکہ بعد کچھ عرصے کے یہ عالم ہوا کہ سازندونکا مزاج ناساز ہوا سارنگی الٹی کرکے
گلے کیطرح رتنے لگے اگلا سارنگ ہی نہ رہا رنڈیونکی بری گت ہوئی سر نیچے ٹانگین اوپر ہوکر تئے کھڑاگ مین پھنسین
سرداروں کا سر بسان چرخ دوار پھرنے لگا رقص کی گردش سر نے دکھائی کسکو حالت نشہ نہ آئی خود غلط
ہوکر اوندھے منھ گرے عیار نیان آستین چڑھا کر خنجر کھینچکر چلین کہ سبکے سر کاٹ کر لیجائین اور کہین کہ یہ اسکا
بدلا لیا کہ جسطرح وزیر اعظم شاہ ساحران کو مع تمام دربار عیارون نے بیہوش کیا تھا غرضکہ ہنوز کسی کا سر جدا
کرنے نہین پائی تھین کہ بموجب مثل ہندی کے دو ہا جا کو رکھے سائیان مار نہ سا کے کوے + بال نہ بیکا کر سکے
جو جگ بیری ہوے + وہ عیار جو یہان باقی ہین انکا حال سنیے کہ یہ لشکر حیرت مین گئے تھے اور لشکر کو عیار نیون
سے خالی دیکھکر ضرغام صورت صرصر کی بنا اور جانسوز بشکل صبا رفتار تیار ہوکر دونون بارگاہ حیرت
مین آئے اسنے صورت دیکھتے ہی کہا کہ بالزادیو تم دشمنون کا سر لانے کے لیے کہہ گئی تھین خالی پھر آئین ہی شرط کہ
ناک کٹوالون عیار یہ سنکر سمجھے کہ بیشک ہمارے لشکر مین عیار نیان بہر قتل سرداران گئی ہین یہ سمجھ کر

گویا ہوے کہ اے ملکہ ہم جاکر ابھی سر لاتے ہین ایک کام سے یہان آئے تھے یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر بعجلت تمام چلے دستِ عاجزی بلند کرتے تھے کہ خداوندا ہمارے سردارون کو ہلاکت سے بچانا ہم نے بڑی غلطی کی جو اکیلا چھوڑ کر آئے فی الجملہ یہ جب قریب بارگاہ پہونچے وہان ہر ایک کی زبانی سناکہ قران و برق آئے ہین سرنامہ دالائے ہین عیار سمجھے کہ عیار بچیان اسی ہیئت سے کہ جو مشہور اسوقت ہی آئی ہین پس سراچہ ضرغام پھاند کے اندر آیا دیکھا کہ صرصر خنجر لیے مہرخ کا سر کاٹنے جاتی ہی اُسنے گوپھن مین پتھر رکھکر مارا کہ صرصر کی ران پر اس زور سے پڑا کہ وہ اس صدمے سے گر پڑی یہ دوڑا کہ گرفتار کرون وہ دہشت جان سے ہر چند کہ اٹھنا دشوار تھا مگر بہر صورت اُٹھکر بھاگی اور صبا رفتار پہلے ہی سراچہ فرا گئی ضرغام نے پکارا کہ لینا جانسوز ہنوز باہر ہی تھا دوڑا اور لشکری اسکے دوڑنے سے ڈرے مگر وہ صورت برق وغیرہ کی تھین اسوجہ سے ساحر سحر نہ کرسکے اُنکی سمجھ مین نہ آیا کہ یہ کیا معاملہ ہی اور کیا بھید ہی وہ دونون نکل گئین عیارون نے تمام سردار مردمان بارگاہ کو فتیلہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا اور ساری کیفیت بیان کی ہر ایک نے سجدۂ شکر حق تعالیٰ ادا کیا کہ اُسنے خلعت حیات دوبارہ عطا فرمایا اور اس شکریہ مین حکم جلسۂ عشرت دیا یہ سب بآرام مصروف عیش و عشرت ہوے اور عیار بچیون نے جاکر حیرت سے سب حال کہکر عرض کیا کہ کنیزین مجبور ہین آپکو اختیار ہی جو چاہے سزا دیجیے ہم اپنی خیرخواہی کر چکے ملکہ نے کہا کہ تمھاری صورت بنکر عیار شاید آئے تھے وہ مجھسے تمھارا آجانا عیاری کے تیسے سنکر جلدی نکل گئے جب تو تم بیان کرتی ہو کہ عیار ہماری صورت بنے ہوے ہمارے کام مین خلل انداز ہوے عیار بچیون کو جب یہ حال ثابت ہوا کہا کہ اے ملکہ دوسران یہ فرمایئے کہ آپ ہی نے ہماری ساری محنت رائگان کی ملکہ نے کہا بیشک مجھسے غلطی ہوئی کہ تمھاری صورت پر انکو دیکھتے ہی راز کہہ بیٹھی اچھا اب تم جاکر اور فکر کرو مین شہنشاہ سے کہکر خطا معاف کرادونگی عیار بچیان سلام کرکے چلین اور دن سارا گذر چکا تھا عیار فلک یعنی مہر تیرہ روز بصد درد و سوز بالا دوی عرصۂ سپہر سے مراجعت کرکے خیمۂ مغرب مین گیا اور عیارۂ شب نے سیاہ پوش ہوکر کمند کہکشان لے کر عالم مین داخل کیا کہ نظم

اسی عرصے مین مہر عالم افروز ۔ کہ جو تھا اس جہان مین بہرہ اندوز
ہوا اطراف مغرب کو روانہ ۔ بڑھا سامان شب کا شامیانہ

شام کو حیرت نے مصور کو بلوایا اور حکم شہنشاہ ساحران سنایا نامہ دکھایا اُسنے کہا ہر چند میرا ارادہ ابھی لڑنیکا نہ تھا لیکن حکم شہنشاہ سے مجبوری ہی یا مارونگا یا مر جاؤنگا آپ طبل جنگ بجنے کا حکم دیجیے حیرت نے فوراً نقارۂ رزم بجوایا اہلکار خبر لے کر بارگاہ شریک اسلامیان مین آئے اور دعا و ثنا کے بعد خبر عرض کی مہرخ نے بھی نفیر سحر بجائی طبل و نقارۂ حرب گرگڑا اُٹھے تمام لشکر مین خبر جنگ معلوم ہوئی سردار دربار سے خیمون مین آئے درستی مین لڑائی کے مصروف ہوے سحر کی آتشبازی گرم ہوگئی آتش غضب سینہ مین جوش زن ہوئی نامردون کے منھ پر ہوائی اڑتی تھی عقل کی تیزی بسان شمشیر جمہرخ مین تھی بہادر

مرنے پر تیار تھے نشۂ جرأت مین سرشار تھے

نظم

بجا دونون طرف سے طبل جنگی ہوئی ہر جان کو قالب مین تنگی
نگاہین پھر گئین سینے ابھارے سرون سے خود یہ کہکر اُتارے
کہ اے خالق زمان آبرو ہے نہین پروا مدد کرنے کو تو ہے
زبان پر تھے یہ الفاظ ثنا خیز کہ ہم ہین مدعی کے آبرو ریز
پڑے جسپر یہ تیغ برق آہنگ لباس روح بھی ہو گور مین تنگ

یہی ہنگامہ دونون طرف رات بھر رہا نئے نئے سحر درست ہوئے دلاور چاق و چسپت ہوئے جبدم مزاج سرہنگ شب برہم ہوا اور مبارز سحر بصد دلیری قدم بڑھاکر عرصہ گاہ عالم مین آیا

نظم

نوید صبح مین جب مرغ چہکے نسیم عطر زا سے دشت مہکے
موذن بول اٹھا اللہ اکبر کمر کسنے لگا ہر جنگ آور
کسی نے کچھ دعا مانگی خدا سے کسی نے یون کہا سو التجا سے
کہ اے خالق مدد تیری ہے درکار اجل کا ہوئے جسدم گرم بازار
زمان آبرو دے فتح دنیا نہ حاصل ہو کہین الزام لینا

غرض بصد عظمت و جلال لشکر نیکو وارد میدان قتال ہوئی ساحرون کی آمد نے سپہر نیلی فام کو سیہ تاب بنایا گرد سیاہ نے چشمۂ آفتاب کو گدلا کیا بحر پر جوش لشکر کا طلاطم تھا جہاز حیات تباہ ہونے کا غم تھا تلوارون کی چمک سے دھارا سیل فنا کا جاری سحر کی بجلیون سے خرمن جان جلنے کی تیاری لشکر حیرت و مصور بڑے کروفر سے جب آکر میدان مین جم چکا نقیب للکارے کڑکیت بڑھکر پکارے شور حشر برپا ہوا یہ ہنگامہ ہوا کہ

نظم

صدائے طبل جنگی کا ہوا شور بڑھے دونون طرف سے صاحب زور
جھنک شمشیر کی پہونچی فلک پر لبون پر آگئے دلہائے مضطر
صدا دی پھر نقیبون نے یہ ناگاہ کہ ہان اے نامدارو تم ہو آگاہ
اجل کچھ دم مین ہوگی گرم بازار مقام آبرو ہے ہان خبردار
نہ پہچانے گا بیٹا باپ کو ہان رہیگا دل ہی مین ہر دلکا ارمان
نہ دے گی اتنی مہلت برق شمشیر کہ دم لینے کی بھی حاصل ہو تاخیر
جو ہین مان باپ کے فرزند اصلی شرافت پیشہ و دلبند اصلی
وہ نام اپنا کرینگے سر کٹاکر نہین پھیرینگے منہ میدان مین جاکر

جب کڑکیت یہ کڑکا کہکر ہٹے ایک ساحر زبون ہئیت بد انجام سامری کیش جادو تام پرے سے نکلا

اور اجازت حرب حیرت سے لیکر میدان مین آیا شیطان کا سگا بھائی معلوم دیتا تھا تیوری چڑھی دل مین بیرحمی بھری جلادمنش ستمگری مین ہلاکو عقل الّو مزاج نہایت بدخوصورت بھونڈی ٹھوڑی اوندھی چہرے پر بیغیرتی چھائی اجل کی پیشوائی کو نکلا تھا یہ اس موذی کا نقشہ تھا نظم

بشکل پیل منزل ایستادہ — غضبناکی مین مالک سے زیادہ
سیہ رو مثل شیطان سخت بدکار — ازل سے طوق لعنت مین گرفتار
طبیعت مین بھری شہوت پرستی — چکان لب سے لعاب جوش مستی
جبین سے مکر وکید وفن ہویدا — مگر تھا نطفۂ شیطان سے پیدا
قوی ہیکل بشکل گاؤ بے شاخ — بہت تھا بے ادب ورسخت گستاخ
سلح شوری دکھا کر یون پکارا — کہ لڑنے کا ارادہ ہے ہمارا
کوئی ہی ہان مقابل آکے دیکھین — گرہ مین کیا ہے اسکے لائے دیکھین
جو تم مین مرد ہو آئے مقابل — کھلے کیفیت مقتول و قاتل

اس مہیب کو اس خودسر کی سنکر لشکر مہرخ مین علم جلوہ دکھانے لگے اور ساحرون کے سحر سے ہزارہا نقارے بروے ہوا ازخود بجے اور پھول سونے کے برسنے لگے ملکہ ہلال سحر افگن نازک بدن گلفام سیمین اندام فوج ستمگری جلو مین لیے غمزہ و ناز کا لشکر ہمراہ ظفر صورت فتح نشان بصد شوکت و شان لڑنے چلی نظم

چلی اسطرح جیسے بے وفا یار — گھٹے جس طرح آرام گنہگار
وہ تھی قتل آشنا شمشیر ابرو — وہ تھے نوک مژہ تیر دو پہلو
وفا اسمین نہ کچھ جوبن مین اُسکے — ستم لبریز تھا دامن مین اُسکے
دل اُسکا رحم سے نا آشنا تھا — کسی کا آشنا بھی تھا تو کیا تھا
ارادو نہین تھا اُسکے قہر آمیز — زبان وقت سخن گویا شرر ریز
نگاہون مین تھا اُسکے لطف کچھ کم — سوا تنے واسطے تا دل ہو برہم
وفا اُسکی فریب جانستان تھی — پئے عشق ستم یہ امتحان تھی
برابر آکے بولی او اجل دوست — مگر مشتاق مدفن ہین تن و پوست
سنبھل ہشیار لا رکھتا ہی کیا وار — کہان تک تیری یہ بیہودہ گفتار
یہ سنتے ہی ہوا ظالم غضبناک — کیا ہوار اپنا اُس نے چالاک
ادھر سے یہ چمک کر جو پیکر — بڑھی مانند شیر حملہ آور
زمین پر وہ گرا اژدر سے اکبار — نکالی سحر کی جھولی سے پرکار
زمین پہ دائرہ سا اس سے کھینچا — پڑھے الفاظ سحر آمیز اُس جا

اندھیرا ہر طرف عالم مین چھایا	بشکل شیر اس کو سب نے پایا
بڑھی یہ جو ریکر بن کے ناگن	چلین جو مین کھلے جادو کے سب فن
کبھی بنتا تھا وہ بچھو اور کبھی یہ	غرض طالب ہر اک صورت مین تھی یہ
پھر آخر بن کے اک شمشیر خون ریز	بسان برق روشن اور بہت تیز
چمک کر اسطرح سے آ گی سر پہ	کہ دو ٹکڑے ہوا وہ مرد خود سر

اس کے مرنے سے شور وغل برپا ہوا اور مصور کی آنکھوں مین خون اُتر آیا کیونکہ وہ ساحر اسی کا ملازم تھا بس اسنے افسران لشکر کو للکارا کہ خبردار یہ قاتلہ جانے نپائے فوج اسکی چار طرف سے لینا لینا کہکر آگری اور مصور نے سحر کی آتشبازی جو گڑوائی تھی اُسمین آگ لگادی ایک جانب سے ادھر حیرت لاکھون ساحرون کو لیکر آگری تھرخ ہر چند کہ جمعیت سپاہ کم رکھتی ہی لیکن جمعیت دل سوا رکھتی ہی اسنے یہ انبوہ مخالف دیکھکر بہت جلد گنج مین ہوائی کے آگ لگادی اور تمام لشکر سے بڑھکر فوج عدو سے غٹ پٹ ہوگئی تر سول نپسول چلنے لگا آتشبازی مین سے ادھر کے جو شعلہ گرا پتلا آتشین بنا وہ آتش کے پرکالے کہ گرز آتشین لیے لشکریون پر جھپٹے جسکے گرز پڑا وہ جلکر ٹھنڈھا ہوا ادھر کی آتشبازی سے جو شعلہ نکلے وہ دیو آتشین تھے وہ ہی دیوان پتلونکو روکنے لگے چرخی نے چرخ مین جال ڈالی انار کے شعلہ فساد کی چنگاری بنے مہتاب نے نئی روشنی دکھائی کہ اندھیرا دھومین سے ہوکر چاندنی نکل آئی زخمیونکو زخم کھانیکی لذت ملنے لگی جسکے زخم اسکو چاند چاندنی نے مارا انہین نہین کسی ماہ رو نے مارا عروس شجاعت کے چہرہ کا فروغ جلوہ گر تھا کہ آتش سحر کا دلمین اثر تھا منہ سے ہر ساحر کے شعلہ آتشین نکلتے تھے خاکی ناری بنگئے تھے طبقہ خاک کرہ نار تھا اجل کا گرم بازار تھا ملک الموت کی شعلہ خوئی سے ہزارون ٹھنڈے ٹھنڈے رہرو ملک عدم ہوے ہزارون واصل جہنم ہوے ساحرون مین تو یہ آفت برپا تھی بہادرون مین شعلہ تیغ کی لپک خرمن ہستی کیلیے ایک برق بلا تھی غرضکہ ہر سمت تلوار کی چالاکی شور بحر مرگ بلند تھا بیزار حیات ہر ایک خود پسند تھا عرصہ ہستی تنگ ناچار ہر ارجمند تھا

دشت لاشون سے بھر گیا پاؤن ثابت قدمونکا گڑ گیا نظم

صدائے گرز سے پانی ہوے دل	ہوئے فرش زمین شیران کامل
زمین کانپی بشکل قلب بیتاب	کمر تک آ گیا خون مثل گرداب
ہزارون سر گرے روئے زمین پہ	اجل تھک تھک گئی سرعت سے اکثر

آج مصور و حیرت نے پاؤن جما دیے خود بر طسم بڑھکر سحر کیے ازبسکہ بادشاہ طلسم کی بی بی کا سحر کرنا کسی سے رو نہو تا تھا ادھر سے سردار جانبازی کرکے جہانتک ہوسکتا تھا ردسحر کرتے تھے مگر مجروح ہوگئے تھے لشکر اُدھر کثیر اس طرف قلیل عیار سب موجود نہین جو کوئی تدبیر کرین فوج پسپا ہونے لگی

مصور پہلے کی ذلتین اٹھائے تھا اسنے چند تصویرین نکالکر زمین پر پھینکین کہ وہ انسان ہوکر تیر مارنے لگین تیر انکا بھی چالیس چالیس کا سینہ توڑتا تھا لشکر تمام نشانۂ سہام بلا تھا حیرت نے ہزار ہا تیر بھیجے تھے کروہ کسی کے پھیرے سے نہ پھرتے تھے جب یہ سامان فتح مہم پہونچا تھا تو اسنے ایک نامہ افراسیاب کو لکھا تھا کہ اے شہنشاہ کنیز نے بموجب حکم آپ کے کار لشکر حریف تمام کیا ہے آپ بھی تشریف لائیے اور حال زار انکا ملاحظہ فرمائیے یہ نامہ پتلا سحر کا لیکر اُدھر گیا اور اسطرف لشکر پر وقت تنگ تھا مہرخ پائے ہمت گاڑے ٹھہری تھی لب استغاثہ وا کرکے خدا سے یہ التجا کی

نظم

یہ رو کر عرض کی ای میرے اللہ | ترے آگے ہین یکسان عاجز و شاہ

مری مشکل ہو آسان ایکدم مین | کہ ہے مختار تو ہر بیش و کم مین

امید زندگی ہے مجھکو مسدود | سوا تیرے سہارا کیا ہے معبود

تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنی وہ ساحر جو ملکہ بران نے بھیجے تھے اور ذکر انکا اول کیا گیا کہ پتلا انبین جادو کو پکڑنے گیا تھا اور ساحر خبر لینے لشکر دن کی آئے تھے چنانچہ منتظر اس امر کے ٹھہرے تھے کہ کوئی حال تازہ دریافت کرکے جائین اور ملکۂ مذکور کو خبر کرین فی الجملہ جب طبل جنگ یہان بجا ساحر گئے اور حال آغاز جنگ بیان کیا ملکہ بران خبر سنکر متفکر تھی کہ نامۂ کوکب آیا لکھا تھا کہ اے فرزند لاشۂ قرطاس افراسیاب پاس پہونچا اور اُسکے حکم سے مصور نے ارادہ جنگ کیا ہے تم خبر نگاؤ نامہ پڑھکر ملکہ بران نے دو پتلے بہر خبر روانہ کیے وہ پتلے اسوقت آکر پہونچے کہ لشکر پر وقت تنگ تھا پتلون نے بہر صورت اپنے تئین ملکہ مہرخ تک پہونچایا اور کہا کہ ہم فرستادۂ خواجہ عمرو ہین جو کچھ حال ہو بیان کیجیے ملکہ نے کہا کہ جو تم دیکھتے ہو یہی جاکر بیان کردینا عیان را چہ بیان ہے ہمپر برا وقت پڑا ہے خواجہ پر تصدق ہوا چاہتے ہین پتلے یہ کیفیت دیکھ سنکر روانہ ہوے اور بہت جلد خدمت بران مین پہونچے سارا ماجرا بیان کیا عمرو یہ حال سنکر بیقرار ہوگیا اور کہا اے ملکہ اگر مہرخ کام آئی تو سارا لشکر پراگندہ ہوجائیگا پھر جمعیت ہونا غیر ملک مین دشوار ہے آپ مجھکو جلد روانہ کیجیے ملکہ نے حالت اضطرار خواجہ و ماجرائے جنگ سب کوکب کو لکھا کہ وہ عرضی جب کوکب کو پہونچی اُس نے سحر پڑھکر دستک دی ایک آندھی آئی بعد آندھی کے ایک ساحر تخت پر سوار ہاتھ اُسکے چار جسم سارا بلور کا سراپا پتلا نور کا فلک پر سے اترا تخت سے اُترکر بادشاہ کو سلام کرکے ٹھہرا تھا کہ زبان بادشاہ دُرفشان ہوئی فرمایا کہ اے بلور چہار دست تم خواجہ عمرو کیساتھ بافوج گران اسی وقت طلسم ہوشربا مین جاؤ اور افراسیاب اگر لڑے تو اسکے باپ سے لڑنا مقصود ہو روز بد دکھاؤ بلور آداب بجالاکر روانہ ہوا اور بادشاہ نے بران کو نامہ لکھا کہ خواجہ کو اس طرف روانہ کرو حال اسکا لکھا جائیگا کہ جسطرح ملکہ نے خواجہ کو روانہ کیا ہے مگر جبتک بلور اور عمرو وہان پہنچے آئین بموجب تحریر حیرت افراسیاب شادان و فرحان سوار ہوکر داخل لشکر ہوا اور

حال دیکھکر ایک نارنج سمت دشت نبرد پھینکا یکایک تمام عالم تاریک ہوگیا اور جسجگہ وہ نارنج گرا تھا وانسے ایک میل فولادی نکلنا شروع ہوا اور بڑھکر مثل ایک مکان بلند کے نظر آنے لگا چارطرف اس میل مین دریچہ ہاے طلائی بنے تھے شان ایزدی انسے نمایان بہتری مین ہمسایہ آسمان آنکی کلانی پر نثار گنبد نیلی سائبان ہر دریچہ منتظر بہرام کو شرماتا دروازہ ہر ایک غرفہ نگاہ معشوقان نظر آتا ہر روزن ہر ایک نگاہ ناز کو لبھاتا نظم

رفیع ایسا کہ قصر آسمان گرد / وسیع ایسا کہ گلزار جنان گرد
بنے تھے بے نظیر انمین مکانات / مزین نقش دار عالی عمارات

ہر دریچہ مین ایک ایک گلفام سیمبر بصد انداز کرسی ناز پر جلوہ گر تھی اور میدان قتال کو دیکھ دیکھکر قہقہے لگاتی تھی صورتین ان پری پیکرون کی جادو کی تصویرین تھین نگاہین شراب لفت کا ساغر نظر آتی تھین زلفین انکی دل عشاق کی الجھن بڑھاتی تھین گیسو کمند الفت مژگان تیر محبت ابرو خنجر جانستان ہر عاشقان کمان دل خنجر قربان تیغ نگاہ کا ہر دل زخمی آنکھون مین انتہا کی شرارت وسرمگی رخسار خون شیدا ئے تیغ تبسم سے رنگین دہان شیرین گوتلخی دشنام دہی سے نمکین ذائقہ بخش جان عاشق حزین ابیات

شب ظلمات سے کالے کہین بال / بلاے آسمانی جس سے پامال
درازی مین کمند آہ کوتاہ / نہ پائی خضر نے ظلمات کی راہ
گل نرگس فداے چشم فتان / سر لشکر شکن صف ہاے مژگان
چراتی دم ہین شمشیرین نظر سے / بلا ارنے کو ہین ابرو کے پر سے
دل ابرو پہ تھے دو قضا کے / عجب جوہر قیامت کے بلا کے
وہ پیشانی مصفا تھی کہ واللہ / حیاسے آب تھا آئینۂ ماہ
عذارون سے گل خورشید بدرنگ / دہن بے مثل تھا غنچے سے بھی تنگ
ڈھلا سانچے مین تھا خوش ڈول چہرا / بنایا دست قدرت نے سراپا

ان جادو کی تصویرون نے خنجر موج تبسم گلدے لشکر مہرخ پر روان کیا یعنی اسطرح ہنسین اور قہقہے لگانے لگین کہ تمام لشکری فوج دشمن سے مقابلہ چھوڑکر انکے محو دیدار ہوے اور لشکر حیرت وغیرہ الگ ہٹگیا اور یہ لشکری ان گل اندامون کے ہنسنے پر قہقہے لگاتے بیتابانہ اسی طرف چلے شور صداے خندۂ شادی مرگ بلند ہوا ہر دردمند خرسند ہوا ہنسنے کیلئے گویا اپنے حال زار پر رو تے تھے سبا رکباد مرگ شادی دیتے تھے ابیات

دہن خندان نگاہین جانب میل / اسی جانب کو تھی چلنے مین تعجیل
بظاہر عیش تھے خندہ دہن تھے / مگر سب طالب مرگ و کفن تھے
ہنسی بہکی ہوئی اور اضطرابی / روان تھے اسطرح جیسے شرابی

دیوانہ وار ہنستے قہقہہ لگاتے تمام زن ومرد زیر میل آکر ٹھہرے شعر عاشقانہ زبان پر ہر ایک کے جاری تھے نظم

ہوئی جادو کی پریونکی محبت
دل شیدا تصدق تم پہ ایجان

پکارے سب سنو اے مہرطلعت
حقیقت کیا ہے دلکی جان قربان

دو پریان اسیطرح انکے بکنے پر ہنساکین یہ سب گرداگرد میل کے نیچے بیٹھ گئے اور ہنسنے لگے اب عجب تماشا اس میدان مین ہوا کہ ہرسمت قہقہہ کی آواز بلند تھی میل نے کشت زعفرانی کی کیفیت پیدا کی تھی سرمیل پر قہقہے بلند تھے زیرمیل ہزارہا آدمی کھڑا ہنس رہا تھا جسطرف سنیے سواے صداے خندہ کے اور کچھ سنائی نہ دیتا تھا وفور حسرت کا ہجوم کھسیانے پن کی دھوم انکی ہنسی پر گلون نے ہنسنا فراموش کیا غنچہ دل تنگ ہوکر سونے لگا کبک دری اپنے قہقہے بھولا گلہاے خندہ گلرخان اس دشت مین کھلے تھے ہاتھ پاؤن بھولے تھے ہرشخص ازخود فراموش دل پر عشرت سحر کا جوش زبان خروش کہ

ابیات

کوئی جوش ہوس سے ہوکے بیباک
زمین کو مستیون مین چومتے تھے
کسیکو کوئی لیتا تھا بہ آغوش

ہوا راغب براے بوسۂ خاک
کبھی سر کو اٹھاکے جھومتے تھے
کوئی کہتا تھا ہم خود ہین فراموش

افراسیاب نے طبل بازگشت بجوادیا مصور وحیرت تعریف کنان عرض کرتے پھرے کہ اے بادشاہ ہمرتبہ سامری وجمشید کیا کہنا یہ سحر دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے آپ ہی کیواسطے لقانے یہ مرتبہ دیا ہے واہ واہ شاہ جادوان نے ہنسکر کہا کہ یہ ادنے ایک منتر کی میرے تاثیر ہے مجھکو ان لوگونکا مٹانا منظور نہ تھا اور اپنا مقابل مین انکو سمجھتے ننگ اپنا جانتا تھا ورنہ ابتک مدت کا انھین ہلاک کرڈالتا آج ایسا ہی غصہ مجھکو آیا جب یہ ادنی سا سحر مین نے انپر کیا اب سب ہنستے ہنستے بیہوش ہوجائینگے کچھ احتیاج قتل کرنے کی نہین جو کوئی سخت جان کہ انمین بچ جائیگا اسکو دار پر چڑھاؤنگا یہ کلمات سنکر سب بجا اور درست کہتے بارگاہ مین آئے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوے نقارے فتح کے بجے مال ومتاع لشکر مہرخ پر حکم قبضہ کرنیکا ہوا افسر لشکر روانہ ہوے یہان جو محافظ تھے وہ خوف بادشاہ سے بھاگ گئے تھے خیام وبارگاہین خالی پڑی ہین بازارین بند رعیت فراری تھی سبکو ضبط کرکے پھرے ہوگئے فوج کے افسر براے تلاش لشکریان مخالف بیقرار ہوے کہ جس کسی کو پائین گرفتار کرین ہزارہا آدمی کوہ ودشت سے مقید ہوکر لائے گئے ڈھونڈھورا پٹا کہ مہرخ کی دوستی کا جو کوئی دم بھرے یا اُسکے حال پر افسوس کرے فی الفور اسکو گرفتار کرو غرضکہ یہان تو ایک طلاطم ہے تمام لشکر زیرمیل کھڑا ہے اور بیٹھا ہنس رہا ہے اب حال عمرو صاحب اقبال بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کسطرح سے آتا ہے

مصاف اول فوج کوکب روشنضمیر وافراسیاب سے اور آنا بلور چہار دست کا بہ لشکر کثیر ہمراہ ہمشیرہ خواجہ عمرو کے

اور رہا ہونا لشکر مہرخ کا لمؤلفہٗ

ابھی ساقیا مجھ مین باقی ہی ہوش ۔ ذرا اکہدے پھر جا ہ ساغر بنوش
مگر زعفرانی ہو ساقی شراب ۔ کہ ہنستا پھرون پیکے مین بیحساب
صراحی لگانے لگے قہقہے ۔ بھرین جام پھر خندہ جام سے
ملے پھول کا جام لب سے مرے ۔ یقین ہے ہنسی پھر نہ میری تھمے
اگر دیکھ لون دخت رز کی چھبین ۔ تو صدقے کرون اسپہ مین جان و تن
بہت باکرہ کی ہے مجھکو طلب ۔ اچھوتی رہیگی نہ بنت العنب
مرے دلپہ چھا جائے پھر بیخودی ۔ بلا آکے دے جوش مستی مری
قدم آکے پیر مغان کے مین لون ۔ حواس و شکیبائی مین نذر دون
کہان تک ہو ساقی کرم کا بیان ۔ بہت تیرا ممنون ہون مہربان
پلا رند کو اور اک جام مے ۔ کہ رخصت طلب تجھسے وہ آج ہے
ترا نام و اقبال ساقی بڑھے ۔ زمانہ مجھے پھر شرابی کہے
اگر جوش مستی کی کچھ ہو مدد ۔ دکھا دون مین توبہ کو پھر روزبد
شکست اسکو دم بھر مین ایسی ملے ۔ مرے نام سے توبہ توبہ کرے
چلے میری صورت سے زاہد مدام ۔ کرون اسکی دم بھر مین قلیا تمام
بس اے جاہ افسانہ گوئی کرو ۔ نہ یون پیکے مے تم بہکتے پھرو
شگفتہ چو شد طبع در انجمن ۔ دہان قلم مثل گل خندہ زن

طالبان دیدار شاہد افسون و تحیران آئینہ جمال معشوق مضمون میخواران خمخانہ سحر سازی و سرمستان شراب عربدہ پردازی گروہ گروہ میدان حیرت مین نیرنگی سحر طبع سے جمع ہو کر اس طرح خندہ زنی فرماتے ہین کہ استعجاب سے بیان داستان پر ہر ایک کے ہوش کھو جاتے ہین یعنی جب یہان لشکر مہرخ مسحور سحر ہو کر برباد و تباہ ہوا اور کوکب کے یہانسے عزم روانگی خواجہ بہ عظمت و جاہ ہوا ملکہ بُرّان نے نامہ اپنے باپ کا پڑھکر عمرو سے کہا کہ خواجہ خدا حافظ بڑا زبردست افسر ہمراہ کر کے پدر بزرگوار نے میرے آپکو رخصت فرمایا ہی لیجیے تشریف لیجائیے اور جنگ فتح فرمائیے عمرو یہ کلمات فراقیہ سنکر آنسو آنکھون مین بھر لایا اور کہا اے ملکہ مجھکو اپنے دل سے نہ بھلانا فراموش بالکل نہ فرمانا جدا ہونا تم سے شاق ہی خاطر مبتلاے رنج فراق ہی کاش ایسی مہربانی تم مجھپر نہ فرماتین دل کو نہ تڑپاتین

نظم

دھوئین نکلے لب گلگون بوے شب ۔ زبان کرنے لگی فریاد مطلب

که افسوس اے فلک یہ کج ادائی — مگر ہے عیب رسم آشنائی
نہین ہون بندۂ احسان فراموش — محبت کا ہے دل مین دمبدم جوش

بران نے کہا خواجہ تمھاری جدائی مجھے بھی ناگوار ہی آپ کے عقب مین انشاء اللہ مع لشکر کشمیر مین بھی آتی ہون گھبرانا نچاہیے خوشی خوشی تشریف لیجائیے یہ کہکر اٹھی اور ہاتھ پکڑ کر لیچلی مخمور بھی ساتھ ہی اٹھی اور تسلیم رخصتی بجالائی ملکہ نے فرمایا کہ اے مخمور تمکو ابھی رخصت نہین ملی تم ٹھہرو جلدی نہ کرو اس نے کہا کہ حضور مین ہمراہ خواجہ آئی تھی تنہائی مین کیونکر بسر ہوگی زندگی دوبھر ہوگی بران نے جواب دیا کہ خلاف مرضی بادشاہ کرنا اچھا نہین بغیر رخصت جانا کیا ضرور پاس خاطر میزبان مہمان کا دستور ہی مخمور مجبور رہکر چپ ہو رہی اور خواجہ کو ملکہ لیکر اس بارہ دری کے ایک کمرے مین علحدہ لائی وہان کشتیان خلعت پر زر اور زر و گوہر سے مملو دھری تھین عمرو پر ملکہ نے کچھ ایسا افسون پڑھا کہ بیہوشی طاری ہوئی پھر جو آنکھ کھلی ایک باغ پر بہار مین اپنے تئین پایا سو کنیزین ماہ رخسار وہان حاضر تھین وہ شرط خدمت بجالائین خواجہ کو اس باغ کی بارہ دری مین تخت جواہر پر بٹھایا شراب و کباب جلسہ انتساب آغاز ہوا یہان تو سامان عشرت افتران جمع ہی مگر بران نے پھر کچھ سحر پڑھا کہ عمرو جو بیہوش ہو گیا تھا ہوشیار ہوا اس عمرو کے جسم پر قبائے شاہی اور لباس فرمانروائی سے مزین و محلی کیا تاج گوہر سر پر رکھا نیچہ طلسمی کمر سے لگایا نہایت عمدہ جواہر کا اسباب ہر جگہ موقع و مناسب پر آراستہ کیا پھر باہر لیکر آئی یہان تخت طاؤسی جواہر کار حاضر تھا طاؤس جواہر کے چارون کونون پر ایستادہ دم اپنی چتر کیے تھے جواہر کے نگینہ پایہ ہائے تخت مین جڑے تھے اس تخت پر خواجہ سوار ہوے اسوقت مخمور بادل رنجور پھر عرض پیرا ہوئی کہ مجھے رخصت ملتی تو اچھا تھا بران نے کہا کہ اے بہن جانے مین اتنا اصرار نہ کرو کچھ دن رہکر چلی جانا اچھا باغ کی سیر سے دل بہلاؤ اور خواصون کو حکم دیا کہ انھین سیر کرا لاؤ پانسو کنیزین مہر جمال بحکم اسکو لیکر چلین اور اسی باغ مین جہان عمرو مشغول عشرت ہی اُسے بھی لائین اسنے دیکھا کہ ایک باغ عجائب روزگار بنا ہی سراسر طلسم نظر آتا ہی اس باغ مین ایک مقام بہتر پر تخت زرنگار بچھا ہی عمرو وہان جلوہ فرما ہی اُسنے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے اٹھکر باعزاز پاس اُسکو بٹھالیا اُسکے دلمین خیال آیا کہ ایک عمرو وہان روانہ ہو رہا ہی ایک یہان بیٹھا ہی کچھ عجب کارخانہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ خواجہ ابھی جاتے نہین وہ جو روانہ ہوتا ہی وہ بھی کوئی شعبدہ ہی اور جو یہان بیٹھا ہی یہ بھی کوئی اور ہی اصلی عمرو کو ملکہ بران نے پوشیدہ کیا ہی اسی وجہ سے تجھکو رخصت نہین ملتی یہ سوچکر چپ ہو رہی لیکن ادھر خواجہ کے سوار ہوتے ہی ڈنکے پر چوب پڑی تخت ہاتھیون پر کسا گیا چتر زرین سر پر پھرنے لگا تین سو علم جلوہ دکھانے لگے نشان تین لاکھ ساحر اور جرار کا ظاہر تھا پرچم دھریرے کھل گئے جنپر تعریف خدا و نعت پیغمبر لکھی تھی ہر علم کی توقیر بڑی تھی سترہ ہزار مرکب باد رفتار با زین و لجام مرصع کار کوتل ہمراہ تیرہ ہزار فیل رعد آواز فلک شکوہ پر خیمہ ڈیرا لدا گئی ہزار ہاتھیونکی قوم جلو مین اُنپر امرائے طلسم نواز شان

سوار جھولین ہاتھیونکی طرحدار جھونڈے اور مشکین زنگین آئینونکی منتک پر تزئین دیکھنے والے حیران تھے بڑی آن بان سے آگے بڑھے تھے کہ کئی ہزار سانڈنیان زنگولے بندھے گردنین گھنگرو بڑے بڑے پڑے چھم چھم کرتی چلین بعض پر نقارے لدے زنبورچی بیٹھے بعض پر پیک طلسم سوار نہایت اقتدار سے نکلے پھر عود عنبر کے لوٹے لیے اور لخلخے طفلان مہرو بیدار پیدا ہوے سقے گلاب و کیوڑہ چھڑکتے چلے اور ریساول و چوبدار خاص بردار لباس زرّین سے درست گذرے کہ یکایک صداے طرقوا طرقوا سے گوش فلک کر ہوا نقیب نے صدا دی کہ بڑھے عمرو دولت ادب تفاوت سے بڑھے آئیو پیش خداوند نعمت کرکا کر کیت کہتے ثنا خوانی خواجہ عمرو کی کرتے گذرے اُسوقت وہ چالیس فیل زنجیر بند کیے ہوے نکلے جنپر موتیون کا بنگلہ پڑا تھا تخت کھنچا تھا خواجہ بصد کر و فر جلوہ فرما تھے گرد تخت کے ہزار طائر زرین بال و پر کھولے حاضر کئی سو پریان طلسم کی مروحہ جنبائی کرتی شہزادیان باادب سامنے تخت کے بیٹھین ہاتھی چالیس آہستہ آہستہ روان تین لاکھ ساحران غدار نہس و فیل و اشتر و اژدر پر سوار نقلین سلگتین تھالیان برنجی چمکتی ترسول کی بھالین جو دلکو عدو کی چھید ڈالین آب و تاب دکھاتین ساحر نیرنگی سحر کی دکھاتے جادوگرنیان نفیس لباس پر زر جواہر کا زیور پہنے سب کے آگے بلور چہار دست اژدر پر سوار چار ہاتھ کا انسان دو ہاتھ کی مٹھیان بند دو کھلے جو کھلے ہاتھ بند کرتا اور بند ہاتھ کھولتا بلور کے ہزار پتلے ہاتھ سے نکلتے اور ساحر بنکر دشمن سے لڑتے نیرنگ سحر کے جادو کے انسان بنانا اسکے بائین ہاتھ کا کرتب تھا خلاصہ یہ کہ بڑے کر و فر سے وہ لشکر تھا سارا لشکر فیل خم چہ کے گرد قلب مین تخت فلک رفعت مہر سپہر عیاری کو لیے جبکا یہ کر و فر تھا کہ

نظم

ہزارون اردلی مین خاص بردار
ہزارون تھے روان ہمراہ سردار

لباس اُنکے بدن پر زعفرانی
بھرا بیلون مین تھا سونے کا پانی

قباؤن مین وہ اُنکے صرف کمخواب
خجل تھا اشرفی بوٹے سے مہتاب

گروہ اُنکے عقب پھر عورتون کا
ہر ایک خورشید اور مہتاب سیما

جوان ہر ایک ہمسن روکش حور
سراپا پیرہن جسمون پہ تھا نور

ہر اک پہنے مرصع کار زیور
مقابل مین تھا ذرہ مہر انور

عیان ناز و کرشمے تھے غضب کے
مزین برچھیان ہاتھون مین سب کے

بہت تھے رشک گلگون پر جو اسوار
ہوا پر تھے روان گویا ہوا دار

سراپا تھا طلائی ساز اُن کا
پری سے تھا الگ انداز اُن کا

ٹکے تھے دامن زرین پہ گوہر
کہ پیدا قدرتی تھی آب جس پر

ہزارون حرف تھے الماس پارے
خجل تھے روبرو جسکے ستارے

تجمل اور شوکت شان سے وہ
چلا آخر کو اس سامان سے وہ

قلعۂ ہفت رنگ سے بہ تجمل تمام نکلکر بہت جلد سرحد طلسم نورافشان طے کرکے سارا لشکر نبرد و ریحر برہم باقر چلا اور جس کسی سرحد دار طلسم ہوشربا نے اس لشکر جلیل کو دیکھا خیال کیا کہ فوج شاہ کو کب ہے ہمین امور بادشاہ مین دخل دینا زیبا نہین ایسا نہو کہ خلاف بادشاہ ہو پس یہ سمجھکر روکنے سے باز رہے اور یہ لشکر کسی جا ٹھہرا انہین کئی روز تک برابر چلا گیا اور قریب بیشۂ رنگین حصار کے جہان لشکر مہرخ اترا ہوا تھا پہونچا یہان سب سردار میدان کارزار مین گردمیل جمع ہین بہتسے بیہوش ہین از خود فراموش ہین جو ہوشیار ہین وہ قہقہے لگا رہے ہین بیہوش ہوا چاہتے ہین عیار جو دو یہان ہین وہ بھاگے ہوے ہین انھون نے دشت مین اس لشکر کو آتے دیکھا اور ہاتھی پر خواجہ کو سوار دیکھکر شاد ہوے استاد آئے استاد آئے کہتے دوڑے **عمرو** نے پاس اپنے انکو بلالیا اور سارا حال بربادی لشکر کا ستکر **بلور** کو حکم دیا کہ ہان لینا لشکر **افراسیاب** کو بحجرد حکم ساحر نارنج و ترنج لیکر دوڑے اور اسطرف بھی ناظمان ملک کی عرضیان آچکی تھین خبرداروں نے آمد لشکر کی خبر بہونچائی تھین **حیرت** و **مصور** نے حکم دیا تھا کہ ہر وقت لشکر تیار رہے اور شاہ طلسم کچھ دیر بارگاہ مین ٹھہر کر سمت ظلمات طلسم چلا گیا تھا خلاصہ یہ کہ اُسوقت جو **بلور** تین لاکھ سے آگرا یہان کپر بھی فوج ساحران مسلح و مکمل کھڑی تھی دونون فوجین باہم ملگئین نارنج و ترنج چلنے لگا ابر سحر برسنے لگے سانپ بچھو گر کر کاٹتے تھے بیر غل مچاتے تھے شور برپا تھا چار سمت اندھیرا تھا **بلور** نے آگے بڑھکر مٹھیان بند کرکے جب کھولین ہزارہا پتلے بلور کے ہاتھ سے گر کر تلوارین پکڑ کر مثل مبارزان جا گرے اور پھر تو کشتون کے پشتے بندھ گئے کیونکہ وہ پتلے کسی کے مارے نہ مرتے تھے نہ کاٹے کٹتے تھے اور مٹھیان بار بار **بلور** جو کھولتا تو لکھوکھا پتلا پیدا ہو گیا تھا اس نے مارے تلوارون کے تہلکہ ڈالدیا تھا لشکر مین در آئے تھے یہ آگے بڑھے تھے دشمن کے زور گھٹے تھے کماندار سہمے ہوے تھے **مصور** و **حیرت** گوشہ گیر تھے ہر چند چلاتے تھے فوج کو نعرے مارتے تھے مگر کچھ تدبیر نہ بن آتی تھی پتلہ ہاے سحر کی چڑھائی تھی میدان ستم خون سے لبریز تھا ہر ایک کو لڑنے سے گریز تھا موت حلقے مین گھیرے تھی عاقبت مثل کمان منھ پھیرے تھی قدر انداز تھراتے تھے تیر پیام قضا لاتے تھے شمشیر شرربار ہزارہا ساحر فی النار بیردن کا شور کرنا آندھیون کا زور زور چلنا العیاذ باللہ تڑپ تڑپ کر بجلیون کا گرنا طوفان گیر بحر ہستی بھاگے ہوے امان تندرستی ملبل و دف و قرنا کا بجنا کڑکا ہونا دل ترک فلک کا دھلتا تھا یہ حال ہوا کہ **ابیات**

سپاہی چو دریاے جوشان بجنگ　همه تیز کردہ بجینۂ دو چنگ
سواران جنگی جوانان دلیر　خروشان و جوشان چو درندہ شیر
زبانگ تبیرہ شدہ کرد گوش　زگردان برفتہ ہمی مغز و ہوش
خروشیدن کوس و زخم درائے　جہان راہمی بر دیکسر زجائے
ہمہ دشت تن بود بیدست چائے　دلیران بدشمن نمودہ قفائے

اسی ہنگامۂ گیرودار مین عمرو اپنے فیل پر سے اُتر کر مرکب بادپیما پر سوار ہو کر قتل کرتا ہوا جانب ہیل چلا اور راسی نیمچہ سے جو سبحان نے طلسمی دیا تھا ہزارہا ساحر مار آگیا اور یہ لڑتا بھڑتا قریب جب پہونچا تیغ مرصلہ پر نیمچہ لگایا نیمچہ پڑتے ہی ایک شعلہ چمکا اور اُسمین آگ لگی وہ مکانات اور دریچے اور ناز نینان سحر جلکر راکھ ہو گئین جسقدر کہ فوج بیہوش اور مسحور ہو کر ہنس رہی تھی وہ ہوشیار ہو کر لڑنے لگی ہیل جلکر غائب ہوا ہر ایک فوج دشمن پر گرا پھر تو اسقدر خونریزی ہوئی کہ دامن دشت دامن معشوق گلنار پوش تھا جدھر دیکھیے انبار سر ودوش تھا گیاہِ دشت مژگان خون چکان تھی ندی خون کی روان تھی لوہا برستا تھا ابر فنا بار چھایا تھا سر و تیر نصرت وشکست کا سایہ تھا دن بھر یہی ہنگامہ رہا جسوقت وہ زمانہ آیا یعنے گروہ سپاہ وشور لشکر ظفر پناہ سے آفتاب تابان تیرہ ہو کر رد بفرار لایا اور بر دین و ماہ کے گوش خروش نبرد سے بھرے **نظم**

نیا پھر رنگ لائی شام جادو
ہوئی پیدا عجب جادو فگن شام

بڑا آیا نظر انجام جادو
طلسم روز توڑا یہ کیا نام

قریب شام حیرت ومصور کے پاؤن میدان رزم مین نہ ٹھہرے اور فوج نے گھونگھٹ کھایا بھاگ کر سمت دریاے خونروان گئی اس طرف خیمہ وخرگاہ مہرخ پر پہرا تھا وہ لوگ پہلے ہی بھاگ گئے اور بلور نے فوج کا تعقب کیا مگر دریاے سحر بناکردۂ نازنینان طلسم ہے وہان جانا مناسب سمجھکر طبل امان بجا کر پھرے اور بارگاہ وخیام دشمن پر قبضہ کیا عمرو نے حکم دیا کہ باقی نہ رکھو سب مال دشمن تاخت وتاراج کرد اسیوقت سب لٹگیا بارگاہون مین آگ لگا دی خزانہ کل ضبط کیا پھر طبل شادمانی بجاتے سر خواجہ پر سے زر نثار کرتے تھے مہرخ خواجہ سے بغلگیر ہوئی عیار سب شاد ہوے بند غم سے آزاد ہوے بارگاہ مین دوبارہ رونق ہوئی ڈھنڈورا پٹا کہ خواجہ عمرو طلسم نور افشان سے تشریف لائے ہین دشمن مغلوب ہوا اہل اسلام کے شریک بے خوف وہشت آئین اور آباد ہون رعیت فراری آنے لگی بازارین آباد ہوئین لشکر بلور کا ایک عمدہ مقام پر اترا خواجہ کے حکم سے بلور چہار دست کیلیے بارگاہ زر بفتی نصب ہوئی یہ اسمین فروکش ہوا پھر مع عمرو بارگاہ مہرخ مین جملہ سردار زیب کرسی ودنگل ہوے مہرخ نے آمد خواجہ کی خوشی مین جشن کیا اور ایک میدان وسیع وسبزہ زار مین خیمہ وبارگاہین نصب کرائین سامان دعوت بلور مہیا کرایا بجرد حکم کوسون تک آتشبازی گڑ گئی خیام ذی احترام استادہ ہوے سراچہ اُنکے براے مشاہدہ سیر وتماشہ اٹھا دیے گئے خیمون مین شیشہ آلات سے فروغ ہوا میدان مین جھاڑ روشن تھے درختون مین گیند لٹکے تھے طوائفان قمر پیکر سر جلکر رقص کنان نشاط وسرور مین پیر وجوان چاندنی رات کا سمان فلک پر مشعل ماہ روشن مزین انجم کی انجمن دشت دور کا چمکنا چشمون کا مواجی کرنا شاخ بلور کے جھومنے کا لطف دکھاتا تھا جب یہ سامان جمع ہوچکا مہرخ بلور وغیرہ بصد سرور مسندہاے پرزر پر آکر بیٹھے بادہ خواری شروع ہوئی مستون کی لاؤ لاؤ ساقیونکا بناؤ جیسے دیکھکر مشکل دل کا رکھ رکھاؤ جلسہ طرب کا جماؤ رقاص کی ابرو

اشارہ کہ ادھر آؤ شراب فرحت پیجاؤ نظم

کوئی مسرور فیض انجمن سے | صدا قلقل کی شیشونکے دہن سے
کسی کے لب سے چسپیدہ لب جام | کوئی بیہوش محو خواب آرام
کسی کے ہاتھ مین داماں ساقی | کہین غل ہم بھی ہین مہمان ساقی
کوئی نادم کہ مین نے توبہ کیون کی | کسیکے لب پہ لب سُنتا ہون ایسی
وہ ساماں جنسے ہو مسرور خاطر | کیے موقع پر اپنے اپنے حاضر
طعام عمدہ کی تیاریان کین | کھلائے تازہ کھانے رنگین دین
صدا بلبلون کی پہونچی آسمان تک | غزل ٹھمری کی لفظ آئی زبان تک
گلون سے نکلے سُر آواز کے ساتھ | لگے ہوتے اشارے ناز کے ساتھ

یہان تو سب مصروف عشرت ہین لیکن حیرت جب قریب دریائے سحر پہونچی نئی بارگاہ اور تمام اسباب لشکر کا از سر نو اس نے منگوا کر دریا سے کچھ ادھر ہٹ کے مقام کیا فوج ہزیمت خوردہ وغیرہ کے جمع کرنے مین مصروف ہوئی اور عرضی اس ابتری حال لشکر کی شاہ جادوان کو لکھی اسکے قرار پذیر ہونے سے تمام فراری مجتمع ہونے لگے اور عیاریان جو ایکبار مہرخ وغیرہ کو بیہوش کرکے ناکام پھر گئی تھین دوبارہ پھر عیاری کو چلین اور صرصر صورت ایک ساحر شریک مسلمانان کی اپنی بنا کر روانہ ہوئی جب لشکر عدو مین پہونچی سب کو مسرور و شاد اور پایا جشن کا سامان دیکھا اسی ہنگامہ مین یہ بھی شریک ہوکر رفتہ رفتہ اسجگہ پہونچی جہان مہرخ و عمرو وغیرہ بیٹھے ہین چنانچہ جب یہ وہان پہونچی قاصد ہوئی کہ خدمتگار وغیرہ کو بیہوش کرکے شریک جلسہ عشرت ہون اسی فکر مین تھی کہ عمرو پیشاب کے لیے اُٹھا اور کسی کو ساتھ نہ لایا اکیلا چوکی پر آیا مہرخ جانتی ہی کہ عیار ہمیشہ ہر جگہ تنہا جاتے ہین بنا بر عادت کے آفتابہ رکھتے کو خواجہ نے خدمتگار نہین لیا یہ تو اُسیطرح تاک دیکھا کی اور صرصر جو گھات مین لگی تھی عقب خواجہ چلی جب خواجہ چوکی پر جاکر بیٹھے اُسنے پشت پر جو قنات آڑ کی لگی تھی اسکو خنجر سے چاک کرکے اندر پہونچتے ہی کمند ماری کہ گردن عمرو کی پھنسی اُس نے پھر کر دیکھا اسنے حباب بیہوشی مارا کہ ناک پر پڑا خواجہ کو چھینک آئی اور بیہوشی چھائی صرصر بہت خوش ہوئی کہ بڑے عیار و فیلسوف روزگار کو پھانسا آج پیش شاہ طلسم میرا بڑا نام ہوگا کہ بہت بعد مدت کے موافق ہوئی اپنی تقدیر + آج وہ شخص پھنسا ہی کہ نہ تھا جسکا نظیر + الغرض اُسجگہ تنہائی پاکر اسنے چادر عیاری بچھائی اور پشتارہ باندھکر دوش پر رکھا از بسکہ سب مصروف عیش و سرور ہین کوئی خبر نہ ہوا کہ یہ کیا لیے جاتی ہی اسنے اُس مقام جلسہ سے نکلکر راستہ پکڑا اور لشکر حیرت مین پہونچی وہ انتظام جمعیت سپاہ کے سبب سے آرام پذیر نہ ہوئی تھی کہ اس نے جاکر پشتارہ سامنے رکھدیا ملکہ نے پوچھا کہ کسے لائین عرض کیا کہ عمرو کو یہ سنکر وہ بھی بہت خوش ہوئی اور اسیوقت عرضی شاہ جادوان کو اس حال کی

لکھی بادشاہ طلسم کو عرضی محتوی بر حال شکست لشکر جو پہونچی تھی بظلمات سے متفکر پھر کر باغ سیب مین آیا تھا اور تدبیر مین تھا کہ کسی ایسے ساحر کو بہر جنگ روانہ کرون جو مقابل بلور ہو سکے کسلیے کہ اب لڑائی کوکب سے پڑگئی ہے ذرا سنبھلکر لڑنا چاہیے ہنوز کوئی تدبیر نہوئی تھی کہ عرضی دوسری حال قید ہونے عمرو کی پہونچی بہت خوش ہو کر جواب لکھا کہ اے خاتون مین صرصر کو بہت بھاری خلعت دینا اور قیدی کو سامنے اپنے قید رکھنا یہ بقیہ شب گذر جائے تو ما بدولت آکر اسکو قتل کرین خبردار غفلت نہ کرنا کہ وہ چھوٹ جائے یہ نامہ پہنچیہ ملکہ پاس لایا اُس نے پڑھکر آہنگر بلائے اور قید گران مین عمرو کو مقید کر کے فرط خوف سے اُسیطرح بیہوش رکھا کہ مبادا ہوشیار ہو اور مکر کر کے چھوٹ جائے لہذا غافل رکھنا اچھا ہے پس تخت کے پاس بیہوش کر کے عیار بچیون سے پہرا دینے کا حکم دیا اور آپ بھی شب بھر بیدار رہی ادھر تو یہ کیفیت رہی اسطرف قیرخ نے دیر جو ہوئی چوکی پر خواجہ کو تلاش کیا وہان جباب بیہوشی پڑا دیکھا اور بیتیرہ صرصر کا بنا دیکھا اسکا ماتھا ٹھنکا اُسیوقت لشکر تیار کر کے چاہا کہ دریائے سحر کیطرف جائے لن ضرغام و جانسوز دو عیار موجود ہین اُنھون نے کہا کہ اے ملکہ آپ تامل کرین ہم جاتے ہین اور استاد کو چھڑا لاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوئے یہان وہ جلسہ طرب مبدل بغم ہوا ہر ایک کو نیا الم ہوا کہ بیت بہ شکل بخت دشمن سب تھے مایوس ✢ زبان پر دمبدم الفاظ افسوس ✢ ادھر عیار جو چلے قریب دریائے سحر لشکر حیرت مین آئے دیکھا کہ بارگاہ ملکہ کے دروازے پر عیار بچیونکا پہرہ ہے کوئی خدمتگار بھی اندر جا نہین سکتا یہ بیر عیاری کرنے لگے مگر کوئی تدبیر پیش نہ ہوئی اور رات جو باقی تھی وہ گذری قید فروغ سے شب افروز چھوٹی پروانون کے لو لگی مگر سوز و ساز سے فرصت ملی ابیات

کہ وہ شب مثل دور صرصر تیز	جو تھی مانند معشوق دل آویز
ہوئی رخصت طلب بزم جہاں سے	زمین پر نور برسا آسمان سے

صبح ہوتے ہی افراسیاب بادل بیتاب بقصد قتل عمرو لشکر مین آیا حیرت نے تعظیم دی بارگاہ مین لیجا کر بٹھایا اُسنے حکم دیا عمرو کو ستون بارگاہ سے باندھکر ہوشیار کرو صرصر نے کمند سے مضبوط باندھدیا اور فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا کہ وہ ہوشیار ہوا اس آمد بادشاہ مین ہزارہا ساحر بہر ملازمت حاضر ہوا تھا اسر انکچہ اُٹھے تھے عیار بھی صورت بدلے ایک طرف کھڑے تھے اور چاہتے تھے کہ خواجہ کو چھڑا لین ملکہ جلا دینگر قریب خواجہ جائین اور قید سے کسیطرح کھلوا کر لے بھاگین اسی فکر مین تھے کہ یکایک عمرو نے ہوشیار ہو کر شاہ طلسم کو گھورا اور ہونٹھ چبائے افراسیاب نے للکارا کہ او دزد مکار اب کہہ کیا حال تیرا کیا جائے عمرو نے ہنسکر جواب دیا کہ دزد تو آپ ہوگا یا تیرا باپ ہوگا ہم تو شہنشاہ ہین ملازم شہنشاہ کوکب عالیجاہ ہین اے افراسیاب تیری عقل پر پتھر پڑے ہین تو مجھکو عمرو سمجھا ہے کہان بادشاہ عظیم الشان شہنشاہ عیاران جہان کہان مین حقیر و ناتوان اگر وہ تشریف لاتے تو انکے ساتھ ملکہ بردران بران یا بادشاہ خود آتے طبقہ طلسم تیرا الٹ دیتے تجکو سزائے سخت دیتے مین ایک ادنی ملازم درگاہ ملکہ مذکور ہون افراسیاب نے کہا اے مکار مین تیرے فقرون سے خوب آگاہ ہون اب تو ملازم

کوکب بنکر چھوٹا چاہتا ہی اُسنے کہا مجھے تو کوئی قتل کر ہی نہین سکتا ئے سنبھل مین جاتا ہون افراسیاب یہ سُنکر بغضب اٹھا کہ خود قتل کرے اُسنے پکار کر کہا کہ میری کنپٹیونکی طرف دیکھ لے تو مین جاؤن شاہ طلسم نے اُسکے کہنے سے جو دیکھا تو دونون کنپٹیون پر لکھا تھا کہ یہ پتلا جیبنی کا ہی اسباب خود بینی کا ہی شیشہ خاطر دشمن چور کریگا عمرو بنکر افراسیاب کو رنجور کریگا یہ پڑھکر شاہ متحیر ہوا تھا کہ اُس پتلے نے زور کیا ایک شعلہ پیدا ہوا مانند بجلی اور وہ بیسان برق تڑپا پھر رعد آسا ایک چیخ ماری کہ دل تمام ساحرونکے دہل گئے عیار بھی یہ حال دیکھکر حیرتناک تھے مگر شاہ جادوان اور حیرت نے ہزارون سحر پڑھے کہ پتلے کو روک لین وہ چشم زدن مین قندیل فلک ہو گیا اور کہتا چلا کہ مین تیرے روکے کب رکتا ہون اپنے مالک پاس جاتا ہون خیر میرا حال کھل گیا اب مین جاکر تیری سرکوبی کو اصلی عمرو کو بھیجونگا یہ کہکر ہر جادہ جا نظر سے غائب ہو گیا افراسیاب نے کھسیانے ہو کر کہا کہ اے ملکہ حیرت یہ پتلا تم نے پہچانا کہ کون تھا یہ خود کوکب صورت بدلکر آیا تھا میرے ہاتھ سے بچ گیا ورنہ مارا جاتا حیرت نے کہا کہ اے بادشاہ آپ سچ فرماتے ہین ورنہ یہ پتلا آپ سے نہ رکتا آپکے غلام ایسے ایسے پتلے بناتے ہین مجھے بھی یقین ہی کہ یہ بیشک کوکب تھا سب ساحرون نے ملکہ کے کلام بیہودہ کی تائید کی کہ واقعی صحیح ہی کہ یہ خود کوکب تھا اب اسکی شامت آئی ہی بہت ملازمان حضور کے سر چڑھتا ہی آخر تابہ کجا ابھی اپنی سزا کو پہونچا تھا خیر ابکی بچ گیا تو اگلی سہی قضا ہی اسکی آئی ہی شاہ طلسم ان باتون سے خوشنود ہو کر خلعت ہر ایک کو دیکر سمت باغ سیب گیا اور کہا کہ ابکی مین بہت بڑے ساحر زبردست کو بھیجونگا اے ملکہ تم مقابلہ مہرخ مین جاکر خیمہ کرو ملکہ مسطور بمجرد حکم ترتیب لشکر کرکے روانہ ہوئی اور بمقابلہ اسلامیان آکر اُتری یہ خبر ملکہ مہرخ کو ہوئی اُسنے قصد کیا کہ جاکر روکے اور مقابلہ مین نہ اترنے دے لیکن سارے طلسم کا مالک شاہ جادوان ہی ہر ایک مشیر نے سمجھایا کہ وہان کے ہٹا دینے سے فتح نہ ہو جائیگی پھر چھیڑ کرنا بیکار ہی غرضکہ یہ تامل پذیر ہوئی اور عیارون نے آکر سب ماجرا بیان کیا کہ وہ خواجہ نہ تھے پتلا جیبنی کا تھا یہ معاملہ دربار مین گذرا یہان بھی سبکو سنکر حیرت ہوئی اور مہرخ نے بلور سے بلا کر حال کہا پھر پوچھا کہ تم بتاؤ آدمی ہو یا تم بھی پتلا ہو دھوکے کی ٹٹی اسنے قسم کھاکر کہا کہ اے ملکہ مجھے خود یہ راز نہ معلوم تھا مین خواجہ کو عمرو اصلی جانتا تھا اور مین ملازم بادشاہ انسان ہون کوئی پتلا نہین مہرخ نے کہا پھر جنکے ساتھ تم آئے تھے وہ تو گئے تمھارا کیا ارادہ ہی اس نے کہا مجھکو میرے بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ افراسیاب سے جاکر لڑو اب جبتک دوسرا حکم مجھکو نہ ملیگا مین یہانسے نجاؤنگا اور تمھارا شریک حال رہونگا مہرخ یہ سنکر مطمئن ہوئی اور بعشرت مصروف انتقام تھی مگر پتلا جو اُڑا تو چلا پیک صبا سے بھی زیادہ تیز رو تھا یکدم بھر مین ملکہ بہار پاس آیا ملکہ نے بعد روانہ کرنے اُس پتلے کے عمرو و مخمور کو اس باغ سے اپنے پاس بلا یا تھا اور اسیطرح سے خاطرداری مین مصروف تھی عمرو کہہ رہا تھا کہ اے ملکہ تم نے مجھے رخصت کیا تھا یہ کیا کہ مین یہانسے ایک باغ مین پہونچکر ٹھہر رہا ملکہ نے کہا یہ حال بھی واضح ہو جائیگا انھین باتون مین پتلا آکر پہونچا ملکہ نے کہا ارے پتلے تو نے بڑا غضب کیا کہ راز شہنشاہ ظاہر کر دیا پتلے نے کہا مین کیا کرون

یون عیاری مجھے پکڑ لیگئی اور یون افراسیاب پیش آیا ملکہ بران نے فی الحال پتلے کو رخصت کیا اسیوقت نامہ بادشاہ کوکب آیا اسمین لکھا تھا کہ خواجہ کو ہمارا اسلام شوق التیام کہنا اور کہنا کہ ہم نے اسی واسطے آپکو رخصت نہین کیا کہ آپ پر یہ زمانہ سخت و نحس ہی اگر آپ جاتے تو دشمن آپکے گرفتار رنج و مصیبت ہوتے پتلا آپکی صورت کا جسطرح تیمد ہوا تھا وہی صورت آپکے لیے ہوتی آپ اطمینان رکھیے آپکے لشکر کا مین محافظ ہون یہ تمام کیفیت نامہ پڑھکر جو معلوم ہوئی عمرو کو بڑی حیرت تھی کہ مین یہین بیٹھا رہا اور میرا ہمشبیہ ساری لڑائی فتح کرکے چلا آیا یقین ہی کہ اب شاہ طلسم مغلوب ہو اور ہمکو فتح نصیب ہو غرضکہ حال خیریت لشکر سنکر بعشرت تمام مصروف عیش و عشرت ہوئے لیکن اب حال لشکر امیر و لقائے بدخصال بیان ہوتا ہی للمؤلف

کیون چرخ کبھی وہ دن بھی ہوگا
میخانہ کا شہ ہو رند تیرا
خاتون محل ہو دخت انگور
وصلت سے ہون اسکے شاد و مجبور
ہاتھون پہ رہے ہمیشہ ساغر
جمشید کی طرح ہو مقدر
سب ہون مے سرخ رنگ سے تر
لبریز ہون مے سے سارے ساغر
ساقی سب ہون غلام اپنے
رند و مے خوار نام اپنے
اسدن یہ دل ہوا اپنا راضی
جب ہاتھ مین آئے ریش قاضی
توبہ اے جاہ یہ کہا کیا
لکھو جلدی سے اب فسانا

افسران لشکر سخن و لشکر کشان مضمون فگن شمشیر خامہ سے اسطرح سیف بیانی دکھاتے ہین کہ ہر فقرے پر دل لوٹ جاتے ہین یعنی زمرد شاہ راندہ درگاہ الرحب سے کہ نازک چشم قتل ہوئی مقابلہ موقوف کرکے انتظار آمد ساحرین تھا یہان افراسیاب بھی بوجہ روکنے عمرو و نامہ بھیجنے کوکب کے کم فرصت رہا کوئی ساحر بہر امداد خداوند دانا نہین کیا غرضکہ جب عرصہ ہوا سلیمان عنبرین مو نے جانب کوہستان اپنے بھائی بید رشتہ دارو نکو نامے لکھے کہ یہان آؤ خداوندی کی مدد کرو بنابر اسکے لکھنے کے بہزاد کوہی اور رفولاد کوہ تن بھائی اسکا کئی لاکھ کوہی ہمراہ لیکر بہر مقابلہ لشکر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل قریب قلعہ کوہ عقیق پہونچا اُس دشت مین اسکا لشکر اُترا کہ یہان بسبب موقوف ہونے جدال اہل اسلام فرصت یاب ہین اور صید و شکار مین مصروف رہتے ہین قضا را پسر امیر شہزادہ ہاشم تیغ زن معہ اپنے رفقا و ملازم کے صحرا مین شکار افگنی کر رہا تھا ناگاہ ایک صید کے پیچھے جو روانہ ہوا اسجگہ پہونچا کہ جہان بہزاد و فولاد خیمہ زن تھے اُسکے ملازم شہزادے کو دیکھکر للکارے کہ ارے یہ جاے ادب ہی پہلوانان زمانہ یہان فروکش ہین ادھر آنے سے باز آ اُلٹا پھر جا شہزادے نے انکا روکنا نہ سنا وہ جب زیادہ غلغلہ کرنے لگے بہزاد شور سنکر بارگاہ سے نکل آیا اور قریب شہزادہ آکر گویا ہوا کہ اے اجل رسیدہ تو نے کہنا میرے ملازمو نکا نہ مانا آخر دام مرگ مین پھنسا سچ بتا کہ تو کون ہی شہزادے نے فرمایا کہ مین بیٹا امیر کا ہاشم نام رکھتا ہون اور مین نے کیا خطا کی ہی جو مجھپر اسقدر عتاب آپ کرتے ہین اس نے ہنسکر

بجواب اس نرمی و مدارات کے کہا کہ یون تو مین بے ادبی تیری اسطرف آنیکی معاف کر دیتا مگر اب نہ چھوڑونگا کہ تو مسلمان ہی اور پسر حمزہ ہی یہ کہکر مرکب طلب کر کے سوار ہوا اور مستعد کارزار ہوا شہزادہ بھی ناچار لڑنے لگا اُسنے نیزہ سینہ بے کینہ شاہزادہ پر لگایا شہزادے نے نیزہ کو سنان پر گانٹھا اور چند طعن ردوبدل کر کے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالدیا اُسنے پکارا کہ او مسلمان تو نے بڑا غضب کیا کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکالا اب میری تلوار سے نہ بچیگا یہ کہکر تلوار کھینچکر چلا لیکن اسیوقت قدرت خدا سے کوہستان کیطرف سے ایسی آندھی سیاہ آئی کہ تمام صحرا مین سوائے غبار اور اندھیرے کے کچھ نظر نہ آتا تھا شاہزادہ سمجھا کہ اس اندھیرے مین یہ تلوار لگائے گا تو زخمی کر دیگا یہ سمجھکر گھوڑا اُڑا کر پیچھے ہٹ گیا اور وہانسے بہت دور ایک سمت نکلگیا جب وہ آندھی دور ہوئی اُس کو ہی اور اُسکے لشکر کا پتہ نہ ملا ہر چند تلاش کیا کہ پھر ملے اور مین مقابلہ کرون تاکہ وہ یہ نہ کہے کہ میرے سامنے سے بھاگ گیا مگر کہین نشان نہ ملا ناچار اپنے لشکر مین مراجعت فرما ہوا اسطرف بہزاد وغیرہ بھی کوچ کر کے قریب لشکر لقا پہونچا اُسنے خبر سنکر استقبال کرایا لشکر کو ہیونکا باعزاز تمام اتروایا بہزاد اور فولاد بارگاہ مین آئے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی خلعت عنایت ہوئے مخلع ہو کر دونون بیٹھے دور جام شراب شروع ہوا جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوئے بہزاد نے نشہ کی ترنگ مین بختیارک سے کہا کہ مین مسلمانونکا زور و قوت آزما چکا پسر حمزہ۔ ہاشم نام صحرا مین مجکو ملا تھا مین نے پکڑکر خوب طمانچے مارے وہ منت کر کے جان بچا لیگیا اور روتا ہوا بھاگا ورنہ مارا جاتا بختیارک یہ باتین سنکر سمجھا کہ راہ مین ہاشم نے اسکو خوب پیٹا ہے یہ بالعکس معاملہ بیان کرتا ہی یہ سمجھکر بظاہر ثناخوان ہوا کہ واقعی آپ ایسے ہی ہین اب آپ حمزہ کو یونہی دو کوب فرمائیگا یہ باتین کر کے ناچ دیکھنے لگے لیکن ہلکارے لشکر اسلام کے بصورت مبدل برائے خبرگیری حاضر تھے اُنھون نے بھی یہ سخنان دروغ سنے اور خدمت امیر مین آئے از بسکہ سر دربار کلمات ذلت ہاشم کا بیان کرنا مناسب نہ تھا جب امیر مسجد کبریا مین بہر عبادت تشریف لائے ہلکارے خدمت امیر مین عرض پیرا ہوئے امیر وفور غیرت اور جوش شجاعت سے غضبناک ہوئے لیکن تحمل کو کام فرمایا اور جب دربار مین آئے شہزادہ ہاشم بھی دنگل پر دست چپ مین جلوہ فرما تھا اُسکی جانب دیکھکر فرمایا کہ اس بارگاہ مین وہ لوگ نہ آئین جو طمانچے کھاتے ہین افسوس اُسے غیرت نہ آئی کہ اُسنے بہزاد کی مار کھائی نام بہزاد سنکر شہزادہ کو یقین آیا کہ یہ مجکو فرماتے ہین پس یہ سمجھکر دست بستہ عرض کیا کہ اے پدر عالی مقدار کسکو بہزاد نے مارا اور طمانچے کسنے کھائے امیر نے جو حال سنا تھا وہ بیان کیا شہزادہ جوش تہور مین آکر کانپنے لگا اور باپ کے خفا ہونے پر آنسو بھر لایا اور بعد لمحے کے کسی حیلہ سے اُٹھکر باہر بارگاہ کے آیا اکیلا مرکب بادپا پر سوار ہو کر بسمت لشکر لقا روانہ ہوا جب داخل لشکر ہوا جس کسی نے دیکھا خیال کیا کہ روز جنگ و آشتی تھی شاید کسی کام کو آئے ہین یہ تصور کر کے کوئی مزاحم نہوا اور شاہزادہ داخل بارگاہ ہوا درگر سالار نے چاہا کہ روکے اسنے غصہ مین آکر ایک ایسی لات ماری کہ درگر سالار کا پیٹ پھٹ گیا اور ضرب لات سے اڑکر اندر بارگاہ کے جا گرا بختیارک نے یہ حال دیکھکر

کہا کہ صلوۃ بر پیغمبر خدا لے بہزاد جسکے تمنے طمانچے لگائے تھے وہ آ پہونچے یہ کلمہ سنکر سب اہل دربار سمت در نگران تھے کہ یکایک شہزادہ مع مرکب جلو خانہ سے بڑھا چوبدار سیاول دور ہی سے ہان ہان لینا لینا کہتے رہے کوئی قریب نہ آیا اُسنے تلوار سے قرق زنجیر کاٹ دی اور پردہ گرا دیا صحن بارگاہ مین در آیا اور پکارا کہ سلام میرا اس بزم مین اُسپر ہو جو ایک خداے لاشریک کو مانتا ہو اور اُسکے پیغمبر کا دین برحق جانتا ہو تمام لقا پرست یہ کلمات سُنکر اکڑے اور ریل کرنے لگے بعض کان مین انگلیان دیکر بیٹھے کہ تعریف خداے نادیدہ ہم نہ سنین اور شہزادہ نے للکارا کہ کون ہے تم سے وہ کاذب ابن الکذاب نامراز لی جو بہادرون پہ طوفان رکھتا ہے اور طمانچے کھاتا ہے کہ لگائے بختیارک نے یہ سنکر عرض کی کہ دیکھیے مین بڑی دیر سے منع کر رہا تھا کہ شہزادے کی شان مین ایسا نہ کہو مگر اس حرامزادے بہزاد نے نہ مانا آخر اپنی سزا کو پہونچا اب کیا چپکا بیٹھا ہے حضور دروغگو وہ جا حاضر ہے شہزادہ یہ سنکر پکارا کہ بیحیا اُٹھتا نہین اب طمانچے نہین لگاتا بختیارک نے کہا ابتو نانی مر گئی اب کیا اُٹھینگے زبان سے طمانچے لگاتے لگاتے تھک گئے ہین بہزاد یہ سنکر بغضب تمام اٹھا اور تیغہ کھینچکر پکارا کہ باش او طفل بے ادب کیا بکتا ہے وہان میرے ہاتھ سے بچگیا یہان قضا تیری لائی ہے شہزادہ نے اسکو آمادہ حرب دیکھکر گھوڑے سے کود کر قدم بڑھایا اسنے تیغہ دوڑ کر لگایا اس بہادر نے نگاہ تلوار کی باڑھ سے ملا دی اور ٹھیکی دی کہ تیغہ پیٹ ہوا فوراً اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ تلوار چھٹ گئی تلوار پھینک کر ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ سارا کبر و غرور دماغ سے نکلگیا خوب منھ کی کھائی گردن کی رگین ٹوٹنے سے سر نجس دور جا کر گرا لاشہ زمین پہ گر کر تڑپنے لگا تمام بارگاہ کے افسر اسکی شوکت و شہامت دیکھکر دنگ تھے سکتے کے ڈھنگ تھے کہ شہزادہ نے سر اُسکا اُٹھا کر فتراک سے باندھا اور جست کر کے پشت مرکب پر آیا پکارا کہ ہے کوئی تم مین ایسا جو سر لے مجھ سے ورنہ یہ سر نجس مزبلے پہ پھینکا جائیگا اور راہ اہل اسلام کی ٹھوکرین کھائیگا لقا اور تمام سردار پہلے تو خاموش تھے اور جانتے تھے کہ بہزاد اسکو مار لیگا لیکن اسوقت کا نعرہ سنکر خواب غفلت سے چونکے اور بختیارک نے فولاد سے کہا کہ افسوس جسکا ایسا بھائی مارا جاے اور وہ بیٹھا تماشا دیکھے اُسنے جواب دیا کہ ملک جی جیسا اُسنے کیا ویسا پایا مین اس امر مین دخل نہ دونگا اسنے یہ شہزادہ سے کہا کہ حضور تشریف لیجائین یہان مع خداوندیکے جتنے ہین سب نامرد ہین کون آپسے آنکھ ملا سکتا ہے لقا نے یہ کلمہ سنکر افسرونکو للکارا کہ خبردار یہ بندہ سرکش جانے نپائے پھر تو بڑے بڑے زبردست سردار سرکردہ روزگار دنگلون سے کودے شہزادہ شمشیر بکف تا بدرگاہ پہونچ چکا تھا کہ غل لینا لینا کا ہوا باہر بارگاہ کے نکلکر شہزادہ بھی ٹھہرا افسرون نے چار طرف سے آکر گھیر لیا لشکر جو اترا ہوا تھا انمین قرنا پھنکی فوج جلد تیار ہوئی افسر کئی ہزار آ گرا تھا چار طرف سے تلوار پڑنے لگی شہزادے نے بھی نعرہ اللہ اکبر بلند کیا اور ہمہ تن چشم بنکر لڑنے لگا تیغ غیرت کے جوہر دکھا دیے سرون کے ڈھیر لگا دیے العیاذ باللہ فوج کا ریلا کرکے مثل موج دریا اُس اکیلے پر آنا اور اُس بہادر کا ہر سمت قتل کرتے ہوئے جانا یہ معلوم ہوتا تھا

کہ بحر آہن مین شناوری کرر ہا ہی ہر ذیحیات تیغ دو دم سے اسکی حباب آسا زندگی کا دم بھرتا ہی لاشون کے انبار ہین بیدست و پا تمام سرداراہین نقشہ زیست خامہ شمشیر نے بیگاڑ اتھا بار سر تن سے اُتارا تھا قضا سرون پر کھیلتی تھی فلک اظلم کی نئی بازی گری تھی کہ **ابیات**

ز گرد سواران جہان تیرہ شد	بگرد اندرون دیدہ شان خیرہ شد
بروز اندرون روشنائی نماند	تو گفتی سپہر از روش باز ماند
ز پیکار ایشان نہان گشت مہر	ستارہ بگردون بپوشید چہر
دل جنگجویان شدہ پر ز خون	بنہ شان بگیتی کسے رہنمون
ز خون سواران ہمہ خاک و سنگ	بر آورد گشت چو پشت پلنگ

اس جنگ کی خبر ہلکارون نے جاکر بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کی بادشاہ نے **امیر** سے فرمایا کہ آپ جائیے شہزادہ ہاشم کی مدد فرمائیے اگر وہ شہزادہ مارکھا کر آتا تو شجاعت نہ دکھاتا راست دروغ آخر ظاہر ہوگیا دشمنونکا غدا نے کہ چلنے نہ دیا امیر شجاعت فرزند لبر سنکر و نیز ارشاد بادشاہ باتوقیر بجالانے کو دنگل پر سے اُٹھے ازبسکہ سپہ سالار تمام لشکر جرار اسلامیان کے امیر والاتبار ہی ہین انکے اُٹھتے ہی پانچہزار یا پچیس پچپن دلیر سردار اپنی جگہ پر سے اُٹھا اور باہر آکر پشت مرکب پر بیٹھکر برسم یلغر لشکر مخالف پر جا گرا نعرہ ہاے سرداران بلند ہوے تہلکہ زمین و زمان مین پڑا ہاشم کی پشت قوی ہوئی بسان برق تڑپ تڑپ کر لڑنے لگا سرداران اسلام نے تیغ تیز سے اور گرمی ستیز سے دشت جنگ بازار آہنگران بنادیا صداے گرز گران نے آہن کوبی کا پتہ دیا دشت لرزتا تھا لوہا برستا تھا خود پر تلوار کی جھنکار تھی تلوار سے قتل کرنے مین اجل مشغول تھی یہ تن گرا وہ سر گرا یہ زخمی ہوا وہ مارا گیا یہی ہر طرف پکار تی تھی کہ بموجب **ابیات**

دو لشکر بہ کینہ در آویختند	زنیجہ بگران خون ہمی ریختند
ہوا گشت از گرد چون تیرہ میغ	ہمی گرز بارید از ابر و تیغ
ز بس کشتہ شد روی ہامون چو کوہ	نہ گیرندہ دار گردان ستوہ
سر تاجداران بدریاے خون	شدہ غرق و نامی کے زان برون
زمین گشتہ مانند دریاے چین	ز بس جوش لشکر بدان دشت کین
زمانہ شدہ خیرہ از کار شان	ز کوشیدن جنگ و پیکار شان

بختیارک نے جب دیکھا کہ سپاہ اسلام آگری **لقا** سے کہا کہ اب یہان سے بھی بھاگنے کا آپنے ارادہ کیا یا آج جان دینے کا عزم ہی لمحہ بھر مین امیر گرفتار کرلیجائینگے لڑائی کو ہیون کے سبب سے رکی ہی ورنہ فوج آپکی مدت ہوتی کہ بھاگ جاتی **لقا** نے کہا اچھا ہم نے تقدیر کی کہ طبل امان بجے بموجب حکم کوس بازگشت لشکر میں بجی فوج طالب امان ہوئی **امیر** نے ہاتھ روکا سردار پھرے **ہاشم** نے آکر پاے پدر پر سر رکھنا چاہا امیر نے سر سینہ سے لگایا پھر بیچ مین سرداران کے شہزادے کو لیکر زر نثار کرتے ہوے پھرے

اور لشکر مین آئے پوشاک بدلکر بارگاہ مین بیٹھے سرمہزاد کا شہزادے کے حکم سے مزبلے پر پھینکدیا اور اس خوشی مین ایک دن اور ایک رات جشن کیا جب دوسرے روز تیغ شعلہ بار مہر کی تیزی کم ہوئی اور ابن الطیل مع انجم عرصہ فلک پر ظاہر ہوا کہ بمقتضاے

ابیات

رخ خورشید کی رنگت ہوئی زرد　　حرارت بھی ہوئی کچھ دھوپ کی گرد
مہک اُٹھی جو بوئے مشک دل چور　　ہوئی بالکل یہ شکل روز کافور

سرشام بادل ناکام غم پر اور رنا فرجام مین فولاد نے حکم نواخت طبل جنگ دیا طبل بجنے کی خبر ملکا رون سے سنکر امیر کے یہان بھی طبل سکندری بجا دلاور خبردار ہوے دربار سے اٹھکر براے درستی اسباب جنگ اپنی جگہ پر وہ صاحب نام وننگ آئے دونون لشکرون مین تیاری شروع ہوئی سلح خانے کھل گئے بہادر لڑنے پر تلگئے تلوار کمر سے لگی ہر ایک کے دل سے لگی تیر ترکش مین جاگزین ہوے کمند کے لچھے بہت اچھے شانون پر پڑے عمود صورت بہبود دکھلاتے نیزے سرکشی جتاتے کمانین گوشون سے باہر نکلنے پر تیار کشیدہ خاطر اور رکبید گی اظہار گھوڑونکے ہمہے بہادرون کے نعرے بلند نامردونکے دل دردمند آفت کا سامنا مصیبت سب سے زیادہ جان دینا نقیبونکی صدا سے دنیا کی مذمت پیدا اور تمام بہادر عروس شجاعت پر شیدا کہین تلوار کی چمک کہین شعلہ جانستان تیغ کی لپک خرمن ہوش جلاتی ہر سمت یہ صدا آتی

نظم

کہ تم اک عمر سے ہو سب نمکخوار　　کہے رکھتے ہین ہم سب سے خبردار
رہے باقی اگر تم مین کوئی مرد　　نہ لائے اپنے دل مین وہ ذرا درد
وہین مرجاے یا اس کو مٹائے　　طلاق اُسپر ہو گر دھیان اور لائے
ہوے حاضر سلاح جنگ سارے　　ملے سیکو ہوے پھر یون اشارے
کہ ہو اب امتحان یارو خبردار　　کمی ہونے نپائے آج زنہار
دیئے سردارون کو خلعت زروسیم　　جھکا ہر فرد بہر رسم تسلیم

رات بھر یہی ہنگامہ جانبین مین برپا رہا جب دم سحر تیغ زنگ نے خرمن ماہ وحسیم قصب چور نگ اور زمانہ غدار نے رنگ فساد کا ڈھنگ نکالا کہ بموجب

ابیات

ہوا انجام شب اس گفتگو مین　　اُٹھے سب جنگ کی پھر آرزو مین
کہ جب نقل مکان کی سب نے حاصل　　ہوا صحن زمین خورشید منزل

صبحدم امیر عبادت خالق قدیر مین مصروف تھے اور لشکر خیل خیل جانب جنگاہ روانہ تھے بہادر رزم مالوف تھے کہ یکایک مہتر ابن مہتر چالاک بن عمرو نے خبر روانگی لشکر جانب نبردگاہ خدمت امیر عالیجاہ مین عرض کی امیر بھی سجادۂ طاعت پر سے اُٹھے اور لباس جنگ جسم پر آراستہ فرماکر برآمد ہوے سردار بہر سلام حاضر تھے انکو ہمراہ لیکر اشقر دیوزاد پر چڑھ آتے آستان عالیجاہ بادشاہ لشکر اسلام پر آئے کچھ ہی دیر

ٹھہرے تھے کہ شاہ گردون پایگاہ مملکت پناہ کی آمد ہوئی اول پردۂ زرنگار در شبستان چرخی پر کھچا جلوس سواری ہویدا ہوا کنواہاے جواہر آگین روشن کہار یونکا اٹھتا جوبن زیور کی نئی آن بان تھی تصدق جنبر جان بھی کہارون نے تخت شاہی بدلوایا ہر سردار نے مع امیر بہ پر تسلیم سر جھکایا پھر توڑ ٹکا بجا علم آگے بڑھے بادبہاری روان ہوئی سواری بادشاہ کی قلب لشکر میں اسطرح چلی کہ بموجب **ابیات**

صدا دی کوس شاہانہ نے ہر سو
بہ شکل موج بدلے سب نے پہلو

بصد حشمت بصد شوکت بڑھا شاہ
چلا لشکر بھی پیچھے پیچھے ہمراہ

ہر اک کہتا تھا کر دیے جانفشانی
بشرط فضل حق اور زندگانی

سنا جب یہ ہوے مخلوط سردار
کہا صد آفرین یاران خونخوار

ہوئی گرزون کو حاصل سربلندی
مٹی مغرور دل کی خودپسندی

جو تھے افزایش جرأت سے بیتاب
ہوے رخسارے انکے آتشین تاب

بڑھے سردار لشکر اک طرف کو
پکارے واقفان جنگ ٹھہرو

اسیطرح جب وارد دشت مصاف ہوے دیکھا کہ گرد اڑی اور سپاہ مخالف کی آمد ہوئی لقا تخت پر سوار گرد فیل کوہپون کی قطار فولاد آگے آگے کرگدن مست پر سوار میدانمین پہونچکر صف کشیدہ ہوے اور بعد صفوف آرائی جدال وقتال فولاد گینڈا اڑا کر اجازت لقا سے لیکر عرصہ نبرد مین آیا اور سلحشوری دکھا کر طالب نبرد مرد مقابل ہوا کلمات رجزیت کچھ زبان پر لایا کہ **ابیات**

نکلتے ہی تہمتن یون پکارا
کہ مین ہون صف شکن مرد صف آرا

مری تلوار کاٹے گی سر و تن
مسلمانون کے جی کا مین ہون دشمن

اسطرف سے صدا اُسکی سنکر علم لشکر دست راست جلوہ فگن ہوے اور شہزادہ **تورج نوجوان** بن **بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران** بادشاہ عالیشان سے اجازت لیکر جانب میدان روانہ ہوا اور قریب **فولاد** جب پہونچا اُسنے گینڈا پیچھے ہٹا کر تگا در ہاری کہ چار قدم مرکب رخش پیکر شاہزادہ والا گہر ہٹا اور کچھ قدم گینڈا اُس خودسر کا عقب چلا گیا دونون نے زانو مسلکر مرکب بڑھائے اور مقابل آئے شہزادے نے بزبان نرمی و مدارا اُس کو خطاب فرمایا کہ اے مرد خودسر **نظم**

نہین ہم کرتے اپنا وار پہلے
لگا تو ہی اک تلوار پہلے

نہین کچھ جانتا تو جنگ کے ڈھنگ
بدلتا ہے فلک دیکھ اور ہی رنگ

دگا شمشیر کچھ دیکھ او سیہ مست
کہ کیونکر تجکو کرتے ہین ابھی پست

نہ گھبرا موت تیرے سر پہ آئی
کہا جب یہ تو تیغ اسنے چلائی

شہزادہ نے تیغہ اُسکا سپر فراخ دامن پر روکا مگر بازو پر قوت تھا تیغہ سپر کو کاٹکر خود دوپلغہ زرہ ٹوپ کو

تراش کر سر مین در آیا شہزادہ نے داستانے شجاعت کے باتے دم شمشیر مین لگائے کہ تلوار جھناکر سر سے نکل گئی اور چادر خون بلبلا کر رخسار پہ آئی شہزادہ نے سر زخم شدہ تحت الحنک سے باندھکر خبردار خبردار کہکے تلوار بہ زبر تھا تمام اُس خود کام پہ لگائی اُس نے بھی سپر چہرہ بے پناہ کی مگر سپر قرص خیر کیطرح تلوار کاٹ کر اُسکے بھی کاسہ سر مین در آئی اُس نے بھی داستانہ مار کر تیغہ سر سے نکالا لیکن تا دو ابرو زخم کاری لگا کہ سر اُسکا ہنوز زین پر جا لگا شہزادے نے سر کاٹنا اور صید مجروح پہ ہاتھ ڈالنا مناسب نہ جانکر للکار کر کہا کہ اسکو یہ اپنی سزا کو پہونچ گیا حوصلہ اسکے دل کا نکل گیا لوگ دوڑے اور فولاد کو میدان سے لیگئے شہزادے نے باوجود حالت زخمداری پھر مبارز طلب کی فوج کوہپایئن سے سپہ سالار فولاد حداد کوہی گینڈا اڑا کر سامنے آیا اور کچھ کلمات بیہودہ کہکر بموجب ابیات

برابر آکے اک گرز گران سنگ — کہ جسکے دیکھنے سے عقل ہو دنگ
لگایا سر پہ مرد نوجوان کے — کہ ہون ٹکڑے ہزاردن استخوان کے
غش آیا تھا کہ سنبھلا وہ دلاور — کمر سے اپنی لی تیغ دو پیکر
بشکل برق تڑپا اور کیا وار — ہوا دو ایک سے مرد ستمگار
گرا وہ اور بھائی اسکا آیا — نہایت جلد اک تیغہ لگایا
دیا شہزادے نے وار اُسکا خالی — چلائی اُس پہ شمشیر ہلالی
گرا فرش زمین پہ ہوکے مقتول — کیا خاک لحد نے جلد مقبول

اسیطرح تا شام شاہزادۂ خوش انجام نے اس حالت زخمداری مین عدو کشی فرمائی قریب شام لقانے رنجیدہ ہوکر طبل بازگشت بجوایا لشکر نے مراجعت کی کفار رنجیدہ دل کبیدہ پلٹے اور امیر شہزادہ پر سے زر نثار کرتے ہوے داخل بارگاہ ہوے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوے کا امیر نے جراح کو کہ لقمان نام ہی اور اُسکے سپرد مرہم سلیمانی دواخانہ شاہی رہتا ہی اور سب جراحونکا افسر ہی طلب فرمایا اُسنے حاضر ہوکر شہزادۂ والاگہر کی زخم دوزی کی شہزادہ نے چالاک عیار کو بُلایا اور فرمایا کہ ایک پھاہا مرہم سلیمانی کا فولاد کیلیے لیجاؤ کیونکہ جبتک وہ مرہم نہ لگائیگا مین بھی نہ لگاؤنگا کہ بیت اگرچہ زندگی کا لطف تجکو چاہیے ناداں + اسی مین ہی مرادشمن بھی ہوئے بندۂ احسان + امیران باتون سے شہزادیکی بہت خوش ہوے اور چالاک بنابر ارشاد پھاہا لیکر روانہ ہوا اور لشکر لقا مین پہونچا طلایہ دار لشکر نے اسکو بصورت اصل دیکھکر روکا اُسنے کہا کہ ہمارے آنیکی خبر فولاد کو پہونچادو کہنا کہ شہزادہ تورج نے عیار کو آپ کی خیریت دریافت کرنے کیلیے بھیجا ہی لوگون نے جاکر اسیطرح فولاد سے بیان کیا اُسنے باعزاز تمام طلب کرایا بختیارک نے کہا کہ اُنکا بلانا اچھا نہین مگر اُسنے نمانا چالاک جب داخل بارگاہ ہوا بختیارک اٹھکر تسلیم بجالایا اور پکارا کہ حضور نے کرم فرمایا جو تشریف لائے نیازمند مشتاق ملازمت بھی تھا و نیز کچھ روپیہ کہ تحفہ محقر ہی آپکی نذر کیلیے جمع کر رکھا ہی لیتے جائیگا چالاک اسکی باتو پر ہنسا اور کہا ملک جی چلتے وقت

تم سے بھی سمجھ لین گے یہ کہکر فولاد سے کہا کہ شہزادے نے مزاج کی خبر پوچھی ہی اور یہ مرہم دیا ہی فرمایا ہی کہ تم لگاؤ تو
ہم بھی لگائین فولاد اس عنایت فراوان کا نہایت مشکور ہوا اور دلمین سوچا کہ بیشک مسلمان اپنا مثل نہین
رکھتے یہ سوچکر وہ پھاہا لیکر چالاک کو خلعت دیا جب یہ چلنے لگا ملک جی نے بہت سی کشتیان زر و جواہر کی
سنگار رکھین تھین چلتے وقت منت کرنے لگا کہ مرشدزادے یہ لیتے جائیے اُسنے وہ کشتیان بھی لین اور وہانسے
خدمت شاہزادہ مین آکر حال کہا شہزادے نے مرہم لگایا اُدھر جب یہ جا چکا تو فولاد نے بھی مرہم لگانے کا
قصد کیا بختیارک مانع ہوا کہ ہرگز یہ مرہم نہ لگانا اسمین زہر قاتل ملا ہوگا خلاف عقل کہ دشمن کے لطف و مدار پر
بھولے فولاد نے کہا ملک جی مسلمان ایسے نامرد نہین ہین جو دغابازی کرکے ہلاک عدو کو کرین اور خیر اگر زہر بھی ملا
ہوگا تو میرا نام ہوجائیگا کہ مسلمان ایسے عاجز ہوے کہ فولاد کو زہر سے مارا یہ کہکر پھاہا لگالیا اور کہا تو ملک جی
بتلاؤ کہ عیار کو تمنے اسقدر روپیہ کیون دیا اور عجز و انکسار بہت کچھ کیا بختیارک نے ایک آہ سرد بھری اور
کہا نہ دیتا تو کیا کرتا یہ کہکر رفیدہ سر پر سے اُتار اکہا دیکھیے اس دینے لینے پر تو مارے جوتون کے چندیا گنجی کردی ہے
اگر نہ دون تو سر کاٹ ڈالین ختم کیا جانو اگر وہ خالی پھر جاتے تو خیمہ مین میرے آکر کہتے کہ ملک جی تم نے ہمارے آنیکا
مطلق پاس نہ کیا نذر بھی نہ دی مین پھر ہرچند عذر کرتا اور جو کچھ دیا ہی اس سے دونا دیتا مگر کچھ نہ ہوتا سارا گھر لوٹ کے
مجھے صحرا مین لیجاتے اور سینہ تک زمین مین دفن کرکے جاتے یہ مضمون فولاد نے جو سنا بہت ہنسا اور دلمین کہا
کہ لقا بالکل جھوٹا ہی کہ عیار اُسکے شیطان کا یہ حال کرتے ہین اور اس سے کچھ نہین ہوسکتا بس اگر شہزادہ تو سچ
مجھے زیر کرین تو انکے ساتھ مسلمان ہوجانا اچھا ہی اسی سوچ مین تھا کہ یکایک زخم سر مین کھجلی ہوئی اُسنے کھجلایا
پھاہا مرہم سلیمانی کا چھوٹ آیا اُسنے ٹٹول کر ہاتھ سے زخم کو دیکھا کہین نشان بھی نہ پایا تو اور زیادہ حیران ہوا کہ یکایک
زخم کیونکر اچھا ہوگیا بختیارک نے اسکو متفکر دیکھکر کہا حیران نہو یہ مرہم سلیمانی تھا اسکی تاثیر یہ ہی کہ پہر بھر مین کیسا
ہی زخم ہو اچھا کرتا ہی حمزہ کی بی بی ملکہ آسمان پری ہی وہ بھیجتی ہی فولاد یہ حال سنکر اور زیادہ نفرت گزین
لقا پرستی سے ہوا اور شوکت اسلامیان خانہ دل مین جاگزین ہوئی بختیارک سے کہا کہ ملک جی تم تو کہتے
تھے اس مرہم مین زہر ملا ہی نہ لگاؤ ابھی یہ صفت بیان کرتے ہو بڑے جھوٹے ہو اُسنے جواب دیا کہ مین اسلیے منع
کرتا تھا کہ اسکے لگانے سے تم جلدی ہم سے جدا ہوجاؤگے یعنی اچھے ہوکر یا مارے جاؤگے یا مسلمان ہوجاؤگے
و نیز محبت اسلامیان دلمین تمھارے آجائیگی اب تم مجھے آدھے مسلمان نظر آتے ہو اسنے کہا ملک جی اسمین تو
شک نہین کہ حریف میرا بڑا جوانمرد صاحب وضع و شجاع ہی مجھے بھی یقین تھا کہ عیار مرہم لایا ہی کہ شاید اسمین دغا
ہو مگر نہین کوئی انمین دغا پیشہ نہین ہی بختیارک بولا کہ عیار اگر مسلمانونکے نام سے کوئی عیاری کرین اور حمزہ
کو خبر ہوجائے تو اُس عیار کو بغیر مارے نچھوڑے یہ تو کیا عمرو جو اُن سبکا سردار اور باپ ور شاہ عیاران ہی
اُسنے جب کبھی کسی پہلوان کو بمکر ذلت دی ہی تو امیر نے وہ روز اسکو دکھایا ہی کہ کوئی دشمن کے ساتھ بھی ایسی
برائی نکریگا فولاد صفات شجاعت اہل اسلام سنکر بہت خوش ہوا اور کہا مین ایسے بہادرون پر تلوار اب

نہ کھینچونگا خیر کل طبل بجوا اگر کشتی لڑونگا عمو زیر ہوگا وہ غالب کی اطاعت کریگا بختیارک نے کہا تلوار کا لڑنا اچھا ہی کہ تمھارا ہاتھ اگر پڑا تو حریف کے دو ٹکڑے ہونگے اور کشتی میں تو دیو ہمندان اور سرکشان قاف اُنسے ہار گئے تمھاری کیا اصل ہو دم بھر میں تو رستم وسے ماریگا فولاد نے کہا ہرچہ بادا باد میں تو انکا بندہ احسان ہوں یہ سنکر اُسنے کہا صلوٰۃ بر محمد کیا مرہم تھا کہ جسنے ہمارے دلمیں زخم کیسا ناسور ڈالدیا اب تم مسلمان ہوے ابھی سے ہم تمکو صبر کر چکے فولاد اسکے کلام سے ہنستا ہوا اپنی بارگاہ میں اُٹھ آیا اور ایک روز تامل کرکے دوسرے دن جب جسم فلک زنگاری سے پھاہا آفتاب کا چھوٹا اور نشان داغ انجم ظاہر ہوے نظم

کہ عمر روز گھٹتے گھٹتے اک بار	ہوئی ساکت بشکل نبض بیمار
مزاج شام نے تفریح پائی	اُبھر کر مثل ابر زلف آئی

سر شام فولاد نے طبل جنگ بجوایا ہلکاروں نے سمع ہمایوں بادشاہ تک یہ ماجرا پہونچایا اسطرف بھی نقارہ حرب بجا تیاری جنگ میں وہ شب بسر ہونے لگی بہادروں کی آرزو پوری ہونیکو سحر ہونے لگی تلوار کی باڑھ خنجر کی دھار تیر زہر آبدار گرز گراں تبار وغیرہ کی درستی ہونے لگی لوہے کی جھنکار ہوش فلک کے کھونے لگی فوجوں کے جماؤ سے لشکروں کے پڑاؤ سے زمین پر بھونچال تھا یہ حال تھا کہ بمقتضائے ابیات

فراز آمدند این دو لشکر بہم	جہان شد ز پرخاش جویان دژم
زمین آن سپہ راہمی بر نیافت	بران بوم کس جائے رفتن نیافت
خروشے برآمد ز ہر پہلوے	تلے گشتہ دیدند بر ہر سوے
بسے اسپ تازی بزین و خدنگ	بسے نیزہ و خود و خفتان جنگ
گرفتند ہر یک ازان از سپاہ	ز اسپ و زرہ و ز تیغ و کلاہ

جبدم شمع شب افروز انجم تیغ تیز سحر سے کشتہ ہوئی اور باد صبح نے چراغ عالم کے مردہ کیلئے اشعار

سحر نے جلوۂ پنہاں دکھایا	زمین نے نور کا سامان دکھایا
بڑھی اُس شب کی جیب پیرانہ سالی	فروغ صبح نے کی پائمالی

صبح ہوتے ہی لشکر بہر جدال وارد دشت قتال ہوے امیر مسجد سے اُٹھکر آستان فیض نشان سلطان فیشان پر آئے بادشاہ اسلامیان بھی مشتاق جنگ تھے جلد تشریف لائے سب نے مجرا و سلام کیا صدائے طرقوا البندیہ بلند ہوئی سواری شاہ باکرم کی میدان قتال کو چلی اسوقت بہادروں کی آن و بان لشکر کی شوکت رفعت و شان قابل دید تھی منچلوں کا بانکپن جوانوں کا بناؤ ہر طرف جماؤ سے گویا قربانی کی عید تھی نظم

بفرمود تا کوس بیرون برند	سرافراز پیلان بہاموں برند
سیہ شد ہمہ کشور از گرد سُم	برآمد خروشیدن گاؤ دُم
پس پشت او شارسان ہری	بہ بیش اندرون تیغ زن لشکری

بیاراست با میسرہ میمنہ
سپاہی ہمہ یک دل و یک تنہ
تو گفتی جہانگیر ار جوشن است
ستارہ ز نوک سنان دشمن است

جب میدان میں پہونچے حسب معمول صفین درست ہوئین فوجین لڑنے کو چست ہوئین لقا بھی مع لشکر آیا کوہیون نے مقابلہ مین پرا جمایا بعد ترتیب صفوف لشکر فولاد نے گھوڑا اٹھایا لقا سے اجازت لیکر وسط میدان مین آیا سلح شوری دکھا کر پکارا کہ اے گروہ مسلمانان مین تم مین اور کوئی ہم نبرد نہین چاہتا سوائے شہزادہ تورج کے اس نہیب کو سنکر علم لشکر کے جلوہ دکھانے لگے نقارے شتری و فیلی بجے شہزادہ تورج نے بادشاہ سے اجازت لیکر مرکب اڑایا اور اسکے مقابل آیا اُسنے احسان شہزادہ کا یاد کرکے سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ اے شہزادہ والا گہر اس روز سب ہتھیار کے وار ہو چکے ایک کشتی لڑنا باقی ہے آج آئیے ہم آپ نصیب آزمائی کرین جسکو فتح نصیب ہو وہی حاکم بنے مغلوب اسکی اطاعت کرے شہزادہ گویا ہوا کہ اگر یہ ارادہ ہے تو بسم اللہ یہ کہکر دونون گھوڑون کو دے عیاروں کو دوڑے اور لشکر مین خبر دی بیلداروں نے آکر اکھاڑا بنا دیا مشک و عنبر مٹی مین ملادیا دونون دامن گردان کر اکھاڑے مین اترے خم بجا ٹھاٹھ کشتی کا ہوا طاق پر مٹی چڑھی شانون پر ایک نے دوسرے کے مٹی لگائی پھر ادھر اُدھر سے داؤن گھات مین پھر کر ہاتھ سے ہاتھ ملا کسی نے دستی بز بردستی کھینچی کوئی بغلی ڈوبا لنگوٹ مین ہاتھ ڈالا کولے پر بھر کر مارا اُسنے توڑ کرکے پھر سامنے پاؤن گاڑا پیچ توڑ بند ہونے لگے سر سے سر ملکر ٹکرا اور گھونسے چلنے لگے اسیطرح بیان ابرمن باشل فیل مست دونون گتھے تھے زور ز یلا پیلی کے ہو رہے تھے یہ حال کہانتک بیان ہو تین شبانہ روز برابر کشتی رہی شہزادہ نے کچھ کھایا پیا نہین فولاد نے انکو بھوکا پیاسا لڑتے دیکھکر آپ بھی آب و غذا کیطرف توجہ نہ کی تیسرے روز پچھلا پہر دن باقی تھا کہ شاہزادہ نے اُسکا لنگر اکھیڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر چاہا تھا کہ پٹکے اُسنے فریاد کی کہ امان دیجیے فرمایا کہ امان بشرط لانے ایمان کے ملیگی اُسنے عرض کیا کہ قبول ہی شہزادہ نے زمین پر اتار دیا اُسنے دوڑ کر سر اپنا قدم پر جھکایا شہزادہ نے سر سینہ سے لگایا کلمہ طیبہ بتایا وہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اپنے لشکر کو پکارا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ آئے کہ مین نے اطاعت شہزادہ کی اختیار کی لشکر کے افسر سب آکر حاضر ہوئے اور دین اسلام اختیار کیا بہت لشکری شریک لقا ہے بختیارک نے یہ حال دیکھکر لقا سے کہا کہ یا خداوند بندے آپ کے اب جاتے ہین مبارک ہو لقا نے کہا حمزہ میرا سپہ سالار قدرت پیدا بندہ ہے پس یہان رہے تو کیا اور اُسکے پاس رہے تو کیا یہان وہان سب برابر ہے یہ کہکر طبل بازگشت بجوا دیا امیر بھی شہزادہ پر سے زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے لشکر بھی آسودہ ہوا فولاد کو بارگاہ عمدہ عنایت ہوئی خلعت سرکار شاہی سے معافی ملک کا عنایت ہوا فولاد مرخص ہوکر اپنے ملک کو گیا اور تمام ملک سلام آباد کیا نام اُسکے قلعہ کا وہ اقدس تھا اب اصل مین اسم با مسمی ہوا تمام بتخانہ لقا کی تصویر کے منہدم کرا دیے اپنے اہل و عیال کو مسلمان کیا لشکر کثیر فراہم کرکے حاضر خدمت امیر کشور گیر ہوا یہان اسکی دعوت بڑے دھوم سے ہوئی خلعت سرفرازی ملا سرفراز ہوئین تورج کے داخل ہوکر

رہنے لگا یہ تو اسطرح مقیم ہو لیکن اسکے قلعہ کے قریب جو سرحد ہوش ربا ہی اس سرحد کا جو مالک ہی نام اس ساحر کا **گلفام** جادو ہی اور اسکی بی بی ملکہ لالہ زار جادو نام اس **فولاد** کو بہی پر عاشق ہی اور شوہر سے چھپکر اسکے قلعہ مین آتی ہے ابتک وصل اُسکا **فولاد** نے منظور نہین کیا ہر چند اسنے طمع دی منت بہت کی اُسنے نہ مانا ناچار اُسنے **بہزاد** کو دام تزویر مین لانا چاہا اُسنے بھی قبول نکیا چنانچہ ساحرہ مذکور کو اندنون جو تشنہ عشق کی ترنگ آئی خبر قلعہ اقدس کی منگائی معلوم ہوا کہ دونون بھائی خدمت خداوند **لقا** مین بہر جنگ مسلمانان گئے ہین یہ خبر سنکر اسنے خیال کیا کہ مجھے بھی وہین چلنا چاہیے خداوند سے ایسی تدبیر کرونا کہ مطلوب راضی ہو جائے دوسرے شیطان خداوند اعواکر کے معشوق کو ملا دیگا یہ سب لیسا کچھ سوچکر اسنے اپنے خاوند سے کہا کہ ہمارے ملک کے قریب خداوند اترے ہین اور افسوس ہم انکی مدد کرنا کیا زیارت سے بھی محروم ہین میرا قصد ہی کہ مین خدمت خداوند مین جاؤن اور اُنکے دشمنو نسے مقابلہ کرون بادشاہ طلسم اکثر ساحر بھیجتا ہی اگر میرا جانا سنے گا بہت خوش ہوگا اور مجھے کچھ اجازت بادشاہ کی بھی ضرورت نہین کہ مین اسکی نوکر نہین ہان تم اسکی طرف سے سرحدار ہو ملک رکھتے ہو تم نہ جاؤ مین بحسن عقیدت اور بپاس مذہب اپنے خداوند پاس جاتی ہون اگر جنگ مسلمانان فتح ہو گئی تو بادشاہی کا نام ہوگا وہ تمہارا اعتبار تبہ کریگا شوہر نے اسکے کہا کہ بی بی یہ سب تمنے سچ کہا لیکن وہان عیار ساحر کو مار ڈالتے ہین مین تمہین پیار بہت کرتا ہون اس وجہ سے ڈرتا ہون کہ ایسا نہو جو غم جدائی مین میری جان پر آبنے اُسنے جواب دیا کہ قضا کو کوئی روک نہین سکتا یہ خیال بیجا ہی ملکہ وہان خداوند موجود ہین قضا اُنکے حکم سے آئیگی بھی تو ٹلجائیگی غرضکہ اسنے بہرصورت اپنے خاوند کو راضی کیا اور سامان سفر تیار کرکے چالیس ہزار ساحرو جادوگرنیان اپنے ہمراہ لیکر خود تخت سحر پر سوار ہو کر بصد کروفر جانب لشکر **لقا** روانہ ہوئی دل مین شوق دیدار یار بھرا تھا ہاتھون کلیجہ اچھلتا تھا امید و یاس سے باہم جنگ تھی کھوے ہوے نام و ننگ تھی کبھی بے اعتنائی محبوب کا خیال کبھی شکوہ بخت بد اقبال کہ ہیہر لاکھ طرح کا ملال جور فلک کی شکایت ہجر جانان کی حکایت ورد زبان بسان ماہی بے آب طپان و ہوان تھی کہ

ابیات

عجب اسکی حالت تھی اسدم تباہ ‏ کہ نالہ زبان پر تھا اور لب پہ آہ
دم سرد بھرتی تھی وہ ہر گھڑی ‏ لگی تھی عجب آنسوون کی جھڑی
کہون اسکا کیا اُس گھڑی حال تھا ‏ یہ کہتی تھی سر پیٹ کر برملا
سنبھلتا نہین اب سنبھالے سے دل ‏ چھدا اُسکے مژگان کے بھالے سے دل
خدا جانے یہ کون آزار ہے ‏ کہ سر اب تن زار پہ بار ہے

اسیطرح بصد درد و سوز ایک روز قریب دیار جانان پہونچی نکہت زلف یار باد صبا نے دماغ مین پہونچائی **لقا** نے کہا کہ بندۂ قدرت ہمارا آتا ہی کو بہی اور شیطان خداوند بہر استقبال چلے اور راستہ مین آنکر ساحرہ سے ملاقات کی وہ بھی تخت سے اُترکر تسلیم بجا لائی اور اُنکے ساتھ چلی ملازمان نے لشکر ساحرہ اُتروایا

ساحرہ نے جاکر خداوند کو سجدہ کیا لقا نے دیکھا کہ ایک عورت نک سک سے درست عالم شباب مین چاق و چست زیور جواہر کا پہنے لباس پر زر زیب جسم کیے ہے مگر آنکھون مین صورت یار کا گھر اور نگاہ دید کی منتظر گال آتش رنج سے لال چہرہ تمتمایا منھ اترا ہوا سر پر عشق کا سایہ ہے صاف ظاہر ہے کہ کہین دل لگایا ہے یہ دیکھ کر خداوند گرگ باران دیدہ ہے لب پر لایا کہ اے بندی قدرت حال تیرا ظاہر ہوا کہ تو کسی پر شیدا ہے چہ تدبیر اسکی کر دکھاینگے تقدیر معقول مشیت قدرت سے ظہور مین آیگی لالہ زار یہ کلمات سنکر بہت خوش ہوئی کہ خداوند کو میرے حال کی خبر ہے اب وصل یار میسر ہے آخر دنگل زرین پر قریب تخت خداوند بیٹھی اور چار طرف بنگاہ جستجو دیکھنے لگی **فولاد و بہزاد** نظر نہ آئے سمجھی کہ اپنی بارگاہ مین ہونگے اسی فکر مین تھی کہ **بختیارک** آیا اور اس نے ہر طرف دیکھتے دیکھ کے پوچھا کہ کسکی تلاش ہے اس نے ایک آہ سرد بھری اور کہا جنکے لیے یہانتک آنا ہوا انھون نے ہم سے یہان بھی منھ چھپایا فولاد کا اشتیاق دربدر پھراتا ہے وہ دونون بھائی ایسے بے مروت ہین کہ کبھی پوچھتے بھی نہین یہ آنکھین انکے دیکھنے کو ترستی ہین ایسے جب کوئی ہمارا نام لیتا ہے تو کہتے ہین اسکا ذکر نہ کرو کیا مین ایسی ہوگئی اب جو یہان مین آئی تو انھون نے صورت نہ دکھائی **بختیارک** یہ باتین سنکر رونیلگا اور کہا ہاے کیا جوانان خوبصورت تھے ایک تو مسلمان ہوگیا اور ایک پسر حمزہ کے ہاتھ سے باین ذلت سر دربار مارا گیا ساحرہ یہ سنکر بہت روئی اور چاہا کہ لشکر اسلام مین جائے **بختیارک** مانع ہوا اور حال عشق **ناصر و نازک چشم** بیان کیا کہ وہ بھی نہین گئی ذلت اٹھاکر آئی تم اب مقابلہ کرکے معشوق کو اسیر کرو زبردستی وصل کی تدبیر کرو یہ راے بھی اسکو پسند آئی اور فراق یار مین ایک دن اور رات تڑپا کی جب دوسرے روز قیس روز سے لیلی شب آکر ملی اور ستارہ عشق کا چمکا کہ بموجب **نظم**

اندھیرا نار مین پیچیدہ ہوکر ۔ بشکل دود دل اژدا برابر
کیا مشاطگی کا شوق نے کام ۔ ہوا شانہ کش ہر گیسوے شام

سر شام بادل ناکام لالہ زار نفیر سحر سے دمساز ہوئی فریاد دل زبان پر لائی ساحران مین تیاری آغاز ہوئی لشکر **لقا** مین بھی طبل جنگ بجا **امیر** نے بھی خبر سنکر طبل سکندری بجوایا شور و شر کا زمانہ قریب آیا دربار برخاست ہوا ساحرہ بھی اٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی سحر سازی مین مصروف ہوئی ہوس بڑھی تھی کہ جلد سحر ہو جو مطلوب سے آنکھ لڑے ارادہ تھا کہ وہ مجھے تیغ ادا سے قتل کرے میرے غمزہ کا لوہا مان جاے اسکی تیغ ناز پہ جان قربان جاے تمنا یہی تھی کہ بموجب **بیت** مین دیر تلک دیکھون قاتل کو الٰہی + سہجائین رنگین خنجر تمہان سے لپٹ کر + اسی اشتیاق مین اسنے ایک ماش کے آٹے کا سوار بنایا اور آگیار مین اسکو ڈالدیا وہ غائب ہوگیا یہ بڑی دیر تک سحر پڑھا کی یکایک اسے دھوان پیدا ہوکر وہی سوار مثل مردان جنگ آزما نمایان ہوا اس دھوئین سے لپٹا ہوا سمت صحرا گیا اسنے پکارکر کہا کہ وقت طلب ضرور آنا یہ کہکر سحر خوانی موقوف کی اور پلنگ پہ جاکر لیٹی تھوڑا سا مین جاگا کی

بخت بد سے لڑائی لشکر مین ڈھر و بجا کیا ہوم ہوا کیا ابر سحر چھائے رہے بیرا آیا کیے مسلمانون کے لشکر مین نقیب پکارتے تھے بہادر ہتھیار صاف کرتے تھے نعرۂ شیر آسا مارتے تھے وقت آرایش عروس شجاعت تھا سواد سودا سے جلادت کا سر مستیٔ چشم تہور مین لگا تھا خونخواری کا گلگونہ رخسار پر تھا تلوار گلے کا ہار تھی جواہر آہن سے زیور مرصع کار کی جبین آشکار تھی تیغ کا ارادہ تھا کہ جلدی حریف کے گلے ملون خنجر کا حوصلہ تھا کہ جان و تن مین فراق کرون نیزے سینے سے ملنے پر زبان دیتے تھے بھالے چھاتی دیکھے بھالے تھے تیر بصورت آہ عشاق تھے گرز ہوزن بار فراق تھے آتش غضب کا دھوان اب شاہد فنا پرسی کا جوبن دکھاتا جوش خون غضب سے سیاہ ہو کر لالہ بننا چاہتا آئینہ شمشیر روبرو طبیعت برہم رنگ گیسو تر مین زلف شاہد جرات محبوبیات

کوئی ناز طبیعت تھا اُٹھاتا
کوئی جوش غضب سے یہ سناتا

کرے گی تیغ جوہر دار بیباک
تو ہوگا دامن عمر عدو چاک

اُدھر وہ ساحرہ تھی سخت حیران
بشکل زلف جانان تھی پریشان

لبون پر شکوۂ بیداد قاتل
طبیعت زلف جانان پر تھی مائل

اسی ہنگامہ مین آخر کام شب کا تمام ہوا اور جوہر تیغ انجم کی چمک خنجر آفتاب نے مٹائی کہ ابیات

گھٹی جب رات مثل عمر عشاق
شعاع مہر چمکا سوے آفاق

کھلی سرخی کنارون سے فلک کے
اُٹھے ہر آنکھ سے پردے فلک کے

ہوئی خوابیدہ چشم نجم بیدار
بڑھے پاداش قسمت کو گنہگار

یعنے ہنگام سحر فوج لشکر شکن جانب جنگاہ قدم زن ہوئی امیر نے سجادہ سے اٹھکر لباس رزم زیب جسم فرمایا سردارون نے مجرا کیا سبکے ساتھ بادشاہ کے جلوخانے مین آئے کچھ عرصہ ہوا تھا کہ بادشاہ جمجاہ کا تخت برآمد ہوا زمانہ سامان پھر گیا ہر سردار تسلیم بجا لایا پھر تو نقارے بجے علم کے پھریرے کھلگئے اس شوکت و شان سے بادشاہ کو لیکر جانب رن صف شکن چلے شاہ بھی لباس جنگی سے آراستہ تھے نظم

کمر مین زیب دہ جوہر کی شمشیر
بنا ہیرے کا قبضہ شکل تصویر

وہ کاٹھی کہکشان سے تھی منور
زمرد لعل سب تھے نصب اُسپر

جڑاؤ پرتلہ تھا زینت دوش
تسلسل تھا کمر سے تا بنا گوش

مصاحب اور سب سردار ہمراہ
کہ تھے وہ جنگ کی راہون سے آگاہ

وہ گھوڑے جنپہ تھے سردار اسوار
طلائی ساز تھا سب اُنکا تیار

جواہر سے بھرا تھا دامن زین
گہر جھالر مین اُسکے مثل پروین

ہاین کروفر میدان جنگ مین پہونچکر صف کشیدہ ہوے تھے کہ یکایک بھکے لگے آسمان پر آئے نظم

لگا بادل گرجنے کس غضب کا
ہوا سامان نمایان اور ڈھب کا

کہ جنگل مین عجب بھونچال آیا	مثال بید لرزان تھرتھرا یا

ہر لکہ ابر سے ساحر اژدہون پر سوار آگے سب کے لالہ زار میدان مین اتر کر ٹھہرے لقا کی سواری بھی دھوم سے آئی گرد سپاہ نے خاطر روزگار کو پر غبار بنایا تلوارونکی چمک نے دیدۂ فلک خیرہ کیا سپاہ کینہ خواہ سے جب جنگل بھر گیا باجون کے شور نے زمین کو سر پہ اٹھایا میمنہ اور میسرہ کی درستی کے بعد لالہ زار اجازت رزم لیکر آگے بڑھی اور نیرنگی سحر کی دکھا کر طالب مرد ہمنبرد ہوئی بادشاہ اسلام نے اول دست چپ کی جانب نگاہ کی ہنوز نظر اُسطرف سے نہ پھری تھی کہ سب اُس صف کے علم جلوہ پذیر ہوے اور گورون نے پریٹ قائم کی بگل بجا طنبور گڑگڑایا شہزادہ علمشاہ نے گھوڑا اڑایا نزد شاہ عالم پناہ آکر اجازت خواہ ہوے بادشاہ نے سپرد خدا کیا شاہزادۂ عالم مرکب اڑا کر سامنے گیا اور طالب حرب وضرب ہوا ساحرہ نے سحر پڑھا کہ وہی سوار جو اگیارسے دھوئین مین لپٹا ہوا نکلا تھا اُسوقت مسلح ومکمل صحرا کی طرف سے آکر بمقابلہ شہزادہ ٹھہرا اور بعد نیزہ داری تلوار کی نوبت آئی شہزادہ نے جب تلوار بجا کر اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون کو دے دو پہر کشتی بصد درشتی رہی آخر پہلوان سحر نے جو ریلا شہزادہ لنگر قائم کر کے پیچھے ہٹا پانون موشخانہ مین جا رہا اوپر سے پہلوانان سحر نے ہکہ مارا کولا شہزادہ کا اتر گیا اُسنے باندھکر سپرد لشکر ساحران کیا اور پھر مرکب پر چڑھکر مبارز طلب کیا امین شیطان خداوند نے کہلا بھیجا کہ اے لالہ زار اُس شخص کو گرفتار کراؤ کہ جسنے تمھارے معشوق کو مسلمان کیا ہی اور اُسکے بھائی کو جسنے مارا ہی ساحرہ نے یہ سنکر پہلوان سے کہا کہ توسج کا نام لیکر پکارے اُسنے شہزادہ مذکور کو پکارا توسج اجازت بادشاہ سے لیکر اُسکے مقابل آئے حربہ ہاے گرز وتیغ وخنجر کے بعد اُنسے بھی نوبت کشتی کی آئی دونون نے باہم ودال کمر بند مین ہاتھ ڈال کر زور کیا جب گھوڑونکی کمر ٹوٹنے لگی دونون اسیطرح گتھے پشت مرکب سے جدا ہونے لگے توسج کا پاؤن کاٹھی مین الجھا اور اُسنے جھٹکا مارا پاؤن انکا بھی بیکار ہو گیا اُسنے انکو بھی باندھکر حوالہ ساحران کیا اور پھر مرکب پر چڑھکر ہاشم کو پکارا شہزادہ موصوف بصد عظمت وصولت اجازت لیکر اُسکے مقابل آیا تادیر وہی اسلحہ کی چقاچاق بلند رہی آخر پہلوان سحر نے کمر مین ہاتھ ڈالا انپر بھی وہی سانحہ گذرا جو کہ اورون پر گذرا تھا جب یہ بھی گرفتار ہو چکے پہلوان سحر نے ایکی فولاد کو بھی کو نہیب ہی وہ بھی آکر اسیر سرپنجۂ تقدیر ہوا اس اثنا مین کشتی گیر فلک نے زر دار لنگوٹ کھول کر طاق مین چڑھادیا اور اکھاڑا چرخ کا پہلوانان کواکب سے معمور ہوا

ابیات

رہا یہ معرکہ تا شام ہمدوش	ہوا گھبرا کے آخر مہر روپوش
صدا رخصت کی نقارون سے آئی	بس اب کل پہ ندا یارون سے آئی

تا شام اسی لڑائی مین ہوئی چار سردار گرفتار ہو چکے اور امیر اسوجہ سے نہ نکلے تھے کہ نام لے لیکر پہلوان سحر پکارتا تھا بس بنا بر قاعدہ اہل اسلام جسکا نام لیتا وہی لڑنے جاتا تھا غرضکہ شام کو طبل بازگشت بجا

لشکر پھر کر جانب خیمہ گاہ آئے کمر کھولی ساحرہ شادان و فرحان ہمراہ خداوند پھر کر بارگاہ مین آئی امیر و بادشاہ بھی داخل بارگاہ ہوئے ابو الفتح مع چند عیارونکے عیاری کیلیے چلا یہان جب لالہ زار بارگاہ مین آئی سوار ہوکر صحرا کو چلا گیا اور اُسنے قیدیونکو سامنے بلایا فولاد کی صورت دیکھکر اُسنے ایک آہ کی اور کہا اے بے مروت و نا انصاف شرط محبت یہی تھی جو تو نے ادا کی میرے دلبر جفا کی لمؤلفہ

تمنائین ہوئین سب اپنی برباد — اے ظالم نبی کی تو نے بیداد
نہ لپٹایا کبھی تو نے گلے سے — ہمارے لب کبھی تو نے نہ چوسے
دل غمگین نہ ہاتھوں سے سنبھالا — لگایا اس جگر پر غم کا کالا
کبھی شانو کو زانو سے نہ سرکا — کبھی کچھ اور تو غضب پر آیا
ارادے تھے یہی دست و جگر کے — تجھے مارین طمانچے سب پھر کے
سزا پائیگا تو خود کامیونکی — اطاعت چھوڑ دے اسامیونکی
ہمارا وصل کر دل سے گوارا — وگرنہ جائیگا بیشک تو مارا
کرے گر وصل میرا دل ہے مسطور — وہی ہم ہین وہی راتین بدستور

یہ کلام سنکر فولاد نے جواب دیا کہ او شہوت پرست بیحیا زانیہ مین تجکو ایک تو پہلے ہی نہ تھوکتا تھا اب تو خدمت اہل اسلام مین رہتا ہون کسطرح سے مرتکب اس گناہ عظیم کا ہونگا تو شوہر رکھتی ہے اُس سے ہوس تیری نہین پوری ہوتی اس کلام سے ساحرہ کو غصہ آیا اور اپنے جھولے پر ہاتھ بڑھا کر ایک نارنج نکالا اور زمین پر مارا وہ نارنج زمین مین سما گیا اور اُسیجگہ سے دھوان نکلنے لگا اور ایک جگہ سمٹکر بصورت تخت وہ دھوان بنا اور درمیان قیدیان آگیا اور انکو لیکر سمت فلک چلا یہ سب اس تخت دودی پر سوار رہا و وہ پکارتے چلے اور نگاہ سے ہر ایک کی غائب ہوگئے بعد انکے جانے کے لقا نے بجہت حیرت مطلوب اسکو رنجیدہ دیکھکر سراپچہ جنگل کیطرف سے بارگاہ کے اٹھوادیے تا زنینان قمر پیکر کو بلایا کہ انھون نے آکر ناچ گانے کا چرچا کیا جام شراب ناب کا دور آغاز ہوا کہ ابیات

پھر آئے اسجگہ ارباب عشرت — مہیا سب ہوئے اسباب عشرت
خوش اندازون کا تھا گانا بجانا — قیامت ساز کا باہم ملانا
خوش آواز ایسے سب جادو سے بہتر — سنے انسان رہے قابو نہ دل پر
جمال اور حسن مین وہ سب سے افزون — فدا جنکے مصرعہ طوبی سے موزون
ہوا حاضر وہان پھر شیشہ و جام — بہار افزا ہوا پھر آب گلفام

اسی ہنگامہ عشرت مین ایک کنیز لالہ زار کی برائے رفع احتیاج باہر بارگاہ کے نکلی لوٹا لیے تھی یہان پر ابو الفتح صورت ساحر کی بدلے فکر مین عیاری کی پھر رہا تھا اُسنے کنیز کو جاتے دیکھکر قریب آکر کہا کہ لائیے لوٹا مین

لیلون اُسنے خیال کیا کہ یہ ملازم خداوند یا ملکہ کا ہی عورت دیکھکر میل کرتا ہی یہ سمجھکر ہنسی اور کہا ہم تم سے لوٹا بھی نہین رکھواتے ابوالفتح نے کہا اے جان جہان ہمارا دل توتمپر لوٹا ہی کنیز یہ سنکر خوب ہنسی یہ باتین کرنا شعر عاشقانہ پڑھتا ساتھ ہوا اور قریب بیت الخلا پہونچکر محبت سے اسکے منھ پر ہاتھ پھیرا ہاتھ مین بیہوشی بھری تھی وہ بیہوش ہوگئی یہ قنات کی آڑ مین بیٹھکر اُسی کی ایسی صورت بنا سارا گہنا اُسکا پہنا پوشاک اُسکی اتارلی اور اُسکو چہ کی بیت الخلا پر لٹا کر آپ بارگاہ مین آیا اور سر پر ساحرہ کے کھڑا ہوا وہان جلسہ عشرت تھا یہ بھی مصروف تماشہ رہا کہ خداوند سے ساحرہ نے رخصت اپنے خیمہ مین جانے کی چاہی خداوند نے فرمایا کہ اے بندی قدرت آج ہمارے ساتھ کھانا کھا کر جانا ہمارا اُنس کھانیسے عمر بڑھجائیگی لالہ زار سلام کرکے ٹھہر گئی خداوند نے حکم خاصہ لانیکا دیا وہ جلسہ برخاست ہوا اُسکا ول بصد احتشام و تعظیم خاصہ لائے یہ حال تھا کہ نظم

بچھایا ایک دسترخوان اس جا — سنہرے کام سے بالکل سجا تھا
طلائی قابین جو اسپر دھری تھین — ولایت کے وہ میوونسے بھری تھین
دھری تھین سات قانوسین برابر — کہ تھین کافور کی شمعین منور
خواصین ہوکہ تھین اسوقت حاضر — زبان اوصاف مین ہی اُنکے قاصر
طلائی تشتری ہاتھونپہ رکھے — چنے اُسمین کلیجے تھے سلونے
مٹھائی نو بنو خوش رنگ و خوش آب — گزک تھی انمین میوونکی بھی نایاب
غرض ساتھ اسکے سوے اسنے کھا لئے — مزے سب نعمت دنیا کے پالئے

کھانا کھا کر جب ہاتھ دھویا ابوالفتح نے خاصدان اٹھا لیا اور بجا لاکی ایک گلوری مین بیہوشی ڈالکر لالہ زار کو وہی گلوری دی اُسنے لیکر کھائی پھر جلسہ نشاط آغاز ہوا ابوالفتح نے حقہ بردار سے پکار کر کہا کہ حضور کیلیے ہمدم لاؤ یہ کہکر آپ اُسکے پاس جاکر کہا جلدی مانگتی ہین لاؤ مین بھر لیجاؤن یہ کہکر گڑگڑی جلد تیار کرکے لایا بجاے تمباکو بیہوشی خوشبودار بھری تھی غرضکہ گڑگڑی سامنے لالہ زار کے لاکر کہا کہ لب معشوق حاضر ہی وہ لیکر پینے لگی جی متلانے لگا سمجھی کہ قے ہوجائیگی بیتابانہ اُٹھی اور باہر بارگاہ کے آئی اسلیے کہ استفراغ سامنے خداوند کے نہوجاے ابوالفتح سایہ دار اُسکے ساتھ آیا اور کہا اے ملکہ پشت بارگاہ پر آیے کہ یہان میدان ہی تنہائی بھی ہی وہان حاجب و دربانونکے غوغا کرنے سے دل زیادہ گھبرائیگا وہ پشت بارگاہ کیطرف آتے آتے بیہوش ہوگئی مگر بارگاہ مین اسکے گھبرا کے اُٹھنے سے شیطان بختیارک نے پوچھا کہ ملکہ کدھر اُسنے تو جواب نہ دیا مگر ایک خواص نے کہا جی متلاتا ہے شاید قے کرنے جاتی ہین بختیارک نے کہا ہاے مارڈالا افسوس خداوند تقدیر پھوٹ گئی لقانے کہا اگر تقدیر مین فرق آیا تو تجھسے سمجھونگا بختیارک نے خاص بردار سے مشعل لیکر دوڑ اللہ کرتا جاتا تھا کہ اسنے مار ڈالا اسنے مار ڈالا وہان ابوالفتح خنجر کھینچکر قتل کیا ہی چاہتا تھا کہ دیکھا بختیارک پہونچا دوڑے اسنے دیکھا

کہ اب کچھ نہ ہوسکیگا ناچار دوڑکر ایک لات بختیارک کے لگائی کہ یہ ہائے کرکے گرا ابوالفتح مندیل لیکر بھاگا
خاص بردار مارے ڈر کے کچھ دور جاکے رہگئے یہ نکل گیا بختیارک نے اُٹھکر لالہ زار کو اٹھایا اور ہوشیار کرکے
بارگاہ مین لایا کہا جان بچگئی لقانے کہا مجھے پہلے سے معلوم تھا کہ تو مار ڈالی جائیگی اسیوجہ سے تجھے بارگاہ مین
تیری جانے نہین دیا وہان ہوتی تو تو ماری جاتی یہ باتین تھین کہ ایک پیشاب کو چوکی پر جو گیا وہان کنیز کو لیٹے دیکھا ملکہ
سے آکر کہا اُسنے اٹھوا منگایا ہوشیار کیا اسنے حال ساحرہ کے ملنے کا کہا اسکے ہوش اڑگئے کہ میرے شوہر نے سچ کہا
تھا کہ یہان عیار رہا سے روزگار ہین جیتا نچھوڑینگے بختیارک نے کہا اے ملکہ تمھین لازم ہی کہ جلد لشکر اسلام کا
فیصلہ کرو اور جسکسی کو کہ گرفتار کرو فوراً قتل کر ڈالو اگر قید کروگی عیار چھڑا لیجائینگے اگر چھڑا نہ سکینگے تمھارے
قتل کرنے مین کمی نہ کرینگے اُسنے کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو مین چارون سردارونکو بلاکر قتل کرتی ہون یہ کہکر دلمین سوچی
کہ پسران حمزہ کو بلاکر قتل کر اور معشوق کو مرنے سے ڈرا شاید فرط خوف سے راضی ہوجائے یہ سوچکر سحر پڑھنے لگی
کہ چھ قیدیونکو بلائے لیکن عیار ہمراہ ابوالفتح کٹی آئے تھے وہ تو چلا گیا مگر اور عیار بشکل فراش و حاجب و خدمتگار
فکر مین پھر رہے ہین انمین چالاک خدمتگار بنا ہوا سر بختیارک کے کھڑا ہوا یہ سب سن رہا ہی جب لالہ زار
سحر پڑھنے لگی کہ سردارونکو بلائے بختیارک کھڑے ہوکر ناچنے لگا اور کہتا تھا کہ آج مراد دلکی برآئی جو فلک کو
بُرا نہ لگے اے ملکہ جلد بلوائیے ایسا نہو تاخیر کرنیسے کچھ اور سانحہ درپیش ہو یہ حال جو چالاک نے دیکھا بڑھکر کان مین
کہا کہ ملک جی تمنے ہمین بھی پہچانا کیون قضا آئی ہی بہت خوشی اچھی نہین بختیارک نے یہ جو سنا بغور دیکھ کر
پہچانا پیشاب خطا ہوگیا جلدی سے سلام کیا کہ ای مرشد زادہ برحق کیا حکم ہی چالاک نے کان مین کہا کہ قسم
ہی نمک صاحبقران کی کہ ادھر سردار قتل ہوے ادھر تم بھی کتے کی موت مرے بختیارک کانپ گیا اور گڑگڑایا
کہ میری کیا خطا ہی اسنے کہا حرامزادے تو نے ہی تو ساحرہ کو ورغلانا اور ترغیب قتل سرداران دی اب کہتا ہی کہ میری
کیا خطا ہی یہ کلام باہین خدمتگار و شیطان چپکے چپکے جو ہونے لگے لقانے کہا ارے شیطان یہ کس سے تو باتین کرتا ہی
اسنے عرض کیا کہ شیطان تو آپ ہوگا مین پکا مسلمان ہون تو اندھا ہی کہ مرشد سامنے کھڑا ہی اور دیکھتا نہین لقا
سمجھا کہ شاید عمرو آگیا یہ سمجھکر کہا کہ مرشد تو تیرے طلسم مین ہین بختیارک چاہتا تھا کہ کچھ جواب دے چالاک
نے خنجر پر ہاتھ رکھا کہ میرا نام ظاہر کیا تو مار ڈالونگا بختیارک نے مارے ڈر کے کہا کہ مرشد کہین نہین لیکن اب
کوئی بار انہ جائیگا یہ کہکر پکارا کہ او لالہ زار مردار قحبہ بدکار جو تو نے سرداران امیر کا بُری طرح نام لیا تو اپنی سزا
کو پہونچیگی مین مسلمان ہوچکا ہون زبان تیری گدی سے کھینچ لونگا لالہ زار اسکی باتونسے حیران ہوئی کہ ابھی یہ
قتل مسلمانان کی خوشی سے ناچتا تھا ابھی ایسی کچھ باتین کرتا ہی شاید اسکو مالیخولیا ہوگیا ہی اسی حیرت مین اس نے
سحر فراموش کیا اور مستفسر ہوئی کہ کیسی باتین ملک جی تم کرتے ہو بختیارک نے کہا ہم سچ کہتے ہین تو اب ماری جائیگی
سردارونکو بلا لیگی قتل ہوگی سردار نہ ہلاک ہونگے چالاک یہ باتین سنکر سمجھا کہ یہ حرامزادہ بکتا ہی وہ اشارہ مجھے
ظاہر کرتا ہی ایسا نہو کہ یہ ساحرہ مجھکو پہچانکر گرفتار کرلے یہ سمجھکر جلد باہر بارگاہ کے نکلگیا اور بختیارک نے

جب خدمتگار کو اپنے پاس نہ دیکھا سمجھا کہ وہ چلے گئے پس لالہ زار سے مخاطب ہوا کہ اے ملکہ یہ جو خدمتگار میرے
پاس کھڑا تھا یہ بیٹا عمرو کا بینظیر عیار تھا اسکی وجہ سے مین ایسی باتین کرتا تھا ساحرہ نے کہا تو نے مجھسے پہلے ظاہر
کیون نہ کیا کہ مین بزور سحر پکڑ دیتی اسنے کہا جبتک تم سحر پڑھتین اسوقت تک ہم نہوتے ہمارا کام تمام تھا لالہ زار
کے حواس جاتے رہے کہ عیار ایسے زبردست ہین جیسے شیطان ایسا اڑتا ہی دیکھیے کہ جان یہان کیونکر بچتی ہی
اسی اندیشہ مین دیرتک چپ رہی اور سحر ٹوٹ چکا تھا پھر پڑھنا نہوسکا ایک ساحرہ نسرین عذار نام اپنی
رفیق سے کہا کہ تم کئی منزل پر ایک صحرا مین درہ ہی پہاڑ کا وہان جاؤ چار ساحر میرے ملازم پہرہ اس درے
کا دیتے ہین اور سردار اندر درے کے قید ہین انکو لے آؤ نسرین حسب الحکم اٹھکر بیرون بارگاہ آئی ازبسکہ
کئی منزل جانا ہی اسلیے اپنے خیمہ مین گئی کہ کچھ اسباب احت کھانے پینے کا سامان ساتھ لیلون یہ جب خیمہ مین
چلی چالاک تو باہر بارگاہ کے کھڑا ہی تھا اسنے اسکو جاتے دیکھکر لشکری سے کہا کہ بھائی ذرا اسسے پوچھنا کہ
کہان جاتی ہین اسنے اسکے کہنے سے پوچھا کہ حضور دربار سے کیون اٹھ آئین اسنے کہا مین قیدیونکو لینے جاؤنگی
یہ سنکر چالاک بھی ایک سمت چلا گیا اور جبتک خیمہ مین نسرین سامان روانگی درست کرتی رہی اسنے بھی صورت
بصورت لالہ زار تیار کی اسی خال وخط اور لباس و زیور سے درست ہوکر اسکے روانہ ہونے سے پہلے آپ ویراہ
صحرا مین آکر ٹھہرا اس اثنا مین نسرین خیمہ مین تیاری کرکے تخت سحر پر سوار ہوکر اڑی اور اسیطرف آئی کہ جہان
لالہ زار نقلی ٹھہری تھی اسنے اسکو دیکھکر پکارا کہ اے نسرین ذرا ٹھہرنا اسنے تخت روکا اور اسکو پہچانکر
زمین پر اتری عرض کیا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی چالاک نے کہا بعد تمھارے آنیکے مجھکو خفقان ہوا کہ
مبادا کچھ راہ مین فساد واقع ہو پیچ پڑجائے بدینوجہ چلی آئی اب ہم تم ملکر قیدیونکو لے آئین نسرین نے کہا بہتر
آئیے سوار ہوجیے چالاک اسکے تخت پر سوار ہوا اور اس کے تخت اڑا یا جب بزور سحر کچھ دیر مین
اسی صحرا مین پہونچی کہ جہان درہ پہاڑ کا تھا اسنے وہان اتارا چالاک نے دیکھا کہ صحرا لق ودق ہی اور سامنے صحرا مین
ایک پہاڑ سیاہ رنگ کا ہی کہ بالکل تاریک تر از جاہل ہی ہر درے سے اسکے بخار دل کی طرح دھوان نکلتا ہی
چار سیاہ فام درے کے سامنے بیٹھے ہین بستر لگا ہی شراب خواری کا چرچا ہی لالہ زار نقلی جب انکے قریب پہنچی
انھون نے اٹھکر سلام کیا اسنے حکم دیا کہ قیدیونکو لیکر میرے ہمراہ چلو بموجب ارشاد ملکہ سحر خوان ہوے درے
سے دھوان ہرطرف ہوا قیدی ظاہر ہوے سبکو زنجیر سحر مین باندھکر تخت پر ڈال لیا وہ چارون بھی چلنے پر
آمادہ ہوے تھے کہ لالہ زار نقلی نے نسرین کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا درہ کوہ مین چل پیشاب کر دونگی صحرا کا واسطہ
ہی مجھکو ڈر لگتا ہی اکیلے اسنے کہا واری چلیے یہ کہکر ساحرونکو ٹھہرا کر آپ ساتھ چلی جب درۂ کوہ مین پہونچی لالہ زار
نقلی نے کہا کہ ارے یہ سامنے مکان کیسا بنا ہی روشنی کیسی ہوتی ہی اسنے کہا حضور یہان مکان کہان آپ کیا
فرماتی ہین اسنے کہا تو مجھے اندھا بناتی ہی وہ کیا سامنے ہی نسرین اسکے کہنے سے ادھر ہی دیکھنے لگی اس نے
اسکے منھ پر بیضۂ بیہوشی مارا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہوگئی اس نے اسکے کپڑے لیے اور فتیلہ عیاری جلاکر

آئینہ سامنے رکھکر اسی کی شکل بنا اور وہی لباس پہنکر باہر آیا ساحرون سے کہا ملکہ تو ادھر سے تشریف لیگئین مگر فرما گئی ہین کہ قیدیونکو جلدی لاؤ ساحرون نے کہا کہ چلیے ہم حاضر ہین یہ سنکر جس تخت پر قیدی تھے اُسپر یہ بھی جا بیٹھا ساحرون نے تخت اڑایا اور بعد قطع مسافت راہ کی لشکر لقا مین پہونچے **نسرین** نے کہا تم میرے خیمہ مین قیدیونکو لیکر ٹھہرو مین ملکہ سے اطلاع کرون ساحر حسب الحکم وہین ٹھہرے اور **چالاک** اندر بارگاہ کے گیا **لالہ زار** اسی کی منتظر دربار مین بیٹھی تھی اپنے خیمہ مین نہین گئی تھی اسکو دیکھکر پوچھا کہ لائی اسنے انگلی دہن پر رکھکر کہا چپ رہیے اور قریب آکر کان مین کہا کہ وہ چارون قیدی مع ساحرون کے میرے خیمہ مین ہین یہان اسلیے نہین لائی کہ مبادا کچھ فتور عیار کرین پس حضور وہین چلکر انھین قتل کرین تو بہتر ہی **لالہ زار** یہ سنکر اٹھی شیطان خداوند کو تاب نہ آئی یہ بھی ساتھ ہولیا اور راہ مین حال پوچھا کہ کہان جاتی ہو اُسنے سب ماجرا بیان کیا شیطان نے کہا بخوف عیاران سردارونکو بارگاہ مین نہین بلایا تو کیا ہوا وہ آئین یہ آئین جہان سردار ہون خیر اچھا چلو مین بھی اُنکے قتل مین تمھارا شریک ہون یہ کہکر باتین کرتا ساتھ ہوا اور خیمہ **نسرین** مین جب پہونچے **نسرین نقلی** نے کہا کہ یہ چارون ساحر پشت خیمہ پر جاکر حفاظت کرین کہ کوئی آنے نپائے **بختیارک** کو بھی یہ راے پسند آئی کہا کہ ملکہ سچ کہتی ہی ہوشیاری مناسب ہی **لالہ زار** نے ساحرون سے کہا تم پشت خیمہ پر جاؤ وہ جب روانہ ہوے **نسرین** نے آگے بڑھکر اُنسے کہا کہ ملکہ فرماتی ہین کہ خیمہ مین کیسا ہی غل وشور ہو تم خبردار بغیر ہمارے بلائے یہان نہ آنا اور نہ کسی لشکری کو آنے دینا انھون نے کہا ایسا ہی ہوگا یہ تو سب جاکر پہرا دینے لگے اور خنجر **بختیارک** و **لالہ زار** کھینچکر سر **علمشاہ** و **تورج** و **ہاشم** و **فولاد** کے آئے یہ بیچارے طوق اور زنجیر سحر مین گرفتار بیکس و ناچار کیا کر سکتے تھے اسوقت جو قریب زمانہ مرگ دیکھا ہر ایک نے کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اپنے اپنے عقائد کا اقرار ایک نے دوسرے سے کرکے گواہ بنالیا پھر رجوع قلب سے خالق کن فیکون کو پکارا کہ اے غالب کل غائب احکم الحاکمین بموجب

ابیات

بہا اشکون کا دریا چشم تر سے | دعا نکلی یہی سوز جگر سے
کہ یارب اس بلا سے مخلصی دے | تصدق سے پیمبر کے بچا لے

یہ سب مصروف دعا بصد التجا تھے کہ **نسرین** نے کہا اے ملکہ معشوق کی ہر جا عاشق خوشامد کرتا آیا ہی ازل سے یہ دستور نکلا ہی اسوقت تم **فولاد** پاس بیٹھ جاؤ اور ملک جی سے کہو کہ وہ بھی سمجھا مین تم بھی منت پذیر ہو شاید راضی ہو جاے تو مطلب دل بر آئے ورنہ پاس بیٹھکر حسرت نظارہ تو نکال لو پھر تم کہان اور یہ کہان ہمدم کی صحبت ہی غنیمت ہی کہ سر پر اجل سر نظر مصروف حسرت ہی ہجوم شوق بس فرصت بہت کم ہی کہنا **نسرین** کا بہت پسند آیا **بختیارک** کا ہاتھ پکڑکر قریب **فولاد** **لالہ زار** بیٹھ گئی اور زبان پیار نصیحت وشکایت کھولی کہ

ابیات

کہا اُسنے کہ اونا آشنا دوست | وفا کرتے ہین یو ہین دوست با دوست

کوئی حق محبت یاد بھی ہے — قبول خاطر آزاد بھی ہے
ہین اب دشمن ہون یا آگے بھی تھی مین — نہین شایان ہون لطف و رحم کی مین
کبھی ہم پر بھی تھے الطاف تیرے — جگر و دل سب طرح تھے صاف تیرے
کبھی ہمسے بھی ملتی تھین نگاہین — صدائین لب پہ دیجاتی تھین آہین
حذر کر آہ مظلومان سے ظالم — خفا ہوتے نہین مہمان سے ظالم
یہ چند انفاس ہین باقی جو کچھ دم — غنیمت ہین کہان تو اور کہان ہم
بسر کر زندگی آ پیش دلدار — بجالا ہر طرح پر خواہش یار

اسیطرح کی باتین کرنے مین یہ خوب محو ہوئی اور بختیارک کا بھی خیال اُسکی باتون پر لگا تھا ہنوز فولاد کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ چالاک جو بہ شکل نسرین سر پر کھڑا تھا اُسنے ایک حلقہ گردن لالہ زار مین کمند کا اور دوسرا گردن بختیارک مین پھنسا دیا لالہ زار نے باتون کے خیال مین کچھ نجانا کہ کیا ہوا مگر بختیارک نے جو سر اٹھا کر دیکھا نسرین کو کمند لیے پایا سمجھا کہ یہ عیار ہے پکارا کہ اے ملکہ خبردار سر پر تمھارے اجل سوار ہے اس کہنے سے اُسنے گردن اٹھا کر دیکھا چالاک نے حباب مارا کہ دماغ پر پڑ کر شق ہوا ساحرہ بیہوش ہوئی بختیارک پکارا ارے دوڑنا مارے ڈالتا ہے چالاک نے اُسکے ایک لات ماری کہ وہ ڈھلک کر جو آگے گرا حلقہ کمند جھٹکے سے گردن مین کچھ ہوا سردارون نے جو یہ ماجرا دیکھا سب خوشنود ہوے کہ اب وقت رہائی قریب آیا اور بختیارک نے ہر چند غل مچایا باہر جو ساحرون سے منع کر دیا ہے کہ بغیر ہمارے کہے کیسا ہی غل کیون نہو تم نہ آنا وہ کوئی بھی نہ آیا اُسوقت تو منت کرنے لگا کہ مرشد زادے آپ خوب وقت پر پہونچے اس قحبہ کو مارئیے لائیے مجھے خنجر دیجیے کہ مین جہنم مین بھیجون آپ اس کا اسباب جبتک لوٹیے اور آپ نہ آتے جب بھی سردارونکو تو کوئی میرے ہوتے قتل نکر سکتا تھا چالاک نے کہا او منافق آج بغیر قتل کیے تجھکو ہم باز نہ آئینگے بختیارک لگا کلمہ پڑھنے چالاک اسکی باتین فریب آمیز سنکر گویا ہوا کہ ملک جی یہ خنجر لو اور ساحرہ کو قتل کرو اُسنے کہا بہت بہتر مین تو اس قحبہ کا سخت دشمن ہون یہ کہکر اسیطرح کمند تو گردن مین پھنسی رہی اور یہ اٹھ کھڑا ہوا اور خنجر ہاتھ مین لیکر بڑھا مگر کہتا چلا کہ افسوس اسکی جان مفت گئی چالاک نے پھر دو تین لاتین مارین کہ کیون لے بھیا یہ افسوس کیسا بختیارک تو لاتین کھا کر پکارا کہ ترے عزت یہ لاتین صحت جان ناتوان ہین چنانچہ یہ تو مسخراپن کرنے لگا مگر چالاک نے تامل مناسب نسمجھا فورًا لالہ زار کو ذبح کر ڈالا بختیارک آنکھین بند کرکے بیٹھ گیا کہتا تھا کہ ارے توبہ ارے توبہ کیا خنجر بران کی صفائی ہے سر اول ہی سے دہلتا ہے یہ تو اس گفتگو مین تھا مگر ساحرہ کے مرتے ہی غل و شور برپا ہوا سردار اُسکے مرتے ہی چھوٹ گئے اور چالاک نے دوڑ کر گلوے بختیارک پر بھی خنجر رکھا اُسنے کہا اے مرشد میری کیا خطا ہے اُسنے کہا کہ ساحر تیرے غل کرنے سے آگئے ہین بس ہم آخر تو گرفتار ہوجائینگے بہتر یہ ہے کہ تجھے بھی

قتل کرتے جائین یہ سنکر اُسنے کہا مجھے آپ باہر جانے دیجیے کیا مجال ساحر جو روکین اُسنے عہد لیکر اسکو چھوڑدیا وہ جو باہر نکلا ساحر جو غل سنکر دوڑے آئے تھے اُنسے کہا کہ ارے جلد اپنے اپنے بستر پر جاؤ یہان وہ آفت آئی ہی کہ سب مارے جاؤگے ساحر فرط خوف سے علیحدہ ہوے سردارونکو چالاک لیکر چلا اور بختیارک اپنے خیمے مین اس عرصے مین ساحر شب کا تیغ صبح نے سر جدا کیا اور مہر تابان بہ شکل شمشیر بران ترک فلک کی کمر سے آویزان ہوا

نظم

کھلا کچھ نور پیشانی سحر کا — دھوالی ہلکا ہوا شب کے جگر کا
کہ مثل نقطہ باقی ہے سمٹ کر — موذن کہتے ہین اللہ اکبر

امیر برائے ادائے فریضہ رب قدیر مسجد کمر پاس مین داخل تھے کہ سردار مع عیار آکر قدمبوس ہوے امیر نے سر انکے سینے سے لگائے پھر بعد فراغ طاعت الٰہ بارگاہ مین تشریف فرما ہوے بادشاہ بھی اورنگ شہنشاہی پر جلوس فرما تھے سردار تمام جمع ہوتے جاتے تھے کہ یہ سردار رہائی یافتہ نذر گزرانتہ پیش بادشاہ ہوے بادشاہ نے ہر ایک کو خلعت حسب لیاقت دیا اور چالاک کو جلدو مین اس عیاری کے مالا مال کردیا پھر ارباب نشاط حاضر ہوے رقص کا سماں بندھا دور شراب گلرنگ شروع ہوا یہان تو یہ کیفیت ہے اس جانب لقا بوجہ اُٹھ آنے ساحرہ کے آرام پذیر ہوا تھا دم سحر بکروفر تخت نکبت پر آکر بیٹھا تھا کہ بختیارک ناچتا ہوا اور بکتا ہوا کہ ارے خداوند وہ تیری بندی گندی جہنم کی ٹھیری مین ٹھنڈی ہوگئی اسکو ہم بھی چل بسے تھے مگر رحم آگیا جو چھوڑ گئے یہ کہکر سب حقیقت بیان کی لقا نے کہا ہمنے پہلے ہی تقدیر مرنیکی کردی تھی کیونکہ وہ بدکار شہوت پرست تھی اپنے یار کی محبت رکھتی تھی ہماری الفت اسکو ذرا بھی نہ تھی یہ کہکر حکم دیا کہ لاش اسکی ساحر خیمہ سے اُٹھا کر سمت قلعہ گلفامیہ جائین حسب الحکم ساحر لاش لیکر روانہ ہوے اور سلیمان نے پھر نامہ مشتمل شکایت عدم رسی مدد لقا کی طرف سے افراسیاب کو لکھا بنا بر دستور پہاڑ پر سے پہنچ لیگیا اس طرف ساحر نالان و گریان قلعہ گلفامیہ مین مع لاش لالہ زار پہنچے شوہر اسکا سریر حکومت پر متمکن تھا کہ لاش ساحرون نے سامنے لاکر رکھدی گلفام نے تاج زمین پر دے مارا اور پکارا کہ ہاے میرا گھر تباہ ہوگیا افسوس میرا پہلو اجڑ گیا میرا آرام خاک مین ملا اے میری رفیق بی بی انیس شب غم تو نے آخر محبت خزلا دمین جان دی سطرح کا حال مین نے سنکر درگزر کیا تھا لیکن فلک نے تجھکو آخر مجھسے جدا کردیا ارکان دولت نے اسکے سمجھانا شروع کیا کہ حضور آپ صبر فرمایئے وہ بی بی بڑی نیک تھین کہ جو خداوند پر بجا الٰہ نثار ہو گئین اب انکی بہشت مین سیر کرتی ہونگی کسکے ایسے نصیب ہین جو اسطرح کی موت ملے غرضکہ بعد جزع و فزع بسیار اُسنے حکم دیا کہ لشکر جو پھیر کر آیا ہے اُسمین سے کچھ ساحر تھوڑی فوج برائے حفاظت قلعہ رہین اور جو فوج یہان موجود تھی اور جو پھر کر آئی ہے وہ سب تیار ہوکر میرے ساتھ چلے بنا بر حکم تیاری ہونے لگی اور اُسنے ایک عرضی اس سب کیفیت کی شاہ جادوان کو لکھی یہ مضمون بھی اسمین تھا کہ اب غلام آپ کا لڑنے جاتا ہے یہ عرضی

ایک پتلا سحر کا لیکر **افراسیاب** پاس پہونچا شاہ طلسم نامہ **لقا** کا پڑھ رہا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی ساحر کو بہر امداد خداوند بھیجے یہ عرضی جو آئی پڑھکر خوشنود ہوا کہ بہتر ہی اسکو جانید وہیں جواب لکھدیا کہ عرضی تمھارے استدعا کے موافق مزین بہ دستخط کرکے واپس ہی زوجہ کا مرنا تمھاری معلوم کرکے مابدولت کو بھی افسوس ہوا تم پر مراعات سلطانی مبذول رہیگی جاؤ اور خداوند کی مدد کرو یہ جواب تو پتلے کو دیا کہ وہ لیگیا اور ایک عرضی بجواب صحیفہ خداوند اُسنے لکھی مضمون یہ تھا کہ زہے غفلت اس بندۂ احقر کی نسبت اپنے خداوند کے ہی کہ بار بار جس کی شکایت خداوند فرماتے ہین واقعی عین رحمت خداوند میرے حال زبون افعال پر ہی کہ کوئی غضب اس بے اعتنائی کے عوض مین خداوند مجھپر نازل نہین کرتے پس بموجب **بیت** شکر فیض تو چمن چون کند اے ابر بہار + کہ اگر خار دگر گل ہمہ پروردۂ تست + خداوندا الہا رفیع بارگاہا میری غفلت پر نظر نہ کرنا مین خطاوار ہون اب شوہر **لالہ** نار کہ ساحر زبردست ہی خدمت مین حاضر ہوکر مقابلہ بندگان خاطی کریگا اور یہ بندہ تیرا اور بھی عقب مین اُسکے بھیجے گا یہ عرضی ایک ساحر کے ہاتھ خداوند کے پاس بھیجی وہ عرضی پاکر انتظار **گلفام** مین بیٹھا اور اسطرف جب عرضی دستخطی قلعہ گلفامیہ مین پہونچی وہ تو منتظر تھا ہی جواب پاتے ہی تخت سحر پر سوار ہوا چوبیس ہزار ساحر ہمراہ لیے اور سولہ ہزار برائے حفاظت قلعہ مین چھوڑے کسلیے کہ طلسم ہوشربا مین چالیس کنوئین سحر کے ہین انمین سے ایک کنوان چاہ زمرد تھا کہ جسکا میلا جلد اول مین بیان ہوا چنانچہ ان کنوون سے چند چاہ اس قلعہ گلفامیہ کی بھی سرحد مین ہین اور اس طلسم کی چالیس سرحدین ہین اور چالیس دروازے بھی داخلہ طلسم کیلیے ہین ایک دروازہ وہ ہی جدھر اسد ہی اور اس قلعہ گلفامیہ مین تین دروازے ہین ایک تو ادھر دروازہ ہی کہ طلسم آئینہ کے رہنے والے اگر طلسم ہوشربا مین جانا چاہین تو پہلے قلعہ گلفامیہ مین آئین اور دوسرا دروازہ وہ ہی کہ نرگس کوہ کے رہنے والے اُدھر سے طلسم مین جا سکتے ہین اور تیسرا دروازہ وہ ہی کہ عقیق کوہ کے ساکن اور جملہ کوہستان کے لوگ مثل کوہ مر قلعۂ اقدس وغیرہ کے اشخاص طلسم مین جا سکتے ہین چنانچہ سپاہ بیکران اسلیے **گلفام** نے یہان چھوڑی کہ ان سرحدونکی بخوبی نگہبانی رہے جب یہ انتظام ہوچکا آپ بحشم وخدم کوچ کیا اور قلعہ سے نکل گیا ایک منزل پر آکر اترا ہنوز آگے نہ بڑھا تھا کہ اور ماجرا سے تازہ سنیے یعنی عاشق روے شاہ اسلامیان ملکہ **بہار** مع دونون عیارون کے جو طلسم **کوکب** سے چلی تھی اور اس دروازے سے جو شمالی حد کا تھا بموجب حکم **عمرو** ساحرون نے اسکو رخصت کیا تھا چنانچہ ملکہ مذکور سیر طلسم کی کرتی سرحد طلسم آئینہ مین آگئی اور راہ اسکو نہ ملی کہ جس راہ سے پہلے آئی تھی طلسم آئینہ ٹوٹ چکا ہی اسوجہ سے اچھی طرح آباد نہ تھا اور بہار اسطرف بعد مدت جو آئی تھی تو نہ پہچانا کہ یہ کون مقام ہی عیارون سے کہا مین راستہ بھول کر نہین معلوم کدھر نکل آئی عیارون نے کہا آپ تخت اتاریے تو ہم راہ کسی سے دریافت کرین اسنے تخت اتارا عیار صورت بدلکر روانہ ہوے اور راہ آیندہ روندہ سے حال پوچھکر پھر آئے کہا اے ملکہ یہ طلسم آئینہ ہی یہان سے

ایک راہ نرگس کوہ گئی ہے اور ایک راہ طلسم ہوشربا لیکن اول قلعہ گلفامیہ ملیگا جو سرحد طلسم مذکور کا قلعہ ہے وہانسے جاہے طلسم مین جائیے چاہے کوہ عقیق لشکر اسلام مین جائیے اب طلسم کب تک ہے چلیین تو آخر طلسم ہوشربا کیطرف نہ آنکلین بہار نے جو نام لشکر اسلام سنا دلسے کہا کشش کیسی صادق ہے یا اپنے عشق کا اثر ناحق ہے جو دیار جانان تک خود بخود آنا ہوا راہ بھولنے کا بہانہ ہوا اب یہ دیکھے ارمان نکالتی چلو ایک نظر دیکھتی بھالتی چلو یہ سوچ کر عیارون سے کہا کہ مجھکو زیارت امیر کا کمال اشتیاق ہے و نیز تمسے بھی ایک مدت ہوئی کہ فراق ہے اگر مناسب سمجھو تو لشکر اسلام مین ہوتے چلو عیار حقیقت مین فراق کشیدہ اپنے احباب وطن سے تھے گویا ہوئے کہ ای ملکہ بہتر ہے چلو اسنے کہا کہ سوار ہو کر روانہ ہو عیارون نے کہا باتفاق چلنے مین سرحدار طلسم طلد ہے کے باہر نہ نکلنے دینگے لڑائی پڑ جائیگی بہتر یہ ہے کہ ہم دونون عیاری سے بیرون طلسم جائین اور تم بزور سحر نکلو پھر تے وقت سمجھ لیا جائیگا بہار نے کہا اچھا اور عیارونکو رخصت کر دیا آگے بڑھکر قران نے برق سے کہا تم اپنی راہ جاؤ مین اپنی راہ جاتا ہون چنانچہ یہ دونون بھی الگ الگ ہو گئے حال انکا بیان ہوگا وہ طالب دیدار یعنی بہار جو پہلے روانہ ہوئی کہین سحر سے اڑکر چلتی کہین حسب موقع پیادہ روی اختیار کرتی روانہ تھی دلمین جوش تمنا لب پر حکایت عشق وصل کا مزا یاد آتا کبھی کہتی کہ او نادان کدھر چلی ہے کیون اپنا دل پرائے بس مین دیتا ہے ابھی خیر ہے پھر آگ لگی سیر ہی جب محو حسن رخسار ہوگی ارزوئے چشم بیمار ہوگی بغیر شربت دیدار فائدہ نہوگا دل صید ناز ہوگا وحشیون کا سا انداز ہوگا ابر گیسو باران بلا برسائیگا سر اٹھانا مشکل ہو جائیگا کبھی تو اسطرح دلکو سمجھاتی اور گاہے اسطرح کی آرزو جتاتی کہ جوانی ہین دیکھو دل آیا ہے ثواب نہ جو کو نگاہ ہون مین جو غضب پیدا ہوے ہین رفتار مین جو ستم ہویدا ہوے ہین کسی پر تو یہ جفا کی جائے جو چوٹین صاف ہون ناز و غمزے کیسکے دل سے عازم مصاف ہون شمشیر ابرو کے وار کیتک خالی جائین آنکھین کیسکو تو گردش قسمت دکھائین عارض آرزوے بوسہ بڑھائین سینے کا ابھار کہانتک سر در گریبان رہے ساق پاکیتک پردہ مین نہان رہے چھاتیان قبہ فانوس بزم محبت نہین ساق پاکسی شب کو شمع عریان بنکر فروغ دہ انجم الفت ہون کبھی دلبر ہجوم آرزو ہوتا تو اقتضائے تمنائے شباب کا لشکر دل بے قابو ہوتا تو

بیتابانہ یہ زبان پر لاتی کہ بموجب ابیات

ہوئی مدت کہ جوشش نوجوانی	نہین آرام بخشش زندگانی
جدا جاتے وہ وقت آئیگا کسروز	کہ روشن ہو تری شمع دل افروز
کہینگے ہنسکے سب گذرا ہوا حال	کہ یہ ایذا اٹھائی ہے کئی سال
تجھے دیکھین گے خندان صورت گل	گلے لپٹین گے تیرے مثل بلبل
وہ بوسون کے چٹاخے جسکی آواز	دل مشتاق پہ کرتی ہے اک ناز

غرضکہ اسیطرح باتین دلسے کرتی جوش عشق سے آہ سرد بھرتی رفتہ رفتہ صحرائے ملک گلفامیہ مین پہونچی اس دشت سبزہ زار کو دیکھکر خیال سبزہ رخسار جانان آیا خضر آباد اس جنگل کا نام رکھا ہوس نے کہا اب یہین بستر لگاؤ تفریح طبع نے جواب دیا کہ ہان ہان اچھا تو ہے ٹھہر جاؤ نگاہ شوق کا تقاضا تھا کہ رخسار معشوق کے بدلے دید گل

کر بود امن گلہاے تمنا سے بھر لو عشق کہتا تھا کہ جو اصل مین مزا ہی وہ نقل مین کہان جلد چلکر نظارۂ روے دلبر کرو لیکن خستہ راہ بہت تھی عشق کو ضبط کرکے اُسجگہ ٹھہر گئی اور از بسکہ یہ سحر باغ و بہار کا کرتی ہر جدہر اسکی نگاہ اٹھ گئی گلو نمین جان تازہ پڑگئی نہرین بسان طبع روان عاشق جاری آہ سرد سے مشابہ باد بہاری مرہم زخم دل سودہ زدہ سبزہ زنگاری اسنے اُس جنگل کو تا دیر نگاہ آرزو سے دیکھا اور صحبت محبوب کو یاد کیا کہ کبھی ہم بھی گلستان انجمن مین تیرے گلہاے عشرت چنین گے بسان خار دامن سے اُلجھینگے یا برنگ گل گلے کا ہار بنین گے افسانہ ہمارا بلبل کا ترانہ ہوگا گوش گل کو سماعت کا بہانہ ہوگا **نظم**

گریبان چاک ہونگے صورت گل
عذر مانگین گے اقصد بے تامل

ہوس کہتی ہے پھر اڈین وہی جوش
مزے دین روح کو کھوے ہوے ہوش

دم رخصت ہے اپنی زندگی کا
نکلجائے کوئی ارمان توجی کا

فراق یار مین بیتاب ہو لین
تمنا ہے تصدق ہوکے رو لین

لبون پر ناز کرلے جوش فریاد
محبت یہ تو کہہ لے خانہ آباد

اسی سوداے جوش الفت مین دربار تک پہونچنے کا سامان ہوا یعنی ہواے محبت نے کار نسیم سحر کیا آہ سرد نے دماغ مین خنکی پہونچائی یہ تختہ سنگ پر سر رکھکر سو گئی اس صحرا مین جو ساحر کہ بطور محافظون کے مقرر تھے انھون نے اسکو پہچانا از بسکہ معشوقہ شاہ طلسم اور بہن **حیرت** کی ہر و نیز ساحرہ زبردست ہر کسیکو اسپر ہاتھ ڈالنے کا یارا نہوا سواے اسکے کہ طائر بنکر اڑے اور **گلفام** منزل بھر پر قلعہ سے نکلکر اترا ہوا تھا اسکے سامنے آئے شکل انسان ہوکر اسطرح تسلیم کرکے بدعادی کہ **بیت** رہے ملک برباد تیرا مدام + نہ پائے تجھے تیرا دشمن غلام + ملکہ بہار ذی وقار فلان صحرا مین یکہ و تنہا بے یار و مددگار آکر سو رہی ہر نہین معلوم کس دکھ مین گرفتار ہو رہی ہے **گلفام** یہ خبر سنکر ہنسا اور کہا مجھکو خبر پہونچی ہر کہ یہ ملکہ شریک باغیان بادشاہ طلسم ہر یہ اسی سرکشی کا نتیجہ ہر جو ماری ماری پھرتی ہر اسکو گرفتار کرنا چاہیے کہ خداوند کو نذر دینا لازم ہر کیا عجب ہر کہ تیری بی بی اسکے عوض مین خداوند عطا کرین یہ کہکر کئی ہزار چیدہ روزگار ساحر ہمراہ لیکر چڑھ دوڑا اور صحرا کا محاصرہ کرکے مع چند ساحرونکے جو آگے بڑھا اس فتنہ پرداز عالم کو سوتے پایا کہ جوانی کی نیند مین غافل پڑی ہر شمع رخسار کو دے رہی ہر چادر حسن دور باش کہتا ہر سایہ اُس پر پہرہ دیتا ہر کلیان گلو نکی چپ ہین کہ چٹکنے سے آنکھ نہ کھلجائے گل ہنستے نہین کہ نیند مین اُس گل کی فرق نہ آجائے باد صبا دبے پاؤن چلتی ہر کنیز کی طرح پنکھا جھلتی ہر شب زلف کی رخسار سحر پر چڑھائی ہر نہین نہین شام غربت صبح وطن کو پیش آئی ہر شبنمی ڈوپٹے کی آڑ مین سینہ کا ابھار شکم کی صفائی پائجامہ کے پائچو نکا کھلجاتا اور پیڑو کا اونچا ہونا اُنہین پائجامے کی چرسون کا جوبن نامرد صد سالہ کو شہوت پرستی سکھاتا تھا اور مردونکا تو یقین ہر کہ میرے بیان پر اور ہی رنگ ہو جائیگا **گلفام** اس گل پر برنگ بلبل ہزار جان سے شیدا ہوا اور ساحرون نے اس کے حکم سے سوتے ہی مین سحر پڑھا کہ دست و پا اسکے بیکار کر دیے پھر پاس جاکر زبانین سونگھنا چاہا آنکھ اسکی کھلی ان معذیونکو

دیکھکر چلایا کہ سحر پڑھے سحر یاد نہ آیا گھبرا کر پکاری کہ لے بیجیاؤ یہ دغا کرنا کیا اگر مرد ہو تو ہوشیار کر کے لڑو گلفام نے کہا تو نمک حرام ہی تیری یہی سزا ہی مین پاس خداوند کے تجھے لیجاؤنگا بی بی میری مرگئی ہی اُنسے تجھکو مانگ کر بی بی اپنی بناؤنگا اُسنے جو یہ کلام سنا دلمین سمجھی کہ دیار معشوق مین بغیر گرفتار ہوے جانا نملےگا یہ سمجھکر بولی کہ ای گلفام تو تجھکو خداوند پاس نہ لیجا ورنہ بہت پچھتائیگا مدعاے دل نہ برائیگا اُسنے نہ مانا اور اس گنجینہ حسن کو سحر سے بیہوش کر کے ایک صندوق مین بند کیا اور لشکر مین لاکر حکم کوچ کا دیا چوبیس ہزار ساحر طائران سحر پر سوار ہو کر چلے ڈمڈما و ناقوس بجنے لگا گلفام نے ایک اژدر پر صندوق بار کرلیا اور تخت پر سوار ہو کر اڑا طائران سحر سے روے ہوا کالا تھا آتشباری سے دل روزگار مین چھالا تھا مختصر یہ کہ بعد قطع مسافت راہ طلسم سے نکلکر قریب لشکر لقا پہونچا راہ مین جہان کہین ٹھہرتا بہار کو صندوق سے نکالکر سحر خوب ساکر کے سوزن دور کرتا اور کھلا پلا دیتا اسیطرح جب کوہ عقیق مین پہونچا یہان اُسکے آنیکی خبر نامۂ بادشاہ طلسم سے پہلے ہی ہوچکی تھی آمد لشکر ساحران کی علامت دیکھکر سرداران لقا بہر استقبال آئے لشکر مقام بہتر پر اُتروایا یہ خود بارگاہ مین آیا لقا کو سجدہ کیا خلعت خداوند نے دیا خلعت پہنکر اپنی بی بی کے مقام پر بیٹھا بختیارک نے کہا اس جگہ نہ بیٹھو کہ سزاوار نہین ہی بی بی تمھاری یہین بیٹھی تھین یہ بی بی کا نام سنکر رونے لگا ساتھ ہی بختیارک اس سے زیادہ رونے لگا اور کہتا تھا کہ تم تو اپنی زوجہ سے قریب ہو کہ جا کر ملوگے مگر ہمسے بی بی بھی تمھاری جدا ہوئین اور تم بھی چھوٹے یہ کلمات سنکر وہ رونا بھی بھولا اور کہا ملک جی تم تو ایسی باتین کرتے ہو گویا مین بھی مارا جاؤنگا اُسنے کہا ہمین کچھ شک بھی ہی بس اب کچھ دیر کے تم مہمان ہو مرشدزادہ آئے اور تم جہنم مین گئے اُسنے ہنسکر کہا کہ تمھین حول سما گئی ہی تین آیا تھا کہ ایک آدھ روز ٹھہر کر مقابلہ کرتا مگر نہین اب کل ہی سب مسلمانونکا خاتمہ کرونگا شیطان بولا کہ آپ ایسے ہی ہین یہ کہیے کہ مرنیکو جی جلدی چاہتا ہی وہ تم کہا کرو اجل جلدی کرتی ہی مثل چلی آتی ہی کہ موت پھڑپھڑاتی ہی ان باتونسے زیادہ تر اسکو غصہ آیا اور اسیوقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجے لقا نے کہا کہ ای بندۂ قدرت شیطان کا کام ورغلانا ہی اسکے کہنے کا بُرا نہ ماننا ہم تجھکو اپنا نظر کردہ کرتے ہین اور سب مسلمانون کا خون تیری تلوار مین بھرتے ہین تو سبکو ماریگا اور کوئی مسلمان تجھے قتل نہ کرسکیگا ارشاد خداوند سنکر یہ بہت شاد ہوا اور زیادہ لڑنیکا حوصلہ کیا خلاصہ یہ کہ جب مثل احسان کم ظرف مہر تابان سر پر فلک سے اترا اور مزاج ساحرۂ شب نے خاطرداری عالم سے سوا پایا کہ **نظم**

کہ عمر روز نے انجام پایا
تبسم زا مزاج شام آیا
جھکی ہر سمت شام سوسنی رنگ
ہوئے ٹھنڈے طپش سے کوہ مین سنگ

شام ہوتے ہی صداے نقارۂ حربی بلند ہوئی جواسیس لشکر اسلام خبر لیکر حاضر دربار شاہ ذوالکرام ہوے زمین ادب کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ **بیت** کہا شاہا فدا ہم لاکھ جان سے بجا تعریف کیا لائین زبان سے شوہر لالہ زار گلفام تاجدار نام ایک ساحر بدانجام نے اگر ارادہ نبرد کیا ہی لشکر حریف مین طبل جنگ بجا ہی بادشاہ نے یہ خبر سنکر امیر کیجانب اشارہ کیا امیر نے حکم نواخت نقارہ رزمی دیا طبل حشامی و کوس سکندری

چوب پڑی دنیا دہلگئی در بارسے اٹھکر دلاور خیمونمین آئے تلوار کی سرکشی کا زمانہ قریب آیا گرز زدن کی سربلندی کا وقت نزدیک پہونچا اسطرف ساحر نئے نئے سحر تیار کرتے تھے کلچڑیان بھنگے بھینٹ مین چڑھتے تھے گلفام نے بھی جو کا سور کے خون سے دیا تھا کلیجی کا بھوگ لگا یا تھا اگیار کا دھوان جسم کو دیکر اپنے بالونکی ایک رسی بٹی تھی اسکو کمر سے لپیٹ کر کھولنے کا منتر پڑھا تھا نیا سر رشتہ لڑنیکا پیدا کیا تھا لشکر دین مین نقیب للکارتے تھے بہادر نعرے مارتے تھے رعایا عوام الناس بازاری کنارے ہوے تھے کہ آفت مین نہ گھر جائین بہادر کہتے تھے کہ سر جائین مگر قدم نہ پھر جائین یہ ہنگامہ برپا تھا کہ **ابیات**

کسی کے لب پہ تھا یا سامری جی ۔۔۔ دیا مجھپیر جو کل ہو گی تمھاری
تو کچھ جادو کے منتر تازہ پڑھکے ۔۔۔ کلیجہ چھید و نگا دشمن کا بڑھکے
کوئی کہتا تھا اے پیارے دھنتر ۔۔۔ مرے دشمن کے کل بگڑین پنتر
کوئی پڑھتا تھا منتر اسطرح سے ۔۔۔ رکت آکر یون جوگی کی چاٹے
پڑھو منتر دوائی مین جگایا ۔۔۔ یہ الیشر باچا نے ہمنے سنایا

اسی ہنگامہ مین خاطر دہر مائل بہ سفا کی ہوئی سینۂ فلک داغون سے صاف ہوا ہر جسم مین پیدا جالاکی ہوئی **نظم**

ہوئی جب صبح تھا اک شور برپا ۔۔۔ کہ یارو وقت لڑنے کا پھر آیا
چلو میدان مین اور ہمت نہ ہارو ۔۔۔ عدو کا بار سر تن سے اتارو

صبح کو بادشاہ گردون بارگاہ بصد عزت وجاہ شبستان سے برآمد ہوے **امیر** مع تمام سردارونکے سجدہ کر باس سے آکر ٹھہرے تھے حضور عالم کو مجرا کیا پھر تخت شوکت کو بوسہ دیکر قلب لشکر مین لیکر سمت جنگگاہ روانہ ہوے جب جائے مصاف پر پہونچے ترتیب لشکر شروع ہوئی رسالہ دار و کمیدان اپنے اپنے سردار و سالار کی صف مین جمکر کھڑے ہوے بسان سد سکندری دیوار آہن کھچی تھی تلوارونکی چمک نے دیدہ ہاے حلقہ زرہ مین روشنی دی تھی ادھر فوج مخالف نے مقابل پہونچکر پرا جمایا تھا **گلفام** آج اژدر پر سوار ہو کر آیا تھا فوج کے ساحر فیل وشیر و کرگدن واژدر شعلہ فشان پر سوار تھے صورت مین بد اور سیرت مین نابکار تھے کوئی سنکھ جب پھونکتا سنکھ سے شعلہ نکلکر دھوان ہو جاتا اور عالم کو تاریک بناتا کوئی نفیر سحر کو دم دیتا اسمین سے دھوان نکلکر ابر بنتا اور آگ برساتا عجب آفت برپا تھی کہ **نظم**

ز ہر سو بر آمد خروش سپاہ ۔۔۔ برفتند یکسر بسوے رزمگاہ
ز بس نالۂ بوق و کوس دو رویہ ۔۔۔ ہمی آسمان اندر آمد ز جاے
سم از بال اسپان و دست عنان ۔۔۔ نہ گوپال و تیغ و کمان و سنان
تو گفتی جہان در دم اژدہاست ۔۔۔ دگر آسمان باز مین گشت راست
نہ بد پشہ را روز گار گذر ۔۔۔ ز بس تیغ و گرز و کمند و سپر

الحاصل بعد ترتیب صفوف لشکر گلفام بہ انجام لقا سے اجازت لیکر وسط میدان میں آیا اور سحر سازی
دکھا کر پکارا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جنھوں نے میری بی بی سے مقابلہ کیا تھا اسکے ہاتھ سے اگر بچ گئے تو اب بچنا دشوار
ہے ہاں آئیں سامنے یہ میدان کارزار ہے یہ نہیب سنتے ہی سب سے پہلے فولاد نے گھوڑا صف سے نکالا اور
بادشاہ سے رخصت خواہ ہو کر بسان شیر غضبناک سامنے آیا گلفام نے اسکو آتے دیکھکر ایک ناریل جھولی سے
نکالکر زمین پر مارا کہ زمین سے دھواں نکلا اور ایک جا مجتمع ہو کر گھوڑا اُسی رنگ بنگیا یہ اُسی گھوڑے پر سوار ہو کر
مقابل فولاد ہوا اس بہادر نے حربہ طلب کیا یہ اپنی کمر میں وہی رسی بالوں کی لپیٹے تھا کمر سے کھولکر سحر پڑھکر مثل
کمند فولاد پر ماری اُسنے ہر چند تلوار و خنجر وغیرہ سے حلقہ رسن سحر وغیرہ کاٹے لیکن وہ کٹ نہ سکے اور یہ کھچکر گھوڑے
سے گرا گلفام نے باندھکر ساحروں کے سپرد کیا اور پھر شور مبارز طلبی بلند کیا ایکمرتبہ تورج لشکر اسلام سے
بہ شوکت و صولت نکلکر حسب ارشاد بادشاہ اُسکے سامنے آکر طالب جنگ ہوا اسنے وہی رسی اسپر بھی پھینکی کہ
شہزادے کے ہاتھ پاؤں میں وہ رسن لپٹ گئی اور یہ بھی بندھکر گھوڑے سے گرے ساحر گرفتار کرکے لیگئے اسنے
پھر نہیب دی ایکمرتبہ دست راست کی تمام صف کے علم جلوہ گری پر آئے اور جانشین حمزہ یعنی دارائے ہند
لندھور بن سعدان نے فیل اپنا آگے بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکر فیل سے کودا عرض کیا کہ
جان نثاری کا حکم ظل اللہ سے نسبت اس کمترین کے شرف نفاذ پائے بادشاہ نے فرمایا کہ اے جہان پہلوان
تمنے کیوں تکلیف فرمائی اور ملازم کیا نہ تھے اسنے عرض کیا کہ اب تو یہ غلام اپنے مقام سے آگے بڑھا اگر اجازت
میدان کی نہ ملیگی تو آبرو ہم سبھوں میں کیا خاک رہیگی ہم دریائے لشکر موجزن ہیں آبرو میری نہ گھٹائیے لڑنے سے نہ
بچائیے بادشاہ نے اسکو خلعت دیکر سپرد بخدا کیا یہ بہادر فیل پر بیٹھکر روانہ ہوا اور سامنے ساحر خاسر کے
پہونچا اور تبرکات جناب شیث پیغمبر اپنے جسم پر آراستہ کیے تھا جب اُسنے بوقت طلب ضرب رسن پھینکر ماری
اسنے دعائے صحیفۂ ابراہیمی دم کی رسن کے حلقے ببرکت دعا و تبرکات انبیا علیہم السلام پیچیدہ نہوئے اور لندھور
گرز اٹھا کر چلا فیل اُسکا گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا گلفام نے گھبراکر سحر ایسا پڑھا کہ پھر دھواں زمین سے نکلا اور لندھور
اُس دھوئیں میں چھپکر بیہوش ہوگیا اُسنے پھر سحر پڑھا کہ ایک پنجہ چمک کر گرا اور اسی تاریکی میں لندھور کو اٹھا کر لشکر ساحران
میں لیگیا جب وہ اندھیرا دور ہوا سب نے دیکھا کہ لندھور پشت فیل پر نہیں ہے الیاس ہندی عیار فیل کو لشکر اسلام
میں پھیر لایا اس اثنا میں بختیارک نے عیار کو بھیجکر کہلا بھیجا کہ اے گلفام سرداران اسلام کا نام لیکر پکارو مجملاً اگر
پکاروگے حمزہ مقابلہ میں آئیگا پھر وہ مالک باطل سحر ہے کچھ بن نہ پڑیگا یہ نصیحت اسنے منظور کرکے تم بنام سرداران
اسلام کو نہیب دی اور اسطرف سے دست بدست انہوں نے یکے بعد دیگرے نکلنا شروع کیا لیکن جو آیا وہ البتہ رسن سحر
ہوا شام تک سوا سو سردار عالی وقار گرفتار ہوئے جب وہ زمانہ آیا کہ رسن شعاع میں آفتاب بندھا ہوا
زندان خانہ مغرب میں اسیر ہوا اور بحر ساحرہ شب عالمگیر ہوا کہ

نظم

اٹھا مغرب سے کچھ کچھ دود تاریک
ہوا آنکھوں سے حسن شام نزدیک

تھکے اعضا دلون سے چاہی آرام		اُٹھین آنکھین نظر آنے لگی شام	

شام کو لشکر دشمن طبل بازگشت پر جب بجی شاہ کینہ خواہ پھر کر داخل بارگاہ ہوئے فوج بھی آسودہ ہوئی گلفام جب دربار مین آیا بختیارک نے کہا آج تمنے چشم بد دور بڑا معرکہ مارا کہو سردارونکو کہان قید کیا اُسنے کہا ملک جی مین سردارنکو ابھی تو ایک خیمہ مین قید کرآیا ہون لیکن زیادہ اسیر نہ رکھونگا قتل کرڈالونگا بختیارک نے کہا عقلمند کی دور رس عقل یہی سمجھانا کیا یہی میری بھی راے ہے اسنے کہا ایک مقابلہ کرکے اور تھوڑے سے سردار اسیر کرلون تو قتل کرون بختیارک نے کہا اگر منظور ہے تو میری صلاح پر چلو وہ یہی کہ تم آج کہین چھپ رہو کہ کسی عیار کے ہاتھ نہ آؤ اور مین طبل جنگ بجواتا ہون صبح کو نکلکر مقابلہ کرکے سردارونکو گرفتار کرو دشمن کو مہلت دینا نہ چاہیے ایسا نہو کچھ اور سامان ہوجائے ساحر کو اسکا کہنا پسند آیا اور اُٹھکر مخفی ہونے چلا مگر حکم نواخت طبل دیتا گیا چنانچہ چالاک و ابوالفتح بہ اشکال مختلف یہان حاضر تھے جب یہ پوشیدہ ہونے چلا وہ عیار بھی ساتھ ہوے اور گلفام بارگاہ سے نکلکر اپنی بارگاہ مین آیا عیار پشت بارگاہ پر آئے اور قنات مین چھپکر ایک سوراخ برابر سوزن کرکے دیکھنے لگے کہ یہ ساحر دیکھین کیا کرتا ہے غرضکہ دیکھا اس نے آکر پہلے شراب پی کچھ کھانا کھایا بعد انفراغ اکل و شرب مسہری جو اُسکے سونے کیلیے لگی تھی اسکے نیچے چلا گیا اور پھر نہ معلوم ہوا کہ کہان ہے یہ دیکھکر دونون عیار مشورہ پذیر ہوے کہ ہم مین سے ایک قنات چاک کرکے اندر بارگاہ کے جائے جب اسکو گرفتار کرنیکے لیے گلفام مسہری کے نیچے سے آئے تو دوسرا صورت بدلکر آجائے اور کچھ باتین مکر آمیز کرکے اُسکے منھ پر حباب بیہوشی لگائے اور بیہوش کرکے راہ جہنم دکھائے یہ صلاح پسند کرکے ابوالفتح نے قنات کو چاک کیا اور از بسکہ گلفام خوف عیاران سے بہرا چوکی نہ رکھتا تھا خیمہ بالکل اکیلا تھا یہ بیخوف و خطر آیا دیکھا کہ شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین سامان راحت مہیا ہے لیکن گلفام کا پتہ نہین اسنے مسہری کے قریب جاکر اُسکے نیچے جھانکا کسیکو نپایا ناچار ہوکر پھر باہر آیا اور صورت بختیارک کی بنکر اندر گیا اور پکارا کہ اے گلفام کہان ہو جلد آؤ ہرچند اُسنے پکارا مگر کسی نے جواب دیا اور نہ کوئی متعرض حال اُسکا ہوا یہ پھر باہر آیا اور چالاک سے کہا اب کیا کرین اُسنے کہا امر مجبوری ہے رات بھر اسی بارگاہ کے گرد ہم بھی ہین اگر موقع ملا تو مارینگے ورنہ جو منظور خدا یہ کہکر دونون اسی فکر مین پھرنے لگے اور طبل جنگ کا بجنا ہلکارون سے بادشاہ اسلامیان نے جو سنا نقارہ رزم اپنے یہان بھی بجوایا اور شب کا دربار معاف کرکے داخل شبستان ہوے لشکری کارسازی آلات جنگ مین مصروف تھے آج بسبب گرفتاری سرداران لشکریان اسلام بیدل تھے اُنکے دل بڑھانیکو چار سو نقیب بلند آواز سے نقابت کر رہے تھے یہ نعرے بھر رہے تھے کہ ہان اے بہادرو یہ معرکہ جو کل درپیش ہے بیکار سب پس و پیش ہے تلوار کے آگے ساحر وغیرہ سب یکسان ہے مثل مشہور ہے ..ارکے آگے بھوت بھاگتا ہے جو دلاور ہین وہ اپنا وار کرینگے دشمن کو تہ تیغ خونخوار کرینگے جو نامرد و کم اصل ہین وہ پیٹھ دکھائینگے جو ہر رزالت اُنکے کھل جائینگے کہ بمقتضاے ابیات

پیا ہے جسنے شیر مادر	وہ عزت پائے گا مرکر مقرر
کنیزک زادہ منھ پھیرے گا ہر بار	بہت تڑپے گا مثل نبض بیمار

اس صداے ترغیب جنگ سے بہادر جوش شجاعت مین آکر جھومتے تھے شب رزم کو شمعہاے تیغ سے بہر نثار پروانہ ہاے جان روشن کردیا تھا دل سے ارادہ تھا کہ دنگو کہین یہ اندھیر نہو کہ آفتاب شجاعت گہن مین آئے نام کی روشنی تاریکی شب ناموری سے مبدل نہو جاے اسی فکر مین کہین جوشنین صاف ہوتی تھین کہین گھاتین بہر مصاف ہوتی تھین تیرونکو کبیدہ خاطری دشمن کی نسبت سکھائی تھین زبان پیکان زہر اگلنے پر تیار۔ وہ تیزی اسکو بتائی تھی گرز کلہ شکنی پر آمادہ نیزے سینون پر طعن کرنیکو استادہ تیغ باران ہلاکی میغ خنجرون کو جان لینے مین کیا وسیلے تمام لشکر شب بھر جانبین کا اسیطرح سرگرم کار تھا دم سحر موت کا گرم بازار تھا آخر شب بساط نظر کج بازان پھر گئی و مثل نام نیک بہادران روز روشن ہوا طالب جنگ دشمن سے دشمن ہوا کہ نظم

چو خورشید از چرخ گردندہ سر	بر آورد برسان زرین سپر
دو لشکر بر آمد ز یک رہ بجاے	ز سر بود پیدا سپہ رانہ پاے
بر آمد یکے ابر برسان قیر	سیہ گشت بر چرخ بہرام پیر
بر آمد ز ہر دو سپہ بوق کوس	زمین کرد با آسمان دست بوس
ز نعل ستوران بولاد سلے	زمین چون فلک خواست نقش جاے
سر نوک نیزہ ستارہ ببرد	سر تیغ تاب از شرارہ ببرد

امیر کشور گیر بعد فراغ اطاعت رب قدیر شاہ گردون سریر کو قلب لشکر مین بصد توقیر لیکر میدان مصاف مین آکر جاگیر ہوے اسطرف عیار عیاری کی تدبیر کرتے رہے لیکن پتہ ساحر شر سیر کا نہ پایا صبح کو پشت بارگاہ سے جھانک کر دیکھا تو گلفام بد انجام اسی مسہری کے نیچے سے نکلا اور فوج ساحران لیکر وارد دشت قتال ہوا دونون لشکر جب آچکے زمین بیلدارون نے ہموار و برابر کی آبشار سقون نے ایسا کیا کہ ظاہری گرد و غبار بٹھادیا لیکن دلونکے غبار و گرد کدورت خاطر آب شمشیر برس کر مٹائیگا غرضکہ جب صفین جم چکین گلفام نے مرکب دودی مثل دود دل زمین سے پیدا کرکے سواری لی اور آگے بڑھکر بموجب فہمائش بختیارک نہیب دی کہ یا حمزہ صاحبقران آج مین آپ سے طالب نبرد نہین ہون بلکہ آپکے سردارون سے لڑنا چاہتا ہون جسکا جی چاہے وہ آئے آخر اور بھی تو سب دعوے بہادری کا رکھتے ہین کچھ آپ ہی اکیلے لڑنیوالے نہین ہا یہ فرمائیے کہ یہ سب سردار صرف جلوسی ہین میلا دکھلانے کیلیے جمع کر لیا ہے لڑنے والا کوئی نہین صرف آپ ہی کی ذات والا ہے اگر یہ امر واقعی ہے تو آج مین پھر اجاتا ہون کل آپ سے اگر بدلقائی ہوگی تو لڑونگا یہ صدا جب بہادرون نے سنی فرط غیرت سے کانپنے لگے اور امیر نے اشارہ کیا کہ کچھ سوارون نے گھوڑے بڑھا کر اسکے کلام کا جواب دیا کہ جیسا تو نے کہا ادھر سے بھی ویسا ہی عمل مین آئیگا سواے سردارونکے امیر

تجھ سے مقابلہ نہ کرینگے اور اگر تو ساحر ہوتا تو یہ سردار کچھ کم تیرے لیے نہ تھے پر اہل آئین اسلامیان یہی ہے
کہ حریف جسطرح لڑے یہ لوگ وہی طریقہ اسکے ساتھ ختم کرتے ہین خلاف شجاعت قدم نہین دھرتے اسنے یہ کلمات
سنکر کہا کہ اچھا پھر جسکا جی چاہے وہ آئے یہ کہتے ہی دست چپ شہزادہ قاسم نے مرکب ہمرہ جبین سلیمانی کو
اڑایا لشکری پیادہ ہوئے بادشاہ نے ہنگام اجازت وہی خلعت دیا شہزادہ اسکے مقابل آیا اور پکارا کہ اے
خیرہ سر الحضر بیا مردان عالم اسنے وہی رسی بطور کمند شاہزادے پر ماری کہ دست و پا بستہ آکر لپٹی ہر چند انھون
نے حملے اسکے کاٹنا چاہے وہ نہ ٹوٹ سکے نہ کٹے اسنے رسی کھینچی یہ بھی گھوڑے سے گر کر گرفتار ہوئے پھر اسنے
مبارز طلب کیا آج دست چپ تین تا انتہا بند رہ گیا ایک کے بعد دوسرا سردار جانے لگا اور اس جعلساز کے رسن
سحر مین قید ہوتا تھا اسقدر مشہور ہے کہ حرامزادے کی رسی دراز آج اسنے دو سو سردار رسن سحر سے باندھے
اہل اسلام جب مقابلہ کو نکلتے دامن ہمت حبل المتین کہکر مضبوط باندھتے غرضکہ جب کمند کہکشان نے پہلوان
روز کو اسیر کیا اور خط ابیض سے خط اسود پیدا ہوا یعنی شام پھیلی ہر طرف سے تو چلے مشتاق
اپنی اپنی صف سے دوسر شام لشکر دشمن مین طبل بازگشت بجا اہل اسلام کیطرف سے بھی بجا اور پکارے کہ اے گلفام
تمھاری شرط ہو چکی اب کل صاحبقران روزگار مقابلہ کرینگے اسنے یہ سنکر جواب دیا کہ مین خود
سوائے امیر کے اور کسی سے کل نہ لڑونگا یہ کہکر مراجعت کی لشکرون نے کمر کھولی لقا نے بڑی دھوم سے
جشن کیا گلفام کو خلعت فاخرہ دیا اور کہا اے نظر کردہ من بعد فتح مین تجکو طرہ بیتمیری دونگا اور
تجھے حور بہ جنت عوض مین تیری زوجہ کے عنایت کرونگا اسنے یہ کلمات محبت خداوند سے سنکر سجدہ کیا
اور مشغول عشرت ہوا شراب کا دور چلنے لگا اس عرصہ مین بختیارک نے یاد دلایا کہ تم نے قتل کرنیکا سردارون
کے وعدہ کیا تھا پھر کیون تامل کرتے ہو اسنے کہا ملک جی اب کل حمزہ سے مقابلہ ٹھہرا ہے اسکو بھی گرفتار
کر لون تو سبکا فیصلہ کرون بختیارک نے کہا اب تم بھی اورونکی طرح سب کے گرفتار کرنیکا حوصلہ کرنے لگے
اور بالفرض یہی سہی تو حمزہ کا گرفتار کرنا کچھ آسان ہے وہ مالک اسم اعظم ہین کل کا دن تمھارے لیے قیامت
کا ہی ضرور مارے جاؤگے ورنہ کوئی فکر کرو گلفام نے کہا آپکا فرمانا بجا ہے مین فکر کرتا ہون اور بیٹھے بیٹھے
غائب ہو گیا اب لشکر اسلام کی کیفیت سنیے کہ جب بادشاہ عالیجاہ بارگاہ مین تشریف لائے فرمایا کہ
لشکرون بھر کا خستہ و شکستہ ہے دربار برخاست اگر لشکر مخالف مین طبل جنگ بجے تو یا امیر آپ بھی
نقارے کے بجنے کا حکم دیجیے گا میرے حکم کا راستہ نہ دیکھیے گا یہ فرماکر داخل شبستان ہوئے لشکر مین چالاک
نے طلایہ کا گشت اور پہرے کی چوکیان قائم کین سردار اپنے اپنے عیارون کو بہر حفاظت تاکید کرتے ہوئے
جب سب بندوبست ہو چکا نرسنگھا پھکنے لگا بیدار باش تا ظر باش کی صدا بلند ہوئی اسوقت جب
کچھ اندیشہ نہ رہا چالاک مع چند عیارون کے فکر مین ساحر کو گرفتار کرنیکے روانہ ہوا جب لشکر ساحران مین
پہونچا گلفام جو بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا تھا اپنے لشکر کے کنارے آکر ٹھہرا اور چاہتا تھا کہ لشکر اسلام مین جائے

چنانچہ اسنے **چالاک** کو دیکھا چاہا کہ اُسکو گرفتار کرے پھر سوچا کہ عیارونسے ابھی نہ بولو اصل مطلب کیطرف توجہ رکھو جب
سردار قید ہوجائینگے اُسوقت عیار آپ ہی زیر ہونگے یہ سوچکر پھر وہانسے غائب ہوگیا اور لشکر مین حریف کے جانیکا یہی
حیلہ ہاتھ آیا کہ عیار تیری فکر مین آئے ہین تو انکی صورت بنکر انکے لشکر مین چل اور جو کرنا ہو وہ کام کر بس یہی کیا کہ سحر کے
زور سے صورت اپنی مثل صورت **چالاک** بنائی اور لشکر اسلام کی راہ لی یہان جب دربار برخاست ہوا **امیر**
بعد ادائے نماز شب داخل مسجد کبریا ہوے اور نماز پڑھکر بعد آرام جانب محل **مہر نگار تاجدار** جاتے تھے کہ اسنے
آکر سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ غلام لشکر مخالف مین گیا تھا **گلفام** نے ارادہ اسم اعظم بھلانیکا کیا ہی اور آپ پر سحر
کر رہا ہی پس مین چاہتا ہون کہ آپ اسم اعظم پڑھین تاکہ سحر تاثیر نہ کرے **امیر** نے اسکو چالاک سمجھکر اسم اعظم ورد زبان فرمایا
یہ پیچھے **امیر** کے کھڑا رہا جب آپ پڑھ چکے اسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ جو انھون نے پڑھا ہی یہ انکو اب یاد نہ آئے چنانچہ
امیر بھی تو اسمائے الٰہی پڑھ چکے تھے اسوجہ سے آگے بڑھے چلے گئے لیکن دور جاکر طبیعت کو گرانی ہوئی اور دل گھبرایا
اب جو اسم اعظم پڑھا یاد نہ آیا نسیان طاری ہوا محل مین جانا موقوف رکھا پھر کر بارگاہ مین آئے اور مصروف تلاوت
صحیفہ ابراہیمی ہوے **گلفام** جب سحر کرچکا وہین سے غائب ہوگیا اور اپنے لشکر مین آیا یہان صورت بدلکر پہلے
عیار بارگاہ **لقا** مین گئے **گلفام** کو نپایا وہانسے خیمہ کی طرف اُسکے چلے وہان بھی سناٹا دیکھا پشت خیمہ پر جاکر مثل وزن
اول جھانکا کسیکو نہ دیکھا سمجھے کہ کل کیطرح آج بھی غائب ہی یہ سمجھکر باہم صلاح کی کہ یہ اسطرح نہ پھنسے گا کل جب وہ دربار
مین بیٹھے یا میدان نبرد مین بہر جنگ آئے اُسوقت کوئی دھوکا دینا چاہیے پس یہ تجویز کرکے صحرا مین اُسی کے لیے
عیاری سوچنے چلے گئے اور **گلفام** جب لشکر مین آیا پہلے **بختیارک** پاس پہونچکر حال کہا کہ مین اپنا کام کر آیا
اُسنے کہا اب رات زیادہ گئی ہی تم جاکر چھپ رہو اور کل جسطرح پوشیدہ رہے تھے آج بھی وہی صورت کرنا تم نے
خوب کیا جو عیار کے گرفتار کرنیکو نہ ظاہر ہوے نہین آفت مین پھنستے فی الجملہ صبح کو ظاہر ہوکر طبل یورش بجوانا
اور لشکر اسلام پر چڑھ دوڑنا اہل اسلام کسی وقت لڑنے سے بند نہین جب کوئی انسے لڑے وہ موجود ہوجاتے
ہین اسنے کہا ملک جی جیسا تم کہتے ہو وہی کرونگا یہ کہکر اپنی بارگاہ مین پہونچکر سہری کے نیچے چلا گیا یہ تو اسطرح
مخفی ہوا لیکن حال نیرنگ طرازی منشی بدائع نگار قدرت ملاحظہ فرمائیے یعنی لشکر مین **امیر** اگر رہتے تو ضرور اُسکے
سحر مین مبتلا ہوتے اور سرداران اسلام یقین تھا کہ قتل ہوجاتے مگر جناب احدیت کی مشیت وحکمت بالغہ مین
اسطرح گذرا کہ **امیر** ذلت سے بچین اُسکا یہ سبب پیدا ہوا کہ **بہت** سبب کے اسباب دیکھو ذرا ہے کہ قدرت مین ہی
اسکی کیا کیا ادھر اُدھر اس کوہستان مین جابجا قلعہ جات مثل کوہ عقیق کے ہین اور وہانکے حاکم کوہی ہین جیسا کہ اکثر
ذکر **بہزاد و ناصر** وغیرہ کیا گیا ہی اسیطرح ایک پہاڑ ہی کہ نام اُس پہاڑ کا **گلگون** ہی اور دامن کوہ مین ایک
ملک آباد ہی اسکا نام قلعہ گلگونیہ ہی مالک اُس قلعہ کا ایک کوہی ہی کہ اسکو شوق عیاری سے بہتیرے اپنے قلعہ مین
عیارونکو آباد کیا ہی اور مدتون عیاری سیکھنے مین عمر ضائع کی ہی اب وہ اس فن مین مہارت حاصل ہوئی ہے
کہ بارہ سو عیار شاگرد اسکا ہی اور یہ ارادہ اسکا ہوا ہی کہ **عمرو عیار** سے مین مقابلہ کرونگا اور ہمیشہ انتظار رکھتا ہی

کہ عمرو طلسم سے آئے تو خدمت خداوند مین جاکر عمرو سے مقابلہ کرون چنانچہ بہت عرصہ عمرو کو جب ہوا اُسنے صلاح کی عمرو تو نہین آیا اور مین اگر خدمت خداوند مین نہ گیا تو سعادت زیارت سے محروم رہا اور اگر جاتا ہون تو کیا خالی ہاتھ جاؤن کچھ تو نذر ضرور دینا چاہیے اسکے رفیقون نے عرض کی کہ خداوند کی نذر کے لائق یا تو عمرو تھا اور بعد اسکے سردار لشکر مومنان حمزہ صاحبقران ہین انکو گرفتار کر لائیے اور یہان سے باطمینان کوچ فرمائیے پہلے سے کوچ نہ کیجیے مبادا حمزہ ہاتھ نہ آیا تو جانا بیکار ہو جائیگا یہ رائے اسکو پسند آئی اور لگا کر قنطورہ زرلفتی اور پہنا بسقرلاتی حیلہ ناحق سے چست و چالاک ہوکر جانب لشکر اسلام قطرہ زن ہوا نام اس عیار کا گلگون تیز رفتار ہے غرضکہ بعد قطع منازل اُس شب کو آکر لشکر ظفر پیکر اسلامیان مین پہونچا کہ جس رات کو اسم اعظم امیر نے فراموش فرمایا ہے یہ ہمہ سمت فکر عیاری مین پھر رہا ہے کہ وہان مہر گہر تاجدار نے یہ حال سنا کہ امیر با توقیر میرے یہان تشریف لاتے تھے قریب بارگاہ پہونچگئے تھے کہ یکایک پھر گئے نہین معلوم کچھ ناراض ہوے یا مزاج مبارک خدا نہ کرے کچھ ناساز ہوا پس ملکہ موصوفہ کو فکر لاحق ہوئی یہ ملکہ بیٹی نوشیروان کی اور مہر نگار جو پہلی بی بی امیر کی تھین انکی بہن ہے اور بسبب مرجانے مہر نگار کے امیر بہت پیار کرتے ہین اور خالہ ہین قباد شہریار کی جو مرچکے ہین اور انکے بیٹے اب بادشاہ ہین لشکر اسلام کے بادشاہ بھی اس ملکہ کو حقیقی دادی اپنی سمجھکر بہت پاس و لحاظ فرماتے ہین خلاصہ یہ کہ سب بیبیون امیر کی یہ سردار ہے اسوقت امیر کے پھر جانیسے منغض ہوئی اور کہا وہ صاحب انکا غصہ تو ناک پہ دھرا رہتا ہے بات بات مین تل بھوٹتے خفا ہوتے ہین اب جو وہ آکر منت بھی کرینگے جب بھی مین نہ بولونگی اور مین کیا کرون وہ تو نگوڑی مہ پارہ وزیرزادی میرے پیچھے پڑ جاتی ہے مگر خیر اللہ کی قسم اب جو یہ موئی میرے مقدمہ مین بولی تو بیٹے سے مُنھ کچل دونگی وزیرزادی نے کہا یہ ناحق آپکا غصہ مجھپر ہے بھلا مجکو کیا مطلب جو کسی کے مقدمہ مین بولون تم بی بی ہو میان مجھے کیا دخل ہے ہان اتنا جانتی ہون کہ امیر بہ وجہ اسوقت نہین پھرے نام خدا تم خود عقلمند ہو پہلے مزاج کی خبر تو منگواؤ کہ کیسے ہین تو پھر خفا ہونا بی بی خفگی بھی جا بجا کی اچھی ہوتی ہے بے موقع جو بات ہو وہ بری ہے ملکہ نے کہا وہ اسیطور سے ہمیشہ رہے رہے ٹیڑھے ہو جاتے ہین اچھا تیرے کہنے سے مین خبر بھی منگاتی ہون جھوٹے کو گھر تک پہونچاتی ہون بس یہ کہکر ایک کنیز سے کہا کہ اے طرار میرے سر کی قسم بارگاہ مین جاکر دیکھ تو کہ وہ کیا کرتے ہین اگر اور کسی محل مین گئے ہون تو پھر آنا اور جو اکیلے ہون تو میری طرف سے پوچھنا کہ آپ کا جی کیسا ہے بس جو وہ کہین سنکر چلی آنا آنے جانے کا کچھ شکوہ نکرنا طرار یہ سنکر نقاب ڈالکر چادر اوڑھکر چلی جب بارگاہ سے نکلکر لشکر مین آئی گلگون نے دیکھا کہ ایک نقاب پوش زنانی ڈیوڑھی کیطرف سے نکلا اسنے رفتار سے پہچانا کہ یہ عورت ہے حیا بچہ شکل اہل اسلام تو صورت اپنی بنائے ہی تھا یعنی ڈاڑھی شرعی شکل مجاہدین خضاب کی ہوئی مونچھین منڈی ہین پائجامہ ٹخنون سے اونچا گلے مین کرتا اور اُسکے عبا ماتھے پر سجدے کا گھٹا تسبیح ہاتھ مین اپنے داؤن مین تھا اس کنیز کے پاس آیا اور بہت مودب ہوکر سلام کیا کنیز نے جانا کہ کوئی سائل ہے یہ سمجھکر اسنے ایک روپیہ اسکو دیا اور کہا میرے پاس اور کچھ حاضر نہین ہے اُسنے دعا دی کہ پروردگار تیری آبرو رکھے مانگ کوکھ سے ٹھنڈی

رہے اسے میری حاتم مائی یہ روپیہ مین کتنے دن کھاؤنگا ابھی میرے ہاتھ پاؤن چلتے ہین اسلیے آیا ہون کہ کہین آدھ
سیر آٹے کا سہارا ہوجائے تو کرون کنیز نے کہا مین مہر گہر تاجدار زوجہ امیر کی خواص ہون آج امیر آتے آتے پھر
گئے ہین اُنکی خبر کو جاتی ہون کل امیر محل مین جب آئینگے مین اُنسے قابو پاکے عرض کرونگی کچھ تیرا مقرر ہوجائیگا آج
موقع عرض کا نہین ہی کل ڈیوڑھی پر تو آجانا اسنے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے ملکہ میری جہان اپنے اتنی پرورش
کی ہی وہان اتنی اور عنایت کیجیے کہ یہ جو سامنے خیمہ ہی وہان میرا ایک دوست رہتا ہی اسکو دیکھ لیجیے اسی سے
کہلا بھیجیے گا وہ مجھ کو بلوا دیگا مجھکو ڈیوڑھی پر خدا معلوم کوئی آنے دے یا نہ آنے دے تو بہتر ہی کہ آپ ذرا سی
تکلیف گوارا کیجیے اسطرح اسنے گڑگڑا کر کہا کہ کنیز کو کچھ بن نہ آیا اسکے ساتھ چلی یہ اس خیمہ کی طرف تجویز کرکے
اسکو لایا کہ جہان تنہائی تھی کیونکہ یہ تو پہلے سے لشکر مین پھر رہا تھا مقامات سب دیکھ چکا تھا چنانچہ وہان لاکر
اُسنے کہا آپ دیکھیے تو اس خیمہ پر آج باز کیطرح کا جانور بیٹھا ہی یا مجھی کو کچھ دکھائی کم دیتا ہی کنیز بیچاری
اسطرف دیکھنے لگی اُسنے منھ پر اُسکے ہاتھ مارا نقاب ٹوٹ گئی وہ گھبرا کر نقاب سنبھالنے لگی اُسنے حباب بیہوشی
مارا کہ وہ بیہوش ہوگئی اُسنے اُسکے کپڑے اتارکے آپ پہنے اور رنگ روغن عیاری لگاکر مثل اسکی صورت کے
شکل اپنی بنائی اور اسکو وہین چھوڑکر سب حال تو زبانی کنیز سن چکا تھا سیدھا جانب بارگاہ سلیمانی روانہ
ہوا یہان دربارگاہ پر مقبل وفادار تیر و کمان لیے بیٹھا تھا اسکو آتے دیکھکر پکارا کہ کون آتا ہی اس نے جواب دیا
کہ مین ہون طراز خواص مقبل نام اسکا سنکر خاموش ہوا اور اُسنے قریب آکر کہا کیون مقبل مزاج اچھا ہے
مقبل کو اُسکے آنے سے ملکہ مہر نگار یاد آئی کہ یہ وہی محل ہی کہ جہانسے میری بی بی زہرہ مصری آیا کرتی تھی زہرہ
مصری بیٹی بادشاہ مصر کی جب سے نکاح مین مقبل کے آئی تھی خدمت مہر نگار مین مثل کنیز رہتی تھی جب مہر نگار نے زہر کھالیا اُسکے
ساتھ سب خواصون نے اسکی زہر کھالیا وہی بی بی مقبل کو جو یاد آئی آہ سرد بھری اور رونیلگا یہ عیار حیران ہوا
کہ یہ کیا ماجرا ہی اُسکے رونے سے امیر صحیفہ گردان کرباہر نکل آئے دیکھا کہ طرار خواص کھڑی ہی اور مقبل رو رہا ہی امیر
مستفسر ہوے کہ اے مقبل کیون روتا ہی اُسنے کچھ جواب نہ دیا لیکن گلگون نے اپنے ڈوپٹہ سے آنسو مقبل کے
پونچھے ڈوپٹے مین بیہوشی بھری تھی مقبل چھینک مارکر بیہوش ہوگیا امیر نے اسکو بیہوش ہوتے دیکھکر طرار سے کہا
کہ ارے تو کون ہی اُسنے جواب تو نہ دیا مگر حباب بیہوشی منھ پر مارا امیر بھی بیہوش ہوگئے اُسنے چادر عیاری بچھاکر
دو حلقونسے کمند کے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پاؤن دو حلقون سے گردن وکمر باندھکر ساتوین حلقہ
سے پشتارہ باندھا اور رڈ پڑھ گرہ عیاری کی برابر سینے کے لگاکر پشتارہ لادا اور سیدھا آمنا تو مین چھپتا ہوا
ان راہونسے کہ جدھر صحرا اور سناٹا ہی نکلکر جانب اپنے قلعہ کے روانہ ہوا اور بعد طے مسافت راہ ملک مین اپنے
پہونچکر امیر کو پشتارے سے نکالا اور رفع خوف سے ہوشیار نہ کیا ایک صندوق مین بند کرکے رکھا یہان بعد لمحہ
کے مقبل کو ہوش آیا گھبرا کر اٹھا اور بارگاہ مین امیر کو جاکر دیکھا نہ پایا گھبراکر لشکر مین چرچا ہوا ایک جگہ طرار کو
بیہوش پایا اُسکو اٹھاکر محل مین پہونچایا اب غلغلہ ہوا کہ کوئی عیار بشکل طرار امیر کو آکر چرالیگیا عیاران لشکر

اسلام چار سمت دوڑے کہین پتہ نہ لگا دربارگاہ پر آکر بستر اپایا تو کسی عیار کا لقا کے یہانکے بستر اٹھایا حیران ہوئے کہ کون لیگیا آخر اسی ہنگامہ مین عیار سحر نے امیر انجم کو کمند شعاع مہر مین باندھکر صندوق عدم مین بند کیا اور مثل کنیز طرار غاہد صبح رخسار صبح نے مقبل روزگار کو اپنے اوپر شیدا بنایا **نظم**

جو کانپا جسم شب مثل گنہگار ‏ کہا سب نے کہ لے لینا خبردار
یہ کہتے کہتے مطلع صاف پایا ‏ سحر کا آئینہ شفاف پایا

وقت سحر **گلفام** سپہری کے نیچے سے ظاہر ہو کر دربار **لقا** مین آیا چاہتا تھا کہ بموجب فہمایش شیطان طبل کوچ بجوا کر لشکر اسلام پر چڑھائی کرے کہ یکایک وسواس خناس عیار لقا کے آئے بعد بجالانے سجدہ خداوند کے دعا دینے لگے یعنی **بیت** خدا تجھکو کمبخت غارت کرے ✦ جہنم مین تو مر کے ظالم جلے ✦ **امیر** آجکی شب بستر خواب سے چوری گئے لشکر اسلام مین غلغلہ برپا ہی ہر شخص متفکر ہو رہا ہی یہ خبر سنکر **گلفام** نے ایک قہقہہ مارا اور کہا کیون ملک جی تمنے ما بدولت کا رعب دیکھا میرے خوف سے **حمزہ** چھپ رہا جانا اُسنے کہ آج مین گرفتار ہو جاؤنگا **بختیارک** نے کہا یہ تم کیا کہتے ہو چھپنا تو **حمزہ** کے غلام بھی نہین جانتے ایسا مرد مردانہ شیر بیشۂ جلاوت وہ ہی کہ اگر یقین واثق اُسکو اپنے مرنیکا ہوتا جب بھی نہ چھپتا چہ جا کہ ابھی تو سارا لشکر اُسکا موجود تھا اور مین اسکی طرف سے قسم کھاتا ہون کہ وہ مکار نہین ہی یہ باتین سنکر **لقا** نے کہا کہ ای بندۂ قدرت تو ہماری مشیت سے آگاہ نہین ہے ہمارا پنجہ قدرت اُسکو اٹھا لیگیا ہی ہمنے تیری خاطر سے اُسکو پکڑوا لیا ہی **گلفام** نے یہ سنکر سجدہ کیا اور کہا سچ ہی کہ تیری بڑی قدرت ہی **بختیارک** نے کہا یا خداوند واسطہ اپنی خدائی کا یہ نہ کہیے کہ مین نے پکڑوا لیا ہی ورنہ مرشد زادے آکر بہت بری گت کرینگے کہینگے بتاؤ **امیر** کو کیا کیا اور مجھے تو مار ہی ڈالینگے **لقا** اس سمجھانے سے خائف ہو کر بولا کہ مین نہین کہتا کہ مین نے **امیر** کو چھپوا لیا ہی بلکہ مین یہ کہتا ہون کہ بغیر میرے حکم پتا نہین ہلتا یہ فعل بھی جب ہی ہوا ہی کہ جب میری مشیت مین گذرا ہی سب ساحرون و حاضرین دربار نے کہا واقعی صحیح ہی کہ بغیر حکم تیرے کچھ نہین ہوتا ہی یہان تو یہ ذکر ہی لیکن **چالاک** نے جو رات کو صلاح کی تھی کہ دربار مین چلکر صبح کو عیاری کرینگے چنانچہ اسی ارادے پر یہ صورت بدل کر دربار مین آئے تھے سب گفتگو شیطان و خداوندی اور **گلفام** کا لاف و گزاف سنا انکو یقین واثق ہوا کہ **لقا** کا کوئی عیار امیر کو نہین لایا ہی ورنہ **بختیارک** ایسی باتین نہ کرتا بلکہ دربار مین **امیر** کا ذکر ہی ہوتا یس اور کوئی معلوم ہوتا ہی کہ امیر کو لیگیا ہی جلکر پتہ لگانا چاہیے کیونکہ ابھی یہان لڑائی موقوف ہی بعد پتہ لگانے امیر کے آکر عیاری کرینگے یہ سوچکر دو عیار انکو وہان خبر گیری کیلیے چھوڑ کر آپ روانہ ہوا اور جب اپنے لشکر مین آیا غلغلہ برپا دیکھا بارگاہ مین بادشاہ متردد بیٹھے تھے سردار غمگین ہو رہے تھے کہ اُسنے بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے فرمایا کہ افسوس **عمرو** کے نہونے سے یہ بد انتظامی ہی کہ **امیر** کا کل اسم اعظم جلایا گیا اور رات کو نہین کوئی پکڑ لیگیا ہی اگر خواجہ ہوتے تو یہ مفسدے نہ برپا ہوتے **چالاک** نے عرض کیا کہ واقعی غلام مغطار ہے

کہ رات کو لشکر مین نہ تھا لیکن انشاء اللہ امیر کو پتہ لگا کر نہ لایا تو لشکر مین نہ آونگا آپکو صورت نہ دکھاونگا یہ کہہ کر ابوالفتح کو ساتھ لیکر باہر آیا اور اسباب عیاری سے درست ہو کر بہر تلاش امیر روانہ ہوا یہ دونون تو تجسس کنان جاتے ہین لیکن گلفام جو خداوند پاس بیٹھا ہے اُسنے بعد ملہ کے شیطان سے کہا کہ ملک جی اب لڑنا بے سردار کی فوج سے بیکار ہے اور حمزہ دیکھیے کب تلک غائب ہے اس جنگ مین مجھے طول نظر آتا ہے بختیارک نے کہا تم آپ سے کیون لڑو جب وہ لوگ خود لڑین اسوقت سبکو غارت کردو جب حمزہ آیگا اسکو بھی پکڑ لینا اسنے کہا وہ آپسے کیون لڑنے لگے بختیارک نے کہا اسکی تدبیر یہ ہے کہ جو سردار قید ہین اُنکو زیر دار بٹھاو اُنکی حمایت کو بادشاہ مع لشکر آئینگے سب لشکر مسحور بہ سحر کرکے غارت کرنا اس نے اس راے کو پسند کیا اور حکم دیا کہ میدان قتل تیار ہو اور از بسکہ مشہور کرنا اس خبر کو جو منظور تھا تو حکم دہل زنی دیا کہ منادی ندا کرے کہ گنہگار خداوند بعذاب الیم قتل ہوتے ہین سب اہل لشکر انکا حال پریشان دیکھین اور عبرت کرین کہ مخالفت خداوند کا یہ نتیجہ ہے چنانچہ حسب الحکم منادی نے ندا دی خلقت بہر تماشا چلی سامنے بارگاہ کے جو میدان واقع تھا وہان دارین استادہ ہوئین آرہ کش جلاد حاضر ہوے سرداران اسلام کو خیمہ سے لاکر زیر دار بٹھایا ساحر ہر سمت پہرے پر مقرر ہوے لشکر لقا و کوہیان مسلح و مکمل ہو کر صف کشیدہ ہوے ہر نادان عشرت پذیر تھا کہ آج دشمنون کا خاتمہ ہے جو لوگ عاقل و فرزانہ تھے وہ بچشم عبرت اس حال کو دیکھکر کہتے تھے کہ کسیکی ذلت پر دوست ہو یا دشمن ہنسنا اچھا نہین جور فلک سے اللہ بچاے اس موذی نے بہت سے سردارونکے گھر خاک مین ملاے کون ایسا گذرا جو اسکے ہاتھون ذلیل نہوا اعدا سینہ جلیل نہوا اسکندر کو نوشابہ سے شرمندگی ہوئی دارا کو سکندر سے سر افگندگی جمشید نے ضحاک کے آرہ ظلم سے ہلاکت پائی تو فریدون نے اسکو دشت عدم کی سیر کرائی اسیطرح سے اس دنیا کا پیشہ جور و جفا ہے کہ کون سا گل ہے کہ جو پھولا پھلا ہے اور دست برد خزان سے بچا ہے کہ بمقتضاے ابیات

نہ سمجھے تھے کہ دنیا میہمان سرے ——— یہان آرام کی فرصت کہان ہے
فریب آمیز اس گلشن کی بو ہے ——— دغا ہے مکر ہے جو آرزو ہے
بہ شکل شوق اپنے لوگ غم سے ——— ہوے ممنون گردونکے ستم سے
وہ آنکھین جنسے دیکھے تھے وہ سامان ——— اب اُنسے دیکھین یہ حال پریشان
نہ دیکھا اس جہان کا کچھ تماشا ——— نہ تھا لوث نظر بھی جنکو حاشا
حیا آنکھون سے گھٹنے بھی نہ پائی ——— کہ جور آسمان سے موت آئی
ہونے پائے لب لذت چشیدہ ——— تمنا رہ گئی دامن کشیدہ

یہان تو یہ ہنگامہ برپا تھا ادھر عیارون نے جاکر بادشاہ اسلام سے اس ماجرے کو بیان کیا تھا بادشاہ نے حکم تیار ہونے لشکر کا دیا تھا طبل و نقارے گڑگڑاے بہادر کفن پوش ہو کر مرنے چلے بادشاہ خود مسلح و مکمل ہو کر مرکب خنگ سبزہ قبطاس پر سوار ہوے کڑکا ہوا علمون کے پھریرے کھلے لکو در لکھ سوار و پیدل آمادہ مرگ

وہیں سے قضا ہو کر آگے بڑھے ایک لاکھ چور اسی ہزار عیار ڈھمڈ یان بجانے تو بڑے بتھرونکے لٹکائے حقہ ہاے نفتی گھائیونمین وہاں کہتے چلے کہ آج یا ہم نہیں یا لشکر ساحران نہیں یہ خبر ہلکارون نے لقا کو بھی پہونچائی کہ اہل اسلام کی فوج آتی ہی بختیارک نے صلاح دی کہ پہلے ساحر اس فوج کا راستہ بند کرین پھر جب سرداران مقید قتل ہولین تو انھین برباد کرین گلفام نے یہ سنکر ایسا سحر کیا کہ گرد میدان خونی ایک دیوار آتشین کھنچ گئی پس دیوار نہ ساحر ٹھہر گئے کہ شاید یہ دیوار باطل ہو جائے تو یکایک فوج کو نہ آنے دین یہ انتظام کرکے جلادونکو حکم دیا کہ ہان جلد کام کرین جلاد کہہ رہے ہین کہ اے گنہگاران جو کھانا ہو کھالو جو پیاسے ہو تو پیاس بجھالو کہ زمانہ اجل نزدیک ہے بہادر زیردار بیٹھے جواب تو کچھ نہیں دیتے لیکن بخشوع وخضوع درگاہ رب العزت مین استغاثہ کر رہے ہین کہ اسے خالق عز وجل واے مالک جل ذکل ہمین تیرے کرم پر آسرا ہی جو تو چاہے تو دم بھر مین حصول مدعا ہی کہ بہت خداوندا بچالے اس بلا سے گنہگارونکو یارب شاد کردے + زمان استجابت عانزدیک آیا یعنی بختیارک سے گلفام نے کہا کہ مین ایک مجرم اور اپنے پاس رکھتا ہون بمصلحت اسکا حال ابتک پیش خداوند عرض نہیں کیا لقا نے کہا مابدولت سب جانتے ہین لیکن تو نے برا کیا جو بیان نہیں کیا اسنے عرض کیا کہ مین اثناے راہ سے ملکہ بہار جو سردار لشکر طلسم مین عمرو کیجانب ہی پکڑ لایا ہون وہ ملکہ بے بدل ساحرہ ہی سوتے مین اسکو مین نے قید کیا ہی صندوق بند رکھتا ہون اسوقت چاہتا ہون کہ انھین مجرمونکے ساتھ یا تو وہ مطیع ہو نہین اسکو بھی قتل کرون بختیارک نے یہ حال سنکر کہا کہ ایسی آفت کو اس حال مین نکالنا اچھا نہیں دس طرف سے دشمن کو روکنا مشکل ہوگا کہ بیت ایک دشمن قید تھا اب سو ہوے + قید مین بھی انسے ڈرنا چاہیے + گلفام نے کہا ملک جی جیسا آج قتل اسلامیان کیلیے بندوبست کیا گیا ہی ویسا ہی قتل بہار مین انتظام کرنا ہوگا اگر اسنے سرکشی کی پس آج ہی ہمراہ سرداران اس سے اطاعت کرانا چاہیے اگر منظور کرے بہتر ہی ورنہ قتل ہو جائے لقا نے اسکی راے کو پسند کیا اور حکم حضار بہار دیا ہر چند بختیارک منع کرتا رہا مگر گلفام نے نہ مانا اور صندوق منگا کر بہار کو نکالا ملکہ تین روز کی بھوکی پیاسی قید مین مبتلا تھی دلمین غم عشق بھرا تھا چہرہ ارغوانی زعفرانی ہو گیا تھا آنکھون مین حلقے پڑ گئے لب سوکھ کر غنچۂ سربستہ سے زیادہ تر سمٹے نظر آتے تھے دست نقاہت سے تھراتے تھے

نظم

نگاہیں رک گئیں چالاکیوں سے
ارادے تھک گئے بیباکیوں سے
ڈھلا سرمہ بھر آئے دیدۂ تر
اداسی چھا گئی جوبن کے اوپر
لبوں پر آہ نے چھایا نشیمن
ہوا صرف خزاں جوبن کا گلشن
ہوے دلمین سنان غم سے روزن
کیا اشکوں سے استقبال دامن

جب وہ متاع خوبی اس صندوق سے باہر نکلی جسم کو ہوا نے تازگی دی قلب کو فرحت حاصل ہوئی ازبسکہ یہ عاقلہ و فرزانہ ہی اور صحبت یافتہ عمرو سے ہے لقا کو دیکھکر کہا کہ اگر اسکی اطاعت سے انکار کرتی ہون ہائی

مشکل ہی چاہیے کہ جیسا گلفام تجھے سوتے مین پکڑ لایا ہی ویسا ہی مکر کرکے تو بھی اسکو سزا دے فرد کہا دل سکہ
تو مکر آشنا ہو + کوئی دم بعد دیکھین اور کیا ہو + پس اس الف قامت نے بسان دال خم ہوکر اس بیدین کو
سجدہ کیا اور ہاتھ باندھکر ٹھہری لقانے دیکھا کہ بغیر کہے اسنے سجدہ کیا معلوم ہوتا ہی کہ یہ دین تیرا اختیار کیے
ہی یہ سمجھکر پکارا کہ اے بندۂ قدرت گلفام یہ بندی ہماری بندگان خاص مین سے ہی اور ہماری جناب مین
اسکو خصوصیت حاصل ہی یہ وہ بندی ہی کہ اسکو ہمنے خلعت خوبی و حسن وجمال عطا کیا ہی اور لیاقت مین بیمثال
پیدا کیا ہی جلد اسکو رہا کردے بختیارک نے یہ کلمات سنکر کہا کہ یا خداوند واسطہ اپنی خدائی کا آپ اس
مقدمے مین نہ بولیے لقانے کہا او شیطان تو جھک مارتا ہی اگر میرے خلاف گلفام عمل مین لائیگا تو اپنا
غضب اس پر نازل کردونگا گلفام یہ سنکر ڈرا اور جلد اسنے زبان بہار سے سوزن نکال لیا زبان اس غنچہ دہن
کی جب قابو مین آئی لقا سے عرض رسا ہوئی یا خداوند یہ عاجزہ مدت سے حصول شرف زیارت کی تمنا
رکھتی تھی بارے تقدیر یاور ہوئی جو قدمبوسی بندگان جناب میسر ہوئی لقا یہ بات سنکر بسان خر پھول گیا اور
گویا ہوا کہ ہم نے سجدہ تیرا قبول کیا اور زوجہ گلفام مرچکی ہی اسکی بی بی تجھے بنایا ہماری خاطر سے اسکو قبول کر
ہم تجھے طلسم ہوشربا کا حاکم بنائینگے اور شاہ طلسم کو معزول کرینگے بہار یہ کلام سنکر گردن جھکا کر چپ ہو رہی گلفام
کا یہ حال ہوا کہ شادی مرگ ہوجاتا تو عجب نہ تھا یقین ہوا کہ یہ بیشک راضی ہی ورنہ خاموش نہوتی بس فرط
مسرت سے اسنے سحر اپنا اور سب ساحرونکا جسم بہار پر سے اتارا اور کہا اے ملکہ تازندہ ایم بندہ ایم بہار
نے جسم اپنا ہلکا پایا سحر یاد کیا یاد آیا اٹھکر چلنے کا قصد کیا گلفام نے کہا تشریف رکھیے بہار نے ہنسکر کہا کہ
کردکہ نیافت تو مجھے سوتے مین پکڑ لایا تھا بخت خوابیدہ نے مجھے یہ روز بد دکھلایا تھا یا فتنہ خفتہ جگا یا تھا اب ذرا
سنبھل کر وادی غفلت سے نکل ہمارا وار بھی رد کہ ہم سوتے تھے تو جاگتا ہی اسپر بھی تجکو آگاہ کردیا بختیارک نے جو یہ
باتین سنین پکارا کہ صلوۃ بر پیغمبر خدا و لعنت بر این حرامزادہ خداوند لقا مین کہتا تھا اسنے نہ مانا ہان اے ملکہ بہار
لینا اس فرمساق کو اور اس مرتد گلفام کو کہ بہت مستی مین آگئے تھے از بسکہ بوجہ قتل مسلمانان میدان مین سب
جمع تھے تمام عالم اٹھا تھا گلفام نے ساحرونسے کہا لینا اور آپ بھی سحر پڑھکر دستک دی ادھر ساحرون نے تیغ و تبر
بار قلفل تجھے سوئیونکے بہار پر پارے ابر گھر آیا آگ پانی برسنے لگا برف کی سلین گرنے لگین بہار بزور سحر اڑکر بیچ
میدان مین جاکر کھڑی ہوئی اور سحر پڑھکر پکاری کہ اے بہار حاضر ہو اور نہال ہستی گلفام پر خزان لا اتنا کہنا تھا
کہ یکایک آندھی آئی اور کوہ عقیق کیطرف سے گھٹا تیرہ و تار اٹھکر لشکر پر محیط ہوئی وہ جو آگ پتھر سحر گلفام
سے برستے تھے وہ اس ابر پر گرکر دفع ہونے لگے اور اس ابر مین برق شعلہ بار چمکی رعد گرجا آنکھین سبکی بند ہوگئین بعد
لمحہ کے جو آنکھ کھلی عجب سامان دیکھا کہ زمین وہانکی بسان روز روشن مصفا ہی ضیا باری سے یہ ظاہر ہی کہ دھوپ
کا دامن پھیلا ہی اس زمین نو را گین پر چھوٹی چھوٹی کیاریان پیاری پیاریان لگی ہین خیابان خیابان کو شرماتی ہین اور
درخت گلون کے سرسبز و شاداب ہین تراوت و نظارت مین نایاب ہین شاخین برنگ یار طناز عربدہ ساز

جھوم کر اٹھکھیلیان کرتین نرم نرم کلائیونکو معشوقان گلزار دہر کے نام دھرتین ہوا کار مشاطگی کر رہی ہی کہ شاخ سے شاخ ہم بغل ہوتی ہی گل نکہت بیز ہین طائر خوش نوا زمزمہ ریز ہین پھول سبزہ پر جو ٹوٹ کر گرے ہین اسطرح چمکتے ہین جیسے فلک اخضر پر تارے نکلے ہین نرگس کی نگاہبازی کار سحر سازی کر رہی ہی سوسن بااین ہمہ خموشی دمبازی کر رہی ہی سنبلہ چرخ سنبلہ پر نثار ہی طرفہ بہار ہی کہ ابیات

نہایت باغ وہ آراستہ تھا ریاض خلد سے پیراستہ تھا
ہزارون تھے گل خوشبو کے اشجار مہکتا تھا پڑا سارا وہ گلزار
بنا تھا طبلۂ عطار ہر گل گل تر یاسمن شبو و سنبل
روان تھے ہر طرف چشمے جو پر نور خزانے اُنکے فوارونسے معمور
ہزارون دیکھے میوہ دار اشجار ہر اک تھا بلبل و طوطی سے گلزار
شگفتہ خوب پھولونکے شجر تھے اغضین کیوڑے سے تھے گلونے سینچے

بیچ چمن مین چبوترہ بلور کا سراسر نور کا بنا تھا فرش مکلف بچھا تھا مسند پر ایک نازنین مہر جبین پھولون کا گہنا پہنے بیٹھی تھی اور بہار غائب تھی اسوقت کا واقعی یہ طور تھا کہ بیت گل کھلاتے ہوئے باد سحری کو دیکھا + روش باغ پہ اک تازہ پری کو دیکھا + فی الحقیقت اسکی چشم سرمہ سا پر نرگستان دیدۂ معشوقان صدقے آنکھین چڑھانے پر محراب ابرو مین خواہش رکھتے رخسار پر اُسکے گلہائے گلستان نثار ہوجانے پر تیار دہن اُسکا چشمۂ آب حیات دشنام اُسکی بلا زقند و نبات کہ ابیات

صدائے الحذر نکلی جگر سے ملی چتون جو ظالم کی نظر سے
نگاہون کو اجازت دلمین گھر ہو اشارون سے کہا ٹکڑے جگر ہو
نظر ہر سو مگر گردش ادھر ہو پلٹ کر دیکھتا دل کو جگر کو
شباب حسن مین اک بیمثالی نزاکت مثل مضمون خیالی
طبیعت سب طرف سے پاکدامن امنگون پہ رخ و عارض کے جوبن
مبارکبادی دی تیغ و نظر نے ثنا کو کھولے لب سب کے جگر نے

گلفام اس لالہ رو سمن اندام کو دیکھتے ہی بیتاب و بیقرار ہو کر دوڑا اور شعر عاشقانہ پڑھتا تھا اور منت کرتا تھا کہ اے غیرت بخش ضیائے مہر انور ایک نظر مہر سے بھی حال پر کہ نظم

نہین خاطر کو آسایش کسی دم طبیعت ہر گھڑی ہے اپنی برہم
خدارا ایک مشت خاک ہون مین نہین قابو مین دل غمناک ہون مین
کہ خالی ہوچکا پہلو نہین دل صدا دیتی تھی حسرت وصلے مشکل
بڑھا وانسے بشکل قلب مضطر تقاطر چشم سے ہر ہر قدم پر

جب اسطرح بیتابانہ قریب اس گلستان سحر کے پہونچا اس گلبدن نے پکار کر کہا کہ یہ باغ ملکہ بہار کا ہے یہان دخل کب اغیار کا ہے اسطرف نہ آنا اپنی جان بچانا اسنے اس بیتابی مین اس لالہ فام کا کہنا نہ سنا اور چمنستان مین قدم رکھا وہ پری بلا کیطرح اُسکے پیچھے پڑی یعنی اپنی جگہ پر سے اُٹھکر قریب اُسکے آئی اور کہا اے بیحیا تونے کہنا میرا نہ مانا اسکی سزا یہ ہے یہ کہکر ہاتھ پھیلایا اس گلستان سے ایک شاخ ٹوٹ کر اُسکے ہاتھ مین آئی اس شاخ کا ہاتھ مین آنا تھا کہ صورت اسنے تلوار کی پیدا کی وہی تلوار اسنے اٹھا کر جو لگائی گلفام نے ہرچند چاہا کہ سحر کرون اور جان بچاؤن ممکن نہوا تلوار سر پر پڑ کر ٹانگون سے نکل گئی دو ٹکڑے ہوکر گرا غل و شور مرنیکا برپا ہوا اسکے مرنے سے وہ سردار جو زیر تیغ بیٹھے تھے سحر سے چھوٹ گئے اور ہتھکڑی بیڑی توڑ کر اُٹھے جلاد تیغ پھینک پھینک کر بھاگے اور ساحر جو رکنے دوڑے انسے لڑائی شروع ہوئی تھی کہ وہ دیوار جو لشکر اسلام کے روکنے کے لیے گلفام نے بنائی تھی وہ بھی جاتی رہی تھی اہل اسلام نعرہ اللہ اکبر کہکر آگرے ساحرون نے سحر کرنا شروع کیا بہار جو باغ لگاکر چھپ گئی تھی برجے ہوا جا کر ٹھہری تھی اسنے سحر کرنا شروع کیا کسی اہل اسلام پر ساحرونکا سحر اثر پذیر نہوا اور بہادرون نے شمشیر زنی کرکے تہلکہ ڈالدیا لاش پر لاش گرادی ساحرون کی خاک ہستی دم تیغ سے مثل باد فنا اڑادی شمع حیات اعدا بجھادی خرمن جان مین آگ لگادی کہ بمقتضاے **نظم**

دو لشکر بروے اندر آور دروے — ہمہ کینہ خواہ و ہمہ جنگجوے
یکے تیر باران بجرد ند سخت — چو باد خزان برجہد بر درخت
نہ بُد ہیچ پرندہ را جائیگاہ — نہ نیروز گرد خروشان سپاہ
درخشیدن تیغ الماس گون — بکردار آتش بگیرد اندرون
توگفتی زمین روے زنگی شدست — ستارہ دل مرد جنگی شدست
زبس نیزہ و گرز و شمشیر تیز — برآمد ہمی از جہان رستخیز

بختیارک نے لقا سے کہا کہ ساحر بھاگا چاہتے ہین مسلمان اب تمپر آپڑینگے چاہیے کہ تم اندر قلعہ کے چلے جاؤ لقا نے کہا یہ تقدیر مین پہلے ہی کرچکا ہون یہ کہکر سمت قلعہ روانہ ہوا اسکے پھرنے سے افسران لشکر بھی پھرے اور لشکر ساحران مین بھگدر پڑی اہل اسلام نے دور تک تعاقب کیا لقا قلعہ بند ہو کر بیٹھا اور ساحرونکو بھگا کر مسلمانان فتح و فیروزی داخل لشکر اسلام ہوے بادشاہ سے وہ سردار جو رہا ہوکر گئے شرف ملازمت سے بہرہ اندوز ہوئے اور خلعت پہنکر اپنی جگہ پر بیٹھے پھر حال رہائی عرض خدمت شاہ گردون کلاہ کیا کہ اسطرح بہار جادو نام ساحرہ نے رہائی پاکر باغ سحر لگایا اور ہمکو چھڑایا بادشاہ نے جب نام اُس گلستان محبوبی کا سنا دلمین شجر الفت اگا تخم محبت مزرعہ خاطر مین بویا مثل مشہور ہے کہ دلکو دل سے راہ ہے نیرنگ پردازی عشق کا عالم گواہ ہے سرکار عشق ہی سے قیس کو مجنون خطاب ملا ہے اگر یوسف بھی ہو تو کنوئین جھانکتا ہے بادشاہ اسلام کا یہ حال ہوا کہ بموجب **نظم**

یکایک شوق نے کی مہربانی — ہوا برہم مزاج نوجوانی
ہوئی مائل طبیعت جانب یار — پکار اٹھی تمناہاے دلدار

ہجوم آرزو دل پر جو آیا — بہ شکل زلف جانان پیچ کھایا
ترشح پر سحاب اشک آیا — مزا دریا کا دامن نے دکھایا
تن سوزان جو بھیگا چشم تر سے — دھوان پیدا ہوا دل سے جگر سے

دلکو سنبھالکر حکم دیا کہ اُس ملکۂ ذی مرتبت کو بلاکر شکر احسان ادا کرنا واجب ہی چند سردار جائین اور ساحرہ موصوف اپنے باغ سحر مین ہوگی باعزاز تمام یہان لے آئین حال طلسم بھی اس سے دریافت کرینگے خیریت عمرو و اسد پوچھینگے سردار مع دو ایک عیار کے حسب الحکم ملکہ بہار کو لینے چلے اور شاہ حکم فرما ہوے کہ بیت مہیا ہوئین سب دعوت کے سامان ✤ رہین عیش وطرب دست وگریبان ✤ خدامان عالیشان ترتیب سامان دعوت مین بدل مصروف ہوے یہان جب تک دعوت کا جلسہ جمے اسوقت تک حال امیر سنیے کہ انکی تلاش مین چالاک روانہ ہوا ہی چنانچہ یہ دونون عیار صحرا مین تجسس کنان پھرا کیے جب کہین پتہ نہ لگا ڈھونڈھتے ہوے دامن کوہستان مین کئی منزل لشکر سے اپنے نکل آئے سخت حیران تھے کہ الٰہی کون امیر کو لیگیا ہی غرضکہ جب جانب قلعہ کوہستان کے انکا گذر ہوا وہان گلگون بارہ ہزار عیار لیکر خدمت لقا مین چلا تھا میدان مین اترا ہوا تھا انھون نے دیکھا کہ خیمہ وخرگاہ نصب ہین بستر لگے ہین لشکر مین جو لوگ ہین وہ عیار نظر آتے ہین اکتارہ چھڑ رہا ہی بھجن ہو رہے ہین چالاک بجا عیار جست وخیز کرتے ہین شلنگین بھرتے ہین ڈھیلکی کرتے ہین درختون پر فراکر جاتے ہین وہان سے پھر خیمون مین کود کر آتے ہین ہر سمت بہروپ بدلے صورتین تبدیل کیے پھرتے ہین بیچ لشکر مین بارگاہ فلک فرسا نصب ہی اسکے دروازے پر کئی سو عیار ونکا پہرا ہی یہ سامان اس لشکر کا دیکھکر چالاک نے ابو الفتح سے کہا مجھے عقل سے ظاہر ہوتا ہی کہ امیر اسی فوج مین قید ہین یہان چلنا چاہیے یہ کہکر دونون نے صرف صورت اپنی بدل لی عیار تو یہ خود ہین وضع بدلنے کی ضرورت نہ تھی لباس عمدہ زیب جسم کرکے داخل لشکر ہوئے ازبسکہ عیار تو وہان پھرتے ہی تھے انسے بھی کوئی مزاحم نہوا یہ سب جگہ پھر کر قریب بارگاہ افسر آئے سراپرچہ بارگاہ اٹھے تھے سامنے لباس عیاری پہنے تاج خسروانی سر پر رکھے گلگون تخت پر بیٹھا تھا اور شاگردونکا اُسکے گرد مجمع تھا ذنگل اور کرسی پر سب متمکن تھے طرار وکمسن تھے شراب کا دور چلتا تھا گلگون حالت نشہ مین لاف وگزاف کر رہا ہی کہ مین نے وہ کام کیا ہی جو تمام عمر سبکو یاد رہیگا امیر کا گرفتار کرنا بہت مشکل تھا انکو مین نے قید کیا ہی شاگرد اُسکے آفرین سنج ہین کہ واقعی حضور کا مثل عیاری کرنے مین نہین ہی ازبسکہ یہ دونون قریب بارگاہ پہونچ چکے تھے یہ کلمات انھون نے بھی سنے یقین ہوا کہ امیر اسجگہ قید ہین بس اندر جانا چاہتے تھے کہ عیارون نے روکا اور کہا تم کون ہو غل جو ہوا گلگون نے بھی سنا عیارون سے کہا پکڑ لاؤ عیار نیچہ پکڑ کر دوڑے یہ دونون ٹھہر رہے کہ ہم خود حاضر ہین گرفتار کیون کرتے ہو عیار انکو گھیرے ہوے سامنے گلگون کے لائے اسنے حال استفسار کیا انھون نے کہا ہم رہنے والے کوہستان کے ہین اور تمسے ہمیشہ قصد مقابلہ رکھتے تھے کیونکہ تمنے بڑا نام اس فن عیاری مین پیدا کیا ہی چنانچہ ابتک اسلیے نہ آئے تھے کہ اکیلے مین تم سے لڑے تو کیا کچھ نہ ہمارا نام ہوا نہ تمھارا اب ہمنے خبر پائی ہی کہ تم خدمت خداوندین

جاتے ہو ہم بھی آئے کہ بمعیت تمھارے خداوند مین پہونچکر تم سے لڑین کسواسطے کہ آج وہان ایک عالم جمع ہی داد خوب ملیگی اور ناموری دونونکی ہوگی دوسرے عیاران لشکر اسلام سے بھی لڑینگے کہ انھون نے تمام عالم مین غدر کر رکھا ہی اور ہم سچ کہین عیار اسلام سے ہم تمکو اچھا جانتے ہین اگر ہمنے تمھین زیر کر لیا تو پھر عیاران عالم کو زیر کر لیا کیونکہ مثل تمھارے اب کوئی زمانے مین عیار نہین ہی ایسا ان دونون عیارون نے اسکو بے مثل بتایا اور تعریف کا مرتبہ حد سے زیادہ بڑھایا کہ اسکے مزاج کو زینہ افلاک پر لگایا دماغ عرش اعلی پر پہونچایا وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ان دونون سے بغلگیر ہوا کہا آپ نے کرم فرمایا جو تشریف لائے اور جیسا آپ مجکو جانتے ہین یہ سب آپکی خوبیان ہین جو جیسا ہوتا ہی وہ ویسا ہی اورکو بھی جانتا ہی آپ خود اچھے ہین اسی سے مجھکو اچھا جانتے ہین یہ کہکر برابر اپنے بر زر پر انکو بٹھایا اور کہا اسم مبارک آپکا کیا ہی انھون نے کہا ہمکو مکار چرب زبان وغدار دروغ بیان کہتے ہین اور ایک نام ہمارا کارزار وطرار ہی وہ یہ نام سنکر ہنسا اور جام شراب بھر کر انکو دیا انھون نے کہا ہم آپسے اگر ارادہ لڑنیکا نہ رکھتے ہوتے تو شریک جلسہ عشرت رہتے اب ہمین مناسب نہین کہ یار ہم پیالہ بنکر اپنے ہم مشربون سے آیندہ مقابلہ کرین اچھا یہ تو بتلائیے کہ خداوند باختر کے پاس جو آپ چلے ہین تو کیا تحفہ انکی نذر کو لیے جاتے ہین یہ کلمہ سنکر گلگون کو خیال آیا کہ یہ دونون عیار لشکر اسلام کے ہین مجھسے در پردہ حال پوچھتے ہین ایسا کچھ سمجھکر انکی جانب گھورنے لگا ابو الفتح اسکے برے تیور دیکھکر اٹھا اور چالاک سے گویا ہوا کہ بھائی چلو ہم کسیکی بری نگاہ کیون سہنے لگے واسطہ کیا کچھ انکے تابعدار نہین ہین نہ ہمراہ ان کے چلتے اب اکیلے جائینگے یہ کہکر چلے تھے کہ اسنے اٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا برا نہ مانیے مہربان یہ پیشہ عیاری کا ہی انسان فہیم ذراسی بات مین کھٹکتا ہی مجھکو آپکے اس پوچھنے سے خوف ہوا کہ یہ کوئی دشمن ہین اور آپ ہی فرمائیے کہ عیار ہو کر اتنا بھی خیال نہ رکھے تو عیار کاہیکو ہی بیوقوف ہی مین نے کیا بیجا کیا جو بری نگاہ سے دیکھا انھون نے کہا برادر تم نے سچ فرمایا لیکن برا نمانو تو ہم ایک بات کہین اسنے کہا فرمائیے کہا تمھارے اس گھورنے سے تو حال کھلگیا کہ بیشک کسیکو تم گرفتار کر لائے ہو تمھین چاہیے تھا کہ بہ لطائف الحیل ہمارے کلام کا جواب دیتے تاکہ ہمین راز تمھارا مطلق ثابت نہوتا گلگون یہ نکتہ دقیق سنکر پھڑک گیا اور کہا واقعی آپ بڑے تیز فہم اور بیبدل عیار ہین یہ باتین تھین کہ داروغہ توشکخانہ دو نیمچہ اسکے سامنے لایا اور کہا یہ حضور نے میرے سپرد کیے تھے امید کہ اسلحہ مین داخل کر دیجیے اسنے وہ نیمچہ لیکر ان دونونکو دیے کہ یہ بیمثل نیمچہ ہین آپ ہی اپنے پاس رکھیے کہ آپ کی بات مجکو اسوقت بہت پسند آئی انھون نے کہا کہ آپ نیمچے دیکر ہمسے بھی کام لینا چاہتے ہین اچھا اگر یہ منظور ہی تو ہم جاتے ہین اور لشکر اسلام سے کوئی تحفہ جات آپکے لیے بھی لاتے ہین اور ہوسکتا ہی تو حمزہ کو لاتے ہین یہ کلام سنکر گلگون بھی مسکرایا اور اسکے شاگرد گلزار تیز پا نے ہنسکر کہا کہ اے مکار معلوم ہوا کہ تم بڑے زبردست عیار ہو اچھا تو شراب تو پیو چالاک نے جواب دیا کہ تم ہمین آزماتے ہو انھین باتون سے ثابت ہوتا ہی کہ تم نے کوئی کام کیا ہی ورنہ یہ چھل نہ کرتے اور مزاج کو استغنا نہ حاصل ہوتا گلگون نے کہا آپ لوگ جب یہ کلمہ کہتے ہین مجکو

کھٹکا ہوتا ہی کہ در پردہ حال پوچھتے ہو ہر چند کہ تم سمجھ گئے ہو لیکن بالکل صاف ہو جانا چاہتے ہو خیر اب تو تم سمجھ ہی چکے کہ ہم کسیکو لائے ہین پھر اب چھپانا کیا تم دوست ہو گئے تو بہتر اور جو دشمن ہو تو کیا کر لوگے ہین کچھ ڈرتا نہین تو صاف سن لو حمزہ کو لایا ہون یہ کلمہ سنتے ہی دونون قہقہہ مار کر ہنسے اور کہا بیشک تم حمزہ کو لائے ہو اُسنے کہا کیون کچھ تمکو شک بھی ہی انھون نے کہا بھلا اُسکے کتنے بڑے ہاتھ پاؤن ہین جسکو تم لائے ہو اُسنے جواب دیا کہ ہم کو یون سے بھی تنومندی مین کم ہی یہ سنکر یہ اور زیادہ ہنسے اور کہا واقعی تم حمزہ کو پکڑ لائے اسنے کہا بتاؤ تو آخر تمکو کیا شبہہ ہی جو طنز آمیز کلام کرتے ہو انھون نے کہا بھائی صاحب کچھ عقل بھی رکھتے ہو وہ حمزہ جسنے تمام عالم کے سرکشون کی گردن توڑ دی خداوند کے قیطولات کے نیچے بڑے بڑے خون آشام درشت چنگال ہر قوم و قبیلے کے سردار رہتے تھے کوئی پانچسو من کا تبر باندھتا تھا اور کوئی نوسو من کا ساطور ایکر جنگ کرتا تھا سو حمزہ نے پست کر دیا علاوہ اسکے دیوان تات کو مارا وقائع نگار لکھتے ہین کہ سمندون ہزار دست دیو کو قتل کیا پس بایں جلاوت و زور وہ تم لوگونسے بھی نحیف و ضعیف ہوگا یہ کلمات انھون نے بدلائل ساطع و لامع بیان کیے کہ گلگون کی شمع عقل باد حماقت سے گل ہوئی دلسے کہا بیشک یہ سچ کہتے ہین کہا بھائی تم سچ کہتے ہو مگر مین لشکر سے جا کر پکڑ لایا ہون اور سب حال کنیز کو بیہوش کرنے اور اپنی عیاری کا بیان کیا انھون نے کہا حضرت سلامت آپنے سب کچھ کیا لیکن ہم آپسے پوچھتے ہین کہ جو شخص ایسا زبردست ہوگا اور ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار اُسکا نوکر ہوگا وہ کس حفاظت مین رہیگا کسلیے کہ تمام عالم کو وہ اپنا عدو جانتا ہوگا ہمنے سنا ہی کہ حمزہ تہخانہ مین اتر کر رہتا ہی اور عیار اُسکی صورت کا اور کسیکو بنا کر بارگاہ مین ہر شب سلا دیتے ہین وہ شخص لشکر کا کبھی گھسیارہ ہوتا ہی کبھی کوئی اور اگر کوئی اسکو پکڑ لیگیا تو حمزہ چندروز غائب رہکر ظاہر ہوتا ہی تاکہ یہ راز کسی پر افشا نہو غرضکہ ہمنے خبر اس تہخانیکی بھی لگائی ہی ہم جاتے ہین اور حمزہ کو لاتے ہین تمھین اختیار ہی جسکو چاہنا برائے نذر خداوند لیجانا خواہ اپنے لائے ہوئے کو یا ہمارے لائے ہوے کو یا دونونکو یہ کہکر اٹھے جست کرکے روانہ ہوے گلگون کو ایسا اندیشہ کامل اور وہین خلل پیدا ہوا کہ اُسنے کوچ نہین کیا کہ واقعی دلیلین ان عیارونکی بہت قوی تھین یہ بیشک حمزہ نہین ہی جسکو تو لایا ہی یہ تو اس شش و پنج مین ادھر اترا ہی اسطرف دونون عیار ہو چلے مزاج مین دونون کے پہل سمائی چاہا کہ اس عیار کو خداوند کے ہاتھ سے ذلت دلوانا چاہیے یہ سوچکر برسم بلغر سمت قلعہ کوہ عقیق چلے اور دن بھر مین راستہ طے کر کے جب عیار عالم گرد گرداوری کرکے قلعۂ مغرب کی طرف روانہ ہوا کہ بیت گھر مین تاریکیان ابھری سیاہی + چھپے رستے تھکے چلنے سے راہی + یہ بھی قریب قلعہ مذکور کے پہونچے از بسکہ یہ مدت سے اُس جگہ آئے ہوے ہین سب مقامات بخوبی جانتے ہین اس قلعۂ عقیق کے متصل باغ فرحت افزا ہی سلیمان عنبر مین سوکا بھانجا منصور زاغ چشم نام ہر رات کو رنڈی لیکر اس باغ مین رہتا ہی عیارونکو یہ راز ہمیشہ سے معلوم ہی اسوقت جلد مین اور کچھ بن نہ آیا تو یہ تجویز کیا کہ منصور ہی کو گرفتار کرنا چاہیے پس ابو الفتح سے چالاک نے کہا اے بھائی تم ٹھہرو مین منصور کو لاتا ہون اسنے کہا نہین آپ آرام فرمایئے مین

لاتا ہون اور اسکو صحرا مین ٹھہرا کر آپ ایک فرشتہ لقا کی صورت بنا لیعنے ایک سر مقوے کا سر پر چڑھایا جو مثل کنگرہ قلعہ کے تھا اور اُسمین دس آنکھین بنائین جو رنگ روغن کی تاثیر سے مشعل کیطرح روشن تھین پھر چار ہاتھ بہت بڑے بڑے شانے پاس لٹکائے لباس سات رنگ پہنا چیل اور بوم کے پر گرد رخسار کے لگائے ایک ہاتھ مین گرز لیا جو روغن ملنے سے آتشناک معلوم ہوتا تھا دوسرے ہاتھ مین ایک ڈالی میوے کی لیکر قریب باغ آیا اور کمند مار کر دیوار باغ پر چڑھا عجب صحبت دیکھی کہ چاندنی کھلی ہی چبوترے پر فرش سنہرا بچھا ہی پھولونکی بھینی بھینی خوشبو آتی ہی ٹھنڈی ہوا چلتی ہی بیچ چبوترے پر رنڈی حسین وطرحدار بیٹھی مشغول کرشمہ سنجی ہی منصور پاس بیٹھا ہی جب لپٹنے کا قصد کرتا ہی وہ ڈھیلے ہاتھ سے طمانچہ مارتی ہی پھبتیان کہتی ہی کہ موے آتشبازی کے دیو تیرے منھ کو جھلسا نچلا نہین بیٹھتا منصور اُسکی باتون سے مزے مین آکر کبھی چٹکی لیتا ہی رخسار و پستان پر ہاتھ پھیرتا ہی شراب کا جام قسمین دیکر پلاتا ہی نشہ رنگ جماتا ہی رنڈی سسکیان بھرتی ہی اوئی آہ کی صدا بلند ہی مستی خانہ دل مین قدم دھرتی ہی نظم

وہ بستر سے اٹھا ہاتھون پہ لینا　　وہ لذت مین زبان کا منھ مین دینا
وہ سینے کی رگڑ سے سلسلاہٹ　　وہ پہلو کے برابر گدگداہٹ
لپٹ جانا وہ ہم آغوش ہوکر　　وہ آنا ہوش مین بیہوش ہوکر
وہ بڑھ کر سونگھنا ہر عضو تن کا　　وہ گھٹنون مین جمانا کچھ بدن کا
وہ ہونٹھون کو زبان سے سلسلانا　　وہ ہاتھون کو سر پستان پہ لانا

ابو الفتح سر دیوار اسلیے ٹھہرا رہا کہ جب یہ دونون مصروف مباشرت ہون اسوقت مین خلل انداز ہون باصطلاح عوام مزے مین کھنڈت ڈالون اور کلیل مین غلہ لگاؤن چنانچہ جیسا اُسنے سوچا تھا وہی زمانہ آیا کہ منصور مستی سے بیتاب ہوکر اس قحبہ بازار سے لپٹا اور رانسے نہین اور ہان کرنا شروع کی نظم

مزے بوسون کے مستی پر جو آئے　　ارادے اور ہی مطلب پہ لائے
ہوے عریان لباس تن اتارے　　کیے مستی مین باہم کچھ اشارے

جیسے ہی آمادہ بفعل بد ہوے **ابو الفتح** دیوار سے اسطرح کودا کہ بڑا دھماکا ہوا رنڈی چونتڑا اچھال کر الگ ہوئی کہ اوئی کوئی آتا ہی اور منصور بھی پیچھے ہٹا جلدی سے رنڈی نے دُلائی اوڑھی اس نے بھی لنگی باندھی اور ازبسکہ جوش شہوت تھا غصہ مین اٹھکر چلا کہ جو اترا ہو اسکو سزاے معقول دون کچھ دور بڑھا تھا کہ سامنے سے ایک انسان عجیب بصورت مہیب نظر آیا فرط خوف سے ساری مستی اترگئی جلدی سے سلام کیا اُس انسان عجیب صورت نے کہا کہ مین فرشتۂ قدرت خداوند لقا ہون اسوقت خداوند نے مجھپر وحی نازل کی کہ جنت سے ہماری کچھ میوہ لیکر ہمارے سپہ سالار منصور کو دے آکہ اسکو عیاشی سے بہت شوق ہی اس میوہ کے کھانے سے ہمیشہ جوان رہیگا اور قوت باہ از حد ہوگی یہ کہکر وہ میوہ جو ڈالی مین لگاکر لایا تھا اُسکے

حوالے کیا اُسنے پہلے سجدہ کیا پھر ڈالی سر پر رکھکر رنڈی کے پاس آیا اور حال کہا یہ بھی بہت خوش ہوئی اس اثنا مین فرشتے نے کہا کہ جلد اسکو کھالو ورنہ میوہ جنت کا ہی یہ دنیا مین نرہیگا غائب ہوجائیگا یہ سنکر دونون نے کھایا فرشتے نے ڈالی اٹھالی چلنے کا قصد کیا تھا کہ یہ دونون بیہوش ہوے اسنے رنڈی کو تو وہین چھوڑا اور منصور کو باندھکر اُسجا تنہائی تو تھی ہی بے اندیشہ باغ سے چلا اور چالاک پاس لایا اُسنے رنگ روغن عیاری لگاکر صورت اسکی مثل صورت امیر بنائی لباس شب خوابی پنہاکر پشتارہ باندھکر دونون روانہ ہوے اور پچھلی رات باقی تھی کہ لشکر عیاران مین پہونچے اور ٹھہرے رہے جسدم زاہد شب زندہ دار بیدار ہوا اور پشتارہ گلیم شب سے امیر روز کو عیار دہر نے نکالا کہ نظم

	پکارے بزم والے لو سحر ہے بجی ہر سمت سے نوبت گجر کی		فراق شب سے چشم شمع تر ہے نظر آنے لگی صورت سحر کی	

صبحکو پشتارہ لیکر بارگاہ گلگون مین یہ دونون آئے وہ بھی منتظر انکا بیٹھا تھا شراب صبوحی پی رہا تھا کہ انھون نے پشتارہ سامنے رکھدیا اُسنے پوچھا کسکو لائے کیا کوئی بیٹا حمزہ کا ہاتھ آگیا انھون نے کہا ہم سب کے باپ اور افسر خود حمزہ کو لائے ہین بڑی شکل مین تہخانے مین گئے اور اصلی حمزہ کو لائے اسنے کہا دیکھین تو حمزہ کیسا ہی انھون نے پشتارہ کھولا اُسنے دیکھا کہ ایک پہلوان جسکا ساٹھ آنچ کا قد ہی غفص گردن بلند بالا قوی تن درشت چنگال بیہوش پڑا ہی وہی صورت ہی جس صورت کا حمزہ لایا ہون یہ دیکھکر اس کو متوہم تو پہلے ہی کردیا تھا اسوقت اور زیادہ وہم ہوا کہ بیشک یہ مرد قوی الجثہ حمزہ ہی غرضکہ ایک عیار کو بلاکر حکم دیا کہ وہ صندوق جو اس بارگاہ کی دہنی جانب خیمہ مین رکھا ہوا ہی لے آ عیار چلا تھا کہ چالاک نے کہا تمسے اکیلے نہ اُٹھیگا مین بھی آتا ہون یہ کہکر ساتھ اسکے اسی خیمہ مین آیا دیکھا ایک صندوق آہنی رکھا ہے قفل برابر اشتر کے فولاد کا بنا اسمین لگا ہی چالاک سمجھ گیا کہ بیشک اسمین امیر بند ہین یہ سمجھکر وہ عیار جو ساتھ آیا تھا غافل تو پاس وہ کھڑا ہی تھا حباب اُسکے منھ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہوگیا چالاک بیٹا عمرو کا ہی اسکے نزدیک قفل کھول لینا کیا بات تھی اُسی نمونہ کی کلید اپنے پاس سے نکالکر قفل کھولا پٹرا اٹھایا امیر کو اسمین بیہوش لیٹے پایا ازبسکہ مرد توانا و پرقوت ہین اسوجہ سے بے آب ودانہ اُس دوتین روز مین زندہ بچے ہین ورنہ مرجاتے یہ دیکھکر اُسنے فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا امیر کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک صندوق مین لیٹا ہون ازبسکہ نحیف ونزار تھے اشارے سے مستفسر ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہی اُسنے نام اپنا بتاکر کہا کہ ایک عیار آپ کو پکڑ لایا ہی مین نے اُسکو دھوکا دیا ہی وہ آپ سے پوچھے تو کہیے گا مین حمزہ نہین ہون بلکہ کچھ بات بنا دیجیے گا ہرچند کہ دروغ گوئی آپ کا شعار نہین لیکن مصلحت اسمین ہی کافر سے وقت جنگ خدع کرنا شرع شریف مین جائز رکھا ہی امیر یہ کلمہ سنکر خاموش ہو رہے اور اُسنے پھر بیہوش کرکے صندوق بند کیا اور اس عیار کو بھی ہوشیار کیا اُسنے کہا سچ بتا تو نے مجھے بیہوش کیون کیا تھا مین یہ حال اپنے مالک سے

کہونگا چالاک نے اسکے سامنے ہاتھ باندھے اور کہا بھائی میری آبرو تیرے ہاتھ ہے مین صاف صاف جو حال ہے کہے دیتا ہون وہ یہ ہے کہ صندوق دیکھکر میرا ایمان ٹھکانے نر ہا تھا جانتا تھا کہ اسمین مال بھرا ہے پس تمکو بیہوش کرکے چاہا تھا کہ کچھ نکال لون صندوق جو کھولا تو ایک آدمی لیٹے دیکھا اسیطرح پھر بند کر دیا عیار نے اسکا کلام ایسا مصنوعی محتمل براستی تھا کہ اسکو سچ جانا اور اسنے کچھ جواہر نکالکر اسکو دیا کہ بھائی یہ تم لیلو اور میری آبرو بچاؤ اپنے مالک کے روبرو یہ راز نہ کہو عیار بر سر ترحم ہوا اور وعدہ کیا کہ نہ کہونگا مگر جو تونے اور چالاکی کی ہوگی اور صندوق مالک کے سامنے کھلنے سے تفتیش ہوگی تو مین کہدونگا یہ کہکر صندوق اٹھا کر سامنے گلگون کے لائے اسنے وا کرکے امیر کو نکالا پوچھا اے شخص تو کون ہے امیر نے بنا بر تعلیم چالاک فرمایا کہ مجھے یہان کون لایا اور عیار بھی بڑے جھوٹے ہوتے ہین اسنے کہا ارے سچ کہہ پہیلی کیا کہتا ہے امیر نے کہا سچ یہ ہے کہ مین پہلے نوشیروان بادشاہ کا نوکر تھا وہ مرگیا اسکا بیٹا فرامرز تھا کے ساتھ ہے اسیکے ساتھ مین آیا تھا ایک عیار نے مجھسے کہا کہ ہم تمکو روپیہ بہت سا دینگے آج حمزہ بنکر اسکی جگہ پر سو رہو مین لالچ مین آگیا یہ خمیازہ اٹھایا کہ قید ہوا گلگون یہ حال سنکر بولا کہ اے چالاک اب تم اپنے حمزہ کو ہوشیار کرو دیکھو وہ کیا کہتا ہے چالاک نے لرز کر کہا کہ کیون شامت آئی ہے بہت ہوشیاری اچھی نہین ہوتی حمزہ شیر بیشۂ شجاعت ہے اسکو خداوند اپنا سپہ سالار فرماتے ہین وہ ہزار ہزار بن کی قید توڑ کر نکلجاتا ہے اسکو ہوشیار کرکے تم زندہ بچوگے پس تمھاری بہتری کیلیے ہم جاکر پکڑ لائے ہین کہ تمھین ذلت پیش خداوند نہو اگر تمکو کچھ شک ہے تو تم اپنے ہی گرفتار کیے ہوئے حمزہ کو سامنے خداوند کے لیجاؤ ہم اپنے حمزہ کو آپ لیجائینگے میرا صاحب آپ امتحان لینے والے کون کچھ ہم آپکا دیا نہین کھاتے شاگرد نہین نوکر نہین پھر کیا مطلب جو پوچھا بیچ مین پڑین بقول شخصے خردہ نبردہ مفت کا درد گردہ یہ کہکر اٹھے اور چاہا کہ پشتارہ اٹھا کر چلین گلگون کھڑا ہوگیا کہ ہان ہان آپ خفا نہون واقعی آپ نے ذلت سے بچایا مین نے براہ امتحان یہ بات نہ کہی تھی بلکہ یون ہی کہا تھا کہ دیکھین وہ حمزہ کیا کہتا ہے مگر سچ آپنے کہا کہ وہ جو ہوشیار ہوگا سخت لڑائی پڑیگی یہ کہکر امیر کو کچھ زاد راہ منگا کر دیا اور کہا آپ جائیے جب لشکر خداوند مین پہونچیے گا تو حال کہیے گا امیر نے اسکے کلام کا جواب ندیا اور بارگاہ سے نکلکر راستہ پکڑا اور اُسنے بعوض امیر منصور کو صندوق مین بند کیا اور خیمہ مین بھجوا دیا چالاک کی خاطر مین مصروف ہوا ایک دن انکو رکھا دوسرے دن عزم سفر کیا چالاک نے کہا اب ہم بھی رخصت ہوئے ہین اسنے کہا تم تو ساتھ چلنے کو کہتے تھے انھون نے کہا ہمارے چار سو عیار شاگرد ہین ہم آپ پاس اکیلے چلے آئے تھے اب جمعیت کرکے بعزم تمام خدمت خداوند مین اپنی جگہ پر سے آتے ہین یقین ہے کہ آپ کے پہونچنے تک ہم بھی آجائینگے یہ کہکر دونون وانہ ہوے اور اُسنے بھی کوچ کیا لیکن امیر جو وہانسے روانہ ہوئے تھے راہ سے نابلد تھے کوہستان مین راہ بھولکر میدان وسیع مین پہونچے جب اس میدان کو طے کیا ایک باغ کا دروازہ نظر آیا ازبسکہ خستہ و شکستہ کئی دن کے بھوکے پیاسے تھے برائے آرام باغ مین آئے دیکھا سبزہ فرش تمند لبین ارض پر خفتہ ہے گل الصد تجمل و

زیب دہ سادہ چمن ہی شاہد بہار پر جوبن ہی بہار افزاے باغ خاطر نسرین و نسترن ہی سنبل کی بیل گلو نپر پھیلی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہزار ہا نافہ مشک زلف عروس چمن رکھتی ہی کہ

ابیات

بہار چمن اور وہ لالہ زار — نئے رنگ کی تھی وہان کچھ بہار
نسیم سحر ناز سے پھرتی تھی — کھلی جاتی تھی شاخ مین ہر کلی
پپیہا یہ کہتا تھا پی ہے کہان — مچاتی تھین کوکو کا غل قمریان
گھرا ابر تھا رعد کا شور تھا — روش پر ہر اک ناچتا مور تھا
زمین پر تھی سورج تھی کی بہار — چمکتی تھی برق فلک بار بار

اس باغ مین زیر نخل سایہ دار فرش ستھرا اچھا بچھا تھا مسند پر ایک پریزاد قیامت رشک شمشاد طبیعت مین جلاد ناز و غمزہ مین اُسکے ہزارون بیداد ناشنو فریاد کم سن جوانی کے دن بیٹھی تھی

نظم

جبین مین بل شکن گیسو کی برہم — نظر مصروف جلادی ہر اک دم
غضب آمیز چتون کے اشارے — بلا آئی ہوئی جس کے نظارے
لگاوٹ کے لب و دل محو فریاد — لحاظِ آبرو و ہر وقت برباد

سامنے اس رشک چمن کے چند نازنینان نازک بدن ساز لیے بجاتی تھین اور ایک بت پری فن اسطرح ناچتی کہ ادائین اسکی رقاصہ فلک کو شرماتی اور چکر مین لاتی تھین دم رقص یہ حال تھا کہ

نظم

دم رقص اُس نے ستم ڈھا دیا — ادا سے زمانے کو بسمل کیا
چمک کر جو اُس بت نے توڑا لیا — دل عاشقان پسکے سرمہ ہوا
ادا اسکی ہر ایک تھی پرستم — قیامت سے کچھ کم نہین تال سم

امیر یہ سامان دیکھکر اور طرف چمنستان مین چلے کہ سامنے کسو کا زنانہ ہی عورتون مین جانا خلاف ہمت مردانہ ہی چنانچہ یہ تو اور سمت چلے لیکن اس نازنین مسند نشین کی نگاہ انپر پڑی پکار کر کہا کہ اے شخص کہان جاتا ہی ادھر آ ایک بات تیرے نفع کی ہی سنتا جا امیر یہ صدا سنکر پھرے اور قریب اُس سرمایۂ ناز کے آئے اُسنے مرد بزرگ و وجیہ سمجھکر تسلیم کی پھر با ادب تمام گویا ہوئی کہ مین نے اسلیے حضور کو تکلیف دی کہ یہ مسکن ایک دیو لعین کا ہی جو کوئی بھولکر ادھر آتا ہی وہ دیو اسکو کھا جاتا ہی مین نوکر ملکہ قریشیہ سلطان دختر صاحبقران و ملکۂ آسمان پری والیۂ قاف کی ہون اور اس ملکہ موصوف نے میرے باپ کو ایک ملک پر دۂ قاف مین عنایت فرمایا ہی اور وہانکی حکومت کرتا ہی یہ دیو مجھکو دھوکا دیکر اٹھا لایا ہی اور طلسم مین پھنسا لیا ہی اور خواہان وصلت ہوتا ہی جب مین قصد اپنی ہلاکت کا کرتی ہون اسوقت باز رہتا ہی مختصر یہ کہ تم یہان سے جلد چلے جاؤ ایسا نہو کہ وہ آجائے تو مفت جان جائے امیر نے فرمایا کہ وہ بیدین اپنی سزا کو پہونچیگا اللہ تعالی تجھے اس بلا سے رہائی دیگا تم نہ گھبراؤ اور مشغول عشرت رہو

یہ فرماکر وہین بیٹھے اور اسلیکہ وہ شہزادی مسلمان تھی آپنے کھانا تناول کیا پانی پیا باغ کا میوہ تناول کیا آسودہ ہوے پھر اُس ملکہ سے فرمایا کہ چلو اس باغ مین سیر کرین وہ مع اُن نازنینو نکلے کہ اُن سکو دیواسی ملکہ کی خدمت کیلیے اٹھا لایا ہی ہمراہ چلی امیر ہر سمت پھرنیلگے ناگاہ ایک سمت کو گنبد بنا دیکھا کہ سنگ یشب سے تعمیر تھا اُس گنبد کے پاس تشریف لائے دروازہ اسکا وا نیا دیکھا کہ ایک تخت سونیکا بچھا ہی اُسپر تصویر لقا کی مکلل بجواہر رکھی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ لقا بیٹھا ہی اُس تصویر کا حال شہزادی سے پوچھا اُسنے عرض کیا کہ یہ سرزمین متعلق کوہستان ہی اور یہانکا حاکم حسام کوہی ہی یہ باغ اسیکا ہی اور اُسنے یہ تنجانہ بنایا ہی دیو سے دوستی کرلی ہی کہ جب وہ بہر پرستش آتا ہی دیو کچھ خبر نہین ہوتا اور دیو بھی پرستش کرتا ہی اور وہ دیو ساحر بھی ہی اس تنجانیکی حفاظت کیلیے کچھ سحر جادو کے بٹھا جایا کرتا ہی امیر نے یہ حال سنکر لاحول پڑھی فرمایا کہ افسوس اس لقا مرتد نے ہزار دن آدمی کیا ایک عالم کو برگشتہ کر رکھا ہی یہ فرماکر مجاہد راہ خدا تو تھے ہی بسان جناب خلیل اللہ اپنے جد بزرگوار کے اس گنبد مین در آئے ہر طرف سے غل ہوا کہ اسیحو گھیر لو خداوند سے بے ادبی کیا چاہتا ہی امیر کو بسبب اسمے کے گلقام کے اسم اعظم یاد تھا ورد زبان فرمایا اور اُس بت کی ایک انگلی پہلے توڑی اور زیادہ غل ہوا کہ ارے یہ ستم دیکھو اس ظالم نے خداوند کو مارا اگر وہ بیچارے تو کچھ کہتے ہین نہ سنتے ہین یہ ہنگامہ برپا تھا کہ یکایک آندھی سیاہ آئی تمام باغ مین اندھیرا ہوگیا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ سیاہی موقوف ہوئی دیکھا کہ ایک دیو قوی الجثہ للکارتا ہوا آتا ہی امیر نے اسکو آتے دیکھکر اُس تصویر کا سر بھی اکھیڑ ڈالا پھر وہ دیو بڑے جوش خروش سے کہتا ہوا کہ او آدم زاد سیاہ سر سفید دندان بڑا غضب تونے کیا خداوند کی توڑ پھوڑ اکھاڑ پچھاڑ شروع کردی یہ کہکر قریب آیا اور ایسا افسون کیا کہ ہزارہا دلبہ پیدا ہوکر امیر پر دوڑے آپنے اسم اعظم پڑھا وہ دیوان سحر غائب ہوئے اور وہ دیو چقماق چادر پکڑکر حملہ آور ہوا امیر جست کرکے زیر بغل اس دیو کے آئے چقماق چادر خالی گئی اُسنے نعرہ کیا کہ افسوس یہ انسان لقمہ لذیذ تھا اب پیوند خاک ہوکر گرا ہوگیا یہ کہہ ہی رہا تھا کہ امیر نے نعرۂ اللہ اکبر اس زور سے کیا کہ دیو ناچنے لگا اور پکارا کہ او انسان تو بہت چیختا ہی شاید زلزلۂ قاف ہی یہ کہکر دوڑا اور لپٹ گیا پھر تو آپ نے بھی یہ حال کیا کہ

نظم

درآمد باو آن گو نامدار — گرفتش پر و بال او استوار
گرفت آن پر و بال گرد دلیر — کہ آرد مگر پہلوان را بزیر
ہمین گوشت کند این ازان آن ازین — ہمی گل شد از خون سراسر زمین
سرانجام ازان کینہ و کارزار — بپیچید بر خود گو نامدار
بزد چنگ و برداشتش تیرہ شیر — بگردن برآورد و افگندہ زیر
زدش بر زمین ہمچو شیر ژیان — چنان کز تن وے برون کرد جان

جب وہ دیو زمین پر چت ہوا آپ اُسکے سینے پر سوار ہوے اور فرمایا کہ کیا کہتا ہی شناخت خدائے پاک میں اس دیو نے کہا کہ آپ اپنا نام بتائیے تو مین اسلام اختیار کرون آپنے فرمایا کہ منم زلزلۂ قاف حمزہ صاحبقران دیو نے کہا پردہ قاف سے مین تیرے ڈر کے مارے پردہ دنیا پر بھاگ کر آیا تو پردۂ دنیا پر بھی میرے تعاقب مین پہنچا

اب تیسری جگہ اور کونسی لاؤن جہان جاؤن جانا مین نے کہ دین تیرا اچھا ہی مین مسلمان ہوتا ہون امیر اُسکے سینے پر سے اترے اور کلمہ طیبہ بتایا وہ دیو بسر ارادت مسلمان ہوا یہ کیفیت دیکھکر اُس شہزادی نے جانا کہ یہ باپ حضرت قریشیہ کے ہین دوڑ کر قدم پر گری امیر نے تسکین و دلداری فرمائی پھر اس دیو سے فرمایا کہ اس شہزادی کے ملک سے کسیکو بلا تاکہ وہ اسکو لیجائے دیو نے بتقسیم عرض کیا کہ مین اسکو بآرام تمام خدمت قریشیہ مین پہونچا دونگا اور رسید اسکی لادونگا آپنے فرمایا کہ اچھا لیجاؤ دیو ملکہ کو سوار کرکے روانہ سمت قاف ہوا اور امیر منتظر رسید وہان فروکش ہوے اور نماز نین جو باقی تھین شرط خدمت بجا لائین تین روز امیر وہان رہے تیسرے روز دیو نے لاکر نامہ سر بمہر ملکہ آسمان پری اور عرضی قریشیہ کی دی لکھا تھا کہ زبانی دیو کے حال خیریت مزاج معلوم ہوا اور ملکہ سمنبر پری بآرام یہان پہونچی امیر نے وہ عرضی و نامہ پڑھکر ان عورتون سے فرمایا کہ تم اپنے شہر و دیار کا پتہ بتاؤ کہ بھیج دیا جاے ازبسکہ وہ سب پردہ دنیا کی رہنے والیان تھی جہان جہان کا پتہ بتایا دیو ایک ہی دن مین سبکو پہونچا آیا بعد الفراغ امیر بھی روانہ ہوے دیو کو نامہ بنام ملکہ آسمان پری لکھدیا بعد خیریت کے لکھا کہ اس دیو کو جاگیر عنایت کرنا غرضکہ دیو تو اُدھر گیا اور امیر نے اُس باغ مین جو جو اشیا جواہر کے تھے مال کافر سمجھ کے لیلیے اور تصویر لقا بھی لیکر روانہ ہوے جیسے ہی سرحد باغ سے نکلکر دشت مین پہونچے دیکھا کہ ایک لشکر چلا آتا ہی آگے لشکر کے بعہدہ افسری ایک کوہی دراز قد زبردست شکار کھیلتا آتا ہی باز دار قراول ہمیلیے ساتھ ہین امیر سامنے ڈٹکر کھڑے ہوے اور اس کوہی نے جو تصویر لقا کی ٹکڑے ٹکڑے کی ہوئی ہاتھ مین دیکھی پکارا کہ اے اجل دوست تونے یہ کیا کیا کہ میرے پیارے خداوند کو ٹکڑے کرڈالا یہ کہکر فوج کو محاصرہ کا حکم دیا پھر تو

نظم

ہوے تیار مردان دلاور — بشکل ابر تر امڈا وہ لشکر
صدا دینے لگے کڑکیت ہر سو — بہادر جم گئے پہلو بپہلو
صفین تیار سر تیغون کے عریان — اجل حاضر مگر سر در گریبان
صدا دی کوس جنگی نے جو یکبار — ہوے سردار لشکر سب خبردار

امیر نے بھی تیغ تیز نیام انتقام سے کھینچی اور نعرہ بلند کیا یہ سردار لشکر حسام کوہی مالک اس سرزمین کا ہی اور اسکو اپنی سپہ گری پر بڑا غرہ ہی جب اُسنے نام امیر سنا معلوم کیا کہ حمزہ یہی ہی پس جسم اپنا تنومند امیر سے بڑھکر اور خیال کرکے کہ یہان اکیلے ہین کیا کرلینگے معلوم ہوتا ہی یہ سردار اور عیارہ و حلے بھروسے پر لڑتے ہین تو انکو زندہ گرفتار کرلے یہ سوچکر فوج کے افسرون سے کہا تم ٹھیرے رہو حملہ نکرو مین گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر گھوڑے سے کود کر سامنے آیا اور امیر سے کہا آپ پیدل ہین اور اکیلے ہین پس مین بھی اکیلا اور پیدل ہی لڑونگا آپنے فرمایا جسطرح تیرا جی چاہے لاسنے و حربے تو موقوف رکھے مگر آمادہ بکشتی ہوا اور تھاڑھ بدلکر مقابل آیا ہاتھ سے ہاتھ ملایا کشتی بصد درشتی شروع ہوئی امیر نے بعد دو چار زور اُسکے روکنے کے کمربند مین ہاتھ دیکر لنگر اکھیڑا اور سر سے بلند کیا اسکو بڑی حیرت ہوئی کہ بہت جلد مجھ ایسے پہلوان کو اسنے اٹھالیا غرضکہ بہت نادم ہوکر پکارا کہ ای شہریارا مان دیجیے آپنے فرمایا بشرط

ایمان لانے کے امان ملیگی اس نے اقرار کیا آپنے زمین پر رکھدیا اور کلمہ بتایا وہ کلمہ پڑھکر دلمین کینہ رکھکر طوطے کیطرح اقرار اسلام بظاہر کر کے مسلمان ہوا اور سب افسران لشکر کو بلاکر قدم اقدس صاحبقرانی پر گرادیا پھر ہوادار پر سوار کر کے بجاہ وحشم تمام اپنے قلعہ مین لیچلا یہانتک کہ بعد قطع مسافت راہ دامن کوہ مین ایک قلعہ فلک فرسا بنا دیکھا سامان حرب سے آراستہ دیکھا بر سبیل اختصار یہ کہ در قلعہ وا ہوا امیر داخل قلعہ ہوئے شہر آباد رعیت دلشاد پائی راستے پختہ سڑکین ہموار دکانین سجین عمدہ بازار

نظم

زمین شفاف رستہ جابجا صاف ۔ نگاہون کو میسر لطف اطراف
دکانین وا ہوئین اسباب نکلے ۔ کھلے ڈبے دُرِ نایاب نکلے
زمرد لعل نیلم عمدہ الماس ۔ گرہ سے کھل کے آتے جوہری پاس
خریدار آتے ہر جانب سے مشتاق ۔ تماشہ گاہ تھا داماں آفاق

امیر سیر دیکھتے ہمراہ اُسکے دار الامارۃ شاہی مین تشریف لائے اُسنے عرض کیا کہ تخت میرا حاضر ہے بیٹھیے امیر نے فرمایا تخت نشینی کی ہوس سے بری ہون خدا میرے تاجدار بادشاہ اسلام کو سلامت رکھے تم تخت پر بیٹھو خراج مین چند جنس ہاے زرین خدمت شاہ مین بھیجدینا یہ کہکر آپ دنگل پر بیٹھے اور سب سرداران کوہی کرسی کرسی بپایہ بپایہ جاگزین ہوے حسام لسان جاکر بتر خدمتگذاری مین حاضر تھا ارباب نشاط کو طلب کیا طعام عمدہ کی تیاری کی یہ خاطر داری کی کہ

نظم

وہ خوشبوئین کہ جی لوٹے بشر کا ۔ رہے باقی نہ مطلق ہوش سر کا
طعام عمدہ کی تیاریان کین ۔ دکھایا ناچ دل کو راحتین دین
صدا طبلون کی پہونچی آسمان تک ۔ غزل ٹھمری کی لفظ آئی زبان تک
پھر اتنے مین وے آیا بادۂ و جام ۔ پکارے ساقیان سیم اندام
کہ آ پیارے ملا یہ جام لب سے ۔ ذرا مہمان کو ٹھنڈھا کر غضب سے

جب سامنے امیر کے جام آیا آپنے فرمایا کہ مین شراب نہین پیتا ہون ہان اگر مار اللحم ہوتا تو تم سب کا آسے پیکر ہم شریک ہوتا حسام نے یہ کلمہ سنکر اسیوقت مار اللحم تیار کرایا اور اسمین بیہوشی ملاکر سامنے لایا امیر صاف دل ہین وہ کلمہ پڑھ چکا تھا حکم شرع ظاہر پر ہے پس بے وسواس مار اللحم نوش فرمانے لگے جب دو چار پیالے پیے کنپٹیان ٹپکنے لگین سمجھے کہ اسنے دغا کی چاہا کہ اٹھکر پو الٹکھاؤن اور تدبیر دفع بیہوشی کرون لیکن جیسے ہی اُٹھے بیہوش ہوکر گرے اُسنے تمام افسرون سے کہا کہ اسوقت مین نے بمصلحت اسلام اختیار کیا تھا سپاہ گری کے چھتیس فن مین دشمن پر قابو پانے سے مطلب ہے تم بھی دین لقا پرستی نہ ترک کرو سردار اُسکے بعض خوش ہوے اور بعض ناخوش ہوے کہ دغا کرنا اچھا نہین جو کیا وہ کیا لیکن ناخوشی اُنکی کچھ کام نہ آئی خاموش ہو رہے اور حسام نے آہنگر بلاکر قید سخت مین مبتلا کرکے امیر کو زندان مین بھیجا پھر لشکر کو اپنے تیار کرایا چالیس ہزار کوہی دیو صورت مسلح و مکمل تھا اُسنے قلعہ ایک اپنے عزیز کے

سپرد کرکے آپ گرگردن ست پر سوار ہوکر اور امیر کو عرادہ پر بٹھا کر بچشم و خدم جانب قلعہ عقیق کوہ برائے استعانت خداوند قلعہ سے کوچ کیا کہ بموجب نظم

نشست از بتازی اسپ سمند — ہمین تاخت ترسان ز بیم گزند
پس پشت او سی ہزار از یلان — سواران جنگی دستگی دلان
ہمہ بر گرفتند یکسر خروش — زمین پُر خروش و ہوا پر ز جوش
غریوان وجوشان چو شیر ژیان — کمانے بباز و کمر بر میان
ہمی رفت در دشت چون پیل مست — یکے گرزہ گاو پیکر بدست

جب قلعہ سے دو منزل پر جاکر مقام کیا ہنوز لشکر آسودہ نہوا تھا کہ صحرا کیطرف سے گرد اڑی اور ایک لشکر کوہ پیکر ساٹھ ہزار سوار سے پیدا ہوا استے ہلکارے بہر خبر روانہ کیے معلوم ہوا کہ سرمہ کوہی پہلوان دوران رستم سرزمین کوہستان بہر مدد خداوند جاتے ہین یہ خبر سنکر اسنے چند سردار اپنے ساتھ لیے اور استقبال جاکر کیا سرمہ کوہی بھی گینڈے پر سے اترا دونون بغلگیر ہوے دونون لشکر ایک مقام پر اترے اور دونون بادشاہ ایک ہی بارگاہ مین آکر آرام پذیر ہوے جام گلگون کا دور ہوا مزاج کا عالم ہی اور ہوا حالت نشہ مین حسام نے کہا کہ اب مجھسے بڑھکر کون ہوگا مین نے حمزہ کو گرفتار کیا ہی سرمہ کوہی کو اسکی لاف زنی بُری معلوم ہوئی لیکن مرد شجاع ہی اور صاحب ظرف ہی تحمل کر گیا کہا بھائی تم ایسے ہی بہادر ہو حسام نے کہا تمھین کچھ شک بھی ہی اگر شک ہو تو مین حمزہ کو بلاکر دکھاؤن اُسنے کہا شک کیا ہی لیکن مجھے بیشک حمزہ کے دیکھنے کا اشتیاق ہی اچھا کل وقت کوچ سامنے بلانا یہ کہکر مصروف راحت ہوا جسوقت شاہ کوہ خاور کوہستان سے نکلکر عازم سفر منازل افلاک ہوا کہ بیت نمود صبح نے جلوے دکھاے + نگاہون نے نئے سامان پائے + صبح کو دونون بادشاہ اٹھے جام صبوحی پیے ارادہ سفر کیا ہنوز طبل سفر کے بجنے کا حکم نہ دیا تھا کہ سرمہ نے کہا بھائی صاحب حمزہ کو سامنے بلوائیے حسام نے زندان بان کو حکم دیا کہ قیدی کو سامنے لاؤ بمجرد حکم بہت سوار با شمشیر برہنہ ہمراہ گرد حفاظت کنان سردار عالیشان بیچ مین مسلسل با قید گران سامنے آئے اور بدستور اہل اسلام پکارے کہ سلام ہی اُسپر اس انجمن مین جو اللہ پاک کو واحد اور اُسکے پیغمبر کے دین مبین کو سچا جانتا ہو سرمہ نے یہ نہیب سنکر کہا کیون حمزہ رسی جلگئی مگر رسی کا بل نہین جلا مجھ ایسے پہلوان کا ذرا ادب نہ کیا نہ تسلیم نہ آداب یہ نعرہ مارا نام خدا ے نادیدہ تیرے بدیہ ولیا امیر نے ارشاد فرمایا کہ مین نامرد کا رعب نہین مانتا بلکہ انکو بڑے بھی کمتر جانتا ہون اسنے یہ کلام سنکر کہا کیون مجھکو کیا نامرد اگلی میرے بھائی نے تمھین زیر کیا امیر نے فرمایا کہ مردانگی کا حال اسکی اُسکے سردار اور وہ خود جانتا ہی اُسی سے پوچھئے اُسنے حسام کیطرف دیکھا اور سردار دنسے حال پوچھا انھون نے سب کیفیت گذشتہ بیان کی اُسنے حسام سے کہا کہ اسی منھ پر کل یہ لاف زنی تھی تونے اوبچھا نام سپاہ کو ہی کا بحر نامردی مین ڈبو دیا آبرو کھودی یہ کہکر گویا ہوا کہ امیر اگر کوئی آپکو مردی سے زیر کریگا تو اطاعت کیجیے گا امیر نے فرمایا کہ زندگی بھر اسکی

اطاعت کرونگا یہ سنکر وہ اٹھا کہ قید جسم امیر پر سے دور کرا دے امیر نے کہا کہ اگر وقت رہائی قریب آیا ہی تو کچھ تیری ضرورت نہین ہی یہ کہکر خانہ زورمین آکر چرخ مارا اور پکڑ کر ہتکڑی بیڑی بسان تار عنکبوت توڑ کر پھینکی ہر سمت سے احسنت کی صدا بلند ہوئی حسام نے کہا اے سرمہ تم نے اچھا نہ کیا جو اس آفت کو رہا کیا اب بھی از روے بلوہ کے اسکو گرفتار کرو اُسنے کہا تو جھک مارتا ہی مجھے بھی تو تونے اپنی طرح بود امقرر کیا ہی ادبعزت خبردار مجھسے ایسا کلام نکرنا یہ کہکر حکم دیا کہ دو مرکب حاضر ہون اور امیر کے اسلحہ حاضر ہون پھر آپ ہی کہا کہ اچھا اکھاڑہ درست ہو مین زور آزمائی کرونگا بنا بر حکم ملازم عمل مین لائے اکھاڑہ درست ہوا وہ لنگوٹ کھینچکر اکھاڑے مین کود ا خم بجایا امیر بھی کود ے اور باہم سرگرم تلاش ہوے ٹکر چلنے لگی داؤن پیچ توڑ جوڑ ہونے لگے اُس کشتی مین حسام نے یہ چالاکی کی کہ کچھ فوج تیار کر کے اور افسران چند سے مشورہ کیا کہ یہ فوج لے کر تم آگے بڑھجاؤ مین بھی آتا ہون نصف لشکر سے زیادہ افسر لیکر کوچ کر گئے یہ سیر کشتی دیکھا کیا اور ریلا پیلی کشمکش کے سوا ے اسکے امیر کو عجلت منظور تھی دو پہر تک لڑکر صاحبقرانی زور اسپر کیا وہ زور بغیر تائید ربانی نہین حریف تاب اُسکی نہ لاسکا آپنے اٹھا کر دیمارا کہ چارون شانے چت گرا دوڑ کر آپ سینہ پر سوار ہوے اور فرمایا کہ حالا ور شناخت پروردگار عالم چہ میگوئی اُسنے عرض کیا کہ تازندہ ام بندہ ام امیر سینے پر سے اترے اُسنے اٹھکر سر قدم پر رکھا آپنے گلے سے لگایا اور کلمہ بتایا سرمہ کوہی کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اس ہنگامہ مین کہ امیر اُسکے سینہ پر سوار تھے حسام گھوڑا اڑا الگ نکلگیا فوج جو آگے بھیج چکا تھا اُسمین شامل ہوکر جانب عقیق کوہ چلا سرمہ کوہی نے تمام فوج کو مسلمان کیا اور باقیماندہ حسام کا لشکر بھی شریک ہوا ایک دن آسودہ ہوکر انھون نے بھی کوچ کیا امیر بافوج کثیر بصد جاہ وجلال روانہ ہوے لیکن انسے پہلے حسام قریب قلعہ عقیق پہونچا لقا نے کوہی بہر استقبال بھیجے کہ وہ آکر لیگئے لشکر اسکا بیرون قلعہ اترا وہ خود قلعہ مین گیا خداوند کو سجدہ کیا خلعت ملا ذنگل پر بیٹھا اور حال کہا کہ مین اسطرح حمزہ کو لایا تھا لیکن یہ افتاد ہوئی اور رہا ہو گیا یہ تو بیان حال کرتا تھا اور اسکے قبل خبر پہونچ چکی تھی کہ منصور زاغ چشم باغ مین رنڈی پاس تھے رنڈی رہگئی وہ غائب ہو گئے لقا سے سب نے پوچھا تھا کہ خداوند تبلائین اسکو کون لیگیا ہی لقا نے کہا کہ خداوند جانتے ہین لیکن تبلائینگے نہین ہمارا بنجہ قدرت اسکو ہماری بہشت مین چھوڑ آیا ہی اس کلام سے ہر ایک مشوش تھا کہ اول حسام آکر پہونچا دوبارہ خبر آئی کہ گلگون عیار بادشاہ قلعہ گلگونیہ کوہ آیا ہی خداوند نے اسکا بھی استقبال کرایا لشکر اُسکا بھی بیرون قلعہ اترا وہ خود سامنے خداوند کے آیا نذر دی سجدہ کیا خلعت عنایت ہوا بیٹھا اسمین خداوند نے حکم دیا کہ آخر بہر مقابلہ لشکر اسلام یہ سب بندے میرے آئے ہین پس بیرون قلعہ چلنا پڑیگا مناسب ہے کہ ابھی چلنا چاہیے یہ حکم سنکر خیمہ دخرگاہ و بارگاہ جمشید خداوندی سب سامان میدان مین فراہم ہوا جب بارگاہ نصب ہو چکی خداوند مع لشکر کوہیان قلعہ سے نکلکر داخل بارگاہ ہوا یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی وہان چالاک ابوالفتح آچکے تھے انھون نے بھی صلاح کی کہ حسب وعدہ ہمکو بھی چلنا لازم ہی دیکھین وہان کیا دل لگی ہوتی ہی یہ صلاح کر کے دو دو سو عیار دونون نے اپنے ساتھ لیے

اور آپ اسی صورت پر مکار و غدار کی بنکر عیار و نکی شکلین بدلوادین ایک خیمہ بھی اپنے ہمراہ لیا پہلے لشکر سے نکلکر صحرا مین آئے پھر وہان سے لشکر لقا مین پہونچے اسنے خبر سنکر لوگ بہر استقبال بھیجے انکا لشکر بھی قریب افواج کوہیان اترا یہ دونون سامنے خداوند کے گئے بنا بر دستور کے نذر دی تسلیم کی سجدہ نہ کیا لقا سمجھا کہ یہ کوئی اور دین رکھتے ہین یونے دوسرے خداؤن کو نہین مانتے ہین یہ سمجھکر بحیرت تمام انکی طرف دیکھنے لگا یہ اسکی نگاہ پہچان گئے کہ سجدہ کیلیے ناراض ہی بس اپنی جگہ سے اٹھکر سامنے آئے اور دست بستہ عرض کیا کہ یا خداوند ہم نرے سپاہی و عیار ہی نہین ہین بلکہ آپکے دین کے عالم ہین وہ کتابین جو آپنے معرفت اپنے پیغمبرونکے ہم بندون پاس بھیجین وہ سب ہمین یاد ہین چنانچہ ہر جگہ اس کتاب مین آپنے فرمایا ہی کہ جو کام مسلمان کرتے ہین وہ میرے بندے ہرگز نکرین مسلمان غسل کرکے اور وضو کرکے اپنے خدا کو یاد کرتے ہین میرے بندے بحالت نجاست مجکو یاد کرین جب نجس العین ہونگے اور سجدہ کرینگے تو مین قبول کرونگا پس ہم سفر مین تھے نوبت بالفعل یہ نہین پہونچی اسوقت تک پاک ہین اسلیے سجدہ نہین کیا لقا نے کہا اے بندگان قدرت یہ راز دقیق اب اور زیادہ بیان نکرو واقعی تم میرے دین کے بہت بڑے عالم ہو غرضکہ یہ باتین زبان خداوند سے سنکر سب اہل دربار اٹھے اور مکار و غدار کے دست و پا کو بوسہ دیا کہ آپ ہمارے رہنما ہین خداوند نے بھی حکم دیا کہ جسکو سوال دین لقا پرستی تحقیق کرنا ہوں وہ انکے پاس جاکر پوچھا کرے سب تو معتقد ہوے لیکن بختیارک گھبرایا کہ یہ معلوم ہوتا ہی کوئی عیاران اہل اسلام سے ہین ہجو ملیح ہمارے دین کی کرتے ہین چاہتا تھا کہ کچھ کہے مگر گلگون نے یہ ذکر چھیڑ دیا کہ خداوند مین حمزہ کو قید کرلایا ہون اُسے قتل کیجیے حکم ہوا کہ منگالو وہ اُٹھے اور صندوق اٹھواکر لائے بیڑا اوکیا منصور کو نکالا بختیارک نے دیکھا کہا یہ حمزہ نہین ہی اتنے بڑے اعضا کہان گلگون نے کہا واہ مین اصلی حمزہ کو بڑی مشکل سے محل کے اندر سے چرا لایا ہون بختیارک نے کہا اصلی اور نقلی کیسا اُسنے جواب دیا کہ عیار حمزہ روز بنا کر سلایا کرتے ہین اور اصلی کو چھپا دیتے ہین یہ کہکر سب ماجرا جو کچھ چالاک نے بتلا دیا تھا بیان کیا بختیارک خوب ہنسا اور کہا کسی مرشد نے خوب پٹی پڑھائی واقعی تم اصلی حمزہ کو لائے ہو یہ کہکر ناچنے لگا عیار بہت نادم ہوکر بغضب بولا کہ او شیطان تجھے سوائے مسخراپن کرنیکے اور کچھ نہین آتا ہی شیطان نے کہا مجھے تو کیا آتا ہی لیکن تمھین کسی نے ضرور مسخر اپنا بنا کے راہ مین کوئی ملا تھا اسنے سب حکایت گذشتہ اپنا طرار بنکر حمزہ کو لانا راہ مین دو عیارونکا ملنا بیان کرکے مکار کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ملے تھے اور بختیارک نے کہا ہم تو پہلے ہی سمجھ چکے تھے کہ یہ مرشد کامل ہین یہ سنتا تھا کہ چالاک و ابو الفتح سنبھل کر کھڑے ہوے اور بختیارک نے بخوبی انکو پہچان کر سلام کیا اس اثنا مین منصور کو ہوا لگنے لگی ہوش آگیا پکارا کہ یا خداوند میری کیا خطا ہی جو گرفتار کیا ہی مَین منصور کوہی اُسکا نعرہ سنکر حسام نے کہا حمزہ تو مجھے ملا تھا اور بتخانہ تباہ کرکے قید ہوا پھر سرمہ کوہی نے چھڑا دیا جب اُسنے سب کیفیت بیان کی لقا نے گلگون کیطرف دیکھا اسکو یقین ہوا کہ مین نے دھوکا کھایا بغضب تمام نیمچہ پکڑکر چالاک پر دوڑا ابو الفتح نے پشت پر سے نعرہ کرکے ایک دھول ماری اُدھر چالاک نے نعرہ کیا اور اسکا نیمچہ خالی صفحے خو

پچھلے پاؤن اڑ گیا اتفاق سے اس پتھر پہ پاؤن اسکے پڑے جو درِ بارگاہ پر آستانہ بناتے ہین یہ دستور ہے کہ بادشاہون کی
بارگاہ کے در پر سنگ نہایت چکنا اور صاف لگایا جاتا ہے اور بعض ملازم بارگاہ اُسی پتھر کو بوسہ دیتے ہین چنانچہ اس سنگ
پر جو پاؤن پڑے پھسل کر گرا عیاران گلگون ہزار ہا ٹوٹ پڑے صد ہا کمندین پڑ گئین چالاک نے ہر چند چاہا کہ
لوٹ مار کر اور حلقہ ہائے کمند کو کاٹکر نکلجاؤن ممکن نہوا آخر پکڑ لیا گیا مگر ابو الفتح اس ہنگامہ مین جست کرکے نکل گیا اور
غلغلہ جو ہوا انکے ساتھ جو چار سو عیار آئے تھے وہ بھی کوئی کدھر سے کوئی کسیطرف سے سب نکلگئے بارگاہ مین منصور کے
ہاتھ پاؤن منھ دھلایا صورت نکل آئی گلگون بہت محجوب ہوا اور چالاک کو قتل کرنا چاہا اسوقت بختیارک سوچا
کہ اگر تیرے سامنے بیٹا عمرو کا مارا گیا تو عیار تجکو زندہ نہ چھوڑینگے مجھے لازم ہے کہ یہانسے ٹلجاؤ یہ سمجھکر اس عیار سے
کہا کہ ٹھہر جاؤ یہانسے مین جالون تو قتل کرنا وہ تامل پذیر ہوا اور یہ بارگاہ سے نکلکر اپنے خچرے پر سوار ہوکے جانب خیمۂ
سکونت خود چلا اور ادھر جو سب عیار بھاگ کر علیحدہ ہوئے انمین سے قاسم تنگ فی اعادی کہ قوم عاد سے ہے اور
عمرمعدی کرب جو دیو سے بھی زیادہ قد و قامت رکھتے ہین انکا عیار ہے اور یہی ایسا عیار ہے جو ایسے جسیم پہلوان
قوم عاد کا پشتارہ اٹھاتا ہے اس عیار کو ابو الفتح نے حکم دیا کہ جلد دیو کی صورت بنے اور آپ بہت مشابہ ہے عمرو کیصورت
سے کسلیے کہ بھانجا انکا ہے پس آپ صورت بعینہ خواجہ عمرو کی ایسی بنا ادھر قاسم عیار دیو بنکر تیار ہوا سر پر سینگ
لگائے پر لگائے دم لگائی چہرۂ مہیب منھ پر چڑھایا ایک ہونٹھ تا بچشم پہونچا ہوا دوسرا سینہ تک لٹکا ہوا زنجیر آہنی کمر سے
لپیٹی جب یہ شکل بنچکا دو پر اپنے شانو پر لگاکر ابو الفتح کو کاندھے پر سوار کیا اور اس سمت سے کہ جدھر سے
خیمہ بختیارک قریب تر ہو صحرا مین جاکر جست دس دس گز کی کرتا ہوا جیسے کوئی اڑتا ہے خیمہ شیطان مین آکر
گرا وہ خیمہ مین آچکا تھا خواجہ کو گردن دیو پر سوار دیکھکر کھڑا ہوگیا اور بہت جلد صندوقچہ ہائے چند جو اور زر و
جواہر کے دھرے تھے اٹھاکر نذر پکڑے عرض رسا ہوا کہ زہے سعادت میرے کہ قدوم سعادت لزوم کی زیارت
نصیب ہوئی آنکھین دیدار کو ترستی تھین آج کدھر سجدۂ شکر کرون جو میری آرزو تھی وہ پوری ہوئی عمرو نقلی خنجر پکڑ کر
کودا اور اسپر چلا وہ جلدی سے لیٹ گیا آنکھین بند کرلین کلمہ پڑھنے لگا گڑگڑا کر یہی کہتا تھا کہ کوئی صورت بھی میرے
بچنے کی ہے خواجہ نقلی نے کہا حرامزادے بیٹا ہمارا مارا جائے اور تو زندہ بچے اسنے عرض کیا کہ آپ کیا فرماتے ہین بھلا
میری زندگی مین کوئی انھین مار سکتا ہے خواجہ نقلی نے کہا کیا کہون اگر حکم حمزہ دیو سے کام رزم کا لینے کیلیے یہ نہوتا تو اس
عیار کو دیو سے کھلوا لیتا خیریت اسمین ہے کہ جلد میرے فرزند کو رہا کرادے بختیارک جلدی اٹھا اور پکارتا چلا
کہ خبردار نہ مارنا زنہار نہ مارنا لشکریون نے بیٹا بانہ پکارنا سنکر بقاسے اطلاع کی گلگون تلوار لگایا ہی چاہتا تھا کہ
یہ خبر سنکر رکا ادھر شیطان جو جانب بارگاہ چلا خواجہ نقلی بھی ساتھ ہوئے راہ مین اسنے پوچھا کہ کیون کیا طلسم
فتح ہوگیا جو آپ تشریف لائے خواجہ نقلی نے جواب دیا کہ مین ہمیشہ دو مہینہ وہان رہتا ہون اور دو دن کے لیے خبر
لینے لشکر اسلام کی آتا ہون دیوان طلسم قبضہ مین آگئے ہین وہ لیجایا اور لے آیا کرتے ہین اگر تمکو شک ہو تو دیو کے حوالہ
کرون شیطان کی روح نکلگئی کہا مین نے جھک مارا جو حال پوچھا یہ کہتا ہوا بارگاہ مین بد حواس آیا کہا خبردار مارنا نہین

وہ آگئے لقا نے کہا اے بیہودہ کیا بکتا آتا ہی ابھی تو کہگیا تھا کہ قتل کرتا ابھی یہ بکتا ہی کون آگئے اسنے کہا ان یا تو تلکو جانید وجان ہی تو جہان ہی قید کاٹ دو گلگون نے کہا مین تو نہ مانونگا یہ کہکر قتل کرنے بڑھا ہجتیا رک دوڑ کر جالاک پر گرا کہ ہاے میرا بھائی مین اپنی جان دونگا مجھے کون قتل کرتا ہی گلگون اس ماجرے سے ناچار ہوا اور چالاک کو چھوڑ دیا جب وہ چھوٹا ابو الفتح جو ساتھ آیا تھا اسنے نعرہ کیا گلگون بھر تیغ پکڑکے دوڑا مگر اب انکو کب پاتا ہی دونون جست کرکے نکلگئے گلگون نے کہا ملک جی تمنے انکو ہاتھ سے کھویا اسنے کہا خیر گذری ورنہ بڑی آفت تھی مین تو سمجھا تھا کہ وہ آگئے مگر نہین وہ نہ تھے اُسنے پوچھا کہ یہ دہ آگئے تم کسکو کہتے ہو اسنے جواب دیا کہ بس بات کو یہین تک رکھو زیادہ تر پوچھو نہین اور آفت آئیگی اور گلگون نے کہا خیر معلوم ہوا کہ عیار یہان بلاے روزگار ہین مگر مین سبکو باندھ لاؤنگا اب تم میرے مقدمہ مین دخل نہ دینا یہ کہکر مصروف عشرت ہوا اُدھر ملازمان بادشاہ اسلام جو ملکہ بہار کو لینے چلے تھے وہان آئے کہ جہان باغ سحر لگا تھا اب جو دیکھا کہ اس باغ اور ملکہ مذکور کا بھی پتہ نہین مایوس ہوکر پھر گئے بادشاہ سے جاکر عرض کیا کہ اب وہان باغ نہین اور نہ وہ ساحرہ ہی بادشاہ خاموش ہو رہے لیکن بہار باغ سحر لگا کر بعد فراغت رہائی سرداران سحر اپنا مٹا کر جانب کوہ عقیق گئی اسلیے کہ کوئی عیار یا سردار لشکر اسلام ادھر سے نکلے تو اپنا آنا کہلا بھیجوں بادشاہ اسلامیان نکلین تو دیکھ لون دل سینہ مین طپان لب پر جوش عشق سے فغان آنکھین چار سمت نگران دیدار محبوب کی جویان سر کوہ پر فرہاد وار کھڑی ہوئی اور تلاش شیرین دہن کرنے لگی قضاے کار ایک ساحر گوہر جادو نام کہ اس حوالی مین طلسم سے آکر رہا تھا اسطرف آنکلا اور اُسنے اس ملکہ بادیہ غریق بحر محبت کو حیران استادہ پایا ازبسکہ وہ رہنے والا طلسم کا تھا ملکہ کو بخوبی پہچانتا تھا شناخت کرکے قریب آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ حضور کہان اکیلی کھڑی ہین ملکہ کو اس سے کیا خوف تھا ایسے ویسے ساحر کی حقیقت یہ نہ جانتی تھی اسکے پوچھنے سے گویا ہوئی کہ مین شریک اہل اسلام ہوگئی ہون یہان بہر ملازمت شاہ اسلام آئی ہون تو بتا کہ کون ہی اُسنے اپنا نام بتایا اور کہا مین رہنے والا طلسم کا ہون اسطرف آیا تھا اب وہ ہوا بہائی اچھی معلوم دی یہین سکونت اختیار کی اور یہ طلسم کی حفاظت بھی کرتا ہون اور شاہ طلسم سے تنخواہ پاتا ہون مکان میرا قریب ہی ملکہ نے فرمایا کہ اب تجھکو لازم ہی کہ اطاعت اہل اسلام کر جو تنخواہ وہانسے ملتی ہی اس سے دونی تجھکو ہماری سرکار سے ملیگی یہ کلام ہدایت نظام سنکر وہ اپنے دل مین سوچا کہ یہ ساحرہ زبردست ہی اگر انکار کرتا ہون مار ڈالیگی لازم ہی کہ اسکو مکر سے گرفتار کرون یہ تجویز کرکے عرض رسا ہوا کہ فرمانا آپکا قبول کرنا میری سعادت کونین ہی مگر اس شرط سے کہ آپ غریب خانہ پر تشریف لیچلین اور نان خشک نوش فرمائین عزت افزائی غلام کی ہو تو ارشاد والا کی تعمیل بسر و چشم کرون یہ سنکر بہار سوچی کہ یہ ساحر مطیع اسلام ہوتا ہی کیا نقصان ہی جو ساتھ اسکے چلی جاؤ یہ سوچکر ہنسی اور کہا اے بھائی جو تیری خوشی ہی تو چل مین چلتی ہون وہ ساحر بہت خوش ہوا اور ملکہ کو لیکر درہ کوہ سے گذرا ایک صحرا مین لایا جسمین ایک عمارت عالیشان اور باغ دلستان بنا تھا ملکہ باغ کے داخل ہوئی وہ گلزار سراپا بہار تھا رشک صد لالہ زار تھا دنیا کے رنگ و بوٹے برنگ نگار خانہ مانی لاثانی لکھے تھے صنعت جادو کی

فوارے چھوٹتے تھے بارہ دری مین فرش تکلف پر مسند بچھی تھی صفا مین چادر ماہ کو شرماتی تھی ملکہ کو وہان لاکر بٹھایا چند ملازم جو حاضر تھے
اُنسے اشارہ کیا وہ کشتیان شراب ناب کی لائے اُسنے جام بھر کر سامنے ملکہ کے رکھا ملکہ نے فرمایا کہ اب تم ایفاے وعدہ کرو یعنی اطاعت
اسلام کا دم بھرو تو مین شراب پیون اسنے براہ مکاری قسمین بہت سی کھائین اور مطیع اسلام ہوا ملکہ نے بیاد بادشاہ اسلام جام
مے بیک جرعہ در کشید کیا اسنے دو ایک جام تو سادے دیے پھر بیہوشی ملا کر جام دیا اس مست مے الفت نے کچھ تکرار نہ کی
پی گئی نشہ بیہوشی کا دفور ہوا تکیہ پر سر رکھکر بیہوش ہوگئی اسکے حسن وجمال پر مفتون تھا قاصد ہوا کہ حالت بیہوشی مین شیشہ عصمت
سنگ ظلم سے توڑے بیحیائی سے منھ نہ موڑے لیکن حق تعالی جسکو بچاے اسکو کون بے آبرو کر سکے اس مفسد کو خیال آیا کہ یہ
معشوقہ شاہ طلسم ہے مبادا اسکے پاس جاکر وصل اسکا منظور کرے اور میرا حال کہے تو جان بچنا مشکل ہے اور علاوہ اسکے یہ خود
زبردست صاحب ملک و لشکر ہے نہین معلوم بعد کو کیا حال کرے بس لازم ہے کہ اسکو بادشاہ طلسم کے پاس لیچلون اور اس سے
مانگ لون پھر خیال کیا کہ شاہ طلسم اسکا عاشق ہے وہ مجھے نہ دیگا اور وہ بھی اسکے بحر محبت کا شناور ہے سنا ہے کل سخت صعب بہت پڑینگے
لشکریان اسلام چھین لینگے اس سے مناسب ہے کہ خداوند پاس لیجاؤن وہ قریب بھی ہین اور نے بھی دینگے اور رانکے دیتے سے
بادشاہ طلسم بھی کچھ نہ کرسکیگا یہ سمجھکر ملکہ کو سحر مین خوب سا مسحور کرکے کاندھے پر لادکر بزور سحر اڑا اور ایک ہی سناٹے مین قریب قلعہ
عقیق پہونچا یہان بارگاہ سے عیار بھاگ کر گئے ہین انھین کا ذکر ہو رہا تھا کہ علامت سحر پیدا ہوئی اور یہ آکر بارگاہ مین پہنچا
سب نے دیکھا کہ ایک ساحر بہار کو لاے لاتا ہے غرضکہ اُسنے ملکہ کو سامنے ڈالدیا اور خداوند کو سجدہ کیا پھر دست ادب باندھکر
تمام کیفیت معرض بیان مین لایا لقا نے کہا اے بندہ قدرت تو نے بڑا کام کیا ہے جو اسکو گرفتار کر لایا اسنے عرض کیا کہ امیدوار ہون
یہ مجھی کو مرحمت ہو لقا چاہتا تھا کہ کہے ہمنے تجھے دیا لیکن بختیارک بولا کہ یا خداوند یہ وہی باغیہ ہے جسنے باغ سحر لگایا تھا جلد
اُسکو بحالت بیہوشی قتل فرمایئے اور اس ساحر کو کوئی حور جنت نہ دیجیے گا لقا نے اس ساحر سے کہا یہ بندی واجب القتل ہے ہم
تجھکو حور جنت دیتے ہین اسکو قتل ہوجانے دے ساحر چپ ہو رہا اور اسنے حکم قتل دیا جلاد طلب ہوا لشکر مین غلغلہ ہوا کہ
بہار پھر قید ہوئی ہے قتل ہوتی ہے عیار جو بھاگ کر گئے تھے بشکل مبدل لشکر مین پھر رہے تھے انھون نے بھی سنا اور چالاک بہت جلد صورت
جلاد بنا چہرہ سیاہ کیا مہیب صورت ہوکر کردھنا باندھکر چوڑہ تیغہ بارہ دار ہاتھ مین لیا بارہ ناک کان کٹے ہوے کا گلے مین
پہنا اور رومال تیغہ کا خون پوچھنے کا کاندھے سے لٹکایا کہ آہن سے خون تازہ کی بھبک پیدا تھی غرض اس صورت سے بارگاہ
مین آیا وہان جلاد تو طلب ہو رہا تھا ہی اُسنے آتے ہی تسلیم کیا کہ اس شخص کا باپ جلاد دادا جلاد سات پشت سے گردن کاٹی روٹی
کھاتا ہے کون گنہگار ہے جلد بتلایئے کہ ایک ہی ہاتھ مین رشتہ جان جدا کردون بختیارک نے کہا یہ زن ساحرہ جو غافل پڑی
ہے مارا پیر ایک ہاتھ کہ سر جدا ہوجاے جلاد نے کہا ہوشیار کر دیجیے کہ اسکی خواہش ہو تو پوچھ لون اُسنے کہا کہ ضرورت ہوشیار
کرنیکی نہین ہے جلد قتل کر جلاد نے کہا بہتر ہے اور گوہر سے کہا آپ ساحر ہین ذرا میرے پاس آکر انتظام کیجیے کہ کوئی عیار دستلا
اگر مجھکو ضرر نہ پہونچاے وہ اس کلمے سے اُسکے پاس آیا اور سحر پڑھکر حصار کرنیکا جلاد با تیغہ برہنہ تو پاس کھڑا ہی تھا جو
کہ دیکھیے خداوند کچھ اشارے سے فرماتے ہین گوہر لقا کیطرف دیکھنے لگا جلاد نے اس زور سے تیغہ بیاض گردن پر مارا کہ سر قلم
ہوکر تخت خداوند کے پاس جاگرا اور غلغلہ اسکے مرنیکا برپا ہوا آندھی آگئی تاریکی ہوئی جلاد یعنی چالاک نے اسی ہنگامہ مین کمیتا

بہار کی جلدی سے دوا دفع بیہوشی کی بھری تھی اسکو چھینک آئی اور ہوشیار ہوگئی پوچھا کہ کیا ماجرا ہے اُسنے کہا یہان سے نکل چلو تو بیان کرون
یہ کہہ رہا تھا کہ عیار اور سردار لقا تیغے کھینچ کھینچ کے آپڑے بہار سمجھ گئی کہ مقام توقف نہین ہے یہ سمجھکر چالاک کو بزور سحر بغل مین
داب کر اڑ گئی اور اڑتے وقت وہ سحر کیا کہ پھر اندھیرا ہوگیا سردار و عیار بھاگ کر باہر بارگاہ کے نکلگئے کہ ضرور کچھ آفت آئیگی
ادھر بختیارک ناچنے لگا صل علی پڑھتا جاتا تھا لقا تخت کے نیچے چھپا تھا باہر جو سردار بھاگ کر گئے لشکر مین غلغلہ ہوا
کمر بندی ہونے لگی دکانین بند ہوگئین رعایا بھاگی مختصر یہ کہ بعد لمحہ کے وہ تاریکی دور ہوئی یعنی بہار نے یہی سحر کیا تھا کہ مین نکلجاؤن
اسوقت یہ اندھیرا موقوف ہو جب وہ اندھیرا مٹا شیطان نے خداوند کو تخت کے نیچے سے نکالا سردار وغیرہ بارگاہ مین آئے
لشکر مین امان ہوئی لقا نے کہا اے بندگان قدرت اسوقت شیطان نے اس بندی قدرت کو قتل کرانا چاہا اور مین اسکو حوالہ
ساحر کرنا چاہتا تھا میری مشیت مین شیطان نے دخل دیا دریائے غضب میرا جوش زن ہوا دیکھا تمنے کہ ذرا سے میرے خلاف
امر کرنے سے کیا حال ہوا یہ سنکر سب عرض پیرا ہوئے کہ واقعی سچ ہے تو برحق خداوند ہے تیرے خلاف کسکی مجال ہے جو کرے سب تو
معترف بعجز و قصور تھے اور بختیارک دل سے اپنے کہتا تھا کہ جھوٹے پر لعنت ہے لیکن بظاہر لوگون کا اعتقاد جمانیکو کہتا تھا کہ
حقیقت مین یا خداوند مجھ سے خطا ہوئی جو آپکے کلام کو مین نے رد کیا اور اپنی رائے کو کارخانہ خداوندی مین دخیل کیا سب
اپنے دلمین لرزان تھے کہ جب شیطان ایسا مقرب درگاہ ذرا سے دخل دینے مین معتوب ہوگیا تو ہماری کیا لیاقت ہے یہ باتین
ہو رہی تھین کہ طبل بشارت کی صدا کانون مین آئی ہلکارے دوڑے خبر لائے کہ امیر با توقیر سر بہ کوہی کو لیے ہوئے داخل لشکر اسلام
ہوئے گلگون یہ خبر سنکر دوڑا کہ مین حمزہ کو دیکھون کیسا ہے چنانچہ سر راہ آکر دیکھا کہ سرداران اسلام بہر استقبال آئے ہین
اشقر کو بادشاہ نے روانہ کیا امیر سوار ہین نشیب بر لشکر کوہیان حلقہ بگوش گرز بردوش آتا ہے اور ویسی ہی صورت حمزہ کی ہے
جسطرح کا تو گرفتار کر لایا تھا اسکو بڑا صدمہ ہوا کہ مین نے سخت دھوکا کھایا چنانچہ امیر بگروہ سرداران داخل بارگاہ ہوئے
بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے نیم قد اٹھکر تعظیم دی آپ دنگل پر بیٹھے سر بہ نے شاہ کو نذر دی خلعت مع فرمان معافی ملک عنایت ہوا
دنگل بیرون چہل ستون ملا اسنے دست چپ مین بیٹھنا قبول کیا مالک اژدر جانشین دست چپ اس سے بغلگیر ہوئے
اور باعزاز تمام بٹھایا پھر ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام مے ارغوانی دیا ناچ سامنے ہونے لگا یہان تو سب عشرت پذیر ہین
لیکن بہار نے صحرا مین لاکر چالاک کو اتارا اور حال پوچھا اسنے کہا ایک ساحر تمھین پکڑ لایا تھا لقا حالت بیہوشی مین قتل
کیا چاہتا تھا کہ مین نے جاکر اس ساحر کو مارا اسکے مرنے سے صدا آئی تھی کہ مارا گوہر جادو کو آگے مجھے حال معلوم نہین یہ کہکر
کہا کہ بادشاہ لشکر اسلام نے تمھارے لینے کو سردار بھیجے تھے تم کہان گئی تھین ملکہ مذکور نے سارا ماجرا گوہر کا بیان کیا اور کہا
آپ چلیے یہ کنیز بھی حاضر خدمت شاہ اسلام ہوگی اب ذرا مین لقا کا مزاج پوچھنے جاتی ہون یہ کہکر اڑ گئی چالاک سمجھا کہ
کسی کام کو شاید بارگاہ لقا مین یہ پھر جائیگی یہ سمجھکر یہ بھی جانب لشکر چلا اسطرف بعد ہنگامہ قتل گوہر لقا بیٹھا تھا کہ خبر
ہرکارے بعد سجدہ و سجود عرض پیرا ہوئے کہ عارض کوہی نام بادشاہ قلعہ سرتاخیبہ پہلے اپنے بھائی حسام کوہی کے پاس
گئے تھے جب انھون نے سنا کہ برادر مذکور خدمت خداوندی مین گئے ہین تو وہ بھی ساٹھ ہزار فوج درست کرکے یہان آئے ہین
داخل ہوا چاہتے ہین اس خبر کو سنکر لقا نے سردار بہر استقبال بھیجے کوہی مذکور بشوکت و منزلت داخل بارگاہ ہوا لشکر اسکا

متصل فوج براد خود اترا اُسنے خداوند کو سجدہ کیا اور جب خلعت پہنکر بیٹھا اپنے بھائی سے مستفسر ہوا کہ تم نے حمزہ کو گرفتار کیا تھا وہ کیا ہوا اُسنے سب کیفیت بیان کی کہ سرمہ کے دعبسے چھوٹ گیا یہ سنکر وہ ہنسا اور کہا کہ مین ابھی پکڑے لاتا ہون میرے تام طبل بجوا دیئے حسام عرصہ سے آیا ہوا تھا اسکو بھی منظور تھا کہ لڑائی ہو اسکے کہنے سے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کارپردازون نے اتنے دن باقی تک تامل کیا جسدم سرمہ سواد شب دیدہ شاہ کوہستان افلاک مین اور عارض پہ نورد ہر تاریک ہوا کہ بمقتضائے اسکے

قضارا طالت مہر جہانتاب — ہوئی غائب نظر سے جسطرح خواب
چراغ و شمع کے رخسار چمکے — طلسمی نقش ہر دیوار چمکے

سر شام نقارہ جمشیدی پر چوب پڑی دنیا دہلنے لگی جو آئیں لشکر اسلام شاہ گردون پایگاہ کی خدمت فیض درجت مین حاضر ہوکر بعد ثناخوانی عرض پیرائے اخبار نواخت طبل حرب ہوے یہان بھی برابر دستور کے طبل بجا صدائے طبل سکندری بالائے رض وغیرہ مین تہلکہ ڈالدیا بہادر تیاری جدال و قتال کرنے لگے جلادت شعاران کوہ تمکین فرہاد دار عاشق نام و ننگ ہوکر جان شیرین فدا کرنے پر مستعد ہوے اُس لیلی شب کے یہ دیوانے تھے جسمین رزم جنگ کے افسانے تھے تیغ تیز دشت جدال مین مجنون کیطرح روان دوان ہونے پہ تیار سواد سپر سے نشان خون سودا زدہ الفت شجاعت اظہار نیزے بصورت آہ عاشق دسرکشی و بلندی پر آمادہ علم بسان وحشیان سرکشادہ صدائے بوق و نفیر سے نالہ فغان عاشقان نارس جرات کا نشان نگاہ تیر معشوق کے شل آبدار و تند خنجر جانستان بصورت مژگان جانان تیرون کے پیکان جانبین مین ہی غلغلہ بگیر و ببند برپا تھا گویا تمام عالم مین ہنگامہ تھا اسی ہنگامۂ قیامت خیز مین بہار جو چلی تھی لشکر لقا مین آکر پہونچی یہان جو دیکھا تو طبل جنگ بجا ہی اور سامان حرب ہو رہا ہی اسکا قصد تھا کہ لقا اور اُسکے ساتھیون سے بدلا لون سحر کرکے سبکو دیوانہ بناؤن مگر ماجرائے جنگ معلوم کرکے تامل پذیر ہوئی خیال آیا کہ کل میدان مین تمام لشکر لقا کا جمع ہوگا اور اسلام کی فوج بھی سامنے ہوگی اس خرہ بادیہ ضلالت کو اسوقت دیوانہ بنانیکا لطف ہی یہ سمجھ کر ملکہ مذکور لشکر سے واپس ہوکر ایک پہاڑ پر گئی اور ازبسکہ ایکبار دھوکا گوہر سے کھا چکی تھی بنابر حفاظت ایسا سحر پڑھا کہ اس پہاڑ پر مختصر سا ایک گلشن مع حصار بلورین بنکر تیار ہوا یہ غنچۂ نودمیدہ گلزار رعنائی اپنا دل داغدار لے اسمین داخل ہوئی اور لب نہر جواہر کے بنگلے مین بیٹھی سیر گل و لالۂ بوستان سحر کرتی جاتی تھی اور یاد معشوق مین آنسو بہاتی تھی بیتابی سے یہ غزل جناب نسیم زبان پر لاتی تھی

نظم

سہے جاتے نہین رنج جدائی — دہائی ہے دہائی ہے دہائی
نہ سمجھے تھے مبارکباد دیگی — ہمین اے چرخ تیری کج ادائی
مقرر وہ بھی تھا کوئی جفا دوست — بتائی جس نے رسم آشنائی
نہ پوچھو بے نصیبو نکی شب وصل — رہا ہر دم لحاظ پارسائی
وہ بدظن مجکو شرم عرض مطلب — بہت مشکل سے اب ہوگی صفائی
نسیم اسدرجہ تم کیون گڑگڑائے — نہ تھی قبضہ مین کچھ اُنکے خدائی

یہ فراق دیدہ یار جام الفت سے سرشار رات بھر اسی باغ پر بہار مین رہی یہانتک کہ بہار شب انجم خزان ہوئی اور گلستان دہر مین نسیم سحر نے گلہائے نرگستان دیدہ عالم شگفتہ فرمائی کہ بموجب **نظم**

کہ شب کا سایۂ دامن نہ پایا — سحر نے اور ہی جلوہ دکھایا
اُٹھے جنگ آزما سب پھر پکار — سجے ہر اک نے جنگی تن پہ ہتھیار

چالاک نے خبر ورود لشکر میدان رزم مین معلوم کرکے مسجد کر پاس مین آکر امیر نامور سے حال کہا **امیر** نے اشارہ کیا خادم نے مصلا لپیٹا اور صندوق اسلحہ سامنے آیا خود حباب ہود زرہ حضرت داؤد سے جسم الانور آراستہ فرما کر نیمچہ سہراب یل تیغہ صمصام و قمقام نیزہ سام بن نوح سپر گرشاسب کمان صالح گرز سام بن نریمان تمام ہتھیار لگا کر مثل مہ مسجد سے بسان آفتاب تابان طالع ہو کر غاشیہ زین زرین کو پشت اشقر کے مثل خورشید منور و روشن فرمایا اور اشقر طرارہ بھر کر آستان فلک نشان بادشاہ ذیشان پر آکر ٹھہرا وہاں تمام سردار جمع تھے **امیر** ٹھہرے بعد لمحہ کے صدائے بسم اللہ بلند ہوئی آمد شاہ ارجمند ہوئی سامان جلوس زنانہ پھر گیا باہر بر آمد ہوتے ہی سرداران تہمتن نے مجرا کیا اور ظل اللہ کے تخت کو گھیر کر میدان قتال کا راستہ لیا اسوقت کے کروفر اور جاہ و جلال کا یہ حال تھا کہ بموجب **نظم**

بیاراست تن را بدیبائے زر — بدزہ بیاقوت پرمایہ سر
بسان سپہرے یکے تخت زر — بر و یافتہ چند گونہ گہر
یکے تاج پر گوہر شاہوار — ابا طوق با یارہ و گوش دار
نثار و پرستندہ و اسپ و پیل — زدہ برکشیدہ رود بار و میل
سواران بسیار و پیلان بپائے — بر آید ہمی نالہ و کرنائے
پیادہ سپر دار و نیزہ دران — شدہ انجمن لشکر بیکران

جب میدان قتال مین پہونچے آمد لقا کو ہیان سے میدان پر غبار دشت تیرہ و تار ہو گیا آخر الامر زمین ہموار کرکے گرد و غبار پانی سے بٹھا کے صفونکو آراستہ کیا نقیب نقابت کرکے ہٹے **عارض** نے گینڈا اپنا بڑھا کر خداوند سے اجازت لی اور آگے بڑھکر رجز خوانی شروع کی کہ بمقتضائے **ابیات**۔

بعالم سپہدار جنگی منم — ہمان شہر نژاد و درنگی منم
ہر آنجا کہ پرخاش جویم بجنگ — بدرم دل شیر و چرم پلنگ

بعد رجز خوانی نہیب دی کہ اے گردن نشان و زبردستان کون ایسا ہے تم مین جو آکر میرا ہم نبرد ہوا گر آئے تو ایک ہی حملہ مین گرد برد ہو یہ نہیب سنتے ہی دست جیب سے مرکب اپنا سرمہ کوہی نے نکالا اور شاہ آسمان جاہ سے اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے خلعت دیکر سپر د بخدا فرمایا وہ گھوڑا اڑا کر سامنے آیا اور تنگاور زن ہوا مرکب دو دو چار قدم پیچھے ہٹکر بڑھے اس وقت اس بہادر نے یہ کلمہ کہے کہ **نظم**

سخنہائے بیہودہ کم می شمار — ترا با سخنہائے شاہان چہ کار

اگر تیغ تو ہست سندان شگاف
سنانم بدر رود دل کوہ قاف

وگر گرز تو ہست باسنگ تاب
خدنگم بدر زد دل آفتاب

عارض نے جب یہ کلمات سنے مرکب پیچھے ہٹاکر سینہ اُسکا تاکا اور نیزہ حوالہ کیا اس بہادر نے نیزہ کی سنان اپنے سنان نیزہ پر روکی گھوڑا اور گینڈا اچل پھر دکھانے لگا تنگ گردبندہ گیا جو بند اُسنے باندھا تھا اسنے کھولدیا گھوڑا اسکا عرق عرق گینڈا اسکا پسینے مین غرق تھا سنا و زبان نیزہ سے جھنّاٹا بلند ولِ دہر پر گزند

نظم

یکے تنگ میدان فرد ساختند
بکوتاہ نیزہ ہمے یافتند

نماند انچہ بر نیزہ بند و سنان
بچپ باز بردند ہر دو عنان

بزہ بر نہادند ہر دو کمان
یکے سال خوردہ دگر نوجوان

ذرہ بود خفتان و ببر بیان
زکلک وزپیکان نیامد زبان

بہم تیر باران نمودند سخت
توگوئی فرو ریخت برگ درخت

گرفتند ازان پس عمود گران
ہمی کوفتند آن برین این بران

ز اسپان فرو ریخت برگستوان
زرہ پارہ شد بر میان گوان

بہ شمشیر ہندی در آویختند
ہمی ز آہن آتش فرو ریختند

جب تمام ہتھیار چل چکے اور نوبت شمشیر آبدار آئی عارض نے تیغ گرانبار دونون ہاتھ سے تھام کے رکابون مین پاؤن جمائے اور قد راست کرکے خبردار خبردار کہکر سر پر تیغہ لگایا زبان پر ایک بار یا خداوند لقا آیا سر مر نے تیغ سر پر آتے دیکھکر گھوڑا اڑایا کہ زیر بغل اُسکے جاؤن اور بند دست پر ہاتھ ڈالدون گھوڑے نے طرارہ بھرتے وقت سکندری کھائی اسنے باگ کھینچکر اسکو روکا اس اثنا مین تلوار اُسکی پڑی اس بہادر نے عجلت مین سپر سامنے کردی لیکن تلوار اسکی سپر کو کاٹکر تلوا بروا تری خون بہکر منہ پر آیا داستانہ مارا کہ تلوار تو نکلی مگر داستانے قلم ہوے اور کلائیان مجروح ہوئین سر اس بہادر کا پھرنے پر زین کے جالگا اسنے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تھا کہ فولاد کوہی لشکر اسلام سے دوڑ پڑا اور بیچ مین آگیا اور اس بہادر سے کہا تلوار کا کام کاٹنا ہی جسکا ہاتھ پہ پڑا اُسیسے کام لیا ہر بس سر مرتم سرخرو ہو چکے اب پھر جاؤ تم واقعی داد شجاعت دیچکے یہ کہکر اُسکو پھیرا اور جانب حریف مخاطب ہوا تھا کہ اسنے وہی تیغ خون چکان ہان ہان کرکے اُسکے سر پہ بھی لگائی کہ یہ تیغ تم بیدینون کے خونکی لذت پاچکی ہی فولاد نے بھی اُبھا دے سے ہاتھ نکالکر ڈھال چہرہ پر بنالی لیکن وہ تیغ کب رکتی ہی گروہ سپر کاٹکر کاسہ سر مین در آئی اُسنے تلوار کو سر سے بدر کرکے شدہ تحت الحنک سے زخم سر باندھا مگر زخم ایسا کاری لگا تھا کہ غش طاری ہوا لشکر اسلام سے ناصر کوہی نے گھوڑا اڑا کر اسکو بھی پیچھے ہٹایا اور اُسکے مقابل آیا اسنے بھی سنبھلنے نہ دیا اور وہی تیغہ بقوت تمام کمر کو تیلا کر سر پہ مارا کہ یہ بھی زخمی ہوا اور آفت کوہی لشکر اسلام سے آپڑا افرداً فرداً کہانتک بیان کیا جائے بخوف طوالت داستان مانع ہو دس کوہی اُسکے ہاتھ سے زخم نصیب ہوے اور پھر اُسنے نعرہ لمن مبارز بلند کیا اسوقت دست راست کے علم جلوہ گری پر آئے اور شہزادہ تورج بن بدیع صف سے نکلے بادشاہ سے

خلعت رخصت پاکر جانب میدان بڑھے اسوقت شہزادہ موصوف کے جمال جلال پر ترک فلک قربان تھا دیدہ مہر سے بحسرت نگران تھا کہ

نظم

بپوشید خفتان و بر سر نہاد	یکے ترک رومی بجوہر دار باد
گرفتش سنان و کمان و کمند	گران گرز را پہلوے دیو بند
ز تندی بجوش آمدش خون و رنگ	نشست از بر بادۂ تیز زنگ
بناوردگہ رفت چون پیل مست	چو کوہ روان اسپش از جا بجست
برون آمد و رائے ناورد کرد	برآورد بر چہرۂ ماہ کرد

جب قریب عارض پہونچے اسکی تو وہ چوٹ منجگی تھی فوراً شمشیر حوالہ فرق مبارک شہزادہ ذی توقیر کی یہ فرزندان امیر ین سے ہین ہمہ تن چشم بنکر لڑتے ہین تلوار اسکی ذراسی باگ پھیرنے مین خالی دی اور جب وہ جھونک کھاکر سنبھلا تو دیکھا کہ شہزادہ قدم بھر تلوار کی زد سے ہٹگیا تھا بغصۂ تمامتر چاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ مارے لیکن زبردست کب مہلت دیتا ہی شہزادے نے تیغہ کھینچی نعرہ اللہ اکبر کہا اور مرکب بڑھنے پر چڑھا کر ہاتھ مارا عارض سمجھا کہ یہ تیغ تیز خانہ جسم سے روح کو گریزکرا دے گی نقشہ ہستی مٹا دیگی یہ سمجھکر کفل کرگدن پر کھسک گیا اور سپر کو سامنے کردیا تلوار نے شہزادے کی سپر کو کاٹکر حریف کو جو نیا یا تو گینڈے کا سر قلم کیا اور زمین پر آکر بوسہ دیا عارض و گینڈا دونون تہ و بالا ہوئے تیغ گرد گھوڑے کی چل پھر سے ایسا بلند تھا کہ پھر انہیان عارض اپنے افسر کو گرد مین دیکھکر سمجھے شاید دو ٹکڑے ہوکر گرا ہی یہ سمجھکر لینا لینا کہکر چلے اسطرف سے اہل اسلام بڑھے دو دریاے لشکر جوش زن ہوے تھے غول بڑھکر گروہ گروہ چلے تھے تلوارونکے بیڑے کھلے تھے قبضونمین ہاتھ پڑے تھے کہ بختیارک سمجھا ایک کوہی کے بھروسے پر حمزہ سے لڑنا مفت بھاگنا پڑیگا اسباب و لشکر سب تباہ ہوجائیگا یہ سمجھکر حکم نواخت طبل بازگشت دیدیا ہر چند عارض پکارا کہ ارے کیا کرتے ہو مین زندہ ہون مرکب اور لاؤ کہ لڑائی فتح کرولی ورداد مردانگی دون مگر کسی نے کہنا نہ سنا طبل امان لشکر مین بجگیا امیر و بادشاہ تورج پر سے زر نثار کرتے پھرے ادھر عارض پر سے لقا کو ہر نچھاور کرا تا داپس ہوا ہنوز دونون لشکر مقام فرودگاہ پر نہ پہونچے تھے کہ ایک ابر تاریک پہاڑون سے پیدا ہوکر لشکر لقا پر محیط ہوا اور ہوا ایسی ٹھنڈی چلی کہ تمام لشکر مست ہوکر جھومنے لگا یہ ابر سحر ملکہ بہار کا ہی کہ رات سے آمادہ جنگ تھی اسوقت جب بہادر لڑ چکے تو اسنے جنگ آغاز کی ہر چند کہ بڑی دیر سے پہاڑ پر کھڑی تھی مگر بادشاہ اسلام کے جمال کا نظارہ کرکے محو حیرت بنی تھی انشاء اللہ حال ملاقات عاشق و معشوق آگے بیان ہوگا اسوقت بیان عاشقی مطلب خبط کریگا فی الجملہ جب بادشاہ مراجعت فرما ہوے اسکو بھی ہوش آیا اور سحر کیا کہ ابر نے ظاہر ہوکر لشکر کو مست بنایا اس ابر مین سے ایک ایسی چمک ہوئی کہ آنکھ ہر ایک کی دم بھر کیلیے بند ہوگئی پھر جو دیکھا تو دشت کا اور ہی عالم پایا کہ جا بجا سائے نی پھول ہر عروس دشت کی سرخ اوڑھنی ہی ابر بہار ہر سر لالہ زار چھایا ہی دل بادل کا خیمہ آیا ہی بجلی کم کم چمکتی ہی اودے ڈوپٹے مین جیسے لچکے کی تیلی ہی ہوا سرد غنچہ دل شگفتہ کرتی ہی اور جہان دیکھیے طائران خوش نوا زمزمہ پیرا ہین بہار کے وحی سرا ہین استاد ازل نے سبق بوستان کا ہر ایک کو پڑھایا ہی کہ طوطیان

زمردین بال کو باب پنجم گلستان یاد آیا ہی دمبدم وہ بہار ترقی پذیر ہی ہوا سبزے کی شیر ہی کہین گلگون نے خاطر گلزار بہشت مین رشک کی آگ بھڑکائی ہی کہین لالہ نے جام شراب کی کیفیت دکھائی ہی کہین سوسن کی اودا ہٹ سحاب بہار کو شرماتی ہی کہین سنبل زلف دلدار کو پریشان بناتی ہی پیچ وتاب مین لاتی ہی چمن چمن خیابان خیابان نرگس و یاسمن تیار ہین سراسر رنگین و سبز بہ بلاغ عالم مین ایسا گلستان رنگین خواب مین بھی کسی نے نہ دیکھا تھا یہ نقشہ تھا **نظم**

نظر مصروف تھی ہر دید گل پر
عجب جوبن پہ تھے سب غنچۂ تر

کوئی گل تھا بہ شکل جام لبریز
کہین پتے تھے یا شبنم گہر ریز

کسی کا رنگ مثل روے جانان
کوئی نازک بدن کچھ دم کا مہمان

کوئی مصروف خندان صورت یار
کوئی مانند عاشق سینہ افگار

نوا سنجی مین طاؤسان خوش رنگ
تلذذ مین کشود خاطر تنگ

ترنم ریز مرغان خوش الحان
کہین فریاد بلبل مرثیہ خوان

اس بہار جان فزا کو دیکھتے ہی ہر ایک لشکری نے ہتھیار پھینک دیے اور افسران لشکر فرش بچھا کر بیٹھے بجاے آلات حرب ستار اور بانسری اور ڈھولکی چنگ دائرہ دف ہاتھ مین لیا اور تعریف شراب مین اشعار زبان پر جاری کیے انپر یہ کیفیت طاری تھی ہی کہ بختیارک و سلیمان و حسام و عفر و عارض و منصور و گلگون کھڑے ہو کر ناچنے لگے تقاضی پکارا کہ ای بندگان قدرت میرا بھی جی چاہتا ہی کہ آج از سر تا پا ننگا ہون اور تم سبکو برہنہ کر کے ناچون یہ کہکر پیرہن اپنا اتار کر پھینکا سب نے اپنا جسم برہنہ کیا اور اس میدان مین اچھلنے لگے اتو بھلی کی ایسی کیفیت تھی کہ جوتیان اچھلنے لگین کچھ ہر ایک نے منھ پر ملی بیخانے اٹھ آئے شراب کے دور چلنے لگے اس حالت بیخودی مین کبھی اپنے سر پر جوتیان لگاتے اور کبھی ساقی سے مخاطب ہو کر زبان پر لاتے **نظم**

مے گلرنگ سے اب زندگی ہے
ارم ہے وہ جہان دلکی خوشی ہے

رہے شیشہ سے ہر ساعت بغل گرم
بنا وہ کام کب آئے جہان شرم

بہار فصل گل ساقی پھر آئی
دل توبہ گزین نے منھ کی کھائی

لگا دے بے تامل لب سے ساغر
کرون احسان بنا پیر مغان پر

بنے تسبیح اب موج سے ناب
کرون شیشون کو جاے سجدہ آداب

اٹھا کر رکھدیا ایمان سر طاق
کہ خوش ہو شیخ یا گذرے اُسے شاق

جب تمام لشکر اس عالم مین مبتلا ہوا وہان نیا لطف پیدا ہوا یعنی اُس گھٹا مین سے پھر ایک چمک ہوئی کہ سب کی آنکھ جھپک گئی پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ بیچ چمنستان مین ایک میخانہ سجا ہی نشا ملا آگین و سرور افزا ہی نیا جوبن اور طرفہ تماشا ہی کہ امیات

جو حاضر تھین پرستاران گلفام
دھر سے بھر کر انھون نے شیشہ و جام

بھری اس مین شراب ارغوانی
حیا سے زعفران کا رنگ پانی

عجب شیشے سے نکلا پھوٹکر رنگ
بھرا پیر مغان نے کوٹ کر رنگ

چنی کشتی میں گلدستون کی صورت
مصفا وہ نہ تھی جس میں کدورت

ہر اک ساغر پہ کندہ نام جمشید
فدا ہر جام پر تھا نام جمشید

چہرہ کا تختو نکا بچھا تھا کشتیاں رکھی تھیں گلابیان جنہیں تھیں مسند پر ایک ساقن متوالی ادا نشہ شراب میں چور کیفیت حسن آنکھوں میں بھرا چھپا یوں سے رس ٹپکتا لب نازک سے بادۂ احمر کے رنگ کا نقشہ صراحی دار گردن میں پان کی پیک نمایاں یا شیشے میں لبریز شراب ارغوان آنکھیں خمخانہ حسن ابرو محراب میخانہ حسن رخسار سرخ بادہ جمال سے گلنار دستے پا نہایت قطعہ دار

بموجب ابیات

قمر صورت سراپا حور چہرہ
ضیا میں تھا وہ رشک نور چہرہ

رقم ہو ابرو نکی کس سے تفسیر
ورق پر نور کے مصرع ہی تحریر

صفت کیا شاعران آنکھوں کی لکھے
کہ دو آہو تھے وہ دشت ختن کے

وہ بینی تھی چراغ حسن کی لو
قد اُس پر الف اعجاز کے سو

لب گلرنگ نازک برگ گل سے
نہ دانتوں کو در شہوار پہونچے

سراپا جسم سے پیدا نزاکت
بلا کا قد بالا تھا قیامت

بھرا ہر اک سخن میں اسکے اعجاز
اڑا لے اُسنے معشوقانہ انداز

کنیزوں کا تھا حلقہ مثل قلاب
بہ شکل انجم تھیں وہ رشک مہتاب

اس میخانہ کی آرایش دیکھکر جتنے دیوانے تھے ناچتے ہوے چلے اور منت کش اس ساقن کے ہوے **نظم**

میں صدقے اے مرے ساقی کدھر ہی
کسی بیتاب کی بھی کچھ خبر ہے

کہانتک آبرو کا پاس ساقی
کہ بے حظ ہے ہمارا عمر باقی

ہٹا ساغر پلا منھ سے سبو کو
ذرا خوش کر ہماری آرزو کو

مزا رکھتا نہیں بے کیف جینا
تمنا ہے کہ برسے ابر مینا

ہر اک قطرہ لہو بن بن کے ٹپکے
مرے دامن سے مے چھن چھن کے ٹپکے

جدائی مجکو بھی بھاتی ہے ساقی
جو مے ہم تک نہیں آتی ہے ساقی

سنبھل تو بھی کہ بپھرا دل ہمارا
اشارہ کر رہا ہے یوں اشارا

اُڑو بیں آج آغوش سبو میں
بلا سے فرق آئے آبرو میں

اسی طرح بکتے ہوے قریب اُس میخانے کے پہونچے اس ساقن نے افسرونکو اپنے دست نازک ورنگین سے ایک ایک جام بھر کر دیا اور باقی ماندہ لشکریونکو کنیزوں نے شراب پلانا شروع کیا مگر میخوارونکی لاؤ لاؤ سے گھبرا کر خمہاے شراب سامنے رکھدیں کہ انھوں نے آپ پینا آغاز کی پھر تو یہ حال ہوا کہ لشکر میں جو قوم رذیل سے بھرتی تھے وہ تو ٹھرا اڑانے لگے اور جھنڈا اُٹھانے لگے ارے ہاں میاں کا شور مچانے لگے کوئی جو نسل جلیل کے تھے وہ غزل و اشعار عمدہ گاتے تھے باہم

ڈھول ڈھپا جھوتی بیزار اڑتے ہو حق کرتے خنجریان اور دف بجاتے گالیان گاتے لنترانیان اُڑاتے تھے یہ زبان پر لاتے **لمولفہ**

ساقن کھول دے اپنا گھونگھٹ — بھٹی پر ہین یارون کی جمگھٹ
تیری ادا کے ہم دیوانے — شمع رخ کے ہین پروانے
پیاری ساقن جانی ساقن — اللہ رکھے تیرا جوبن
جام پلا دے جام پلا دے — آج ہمین متوالا بنا دے
گانٹھ گرہ مین نہین ہے کوڑی — صدقے تجھپر اپنا ہے جی
دل مین یہی ہے تجھ سے لپٹین — تیرے ہونٹھ کو خوب سا چوسین
خم مین مے کے دل ہے ڈوبا — بن کے بطمے مارین غوطا
ساقن ہم ہین گلے کا ہار — غوطا مارا پہلے پار
لت پت ہوئین اچھلے کیچڑ — سر ہو نیچے ٹانگین اوپر
دختر زر کے گائین سہاگ — اپنی ڈفلی اپنا راگ
آئی بہار کھلے ہین پھول — ساقن کیون گئی ہمکو بھول
پہلے لقا کے ہم تھے بندے — اب تو کرم کر ہمپر چندے
اپنا کیا ہے سب بھر پایا — جب دل ہے تجھ پہ آیا

اسیطرح مزخرفات جیسا مین نے بہر تفریح طبع ناظرین بیان کیا بکتے بکتے بختیارک نے کہا آج سوانگ بننا چاہیے افسران لشکر نے جواب دیا کہ سوانگ بنکر کسے دکھائین اس ساقن نے حکم کیا کہ اول تو ہم دیکھنے والے ہین اور دوسرے حمزہ اور بادشاہ اسلام وہان سب افسر تمھارے قدر دان ہین وہان جاؤ یہ کہنا تھا کہ سب لقا کے پیٹ گئے وہ پہلے ہی ننگا اچھل رہا تھا پکارا کہ اے میرے بند دکیا چاہتے ہو کسی نے کچھ جواب ندیا لیکن سیاہی لا کھ منھ اُسکا کالا آدھا کیا اور نصف سرخ رنگا وہ مسخرا ہنسا کیا اب عجب صورت اُس خناس نے پیدا کی ایک تو قد اُسکا بہت بڑا کئی سو انچ کا تھا تیس گز کی داڑھی تھی اسپر یہ صورت ہوئی کہ ایک جھلنگا لا کر سر پر اڑھا دیا ڈھولک گلے مین ڈالی بالکل دجال بنایا **نظم**

بنائے صاف داڑھی مونچھ کے بال — ہوا ناپاک صورت کا عجب حال
لگایا ابرون پر اُسکے سیندور — سیہ دیدے کیے کاجل سے پر نور
کیا صرف اسین کچھ کوے کا بھی رنگ — مگر وہ زرد رد دل مین ہوا تنگ
پنھائی سب زنانی اس کو پوشاک — بنا بالکل مخنث مرد ناپاک
کیے تازے تماشے اور نئے کھیل — دکھائے رنگ اچھے اور نئے کھیل
یہانتک اُن سبھون نے اسکو ملکر — بنایا مسخرا بالکل وہان پر
کسی نے ناک کو کھینچا پکڑ کر — کسی کا ہاتھ تھا کانون کے اوپر

جب اس الّو کو انھون نے باین شکل درست کیا بختیارک کو پکڑ کر مثل چارپایہ ہاتھون کے بل استادہ کیا اور کھال گدھے
کی اڑھائی گلے مین گھنگرو ڈالے ٹاٹ پہنایا اسوقت اس ساقن نے کہا اسکے دم بھی بنانا چاہیے سب نے کہا یہ خر بے دم ہی مگر
ایک شخص نے جو نری لا کر ڈنڈی اُسکی مقام براز مین کر کے دم بنائی لقا کو اُسکی پشت پر سوار کیا اور آپ اُس گدھے کو
لیے کچھ آگے کچھ پیچھے تالیان بجاتے سر خداوند پر جوتیان لگاتے جھاڑو دیجائے چنور کے سر پر جھلتے جانب لشکر اسلام چلے
جب قریب لشکر مذکور پہونچے یہان ایک غلغلہ ہوا کسلیے کہ یہان کے آدمی سب ہوشمند تھے جنھون نے اس سوانگ کو
دیکھا ہنستا ہوا ساتھ چلا لشکریون کے لڑکے جو باخبر ہوے تالیان بجاتے پیچھے دوڑے کسی نے اچک کر دھول ماری
لڑکا ظریف تھا اُسنے کتے کا پلا پکڑ کر لقا کے آگے بٹھا دیا کہ حرامزادے اپنے سگے کو بھول گیا تھا اب تو تمام لشکر مین
قہقہے مچے اور لینا لینا کا ہنگامہ بلند ہوا لڑکون کا غل کرنا ڈفلیون کا بجنا دھتا ہی کا شور کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی
بادشاہ اسلام رزمگاہ سے پھر کر بارگاہ مین تشریف فرما تھے امیر بھی بیٹھے ہوے تھے کہ یہ غل ہوا جلد سراپچے بارگاہ
کے اٹھوا دیے یہ سامان جو مذکور ہوا نظر آیا سردار رومال منھ پر رکھکر ہنسنے لگے بادشاہ نے لاحول پڑھی امیر نے دیکھکر
اشک حسرت بہائے اور اُٹھکر باہر آئے بارگاہ سلیمانی مین دربار عام تھا کہ ہمہ اسکو دیکھکر ہنستا اور معتوب درگاہ سلطانی
ہوتا ہے بنوجہ باہر آکر امیر نے لقا کو پشت بختیارک پر سے اتروایا اور اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ اسکو ہوش آگیا پھر
اور اُسکے سردارون اور بختیارک کو ہوشیار کر کے ایک خیمہ مین الگ لائے ہاتھ منھ دھلوایا کپڑے عمدہ پہنوائے
بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور بھی تشریف لیچلیں اور لقا سے ملیں اے بادشاہ عالی تبار شاہان روزگار اپنے مقام پر جب
یہ ذکر سنینگے تو قہقہہ مچائینگے کہ بادشاہ اسلامیان اتنے زمانے تک ایسے واہی اور مسخرے سے لڑکر اوقات اپنی ضائع
کرتے رہے جو سامنے ناچتا ہوا آتا تھا انسان کو چاہیے کہ جو لائق خطاب ہو اس سے سوال و جواب کرے اور جو اپنا ہمسر
ہو اس سے لڑے یا دوستی کرے اور جو اس قابل نہو اُس سے مخاطب کبھی نہو مثل ہے کہ شریف کی اور پاجی کی ایک برابر ہے
پاجی کی گالی سنکر شریف طرح دیتے ہین اے بادشاہ یہ وہ شخص کہ ہیژدہ ہزار عالم ملک باختر اسکو سجدہ کرتا تھا اور زمانہ اب تک
بخدائی مانتا تھا اس سے مقابلہ کرنے مین دنیا مین ناموری اور عقبی مین بجہت کفار کشی سرخروئی ملازمان عالی کو
حاصل ہے پس ذلت اُسکو بزور شمشیر میدان دار و گیر مین دینا لازم ہے اور اسطرح کی ذلت پر اسکے ہنسنا اور خوش ہونا
مناسب نہین کسلیے کہ باعث تحقیر ذات ستودہ صفات جناب الٰہی ہے سچ کہا ہے کہ بیت منزل ہستی مین دشمن کو بھی اپنا دوست
کر + رات ہو جائے تو دکھلائے تجھے رہزن چراغ + بادشاہ نصیحت بزرگانہ امیر سنکر مع چند سرداران کے اسی خیمہ مین جہان
لقا تھا تشریف فرما ہوے اور اسکی مزاج پرسی فرمائی اور اُس گبر نے کہا کہ اے بندگان قدرت مین بہت اچھا ہون
بادشاہ کو اُسکا بندہ قدرت کہنا برا معلوم ہوا مگر سنکر کلام دیوانہ لائق اعتماد نیست جانکر چپ ہو رہے وہان تو یہ
حال تھا اور باہر خیمہ کے لشکریان لقا سحر مین مبتلا وہی ہائے ہوے ستانہ کر رہے تھے امیر نے لقا سے پوچھا کہ یہ حال
تیرا اور تیرے لشکر کا کیا ہوا اسنے کہا قدرت جانتے ہین مگر بتلائینگے نہین میرے شیطان سے پوچھو امیر مخاطب بجانب
بختیارک ہوے وہ اٹھا اور گرد بادشاہ اسلام پھر التصدق ہو کر کلمہ پڑھا کہ مین مدت سے مسلمان ہون یہ کہتا تھا اور

عیار جو یہان حاضر تھے انکی جانب دیکھتا جاتا تھا غرضکہ بعد مضحکات بسیار عرض پیرا ہوا کہ بہار جادو نام ایک ساحرہ گرفتار ہو کر
آئی تھی اور چالاک نے اسطرح چھوڑا یا وہ بچہ مین داب کر مرشد زادہ کو لیگئی تھی ظاہر اُسکا فتنہ معلوم دیتا ہی کیونکہ وہ پہلے بھی
ایسا کر چکی ہی امیر نے اس ماجرے کو سنکر چالاک سے فرمایا کہ تم باغ سحر کے پاس جاؤ اور پکار کر کہو کہ اے بہار تم نے یہ
حرکت بہت بُری کی ہماری بدنامی ہوئی کہ لشکر اسلام ساحرون سے امداد کا جویا ہی ہملوگ ساحر کو ساحر سے لڑواتے
ہین اور غیر ساحر حریف کو ساحر سے ذلت نہین دلواتے اگر یہ کہو کہ طلسم مین ہم شریک عمرو ہو کر لڑتے ہین پس ظاہر ہی کہ حریف
تمھارے وہان ساحر ہین ہملوگ دیو پری جن ساحر کسیکی مدد نہین چاہتے ہان سحر سے بچنے کیلیے صرف عیار تو مکاری کرتے
ہین ورنہ ہم نسبت پہلوانان عیاری بھی جائز نہین رکھتے لیکن تم کیا کرو رسم زمانہ یہی ہی کہ جو شخص جسکا دوست ہوتا ہی
وہ عدو سے احباب کا سنجیا تا ہی تمنے ہماری دوستی کی باعث ایسا کچھ کیا کسلیے کہ ہمارے آئین سے وقفیت تمکو نہتھی لہذا
ہم ناراض تمسے نہین ہین اب سحر اپنا موقوف کرو اور یہان تشریف فرما ہو فرد ز خوف ہجران مین کن اگر امید آن داری
کاز چشم بد اندیشان خدایت در امان دارد + چالاک بنا بر ارشاد فیض بنیاد امیر کشور گیر جانب سلکر باتوقیر روانہ
ہوا اور قریب باغ سحر پہونچکر باآواز بلند پیام امیر ارجمند بیان کیا پھر کہا کہ بیت بیا کہ رایت منصور بادشاہ رسید +
نوید فتح و بشارت بر ماہ رسید + بہار ہر چند کہ نہتی زبانی چالاک کے پیام امیر سنکر ظاہر ہوئی اور آئین اہل اسلام پر آفرین کہہ رہی
تھی کہ سبحان اللہ سب جلالت مزاج صاحبقرانی مین ہی واقعی انصاف یہی چاہتا ہی کہ بیت مباش در پے آزار و ہر چہ
خواہی کن + کہ در شریعت ما ہیچ ازین گناہے نیست + کوئی اگر ہوتا تو ذلت دشمن پر خندہ زنی کرتا مگر امیر نے اسکو بھی
جائز نہ رکھا غرضکہ باصد توصیف آنے کی نسبت مین کہا کہ اے چالاک میری جانب سے بعد تسلیم عذر تقصیرات کرنا اور
عرض رسا ہونا کہ بیت باسنان تو مشکل توان رسید ارے + عروج بر فلک سروری ست + زہے سعادت تجھے
افتخار کنیز جو عتبہ بوس بارگاہ عالی ہو یہ کہکر کہا کہ تم جاؤ مین سحر اپنا دفع کرکے حاضر ہوتی ہون چالاک وہان سے پھر آیا
اور اُس نیرنگ باز نے ورد سحر پڑھا دفعتاً ایک ابر سرخ رنگ علاوہ اُس سحاب سیاہ کے پیدا ہو کر محیط عالم ہوا اور
سرخ رنگ پانی برسنے لگا وہ باغ اور وہ ساقین وہ میخانہ کنیزین وغیرہ بالکل نابود ہو گئین اور وہ پانی لشکریان لقا
پر جو پڑا وہ بیہوش ہو گئے پھر جو ہوش آیا اپنے تئین آپ مین پایا ایک نے دوسرے سے کہا کیون بھائی یہ کیا ہمنے کیا
کہ آپ بھی برہنہ ہوسے اور اپنے خداوند کو نچایا یہ بے ادبی نسبت شان خداوندی چاہیے نہتھی معلوم ہوتا ہی کہ
مشیت خداوندیون ہی تھی یہ کہتے ہوے اپنے لشکر کیطرف بھاگے نہایت شرمندہ تھے پھر تبدیل صورت کی لباس
پہنا بعض تو نادم و پشیمان اپنی جگہ پر بیٹھ رہے کہ کیا کسیکو منھ دکھاؤن اور بعض لشکر اسلام مین بہر ہمراہی خداوند آئے خیمہ
کے سراپچہ اٹھے تھے سب نے دیکھا کہ لقا قریب تخت شاہی بہ عزت بیٹھا ہی لباس سے درست ہوشیار و چست ہی کچھ کچھ
خوشنود ہوے اُدھر امیر نے ساقی مہ لقا کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب لقا کو دیا سر دا ابھی اُسکے سرشار ہوے امیر نے
بعد خاطر داری زبان گہر ریز کو وا کیا اور نصیحتانہ ارشاد فرمایا کہ اے زمرد شاہ تجھکو سلطنت کیا کم ہی جو تو دعوائے الوہیت کرتا ہی
دشت ضلالت مین قدم دھرتا ہی اگر تو اسلام اختیار کرے تو جسقدر ممالک کہ مین نے فتح کیے ہین سب تجھے دیدون

تیرے پایہ کو تخت کو اپنے دوش پر اٹھا کر چلو ن یہ کلمات پند سنکر اسکو تو بختیارک نے سکھا رکھا ہی کہ جب امیر سوال کرتے کہنا کہ بروز نبرد اگر مین گرفتار ہونگا تو آپکی اطاعت کرونگا اُسنے حسب فہمائش یہی کہا امیر نے استغفر اللہ کہکر فرمایا کہ بعدا یہدی من یشاء و یضل من یشاء تو ہرگز راہ راست پر نہ آئیگا یہ کہکر خاموش ہو رہے اور وہ بدست خمخانہ بے ایمانی شراب و غیرہ پیکر شاہ اسلام سے رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین آیا مگر عارض کوہی کا اس حال کے گذرنے سے قلب پھر گیا امیر کے خلق و مروت پر ہزارون جان سے شیفتہ و فریفتہ ہوا الیقین اثق اسکو ہوا کہ لقا مرد حرامزادہ بالکل جھوٹا ہی بندگان خالق کو گمراہ و برباد کرتا ہی غرضکہ یہ لشکر مین جب آیا اپنی بارگاہ مین گیا اور اپنی فوج کے افسر کو بلایا اور کہا کہ مین نے تو دین اسلام قبول کیا کسلیے کہ یہ کیسا خداوند تھا جو ایک ساحرہ کا کچھ نہ کرسکا اور بایں ہیئت لشکر اسلام مین پھر اُنکی نوازش دیکھو کہ کیا ہمت مردانہ صرف کی پس اطاعت انھین کی کرنا روا ہی اور افسری انھین کیلیے زیبا ہی افسران لشکر یہ ماجرا سنکر اسکے ساتھ ہوے اُسنے مال و اسباب اپنا مع لشکر خیمہ و بارگاہ ہمراہ لیا اور طبل سفر بجوایا کہ بھاگنا ثابت نہو چنانچہ اظہار اسلام سب کرتا لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوا ہرکارے یہ خبر لیکر دربار لقا آئے وہ گیر تخت نکبت پر بیٹھا تقریرین بگھارتا تھا کہ اے بندگان من تمنے دیکھا کہ حمزہ کا قلب مین نے اپنی جانب کیسا پھیر لیا ورنہ دشمن کہین عبد ارامش آتا ہی جب چاہون اس سے سجدہ کراؤن اسلیے نہین سجدہ کراتا ہون کہ وہ میرا سپہ سالار قدرت ہی جو بندے کہ دسے مجھے نہین یاد کرتے انکو قتل کرتا ہی اور تہخانے مین اتر کر نصف شب کو توبہ کرتا ہی مجھے پکارتا ہی مین اُسکو عزت روز افزون عطا کرتا ہون تملوگ دم بھر مین میرے حکم سے ناچتے ہوے گئے پھر راہ راست پر آگئے یہ سب میری قدرت کا ادنی نمونہ ہی بیت مرا قدرت کے سبہت کھیل نایاب + اگر خواہون تو مین آتش کردون آب + بداعتقادان باتونکو سنکر وجد کر رہے تھے اور ثنا و صفت مین مصروف تھے کہ ہرکارون نے خبر روانگی عارض دی اُسنے چاہا تھا کہ فوج کے روکنے کا حکم دے لیکن بختیارک مانع ہوا کہ ابھی ایک ہنگامہ سے نجات ملے دیر نہین ہوئی اہل اسلام چڑھ آئینگے آفت مچائینگے لقا اُسکے کہنے سے چپ ہو رہا اور عارض جب قریب لشکر اسلام پہونچا جاسوس نے خبر خدمت بادشاہ مین اُسکے آنیکی دی بادشاہ نے سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ بعزت تمام تر اسکو لیگئے جب وہ بادشاہ کے سامنے آیا تسلیم کی اور عرض رسا ہوا کہ بیت گر نجاک قدمت سجدہ میسر گردد + سر فرازان جہان جملہ سر افگندہ شوند + بادشاہ نے دست شفقت پشت پر رکھا اُسنے نذر دی خلعت عنایت ہوا اُسنے دست راست کی صف مین بیٹھنا قبول کیا الغرض حضور نے بڑے تپاک سے بغلگیر ہوکر بیرون چہل ستون بٹھایا امیر نے بارگاہ و خیمہ اسے عنایت کیا خلاصہ یہ کہ شامل لشکر اسلام ہوکر یہ بھی فروکش ہوا دعوت کا سامان ہوا لیکن سابق مین بیان کیا تھا کہ بادشاہ نے دعوت کا سامان مہیا ہونیکے لیے حکم دیا تھا اور ملکہ بہار کو بلایا تھا چنانچہ کارپردازان مصروف انتظام تھے ابھی تک بہار داخل لشکر نہین ہوئی بادشاہ چشم براہ انتظار بیٹھے تھے کہ ملازمون نے عرض کیا جملہ اسباب دعوت حسب ارشاد عالی مہیا ہی بادشاہ نے عیار بھیجے کہ دیکھو ملکہ کو کیا عرصہ ہی

زمزمہ پردازی عندلیب خامہ گلشن بیان عشق ملکہ بہار و شاہ اسلام مین ترانہ سنجی

بلبل زبان چمنستان جان جلسۂ دعوت و ملاقات شیدای یکدیگر و جگر سوزی خاطر مضامین ذکر فراق و رخصت محبوب و کوائف دیگر لمؤلفہ

کدھر ہے تو اے شیخ بیت الحرام
مصلے پہ کبتک کرون مین قیام

کہان تک طواف در آرزو
کہان تک سنون شیخ کی گفتگو

مزا بادہ خواری کا ہے ساقیا
کہ ماہ صیام اندنون آگیا

انھین روزون مین رند ہین تشنہ کام
زبان سوکھی جاتی ہے وقت کلام

ادھر دختر رز کی حرکت بڑھی
ادھر یار ساقی کی شہرت بڑھی

مجھے گو کہ زاہد نے بہکا یا تھا
شریعت کے ڈھرے پہ پہنچوایا تھا

کرم آگیا کام ساقی ترا
کہ اس زہد مین حال یہ ہی مرا

سحر کو جو ہوتا ہون تسبیح خوان
صبوحی صبوحی ہے ورد زبان

بس اے ساقی رندون پہ اب رحم کر
گلابی کا منھ کھول ساغر کو بھر

چھلکتا ہوا جام جلدی سے لا
دکھا دختر رز کا جلوہ دکھا

تمنا اشارے یہ ہے کر رہی
وہ مینا دھری ہے وہ مینا دھری

وہ دے مے کہ اس دل کا ہو زہد دور
وہ مے جس سے آنکھون مین آئے سرور

وہ مے نام جسکا ہے بنت العنب
جسے لال رخسار کہتے ہین سب

لقب اسکا اک دخت قاضی بھی ہے
دل رند اسی مے سے راضی بھی ہے

وہ مے لال پردے مین جو رہتی ہے
جسے دخت رز خلق سب کہتی ہے

صفا مین جو ہے مہر سے آبدار
وہ مے جسپہ مینائے گردون نثار

وہ مے جسپہ قربان رندون کا دل
نہ پینے سے جسکے ہے زاہد خجل

اگر ایک جام اسکا مجھکو ملے
تمنا مری دے دعائین تجھے

دل رند بدمست جب تک رہے
ہوس جب تلک لاؤ لاؤ کہے

کھلے شوق سے مین ہون جبتک دہن
فلک پر ستارونکی ہے انجمن

رہے جب تلک مہر گردش پذیر
رہے جب تلک دور گردون پیر

قمر مین ہے جبتک کہ جلوہ گری
ضیا بخش ہے آفتابی پری

مرے ساقیا دور تیرا رہے
دل رند پر غور تیرا رہے

رہین مے سے لبریز ساغر مدام
ہمیشہ منھ ملا کر سبو اور جام

یہی جلسۂ بادہ خواران رہے / پئے مے تقاضاے یاران رہے
ہمیشہ یہ میخانہ آباد ہو / دل رند کیشان سدا شاد ہو
بس اب دیر لازم نہین ساقیا / مین صدقے ترے جلد ساغر اُٹھا
ہے جبتک کہ کیف سخن مین سرور / نشیلی نگہ مین نشہ کا وفور
وہ دھانی جو بوتل ہی آئین سے لا / زمرد کا ہے کاگ جس مین لگا
دکھاؤن بہار ریاض سخن / وہ سرسبز ہو آج سیر سخن
لکھون اک نئی داستان پُربہار / بہار آج آتی ہے جویاے یار
ہوا خار غم ہجر کا دل سے دور / بہم بلبل و گل کو ہوگا سرور
کٹورے مین شے پھول کے مجھکو پھول / کہ باغ سخن مین لگین میرے پھول
دکھا دے بس اے جاہ رنگین بیان / بہار گلستان طبع روان
کنون بلبل خامہ شد نغمہ زن / بجال بہار و شہ صف شکن

گلدستہ طرازان گلہاے بوستان وبہار افزایان انجمن کاشانہ بیان نزہت دہندگان باغ کلام وحدیقہ بیان ریاض سخن فرخندہ فرجام مضمون آبدار سے آبیاری گلشن فسانہ یون فرماتے ہین اور بہار تحریر رنگین کو نگاہ چمنستان ناظرین مین اسطرح نہال بلاتے ہین کہ جب وہ غیرت بخش سبزہ پیام زنگان دہر نگاہ مین جسکی شوخی داوا وقہر معشوقہ طرحدار وگلعذار یعنی ملکہ بہار زبانی چالاک عیار پیام طلب انجمن یار سنکر عازم روانگی ہوئی دلسے کہتی تھی کہ الٰہی یہ خواب ہے یا بیداری اپنے حال پر ہنس رہی تھین آرزو مین مبارک بادین دیتی تھین حسرتین کہتی تھین کہ حیف ہوا ایسا نہو فلک کو بُرا معلوم ہو تمنا کہتی تھی کہ آج خوب ارمان نکالو کسی کے گلے کا ہار بنو نہین نہین کرتی جاؤ اور گستاخیان دکھاؤ چولیان خوب مسکین دست وپا چھینکین ہاتھا پائیان ہون جی کھولکر رسوائیان ہون عصمت کہتی تھی کہ یہ کیا ارادہ ہی شرم پوچھتی تھی کہ ہمکو کیا رخصت کیا ہی یہ ہوسناک کسی کو کچھ جواب نہ دیتی اس عالم مین تھی **نظم**

نگاہین شرم زا کچھ رنگ رونق / سخن مین پاک دامن کی تھی رونق
جبین سے نقش عصمت آشکارا / سوے زانو نگاہون سے نظارا
ادائین جست نازک آرزوئین / فقط کچھ اپنے دل مین گفتگوئین
سوے افلاک حسرت سے نظارے / جہان کی بے ثباتی پر اشارے
کہ ہان افسوس یہ دنیاے فانی / نہین شایان لطف زندگانی
محبت کیا کرے کوئی کسی سے / بھلا کب تک وہ چل سکتا ہی جی سے
کوئی دم کے لیے کیا لوث دامن / چھڑا لیگا سفر چرخ بدظن

آخر تقاضاے محبت سے ناچار ہوکر غازہ بیشرمی سے چہرہ گلگونکو تابناک کیا گلستان عارض مین بہار حسن نے زینت کو

مہمان بلایا مسّی آلودہ لبونکے عکس نے آئینہ میں سما ئین تختۂ سوسن کھلایا لب لعلین پر لالی نے غنچۂ رنگ گل احمر کا دل خون کیا لباس لبری سے آراستہ ہوکر
زیور جواہر ہوں سے پیراستہ از سر تا پا جسم انور فرما کر روانہ جانب دلبر اسے جاتا نہ ہوئی اس اثنا میں میزبان دہر نے مہمان خورشید
چہر کو کاشانۂ افلاک کو رخصت فرمایا اور بہر مہمانی شام دشت دستر خوان پر زر جواہر دوز و دستارہ دار بچھایا **نظم**

چھپا صحن زمین پر شام کا رنگ ہوئی دودی بیاض عارض سنگ
لگا ہونے ہوئی ٹھنڈک سی پیدا بڑھے سایے بہ شکل شوق پیدا

یہ مہمان کاشانہ جانان قدم شوق اٹھائے جب لشکر اسلام کیطرف آئی راستہ ہی مین جنگل کی عجیب صورت پائی دیکھا کہ کوسون
تک آگ لگی نظر آتی ہی جب ورا آگے بڑھی تو ظاہر ہوا کہ ہزارہا قندیل ٹنگی ہی گنبد بلور کے اور قمقمے نور کے آویزان ہین غیرت بخش
ضیا مہر تابان ہین فرش مخمل سبز کا بچھا ہی ہر نیا باغ بنا ہی درختونکو سر تراشی کرکے بادلے سے منڈھا ہی موتیونکے جال سے ہر
نخل چھپا ہی اور نیا تکلف یہ کیا ہی کہ ہر شاخ پر فوارہ لگایا ہی تن درخت پر چاندی سونیکا خول ایسا چڑھایا ہی کہ آئین فوارے کا
خزانہ بنا ہی ہر شجر پر ہزارہا ہزارے کا فوارہ چھوٹتا ہی پانی برستا نظر آتا ہی درخت سب شرابور ہین ہوا کے جھکورے سے
دلہن کیطرح جھکے جاتے ہین شرم کھا کر عرق عرق ہین نیا جوبن دکھاتے ہین پتون پر قطرے پانی کے اسطرح چمکتے ہین کہ شگوفہ نہین
موتیونکے گچھے لگے ہین شاید بہار سونے میں زرد اور موتیہ میں سفید ہی دشت آرایش مین دشت لیلی ہی قابل دید ہی کاغذ کا ابر
کا ٹکڑا غبارے کیطرح سے آتش بازون نے اڑایا ہی کہ وہ تمام دشت پر چھایا ہی نیچے اس ابر کے فوارے جو درخت پر چھوٹتے ہین اچھی
ساون بھادون کو شرماتے ہین پانیکی پھوہار دور تک جاتی ہی طبیعت مست ہوتی ہی بھور بھری آتی ہی ملکہ بہار یہ سامان بہار
دیکھکر و حیدکنان جب ورا آگے بڑھی دیکھا کہ ایک باغ پر بہار لگا ہی چمن چمن گل نسرین و نسترن و خیابان خیابان یاسمن و سمن و نیا موگرا
جوہی وغیرہ کے پھول لگے ہین شمیم انکی دماغ باد بہار کو بسائے ہی لطافت و نزاکت اسیجا بستر لگائے ہی ملکہ نے چاہا کہ چند پھول توڑے
ہاتھ سے چھوا تو معلوم ہوا کہ سب درخت جواہر کے ہین جیسا جو پھول ہی ویسی ہی خوشبو رکھتا ہی ہر نخل کی شاخ پر طائران خوشنوا مثل
طوطیان شیرین بیان و عندلیبان شیوا زبان زمزمہ پیرا ہین سبب یہ ہی کہ بند درختان مین پریان جن ہوا انکر سماے ہین طائر
کل دار ہین جب انکی کل دباتے ہین وہ نغمہ سنجی کرتے ہین ظاہر مین جواہر کے بنے ہین ملکہ موصوفہ جب بیچ چمنستان مین پہونچی سب
گل اس گلستان کے اسطرح ہنسے کہ جیسے گلعذار قہقہہ لگاتے ہین ملکہ حیران کا تھی کہ تنے درخت کے شق ہوے اور پریون نے
منھ نکالے ملکہ نے دیسے کہا افراسیاب سحر اپنے طلسم پر ناز کرتا ہی یہ بادشاہ اسلام ہر روز طلسم بنا لیتا ہی خدایا یہ کیا اسرار
ہی کہ یہان اسطرح کی آج بہار ہی کل جو مین آئی تھی اسجگہ دشت پر خار تھا نام کو بھی نہ لالہ زار تھا یہ آئینہ رو تو حیران تھی اور ان
پریونکے چہرے پیدا ہونیکا یہ سبب تھا کہ درخت سب قفل دار ہین جو سب انکی بیچ مین لگے ہین انکے کھلنے سے درخت سب شق
ہوتے ہین بیچ مین پریونکے چہرے کلدار لگے ہین کہ درخت شق ہونے سے وہ ہنستے ہین اور آگے بڑھتے ہین تمام اس گلستان جواہر
کا گلدستہ ہمیشہ بہار ہی ملکہ آسمان پری نے امیر کو بارگاہ سلیمانی بھیجا ہی ذکر اسکا دفتر اول نوشیروان نامہ مین لکھا ہے
ملکہ بہار اس ساز و سامان دیکھکر دنگ تھی جب ورا آگے بڑھی اپنے باغ و بہار کی ساحری بھولی دیکھا کہ ایک بارگاہ
فلک فرسا نصب ہے رقبہ اسکا تا باوج فلک پہونچا ہی پایہ بارگاہ ہمپایۂ چرخ نظر آتا ہی کئی کوس تک اس بارگاہ رفیع کا عرض

پھیلا ہی دربارگاہ سے دور تک ایک بازار آراستہ ہی ہر طرح کے اسباب عمدہ و نفیس سے پیراستہ ہی دکاندار نوجوان کمسن شباب کے دن لباس و زیور سے آراستہ بیع و شرا مین مصروف نگاہ انکی الفت سے مالوف دورویہ بازار بیچ مین سڑک قطعدار جواہر جابجا انبار سقے گلاب کیوڑہ مشکون مین بھرے اس سڑک کو چھڑکاؤ سے رشک دشت ختن و تاتار بناتے کٹورے کھنکتے دکانون کا انداز نرالا یعنی بارگاہ سے ہر دکان کا جدا اور پھر آئین ملا ہوا آراستہ ہر خیمہ کے رقبہ پر طاؤس زمرد کا بیٹھا منقار مین اسکی موتیونکا مالا اور بارگاہ پر پیادول و چوبدار مردے ہی حاضر تھے کچھ جلوخانے کے باہر تھے ملکہ جب اس بازار مین پہونچی یکایک تمام دکاندار غائب ہوگئے یہ حیران ہوئی کہ سب کیا ہوے اسی حیرت مین تھی کہ اندر سے بارگاہ کے سرداران عالیشان بصد تجمل برآمد ہوے اور ملکہ سے بصد شوق ملے کہا ہم بہر استقبال آئے ہین بادشاہ بڑی دیر سے انتظار آپکا کر رہے ہین تشریف لیچلیے یہ کہکر ہوادار پر سوار کیا ملکہ نے کہا ابتو دربارگاہ پر کھڑے ہین سوار ہونے کی کیا ضرورت سب نے کہا کہ بادشاہ اس جگہ نہین تشریف فرما ہین یہ بارگاہ صرف اسلیے ہی کہ قریب بازار جو چیز درکار ہو خرید کیجائے اور مصرف مین آئے اسجگہ انبار خانہ و بنجانہ و دیگر سامان وغیرہ کی تیاری ہی اور اس بازار کو بازار طاق بلقیس کہتے ہین دکاندار اسکے سب پریان اور جن ہین کہ نظر سے غائب رہتے ہین یہ کہکر ملکہ کا ہوادار کہاریان بادرفتار لیکر آگے بڑھین اور درِ دخل بارگاہ ہوئین یہان بھی صحن بارگاہ مین فرش گسترہ تھا تخت و کرسی و میز سے آراستہ تھا پری رخونکا مجمع تھا سامان شاہانہ مہیا تھا مگر جب سواری بسان باد بہاری یہانسے آگے بڑھی اور دوسرے دروازے سے بارگاہ کے نکلکر جو دیکھا واقعی زندہ بہشت مین اپنے تئین پایا ابر بہاری ہر وے ہوا چھایا تھا ترشح سے فوارونکے زاہدان خشک کو تردامنی کا لطف یاد آگیا تھا ہر شجر جواہر کار اشجار سے پُر بار زمین پر سر جھکائے سجدۂ شکر نخلبند قدرت ادا کرتا ہوا سے ہلتا تھا گویا سبز پوشان پاکیزہ دامن کا وجد مین جھومنا معلوم ہوتا سبزہ فرش ارض پر سبز رنگ کے طاؤسان مست پر کھولے بیٹھے فرش قالین گلدار کی کیفیت دکھاتے صنوبر اپنی رعنائی پر اکڑتے پھل درختونکے نزاکت بھرے انگلی کے اشارے سے ٹپک کر گرتے پہاڑ کی ڈانگ سے سراچہ بارگاہ کا ملا ہوا اور چہار طرف باغ پر بہار بیچ مین وہ بارگاہ علاوہ باغ جواہرین و مصنوعی کے جنگل اور دامن کوہستان مین ندیونکا لہرانا آبشار کا ہوتا نیا لطف دکھاتا باغ کی روش پٹری پر دورویہ ہزار ہا جھاڑ اور کنول فروزان زیر دامنگ کوہ سرو چراغان چراغونکی لو سے فوارونکا چھوٹنا واقعی لالونکا موتی اوگلنا تھا روشنی تھی یا فرہاد کے دلکو لگی تھی شعلۂ طور کا گمان تھا دشت تھا یا وادئ ایمن گلزار پر خیال گلشن جنان تھا سبحان اللہ کیا اس جگہ کا بیان ہو

نظم

نہال سبز مرغان نواسنج — بہار چشمۂ لبریز بے سنج
زمین پر سبزۂ نوخیز کا فرش — زمرد گون وہ منظر جابجا فرش
لگا ہون مین تراوٹ جس سے آگے — دل بیتاب کیفیت اُٹھائے
کہین گلہاے خودرو رنگ رنگ — کہین کچھ اور ہی صورت نئے رنگ
ہزارون طائران نو نواسنج — سنے اُنکو تو جائے دل سے ہر رنج
برابر نخل قد مین جس قدر تھے — نشیمن جابجا شاخون پر اُنکے

زمین پر سنگ مرمر فرش تا دور — فدا ہو دیکھنے سے طبع مسرور
قفس صندل کے آویزان شجر مین — عجب نقاشیان دیوار و در مین
مصفا باغ سارا صورت دل — بجا ہے اسکو کہیے نور منزل

ملکہ بہار اس لالہ زار کو دیکھکر تقاضاے عشق سے آہ سرد بھرتی اپنے گلعذار کی سرد مہری یاد کرتی کہ دیکھیے وہ مغرور حسن و جمال مجھ سے کہین سوا ہی نگاہ شوق کیونکر تجھ پر تا ہی معاملہ دلکا دیکھین کیسا گذرتا ہی اسطرح ہوس گری کھاتی ہر یہ نرگس سے آنکھ ملاتی روانہ تھی کہ یکایک ہر طرف سے ہزار ہا کنیزان مہر صورت زیور جواہر پہنے لباس عمدہ زیب بر کیے عمدہ ہاتھونمین لیے پیدا ہوئین

نظم

مزین جسم پر پوشاک و زیور — قریب تخت زرین ٹھہرین آکر
گران بار بدن پوشاک و زیور — نزاکت تھی برستی ہر صنم پر
خرامان کبک کی صورت بصد ناز — پریزادون سے وہ حورین تھین ممتاز
نہین رکھتی تھین مثل اپنا جہان مین — وہ گل تھین لاجواب اس گلستان مین

اُن سب نے ملکہ کو تسلیم کی اور ہمراہ سواری چلین ہزار ہا کنول آگے آگے روشن سرگرم اہتمام ہر غنچہ دہن طرح طرح قوالطرف گویان لحنون سے معطر دماغ جان غرض کہ اسی آن و بان سے قریب ایک چشمۂ شیرین کے پہونچی اس نہر مین ہزار دن رنگ کا گلاس پڑا تیرتا تھا چشمۂ نور چشمہ بنگیا تھا چشمہ مہر کیطرح نور سے لہراتا تھا قریب چشمہ دو درخت سرو کے لگے تھین درختون سے ملا سراپچہ بارگاہ استادہ تھے سواے اس چشمہ کے پشت درختان سرو اور کچھ نظر نہ آتا تھا قریب درختان ہزار ہا زنان قمر پیکر بعہدۂ دربانی استادہ ملکہ کو سب نے تسلیم کی یہان درختون مین دروازہ لگا تھا لیکن اسطرح کہ ثابت نہوتا تھا وہی راستہ اندر بارگاہ کے جانیکا تھا پس وہی دور رہا ملکہ اتر کر داخل ہوئی آگے بڑھکر جلوخانہ شاہی ملا فرق زنجیر کھینچی تھی پردہ زنبوری پڑا تھا وہ پردہ چرخی پر کھینچا ملکہ اندر آئی دیکھا کہ عجب بارگاہ رفیع المنزلت ہی مسکن بادشاہان جمشید مرتبت ہی صحن بارگاہ مین ہزار ہا گلدستہ دھرا ہی عطر انمین بھرا ہی گویا طبلۂ عطار کھلا ہی بارگاہ مین بارہ ہزار کنول جواہر کار لگا ہی الماس تراش ہر ایک استادہ نگیرہ جواہر دوز کھنچے ہین جھاڑ انمین ٹنگے ہین مرد نگیونکی بارھین قطار در قطار لگی ہین اور کرسیان یاقوت و زمرد کی بچھی ہین فرش مصفا سجا ہی دنگل ہزار ہا لگے ہین سامنے چہل ستونمین تخت شاہی بچھا ہی طاؤسان مرصع دم نہ دم اپنی چتر کی بیچ تخت پر مسند بچھی ہی اُسپر ایک جوان جسپر پیر فلک ورزال دنیا ہزار جان سے قربان بیٹھا ہی تاج شاہی اور لباس فرمانروائی سے آراستہ ہی گرد ہزار ہا حور پیکرونکا مجمع ہی عجب دل اس دلربا کی دیکھی کہ مرادین اسکی بامراد آرزوئین دلشاد تمنائین اسکی بلا گردان کہ کوئی تمنا کرے اسکو کس چیز کی نا میسری جو تمنا کرے نگاہ جوش کرم زر و رو سامنے اُسکے بے دم جبین مین اُسکی وہ نور کہ قمر کو داغی غلام اسکا بنا منظور زلف ہر چند کہ کافر کیش لیکن بصورت لام اسلام ساکن قرب کعبہ ابروے طرکن جان اُسکی خوشبو آنکھونمین کیفیت حسن لبریز مژگان بسان خنجر تیز دہان زخم جگران ابرو نکا نشہ دیدار حیا بصورت نظر نیکر دیکھنے کی خریدار غبتی نشان حسن قدرت یا شعلۂ رخسار کی لو شمع طور کی ضیا انگشت معجز نمایان ہین رخسار مہ نے طاہر

کہ معجزۂ شق القمر ہوا عارض کا حسن حیرت آمیز یا جلوۂ صبح طرب خیز لب کا رنگ پر روح گلشن صدقے قند و نبات بڑے مزے سے اُس کی بلائین لے غیرت سے پانی ہو کر بہے وہان تنگ نہین نہین کرنے سے ملک عدم بنا چاہ ذقن مین دل عاشقون کا ڈوبا ہوا بیاض گردن فرد حسن کا خاتمہ شانے شان الٰہی کے نمونے ہاتھون نے دل چھین لینے کے قرینے سینہ جوش شباب و مستی سے بھرا شہوت پرستی سے تنفر کیے دل جلانیکی عادت سیکھی شکم معدن نور تختہ بلور کمر نازک تار نگاہ دوربین لبسان چشم جانان بیمار و ناتوان و نازنین شمع ساق پاسے لو لگی اٹھی اسکی بُھے ہوشان پر لات مارتی بادام چشم بہرام چشم فرشتہ ریب ہد فریب شاہد کی سیج عزیز کی درج کہ بموجب نظم المولف

کیا لکھون وصف اس کے قامت کا — تھا سراپا الف قیامت کا
روشنی قلوب تھین آنکھین — چشم بد دور خوب تھین آنکھین
غنچۂ بینی اور گل رخسار — چمنستان عیش کی تھی بہار
گوش تھے کان ہائے راز نہان — لکھ سکون اُنکا وصف کیا امکان
زلف پیچان کی مدح مشکل ہے — جسمین الجھا ہر ایک کا دل ہے
لعل و در صدقۂ لب و دندان — جانتے ہین جہان مین سب انسان
جو کہا منھ سے ہو گیا وہ عیان — کلک قدرت سے لا کلام زبان
واہ کیا خوشنما وہ گردن ہے — حسن کی شمع سب پہ روشن ہے
ہاتھ تھے دو بلور کی شاخین — انگلیان نخل طور کی شاخین
بے کدورت تھا صاف وہ سینہ — حق نما تھا بشکل آئینہ
چشمۂ نور تھا شکم لاریب — ناف گرداب وار تھی بے عیب
کوئی تشبیہ یان پہ پہر کمر — نہین آتی ہے اب میان نظر
ماشاء اللہ خوشنما ہین قدم — رہرو راہ کبریا ہین قدم
اُس قدم پہ رکھا تھا جسنے سر — وہ کسی کا نہین تھا دست نگر

ملکہ اس دلدار پر از بسکہ شیفتہ نادیدہ تھی اسوقت سامنا ہوتے ہی بیخودی چھائی عشق بہر استقبال ہوش آئی اُدھر بادشاہ اسلامیان نے بھی دیکھا کہ ایک درج دلاکی گوہر برج وفا کی اختر ملک عشق کی قیصر آئینہ حسن کی جوہر باغ دوستی کی شجر نہال آرزو کی ثمر مبتدائے الفت کی خبر بازوے بے بال دیدہ آسمان دلبری کی قمر نور نظر آرام جگر بلکہ جگر سے بہتر تیغ الم کی سپر پہلوے عاشق کی دلبر کشور دل لوٹنے والی سینہ پر لوٹنے والی پہلوے عاشق سے بھاگنے مین کڑی کمان کا تیر دل اُسکے تیر مژگان کے نخچیر دام بلا کاکل مین ہر ایک کا دل اسیر ظالم بے تقصیر ساق پا جسکی عریان ہو تو روشن بزم عاشق پریشان ہو کہ بموجب نظم

قیامت تھین وہ آنکھین سحر آمیز — نگہ نے کی دہین دلپر چھری تیز
نگاہ کی جنبش ابرو نے تلوار — مژہ نے رکھ لیا ہے دل سر دار

پڑی تیغ تبسم ایسی کاری | ہوئی منظور دل کو جان پیاری
طبیعت جال مین زلفونکے الجھی | پڑی ایسی گرہ ہر گز نہ سلجھی
گل عارض نے تازہ گل کھلایا | کنوان چاہ زنخدان مین جھکایا

یہ دیکھتے ہی نگاہ محبت نے اپنے اثر کیا بادشاہ کو بھی غش طاری ہوا خواصون نے جلد جلد گلاب کیوڑہ وغیرہ چھڑکا دونون کو جب ہوش آیا ملکہ آگے بڑھی تخت سے شاہ نے بہر پیشوائی اس شاہ حسن کے پیش قدمی فرمائی قریب آکر ہاتھ تھام لیا ملکہ نے نزاکت سے یون کہا کہ کیا مرض مجھکو ہے آپ ذرا سے جی سنسنا گیا غش آگیا بادشاہ نے مسکرا کر کہا کہ تمھارا شرمندہ ہونا میری آنکھون پر صاحب ہین تو آپ سے شرمندہ ہو کر غش کر گیا ملکہ نے کہا مجھے آپ کیون کھلکر غش ہونے لگے یہ ڈورے اور کسی پر ڈالیے شاہ نے کہا ہمین تو کوئی مرض نہین اب تمھاری زلف کا سودا ہوا ہے ملکہ نے کہا اس مرض کی کیا دوا ہے شاہ نے فرمایا کہ شربت وصل سے یہ عارضہ جائیگا ملکہ نے یہ سنکر سر جھکایا شاہ ہاتھ پکڑے تخت پر لائے برابر بٹھایا کنیزان گلرخسار نے چار طرف سے اس مکان کے پردے اٹھوا دیے برسات کی چاندنی کھلی تھی چشمے موجزن تھے چاند پانی مین ہلور لیتا تھا پہاڑونسے آبشار ہوتا تھا اس لطف مین ساقی ماہ دیدار نے دونونکو نشہ سے سرشار کیا پھر زہرہ جبینان مہر رخسار نے ساز ملا کر یہ غزل مولف کی گانا

شروع کی غزل

دل اشتیاق دوست مین بے اختیار ہے | آنکھونکے سامنے مرے تصویر یار ہے
ہر دم زیادہ ہوتی ہین داغونکی کثرتین | سینہ ہمارا کاہے کو ہے لالہ زار ہے
جی چاہتا ہے سرمۂ چشم اسکو کیجیے | بتلا تو اے صبا یہ کہانکا غبار ہے
تھمتا نہین ہے آنکھونمین ہر چند روکیے | ہر اشک میرے دلکی طرح بیقرار ہے
سوراخ جابجا جگر و دل مین پڑ گئے | کیا ہی سنان تیر نگہ دل کے پار ہے
آنکھین اُٹھا کے دیکھو ذرا ترک جنگ جو | دل مفت مین خدنگ نظر کا شکار ہے
لاکھون فریب یاد ہین تم کو نئے نئے | پیارے تمھاری بات کا کیا اعتبار ہے
اے چارہ چین آئے بھلا کسطرح ہمین | قابو مین اپنے دل ہے نہ پہلو مین یار ہے

بادشاہ نے جام گلگون مے ناب بھر کر منھ سے ملکہ کے لگا دیا ملکہ نے پیکر ساغر بھرا اور شاہ کے منھ سے لگایا پھر تو دماغ دور شراب سے گرم ہوا مستی شراب آنکھون مین گھر کیا امیدین کھل کھیلنے پر آمادہ ہوئین مگر آنکھین شرم سے جھکنے لگین تمنا ئین ہر چند کہ منھ تکتی تھین مگر حیا مانع تھی کچھ عرصے مین جب بادشاہ نے آغوش محبت مین کھینچنا چاہا تو کنارا کیا نظر سے کیفیت مستی ہویدا آنکھین سرخ ہو کر طبیعت کا ڈھنگ بدلا لعاب شوق نے لب تر کر دیے مسکرا مسکرا کر خفا ہونے لگی کہ صاحب نچلے بیٹھو اللہ قسم مجھکو یہ دھال پھوٹے دیدون بھی نہین بھاتی مردونکی انھین باتون سے نفرت ہے کہ جب پاس بیٹھتے ہین سوا ے نوچا کھوچی کے انکا مقدور ہوتا ہی نہین قربان کرون جان ہلکان ہو جاتی ہے ایسی دھما چوکڑی بھلا کسکو پسند آتی ہے یہ کہکر اس انداز سے تیوری چڑھائی کہ لشکر غمزہ نے ہوس عاشق کو شکست دی بادشاہ منت کرنے لگے ملکہ نے ہنس دیا شاہ نے پھر دست ہوس دراز کیا اس بانی ستم نے

نہین نہین کرکے ہاتھ چھڑا یا کہ صاحب کیا غرض جو ہم اپنے دلبر جبر کرین اپنے اور بیگانے کے طعنے سنین جان کیون آرزو مین آخر کو دین شوق دید مین جستجو کرین فراق مین جل جل مرین بادشاہ نے کہا کہ اے مایہ ناز ہر چند کہ مین شاہ ہون لیکن تیرا غلام بے اشتباہ ہون یہ کہکر آنسو آنکھو نمین بھر لائے ملکہ نے اپنے دامن سے آنسو پوچھے ہنسکر کہا صاحب کیا تیری شکل مین رونا لگا ہی مین رونے آدمی سے گھبراتی ہون یہ کہکر اسطرح آنسو پاک کیے کہ وہ گدرایا جسم سینہ سے ملگیا بادشاہ کو تاب نہ رہی فوراً گلے سے لگایا ملکہ تڑپ کر آغوش سے جدا ہوئی کہ اُدہی دم گھٹگیا ابتو شرم نے آنکھ سے عار کی آرزوے ہمکناری دلدار اور زیادہ ہوئی اٹھکھیلیو نکا زمانہ آیا بیتابیونکی افزائش ہوئی مگر پاس شریعت مانع ازکار تھا بغیر نکاح دونون جانب خیال عصمت و پارسائی کا اظہار تھا ہر چند کہ فعل باطنی یعنی مباشرت سے تو باز رہے مگر یہ کیفیت تھی کہ حوصلونکا گرم بازار آپسمین ہم آغوش دہن مین مزے بوسونکے پوشیدہ آنکھو نمین چوتون نے گھر کیا نہین اور رہان کی لذتین وسسکیان بھرنا ملکہ نے گردنمین ہاتھ ڈالدینا جھجکنا پیچھے ہٹ جانا شرمانا لجانا مسکرانا پسینے پسینے ہوجانا چھوٹے کپڑے درست کرتے جانا کبھی انگوٹھا دکھانا کبھی زبان کی نوک سے رخسار سہلانا پہلے آپ بوسہ کے لیے منھ بڑھانا پھر شرماکر فرادائی دکھانا کبھی منت سے سر قدم پر رکھتا اور کبھی خفا ہوکر پاؤن پر دوسرے کو گردانا کبھی فدا اے روے یار ہوجانا کبھی نشہ وصالت بیہوش ہونا کبھی شمیم زلف جانان سے مدہوش ہونا کبھی بغلو نمین منھ ڈالنا کبھی شرم کا حیلہ کرنا گھبرا کر کہنا کوئی آتا ہی اور پلٹ جانا کہ دم گھبراتا ہی کبھی دامن جھٹکنا تنکر کھڑے ہونا گات کا جوبن دکھانا کبھی حیران ہوکر چار طرف دیکھنا آنکھو نکی گردش سے عالم دگرگون کرنا کبھی الگ ہٹکر ہاتھا کوٹ لینا آئینہ رخسار کی حیرتناکی سے بہار دکھانا اس ہنگامہ مین چولیان مسک گئین نار پستان ملے جو گئے تو سرخ سرخ نظر آنے لگے سیب ذقن گدرا کر زیادہ لطف دکھانے لگے زلف کا مزاج برہم ہوا منھ پر چھڑائی گیسو نے لہرا کر باغ رخسار پر گھٹا چھانیکی کیفیت دکھائی کاکل باوجودیکہ بال بال گنہگار تھی لیکن اترانے پر تیار تھی بادشاہ اس غیرت ماہ سے حبیب لپٹتے تو آہ سرد بھرتی کہ آپکی وفا کا کیا اعتبار ہی یہ منھ دیکھے کا سب پیار ہی انھین فقرونسے صد اقسمین کھلوالیتی اپنے اوپر دیوانہ بنا لیتی یہی ہنگامۂ ناز و نیاز تادیر گرم رہا ہر ایک بارزوے بے شرم رہا کہ

نظم

کبھی آپس مین لپٹے ہو کے بیتاب | کبھی حسرت سے کرتی چشم پر آب
کبھی بولی کہ جانی دم ذرا لے | ٹھہر بی اور رہی دو چار پیالے
کبھی زانو کو باہم سیتی تھی | کبھی کہتی کہ صورت دیکھو میری
زبان سے بوسہ لے کر گدگدانا | اٹھا کر جام مے منھ سے لگانا
یہ کہتا جلدی پی ہین تیرے صدقے | کہ ہو کچھ دیر مین تو میرے صدقے
کبھی ٹہنی سے دینا اک ٹہوکا | لپٹنے مین کبھی دیدینا دھوکا
کبھی کہنا کہ ٹھنڈے آدمی ہو | اٹھے ایسو نسے راحت کب کسی کو
مزے بوسون کے مستی پر چڑھائے | ارادے اور ہی مطلب پہ پائے
لگے ملکر دیے بوسے جو دو چار | ہوے نیلے نزاکت سے وہ رخسار

پسینہ آ کے چہرہ تمتمایا نگاہ ناز نے جلوہ دکھایا

جب خاطر مشتاق متقاضی ہمبستری ہوئی بادشاہ ٹال کر اُٹھے اور ملکہ بھی ضبط کر کے الگ ہوگئی کہا آؤ چلکر چاندنی رات کا لطف اُٹھائین بہار باغ سے جی بہلائین بادشاہ اس رشک ماہ کو ہاتھ پکڑ کے لیچلے اور پشت وپہلوے بارگاہ کے جو سراچہ اُٹھے تھے اسیطرح آئے یہان جو کیفیت بہار تھی زبان قلم کی کیا لیاقت ہے جو بیان کر سکے جا بجا چھوٹے درختون مین پڑے تھے گلغدار وغیرہ کے پھپے جمع تھے ملارگاتی تھین چاندنی مین دوڑتی تھین چھوٹی چھلیا کھیلکر بہار جوبن دکھاتی تھین درختون پر بادلے کی چمک مقیش کا اڑنا نور ریز زمین و فلک نہرون مین بجرے اور مورپنکھیان پڑین چلتی ترنگ بجتا جھانجھنین چھلین کرتین لب نہر جواہر کار بنگلے بنے فرش وشیشہ آلات سے سجے مینا کار برج بنے آگے اُنکے کٹگیرہ یا سلک گوہر تنے کہانتک بیان ہو کہ **نظم**

ہر اک سامان تازہ حیرت افزا نظر جس پر رہے تا حشر شیدا
طلسم آمیز سارے کارخانے بجا ہے کہیے جادو کے ٹھکانے
بچھین تھین مسندین زرین بہت خوب بشکل عارض تابندہ مرغوب
کہا بیٹھو کہ دم لے لین ذرا ہم یہان کی سیر دیکھین بھی کوئی دم
غرض بیٹھے لب جو وہ گل اندام ہوئین حاضر پرستاران گلفام
کہ اتنے مین کئی معشوق طناز لیے آئین ہزارون طرحکے ساز
جھکین تسلیم کو گائین بجائین نہایت لذتین خاطر نے پائین
پھر اُسکے بعد آئین اور نوخیز نگاہین جنکی خنجر کیطرح تیز
لیے شیشے بغل مین ہاتھ مین جام سوا اس کے بہت سامان آرام
کیے موجود کھانے لاکے باہم غذائین سب طرح کی کین فراہم
طعام عمدہ دستر خوان شفاف بشکل حسن جانان پاک و رصاف
تناول وان کیا دونون نے کھانا ہوا آغاز پھر گانا بجانا
رہے کچھ دیر پھر جب کہ یہ اسوار رہے پانی کی کیفیت سے سرشار
پھرے پھر وان سے آئے خوابگہ مین لپٹ کر دونون لیٹے اک جگہ مین

لیکن سونا کیسا وہی تازہ وغمزے کا دور عالم ہی کچھ اور رہا ملکہ نے سارا حال طلسم بیان کیا اور شاہ طلسم سے اپنا پاکدامن رہنا اسکا دل وجان فریفتہ رہنا تعلی کے ساتھ کہا پھر اپنا شریک ہونا اور خواجہ کی عیاری کرنا کہکر کوکب کا حال کہا مگر شمع و گلدستون سے پردہ کا نکلکر کہانی کہتا بیان کرتے وقت اپنا فریفتہ ہونا نہ کہا انھین باتون مزے مزے کی حکایتون مین شمع انجمن فلک بے نور ہوئی یہان گردن مین باہین پڑی تھین ٹانگون سے ٹانگین گتھی تھین کہ زلف شب کمتی مزاج سحر سے گستاخی ظاہر ہوئی

یہ باتین تھین کہ بدلا حال شب کا دکھایا صبح نے اپنا جھمکڑا
کچھے دست ہوس ٹھنڈے ہوے جوش اُٹھے انگڑائیان لے لے کے بیہوش

نہ ساقی تھا نہ مینا تھا نہ تھا جام	زبان پر تھا فقط اللہ کا نام

بادشاہ نے اٹھکر وضو کیا نماز سحر ادا کی تا دیر درگاہ احکم الحاکمین مین التجا کی لشکر مین امیر حسب دستور پچھلی رات سے برائے طاعت رب غفور اٹھے تھے صبح کو سب سردار بہر نماز مسجد مین آئے بعد فراغ نماز سب نے مصافحہ کیا سلام ہر اک کا ادا ہوا اُسوقت جواسیس سامنے آئے اور عرض پیرا ہوے کہ کل سے ملکہ بہار امیدوار ملازمت حضور در دولتسرائے معلی مین حاضر ہین امید رکھتی ہین کہ دیدار فیض آثار سے بہرہ یاب ہون امیر نے اس خبر کو سنکر استفسار فرمایا کہ بادشاہ سے ملاقات ہوئی یا نہین ہرکارے عرض رسا ہوے کہ شب کو حضور عالم کیطرف سے دعوت تھی اور ظل اللہ بھی پچھلے سے برائے خاطر مہمان عزیز تشریف فرمائے خانہ دعوت تھے ابھی تک وہین ہین یہ حال سنکر امیر اُٹھے کہ بادشاہ کو تسلیم بھی کرینگے اور بہار سے بھی ملینگے پس آج کا دربار موقوف رکھا سرداران اپنے اپنے خیام مین آکر آرام کرین اور امیر بسبب مسافت بعید سوار ہوکر صحرا مین گئے اور پہلوے بارگاہ دعوت کیطرف آئے ملازمین دیکھکر خدمت شاہ مین گئے آمد جناب صاحبقران عرض کی بادشاہ تخت طاؤسی پر سنبھلکر بیٹھے بہار مع خواصان گلفام کے بہر استقبال بیرون بارگاہ آئی امیر کو تسلیم بجا لائی امیر نے سر سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ تم مہمان عزیز تھین کیون یہانتک آنیکی تکلیف کی غرض کہ یہ فرماتے ہوے داخل بارگاہ ہوے بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے نیم قد اُٹھکر تعظیم دی آپ دنگل پر آکر تشریف فرما ہوے ملکہ بہار دوپٹے سے سب جسم چھپا کر سامنے کرسی پر بیٹھی گردن جھکائے تھی کہ نیل بوسونکا رخسار سے ظاہر نہو جسپر امیر کی نگاہ پڑے بڑی غیرت کی بات ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب بیٹھے فرمانے لگے الحمد للہ مین تجھ ایسی شہزادی ساحرہ زبردست کو مطیع اسلام پاتا ہون نور ایمان تیرے دلمین آیا خدائے بے شریک بے ہمتا کو تو نے پہچانا مین بہت تجھسے راضی ہوا ملکہ عرض رسا ہوئی کہ یہ سعادت کونین میری تھی کہ آپ ایسے برگزیدہ کی زیارت سے خدا نے مشرف کرایا مجھکو ضرورت خواجہ کے ساتھ رہکر شاہ طلسم سے اگر نہ درپیش ہوتی تو ابھی کلمہ طیبہ پڑھتی امیر نے فرمایا جزاک اللہ پھر حال عمرو پوچھا اُسنے ابتدا تا انتہا بیان کیا اور کہا اب کوکب کے یہان اسطرح بعزت تمام ہین امیر نے سب حال سنکر ایک نامہ طلسم والونکو لکھدیا اور ملکہ کو کئی سو کشتی زیور زمرد و الماس کی مع خلعت گران قیمت عنایت فرماکر اور نامہ شوقیہ بنام خواجہ دیکر ارشاد فرمایا کہ بابا فقیر کو ہرچند کہ سیری نہین گوارا تمھاری دوری نہین لیکن شغل و اشغال مین فرق آتا ہے تمھین خدائے کریم کے سپرد کیا حقیر برائے طاعت رب غفور جاتا ہے یہ کہکر رخصت ہوے اور ہنگام وداع بادشاہ سے کہا کہ جناب دربار مین کب رونق افروز ہونگے شاہ نے فرمایا کہ شب بھر مین جاگا ہون آج آرام کرونگا کل انشاء اللہ برآمد ہونگا امیر نے ملکہ سے فرمایا کہ یہ نہ سمجھنا میری رخصت کیلیے ایسی باتین ہین یہ تمھارا گھر ہے جبتک جی چاہے تشریف رکھنا ملکہ نے عرض کیا کہ جب سے شریک ملازمان عالی ہوئی ہے اسی آستانہ کو اپنا مامن جانتی ہے یہان نہ رہیگی تو اور کہان جائیگی مگر بندگان جناب شاہ طلسم تنہا ہونگے فی الحال زیادہ نہین ٹھہر سکتی آج شام تک چلی جائیگی امیر یہ سنکر وہان سے روانہ ہوے اور داخل صومعہ عبادت ہوکر یاد الٰہی کرنے لگے وہان جب تنہائی ہوئی وہی ہنگامہ عشرت ہوا آپسکی چھیڑ چھاڑ اختلاط و پیار ہونے لگا لطف ہم آغوشی باہم بوسہ بازی حسرت کی نگاہین محبت کی راہین کھلین گانا ناچ شروع ہوا شراب کا دور چلنے لگا باہم عہد و پیمان ہونے لگے وعدہ دیدار و وصال

یہ اقرار کے پچھلے بدلے نشانیاں ایکنے دوسرے کی لین قسمین عاشق و معشوق نے کھائین کہ جانی ہم کسی حال مین ہونگے مگر تمھین نہ کسی طرح دلسے اپنے بھولینگے دن ہجر کی مصیبت کے بھرین گے خدا چاہے گا تو مل رہین گے کہ نظم

مجھے تنہائی ہوگی تم سے حاصل — نہ مانے گا کسی صورت مراد ل
زبان پر آئے گی فریاد ہر دم — بکلجائین گے گھبرا کر کہین ہم
کسی دیوار سے پھوڑینگے سر کو — محبت آگ کردے گی جگر کو
زیادہ دیر مین ہوگا نہ انجام — کہ مرجائین گے ہم محروم ناکام
یہ کہکر دل محبت سے بھر آیا — طبیعت مین جو اپنی جوش پایا
تو مل کر گلے وہ خوب روے — کوئی دم داغ دل اشکوں سے دھوے
پھر اسکے بعد مانگی اک گلابی — رہا کچھ دیر دور آفتابی
لبالب جام مے اترے گلو سے — مزے لیتے ہجوم آرزو سے
ملا سینہ سے سینہ بسکہ تھا جوش — ہوئی کیفیت عالم فراموش
لیے بوسے زبانون نے دہن کے — لٹے گل دونون عارض سے چمن کے

انھین شکوہ و شکایت ذکر ہجر و وصل مین آغوش فلک سے معشوق خورشید نکلکر جانب طلسم مغرب روانہ ہوا اور شب فراق نے عاشقون کے تڑپانے کو عالم مین داخلہ کیا کہ ابیات

نگاہ شہر تھی مصروف تماشا — کہ اُٹھا نور روے خور سے نقطا
چھپا چشم جہان سے مہر روشن — ملا گیری ہوا عالم کا دامن

اُس آفتاب آسمان دلبری نے رو کر کہا کہ لو جانی اللہ نگہبان دلسے نہ بھلانا زیادہ نہ تڑپانا اشعار

کہا جاتے ہین لو خالق کو سونپا — مگر اے جان رکھنا دھیان میرا
کہان ہم اور کہان تم اور یہ سامان — مصیبت پھر ہوئی دست و گریبان
دعا کرنا کہ پھر بھی ہو ملاقات — میسر آئے پھر گذری ہوئی رات
کہ ہم تم ایک جا ہون محو آرام — رہے شرمندہ فکر بخت ناکام

بادشاہ بھی ان باتون پر اشک فشان تھے عجب وقت تھا کہ آہون کا دھوان بلند ہوکر گویا سحاب بنا تھا اشکونکی جھڑی لگی تھی چہرے تمتماکر سرخ ہوے تھے یا گلزار حسن مین شفق پھولی تھی ادھر صحرا مین طایر بسیرا لیتے تھے ندیونسے آبشار بہتا پہاڑونسے جھرنا جھرتا سارا دشت اس بہار کے جانے سے روتا تھا کوئل اور پپیہے اور مور نعرے اور کوک مارتے تھے دونون وقت ملتے تھے یہ شید اے یکدگر جدا ہوتے ہر سمت سناٹا چھایا تھا فلک نے جدائی کا نقشہ دکھایا تھا خلاصہ کلام وہ ماہ تمام زار و گریان سحر زر کے تخت پر بیٹھکر اڑی عاشق کو دیکھتی جاتی تھی بادشاہ بھی محو نظارہ تھے اور مثل دیدار ہلال شب عید تا دیر نگران جب وہ ماہ بعید نظر نہ آئی اور نگاہ سے چھپ گئی اشکونکے بہانیکا بہانہ ہوا دم ہمراہ جانا نہ روانہ ہوا ناچار وہان سے

پھر کر داخل شبستان ہوئے کارپردازون سے فرماتے گئے یہ سب سامان برطرف کرو وہ تعمیل حکم مین مصروف ہوئے اور شاہ چھپر کھٹ پر لیٹ کر منھ لپیٹے شب ہجر کے صدمے سہنے لگے اسطرف تو یہ حال گذرا مگر طرف ثانی کا ماجرا سنیے کہ تخت سحر اڑ کر قریب ایک پہاڑ کے پہونچی دل صحبت شبینہ رکھتا تھا وہی جلسہ آنکھون مین پھرتا تھا دلسے کہتی تھی کل کیا تھا اور آج کیا ہو گیا نظم

برائے چند ساعت تھین یہ باتین
نہ تھے آگاہ ہم ہوتی ہین گھاتین
نہ سمجھے تھے فلک کو بے وفا ہے
یہ جتنی مہربانی ہے دغا ہے
ذرا اشکون سے دھو لین گرد دامن
بنایا اپنے جی کو اپنا دشمن

اُسی رنج والم مین اُس پہاڑ پہ وہ تخت اتارا اور تا دیر جانب لشکر اسلام دیکھا کی یہ فکر یار مین فلک اپنے کار مین یعنی گلگون عیار جو سابق مین ہمرہ لقا آیا تھا اسنے ابتک جنگ جدل و آمد ساحران وسحر بہار کیوجہ سے عیاری کرنیکی فرصت نہین پائی چنانچہ جب لقا کو بہار نے دیوانہ بنایا اور سب ناچتے ہوئے لشکر اسلام مین گئے وہانسے اور تو سب چلے آئے مگر یہ عیار صورت بدلکر رہگیا کہ مین عیاری کرونگا غرضکہ لشکر اسلام مین تیاری دعوت شروع ہوئی کسی نے اسکی جانب توجہ نہ کی اور اسنے بھی قصد کیا کہ بہار آئیگی اسینے خداوند کو ذلت دی ہے تو اُسیکو پکڑ لیچلنا اسی فکر مین چار ہمت صورت بدلے پھرا کیا اور جب جلسہ دعوت آغاز ہوا اسکو یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ خیمہ و بارگاہ مین کب نصب ہوئین کیونکہ یہ انتظام جب سے ہوا تھا کہ یہ اپنے ملک سے بھی نہ آیا تھا آخر جب کسی کارپردازی کی صورت نہ بن سکا اور پہرہ خیمہ و بارگاہ مقام دعوت مین نجا سکا چار ناچار یون گھات لگا کر دست بردی کرون جب صحرا سے گلدستہ ہمیشہ بہار مین قدم رکھا وہان انتظام جنونکا تھا غل وشور برپا ہوا کہ لیجیو گرفتار کیجیو دوڑ آیا یہ گھبرا کر آگے نہ بڑھ سکا سمجھا بہار نے سحر کی چوکیان بٹھا دی ہین جانہ سکو گے یہ سمجھکر گھات مین لگا رہا کبھی اس کوہ مین پھرتا گاہ سر کوہ پر جا کر سیر روشنی وکیفیت جلسہ دعوت دیکھتا تا اینکہ ملکہ مذکورہ رخصت ہو کر پہاڑ پہ آئی اور اُسنے بطور مخفی اسکو دیکھا بس اُسیوقت درہ کوہ مین بیٹھکر ایک ضعیفہ کی صورت بنا کر خمیدہ پشت لکڑی ہاتھ مین سر ہلتا بال سفید چادر محمودی کی اوڑھے پائچون مین گرہ لگا کے آہستہ آہستہ کچھ بکتا ہوا چلا بہار نے پہاڑ سے اسکو جاتے دیکھ کر پکارا کہ بڑی بی ذرا ٹھہرنا اور خود سحر اڑ کر اسکے پاس آئی اُسنے ملکہ کو دیکھکر بلائین لین دعائین دین کہ سامری بھلا کرے بیٹی اس جنگل مین راتکو کہان پھرتی ہو ملکہ نے کہا مین لشکر اسلام مین کام کو آئی تھی اب طلسم مین جاتی ہون مگر تم بتاؤ کہ کہان رہتی ہو اور کہان جاتی ہو بڑھیا نے کہا بیٹا مین کہان جاؤن جب سے وارث میرے مرگئے دنیا سے نفرت کر کے جنگل مین چھوٹا سا جھونپڑا ڈالکر پڑی رہتی ہون تمھارا جی چاہے تو چلکر وہان آرام کرو ملکہ نے اس بڑھیا کو اسلیے پکارا تھا کہ یہ اگر اس اطراف کی رہنے والی ہے تو حال راہ طلسم جانتی ہوگی دریافت اس سے کر کے مین رہگزاے منزل مقصود ہون جب اُس نے یہ کہا کہ مین صحرا مین رہتی ہون ملکہ نے کہا راستہ بھی تمھین کچھ معلوم ہے بڑھیا نے کہا سب راہین جانتی ہون طلسم تک کا حال بخوبی معلوم ہے اسنے کہا پشتہ رنگین حصار کا کونسا راستہ نزدیک ہے ایک راہ تو شہر نا پرسان ہو کر گئی ہے ایک صحرائے حیرت سے راہ نکلی ہے لیکن مین چاہتی ہون کہ ان راہون سے نجاؤن بڑھیا نے کہا اور راہ طلسم آئینہ سے ہے وہ اہل اسلام نے فتح کیا آؤ بیٹی تم میرے مکان پر چلو تو بیٹھکر اچھی طرح راہ کا پتہ سمجھاؤن مین مدت سے طلسم مین نہین گئی اب تم سے

نشان پوچھکر پہلے سمجھ لون تو جواب دون ملکہ نے کہا بڑی بی میری خاطر سے بیٹھ جاؤ اور پتہ بتاؤ اب مین وہان کہان جاؤن بڑھیا ملکہ کے نزدیک
بیٹھکر وہین باتین کرنے لگی ہنگام سخن پردازی نیفہ سے ایک بٹوا نکالا اور اسمین سے ڈلی چکنی اور الائچی نکالکر کہا بیٹی یہ تو ہی کھالے
مین تمباکو کھاؤن کہ مجھکو عادت ہے ڈلی اسلیے رکھتی ہون کہ جو کوئی آجاتا ہے تو دیتی ہون اور مجھ سے تو چھٹتی نہین ملکہ نے اسکی
خاطر سے ڈلی تو نلی مگر الائچی کھائی وہ بیہوشی آلودہ تھی یہ کھاتے ہی بیہوش ہوگئی اس عیار نے پشتارہ باندھا اور لیکر جانب
لقا چلا راہ مین سوچا کہ اگر یہ ساحرہ ہوشیار ہو جائیگی تو تیری جان جائیگی اور دربار مین عیار آتے جاتے ہین وہ قتل
ہونے نہین دیتے اس سے مناسب ہے کہ یہین سر کاٹ لے یہ سوچکر پشتارہ رکھکر ملکہ کو درخت سے باندھا اور خنجر کھینچکر آمادہ قتل
ہوا مگر بقدرت کردگار رات کا وقت تھا عیاران لشکر اسلام دور دور تک بالادہی کرتے ہین منجملہ انکے **سرسنگ مصری**
عیار ادھر آنکلا اور اُسنے دیکھا کہ ایک عیار درخت سے کسیکو باندھے قتل کیا چاہتا ہے خنجر کھینچکر سر پر پہونچگیا ہی یہ دیکھکر
اُسنے کلہ فلاخن مین پتھر رکھکر مارا کہ **گلگون** کی کلائی پر پڑا خنجر چھوٹکر الگ گرا اسنے پھر کر دیکھا اسنے للکارا کہ باش او نابکار عیار
یہ کہکر تیغہ کھینچکر آ پڑا **گلگون** بھی تیغہ پکڑکر لڑنے لگا برابر سے تیغہ زنی آغاز ہوئی چوٹین چلنے لگین لڑتے لڑتے **سرسنگ**
نے کسکر تیغہ مارا وہ پچھلے پاؤن جست کرکے جو اڑا ایک غار کے اندر پاؤن اُسکا جا رہا **سرسنگ** بھی مثل برق تڑپکر برابر
اُچکا تھا جیسے ہی وہ غار مین گرنے لگا چاہتا تھا کہ سنبھلے اسنے ایک لات ماردی کہ وہ ڈھلک کر غار مین جا رہا یہ جست کرکے
اُسی گڑھے مین پہونچا اور اُسکی چھاتی پر چڑھا چاہا کہ مشکین باندھون وہ عیار بہت زبردست ہے اسنے دونون پاؤن
اپنے اُسکی گردن مین ڈالکر زور کیا یہ چھاتی پر سے اُسکے پاؤن کیجانب چت ہوگیا اور وہ اٹھ بیٹھا **سرسنگ** بھی بے بدل
عیار ہے چت ہوتے ہی جیسے وہ سینہ پر سوار ہونے لگا خنجر اُسکے منھ پر مارا یہ بعجلت تمام جست کر گیا ورنہ چہرہ کٹ جاتا جب
وہ جست کر گیا **سرسنگ** بھی جست کرکے غار سے نکلا پھر تیغہ چلنے لگا اب کی **گلگون** نے گھسکر ایسا تیغہ مارا کہ رد کرنا
مشکل ہوا **سرسنگ** پیچھے تو نہ ہٹا مگر اچک کر تیغہ خالی دیا اتنی دور اچک کر بلند ہوا کہ تیغہ تو خالی گیا مگر جس درخت کے نیچے
لڑ رہے تھے اُسکا ٹہنا اس زور سے سر مین لگا کہ یہ تیورا کر گرا لیکن دلمین خیال تھا کہ حریف سر پر موجود ہے گرتے ہی ایسی
لوٹ ماری کہ وہان سے ایک جھاڑی کچھ دور پر تھی اسمین چلا گیا ادھر **گلگون** دوڑا کہ جاکر مشکین باندھون مگر ہرچند تلاش
کیا پتہ نہ معلوم ہوا سمجھا کہ چوٹ کھاکر نکل گیا اب تو چلکر ساحرہ کا سر کاٹ لے یہ سوچکر پھرا مگر بقدرت کردگار لڑنے مین اُسکے
عرصہ ہوا بہار کو ہوش آگیا اپنے تئین بندھے پایا حیران ہو کر دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہے **گلگون** نے اُسکا سر ہلتے دور سے دیکھا
کہ ہر سمت منھ پھیر کر دیکھتی تھی سمجھا کہ ساحرہ بھی ہوشیار ہوگئی تو نے غفلت کی کہ زبان مین سوزن نہ دیدیا اب بھاگنا چاہیے
بس پچھلے ہی پاؤن پھرا اور ایک جگہ ٹھہرکر فتیلہ عیاری جلایا آئینہ سامنے رکھکر صورت اپنی مثل **چالاک** بنائی اور
روانہ ہوا یہان بعد کچھ عرصہ کے **بہار** نے سحر پڑھا وہ کمند جس سے یہ بندھی تھی جل گئی اور آپ چھوٹ کر آگے بڑھی اس عرصہ
مین وہ عیار چالاک بنا ہوا سامنے آیا اور کہا اے ملکہ خدا نے تمھین بچایا ایک عیار قتل کیا چاہتا تھا اگر مین نہ آجاتا تو کام
تمام تھا ملکہ **چالاک** کو دیکھکر بہت خوش ہوئی پوچھا کہ مزاج ہمایون بادشاہ اسلامیان کیسا ہے اسنے بناوٹ کی راہ سے
کہا کہ داخل شبستان ہین سنا ہے کہ درد سر ہے ملکہ سمجھی کہ تیرے ہجر مین روتے ہونگے انھین باتون مین یہ پاس آ کھڑا ہی تھا

حباب بیہوشی اسنے مارا کہ ملکہ پھر بیہوش ہوگئی اسنے اسکی زبانمین سوزن دیا اور سوچا کہ لشکر خداوند قریب ہے اب یہین لیچلنا ہوسری ہوگی اور خداوند خوش ہوکر چھپری دینگے غرضکہ پشتارہ باندھکر لیچلا اس اثنا مین سرسنگ جو جھاڑی مین گیا تھا تادیر ہوش اُسکے بجا نرہے جب سر کا چکر مٹا اسنے باہر آکر دیکھا کہ ساحرہ اور عیار نہیں ہین آگے جو بڑھا اس عیار کو پشتارہ بدوش دیکھا خیال کیا کہ اسنے پھر ملکہ کو پکڑ لیا یہ دیکھکر چاہا کہ سد راہ ہون لیکن غور کیا کہ لشکر قریب ہے اور اُسکے مددگار ذفیل بجانے سے آجائینگے اور تو زخمی بھی ہی سر برہنو سکیگا بیسرا تو یہ سامنے لقا کے لیجائیگا یکایک تو قتل کریگا نہین تو چلکر اپنے لشکر کے عیار دنکو اس حال سے باخبر کردے یہ سوچکر کنارے اپنے لشکر کے آیا ذفیل عیاری بجائی لشکر مین چالاک انتظام کرتا پھرتا تھا ذفیل سنکر دوڑا آیا اُسنے سارا ماجرا اُس سے بیان کیا اُسنے کہا تم لشکر مین جاؤ کہ سر تمھارا درد کرتا ہی مین ملکہ کو لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور لشکر حریف مین جب پہونچا ایک جگہ ٹھہرا دیکھا کہ ایک فراش ہاتھ مین کنول بجھانے کیلیے بارگاہ لقا کیطرف جاتا ہی اسنے اسکو پکارا جب وہ قریب آیا اُسنے کہا مین نے تمھین اسلیے بلایا کہ یہان مین کھڑا تھا یہ پڑا پایا جگہ پڑی تھی ایسی اسمین دوا خوشبو کی ہی کہ دماغ معطر ہوا جاتا ہی ذرا دیکھو تو کہ کیا ہی وہ بیچارہ سمجھا کہ یہ بھی کوئی لشکر کا آدمی ہی وہ اقعی کوئی چیز پائی ہوگی پس پڑیا لیکر دیکھی اسمین خاک بیہوشی تھی وہ اسکی خوشبو سے ہاتھ مین پڑیا لیتے ہی بیہوش ہوگیا اُسنے اسکا پیرہن لیا اور اسکی ایسی صورت بن کر بارگاہ لقا مین آیا جو کنول قریب بجھنے کے دیکھا اسکو نے لگا کر بجھادیا روشنی کا انتظام کرنے لگا اس عرصہ مین گلگون اپنے خیمہ مین چلے گیا ایک صندوق مین بہار کو بند کرکے اپنے ایک شاگرد نیرنگ تیز رفتار نام کو بلا کر وہ صندوق سپرد کیا اور کہا جب مین طلب کرون اُسوقت بارگاہ مین تو اسکو لانا یکایک اسکو لیجانا اچھا نہین موقع ومحل دیکھکر مین طلب کرونگا یا سر اُس کا مانگونگا اب جاکر اتمزاج خداوند لیتا ہون یہ کہکر بارگاہ مین آیا اپنی جگہ پر بیٹھا ہنوز کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ ہرکارے مجرا گاہ پر آکر کھڑے ہوے اور بعد دعا دینے اس مرتد خدا کے عرض رسا تھے کہ ناہید فولاد بدن نام کوہستان کے ممالک مین سے ایک ملک کا بادشاہ بافوج گران حضور کی مدد کو آیا ہی داخل لشکر ہوا چاہتا ہی ناہید کا نام سنکر منصور نے کہا یا خداوند اب حمزہ بیشک مارا جائیگا یہ بادشاہ بسا زبردست ہی سولہ سو من کی زنجیر آہنی سے کمر باندھتا ہی ہم کو یقین اب اسکا جواب دینے والا کوئی نہین لقا یہ کلمات سنکر بہت خوش ہوا کہا قدرت نے اسلیے اُسکو بلوایا ہی کہ وہ اہل اسلام کو گوشمالی دے اُسنے تو یہ کہا لیکن بختیارک ہنسا اور گویا ہوا کہ بادشاہ جسکے تم ثنا خوان ہوگیا سمندون دیو سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہی یکھو کہ اسکی قضا کشان کشان یہان لائی ہی لقا نے یہ سنکر اسکو گھڑ کا او شیطان کیا بکتا ہی اور حکم دیا کہ لوگ بہر استقبال جائین سب کوہی شیطانی کو گئے راہ مین اُس سے ملے لشکر اُسکے ساتھ چالیس ہزار کوہی کا تھا اسکو اتروایا پھر اسکو بتعظیم تمام بارگاہ مین لائے چالاک نے بھی اسکو دیکھا کہ ایک کوہ قامت انسان دیو صورت ہے واقعی بڑا زبردست ہے کہ

نظم

سیہ رو بدگہر ظالم ستمگار
خدا نا ترس بدطینت دل آزار
بدن پر سر بشکل کوہ پیدا
زبان تیز و مگر بیہودہ گو یا
زبان خوک دندان بد اسلوب
کبھی منھ سے نہ کہتا وہ سخن خوب
برہنہ سر سے پا تک مثل شمشیر
بدن کے رونگٹے جیسے سر تیر

گلو کا پوست خسم کی طرح لٹکا — دم رفتار دے زانو کو جھٹکا
سر بن دو کوہ خارا ساق شہتیر — کمر مین تھی کئی سو من کی زنجیر

اُس دیوصورت نے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی لقا نے بخندہ پیشانی خلعت اسکو دیا اور کہا کہ ہماری رحمت مدام تجھپر نازل رہیگی اور پیغمبری ہماری ملیگی غرضکہ بعد اسکے بیٹھنے کے گلگون نے کہا یا خداوند پیغمبری مجھے بھی دیجیے کہ مین آپکی مدعیہ یعنی بہار ساحرہ کو پکڑ لایا ہون اسکو قتل فرمایئے منصور نے کہا اب پھر آفت آیا چاہتی ہے بختیارک نے کہا دہین تم نے سر کاٹ لیا ہوتا اُسنے سب روداد بیان کی کہ اس طرح عیار سے لڑائی ہوئی مجھکو سر کاٹنے کا موقع نہین ملا اپنے خیمہ مین اس طریق سے قید کر آیا ہون شیطان گویا ہوا کہ بس اب خبردار ہو اپنے خیمہ مین رہنے دو جب موقع دیکھنا سناٹے مین سر کاٹ لینا جلدی نکرو گلگون اس کلام سے خاموش ہورہا لیکن چالاک نے سارا حال سنا یہان تو کوہی کی خاطر و مدارات ہونے لگی دور شراب چلنے لگا مگر چالاک ایک فراش کو نے دیکر کہ بھائی مین رفع ضرورت کر آؤن تم جبتک کام کر دیہ کہکر باہر آیا اور ایک گوشے مین ٹھہر کر صورت تو بدلے تھا ہی فراش سے اب قطع اپنی خدمتگار کی بنالی اور جلد خیمہ گلگون مین گیا یہان نیرنگ صندوق کا پہرا دے رہا تھا اور بنابر احتیاط کسی اور عیار کو بھی آنے نہ دیا تھا کہ یہ پہونچا کہا لاؤ قید ساحرہ گلگون نے طلب فرمائی ہے اسنے کہا اچھا ٹھہرو دیے چلتا ہون چالاک اُسکے پاس جاکر ٹھہرا کہا یار ہم پیاسے ہین پہلے ذرا سا پانی پلا دو اسنے کہا ابھی یہ کہکر سبو دان پر گھڑا رکھا تھا اُسمین سے پانی لینے وہ گیا اتنے عرصے مین سفوف بیہوشی منھ مین رکھ لیا جب اسنے گلاس لا کر دیا اسنے ہاتھ سے لیکر قریب منھ کیا اور اسطرح منھ سے لگایا کہ جیسے ایک گھونٹ پیتے ہین بس فوراً منھ سے گلاس ہٹا کر پھریری لی اور کہا بھائی تم نے اسمین کچھ ملا دیا پانی کڑوا ہے اُسنے قسم کھائی کہ نہین تمہارے لیے ہم ایسا نہ کرینگے ہرچند کہ ہم عیار ہین مگر گھر والون کیلیے تھوڑے ہین اُسنے کہا اگر کچھ نہین ملایا تو ایک گھونٹ اس پانی کا پیو تو سہی اُسنے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر وہ سارا گلاس آپ پی گیا چالاک نے منھ سے گلاس لگانے کے وقت بیہوشی تو ملا ہی دی تھی جب اُسنے وہ پانی پیا کہا مین آپکو اور پانی لائے دیتا ہون یہ کہکر چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا چالاک نے قفل صندوق وا کیا ملکہ بہار کو نکالا زبان سے سوزن نکالکر ہوشیار کیا اور سب حال کہا ملکہ نے کہا کیا کہون امیر نے منع کر دیا ہے ورنہ ابکی اس بوڑھے پیچھے لقا کو وہ ذلت دیتی کہ یاد ہی کرتا چالاک نے کہا اب تم کوئی طائر بنکر رہو ہوا سے تماشا دیکھو مین عیاری کرتا ہون بہار چاہتی تھی کہ جائے اسنے کسوت عیاری سے ملکہ کو زنانے کپڑے نکالکر دیے کہ تم یہ پہنو اور اپنا لباس مجھے اتار دو ملکہ نے الگ خیمہ مین جاکر لباس بدلا اور اپنا لباس لاکر اُسکے حوالے کیا آپ اڑ کر چلی گئی اور پردے ہوا پر ٹھہر کر حال بارگاہ لقا دیکھنے لگی یہان چالاک نے نیرنگ کو بصورت بہار بنایا وہی لباس پہنایا آپ صورت نیرنگ کی بنا اسکو صندوق مین بند کر دیا زبان بھی چھید دی سب درستی کر کے منتظر طلب بیٹھا بارگاہ مین جب زیادہ رات گئی بختیارک نے خادم و فراش وغیرہ سبکو ہٹا دیا اور تخلیہ بخوبی کر لیکے نیرنگ سے کہلا بھیجا کہ بہار کو لائے نیرنگ نقلی بموجب حکم چند آدمیون سے صندوق اٹھوا کر لایا اور حسب الحکم ستون بارگاہ سے باندھا جلاد کو طلب کیا اور بہار نقلی کو ہوشیار کیا اسکی آنکھ کھلی منتین اشارے سے کرنے لگا اور اشارے سے بتلاتا تھا کہ مین نیرنگ ہون کسی نے بھی اسکی فریاد نہ سنی اور کہا الحق رحم نہین ہے اپنے بچنے کیلیے منت کرتی ہے غرضکہ جب جلاد تین حکم پوچھ چکا اور آمادہ قتل ہوا اسوقت چالاک کو نیرنگ کے

حال پر رحم آگیا جلادت سے کہا ٹھہر جاؤ توقف پذیر ہوا اسنے پکار کر کہا کہ اے گلگون عیاری بڑی مشکل ہی یہ فن ہر ایک کو نہین آتا دیکھو یہ تیرا شاگرد نیرنگ ہے جسکو تو قتل کروا تا ہی ملکہ بہار کو کون قتل کرسکتا ہی منم چالاک بن عمرو یہ کہکر زبان نیرنگ سے سوزن نکال لیا اور کمند جس سے وہ بندھا تھا خنجر سے کاٹ دی اہل بارگاہ آفرین خوان ہوے کہ کیا جوانمرد ہین لاکھون مین اکیلے کھڑے ہین اور دشمن پر احسان کرتے ہین سب تو تعریف کر رہے تھے لیکن گلگون دل مین جل رہا تھا کہ اسنے مجھکو بہت ذلیل کیا ہی آخر اسکو تاب نرہی تعریف کرتا اٹھا کہ واقعی آپکا مثل نہین ہین تو آپکا غلام ہوا یہ کہکر پانو پر گرا چالاک نے چاہا سر اسکا اُٹھا کر سینے سے لگائے اسنے دونون پاؤن پکڑ کر جھٹکا مارا کہ چالاک گرا گرتے گرتے خنجر اُسنے بھی کھینچا اور اسپر وار کیا گلگون نے پاؤن چھوڑ دیے اور شاگردونکو پکارا کہ لینا جانے نپائے نیرنگ جسکو اسنے کھولدیا وہ برابر کھڑا تھا جب تک چالاک سنبھلے سنبھلے اسنے کمند ماری چالاک نے خنجر سے حلقے کاٹے اور لوٹ مار کر در بارگاہ کیطرف چلا اُسوقت ہزار ہا کمند ٹوٹنے لگی اور رسنا بلے بارگاہ مین الجھا مگر جو قریب آگیا اسنے بھی پاؤن اُسکے اڑادیے اُسوقت نیرنگ اُسکے پہلو پر آگیا کمند مارا چاہتا تھا کہ اسنے اُسکا پاؤن پکڑ کر کھینچ لیا جب وہ گرا ایک طمانچہ اُسکے مارا مگر وہ لوٹ مار کر الگ ہوا اور اٹھا دسے کہا کہ عیاران لشکر اسلام بیشک اپنا مثل نہین رکھتے اور سوا اسکے یہ تیرا جان بخش ہی استاد تیرا قتل ہی کرچکا تھا اسنے جان بچائی اسکی اطاعت کرنا لازم ہی کہ بیت مجھے لازم ہی اسکے ساتھ مرنا + کہ یہ جان بخش و محسن ہی میرا + دل سے یہ تجویز کرکے خنجر کھینچکر گلگون پر جا پڑا اور پکارا کہ ای چالاک مین تیرا غلام ہون میری خطا کو معاف کرنا یہ کہکر لڑنے لگا چالاک نے سہارا جو پایا اٹھ کھڑا ہوا لیکن ہزار ہا عیار باہر سے دوڑ آیا تھا سردار بھی لڑنے لگے تھے یہ دونون گھرے ہوے تھے ہزارون کمند مین پڑ گئی تھین آخر دنگلون اور کسیو نمین الجھکر گرے اور رازروے بلوہ لوگ ٹوٹ پڑے دونونکو پکڑ لیا انھون نے بھی بہت کو قتل و زخمی کیا بختیارک نے کہا اب دیر نکرو مار ہی ڈالو جلاد تو حاضر ہی قتل بہار تھے اسنے حکم دیا کہ جلد سر اُنکے اڑادین وہ تیغہ کھینچکر چلے نیرنگ نے کہا آپ میرے کلمہ پڑھنے کے گواہ رہیے گا چالاک بیتاب ہوکر رونے لگا کہ ای دافع ہر رنج و بلا مین بیکسان اسوقت بد مین تیرا ہی آسرا ہی کہ ابیات

دعا کو ہاتھ اٹھے درگاہ حق مین — پکارا دیر تک جوش قلق مین
کہ اے خالق نہین کوئی ہمارا — فقط ہے ذات کا تیری سہارا

جلاد تلوار لگایا چاہتے تھے کہ دعا انکی مستجاب ہوئی یعنی ملکہ بہار جو بردے ہوا ٹھہری ہوئی تماشا دیکھ رہی تھی اسنے سحر کیا کہ ہاتھ جلادونکے بلند ہوکر تیغے گرے پھر بجلی کڑک کر گری بختیارک نے دیکھکر کہا خداوند جلد بھاگیے کہ آفت آئی معلوم ہوتا ہی کہ وہ ساحرہ جسنے ناچ نچایا تھا پھر آگئی یہ کہی رہا تھا کہ ایک پرچھائین پیدا ہوئی اور اُسنے ایک دھول سر پر لگائی رفیدہ اُسکا گرا اسنے رفیدہ بھی نہ اُٹھایا اور دوڑ کر قدم پر چالاک کے گرا کہ مرشد زادے بچائیے دھول دھپا شروع ہو گیا ہے اب جو تی کاری ہوا چاہتی ہی یہ تو منت پذیر تھا کہ پنجہ بنکر ملکہ گری اور دونون عیار نکو اٹھا لیگئی بجلی گرتے ہی سب عیار باہر بارگاہ کے بھاگ گئے اور لقا بھی تخت کے نیچے جا کر چھپا جو جو بہادر تھے وہ حیرت سے پابگل تھے کہ یہ کیا ماجرا ہی نا امید بھی حیران تھا کہ یہ کیسا خداوند ہی جو جان چھپاتا ہی اسی ہنگامہ مین ایک آواز آئی کہ اے خرس صحرائی مرتدی اگر ہمکی

ممانعت نہوتی تو تو اسوقت اپنی کیفیت دیکھتا کہ کیا حال تیرا مین بنائی یہ آواز سنکر بختیارک کو اطمینان ہوا کہ اب آفت نہ آئیگی یہ صلوۃ پڑھتا ہوا اُٹھا لقا بھی تخت کے نیچے سے نکلا لیکن حکم دیا کہ رات زیادہ آئی ہے دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے خیمون مین آئے ادھر ملکہ مذکورہ نے ایک پہاڑ پر لیجاکر عیار ونکو اتارا آتنی رات ذکرو اذکار طلسم میں بسر ہوئی نیرنگ نے حال کوہستان کا بیان کیا اور کہا ہمارے ملک گلگونیہ کوہ سے جو آگے بڑھے تو ایک بیابان ملتا ہے سامنے بیابان کے درہ کوہ ہے اُس درے کے سامنے ایک خیمہ کھڑا ہے اسمین نقابدار رہتا ہے اس درے سے جو گذرے تو سیدھا طلسم ہوشربا مین پہونچے مگر وہ نقابدار نہین جانے دیتا ہے بہار نے کہا میرا بھی قصد ہے کہ اُدھر ہی جاؤن یا تو نقابدار کو مارون یا وہ مجھکو گرفتار کرکے بادشاہ طلسم پاس بھیجدے وہان میرے ہمراہی بھی چھڑا لینگے غرضکہ یہ باتین کرتے کرتے جب وہ وقت آیا کہ طلسم شب لوح آفتاب سے ٹوٹا اور عالم نیرنگ مین بہار سحر نے داخلہ کیا کہ بمقتضاے ابیات

ہٹین کچھ کچھ کواکب کی نگاہین
نظر آنے لگین آنکھون کو راہین
سفیدی منھ پہ مشتاقو نکے آئی
نظر مین پھر گئی شکل جدائی

ملکہ بہار نے تخت سحر تیار کیا اور چالاک سے کہا خدا حافظ و ناصر ہماری جانب سے شاہ اسلام کو سلام شوق کہدینا یہ کہکر روانہ ہوئی عیار دونون اپنے لشکر مین آئے بادشاہ نے برآمد ہوکر جلوس فرمایا امیر و سردار زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے نیرنگ نے آکر نذر دی خلعت اسکو ملا کفاف مقرر ہوا عیارون مین شامل کیا گیا اسطرف لقا بھی تخت نکبت پر بیٹھا سلیمان نے سب کو ہیون کو بے اعتقاد دیکھکر سمجھایا کہ خداوند رحیم مہربان ہین ذراسی بات مین چھینپنے لگتے ہین اپنی تقدیر تنک سے آپ ہی ڈرجاتے ہین کہ مجھ سے غضبناک تقدیر ہوگئی ہے ایسا نہو زیادہ تیزی دکھائے غرضکہ سب کو ہیون نے پھر سے آکر سجدہ کیا اور دربار گرم ہوا اُسوقت بصلاح سلیمان نے ایک نامہ تمہید بند عتاب شاہ افراسیاب کو لقا کی طرف سے لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے شاہ نخوت پناہ تو نے کس بھروسے پر ہمکو ٹھہرایا ہے جو ساحر کہ تو نے آجتک بھیجے یہان مارے گئے ایسا کوئی ساحر نہ آیا جس سے کچھ مطلب نکلتا اسپر طرہ یہ ہوا کہ تیرے طلسم کے ساحر یہان آتے ہین اور ہمپر سحر کرتے ہین چنانچہ بہار ساحرہ نے آکر ایسی کچھ آفت برپا کی کہ وہ حال قابل تحریر نہین اب وہ ساحرہ جانب طلسم آتی ہے جلد اُسکا سر کاٹ کر روانہ کر و یہ نامہ حسب دستور پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ پیدا ہوکر نامہ لیگیا شاہ طلسم باغ سیب مین سریر حکومت پر جلوہ گر تھا اور بطور چہار دست کے مقابلے کیلیے ساحر بھیجنے کی فکر کرتا تھا کہ پنجہ نے نامہ پہونچایا پڑھکر منشی کو حکم دیا کہ جلد حکمنامے لکھے ایک بادشاہ کوہ نیلم کے نام اور ایک بادشاہ طلسم ہزار برج کے نام اور ایک بادشاہ طلسم گوہر کے نام اور حکمنامے ان بادشاہون کے نام جو طلسم آئینہ اور نرگس کوہ سے ادھر لشکر براہ طلسم رکھے ہوے ہین لکھے جائین مضمون یہ ہو کہ بہار جادو بابدولت کی عزیز ہے مگر منحرف ہوگئی ہے وہ قلعہ کوہ عقیق سے بھری ہوئی آتی ہے سواے ان راہونکے اور کسی طرف سے داخل طلسم نہو سکیگی بس اپنے اپنے ملک مین گرد آور مقرر کرو اور دیکھتے ہی ہمارے حکمنامے کے شہرون مین منادی کرادو و اضلاع ملک مین نامے بھیجدو کہ جہان کہین ساحرہ مذکور ملے گرفتار کیجائے اور خداوند پاس یا ہمارے پاس بھیجکر نیکنامی حاصل کرو تاکید بلیغ جانو چنانچہ حسب فرمان منشی طلسم نے حکمنامے اور شقے وغیرہ لکھکر مہر بادشاہی ثبت کی اور روبرو سے بادشاہ

حاضر کیے شاہ طلسم نے وہ نامے پنجہ ہائے سحر کے ہاتھ روانہ فرمائے جب شاہان سرحد دار طلسم کو وہ نامے پہونچے بموجب تحریر کاربند ہوئے حلیہ بہار کا جاری کیا اشتہار ہر جگہ چسپان ہوئے گرد آور مخبر ہر جگہ مقرر کیے گئے اسیطرح جب نامہ کوہ نیلم پر پہونچا نیلم جادو بھی متلاشی ملکہ مذکورہ ہوا بارہ ہزار ساحر اپنے پاس رکھتا ہے انکو حکم تلاش دیا یہان تو یہ بندوبست ہے لیکن افراسیاب نے بعد لکھنے نامون کے سحر پڑھکر دستک دی بعد کچھ دیر کے آندھی آئی زمانہ بالکل سیاہ ہوگیا اور بجلی بڑے زور و شور سے چمکی پھر جو روشنی ہوئی ایک ساحر قوی و زبردست توان کو سامنے کھڑے دیکھا اسنے بادشاہ کو تسلیم کی نذر دی شاہ نے کہا ای مدہوش کوہ پیکر قوی جسم جادو تمھین اسلیے مین نے بلایا ہے کہ خداوندی مدد کو قلعہ کوہ عقیق مین جاؤ مگر نیلم کوہ کیطرف سے جانا کہ ادھر کی سرحدین بالکل کمزور ہین اندر طلسم کے بھی ساحر کم رہتے ہین اور بیرون طلسم جو کوہستان ہے مثل قلعہ گلفامیہ و قرطاس کوہ و نرگس کوہ و طلسم آئینہ انکے حاکم بعض خدمت خداوند مین جاکر مارے گئے اور بعض ممالک قبضہ مین مسلمانونکے آگئے حاکم انکے مسلمان ہوگئے چنانچہ اسی راہ سے ملکہ بہار داخل طلسم ہوئی پس کوئی اسکو روک نہ سکیگا تم اسیطرف سے جانا اگر کہین ملکہ مذکور ملے تو گرفتار کرکے خدمت خداوند مین لیتے جانا اگر اُسنے وہان جاکر کچھ بے ادبی کی ہے اور راہ مین ہوشیاری رکھنا کہ دو عیار یعنی قران و برق بھی اس شاہ کے ساتھ ہین یہ سب ملک کوکب سے راہ بھولکر قلعہ عقیق کوہ مین پہونچے ہین اور بھٹکتے پھرتے ہین یہ کہکر ایک قہقہہ مارا اور اپنے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ اس مرد صحرائی کوکب کی لیاقت دیکھیے اتنا اس سے نہو سکا کہ بیچارے عیارونکو اُنکے مقام تک پہونچا دیتا اسیطرح وہ مددگری بھی کریگا کہ عین وقت صعب پر وہین بلا مین چھوڑدیگا سب اہل دربار تائید کلام مین مصروف ہوئے اور اُسنے خلعت رخصت مدہوش کو عنایت کیا وہ رخصت ہوکر اپنے مقام پر آیا چوبیس ہزار ساحر درست کراکے در آتش یار پر بیٹھکر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و طے مراحل قریب نیلم کوہ پہونچا قلعہ نیلم مین نہ گیا قریب ایک پہاڑ کے مقام کیا اسلیے کہ اب آگے سرحد طلسم تمام ہے شاید بہار مجھسے پہلے آگئی ہو تو برا ہوگا تو آگے بڑھ جائیگی وہ طلسم مین داخل ہو جائیگی حکم شاہ مین فتور آئیگا غرضکہ بانتظار بہار یہ تو یہان اترا اور بہار بھی تخت سحر اڑائے بفرحت مرحلہ جات طلسم کی راہ چھوڑتی ہوئی پہلے شہر گلفامیہ مین آئی اور وہانسے بہت جلد گذر کر صحرائے طلسم آئینہ سے ہوتی ہوئی قریب نیلم کوہ پہونچی اور از بسکہ ہجر یار سے گرانبار خاطر تھی اشکریز ہر قدم پر آئی تھی جہان کہین صحرائے سبزہ زار دیکھتی سودائے عشق زور کرتا مجنون کردار یہ لیلی عذار وہان ٹھہرتی اور یاد جانان مین شعر عاشقانہ پڑھتی پھر وہانسے آگے بڑھتی جب اس سرحد مین پہونچی ایک صحرائے پرفضا و سبز و خرم مین ٹھہر کر بہار لالہ و گل دیکھنے لگی اور دل بھر آنیسے زار زار ابر کیطرح گریان ہوئی مگر طرفہ ماجرا سنیے کہ جب سے دونون عیار اور کنیزین ساتھ سے اس غزال صحرائے رعنائی کے چھوٹ گئی تھین چنانچہ عیار صورت بدلے الگ الگ پھر دیار و ملک مین آزاد پھرے کہین تا قلعہ کوہ عقیق نیائی غرضکہ صحرائے گلفامیہ مین جب انکے معلوم ہوا کہ یہاں انکا مالک ایک ساحرہ بہار نام کو پکڑ لیگیا ہے نذر خداوند کو دیگا یہ حال سنکر عیارونکو یاس ہوئی اور اس فکر مین ہوئے کہ کوئی ادھر سے جاتا ہو خداوند پاس تو اُسکے ساتھ ہو لین اسی فکر مین قران ایک جانب اور برق ایک جانب روانہ ہوا اور برق رفتہ رفتہ کوہ نیلم مین پہونچا اور راستے دور سے دیکھا کہ کوہ مین ایک لشکر اترا ہے از بسکہ یہ ساحر تو تھا ہوا تھا ہی ایک آدھ سے جو حال پوچھا معلوم ہوا کہ مدہوش بہر امداد خداوند جاتا ہے اسنے یہ سنکر تصور کیا کہ

اسکے ساتھ چلو پس آگے بڑھکر اس تجویز مین ہوا کہ اس لشکر مین کسیکی ایسی صورت بننا چاہیے اسی سوچ مین بارگاہ مدہوش کے
قریب آیا وہ سیر وغیرہ کرکے بارگاہ مین ابھی گیا تھا چاکر گھوڑا اُسکا ٹہلا رہا تھا برق نے سائیس کو اشارے سے بلایا سائیس
گھوڑا لیے اُسکے پاس آیا اسنے کہا بھائی گھوڑے کو ٹہلائے ہو مین میرے ساتھ چلے آؤ بڑی ضرورت کا کام تم سے ہے غرضکہ
کچھ دور لاکے اُس سے کہا کہ مین ملازم نیلم شاہ مالک اس قلعہ کا ہون انکو ایک چاکر اچھا چاہیے سو روپیہ کی تنخواہ دینگے
لیکن سائیس لائق ہو چاکر نے کہا لائق کسکو کہتے ہین اسنے کہا اسپ کا م جو گھوڑے کیلیے مناسب ہین جانتا ہو چاکر نے کہا
یون تو سائیسی علم دریا ہے اسکی تھاہ کون پاسکتا ہے لیکن مین بھی بہت کچھ جانتا ہون برق نے کہا بھلا کیا جانتے ہو یہ دوا
تو پہچانتے ہو بتلاؤ تو کس کام مین آتی ہے میلے مین دیکھا تی یا یون ہی سائیس نے دوا ہاتھ مین لی سونگھی رنگ دیکھا چاہتا تھا کہ کچھ
کہے لیکن بیہوش ہوگیا برق اُسکو گھوڑے کی باگ تھامے اکیلے مین آیا اور اسکی ایسی صورت بنکر کپڑے اسکے پہنکر گھوڑا
لیکر لشکر مین آیا اور ٹہلانے لگا اس عرصے مین گھسیارے نے ایک اسپک کے نیچے گھاس کا گٹھا کھولا اور چلتے وقت کہتا
گیا کہ صاحب گھاس ڈالے جاتا ہون برق سمجھا کہ اس گھوڑے کا تھان یہی ہے غرضکہ گھوڑا لیجا کر تھان پر باندھا اور آپ
بستر پر جاکر کے بیٹھا تھا کہ چوبدار نے آکر پکارا کہ اے ملازمان لشکر جائزہ دینے چلو یہ سنکر اُسنے اپنے دلمین کہا کہ تو نے
غلطی کی جو اس چاکر کا نام نہ پوچھ لیا اب جائزہ مین کیا نام بتلائیگا اسی فکر مین خیال کیا کہ سب جائینگے تو نہ جا آپ ہی نام پکارا
جائیگا یہ تجویز کرکے بیٹھا رہا اتفاق سے چوبدار جاکر جانے لگے اس سے گویا ہوے کہ میاں مدھو ماتے تم جائزے کو نجاؤگے
اسنے کہا تم چلو مین آتا ہون پس بعد لمحہ اُٹھکر چلا یہان بموجب فہمائش افراسیاب بخوف عیاران مدہوش نے سحر کا جائزہ
مقرر کیا ہے یعنی ہر ایک کا نام دن بھر مین تین بار پکارا جاتا ہے اسلیے کہ غیر شخص لشکر مین نہ رہے چنانچہ برق نے ایک بلندی
کیطرف بارگاہ بادشاہی کے دیکھا کہ ایک محرر بیٹھا ہے فردین آگے رکھی ہین اسم نویسی پر جائزہ دیا جاتا ہے مدہوش بھی کرسی پر بیٹھا
ہے جسکا نام پکارا جاتا ہے حاضر کہکر سامنے جاتا ہے آخر مدھو ماتے کا نام بھی پکارا گیا برق سامنے گیا اور کہا کہ اصلی نام میرا
برق فرنگی عیار ہے تمھارے سائیس کو بیہوش کرکے مدھو ماتے بنا ہون مدہوش یہ سنکر ہنسا اور سامنے بلا کر پوچھا
کہ کیونکر آنا ہوا اسنے کوکب کے یہان سے پھر کر آنا سب حال بیان کیا اُسنے کہا تم نے بہت اچھا کیا جو چلے آئے تمھارا گھر
ہے آؤ خیمہ مین چلو یہ کہکر جائزہ موقوف کراکے اندر بارگاہ کے برق کو لیگیا کہا اپنی اصلی صورت بناؤ اسنے اصل شکل بنائی
اُسنے ایک قفس آہنی منگا کر کہا جاؤ اس پنجرے مین بیٹھو برق پنجرے مین جا بیٹھا اُسنے قفل لگادیا اور چار ساحر نیزہ بدست
بلاکر وہ قفس اُنکے حوالے کیا اور سحر اتار لیا اب برق کو ہوش آیا دل سے کہا یہ کیا تو نے حماقت کی کہ اپنا نام آپ بتلا کر
مبتلاے بلا ہوا پھر خیال کیا کہ تو آپے مین نہ تھا خیر جو ہوا وہ ہوا اب کچھ فکر کر یہ سوچکر چپ ہو رہا ادھر تو یہ قید ہوا
اسطرف صحراے خوفناک مین ملکہ بہار جو آکر ٹھہری تھی اور فراق بادشاہ اسلام مین بیتابی کر رہی تھی از بسکہ جابجا ساحر
طائر بنے اسکے تجسس مین تھے انھون نے جاکر بادشاہ کوہ نیلم سے عرض حال کیا کہ بہار قریب قلعہ جو دشت ہے وہان
بیٹھی ہے یہ خبر سنتے ہی اُسنے حکم تیاری لشکر دیا نفیر سحری بجی بارہ ہزار ساحر مسلح و مکمل ہوکر طائران سحر پر سوار ہوکر چلے آگے
آگے نیلم جادو اژدر پر سوار اسباب سحر سازی لیے بصد ہیبت اُسی دشت کے قریب پہونچا کہ جہان ملکہ کو نوج

غم ہجر یار گھیرے تھی چنانچہ اُسنے آتے ہی چار طرف سے گھیر لیا بہار نے جب محاصرہ کرتے فوج کو دیکھا سنبھلکر کھڑی ہوئی اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ابر سیاہ ظاہر ہوکر سارے لشکر پر اسکے محیط ہوا کارپرداز سلطنت جو تسلیم کے ساتھ تھے انھوں نے عرض کیا کہ اے شاہ یہ ساحرہ ہمن ملکہ حیرت کی ہے اور بے نظیر جادوگرنی ہے یہ سحر جو اسنے کیا ہے اس سے بہار پیدا ہوگی سارا لشکر دیوانہ ہوجائیگا پس لازم ہے کہ باآشتی اس سے پیش آیئے اور مکر سے قید کیجیے یہ رائے اُسکو پسند آئی اور اپنے اژدر سے اترکر قریب ملکہ جاکر سلام کیا اور کہا مین تو آپ سے ملنے آیا تھا آپ ناحق آمادہ فساد ہین ملکہ نے کہا مین بھی یہی چاہتی ہون کہ کوئی شخص شہنشاہ سے خطا میری معاف کرادے اسنے کہا آپ میرے غریب خانہ مین قدم رنجہ فرمائیے مین آپکو خدمت بادشاہ مین لیچلونگا بہار اپنے دلمین سوچی کہ سحر سے تو یہ سب مغلوب ہوجائینگے مگر ازروے بلوہ کے اگر یکایک ملکر لپٹ جائین تو گرفتار کرلینگے پس یہ تجھ سے مکر کرتا ہے تو اس سے مکر کر اور اسکے ساتھ چار رات کو یہان سے نکل چلنا یہ سوچکر کہا اچھا لشکر اپنا ہٹا دو تو مین تمھارے ساتھ چلون اس نے لشکر رخصت کردیا اور ملکہ کو تخت پر بٹھاکر قلعہ مین لایا قلعہ نہایت آباد راستے صاف مکانات عمدہ مسکن سامری پرستان جابجا مندر بنے تصویرین لگا اور پوسنے دو سو خداؤنکی رکھین خلقت انکی پرستش کرتی دکانین کھلین گرم بازاری ہر طرح کی ہوتی مختصر یہ کہ ملکہ سیر دیکھتی داخل ایوان شاہی ہوئی یہان تخت شاہی گسترده تھا فرش سے وہ جگہ پیراستہ ارکین دولت حاضر تھے ملکہ کو لاکر اُس نے تخت شاہی پر بٹھایا ساقیان سیمین ساق حاضر ہوے نازنینان ماہ تمثال طوائفان صاحب حسن و جمال آکر گانے ناچنے لگین تسلیم نے جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ کو دیا ملکہ نے فرمایا کہ کسل ہوا رکھتی ہون شراب پیونگی اسنے عرض کیا کہ حضور میرے باغ مین چلکر آرام کرین یہ کہکر اُسی ایوان کی پشت پر دروازہ لگا تھا اُسکو وا کرکے ملکہ کو لایا یہان باغ پرفضا گل دبار سے لدا بہار افزا بنا تھا کہ ہر گل پر جسکے بلبلون نے بہار جان کو صدقے کیا تھا بیچ باغ مین ایک بارہ دری تعمیر تھی واقعی بے نظیر تھی دنیا کے تکلفات اسمین مہیا پردے زربفتی پڑے چھپرکھٹ مرصع کار بچھے

نظم

بچھے تھے ہر طرف قالین خوش رنگ — پلنگ ایسے کہ جی ہو دیکھکر دنگ
مسہری پر ادوچے خوب براق — لبالب ساغر و مینا سے ہر طاق

ملکہ آکر پلنگ پر لیٹی اور خیال صحبت بادشاہ جو آیا دل بے اختیار بھر آیا ساغر چشم پر آب اشک حسرت سے مملو ہوگئے ویسے شاکی ہوئی کہ اے خاطر ناشاد یہ کس بلا مین تو نے پھنسایا ابھی جنگی کو روگ لگایا

نظم

کہان تک تہر بیتابی اُٹھاؤن — شکایت تا زبان کیونکر نہ لاؤن
کہ آخر آدمی ہون ضبط دشوار — عذاب بخت ہے ہر دم مددگار
نہ مونس ہے نہ کوئی مہربان ہے — فقط ہمراہ لطف آسمان ہے

یہ تو اس غم مین لیٹی مگر تسلیم وسکی صلاحیت پر سوچا کہ بیشک یہ اپنے قصور پر نادم ہوئی ہے اور اطاعت شاہ جادوان کریگی پس اسکے ملنے سے شاہ طلسم مجھسے بہت خوش ہوگا کہ تو باعث ملاپ کا ہوا ہے یہ سوچکر اسی باغ مین ایک گنبد ہے اوسمین ایک پتلا رکھا ہے وہ پتلا مافی الضمیر ہر ایک کا بتلاتا ہے اسنے جاکر اُس پتلے سے پوچھا کہ یہ ساحرہ جو آئی ہے کیا ارادہ رکھتی ہے پتلے نے کہا دلمین اسکے فتور ہے اور وہ کبھی اطاعت بادشاہ طلسم نکریگی اسنے کہا اگر مین اسکو بلا نہ لاتا تو بڑا کشت و خون ہوتا یہ

بڑی بلا سے بدبہی اب بیہوشی دیکر اُسکو گرفتار کرونگا غرضکہ پتیلے سے کھڑا یہ باتین کر رہا تھا کہ وہان بہار نے دیکھا کہ باغ مین سناٹا ہے ابھی تک کوئی کنیز پاؤن دبانے بھی نہین آئی ہے اسکے بعد مجمع ہوجائیگا لشکر بھی کھول چکا ہوگا یہانسے تو نکلجا یہ سوچکر اُٹھی اور عشق کی ترنگ مین بزور سحر پلنگ پر سے ایسا سناٹا بھرا کہ پہلے ہی سناٹے مین باغ سے آدھ کوس اڑکر نکلگئی اُدھر پتیلے نے نیلم سے کہا تو یہان کھڑا کیا کرتا ہے جلدی جا وہ ساحرہ گئی کوس بھر نکلگئی ہوگی یہ سنتے ہی بیتابانہ دوڑا پلنگ پر ملکہ کو نہ پایا اپنے دارالامارت مین آیا یہان افسر حاضر تھے کیونکہ ساتھ آئے ہوئے کچھ ایسی دیر نہوئی تھی اُسنے انکو اپنے ساتھ لیا اور ایک افسر سے کہا جلد لشکر تیار کرکے پشت باغ کیطرف جو کوہ و دشت ہین اُدھر آؤ یہ کہکر بزور سحر سب کو لیکر اُڑا اور راستا جلد چلا کہ بہار کوئی دو کوس گئی تھی اسنے جاکر گھیرا اور پکارا کہ اے ملکہ تمنے مجھکو بالکل اتو دا ہی سمجھ لیا اب کہان جاؤگی یہ کہکر ایک ناریل اسنے مارا وہ ناریل قریب بہار جاکر پھٹا اور زمین سے ہزارہا طاؤس نکلکر منقار وا کرکے جانب ملکہ چلے ملکہ نے سحر پڑھکر آواز دی کہ اے صیادان دشت سامری آؤ سبنے دیکھا کہ ہزارہا پتلا ہاتھ مین چھری لیے پیدا ہوا اور طاؤسونکو پکڑ پکڑ کر ذبح کرنا شروع کیا اس عرصے مین سارا لشکر نیلم کا تیار ہوکر آگیا اور ہزارہا نارنج و ترنج و ناریل وغیرہ ہر جانب سے پڑنے لگے ابر گھر آئے مار و کژدم و آتش و سنگ و برف وغیرہ ملکہ پر برسنے لگے ملکہ نے رو بہوا سے زمین پر اتر کر ایک دوہتڑ مارا زمین شق ہوئی اور ایک پریزاد قد مین غیرت شمشاد رفتار سے اُسکی قیامت پیدا چہرہ سے اُسکے آفتاب محشر شرمندہ ادا مین اُسکی جادو

غرض بہت خوبرو اشعار

عجب صورت ادا اور شوخیون کی — کہ صدقے جسکے ہر ہر ناز پر جی
کرین ترچھی نگاہین دل کو افگار — بلا کی قہر کی تھی شوخ و طرار
صدائے الحذر نکلی جگر سے — ملی چتون جو ظالم کی نظر سے

ایک چتر زرین اُسکے ہاتھ مین تھا اُس چتر کا سایہ سر پر اس بادشاہ حسن کے کیا چھتے آگ پتھر کہ برستے تھے وہ اس چتر کے قریب آکر الٹے پھر جاتے اور لشکر حریف پر جاکر گرتے اور اس چتر زرین سے شعلے نکلکر سر فلک تک جاتے اور وہان سے تیر شہاب بنکر گرتے فوج نیلم کے جگر و دل کے پار گذرتے ہر چند کہ نیلم مغلوب تھا لیکن جان پر کھیلکر نارنج و ناریل مارتا آگے بڑھا جاتا تھا اور ساحرونکے شور مچاتے تھے آندھیون نے عالم تاریک کر دیا تھا ملکہ کھڑی ہنس رہی تھی کوئی حربہ اسپر کارگر نہوتا تھا اسی ہنگامے مین دن تمام ہوا چاہتا تھا کہ یہان سے قریب لشکر مدہوش اترا ہوا ہے کیونکہ یہ مقام پشت قلعہ نیلم ہے چنانچہ صدائے مبارزان سنکر اُسنے خبر منگائی ساحر آکر حال دریافت کر کے گئے تب وہ باخبر ہوا اُسکے پاس ایک بیضہ ہے کہ وہ طائران دشت سامری و جمشید کے بطن کا ہے چنانچہ اُس بیضہ کو لیکر یہ سوار ہوا اور لشکر افسرون کے حوالے کرکے کہا کہ تم میرے بعد فوج لیکر آنا مین غفلت مین کام اس ساحرہ کا تمام کردونگا یہ کہکر اڑا اور جہان ملکہ بہار کھڑی تھی اسکی پشت کیطرف آیا اور غفلت مین بیضہ اُسکی پیٹھ پر مارا اگر سر پر ملکہ کے سایہ چتر نہوتا تو وہ بیضہ سینہ توڑکر نکلجاتا مگر پیٹھ پر پڑکر زمین مین سما گیا اور وہ زن سحر جو چتر لیے تھی بیضہ کے پھٹتے ہی غائب ہوگئی بہار پر بیہوشی طاری ہوئی غش کھاکر گری مدہوش نے چند ساحرونکے آپڑا اور ملکہ کو گرفتار کر لیا فوراً زبان مین سوزن دی اور مسحور بسحر کرکے

نیلم سے ملاقات کی اُسنے بہت تعریف کی کہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو ایسی ساحرہ کو پکڑ لیا اب میرے قلعہ مین چلیے اور دعوت نوش کیجیے اُسنے منظور کیا اور ملکہ کو ہمراہ لیے تلعہ نیلم مین آیا ملکہ کو قید رشد ید مین گرفتار کرکے زندان مین بھیجا پھر نیلم نے سامان دعوت مہیا کیا نیلم کوہ بہت پر فضا مقام ہے سر کوہ پر ہزار ہا چشمہ جاری ہین درخت گلہائے خود رو کے لگے ہین طائران خوش نوا زمزمہ سرا رہتے ہین پہاڑ پہ سیر گاہین نیلم نے بنوائی ہین چہل ستون تعمیر ہین چبوترے لب جو بنا بلور کے بنے ہین سبحان اللہ نور کے بنے ہین چارون طرف گلدستے دھرے ہین بعض چبوترے پر بنگلہ صندل کا پڑا ہے بعض پر نگیرہ جواہر دوز کھینچا ہے پہاڑ کا وہ بلند مقام ہوا اُن کے فرحت بخش سناٹے سبزے کا لہلہانا درختون کی گھنی چھاؤن ایک دل کیا ہزارہا مردہ دلونکو یہ کیفیت زندہ کرتی تھی محزون مزاجون کو وہ جگہ خانۂ مسیحا تھی کہ

نظم

طلسمی جانور طائر تھے گویا — دُرِ یاقوت سے لبریز ہر جا
شجر گل برگ مین تھے سیکڑون رنگ — نظر آتے تھے ہر شے مین نئے ڈھنگ
مزیب فرش رنگین ہر مکان مین — کبھی ایسے نہ دیکھے تھے جہان مین
کہین الماس کے مینا و ساغر — طلسمی سیکڑون سامان برابر
گلون کے سب شجر سرسبز و شاداب — روان گرد اُنکے موج چشمۂ آب

اُس مقام فرح بخش پر جلسۂ دعوت مقرر ہوا اور دن تو تمام ہی ہو چکا تھا وہ وقت تھا کہ دامن نور مہر روشن بیان دامن کوہ جو پھیلا ہوا تھا سمٹا اور مثل معشوق بیوفا دامن کش ہوا کہ

ابیات

کہ اس اثنا مین سلطان کواکب — ضیا سے جس کے ہے شان کواکب
قدم فرسا ہوا وہ بہر آرام — نظر آنے لگی کیفیت شام

سر کوہ پر نیلم و مدہوش مع مصاحبین آکر بیٹھے شغل میخواری کرنے لگے ناچ ہونے لگا کہ

ابیات

ہجوم گلعذاران حلقہ زن تھا — گل اندامون سے گلشن وہ چمن تھا
لیے ہاتھون مین شیشے اور ساغر — مے گلگون بہ رنگ گل معطر
کوئی غیرت دہ زہرہ بصد ناز — لیے باحسن و خوبی رقص کا ساز
مہیا تھے رباب و چنگ و دف نے — روا بے شرع تھا خون بطِ مے

یہ تو مصروف عیش و عشرت ہین لیکن لشکر مدہوش اُس جگہ جہان اترا ہوا تھا پھر گیا ہوشیاری آجکی رات زیادہ تر کرنے لگے کہ مالک لشکر مین نہین ہے وہ چار ساحر جنکے پاس برق کا پنجرہ ہے در خیمہ پر آبیٹھے چاندنی رات کی بہار دیکھنے لگے پنجرہ سامنے رکھلیا برق نے دل سے تجویز کیا کہ اب فکر رہائی کرنا چاہیے کیونکہ اسنے سب حال انھین ساحرونکی باتی جنگ بہار کا سنا کہ وہ آپسمین باتین کرتے تھے یہ سنتا تھا غرضکہ اُسنے قفس مین کسوت عیاری کھولی کسلیے کہ دست و پا قابو مین تھے پس کسوت عیاری سے مرصع لعل و گوہر نکالکر سامنے رکھے اور رونا شروع کیا کہ ہائے بخت ناکام یہ مال مین نے کس مشقت سے جمع کیا افسوس کہ مین قتل ہونگا اور یہ سب نصیب اعدا ہو جائیگا کبھی اسی گریہ و زاری کیحالت مین

آپ ہی آپ کہتا کہ مین مدہوش سے وصیت کرجاؤنگا کہ میرا مال لشکر امیر مین بھیجدینا ہان میرے عیال واطفال ہین انکے کام آئیگا
یہ کہتا جاتا اور کسوت سے علاوہ جواہر کے اور ہر قسم کی چیزین یعنی لباس مردانے زنانے زیور وغیرہ نکالتا اور روتا ان چارون ساحرون نے
یہ سب کیفیت دیکھی باہم مشورہ کیا کہ اس عیار کے پاس بڑا مال ہے مجرم تو ہو ہی چکا ہے بغیر قتل رہا ہونا اسکا ممکن نہین پس سب مال
اس سے لیلو تمام عمر نوکری کی احتیاج نرہیگی یہ سوچکر بہانا کیا کہ پنجرہ اٹھاکر لشکر سے درۂ کوہ مین لیچلو کہ کوئی اس راز سے ماہر
نہو پس یہی کیا کہ قفس اٹھاکر دشت سنسان مین آئے اور سحر پڑھکر پھونکا قفس کا قفل کھلگیا برق کو باہر نکالکر چاہا کہ سحر
بجس و حرکت کرکے کسوت عیاری چھین لین برق نے کہا مین تمھارا ارادہ پہچان گیا ہون میرا مال تم نے تجویز کیا ہے
مگر تم زبردستی نہ لے سکوگے ہم لوگ عیار ہین اسطرح نہین رکھتے جو ہر ایک گرفتار کرکے چھین لے صدہا مرتبہ قید ہوئے
ہین اور چھوٹتے ہین مگر مال ہمارا نہین جا سکتا انھون نے کہا پھر کہان چھپا دیتا ہے اسنے جوابدیا کہ تمھین کیون بتائین اچھا
تمھین مال لینا ہے تو لیلو مگر مجھکو بجس و حرکت نکرو ورنہ مین جب سامنے مالک کے جاؤنگا فریاد کرونگا ساحر یہ کلام
سنکر ڈرے کہ اگر یہ وہان دعوی کریگا ہم سے بازپرس ہوگی خائن اور دزد مشہور ہونگے نہین معلوم کیا حال ہو پس اسکو
راضی کرکے لینا چاہیے یہ تجویز کرکے منت پذیر ہوے کہ بھائی آخر تم سے مال جاتا ہی رہیگا جب مارے جاؤگے جلاد لے لیگا
اس سے ہمین کو دیدو برق نے کہا ایک شرط یہ ہے کہ جو کچھ لو اُسکے پانچ حصہ کرو چار حصے تم چارون لو اور ایک ایک حصہ میری
اولاد کو بھیجدو انھون نے کہا ہمین منظور ہے اسنے کسوت اُنکے سامنے رکھدی کہا کھولو چارون نے ڈالی اسمین سے کسندین اور مٹھائی
اور لباس وغیرہ نکلنے لگا روغن ہر قسم کے رنگ طرح طرح کے نکلے غرضکہ بعد ان چیزون کے تھیلیان سب اشرفیونکی اور درج
جواہر کے نکلے موتیون کے ہار تاج مرصع طرہ کلاہ زرتار سب نکالکر علیحدہ رکھے برق نے کہا تم نے اتنا مال پایا لیکن ایک
چیز ایسی عمدہ ہے کہ وہ ہفت اقلیم کو اپنی بہا کے آگے سستا جانتی ہے اُسکو تم نے نپایا سب نے پھر التجا کی کہ اپنی مہربانی سے وہ بھی
عنایت فرمایئے برق دلمین کہتا ہے کہ کیا اپنے باپ کا مال انھون نے مقرر کیا ہے کہ سب مانگتے ہین غرضکہ انسے کہا خیر وہ
بھی تمھین دونگا لیکن کل سے بھوکا ہون یہ میوہ مٹھائی جو نکلی ہے مجھے دو کہ کھاؤن اور جام شراب پیون تا حواس میرے
بجا ہون انھون نے کہا کیا مضائقہ ہے لیلو اُسنے کہا پھر تم بھی کھاؤ اور شراب پیو تو مین بھی کھاؤن انھون نے کہا ایسا
نہو کہ اسمین کچھ دغا ہو اُسنے جوابدیا کہ جب پہلے مین کھاتا ہون تو کیا اندیشہ ہے ہان بیہوشی ان سب چیزون مین ملی ہے سوا اسکے
دفع کی یہ تدبیر ہے یہ کہکر اُسی کسوت سے ایک شیشی نکالی اسمین ایک دوا مثل روغن سرخ بسان خون تھی کہا کوئی کیسی ہی
بیہوشی کھائے ہو اگر اس شیشے کو سونگھے بیہوشی اتر جائے اور تاثیر نکرے پس مٹھائی کھاؤ اور یہ سونگھو یہ کہکر آپ تو حال
اپنی کسوت کا جانتا تھا جس بوتل مین کہ شراب سادی تھی اسمین سے ایک جام بھرکر آپ پیا اور ایک ایک جام انکو
دیا کہ لو پیو انھون نے جب اسکو پہلے پلوالیا پھر کیا تامل تھا آپ بھی پیا اُسنے کہا یہ شیشی سونگھو تو نہین بیہوش ہو جاؤگے
انھون نے جلد تر شیشی سونگھی سونگھتے ہی نشہ بیہوشی ہوا آپسمین لڑنے لگے کہ یہ موتی ہم لینگے ایک نے کہا اس لعل کے لیے
اس شخص کا باپ کٹ مرا ہے کہ اسطرح کا لعل جہان ملے نہ چھوڑتا دوسرے نے کہا یہ سب مال اس شخص کے دادا کا ہے یہ
عیار لایا ہے وہ تو اس رنگ مین تھے اور برق نے کسوت کا اسباب سمیٹکر باندھا اس عرصہ مین وہ بیہوش ہو گئے

اسنے چار ونکے سر کاٹ ڈالے بیرون نے غل مچایا ہنگامہ ہوا مگر وہ مقام لشکر سے دور تھا کوئی خبر نہوا کہ یہ کیا ماجرا گذرا غرضکہ
بعد غل وشور کے صدا آئی کہ مارا قائم ومقیم ومنظم وانتظام جادو کو برق نے چار ونکے لباس پہنے اور مقیم ان تینوں کا افسر
تھا اُسکی ایسی شکل بنائی اور حال تو سن چکا تھا کہ مدہوش قلعۂ نیلم کوہ مین شاہ نیلم کے یہان گیا ہے بس اسیطرف چلا جب قریب
قلعہ پہونچا دیکھا قلعہ کے اطراف مین جو پہاڑ ہے اُسپر روشنی ہو رہی ہے آواز گانیکی آتی ہے کچھ لوگ پہاڑ پر آمد ورفت رکھتے
ہین اسنے انسے پوچھا کہ ہمارے مالک مدہوش کہان ہین معلوم ہوا کہ اسی پہاڑ پر جلوہ کنان ہین یہ بھی پہاڑ پہ آیا وہ ہی
جو اوپر مذکور ہوا اسنے بھی دیکھا دلسے کہا ہمین قید کرکے یہ مسخرا اس جلسہ مین بیٹھا ہے خیر کیا مضائقہ ہے اب وقت اسکا
برابر آگیا ہے یہ سوچتا ہوا قریب چشمہ شبہین چبوترہ پر زیب مسند زرنگار نیلم ومدہوش تھے کہ یہ سامنے آیا وہان شراب
ناچ وغیرہ کے جلسہ مین سب مدہوش تھے مدہوش نے پہلے تو سحر بھی ولیا کیا تھا کہ برق نے سامنے جاکر حال اپنا
آپ کہدیا تھا لیکن اس عشرت مین وہ سحر کہان دوسرے اطمینان بھی ہے کہ بہار اور عیار کو مین گرفتار کر چکا ہون
اب کیا کھٹکا ہے چنانچہ اسکو دیکھکر پوچھا کہ اے مقیم تم کیونکر آئے اسنے کہا عرض کرون بڑے تعجب کی بات ہے حضور
سنینگے تو دروغ سمجھین گے مگر بغیر عرض کیے چارہ نہین اسنے بعد تعجب پوچھا کہ کیون بیان توکرو کیا ہوا اسنے
جھک کر کانمین کہا کہ ہم سب بیٹھے تھے یکایک ایسی ٹھنڈی ہوا چلی کہ ہماری آنکھ بند ہوگئی بعد لمحہ کے کسی نے شانہ
پکڑکر چونکایا جب ہم جاگے تو دیکھا ایک شخص جسکا سونیکا بدن ہے ہمارے پاس کھڑا ہے اور کہتا ہے مین تیلا افراسیاب
کا ہون بحکم شہنشاہ برق کو دریاے نور پر لیے جاتا ہون یہ کاغذ تو لیجا کر مدہوش کو دے اور لے ہم چلے یہ کہکر پتیلا
برق کا لیکر اڑگیا یہ کاغذ حاضر ہے جو دے گیا ہے مدہوش نے سب حال سنکر کہا اسمین تعجب کی بات کیا ہے دریاے
نور پر تیلہ ہاے طلائی ونقرئی شہنشاہ کے ہزارون ہین کیا عجب ہے جو کتاب سامری سے حال دریافت کرکے قید عیار
کی شہنشاہ نے منگوالی ہو چلو اچھا ہوا جو منگوالیا یہ کہکر کاغذ کو دیکھا وہ نامہ شاہ طلسم کا تھا مہر اسکی پیشانی پر بادشاہ
کی تھی اور خاص قلم سے بادشاہ کے لکھا تھا مضمون یہ تھا کہ اے مدہوش ونیلم ہم تم سے بہت راضی ہوے پتلے سے
عیار کو ہمنے منگالیا ہے تم کچھ وسواس نہ کرنا اور کوہ نیلم کے آگے جو جنگل ہے وہان ملکہ بہار کو لیکر تم مع نیلم کے آنا وہان ایک تخت
پیدا ہوگا اسپر ملکہ کو بٹھادینا ہم اپنے پاس اسکو بلالینگے کیونکہ وہ ہماری معشوقہ ہے جب سے وہ قید ہوئی ہے دل ہمارا بیقرار
رہتا ہے اور خداوند پاس اسکو نہ بھیجینگے ایسا نہو وہان وہ قتل ہوجائے خبردار نامہ دیکھکر تامل نکرنا دفعت مذکور
مین جلد آنا در صورت تامل معتوب درگاہ سلطانی ہوگے اسیواسطے نامہ ہمنے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کہ تمکو کچھ شک نہ واقع
ہو جب بہار ہمارے پاس آئیگی اور تم تعمیل حکم اچھی طرح کروگے تو چار ملک آباد اندرون طلسم تمھین عنایت ہونگے
یہ مضمون پڑھکر بہت خوشی ہوئی اور نیلم سے کہا بھائی اسی جنگل مین بہار کو لیچلو تامل زیبا نہین نیلم جلد اٹھکر زندان
مین گیا اور ملکہ کو خود لیکر آیا اس سے کہا بھائی آؤ مین ملکہ کو لایا یہ بھی اٹھا ملازمون سے کہا ہم آتے ہین یہ جلسہ برطرف
نہو سردار ومصاحب بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے صرف مقیم ساتھ ہولیا یہ تینون ملکہ بہار کو لیے پہاڑ سے اترکر صحرا مین آگئے
اور ایک مقام پر ٹھہرکر پکارنے کہ اے شاہ جادوان ہم بموجب حکم قید بہار لیکر حاضر ہین یہ پکار کر ٹھہرے تھے کہ

مقیم نے کہا سامنے سے روشنی پیدا ہوکر ادھر آتی ہے اب آنکھیں بند کرکے بیٹھ جائیے اور شہنشاہ کو پکاریے معلوم ہوتا ہے کہ خود آگئے ہیں یہ دونوں زمین پر بیٹھ گئے اور یا شہنشاہ آئیے کہنے لگے آنکھیں بند کرلیں برق نے دونوں کے منہ پر ہاتھ پھیر اکہ اے مسخرہ ہمکو بھی پہچانتا ہے کہ ہم کون ہیں انھوں نے گھبرا کر آنکھ کھولی اسنے حلقے کمند کے انکی گردن میں پہنا دیے وہ گھبرا کر جبتک سنبھلیں سنبھلیں ہاتھ بیہوشی کا بھرا منھ پر پھیر چکا تھا چھینکیں مار مار کے بیہوش ہوگئے برق نے دونوں کے سر کاٹ لیے شور وغل برپا ہوا آندھی پانی کا بڑی دیر تک ہنگامہ رہا ملکہ بہار قید سے چھوٹ گئی برق کو دیکھکر گلے سے ملی کہا بھائی بہت دن ہم تم جدا رہے اب کہیں ساتھ سے نجانا کہو بہتر قران کہاں ہیں اسنے کہا ہم وہ الگ الگ چلے تھے کہ عیار و نکا دستور یہی ہے پس وہ بھی آجائینگے آؤ ہم تم اپنے لشکر میں چلیں ملکہ نے کہا ایک لحمہ بھر توقف کرو کہ میں لشکر مدہوش و قلعۂ نیلم برباد کردوں برق خاموش ہو رہا اور اس سفاکہ نے پرپرواز پیدا کرکے پروے ہوا میں لشکر جاکر قرار لیا کل لشکر مصروف آرام تھا کہ یکایک ایک صدائے مہیب پیدا ہوئی کہ دل تمام اہل لشکر کے دہل گئے اور گھبرا کر اپنے اپنے خیموں سے باہر نکلے دیکھا کہ ایک چاند علاوہ اس ماہ کے جو فلک پر تابندہ ہے نکلا ہوا ہے اور نور اس ماہ سحر کا تمام صحرا کو ساطع الانوار کیے ہے اوس چار طرف گرتی ہے اور نئی نئی طرح کے پھول اس چاندنی میں کھلے ہیں کہ اپنے روبرو عارض تابندہ گلعذاران دہر کو شرماتے ہیں خوشبو سے دماغ جان لبساتے ہیں یہ دیکھکر سب اہل لشکر دیوانہ وار ایک طرف کو بڑھے جدھر بڑھے اس طرف سے ایک گروہ پریزادان پیدا ہوا کہ جنکی خوبی حسن کے روبرو ماہ شب چار دہ شرمندہ تھا اور کوچہ سنبلستان گیسو انکا رشک شب یلدا تھا واقعی مہر و ماہ فلک یہ ناک نقشہ کہاں سے لاتے جو انکی ہمسری کرتے کیا منھ لیکر سامنے آتے فردیہ چشم و گوش یہ ابرو و بینی مہ میں کہاں + نہ آسمان کو نقشہ ترا اتار آیا + ہر ایک کسن آفت کے دن غارتگر متاع صبر و شکیب حسن میں تنہا کیا فرشتہ فریب بیمثال یگانۂ دہر انکا جمال کہ ابیات

وہ آنکھیں اُن کی تھیں خونریز عالم	وہ ابرو دونوں تھے شمشیر باہم
وہ عارض مہر و مہ تھے جسے بے نور	وہ بینی حسن میں تھی جلوۂ طور
وہ لب جنبش تھی جن کی مرگ عالم	قیامت کا بھی ہو ساماں برہم

پس ان سمن بروں نے قریب لشکر پہونچکر آئینہ محرم سے نکالے اور اُنکے ہاتھ میں دیدیے ہر ایک نے اپنی اپنی صورت اسمیں معائنہ کی دیکھتے ہی ایک چیخ ماری اور ہائے ملکہ بہار واے ملکہ بہار زبان پر جاری کیا جس کسی نے کہ وہ آئینے نہ دیکھے تھے انھوں نے ان لوگوں سے کہ جو دیکھ چکے تھے چھین چھین کے دیکھنا شروع کیے اور نعرہ ہائے عشق ملکہ کو کرنا آغاز کیے ان قمر سیمایان غیرت بخش شمس و قمر نے کہا کہ تم نے اس آئینہ میں کیا دیکھا سب نے کہا کہ ہم نے دیکھا ملکہ بہار کوہ نیلم میں مقید ہیں اور لشکریان شاہ نیلم آمادہ قتل ہیں ملکہ مذکور ہمکو پکارتی ہیں کہ اے عاشقو ہمارے آؤ ہمکو چھڑاؤ ان نازنینوں نے کہا پھر تم کیوں نہیں جاتے یہ بولے کہ ہم ابھی جاکر قلعۂ نیلم خاک میں ملائے دیتے ہیں یہ کہکر سب بھرے اور مسلح و مکمل ہوکر سواریوں پر سحر کی سوار ہوکر جانب قلعہ مذکور چلے وہاں پہاڑ پر جلسہ جمع تھا ہر ایک انتظار نیلم و

مدہوش کر رہا ہی کہ یکایک ناقوس پھنکے نفیر سحر بجتی سنائی دی اور ساحر پہاڑ پر لینا الینا کہکر چڑھ آئے جو لوگ یہان موجود تھے وہ سب افسر اور زبردست تھے گھبرا کر جو اُٹھے آفت مین گھر گئے ناریل تارنج اُنپر پڑنے لگے جو پہلے حملہ مین غافل تھے وہ تو مارے گئے باقیماندہ لڑنے لگے ہار فلفل کچھے بیکانو نکے پڑنے لگے ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا وہ جلسہ عشرت سب برہم ہوا اندو نکا مزاج ناساز طبلونکی بند آواز صداے طبل جنگی کا شور دف وجلاجل کا بجنا زور زور ایرکا اُٹھنا رعد کا گرجنا بیرونکا غل کرنا ساحرون کا بنگلو نمین آگ لگا دینا چمنستان کا اور سیرگاہونکا جلنا العیاذ باللہ ایک قیامت برپا تھی وہ ساحر جو شریک جلسہ تھے تھوڑے سے مارے گئے باقی بھاگ کر قلعہ مین گئے انھون نے تعاقب انکا نہ چھوڑا یہ بھی قلعہ مین آگے فوج قلعہ مین بھی تیار ہوکر لڑنے لگی پھر تو یہ حال ہوا کہ تلوار سحر کی بجلی بنکر گرنے لگی خرمن ہستی جلنے لگے کسی نے مکانات شہر مین آگ لگائی کسی نے آتش برسائی کسی نے کسیکو شجر بنایا کسی نے اژدر بنکر کسی کو کھایا رعایا شہر کی بھاگی گھرونمین صداے الامان پیدا ہوئی لاشون سے گلی کوچے پٹ گئے خون کے پرنالے بہے گھمسان کی تلوار چلی سحر سازی خوب ہی

نظم

زمین کانپی ہلے اشجار ہر سو — بہ شکل مردہ پھیلی ہر طرف بو
گھرے شعلون مین تن سب عضو بھڑکے — زمین مین رہ گئے کچھ لوگ گڑکے
سمٹ کر ابر برسی ہر طرف آگ — صدا پیدا ہوئی نے بھاگ لے بھاگ
اس ہنگامہ مین اک دیو بلا زاد — ہوا پیدا نہ جان ہو جس سے آزاد
جبین سے تا بہ سینہ ایک قشقا — دہن سے تا بہ پا شعلے ہویدا
لبک اُن کی فراز آسمان پر — جلاؤن گا جلاؤن کا زبان پر
کئی سو من کا پتھر ہاتھ مین تھا — گھما کر اُسکو بس اُسنے جو پھینکا
ہزارون ہو گئے دم بھر مین فی النار — اسی ہنگامہ مین سب تھے گرفتار

لشکر مدہوش زیادہ تھا ہرچند کہ ہزارون اس لشکر کے بھی مرے مگر اہل قلعہ اُنکے ہاتھ سے بھاگ نکلے اور اس ہنگامہ مین وہ رات بھی شمشیر مہر کی آمد و رفت سنکر کٹ گئی ساحر سحر سفیدہ منھ پہلے ظاہر ہوا کہ

نظم

کہ اتنے مین ہواے سرد آئی — فراغت قید سے اس شب نے پائی
نظر آئی جبین صبح روشن — ہوئی شب چند دم مین گرم توسن

صبح ہوتے ہی ملکہ بہار نے سحر اپنا سب پر سے اتار لیا وہ چاند جو نکلا تھا غائب ہو گیا گل و شجر نابود ہو گئے پریان آئینہ دار پنہان ہو گئین لشکریان مدہوش آپ مین آگئے اور ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہم کیون لڑتے ہین اور اہل قلعہ ہمارے طرفدار ہین اُنسے کیون جھگڑے ہین انھین جو عاقل تھے انھون نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ افسر ہمارا اور مالک اس قلعہ کا مارا گیا اور ہم سحر مین بہار کے مسحور تھے یہ اسی نے ہمکو لڑوایا مگر تعجب یہ ہی کہ سحر اسکا ہمپر سے کیونکر اترا کیونکہ ایکبار شہر ناپرسان پر ساحر اُسکے سحر مین مبتلا ہو کر گئے تھے شہنشاہ نے اُنکو مار ڈالا اگر سحر اُنپر سے دفع نہو سکا

غرضکہ سب نادم و خجل بھاگ کر جانب افراسیاب چلے اہل قلعہ بھی بھاگ گئے تھے خلاصہ یہ کہ وہ تمام لشکر و ملک برباد ہو گیا جب یہ لشکری جانب طلسم چلے ملکہ بہار نے تخت سحر پر مہتر برق کو سوار کرکے آپ بھی انھیں بھگیلون کے پیچھے چلنا چاہتی گیا یہ اسطرح رہگرائے منزل مقصد ہین اسطرف قران بھی اسطرح روانہ ہی کہ چند ساحر جانیوالے شہر تابہ ساتن کے اسکو ملے ہین انھین مین صورت ساحر کی بنکر ملگیا ہی اور باتین کرتا باہم مثل یاران ہم نوالہ و ہم پیالہ کے انکا شریک ہو کر چلا جاتا ہی اب کیفیت بادشاہ طلسم سنیے کہ جب مدہوش کو بھیج چکا بجواب نامۂ خداوند عرضی بھیجدی اسمین لکھا تھا کہ واقعی مدد بھیجنے مین عرصہ مجھکو ہوا خداوند براہ خداوندی معاف فرمائین اب مین نے ایک ساحر مدہوش نام کو باجمعیت کثیر خدمت عالی مین بھیجا ہی حاضر ہو کر بجا آوری احکام معلی مین قصور نکریگا بعد بھیجنے اس عرضی کے آپ تخت پر سوار ہو کر جانب باغ جمشیدی چلا یہ باغ سراسر عجائبات سے بھرا ہی جو گل بوٹہ ہی جادو کا نقشہ ہی زمین وہان صفا مین رخسار یار سے بہتر شجر قامت سبز رنگان دہر سے زیادہ خوشتر ہر غنچۂ گل لبان دہن تنگ جانان نزاکت مین رشک نازک بدنان ساغر گل لبصد تجمل نمخانۂ بہار مین آراستہ شراب تراوت سے لبریز فرحت بخش خاطر سرور انگیز کوئی گل مثل معشوق خندہ زن کوئی کلی اسطرح مسکراتی کہ جیسے معشوق کو ہنسی آتی عمارتین اسمین طلسمی بنی تصویرین جادو کی کارکرتین رات کو مہتاب مین گرمی مثل سورج ہوتی دن کو آفتاب سے سردی پیدا تھی چشمہ اور نہرین خون سے لبریز لیکن لطافت پیر مچھلیان نہرون سے نکلکر پریان بنجاتین قہقہے اور نعرے مستانہ لگاتین انکے ہنسنے سے باغ کے طائر زمزمہ پیرائی کرتے اور پھول ٹوٹکر زمین پر گرتے ہوا کے جھونکے چلتے شاخون سے آواز باجونکی آتی ہوا کھا کر زمین پر پھول جو گرتے وہ نوجوان مرد حسین و جمیل بنجاتے اُن پریونکو جاکر گلے لگاتے وہ انسے ملکر خوش ہوتین لب نہر حلیہ جتبا یکا یک ایک نہنگ نکلکر سبکو نگلتا پانی سے صدائے افسوس آتی بعد لمحہ کے پھر وہی مچھلیان اور گل ظاہر ہوتے خلاصہ یہ کہ عجب سامان تھے طلسم اور نیرنگ سے وہان طائر اور انسان تھے کہ نظم

ہزارون چشمۂ لبریز و شیرین
کہ جسکی دید سے ہو دل کو تسکین

ہجوم طائران زمزمہ سنج
مزاج عندلیب زار بے رنج

ہوائے سرو خوش سرور اشجار
دکھاتے تھے گلونکے رنگ رخسار

زمین پر سبزۂ نوخیز ہر سو
سر کاہ خمیدہ مثل ابرو

زمین ساری وہان کی صورت سنگ
بشکل لعل کوسون خوب خوشرنگ

ثمر نخلون مین مثل شکل انسان
نظر ہو دیکھ کر جسکو پریشان

مکان اکثر طلسم افزا ہیبت خوب
کہ ہو ہر خاطر شائق کو مرغوب

عجائب طائران خوش نوا خوب
سر منقار سے تا پا خوش اسلوب

زبان پر کچھ سخن مانند انسان
کبھی خندان کبھی حیران و گریان

غرضکہ اس باغ مین سواری بادشاہ طلسم کی آئی اُسکے ہمراہ باغبان قدرت وزیر اُسکا یہ بھی دونون حبیب

داخل باغ ہوئے تمام پھول کھلکھلا کر ہنسے اور آواز دین آئین کہ ای شہنشاہ ہماری تسلیم پہونچے بادشاہ سلامت کا بہت دنون کے بعد آنا ہوا اُسیطرح کی باتین بلبل و گل کی سنتا شاہ اندر بارہ دری کے آیا بارہ دری سے چارسو تیلیان سحنے کی حسن مین آفتاب سے بہتر لباس سنہرے زیب بر کیے یہ کہتی ہوئین کہ شہنشاہ آئے شہنشاہ آئے سامنے آئین گردنین بہر تسلیم جھکائین پھر شاہ کو لیے اندر بارہ دری کے آئین شہ نشین مین تخت جواہر نگین بچھا تھا اس تخت پر بادشاہ جلوہ فرما ہوا اور اُن تیلیون نے گانا ناچنا آغاز کیا شراب آفتابی کا پیالہ زرین بھر کر شاہ کو دیا بادشاہ نے کہا ملکہ شبنم جادو کہان ہین تیلیون نے کہا ملکہ بہار کے قبضہ مین جبسے حضور نے انھین کر دیا ہی انھین کے کام کو جایا کرتی ہین چنانچہ کل سے آئینہ ہائے طلسم لیکر برائے غارت لشکر مدہوش کوہ نیلم پر گئی ہین شاہ کا یہ حال تھا ہی لشکر مدہوش سنکر ہوش اڑ گئے کف افسوس ملے وزیر سے کہا اے باغبان خود کردہ را علاج نیست بہار کو ایک روز ہنگام مسرت مین یہ سحر مین نے بتایا تھا اور ملکہ شبنم مالک آئینہ طلسمی کو طلب کر کے اُسکا مطیع بنایا تھا ملکہ شبنم سے قسم لیلی تھی کہ انحراف حکم بہار سے کبھی نہ کرنا اگر مجھ سے بھی بہار بگڑ کر مقابلہ کرے جب بھی اسکی اطاعت سے باہر نہو تا اے باغبان نسبت بہار کے یہ گمان نہ تھا کہ وہ شریک طلسم کشا ہوگی اور ہمارے گلشن ہستی پر خزان لائیگی لالہ وار دل ہمارا داغدار بنائیگی اپنا سمجھکر اُس گلستان خوبی کو تحفہ جات طلسم کا مالک کیا اسنے یہ آسیب پہونچایا کہ لشکر مدہوش پر اوس پڑ گئی شبنم جاکر چاندنی بنی ہوگی شبنم پڑی ہوگی آئینہ ہائے سحر دیکھکر لشکری دیوانہ وار آپسمین لڑے ہونگے ملکہ شبنم سے بھی شکایت نہین کرسکتا کیونکہ اُسنے حسب عہد حکم بہار مانا خیر جو کچھ گذرا وہ گذرا آجتک بہار کو طبیعت پیار کرتی دل آزار دینا اسکو نچاہتا تھا مگر اب بغیر قتل کیے کچھ بن نہین پڑتا کہ بیت نہین ہی ایکدم راحت میسر ہو بتاؤ کیا کرے یہ قلب مضطر یہ کہکر تیلیونکو حکم دیا کہ اس باغ مین بھی کتاب جمشیدی ہر لے آؤ تاکہ حال اُس شوخ دیدہ کا معلوم کر دن کہ اب کہان ہی تیلیان حسب ارشاد گئین حجرۂ باغ مین صندوق رکھا تھا اٹھا لائین صندوق تھا یا اسرار طلسم کا گنجینہ تھا نہین نہین کسی دانشمند کا سینہ تھا غلاف اطلس نایاب کا جواہر دوز اُسپر چڑھا تھا کٹہرا ایک مطلا و مذہب بنا کہ بیت نہ تھا صندوق اک اعجاز تھا وہ کسی کا سینہ پر راز تھا وہ بادشاہ نے سحر پڑھا کہ فلک پر ایک شعلہ چمکا اور زمین پر گرا سوا بالشت کا تیلا ایک بنگیا پکارا کہ اے بادشاہ لا نذر ہماری سوا سو اشرفی بادشاہ نے نذر دی نذر لیکر تیلے نے ابکائی لی ایک کنجی سونیکی منھ سے نکل پڑی شاہ نے کلید لیکر صندوق کھولا ایک کتاب بہت نایاب بخط طلسمی تحریر نکلی اسمین مطالعہ کیا کہ بہار و برق اب کہان ہین معلوم ہوا کہ عقب لشکر شکست خوردہ مدہوش آتے ہین جب لشکر کورویلے غونردان آکر اتریگا وہ پشتۂ رنگین حصار پر اپنے لشکر مین چلے جائینگے یہ حال کتاب سے معلوم کر کے صندوق بند کیا کلید تیلے کو دی کہ وہ نگلکر چلا گیا اور صندوق تیلیان لیگئین شاہ نے وزیر سے کہا کسیکو بہر گرفتاری بہار بھیجنا چاہیے وزیر نے عرض کیا کہ مجھے حکم ہو تو مین جاؤن فرمایا نہین مین ایسے ساحر کو بھیجتا ہون جو کسی طرح زیر نہو گا تم یہانسے قلعۂ تزلزل مین جاؤ لرزان جادو مالک قلعہ کو میری جانب سے دعا کہنا اور کہنا کہ تم کبھی ہماری تسلیم کو بھی نہین آئے اسوقت ما بدولت باغ جمشیدی مین تشریف فرما ہین کچھ تم سے کام ہی جلد حاضر دربار ہو باغبان آداب بجا لایا سمت قلعہ مسطور بموجب ارشاد روانہ ہوا اور وہان پہونچکر زور سحر اپنے آنے سے لرزان کو مطلع کیا وہ غنچۂ خلوت

پر بعد عزت جلوہ فرما تھا ایک چیلے نے عرض کیا کہ وزیر شہنشاہ آگئے ہین اُسنے خبر سنکر کشتیان بہر نذر ہمراہ لین اور ڈیڑھ دو سو ساحر لیکر استقبال کیلیے چلا جب در شہر پناہ پر پہونچا وزیر اعظم تخت سحر پر سوار اسکو ملا اسنے بہزاران گرمجوشی ملاقات کی اور مستدعی ہوا کہ غریبخانہ مین قدم رنجہ فرمایے وزیر نے تمام پیام بادشاہ کہکر عذر کیا کہ مین ٹھہر نہین سکتا اور تمکو بھی توقف مناسب نہین اس کیفیت کو سنکر اسکو بھی خیال ہوا کہ نہین معلوم کیا کار ضروری ہی جو وزیر کو بادشاہ نے لینے کیلیے بھیجا یہ سمجھکر شہر مین پھر کے نگیا انھین سردار دنکو جو ہمراہ تھے ساتھ لیکر بمعیت وزیر خدمت بادشاہ مین حاضر ہوکر سر انقیاد پایۂ تخت پر رکھا رسم تعظیم ادا کرکے ٹھہرا تھا کہ شاہ نے خلعت دیا بعد سرفرازی فرمایا کہ تم یہین سے روانہ ہوکر جانب کوہ تیلم جاؤ اثناے راہ مین عقب لشکر مدہوش مہ بہار و برق آتے ہین دونو نکو مقید کرکے حاضر حضور کرو خبردار وقفہ نہو بہار کا سحر تم جانتے ہو ایسا ساحر بہ ساتھ لیجانا کہ وہ غالب نہ آسکے اور عیار اُسکے ساتھ ہین اُسکی مکاری کا بھی دھیان رہے تو جاؤ سپرد سامری کیا لرزان مجرا کرکے اُنھین ساحرونکو جو ساتھ تھے ہمراہ لیکر چلا گھر اپنے نگیا یہ ساحر ایسا سحر کرتا ہی کہ زمین مین سما جاتا ہی اور غلاف زمین کو جنبش دیتا ہی میدان رزم مین بھونچال آتا ہی پاؤن کسی کے زمین پر قائم نہین رہتے گر پڑتے ہین یہ دھوان بنکر زمین سے نکلتا ہی اور کار حریف تمام کرتا ہی رنگ اُسکے جسم کا دھوئین کیطرح ہی نہایت ہیبت ناک صورت رکھتا ہی ذکر اسکے لڑنیکا کسی مقام پر کیا جائیگا غرضکہ یہ تو جانب بہار روانہ ہوا بادشاہ نے بارگاہ سامان راحت وغیرہ اپنے یہانسے اسکے ساتھ کردیا اب حال اسکی بی بی کا سنیے کہ جب اُسنے سنا وزیر میرے شوہر کو بلا لیگیا ہی اور ایسا ضروری کام تھا کہ گھر آنا نہو سکا بس منتظر رہی کہ دیکھیے وہ کب آتے ہین جب عرصہ ہوا یہ عورت بہت عاقلہ اور فہیمہ ہی براہ دوراندیشی اپنی انیسون جلیسون سے گویا ہوئی کہ وزیر اعظم اسطرح سے انھین لیگئے کہ گھر بھی پھر کر آنے ندیا سامری جانے کیا کام تھا میرے دلمین وسواس آتے ہین دربار کا مقدمہ ہی کیسی بنے کیسی نبنے جمشید آبرو رکھین ابھی تک کچھ خبر نہ معلوم ہوئی کہ بادشاہ نے کیون بلایا تھا کوئی امور سلطنت انکے سپرد نہ تھا جو اس تاکید سے طلب کیا انیسون نے کہا حضور اُنکا بول بالا ہی جمشید جانے حضور کے نمک کی قسم رات کو مین نے خواب مین دیکھا کہ آپکے گھر مین لاکھون چراغ روشن ہین بس مین سمجھ گئی کہ میانکو عہدۂ جلیل ملیگا ایک ہمدم نے براہ خوشامد کہا کہ ہین تمنے یہ تو خواب مین دیکھا تمھارے کہنے سے مجھے بھی یاد آیا مین تو کہنا بھول ہی گئی تھی صبح ہوتے مین کیا دیکھتی ہون کہ جیسے ایک بوڑھے سے آدمی ہین وہ ایک تاج ہاتھ مین لیے ہین ایسی اس تاج مین روشنی ہی کہ آنکھ نہین ٹھہرتی ہی پس وہ بڈھے مجھ سے کہتے ہین کہ بلا لا اپنے مالک کو یہ تاج ہم اُسکو دینگے یہ سنکر مین بلانے چلی دوڑی آنکھ کھل گئی بی بی یہ وہی تعبیر خواب ہی کہ میان بلائے گئے ہین آپ دیکھیے گا کہ مدار طلسم اُنکے سپرد ہوگا ایک کنیز بولی کہ ہماری بی بی کو وہم کا مرض ہمیشہ سے ہی بھلا کیا دشمن انکے کسی کے گنہگار ہین جو تم اتنا خفقان کرتی ہو بی بی مرد ذات ہین کسی کام مین الجھ گئے ہونگے ایک مصاحب نے کہا کیا معلوم دربار گئے ہین یا کہین اور وزیر سے کسی جلسہ کا وعدہ ہوگا پہلے سے یہی کہہ رکھا ہوگا کہ تم مجھے بلا لیجانا مرد دنکے فقرونسے سامری بچائین میری دانست مین وہ سرکار مین تو نہین گئے بڑی سرکار گئے ہین ملکہ زلزلہ جادو اس زن عقیلہ کا نام ہی اپنے مصاحبونکا بیان سنکر ہنسی اور آخر مین جو مصاحب نے زیر پردہ رنڈی کے یہان جانا ظاہر کیا ہی حیلہ اسکو دربار مین جانیکا ہاتھ آیا کہا تم سچ کہتی ہو اُنکے ایسے ہی طور ہین لیکن آج مین بھی بغیر بھید کھولے باز نہ آؤنگی پس

سو کنیزان گلرو و بلبل خو یاسمن بدن نسرین زیب انجمن غیرت چمن ہمراہ لیکر کسی اپنے عزیز کو قلعہ سپرد کرکے لباس نفیس زیب قامت
فرماکر زیور سے آراستہ ہوکے سوار ہوئی اور بکتی جاتی تھی کہ بادشاہ کہیں اگر وہ نہ ملے تو آج مین ہون اور وہ ہین تو صاحب مجھسے
یہ فقرے بازی بڑی رنڈی بازی پر کمر باندھی ہے جو ایسا ہی تھا تو مجھ نگوڑی کو کیون ستیاناس کیا اور رد کیا کرین جو تقدیر
مین تھا وہ ہوا سنجوگ ہی ایسا بد تھا غرضکہ اسیطرح کی باتین بناتی باغ جمشیدی مین آئی بادشاہ کو تخت پر بیٹھے دیکھا وزیر
مروحہ جنبانی کر رہا تھا پتلے اور پتلیان طلسمی دست ادب بستہ کھڑی تھین ناچ ہو رہا تھا اسنے سامنے جاکر تسلیم کرکے نذر دی
شاہ نے مزاج پرسی کی اور کہا تمھارے میان کو اگر ہم نہ بلاتے تو تمھارے جمال نظر نہ آتے اچھا بیٹھو یہ ایک بنگل پر بیٹھی
اور پوچھا پھر وہ غلام آپ کا کہان ہے شاہ نے تمام ماجرا بہار پر بھیجنے کا بیان کیا جب اُسنے یہ سنا کہ شوہر میرا لڑنے
گیا ہے بے چین ہو گئی اور عرض کیا کہ مجھے اجازت ہو تو مہرخ سے جاکر مقابلہ کرون غلام وہان لڑے کنیز یہان جانبازی کرے
شاہ نے ہنسکر فرمایا کہ تمھین بے شوہر تاب کہان یہ اجازت مانگنا گویا حسن طلب اجازت شوہر کے پاس جانیکی ہے
اچھا تم بھی شوہر پاس اپنے جاؤ اور لشکر اپنے قلعہ کا ساتھ لیلو اُس مجرمہ بہار کو گرفتار کرنا نمین مدد کرنا سمجھ بوجھ کر لڑنا نازلہ نے
یہ حکم سنکر آداب بجا لاکر چلی اور بہت جلد قلعہ مین آکر بارہ ہزار ساحران جلیل القدر اور ساحرہ نامور ہمراہ لیکر بعید کرو فر روانہ
ہوئی ادھر شوہر اُسکا جب مسافت راہ طے کرکے قریب لشکر مدہوش پہونچا افسران لشکر مذکور خستہ و شکستہ حال و ابستہ ملال
چہرے پر گرد کدورت پڑی ہتھیار چھوٹ گئے تھے کمرین کھلی بھوکے پیاسے جنگل پہاڑ طے کرتے آتے تھے کہ اسنے پہونچکر ان سبکو
روکا اور کہا خیمہ استادہ کرو آسودہ ہو مین تمھارا بدلا لونگا سارے لشکر مین جان آگئی سمجھے کہ شاہ طلسم نے ہمارا اسکو افسر
کرکے بھیجا ہے پس ہر ایک ادرہ اطاعت مین آیا خیمہ استادہ ہوا بارگاہ نصب ہوئی بازار لگ گئے لشکری مرفہ الحال ہوے
ارزان داخل بارگاہ ہوا اور آرد ماش کے بہت سے پتلے بناکر پیر انمین بٹھا کر روانہ کیے کہ بہار و برق کو ڈھونڈھین پتلے
ہر طرف چلے گئے مگر بہار و برق عقب اسی لشکر کے ہنستے قہقہے لگاتے چلے آتے تھے بہار کہتی تھی کہ اے برق مجھے کوہ آرام
سے قرطاس دھوکے مین گرفتار کر لیگیا تھا سب اہلکار قلعہ و باغ کے پریشان ہونگے دوسرے اس قحبہ سے جسنے مرگھٹ
کا راستہ قرطاس کو بتلایا مجھے سمجھنا ہے کہ میرے بغیر حکم کیون راستہ دیا پس کوہ آرام کیطرف چلنا چاہیے برائے چندے
تم بھی زحمت اٹھاؤ اب تو راہ طلسم کچھ کچھ سمجھ مین آنے لگی ہے کیونکہ عقیق کوہ سے بہت دور نکل آئے صرف اتنا ہے کہ شاہ جادوان
کے سرحد دار ہر جگہ روکینگے ورنہ راہ تو معلوم ہے برق نے کہا کہ ملکہ مہرخ بہت عرصے سے اکیلی ہین لشکر مین چلو اسنے کہا
مہتر قران تو گئے ہین وہ حال کہدینگے ملکہ مذکور کو اطمینان ہوجائیگا دوسرے یہ کہ تم مصروف بحکم خدا حفاظت لشکر بھی کر لینگے
برق نے کہا اچھا جدھر جی چاہے چلو ملکہ تخت بڑھا کے آگے بڑھی تھی کہ راہ مین لشکر اترے دیکھا راستہ بند پایا کہا یہ
بھگیلے کیون ٹھہرے اور انکو یہ حشمت و جاہ کہان سے ممکن ہوا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ہماری تلاش مین آیا یہ کہکر ایک پہاڑ پر
آکر ٹھہری اور سر جھکا کر زمین پر پھونکا زمین تھرائی ایک پتلی چینی کی نکل آئی اُس سے پوچھا کہ اس فوج مین کون آیا ہے
اُسنے سب حال ارزان کا بیان کیا ملکہ نے سارا ماجرا معلوم کرکے پتلی کو رخصت کیا کہ وہ زمین مین سما گئی اور برق سے
کہا جلدی نکل چلو بڑی لڑائی پڑ جائیگی برق نے کہا اسکو جایا ہے دیکھ بھال لینا چاہیے وہان چلکر بھی لڑتا ہے اور یہان بھی

جو حکم ہوا ہی سو ہی ہین ساحران شعلہ ! دوان کو قتل کرنا ہی ملکہ نے کہا قران ابھی یقین ہی کہ پیچھے آتے ہین وہ اسکو مار لینگے تم چلے چلو
اسنے کہا اچھا تم اس پہاڑ پر ٹھہرو مین ذرا اسکو دیکھ تو آؤن رضینا بانقضا شاید دم پر چڑھ جائے ملکہ ناچار ہوکر سر کوہ ٹھہری
اور برق پہاڑ سے اترکر ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر تیار ہوا لیکن جیسے کو ہیونکی صورت ہوتی ہی کہ بال سر کے بہت بڑھے
داڑھی تا بہ سینہ قشقہ بہت لمبا کھینچے لنگوٹا موچھ کا باندھے کھاروے کا انگوچھا گلے مین پڑا ہوا موے زہار ظاہر چہرہ بہت بیہیت
اس صورت سے ہوکر جانب لشکر چلا اور داخل لشکر ہوکر ہر سمت سیر کنان پھرتا تھا کہ چیلے جو بہر خبر لرزان نے مقرر کیے تھے
انھون نے اسکو شناخت کرکے بخدمت لرزان آکر عرض کیا کہ اے افسر ہمارے وہ عیار جسکے آپ متلاشی ہین لشکر مین آیا
ہی اور ساحر بنا پھر رہا ہی لرزان یہ خبر سنکر کھڑا ہوگیا اور اپنے چیلون سے کہا الگ الگ ہوکر اسکو گھیر و اسطرح کر اسکو ثابت
ہو ورنہ بھاگ جائیگا چیلے حسب الحکم چار طرف جاکر پراگندہ ہوگئے اور راہ روک کر ٹھہرے اُدھر لرزان در بارگاہ پر آکر ٹہلنے لگا اس
اثنا مین برق بھی پھرتا ہوا جانب بارگاہ آیا اُسنے ملازمون سے کہا کہ اس ساحر کو بلاؤ انھون نے پکارا کہ بھائی ذرا
ادھر آنا ہمارے مالک تمھارے مشتاق ہین برق حسب الطلب حاضر ہوکر آداب بجا لایا ملازمون سے بطور ساحران دست بستہ
ہوا لرزان نے پوچھا کہ آپکا نام کیا ہی اور دولتخانہ کسجگہ ہی یہان آنیکا کیا سبب ہے اسنے عرض کیا کہ آپکا شہرہ جود و نوال
سنکر مین بھی کمال مشتاق ملازمت کیمیا خاصیت تھا خبر تشریف آوری ملازمان جناب سنکر اتفاق حاضر ہونیکا ہوا مجھکو
صحرا نورد جادو کہتے ہین چاہتا ہون کہ زمرہ سرداران سرکار والا مین منسلک ہوکر بسان گوہر مین بھی آبرو پاؤن اسنے
یہ تقریر سنکر زبان بہ تملق وا کی کہ آپنے مجھے سرفراز فرمایا یہ گھر تو آپکا ہی کفش خانہ ہی زہے فخر میرا جو آپ نان خشک یہاں کی
قبول فرمائین اور جو مجھے میسر آئے پہلے آپ کھائین پھر مجھے دین مین سپاہی وست ہون آپ تو میرے دینی برادر ہین غیر
سے مجھے عذر نہین اچھا چلیے بارگاہ مین تشریف رکھیے برق حسب اجازت اُسکی طرف سے پھرکر اندر بارگاہ کے چلا مگر
اُسنے پیچھے سے گردن مین ہاتھ دیا اور سحر سے ہاتھ پاؤن بیکار کردیے پکارا کہ او نالائق مجھ سے بھی مکر کرنے آیا ہی نہین جانتا ہی کہ
شہنشاہ نے تیری ہی گرفتاری کو مجھے بھیجا ہی نہین معلوم وہ گیسو بریدہ بہار کہان گئی سچ بتا کہ وہ کہان ہی یہ کہتا ہوا اندر بارگاہ
کے آیا اور بحس و حرکت کرکے بٹھا دیا عتاب و خطاب کرنیلگا پھر برق نے کہا ابے مسخرے تو اتنا بکے کیون جاتا ہی معلوم ہوتا ہے کہ
ابھی تیری قضا نہین ہی ورنہ ہمکو بھی تو جانتا ہی کہ ہم کون ہین ہم برق عیار ہین قاتل افراسیاب کیا تو سچ جانیگا اسوقت
ہم پھنس گئے اتفاق سے مر نا تو ہم جانتے نہین خیر پھر سمجھ لینگے اسنے یہ کلمات سنکر کہا کہ تو مجھکو دھمکاتا ہی اور شہنشاہ سے مین
ڈرتا رہے بادشاہ طلسم کے اتنے ملازم مارے گئے لیکن ہان کچھ پروا بھی نہین طلسم کا تم لوگ کیا بگاڑ سکتے ہو چاہو عمر بھر لڑو بادشاہ کا
کچھ نہ کرسکوگے اور شاہ کو جب غصہ آجائیگا مثل نقش غلط تم سبکو مٹا دیگا برق نے کہا شہنشاہ کیا بیہودہ ہی وہ لوگ جو خدائی کرتے تھے مثل خس و
خاشاک سیل فنا مین بہہ گئے اور بسان برگ خشک باد اجل کے جھوکے سے ایسے اڑے کہ نشان بھی نہ ملا کثرت لشکر
پر کیا ناز کرتا ہی چیونٹیون کی قطار روندنے سے بہادر رو نکا کیا بگڑتا ہی اخگر انکا ایک ہی تو لاکرتا ہی لرزان بادشاہ کا اتنا کچھ
نقصان زر و فوج ہوا اُسے عقل ہی نہ آیا یہ کہو کہ کچھ ہونسکا عاقل کو چاہیے کہ ہر امر مین غور کرے تمھین مناسب ہے
کہ اطاعت اسلام قبول کرو سعادت دارین حصول کرو یہ باتین ہو رہی تھین کہ بہار راستہ دیکھکر جب برق کو بہت عرصہ

گذرا تو بیتابانہ چلی سمجھی کہ اسپر کچھ نہ کچھ آفت آئی بس سر بارگاہ پر آکر بھرائی لرزان بانو مین لگا تھا اُسنے تو کچھ خیال نہ کیا لیکن ملکہ نے سحر پڑھا کر دست دیا برق کے قابو مین آئے چاہتا تھا کہ اُٹھے ملکہ پنجہ بنکر گری اور اسکو اٹھا کر لے اڑی لرزان کے نوکر تہمین غل ہوا کہ لیگئی لیگئی وہ بھی گھبرا کر اڑا ملکہ قندیل فلک یہ بھی جی توڑ کے سحر پڑھتا قریب پہونچا اور پکارا کہ بی بہار ہم جمشید پہ بگڑ رہنے والے ہین ہمکو لشکریان مہوش نہ سمجھنا یہ کہکر ایک ناریل سحر کا ملکہ پہ مارا ملکہ نے سحر پڑھکر جانب ناریل پھونکا کہ وہ زمین پر جا گرا اور غائب ہوگیا وار اُسکا خالی گیا ملکہ نے پھر نارنج اُسپر مارا اُسنے مثل دخان بنکر اپنے تئین پوشیدہ کیا نارنج بھی زمین پر جا گرا اور شق ہوکر شعلے نکلے چار سمت حریف کو ڈھونڈھکر ٹھنڈے ہوگئے لرزان پھر ظاہر ہوا اور سمجھا کہ یہ ساحرہ زبردست ہے یون نہ گرفتار ہوگی اور اگر مہلت پائیگی تو بلغ سحر لگا کر دیوانہ بنائیگی یہ سوچکر جھولے سے ایک تختی ہیرے کی نکالی بہار نے جیسے اس لوح کی جھلک دیکھی سمجھ گئی کہ اسنے لوح گلوے جمشید نکالی یہ لوح تحفہ طلسم مین سے ہی تجھ سے رد نہ ہوسکیگی یہ سمجھکر بہت جلد جانب زمین اتری اسلیے کہ برق جو ہاتھ سے چھوٹ جائیگا گر کر مر جائیگا پس زمین پر پہونچی ہی تھی کہ لرزان بھی ساتھ ہی اترا اور لوح مذکور سامنے کرکے پکارا کہ اے بہار دیکھ تو یہ کیا ہے اسنے اسی ساحر پڑھا اور ایک نقاب پنجے نے لاکر یا مین نگاہ و لوح حائل کی لیکن لوح سے چمک کر ایسا شعلہ نکلا کہ نقاب پنجہ جلگیا نگاہ بہار کی تختی پر پڑی غش کھا کر زمین پر گری برق جو زمین پہ پہونچا تھا متوجہ ہوا اسے اول تو بیہوش رہا لیکن اسوقت جو ملکہ گری لرزان اس خوشی مین جانب ملکہ دوڑا کہ اتنی بڑی ساحرہ گرفتار ہوئی اسپر قبضہ کرون برق اٹھکر ایسا بھاگا کہ پتہ بھی نہ معلوم ہوا کہ کدھر گیا اور جاکر درہ کوہ مین ٹھہرا لرزان نے ملکہ کو قید آہن منگا کر پہنائی اور مسحور خوب سا کرکے اٹھا کر بارگاہ مین لایا سرداروں نے اسکے صفت و ثنا مین زبان کھولی کہ واقعی آپ اپنا مثل نہین رکھتے اسپر مظفر و منصور رہنا آپ ہی کا کام تھا سب نے نذر فتح دی اُسنے بہار کو ہوشیار کرکے کہا کہ کیون دیکھا تو نے سحر اسکو کہتے ہین بہار نے جواب دیا کہ ای مغرور بیفخر اور بدعوی ساحری تحفہ طلسم سے کام لیا تجھے غیرت نہین آتی یہ تختی نہوتی تو کمبختی آجاتی اسنے کہا حریف کو زیر کرنے سے مطلب ہے اب اس عیار کو بھی پکڑ لاؤن تو شہنشاہ پاس تجھے بھیجون یہ کہکر اٹھا اور اپنے لشکر سے آملا اور ایسا سحر پڑھا کہ درہ کوہ مین برق فکر عیاری کر رہا تھا گھبرا کر باہر نکل آیا دیکھا کنارے لشکر کے لرزان کھڑا ہے چاہا بھاگ جاؤن لیکن دل نے اسکے کہا کہ اسی پاس چل بس اُسکے پاس آیا اور کہا آپنے ملکہ بہار کو گرفتار کیا ہے مجھے بھی قید کیجیے مین اکیلا رہکر کیا کرونگا اُسنے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا او نا عیار تو آپ سے نہین آیا بلکہ میرے سحر سے حاضر ہوا ہے یہ کہکر رد سحر جو پڑھا ہوش برق کو آگیا دل سے کہا واقعی تو بڑا احمق زدہ ہے کہ خود آکر مبتلائے آفت ہوا اب بھاگ جا اگر سوچا کہ بھاگنے سے یہ دست پانجیس کردیگا اب اسکے ساتھ چلو جو خدا چاہیگا ہوگا غرضکہ چپ ہو رہا اور وہ اسکو گرفتار کیے بارگاہ مین آیا بہار سے کہا کہ تمنے ہماری زبردستی دیکھی کیون ہم کیسے ساحر ہین ملکہ مذکور نے کہا تیری اصل کیا ہے مین تجھ ایسے چھوکرے تعلیم کر چکی ہون تو مجھ سے تعریف کرانا چاہتا ہے اُسنے عرض کیا کہ اے ملکہ تم خاندان بادشاہ طلسم سے توسل رکھتی ہو واقعی ہماری مجال نہین جو تمہاری برابری کرین لیکن تم شاہ سے چلکر ملجاؤ ملکہ نے جواب دیا کہ ہماری جو تقدیر مین لکھا ہے وہ ہوگا شاہ سے اب ملنا کجا دنیا اور عقبی دونون جہان مین نہوگا کسلیے کہ وہ مردود خدا ہم مسلمان اُسکا ہمارا ساتھ کیا برق یہ تقریر سنکر چلا

کہ بار بار یہ ملکہ کو سمجھاتا ہے تم کچھ اسکے ساتھ مکاری کرو اسمین دو فائدہ ہین یعنی اگر یہ باتون مین مصروف ہا تو سحر سے بے قابو نہ کریگا دوسرے اگر فقرے پر چڑھ گیا تو مار ڈالنا یہ سوچکر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا اے لرزان افسوس دلکی حسرت دل ہی مین رہی کہ بیت پریشان ہوکے مثل گیسوے یار + یہان آئے ہین مانند گنہگار + لرزان نے پوچھا کہ کہہ کیا تیری آرزو تھی برق رونے لگا اور کہا تمام عالم جانتا ہے کہ ہر ایک عیار ہر ایک عیار بچی پر عاشق ہوتا ہے شمیمہ پر میری جان جاتی ہے اب قید ہوکر آیا ہون قتل ہو جاؤنگا وصل یار کیسا آخر وقت مین دیکھنا بھی نصیب نہوا کہ ہاے بیت لگی ایسی نہین بجھتی کسی دم + دھوئین اٹھتے ہین ہر دم استخوان سے + لرزان نے کہا اگر تو اطاعت شاہ جادوان کرے تو مین سفارش کرکے عیارہ کو دلوا دون وصال محبوب کرادون برق نے کہا مین غلام ہون یہ کہکر قدم پر گرا اُسنے کہا اے برق تو گھبرا نہین اسنے کہا ہمارے کو الگ بٹھا دیجیے تو مین آپسے کچھ کہون اُسنے ملکہ کو ایک خیمہ مین بھیجدیا مگر خاک جمشید ہر اعضا مین لگادی کہ ملکہ بیحس و حرکت ہو گئی غرضکہ بعد بھیجنے ملکہ کے برق سے باتین کرنے لگا اس اثنا مین بکاول نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہے اسنے حکم دیا کہ لے آؤ اُسنے دسترخوان لاکر بچھایا چند ملازم جو ساتھ کھاتے تھے بیٹھے رہے باقی اٹھ گئے کھانا چنا گیا برق سے کہا تم بھی آؤ مگر کچھ فتور نکرنا نہین سزا پاؤگے مجھکو ایسا ویسا ساحر نہ سمجھنا برق نے کہا میری مجال ہے جو کچھ فساد کرون یہ کہکر دسترخوان پر بیٹھا سب کھانا کھانے مین مشغول ہوے برق نے دلمین کہا کچھ کھاتا تو بولیگا نہین تو اپنا کام کر یہ غور کرکے آنکھ بچاکر کباب پلیٹ مین رکھے تھے نمک بیہوشی اسپر چھڑکا چھڑکتے ہی پلیٹ تراق سے بولی برق سمجھا کہ رکابی بولا چاہتی ہے جلدی سے ہاتھ مارا کہ رکابی ٹوٹ گئی لرزان نے پوچھا کہ کیا ہوا اسنے کہا رکابی کو اٹھاتا تھا ٹوٹ گئی اسنے کہا اے عیار تو مکاری سے باز نہ آئیگا خیر اچھا ٹوٹ گئی تو رکابی اور آجائیگی مگر تونے دیکھ لیا کہ مین کیسا زبردست ہون برق نے کہا واقعی آپ بڑے ساحر ہین میری خطا معاف فرمائیے اسنے کہا مجھسے کچھ عیاری نہ چلیگی اچھا تم بیٹھو سمجھ لیا جائیگا یہ سنکر برق کھانے پر سے اٹھ آیا وہ سب جب فارغ ہوے اپنی اپنی جگہ پر گئے لرزان پلنگ پر آکر لیٹا خدمتگار پاؤن دابنے لگا برق کو زیر پلنگ بٹھاکر سحر سے حصار کردیا کہ بھاگ نجاے برق نے کہا مجھے اجازت ملے کہ مین بھی لیٹون اسنے کہا کیا مضائقہ ہے برق نے کسوت عیاری کمر سے نکالکر سرہانے رکھی اور لیٹا اسنے کہا اے برق ابھی تو تیرے پاس کچھ نہ تھا یہ کہانسے گٹھری نکالی اسنے کہا یہ کسوت عیاری ہے ساحرونکو قتل کرنیکی تدبیر ہے اسنے کہا اسمین بیہوشی بھی ہوگی بھلا میرے خدمتگار کو بیہوش کرو مین دیکھون تو کیونکر بیہوش کرتے ہو اسنے ایک ڈلی مٹھائی کی نکال کے خدمتگار کو دی اُسنے کھائی بیہوش ہو گیا اُسنے کہا اب ہوشیار کرو اسنے ایک فتیلہ بیہوشی مین خوب بھر کر روشن کیا اور کہا لیجیے اس فتیلہ کو اسکی ناک مین لگا کر دھونی دیجیے اسنے فتیلہ ہاتھ مین لیا اور اٹھکر دھونی دینے لگا مگر اُس فتیلہ کی دھونی اسکی ناک مین خود پہونچی چھینک آئی اور بیہوش ہو گیا برق نے اٹھکر چاہا کہ سر کاٹ لے مین مگر اور یہ کیفیت سنیے کہ بی بی لرزان کی زلزلہ جو لشکر لیکر چلی تھی فرط محبت شوہر سے سب کو چھوڑ کر برسم یلغار اکیلی اڑتی ہوئی چلی لشکر اور رہا مین عقب مین آتی رہین یہ آکر سر بارگاہ لرزان پر اتری برق کو خنجر کھینچکر جانب شوہر جاتے دیکھا بیقرار ہوکر گری کہ شوہر کو اٹھا لیجاؤن برق نے جیسے ہی یہ گری ہی فتیلہ بیہوشی بھرا کہ سلگ رہا تھا اٹھاکر اُسکے منہ مین لگا دیا فوراً چھینک مارکر وہ بھی دھم سے زمین پر آئی برق نے اُسکو اٹھاکر ستون بارگاہ سے باندھا اور چاہا کہ قتل کرون پھر خیال آیا کہ اسکو ہوشیار کرکے سمجھاؤن شاید کہ

عورت ہی محبت شوہر سے مطیع ہوجائے یہ سوچکر زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا یہ حسینہ عورت وطرحدار معشوقہ شیرین ادا نشہ حسن سے سرشار ہی قشقہ ساحری کی نشانی پیشانی پر دیئے زیور سے جسم کو تزئین کیا ملکہ جسم سے زیور کو رونق بخشی واقعی بمثیل روزگار ہی

ابیات

تھی ایسی نازنین وہ ماہ پارا ۔ مگر برج شرف کی تھی ستارا
مخلع خلعت ناز و ادا سے ۔ سراپا نور تھی حسن خدا سے

سوزن دینے اور باندھنے سے نیلی ہوگئی شدت تکلیف سے بیتاب تھا اشارہ سے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہی برق نے کہا مین عیار ہون تیرے شوہر نے دو بار مجھے گرفتار کیا آخر خدا تعالی نے مجکو اُسپر غالب فرمایا اب تم دونون سے موت سے تھوڑا فاصلہ ہی کہ مجھین اور تم مین عرصہ ہی عنقریب دارالبوار مین جایا چاہتے ہو ہان ایک صورت سے بچنا ممکن ہی کہ دین باطل پرستی چھوڑ کر وحدہ لاشریک کو مانو سامری و جمشید و لقاسب بندگان خدا ہین اُنپر لعنت بھیجو اے زن عاقلہ خدا اے یکتا مکان و مقام سے منزا ہی **نظم**

مالک و خالق و کریم و رحیم ۔ باسط و رازق و سمیع و علیم
کبریائی اُسی کو ہے زیبا ۔ وحدہ لاشریک نام اس کا
اُسکے قبضے مین ہے ہماری جان ۔ جسنے پیدا کیا ہے سارا جہان

شاہ طلسم باوجود اس عظمت کے ہمارا کیا کر سکتا ہی اور جو لوگ ہمارے شریک ہین انکا اسنے کچھ نہ کر لیا او رفرض کرو اگر بادشاہ سے ضرر ایسا پہونچے کہ ہم ہلاک ہوجائین توبھی دولت ایمان سے دامن ہمارا بھرا ہوگا اس باطل پرستی مین یہ فائدہ ہوگا کہ جہنم مین جلنا ہوگا یہ نصائح و پند اس زن خردمند نے جب سنے دل اسکا نور ایمان سے مملو ہوا اور اشارہ سے کہا کہ زبان سے سوزن نکال لو اُسنے سوزن نکالکر کھول دیا جب وہ رہا ہوئی کہا تم خنجر لیکر میرے شوہر کے سینے پر سوار ہو اور اسکو ہوشیار کرو کہ مین سمجھاؤن اور اسکو بھی راہ راست پر لاؤن برق بموجب فرمائش کے باخنجر برہنہ اُسکے شوہر کی چھاتی پر سوار ہوا اور قلیل واقع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوا عیار کو سینے پر اپنے دیکھکر چاہتا تھا کہ سحر پڑھے زوجہ اسکی آگے بڑھی اور کہا اے صاحب یہ شخص میرا جان بخش ہی سارا ماجرائے گذشتہ بیان کر کے کہا اگر مین نہ آجاتی تو کام تمھارا تمام تھا اور مین آئی بھی تو کیا گرفتار ہوگئی واقعی دین اسکا سچا ہی یہ طلسم باطل ہوگا مین نے اسکی اطاعت کی ہی تم بھی مطیع اسلام ہو اور اسکو اپنا ہادی محسن جانو براہ زیرکی سمجھو کہ لات و منات جمشید و سامری وغیرہ مین اگر کچھ قدرت ہوتی تو یہ ہم پر غلبہ نپاتا شاہ طلسم اس سے عاجز نہ آتا بس دین اسلام سب دینونسے درست ہی **ابیات**

فروغ نور ایمان سے ذرا کر چشم دل روشن ۔ نہین لازم ہی انسان کو بننا اسد کا دشمن
صفات حق کو پہچانے اُسے معبود حق جانے ۔ عطا جسنے کیا ہی ہمکو ایمان جان و روح و تن
خدا کو چھوڑ کر کیون اور کو معبود ہم سمجھین ۔ متاع دین و ایمان کیلیے بیچائین کیون ہم تن

ہر چند کہ یہ عیار دو بار قید ہوا مگر عظمت و برکت اسکے دین مبین کی دیکھو کہ انجام مین یہی غالب آیا کیون نہو فرد خدا پر جو کوئی رکھتا ہی سب کام + تو بیشک اسکا نیک ہوتا ہی انجام + الغرض ان مرد دانشمند ہی زوجہ کے سمجھانے سے گویا ہوا کہ اے میری

پیاری بی بی تو نے مجھپر بڑا احسان کیا کہ راہ راست بتائی اور جان میری بچائی مین نے اطاعت سلامیان اختیار کی برق
یہ کلمہ سنکر اسکے سینے پر سے اترا اسنے اٹھکر سر قدم پر رکھا اسنے سر اسکا سینے سے لگایا اور تنگا تنگ بغلگیر کیا اس عرصہ مین
لشکر اور خواصین جو زلزلہ لیکر آئی ہو یہان پہونچین لشکر اترا خواصین حاضر خدمت ملکہ ہوئین اسنے انکو حکم دیا کہ سب افسران لشکر کو بلاؤ
چنانچہ جملہ افسر زن و شوہر کے لشکری حاضر ہوے انسے اظہار اطاعت اسلام کر کے حکم دیا کہ جسکو مطیع اسلام ہو کر ہمارے ساتھ رہنا
ہو وہ رہے ورنہ جہان جی چاہے چلا جائے تمام سردار بارہ ہزار ساحر لشکر کے مطیع اسلام ہوئے لشکر مین منادی
ندا زن تھا کہ یہ لشکر بھی ملازم ملکہ مہرخ آج سے طلسم مین ہوا ہے اور بعد فتح طلسم بادشاہ اسلام کا تابعدار ہوگا جو لوگ کہ سیاہ
درون تھے وہ یہ زبان سنکر بھاگے اور سمت شاہ طلسم گئے باقی سب مع لشکریان مدہوش شریک اسلامیان ہوے زلزلہ اور
شوہر اسکا ہاتھ رومال سے باندھکر سامنے ملکہ بہار کے آئے قید دفع کر کے عذر تقصیرات کرنے لگے کہ ہماری خطا معاف
فرمائیے ہماری جانب سے دل صاف فرمائیے ملکہ مذکور نے زلزلہ کو بغلگیر کیا اور کہا تم بادشاہ طلسم کی طرف سے اگر لڑے تو کیا خطا کی
کسلیے کہ ملازم اسکے تھے الحمد للہ کہ سرچشمۂ ہدایت پر پہونچے اگر اب کوئی بے اعتدالی کروگے تو جائے شکایت ہے پہلے یہی مناسب
تھا جیسا تمنے کیا غرضکہ بعد تسلط کے باہم صلاح ہوئی کہ اب یہانسے چلنا چاہیے لشکر کو کوچ کا حکم دیا طبل سفر بجگیا خیمہ و بارگاہ
عطیہ افراسیاب بھی قبضہ مین آیا اسباب تمام بار کرا کر بہار تخت سحر پر سوار ہوئی پاس برق کو بٹھا لیا ایک تخت پر
زلزلہ مع شوہر بیٹھکر روانہ ہوے ملکہ بہار کو جانا جانب کوہ آرام منظور تھا اسیطرف چلی راہ کا دغدغہ بالکل مٹ گیا
راستہ کی ناواقفی سے کچھ سروکار نہ رہا کسلیے کہ یہ سب چلنے والے راہ کے ساتھ ہوئے بڑی شان و شوکت سے اس لشکر
کی مالکہ بنکر سواری ملکہ بہار کی لبسان باد بہاری روانہ ہوئی کہ نقارے اور ناقوس بجتے گھنٹے نواخت مین تھے ابر سحر
بر سایہ کیے سواری کے آگے آگے گلہائے بوقلمون جو در سحر گلستان نیرنگ بازی مین شگفتہ ہوتے خیابان سبز و خرم لہلہا
کر بہار دکھاتے جانور زمزمہ سرائی کرتے بحشم و خدم روانہ تھے یہانتک کہ اسی تجمل سے داخل کوہ آرام سب ہوے یہان جو ملازم
اور کنیزین اور نازنین جلیسین حاضر تھین وہ خبر ورود مسعود ملکہ بہار سنکر پتا یا نہ فرط عشرت سے پاس ملکہ کے آئین اور کہتی ہوئین خندہ کنان
دوڑین ارکان سلطنت قلعہ کوہ آرام بہر استقبال حاضر خدمت ہوے نذرین سبکی گذرین آتشبازی سحر کی وہ سامان تصریح
اگر لکھون طول ہوگا مطلب نہ حصول ہوگا فی الجملہ مشکوے خسروی کی نئے سر سے درستی ہوئی ایوان شاہی دار الامارۃ فرمانروائی
ملکہ آراستہ ہوا ارکان عظام سلطنت سامنے آئے ملکہ نے آکر تخت پر جلوس کیا اور زلزلہ کو برابر بٹھایا برق و لرزان
قریب تخت بیٹھے بہار نے حکم مہیائے سامان دعوت کارپردازان ریاست کو دیا اور فرمایا کہ باغ میرا آراستہ ہو اس
باغ مین کہ جہانسے ملکہ گرفتار ہو گئی تھی جلسہ دعوت ہو اسیا با اس گلشن پر ویرانی چھائی تھی اداسی رخ ہر گل پر آئی تھی سوسن کا لباس
کبود تھا سرو آزاد غم سے جھک گیا تھا گویا درد آلود تھا چنبیلی زرد ہو گئی تھی سنبل کے بالون پر گرد جمی تھی نرگس حیران تھی
زلف بنفشہ پریشان تھی مختصر یہ کہ اب اسمین بہار از سر نو آئی شمع رخسار گل پر ضو آئی مالنین کھرپیان جواہر کار لیکر برگ
و بار خزان دیدہ چمنستان سے دور کرنے لگین درخت سینچے گئے تھالونمین آب رحمت بھرنے لگین ہر تراشی سے جا بجا
چمن کا خط اصلاح پذیر ہوا دن بھر چاندنی دیکھنے کا انتظام ہوا یہ کیفیت ہوئی کہ غنچہ گل بصد تجمل قبائے ارغوانی زیب قامت فرماکر

اور رنگ چمن پر جلوہ گستر ہوا بہار کو نظم و نسق سپرد ہوا ہوائے فصل بہار پیشکار ہوئی نئے نئے گل کھلانے پر تیار ہوئی عرب شہریار گل سے دبے پاؤن آنا صرصر خزان کو بھگانا کہ زیادہ شاخونکو نہ ہلائے جسم نازک گل کو نشانہ دکھلائے دیوانکدہ گلشن مین صیاد پر بید خلی کا پروانہ جاری گلچین کیلئے تجویز سزا کی بہت بھاری بلبل و خزان کی درپیش روبکاری خزانکو حکم شہر چمن سے نکلجانیکا ملتا بلبل کا مقدمہ سرسبز رہتا غنچونکا چٹخنا نقارہ در دولت بادشاہ گل تھا گل عباس شہنا نواز بے تامل تھا اندر و طاؤس پیان نقیب وچاوش صدا لئے دور باش موسم مہرگان کو دیتے نہال پوشاک سندس و استبرق زیب قامت رعنا کرکے انجمن گلشن مین جم گئے شاخین گھنگرو غنچون کا باندھ کر رقاصہ نبی تھین رامشگری کا عالم دکھاتین پتے تالیان بجاتے مرغان خوش الحان ترانہ مبارکبادی گاتے عندلیبان خوش الحان غزلین گاتین مبارکباد کی دھوم مچاتین اور یہ غزل بحالت عشرت بان پر لاتین کہ

للمؤلفہ

رشک جنت باغ ہے یہ یادگار	گلشن عالم مین ہے جس کی بہار
تا ابد قائم رہے ملکہ بہار	فیض رحمت سے ہری جسکے یہ بہار
دور شاہ گل مین ہم خرم رہین	تختگاہ باغ یارب برقرار
کیا خزان کا اپنے دلکو درد و غم	ہے ہمارے باغ کی مالک بہار
خاطر دشمن مین کھٹکے خار غم	دوست دیکھین آکے سیر سبزہ زار
ہو گمان شبنم پہ آب تاک کا	نشۂ عشرت سے نرگس پہ خمار
آب گلگون نہر مین جاری رہے	ہو بشکل شیشہ سرو جوئبار

ملکہ بہار ملکہ زلزلہ وغیرہ کو ہمراہ لیکر داخل گلستان عشرت کار ہوئی پچھلا پہر دن باقی تھا کہ لب نہر یہ گلعذار زیب سادہ سبزہ زار ہوئی خواصان گل پیرہن و یاسمن بدن نے آکر جام مے گلرنگ دینا آغاز کیا کنارہ جو سبزہ لگا تھا لطف سکشی تھا کہ مینائے فلک سے آفتابی خورشید ساغر مغرب مین ساقی دہر نے بھری اور سرور نشہ کا سواد چشم شاہد شب مین آیا ہر سمت عالم نور نظر مین سمایا کہ بمقتضائے

ابیات

ہوا مغرب مین پنہان مہر خاور	نمایان پھر ہوئی شام منور
ستارون کا بچھا فرش زرافشان	ہوا روشن چراغ ماہ تابان

باغ مین بقیش اڑنے لگا رقص ہونے لگا بام بارہ دری پر ملکہ بہار مع مہمانونکے زیر نگیرہ زرتار آکر جلوہ بخش ہوئی اسوقت کی کیفیت قابل دید تھی وہ جلسہ اگر نظر سے گذر جائے تمام عمر اسکی حسرت مین بشر افسوس کرکے مرجائے نازنینونکے جسم منور کی چمک اور پھولونکی مہک شبنمی دوپٹونکی آڑ مین جوبن کی بہار سینون پر کچونکا ابھار قہقہے انکے خندۂ گل کو شرماتے لب لعلین غنچہ نیم شگفتہ نظر آتے بھٹیان چھاتیونکی اودی اودی کنول پر بھونرے کی کیفیت دکھاتین زاہد صد سالہ کو جوش مستی مین لاتین چاندنی کا کھیت کرنا نہرونکا موج مارنا پھولونسے دماغ دہر بس جانا عجیب ایک ہنگامہ عشرت تھا سامان مسرت تھا اس عالم مین ملکہ کو صحبت بادشاہ اسلامیان یاد آئی شب ہجر وہ شب مسرت پائی آہ کا دھوان ایسا بلند ہوا

کہ سروستان باغ محبت بنگیا اور دجگر نے لب خوش رنگ پر جلوہ مستی کا عالم دکھایا وہان تنگ غنچہ سوسن نظر آیا سینہ داغوں سے گلشن بنا ملکہ زلزلہ سے کسل سفر کا حیلہ کرکے دردسر کا اظہار کیا اور کہا اگر تمھاری اجازت پاتی تو بارہ دری مین جاکر ذرا آرام کر آتی ہر ایک اہل انجمن نے کہا بسم اللہ عاشق بہار عارض یار وہان سے آنکھون مین آنسو بھرے کاسۂ نرگس کو صدف گوہر بنائے موتیون سے ساغر حباب لبریز کیے بارہ دری مین آئی پردے اُسکے چھوڑ کر کنیزون سے فرمایا کہ خدمت مہمان جاکر بجالاؤ وہ سب چلی گئین جب تنہائی ہوئی بیقراری سے کروٹین بدلنے لگی مگر کسی پہلو قرار نہ آیا قلزم عشق نے جوش مارا طائر عقل اڑ گئے غم ہجر نے بیہوش کیا چشمۂ چشم اسلیے فوارہ گریہ سے گہر ریز تھے کہ آنکھونمین صورت پھرتی تھی اسپر یہ موتی نثار کرتی تھی جسم دم بھر مین زعفران زار ہجر نے بنادیا اشک گلرنگ نے رخ رنگین پر گلگونہ لگا دیا قفس تن مین بلبل جان گھبرائی برنگ گل چاک گریبانی کی نوبت آگئی وہ گلشن بن سے بدتر نظر آتا ابر غم گھر آیا غنچہ نمط بیکلی ہوئی گلون نے یاد اپنے گل کی دلا کر بسان خار کھٹک دلمین پیدا کی پلنگ پر فرط بیتابی سے پاؤن لٹکا کر بیٹھی اور باد صبا سے مخاطب ہوکر یہ زبان پر لائی کہ **بیت** ای باد اگر بہ بینی خوبان سرو قد را + عرض نیاز من کن با ناز پرور من + اسی بیتابی مین یہ پیام یار کو دینے لگی کہ

ابیات

کہتی تھی کبھی صبا سے رو کر | کہنا دلبر سے حال مضطر
اے سرو روان باغ الفت | اے مرہم زخم داغ الفت
اے ماہ سپہر بادشاہی | اے زہرۂ چرخ دلربائی
آئی ہے لبون پہ ہجر سے جان | وحشت سے ہے خانہ باغ زندان
آنکھون سے ہے خواب کو عداوت | طاقت بھی ہوئی بدن سے رخصت
ناساز مزاج ہے ہمارا | دیدار علاج ہے ہمارا
بیداری شب ہے اب ستاتی | بستر پہ نہین ہے نیند آتی

یہ تو اسطرح دیوانہ وار بیکل ہو رہی ادھر بالائے بام جلسۂ عشرت ہے ہر ایک مصروف راحت ہے مگر شاہ جادوان کی کیفیت سنیے کہ بانتظار لرزان وغیرہ باغ جمشیدی مین آرام پذیر رہا ہر روز تپلیان نیا تماشہ دکھاتین گاتی بجاتین میوے کھلاتین جب کچھ خبر لرزان کی اسکو کئی روز تک نہ ملی آجکی رات اس باغ سے سوار ہوا اور باغبان وزیر کو حکم دیا کہ تم باغ سیب مین جاؤ ما بدولت سیر شب ماہ کرکے عنقریب آتے ہین سب اہل دربار کو خبر آمد سناؤ وزیر آداب بجالا کر روانہ ہوا اور یہ تخت اڑا کر جانب صحرائے طلسمات چلا چاندنی کی بہار دیکھتا سیر لالہ زار کرتا دور تک نکل آیا دلسے کہتا تھا کہ اب لرزان اگر بہار کو گرفتار کرکے لائے تو اس شوخ کے قدم پر سر رکھکر کہنا کہ اے گل باغ بیوفائی کچھ بھی تجھ مین بوے وفا ہے یا نہین و اے خار صحرائے کج ادائی کچھ بھی تجھ مین دامن الجھانیکا شیوہ ہے یا نہین - **بیت** بس تغافل تا کجا ترحم نہ کر + گوش دل جانب تکلم کر + اگر وہ بیمروت اس منت پر بھی نمانے آخر کیسکے ساتھ وصل اسکو میسر ہوگا اور مجکو آتش رشک و فراق مین جلنا پڑیگا پس بہتر یہی ہے کہ صدمۂ ہجر ابھی سے گوارا کرون اور اسکو شوہر مرگ کے کنارے مین سلاؤن انجام مین کیون رنج رقابت کھینچنا ہون اسطرح کی باتین دلسے کرتا کوہ جیپی پر آیا چاندنی مین اس کوہ طلسمی کی عجب کیفیت تھی بسان ماہ تابان

چمکتا تھا ہر سنگ ہمسنگ گوہر فرط صفا سے نظر آتا تھا بادشاہ نے ٹھہر کر کچھ افسون پڑھا پہاڑ کی زمین شق ہوئی چار پتلیان چینی کی وہان سے نکلین دو پتلیان پتھر کی تپائی لیے تھین اور دو سیتل پاٹی سر پہ اٹھائے تھین چنانچہ تپائی بچھا کر اسپر سیتل پاٹی بچھا دی اور آپ چلی گئین شاہ جادوان اس تپائی پر بیٹھا از بسکہ سیتل پاٹی یہ طلسمی ہے بیٹھتے ہی تمام طلسم پیش نظر تھا مع لشکر امیر و لقا کے سرحد طلسم پہ ہے دکھائی دیا بادشاہ نے لشکر مسلمانان کو شاد و خرم پایا اور فوج اپنے خداوند کی پریشان دیکھی سخت رنج ہوا پھر وہان سے نظر پھیر کر کوہ نیلم کو دیکھا اسکو بالکل برباد پایا اسی سلسلہ مین ہر مقام پر جانب لشکر بدہوش و لرزان دیکھا کہین راہ مین اسکا نشان نہ ملا حیران ہوا کہ یہ کدھر گیا از بسکہ سارے طلسم کو کہانتک دیکھتا عجلت منظور تھی اسوجہ سے پھر سحر پڑھا وہی پتلیان جو تپائی لائی تھین زمین سے نکلین انسے پوچھا کہ مین نے لرزان کو بھیجا تھا وہ کہان ہے پتلیون نے عرض کیا کہ حضور جانب کوہ آرام ملاحظہ فرمائین جو کچھ حال ہوگا نظر آئیگا اسنے فوراً جانب کوہ مذکور نگاہ کی بیرون قلعہ لشکر لرزان اترا پایا اور باغ مین بارہ دری کے بام پر جلسہ عیش و مسرت جمع دیکھا اپنے فرستادہ سردارونکو مع برق عیار کے مشغول راحت پایا اور ملکہ بہار کو ایک بارہ دری مین تنہا روتے دیکھا سمجھا کہ یہ بھی کسی پر عاشق ہوئی ہے خوب غور سے اسکا حال دیکھتا رہا ملکہ موصوف نام یار جب لیتی بادشاہ کی لفظ کہتی کبھی شہنشاہ کہکر خطاب فرماتی کبھی بیوفا زبان پر لاتی اسنے ان کلمات سے تصور کیا کہ تیرے ہی عشق مین یہ دیوانی ہے اور سوا تیرے طلسم مین کون شاہ و شہنشاہ ہے یہ تیرا ہی نام اسنے بیوفا رکھا ہے سچ کہ وہ بیچاری کیا کرے بہن اسکی تیرے پاس ہے اسی وجہ سے وہ چلی گئی اب بلحاظ اپنی ہمشیر کے پیام دے نہین سکتی وصل سے یاس ہے تنہائی مین جلسہ عشرت جو پایا ہے اسکو تیرا خیال آیا ہے یہ دیکھ سمجھکر بسان دل پھولگیا رنج سارا بھول گیا تا دیر اداے مستانہ اور تڑپنا اور بلبلانا ملکہ مسطور کا دیکھا کیا اور اسمین بھی ہزارون طرح کا بناؤ اسکا دیکھا کہ زلفین چہرہ پہ بکھری ہوئی دوپٹا طوق گلو مین گھر سا ہوا پائون پلنگڑی سے لٹکے ہوے چہرہ تمتمایا ہوا پسینہ رخسار و جبین پہ آیا ہوا قطرات اشک بسان شبنم رخ گلرنگ پر ڈھلکے ہوے سرمہ بہنے سے نشان خال خال روے کبود پہ بنے ہوے وہ بیتابی مین اُف اُف کرنا اور کبھی آہ کرتے وقت منھ بنا کر ہاتھ سینہ پہ دھرنا کبھی گھبرا کر ہر سمت دیکھنا کوئی میرا حال نہ دیکھتا ہو کبھی کسیکی آہٹ پاکر شرما جانا کہ کوئی آتا نہو کبھی ہونٹھونپر زبان پھیرنا کبھی تصور یار مین حیران ہو جانا کبھی کچھ سوچکر آپ ہی پشیمان ہو جانا غرضکہ یہ قصہ طولانی ہے عاشقونکے ورد زبان یہ کہانی ہے کہ بموجب بیت

یہ جوش شباب جاہ کبتک + مستی کو ہے دلمین راہ کبتک +

مختصر یہ کہ بادشاہ جادوان اپنا شیدا اسکو سمجھکر وہان سے اٹھا سحر ورد زبان کیا پتلیان آکر حاضر ہوئین تپائی اور سیتل پاٹی انکو تفویض کی اور ایک کشتی خلعت فاخرہ کی انسے طلب فرما کر تاج و قباے عمدہ و بہتر سے جسم اپنا از سر نو ملبس کیا جواہر کے نورتن اور اگے بازو پر باندھے انگشتر نگین لعل و الماس پہنکر مالا ہاے گوہر سے گلو کو زینت دیکر اس کوہ سے اترا اور کچھ دور بڑھکر دو پہاڑیان تھین انپر آیا افسون تازہ زبان پر لایا دونون پہاڑیان اپنی جا سے اکھڑین ایک پر یہ خود سوار ہوا دوسری ساتھ چلی یہ سحر دلارام کنیز نے بھی کیا تھا کہ پہاڑ کی شکل بنکر ملکہ بہار کو لیکر بھاگی تھی بادشاہ نے اتنا کام زیادہ کیا کہ پہاڑ کو روان کیا دلمین اسکے یہ آیا ہے کہ ایک کوہ لشکر حمزہ پر چلکر ڈھا دون اور دوسرا لشکر فرخ پر تاکہ سب باغی ہلاک ہو جائین مگر پہلے کوہ آرام کیطرف چلنا چاہیے اور گوہر وصال یار سے دامن

پھرنا چاہیے پس اسی سمت پہاڑ اُڑ اتار دا نہ ہوا جب قریب کوہ آرام پہونچا پہاڑونکو ایک میدان مین قائم کرکے قلعہ کیطرف چلا اور مہابت و عظمت اپنی دکھانے کیلیے تیغہ سحر جو کمر سے لگا تھا زیر ران لا یا وہ ایک اژدہا سے دہان و شعلہ فشان بنگیا اُسی پر سوار داخل قلعہ ہوا دیکھا تو قلعہ مین گھما گھمی روشنی ہر مکان مین جلوہ دیتی ہی کہین ناچ کا سماہی کہین ڈھولک بجتی ہے شعر خوانی کا چرچا ہی ملکہ بہار کے آنیکی خوشی سبکو ہی رعیت مین بھی شادی رچی ہی یہ کیفیت دیکھتا ادر و کہتا ہوا کہ اس سامان کی کیا حقیقت ہی جو مین اب ملکہ کو ملکٹ مال دونگا اسیطرح دارالامارۃ مین آیا جہان ساحران نامی حاضر تھے پہرا چوکی حاجب دربان وغیرہ اپنے اپنے کام پر تھے بادشاہ کو دیکھ کر لرز گئے نہایت ادب سے تسلیم کی شاہ نے آنکھ ملا کر سلام لیا اور اندر چلا کسکی مجال جو روک سکے مگر یہ ایوان شاہی تک پہونچا تھا کہ زنانہ ڈیوڑھی پر سے محلدار دوڑی اور قریب بارہ دری پہونچکر پوچھا ملکہ عالم کہان تشریف فرما ہین شاہ طلسم آپہونچے ملکہ اپنے عالم مین ہر چند کہ مبتلا تھی مگر یہ آواز سنتے ہی گھبرا کر اٹھی دلسے کہا خدا خیر کرے یہ آفت تازہ آئی بس بام پر جاکر برق کو آمد شاہ سے باخبر کیا کہ نہین معلوم رات کو میرے یہان تنہا کیون آیا ہی اگر براہ فساد آتا تو ایسی نرمی کی روش نہوتی معلوم ہوتا ہی کہ میرے عشق مین بیقرار ہوکر بارادہ فاسد قدم زنا ہی اب اس سے مقابلہ کرنیکا یارا نہین جو کچھ کہو وہ کیا جاے برق نے کہا اے ملکہ جاکر استقبال کرد اور بتعظیم تمام یہان لاؤ بروز جنگ بروز آشتی اگر کچھ وہ فساد لائیگا اسوقت دیکھ لیا جائیگا ملکہ یہ کلمہ سنکر جلد کوٹھے سے اتری اور کشتیان جواہر موجود تھین براے نذر اٹھوالین کنیز دستکے حلقہ مین روانہ ہوئی کنول آگے وہ جلتے چلے جو فروغ حسن شعلہ رخان کا جلوہ دکھاتے تھے یہ ماہ فلک جمال خرامان خرامان دارالامارۃ کے اندر والے در پر پہونچی بادشاہ قریب پہونچ چکا تھا کہ اسکو آتے دیکھکر اژدر پر سے کودا اور اسکو ہاتھ مین پھر اٹھا لیا وہ تیغہ بنگیا ملکہ نے سر و قد جھکا کر تسلیم کی شاہ کی نگاہ اُسکے حسن بینظیر پر پڑی پہلے وہ حرکتین کہان تھین جو اب مزاج مین پیدا ہین پہلو سے یا رین بیٹھ آنیسے شوخیان جو تھین ہویدا ہین تبسم مین سسکیون سے جنبش نزاکت کا بہانہ اتنی دور آنے سے تھک گئی لب پر خشکی غنچہ سربستہ کیصورت دہن کی چہرہ پر کچھ عالم یاس بناوٹ کی راہ سے بشاش غمزہ و ناز کہتے کہ ٹھہر جا جسکو غرض ہوگی وہ خود آئیگا

ابیات

بشکل آرزو پنہان حیا مین
نہایت شوخ طرز مدعا مین

اشارون سے تمنائین ہویدا
نگاہون سے غرض کچھ اور پیدا

عجب انداز سے آئی وہ گلرو
کہ اسکو کچھ رہا دل پہ نہ قابو

زبان شاہ سے اک آہ نکلی
تو ہنسکر اسکے منھ سے واہ نکلی

شاہ ساحران بیتاب ہوگیا اور قریب آکر گویا ہوا کہ اے ملکہ مزاج اچھا ہی اس ماہ پارہ نے جوابدیا آپکی بلا سے چاہیے اچھا ہو یا بُرا معتوب ہونکے مزاج کا پوچھنا کیا یہ کلمہ اسلیے کہا کہ درجواب مزاج پرسی بادشاہ کو دعا دینا پڑتی یہ ملکہ معشوقہ شاہ اسلام ایسے مرتد کو دعا دینے سے عار رکھتی ہی بادشاہ نے قریب پہونچکر ہاتھ پکڑ لیا اور کلمات شکایت آمیز زبان ملکہ سے سنکر فرط عشرت سے مالامال ہوگیا کہا کہ بیشک یہ تجکو چاہتی ہی جب تو زبان پر لاتی ہی کہ ہم کو تم نے

معتوب بنایا اور آجتک خبر نلی سچ ہی مجھی سے غفلت ہوئی ہی غرضکہ ہاتھ مین ہاتھ شانے سے شانہ ملا خوشبوے جسم سے اُس گل کے دماغ بسا ہوا ملکہ۔ گردن جھکائے ہاتھ چھڑانیکا پہلو سوچتی آگے بڑھی راہ مین جب شاہ کنایہ آمیز ظرافت انگیز کلام کرتا یہ بات کاٹ دیتی کہتی اے بادشاہ آپ میری ہمشیرہ عزیزہ کو یہان کیون ساتھ نہ لائے تنہا تشریف لائے آنکھین اُنکے دیکھنے کو ترس گئی ہین آپ انکو بہت چلاتے ہین وہ لشکر مین پڑی رہتی ہین آپ باغ سیب مین مزے اڑاتے ہین قسم لشکر مین پڑی ہونگی آپ ادھر اُدھر پھرتے ہین شاہ نے ہنسکر کہا کہ ہم تو تمپر مرتے ہین ملکہ منھ بنا کر بولی کہ واقعی اپنے اپنے فرزند کی محبت مین ہر ایک دیوانہ ہی یہی ہمیشہ سے رسم زمانہ ہی آپ بڑے بہنوئی ہین بجاے باپ کے اگر میری الفت مین جان دیجیے گا تو کچھ خلاف نہ کیجیے گا بڑے بھائی مین اور باپ مین کیا فرق ہی یہ کلمہ سنکر رنگ چہرۂ بادشاہ متغیر ہوا لیکن سمجھا کہ سب کے سمجھانے سنانے کو ایسا کچھ کہتی ہی اور در واقع مین ابتک اس سے کچھ واسطہ نہین جو جی چاہے کہے جب تعلق ہو جائیگا اسوقت آپ ہی نہ کہیگی یہ سمجھکر ملکہ کو براہ تمسخر گود مین اٹھانیکا قصد کیا ملکہ جھک کر علیحدہ ہوئی کہ حضور آجتک کنیز کو آپکی گود مین بیٹھنے کا انکار تھا جانتی تھی کہ آپ براہ بزرگی محبت فرماتے ہین آج آپکی نیت اور ہی پاتی ہون ساحری قسم گھبراتی ہون رہ رہکے تعجب آتا ہی کہ لوگو دنیا مین ایسا بھی ہوتا ہی وہی مثل ہی کہ الٹا زمانہ نواسی کو تکے نانا شاہ نے اسکے کہنے کو کچھ سماعت نہ کیا اور براہ بیغیرتی ہنسکر گویا ہوا کہ سالی اور بی بی مین کچھ فرق نہین ایک بہن نہین ایک ہی اور اے نازک بدن تجھ سا گل گلشن دہر مین کب کسی نے کھلتے دیکھا ہی اسی سے میرا بلبل دل تجھپر فدا ہی غرضکہ یہی باتین کرتا ہوا بالاے بام بارہ دری آیا اور ملکہ نے براہ خوف خود بھی تخلیہ مین اسکو نہ بٹھایا کہ مبادا دست درازی کرے پس جلسۂ عشرت مین بٹھانا لازم ہی چنانچہ جب کوٹھے پر زلزلہ ولرزان نے اٹھکر تسلیم کی یہ مسند پر بیٹھا اور وہ دونون پس پشت جا کر ٹھہرے اُسنے انکی جانب بنظر حسرت دیکھا اور کہا کیون شیوہ نمک حلالی یہی ہی جو تم نے اختیار کیا ہی خیر سمجھ لیا جائیگا اتنے نمکحرام جمع ہین تو میرا کیا کر لیتے ہین اور اگر تم خلاف ہوے تو کیا بنا لوگے یہ کہکر دلسے مشورہ کیا کہ بہار سے اصرار وصل کرنا چاہیے اگر وہ راضی ہوگئی تو یہ کہان جائینگے پھر مطیع ہونگے ابھی انسے خبر ہونا چاہیے یہ سوچکر چپ ہو رہا اور جانب بہار متوجہ ہوا کبھی بنظر حسرت اسکو دیکھا اور کبھی کچھ پھول اٹھا کر اسپر پھینکا کبھی جنبش چشم و ابرو جسے آنکھ مارنا کہتے ہین اسطرح سے اشارہ کیا کبھی اسکو سنا کر یہ شعر پڑھا کہ بیت اگر یہ ناز یہ عشوہ رہینگے حد تو جاتی ہی ہمتو مطلب کی کہینگے + ملکہ آنکھین نیچی کیے چپکے بیٹھی تھی اور دعا دلسے حفظ: آبرو کی مانگتی تھی ساقیان مہ لقا جام شراب دیتے تھے شاہ نگاہ بچا کر ڈالکر پیتا تھا کہ عیار بہار کے ساتھ آیا ہی ایسا نہو وہ بیہوشی دے چنانچہ یہ تو اس کیفیت مین ہی لیکن برق کی حقیقت سنیے کہ ملکہ کو بہر استقبال شاہ بھیجکر آپ بارہ دری مین آیا اور ایک کنیز ملکہ کو بلا کر کہا کہ تجکو مین اپنی صورت پر بناتا ہون خبردار سواے برق کے اور کچھ نہ کہنا یہ کہکر مثل اپنی صورت کے بنایا اور حکم دیا کہ بالاے بام جاکر ٹھہرے وہ حسب ارشاد کوٹھے پر آئی بادشاہ کو سلام کیا اسنے ہنسکر کہا کہ اے برق مزاج کیسا ہی کنیز نے جوابدیا کہ دعا کرتا ہون بادشاہ از بسکہ مخاطب بجانب ملکہ تھا کچھ اس سے خبر نہوا اور ادھر برق آئینہ سامنے رکھکر ایک ایسی نازنین عورت کی شکل بنا کہ بہار سے ہزار درجہ حسن مین بہتر تھا رخ روشن اسکا روے آفتاب محشر تھا گیسے مین

نمک حسن و ادا بھرا گرمی مین خاطر مشتاقان کیلیے سوز و ساز دینے والا زلف شکن در شکن کے حلقے نافہاے آہوے چین کا دل خون کرتے آب و تاب سے ہر ایک عاشق کو دیوانہ بناکر نیا جنون کرتے زیر گیسوے معنبر پیشانی انور ابر تیرہ مین جیسے آفتاب سحر کا نور ظاہر طبیعت خوبیہون سے بھری سو توان ناک مین رخسار یا دیوار چمن حسن رنگین بنی چشم سرمہ آگین جادو تمکین شاہ جادوان کو فریب دینے چلین اسی سے چکر مکر بھرے تین رخ پر غازۂ صباحت حقیقت مین کان ملاحت لب گلرنگ پر مرجان صدقے شرم سے لعل بدخشانی سر اٹھاتے دانتونکے روبرو بے آب و موتی ہو جاے آواز اسکی شیرین انداز نظر تمکین باتین سب بھولی بھولی دہن تنگ دیکھکر خضر کو راہ بھولی سینۂ صاف پر چھاتیونکی کچین نمودار گستی اظہار شکم رشک موج قلزم نور کمر چشم تصور سے بہت دور لطیفہ گوئی مین طاق بذلہ سنجی مین شہرۂ آفاق زیور جواہر منڈ سے جسم مزین اٹھتا ہوا اسکا جوبن کہ بمقتضاے **ابیات**

چڑھی تھی چتونون پر نوجوانی
خجل صورت سے ماہ آسمانی

جواہر کا جڑاؤ جملہ زیور
سجا پاے نگارین سے تھا تا سر

سراپا حسن سے تھا اسکا پرنور
حیا سے مثل سایہ پرتو حور

قیامت تھا وہ بوٹا سا قد اسکا
خجل سرو گلستان روبرو تھا

ترقی اسکو تھی حور و پری سے
خجل شمس و قمر جلوہ گری سے

گلابی رنگ کا ٹپکا کمر مین
وہ ڈوبا خوب آب سیم و زر مین

کیا گرو اسکے حسن خوب نے نور
گرہ بھرکی وہ چولی چشم بد دور

بنی تھی موتیون کی بیل اس پر
ٹکے ہیرے بھی تھے اپنی جگہ پر

اس صورت سے درست ہوکر ایک درکنیز ملکہ سے تخت سحر تیار کرا کر سوار ہوا اور کوٹھے پر وہ تخت آکر اترا اسرار ے خلخال پاسے نظر بادشاہ و ملکہ کی اسپر پڑی ملکہ سمجھی کہ یہ کوئی شہزادی طلسم کی ہے بادشاہ کو یہان آیا ہوا سنکر ملاقات کو آئی ہے یہ سمجھکر بغلگیر ہونے اٹھی برق نے پہلے بادشاہ کو تسلیم کی پھر بہار کے گلے ملا اور کہا کہ بہن مدت سے تم کہان گئی تھین اللہ یہ بیمروتی کہ مدتون صورت بھی نہین دکھلائی بہار یہ کلمات سنکر حیران تھی کہ مین اسکو پہچانتی نہین اور یہ ایسی باتین کرتی ہے جیسے بڑی اس سے دوستی ہے لیکن شرط مروت صاف جواب دینے کی مقتضی نہوئی یہ تو نہ کہہ سکی کہ مین تمھین جانتی نہین ہون اسکی شکایت کے جواب مین کچھ عذر و حیلہ کرکے اپنے برابر بٹھایا شاہ جادوان اسکی ادا کو دیکھکر فریفتہ ہوا عشق بہار بھولا اسلیے کہ بہار حسن اصلی رکھتی ہے اور یہ بناوٹ ہے پھر ملکہ مذکور کو وہ چھل بل اور شوخی کہان آئی ہے جو یہ عیار جانتے ہین شاہ بیتاب ہوکر مستفسر حال ہوا کہ اے ملکہ حسینان جہان تمھارا نام کیا ہے اس کافر ادا نے اسطرح مسکرا کر آنکھونکے لال لال ڈورے دکھا کر نظر کو پھرا کر بہ شیرین زبانی جواب دیا کہ مجکو ارمان جادو کہتے ہین قریب انکے مکان کے رہتی ہون لہذا بی بہار سے محبت ہوگئی ہے کبھی کبھی دیکھنے آتی ہون شاہ نے فرمایا کہ پھر آؤ ہمارے پاس بیٹھو اسنے کہا چہ خوش مجھے آپ کے پاس بیٹھنے سے واسطہ میرے کنوارے چھل مین جو بٹا لگ گیا تو کیا ہوگا آپ ہزارون محل کرتے ہین ایک رات کا اخلاص تمام عمر کا جلاپا بندی کو نہین گوارا شاہ نے یہ کلمہ سنکر ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچا اس مہ پارہ نے ہان ہان کرکے قریب بیٹھکر کہا دیکھو سامری کی قسم

میری چوڑیان بھی ٹوٹ گئین اور کلائی مین بھی موچ آگئی یہ کہکر ایسا منھ بنایا کہ بادشاہ بیقرار ہوگیا چاہا کہ بوسہ لیلون لیکن اسنے ہاتھ سے منھ ہٹا دیا کہ لو صاحب یہ بیعزتی دیکھو جمشید جانے مجھے یہ دل لگی اچھی نہین لگتی بھری محفل مین میری آبرو اتاری بادشاہ نے گلے سے لگالیا اسنے ڈھیلے ہاتھ سے ایک طمانچہ ہنسکر مارا کہ خوب تمتو مزے مین آگئے کسیکی آبرو پر پانی پھر جائے تمھاری بلا سے اے صاحب ذرا نچلے بیٹھو بادشاہ نے بموجب بیت کے ملکہ کہا اس سے کہ جانی ہمین بھی ہے امید مہربانی * اسنے بھی گردن شاہ مین ہاتھ ڈالدیے اور جھجک کر الگ ہوگئی کہا اوئی اس زور سے مجھے کھینچا کہ شانون پر ہاتھ ٹیکتی تو منھ کے بل گر پڑتی بادشاہ ساحران نے ہر چند وہ نہین نہین کیا کی مگر کھینچکر گود مین بٹھالیا پھر تو یہ حال ہوا کہ نظم

ہزار دن اس کی اس نے منتین کین ... نئے انداز کی قسمین بھی کچھ دین
ہوا ے شوق سے تھا وہ جو مضطر ... نہ مانا لے لیے بوسے مکرر
ہوئی ہر چند وہ برہم مگر ہان ... نکالے اُسنے اپنے دل کے ارمان
لگا شلوار پر جب ہاتھ دھرنے ... تو وہ گلرو لگی اُسدم بپھرنے
کہا اب شامتون نے تجھکو گھیرا ... کوئی کیسی مگر مجھکو ہے سمجھا
ذرا دم لے کہ دل ٹھہرے ہمارا ... نہین گستاخیان تیری گوارا
بشر کرتے نہین حیوان کا کام ... ندامت سے نہین خالی یہ انجام

بادشاہ ان باتون سے سمجھا کہ یہ بالکل راضی ہے یہ سمجھکر ملکہ بہار سے کہا کہ یہان تخلیہ کردو ملکہ نے ہر ایک کو اشارہ کیا اور آپ بھی اُٹھی اس حور وش نے گود سے بادشاہ کے اٹھکر آنچل ملکہ کا پکڑ لیا کہ بہن کہان جاتی ہو مین بھی رخصت ہوتی ہون ملکہ نے ہر چند حیلہ کرکے پیچھا چھڑایا مگر اُسنے آنچل نچھوڑا ملکہ بہار نے ٹھہر کر بادشاہ کو اشارہ کیا کہ آپ اسکو گود مین اٹھا کر بارہ دری مین لیجائیے یون یہ نمانیگی بادشاہ اپنا اسکا سمجھکر چپ ہو رہا اور پھر اختلاط کرنے لگا اس مہ پارہ نے موتیونکا ہار پکڑ کر گردن شاہ سے کھینچا کہ یہ تو مین لونگی بادشاہ نے ہار اتارا اسکو پہنایا اور ہاتھ پستان پر لایا اُسنے ہاتھ جھٹک کر کہا نہ صاحب مین تو ایسے ہار سے درگذری حسینون یہ نوچا کھوچی ہوتی ہے یہان تو یہ اختلاط و گرمجوشی ہے اور ملکہ نے خوابگاہ جلد درست کرائی چھپرکھٹ آراستہ ہوا گل تکیہ عطر سے بسے لگا دیئے گئے قرابے گلاب کیوڑے کے منھ کھولکر ہوا کے رخ پر رکھے غرضکہ تصریح اسکی تابکجا جب سامان درست ہوا بادشاہ کو اشارہ کیا وہ اختلاط کرتے کرتے گود مین اس مہ جبین کو لیکر استادہ ہوا برق بھی یہ اشارے دیکھ رہا تھا سمجھا کہ اب تجھے یہ جا بتخلیہ لیچلا یہ سمجھکر گود مین بادشاہ کی تڑپا کہا دیکھو میرے کان مین عطر کی روئی رکھی تھی کہین گر نجائے چنانچہ اس حیلہ سے کان مین سے روئی عطر بیہوشی کی نکالکر بادشاہ کی ناک مین لگادی شاہ کو چھینک آئی اور چکر کھا کر زمین پر گرا یہ گود سے کود کر الگ ہوا اور خنجر کسوت عیاری مین مخفی تھا نکالکر بقصد قتل بڑھا ملکہ یعنی بہار نے اب پہچانا کہ برق ہے ہوش اڑ گئے کہ یہ صورت بدلنا اور یہ باتین معشوقانہ اسی کا کام تھا ادھر برق نے جیسے ہی خنجر مارنیکا قصد کیا تھا کہ ایک پتلا روے ہوا سے آکر زمین پر پہونچا ہاتھ مین شیشہ گلاب سے بھرا تھا اس گلاب کا ایک چھینٹا رخ شاہ پر مارا کہ بادشاہ ہوشیار ہوکر اٹھ بیٹھا برق نے چاہا کہ بھاگ جاؤن لیکن اس پتلے کے

دیکھنے سے ایسی تاثیر قلب پر ہوئی تھی کہ قدم اٹھ نہ سکا ٹھہر رہا جب بادشاہ کی آنکھ کھلی دیکھا وہی نازنین خنجر لیے آمادہ قتل ہے یہ معلوم کر کے نگاہ سحر سے خوب نظر بھر کر دیکھا پہچانا کہ برق عیار ہے اور برق بھی سمجھ گیا کہ قید ہوے دوڑ کر قدم پر گرا کہ مین برق عیار ہون میری خطا معاف فرمائیے اب مین آپکی طرف ہوتا ہون شاہ جادوان کو غضب طاری ہوا اور اس ہنگامہ کا حال عیار شب بھی پیش بادشاہ طلسم افلاک ظاہر ہو گیا بہار گلستان انجم کے خزان ہونے کا موسم قریب تر آیا کہ بمقتضاے ابیات

یکایک اختر امید چمکا	گئی شب جلوۂ خورشید چمکا
ہوئی پھر صبح روز قتل پیدا	ہوے آثار اجل کے پھر ہویدا

یعنی افراسیاب نے ہوشیار ہو کر برق کو بنظر قہر گھورا برق دوڑ کر قدم پر گرا کہ اے شاہ جادوان میری خطا معاف کیجیے اور سچ فرمائیے کہ یہ کیسی عیاری مین نے کی بادشاہ نے کچھ اسکا عذر سماعت نکیا اور اسی پتلے سے کہا کہ اس بے ادب کو پتلے نے ایک چھینٹا گلاب سحر کا اسکے منھ پر مارا کہ برق بیہوش ہو گیا یہ ماجرا دیکھکر بہار آگے باراده رزم بڑھی بادشاہ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پریزاد فلک کیجانب سے اڑتی ہوئی آئی اور بہار کے لپٹ گئی اسکے جسم مین وہ گرمی سحر کی تھی کہ یہ بھی بیہوش ہو گئی زلزلہ اور شوہر اسکا ہان ہان کر کے چلے تھے کہ بادشاہ نے ایسی چیخ ماری کہ انکو بھی غش آ گیا شاہ نے اسوقت چاہا کہ سارا قلعہ کوہ آرام غارت کر دون پھر خیال آیا کہ اگر بہار مجھ سے رنجیدہ ہو گئی تو اپنے ملک کی بربادی سے بہت ناراض ہو گی اول اسی سے فیصلہ کرنا لازم ہے پس اپنے مقام پر چلکے منت و سماجت کر کے اسکو راضی کرنا چاہیے اگر مانے تو اُسے قتل کر کے اس ملک پر کوئی اور حاکم بھیجدینا یہ سوچکر سحر پڑھا کہ پتلا اور پری تو غائب ہو گئی لیکن ایک تخت پر رفعت دے ہوا سے اتر آیا اسنے ملکہ بہار اور سب بیہوشونکو اس تخت پر ڈالکر آپ بھی سوار ہو کے راستہ پکڑا جیسے ہی وہ تخت بلند ہوا کنیزان ملکہ موصوفہ اور ملازمان قلعہ نشینان جلیس ارکان سلطنت سب نے جو شور نوحہ بلند کیا کون اسکی شرح کر سکتا ہے یہ حال تھا کہ نظم

روان آنکھون سے سب کے اشک گلنار	ہوا ہر اک کو رونے سے سروکار
ہوا سب کاروبار سلطنت بند	بجز غم کے نہ کوئی دل تھا خورسند
سیہ پوشی کا چرچا تھا محل مین	بپا اک حشر برپا تھا محل مین
بنا ماتم کدہ وہ شہر آباد	گلی کوچون مین تھی ماتم کی بنیاد
مٹا تھا دیکھنے کو نام عشرت	پریشان حال اور سب غم کی صورت

پھر آخر یہ صلاح ٹھہری کہ اپنے مالک کے ساتھ چلنا چاہیے اور ملکہ مذکور شریک اسلامیان ہے ان شاء اللہ جلد رہا ہونگی کچھ تردد لازم نہین غرضکہ نفیر سحر بجا کر لشکر زلزلہ و مدہوش وغیرہ ہمراہ لیکر کنیزان بہار بھی جانب لشکر مہرخ روانہ ہوئین کہ وہان چلکر حال ملکہ بیان کرین ادھر سارا لشکر مہرخ کا لیکر ملکہ کو اپنی شاہ طلسم سے لڑکر چھڑا لینگی الحمل یہ سب کوچ کر کے الگ الگ بادشاہ طلسم سے جاتے ہین مگر بادشاہ جو ہر ایک مجرم کو لیکر اڑا راہ مین سحر دفع کر دیا کہ کوئی یہ جانے کہ بادشاہ نے ڈرکر سبکو بیہوش رکھا بس ہر ایک کو ہوشیار کر دیا انکی آنکھ کھلی شاہ جادوان کو برابر اپنے تخت پر بیٹھے پایا شرم ناچار گی

سے گردن جھکالی بادشاہ نبظر حسرت و محبت جانب روے ملکہ نگران تھا اور گلچینی اُسکے گلشن حسن و جمال کی کرتا جاتا تھا دل بے اختیار گود مین بٹھانے اور پیار کرنیکو چاہتا تھا مگر ابھی غصہ جتانا اور ابھی مہربان ہونا خلاف داب عظمت شاہانہ جانکر خاموش تھا کہ گھر پر چلکر کوئی اسکی سفارش کریگا تو خطا معاف کرکے منت پذیر ہونگا مختصر یہ کہ تخت اڑا اے قریب دریاے خونزدان پہونچا وہانسے لشکر مہرخ قریب تھا عیار تو صحرا مین پھرا ہی کرتے ہین اتفاقاً ضرغام اور صبا رفتار عیارہ و عیار سے ایک جگہ سامنا ہوا تھا یہ دونون لڑ رہے تھے بادشاہ نے وہان پہونچکر تخت نیچا کرکے ٹھہرا لیا اور تماشا انکی لڑائی کا دیکھنے لگا عجب ماجرا نظر آیا کہ ان دونون نے کوس بھر کا میدان باندھا ہی مثل برق جہندہ دم بھر مین کوس بھر پر جاکر چمکتے ہین اور کبھی آپسمین آکر گتھ جاتے ہین گردش انکی نظر مین نہین سماتی چال پھرا سطرح کی کہ بجلی کوند جاتی خنجر کی تھپکیان چلنا حلقہا سے کمند سے طرارے بھر کر نکلنا جستونکے سناٹے کلاچین اور قرا ئے بھرنا لائق تماشا تھا دھوکے دینا انکا سمجھ مین نہ آتا تھا کبھی وہ کہتا تھا کہ اے ملکہ قدم تمھارا پیترہ کے خلاف پڑا ہی جب وہ قدم کیطرف دیکھتی یہ کمند مارتا وہ جست کرکے اسطرح نکلتی کہ جیسے عینک مین سے نگاہ نکلتی ہی پھر وہ کہتی کہ اے عیار غور کرکہ ٹھاٹھ تیرا بگڑ گیا یہ اپنے جسم کو خیال کرتا وہ کمند لگاتی یہ اسطرح حلقونسے نکلتا کہ جیسے تیر کمان سخت کا جاتا ہی شاہ جادوان اس لڑائی کو دیکھکر بہت خوش ہوا برق نے اسکو خوشنود دیکھکر کہا کہ ہمارا عیار اور آپکی عیارہ کیون اے بادشاہ جوڑ تو اچھی ہی اگر آپ ان کے قریب تر تخت لیجاکر ٹھہریے تو قدردان کو دیکھکر دونون جی توڑ کر لڑین اس سے زیادہ تماشا نظر آئے اور ابھی تو کچھ بناوٹ نہین یہ لڑائی سادی ہی ایک دوسرے کو پکڑ لینے کا قصد رکھتا ہی مگر مصمم ارادہ نہین کرتا اور جانتا ہی کہ نکلجاے تو بہتر اور گرفتار ہو تو اچھا جب آپکو دیکھین گے لامحالہ جان لڑا دینگے پھر غالب و مغلوب کا حال کھلیگا بادشاہ کو یہ تقریر پسند آئی اور تخت زمین پر اتارا ضرغام نے چاہا کہ بھاگ جاؤن ایسا نہو یہ سحر کرے اور قید کرلے مگر بادشاہ نے کہا خوف نہ کھاؤ لڑے جاؤ ہم تماشا دیکھینگے یہ سنکر دونون سلام کرکے لڑنے لگے واقعی اب بڑی تڑپ جھڑپ سے ہنگامہ کارزار بلند ہوا اسطرح چلنے لگے جیسے بجلیان کوندتی تھین جھناٹے کی آواز تا بہ تیغ مہر پہونچی تھی مسیحا کو زندگی سے ناامیدی تھی چاک سے شمشیر صاعقہ ریز کے چشم جوہر خنجر فلک خیرہ ہوتی تھی دیدے مین سفیدی تھی تیرون کے سناٹے پہ بہرام فلک سناٹے مین تھا کبادہ چرخ کبود کی پشت خم تھی قدر انداز قضا گوشہ مین سہم کر تھراتا تھا اور چھپا ہوا الامان کہکر چلاتا تھا گردش مبارزان پر اور تلوار کی چال ڈھال پر فلک اپنی چالین بھولا تھا ڈور اتلوار کی باڑھ کا جادہ راہ عدم تھا تار نفس کے قطع ہونے مین عرصہ کوئی دم تھا کہ بموجب

ابیات

تڑپتے تھے وہ برق انداز ہر سو — طرارے تھے بلا پرداز ہر سو
روانی چال مین ایسی تھی اُنکے — جیسے موّاجی دریا نہ پہونچے
شلنگین اور جستین تھین بلاخیز — روانی تیغ کی تھی حشر انگیز
کبھی اسطرح گتھ جاتے تھے باہم — بھنور کا جیسے ہو دریا مین عالم
کبھی دیتے تھے دھوکے وہ غضب کے — کبھی لڑتے تھے سر مگہ گاہ دبکے

اسی لڑائی مین ایک بیضہ بیہوشی بھی ضرغام نے کمر سے نکالا شاہ جادوان نے اُسکو دیکھ کر پوچھا کہ یہ انڈا تیرے پاس کیسا ہی اُس نے جواب دیا کہ حضور یہ بیضہ بیہوشی ہے برق نے کہا کہ حضور کی سمجھ مین اس انڈے کی لڑائی نہ آئیگی دیکھیے جناب یہ لڑائی اسطرح ہی یہ کہکر تخت پر سے کودا اور بیضے اپنے پاس سے نکالے اور ضرغام پر پہلے خنجر کھینچکر جا پڑا وہ بھی لڑنے لگا صبا رفتار ٹھہر کر محو تماشہ ہوئی کہ یہ لڑتے لڑتے جب قریب اُسکے پہونچا کہا حضور دیکھیے یہ انڈا اس کام کا ہی یہ کہکر اشارہ بیضہ مارنیکا تو جانب ضرغام کیا مگر تاک کر منھ پر صبا رفتار کے مارا کہ فوراً اسکو چھینک آئی اور بیہوش ہوکر گری بادشاہ اسکی جانب متوجہ تھا کہ اسنے دوسرا بیضہ بادشاہ کے منھ پر مارا کہ آچھین کرکے بادشاہ بھی بیضہ منھ پر پڑتے ہی بیہوش ہوگیا اسکے بیہوش ہوتے ہی درخت اس صحرا کے جھومنے لگے زمین سے غبار سیاہ اڑا طائر غل یا شہنشاہ یا شہنشاہ کا مچانے لگے زمین تھرائی بہار سمجھی کہ مکر آفت عظیم آئی اور تو کچھ بن نہ پڑا برق و ضرغام کو بغل مین داب کر اڑ گئی اور ازبسکہ سحر سے سب ہا ہو چکے تھے زلزلہ و لرزان گھبرا کر زمین مین سما گئے کسلیے کہ یہ زمین مین زلزلہ کرنے کا سحر خوب کرتے ہین غرضکہ بہار سناٹا بھرے بہت جلد دور نکل گئی اور شاہ طلسم کو تیلیون نے زمین سے نکلکر پچکاری گلاب کیوڑے کی منھ پر مار کر ہوشیار کیا اُس نے قیدیون مین سے کسی کو نہ پایا صبا رفتار بیہوش پڑی تھی اس کو ہوشیار کیا اور بہت پشیمان تھا برق کا فقرہ یاد کرکے بڑی ندامت ہوتی تھی دلسے کہتا تھا کہ کیا چالاکی کرکے یہ عیار نکلگیا ہی کہ جب یاد کرونگا خجالت آئیگی علاوہ اس خجالت کے بہار کا قبضہ مین آکر نکلجانا جب یاد آتا کف افسوس ملتا کہ ناحق مین رزم عیاران دیکھنے یہان ٹھہرا اور اگر ٹھہرا تھا تو انڈے کا حال پوچھنا کیا ضرور تھا غرضکہ اسی رنج و غم مین خیال آیا کہ عیارہ نے مجکو نادم ہوتے دیکھا ہی بنظر حقارت ہمیشہ مجھے دیکھیگی سوا اسکے مہرخ وغیرہ یہ حال سنکر بہت بیخوف ہوجائینگی اس عیاری کا بدلہ چلکر لشکر حریف سے لینا چاہیے اور اپنا عظم و شان زور دکھانا چاہیے یعنی اپنے بیہوش ہونیکے عوض مین کل لشکر باغیان کو بیہوش کرنا لازم ہی یہ سوچکر عیارہ کو تخت پر بٹھا کر اڑا راہ مین بہار کا حسن یاد کرکے آنکھو مین آنسو بھر لایا مگر عیارہ جو ساتھ تھی اسوجہ سے ضبط کو کام فرمایا اور بعد عجلت صحرا و دشت طے کرکے ایک پہاڑ پر آیا وہ کوہ عظمت مین ہمسر آسمان تھا تمام پہاڑ گلہاے طلسمی سے رشک گلستان تھا بادشاہ اس سیر کیطرف اصلا متوجہ نہوا اور بیچ کوہ کے ایک درخت نہایت بلند لگا تھا ہزارہا طائر اسپر بیٹھا تھا اُسنے اس درخت کو کولے مین داب کر اٹھا لیا سحر پڑھکے پکار کر کہا جڑ سے اکھڑا اور ایک جانب سہکر الگ ٹھہر رہا زمین پر نگرا جہانسے وہ اکھڑا تھا اس جگہ ایک گھنٹا ور ناقوس بجنا پیدا ہوا بادشاہ نے سحر پڑھکر پکارا کہ اے پریزادان طلسم آؤ یہ صدا دیتے ہی وہ درکھلگئے نفیر منھ سے لگا کر دم دی کہ ایک ایک ان مین غیرت بخش حوران جنان تھی ایک ہزار نازنین سنہری پوشاک زیب جسم نفخ فی الصور کا زمانہ آگیا قیامت آکر حاضر ہوئین تسلیم شاہ کو کرکے صف باندھکر استادہ تھین اسوقت وہ پہاڑ کوہ بن اور ہزارون سحر پڑھے لاکھون ایک شیرین آئی تھی یہان ہزار شیرین دہانونکا مجمع ہوا آفتاب اُنکے رخ سے کیا آنکھ بیہوش ہوکر زمین پر گرا ہر ایک مثل مردہ واقعی غلام شہرت پاتا ہی گیسو انکے بلاے جان عاشقان مصحف رخسار پہ فدا ان یہ تولات وگزاف کر رہا تھا اور کثرت صدا سے بڑے بڑے درخت

	سراپا روکش روز قیامت		نگون تماشا مین

جبین موج نسیم گلشن نور
صفائی مین خجل آئینۂ ماہ

عذار صاف رشک شعلۂ طور
حیا سے داغ دل تھا سینۂ ماہ

بادشاہ نے ان قمر پیکران طلسمی سے ارشاد فرمایا کہ تخت طلسم جاکر لاؤ اور تم ازبسکہ فوج طلسمی میں بھرتی ہو مسلح و مکمل ہوکر ہمراہ ملکہ نفیر نواز جادو کے میرے پاس آؤ پریان حسب الحکم بادشاہ پھر اسی دروازہ بن درخت مین چلی گئین بعد کچھ دیر کے اس در سے کئی ہزار اژدر شعلہ فشان پیدا ہوا اور ان اژدہون پر ایک قصر بنگلے کیطرح مثل قلعۂ بلند کے بنا تھا کہ اسکے تین درجے تھے جو نیچے کا درجہ تھا اسمین کئی ہزار زنگی سیاہ دتیرہ دروں تلوارین کھینچے لڑ رہا تھا اور بیچ کے درجہ مین پریان موتی جھولیوں مین بھرے اچھالتی تھین اور اوپر کے درجہ مین بارہ ہزار برج بنا تھا ہر برج کا دروازہ بند تھا ان پر جو تیسرا جو مہتابی تھی اسمین ایک تخت جواہر آگین بچھا تھا گرد تخت کرسیان یاقوت نگار بچھی تھین انپر وہ پریان جو افسر فوج پریزادان ہین بیٹھی تھین اور قریب تخت ایک مہ جبین رشک لعبت چین تاج مرصع سر پر دیے ہاتھ مین نفیر لیے جلوہ فرما تھی سب پریونکی افسر تھی تخت کے چارون پایون پر اژدہے پنکھا منھ مین دابے بیٹھے تھے اور پس تخت کچھوا اژدہے چتر شاہی منھ سے سنبھالے تھے اور وہ ہزار پریان جو پہلے آئی تھین پنکھیان اور سلفچیان اور چنگیرین اور گلدستے وغیرہ عہدے ہاتھوا مین لیے کھڑی تھین مہتابی پر آفتاب سحر کا بنا کر لگایا تھا کہ تاثیر طلسم سے وہ روشنی مثل مہر جہانتاب دیتا تھا ایکطرف سورج کھی تھی دوسری طرف اُس مہتابی کے چاند کی تصویر بنی تھی انکو سورج ضیا باری کرتا اور تارات کو چاند فروغ بخشی کرتا جب وہ ایوان طلسم قریب آیا سب پریون نے بادشاہ کو تسلیم کی اور وہ نازنین بنگلے سے نفیر لیے اتری بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر اندرون قصر ہنستی ہوئی لیگئی زینۂ قصر کو طے کرکے مہتابی پر پہونچایا اصبار رفتار کو بھی بادشاہ ساتھ لایا غرضکہ مہتابی پر پہونچکر تخت پر بادشاہ نے جلوس کیا تخت پر بیٹھتے ہی ہزارہا نقارہ اور گھنٹہ اور ناقوس اس قصر مین بجنے لگا اور فلک کی طرف سے رعد گرجنے کی ایسی صدا آئی اور ایک ابر سفید رنگ پیدا ہوکر سر قصر پر سایہ فگن ہوا اُس ابر مین روشنی تھی کہ ہزارون مہر درخشندہ نظر آتے تھے ایک طرف سے سورج مکھی مین ضو پیدا ہوئی کثرت ضیا سے وہ مکان نظر آنے سے جاتا رہا بالکل ایک بقعۂ نور کا بنگیا اژدہے پنکھا جھلنے لگے اور چتر کو گردش دیتے تھے کچھ پریان سامنے ساز بجاکر ناچنے لگین باین کروفر و احتشام سواری شاہ کبود کی پشت خم تھی

طلسم کی جانب لشکر مہرخ نیکنام چلی کہ **نظم**

اور تلوار کی چال ڈھال اور رشک برج مہتاب
ہوا زمین ماہ پیکر

ضیا پر آنکھ ٹھہرے اسکی کیا تاب
پلاتی تھین مے گلگون کا ساغر
صدا جاتی تھی جنکی سیکڑون کوس
چلے آتے تھے شعلہ چھوڑتے ساتھ

تڑپتے تھے وہ بلا کھون ہی ناتوین
روانی چال میں ہے اڑتے ہوئے ساتھ

شلنگین اور جست بھی تھی سراپچے بارگاہ کے اٹھے تھے ہر طرح کا ذکر سردار کر رہے تھے بلور کبھی اس طرح گمتن خوش لقا جام شراب دیتے تھے عشرت کا جلسہ جما تھا کچھ سردار کہہ رہے تھے کبھی دیتے تھے اثنا مین خبر پہونچی کہ حضرت قران تشریف لائے ہین قران کا ذکر کیا تھا کہ

کہ ہمراہ ساحران چلے تھے وہ سب ساحر قریب اُسکے لشکر کے پہونچے قران انکا ساتھ چھوڑ کر داخل لشکر ہوا مہرخ نے سردار بہر استقبال بھیجے کہ تا دربارگاہ وہ آکر لیگئے مہتر مذکور ہر ایک سے ملا اور شاہ لشکر کو تسلیم کرکے کرسی پر بیٹھا حال داخلہ طلسم کوکب و رخواجہ کا ملنا قتل نامہ دار شاہ طلسم بہار کا حال بیان کرنیلگا ہنوز سخن ناتمام تھا کہ دفعتًا ابر سفید چمکتا نظر آیا ہزار ہا سوسچ ایکبار طالع ہوگیا ناقوس کی صدا سے زمین مین تزلزل آشکار ہوا ہر ایک سردار گھبرا کر بولا کہ یہ کیسا ماجرا ہے مہرخ نے کہا خدا خیر کرے افراسیاب آتا ہے قران یہ لفظ سنتے ہی کرسی سے اٹھکر ایسا غائب ہوگیا جیسے یہاں بیٹھا ہی نہ تھا اور سردار کہاں جاتے ناچار خاموش بیٹھے رہے اور سحر چپکے چپکے پڑھتے تھے سب نے دو بینین سحر کی لگالین کہ کثرت ضیا سے کچھ معلوم ہوتا تھا آخر تخت شاہ جادوان لصد آب و تاب نظر آیا بنگلہ مرصع کا رشیت ہائے اژدہان پر بنا پایا وہی سامان جو اول بیان کیا گیا ہر ایک یکھکر دنگ ہوگیا سکتے کا رنگ ہوگیا خدا سے ہر ایک پناہ مانگنے لگا اور تھراتا تھا اژدہونکا شعلہ تا چرخ برین جاتا تھا وہ قصر فلک رفعت بروے ہوا قایم ہوا اور دفعتًا مرطا قایم کو وہ جو بارہ ہزار برج بنے تھے انمین سے ایک برج کا در کھلا اور بجلی اسمین چمکی بعد لمحہ کے پنجہ لبان برق چمکتا جانب لشکر حیرت گیا اور اسکو اٹھا لایا اسنے آکر بادشاہ کو مجرا کیا اور برابر پہلو مین بیٹھی جب حیرت بھی آچکی شاہ جادو نے اس شہزادی سے جو نفیر لیے تھی کچھ کہا کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اسکے اُٹھتے ہی ایک ایسی صداے مہیب آئی کہ ساحران عالم کے دل دہلگئے پاے سمند وہشت سے کچل گئے گھبرا کر سب اُٹھے سارے لشکر نے کمر مرنے پر باندھی لڑنے پر تلگئے شاہ طلسم نے اتنی دیر تک تامل کیا کہ جتنے عرصہ مین لشکر مہرخ مسلح ہوا جب سب لشکر درست ہوگیا چاق و چست ہوچکا بایماے شاہ وہ پری نفیر لیے برجونکے پاس آئی سب دراُن برجونکے کھلگئے اور ایک ایک عورت ماہ طلعت مہر صورت انجل ملیکے دوپٹے اوڑھے لباس مکلف سے درست زیور جواہر پہنے نفیر ہاتھ مین لیے عزم رزم پر چست ہر برج مین استادہ نظر آئی یہ شہزادی یعنے نفیر نواز جادو سب کے آگے آکھڑی ہوئی اس برج مین کہ جو برج اور برجونسے آگے تھا اسوقت عجب تماشہ نظر آتا تھا کہ بارہ ہزار گلعذار لباس سنہری پہنے سونیکی نفیر منھ سے لگاکر کھڑی تھین ایک تختہ زعفران کا بروے ہوا لگا تھا رخسارے انکے یہ ثابت کہ آفتاب زعفران کے کھیت سے نکلا ہے زلفین چہرونپر لہرائین تیوریان چڑھین پیچے کلائی پر پڑے نرگس کیطرح ملتکی باندھے لشکر کو دیکھ رہی تھین حکم کی منتظر تھین کہ یکایک بادشاہ نے کچھ پکار کر کہا پہلے ملکہ نفیر نے نفیر کو باہستگی پھونکا صداے خوش آہنگ اسمین سے پیدا ہوئی اس آواز کو سنکر گھنٹے اور ناقوس بجنا موقوف ہوگئے سب طرف سناٹا ہوگیا وہ بارہ ہزار عورت مست ہوکر جھومی اور ہر ایک نے نفیر منھ سے لگاکر دم دی تو وہ ورداژدرا دہ کی آواز بلند ہوئی العیاذ باللہ الی حضرت اللہ صور اسرافیل پھونکا نفخ فی الصور کا زمانہ آگیا قیامت کبری برپا ہوگئی روئیان سحر پڑھ پڑھ کر سرداران لشکر مہرخ نے کان مین رکھین اور ہزاروں سحر پڑھے لاکھون تدبیرین کین لیکن تاثیر کچھ نہوئی صداے نفیران سحر سے مع مہرخ اور تمام لشکر بیہوش ہوکر زمین پر گرا ہر ایک مثل مردہ صد سالہ بیحس وحرکت تھا افراسیاب اسوقت نعرہ زن ہوا کہ ہم شہنشاہ جادوان یہ تو لاف وگزاف کر رہا تھا اور پریان نفیر پھونک رہی تھین منتظر حکم تھین کہ بادشاہ منع کرے تو بجانا موقوف کرین کثرت صدا سے بڑے بڑے درخت

اکھڑنے لگے اور خیام و بارگاہ اکھڑ کر دور گرے پہاڑون کو جنبش ہوئی اُسوقت بادشاہ نے ہاتھ ہلایا کہ بس کرو ملکہ نفیر نے نفیر منھ سے ہٹالی سب ہوایان ٹھہر گئین لشکر مہرخ کا عجب حال تھا پلٹنین اور رسالے فرش خاک پر قاقم و سنجاب کے بستر پر سونیوالے غش پڑے تھے صفین لبسان بنات النعش آسمان بکھری تھین محلہ خموشان وہ لشکر تھا کہ ایک کا پاؤن تھا تو ایک کا سر تھا ہر ایک بیخبر تھا شہزادیان اسطرح رخسارے خاک پر رکھے پڑی تھین تاج کہین تھا آپ کہین تھین انجام کا کا پتہ دیتی تھین کہ حسن و جمال مال و منال حکومت کچھ کام نہین آتی جب آدمی کی جان پر بنجاتی ہے انجام کو صاحب ملک و مال ہم ایسے حسین و صاحب جمال رخسار خاک پر رکھکر مرجاتے ہین اعضا انکے کیڑے چاٹتے ہین جسم گل جاتے ہین دنیا مقام عبرت ہے کہان اس گھر مین راحت ہے انجام ہر ایک کا ایسا ہی ہوتا ہے فرش لحد مین یہی خاک ہے یہی اوڑھنا بچھونا ہے اُسوقت ہزارون گلبدن رشک چمن غیرت سرو یاسمن پاؤن پھیلائے گل سے رخسار مرجھائے فرش خاک پر بستر لگائے خواب عدم مین پڑی تھین زلفین اُنکی چہرون پر اوڑکر آتی تھین یا گلستان حسن پر بلا نازل ہوئی تھی کسیکی چشم نرگس بند تھی کسیکی آنکھ کھلی تھی تو گویا نرگس چمن کو خزان ہوتے دیکھ رہی تھی کوئی جو مٹھی باندھکر خاک پر گری تھی تو یہ ظاہر تھا کہ مشت خاک بھیر ڈالدو یہ بتاتی ہے کوئی دست نگارین مین خاک بھرے پڑی تھی کسیکی مہندی مٹی بھر ہلکی ہوگئی تھی تو زبان حال سے کہتی تھی کہ ناسخ ہمصفیر اس باغ کی کیسی ہوا ناساز ہے + طائر رنگ حنا تک مائل پرواز ہے + جدھر دیکھیے لاشون کا بچھونا تھا خیام و بارگاہین اکھڑی پڑی تھین بازار سونا تھا حسرت ہر جگہ برستی روح ہر ایک قالب عنصر خاکی مین تڑپتی یہ حال تھا کہ بقتضاے ابیات

ہوئی نازل بلائے آسمانی
اسیکو کہتے ہین سب ناگہانی

ہوئی برباد وہ دلچسپ بستی
پڑی لشکر پہ تھی حسرت برستی

نہ جنبش تھی کسی اعضائے تن مین
خزان آئی گلون کی انجمن مین

عروس خواب سے ہر اک ہم آغوش
نفیر سحر سے کھوئے ہوئے ہوش

پڑے خاموش تھے مردے کیصورت
کسی شے کی نہ تھی ان کو ضرورت

تا دیر یہی ہنگامہ رہا بادشاہ نے کوس لمن الملکی بجایا دمبدم یہی نعرہ زبان پر آیا کہ کون میرا مقابلہ کر سکتا اور ہمسر ہو سکتا ہے مہر حیرت سے کہا دیکھا تم نے اے ملکہ مین جسوقت چاہتا ان نمکحرامونکو سزا دیتا انکا مارڈالنا ایسا ہی جیسے پشہ و مگس کو ملکر پھینکدیتے ہین مین انکی حقیقت کچھ نہین جانتا ہمیشہ آپ سے طرح دیتا ہون رحم کرتا ہون میرا غصہ سامری کی پناہ دیکھو دم بھر مین کیا سے کیا ہو گیا حیرت تعریف مین سخن سنج ہوئی کہ واقعی آپکا مقابلہ کون کر سکتا ہے اے شہنشاہ آپ اپنا مثل نہین رکھتے نظم

یادگار سامری جمشید آپ
آسمان سحر کے خورشید آپ

کون ہے دنیا مین ثانی آپ کا
کسکا ایسا ہے جہان مین مرتبا

آپ ہین سلطان شاہان زمان
آپ کا ہمسر ہے دنیا مین کہان

حضور ان نمکحراموں کو زندہ نچھوڑیے قتل کر ڈالیے بادشاہ نے فرمایا کہ میں بھی یہی فکر رکھتا ہوں لیکن ایک امر سے اندیشہ ہے کہ یہ سحر نہ تھا بلکہ تحفہ طلسم سے کام لیا یہ اسوقت چاہیے تھا کہ جب طلسم کشا گلے میں لوح پہنے سامنے کھڑا ہوتا یہ بیچارے اس سحر کی تاب کیا لا سکتے ہاں فتاح طلسم جواب دیتا دوسرے شاہان طلسم اپنی جگہ پر قہقہے لگائینگے کہ شاہ جادوان اپنے ملازموں پر نفیر نواز کو چیدیا شکستہ پڑ لیگیا بذات خود کچھ نہ کرسکا اے ملکہ میں ان لوگوں سے کسیطرح کم نہیں ہوں جب چاہوں ہلاک کر ڈالوں پھر کیوں یہ بدنامی اپنے ذمہ لوں کہ یہ سب مشغول عیش و طرب غافل بیٹھے تھے اس غفلت میں انکو مسحور کر لیا مار ڈالنا انکا باعث ننگ و قہقہہ زنی شاہان طلسمات ہے اور اس چیز سے انکو مغلوب کیا ہے کہ کوئی ساحر کیسا ہی زبردست ہو لیکن اس تحفہ طلسم کا جواب نہیں دے سکتا پس میری عاجزی صاف ظاہر ہے اسوجہ سے اسوقت طرح دیتا ہوں یہ کہکر ملکہ نفیر سے اشارہ کیا کہ انکو ہوشیار کر دے وہ نازنین حسب ارشاد اٹھی اور نفیر خوش آہنگی سے بلحن دلکش بجائی کہ حاکم کے دماغ میں مستی آئی وہ ابر سفید جو قصر پر سایہ فگن تھا ستون کیطرح جھوم کر ان بیہوشان خاک فتادہ پر جا کر محیط ہوا اور برسنے لگا اس پانی نے آب زندگی کی تاثیر بخشی ہر قالب بیجان میں گویا جان تازہ آئی تمام سردار و لشکری مہرخ کے ہوشیار ہو گئے بادشاہ نے پکار کر کہا کہ دیکھا تم نے ای نمکحرامان کیا حال تمہارا دم بھر میں مینے کیا مہرخ نے درجواب اس نعرے کے کہا غفلت میں جو چاہتا وہ ہمارا حال بنا سکتا تھا ذرا بھی پیشتر ہمکو یہ کیفیت معلوم ہوتی کہ بادشاہ نامردی کی راہ سے تحفہ طلسم کا حربہ پھیر کریگا تو ہم اس تحفہ کا جواب دے لیسکتے لیکن ملک ہمارے یعنی عیار اس تحفہ کو بھی برباد کر دیتے دوسرے افسر ہمارے شہنشاہ عیاران خواجہ عمرو ذیشان یہاں نہیں ہیں اگر وہ ہوتے تو اسوقت حال کھلجاتا کہ یہ فوج طلسمی پھر کر اپنی جگہ پر گئی یا نہیں کام آئی بادشاہ یہ کلمات سنکر حیرت سے گویا ہوا کہ دیکھو وہی عذر انسے درپیش کیا یہ کہکر مہرخ سے کہا یہ عذر جو تونے کیا اسکو میں اول ہی سمجھ چکا تھا اسلیے آج تمکو زندہ چھوڑتا ہوں اگر چاہا سامری نے تو بعد آنے تمھارے حامی یعنی عمرو کے راہ فنا تمکو دکھاؤنگا اسطرح کی باتیں کرکے ملکہ نفیر کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر غائب ہو گیا نفیر نے حیرت و صبا رفتار کو پنجہ ہائے سحر میں دابکر لشکر میں اسکے پہونچا دیا اور آپ تخت طلسم لیکر اپنے مقام پر گئی مہرخ نے سجدۂ شکر بدرگاہ خدا تعالی کیا کہ اس کریم کارساز نے آفت عظیم سے نجات دی پھر خیمۂ بارگاہ درست کرا کے بازار سجا کر داخل دارالامارۂ شاہی ہوئی تمام لشکر میں چہل پہل آغاز ہوئی بدستور سابق آباد ہوے دلشاد ہوے مہرخ نے بلور سے کہا کہ کیوں دیکھا تمنے شاہ کا اس طلسم کے کیسا جاہ و جلال ہے بلور نے کہا ای ملکہ بموجب اس مثل کے تنہا پیش قاضی روی راضی آئی اگر شاہ کوکب ملکہ بران کے سامنے ایسی زبردستی جتاتا تو معلوم ہوتا ملکہ نے کہا اب وہ زمانہ بھی نزدیک ہے کوکب سے مقابلہ ہوا چاہتا ہے خواجہ کے آنیکی صرف دیر ہے یہ کہکر مصروف حکمرانی ہوئی اسطرف افراسیاب جب داخل باغ سیب ہوا تمام سرداران ساحران ذی تبار نے استقبال کیا یہ آکر سریر طلسم پر بیٹھا اور ناچ دیکھنے لگا دو ایک جام شراب پیے دماغ نشہ سے چاق ہوا خیال آیا کہ یہ جو کچھ تونے محنت کی سب بیکار و بے سود تکلیف اٹھائی نہ ملکہ بہار قبضہ میں آئی نہ کسی عیار کو سزا ملی نہ کوئی حریف ہلاک ہوا نہ مدد خداوند پاس پہونچی لازم ہے کہ بہار کو گرفتار کر کے راضی بوصال خود کر یا قتل کر ڈال اس خیال کے ساتھ ہی ایک جوش عشق پیدا ہوا ادائیں ملکہ بہار کی اور باتیں اسکی دلربائی کی یاد کر کے آہ سرد بھرنے لگا شعر عاشقانہ پڑھنے لگا اسی رنگ میں پنجہ سحر نے نامہ خداوند لاکر دیا اسکو پڑھا لکھا تھا کہ مدہوش کی آمد آمد سے تونے مطلع کیا تھا ابدولت کو انتظار اسکا رہا ہر چند کہ قدرت حال اسکا جانتے ہیں مگر بتلائینگے نہیں جلد اسکو پا

اور کسیکو ہماری اعانت کیلیے روانہ کرو ورنہ ہم ناراض ہونگے اس نامہ کو پڑھکر اُسنے سحر پڑھا بعد لمحہ کے زمین سے ایک ساحر پیدا ہوا کہ چپٹ لنگوٹ باندھے مٹی بدن مین بھری نیلا گنڈا گلے مین بندھا سر پر کنٹوپ چھا تا بندھا ہاتھ ران پر مار کر خم بجاتا سامنے بادشاہ کے آیا آداب بجالایا بادشاہ نے فرمایا کہ ای پہلوان جادو تم اپنا چالیس ہزار پٹھا لیکر مع سامان حرب کے خدمت خداوند باجتر مین جانب کوہ عقیق جاؤ اور **حمزہ** کے لشکر مین بڑے بڑے پہلوان ہین اُنسے مقابلہ کرکے تمام لشکر کو غارت کردو ہم تم کو ملک اس کام کے عوض مین عطا کر دینگے اور خداوند بھی طرۂ پیغمبری دینگے اس ساحر نے یہ حکم سنکر سلام رخصتی کیا بادشاہ نے خلعت سرفرازی دیا وہ وہانسے اپنے مقام پر آیا سب شاگردونکو اپنے طلب کرکے حکم شاہ سنایا ہر ایک نے سامان سفر درست کیا خیمہ و بارگاہ لدوا کر اسباب سحر سے درست ہوکر اژدہون پر چڑھے اور روانہ ہوے یہ کیفیت کہ روشن چوکی آگے لشکر کے بجتی کشتی کا ڈھول پٹتا ہر ایک پہلوان موتیونکو جلا کر راکھ اُسکی بدن پر ملے بازوؤن پر اندوے چڑھے گلے مین تعویذ سونیکے بندھے باہم اژدر سواری کے ملائے پنجہ اور کلائی کرتے زور دکھاتے روانہ ہوے پیچھے لشکر کے گدر کی جوڑیان لیزم اکے وغیرہ تمام سامان کثرت کرنیکا چھکڑون پر لدا جہان لشکر اترتا اکھاڑا کھدجاتا استاد ہر ایک کو لڑواتا جوڑین بدی جاتین خلقت وہان کے اطراف کی تماشے کو آتی خلیفہ سبکو زور دلاتا یاں زور و شور جانب **لقا** یہ ساحر مغرور جاتا ہے لیکن **افراسیاب** بعد اسکے روانہ کرنیکے پھر اسی فکر مین گرفتار رہا کہ ہاے وہ بہار افزاے حدیقۂ محبت جسکی بھولی صورت محبوب طرحدار یعنی ملکہ بہار قابو مین آکر یون نکلجائے اور تجھ سے کچھ نہو سکے لازم ہے کہ اسکی ملاقات کی تدبیر کر اسی اندیشہ مین تھا کہ خبر آئی مرشدزادے تشریف لاتے ہین اسنے استقبال کرایا مصور آکر اسکے برابر بیٹھا کسلیے کہ **حیرت** سے حال تخت طلسم وغیرہ بھی سن چکا ہے تعریف بادشاہ کرنے آیا ہے چنانچہ بیٹھتے ہی زبان بہ ثناے شاہ جادوان واکی کہ اے بادشاہ آج کا معرکہ سنکر مجھکو بڑی حیرت ہوئی واقعی آپنے وہ سحر کیے ہین کہ سامری و جمشید نے کبھی کیے ہونگے شاہ طلسم نے جواب دیا کہ ای مرشدزادے یہ سب آپکے داداجان کا تصدق ہے مجکو کیا آتا ہے انھین کا نام لیکر کچھ کام نکال لیتا ہون مصور نے کہا یہ سب تمھاری سعادتمندی ہے جو بزرگون کا ادب کرتے ہو اچھا ابکی **عمرو** کو گرفتار کرنا تو مجھے دینا کہ مین اُسکی زنبیل چھین لون اور مین نے ایک باغ بنایا ہے کہ نام اُسکا باغ ویران ہے وہان اس مکار کو قید کردون شاہ نے فرمایا کہ جب کہیے جب **عمرو** کو ملک کوکب سے پکڑ امنگاؤن خیر اسکا تدارک تو پھر کیا جاویگا مگر مین آپکو ایک درنیا سحر دکھاتا ہون یہ کہکر اپنے جوڑے سے ایک دانہ ماش کا نکال کر زمین پر پھینکا وہ ماش زمین مین سما گیا اسنے کچھ سحر پڑھا کہ گوشۂ باغ سے ایک پتلا شیشہ پانی سے بھرا لیے پیدا ہوا جب قریب شاہ آیا شاہ نے وہ شیشہ لیکر ایک چھینٹا پانی کا جہان وہ دانہ گرا تھا اُس جگہ مارا فوراً زمین سے شجر اُگا اور بڑھکر لمحہ بھر مین بار آور ہوا اسنے وہ شیشہ تو پتلے کو دیدیا اور اس درخت سے پھل توڑکر تھوڑے ماش ہاتھ مین لیے اور جانب فلک اچھال دیے پکارکر کہا کہ بہار و زلزلہ و لرزان و برق و ضرغام کو جہان کہین ہون گرفتار کر لاؤ یہ کہکر وہ درخت اکھیڑ لیا پھر وہ دانہ ماش کا جو بویا تھا نکل آیا اسنے جوڑے مین رکھ لیا ادھر بہار جو عیارونکو لیکر اڑی تھی بہت دور صحرا مین آکر اتری عیارونکو زمین مین چھوڑا اُنکے ہوش و حواس بجا ہوے تھے یہ چلنے کا کیا تھا کہ زلزلہ و لرزان بھی زمین سے نکلے تھے انکے پاس آکر پہنچے اور سب ملکر چلے باہم مشورہ کیا کہ لشکر

قریب ہی پیدل کچھ دور سیر کرتے چلیں آخر اسیطرح روانہ ہوے کچھ دور چلے تھے کہ برق گویا ہوا اے ملکہ بہار تمنے اچھا نہ کیا جو
شاہ طلسم سے بگاڑ کی تمکو لازم ہی کہ اب جاکر اُسکے قدم پر گرو اور خطا معاف کراؤ مین بھی تمھارے ساتھ چلکر عذر کرونگا شاید
کہ اُسے رحم آجاوے بہار نے کہا اچھا چلو میرا بھی جی یہی چاہتا ہی اسیطرح زلزلہ ولرزان وضرغام بھی گویا ہوے کہ ہمین
بھی لیتی چلو ہم بھی بڑے قصوروار ہین شاید وہ ہمپر رحم کرے غرضکہ سب تعریف عنایت شاہ طلسم کرتے اور معترف بخطا
وقصور ہوتے جانب باغ سیب روانہ ہوے اور ازبسکہ دریاے خونروان بیچ مین ہی اُس وجہسے صحرا مین پھر رہے
تھے کہ مہتر قران جو بارگاہ سے غائب ہوا تھا جنگل مین آکر ٹھہرا تھا ان سبکو اسنے آتے دیکھا خوش ہوکر قریب آیا ملکہ بہار وغیرہ
سے ملا باہم مزاج پرسی ور اظہار گرمجوشی کے بعد اسنے کہا لشکر مین چلو ادھر کہان تم سب جاتے ہو وہ سب لشکر کو اپنے بُرا کہنے لگے
اور تعریف شاہ طلسم زبان پر جاری کی قران سمجھا کہ بڑا غضب ہوا یہ سب مسحور سحر شاہ طلسم ہین اور اُسکے پاس جاتے ہین
انکو روکنا چاہیے یہ تصور کرکے بہار و برق سے کہا کہ مجھسے بڑی خطائین خدمت شاہ طلسم مین سرزد ہوئی ہین اگر
مناسب سمجھو تو مجھے بھی ساتھ لیتے چلو انھون نے کہا کیا مضائقہ ہی چلو بادشاہ رحیم مزاج ہی وہ سبکو سرفراز کریگا غرض ظالمہ نے
تو ہمین بھڑکا کر کہین کا نرکھا عیارون نے اسیطرح عمرو کو بُرا کہا قران نے منت کی کہ اتنا مجھپر احسان کرو کہ درہ کوہ مین چلو وہان
مین نے کھچڑی پکالی ہی مین بھوکا بہت ہون دو نوالے کھالون تو تمھارے ساتھ چلون تم بھی کھانا اور آسودہ ہوکر چلنا سب نے
اسکا کہنا منظور کیا اور درہ کوہ مین آئے وہان لاکر کچھ میوہ آغشتہ بہ بیہوشی نکالکر قران نے سبکو دیا کہ پہلے یہ کھاؤ مین کھچڑی
لاتا ہون انھون نے وہ میوہ کھایا اور بیہوش ہوگئے قران نے ان سبکو اٹھاکر ایک غار مین ڈالدیا اور دہن غار ایک سنگ کلان سے
بند کردیا اور آپ وہانسے دوڑتا ہوا بصورت مبدل لشکر حیرت مین آیا جہان ہیزم کش وکاہ فروش اترے ہین انمین
پہونچکر پکارا کہ کوئی مزدوری کریگا پانچ چار گھسیارے دوڑے کہ صاحب کیا مزدوری ہی اسنے کہا مین نے گھانس کے
گٹھے اکٹھا کیے ہین اور لکڑیونکے بوجھ وہ صحرا مین پڑے ہین فی مزدور روپیہ ملیگا دن بھر مین ڈھوکر یہان لشکر مین پہونچادو
مزدور لالچ مین آکر اُسکے ساتھ ہوے اور جنگل مین جب پہونچے قران نے حباب بیہوشی مارکر انکو بیہوش کردیا اور بہار و
برق و زلزلہ ولرزان وضرغام وغیرہ بنادیا پھر آپ بھی صورت ہیبت ناک بناکر انکو ہوشیار کیا اور کہا تم سب پر
مہر سامری کی ہوئی نہین عیار تمکو مار ڈالتا اب یہ اشرفیان لو اور جو کوئی پوچھے اپنا نام بہار وغیرہ جسکی صورت تھی وہ نام
بتایا کہ یہ اپنے تئین بتانا اور گھانس نہ کھودنا تمکو کایا پلیٹ ہمنے کردیا ہی وہ اب تم نہین رہے لشکر ماہرخ مین جاکر اپنے اپنے
لشکر کی حکومت کرو گھسیارے بہت خوش ہوے اور دعا دیکر خوشی خوشی اشرفیان لیکر چلے قران نے چلتے وقت ہر ایک
کو آئینہ دکھا کر صورتین پہچان کرادین ہر ایک نے سمجھ لیا کہ ہم بہار ہین ہم برق ہین غرضکہ قران تو وہان سے اُسی جگہ کہ
جہان غار مین اصلی عیار و ساحران کو بند کردیا تھا آیا ادھر شاہ جادوان منتظر آمد بہاران تھا جب عرصہ ہوا اسنے سحر پڑھا
اور چند بیر سحر کے بلاکر حکم دیا کہ تم جاکر بہار وغیرہ سب کے نام بتائے کہ یہ لوگ جہان ملین جلد گرفتار کرکے حاضر کرو بیر سحر کے
حسب الحکم چلے واضح ہو کہ پہلے سحر جو شاہ طلسم نے کیا تھا تو قلب پر تاثیر ہوئی تھی و بہار وغیرہ جانب شاہ طلسم چلے تھے
چنانچہ بسبب بیہوشی کے وہ ناچار ہین اگر ہوشیار رہتے تو بموجب تاثیر سحر حسب ہدایت دل خدمت بادشاہ میں جاتے

غرضکہ اب کی جو بیر سحر کے چلے صحرا مین آکر متلاشی مجرمان مذکور ہوے ایک مقام پر ان گھسیارونکو جو بصورت بہار وغیرہ تھے جاتے
دیکھا ایک ایک بیر ایک ایک کے سر پر سوار ہوا سب اپنی راہ راست چھوڑکر سمت باغ سیب چلے اور ویسے ہی کلام جیسے
برق و بہار وغیرہ کرتے یہ بھی کرنے لگے انکو تو کوئی روکنے والا انتھا یہ دریاے خونروان پر آئے وہان ایک کشتی طلائی پیدا ہوئی
سوار ہوکر پار اترے اور بدہوش اپنی خودی سے بیخبر باغ سیب مین آئے اور ازبسکہ بیر جادو کے سر پر سوار تھے وہ بیخود دیکھے
ہوے تھے اور بیرون نے جس صورت پر انکو پایا تھا وہی نام انکو تعلیم کرتے تھے کہ یہ کہو یہ پکارتے تھے کہ ہم برق ہین ہم
ضرغام ہین سب اپنا اپنا نام لیتے تھے اگر ہوشیار ہوتے شاید اپنا اصلی نام بتاتے اب تو کچھ اور نہین کہہ سکتے فی الجملہ جب
یہ سامنے شاہ جادوان کے پہونچے اور اپنا اپنا نام لیکر پکارے مصور نے بڑی تعریف کی کہ واقعی یہ سحر نہ دیکھے نہ سنے
آپ ہی کیواسطے یہ رتبہ ہے واہ کیا کہنا ہے شاہ نے براہ تفاخر نسخہ سحر بھیجکر ملکہ حیرت کو بھی لشکر سے اٹھوا منگایا اُسنے بھی
قیدیونکو دیکھکر محت سرائی کی بادشاہ نے بعد آنے حیرت کے جلاد طلب کیے اور ازبسکہ یقین کامل ہے کہ یہ عیار مطیع کسیطرح
نہونگے اُنسے سوال اطاعت بھی نکیا ملکہ بہار کو تو الگ کرایا اور سب کے سر کٹوا ڈالے جو نہین ساحر تھے انکے بیرون نے
غل مچایا ادھر بحکم بادشاہ ہزارہا نقارہ سحر کا برے ہوا جگیا کسی نے اس غل مین نہ سنا کہ بیرون نے کسکا نام لیا وہ
گھسیارہ جو بصورت بہار تھا سہم گیا اور بیر سحر کا اُسپر سے بھی اتر گیا اُسنے چاہا کہ بادشاہ کے قدمپر جا گر گردن اور
اپنا حال کہون لیکن طرفہ ماجرا ظرافت آمیز سنیئے کہ بادشاہ عشق بہار مین بیقرار تھا اُسنے ذرا بھی تامل نکیا ہاتھ بہار
مصنوعی کا پکڑ کر جانب ظلمات روانہ ہوا آنکھ اس گھسیارے کی بند ہوئی اُدھر بعد جانے شاہ کے حیرت و مصور جانب
لشکر گئے اور حیرت نے آتے ہی طبل البشارت بجوایا خبر مشتہر ہوئی کہ برق بہار وغیرہ قتل ہو گئے ملکہ مہرخ نے بھی یہ خبر
سنی ہر ایک سردار نے فرط غم سے گریبان چاک کیا کہرام مچگیا محبت عیاران وغیرہ یاد کرکے قلزم چشم سے دریا موجزن
ہوا جادوگرنیان و ساحران ہر ایک بال کھولکر سر پیٹنے لگے اور کہتے تھے

نظم

کیا اس طرح واویلا بصد غم ہوئی گوہر فشان وہ چشم پرنم
رسالہ اشک گلگون نے جمایا علم ہر آہ نے آگے بڑھایا
وہ نالے لشکر غم کے نشان ہین نقیب خوش بیان آہ و فغان ہین

آخر یہ مشورہ ہوا کہ زندگی بیکار ہے چلکر لشکر حیرت پر گرو اور لڑکر بعوض اپنے مقتولون کے اس فوج کو ہلاک کرو
یا اپنی جان دو چنانچہ یہ مشورہ کرکے مہرخ نے نفیر سحر بجائی تمام لشکر مسلح و مکمل ہوکر عزم روانگی رکھتا تھا کہ وہان قران
نے اس خیالسے کہ غار مین بہار وغیرہ گھٹکر مرجائین پتھر سرکا کر انکو نکالا اور ہوشیار کیا ازبسکہ سحر اپنا شاہ جادوان
رفع کرچکا تھا یہ جلد ہوشیار ہوے باتین حواس کی کرنے لگے قران نے سب حال انسے کہا وہ سب نہایت احسانمند ہوے اور
منت گذاری کی کہا اے قران بحکم خدا تمنے ہماری آبرو اور جان بچائی پھر تخت سحر پر سوار ہوکر سب سوقت داخل لشکر ہوے
کہ مہرخ سوار ہوکر لڑنے جایا چاہتی تھی اُنکے آنیسے باغ باغ ہوئی اور ہر ایک سے گلے ملی سب سردار بہار وغیرہ بغلگیر ہوے
نقارۂ شادمانی پر چوب پڑی غلغلۂ کامرانی و صیت شادمانی تا بہ فلک پہونچا لشکر نے کمر کھولی سب سردار بارگاہ مین آکے

عیارونکو خلعت ملا اور خزانہ کھلگیا زر و گوہر مہیار پر سے نثار ہونے لگا جشن آغاز ہوا یہ سب خبرین ہرکارے دریافت کرکے خدمت حیرت مین آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض رسا ہوئے ای ملکہ طلسمات اسطرح قران نے مصنوعی برق وغیرہ بادشاہ پاس بھیجے تھے چنانچہ مہرخ خبر قتل سنکر لڑنے آپ آیا چاہتی تھی کہ وہ سب مجرم جنکو شاہ نے قتل فرمایا ہی آکر موجود ہوئے اب وہان جشن ہو رہا ہی حیرت یہ خبر سنکر رنجیدہ ہوئی اور سارا ماجرا قلمبند کرکے ایک پتلے کو سحر کے دیا کہ بادشاہ پاس لیجائے پتلا نامہ لیکر روانہ ہوا لیکن افراسیاب جو بہار مصنوعی کو لیکر طلسمات مین آیا وہان ایک قصر شاہانہ آراستہ تھا صحن ایوان مین گلشن جواہرین لگا تھا بزور سحر پھلا پھولا تھا کوئی بہار ایسی نہ تھی جو وہان نہو کوئی کیفیت اسطرح کی نہ تھی جو اس جگہ پیدا نہو ہوا سے بہارین نے شگوفے کھلائے تھے گل ہنستے مسکراتے تھے بارہ دری مین فرش و مسند آراستہ شیشہ آلات سجا چھپر کھٹ مرصع پایون کا بچھا اور قمچہ بسان برق پڑا تڑپتا سامنے مسند کے چنگیرین عطردان رکھے جملہ سامان راحت مہیا تھا عجب طرح کا سماں تھا کہ بموجب

ابیات

بہار موسم گل کی تھی آمد — چمن مین بلبلین تھین شاد از حد
زمرد رنگ پتے ہر شجر مین — بہار تازہ تھی گل مین ثمر مین
لطافت سے بھرا تھا صحن خانہ — کھچا تھا شہ نشین پر شامیانہ
بچھا اک سمت دسترخوان دیکھا — وہان کھانے کا سب سامان دیکھا
وہان ہر قسم کے میوے مہیا — مے گلگون سے ہر شیشہ بھرا تھا
دھرے تھے قرب شیشہ جام بلور — وہ گھر تھا نعمت دنیا سے معمور

گھسیارا پہلے تو متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگیا شاہ نے اب لاکر مسند پر جو بٹھایا اسکو ہوش آیا اپنے تئین سر مسند بصد عزت جلوہ گر دیکھا شاہ کو اپنے برابر دیکھا چاہتا تھا کہ حال پہلے کہے مگر خیال آیا کہ بادشاہ مجکو جب گھسیارہ سمجھے گا یہ خاطر اور عزت سے جو اسنے لاکر بٹھایا ہی پھر یہ خاطر نکریگا بلکہ عجب نہین جو فرمائے کہ مین نے گھسیارے سے ایسا دار و مدار کیا جاکر سب سے بیان کریگا بس اس اندیشہ و ندامت مین کہ مجھکو مار ڈالے گا لہذا چپ ہو رہا یہ سمجھکر چپ بیٹھا بادشاہ کیطرف سے گردن جھکائی شرما کر بسان معشوق آنکھ چرالی کہ دیکھون کیا کرتا ہی بادشاہ نے منت کرنا شروع کی کہ لے مایہ خوبی و لے آرام جان عاشق باعث بیہودی ذرا تو مجھ سے کلام کر دل بیقرار کو تسلی دے میری گود مین آرام کر نظر محبت سے میری طرف دیکھ لے بوسہ لب نازک دے مدت سے مین تجھپر فریفتہ ہون کہ

نظم

کہ کتنی تم بھی ٹھنڈی آدمی ہو — بھلا راحت ہو کیا تم سے کسی کو
کہان کی رہنے والی ہو مری جان — کہ مجھ سا پاس بیٹھا ہے یہ ارمان
مگر رغبت کسی جانب نہین ہے — طرف زانو کے ہر لحظہ جبین ہے
خدارا کچھ تو بولو آنکھ اٹھاؤ — اٹھو مسند سے میرے پاس آؤ
ہوئین کب سے میری جان پاکدامن — کرو شرم و حیا کا چاک دامن

غنیمت جان لطف زندگی کو
لب گلگون کا اک بوسہ ہمین دے

نہ روک اسوقت پیارے اپنے جی کو
کہ دیکھین حوصلے کیسے ہین تیرے

گھسیارے نے جو یہ عنایت و مہربانی دیکھی خوف قتل جاتا رہا ڈھیٹ ہو کر آیا بادشاہ نے ایک بوسہ لب لعلین کا
اُسکے لیلیا اسنے بھی مچھی بادشاہ کی لی بادشاہ سمجھا کہ یہ تجھپر تو پہلے ہی سے فریفتہ تھی کنواری عورت ہے زفاف سے ڈرتی
تھی لیکن اب بست ہوئی فوراً پستان پہ ہاتھ ڈالا پستان عیارونکے پاس گوشت اور نرم چمڑے کی مثل سابر وغیرہ
کے بنی تیار رہتی ہین وہی لگا دیا کرتے ہین شاہ جادوان نے ایسی نرم اور کراری گول سڈول چھاتیان پائین کہ دل بچین
ہو گیا فوراً شلوار بند پہ ہاتھ ڈالا گھسیارے کو بھی استادگی ہوئی یہ بھی لپٹ گیا شاہ نے کچھ مستی مین خیال نہ کیا اور اسکو برہنہ کیا
پھر تو بموجب بیت گر عروسی کنم بعد شادی ہو شب ولی عروس نر گردد عجب تماشہ بادشاہ نے دیکھا کہ آنکھین کھل گئین ساری
مستی جاتی رہی گھبرا گیا اور ایک لات ماری کہ گھسیارا ڈھلک کر الگ گرا وہ بشکل تمام بموجب مثل کوہ کندن وکاہ برآوردن اس
عیش کو پہونچا تھا اور بادشاہ نے دلیر بھی کر دیا تھا بادشاہ کو اور مرض کا آدمی جانتا تھا ایک لات سے کب ٹلتا گرکر سنبھلا اور
دوڑ کر شاہ سے لپٹا کہ جانی مین تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر شاہ کو گرایا اور داب کر بیٹھا بادشاہ حیران از کار کبھی کاہیکو اس
سانحہ مین پھنسا تھا پہلے تو سناٹے مین چپ پڑا رہا جب بموجب بیت وہ اشیا نات چسپیدہ وھکا کر + کہ جسکی چوٹ پڑتی تھی
جگر پر مصروف خدمت ہونا چاہا کہ بموجب مثل کے مصرع رہے شیر سے چاق ہو امرا + بادشاہ نے گھبرا کر ایک طمانچہ سحر کا مارا
کہ وہ بیہوش ہو گیا شاہ بغضب اٹھا اور ستون مکان سے اسکو باندھکر دفع سحر پڑھا کہ وہ ہوش مین ہوا اس سے کہا سچ بتا
کہ تو کون ہے گھسیارے نے کہا ہون کون جب تمھارا کام نہوتا جب ہی خفا ہوتے اور مجھے تو ایسا کچھ عرصہ بھی برہنہ ہوئے
پر نگذرا تھا جو آپ خفا ہوے آپ جسلیے مجکو یہان لائے پھر وہ تو مین کرتا ہون پھر آپ کیون ناراض ہین شاہ غصہ و ملال
از حد رکھتا تھا تلوار کھینچکر چلا اور کہا جلد بتا کہ تو کون ہے گھسیارے نے کہا تلوار رکھا تا اچھا اور یہ چیز گوارا نہین جان پر
میرے بنی ہے مدت سے عورت کی صورت ہوش سنبھلنے مین نہین آئی رگین پھٹی جاتی ہین واسطہ سامری کا مطلب کر لے غرضکہ کلمات
فحش کہا نعک لکھون وہ اپنی کہتا یہ عتاب کرتا اس بحث مین بادشاہ نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اُسکا جدا ہو گیا بادشاہ
لاش اسکی پھینک کر بغضب چلا تب باغ سیب جلاد سے کہتا تھا کہ خوب ہوا جو ظلمات مین اس بیہودہ کو مین لے آیا تھا اگر باغ
سیب مین رہتا تو سب سردار اس تفضیح سے آگاہ ہوتے اور سارے طلسم مین بدنامی ہوتی غرضکہ باغ سیب مین آکر اورنگ
سلطنت پہ بیٹھا تھا کہ پنجہ نے لاکر نامہ حیرت پہونچایا اسکو پڑھکر حال عیاری قران معلوم کیا کہ اُسنے اپنے سردار
دھیار روک لیے اور گھسیارے بناکر بھیجدیے یہ نامہ پڑھتے ہی آگ غصہ کی مشتعل ہوئی کہ بیرون نے سحر کے یہ غلطی کی
ان سبکو سزا دینا لازم ہے یہ سمجھکر سحر پڑھا کہ بیرونی جو مجرمونکو لائے تھے حاضر ہوے بادشاہ نے حکم دیا کہ تم سب جلد جاؤ یہ
کہنا تھا کہ وہ بین بادشاہ سے ایک شعلہ نکلکر انپر گرا کہ وہ سب جلنے لگے پھر براہ امتحان کہ دیکھون بہار زندہ ہے یا نہین اٹھکر
ایک باغ متصل باغ سیب ہے وہان گیا اُس باغ مین جتنے ساحر سارے طلسم مین ہین انکی نشان موت کے درخت لگے ہین جب کوئی
مرتا ہے اُسکے نام کا درخت سوکھ جاتا ہے اُسنے نام بہار کا درخت دیکھا وہ درخت سرسبز پایا جانا کہ بہار کو کچھ ضرر نہین پہونچا

یہ مفہوم کرکے پھر باغ سیب میں آیا اور کتاب سامری جسطرح سے کہ تزدیکر منگا یا کرتا تھا طلب کرکے دیکھی نیت یہ کی میں جانب لشکر
مہرخ بہر گرفتاری ملکہ بہار جاؤں یا کسی ساحر کو بھیجوں میرے لیے اچھا ہے کتاب میں نکلا کہ آجکل تجھ پر قران صعب ہے تامل کر بار دو
ہے ورنہ پھر ذلت ہوگی ندامت پر ندامت ہوگی یہ معلوم کرکے کتاب بندکی اور بھیجدی لیکن دل میں کچھ تو خیال محبوبہ بہار کچھ اپنی ندامت
گھبیانے کی شوخی کا غصہ اسوجہ سے تاب باقی نہ تھی خود تو جانے سے باز رہا مگر سحر پڑھکر دستک دی بعد لمحہ ایک ساحر پیدا ہوا
کہ اژدہے پر سوار بھی تھا اور منھ بھی اُسکا اژدہے کا تھا نہایت درجہ بدہیبت و مہیب صورت رکھتا بدلے کردھنی کے ماران
سیاہ کمر سے باندھے کانوں میں بجائے کنڈل کے سانپ بالشت برابر کے لٹکائے سر سے کالے کوڑیالے جٹا دھاری سانپ لپیٹے
خدا کی پناہ اس موذی بیحیا نے سامنے شاہ کے آکر سلام کیا بادشاہ نے ہنسکر فرمایا اے اژدر دہان اژدر خوار
جادو مزاج اچھا ہے اُسنے بجواب مزاج پرسی شاہ کو دعائے ترقی عمر و دولت دی بادشاہ نے حکم دیا کہ تمھیں بدولت
اسلیے یاد کیا ہے کہ اپنے لشکر سمیت جانب لشکر حیرت جاؤ اور نمک حراموں سے لڑو سب حریفوں کو تو مار ڈالنا لیکن ملکہ بہار کو
زندہ گرفتار کرکے میرے پاس لاتا اور تم یہ خیال رکھنا کہ عیار وہاں بڑے مکار اور غدار ہیں وہ اسطرح مکر سے ہلاک
کرتے ہیں تم اُنکے فریب میں نہ آنا سارا حال اُنکی عیاریوں کا بیان کرکے تاکید برائے حفاظت فرمائی پھر خلعت رخصت دیا
وہ ساحر خلعت پاکر زمین میں سما گیا اور قلعہ اژدریہ پر کہ جو اُسکا دارالحکومت ہے آیا وہاں سب ساحر اژدر چہرہ بستے ہیں
فوج میں اسی صورت کی بھرتی ہے اُسنے بارہ ہزار ساحر غدار چیدہ و منتخب تیار کرا کر اپنے ساتھ لیے اور عزم روانگی جانب
لشکر ملکہ حیرت کیا حال اُسکے جانیکا پھر بیان کیا جائیگا اب دل حال پہلوان جادو کا جو جانب لشکر لقا جا چکا ہے
بیان کیا جاتا ہے بیت کنون بازگویم یکے داستان ٭ کہ شاداں شوند زان دل دوستان ٭ پہلوانان معرکہ تقریر و زور آوران عرصہ
تحریر زور قلم اسطرح دکھاتے ہیں کہ پہلوان ساحر مع لشکر بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے نکلکر قریب قلعہ کوہ عقیق پہونچا
لقا بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ ابر گھر آیا برق چمکی علامت آمد ساحران معلوم کرکے بختیارک وغیرہ حسب دستور پیشوائی کو گئے لشکر
اُسکا اتروایا ساحر نذر کو مع شاگردان رشید سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا نذر دی خلعت سرفرازی پایا دنگل پر جانب دست
راست بیٹھا حال تمام لشکر اسلام کا پوچھا بختیارک نے کل کیفیت رو رو کر بیان کی اسنے کہا ملک جی تم گھبراؤ نہیں میں
علاوہ سحر کے کشتی میں سبکو مع حمزہ باندھ لونگا یہ سنتے ہی شیطان زیادہ رونے لگا اور کہا میں نے تمکو ابھی سے مردہ سمجھ لیا
ایسے بیوقوف حمزہ کو جب دیو عفریت و دیگر دیوان قاف نہ باندھ سکے تو تیری کیا لیاقت خبردار بغیر سحر کیے کشتی زور
کی نکرنا ورنہ ادنی ملازم حمزہ تیرے لیے کافی ہے اسنے یہ جب سنا ہنسکر کہا ملک جی آپ ہی حال کھلجائیگا یہ دونوں تو باہم گفتگو
کرتے تھے اور ناہید فولاد بدن کو جسکی طاقت پہلے ذکر کیگئی ہے کوئی سوت کی زنجیر سے کمر باندھتا ہے حال قوت و شوکت
امیر لشکر دلیوں تعریف کر رہا تھا کہ شجاعت زور و قوت کے یہ معنی ہیں کہ دشمن لوہا مانے پھر اور مدحت سرائی کرے غرضکہ یہاں
آنیسے ساحر ونکے رونق زیادہ ہوئی ناچ ہوا کیا شغل میخواری رہا ایک دن تو پہلوان کسل راہ سے آسودہ ہوا جب
دوسرے دن وہ زمانہ آیا کہ رستم شب نے دیو سفید روز کو پچھاڑا اور زنگی لندھور شب نے اکھاڑے میں مہر کے مع شاگردان
انجم فلک قدم اتارا کہ بموجب نظم

قضا را طاقت مہر جہانتاب — ہوئی غائب نظر سے جسطرح خواب
اٹھے امید مطلب مین ستمگار — کیے افسون براے جنگ تیار

پہلوان نے طبل جنگ لقا سے کہکر بجوایا ہرکارونسے خبر سنکر بادشاہ لشکر مسلمانان نے بھی حکم نقارہ نوازی دیا طبل سکندری پر چوب پڑی دنیا دہلنے لگی سردار دربار سے اٹھکر خیام مین اپنے آئے تیاری جدال کرنے لگے آجکی رات حیات و مرگ پہلوانونکے لیے تلوار کا میدان اکھاڑا تھا فتح و شکست سے کشتی انکی تھی نصرت ہی نے بچھاڑا اتھا دیو ظلمت شب اور نور سحر سے بھی زور ہونا بد اگیا تھا چاند و سورج کو بھی نظر مقابلہ تھی لڑنے پر تیار ہر ستارہ تھا اجل اکھاڑے کے کنارے ٹہلنے لگی تھی کہ کل بڑے بڑے پہلوان بچھاڑے جائینگے میرے ہاتھ سے کشتی کھائینگے تیرون نے زبان صفت و ثناے استاد تیغ فولاد بدن کھولی تھی گرزون نے کلہ زنی کی داد دی تھی سپرین شیدی لنڈھور دسالین کیصورت تھین پہلوان مٹی اکھاڑے کی لگائے تھے یا طبیعتین پر کدورت تھین نیزے لنگر مارے پاے ثبات گاڑے کھڑے تھے کہین تیغ میدانین سپر کے جیب پڑے تھے بہادرونمین کوئی چت لنگوٹ کستا تھا کوئی ورزش کرتا خم مارکر ہنستا تھا مسلمانونمین لڑائی کا ٹھاٹھ تھا تیغ کے گھاٹ مین بلا کا کاٹ تھا یا علی مدد کی پکار تھی دورنگی سے نفرت و عار تھی یکرنگی دلسے اظہار تھی ان شجاعونکو اگر رستم دیکھتا ثنا خوانی کرتا سہراب اطاعت کا دم بھرتا بھولی جوٹمین صاف ہوتی تھین منجی ہوئی جوٹمین یاد بہر مضاف ہوتی تھین کہین پنجہ تھا کہین کلائی تھی بے لڑے اور رن چڑھے بہادرونکو کب کل آئی کہ بمقتضاے

نظم

کوئی تھا اپنی جوٹمین صاف کرتا — کوئی دم اپنی اُستادی کا بھرتا
خلیفہ تھا کوئی استاد کوئی — نے کرتا تھا پیچ ایجاد کوئی
کیکوڑ و بنالغلی بہت یاد — کوئی کیلی کے تھا کرنے مین استاد
کوئی انٹی لگانے مین تھا مشاق — کوئی تھا ردم بھرتے مین بہت طاق
کوئی تلوار کی کثرت پہ مغرور — اکیلے لاکھ سے لڑنے مین مشہور
کسی کا تیر شہباز اجل تھا — نہ بچتا تھا نشانہ اس کا تاکا
کوئی یل تھا بسان کوہ البرز — کسی کے پاس تھا خارا شکن گرز

اسطرف سواے تیاری آلات حرب کے سحر سازی و عربدہ پردازی کا چرچا تھا بیرونکو سحر کے جسمونپر چڑھایا تھا ایک لنگ سے اپنے تئین دو انگ کا بنایا تھا ساحر بیعزتی سے دیوالی کر تھین اپنے تئین کہتے چت و پٹ کی کچھ غیرت نہ رکھتے دہل کشتی نہیچ رہا کہین ترسول گڑا جوگی مینجا پتلے سحر کے لڑاتا داؤن پیچ توڑ جوڑ انھین بتاتا اسی ہنگامہ مین آخر پہلوان شب اُستاد سحر سے کشتی کھا گیا خلیفہ آفتاب کے سر پہ سنہری اور زرین پگڑی بندھی اپنا لنگوٹ طاق دہر مین چڑھا گیا

نظم

مزاج صبح تھا ہنسنے پہ تیار — چراغ داستان ہر یون شرربار
کہ بہر جنگ اُٹھے سب بعادت — بجالائے خدا کی پہلے طاعت

مبارزان کینہ خواہ دونوں طرف سے بعزم مصاف گروہ گروہ وارد میدان قتال ہوئے امیر بھی بعد ادائے فریضۂ نماز سحر خبر ورود عسکر ظفر
اثر سنکر اسلحہ زیب تن اطہر فرماکر مع سالاران خودسر کے در دولت بادشاہ جمشید فر پر حاضر ہوئے بادشاہ بھی بصد شوکت و جاہ
برآمد ہوئے کہاریان حسن میں متوالیاں لنگوٹونکو باندھے گاتیاں کسے سر پر تمغے اور مچھلیاں طلائی اور نقرئی لگائے ہوادار کاندھے
پر اٹھائے در تک آئین بحر حسن کی ماہیان یقین از ماہ تا ماہی انکے جمال کی گواہیاں تھیں باہر تک ہوادار نہ آیا تھا کہ کہار باد
بہار سے کہیں بڑھکر رواں چال انکی آہستہ بے تکان دبے پاؤں کی پھرتیاں آگے بڑھے اور تخت پر بادشاہ کو سوار کرکے بلائے
مردہے سرداروں کا نام لے لیکر پکارے ہر ایک کا مجرا و سلام ہوا نقارے بجے صدائے نصر من اللہ بلند ہوئی شہنا نوازوں نے
ملت بھیرویں بھباس کو دم دیا لشکر میں قرنا بھونکی کرنائے کو بجایا سواری حضور عالم کی جانب دشت مصاف چلی میدان کی سرحد پر
جو انکی امنگیں منچلوں کے دل کی ترنگیں مرکبونکے طرارے یہی سیر دیکھتے بہادروں کے کنارے پہونچے اسطرف لقا بھی تخت
کسوا کے فوج بیکران ساتھ لیے وارد میدان نبرد ہوا پہلوان چوتر لکوے ڈھول آگے آگے بجاتا رسنگا پھنکتا چالیس ہزار
ٹھٹھا اژدر سوار ہمراہ اپنے جانب آکر ٹھہرا ترتیب صفوف حرب آغاز ہوئی نقیبوں نے نقابت کی کرکیتوں نے کڑکا کہا صفوں پر سناٹا
آیا رن بولنے لگا پہلوان اپنا اژدر اڑا کر سامنے خداوند کے جاکر اجازت خواہ ہوا اور بعد اجازت میدان میں آیا سراپا خون
دکھلایا پھر طالب مرد نبرد ہوا لشکر اسلام سے بہزاد کوہی نے اپنا مرکب نکالا اور بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر مقابل حریف آیا
پہلوان نے پہلے ہی سے تلوار ماری اس بہادر نے تیغ اسکا رد کرکے آپ بھی ہاتھ تلوار کا مارا اسنے بار ڈھال پر بچا کر بند دست
پر ہاتھ ڈالدیا اسنے گریبان میں ہاتھ ڈالا زور کشمکش کے ہوئے آخر دونوں زمین پر کودے وہ تو لنگوٹ کسے آیا ہی تھا
اسنے دامن زرہ گردان کمر باندھ کے ہاتھ ملایا اور سرگرم تلاش ہوئے زمین میں ہل چل پڑ گئی کشتی بصد درشتی ہونے لگی چار
گھڑی کی کشتی میں اسنے خیال کیا کہ یہ حریف زبردست مجھ سے نہ زیر ہوگا اور کئی دن لڑیگا چالیس ہزار ٹھٹھا میرا کھیگا کا استاد
سے کچھ نہو سکا یہ سمجھکر اسنے سحر پڑھا بہزاد کی وہ تڑپ جھڑپ جاتی رہی اب جو پیچ باندھتا ہے آپ کھلجاتا اسکے داؤں پر
ہر بار آتا آخر اسنے کولے پر بھر کر مارا کہ کنارے اکھاڑے کے چاروں شانے چت گرا اور بیہوش ہوگیا اسنے مشکیں باندھکر
حوالہ لشکریان جادو کیا اور پھر نہیب دی کہ اور کوئی آئے لشکر اسلام سے ناصر کوہی سامنے گیا اسنے کہا اب بیٹا اکھاڑے میں
کھڑا ہوں تو بھی یہیں نصیب آزمائی کرلے ناصر دامن زرہ گردان کر مرکب سے کود پڑا کشتی کا بلند ہوا دو گھڑی لڑکر پھر
اسنے سحر پڑھا کہ یہ بھی چت ہوا اسکو باندھنے کے بعد پھر اپنے پکارا ابکی عارض کوہی مقابلہ میں آیا اسکا بھی کشتی لڑکر یہی حال ہوا ابکی جو اسنے پکارا دست
راست کیطرف لشکر مسلمانان میں علم جلوہ پذیر ہوئے بختیارک سمجھا کہ کوئی بیٹا حمزہ کا لڑنے آتا ہے یہ سمجھکر پہلوان سے کہا بھی کہ اب بہت
ہوشیاری سے لڑنا کوئی قوی دست فرزند حمزہ تمہارے سامنے آتا ہے یوگ دیو تیدار عفریت کش ہر پیچ ہے سنبھلکر مقابلہ کرنا یہ تو اس گفتگو میں تھا کہ
ادھر شہزادہ قورج بن بدیع مرکب اڑاکر سامنے بادشاہ کے آئے گھوڑے سے اتر کر پایۂ تخت کو بوسہ دیا پھر دست بستہ
اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت فرمایا شہزادہ بصد کر و فر میدان میں آکر بغیر اسکے کہے اکھاڑے میں
کودا کیونکہ دستور اسلامیان یہی ہے کہ حریف جسطرح عزم رزم کرے یہ بھی اسیطور سے لڑتے ہیں پس شہزادہ بھی بموجب بیت سید
در بیامد ز بادہ بزیر + چہ غرندہ ببر و چہ درندہ شیر + اسکو بھی بختیارک نے پکار کر کہا تھا کہ شہزادہ سے لپٹ ہی پڑا تا قادر رو

توانائے مطلق کی قدرت دیکھیے کہ اُسکے دلمین بھی خیال آیا یعنی بغیر سحر کیے فرزندان حمزہ سے لڑکر دیکھون کہ انمین کتنا زور ہے بس یہ اس خیال سے بغیر جادو کیے سرگرم تلاش ہوا **نظم**

گرفتند مر یکدگر را میان	بمانندہ پیل جنگی دمان
نہادہ سر اندر سر یکدگر	چو شیران جنگی گرفتہ کمر
زمین گشت جنبان و لرزان ہوا	شدہ مرگ بر جان اوشان گوا
چو شیرے کہ بر باید از جائے گاو	دیا شاہبازے برزم چکاو

ازبسکہ شہزادہ نبیرۂ حمزہ ہے اسنے بند صاحبقرانی باندھکر کچھ ہی دیر مین اسکو زمین پر چرخ دیکر مارا اور کود کر سینہ پہ سوار ہوا اُسنے دلسے اپنے کہا کہ مین ایسا صاحب زور اسکو جانتا تو مہلت سحر سے ندیتا خیر اب بھی کچھ نہین گیا ہے یہ سمجھکر لیا سحر پڑھا کہ شہزادہ بحس و حرکت ہوگیا یہ اٹھ بیٹھا اور شہزادے کو چت کرکے باندھ لیا بہادران ہر دو لشکر نے اسپر نفرین کی کہ بڑا نامرد و دغا شعار ہے مگر اُسنے کچھ خیال نکیا اور چونکہ اس کشتی مین وہ وقت آگیا تھا کہ پیر چرخ نے لپک کر گردن خورشید جہانتاب مغرب خم کی عروج شمس ہر غدار نہ دیکھ سکا **نظم**

پھر آئی شام فوج انجم کی لیکر	صفین اس نے جمائین آسمان پر
بقا شب کو نہ دن کو پائداری	اسی غم مین کٹی ہے عمر ساری

شام کے قریب طبل بازگشت بجوا کر ساحر مذکور پھر لشکر اسلام بھی مراجعت کرکے اپنی جگہ پر آیا بادشاہ داخل بارگاہ ہوے ادھر پہلوان ہمراہ لقا داخل بارگاہ ہوا ناہید پہلوان بھی حاضر تھا اُسنے زبان بہ تشنیع پہلوان دراز کی کہ تونے نام شجاعت خاک مین ملا دیا ساحر نے جواب دیا کہ اگر فرزند حمزہ پر سحر کیا تو کیا بیجا کیا کسلیے ساحری میرا پیشہ ہی ہے اور سحر نکیون تو آبائی پیشہ ان بان مین اتنا کیا کہ پہلے سحر نکیا بعد کو کیا ناہید نے کہا خیر جو کچھ تونے کیا اچھا کیا لیکن کل مین لڑونگا اور داد شجاعت دونگا یہ سنکر بختیار بولا کہ ابھی تم اس جنگ مین دخل ندو واسے کہا تو پھر مین گھر جاتا ہون میرا یہان رہنا بیکار ہے لقا نے جو اسکو رنجیدہ پایا اسی کے نام پر طبل جنگی بجوایا یہ خبر ہرکارون نے بتفصیل خدمت شاہ طبل مین آکر عرض کی یہان بھی ناہید کا انصاف درباب شجاعت سنکر شہزادہ ایرج نوجوان عرض پیرا ے خدمت شاہ عالیشان ہوے کہ آج میرے نام پر طبل جنگی بجے کہ کل ناہید سے سوا میرے اور کوئی نہ لڑے بادشاہ نے عرض انکی پذیرا فرمائی اور الفغین کے نام پر طبل سکندری نے صدادی بہادر پھر اپنی جگہ پر آکر درستی آلات حرب مین مصروف ہوے آجکی رات ناہید و مریخ سے مقابلہ تھا نقارہ حرب صدائے اقتلوا دیتا تھا بہادر شادی مرگ تھے اسلحہ کی چقاچاق ساز عشرت سمجھتے ہنس ہنسکر ہتھیار تن پر سجتے زحل ہندو نے فلک ناہید کے یار قدیم کا آج مزاج ساتوین آسمان پر تھا بہرام چرخ کو للکارنا چاہتا نہین معلوم کس گمان پر تھا اسطرف کو بھی مطیع ناہید تلوارین چرخ پر چڑھائے عقل ترک فلک کی چرخ مین لاتے تھے مختصر یہ کہ جانبین مین رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جب ناہید چرخ نے شاہ خاور کے جلال کو دیکھکر مقابلہ سے شرما کر منھ چھپایا اور آفتاب بسان ایرج مہر لقا میدان چرخ مین آیا **نظم**

عجب یہ پیر گردون رنگ لایا	اُجالا آسمان پہ خوب چھایا

ہوا مشرق سے پیدا مہر پر نور　　ہوئی تاریکی ظلمت کدہ دور

دم سحر مسجد کر پاس سے مع سرداران باحواس دبے ہراس امیر حق شناس درگاہ بادشاہ گردون اساس پر آئے اور جب حضور بسان مہر تابان افق شبستان سے لامع النور ہوئے بعد ادائے مجرا و سلام ہمراہ تخت سعادت بخت سمجھ کر جانب میدان روانہ ہوئے لشکر گرد ہا گروہ پہلے ہی جا چکا تھا ادھر سے فوج کوہیان لیکر ناہید آچکا تھا بادشاہ کے پہونچتے ہی عرصگاہ مین لقا بھی آیا دونون لشکرون نے پرا جمایا زمین دہلنے لگی بجلی تیغون کی چمکنے لگی ہوا شر بار ہوئی گھٹا سپرونکی فتنہ و فساد برسانے پر تیار ہوئی ہولنے علمونکے پرچم اڑائے دریاے فوج لہرائے شہنشاہ شجاعت کے ڈنکے بجگئے ضرب تیغ کے سکے پڑ گئے جب صفین ترتیب ہو چکین لشکر ونمین قرنا پھونکی جلاجل بجی کڑکا ہوا سوار جوانمرد ہزبر چنگال پیل مان توان تہمتن ناہید فولاد بدن اجازت اپنے خداوند سے لیکر میدان مین آیا اور کلمات رجز بصد غرور زبان پر لایا کہ اے فرقۂ اسلامیان آگاہ ہو کہ مین رستم سر زمین کوہستان ہون دیو بند و شیر گیر جوان ہون کہ بمقتضاے **ابیات**

زستی خرد شید چون شیر نر　　دیا موج دریاے پر شور و شر
ندارد کسے پاے با من بجنگ　　بدرم بچنگال چرم نہنگ
بسے رزم کردم بہر کارزار　　بسے مایہ در شد ز من خوار و زار
زکشتہ بسے دشت کردم چو کوہ　　بسے کوہ از زور من شد ستوہ
بسے زین تہی شد ز رزم بجنگ　　بسے سر کہ بدم بہ نیزے چو چنگ
کرا مرگ آید چہ پاے دگر　　بہ بند دپئے رزم جستن کمر

یہ نعرہ ہاے لاف و گزاف سنکر ایرج نامور بہر مصاف صف سے نکلے سردار تمام پا پیادہ ہوئے نقارے فیلی شتری بجے شاہزادہ بادشاہ سے خلعت رخصت پاکر مرکب اڑاکر طرفۃ العین مین سامنے حریف کے پہنچا اور وہ تکا ایسا مار رہی کہ گھوڑا اُسکا آٹھ سات قدم پیچھے ہٹکر ہٹگیا اور اُنکا مرکب ورمین اتنے ہی قدم پر معلق ٹھہرا انسنے مرکب کو رانو نمین سنکو مقابلہ آکر کیا کہا کہ اس جانور کے ہٹجانے پر مجکو مغرور نہ سمجھنا تمہارا گھوڑا طلسمی ہے مین لیتا مرکب بدلا دیا کہانسے لاؤن شہزادے نے فرمایا اے بیوقوف یہ لاف ہی تا کجا ہماری طاقت نے تجھے ہٹایا مرکب کی کہین کیا خطا ہے تو نہین جانتا مین کون ہون **نظم**

جہان را گرفتہ ہمی فر من　　بخورشید رفتہ سر پر من
سپہر روان بر سرم کرد ماہ　　گل مہر بر ترک من چون کلاہ
چہ داری برین گونہ لاف و گزاف　　ہنر باید از مرد جنگی نہ لاف
بگیر از کف من زخم شمشیر تیز　　بہ بینی کہ چون ست روز ستیز

یہ کہکر دونون مشغول نیزہ دری ہوئے تین سو ساٹھ طعن باہم رد و بدل ہوئی تحسین ایرج نے اپنا بند صاحبقرانی باندھکر نیزہ اسکے ہاتھ سے نکالا اسکو غضب طاری ہوا اور خبردار کہکر گرز لگایا **نظم**

بزد بر سپر گرز و برخاست گرد | رخ چہرۂ چرخ شد لاجورد
چو زد گرز بر تارک پہلوان | بخندید از و آن نبردہ جوان
پس از حرب او گرز زد بر سرش | کہ لرزید آن کوہ تن پیکرش
دوم گرز بگشاد چون زور دست | کمرگاہ اسپ تگاور شکست
بیفتاد آن از ستور سمند | زجا جست و بند کمر کرد بند

شہزادے کے گرز لگانیسے جب کمر اسکے مرکب کی ٹوٹی اُسنے کمر باندھکر تہیہ کشتی کیا شہزادہ بھی گھوڑے پر سے کودا اور دونون باہم لپٹے دو ژندہ پیل تھے کہ سر ٹکرانے لگے اس اثنا مین ایک بجلی چمکی کہ آنکھ سبکی خیرہ ہوئی اور ایک پنجہ اوپر سے گرا کہ دونونکو اٹھاکر جانب فلک لیگیا لشکر اسلام مین اور کوہستان مین غلغلہ ہوا کہ یہ کون انکو لیچلا اُسطرف سے عیار و شتر سوار خبر کو دوڑے ادھر سے شاپور عیار ایرج پنجہ کو ڈھونڈھتا اسیطرف کہ جدھر اسکو جاتے دیکھا تھا چلا یہان انکے جانے سے لشکرون مین طبل امان بجا فوجین پھر کر مقام آسایش گاہ پر آئین شاہان لشکر داخل بارگاہ ہوے لقا جب تخت پر بیٹھا گویا ہوا کہ یہ پنجہ جو انکو لیگیا ہے میرا دست قدرت تھا مینے ان دونونکو بہشت مین اپنے براے سیر اسلیے بھیجدیا ہے کہ ناہید لڑنے مین پہلوان کے دخل ندے یہ جبتک سیر کرے یہان ساحر ندکو مقابلہ کرے پہلوان نے یہ سنکر سجدہ کیا اور کہا تو مجھپر کرم نکرے تو اور کون کرے تو بیشک جاگتی جوت کا خداوند ہے اچھا آج میرے نام پر طبل جنگ بجے کل سبکا یہ بندہ تیرا خاتمہ کریگا آج رات کو مین سحر بھی ایسا تیار کرونگا کہ کوئی حربہ مجھپر اثر نکریگا یہانتک کہ حمزہ بھی اسم اعظم پڑھکر تیغ لگائیگا تو بھی کچھ نہوگا اور اب بندہ حقیر خداوند تلوار سے مقابلہ کریگا کشتی نہ لڑیگا لقا نے اُسکے کہنے سے حکم نواخت طبل جنگ دیا اور اُسوقت کہ جب پنجہ زرین مہر دست سپہر سے گم ہوا اور سیاہ پوش شب ڈھونڈھتے اسکو نکلا مشعل ماہ نے عالم کو منور کیا کہ ابیات

پھر آئی شام سر پہ فتنہ انگیز | پئے جنگ و جدل پھر تیغ تھی تیز
ہوئی جب شام سلگی مشعل شب | ہوئے پھر جنگ کے ساماں ہاں سب

سر شام طبل جنگ بجا ہرکارے خدمت شاہ اسلام مین آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض رسا سے حال ہوے یہان بھی بحکم شاہ عالی بارگاہ نقارۂ حربی گڑگڑایا آجکی رات عیارون نے جو ساحر کا یہ دعوی سنا کہ اُسنے اسم اعظم کو بے اثر کرنیکا ارادہ کیا ہے پس بہر عیاری قدم اٹھایا چالاک مع چند عیار دنکے روانہ ہوا کہ نام اُنکے وقت پر بیان ہونگے چنانچہ سر سنگ اُنمین سے صورت بدلکر بارگاہ لقا مین گیا وہان جب طبل بج چکا تھا پہلوان اٹھا تھا کہ مین سحر کرنے جاتا ہون بختیارک نے کہا تھا کہ تم آج ہوشیار رہنا عیار تمھاری فکر مین آئینگے اُسنے جواب دیا کہ ملک جی دیکھو تو مین کیا کرتا ہون یہ سنکر سر سنگ اُسکے ساتھ ہوا وہ جب اپنے خیمہ مین آیا سبکو مع خادم و ملازم وغیرہ کے رخصت کردیا سر سنگ بصورت خدمتگار تھا اُسنے چاہا کہ کھبلیہ مین ٹھہر جاؤن لیکن اسنے بروقت رخصت الا ترمان کہا کہ وہ صف خدمتگاران مین سر سنگ عیار کھڑا ہے اور میرے ساتھ بارگاہ خداوند سے آیا ہے تم جاؤ تو مین اُسکو پکڑون یہ کلمات سر سنگ نے جب سنے سمجھے تو سر ایک کے کھڑا ہی تھا سرک کر باہر خیمہ کے نکل آیا اور بھاگا کنارے لشکر کے چالاک اُسے سے ملا کہا اُسنے کہا خیر سمجھ لیا جائیگا یہ نکلا تو واقعہ کو

ہمراہ لیکر روانہ ہوا یہ دونون خدمتگار کیصورت بنکر جب خیمۂ پہلوان کے قریب پہونچے دیکھا تو وہان سناٹا تھا کیلیے کہ ساحر مذکور پہلے ہی وہان سے سب کو رخصت کر چکا تھا انھون نے موقع اندر جانیکا خوب پایا فوراً قنات سے لپٹکر داخل بارگاہ ہوے دیکھا کہ فتیلہ سوز شمعدان روشن ہین پلنگڑی پر پہلوان سو رہا ہی انھون نے چاہا کہ قریب جاکر بیہوش کرین لیکن انکو خود نیند آنے لگی سمجھے کہ یہ ساحر زبردست ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسنے سحر اپنی حفاظت کیلیے ایسا کیا ہی کہ جو کوئی یہان آئے بیہوش ہو جائے یہ سمجھکر چاہا کہ بھاگ جائین لیکن اتنا زور بھی اپنے مین نہ پایا جانا کہ ہم بیہوش ہوا چاہتے ہین پس یہ بھی بےنظیر عیار ہین اور تو کچھ نکر سکے مگر اتنا کیا کہ کمند کو اسطرح زیر فرش بچھایا کہ جیسے ہی کوئی فرش پر قدم رکھے پانؤنکی دھمک سے حلقہ ہاے کمند اچھلکر گردن و کمر مین پڑین اور اچھالکر گرا دین غرضکہ اسطرح کا جال بہر طائر روح ساحر لگا کر یہ دونون صیاد دانا بیہوش ہوگئے اُدھر لشکر دشمن مین سامان حرب ہو رہا ہی مگر قدرت خدا کا نیا تماشہ دیکھیے کہ وہ پنجہ جو ناہید و ایرج کو اٹھا لیگیا ہی وہ اس پہلوان ساحر کا شاگرد رشید ہی اور از بسکہ طلسم مین استاد کیوجہ سے کوئی اُسکا شاگرد ہوتا تھا اور نہ کچھ اسکو فروغ تھا اسلیے وہ کوہستان مین باہر طلسم کے آیا اور یہان اپنی بود و باش اختیار کرکے شاگرد بہم پہونچائے اور استاد مشہور ہوا چنانچہ صحرا مین ایک باغ بنا کر اکیلا رہتا ہی اور اس اطراف مین ایک جوگی ہی کہ بڑا استاد کامل ہر فن سحر مین سامری کو مقابل اپنے طفل مکتب جانتا ہی پس یہ خدمت جوگی مین اپنے استاد کی خبر سنکر گیا اور کہا مین استاد سے برخلاف ہوکر یہان آیا تھا اب وہ بھی آئے ہین شاید مجھ سے کچھ فساد کرین لہذا آپ میری حمایت فرمائین جوگی پاس چونکہ یہ مدت سے آیا کرتا تھا اسنے رحم کھا کر ایک تلوار بزور سحر اسکو بنا دی کہ جب تیرے استاد سے اور تجھسے سامنا ہو تو اس تلوار سے مقابلہ کرنا یہ شمشیر دو ٹکڑے کر دیگی اور کسی طرحکا حربہ اسپر تاثیر نکریگا اسلیے کہ جب اُسنے پہلوانی اختیار کی تھی تو بادشاہ طلسم سے کہکر جسم اپنا سحر بند کرا لیا تھا کہ کوئی حربہ مجھپر اثر نکرے فی الجملہ یہ ساحر کہ نام اُسکا جنگل جادو ہی وہ تیغہ لیکر اپنے باغ مین آیا اور چاہا کہ پہلے استاد کے دشمنونکو مارون اور استاد سے ملون اگر وہ کچھ نہ بولے اور باآشتی پیش آئے تو کچھ ضرورت فساد نہین اور جو برسر عناد دیکھون تو ناچاری ہی یہ سوچکر پنجہ بنکر ایرج وغیرہ کو لایا اور قاصد ہوا کہ پہلے انکو ہلاک کرون تو اوروں کو اسطرح لاکر قتل کرون جب دس بیس کو مارون تو سر انکے خدمت استاد مین لیجاؤن چنانچہ ان دونونکو لاکر پہلے صحرا مین اتارا شاپور عیار بھی پنجہ کے تجسس مین ذکر کیا گیا ہی کہ چلا تھا اُسنے بھی دور سے دیکھا کہ وہ پنجہ غلطاک مارکر ساحر بنا اُدھر ناہید و ایرج جب متنبہ ہوا کے صدمہ ٹلنے سے ہوشیار ہوے اور ساحر کو دیکھا ناہید نے للکارا کہ او بیحیا تو کون ہی جو ہم دونونکو لڑکے مین اٹھا لایا اُسنے کہا تم میرے استاد سے لڑتے ہو اور خداوندکا مقابلہ کرتے ہو مین تمھین قتل کرنے لایا ہون ناہید نے کہا مین خداوند کیطرف سے لڑنے آیا ہون اور اُنکے دشمن سے لڑ رہا تھا کہ اُٹھا لایا اب تو کہ خداوند تیرا کیا حال کرتے ہین کیونکہ وہ اپنی قدرت سے بعد میرے آنیکے تیرا حال دریافت فرمائینگے اور اُنسے کونسا حال ایسا ہی جو پوشیدہ ہی ساحر نے کہا خداوند مین یہ قدرت نہین وہ کیا حال میرا معلوم کرینگے کیونکہ وہ خود فرماتے ہین کہ مین مسلمانونکو پیدا کرکے بھول گیا ہون اور علاوہ اسکے عیار انکو آکر دق کرتے ہین انکا حال ذرا بھی وہ جانتے ہوتے تو پہلے ہی انتظام کرکے انکے رنج پہونچانیسے محفوظ رہتے پس ظاہر ہوا کہ علم غیب مطلق خداوند کو نہین ناہید یہ کلمات سنکر سوچا کہ جب پرستاران خداوند ہین ان تک کو بخوبی معلوم ہی کہ خداوند بالکل بیخبر ہی پس یہ خداوند سراسر جھوٹا اور دغا باز ہی ضرور ہی کہ قول اللہ و رسول و دین اہل اسلام سچ ہی اور وہ لوگ بہادر اور شجاع بلکہ بہمہ صفت موصوف ہین تجکو لازم ہی

کہ اسلام اختیار کرکے ثواب آخرت حاصل کرے یہ سوچکر براہ مکر اُس ساحر کو ڈانٹا کہ حرامزادے تو خداوند کو غافل و نکما بتاتا ہے دیکھ تو کہ تیرا کیا حال ہوتا ہے وہ ساحر ڈرا کہ ضرور یہ حال کوئی نہ کوئی خداوند سے کہیگا پس یہاں رہنا مشکل پڑیگا چنانچہ خائف ہوکر ناہید پر سے سحر اپنا دفع کرکے کہا میں آپکو پہلے دشمن خداوند سمجھا تھا اسوجہ سے ہاتھ اُٹھایا تھا آپ جانب لشکر تشریف لیجائیں اور میری خطا معاف فرمائیں خداوند سے میری شکایت نہ کیجیے گا مجھپر رحم فرمائیے گا ناہید جب سحر سے چھوٹا سمجھا کہ موقع پاکر مار ڈالے اسکو پس تیغ پر ہاتھ ڈالکر قریب گیا کہا او مادر بخطا میں تیری سزا تیرے کنار میں رکھتا ہوں کہ پھر کبھی بہادران عالم سے تو ایسا نہ کرے یہ کہکر اسکو سنبھلنے بھی نہ دیا اور وار شمشیر کا کیا تلوار جب اسپر پڑی اُسنے جلدی سے سحر پڑھا کہ اچٹ گئی ور ناچار ہوکر ناہید کو پھر اُسنے گرفتار کر لیا اور اب یہ کہ ایک قتل نکر سکا اسلیے کہ طرفدار خداوند اسکو سن چکا تھا سوچا کہ ان دونوں کو لیجاکر باغ میں قید رکھوں اور خداوند سے جاکر سب حال کہوں جیسا وہ فرمائیں ویسا کروں غرضکہ ان دونوں کو بزور سحر لیکر باغ میں آیا وہ باغ سرسبز و شاداب عمدہ و نایاب ہے چنانچہ بزور سحر ان دونوں کو چبوترہ باغ کے نیچے ڈالدیا اور آپ بیٹھکر شراب پینے لگا لیکن اتنے عرصہ میں شاہ بو۔ اُسکو دیکھ چکا تھا صورت بدل رہا تھا جب یہ باغ میں آیا وہ بھی ایک عورت قبول صورت کی ایسی شکل بنکر قریب باغ آیا اور درخت جو بیرون باغ دو ایک لگے تھے اُنکے نیچے بیٹھکر اس صدائے درد آلود سے رویا کہ دل سنگ آب ہوتا تھا ساحر مذکور وہ آواز غمگین سنکر در باغ پر برائے انکشاف کوائف آیا زیر درخت سرو حدیقہ محبوبی کو چشمہ چشم سے اشک بہاتے پایا ایسا حسن نور آگین بصد آرائش و تزئین نظر آیا کہ جسکے نظارہ نے دیوانہ بنایا ہزاروں ملک چین و ختن اُسکی زلف معنبر و مشک بیز پر نثار عارض پر بہار پر گلشن عالم تصدق ہر بار ناز و کرشمہ اُسکے دامن نگاہ سے توسل جو دلداری و بیوفائی کیخاطر بے مروت ہیں خود چمنستان جمال میں ہزاروں گل حسن و خوبی شگفتہ باغ جوانی و کامرانی پھلا پھولا واقعی ہر انداز میں وہ آفت جان یکتا کہ بموجب

نظم

طرحدار اور خوش اخلاق تھی وہ
پری وش سیمبر شمشاد قامت
بہ شکل صبح پیشانی تھی خندان

بلا شک شہرۂ آفاق تھی وہ
ترقی ماہتاب حسن کو تھی
چھری خنجر کٹاری تیر مژگان
وہ تھی یکتا مثال مہر افلاک

نہایت خوبرو وہ ماہ طلعت
مثال بدر روشن صورت اسکی
سراپا حسن کا عیبوں سے تھا پاک

ساحر مذکور اُسپر فریفتہ ہوکر قریب گیا اور نہایت منت سے مستفسر حال ہوا کہ اے مایۂ خوبی والے مہر آسمان محبوبی آپکو ایسے وادی سنسان میں آکر رونا اسطرح بیتاب ہوکر منہ اشکوں سے دھونا کیا سبب رکھتا ہے دل نازک کونسا رنج و تعب رکھتا ہے اس پوچھنے سے وہ ماہ تابان بسان سحاب بارندہ اشک حسرت زیادہ تر برسانے لگی اور زبان پر لائی کہ بیت حد سے افزوں ہے شوق دیدار + اظہار زبان سے ہے دشوار + ہم کیا میرا حال پوچھتے ہو فلک کی ستائی ہوں برباد ہوکر یہاں آئی ہوں عیاران لشکر اسلام نے شوہر کو میرے مارا گھر لوٹا میں ہوئی خانمان آوارہ جب دل گھبراتا ہے جنگل میں آکر روتی ہوں غم دل خالی کرکے پھر اسی جگہ جہاں شوہر قتل ہوا ہے جاکر پڑ رہتی ہوں ساحر نے یہ حال سنکر سمجھانا شروع کیا کہ اے نازنین یہ مرضی خداوند سامری کی اسیطرح تھی اب صبر کرو بشر ہر صورت سے مجبور ہے دنیا کا یہی دستور ہے اس کا غم

کہانتک کروگی رنج و الم کبتک سہوگی میرے ساتھ چلو اور اپنی جوانی کا مزا دیکھو اس صدمۂ جانکاہ کو دل سے بھلا دو مین عمر
بھر غلامی کرونگا اطاعت مین رہونگا خلاف مرضی کوئی بات ظہور مین نہ آئیگی طبیعت بڑا لطف اُٹھائیگی اس ماہ پیکر نے رو کر
کہا کہ مین کوئی خواہش نہین رکھتی ہون اکیلی رہتی ہون اسوجہ سے ڈرتی ہون اگر تم مجکو ہاتھ نہ لگاؤ تو تمھارے گھر چلون مین تمھارا
سب کام کرونگی لیکن جورو نہ بنونگی ساحر سمجھا کہ اسکو لیکر چلو تو پھر آپ ہی راضی ہوجاویگی یہ سوچکر گویا ہوا کہ اچھا چلو جو تمھارا جی
چاہے وہ گلفام بناز و انداز اُسکے ہمراہ باغ مین آئی دیکھا کہ اس باغ کے پھول ایسے خوشرنگ ہین جو بہار گلستان دہر کو
شرماتے ہین درختان سرکشید ہقد بالاے رعناے جانان کو ہمسر اپنا بتانے سے عار کرتے ہین ٹیڑھے ہوے جاتے ہین کہ **نظم**

چمن مین ہین کھلے ہر رنگ کے پھول
گئی مانی کو صنعت اپنی سب بھول
شجر بھی میوہ دار ایسے ہین نایاب
کف حسرت ملے ہر دیدۂ خواب
روان ہین آبشارین ہر روش پر
کہ جن مین موج زن ہے آب گوہر
کہین شاخون پہ ہے طوطی غزل خوان
چہکتے ہین کہین مرغ خوش الحان

چبوترہ جو نشستگاہ کا ہے اُسکے نیچے ایسے جو ناہید بچھے پڑے ہین بالاے چبوترہ مسند بچھی ہے شیشہ و ساغر دھرے ہین ساحر نے
اس لالہ فام کو مسند پر بٹھایا اور کہا تم رنجیدہ بہت ہو دو ایک جام مے پیو تا کہ طبیعت تمھاری درست ہو اس معشوقہ عیار نے
ہنسکر کہا کہ مردوے مین تیری گھات مین خوب سمجھتی ہون جانتا ہے کہ نشہ سے انسان بیہوش ہوگا جو مین چاہونگا کرونگا سو بچھیر یہ ہے
بندی ایسے فقرے بہت جانتی ہے ساحر نے یہ سنکر خود جام شراب سے بھر کر قسمین جمشید کی دیکر اُسکے منھ سے لگایا اسنے وہ جام
لیکر بظاہر تو پیا لیکن چالاکی سے گریبان مین اُنڈیلا پھر آپ ساغر بھر کر اسکو دیا ساحر بے اندیشہ انجام پی گیا اختلاط حالت نشہ مین
کرنے لگا کبھی زلف عنبر فام کو چھوتا وہ کہتی او موذی مجھے اپنی ایڑی چوٹی پر سے نثار کردون تو یہی قرار کرکے مجھے لایا ہے کبھی وہ اسکے
سینہ پر ہاتھ ڈالتا تو وہ کہتی کہ یہ سینہ حسن کا گنجینہ ہے خدا کی مار تجھپر تو کالا ناگ اس گنج مین بیٹھا چاہتا ہے کبھی وہ کھلاڑن
ایسی سسکی بھرتی کہ اسکی عقل بازی ہار جاتی بیچین ہوکر کہتا کہ بہت لیے ہین کتنے دل ایک ایک ناز پر توتے بغل مین بیٹھکے
انکا حساب بیتا جا غرضکہ اسی بیتابی مین وہ ساحر اس ماہ وش سے لپٹا اور چاہا کہ کام دل حاصل کرون اسنے بھی گلے مین ہاتھ
حایل کردیے اور کہا جانی ایک ساغر اور پی لے اُسنے جام بھر کر اس ساقی خوش ادا کو دیا اُسنے ہنسکر جام تو لیا مگر کہا کہ دور نگترے
اس باغ سے جلد توڑ لا کہ گزک اسکی ابکی مرتبہ بنائین بوسے مے ہنگام بوسہ بازی وصل مین نہ آلے اور شراب یادہ بجو دنہ بنا کے
مزے مزے کا سرور گٹھے شوق کسیطرح نہ گھٹے ساحر متوالا نشہ شہوت سے ہو رہا تھا ہرچند کہ جانا اسوقت ناگوار ہوا لیکن
اٹھکر نگترے توڑنے گیا ادھر اس جانان جان دشمن نے بیہوشی کا ساغر درست کیا وہ نگترے توڑ کر لایا بیٹھا ہی تھا کہ
اسنے جام منھ سے لگایا وہ جام پی گیا اور اس نازنین سے پھر لپٹنے لگا ابتو عیار پہلو سے اٹھی اور کہا موے تیرے منھ کو
جھلسا مین تیرے جل مین نہ آؤنگی آبرو اپنی نہ گنواؤنگی او صاحب نہ پیام نہ سلام نہ مین نے اُسکی کوئی آدمی کبھی دکھائی نہ
ہوے نہ پہلے سے آشنائی جتائی یکایک موڈی کاٹا مجھپر چڑھے بیٹھتا ہے درگور تیری صورت کو جھلسا یہ کہکر اٹھی اور
دو قدم چلی تھی کہ ساحر اٹھکر پیچھے دوڑا ہولے سر دجو منھ پر لگی بیہوش ہوگیا شاپور نے چاہا کہ خنجر سے سر اُسکا جدا کرے ایسے

جھوڑ یہ چبوترہ بجیس پڑا تھا گویا ہوا کہ اے بھائی کیا کہنا ماشاء اللہ تمھاری عیاری میں شک نہیں اس ساحر کو خنجر سے نہ قتل کرو کسلیے کہ ناہید نے اسپر تلوار ماری تھی تو اچٹ گئی تھی شاید بزور سحر یہ روئین تن بنا ہے شاپور نے یہ سنکر دو پتھر باغ سے تلاش کرکے لیے ایک پتھر زیر سر رکھا اور دوسرے سے سر اسکا کچل دیا بھیجا پاش پاش ہوگیا اُس ساحر کو جہنم میں بھیجا بیرون نے اُسکے غل مچائے آندھی سیاہ آئی جب وہ آفت برطرف ہوئی ناہید وایرج کے جسم میں طاقت آئی ناہید نے اٹھکر قدم پر ایرج کے سر اپنا رکھدیا اور کہتا تھا کہ دین آپکا سچا ہے میں نے اسلام اختیار کیا شہزادے نے سر اُسکا سینے سے لگایا اور کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا کلمہ پڑھکر وہ بہادر از سر صدق ایمان لایا پھر شہزادہ اپنے عیار کے گلے ملا اور اندر بارہ دری میں اُس باغ کی آیا جو کچھ سامان آرایش از راہ سحر اُسجگہ تھا وہ مرگ ساحر سے مٹگیا تھا اصلی باقی تھا شہزادے نے دیکھا کہ ایک صندوق گوشہ بارہ دری میں رکھا تھا اُسکو کھولا اسمیں ایک شمشیر آبدار رکھی تھی نیام مخملی اُسپر چڑھا تھا اسکو اٹھاکر جو کھینچا قبضہ کے قریب تلوار پر لکھا تھا کہ یہ تلوار صوت کا پیام پہلوان جادو کی اور اُسکے شاگردوں کی ہے جسکے پاس یہ تلوار ہوگی اُسپر سحر بھی پہلوان کا اثر نہ کریگا اور اسی تیغہ سے وہ دو ٹکڑے ہوگا اور کسی حربہ سے نہ مریگا یہ مضمون پڑھکر شہزادہ بہت خوش ہوا اور تیغ کمر سے باندھا پھر تینوں وہانسے روانہ ہوے یہ تو اس طرف سے آتے ہیں اور لشکر و ضیاءات میں تیاری حرب ہی ہو رہی تھی یہانتک کہ وہ وقت آیا یعنے عیار دہر نے ساحر شب کو معدوم کرکے تیغہ آفتاب جب الہ ترک فلک فرمایا کہ بموجب

نظم

برائے جنگ اٹھا پھر شاہ خاور — کمر سے تیغہ خطی لگاکر
ہوا شبدیز گردون پر جب اسوار — تو بھاگے سامنے سے نجم و سیارہ

امیر کشور گیر مسجد کرپاس سے پہلوانان باتوقیر در دولت شہنشاہ عالمگیر پر حاضر ہوئے اول سامان جلوس محل سے پیدا ہوا پھر شاہ کشورستان کا تخت ہویدا ہوا اسپ نے مجرا دتسلیم کی سواری جناب عالی کی جانب میدان مصاف چلی سپاہ کثیر پہلے ہی جا چکی تھی منچلوں کا تیکھا پن گلستان شجاعت میں معشوقوں کا نیا غصہ کرنیکا سجھ بن گھوڑوں کے موتگی و انداز اور نکا نیا انداز دیکھ کر کبک رفتار چال بھولا تھا بلغ جرات فی جلاوت پھلا پھولا تھا نقارہ دنکا بجنا نقیبوں کا خوش الحانی سے نقابت کرنا عنادل کا چمن تھورین نغمہ سنجی کرنا ظاہر تھا غرضکہ وہ سامان حد قیاس سے باہر تھا کہ بیت وہ لشکر تھا یا سیل بحر فنا + کہ دم بھر میں دریا ہے خون میں بہا + حاصل مرام دشت قتال میں پہونچکر تخت شاہی قلب میں لشکر کے قائم ہوا صف میمنہ و میسرہ وغیرہ کھنچیں بہادروں کا پرا جما سیدا انکو بیلداروں نے ہموار کیا سقون نے چھڑکاو سے گرد و غبار بٹھاکر آئینہ سا جنگل بنادیا دوسری جانب لشکر نقاب نے آکر صفوف حرب کو درست کیا مگر پہلوان لڑنے نہ آیا اسوجہ سے کہ اُسنے رات کو اپنی حفاظت کیلیے یہ سحر کردیا تھا کہ جو کوئی بارگاہ میں آئے بیہوش ہوجاے اور رات بھر بیہوش رہے صبح کو جو میں اٹھوں اسکو گرفتار کرلوں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چالاک و ابوالفتح وہاں جاکر بیہوش ہوے جب یہ صبح کو سوکر اٹھا دیکھا دو عیار سامنے پڑے ہیں خوش ہوکر گرفتار کرنے اٹھا مگر قریب نکے انھوں نے جو کمند لگا رکھی ہے وہ کمند اچھلکر گردن و کمر دست و پا میں الجھی اسنے جھٹکا دینیکا قصد جو کیا حلقے جھٹکا کھاکر کھچ ہوگئے یہ گرا اور ایسا گھبرایا کہ سحر بھی بھولا ادھر ان دونوں عیاروں کو ہوش آگیا اسلیے کہ اُسنے سحر بھی کیا تھا کہ جو آئے وہ رات بھر بیہوش رہے صبحکو ہوشیار ہوجاے کیونکہ صبح کو تو کچھ ضرورت حفاظت کی نہیں میں خود ہوشیار و بیدار ہونگا فی الجملہ عیار جو

ہوشیار ہوے ساحر کو کمند مین پھنسے دیکھکر ایسے گھبرائے کہ حباب بیہوشی مارکر اسکو بیہوش بھی نہ کیا یونہین گٹھڑی باندھکر سرانچہ بارگاہ بھاگ نکل کر بھاگے وہ ساحر گھبراہٹ مین سحر کرنا بھولا اور یہ بیہوش کرنا چنانچہ جب یہ لیکر بھاگے تو اُسنے چیخنا شروع کیا کہ اے افسران لشکر میرے دوڑو ارے واسطہ سامری کا مجکو چھڑاؤ ہاے مین پھنسا یارو میری جان گئی لوگو مجھے پکڑے لیے جاتے ہین کمبخت ملازم میرے کہان گئے خدمتگار حرامی مر گئے شاگرد میرے اڑ گئے اسوقت کیون نہین آتے یہ غلغلہ سنکر ملازم اُسکے دوڑے ہرچند کہ لشکر کمر باندھے عازم دشت نبرد تھا مگر جدھر سب دوڑے اسیطرف شاگرد بھی اُسکے چلے عیار سمجھے کہ سب نہ جا سکوگے اور گھر جاوگے یہ سمجھکر اسیطرح کمند مین لپٹا ہوا اسکو کاندھے سے زمین پر پٹک کر بھاگے ملازم جو پیچھے دوڑے آتے تھے وہ بھی عیارونکے تعاقب مین نہ گئے اپنے مالک کو اٹھایا عیار بھاگ کر دور نکل گئے اُسنے انکے پٹکنے سے چوٹ بہت کھائی لیکن فرط غضب سے اس چوٹکو خیال مین نہ لایا اور بارگاہ مین ملازمونسے کہا مجھے اٹھا لیچلو وہ اسکو بارگاہ مین لائے اُسنے کمند کے حلقے چھڑانا چاہے مگر جتنا انکو چھڑایا اتنا ہی وہ زیادہ الجھے اسوقت اسنے چاہا کہ سحر سے کمند جلادون لیکن میدان رزم مین جب عرصہ گذرا اور یہ نہ گیا تو بختیارک اُسکے خیمہ کیطرف بیخبر چلا راہ مین چالاک اپنے لشکر کیطرف جاتا تھا اسکو دیکھکر پکارا کہ ملک جی عشق اللہ ہے بختیارک نے ایک فقیر کو تہمد باندھے سیلی تاگے سے درست دیکھا پہچانا کہ چالاک ہے گویا ہوا کہ مرشد زادے تسلیم عرض کرتا ہون اسنے کہا کہ بچا کمند فقیر کی پہلوان پاس ہے خبردار رہنا بختیارک نے کہا آپکی امانت غلام حاضر کریگا یہ کہکر خیمہ پہلوان مین آیا وہ کمند جلایا چاہتا تھا کہ اُسنے اسکے حلقے کھولے اور کہا بڑا غضب ہوتا جو کمند جلجاتی مرشد زادے راہ مین ملے تھے تاکید کر گئے ہین مجھسے آکر لینگے یہ کہکر کمند لیکر چلا پہلوان کو اور زیادہ غصہ آیا اسلحہ آج سارے جسم پر لگاکر مرکب پر سوار ہوکر مع اپنے شاگردون کے بقصد کروفر میدان رزم مین آیا یہان تمام بہادر گھبرا رہے تھے کہ دن چڑھ آیا ہے اور کوئی لڑنیکو نہین نکلتا ہے کہ یہ آکر پہونچا اور اپنے خداوند سے اجازت لیکر وسط میدان مین پہونچکر نہیب زن ہوا کہ لے فرقہ اسلامیان تم مین سے جسکا جی چاہے وہ آئے میرے سامنے لشکر اسلام سے دست راستی اور دست چپی سردار یکے بعد دیگرے نکلنے لگے مگر جو اُسکے سامنے آیا اسنے تلوار کا وار کیا بہادرون نے تلوار اسکی رد کرکے شمشیر لگائی اسنے سر سامنے کر دیا تلوار سر پر پڑکر اچٹ گئی پھر اُسنے تیغ لگاکر زخمی کر دیا اور سحر پڑھکر گرفتار کر لیا کئی سردار زخمی ہوکر مقید ہو چکے تھے اور امیر لڑنے آیا چاہتے تھے کہ صحرا کیطرف سے بگولہ گرد کا اٹھا اور شاپور عیار دوڑتا ہوا آیا سب حیران ہوے کہ دیکھین یہ کیا پیام لایا ہے سب نے دیکھا کہ اسنے دو گھوڑے لشکر سے لیے اور سرداران ایرج سے ایسا کچھ کہا کہ وہ سب صحرا کیطرف چلے ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ جنگل کیجانب سے پھر گرد اڑی اور شہزادہ ایرج و ناہید کی سواری پیدا ہوئی کہ آگے آگے شہزادہ عالی وقار پس پشت تمام سردار آتے ہین کہ بمقتضاے

نظم

سپہر اندران رزمگہ خیرہ شد　　ز گرد سپہ چشمہا تیرہ شد

بلشکرگہ آمد دو شاہ جوان　　ہمہ برکف خود نہادہ روان

درفش درخشان بسر بر دپاے　　یکے پیکرش ببر و دیگر ہماے

ہوا شد ز گرد سپہ آبنوس　　ز نالیدن بوق و آواے کوس

توگفتی کہ دریا بجوش شدہ ہے	نہنگ اندرون خون خروشدہ ہے

انکی آمد دیکھکر امیر تامل پذیر رہے لڑنے نہ گئے اور ایرج نے قریب پہونچکر بادشاہ کو تسلیم کی اور مرکب اڑاکر سامنے پہلوان کے پہونچکر ہنگا دریاری گھوڑا اُسکا پس پا ہوا اُسنے رانومین مسلکر مرکب اُسکے روبرو بڑھایا مگر بختیارک نے لقا سے کہا کہ یا خداوند آپکے نواسے کے تیور آج بُرے نظر آتے ہین میرے نزدیک طبل امان بجوا دینا بہتر ہے ورنہ بھاگتے راستہ نہ ملیگا لقانے کہا اے شیطان تو جھک مارتا ہے میرا پہلوان سب پر قدرت ہے سبکو ماریگا یہ کہہ رہا تھا کہ وہان پہلوان نے شہزادہ پر تلوار لگائی شہزادے نے وار اُسکا خالی دیا اور وہی تیغہ جو باغ جنگل جادو سے پایا تھا کھینچکر علم کیا ساحر نے جو اسکی چمک دیکھی دل اُسکا ایسا خائف ہوا کہ سپر چہرے کی پناہ کرکے سحر پڑھنے لگا مگر سحر نے تاثیر کی نہ سپر آڑے آئی تلوار شہزادے کی سپر کو کاٹکر خود و بلغہ زرہ ٹوپ وغیرہ سے گذر کر کاسۂ سر مین در آئی اور سر سے سراسر کا چہرہ تراش کر صراحی گردن سے آب زندگی گراتی ہوئی صندوق سینہ سے متاع جان غارت کرکے شکم کے اوجھ جھوجھ کو کاٹکر خانۂ زین پر آئی مختصر یہ کہ تنگ مرکب سے نکلکر راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوکر گرے بختیارک یہ ضرب دیکھکر ہاتھی پر کھڑا ہو گیا اور لشکر اسلام سے پہلے اُسی نے تکبیر کہی شاگردان ساحر غلغلہ اپنے استاد کے مرنیکا سنکر سحر پڑھتے لیغا لیغا کہکر شہزادے پر آگرے آگ پتھر برسانے لگے ایک طرف سے لقا نے فوج کو للکارا اور دریاے لشکر امڈکر چلا اسطرف سے بادشاہ اسلام نے حملہ کا حکم دیا دو لشکر باہم ملگئے شمشیر زنی آغاز ہوئی ہوا کا مزاج مکدر ہوا روز سیاہ دشمنوں نے دیکھا لوہا برسنے لگا تلوار کی چمک سے دریاے آہن لہرین مارتا نظر آتا تھا اس لڑائی مین طرفہ ماجرا یہ ہوا کہ سردار جنکو پہلوان گرفتار کرچکا تھا مثل تورج و داراب وغیرہ کے وہ ایک خیمہ مین قید تھے پہلوان کے مرنے سے سحر انپر سے جاتا رہا وہ سب چھوٹ کر جو نکلے ہنگامہ کارزار گرم دیکھا جو لشکر کہ پڑاؤ پر تھا اس سے لڑنے لگے اور ایک آدھ دربان زندان کو مارکر اسلحہ لیکر آفت برپا کردی پڑاؤ پر سے لوگ بھاگے سردار عقب مین انکے چلے اور لشکر کفار کی پشت پر آکر شمشیر زنی آغاز کی اور زیادہ لشکر لقا مین کھلبلی پڑگئی اسیطرح یاور ہوا کہ لشکر ناہید جو ہمراہ لقا لڑنے آیا تھا اُسنے جو اپنے افسر و مالک کو شریک مسلمانان دیکھا سمجھا کہ مالک ہمارا لقا سے لڑنا چاہتا ہے پس وہ سب لشکر بھی فوج خداوند سے لڑنے لگا اب تو چار طرف سے لشکر لقا گھر گیا اور یہ حال ہوا کہ ابیات

گروہے بکندہ درون پر زخون	دگر سر بریدہ فگندہ نگون
ہمہ دشت مغز و جگر بود و دل	ہمہ نعل اسپان ز خون پر ز گل
ز افگندہ گیتی بر آن گونہ گشت	کہ کرگس نیارست بر سر گذشت
ز باد و ز خورشید و شمشیر تیز	نہ آرام دیدہ نہ راہ گریز
ز زخم تبر زین و گوپال و تیغ	ز دریا بر آمد یکے سرخ میغ

ایرج پر بسبب تلوار نذکور کے سحر اثر نہ کرتا تھا شہزادہ صف لشکر ساحران مین در آیا تھا ایک طرف سے امیر کشورگیر نے اسم اعظم پڑھکر اثر ساحری مٹایا تھا دم بھر مین لاشونکا انبار کردیا کاخ ہستی ساحران مسمار کردیا جنگل کشتون سے بھر گیا ملک الموت کام اپنا کرگیا خلاصہ یہ کہ ایرج صف لشکر درہم و برہم کرکے قریب فیل جسپر تخت لقا تھا پہونچا اور مرکب بنارانومین مسلا

چار طرف سے تیغ و نیزہ شہزادہ پہ پڑنے لگا مگر مرکب بان کی گرمی پاکر اڑا اور ہاتھی کی مستک پر پہونچا دونون ٹاپین لگی ہودج لقا پر رکھین علمدار جو علم کو جلوہ دے رہا تھا اُسنے تلوار ماری اور فیلبان نے آنکس لی را شہزادہ نے بائین ہاتھ سے اوجھڑ سپر کی فیلبان کو ماری کہ وہ تو ہاتھی کے نیچے گرا اور علمدار کی تلوار اپنی تلوار پر گانٹھ کر اپنا وار کیا تیغہ خون چکان اس زور سے مارا کہ مع علم و علمدار کٹکر تیغہ ہودج پر آیا اور اسکو کاٹکر ہاتھی کے بھسونڈے پر ٹھہرا لقا تلوار پکڑے کھڑا ڈانٹتا تھا کہ اے نبیرہ قدرت کیا کرتا ہے او بندہ بے ادب خبردار قدرت سے گستاخی نہ کرنا نہیں تو قدرت سنگ سیاہ کر دیگی شہزادے نے بعد قتل علمدار نعرہ اللہ اکبر بلند کر کے تیغ علم کی اور فرمایا کہ اے مشرک خدا کے گذارم کہ از دست من جان بسلامت بری چاہتا تھا کہ ہاتھ مارے بختیارک نے کمر پکڑ کر لقا کو کھینچا اور ہاتھی کے نیچے گرا کر آپ بھی کودا لقا پکارا کہ اے شیطان سُرّی قدرت مین چوٹ بہت آئی شیطان نے کہا کہ تاپائے داری بگریز آخر اسی چوٹ مین جسطرح بنا اُٹھکر بھاگا شہزادہ بھی فیل پر سے مرکب اڑا کر زمین پر آیا اور تعاقب مین چلا لیکن کوہی اور تمام افسران لشکر لقا نے مرنا گوارہ کیا اپنے خداوند پر ٹوٹ پڑے سد راہ لشکر اسلام ہوئے شہزادہ نے آکر کمیدان کو مار کر پلٹن کو بھگا دیا رسالہ بیچ مین آگیا تلوار گھمسان کی چلنے لگی وہ رن پڑا کہ کبھی ترک فلک نے دیدہ مریخ سے بھی یہ ہنگامہ نہ دیکھا ہوگا آخر لشکر لقا تاب جنگ نہ لایا علم فوج سرنگون تو ہو چکا تھا افسر قتل ہوے تھے سپاہ بے سردار کے پاؤن اُٹھ گئے اہل اسلام تلوارین مارتے غازیان دیندار خون چہرہ پر ملے ہیبت ناک صورتین بنائے پیچھے چلے جو گرفتار ہوا بغیر کلمہ پڑھائے امان نہ دی خون کا دریا بہا دیا زیر تیغ رکھ لیا ڈیرا لوٹ کر آگ خیام کفار مین لگا دی لقا بھاگ کر داخل قلعہ عقیق کوہ ہوا ہزارہا کافر واصل جہنم ہوے اور قلعہ بند کر کے توپ لڑا دی مجاہدین رکے کہ اب دشمن محصور ہوا اگر چند روز مین جمعیت بہم پہونچا کر پھر باہر نکلا اور لڑا تو خیر ورنہ قلعہ پر حملہ کرینگے اور اس گھروندے کو ٹاپون مین گھوڑون کی اڑا دینگے لشکر مین طبل آسایش پہ چوب پڑی سب پھر کر داخل خیام ہوے مال غنیمت تقسیم ہوا اپنے یہانکے کشتون کو گنج شہیدان کرایا اسطرف ساحر نالان و گریان لاشہ پہلوان کا اٹھا کر جانب طلسم گئے لشکر اسلام مین جشن آغاز ہوا سب قید شدہ سردار بھی آکر ملے لشکر ناہید بھی شریک ہوا بادشاہ نے ناہید کو ملک و مال اُسکا معاف فرمایا خلعت دیا سرداران ایرج مین داخل ہو کر دست چپ مین بیٹھا یہان تو یہ سامان ہی لیکن لقا جو بھاگ کر قلعہ مین گیا ایک شبانہ روز تو چوٹ کی وجہ سے دربار مین نہ بیٹھا دوسرے روز یہ کہتا ہوا باغ مینا سے برآمد ہوا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی جو ایسے بندے سرکش اور زبردست مین نے پیدا کر دیے کیا بری تقدیر میرے قلم قدرت نے لکھدی آخر جب تخت پر بیٹھا سب اہل دربار افسران بقیۂ لشکر حاضر ہوے ہر ایک نے سجدہ کیا اور اپنی اپنی جگہ بیٹھے دور شراب آغاز ہوا اس اثنا مین گلگون عیار آیا جسکا ذکر اول بیان ہوا ہے کہ بہار کو پکڑ لایا تھا چنانچہ اس زمانہ سے یہ اپنے ملک مین گیا تھا اب پھر آیا بختیارک نے اسکو دیکھ کر پوچھا کہ کیسے کہان تھے اُسنے کہا گھر گیا تھا بختیارک نے کہا جیسے گھر مین رہے ویسے یہان رہے کچھ ہو سکے تو یہان رہنے کا مزا ہے کل کی لڑائی مین قدرت کے بہت چوٹ لگی اگر مین کفیل حال نہ ہوتا تو فیل پر سے اتر نہ سکتے نواسا قدرت کا قتل کر چکا تھا کیون نہ ہو جیسے خداوند زورآور ہین ویسی ہی بیٹی زور رکھتی ہوگی پھر اسی کے پیٹ سے نواسا ہوا ہے وہ تو خداوند کے باپ کو پاتا تو مارتا یہ کہکر سارا واقعہ جنگ اسکو سنایا عیار گلگون

نے کہا کہ مین جاتا ہون اور ایرج کو پکڑ کر لاتا ہون یہ کہکر اپنے خیمہ مین آیا اور ایک گھسیارے کو لشکر کے بلا کر بیہوش کر کے ایرج کی ایسی صورت بنایا پھر ایک اپنے شاگرد کو طلب کر کے حکم دیا کہ تو میری ایسی صورت بنجا شاگرد بموجب حکم اسکی ایسی صورت بنا اس تدبیر نے اتنا عرصہ کیا کہ عیار روزگار نے بھی صورت اپنی تبدیل کی یعنی رومی سے زنگی کا بھیس بدلا سیاہی شب کو منھ پر ملا کہ بمقتضاے نظم

نظم

کہ رفتہ رفتہ دن بڑھکر ہوا کم
ہوا سامان تاریکی فراہم
سیاہی دیکھکر گیسوے شب کی
دلون نے خلق کی راحت طلب کی

شام ہوتے ہی قنطورے اور پیتادے سے آراستہ ہوکر پشتارہ گھسیارے کا باندھکر شاگرد کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور قریب لشکر اسلام جو صحرا ہی وہان ایک غار مین پشتارہ گھسیارے کا رکھکر آگے بڑھا اور شاگرد کو کنارہ لشکر اسلام کے ٹھہرا کر کچھ فریب تعلیم کر کے آپ آگے چلا اور ایک جگہ ٹھہر کر صورت مانند شکل خدمتگاران اہل اسلام بنائی چکن جھنی بنی پاک کمر سے لگایا پیشانی پہ گھٹا سجدہ کا بنایا شرعی ڈاڑھی درست کر کے داخل لشکر اسلام ہوا اور سیر بازار دلی کرتا ہر ایک سردار کی بارگاہ کو دیکھتا قریب بارگاہ ایرج پہونچا اور خدمتگارونمین ملکر ٹھہر رہا جب شہزادۂ مذکور دربار سے آکر استراحت فرمائے بارگاہ ہوا خدمتگاری کرنیکے لیے بلائے گئے عیار مسطور بھی انمین شریک ہوکر اندر آیا مگر شاپور عیار شہزادے نے ہر ایک خدمتگار کو بنظر فراست دیکھا اس عیار کو نیا آدمی دیکھکر چاہا کہ گرفتار کرلے مگر وہ بھی نظر اسکی پہچان گیا اور سراچہ فراکر بھاگا لیکن کہتا گیا کہ خبردار رہنا مین گلگون عیار ہون آج ایرج کو پکڑ کر لیجاؤنگا یہ کہکر چلا گیا یہان انتظام ہونے لگا شاپور دربارگاہ مین پھرنے لگا شہزادہ بھی باوجود انہمہ ہوشیاری پلنگ پر آرام فرما تو ہوا مگر جاگتا رہا کتاب تواریخ لیٹے لیٹے دیکھنے لگا ادھر گلگون جو دعوی کر کے گیا تو لشکر اسلام سے باہر نکلا صورت بدلنے فکر مین پھرنے لگا اتفاقاً ایک فراش ملازم ایرج کسی کام کو بیرون لشکر گیا تھا پھرا ہوا اپنی نوکری پر آتا تھا اُسنے اسکو روکا پہلے تو بہت جھک کر سلام کیا پھر کہا کہ میرے ساتھ ذرا ادھر آئیے دیکھیے تو یہان کیا نقشہ ہے فراش یکایک اُسکے کہنے پر حیران ہوکے اسیطرف آیا جہان اُسنے بتایا وہ مقام گوشے کا تھا اُسنے وہان آکر حباب اُسکے منھ پر مار کر بیہوش کردیا اور اُسکا پیرہن لیکر فتیلہ عیاری جلا کر آئینہ سامنے رکھکر اُسکی ایسی صورت بنکر لباس اُسکا پہنکر چلا فراش کو وہین چھوڑا اور دربارگاہ پہ آیا شاپور نے پوچھا کہ میان درگاہی کہان گئے تھے اُسنے کہا کہ غلام لشکر مین کچھ سودا لینے گیا تھا یہان غلغلہ ستائی دیا دوڑا کچھ لیا بھی نہین شاپور سمجھا کہ سچ کہتا ہے یہ سمجھ کر چپ ہو رہا اور یہ اندر بارگاہ کے شمعونکے گل لینے اور روشنی تیز کرنے کو آیا یہان دیکھا تو شہزادہ بھی بیدار ہے سمجھا کہ یہ لوگ بڑے ہوشیار ہین نہ پھنسین گے یہ سوچکر شمعونپر بیہوشی ڈالنے لگا فرش کا جھول مٹانیکا حیلہ کر کے خاک بیہوشی سب طرف پھیلادی سرہانے شاہزادے کے آکر سیج بند باندھنے لگا اور تکیونمین بیہوشی کا عطر جو ہاتھ مین بھرا تھا قابو پاکر لگانے لگا شہزادہ کچھ اسکی حرکتین دیکھکر متحیر ہوا اور بنظر غور جو دیکھا کچھ شبہہ کر کے سمجھا کہ اسکو گرفتار کرالو اگر فراش ہوگا رہا کردینا ورنہ مار ڈالنا یہ سمجھکر پکارا کہ لینا اسکو عیار سمجھا کہ یہ مجھے پہچان گیا یہ سمجھکر وہین سے غلطاں ہاری اور صحن بارگاہ مین آکر سراچہ فراکر بھاگا یہان شہزادے کے لینا کہنے سے شاپور اٹھکر دوڑا اور شہزادہ خود

اٹھکر دوڑا اور پکارا کہ اے شاپور سرا لُجہ عیار پھاند گیا ہی ادھر نہ آؤ اُسیطرف گھیرو شاپور اُسی جانب دوڑا اور بارگاہ مین دھوان اور غبار بیہوشی پھیلا ہوا تھا شہزادہ مع خدمتگارونکے بیہوش ہوگیا اور بسبب غلغلے کے جو دوڑا وہ خیمہ کے باہر ہی دوڑا اور عقب عیار چلا شہزادہ بیہوش پڑا رہا ادھر شاپور جو پیچھے دوڑا گلگون جست وخیز کرتا ہوا کنارے لشکر کے اسکو لایا وہان شاگرد کو اپنے صورت اپنی بناکر ٹھہرا آیا تھا اور یہی کہہ آیا تھا کہ جب میرے تعاقب مین کوئی آئے تو میرا نعرہ کرکے تو لڑنے لگنا شاگرد نے یہی کیا کہ استاد کو آتے دیکھکر آگے بڑھا آیا استاد تو نکل گیا اور اُسنے نعرہ کیا کہ باش او ناعیار کہان آتا ہی کیا مین تجھ سے کچھ پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہکر تیغ کھینچکر لڑنے لگا شاپور اور وہ دونون مصروف جنگ ہوے اور گلگون نے مہلت پائی فوراً صورت اپنی مثل صورت شاپور بنائی اور پھر داخل لشکر ہوا جسنے دیکھا جانا کہ عیار نکلگیا یہ پھر آیا ہی غرضکہ کوئی مزاحم نہوا اور یہ بارگاہ شہزادہ موصوف مین آیا دیکھا تو یہان شہزادہ مع خدمتگاران بیہوش ہی اسنے خوش ہوکر چادر عیاری بچھائی اور ساتون حلقون سے کمند کے گولا مارکر کے پشتارہ کاندھے پر رکھا اور سرا لُجہ چاک کرکے نکلا نصف راہ لشکر کی طے کی ہوگی کہ ادھر شاپور کو شاگرد سے اُسکے لڑنے مین خیال آیا کہ ایسا نہو وہ عیار کسی کو اپنی صورت بناکر مجھے بھڑا گیا ہوا ور آپ جاکر کام کرتا ہو یہ سمجھکر سامنے سے اُسکے بھاگا اور بارگاہ شہزادہ کیطرف چلا راہ مین گلگون کو پشتارہ بدوش جاتے دیکھا کہ میری صورت بنا ہوا کوئی پشتارہ لیے جاتا ہی اسنے پہچانکر للکارا وہ بھاگا اور یہ پیچھے چلا یہانتک کہ لشکر سے نکلکر وہ جنگل مین آیا کہ اسنے پہچان لیا اور تیغ کھینچا آپسمین دونون گتھ گئے لڑتے لڑتے وہ پیچھے ہٹا اور یہ اسکو دباتا چلا یہانتک کہ وہ اسی غار پر آیا جہان گھسیارہ کو بشکل ایرج بناکر پشتارہ مین باندھکر رکھ آیا تھا غرضکہ جب غار پر آیا اس غار مین کود گیا اور پشتارہ شہزادہ کا وہین رکھا پشتارہ گھسیارہ کا کندھے پر لادکر ٹھہرا تھا کہ شاپور نے چاہا مین غار مین پھاند جاؤن اُسنے کمند کے حلقے لگائے شاپور سمجھا کہ تم پھاندے اور پھنسے لازم ہی کہ اسکو راستہ دو تاکہ نکل آئے یہ سمجھکر پیچھے ہٹ گیا اُسنے اُسکے ہٹنے سے جست کی اور سر غار پر آیا شاپور نے پھر جاکر گھیر لیا اُسنے دو ایک حملہ روکے آخر پشتارہ دوش سے اتار کر رکھدیا اور لڑنے لگا شاپور نے اسکو ایسی جھکائی دی کہ وہ تو ادھر گیا جدھر شاپور تھا اور شاپور جانب پشتارہ ہوگیا اور جلدی سے اپنا شہزادہ سمجھکر پشتارہ اٹھاکر لایا اُسنے تلوارین مارنا شروع کین مگر شاپور نے پشتارہ چھوڑا اور سمجھا کہ پشتارہ پر ایسا نہو کچھ اور آفت آجائے کوئی اُسکا شاگرد آکر دست انداز ہو اس سے بہتر ہی کہ لڑنا موقوف کرکے اپنا راستہ لو یہ سوچکر جانب لشکر اسلام بھاگا اُسنے بھی طرح دی یہ تو نکلگیا اور وہ غار سے پشتارہ ایرج کو لیکر روانہ ہوا اور بعجلت تمام اپنے لشکر مین پہونچا رات زیادہ ہوگئی تھی حاجبان قلعہ اُسکے منتظر تھے انھون نے بعد دریافت حالات شناخت کرکے دروازہ کھولا یہ داخل قلعہ ہوا القا باغ مینا مین آرام پذیر تھا نا جار یہ اپنے خیمہ مین شہزادے کو لایا اور اسوقت تک بحفاظت تمام رکھا کہ کاہ کشن دہرنے گیاہ کہکشان کو صحرائے فلک سے آفتاب کا گھر پالیکر جھیلا اور گلیم شب مین لپیٹ کر گٹھری باندھی کہ بموجب نظم

کہ جب اٹھا زمین سے سایۂ شب
پچھے ڈستے ہوئے ظاہر ہر اک سو
نظر آیا اجال صبح مطلب
اڑے طائر گھر سے صحرا مین آہو

ہنگام سحر لقا دارالامارۃ قلعہ مین آکر تخت نشین ہوا سب سردار اور مطیع اُسکے حاضر ہوکر اپنی اپنی جگہ پر قیام پذیر ہوئے اُسوقت گلگون نے قید آہن ہزار من کی جسم انور ایرج نامور کو پہنا کر دربار کاراستہ لیا شہزادہ کو بھی عراوے پر ڈالکر ہمراہ لایا جب شہزادہ سامنے اس مرتد یعنی لقا کے پہونچا بطور خداپرستان پکارا کہ سلام ہے اس مجلس مین خداے لاشریک کے ماننے والے پر ہو لقا اس نہیب کو سنکر کڑکڑایا کہ او بندہ بے ادب نواسۂ قدرت سجدہ کر ما بدولت کو شہزادے نے فرمایا کہ مین تجھپر اور تیرے سجدہ کرنیوالون پر لعنت کرتا ہون او مشرک خدانا چار ہون کہ اسوقت دسترس ہے انہین ورنہ زبان تیری گدی سے کھینچ لیتا اُسنے ان کلمات کو سنکر حکم قتل شہزادہ دیا بلکہ بخوف اُسکے کہ کوئی عیار اُسکو چھڑا لیجائے ایک سردار سے کہا کہ تو اٹھکر سر کاٹ لے جلاد کے بلانے مین عرصہ ہوگا وہ سردار تلوار لیکر اٹھا اور شہزادے کو یقین اپنی مرگ کا ہوا پس درگاہ احکم الحاکمین مین رجوع قلب سے پکارا کہ

نظم

مجھے امید کب ہے بخت بد سے
کہ فرصت پاؤن اس بغض و حسد سے
ہزاران شکر احسان خداوند
کہ وہ کرتا ہے غمگینون کو خرسند
عجب کیا ہے کہ چھوٹون اس بلا سے
مجھے امید رحمت ہے خدا سے
الٰہی دل کو میرے شاد کردے
مجھے اس قید سے آزاد کردے

تیر دعا نشانۂ اجابت پر بیٹھا یعنی ہرکارے دوڑے ہوئے آکر مجرا گاہ پر ٹھہرے اور کافر نے کافر کو بد دعا دیکر عرض کی کہ شمر الجواد کو بھی حاکم قلعۂ سیاہ کوہ چالیس ہزار کو ہیون سے بہر امداد خداوند آیا ہے یہ خبر سنکر لقا نے حکم دیا کہ ابھی قتل مجرم موقوف رکھو اور بختیارک کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائے شہزادہ اسیطرح مقید بطوق و سلاسل سامنے حاضر رہا اور بختیارک مع چند سردار کے پیشوائی کو چلا یہان تو یہ ماجرا گذرا اگر شاپور جو پشتارہ گھسیارے کا ایرج کا پشتارہ سمجھکر لیگیا تھا اُسنے بارگاہ مین لاکر اسکو کھولا اور گھسیارے کو ہوشیار کیا گھسیارے کو گلگون نے بلاکر بیہوش کرکے ایرج بنایا تھا پھر حال تو بیان اس سے کیا نہ تھا جو وہ اپنے تئین شہزادہ بتاتا اُسوقت آنکھ کھلتے ہی اپنے چارطرف کچھ ڈھونڈھنے لگا شاپور نے پوچھا کہ کیا ڈھونڈھتے ہو اُسنے کہا گھستیان میری کمر مین کھرپا رکھا تھا اسکو ڈھونڈھتا ہون آپنے پایا ہو تو بتا دیجیے شاپور نے ان باتون سے جانا کہ یہ گھسیارہ ہے بہت نادم ہوا کہ تو نے سخت دھوکا کھایا اب شہزادے کو چلکر چھڑا یہ سوچکر گھسیارہ کو نکالدیا اور آپ پھر روانہ ہوا از بسکہ رات کو در قلعہ بند تھا اسنے ہزارون تدبیرین کین مگر اندر نجا سکا ٹھہرا رہا جب صبح کو دروازہ کھلا اور بختیارک پیشوائی کو نکلا یہ بھی اُسکے ساتھ چلا اُسنے جاکر شمر الجواد سے ملاقات کی لشکر اُسکا ہمراہ لیکر داخل قلعہ ہوا شاپور بھی صورت بدلے اُسیکے ہمراہ لشکر مین ملکر قلعہ مین آیا لشکر اُسکا ایک مقام پر اترا فوج کی چھاونی کے قریب خیمے استادہ ہوگئے اور شمر الجواد سامنے خداوند کے آیا شاپور بھی خدمتگار دین ملکر ساتھ آیا یہان اپنے سے شہزادے کو مطوق و مسلسل بیٹھے دیکھا فکر رہائی کرنے لگا اور شمر الجواد نے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی دنگل پر بیٹھا دوست شہزادے کو اُسنے بھی دیکھا خداوند سے پوچھا کہ یہ کون خاطی ہے لقا کچھ کہنے نپایا تھا کہ ملک بختیارک بولا کہ انکا حال مجھ سے سنیے یہ نواسے خداوند کے اور پروتے حمزہ کے ہین انکی بیٹی کو پوتا حمزہ کا نکال لیگیا تھا اُنسے یہ بچہ پیدا ہوا ہے

جو خداوند کیا اگر خداوند کے باپ کو پائے تو مارے یہ کہکر سب چال لڑائی کا تا گرفتار ہو آنے شہزادے کے بیان کیا شرانجوار جب یا جو اسن چکا دلسے سوچا کہ یہ کیسا آخر خداوند ہی جو اپنا حفظ ناموس نہ کرسکا بیٹی کو قبضۂ دشمنان مین جانے دیا اور اب اپنے چھوٹے سے سجدہ نہین کراسکتا یہ سمجھکر دلمین اُسکے خداوند کیطرف سے فتور آیا مگر ایرج کیطرف مخاطب ہوکر گویا ہوا کہ اے نواسۂ قدرت ایک تو خداوند سارے عالم کے خداوند دوسرے تیرے نانا ہین تو اُنکو سجدہ کیون نہین کرتا یہ سنکر ایرج نے جواب دیا کہ اگر یہ سارے عالم کے خدا ہین تو کوئی ایسا پہلوان پیدا کرین کہ مجکو زیر کرے جب یہ ہوئیگا تو انکو سجدہ کرونگا شرانجوار نے کہا شرط معقول ہی اور قول تیرا درست ہی مجکو یہ امر بدل قبول ہی اچھا اگر مین تجکو زیر کرون تو اپنی شرط سے بازگشت نکرنا شہزادے نے فرمایا کہ استغفر اللہ قول مردان جان دارد دیگر صورت میرے تجپر غالب آنیکے تجھے بھی دین اسلام قبول کرنا ہوگا اسنے کہا مجھے منظور ہی یہ شرطین ہوتے سنکر بختیارک بولا کہ اے شرانجوار تم اسبارے مین نہ بولو کیا تم مسلمان ہونے آئے ہو اُسنے کہا ملک جی تم دیکھو تو مین ابھی اسکو زیر کیے لیتا ہون بختیارک ٹھکر ناچنے لگا کہ گویا ہم تکو استقبال کرکے اسلیے لائے تھے کہ تم ہمارے ہی دشمن بنوگے اسے کوہی کیون دیوانہ ہوا ہی انسے لڑکر کوئی بھی غالب ہوا ہی اسنے کہا تو جھک مارتا ہی اور اٹھا کہ قید شہزادہ دور کرون شہزادے نے فرمایا کہ ہولوگ البتہ زنجیر تول ہین جبتک نام قید کا تھا قید تھے اب جو وقت رہائی آیا ہی تو کچھ تیری رہا کرنیکی ضرورت نہین ہی یہ کہکر خانۂ زور مین آکر چیخ مارا اور اس قید گران کو بسان رشتۂ خام توڑ کر الگ پھینکا شرانجوار یہ حال دیکھ کر وجد کر گیا اور ننگل سے کود کر مقابل شہزادہ ہوا شہزادے نے ہاتھ سے ہاتھ ملایا اُسنے پیچ باندھا انھون نے توڑ کیا ازبسکہ بارگاہ مین جگہ کم تھی شہزادہ دیر تک لڑنا مناسب نسمجھا ایک مقام پر اسکو پکڑ لایا اور توڑہ کمربند مین ہاتھ ڈالکر اسکے پہلے ہی زور مین اٹھا کر سر سے بلند کیا اور چاہا کہ زمین پر مارے اُسنے پکار کر کہا کہ اے شہریار امان دیجیے اور شرط اپنی یاد کیجیے شہزادے نے زمین پر اتار دیا اُسنے قدم پر سر رکھا شہزادہ اُسکا سر سینے سے نہ لگانے پایا تھا کہ لقا نے اپنے سردارونکو للکارا کہ لینا ان بندگان مغضوب کو سردار لینا لینا کہا اُٹھے شرانجوار تو مسلح وکمل تھا سنبھلکر حملہ آور ہوا اور شہزادہ ایرج نے جھپٹکر ایک سردار لقا کو دے مارا تلوار اسکی چھین کر نعرہ رعد آسا بلند کیا اور قتل وقمع کا ہنگامہ بلند ہوا شاپور رتے جو یہ ہنگامہ دیکھا دار الامارہ سے نکلکر بھاگا اور پہلے لشکر شرانجوار مین آکر پکارا کہ ملے افسران لشکر مالک تمھارا بارگاہ لقا مین لڑ رہا ہی جلد جاؤ ورنہ قتل ہوجائیگا یہ خبر سنکر لشکر جلد جلد تیار ہوا ادھر لشکریان لقا وسلیمان سے بختیارک نے کہلا بھیجا اُدھر بھی کمربندی ہوئی اور یہ دونون لشکر دار الامارہ سے چلے تھے کہ راہ مین سامنا ہوگیا شمشیر صاعقہ خصال کھچی اور باہم جدال آغاز ہوئی قلعہ مین ہلچل پڑگئی دروازے دکانونکے بند ہوگئے اور دوکاندار دکانین چھوڑ بھاگے گلیان لاشون سے پٹنے لگین خون کی نالیان بہنے لگین اس ہنگامہ مین شرانجوار و ایرج بھی لڑتے ہوئے دار الامارہ سے باہر نکلے باہر آکر گھمسان کی تلوار چلنے لگی لقا بھی سوار ہوا غلغلہ محشر آشکار گلہ دین سر مانند کاسۂ گدائی کے ٹھوکرین کھانے لگے بازار اجل گرم ہوا قضا نے دکان کھولدی ملک الموت جان کا خریدار ہوا پیر و جوان کا بھاؤ ایک ہی کردیا نرخ جان بہت ارزان تھا اس لڑائی مین بختیارک کہ یہ مفسد تو بہت دور کی سوچتا ہی خداوند سے گویا ہوا کہ اب کیا یکا اس قلعہ سے بھی بھاگنے کا شاید ارادہ ہی کچھ دیر مین ور قلعہ پر آکر ہنگامہ مچائیگا اور قلعہ کو فوج

اُسکی ایک گھروند اچھی ہی وہ دم بھر مین پامال کردیگی پھر یہ جائے امن بھی ہاتھ سے جائیگی لازم یہ ہی کہ ان دونو نکو راستہ دو تاکہ لڑتے ہوے قلعہ سے نکلجائیں بیرون قلعہ انکو گھیر لینے مین مضائقہ نہین لقا نے یہ سُنکر کہا مین ایسی تقدیر پہلے ہی کر چکا ہون بختیارک نے افسران لشکر سے جاکر حکم دیا کہ تین طرف سے انکو گھیرو اور ایک راہ سے انکو بیرون قلعہ جانیدو فوج تین طرف ہوگئی شہزادہ و شیر الجخوار نے جو راہ پائی اپنی فوج لیے لڑتے بھڑتے در قلعہ پر آئے یہانکی پلٹنین اور نگہبان فوج انکے آنیسے بھاگ گئے یہ دونون بہادر باہر نکلے اُسوقت شاپور دوڑا اور خدمت امیر مین آکر بعد دعا و ثنا کے خبر جنگ عرض پیرا ہوا امیر حال سُنکر مع تمام سرداروں کے اُٹھے لشکر اسلام مین قرنا بجی فوج تیار ہوکر چلی اور در قلعہ پر پہونچکر نعرہ بلند کرکے تمام بہادر گرے اب تو وہ ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا کہ ترک فلک کا بھی جی چھوٹ گیا بہرام چرخ کا ہول دلسے خون ہوا ایرج نے قلعہ کے اندر سے تا بہ دروازہ لاشونکی سڑک بنادی تھی قصر تن کی عمارت ڈھادی تھی روح ساکن جسم بھگادی تھی اب امیر نے آکر یہ حال کہا کہ ابیات

نظم

همه کوه و دریا پر آواز گشت — تو گفتی سپهر روان باز گشت
ز زخم دو شاهان پرخاش جوے — همی خون و مغز اندر آمد بجوے
ز رخشنده پیکان و پر عقاب — همی دامن اندر کشید آفتاب
زمین شد بکردار دریاے خون — سر و دست بد زیر سنگ اندرون

آخر لشکر لقا پسپا ہوکر پھر قلعہ مین چلا گیا اور در قلعہ بند کرلیا امیر شہزادہ ایرج و شیر الجخوار کو لیکر مراجعت فرمائے راہ مین زر نثار کرتے ہوے داخل لشکر ہوے لشکر اسلام سے ملکر لشکر شیر الجخوار اترا اور اسکو امیر سامنے شاہ اسلام کے لائے اُسنے مجرا کرکے نذر دی خلعت معافی ملک و خزانہ و لشکر عنایت ہوا اور کلمہ پڑھوایا یہ اسلام بصدق دل لایا تخت ایرج دنگل دست چپ مین بچھا بیرون چہل ستون قریب ناہید یہ بیٹھا شاہ نے عوض نام شیر الجخوار اسکو خطاب شہسوار کوہی کا دیا بارگاہ اُسکے لیے استادہ ہوئی غرضکہ بحکم شاہ ہنگامہ شراب و کباب گرم ہوا ناچ ہونے لگا انکو تو اب مصروف عیش و نشاط رکھیے مگر حال اژدر جادو سنیے کہ بیت پھرے پھر عنان سمند قلم + نئی داستان اک کرون پھر رقم + جادو طرازان سحر تقریر اسطرح تحریر کرتے ہین کہ اژدر جو بحکم شاہ طلسم لشکر لیکر برائے جنگ مہرخ نیک سیر روانہ ہوا تھا چنانچہ دریائے سحر کے پار بعید کروفر اتر کر اُسنے خیمہ کیا اور قاصد ہوا کہ کل کوچ کرکے داخل لشکر حیرت ہونگا غرضکہ بارگاہ مین داخل ہوا سراپچے اُسکے اٹھوادیئے اور بیٹھکر سیر دشت کرتا جاتا تھا اور ایک کمان سحر اُسکے پاس ہی کہ شاہ جادوان نے اسکو دی تھی تاثیر اُسکی یہ ہی کہ صاحب کمان جو نشانہ لگائے نشانہ خطا نکرے اور کوئی سحر بھی اُسکے جسم پر اثر پذیر نہو کوئی ساحر اور غیر ساحر اُسکو زیر نکرسکے نہ وہ کسی کے ہاتھ سے مارا جائے چنانچہ دریائے خونروان کے کنارے صحرائے پر فزا او معمور از طائران و چارپایان ہی اژدر جو اس مقام پر اترا جنگل کی کیفیت دیکھکر سراپچہ بارگاہ اٹھوادیا اور وہی کمان عطیہ شاہ طلسم لیکر طائران پر نشانہ لگانے لگا لشکر مین اُسکے بازار کھل گئی چہل پہل شروع ہوئی یہان تو یہ ہنگامہ ہو رہا ہی مگر لشکر مہرخ سے عیار تو ہر وقت صحرا اور لشکر حیرت مین پھرا ہی کرتے ہین انھین مین سے قران کہ ہر وقت جنگل مین رہتا ہی پھرتا ہوا اسطرف آنکلا ایک لشکر کو شیر اترے دیکھکر دو ایک لشکری سے حال پوچھا سب کیفیت اژدر کی

معلوم ہوئی کہ بادشاہ طلسم نے اُسکو بمقابلہ مہرخ بھیجا ہی پس جملہ ماجرا سنکر دلسے سوچا کہ بادشاہ طلسم نے اسکو زبردست جانکر بھیجا ہوگا یہ جاکر بڑا فساد کریگا لازم ہی کہ یہیں اسکا کام تمام کرون یہ تجویز کرکے تنہائی مین آیا اور بصورت ساحر مہیب بنکر تیار ہوا سانپ بہت سے جسم مین لپیٹے ترسول ہاتھ مین لیا ترکش مثل دم طاؤس وش سے لٹکا کر کمان ہاتھ مین لیکر شکار کھیلتا یہ بھی جانب بارگاہ اژدر چلا جب سامنے اُسکے پہونچا سلام کیا اُسنے باشارہ پاس بلاکر مزاج پرسی کی اور پوچھا کہ آپ اپنی کیفیت بیان فرمائیے کہ کون ہین دولتسرائے جناب کہان ہی اُسنے جوابدیا کہ اس پہاڑ کے اُسطرف جو سامنے دکھائی دیتا ہی مسکن میرا ہی نام پر سامری کے لو لگا کر اکیلا مہجور رہا ہون مین نے خبر سنی کہ بادشاہ طلسم کے مصاحب ملک قلعہ اژدر یہان تشریف لائے ہین مجکو محبت غائبانہ ہوئی دلمین آیا کہ چلکر ملازمت حاصل کرون پس حاضر خدمت ہوا ہون اُسنے کہا آپنے کرم کیا جو سرفراز فرمایا آئیے بیٹھیے یہ کہکر اُٹھا اور برابر اپنے ہاتھ پکڑکر بٹھا لیا اور کمان ہاتھ مین دیکھکر کہا بارے آپکو بھی شوق ہی اُسنے کہا جی نہین شوق کیا ہی کبھی لڑکپنے مین یہ کھیل کھیلا تھا وہی دھن ابتک ہی اُسنے فرمایش کی کہ دو ایک نشانہ تو لگائیے قران نے دو ایک طائر اونکو تیر سے صید کیا اور قدرت قادر و توانا سے جو نشانہ لگایا پورا پڑا اُسنے از حد تعریف کی کہ اس کمان سے ایسا سچا نشانہ لگانا آپ ہی کا کام تھا قران نے سلام کرکے اور نشانے اُڑائے اور پوچھا کہ یہ آپنے کیا کہا کہ اس کمان سے نشانہ اُڑانا آپ ہی کا کام تھا کہا اے حضرت آپ ملاحظہ کرین یہ کمان کیا ہی کوئی اسمین عیب نہین ہی اسطرح کی کمان تو شہر حلب مین بھی ملنا ممکن نہین اُسنے کہا کہ اس راہ سے مین نے نہین کہا کہ کمان آپکی بُری ہی بلکہ اسمین اور کچھ بھید ہی اُسنے کہا فرمائیے تو آخر وہ بھید کیا ہی وہ گویا ہوا کہ وہ راز قابل کہنے کے نہین قران مصر ہوا کہ مین پوچھونگا ضرور اور مجکو آپ کوئی غیر نجانئیے فرمائیے تو کہ کیا بھید ہی اُسنے بعد بصد انکار حال اپنی کمان کی تاثیر کا بیان کیا کہ یہ کمان سحر بند ہی اور عطیہ شاہ طلسم ہی جسکے پاس ہوگی وہ ہر طرح کا نشانہ اُڑا دیگا اور کسی کی ضرب سے مارا نجائیگا یہ کہکر کہا کہ اے برادر مین اسی کے بھروسے پر لشکر مہرخ سے لڑنے آیا ہون اگر یہ کمان میرے پاس نہوتی تو مین ہرگز لڑنے نہ آتا کیونکہ ادھر بھی اب بڑے بڑے زبردست ساحر شریک ہین لیکن میرا کیا کرلینگے جب مجھپر حربہ کوئی تاثیر نہ کریگا تو کیونکر وہ مجھے مارینگے بلکہ مین ہی سبکو نشانہ تیر قضا بناؤنگا قران اسکی گفتگو سنکر دنگ ہوا کہ بیشک یہ سچ کہتا ہی اگر یہ ہمارے لشکر کے سامنے جائیگا ہدف خدنگ اجل ہر ایک کو کریگا اور یہان بھی اسکو بیہوش کرتے یہ مالک کمان تھا مارا نجاتا تا خوب ہوا جو اسنے حال کمان بیان کیا الغرض بعد کچھ عرصہ کے اس سے رخصت ہوا کہ مین پھر حاضر ہونگا اور علیحدہ آکر جس صورت کا کہ ساحر بنا ہوا تھا اُسنے دوسری طرح پر شکل تبدیل کرکے ایک آئینہ سفید سامنے چہرے کے لگایا اور آئینہ سرخ پس گردن لگا کر شمع رخ فانوس مین گویا چھپا لیا اور کئی ہاتھ مقوے کے بناکر درست کیے قد زیادہ دراز کر لیا اور جانب دریاے سحر گیا وہانسے رخ اُسکے لشکر کا کرکے جست و خیز کرتا روانہ ہوا جب قریب بارگاہ اژدر پہونچا اسنے دیکھا کہ ایک ساحر دریا کیطرف سے آتا ہی سمجھا کہ بادشاہ نے معلوم ہوتا ہی بھیجا ہی یہ سمجھکر ساحر کو معزز وضع دیکھکر بہر استقبال اٹھا اور آگے بڑھکر ہاتھ ملایا آئیے تشریف رکھیے اس ساحر نے کہا مین ٹھہرونگا نہین صرف بادشاہ نے یہ کہلا بھیجا ہی کہ وہ تحفہ جو ہمنے تمھین دیا تھا تاثیر تو اسکی وہی ہی جو ہمنے بیان کی ہی لیکن اتنا اسمین عیب ہی کہ اگر کسی ساحر زبردست سے سامنا ہوا اور اُسنے تیر الٹا تمھاری ہی جانب پھیر دیا تو وہ تیر پھر بغیر تمھارا سینہ توڑے نرہیگا کسی سحر سے

اُسکے یہ ناممکن ہی چنانچہ بادشاہ کو بروقت تمہین رخصت کرنیکے خیال نہ رہا جو مطلع کرتے بعد تمھارے چلے آنیکے مجھے بھیجا ہی اور یہ لوح جواہر کی دی ہی کہ اسکو گلے مین پہنو اور وہ کمان ید و اُسنے جب یہ مضمون سنا سمجھا کہ سوائے بادشاہ کے حال یہان کوئی جانتا نہین بیشک یہ فرستادہ شاہ ہی یہ سمجھکر لوح طلب کی قران نے ایک لوح یاقوت احمر کی نقوش بخط سبز زمردین نکالکر دی کنڈہ اسمین لگا تھا کلابتون سے گندھی تھی یہ دیکھکر اژدر بہت خوش ہوا اور کمان تو اُسکے ہاتھ مین تھی ساحر مذکور کے حوالہ کی لوح لیکر اپنے گلے مین پہنی ساحر سے مصر ہوا کہ آئیے بارگاہ مین چلیے اُسنے کہا بادشاہ منتظر ہونگے مین ٹھہر نہین سکتا ہون یہ کہکر وہ جا یہ جا کمان لیکر راہی ہوا اور جنگل مین جاکر نظر سے غائب ہوگیا بعد اُسکے جانیکے اژدر نے دوسرے دن کوچ کیا اور قریب لشکر حیرت پہونچا حیرت کو نامہ شاہ طلسم آچکا تھا کہ اژدر دہان ساحر معزز ہی تمھارے پاس آتا ہی اسکی عزت کرنا چنانچہ جب وہ قریب لشکر پہونچا حیرت نے خبر سنکر ساحر پیشوائی کو بھیجے سرداروں نے استقبال کرکے اُسکو بارگاہ ملکہ مین پہونچایا لشکر اُسکا اترا اُسنے ملکہ کو نذر دی خلعت پایا پھر اپنی بارگاہ مین آکر ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوا جب دوسرے دن روزگار غدار و موذی نے مہرہ مہر دامن سپہر سے چھینکر صندوق مغرب مین بند کیا اور اژدر شب نے مار سیاہ ظلمت کو دہن سے نکالا کہ بمقتضائے

ابیات

گھٹا جب جلوہ خورشید روشن — بڑھایا ہر طرف ظلمت نے دامن
پھرا مغرب کی جانب شاہ خاور — ہوے خالی ضیا سے خانہ و در

شام ہوتے ہی اُسنے حکم نواخت طبل جنگ یا نفیر سحر کو دم ملا طائران سحر خبر لیکر بارگاہ مہرخ مین آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ بیت کہ شاہا ہی کرامت میرا ارشاد + الٰہی تا قیامت خانہ آباد + ایک جادوگر اژدر جادو نام نے آکر طبل جنگ بمقابلہ لشکر فیروزی اثر بجوایا ہی باقی خیریت ہی یہ کہکر طائر مذکور اُڑ گئے ملکہ موصوف کو سنکر تردد ہوا اور کہا خدا خیر کرے اس موذی پر کسی کا سحر اثر نہین کرتا ہی پھر بموجب اس قول کے کہ مجھے کوئی نہ مارے تو مین سارے عالم کو مار ڈالون دیکھیے اسکے ہاتھ سے کیا ضرر سبکو پہنچتا ہی درجواب اس گفتگو کے ملبور چہار دست سردار ملازم کوکب نے عرض کیا کہ اے ملکہ یہ غلام ہر جانبازی کو حاضر ہوا ہی میرے نام پر آپ طبل بجوائیے کچھ فکر نفرمائیے دیکھیے تو پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی خدائے بزرگ ست ملکہ سطورہ نے حکم نواخت طبل رزمی دیا اور خدا کے فضل پر بھروسہ کیا نفیر و جھانجھ اور ناقوس پھکنے اور بجنے لگے نقارے کڑکڑائے دربار سے سردار اُٹھکر خیمو مین آئے سامان سحر سازی فراہم ہونے لگا ڈفلے اور بانسری بجنے لگی پونین تانین گئین بیر بلائے گئے ساحران مہرخ نے اس فرعون منش کیلیے مثل عصائے موسی اژدر تیار کیے بہادرون نے تلوارین سان پر چڑھائین زہر مین بجھائین تیغین بسان افعی وزبان بھین توغیان سحر کی بنائی گئین کہ اسکی صدا پر کالے اپنے لڑا کر حریف کو مارینگے راسو ماش کے بنائے تھے کہ سانپ سے لڑائینگے کسی نے پٹارا تیار کیا کوئی بذات خود اژدر بدن بنگیا ہر سمت ناقوس کی صدا تھی شعلے اُڑتے تھے یا اژدر شب شعلہ فشان تھا ہر سمت ایک غلو تھا

نظم

اژدہے ہر طرف تھے شعلہ فشان — ہوم کا اٹھ رہا تھا ایسا دھوان
جیسے بل کھا کے سانپ چلتے ہین — پیچ کھا کھا کے زہر اگلتے ہین

تیغ بران لپکتی تھی ہر آن
جیسے کالے نکالتے ہین زبان

طبول ہر مقام پر بجا کیے رات بھر یہی ہنگامہ رہا جب اژدر شب نے مار سفید سحر کو اگلا اور مرغ آفتاب کا صحرائے چرخ مین ضیا بار ہوا کہ بمقتضائے

ابیات

ہوا خورشید جیسے دم گرم بازار
بڑھے ہر سمت سے شاہ جہاندار

اٹھی مہر رخ بوقت صبح خندان
گئی مثل سحر سوئے بیابان

ساحران نامی ہر سمت سے گروہ گروہ وارد میدان قتال ہوئے مہرخ تخت سحر پر بصد جاہ و جلال سوار ایک جانب ملکہ بہار کا تخت زرنگار زلزلہ و لرزان و طاؤس و شکیل و نافرمان وغیرہ تخت طاؤس ہائے سحر پر سوار ابر سرخ و سبز و زرد وغیرہ سر پر سایہ فگن طائرونکی قطار سامری کے جے کی پکار گرد اگرد تخت ملکہ بہار گلدستے چمنے ملکہ مذکور کے حسن کی بہار نئی طرح کا سنگار سر پر تاج مرصع کار جسم نازک پر زیور جواہر نگار ایکطرف بلور چہار دست کے ساحر ہزار در ہزار سواران زرین پوش ملازم کوکب کی قطار سب ساحر اڑتے ہوئے وارد دشت کارزار ہوئے اس طرف ملکہ حیرت تخت سلطنت پر بصد حشمت جلوہ گر جنود ربال ہما کا سر پر ہوتا چتر زرین کا سایہ ڈنکے بجتے ہزار ہا کنیزان سمن بدن گلپیرہن جادوگرنیان بے مثال سامری کی یادگار عہدے ہاتھون مین لیے تخت ملکہ کو گھیرے وزیر زادی سر پر مگس پرانی کرتی داخل جنگاہ ہو کر صف کشیدہ ہوئی بجلیان چمکنے لگین رخت صحرائی جلے ابر سحر برسے میدان پاک ہوا نقیب نقابت کرنے لگے کبشیر پکارے کہ کون ایسا تھا بلی کا پوت تھا بلی ام کا لچ ہر جورن مین جوجھ مرے یا پری کا کھوج کھوئے ایکطرف سے کڑکیت پکارتے تھے کہ ہیبت پاؤن تھراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے ہ کا سر اونکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے ہان لے لڑنیوالو ہمت نہ ہارنا دنیا فانی ہے شجاعت کا نام رہجائیگا نشانی ہے یہ صدائین سنکر بہادر جھومتے تھے ساحرونکے بیرزلرغ وزعن نیکر منڈلاتے گھومتے جے کار کا غل تھا مذہب نیا سنکر سب سناٹے مین آگئے ادھر جھولیان سنبھالکر کچھ ساحر بروئے ہوا اڑ گئے اور پرا باندھا کچھ زمین پر صف کشیدہ ہوئے جب سب انتظام ہو چکا اژدر راژدہا اڑا کر حسب فرمان ملکہ حیرت سید الیقین آیا سحر کی نیرنگیان دکھا کر مبارز طلب ہوا بلور تو وعدہ لڑنیکا کر ہی چکا تھا حسب اجازت ملکہ مہرخ مرکب سحر اڑا کر سامنے حریف کے گیا اور طالب حربہ ہوا اوسنے کہا تو خود حربہ کر کے اپنا حوصلہ نکال لے مین تو وہ ساحر ہون کہ کسیکا حربہ مجھپر اثر نکریگا ارمان دل مین رہیگا یہ گفتگو دنیا مین ہو رہی تھی کہ یکایک بکے وحشی بالائے فلک ہوئی سب اوپر دیکھنے لگے ایک سورج نکلی تر کر چہرہ پر مثل حلقہ زرین کہ گرد رخسار بلور شاہان آراستہ ہوتا ہے بلور کے لگی اب یہ خورشید آسمان شجاعت بنگیا اور اژدر نے اسکو تبہ پھر اسپر رشک کر کے ایک تیر سحر کا مارا اوسنے مٹھیان اپنی کھولین دو پتلے ہاتھ سے نکلے چھری ہاتھ مین لیے تھے اس چھری سے تیر کاٹ دیا بلور نے تیر کٹنے پر نعرہ کیا کہ اے ذخیرہ روزگار تو وار اپنا کر چکا اب ہمارا حربہ روک یہ کہکر وہ مٹھیان جو کھولین تھین بند کین اور جو بند تھین وہ کھولین پھر دو پتلے نکلے کہ اونکے ہاتھ مین ایک ایک لوح مثل آئینہ تھی ہیں وہ پتلے لوح لیکر بڑھے اور پکارے کہ اے اژدر دیکھ تو کیا ہے یہ اوسنے جیسے ہی ان لوحو نپر نظر کی تلوار کھینچکر اپنا گلا آپ کاٹ ڈالا غل و شور برپا ہوا کہ مارا اژدر ہا اژدر سوار جادو کو بلور نے ان پتلیونسے کہا کہ لینا اس ملزادی حیرت کو پتلے لوح لیکر بڑھے ملکہ مذکور نے جو بادشاہ کم

ہی تپلونکو آتے دیکھکر ایسا سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک تپلی کلی غلطاک رکر زن حسینہ وجمیلہ نکلی لوح دنیا پر ایسا حرف نقشبند
قدرت نے خوبی ومحبوبی کا کوئی اور نہ تحریر فرمایا تھا جیسا اسکا نقشہ بنایا تھا لباس پر زر زرگستا مرصع کار کامدار با تاجہ پہنے کہ ابیات

بلاشک مہروش تھی مہ لقا تھی
قد بالا تھا اُسکا رشک شمشاد
حسین تھی مہ جبین تھی خوش ادا تھی
بجا ہے اُسکو گر کہیے پریزاد

پس اُس نازنین نے جیسے ہی تپلے جانب ملکہ چلے سد راہ انکے ہوکر ایک آئینہ بغل سے نکالا تپلون نے لوح اُسکو دکھائی اُسنے
آئینہ دکھایا تپلونکی نظر اس آئینہ پر پڑی اور اس تپلی کی نظر لوح پر پڑی تپلونکے بھی جسم مین آگ لگی اور تپلی بھی جلکر راکھ ہوگئی بلور
مٹھیان کھولتا اور بند کرتا آگے بڑھا تپلے تر سول لیے پیدا ہوکر جانب حیرت چلے اسنے بھی افسران لشکر کو للکارا فوج
نے حملہ کیا ادھر سے مہرخ نے تخت بڑھایا دونون لشکر باہم حربہ ہائے سحر کرنے لگے ایک دوسرے پر موٹھ ماری جادو کے تیر
کلیجہ کھانے لگے اونا چاری پیدا ہین آگئی بھیرون ناچا بجلیان گرنے لگین سر وتن مین جدائی ہوئی ایسی سحر آزمائی ہوئی کہ نظم

بچا سکتا نہ تھا کوئی بھی دم کو
کنارا کر گئی جسمون سے ہستی
برش شمشیر بران کی غضب تھی
قیامت خیز ہنگامہ تھا برپا
بہت روحین گئین ملک عدم کو
بنی بحر فنا کی تیغ کشتی
رگ جان حریفان جس نے کاٹی
عدم مین چین مردون کو کہان تھا

بہار نے ہزار ہا کو دیوانہ بنایا زلزلہ ولرزان زمین مین سما گئے قلاب رمن کو جنبش دی زلزلہ تمام دشت مین آیا رعد چیختی
زمین سے نکلکر مارتا تھا برق گر رہی تھی خرمن ہستی ساحران جل رہی تھی عیاذاً باللہ شور قیامت بپا تھا اسی گرمی جنگ مین
حیرت سے بہار کا سامنا ہوا حیرت سمجھی کہ اس سے برابر کی چوٹ چلیگی اگر یہ کام آئی تو بہن کا خون ہوا اور مین ہلاک
ہوئی تو بہتر ہوگا بادشاہ اسپر عاشق ہی بعد میرے محل اسکا کرلیگا یہ سوچکر طبل بازگشت بجوادیا لشکران کینہ خواہ پھرے
پڑاؤ پر آکر آسودہ ہوے بلور بھی اپنی بارگاہ مین آیا اسوقت صرصر عیارہ ایک ساحر کی صورت بنکر بارگاہ بلور مین آئی
اور اس سے ملاقات کرکے کہا کہ مین فرستادہ شہنشاہ کوکب ہون شہنشاہ موصوف نے فرمایا ہی کہ ہم اپنے قلعہ طلسم سے
تمھاری لڑائی دیکھتے تھے اور وہ سوبح لکھی جو تمھارے چہرے پر آگئی تھی ہمین بھی بہنچی تھی واہ سبحان اللہ کیا خوب تم لڑے ہو
این کار از رستم نشدہ کہ تو کردہ بلور نے اس عیارہ کو ساحر ملازم اپنے مالک کا تصور کرکے بڑی عزت کی اور کہا کہ مین
کس قابل ہون جو کچھ کرتا ہون اقبال شہنشاہ ہی عیارہ نے کہا کہ تخلیہ کرا دیجیے تو اور کچھ راز شاہی بیان کرون اُس نے
سب ملازمین کو بیرون بارگاہ کردیا جب تنہا ہوئی عیارہ نے باتونمین لگا کر بیضہ بیہوشی مارا کہ اُسکے دماغ مین بیہوشی
اثر پذیر ہوئی اور بیہوش ہوگیا اُسنے پشتارہ اُسکا باندھا اور سراچہ چاک کرکے باہر نکلی اور از بسکہ لشکری جنگ گاہ سے
پھر کر آئے تھے خستہ بہت تھے غوغائے ورود لشکر برپا تھا کسی نے اُس ہنگامہ مین اُس سے تعرض نہ کیا کہ کیا لیے جاتی
ہی عیارہ پشتارہ لیے لشکر سے گذر کر جانب لشکر حیرت روانہ ہوئی اُدھر بعد کچھ دیر کے ملازم وغیرہ اندر بارگاہ
کے آئے بلور کو نہ پایا ہر سمت تلاش کیا جب کہین نشان نہ ملا روتے ہوے بارگاہ مہرخ مین آئے مہرخ سحر جہانبانی

پر متمکن تھی اور کنیزان مہ پارہ جو کوہ آرام سے لشکر لیکر چلی تھین اُسوقت آکر پہونچی تھین اُنسے سرگرم گفتگو تھی کہ انھون نے تسلیم کر کے غائب ہونا بلور کا بیان کیا اتفاقاً برق عیار بھی موجود تھا اُسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کوئی ساحر کوکب کا فرستادہ نہ تھا بلکہ عیارہ تھی کہ پکڑ لیگئی یہ کہکر خود بارگاہ بلور مین آیا اور نقش پاے ساحر مذکور نا پایا پتہ اصرصر کا پایا سب ملا زمین بلور کو تسکین دی کہ تم گھبراؤ نہین عیارہ بلور کو لیگئی ہی مین چھڑا نے جاتا ہون یہ کہکر قطورہ زرفتی سے درست ہوکر جانب لشکر حیرت روانہ ہوا اس عرصہ مین وہ دن بھی آخر ہو چکا تھا اور عیارہ پشتارہ بدوش قمر بارگاہ عالم مین آچکی تھی کہ ہیبت روان انجم تھے راہ کہکشان پر بعروج ماہ چمکا آسمان پر برق ہنوز بارگاہ حیرت مین نہ پہونچا تھا کہ صرصر نے پشتارہ لاکر سامنے ملکہ مذکور کے رکھدیا اُسنے پوچھا کہ اسمین کیا ہی اسنے عرض کیا کہ بلور کو مین پکڑ لائی ہون ملکہ نے یہ سنتے ہی شاد ہوکر عیارہ کو خلعت لوایا اور بلور کو قید آہن سے مطوق و مسلسل کرا کر کچھ سحر پڑھا کہ روے ہوا سے ایک ساحرہ تخت پر سوار زمین پر اتری نہایت حسینہ و جمیلہ تھی نہین ممکن کہ کوئی اُسکی زلف مشکفام کو دیکھے اور سر مین سودا کا اثر نہو کب ہو سکتا ہی کہ اُسکے عارض تابان پر نثار دل مضطر نہو قامت رعنا اُسکا شمشاد باغ خوبی عیب سے پاک آزاد سراسر بیہودی رخسار اُسکے ایسے گذر آئے تھے گویا سرو قامت مین سیب کے پھل آئے تھے سینے پر چھاتیان دست مشتاق کو بہت بھاتیان از سر تا بہ پا نہایت طرحدار بیمثل روزگار **نظم**

قیامت سے نہ کیونکر کھائے قامت ۔ عیان رفتار سے شور قیامت
سراپا اُس مین معشوقون کا انداز ۔ تصدق ہر قدم پر تھا سر ناز
مزین تھا لباس اچھا بدن پر ۔ چھٹا پڑتا تھا نور اس پیرہن پر
بدن کی روشنی تھی آشکارا ۔ جھلکتا تھا لباس اس گل کا سارا

اس نازک بدن نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے ہنسکر فرمایا کہ اے گل اندام قہر نگاہ اس مجرم کی حفاظت کو تمھین بلایا ہی آجکی شب اپنے مقام پر لیجاؤ اور با احتیاط رکھو کل شہنشاہ طلسم سے پوچھکر اسکو قتل کرینگے اس نازنین نے یہ سنکر عرض کیا کہ بہت خوب آپ اپنا سحر اتار لیجیے ملکہ نے سحر اتار لیا اُس گلبدن نے سحر سے بلور کو مسحور کر کے تخت پر ڈالکر پرواز کی جب یہ جاچکی اُسوقت ساحر کیصورت بنا ہوا برق قریب بارگاہ حیرت پہونچا اور منھ اپنا چادر سے لپیٹکر اندر بارگاہ کے آیا دیکھا تو یہان صرصر موجود ہی مگر بلور نہین سمجھا کہ تجھے عرصہ آئے گذرا ملکہ نے اسکو زندان مین بھیجدیا ہوگا یہ سمجھکر صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ذرا ادھر تو آئیے مجکو کچھ آپ سے کہنا ہی صرصر نے دیکھا کہ ایک ساحر منھ لپیٹے مجھے کھینچتا ہی کچھ اسکی سمجھ مین نہ آیا کہ یہ کیا اسرار ہی سوا اسکے کہ ساتھ چلی آئی برق نے باہر بارگاہ سے لاکر کہا کہ کوکب کے یہانسے ایک ساحر اس غرض سے آیا ہی کہ مین جاکر جسکے پاس قید ہوگی بلور کی اسکو پکڑ کر طلسم نور افشان مین لیجاؤنگا چنانچہ مین جاسوس تھا یہ خبر سنکر مجھکو فکر ہوئی کہ ملکہ صرصر نے کہین اسکو قید نہ کیا ہو جو آفت اُنپر آئے صرصر نے کہا قید اُسکی گل اندام ساحرہ کو جو سحر مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتی ہی اور کوہ عجائب جو یہانسے جانب شمال چند منزل پر واقع ہی وہان لیگئی ساحر کوکب اگر وہان جائیگا تو مارا جائیگا برق نے کہا فرمانا آپکا بجا ہی دیکھیے تو ملکہ حیرت کہان جاتی ہین صرصر حیران ہوکر جانب بارگاہ دیکھنے لگی اسنے منھ پر ہاتھ بیہوشی بھرا پھیر دیا کہ اسکو بیہوشی طاری ہوئی اسنے اٹھا کر دوش پر لادا اور چادر سے چھپا لیا بارات کا تو وقت تھا بطور مخفی لشکر سے نکلکر صحرا مین آیا اور

ایک رخنہ سے صرصر کو باندھکر ہوشیار کیا اور کہا استانی بندگی صرصر نے پہچانا کہ برق ہے گالیان دینے لگی اور کہا کہ موے مجکو یہان لاکر تو نے کیون باندھا ہے اسنے کہا استانی مین عیاری کرنے جاتا ہون تم آمین خلل انداز ہوگی پس جبتک مین بلور کو جاکر رہا کرون اسوقت تک تم بندھی رہو اسنے یہ سنکر ہرچند واویلا کیا مگر اُسنے نہ سنا اور چھوڑکر اسی بیچ صرصر نے بتایا تھا راہی ہوا از بسکہ دو ندہ بہت سے پچھلی رات باقی تھی کہ قریب کوہ عجائب پہونچا اس کوہ مین عجب طرح کا صحراے سبزہ زار نمونہ گلزار دیکھا کہ زمین پر ستارونکی طرح پھول کھلے تھے دامن ارض پر از گلہاے خوشرنگ تھا صحن صحرا سبزے سے ہمسر فلک نیلوفری بنا تھا شبنم کی طراوت سے ہر گل موتیونکا زیور پہنے مہک سے پھولونکی عروس گلشن عطر مین بسی باد صبا زلف معشوقۂ سنبل کی خوشبو کوسون پہونچاتی چاندنی کھلی دشت وکوہ کی چمک تا بفلک پہونچی چشمہ ہاے آب کی لطافت وصفا چشمۂ ماہ سے بڑھی ہوئی کہ بموجب **نظم**

کھلے ہر سو ہزارون رنگ کے پھول — شگفتہ تھے وہان سب ڈھنگ کے پھول
بہار افزادہ بوٹے دار اشجار — بڑی چھولونکی ان کی شاخ پہ بار
بھرے حوض اور فوارے تھے جاری — تصدق ہر روش باد بہاری

پہاڑ پر ایک بنگلہ پرتکلف سنگ مرمر کا بنا تھا سامنے بنگلہ کے چبوترہ تعمیر تھا خوبی مین بے نظیر تھا اور سامنے چبوترے کے ایک سیل بنا تھا اس سیل سے بلور کو گل اندام نے باندھ دیا تھا اور آپ چبوترہ پر بیٹھکر پہرا دے رہی تھی اور سیر شب ماہ مین گلہاے بوقلمون کی کرتی تھی اور میخواری کر رہی تھی رات بھر جاگی تھی برق نے دور سے اسکو دیکھکر خیال کیا کہ یہان رہتی ہے یقین ہے کہ کنیز بن وغیرہ بھی اسکی ہون مگر دیکھا کہ یہ تنہا ہے کیونکہ اسنے بنا بر احتیاط کے ملازمونکو رخصت کردیا تھا کہ آج تم اپنے گھر جاکر رہو قیدی کا پہرا مین اکیلی دونگی زیادہ لوگو مین اندیشہ ہے کہ عیار نہ آجائے غرضکہ جب برق نے اسکو پایا صورت اپنی مثل ایک نوجوان کمسن مرد کے بنائی زلف گرہ گیر کو پیچتاب دیکر رخسار پر لٹکایا چہرہ اپنا روشن بسان ماہ تابان بنایا دست وپا نہایت خوبصورت وطرحدار سینہ فراخ وہموار جبین مبین نور آگین بر رنگ جبہ مبین سواد زلف گرہگیر شب تار سے تیرہ بار چشم نرگسی کو دیدۂ آہو سے مثال دیتا عین خطا ہے چشم حور العین سے بہتر کہنا روا ہے آہو چشم محراب ابرو مین آنکھین چڑھائین اسوقت مراد پائین لب لعلین کے سامنے لعل بدخشانی کا رنگ بسان عقیق زرد رشک سے مرجان لبونکے سینے مین درد کہ بمقتضاے **ابیات**

رخ خورشید ہے پیشانی صاف — کہین آئینہ مہ سے ہے شفاف
کہین آنکھون کو جادوگر بجا ہے — وہان پر سامری کی قدر کیا ہے
ہرن ایسے نہ ہونگے شوخ وچالاک — اڑاتے ہین بھرے پانی مین وہ خاک
خم ابرو یہ محراب حرم خم — بھرا ہے مو بمو شمشیر کا دم
صفت کیا عارض پرنور کی ہو — تصدق اسپہ ہین شمس وقمر دو

اس سراپاے حسن آگین سے درست ہوکر لباس شاہی ورقباے فرمانروائی سے جسم مزین فرمایا مگر یہ نقشہ اپنا بنایا کہ بیت نہ جیب کا ہے نہ دامن کا تار باقی ہے جنون کا جوش ہے فصل بہار باقی ہے سر عریان گریبان تا بہ دامن چاک دامن تار تار خار غم سے سینہ فگار وحشی صورت سراپا حیرت خار صحرا جسم نازک مین چبھے لب خشک چہرہ زرد کاکل پر گرد منھ پر ہوائیان اڑتین

آنکھون مین تری حواس مین یا سراسر ابتری اسطرح سے صورت عاشق زار و ژولیدہ روکی بنکر شکل اُس ساحرہ کی دیکھ چکا تھا فوراً پارہ کاغذ اور اسباب تصویر کشی کسوت عیاری سے نکالکر فتیلۂ عیاری جلاکر لمحہ بھر مین شبیہ اُسکی کھینچی اور گریبان مین رکھکر وہانسے چلا اور سامنے اُسی چبوترے کے جسپر گل اندام بیٹھی تھی کچھ فاصلے سے زیر درخت ٹھہر کر وہ آہ سرد کھینچی کہ سوز درون سے دل کوہ مین آگ لگادی پھر سامنے بیٹھکر پکارا کہ **ابیات**

تن زار مین روح حیران ہے ۔ ملاقات کا دل مین ارمان ہے
تپ غم سے منھ ہو گیا ہے دھوان ۔ پڑا پھکتا ہون صورت گلفشان
کیا عشق نے ایسا لاغر مجھے ۔ کہ چلنے مین آتے ہین چکر مجھے
حقیقت مین اب حرف ہر جان پر ۔ مصیبت پڑے یہ نہ انسان پر
یہ دن آسمان نے دکھایا مجھے ۔ شب ہجر نے ہے ستایا مجھے
نہ مجھسا بھی ہوگا کوئی بدنصیب ۔ جدا اس طرح سے ہو جسکا حبیب

یہ اشعار پڑھتے پڑھتے تصویر گریبان سے نکالکر سامنے رکھی اور اسطرح بلک کر رو دیا کہ دل سنگ آب ہوتا تو عجب نہ تھا کہتا تھا کہ اے پری پیکر دلفریب بلا تیرے ہمشبیہ کے فراق مین اب زندگی شاق ہے کہ **ابیات**

روے زیبا کی یاد ہے دن رات ۔ آنسوؤن نے لگائی ہے برسات
آپ کے ہجر سے خدا کی قسم ۔ زندگانی ہوئی ہے مجکو سم
لذت ہجر سے نہ تھے آگاہ ۔ وصل کے شوق مین ہے نالہ و آہ
اشک جسوقت باندھتے ہین تار ۔ صدقے کرتا ہون موتیون کے ہار
عشق کا کھیلتا ہے سر پہ جنن ۔ ہاے دو دو برس ہر ایک دن
رات کٹتی ہے سخت مشکل سے ۔ بغض ہے روز ہجر کو دل سے

اس تصویر سے یہ کہتے کہتے یکایک غشی طاری ہوئی اور تصویر سینہ پر رکھکر بیہوش ہو گیا ازبسکہ چاندنی رات تھی گل اندام سامنے سے دیکھ رہی تھی اور اُسکے کلام درد آگین سنکر اسکو اپنا یار یاد آیا تھا اشک حسرت بہاتی تھی اور جانتی تھی یہ شخص کسیکا عاشق صادق ہے اُسکے فراق مین روتا ہے اور اسکی تجسس مین پھرتا ہوا اسطرف آگیا ہے اور یہ کاغذ اُسکے ہاتھ مین شاید نامہ اُسکے معشوق کا ہے اب جو یہ غش ہو گیا اسکو تاب نہ آئی سمجھی کہ یہ عاشق بیچارہ شاید مرگیا جی سے صدمہ ہجر اٹھاکر گذر گیا یہ سمجھکر اٹھی کہ چلکر قریب سے دیکھے تو یہ کون شخص ہے اور یہ کاغذ اسکے پاس کیسا ہے اس طلسم کا رہنے والا ہے یا بیرون طلسم سے ملک و مال اپنا چھوڑکر تلاش مین نکلا ہے بس وہان سے قریب تر آئی یہان اُس عاشق کا یہ حال دیکھا کہ **نظم**

فروغ حسن سے ہے دشت روشن ۔ زمین ہے ہر طرف کی برق خرمن
نہین جنبش کسی عضو بدن کو ۔ اگر کچھ ہے تو کچھ لب کو دہن کو
نہ فرصت دی نگاہ قہر زا نے ۔ کسی کی جان لی تیغ ادا نے

نہ نوبت آئی کچھ عرض سخن کی
کہ الفت روح نے چھوڑی بدن کی

یہ حالت اس عاشق مضطر کی دیکھکر اسنے بڑا افسوس کیا کہ ہاے اس زار و ناتوان نے غم فراق جانان مین آخر جان دی غرض کہ افسوس کرکے اسکے کاغذ کو جو چھاتی پر رکھا تھا اٹھا کر دیکھا کہ دیکھون آمین پتہ اسکا پاؤ اسکے معشوق کا لکھا ہوگا اس کاغذ مین تصویر کھینچی پائی سوچی کہ یہ جوان پر ارمان اسی غارتگر جان کا عاشق تھا کہ جسکی یہ شبیہ ہے دیکھو تو یہ کون ایسی سفاکہ ہے جسنے ایسے گلرو بلبل خو کے باغ مراد کو برباد کیا ہے یہ تجویز کرکے بغور تمام اس تصویر پر نظر کی پھر تو بموجب ع بعینہ در و صورت خویش دیدہ کچھ شبہ جو ہوا سحر پڑھکر روشنی کی بغور اس تصویر کو دیکھا اپنی صورت مین سرمو فرق نہ پایا پھر تو پاس اس کشتہ حسرت مطلب خویش کے بیٹھ گئی دیکھا کہ آنکھین اسکی تمنائے دیدار مین کھلی ہین سر اسکا زانو پر اپنے رکھا اور کہا ہاے میرے عاشق شیدا تو مجھ سے گذر جانے ناامید مرجاے اللہ مجکو قضا نہ آئے میرے نامراد دولے میرے ناشاد یہ تو نے کس سے میری تصویر پائی ہاے ہن محبت نے کیا تیری صورت بنائی ہاے کیسے کانٹے بدن مین چبھے ہین صحرا پہ پاؤن پھرے ہین تیری الفت کے صدقے ذرا آنکھ کھول جس کو چاہتا تھا وہ آئی ہی منھ سے بول مین تیرا حال نجانتی تھی نہین تجھ تک اڑکر جاتی اب میری خطا معاف کر میری طرف سے دل اپنا صاف کر ہاے کہ نظم

اجل نے کر لیا کام اپنا پورا
نہ رکھا کوئی بھی مطلب ادھورا
توقع کچھ نہ کچھ ہوگی جو دی جان
نہ مانون گی ابھی باقی ہین ارمان
مری جان جان دی کیون آرزو مین
ہوا گم کیون تو شوق جستجو مین
ارادے کیا تھے اور کیا پیش آیا
مقدر نے اجل کا منھ دکھایا

یہ کہہ رہی تھی اور شمیم زلف سنگھاتی تھی منھ سے منھ ملاتی تھی رخسار پہ رخسار رکھتی تھی کہ ناگاہ نظم

ہوئی اعضا کو جنبش کھل گئی آنکھ
سراسر محو حسرت اسکی تھی آنکھ
اٹھا صدقے ہوا اپنے صنم کے
جھکا کر سر لیے بوسے قدم کے
وہ بولی بس ذرا مجھ سے رہو دور
بہت شوخی نہین خاطر کو منظور
بس اب تشریف لیجاؤ یہان سے
وہین جاؤ تم آئے ہو جہان سے
مرے تم کیون یہ جا مدفن نہین ہے
یہ گلشن خانہ دشمن نہین ہے
مین گذری اس عنایت سے اجی واہ
کدھر ہے کس طرف ہے گھر کی لو راہ
وہ بولا مین فدا اے یار جانان
بیان ہون کس طرح صاحب کے احسان
کہان جاؤن بھلا اس آستان سے
غرض رکھتا نہین سیر جہان سے
وہ بولی اے گرفتار مصیبت
فلک ترسید بیمار مصیبت
غرض کیا جو تجھے زندہ کرین ہم
بلا پیچھے لگائین اپنے ہر دم
سہین طعنے عزیز و اقربا کے
رہین مغضوب ہر لحظہ خدا کے
وہ بولا زندہ کرنے سے غرض کیا
اگر رکھنا نہ تھا منظور میرا

غریب و عاجز و ناچار ہون مین	بلاے عشق کا بیمار ہون مین
اجازت تیغ ابرو کو ذرا دو	کہ ہون اس فرق پا افتادہ کے دو

یہ کہکر ساحرہ کے گلے مین باہین ڈالدین اُسنے ہاتھ جھٹکدیا کہ خوب نخرے کی یا تو مرتے تھے یا مزے مین آگئے اترا گئے اسے کہا جانی مجھ سے رکھائی نکرو ورنہ مرجاؤنگا میری جان تجھپر فدا ہی ساحرہ نے مسکرا کر کہا اچھا تم مہمان میرے ہو بحال پریشان آئے ہو میری جگہ پر چلو کچھ کھاؤ پیو دل بہلاؤ مگر اسطرح مجھے ہاتھ نہ لگانا سنو صاحب پاک محبت مین بڑا مزا ہی برق نے یہ تقریر سنکر اسکو گود مین اٹھالیا اور لیکر چلا اُسنے نہین نہین کرکے کہا ارے تگوڑے ابھی تجھ مین طاقت نہین ہی کیون زور کرتا ہی برق نے کہا تمکو پایا اسیطرح کا زور آگیا یہ کہکر چبوترے پر لایا اور مسند پر بٹھایا چھاتیون پہ ہاتھ دوڑایا اسنے ہنسکر کہا مجھکو ان باتون سے نفرت ہی یہ کہکر شراب کباب تو مہیا تھے ہی ایک جام لبریز کرکے برق کو دیا مگر اور کیفیت سنیے کہ صرصر کو جو یہ باندھ آیا تھا تو اُسنے عمل مچاکر آئینہ وروند کو اسطرف کے بلایا اور اپنے تئین کھلوایا سن چکی تھی کہ برق ساحرہ کو مارنے گیا ہی یہ بھی اسی طرف چلی راہ مین بکتی جاتی تھی کہ رہ تو موے برق تو نے مجھے باندھا تو تھا مین بھی تجھے زک دلواؤنگی موے بلور کا چھڑانا آسان نہین ہی دیکھ تو مین کیسا بدلا لیتی ہون اسکا بکنا اتفاق سے قران نے سنا کہ وہ جنگل مین ایک جگہ بیٹھا تھا پس وہ بھی اُسکے پیچھے ہوا کہ دیکھون یہ کدھر جاتی ہی اور عیار ساحرہ وغیرہ کی صورت بنکر صحرا مین ٹھہرا کرتے ہین اسلیے کہ ہین کوئی شناخت نہ کرے پس یہ بھی ساحر بنا ہوا پیچھے پیچھے آکر کوہ عجائب پر جہان برق و ساحرہ بیٹھے ہین پہونچا وہان برق کو جب ساحرہ مذکور نے جام دیا تھا تو اُسنے نگاہ اُسکی بچاکر جام مین بیہوشی ملاکر پھر ساحرہ کے لبون سے لگایا تھا کہ جانی تو اپنے لبون سے لگاکر یہ شراب جھوٹی کردے تو مین پیون وہ ساحرہ پیا ہی چاہتی تھی کہ صرصر پہونچکر پکاری اے ملکہ یہ موا جو پہلو مین بیٹھا ہی یہ عیار ہی خبردار شراب نہ پینا وہ ساحرہ یہ سنکر متحیر ہوئی تھی کہ قران جو پیچھے صرصر کے آیا تھا جھپٹکر قریب ساحرہ پہونچا اور کہا اے ملکہ صرصر سچی ہی حیرت کو بھی سحر سے ظاہر ہوا تھا کہ تمھارے پاس عیار پہونچگیا ہی پس یہ نامہ انھون نے تمکو لکھا ہی یہ کہکر ایک کاغذ نکالکر اسے اسکو دیا وہ کاغذ لیکر کھولنے نہ پائی تھی نگاہ اسکی جانب قرطاس اٹھی قران نے الٹا بغدہ سر پر اُسکے اس زور سے مارا کہ بھیجا اُسکا پاش پاش ہوگیا لاش اچھلکر ادھر گری غلغلہ آفت خیز برپا ہوا کہ مارا گل اندام قہر نگاہ کو صرصر اس ہنگامہ مین بدحواس ہوکر بھاگی اور برق پیچھے دوڑا کہ استانی آج ناک کاٹونگا وہ بھی گالیان دینے لگی کہ موئے خدا تمکو غارت کرے تمنے آج اس ساحرہ کو مارا ہی جو اپنا مثل و نظیر نہ رکھتی تھی اور مصاحب خاص خاتون شاہ طلسم تھی غرضکہ عیارہ تو بھاگ کر نکلگئی اور بلور رہا ہوگیا عیارون نے وہان کا اسباب وغیرہ لوٹ لیا اس اثنا مین عیار دہر نے بندہ مہر سے ساحرۂ شب کا سر قلم کیا اور خزانہ انجم تاخت و تاراج ہوا کوہ عجائب فلک پر آفتاب نے قبضہ فرمایا کہ **ابیات**

سجا خورشید نے ملبوس پر نور	ہوئی بالکل سیاہی شب کی کافور
بندھی ہر سو ہواے آمد صبح	گجر نے دی صدا اے آمد صبح

صبحدم بلور عیارونکو تخت سحر پر بٹھا کر داخل لشکر فیروزی اثر ہوا مہرخ اورنگ شاہی پر جلوس فرما چکی تھی کہ اسنے آکر حقیقت شبینہ بیان کی ساحرہ کے مارے جانیکی اہل دربار کو خوشی ہوئی جلسہ عشرت برپا ہوا اُدھر صرصر نے آکر ملکہ حیرت کو

قتل ساحرۂ مذکورہ سے باخبر کیا حیرت اس خبر کو سنکر رونے لگی اور کہا یہ مصاحب میری میکے سے میرے ساتھ آئی تھی شہنشاہ ساحران تو ان ٹکڑا مونکو سزا کبھی نہ دینگے مین اپنے میکے والونکو بلا کر انکا سر کچلواؤنگی یہ موے سب بہت سر چڑھے ہین یہ کہہ کر ایک عرضی اپنے باپ حیات جادو کو لکھی مضمون یہ تھا کہ اے پدر عالیقدر حضور اس کنیز سے کیون بیخبر ہین میرے شوہر کے چند ذکر بگڑ کر ایسا کچھ فتور کر رہے ہین پشتۂ رنگین حصار پر مین بمقابلہ ان ٹکڑا مان اتری ہون کل میری ایک مصاحب مار ڈالی گئی بنا بر اسکے اپنے حال سے حضور کو اطلاع دیتی ہون کہ مجھکو آکر دیکھ جائیے شاید مین زندہ بچون یا نہ بچون مین ملکہ بہار بھی ساتھ چھوڑ گئین اور شریک باغیان ہین اب میرا یہان کون ہے زیادہ تسلیم یہ عرضی لکھکر ایک خواص سرو قامت جادو کے حوالے فرمائی کہ شہر حیاتیہ مین لیجائے اور میرے باپ پاس پہونچا دے خواص مذکور بہت قدیمی ہے باپ وغیرہ کو ملکہ موصوفہ کے جانتی ہے عرضی لیکر روانہ ہوئی اور شہر حیاتیہ مین پہونچی اس شہر کے قریب ایک طلسم حیاتیہ نام بھی ہے کہ اسکی حکومت بھی حیرت کرتی ہے مگر انتظام اسکا اسنے اپنے باپ کے سپرد کیا ہے حال طلسم مذکور بروقت فتح طلسم بیان ہوگا اسوقت کنیز عریضہ لیے دارالامارۂ شاہی مین آئی حیات تخت شاہی پر بیٹھا تھا کنیز نے تسلیم کی اسنے پہچانکر کہا اے سرو قامت کہو میری دونون لڑکیان راحت جان تو اچھی طرح ہین کنیز نے عرض کیا کہ حضور بڑی صاحبزادی نے آپکی تسلیم کہی ہے اور یہ عرضی بھیجی ہے اسنے عرضی لیکر پڑھی اور مضمون سے واقف ہوکر بہت غضبناک ہوا کلمات لاف وگزاف زبان پر لایا کہ ان ٹکڑامونکی اب یہ لیاقت ہوئی کہ میری بیٹی کو ستایا اور اس چھوکری کو یعنی بہار کو بہکا کر اپنا شریک کیا دیکھو تو مین چلکر کیسی سزا اسے سخت دیتا ہون فی الجملہ بہت کچھ بک کر جواب عرضی لکھا کہ بیٹا تم گھبراؤ نہین مین اس تاریخ کو تمھارے پاس آؤنگا وہ جواب کنیز مذکور لیکر اور خلعت پاکر حیرت پاس آئی اسنے جواب معلوم کرکے طائر سحر مقرر کیے کہ خبر آمد پدر سے اطلاع دین ادھر حیات نے بعد جانے کنیز کے چشمہ جادو اپنے سپہ سالار سے حکم کارسازی لشکر دیا سپہ سالار نے افسران لشکر کو مطلع بحکم شاہی کیا فوج مین قرنا پھنکی طبل سفر پر چوب پڑی ساٹھ ہزار ساحر نامی و نامور اسباب سحر سازی سے درست ہوکر اور آلات جنگ جسم پر لگا کر تخت و سوار بہائے سحر پر چڑھکر عازم سفر ہوے چالیس اژدریہ بارگاہ شاہی بار ہوئی تخت چار اژدہو نیر کھینچا اسپر حیات سوار سال اور گوگل کے شعلے منقلہاے آتشین سے اڑنے لگے دھوان ایسا بلند ہوا کہ سب لشکر چھپ گیا روے ہوا تاریک تھا آسمان پر سواے زاغ و زغن و طائرہاے سحر اور کچھ نظر آنا دشوار تھا صداے نقارہ و نفیر سحر سے گنبد فلک گونجتا تھا ہوا مین غل و شور بپا الخلاصہ یہ کہ بڑے کروفر سے جب قریب لشکر دختر خود پہونچا اسکو طائران سحر نے آمد سے اسکی باخبر کیا وہ خود مع اپنے افسران لشکر و کنیزان وغیرہ کے سوار ہوکر بہر استقبال کئی کوس اپنی جگہ سے آئی اور باپ کو دیکھکر پیادہ ہوئی وہ بھی سواری سے اترا بیٹی نے تسلیم کی اسنے سر چھاتی سے لگایا پیشانی چومی پھر تخت پر برابر اپنے بٹھا کر چلا اور داخل لشکر ملکہ مذکور ہوا اپنے لشکر کو اترو لیا بارگاہ نصب ہوئی آپ بارگاہ ملکہ مین آکر برابر تخت پر بیٹھا ساقی خوش ادا حاضر ہوے اور مغنی خوش نوا ساز عشرت حاضر لائے جلسۂ چنگ و رباب صحبت جام و شراب گرم ہوئی جاسوسان فوج مہرخ سب خبرین دریافت کرکے سامنے ملکہ موصوفہ کے آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ پدر ملکہ بہار اسطرح آئے ہین یہان بھی ہنگامہ عشرت گرم تھا اس خبر کو سنکر مہرخ کی رنگت زرد ہوگئی بہار نے کہا والد کا مزاج شر کا نہین یہ سب فساد بہن صاحب کا ہماری ہے پھر اپنے کافر

ہم مسلمان نہ وہ ہمارے باپ ہم انکی منتی پر وقت مقابلہ سمجھ لیا جائیگا بلور نے کہا آپ لوگ کوئی مقابلہ نکرین مین جانبازی
کرونگا کہ فرستادہ شاہ کوکب اسلیے ہون برق عیار جو ہمراہ بلور آیا ہی شریک محفل تھا گویا ہوا کہ پہلے ہم تو جاکر دیکھ آئین کہ دل
آیا ہی یہ کہکر اٹھا مہرخ نے اٹھکر دامن پکڑ لیا کہ ایسا غضب نکرنا حیات بہت بڑا ساحر ہی وہان جانا اچھا نہین اسنے جوابدیا کہ اس طلسم
مین چھوٹا ساحر کون ہی ہمارے نزدیک بڑا چھوٹا سب یکسان ہی خدا مالک ہی یہ کہکر چلا ملکہ نے تپلہاے سحر ساتھ کر دیے کہ اسکی خبر
مجھے پہونچاتے رہین غرضکہ برق ساحر بنکر داخل لشکر حیرت ہوا یہان ہرکہ ومہ بہر ملازمت حیات بارگاہ مین جاتا تھا
یہ بھی انھین مین ملکر بارگاہ مین آیا اور ایک جگہ ٹھہر کر سیر دیکھنے لگا اس اثنا مین حیات نے اسیطرف نگاہ کی کہ جدھر یہ
کھڑا تھا برق کی آنکھ سے آنکھ ملگئی یہ سمجھ گیا کہ اسنے مجھے پہچانا چاہا کہ نکلجاؤن دیکھا تو زمین پاؤن پکڑے ہی ناچار کھڑا رہا
اسمین حیات نے دوبارہ اسکی جانب دیکھکر کہا کہ اے برق تم ہمارے گھر مین آئے ہو آؤ بیٹھو شراب پیو تمھین کیا مارین
کہ تم مہمان ہو برق بولا کہ بہت خوب حاضر صرصر نے اسکی آواز سنکر اسکو دیکھا اور کہا اے بادشاہ یہ بڑے حرامزادے
عیار ہین آپ انکو مار ڈالیے تو بہتر ہی مہمان نہ بنائیے برق نے کہا تمسے تو استانی ہم نے کوئی حرمزدگی نہین کی اب استاد ہمارے
آکر حرمزدگی کرینگے یہ کہکر جانب حیات چلا دیکھا کہ اب زمین نے پیر چھوڑ دیے یہ جاکر قریب اسکے کرسی پر بیٹھا اسنے پوچھا
کہ میری دختر مہار کیسی ہی اسنے کہا یہانسے لاکھ درجہ اچھی طرح ہین اسنے ہنسکر جوابدیا کہ تمھین لوگون نے تو بہکایا ہی اچھا اب
جاؤ اور اپنی فکر کرو ہم کسیطرح غافل نہین ہین برق نے کہا ہم ہوشیار کو غافل بنا دیتے ہین اچھا اب دیکھین تم کیسے ہوشیار ہو
یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا اور اس صورت کو جو پہلے بنائی تھی بدلکر اور صورت پر بنکر بہیئت ساحر معزز داخل بارگاہ ہوا
پھر وہی کیفیت ہوئی کہ زمین نے پاؤن پکڑ لیے اور حیات نے اسکی طرف دیکھا اسنے کہا ہم تو اسلیے آئے تھے کہ اول مرتبہ آپکی
ملاقات سے آسودہ نہوے تھے پھر جاکر مل آئین آپنے یہ بندش فرمائی کہ زمین نہین چھوڑتی صرصر نے اسکی تقریر سنکر کہا اے
موے تیری باتین مین خوب جانتی ہون اسوقت کیسا غریب بنگیا ہی حیرت نے بجواب اسکے کہا کہ اے صرصر تو کیون
جلی کٹی کرتی ہی برق نے کہا حضور یہ استانی ہی مستانی ہی استاد آئین تو دانہ گھوڑے کا دلوائین یہ کہکر عیارہ سے کہا کہ
استانی بولو گی تو ناک تمھاری نہ بچیگی یہ سنکر عیارہ کوسنے لگی کہ موے سامری تجھے غارت کرے تیرے اوپر لقا کا غضب ٹوٹے
تیری استانی پر جمشید کی مار برق نے کہا حضور منع کیجیے یہ کہکر کرسی پر آکر بیٹھا اور کہا استانی ہارج ہوگی نہین تماشہ ہم دکھاتے
حیات نے کہا کیا تماشہ دکھلائے گا کہا ایک ہوائی ایسی داغتے ہین کہ اسکے دھوئین سے دنکی رات ہوجاتی ہی اس تاریکی مین
وہ آتشبازی چھوڑتے کہ کبھی چشم پیر فلک سے بھی نہ گذری ہوتی حیات بولا کہ اچھا دکھاؤ تماشہ صرصر نے اپنے دلمین کہا کہ اب
قضا اسکی آئی ہی آخر ناچار ہوکر منت کرنے لگی کہ حضور اس عیار کی باتون پر نجائیے یہ بڑا فقرے باز ہی حضور کے دشمنونکو
ضرر پہونچائیگا حیات نے اسکے بار بار دخل دینے سے غصہ ہوکر حیرت سے کہا کہ یہ کون بے ادب ہی جو دمبدم ہمارے
کلام مین مخل ہوتی ہی نکالدو اسکو صرصر یہ سنکر آپ ہی بارگاہ سے نکلگئی کہ معلوم ہوتا ہی قضا ملکہ کے باپ کی یہان ان کو
لائی ہی غرضکہ بعد اسکے جانیکے اور لوگونکو اپنے لشکر سے حیات نے بلالیا کہ آؤ تماشہ دیکھو چشمہ جادو سپہ سالار بھی آیا برق
نے جب سب جمع ہوچکے اٹھکر ایک ہوائی داغکر جانب آسمان پھینکی ہوائی سے بجاے ستارونکے سیاہی گرنے لگی اور دھوان

تمام بارگاہ مین پھیلکر گھٹا بالکل اندھیرا ہوا اُسنے پکار کر کہا کہ دیکھیے اب آتشبازی چھوڑتا ہون یہ کہکر پانچ سات حقہ بیہوشی نکالے اور حست کرکے قریب تخت ملکہ گیا ایک حقہ منھ پر حیرت کے مارا کہ وہ اور زیادہ اُسکا دونون بیہوش ہوے چشمہ اپنی جگہ سے اٹھا کہ یہ عیار اس اندھیرے مین کیا وزن دکھاتا ہی یہ کیا سبب ہے جو ملکہ اور بیدار اُسکا گرے ہین پس جیسے ہی یہ اٹھا دھوان تمام بارگاہ مین گھٹا تھا وہ سب بیہوشی لود تھا یہ اُٹھتے ہی گرا اور سب اہل دربار چھینکین مار مار کر بیہوش ہوگئے برق خنجر کھینچکر چلا کہ سب کے سر کاٹ ڈالون مگر دیکھا کہ حیرت بیہوش ہوتے ہی زمین مین سماگئی اور ساحران معزز بھی زمین مین سمانے لگے برق کو کچھ بن نہ پڑا حیات و چشمہ ہنوز زمین مین نگئے تھے انکو اٹھا کر اسنے پشت پر لاد اکیلے چلا کہ یہ بھی ہاتھ سے نکلجائینگے تو مفت محنت جائیگی یہان ٹھہرنا بھی نچاہیے کہ حیرت زمین سے نکل آئیگی غرضکہ عیارونکو پشتارہ لادنیکی عادت ہوتی ہی یہ دونونکو لیکر بارگاہ سے باہر نکلا صورت تو بدلے ہوے پہلے ہی سے تھا جسنے اس ہیئت سے لشکر مین اسکو دیکھا روکنے کا قصد کیا اسنے کہا بھائیو مجکو نہ روکو بارگاہ مین عیار نے آکر سب کو بیہوش کیا ہی مین ٹھہرتا تو بیہوش ہوجاتا ناچار انکو لیکر بھاگا ہون کہ قتل نہوجائین تم جاؤ اور وہان کی خبر لو ساحر جانب بارگاہ دوڑے کہ ایسا نہو افسر ہمارے قتل ہون لیکن جو بارگاہ مین گیا دھوئین کے سبب بیہوش ہوگیا اور یہ لشکر سے انکو لیکر نکلگیا ادھر تیلون نے سحر کے مہرخ سے بیان کیا کہ برق ساحران مذکور کو پکڑ لیگیا ملکہ مسطورہ یہ خبر سنکر اٹھی کہ ایسا نہو عیار کو کچھ ضرر پہونچے بہار سے کہا تم لشکر سے خبردار رہنا اور آپ اڑکر روانہ ہوئی اُدھر برق ساحرونکو لادے لشکر سے جب دور نکلگیا ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرا دونونکو زمین پر رکھکر چاہا کہ قتل کرون یکایک زمین سے ایک پتلا پیدا ہوا اور برق کو اُسنے گھورا اُسکے گھورنے سے برق ایسا ششدر ہوا کہ بھاگ نہ سکا اور اسنے ساحرونکو ہوشیار کردیا آپ غائب ہوگیا انکی جب آنکھ کھلی عیار کو دیکھا ایسا سحر پڑھا کہ وہ زمین پر گر کر لوٹنے لگا انھون نے چاہا کہ پکڑ لیجائین مہرخ یہ ماجرا روے ہوا سے دیکھ رہی تھی اُسنے ایک تیر آتشین سحر کا مارا از بسکہ یہ دونون ساحر غافل تھے وہ تیر آکر حیات کے بازو پر لگا اگر کوئی اور ساحر ہوتا تو اُس تیر سے بچنا دشوار تھا یہ ساحر زبردست تھا اُسنے سحر پڑھا کہ تیر بازو سے نکلا مگر درد پیدا ہوگیا اور زخم کاری کھایا مہرخ نے دوبارہ نعرہ کرکے پھر تیر مارا چشمہ نے سحر پڑھکر پھونکا کہ وہ تیر کٹکر الگ گرا پھر حیات نے ایک سحر کا مارا ملکہ نے رد سحر پڑھا ایک پنجہ پیدا ہوا اور تیر روک لیا پھر چشمہ نے ایک ناریل مار ملکہ بزور سحر حست کرگئی ناریل دامن پر پڑکر زمین پر گرا دامن مین آگ لگی ملکہ نے خیال کیا یہ آگ سخت ہستی جلادیگی یہ سوچکر جلد تر بزور سحر زمین مین غرق ہوگئی اور ہنگام زمین پر ٹھہر کر دامن کی آگ بجھائی پھر زمین سے پشت چشمہ کیطرف نکلکر ایک نارنج سحر مارا جبتک وہ سنبھلے اور پھرے اسوقت تک نارنج پشت پر پڑکر زمین پر گرا کیونکہ وہ ساحر زبردست ہین اگر کوئی اور ہوتا تو نارنج پیٹھ کو توڑ دیتا نارنج تو زمین پر گرا مگر اُسکے بھی زخم کاری لگا مہرخ سمجھی کہ یہ ساحر بیتقصیر ہین مارے نجائینگے زخمی ہوچکے ہین وقت فرصت ہے تو اپنے عیار کو نکالے یہ سمجھکر ایک گولا فولادی بزور مارا ساحر اسکے رد کرنے مین مصروف ہوے یہ پنجہ پیدا ہوا برق کو اڑا لگئی اور جانب لشکر چلی ادھر حیات و چشمہ نے باہم صلاح کی کہ لشکر مین جانا صلاح نہین اسلیے کہ عیار نے سر بارگاہ ذلیل کیا اور اب زخمی بھی ہوے جو اس حال کو سنیگا کہیگا کہ ایک ساحرہ نے دونونکو زخمی کیا اور عیار کو لیگئی انسے کچھ نہوسکا پس مناسب نہین کہ وہان جاکر سبکی نظر و نمین حقیر ہون چشمہ نے کہا ہمیانسے کچھ دور

ایک میری دوست ساحرہ رہتی ہے کہ نام اُسکا حصار جادو اُسکے یہان چلکر آرام فرمایئے اور مرہم سحر لگاکر زخم اچھا کرکے لشکر مین چلیے حیات نے کہا یہ تدبیر معقول ہے اچھا چلو غرضکہ دونون اسیطرف روانہ ہوئے یہان برق کو مہرخ لشکر مین لائی اور بارگاہ مین اتارا بہت تعریف سب نے حال سنکر کی کہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو ایسے ساحرونکو پکڑ لیگئے برق نے کہا مین انکی تلاش مین پھر جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اسطرف حیرت وغیرہ زمین سے سب نکلے دھوان بیہوشی کا بلند جو ہوا تھا موقوف ہوا سب اپنی جگہ پر قیام پذیر ہوئے مگر حیات و چشمہ جو چلے ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے وہان قران سیر کررہا تھا اس نے انکو دیکھا جلد ایک ساحر کی صورت بنکر کچھ ہی دور یہ وہانسے بڑھے تھے کہ اُسنے آکر انھین سلام کیا وہ مستفسر ہوئے کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ بندہ سامری ہون اسی جنگل مین رہتا ہون محتاج ہوکر تلاش روزگار ہے آپکو بادشاہ صورت معلوم کرکے حاضر ہوا ہون کہ شاید آدھ سیر آٹے کا سہارا ہوجائے ساحران مذکور اسکی بات منت آمیز سنکر خوش ہوئے اور کہا اچھا آؤ ہمارے ساتھ چلو ہمنے تمھین نوکر رکھا عیار مذکور اُنکے ہمراہ چلا اور وہ وہانسے ایک باغ کے قریب پہونچے مالک اسکی حصار جادو ہے اسنے طائران سحر سے آمد انکی سنی باغ کے باہر پیشوائی کو آئی اور انکو لیکر داخل باغ ہوئی یہ باغ بہت پر بہار تھا جو نہال تھا وہ ثمر دار تھا جو گل تھا وہ خوشبودار تھا معطر کن دماغ عنادل ہر پھول پہ تصدق بلبل کا دل بیچ باغ مین قصر عالیشان بنا تھا جملہ سامان راحت مہیا تھا ساحرہ نے وہان لاکر مہمانونکو بٹھایا جام بادۂ احمر کا دور چلنے لگا قران بھی ساتھ آیا ہے بطور ملازمان باغ مین مالکون سے الگ ٹھہرا رہا حیات و چشمہ نے مرہم سیاہ شب کا جسم پر چڑھایا کہ بیت شب مہتاب کے چمکے ستارے + کھلے گل کی روش گردون پہ تارے + شام کو اکل و شرب سے فارغ ہوکر دونون ساحر آرام پذیر ہوئے حصار نے سوتے وقت ورق سامری کے دیکھے معلوم ہوا کہ غافل نہ رہنا عیار گھات مین لگا ہوا ہے یہ معلوم کرکے اسنے سحر پڑھکر حصار کردیا اور سو رہی قران بھی ایک صحنچی مین کچھ میوہ وغیرہ کھاکر لیٹا جب آدھی رات سے زیادہ رات گئی اُٹھا کہ سبکو بیہوش کرون دیکھا تو باغ مین بالکل اندھیرا ہے وہ مکان جہان ساحر سوتے ہین نظر نہین آتا ہے سمجھا کہ یہ اثر سحر کا ہے ناچار پھر لیٹ رہا اور بعد کچھ دیر کے پھر اُٹھا وہی ماجرا پھر گذرا کہ اندھیرا نظر آیا قصر کا پتہ نہ پایا لیٹے سے قصر دکھائی دیتا ہے روشنی معلوم ہوتی ہے یہی ہنگامہ رات بھر رہا جسوقت دیدۂ روزگار سے تاریکی ظلمت شب دور ہوئی اور دیدۂ سحر پر نور ہے کہ بیت کوئی پیش نظر ٹھہرے نہ تھی تاب + ہوئے نہان نظر سے نجم و مہتاب + صبحکو ساحر بیدار ہوئے اور برائے تفریح طبع باغ مین لب نہر آکر بیٹھے پانی سے ہاتھ منھ دھونے لگے قران بھی سامنے گیا اور سلام کرکے پشت براادب آکر ٹھہرا جب انکو مصروف تماشائے آب اُسنے دیکھا سمجھا کہ یہی وقت ہے مارا انکو یہ سوچکر پیچھے تو کھڑا ہی تھا لغدہ کمر سے نکالکر مارا مگر جیسے ہی لغدہ قریب اُنکے سر کے پہونچا ایک زنجیر از خود پیدا ہوکر حائل ہوگئی لغدہ زنجیر پر پڑا کہ وہ کٹی اسنے جی داری کرکے فورًا دوسرا لغدہ مارا ایک سپر فولادی پیدا ہوکر سر ساحران کی پناہ ہوگئی ساحرون نے جو یہ معرکہ دیکھا چاہا کہ اسکو گرفتار کرین قران بھی سمجھا کہ تم گرفتار ہوئے بس اور تو کچھ نہ بن پڑا ایک لات اس زور سے ماری کہ حیات و چشمہ کنارے نہر کے تو بیٹھے ہی تھے پانی مین گرے حصار انکو نکالنے مین لگی قران بھاگ کے اُسی باغ کی ایک کوٹھری مین جاکر چھپ رہا یہان یہ دونون نہر سے نکلے اور کہا ہم اس جگہ نہ ٹھہرینگے ہر چند حصار نے روکا مگر نہ رکے اور طائران سحر پر چڑھکر جانب لشکر حیرت گئے بعد انکے جانیکے حصار نے سحر پڑھا کہ ایک درخت سیب کا باغ مین پیدا ہوا

ایک پتلا سرخ اسمین سے نکلکر سامنے آیا اس پتلے سے اسنے پوچھا کہ جسنے ہمپر حربہ کیا یہ کون تھا اور کہان ہی پتلے نے کہا قران عیار ہمراہ حیات وحشیمہ آیا تھا اسنے حربہ کیا تھا اب بائین جانب ایوان باغ کے جو کوٹھری ہی اسمین ہی یہ حال پتلے سے سنکر اسنے پھر سحر پڑھا کہ پتلا اسی درخت مین چلا گیا جسمین سے ظاہر ہوا تھا اور آپ اٹھکر اس کوٹھری کے قریب آئی قران نے روزن در سے اسکو آتے دیکھا بٹ سے ملکر کھڑا ہوا اسنے آکر جیسے ہی کوٹھری مین جانے کیلیے سر ڈالا قران نے بغدہ مارا کہ سر کٹکر دور گرا مگر اس سر نے ایک قہقہہ مارا قران کوٹھری سے نکلکر بھاگا کہ یہ تعجب تو مرے پر بھی ہنستی ہی مگر جب باہر نکلا دیکھا ایک طرف تو سر قلم کیا ہوا لاشہ پڑا ہی اور دوسری جانب ملکہ حصار زندہ کھڑی ہی اور اسنے اسکو بھاگتے دیکھکر ایک انہ ماشہ کا مارا کہ پاؤن اسکے زمین نے پکڑ لیے اور اسنے کہا اے قران جو کوئی تجھکو مارتا تو اسکو بھی قتل کرتا تو نے مجھکو کیون مارا اب بھاگ کر کہان جائیگا قران کے پاؤن تو زمین پکڑے ہی تھی اسنے اپنے تئین اسطرح زمین پر گرادیا کہ جیسے کسیکو غش آتا ہی دانت بیٹھ گئے آنکھین پھر گئین یہ حالت دیکھکر ساحرہ اسکے قریب آئی اور بغور اسکی کیفیت دیکھنے لگی کہ یہ کیا اسکو ہوا جب وہ اسکے دیکھنے مین محو ہوئی اسنے ہاتھ بڑھا کر گردن اسکی زور سے تھامی اور اپنے آگے گھسیٹکر ایک ہاتھ منھ پر رکھا کہ سحر نہ کرسکے ساحرہ بہت تڑپی جب نہ چھوٹ سکی ہاتھ سے زمین پر اسنے لکھا کہ اگر مجھکو رہا کردے تو مین اطاعت کرون قران نے اسکو چھوڑ دیا۔ اسنے رہائی پاکر اپنے مقام پر جاکر اوراق جمشیدی نکالے اسمین دیکھا کہ اس عیار کو مین قتل کرسکونگی یا نہین اوراق مین یہ نکلا کہ یہ عیار بڑا زبردست ہے اگر اس سے سرکشی کی تو یہ تجھکو مار ڈالیگا غلبہ اسپر کسیطرح نہ ملیگا مناسب ہے کہ اس سے آشتی کر یہ حال معلوم کرکے اسنے سحر پڑھا کہ قران زمین سے چھوٹا اسنے کہا کہ اے مہتر جانیے آپنے مجھکو چھوڑ دیا تھا مین نے آپکو رہا کردیا قران نے کہا اسوقت تو برابر ہوئی مگر ادر رفع کیا کرینگی یہ کہکر باغ سے نکلگیا اور پھر دوبارہ پھر کر باغ مین آیا اسنے پوچھا کہ اب کیون آئے کہا اے ملکہ تھوڑی سی شراب ہمین دو کہ ہمارے پاس ہوگئی ہی اسنے الماری کھولکر گلابیان شراب عمدہ کی نکالین قران نے بھی ایک گلابی آغشتہ بدارو بیہوشی کمر مین بطور مخفی رکھلی تھی جب وہ بوتلین شراب کی لائی کہ مہتر صاحب لیجیے اسنے کہا اسکو وہ جو کنٹر سبز رنگ کا ہی اسمین کی شراب بھی تھوڑی سی ملادیجیے وہ اٹھی کہ کنٹر لے آوے جب اسکی پشت اسکی طرف ہوئی اسنے ان بوتلون مین سے ایک بوتل اٹھا کر چھپائی اور اپنی بوتل اسی رنگ کی اسمین ملادی جب وہ کنٹر لے آئی اور کہا لیجیے یہ بھی حاضر ہی اسنے کہا اے ملکہ اگر تم خفا نہو تو ایک بات کہون اسنے کہا فرمائیے اسنے کہا تم ہماری دشمن ہو بدین لحاظ اگر سب بوتلون سے ذرا ذرا سی شراب چکھ لو تو مجھکو اطمینان ہوجائے اور مین لیجاؤن اسنے ہنسکر کہا کیا مضائقہ ہی اور جام مین سب گلابیون سے تھوڑی تھوڑی شراب انڈیل کر آپ پی پیتے ہی بیہوش ہوگئی قران نے زبان مین اسکی سوزن دیا اور ستون سے باندھکر ہوشیار کیا جب اسکی آنکھ کھلی قران نے کہا اب کہو کس عالم مین ہو اسنے اشارہ کیا کہ مجھکو چھوڑ دو تو کہون مین بھی تم سے نکرونگی اسنے پھر اسکو رہا کیا اسنے کہا اے عیار نامدار جانا مین نے کہ آپ یہ دستان روزگار سے ہین مین نے آپکی اطاعت کی آپ جائیے مین موقع ومحل دیکھکر آپکے لشکر مین آؤنگی قران نے اقرار اطاعت اسلام لیکر وہان شراب وغیرہ بھی لیکر رخصت ہوکر راستہ پکڑا اور اپنے لشکر مین آکر سارا حال کہا

داستان آنا حیات جادو کا لشکر مین اور طبل جنگ بجانا مقابلہ بلور سے کرنا اور

کوکب کا آکر بلور کی مدد کرنا پھر بھیجنا افراسیاب کا ساحران نامی کو بہر جنگ اور مغلوب ہونا بہرخ کا مدد بھیجنا شاہ کوکب کا اور آنا ملکہ سہیلان بن اختر جادو کا مقابلہ لشکر افراسیاب مین اور فتح پانا بعد جنگ بسیار کے پھر گرفتار ہونا بہرخ کا افراسیاب کے سحر سے اور قید ہونا حیرت کا سحر سے کوکب کے اور رجانا طلسم کوکب مین المؤلفہ

تجھ پر عاشق مین ساقیا ہون — ساقی ساقی ہی کہہ رہا ہون
اختر گل باغ خوب روئی — رونق دہ گلشن نکوئی
لڑنے کو چلی ہے باصد انداز — ساقی در میکدہ کو کر باز
ساقی گلشن کا ہے نیا رنگ — شاہنشہ گل ہے بر سر جنگ
جیسے ہون سپاہی صف کشیدہ — یون سبزۂ باغ ہے دمیدہ
کانٹے خنجر ہین لیے تامل — ہتھیار لگائے ہے ہر اک گل
یون لالے کی باڑھ آگئی ہوئی ہی — جیسے پلٹن جمی کھڑی ہے
ہر شاخ ہے عکس گل سے گلگون — یا گل کی سواری کے ہین گلگون
استادہ ہین سرو باغ تن کر — ہون جیسے ڈٹے کھڑے دلاور
شمشیر نظر سے نرگس مست — تیار ہے جنگ پر سر دست
نہرون مین ہے آب مردم فوج — شمشیر بکف ہر ایک ہے موج
ہے ابر چمن ہوا کے پردوش — یا باد صبا ہوئی زرہ پوش
رن مین کڑکا ہوا ہے آغاز — یون خندۂ گل کی پھیلی آواز
سرپیچ کے ہون ترا خریدار — ساقی ہے شراب مجھ کو درکار
دکھلاؤن بہار جوہر تیغ — برسے مضمون قلم سے جون میغ
ہے بلبل خامہ یون دعا گو — یارب باغ سخن ہرا ہو
اے جادۂ بیاض باغ مضمون — نظارۂ گل بکھن تو اکنون

بسملان تیغ آبدار و مذبوحان خنجر جفا جنگجویان عرصہ عاشقی. و مبارزان میدان مطلوبی صفحہ تحریر کو قزح آفتاب مضامین سے رشک سپہر برین اسطرح بناتے ہین اور اختر طالع فسانہ بیان مدعین سے اسطرح چمکاتے ہین کہ

حیات بدصفات پدر حیرت بدسیرت رخصت ہو کر حصار سے جب لشکر مین آیا دن بھر مصروف سحر کاری رہا جب آفتاب حیات فروغ مہر مغرب ممات مین غروب ہوا اور حیات تازہ تنویر شمعہاے محافل سپہر یعنی کواکب کو خلاق دہر نے عنایت فرمائی **نظم**

کہ اتنے مین چھپا وہ جلوۂ روز ... ہوئی روشن ہر اک شمع شب افروز
ہوئی پاپوش عالم شام تاریک ... چھپے آنکھون سے لطف دور و نزدیک

طبل جنگ بحکم حیات بد آہنگ بجا جاسوس خبر لیکے مہرخ والا گہر کے آگے قدمبوس ہوے ملکہ موصوفہ نے خبر نو آخت کوس حربی لشکر جانب سرداران لشکرگاہ کی بلور نے عرض کیا کہ کچھ تردد نہ فرمائیے غلام بہر جان نثاری حاضر ہے میرے نام پر طبل رزم بجوائیے ملکہ نے اسکی ہمت پر آفرین فرمائی اور نفیر سحر بجائی ہزارہا نقارہ لشکر مین بجگیا زلزلہ دشت نبرد مین پڑ گیا ہر ایک ساحر نامی سحر تیار کرنے لگا دم افسر کی صحبت کا بھرنے لگا مہرخ جب داخل شبستان ہوئی سحر خوانی کرنے لگی ملکہ بہار نے اپنی بارگاہ مین آکر سیر سحر کے چہار جانب دانہ کیے پتلیان کاغذ کی کاٹ کر گہنا پھولونکا پہنا کر تخت کاغذی پر بٹھا کر سحر پڑھا کہ وہ جانب فلک اڑ گئین اسیطرح زلزلہ ولرزان وغیرہ نے تدبیرین کین لشکر مین ڈمرو بجا کیا بنگالنون نے ہوم کیا بیر ہر ایک ہنسا کیا بھینسے بھینٹ مین چڑھے کلوا بیرون نے آدمی کے کلیجے تذ مین لیے چھومنتر کی چار سمت صدا بلند تھی جوت کا دیا جب جلتا ڈھولا جھومتا پون کھیلتی مگر منھ سے نہ بولتی ساحران منتا کرتا دہائی لونا چماری کی دیتا بہرصورت اقرار اطاعت لیتا ساحر و منیح یہ ہنگامہ تھا اور تلوار لڑنیوالون کا عزم بہادرانہ تھا کوئی ہتھیار صاف کرتا دم شجاعت کا بھرتا کوئی مونچھونکو تاؤ دیتا نام کر جانے پر مرتا خلاصہ یہ کہ رات بھر ایسا ہی غلغلہ برپا رہا جب خلعت حیات خیاط قدرت نے شہنشاہ خاور کیلیے قطع فرمایا اور جامۂ ہستی کواکب سپہر چاک چاک ہوا کہ **ابیات**

سحر گہ خروش آمد از کرنا ... ہم از کوس رویین و ہندی درا
سپہ را جو روانہ در آمد بروے ... جہان شد پر آواز پرخاش جوے
ز انبوہ اسپان گرد سپاہ ... بہ بیشہ درون شیر گم کرد راہ
بر آمد یکے باد و گرد کبود ... زمین ز آسمان ہیچ پیدا نبود
ز خفتان و از خنجر ہندوان ... ز اسپ و ز آلات و برگستوان
ز ساز و ز گردان ہر دو گروہ ... زمین ہمچو دریا شد و گرد کوہ
دو رویہ سپہ برکشیدند صف ... ز خنجر ہمی یافت خرشید تف
بہ پیش سپہ آوریدند پیل ... جہان شد بکردار دریاے نیل
سواران جنگ از پس و پیش و پیشیا ... ہمہ برگرفتہ دل از جان خویش

مہرخ و حیات باتجمل مذکورۂ بالا جب میدان حرب مین پہونچکر صف کشیدہ ہوئین چشمہ سپہ سالار حیات سے اجازت لیکر میدان مین آیا کلمات لاف و گزاف زبان پر لایا پھر مبارز خواہ ہوا بلور نے اسطرف سے قصد روانگی کیا تھا کہ نور افشان نام ایک ساحرہ جو ہمراہ بلور لشکر کے افسر ہو کر آئی ہے عرض پیرا ہوئی کہ جب حیات بدخو نے لشکر کا اسوقت

آپ مقابلہ مین جائیگا اسکے مقابلے کو مین جاتی ہون بلور نے اسکو اجازت دی کہ وہ طاوس اُڑا کر مقابل آئی چشمہ نے ایک ناریل سحر کا مارا اُستے ناریل آتے دیکھکر اشارہ جادو پڑھکر کیا کہ وہ ناریل تکڑ دور گرا چشمہ نے جھلا کر ایک گولہ فولادی ایسا سحر کرکے مارا کہ اُسنے ہر چند رد کرنا چاہا مگر رد نہو سکا اور پیشانی پر آکر لگا کہ سر اُسکا پھٹ گیا از بسکہ ساحرہ زبردست تھی ہلاک نہوئی بیر اُسکے اٹھا کر لشکر مین لائے اور چشمہ نے پھر مبارز طلب کیا بلور مرکب بڑھا کر سامنے گیا اُسنے پھر گولا مارا بلور نے سحر پڑھا کر چالیس سپر بن سحر کی از خود مقابل آگئین مگر گولہ نے سر کا سپر بن توڑ گیا بلور بہت جلد زمین مین سما گیا گولا اوچھا سا سر مین لگا اور گر کر سرد ہوگیا اور بلور زمین سے پشت کیطرف چشمہ کے نکلا اور پکارا کہ اے بیحیا خبردار ہے نہ کہا کہ خبردار نہ کیا یہ کہکر ایک بیضہ عقاب جمشید کا کہ کوکب نے چلتے وقت دیا تھا نکالکر مارا چشمہ نے لاکھ چاہا کہ رد کرون لیکن نہوا اور بیضہ پشت پر جا کر پڑا سینہ توڑ کر نکلگیا شور اسکے مرنیکا بلند ہوا حیات بیباکانہ دوڑا کہ اے غضب کیا تو نے کہ مارا اس شخص کو جو اپنا نظیر نہ رکھتا تھا یہ کہکر فوج کو حکم دیا کہ لینا اس خیرہ سر کو فوج چار سمت سے تیغ در تیغ مارتی چلی اسطرف سے مہرخ باسپاہ بیکران حملہ آور ہوئی سحر کی گھٹا مین گھر آئین باران تیر و سنگ و مار آتش برسنے لگا برق شعلہ ریز کوندی رعد گرجا تلوارون نے بہادرونکی دریاے خون بہادیا سرکشون کو خواب عدم مین سلادیا کہ ابیات

ہمہ یک بہ دیگر بر آویختند	چو رود روان خون ہمی ریختند
چو آواز کوس آمد از پشت پیل	ہمی مرد بیہوش گشت از دو میل
بہ تنگ باد پایان زمین راکنان	در و دشت شد پر تن بے سران
زمین جنب جنبان شد از میخ و نعل	ہوا از درفش سران گشت لعل
ز آواز گوپال بر ترک خود	ہمی داد گردون زمین را درود
بیابان چنان شد ز ہر دو سپاہ	کہ بر مور و بر پشہ شد تنگ راہ

اسی گرمی جنگ مین بلور مٹھیان کھولتا اور بند کرتا پتلے پیدا کرکے لڑتا ہوا تا قریب حیات پہونچا اسنے ڈانٹا کہ او بے ادب کہان آتا ہے اُسنے بھی للکارا کہ او بے بانی شراب بیجگر کہان جائیگا اسنے اپنی جھولی سے ایک تخم درخت باغ زردشت کا نکالکر زمین پر پھینکا اور ایک شیشہ پر از آب نکال کر بانی تخم مذکور پر چھڑکا فوراً وہ بیج بہ آبیاری آب سحر زمین سے اُگا اور بڑھکر درخت عظیم الشان ہوگیا بجاے پھل کے تلوارین اسمین پھلین اور بیلیونکی طرح لٹکنے لگین جو ساحر کہ اُڑکر جانب لشکر حریف چلے اُس درخت پہ آتے ہی دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرے حیات مع لشکر حیرت کے سایہ درخت مین اسطرف ٹھہرا اور شجر سے بجلیان بنکر وہ تلوارین لشکر مہرخ پر گرنے لگین سالہا ساحران قطع ہونے لگا بلور یہ کیفیت دیکھکر بسان شیر غضبناک جھپٹا اور دستہ حملہ کرنے سے رکا اسنے بھی برق درخشان کیصورت اپنی بنائی اور درخت پر آکر چمکا بلور کڑکڑا کر اُس شجر پر گرا ہر چند کہ درخت اسنے جلا دیا مگر آپ بھی ان تلوارون سے جو درخت مین تھین زخم ایسے کھائے کہ تمام جسم فگار ہوگیا اور ریچھ ہوکر زمین پر گرا یہ دیکھ حیرت تلوار سحر کی بلند کر دوڑا کہ سر کاٹ لون مہرخ عقاب بنکر تخت پرسے اُڑی درخت تو جل ہی چکا تھا بڑھا کر بلور پر گری اور پنجہ مین داب کرلے اُڑی بلور فرط جراحت سے بیہوش تھا ملکہ پنجہ مین دابے

اسکو لشکر مین نہ لائی چاہ سامری کیطرف علاج کیلیے لیگئی کہ اگر عرصہ گذریگا تو ان زخمونسے بچنا اسکا دشوار ہے پس یہ تو ادھر گئی ادھر حیات نے پھر فوج کو حکم دیا کہ ہان مارلو ان نمکحرامونکو فوج ساحران تر سول و پنسول پکڑ کر یا سامری مدد کھتی ہوئی پھر لشکر مہرخ پر آپڑی بہار نے جو یہ حالت دیکھی سمجھی کہ بعد مہرخ خواجہ نے مجھکو اس سپاہ کا بادشاہ کیا ہے اسوقت لشکر بے سردار کا ہو رہا ہے اور درخت سے بہت لشکری زخمی ہین جنگ عظیم پہلے بھی ہو چکی ہے اب کسی مین دم نہین ہے جو میدان مین ٹھہرے یقین ہے کہ بھگدڑ پڑے اور لشکر سارا تباہ ہو جائے پس مجھکو مقابلہ کرنا لازم ہے یہ سوچکر اپنے تخت پر سے کودی اور اسطرح چلی کہ بہار حسن حسینان لبسان کنیزان اُسکا دامن ناز بہ ہزاران اعزاز سنبھالے تھی نگاہ مست اسکی نیزہ مژگان سے ہزارون سینہ پر کرنے کو دیکھے بھالے تھی اسی انداز سے بیچ میدان مین پہونچکر ایسا سحر پڑھا کہ ہولے سرد دشت عالم مین وزان ہوئی اور جسکے نخل قامت مین لشکر حریف کے وہ ہوا لگی سرو آسا پابگل ہو کر اپنی جگہ پر ٹھہر رہا آگے نہ بڑھ سکا جب حملہ کرنے سے وہ فوج رکی آتش شعلہ بلاغ خوبی نے پھر جادو کی دستک دی اور پکار کر کہا اے بہار آؤ بہار تو اس گل رعنا کی ناز بردار و شیفتہ برنگ ہزار ہے حکم کے ساتھ ہی حاضر تھی سب نے دیکھا کہ ابر بہاری گھر آیا ہوا اُسکی ہوا خواہی کا دم بھرنے لگی زمین بہر نثار زر گل ہزاران ہزار دامن دامن لائی ہر سمت خیابان سمن و نسرین بصد لطافت و رنگین ظاہر ہو کر خوشبو سے دماغ جان جہان معطر کرنے لگے چمنستان مین ازہار و گل و ریاحین برائے شوق نثار ظاہر ہوئے دم بھر مین یہ خراب آباد وہ بہشت ہشتم تھا دشت سارا گلستان سعدی کا باب ہشتم تھا کہین جانان چمن بر لب جو تن رہے تھے کہین عروس گلشن کے جوبن زیادہ ہونے کو گل کے زیور بن رہے تھے کہین فریاد بلبل و قمری کا شور گلشن گلشن رقصان ہو کہین سنبل تر کیے پیچ زلف مہوشان کو پیچ سکھاتے کہین ڈورے نگاہ نرگس مست کے چشم نرگسی گلعذاری کو پھندے مین پھنساتے ہین سبحان اللہ طرفہ بہار نخلبندی سحر بہار سے ظاہر تھی کہ مدحت سرائی مین جسکی زبان بلبل قاصر تھی نہرون نے وہ آب و تاب سے آبرو پائی تھی کہ صفائی ضیائے گوہر صدف فلک خاک مین ملائی تھی چشمہ مہر و ماہ مین یہ لطافت کہان تھی اس چشمہ کی شہرت صفا از ماہ تا ماہی عیان تھی گلونکی رنگینی نگار خانہ چینی کیا بلکہ ارژنگ خانہ فلک سے بھی عمدہ پروین و پیران سے بہتر ہر ایک شگوفہ کہین لالہ زار کہین پھولون کا انبار کہ بموجب

ابیات

بہار فصل گل کی تھی پڑی دھوم
لڑے تھے بلبلوں کے آج مقسوم
گھٹا کالی تھی وہ ساون کی چھائی
کہ طاؤسون نے کیفیت دکھائی
مہکتے تھے چمن مین گل ہزارون
چہکتے تھے پڑے بلبل ہزارون
بندھا رنگ عروسان چمن تھا
وہ رنگ گل کہ گرجان چمن تھا

اس کیفیت بہار کو سب دیکھ رہے تھے کہ یکایک صدائے خلخال پائے معشوقہ بردے ہوا سنائی دی اور ایک تخت بارفعت زمین پر اترا اسپر ایک محبوبہ نازک بدن جسکا روئے زیبا باز صد چمن سوار تھی واقعی دیار حسن کی تاجدار تھی کج ادائیونکی ایسی حاکم کہ فلک پر جفا اُسکے زیر فرمان ناز و غمزہ جانستان پر وہ حکمران زلف کرا اسکی کیون دھیان کر صفت یہ سودا مول کیون لون شب تار نے روز ازل اس زلف کی محبت کا دم بھرا تا عمر سوختے کا خلق گیا ہے تا بان

کے روبرو چشمہ خور آبرو ریز عارض رخشان قمر کو غیرت انگیز چاہ زنخدان مین نہان آب چشمہ حیوان دندان دہن سلک گوہر غلطان کہ نظم

بنا تھا نور کا بالکل سراپا / وہ قامت تھا کہ شعلہ طور کا تھا
پریزادون کو کرتی تھی وہ قربان / لٹائے حور اس سے آنکھ کیا جان
لٹکتے پاؤن تک ہین موے مشکین / فدا ہین نافہاے آہوے چین
عجب بالون مین پیشانی تھی پرنور / میان ابر تیرہ جلوۂ حور
بلند اسکا تھا ایسا سینہ صاف / بلورین کوہ سے ہے بڑھکے شفاف
قیامت توڑ تھا ان چھاتیون کا / نہ ہوگا تیر مین یہ توڑ اصلا

زیور جواہر آگین سر سے پا تک پہنے لباس زعفرانی زیب قامت فرمائے تخت سے اتر کر اس گلشن سحر مین بصد ناز برنگ طاؤس طناز خرامان ہوئی لشکریان حیات وحیرت اس جادو صورت عورت کو دیکھکر تاب برق جمال اسکے اور محو ہوکر بیہوش ہوگئے سواے حیرت وحیات کسیکو ہوش نہ رہا اتفاق سے اسوقت ابرق وزیر فرستادہ بادشاہ طلسم حیرت پاس آیا جب یہان پہونچا ہواے گلشن سحر جو جسم مین لگی وہ بھی جھومنے لگا اور وہ زن سحر جو گلگشت کر رہی تھی اُسنے ایک گلدستہ نرگس کے پھولون کو اس باغ سے توڑکر بنایا اور ہاتھ پر رکھکر اچھالدیا گلدستہ جانب فلک گیا ہواے سرد چلنے لگی پھر سب کی آنکھ مع حیرت کے آنکھ بند ہوگئی بعد لحظے کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک ایک درخت نرگس کا ہر لشکری کے روبرو لگا ہے اور ہر شخص اس درخت کے نیچے بیہوش پڑا ہے حیرت نے اُسوقت گھبراکر ابرق سے کہا کہ اے وزیر اعظم کیا تم پر بھی اس چھوکری بہار کے سحر نے اثر کیا ہے ابرق ایسا محو تھا کہ اُسنے ملکہ کے کلام کا کچھ جواب نہ دیا حیرت سمجھی کہ بڑا غضب ہوا مارا بے اجل اس لڑکی نے بس بہت جلد سحر پڑھکر دستک دی ایک عورت فلک سے شیشہ مثل گلدستہ کے بنا ہوا ہاتھ مین لیے اتری ملکہ نے اپنی ران کاٹکر اس عورت پر خون کا چھینٹا مارا وہ چھینٹا کھاکر سب بیہوشون پر اور سارے درختان نرگسی پر شیشے سے پانی چھڑکنے لگی وہ درخت غائب ہونے لگے اور لشکری ہوشیار ہوگئے مگر اپنے آپے مین نہ تھے تعریف حسن زن سحر جو بہار نے بلائی ہے کرتے تھے اور شعر عاشقانہ پڑھتے تھے حیرت نے اس عورت سے کہ جسپر خون کا چھینٹا مارا تھا کہا کہ جا اور اس عورت کو جو چمنستان مین پھر رہی ہے قتل کر اس عورت نے جواب دیا کہ ملکہ نرگس جادو ہے مطیع ملکہ بہار میری مجال نہین جو اسپر دست درازی کر سکون یہی بہت ہے کہ مین نے ان بیہوشونکو ہوشیار کردیا یہ کہکر غائب ہوگئی حیرت نے اسوقت ایک مالا موتیونکا اپنے گلے سے اتارا اور پکار کر کہا کہ اے بہار دیکھ یہ سحر بھی نہ دیکھا ہوگا بہار نے مالے کو دیکھکر شناخت کرکے ایک قہقہہ مارا اور کہا مجھکو یہ معلوم نہ تھا کہ قطرہ ہاے آب چشمہ سامری منجمد کرکے موتی بناکر تو نے اپنے پاس رکھے ہین ورنہ پہلے سے اسکی بھی تدبیر کیجاتی خیر اب بھی تو میرا کیا کریگی ہان تیرا لشکر البتہ بچ جائیگا حیرت نے کہا او چھوکری کیون ایسی باتین کرتی ہے سامری کے غضب سے ڈر ارے مین تیری بہن ہون یہ تیرا باپ ہے جو سامنے کھڑا ہے بچی مین نے اور تو نے ایک ماں کی کوکھ مین پاؤن پھیلاے ہین یہ ڈھٹائی کرنا اچھا نہین جوانی سے پھٹ پڑیگی یہ سحر جو بادشاہ طلسم نے تجھے سکھائے تھے اسلیے کہ تو مجھپر ہاتھ صاف کرے بہار نے کہا باجی خفا نہو اگر تم میری بہن ہو تو میرے پاس آؤ مسلمان

ہوجاؤ سلطنت میرے لشکر کی گردوے افراسیاب کو مار وحیرت یہ سنکر آگ ہوگئی اور کوسنے لگی کہ ارے تو ناشاد مرے
اپنی جوانی سے جائے تو موئی میرے وارث کو کوستی ہے تیری سلطنت کو خاک مین ملاؤن تجھے گھری گور مین تو پون غرضکہ یک
جھک کروہ مالا جانب فلک اچھالا ازبسکہ وہ موتی تو اصل مین پانی تھے ہی مالا بلند ہوتے ہی ابر پیدا ہوکر لشکر حیرت وغیرہ
پر محیط ہوا اور پانی برسنے لگا تمام لشکر بھیگا سحر بہار اتر گیا لشکری ہوش مین آگئے بہار کا باغ اسیطرح بنا رہا اسنے چاہا کہ پھر
سبکو بیہوش کرون حیرت نے طبل بازگشت بجوا دیا کہ ابکی توڑ اسکے باغ سحر کا نہوسکیگا اور ازبسکہ دن بھی تمام ہوچکا تھا
اور ساحرہ شب باغ انجم میدان فلک مین سرسبز کیا چاہتی تھی کہ بیت بیکایک چرخ اخضر جرخ کھایا + گیا دن سبز رنگ شام
آیا + بہار بھی طبل آسائش بجوا کر پھری رد سحر پڑھا کہ باغ سحر غائب ہوگیا ملکہ نرگس تخت پر بیٹھکر اپنی بیگم پر گئی غرضکہ دنون
لشکر پھر کر اپنے اپنے خیام مین آکر آسودہ ہوئے مورخ چونکہ لشکر مین نہتھی بہار نے بعوض اسکے سلطنت اختیار کی رات کو
دربار کیا طلایہ دار مقرر فرمایا بعد جملہ انتظام شبستان مین جاکر آرام کیا اس طرف حیرت جب بارگاہ مین داخل ہوئی حیات
نے کہا مین اب اس حرامزادی لڑکی کو مار ڈالونگا اب کی کائنات کا سحر تیار کرونگا حیرت نے کہا آپ ٹھہریے مین بادشاہ
پاس جاتی ہون جو انکی صلاح ہوگی وہ کیا جائیگا یہ کہکر وہان سے اڑی اور ایک پہاڑ قریب دریاے خونزدان ہے اس کوہ
پر آکر سحر پڑھا پنجہ پیدا ہوا آکر باغ سیب مین لایا   یہان ابرق وزیر پہلے سے آیا تھا اور سارا حال لڑائی اور سحر بہار کا
بیان کیا تھا بادشاہ غضبناک بیٹھا تھا کہ ملکہ نے جاکر سلام کیا اور پہلو مین بیٹھی بادشاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ دیکھا تم نے تمھاری
بہن نے کیا کیا حیرت نے کہا مین اسی لیے آئی ہون کہ آپ اسکو مار کیون نہین ڈالتے اسپر رحم کسلیے فرماتے ہین بادشاہ
نے کہا اب مین اور فکر مین ہون کوکب لڑنے آیا ہی چاہتا ہے اور ایک بیابان ہے اس طلسم ہوشربا کے اور طلسم کوکب کے
ڈانڈے پر اس بیابان کو ایک ملک سمجھنا چاہیے اس ملک کا بادشاہ جہاندار شاہ جادو نام ہے اور اس بیابان کو بیابان
گلریز کہتے ہین چنانچہ وہان ایک ساحر رہتا ہے معمار قدرت اسکا نام ہے وہ تالاب جمشیدی بزور سحر بناتا ہے مجکو بزور سحر معلوم ہوتا
ہے کہ ساحر بھی مجھسے لڑنے آئیگا بس مین ان فکرو مین ہون یہ چھوکری بہار کیا حقیقت رکھتی ہے اب تم جاؤ مین بلور و
مرح کو چاہ سامری پر سے پکڑوا کر تمھارے پاس بھیجونگا انکو قتل کرنا محافظ چاہ سامری انکو لائیگا اسکی عزت کرنا وہی سب کام
تمھارا کردیگا یہ کہکر ایک نامہ تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ اے مختار جادو ہوشیار رہنا وادی چاہ سامری پر زخمی ہوکر پانی
پینے آتے ہین انکو گرفتار کرکے ملکہ حیرت پاس پہونچا دینا یہ لکھکر پنجہ کو دیا کہ وہ لیگیا اور حیرت رخصت ہوکر لشکر مین آئی
حیات سے سب حال بیان کرکے دربار برخاست کیا آرام پذیر ہوئی لیکن اب حال چاہ سامری کا سنیے کہ یہ کنوان
چاہ آراستہ نام رکھتا ہے اور صحراے مرجان کے درمیان واقع ہے اور جسطرح چاہ زمرد کہ جسپر میلا ہوا تھا تمام ساحران اندر
چاہ کے رہتے ہین اس کنوین مین بھی مسکن گزین ہین اور مالک ان سب کا مختار جادو ہے چنانچہ وہ اندر کنوئین کے
دارالامارہ شاہی مین بیٹھا تھا کہ پنجہ نے لاکر نامۂ شاہ طلسم اسکو دیا نامہ اسنے لیکر سر پر رکھا اور بعد تعظیم پڑھا جب
مضمون سے واقف ہوا چالیس ساحر گرد کنوئین کے چوکی دیتے ہین انکو حکم بھیجا کہ تم اندر چاہ کے آکر بطور مخفی ٹھہرو اور
جو کوئی اس جنگل مین پانی بھرنے آئے اسکو پکڑ لینا جب ساحرون کو حکم پہونچا سر چاہ سے پہرا اٹھا کر اندر چاہ کے مقرر کیا اور

بانتظام تمام بیٹھے اسطرف سے مہرخ و بلور کو یہ صحراے طلسم طے کرتی صحراے مرجان مین پہونچی یہان دیکھا تو تمام اشجار
صحراے سرخ گون آگ لگی معلوم ہوتی ہی گھانس تمام سبز ہی سرخی و سبزی باہم ملکر عجب حسن دکھاتی تھی لب لعلین سبز رنگان دہر کو
شرماتی تھی مونگے کے درخت دبر جوٹ موٹ دیتے تھے جواہر خانۂ بہار معلوم ہوتے تھے ملکہ مہرخ بیچ صحرا مین آکر ٹھہری بلور قرط جراحت
و تموج ہوا سے بیہوش تھا یہان کچھ اُسکو ہوش آیا ملکہ مذکور باہستگی اسکو لیے ایک درۂ کوہ مین آئی اور ایک جگہ کی مٹی اٹھا کر
سونگھی پھر اُسی مقام کو خنجر سے کھودا دہانہ نقب ظاہر ہوا یہ اس نقب مین مع بلور اتر گئی اندر نقب کے ایک باولی بہت خوبصورت بنی کہ
جسکی چاہ مین یوسف ان باولی کا پچھڑا نوا ڈول ہے دلو فلک کوکب سامنے اُسکے کوئی سڈول کہے آبروے چاہ نخشب سامنے اس عمارت
کے بانی بانی خلاصہ یہ کہ بہت لاثانی بیچ باولی مین ایک کنوان اندارہ بنا جگت اسکی بلورین لب گردان یاقوت کی سامنے تھے
کا بھرنا بنا حوض بہت نایاب و پختہ تعمیر کنارے اُسکے ہزارہا فوارے کا خزانہ ساون کی جھڑی کا نقشہ ہر فوارہ دکھاتا
کنوین پر چرخی چڑھی جو عقل پیر چرخ کی چرخ مین لاتی پتلیان پتھر کی گرد پنہار یان بنی کھڑمٹ کمر پر گھڑے رکھے بعض
پانی بھرتین ملکہ مہرخ نے رسی جو چرخی سے لپٹی تھی یا حبل المتین کہکر کھولی سونیکا ڈول آہین بند صعادمن نعتصم باللہ و بالعروۃ
الوثقی پڑھکر کنوئین مین ڈالا دیکھا تو خبر کوئی نہوا سمجھی کہ جو کیداران چاہ بےخبر ہین تو اپنا کام کر یہ سمجھکر جلد جلد پانی بھرا دہ
بلور کو پلایا زخمونکو اُسکے دھویا فوراً سب زخم اچھے ہو گئے ملکہ مذکور نے دوسرا ڈول بھر ڈالا کہ ابکی بھر کر پانی ساتھ
لیتی چلون کہ کام آئیگا بار بار آنا نہ پڑیگا غرضکہ یہ غافل ہو کر پانی بھرنے لگی اور بلور جھک کر تماشاے آب چاہ دیکھنے لگا
وہان مختار تو انکی فکر مین لگا ہی ہوا تھا جو کیدار اندر کنوین کے موجود تھے انھون نے سحر پڑھکر ملکہ و بلور دونوں کے پاؤن
جگت پر سے پھسلے اور دونون کنوئین کے اندر گرے سحر کے بیرون نے ڈھکیل دیا جب یہ کنوئین مین غوطہ کھا کر اُبھر نکلے
چالیس ساحر نامی و نامور وہان موجود تھے وہ سب لپٹ گئے اور انکو کھینچ لیا یہ غلطان و پیچان نہ آب تک چلے گئے جب
پاؤن زمین سے آشنا ہوے دیکھا کہ ایک چوکی اس جگہ بچھی ہی اور جہانتک نگاہ کام کرتی ہی وہی جنگل مونگے کا لگا ہی نہ وہ
کنوان ہی نہ باولی کا پتہ ہی مہرخ نے بلور سے کہا کہ ہمنے غفلت کی دشمنون نے اپنا کام کر لیا ہم اسیر ہو گئے یہ کہکر اس چوکی کی
پر دونون بیٹھ گئے کیونکہ وہ ساحر محافظ جو انکو کھینچ لائے ہین ایسا سحر انھون نے کیا ہی کہ یہ بیخود ہین سحر بھی نہین پڑھتے ہین
اور تاثیر سے اُنکے سحر کے چوکی پر از خود بیٹھے ہین بس جیسے ہی چوکی پر بیٹھے وہ چالیسون ساحر گوشہ ہاے صحرا سے ظاہر
ہوکر گرد اُن کے آ گئے اور محاصرہ کر لیا پھر سحر پڑھکر اس چوکی کو اڑایا اور انھین لیکر چلے یہانتک کہ وہ صحراے مرجان
تمام ہوا اور ایک قلعہ فلک فرسا دکھائی دیا دروازہ اُسکا ایسا ان درہ کوہ بہت بڑا تھا پھاٹک اسمین لگا تھا
گرد دیوار قلعہ خندق پانی سے بھرا تھا دروازے سے کچھ فاصلے پر ہزارہا ساحر اترا ہوا تھا ہوم خانے بنے تھے بستر
ساحرونکے لگے تھے پوجا پاٹ سامری کا ہو رہا تھا ڈفلے بجتے تھے بھجن ہوتے تھے سب خوش و خرم بیٹھے تھے کہ یہ
قیدیونکو لیکر پہونچے اور اُنسے اجازت لیکر داخل قلعہ ہوے قلعہ بہت آباد تھا ساکن قلعہ ہر ایک دلشاد تھا بڑے
بڑے پجاری سامری کے بستے تھے مکان عالیشان بنے تھے دکانین آراستہ تھین بازارین رنگین گلیان صاف سڑکین
شفاف آراستہ تھین یہ راہ طے کر کے دار الامارۂ شاہی مین آئے یہان بھی مجمع عام تھا درباریونکا اژدحام تھا مختار کم

تخت شاہی پر بیٹھا تھا ان دونون کو دیکھکر ہنسا اور کہا اے مہرخ شہنشاہ ساحران سے منحرف ہوکر بچنا دشوار تھا آخر
گرفتار ہوکر تو نے جان دی مہرخ کے بسبب سحر ہوش وحواس درست نہ تھے اسکی باتونکا کچھ جواب دیا اور اسنے حکم دیا
کہ ہماری فوج تیار ہو ہم ان مجرمونکو پہونچانے جائینگے بمجرد حکم قلعہ مین چوبیس ہزار ساحر تھے بارہ ہزار انمین سے تیار ہوے اور
بارہ ہزار برائے حفاظت ملک وجاہ رہے تختہائے سحر پر بیٹھکر خیام وبارگاہ بار کرا کر بہ عظم وشان تمام مختار نے کوچ کیا
نفیر ونقارے بجتے ساحر نیرنگیان سحر کی دکھاتے روانہ تھے قیدیونکو بحفاظت ساتھ لیا ساحران نامی تھے کی پر قیدیونکو بٹھائے
صحرا ے مرجان جب طے کرکے آگے بڑھے مہرخ نے دیکھا کہ یہ وہی راستہ ہے جدھر سے مین آئی تھی حیران تھی کہ مین سرچاہ
پر آکر پہونچی تھی اب کنوئین کے اندر سے قید ہوکر آئی ہون یہ کیا ماجرا ہے کہ ایک ہی راہ پر پہونچی ہون پھر سمجھی کہ مقدمہ طلسم
ہے اسوجہ سے راہ کا بھید سمجھ مین آنا دشوار ہے غرضکہ خاموش ہو رہی اور ساحر بعد قطع منازل وطے مراحل قریب لشکر
حیرت پہنچا حیرت نے جب خبر آمدنی بہر استقبال مع سرداران نکلے آئی اور نہایت احترام سے پیشوائی کرکے داخل لشکر
کیا فوج اسکی اتری طبل داخلے کے بجے ملکہ مذکور بارگاہ مین آئی مختار مقام صدر پر جانب دست راست تخت پر بیٹھا اور جو کی
طلب کرکے بیچ بارگاہ مین بچھادی قیدی اسپر بیٹھے ہین اٹھا نہین جاتا ہے بالکل بحس وحرکت ہین بارگاہ مین ہنگامہ عشرت گرم
ہے جام ارغوانی کا دور چل رہا ہے ناچ ہو رہا ہے عیار بچیان بھی آئی ہین اور ندر دیکر ٹھہری ہین خدمت ملکہ مین عرض کیا
ہے کہ عیار قیدیونکی فکر رہائی مین ضرور آئینگے پس ہم جسکی جانب اشارہ کرین آپ فوراً قید کر لیجیے گا بھاگنے نہ دیجیے گا
یہان تو یہ مذکور رہی عشرت کا دستور رہی لیکن جاسوسان لشکر اسلام خبرین معلوم کرکے سامنے بہار کے آکے بعد
دعا وثنا کے حال آمد مختار وراسیری مہرخ وبلور معرض بیان مین لائے بہار نے یہ خبر سنکر برق سے کہا کہ مین جاکر
بارگاہ سے ملکہ کو لاتی ہون یہ کہکر چاہا کہ اٹھے دیکھا تو شانو نپر اسقدر بوجھ ہے کہ جیسے کوئی دبائے دیتا ہے سمجھی کہ
مختار نے اپنی شوکت دکھائی ہے کہ وہان سے تجھپر سحر کیا ہے خیر سمجھ لیا جائیگا یہ سمجھکر خاموش ہو رہی اور برق نے کہا کہ اے ملکہ اب لشکر
تمہارے دم سے وابستہ ہے تم ٹھہرو مین جاتا ہون یہ کہکر اٹھا اسپر سحر نہ تھا بارگاہ سے نکلکر صورت ساحر کیطرح بنکر داخل
لشکر حریف ہوا دیکھا تو یہان بڑی خوشی ہو رہی ہے تمام ساحر بارگاہ مین آمد ورفت رکھتے ہین یہ بھی اسی ہنگامہ مین
داخل بارگاہ ہوا مختار کا بڑا مرتبہ دیکھا کہ نذرین گذر رہی ہین ناچ ہو رہا ہے ساحر اسکو مالک جاہ سامری سمجھکر
ڈنڈوت کرتا ہے برق ایک طرف گھات مین کھڑا ہو رہا اسکو صرصر نے دیکھکر پہچانا اور اشارہ مختار سے کیا کہ یہ سامنے
عیار کھڑا ہے اسکو گرفتار کرو اسنے عیارہ کا اشارہ سمجھکر ایک ناریل نکالکر ایسا سحر پڑھا کہ جسپر یہ ناریل پڑے اسکو ہلاک
کرے پس وہ ناریل بجلا دیکر برق پر کھینچ مارا برق ناریل آتے دیکھکر جلدی سے اسجگہ بیٹھ گیا ناریل سر پر سے گذر کر
ایک ساحر مینائے جادو کے سینے پر جا کر لگا کہ بعد برق وہ کھڑا تھا چنانچہ سینہ اسکا توڑ گیا اور برق نے اٹھکر کہا
کہ وہ مارا اے مختار کیا کہنا واہ کیا صفائی ہے اسنے چاہا کہ پھر کچھ سحر کرون مگر شور ساحر کے مرنے سے بلند تھا اندھیرا
تھا برق اسی غلغلہ مین اسکے قریب آیا اور ایک دھول مار کر سر سے تاج اتار کر بھاگا اسنے کہا لینا لیے جاتا ہے یہ کہتا
ہے اور سحر کرنا بھولا ہوا ہے غرضکہ برق نکلکر لشکر مین بہ ہئیت مبدل پھرنے لگا اور وہان جب ہنگامہ مرگ ساحر بطرف

مختار کو برہنہ سر دیکھ کر حیرت نے اور تاج منگا دیا اُسنے کہا کہ اے ملکہ مین اس عیار کو ابھی پکڑے لاتا ہون ملکہ نے کہا تم کیون جاؤ وہ خود یہان آئیگا عیار تو ہر وقت یہان موجود رہتے ہین انھون نے تو سارا طلسم برباد کر رکھا ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ نامہ شاہ طلسم آیا مضمون اُسکا حیرت نے پڑھا لکھا تھا کہ اے خاتون مین مختار مالک چاہ سامری ہین اس سبب سے ہمکو انکی پرستش لازم ہے انکی دعوت بڑے دھوم سے کرنا اور ایسا بندوبست کرنا کہ عیار نہ آسکین اور انکو لشکر حریف سے لڑنے نہ دینا کہ وہ ہمارے بزرگ دین ہین مہرخ کو جب تم قتل کرنا چاہو گی اُسکے ساتھ ہی چھڑانے آئینگے اسوقت اے ملکہ تم خود مقابلہ کرنا اور مختار اپنا فیض جاری کرین اور سب باغیون کو اسوقت غارت کردین تو مضائقہ نہین یہ مضمون پڑھکر ملکہ نے حکم دیا کہ سامان دعوت مہیا ہو بموجب ارشاد اہلکار حکم بجا لائے صحرائے وسیع و سبزہ زار مین بارگاہین استادہ ہوئین سامنے بارگاہون کے چاندی کی نہرین رکھکر پانی سے لبریز کردین اور کنارے اُنکے درخت گلدار پر بہار ناندون مین لگے برابر برابر رکھدیے نہرون مین مچھلیان سبز و سرخ وغیرہ رنگ برنگ چھوڑ دین سبحان اللہ دشت کوسون تک پھولون کی خوشبو سے مہک گیا ستارہ ہر ذرہ کا چمک گیا لطافت آب چشمۂ ماہ پر طعنہ زن غیرت بخش گلزار وہ گلشن خرمن ماہ کو یہ ضیا کہان حاصل غیرت سے پانی مین ڈوبا ہوا ماہ کامل ماہ سے ماہی تک صفائے آب کی کیفیت مشہور نور وہ شب دیجور بارگاہون مین فرش اطلسی فلک کو شرماتا ہوا بچھا تخت و کرسیان جواہر نگار جملہ اسباب میکشی مہیا ارباب نشاط حاضر راجہ اندر کا اکھاڑا جمیع حسینان روزگار کا جماؤ لگا بہلا وطرفہ تماشہ کہ

نظم

ملین ساقی پہ لب جام قمر سے
تصور شب کا ہے مجکو سحر سے
عروسانہ شب مہتاب آئی
ستارے دل سے وقف رونمائی
کہا حیرت نے اے سردار مختار
کرو چل کر ذرا گلگشت گلزار
شگفتہ دل خرامان وان سے آئی
خوشی سیر چمن سے کچھ اُٹھائی
وہ جوبن تھا عروسان چمن پہ
زمین تھی تختۂ گل سے بھی بہتر
زمین سیلاب سے سرسبز و شاداب
ملائم ایسی نرم و سخت نایاب
نیام و بارگہ دلچسپ و زیبا
مہیا قصر جنت کا تماشا
تصدق تھا ہر اک شمسے پہ مہتاب
مہیا میکشی کا جملہ اسباب

خلاصۂ مرام جب گلابی ماہتاب کی ضیا سے بادۂ نور سے مملو ہوئی اور انجمن انجم فلک کی بارگاہ مین جمی حیرت مع تمام ساحران نامی کے داخل جلسۂ دعوت ہو چکی قیدیونکو سامنے بلوایا اور سحر سے زمین اس دشت کی فولادی بنادی اور ایسا سحر پڑھا کہ ایک زنجیر گرداگرد اس صحرا کے کھنچ گئی کہ جو کوئی عیار آئے زنجیر مین بندھ جائے آنے نہ پائے اور زمین مین بھی نقب نہ لگا سکے جب یہ انتظام کر چکی باطمینان تمام مشغول راحت و آرام ہوئی لیکن برق بھی بصورت مبدل قریب اس جلسۂ مسرت کے پھرتا ہوا آیا دیکھا کہ ایک زنجیر آتشین گرد دشت کھنچی ہے اُسنے چاہا کہ جست کرکے اس زنجیر کو پھاند جاؤن پس بارادۂ جست جب قریب زنجیر گیا وہ اور زیادہ بلند ہوگئی اُسنے چاہا

اُچھل کر زیر زنجیر جادُن زنجیر بھی نیچی ہو گئی اور ایک شعلہ آہن سے چمک کر بجلی کیطرح اسکی جانب لپکا یہ ہوا کی طرح پیچھے کی طرف بھاگا اور دور جاکر ٹھہرا وہ شعلہ بھی منطفی ہو گیا برق سمجھا کہ اندر جلسہ کے جانا نہو گا سحر سے انتظام کامل کیا ہی خیر اگر نقب لگا دُو اگر پہونچگئے تو فہو المراد ورنہ اور کوئی تدبیر کرنا غرض قریب جلسہ مذکور پہونچکر ہر سمت دشت کے سناٹا تو تھا ہی اُسنے خنجر سے نقب دینا شروع کی جب اسجگہ پہونچا کہ جہان زنجیر سحر کھنچی ہی وہان کی زمین کو سخت مثل فولاد و سنگ پایا تا چار نقب دینا بھی موقوف کیا اور ہر سمت اس فکر مین پھرنے لگا کہ کوئی اندر جلسہ کے جانیوالا ملے تو اسکو بیہوش کر کے اور اسی کی ایسی صورت بنکر اندر جاؤن اس تردد مین پھرتا تھا کہ مہتر قران سے ملاقات ہوئی کیونکہ قران جو حصار کے مقام سے روانہ ہوا تھا تو فکر عیاری مین وہ بھی اس طرف آیا تھا اسکو دیکھکر متفسر حال ہوا اسنے سب حقیقت زنجیر کی اور اپنے نقب وغیرہ دینے کی بیان کی قران نے سارا ماجرا حصار کا بیان کر کے کہا کہ اے برق مین تم کو حصار جادو کی ایسی صورت بنا دون اور آپ ایک خدمتگار کی صورت بنکر تمہارے ساتھ چلون جسوقت کہ حیات سنے گا کہ ملکہ حصار آئی ہین باعزاز تمام طلب کریگا بہ آسانی وہان پہونچ جاوینگے اور کام دشمنونکا تمام کرینگے برق نے اس تدبیر مستحسن کو بہت پسند کیا اور رائے خلیفہ عیاران اسلام پر آفرین کہی اور قران کے لوح دل پر شکل ملکہ حصار نقش تھی کہ یہ اُسکے یہان ایک شب و روز رہ آیا تھا بس رنگ و روغن لگا کر برق کو اسی کی ایسی صورت بنایا خلعت فاخرہ سے جسم نازک محلی و مزین فرمایا زیور جواہر ین سے تن نازنین آراستہ کیا وہ چھپکا چاند و سورج کی طرح طلائی چمکتا ہوا سر پر لگایا کہ طائر دل پھانسنے کیلیے چھپکا لگایا ادھر قران خواجہ سرا کی ایسی صورت بنا کہ لانبا قد رخسارہ بالون سے ڈاڑھی مونچھ کے بالکل صاف اور از بسکہ قوم کا زنگی تو خود ہی کچھ ہی نقشہ صورت مین فرق کرنا پڑا سراپا خوب بنالیا لباس بھی ویسا ہی زیب قامت کیا چپکن پر زرہی پٹکا کمر سے باندھ خنجر اور پیش قبض لگا کر ہمراہ ہوا برق آگے آگے زلف عنبر فام کو بل چہرے پر دیتا پائنچے کلائی پر ڈالے بناز و انداز خرامان خرامان چلا پیچھے آپ بہ آدب تمام روانہ ہوا اور قریب اس سلسلہ سحر کے جب پہونچے خواجہ سرا نے پکار کر کہا اے ملازمان حیرت یہان آؤ حاجب و دربان وغیرہ جو قریب بارگاہ تھے آواز سنکر نزدیک آئے اُنسے اُسنے کہا کہ حیات جادو سے جاکر اطلاع کرو کہ ملکہ حصار جادو آئی ہین ملازمون نے یہ سنکر خدمت حیرت مین جاکر بعد دعا و ثنا کے پیام عرض کیا حیات اس جلسہ مین حاضر تھا سنتے ہی یہ خبر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے حیرت یہ وہ ساحرہ آئی ہی کہ جسنے ہم پر احسان عظیم کیا تھا رات بھر مین اسکے یہان بآرام تمام رہا اسنے کوئی دقیقہ خاطرداری مین اٹھا نہ رکھا دعوت کی بہت آرام دیا دوسرے دن مین بخوف عیاران وہان سے چلا آیا ورنہ وہ آنے نہ دیتی تھی یہ کہکر ساحرہ مذکور کے لینے کو چلا حیرت نے جب اپنے باپ کو جاتے دیکھا خود بھی ساتھ ہوئی اور دونون قریب زنجیر آئے ملکہ نے ایسا سحر پڑھا کہ وہ زنجیر سمٹکر ایک طرف ہو گئی حیات نے آگے بڑھکر حصار کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آئیے آپنے بڑی تکلیف فرمائی جو قدم رنجہ فرمایا اور اس احقر کو سرفراز کیا کہ بیت اے خاک رہت بدیدۂ من + احسان تو دل کشیدہ من + بنام سامری چلیے اور تشریف رکھیے حصار نقلی نے یہ سنکر پہلے تو ملکہ حیرت کو

تسلیم کی پھر عرض رسا ہوئی کہ یہ آپ کیا فرماتے ہین ہم لوگ آپ کی رعایا ہین یہ سب عزت و آبرو حضور کی عطا فرمائی ہوئی ہی یہ سب آپکی خوبیان اور غربا پروری ہی جو اسطرح پیش آئے ہین ورنہ من آنم کہ من خوب میدانم یہ باتین فی مابین کرکے روانہ ہوئے اور لب نہر آکر مسند پر اپنے برابر حصار کو بٹھایا مختار بھی اسکو ساحرہ عزیز سمجھکر بڑے تپاک سے ملا اور برابر بیٹھا قران پس پشت آکر سر پر رومال جھلنے لگا باہم ہنس ہنس کے باتین ہونے لگین ناچ شروع ہوا اور جام شراب چلنے لگا حیات نے حصار نقلی کو اپنے ہاتھ سے جام شراب دیا اُسنے جام لیکر کہا اے بادشاہ کنیز کا یہ رتبہ نہین کہ حضور کو ساقی بنائے اب زیادہ مجھکو شرمندہ نہ فرمائیے یہ کہکر اٹھی اور ساقی سے شراب کی گلابی اور جام لیکر کہا کہ یہ کنیزک آپ سب صاحبون کی خدمت کریگی ہرچند حیات نے منت کی کہ آپ کچھ تکلیف نہ کرین مگر اُسنے نہ مانا اور شراب پلانے لگی جب اہل انجمن جانب رقاصہ و مشاہدۂ آب نہر وغیرہ مین مصروف ہوئے اسنے بوتل مین بیہوشی ملائی اور دو دو جام مختار و حیات و حیرت کو پلائے تھے کہ حیات نے جام لیتے وقت ہاتھ پکڑ لیا کہ اے ملکہ بس خوشی تمھاری ہوچکی اب بیٹھو اور ساقی کو گلابیان حوالے کردو یہ بیہوشی تو سب مین ملا ہی چکا تھا سمجھا کہ اب جسے کوئی پلائیگا میرا کام پورا ہوچکا ہی بیہوشی ملی ہوئی شراب پلائیگا بس زیادہ کد کرو بیٹھ جاؤ یہ سمجھکر قریب مختار بیٹھ گیا اس عرصہ مین ساقیون نے ہر ایک حاضرین جلسہ کو ایک ایک دو دو جام اسی شراب آغشتہ بیہوشی کے پلائے ہنوز کوئی بیہوش نہوا تھا کہ صرصر عیارہ یہان آئی اور اُسنے ملکہ حصار نقلی کو دیکھا اور رنگ اہل انجمن بھی دگرگون پایا بنظر فراست پہچانا کہ یہ حصار عیار ہی پس ملکہ حیرت کے کان مین کہا کہ یہ برق عیار ہی اسکو گرفتار کرلیجیے اسکے کہنے کو قران نے دیکھا اور سمجھ گیا یہ ہم عیارونکو پہچان گئی ہی بڑا غضب ہوا ساری محنت برق کی برباد ہوئی یہ سوچکر پس پشت تو کھڑا ہی تھا بغدہ کمر سے نکالکر سر مختار پر اس زور سے مارا کہ سر پھٹکر بھیجا پاش پاش ہوگیا حیرت نے جو یہ ماجرائے عجیب دیکھا سمجھی کہ مین بھی بیہوش ہوا چاہتی ہون کیونکہ بیہوشی کے آثار دماغ مین پاتی ہون پس اُسنے عیارونکو اُنکے حال پر چھوڑا جان اپنی بچانا مقدم جانکر ایسا سحر پڑھا کہ دو پنجے پیدا ہوئے اسکو اور اُسکے باپ حیات کو لیکر اڑ گئے اور یہان مرگ مختار کو جب سحر سے آندھی سیاہ آئی شمع و چراغ سب بجھ گئے غلغلۂ عظیم برپا ہوا ساحر حاضرین محفل گھبرا کر جو اٹھے بیہوش ہوگئے ملکہ مہرخ و بلور جو چوکی پر بے قابو بیٹھے تھے چھوٹ گئے اور اڑکر بالائے فلک پہونچے لشکر مختار جو غافل پڑا ہوا تھا اس جانب نارنج ترنج سحر کے مارنا شروع کیے صرصر سر پہ پاؤن رکھکر بھاگی کہ یہ موذی کلاٹے عیار بلائے روزگار ہین عیارون نے حقے ہائے نفتی مارکر خیمون اور بارگاہ و نیز مقام جلسہ کے آگ لگادی اور ساحران بیہوش افتادہ مین سے جلد جلد دو ایک کے سر کاٹے مگر خیال یہ تھا کہ حیرت نکل گئی ہی آجائیگی تو ہم پھنس جائینگے یہ سمجھکر وہانسے اپنے لشکر مین آئے بہار کو بھی فکر عیارونکی لگی ہوئی تھی آرام فرما ہوئی تھی کہ برق نے داخل شبستان ہوکر ماجرا سب بیان کیا ملکہ مذکور اسیوقت تھوڑی فوج جو طلایہ پر معین تھی اپنے ہمراہ لیکر چلی وہان لشکریان مختار اول تو بہت سے قتل ہوگئے پھر سنبھلکر لڑنے لگے مرگ ساحران سے تمام دنیا اندھیر تھی مشعلہائے سحر روشن کین بلور نے مٹھیان بند کرکے اور کھولکر ہزارہا پتلا پیدا کیا تھا وہ لڑ رہا تھا کہ بہار آگری پھر تو ساحر سے ساحر لپٹ گیا

خاک و خون مین بھر ایک اٹ گیا وہ شب شب قیامت سے کچھ کم نتھی وہ کونسی آہ تھی جو جادۂ عدم نہ تھی نفیر سحر صور کا کام کرتی تھی روح تن سے خواہ مخواہ خفا ہو کر بگڑتی تھی تیغون کی چمک اس اندھیرے مین برق بلا کے خرمن جان تھی عافیت گوشۂ امان مین پنہان تھی رعد کی آواز ہول خیز بجلی کا چمکنا شعلہ بیز بیرو تکا غل مچانا پتھر اور آگ کا برسنا صداہاے ہول خیز کا آنا قلب کوہ کو تھراتا تھا یہ نقشہ تھا کہ

ابیات

کہین تیغ جادو سے تھی شعلہ بیز / کہ ہو جس سے روحون کو تن سے گریز
کہین مار و عقرب کہین اژدہے / کہین سنگ آتش برسنے لگے
بلاؤن سے کلوا کہین آیا تھا / کلیجا کسی بیر نے کھایا تھا
ملے خاک مین سیکڑون نوجوان / ہوئین روحین صدہا عدم کو روان

یہی ہنگامہ گرم تھا کہ حیرت و حیات کو پنجہ ہاے سحر جو لیگئے تھے پہلے تو وہ تاثیر بیہوشی سے بیہوش رہے جب ہوشیار ہوے اڑکر چلے یہان آکر جو دیکھا غلغلۂ رزم برپا تھا حیرت نے چاہا کہ جنگ آغاز کرے لیکن فوج مختار کی بہت قتل ہو چکی تھی باقیماندہ کے پانون اکھڑ گئے تھے لاش بھی اپنے مالک کی نہ اٹھا سکے بھاگ کر لشکر کی جانب صحرا چلے حیرت لڑنے سے باز رہی شکست ہو چکی ہے اب اپنا لشکر تیار کرا کر لڑیگی ادھر اس ہنگامہ قیامت خیز مین وہ زمانہ بھی آچکا تھا کہ عشرت گاہ فلک مین تیغ سحر چمکی تھی اور انجمن انجم مین بھگدڑ پڑی تھی کہ بموجب

ابیات

کیا پیدا افلاک نے سینۂ صاف / ہوا رخسار عالم خوب شفاف
جو شب کو نقطۂ افلاک پایا / سفیدی پر جمال خاک آیا

صبح و بہار و بلور بھی بفتح و فیروزی داخل فرمائے لشکر ظفر پیکر خود ہوے حیرت نے مقام جلسہ طرب پر جاکر جو دیکھا ساحر بہت سے مارے گئے تھے اور بہت سے بیہوش پڑے تھے اسنے باران سحر برسا کر سبکو ہوشیار کیا اور لاش مختار کی اٹھوائی پھر داخل بارگاہ ہوئی سب حاضرین دربار سے کہا کہ مین شہنشاہ طلسم کو کیا منھ دکھاؤنگی کہ محافظ چاہ سامری قتل ہو گیا مجھ سے کچھ نہو سکا حیات نے کہا مین جاکر اس گیسو بریدہ بہار کو مارے ڈالتا ہون اسنے کہا آپ تامل فرمائیے مین بادشاہ پاس جاتی ہون یہ کہکر عزم روانگی کیا اہل دربار سب یک زبان ہو کر عرض پیرا ہوے کہ قتل مختار سنکر بادشاہ بہت رنجیدہ ہونگے آپکا جانا مناسب نہین ہے یہ سنکر ملکہ بھی توقف پذیر ہوئی اور آپ تو نہ گئی ایک پتلے کے ہاتھ سب کیفیت لکھکر بھیجدی پتلا نامہ لیکر باغ سیب مین آیا صبح کا وقت تھا شاہ جادوان سو کر اٹھا تھا بہت بدمزاج ہو رہا تھا کہ پتلے نے نامہ دیا پڑھتے ہی اسکو ایسا غضبناک ہوا گوشۂ باغ کیطرف نگاہ گرم دیکھا اسطرف جتنے درخت لگے ہوے تھے گرمی نگاہ سے جلنے لگے اور بادشاہ بھی شعلہ بنکر انہین درختونکی آگ مین جاکر ملگیا اور غائب ہو گیا اور صحراے پردۂ ظلمات طلسم مین جاکر نکلا وہ جنگل نہایت پر خوف و بیم تھا ہول و وحشت سے وہان رستم کا دل دو نیم ہوتا ہوا سے گرم جھونکے جسم غول صحرائی کو جلاتے تھے نفس گرم آہ عاشقان کو اپنے سامنے شرماتے تھے سائیں سائیں کی آواز دل ہلاتی تھی روح سام و نریمان وہان جاتے تھراتی تھی وہ وادی ہول خیز تھا کہ خضر کو قدم رکھنے سے

اس جگہ گریز تھا مجنون وہان کا نام سنکر ایسا بھاگا کہ ملک عدم گیا جو بھولے سے ادھر گیا اسکا دم گیا جا بجا غار اژدر و نکا مسکن زمین گرم بد تر از گلخن کہ ابیات

تمازت پہ فروغ مہر تابان	مسافر میہمان مرگ ہر آن
جہان انسان تو کیا سایہ بھی نابود	نہ تھا جز التفات فضل معبود
ہوائے گرم کے جھونکے جو آتے	تو رخت ہستی انسان جلاتے
وہ گرمی تھی کہ لگا جاتا تھا روزنہ	تمازت پہ تھا مہر عالم افروز

بادشاہ جادوان وہان ٹھہر کر شعلے سے انسان بنا اور سحر پڑھا گیا بعد کچھ دیر کے آندھی سیاہ آئی اور اُسی تاریکی سے ایک ساحر کریہ منظر بد ہیئت وخوک پیکر اڑتا ہوا ظاہر ہوا اور روبرو بادشاہ آکر اُسنے سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ اے نحوست جادو مجکو آفتاب طلسمی کے مقام پر لیچل اسنے عرض کیا کہ آئیے چلیے بادشاہ نے اپنی آنکھین بند کرلین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھولی ایک پہاڑ کے قریب اپنے تئین استادہ پایا اس پہاڑ کے درے مین دروازہ لگا تھا لیکن مقفل تھا سامنے دروازے کے ایک طرف کرسی بچھی تھی اور دوسری جانب ایک گھنٹہ ٹنگا تھا اور موگری بہت بڑی مثل گھن کے رکھی تھی بادشاہ آکر کرسی پر بیٹھا اور نحوست سے اشارہ کیا کہ ہان اسنے وہی گھن اٹھا کر گھنٹے پر مارا ایسی آواز ہوئی اور اسطرح وہ گھنٹہ بجا کہ طاس فلک گونج گیا دشت تھرا گیا ارض وغیرہ مین زلزلہ پڑا اور اندر سے اس دروازے کے ایسی صدائے مہیب آئی کہ معلوم ہوا آسمان پھٹ کر گر پڑا پھر اندر کے درسے دو پیچے پیدا ہوے کہ اپنے پاس لاس کے آفتاب ترشے ہوے رکھے تھے ہر چند کہ ان آفتابون مین روشنی مثل تیر آسمان نہ تھی مگر اسقدر ضیا بار تھے کہ تمام دشت وکوہ روشن ہو گیا اور شاہ طلسم اور نحوست ہی ایسے ساحر زبردست تھے جو گرمی کی تاب لا سکے ورنہ جل جاتے غرضکہ جب وہ پیچے نکلے بادشاہ نے چاہا اُنسے کچھ حکم دے ہنوز کچھ کہنے نپایا تھا کہ نحوست دست بستہ سامنے آیا اور عرض رسا ہوا کہ بیت رہے تیرا دشمن ہمیشہ ملول + سدا بخت و دولت ہو تجھکو حصول + آج چہرہ دولت بادشاہ کچھ متغیر ہی آئینہ رخسار پہ گرد ملال پڑتا ظاہر ہی سبب اسکا براہ عنایت خداوند نہ اگر مجھپر ظاہر فرمایا جاوے تو مرتبہ احقر تا بہ فرق فرقدان پہونچے بادشاہ اسکی باتین شاد کی سنکر یا تو غصہ مین تھا یا خوش ہو گیا اور سارا حال قتل مختار و جنگ مہرخ نیک شعار عیاران خوش کردار بیان فرمایا نحوست گویا ہوا کہ حضور پہلے تفقیر نواز طلسم کو بہر تنبیہ مخالفان بد انداز لیگئے تھے پھر آخر رحم کھا کر باغیون کو لڑایا اسیطرح سے آپ ابھی آفتاب طلسم لیجا کر ہر ایک کو جلائیے گا پھر آپ ہی نظر مہر اثر فرما کر سحاب ترحم برسائیے گا اے بادشاہ ان باغیون کیلیے تو ادنی ملازم آپکا کافی ہی اگر مجھکو اجازت دیجیے تو ایک وزمین سبکو جا کر غارت کردون کیون اسقدر تکلیف اٹھائیے کہ آفتاب طلسم لیجائیے اور ملکہ خورشید رخسار کو بلوائیے اسکا بڑا مرتبہ ہی ملکہ مذکور کو خداوند سامری نے آفتاب طلسم مین رہنے کے پیدا کیا ہی حضور کو بھینٹ دینا ہوگی جب وہ تشریف لائیگی پس مناسب ہے کہ مجھکو حکم دیجیے تاکہ مین جاؤن اور کام حریفون کا تمام کردون بادشاہ نے اسکے کہنے کو پذیرا فرمایا اور کہا اچھا جاؤ لیکن اپنے ہمراہ احاطہ جادو کو مع اسکے چار دن فسر

کے رہو اور حصار سحر کرکے چار سمت سے لشکریون کو گھیر کر سب مخالفون کو قتل کرو کوئی نکلکر جانے نپائے سبکو ہلاک کر دو یہ حکم سنکر
اُسنے عرض کیا کہ باقبال شہنشاہ ایسا ہی ہوگا یہ کہکر جب رخصت ہونے لگا بادشاہ نے سحر پڑھا کہ دوبارہ آندھی آئی اور بعد آندھی
کے ابر سرخ رنگ پیدا ہوا تہ ابر ایک تخت جواہر نگین اڑتا ہوا آیا ہمراہ تخت بارہ ہزار پریزادان طلسم لباس عمدہ اور زیور مرصع
سے آراستہ حاضر ہوئین صدہا ساحر گھنٹے اور ناقوس منھ سے لگائے آکر آداب بجا لائے اور چند ساحر خزانہ دار تحفہائے سحر ہمراہ
سوار ہیں ہمراہی سواری شاہ حاضر ہوے بادشاہ نے خلعت رخصت نحوست کو دیا اور رخصت فرمایا دم رخصت کہدیا کہ مین
بتاکید حکم محکم تمکو دیتا ہون کہ خبردار کسی مخالف کو جیتا نچھوڑنا بہار و مخمور وغیرہ کو مین پیار کرتا تھا اب انھین بھی حکم دیتا ہون کہ مار ڈالنا
کچھ رعایت نکرنا یہ کہکر تخت سحر پر سوار ہوکر گھنٹے اور ناقوس بجے ابر سرخ سر پر سایہ فگن ہوا اُسمین سے موتی برسنے لگے پریان
رنگ پاشی باہم کرنے لگین سواری بادشاہ طلسم کی بعظم و شان تمام روانہ ہوئی یہانتک کہ طلسم باطن مین پہونچی مگر وہان بادشاہ
نٹھہرا جانب طلسم ظاہر روانہ ہوا اور دریاے سحر سے اتر کر قریب لشکر حیرت پہونچا یہان حیرت و حیات بارگاہ مین بیٹھے
تھے سراپچہ بارگاہ اُٹھے تھے کہ ابر سرخ گوہر بار نظر آیا صدا ناقوس کی سنائی دی غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ آتے ہین ساحر لشکر کے دوڑے
اور سجدے مین زیر تخت جا کر گر پڑے حیرت شہنشاہ شہنشاہ کہتی ہوئی دوڑی لشکر مین وردیان پلٹنون اور رسالونکی پہنکر بادشاہ
تخت سے اتر کر داخل بارگاہ ہوا حیات نے تسلیم کی نذر دی بادشاہ تخت پر بیٹھا حیرت نے چاہا کہ پہلو مین بیٹھے بادشاہ
نے بنظر عتاب اسکی جانب دیکھا اور منھ پھیر لیا ملکہ نذر کو شاہ کو خفا دیکھکر رونے لگی صدف چشم سے موتی ڈھلنے لگی بادشاہ کو تاب
نرہی ہاتھ پھیلا کر گلے سے لگایا اور کہا جانی ہم تمھاری خطا کیا معاف کرین ہم خود گنہگار عشق ہین محبت نے خطاوار بنایا ہے
ورنہ اے ملکہ تمنے بڑا غضب کیا کہ محافظ جاہ سامری کو قتل کر ڈالا اور اسکی حفاظت نکی خیر جیسے خطاوار سامری کے
ہین ویسی سزا ہمکو ملتی ہے مثل مشہور ہے کہ جیسے کرنی ویسی بھرنی یہ کہکر تدجر کی اپنی خطا معاف کی اُسکے ہاتھ سے جام شراب لیکر
پیا ساغر مے گردش مین آیا ناچ ہونے لگا مگر اسطرف نحوست جو رخصت ہوکر گیا اپنے قلعہ شوم مین پہونچا یہ وہین کا
حاکم ہے اور اسکے مطیع احاطہ جادو اور اُسکے افسر ہین اور وہ افسر چار چار ہزار ساحر کے مالک ہین وہ حصار
سحر سے ایسا بناتے ہین کہ نکلنا اس حصار سے بڑے بڑے ساحرونکو دشوار ہوتا ہے چنانچہ نحوست نے قلعہ مین پہونچکر
حکم شاہ سے احاطہ کو مطلع کیا اور لشکر اپنا تیار کرایا نفیر سحر بجی طبل سفر پر چوب پڑی افسر اژدہون پر سوار ہوے قلعین
کھلین پرچم نشانون پر اڑنے لگے باجے سحر کے بجے زاغ و زغن نکر جادوگر اڑے شعلہائے آتش اٹھنے لگے کہ بوجب

چلا القصہ وہ لشکر بہت تیز
اڑے جس طرح گرد صرصر آمیز

نحوست اژدہے پر سب کے آگے
وہ شوکت اسکی شیطان جس سے بھاگے

بڑھاتا تھا کبھی سر کو فلک تک
کبھی ہونٹون کو لاتا تھا پلک تک

کبھی بالیدگی بازو کو دیتا
کبھی کچھ تازگی جادو کو دیتا

کبھی زنجیر آہن کھڑکھڑاتا
کبھی اپنی زبان مین بڑبڑاتا

کبھی اک کوہ نچاتا زمین پر
کبھی پڑھتا کبھی رہتا دہین پر

میدان جنگ مین گاڑو جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا یہ کہکر نفیر سحر کو دم دریا اور ان عورتونکو رخصت کردیا کہ جو گلدستے لائین تھین نفیر بجتے ہی بحکم بہرخ طبل جنگ پر چوب پڑی دنیا دہل گئی دہ بار برخاست ہوا ساحرونمین ہلچل پڑی ہنگامہ سحر خوانی برپا ہوا جسنے ایکبارگی بیدرن کو قابو مین نپایا چیب جوت کا دیا جلایا بجھ گیا ہر ساحر گھبرایا کہ کل بڑے زبردست سے مقابلہ ہے خدا آبرو رکھے جو جادوگر با بہادر تھے اس معرکہ مین جان دینا قبول کرکے ٹھہرے رہے اور جو نامرد تھے وہ بھاگنے لگے اسباب اپنا بہ تل ٹٹو پر بار کراکر سر شام سے ہمراہ جاکر روانہ کیا اور کہدیا کہ سواہ جو میل کا درخت لگا ہر وہان ٹھہرنا ہم بھی آجائینگے غرضکہ کہین بھاگنے کی فکر کہین لڑائی کا ذکر تھا رعب جنگ نحوست ایسا چھایا تھا کہ دیدۂ روزگار مین بھی اندھیرا آیا تھا رات جتنی گذرتی تھی اتنی ہی آفت قریب ہوتی جاتی تھی ماہ فلک بھی خوف سے بورانہ تھا پردۂ قرص خورشید مین چھپا ہوا جھانکتا تھا بھاگنے کی راہ تاکتا تھا وہ دہشت طاری تھی کہ انجم چرخ کو دانہ اسپند دست ساحر بہرام چرخ سمجھا تھا ہندوے فلک کو جادوگر جانکر برج عقرب کو کثردم جادو کا سمجھا تھا رنگ چہرۂ قاضی فلک یعنی مشتری کا زرد تھا ہول سے پیٹ مین مریخ کے درد تھا ساحرون مین یہ کیفیت ہو رہی تھی کہ کلوا کو بلاتے تھے نارسنگھ بھاگا جاتا تھا بھیرون ناچتا نظر آتا تھا ہر سمت سناٹا تھا ڈمرو کی آواز کوس رحیل تھی نفیر کاروان مرگ کی دلیل تھی لونا کو جب پکارتے تھے وہ چماری نحوست سے گٹھ گئی تھی اسکی بیزار آئی تھی دور ہی سے انکا پھڑکاتی تھی جوگی جیپال نحوست کا چیلا بنا تھا کناس ودھنترا اسکو اپنا گرو جانتا تھا خلاصہ یہ کہ سب بیدرن سے کنارہ کیا زبردست ساحر ہوم کر رہے تھے سانپ پاش کے بن رہے تھے ڈھلے بجتے تھے ایک سمت تلوار کے دھنی کمر مرنے پر کستے تھے کہین شمشیر صیقل ہوتی تھی کہین خنجرون پر دھار رکھی جاتی تھی بارھ تیز ہوتی تھی زنگ آلودہ پر گمان نحوست بخت تھا جو ہر شمشیر نوشتہ تقدیر سمجھکر نعرۂ یا علی مدد کرتا تھا کوئی خدا کو یاد کرتا کوئی دعاے فتح وظفر مانگتا نقیب پکارتے تھے یہ ہنگامہ برپا تھا کہ نظم

ز تاریکی اسپ و گرد سپاہ / کسے روز روشن ندید و نہ ماہ
زمیں بانگ اسپان و بانگ خروش / ہمی نالۂ کوس نشنید گوش
درفشان بسیار افراشتہ / سر نیزہ باز ابر بگذاشتہ
چو رستہ درخت از بر کوہسار / چو بیشۂ نیستان بوقت بہار
بیاراست گردان ہزاران ہزار / ہمہ کار دیدہ ہمہ نامدار
ہمہ شاہ چہر و ہمہ ماہ روے / ہمہ راست بالا ہمہ راست گوے
ہمہ نیزہ داران و شمشیر زن / ہمہ لشکر آراے و لشکر شکن

یہی ہنگامہ چار پہر رات برپا رہا جب نحوست طالع روزگار زائل ہوئی اور نسیان بخت روشن اہل زر ور وشندلان صبح نفس روز روشن نے منھ دکھایا اور آفتاب تابان نکل آیا کہ **ابیات**

بوقت سحر چون سپیدہ دمید / فروغ ستارہ شدہ ناپدید
بگاہے کہ گشت آن سپیدہ دمان / بکاخ آمد از باغ بوے گلان

دم سحر ملکہ مہرخ نے تاج اتار کر درگاہ خدا میں استغاثہ کیا کہ اے غالب کل غالب ہم سب کو شر سے اس ظالم ساحر کے بچانا اور ہمیں فتحیاب فرمانا بعد دعا کے تخت سحر پر سوار ہو کر بصد کر و فر مع تمام لشکر کے جانب میدان روانہ ہوئی اسطرف سے حیرت با احتشام و جلال نحوست کو ساتھ لیکر با لشکر بیشمار و بے مثال وارد میدان قتال ہوئی ساحران غدار کی آمد سے روئے گیتی سیاہ تھا طائر سحر کے منڈلا رہے تھے تاریک تر چشمہ مہر و ماہ تھا غریو سحر خوانی و گردان لشکر شکن سے یہ ہنگامہ تھا

نظم

چو صفہائے گردان بیارا ستند — یلان ہم نبردان ہمی خواستند
بکردند یک تیر باران نخست — بسان تگرگ بہاران درست
برفت آفتاب از جہان ناپدید — چہ داند کسے کان شگفتی ندید
بپوشیدہ شد چشمۂ آفتاب — ز پیکانہائے درفشان چو آب
تو گفتی ہوا ابر آردہمے — وزان ابر الماس باردہمے

صفوف جدال آراستہ ہوتے ہی مبارزان صف شکن نے تیر صف دشمن پر برسائے حیرت نے ساحروں سے کہا کہ ایک ایک کو کہانتک قتل و اسیر کرو گے لازم ہے کہ جنگ مغلوبہ کر کے سبکو ہلاک کرو مگر نحوست نے جواب دیا کہ اے ملکہ آپ تامل فرمائیے میں لشکر حریف کے افسروں کو طلب کر کے انکا حوصلہ پورا کیے دیتا ہوں کہ ارمان باقی نہ رہ جائے پھر سبکو گھیر کر مار ڈالونگا ملکہ خاموش ہو رہی اور نحوست نے سواروں کو منع کر کے آپ میدان میں پہونچکر ایسا سحر کیا کہ سیاہی روئے ہوا پر ظاہر ہو کر ہر سمت پھیلی اور دنیا تاریک ہوگئی اسی اندھیرے میں اسنے مبارز طلب کیا بلور کے ہمراہیوں میں سے ملکہ نور افشان حسب اجازت افسر خود طاؤس پاٹ اڑاکر مقابلہ میں گئی اور سحر پڑھکر دستک دی کہ اس تاریکی میں ہزار ہا پتلا مشعل روشن لیے ہوئے پیدا ہوا اور جہانتک روشنی ان شعلونکی پہونچی وہ سیاہی کٹ گئی نحوست کو جو اپنے سحر دفع ہونے سے غصہ آیا تو فوراً مثل برق کے تڑپکر بالائے ہوا گیا اور وہاں سے کڑکڑا کر جو گرا سر پہ چمکیر بجلی تو بناہی تھا جسم کا ٹکڑا زمین میں اتر گیا ساحرہ دو ٹکڑے ہو کر گری شور اسکے مرنیکا بلند ہوا لشکر حیرت میں طبل عشرت پر چوب پڑی اور نحوست زمین سے نکلا پکارا کہ اور کوئی تم میں سے میرے سامنے آئے یہ نہیب سنکر بلور کو تاب نہ رہی تخت سحر پر سے کودا اور مہرخ سے اجازت لیکر وہیں سے بزور سحر زمین میں غرق ہوا اور نحوست جس اژدہے پر سوار تھا اسکے پیٹ کے نیچے جاکر نکلا مگر اسطرح سے کہ سب نے دیکھا ایک بھالا زمین سے نکلا اور اسنے اژدہے کو کونچ لیا نحوست ساحر زبردست ہی پشت اژدر توڑکر جب بھالا نکلا ہزار ہا پنجے پیدا ہو کر بھالے میں لپٹ گئے نحوست اژدر پر سے اڑکر الگ کھڑا ہوا بلور بہت جلد صورت انسان بنا اور مٹھیاں بند کرنے اور کھولنے لگا ہزار ہا پتلا پیدا ہو کر ان پنجونکے لپٹا کہ وہ پنجے غائب ہوئے اس اثنا میں نحوست نے دوڑ کر سر بلور پر تلوار ماری وہ زمین میں غرق ہو گیا اور بھالا بنکر لشکر حیرت میں نکلا سواروں اور ساحروں کو کونچ کونچ کر اٹھانے لگا اسوقت حیرت و حیات مع کئی ہزار ساحروں کے بجلیاں بنکر اس بھالے پر گرنے لگے از بسکہ یہ ساحر زبردست تھا بلور تنہا تھا سبکے سیر کہانتک دکرتا آخر زخمی ہو گیا اور زمین میں سما کر قریب اپنے لشکر کے نکلا اسوقت مہرخ و بہار وغیرہ

بھی اسکی مدد کو آگے بڑھ آئی تھین حیرت نے نحوست سے کہا کہ ہان لینا ان نمک حرامونکو اُسنے یہ نعرہ سنکر غیرت کو کام فرمایا یعنی سب کھینگے کہ ایسا دعوی کرتا تھا اسوقت کچھ نہین ہو سکتا پس اژدر پر چڑھکر تلوار سحر کی پکڑ کر مہرخ کی فوج پر جا پڑا اسطرف سے بھی فوج نے حملہ کیا پھر تو یہ حال ہوا کہ ایک ایک تا رنج چالیس چالیس کے سینے توڑنے لگا ایک ایک تیر دس دس کو گوشہ گیر لحد کرتا تھا آندھیان اٹھی تھین بیرونکا شور مچاتا شور محشر سے کم نہ تھا زلزلہ و لرزان نے تہ زمین جا کر زلزلہ پیدا کیا تھا بہار نے سحر کرکے باغ لگایا تھا طاؤس نے سانپ بنائے تھے مشکین مو و سر خمو نے کاکل پریشان کرکے ستارے گرائے تھے خلاصہ یہ کہ ہر سردار نے اپنا وار کیا تھا لشکر حیرت کا ہزارہا ساحر کام آیا تھا اسطرف کے ساحرون نے بھی طرح طرح کے سحر کیے تھے کسی نے دریا پیدا کرکے حریف کی کشتی جان غرق فنا کی تھی کسی نے اژدر پیدا کیے بڑے عذاب سے دشمن کو مارا تھا کسی نے آگ برسائی تھی خرمن جان جلائی تھی تلوار سحر کی بجلی بنکر گر رہی تھی رخت ہستی قطع و برید ہوتا تھا بہادر سے بہادر بھڑ گیا تھا یہ

یہ نقشہ تھا بموجب ابیات

سپہ ہر دو سو در ہم آویختند ۔ یکے گرد تیرہ برانگیختند
وزان گرز واران و نیزہ دران ۔ کہ می تاختند سے برین و بران
ہوا زین جہان بود شبگون شدہ ۔ زمین سر بسر پاک پرخون شدہ
ہمی بر زنند این بران آن برین ۔ زخون یلان سرخ گشتہ زمین
فروغ سر نیزہ و تیر و تیغ ۔ نماید جہان چون ستارہ بمیغ
شد آن جا ز دوے ز شت ناپاک تن ۔ نبرد آزما از سر انجمن

جب نحوست پرکدورت نے دیکھا کہ بہار کے باغ لگانے سے ہزارہا ساحر دیوانہ ہوا عقل و خرد سے بیگانہ ہوا اور سب سرداران حریف قریب ہے کہ لشکر پر میرے غالب آئین پس ناچاری سامری کے پاؤن کے نیچے کی خاک نکالی کسلیے کہ پہلے تو جانتا تھا کہ یہ ساحر ایسے ویسے ہین بالشکر قلیل اُنپر غالب آؤنگا یہان ان جانبازونکو سامری عہد و جمشید عصر پایا پس خاک زیر پائے سامری نکالکر اژدر پر سے کودا اور زمین پر ایک گھروندا اس خاک ناپاک کا تیار کیا سحر پڑھا کیا یکایک اسجگہ سے جہان وہ گھروندا بنا تھا ایک گنبد مثل بیل کے زمین سے نکلنے لگا اور بڑھکر تا بہ اوج فلک پہونچا رنگ اس گنبد کا نیلگون یعنی آسمانی تھا اور از سر تا بنیاد ہزارہا شبکہ اسمین بنا تھا اور ہر شبکہ مین ایک ہوئی نہایت آبدار با فروغ و ضیا آویزان تھا گویا وہ گنبد آسمان سحر تھا اور گوہر نجم درخشان تھے تنے سحر کے سایبان تھے اور گنبد پر ہزارہا پتلا سحر کا ناقوس و گھڑیال لیے کھڑا تھا اور پکار رہا تھا کہ اے سامری کے پوجاریو آؤ لشکر مہرخ یاتو مصروف جنگ تھا اور ہر ایک جان بچکر لڑ رہا تھا بیل کے بنتے ہی ہر شخص سحر کی سواری پر سے اترا اور جانب گنبد دوڑا قریب پہونچکر سجدہ مین گر پڑا اور جتنے کہ طائر اور اژدرہ وغیرہ سب کی سواری نکلے تھے وہ دوڑے اور طائر اڑکر اس بیل کے گرد پھرنے لگے اژدر اور چارپائے بھی طواف مین مصروف ہوئے پتلون نے ناقوس بجائے سامری کی جے کا ایک غل ہوا وہ ساحر جو براہ مصلحت منتر اپنی زبانپر جاری کیے تھے گر دل اُنکے نور ایمان سے بھرے تھے وہ تو رہگئے باقی سب جا کر سامنے گنبد کے سجدے مین گر پڑے

مہرخ و بہار کے چند زبردست افسر ہر چند فوج کو روکتے تھے کہ کہاں جاتے ہو تمکو سامری سحر سے کیا تعلق ہے تم لوگ مطیع اسلام ہو بظاہر سحر پڑھتے ہو مگر باطن مین نور اسلام رکھتے ہو کوئی سماعت نہ کرتا تھا جب یہ لشکر کا حال دیکھا بہار اپنے باغ سحر مین گئی اور چاہا کہ تحفہ کوئی طلسم کا مثل شبنم جادو وغیرہ کے طلب کرے نحوست نے قریب اس گنبد کے آکر ایک وہتھڑ زمین پر مارا کہ یا سامری آپ کو بھی نہین مانتا وہتھڑ پڑتے ہی گنبد کے شبکہ سے ایک موتی ستارہ کیطرح ٹوٹا اور جانب گلزار بہار گیا اگر یہ ملکہ ساحرہ بنظیر ہوتی تو وہ موتی سر توڑ کر گدی سے نکلجاتا ازبسکہ یہ بے بدل جادوگرنی ہے سپرین سحر کی اُسکے سر پہ آکر سایہ فگن ہوگئین موتی سپرون پر گرا کہ سپرین جلین ہنوز سر ملکہ تک موتی نہ آیا تھا کہ پنجون نے از خود پیدا ہو کر تھپکی دیدی وہ در چمنستان پر گرا اور اسمین سے شرارے پیدا ہو کر درختون پر پڑے کہ باغ مین آگ لگی آبروئے سحر بہار اس موتی نے کھوئی اب جو گل سفید تھا وہ نخل قامت سوختہ کا پھپھولا نظر آتا تھا گل احمر انگارا آگ کا دکھائی دیتا تھا جو غنچہ تھا وہ دانہ بنگیا تھا گلون کے پھولنے سے جسم شاہد گلزار پر ورم چڑھ آیا تھا درخت بسان نخل چنار آتشبار تھے پنجہ مرجان دست دعا بسان مظلومان اٹھائے نرگس بیمار کی تپ کیسی حرارت زیادہ بڑھی ہوئی سوسن وہ تربان دل ہی دلمین قلقلنا یا تار کوئی پڑھتی سنبل برنگ زن سوگوار بال کھولے کھڑی ایک موتی نے دم بھر مین آتش جوش زن کردیا ملکہ بہار کو غش آگیا کنیزین لیکر بھاگین ادھر جو سردار کہ زیر گنبد نہ گئے تھے اُنپر وہی گوہر سحر شبگون سے ٹوٹ ٹوٹکر گرنے لگے وہ ساحر دیکھ بڑے فکر جان بچاتے تھے کہ گوہر عمر تلف ہو زندگی کا جہاز غرق بحر فنا ہو جائے جادوگرنیون عجیب آفت برپا تھی وہ انکی اصطلاحین اس آفت مین بھی لطف دکھاتی تھین جب وہ موتی گرتا تھا تو زبان پر لاتی تھین کہ درموے نحوست پیٹے تجکو ہماری بھد والی چھنتی تھی اور اسکو سپیر کرتا تھا کوئی کہتی تھی ہو نحوست بیٹھا ہوا ہے کوئی کہ رہی تھی کہ میرا بس چلتا تو موڈی کاٹے کی ناک کاٹ لیتی اور دریا مین ڈبو دیتی اسی آفت عظیم مین حیرت پھر حملہ در ہوئی مہرخ با فوج قلیل باقی تھی سمجھی کہ اب میدان مین ٹھہرنے سے ہلاکت کا سامنا ہے لازم ہے کہ نکل چلون یہ سوچکر رو بہ گریز رکھا ساحرون نے جب اپنی مالکہ کو جاتے دیکھا سب فرار ہوئے کوئی زمین مین سمایا کوئی اڑکر چلا کوئی یونہین بھاگا جب یہان بھگدڑ پڑی احاطہ جادو وہ جو مخفی ہو گیا ہے اُسنے سحر سے احاطہ کھینچدیا جو ساحر اڑکر چلے تھے انھون نے دیکھا کہ ایک دیوار سیاہ از زمین تا باوج چرخ برین پہونچی ہے اور منزلون تک حصار بندھا ہے انھون نے چاہا کہ اڑکر بلند ہوکے نکلجائین لیکن جسقدر بلند ہوئے اسی دیوار مین ٹکر کھائی نکل نہ سکے اور جو زمین مین سماتے تھے انکو بھی وہی دیوار زیر زمین ملی کہ نکلجانا ممکن نہوا اور جو یون بھاگے تھے وہ تو بالکل مجبور ہو کر رہ گئے اب ایک سمت سے تو حیرت با فوج کثیر خود حملہ کر کے قتل کرتی چلی اور دوسری سمت سے موتی ٹوٹکر گرنے لگے بحر مرگ موج زن ہوا موت نے حصار کر لیا وہ احاطہ سحر ہر ایک کے لیے کنج لحد بنا موت گھیرے ہوئے تھی جو فوج کہ پہلے بھاگ گئی تھی انکا حال عیارون نے جو اول ہی نکلگئے تھے بیرون حصار کھڑے دیکھتے تھے کہ سپاہی پیدل کے ٹولے اپنی اپنی عورتونکو بٹھائے بچونکو پشت و دوش پر لادے فراری ہین کنذر لوگ یعنی بھلیدار و فراش و گاڑیبان وغیرہ عورتونکو ساتھ لیے گٹھری اسباب کی کمر سے باندھے لڑکے ماؤن کے لہنگے پکڑے روٹی کے ٹکڑے ہاتھون مین لیے ناک بہتی روتے ہوئے چلے جاتے ہین دشت و کوہ آدمیون سے بھر گیا ہے کوئی کہین کوئی کہین باپ بیٹے سے جدا بیٹا باپ سے جدا ایک عجیب طرح کا ہنگامہ ہے جو لوگ اندر حصار کے گھر گئے ہین انمین سے بعض تو سینہ سپر کیے لڑ رہے ہین اور بعض بدنگاہ بہیئت دست نیاز اٹھا کر بہ الحاح و تضرع و زاری دعا بلبلا کر مانگتے ہین کہ اے آفرینندہ حصار اربع عناصر خالق ارض و سما کہ ظلم

برائے صاحب لولاک اسدم — گناہون سے ہمین کر پاک اسدم
ترے صدقے تری رحمت کے قربان — بڑی ہے خالق اکبر تری شان
خدایا تو ہے حاکم حاکمون کا — حقیقت حاکمون کی ہے بھلا کیا
نہین کچھ احتیاج عرض لاریب — کہ ہے تو اے خدا خود عالم الغیب
اگر ہو تیری رحمت کا اشارا — برآئے مدعائے دل ہمارا

یہ مصروف دعا مین مگر کارسازی فریاد رس غریبان دیکھیے کہ جب شاہ طلسم بد سیرت و بدچشم جانب ظلمات گیا تھا اور نحوست کو بلایا تھا بران پاس بیٹھے بیٹھے عمر کا دل گھبرایا کہ بموجب مصرع سبب کیا کہ دل سے تعلق ہے ۔ آفت جو لشکر پر آنیوالی تھی تو بے اختیار طبیعت پر رنج مستولی ہوا اور گھبرا کر کہا کہ ای بران مجھکو آپ یہان کہانتک رکھیے گا فی الجملہ جو قریب آپ سے رخصت ہوتا ہی ملکہ مذکور نے یہ اضطرار دیکھکر تسکین دی اور فرمایا کہ مین نے پہلے بھی ساحر بہر خبر گیری لشکر آپکے بھیجے تھے وہ ابتک نہ آئے مجھکو خود فکر ہی کہ نہین معلوم ساحران مذکور کس آفت مین پھنسے جو یہان نہ آئے اب مین خبر کیلیے کسیکو بھیجتی ہون خواجہ نے کہا جب میرا لشکر وہان برباد ہوگیا اور آپنے خبر منگائی تو کیا فائدہ کیونکہ مہرخ وہان اکیلی ہی اور سامنا ایسے زبردست سے پڑا ہی جو شاہ جادوان ہی ملکہ نے یہ سنکر کہا مین ابھی خبر منگواتی ہون یہ کہکر ایک اپنی مصاحب خاص صندلین جادو سے کہا کہ تو ابھی اس راہ سے جو قلعہ طلسم کا دروازہ ہی اسکو وا کر کے لشکر خواجہ مین جا کر خبر لا ساحرہ مذکور حسب الحکم روانہ ہوئی ملکہ نے اپنی انگوٹھی بہر نشان اسکو دی کہ در طلسم پر جو کوئی روکے یہ انگشتری دکھا دینا اُسنے انگوٹھی لیکر پرواز کی اور اسی راہ سے کہ جدھر کا حکم ملکہ نے دیا ہی رہگزرائے منزل مقصد ہوئی حال اس طلسم کا آیندہ بیان کیا جائیگا یہ وہی راستہ ہے کہ شاہ کوکب نے خواجہ کو ڈھکیل دیا تھا اور وہ طلسم ہوشربا مین پہونچگیا تھا خلاصہ یہ کہ ساحرہ مسطورہ ایک آن واحد مین لشکر مہرخ کے قریب پہونچی اور ایک بلندی پہ ٹھہر کر لڑائی کی کیفیت دیکھا کی جب احاطہ نے حصار سحر گرد لشکر کردیا ساحرہ کی آڑ ہوگئی اُسنے خیال کیا کہ ملکہ سے حال مفصل مین کیا بیان کرونگی اندر کے حصار کا تو حال معلوم نہین ہوتا ہی یہ سوچکر وہان سے اڑی اور ایسا سحر پڑھا کہ دیوار احاطہ سحر روک نہ سکی اُسنے آکر حال سرداران و کیفیت گنبد سحر وغیرہ دیکھکر مہرخ کو تسکین دی کہ آپ گھبرائیے نہین خواجہ نے مجھکو بہر خبر بھیجا ہی مہرخ نے کہا خواجہ سے کہدینا کہ کنیزین آپکی آپ پر فدا ہوگئین صندلین یہ کلمہ سنکر رونے لگی اور اسی وقت وہانسے اڑی اُسکے حصار مین آنے سے احاطہ کو خبر ہوئی تھی کہ کوئی داخل حصار ہوا ہی کیونکہ سحر مین اُسکے فرق پڑا تب اسنے سحر کو زور دیا اب جو یہ نکلنے لگی نکل نہ سکی اسنے غصہ مین آکر اس زور سے ٹکر ماری کہ دیوار شق ہوئی اور یہ باہر آکر گری سر مین بہت چوٹ آئی اور پسینہ پسینہ ہوگئی ادھر احاطہ نے جلد حصار پھر درست کیا مگر یہ ساحرہ اسی حالت مین اڑکر جانب کوکب روانہ ہوئی اثنائے راہ مین وہ ساحر ملے جو پہلے سے آگئے ہوئے تھے اُنسے کہا کہ تم کہان رہگئے تھے ملکہ راہ دیکھتی ہین جلد چلو غرضکہ مع ساحرون کے اسی در قلعہ طلسم سے دم بھر مین داخل ہو کر خدمت ملکہ مین آئی ساحر جو پہلے سے خبر کو گئے تھے انپر ملکہ نے عتاب کیا انھون نے عرض کیا کہ ہمنے کوئی ساحر تازہ تمہارا یہان خواجہ سلامت پر نہ دیکھا تھا اسوجہ سے بطور جاسوسان ٹھہرے ہوے تھے فی الجملہ حال تباہ ہونے لشکر کا صندلین سے سنکر

عمرو رونے لگا اور کہا اے ملکہ مین اب نہ ٹھہرونگا غرضکہ ضرور جاؤنگا ملکہ نے کہا خواجہ ایک لمحہ اور توقف فرمائیے یہ کہکر گھڑی ہو گئی اور سحر پڑھا کہ دو پتلے ہوا پر سے ایک صندوقچہ لیئے ظاہر ہوئے ملکہ نے سوا سوا اشرفی انکو نذر دی انھون نے نذر لیکر وہ صندوقچہ حوالہ ملکہ کیا ملکہ نے اُسکو وا کرکے اوراق جمشیدی نکالے اور پڑھا انمین لکھا تھا کہ احاطہ جادو کے مطیع چار افسر ہین کہ رنگت انکے روئے نحس کی زرد ہے اور ان چارون ساحرون کے مطیع چار چار ہزار ساحر ہین لیکن یہ سولہ ہزار جو تابع افسران ہین بظاہر تو ساحر ہین مگر سب پتلے طلسم کے ہین کہ ہنگام جنگ نہ کاٹے کٹتے ہین نہ مارے مرتے ہین پس کوئی ایسا واقف کار ہو کہ ان سولہ ہزار سے تو خبر نہو مگر وہ جو چار افسر ہین انسے مقابلہ کرکے بجد و جہد تمام قتل کرے جب وہ چارون مارے جائینگے وہ سولہ ہزار از خود ہلاک ہو جائینگے پس نحوست کا زور ٹوٹ جائیگا اور بھاگیگا اور اُسکو بھی جانے نہ دے مار ڈالے یہ سب حال اوراق ساحری سے دریافت کرکے ملکہ نے صندوقچہ مین بند کرکے حوالہ پتلو نکے کیا کہ وہ لیگئے اور آپ عمرو کے بیقرار ہونے سے حکم دیا کہ سواری ہماری تیار ہو یہ حکم زبان سے نکلتے ہی مجلس جو خواجہ کی گود مین آکر بیٹھتی تھی ناک پونچھتی ہوئی کھڑی ہو گئی اور تتلا تتلا کے گویا ہوئی کہ ای جان خواجہ کے رونے سے میرے دلپر ہزارون چھریان پڑ گئین مین جاکر اس لڑائی کو فتح کرونگی بران نے کہا خواجہ یہین رہینگے مین خود جاتی ہون تم ہو تو ابھی بچیہ ہو کسی جہاندیدہ کا اس جنگ مین کام ہے یہ کہکر قصد روانگی کیا تھا کہ ایک طرف ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور کہ بھتیجی سلطان کوکب کی ہے اور بہن بران کی ہے اپنی جگہ سے اٹھی اور عرض پیرا ہوئی کہ خواجہ کیلیئے مین جانبازی کرنے جاؤنگی افسوس کہ ہمارے مہمان کو جسکے پاس ہم روز بیٹھکر خوشنود ہوتے ہین ایسا رنج پہونچے اور ہم بیٹھے رہین بران نے اسکو بھی منع کیا کہ تم سب بیٹھو مین خود جاتی ہون اسنے جواب دیا کہ بہن تمنے مجھکو کیا موم کا سمجھا ہے اے بوا مین خود جاتی ہی جو اس نحوست کو روز بد نہ دکھایا تو نام اپنا اختر نہ رکھا بران اسکے ضد کرنے سے ناچار چپ ہو رہی اور سب مدارج جنگ کے جو کچھ اوراق جمشیدی مین دیکھے تھے اسکو سمجھائے یعنی چار افسران مطیع احاطہ کی کیفیت اور سولہ ہزار پتلون کا حال سب بیان کرکے سپرد بخدا کیا اور رخصت کیا

روانہ ہونا اس گل بوستان شجاعت و خوبروئی یعنی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور کا واسطے مدد کرنے مہرخ کے اور مارا جانا احاطہ جادو کا مع اپنے افسرون کے اور جنگ عظیم ہونا نحوست کا مارا جانا حیرت کا شکست کھا کر ہٹ جانا پھر خواجہ کا قلعہ طلسم شاہ کوکب دیکھنا اور مہرخ کو بلوانا بران سے ملوانا المولف

	وہ دے مجھکو اے میرے ساقی شراب وہ مے جس پہ قربان زاہد کا دل	صفا مین ہو جو رو کش آفتاب وہ مے جس سے رندون کا ہے آب و گل	

تصور ہے جس مے کا ہر صبح و شام
تمنا ہے جس مے کی دل مین مدام
وہ مے جس سے دکھلائی دے روے حور
وہ مے جسکو بولین شراب طہور
وہ مے وصف جس کا ہے قرآن مین
وہ مے واشربوا جس کی ہے شان مین
وہ مے جو سے کوثر پہ جو پیتے ہین
وہ مے مردہ دل جس سے سب جیتے ہین
ذرا دیکھ اے ساقی پارسا
بہار چمن کا نیا ماجرا
ہوا پھر جوان موسم روزگار
چمن مین نئے سر سے آئی بہار
لیے بلبلین پھول منقار مین
پڑی پھرتی ہین آج گلزار مین
ادا مین ہے ہر گل کے مستی بھری
گلابی ہے غنچون کے منھ سے لگی
لب جو ہے ہر سرو کی یون بہار
کہ ہو جیسے آئینہ خانے مین یار
کٹورا سی ہے چشم نرگس کھلی
یہ ہے تاک انگور کو تاکتی
بڑھی ہے بہت حرمت دخت رز
لب جام پر ہے یہ جاری رجز
کہ مین بادشاہون کے ہون منھ چڑھا
طلبگار جمشید میرا رہا
صراحی کے قلقل سے ہے یہ صدا
مجھے فخر زیبا ہے بے انتہا
کہ مین ہون شبستان بنت العنب
جہان رند آ سجدہ کرتے ہین سب
فتحیاب ہون رند ساقی ترے
سر محتسب کاسۂ مے بنے
صراحی و پیمانہ مین صلح ہو
مرے دل کی ساقی کدورت کو دھو
لگا دے مرے منھ سے جام شراب
لکھون حالت جنگ افراسیاب
بیا جاہ این بادہ خواری گذار
لکھے داستان نغز و نادر نگار

بیدار بختان شب عشرت و خورشید طالعان اختر قسمت ستارے نصیب کے فلک خوش قسمتی پر اسطرح تابع فرمان ہین اور بہر پامالی دشمن سیہ بخت یون جاتے ہین کہ جب وہ مہ برج خوبی درخشش آفتاب مجبوبی بدشک قمر لیے شمس و قمر یعنے ملکہ اختر اجازت حرب ملکہ بہاران سے لیکر بیرون قلعہ آئی ملکہ بہاران و مخمور و عمرو مع ناظمان طلسم کے ہمراہ آئے اور اس گلبدن کو رخصت فرمانے لگے اُسنے اپنے گلے سے ایک ہار موتیونکا اتارا کہ تو سو تو اسی موتی اُس ہار مین تھے پس اُس ہار کو گھما کر جانب فلک پھینکا سب موتی آمین کے بکھر کر ہر سمت جا کر غائب ہوے اُسنے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ زمین شق ہو گئی زیر زمین سے ایک مار سیاہ نکلا کفچہ اٹھا ملکہ کو سلام کیا اسنے فرمایا کہ جلدی جا اور میری سواری مع لشکر جنگی کے یہان لا یہ حکم سنکر مار زمین مین سما گیا اور بعد لمحہ کے اُسجا سے چار سو مار آتشین کفچہ پر بار کیے اور تخت جواہر آگین سر پر اُٹھائے وہانسے نکلے پھر فلک کیطرف سے لکہاے ابر سیاہ ہو کر پھٹے اور انمین سے اژدرو عقاب و سیمرغ و مار و طاؤس وغیرہ پر ساحران نامی سوار ظاہر ہو کر سامنے آئے لباس ہر ایک عمدہ و بہتر نہایت پر زر پہنے پیشانیان قشقون سے

مزین و رنگین جھولیان بادلہ نگار گلے مین بصد تزئین ان سب نے ایک سمت پر جا پایا پھر جسجگہ سے مار تخت لیکر آئے تھے وہان سے سواریان سحر کی نکلنے لگین اور انپر جادوگرنیان سوار ظاہر ہوئین کہ حسن مین بیمثال نہایت حسین و صاحب جمال تھین کوئی لباس سبز زمردین زیب بدن کیے تھی اُسکے جسم منور کی روشنی اس لباس مین یون تھی کہ جیسے چمنستان مین کسی نے چراغ جلائے ہین یا آتش گل سے باغ دہک رہا ہے یا ابر سبز مین برق چمک رہی ہے کوئی گلبدن گلابی لباس زیب قامت کیے تھی یا باغ مین حسن و جمال کے سادی پھولی تھی کسی کا روے تابان دھانی ڈوپٹے سے یون فروزان تھا کہ دھان کے کھیت سے چاندنی نے کھیت کیا تھا کسی کا رخسار تابناک اودے دوپٹے مین یون نمایان تھا کہ جیسے بدلی مین خورشید تابان درخشان ہوتا ہے ہر ایک نازنین نازک بدن زیور جواہر کا رپہنے جھنڈیان ہاتھ مین لیے صف کشیدہ ہوئی ملکہ اختر تخت پر سوار ہوئی اُسکے سوار ہوتے ہی دو اژدہے زمین سے نکلے کہ پشت پر انکی نقارے لدے تھے اور پتلے چوبین ہاتھ مین لیے بیٹھے تھے انھون نے نقارے بجائے ڈنکے پر چوب پڑی ہزار ہا نقارہ بجنے لگا اور صد ہا نرسنگا اور ناقوس بجا تخت کے گرد ہزار ہا کنیزان زرین لباس آکر سر ملکہ پر مردحہ جنبان ہوئین اور اُسوقت اختر مثل اختر فلک کے بنگئی اور ابر سحر آکر سر پر سایہ فگن ہوا بیرقین جھنڈیون کی ہوا مین اڑنے لگین ہنوز تخت اڑکر روانہ نہوا تھا کہ کوئی ہزار سوار زرین پوش مرکب پرند زیر ران روے ہوا پر ظاہر ہوا اور چالیس ہزار ساحر پرا باندھکر اڑا اور روے گیتی تاریک ہوگیا سواری دوش صبا پر ملکہ اختر کی چلی

نظم

چلا لشکر بصد حشمت وہان سے ہوا پر ساحر نامی وہ سب تھے
ہزارون جھنڈیان ہر رنگ کی تھین نشانی سامری کے جنگ کی تھین
کہین نقارے بجتے اور ناقوس کہین اڑتے ہوے جاتے تھے طاؤس
فلک تک اختر ذیجاہ کا تخت بلند ایسا ہوا جیسے کہ ہو بخت
ستارے ٹوٹتے تھے آسمان سے دیا موتی نچھاور ہو رہے تھے
گھٹائین آئین ابر سحر برسے فلک پر بیر آکر چھا گئے تھے
غرض اس شان و شوکت سے وہ ذیجاہ مع لشکر روان تھی سمت جنگاہ

اسی راہ دروازۂ طلسمی سے نکلکر یہ تو منزل مقصد کیجانب چلی اور بران خواجہ کو تسلی دیتی مقام سکونت پر لائی لیکن عمرو کو تسکین کہان دمبدم بتیا بیان کرتا تھا اور کہتا تھا کہ فرداے کاش عمرو کو موت آتی + مہرخ کی جدائی ہے ستاتی + بران نے یہ بیقراری خواجہ کی دیکھ کر کچھ باتین ادھر اُدھر کی غم غلط کرنے کو کرکے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آئیے خواجہ سلامت ہم آپ سیر طلسم چلکر کرین خواجہ نے ہرچند انکار کیا کہ مین سیر گلزار سے ہوقت عار رکھتا ہون کہ رنج کا خار دل مین چبھا ہے ملکہ نے اسکا عذر کچھ نہ سنا اور مع چند سرداران ذیشان کے روانہ ہوئی تا ظمان ملک بھی چند ہمراہ ہوے ملکہ بیرون قلعہ ہفت رنگ آئی اور ایسا سحر پڑھا کہ ایک دھوان سفید رنگ پیدا ہوا اور ہر ایک کی آنکھ مین لگا اس ادخن سحر کے لگتے ہی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی ایک بیابان خرم و سبزہ زار مین اپنے تئین سب نے پایا کہ وہ مرغزار رشک

حقیقت مین رشک گلشن شداد تھا نہال سبز و شاداب پھلے پھولے لگے تھے یا معشوق سبزہ رنگ گہنا پہنے کھڑے تھے ہوا وہان کی فرح بخش خاطر شوریدگان سبزہ وہان کا دافع خفقان مجنونان چشمے ہزارون ہزار جاری نہرون مین آب رحمت بھرا ابر اودا اودا سر دشت پر چھایا ہوا طاؤس رنگین کا زیر ابر ناچنا ساونی پھولی ہوئی یہ معلوم ہوتا کہ گلابی پوش گلرخسارون کا مجمع نہرون کے کنارے کنارے ہزار ہا باز و بط و مرغابی طائران آبی بیٹھا منقار اپنی پانی مین بھگو کر پھر ہر یان لیتا خوش فعلیان کرتا گلہائے خودرو سے تمام دشت رنگین عروس بہار کی نہایت آرائش و تزئین کہ

ابیات

دشت گلہائے سرخ سے معمور　　چشم نرگس تھی دیدۂ مخمور
گل ہر اک دلفریب تھا رنگین　　دافع رنج خاطر غمگین
ہر طرف آبشار ہوتا تھا　　رحمت رب تھا سبزۂ خفتا
بوے گل نے بسا دیے تھے دماغ　　دشت تھا یا بہشت کا تھا باغ

جب اس دشت سے سیر کنان آگے بڑھے ایک دریا پر پہونچے پانی اسکا صفا مین ورق نقرہ سے کہین بہتر تھا ملکہ بہ از چشمۂ ماہ و خور تھا ملکہ نے آکر دریا پر سحر پڑھا اور آنکھین بند کر لین پھر جو آنکھ کھلی آن واحد مین سب دریا کے پار تھے جب ہان سے آگے بڑھے ایک دیوار فلک فرسا بلور کی دور تک کھنچی نظر آئی کہ سراسر اسکو مطلا کیا تھا اور نقش و نگار سے رنگین بنایا تھا ملکہ نے یہان آکر آواز دی کہ اے پریزادان طلسم جلد سواری حاضر کرو بمجرد صدا دینے کے ایک تڑاقا ہوا اور اس دیوار مین دروازہ یاقوت سرخ کا لگا نظر آنے لگا اس دروازے سے ستر دو سو نازنین سراسر رشک لعبتان چین پیدا ہوئین کہ ایک تخت یاقوت کا ساتھ لائی تھین حسن اُن سب کا مادح کی مدحت سرائی سے کہین بہتر تھا قلم لکھنے سے قاصر تھا زیور یاقوت نگار سے جسم نازک انکا مزین واقعی وہ سب رشک چمن کیا بو احت جان گلشن ہر ایک کمسن جوانی کی راتین مرادونکے دن ستر سو نازنین رشک لعبتان چین غرق دریاے جواہر تن لباس سے جسم کو اُنکے آرائش و تزئین اس دروازے سے نکلین ایک ایک افسر خوبان جہان تھی تاجدار کشور گلرخان زمان تھی کف پا انکا روے مہر انور کو شرماتا دست نگارین ید بیضا پر فوق لیجاتا دلبری کی گھاتین ہر ایک ایجاد ستمگری و بیدادی مین استاد عاشقونکے ارمانونکی لنیت جلاد گلبدن سمن بدن ستم ایجاد کہ

نظم

سنوارے بال پیچ و تاب دے کر　　لیے سب جسم خوشبو سے معطر
قیامت آنکھ مین سرمے نے ڈھائی　　سیہ بیمار کو بدھی بنہائی
خم ابرو سے پیدا شان شمشیر　　مژہ ہر ایک رشک خنجر و تیر
کھلے مسی سے رنگ پان کے جوہر　　شفق اس پر تصدق شام اسپر

وہ سب شہریاران اقلیم دلبری ایک تخت شاہی اپنے ہمراہ لیے جیسے تخت سلیمان کو پریان اُٹھائے سامنے **بران** کے آکر تسلیم کر کے باادب تمام ٹھہرین ملکہ مذکورہ نے تخت پر خواجہ **عمرو** کو برابر اپنے سوار کر کے کچھ سحر پڑھا کہ بہت سے گھوڑے پرند نہایت دلپسند ساز و یراق جواہر نگار سے سجے سجائے زین پر زر سے کسے کسائے اُسی دروازے سے اڑتے ہوے آئے اور ساحر ہمراہی کے اُن مرکبون پر سوار ہوے ڈنکے بجے ناقوس پھنکے سواری ملکہ کی اس دروازہ طلسمی مین داخل ہوئی

وہ سترہ سو پریزادین ہمراہ صدائے طرقوا پیدا دور باش جادش طلسم پکارتا در طلسم مین پہونچکر جب آگے روانہ ہوئی دیکھا تو صحرائے طلسمی ہرا بھرا ہی پھول انواع واقسام کے شگفتہ ہین کوئی گل پریچہرہ تھا کوئی ملکہ کو دیکھکر ہنستا تھا ہنگام خندہ زنی دیونکلکر سر ملکہ پر مروحہ جنبانی کرتا تھا طائران خوش نوا ہر شجر پر بیٹھے تھے یا شہنشاہ کوکب یا شہنشاہ کوکب پکارتے تھے نیا سامان اور طرفہ بہار تھی کیفیت سبزہ زار تھی خاطر رنجیدہ اس پر فریفتہ دیوانہ وار تھی کہ **ابیات**

کہ وہ تھا اک چمن پھولون سے لبریز
بہت دلچسپ خوشبوئین بہت تیز

کہان دنیا مین ایسے پھول پیدا
ہزارون رنگ ہر گل مین ہویدا

نظر جس پر پڑی لوٹا گیا دل
قدم اُٹھتا ہوا اس جا سے مشکل

ہوائین سرد عطر آمیز آئین
دہن غنچون کے ایک جوبن دکھائین

جب اس دشت دلکشا سے طرفۃ العین مین سواری گذر گئی عمارات عالیشان نظر آئین کہ **نظم**

وہان پہونچے تو کوٹھا ایک دیکھا
کہ پُر تھا موتیون سے سب وہ مجرا

کبوتر کا ہو بیضہ جس طرح پر
مدور اس طرح ہر گوہر تر

بہت سے ڈھیر ایسے اور بہت سے
کچھ اس سے کم زیادہ سب نے دیکھے

منقش دوسرا کوٹھا بھی دیکھا
تو اسمین اس طرح کا لطف اٹھایا

کہ الماس و جواہر لعل ہر جا
برابر ڈھیر تھے خرمہرہ آسا

کہین یاقوت نیلم ہر طرح کے
کہ جن کی شرح ناممکن زبان سے

کہین چاندی کی اینٹین اکطرف تھین
کہ ابتک آنکھون نے دیسی نہ دیکھین

مصفا وہ عمارت دور تک خوب
مکان اُس مین جواہر کے خوش اسلوب

سوا اُس کے عجائب اور کشرا
نظر آتے تھے ہر لحظہ وہان پر

غرض پھرتے ہوئے ہر جا اسی طور
ہوے وارد وہ اک گنبد مین فی الفور

اُسے کھولا تو دیکھا اور سامان
کہ جس کی شرح مین ہے عقل حیران

کنول روشن در و دیوار تابان
مصفا فرش ہر جانب تھا شایان

حسینون سے زیادہ حسن مین تھا
بتاؤن حال اس کا اور مین کیا

اس گنبد مین اکیس سورج مثل مہر آسمانی نکلے ہوے تھے آفتاب سپہر مین اور انمین اتنا فرق تھا کہ اسمین حرارت ہوتی ہے اونمین مطلق تمازت نہ تھی اور وہی طرح ضیا بار تھے کہ مشعل طور افروز روبرو اس نور کے شمع مزار تھی **عمرو** نے وہان کا زر و جواہر اور عجائبات دیکھ کر **بہاران** سے کہا کہ یہ مال صرف دیکھنے کا ہی یا صرف بھی کوئی کرسکتا ہی ملکہ موصوف نے جواب دیا کہ آپکا جی چاہے تو آپ کچھ لے لیجیے ورنہ بادشاہ نے اس مقام کو بہر جنگ **افراسیاب** تیار کرایا ہی اور یہ گنبد نئی نئی خاصیتین رکھتا ہی منجملہ اور خواصات کے یہ وصف اسمین ہی کہ یہان جس ملک جاہو دیکھ لو اور جہان جاہو

دم بھر مین پہونچ جاؤ خواجہ کو اس کلام سے لالچ جو دامنگیر ہوا تھا جاتا رہا اور بیتاب ہو کر گویا ہوا کہ اے ملکہ لشکر مہرخ کو یہان سے مجھے دکھائیے ملکہ اختر لڑنے گئی ہین وہ ماجرا نظر آئے ملکہ نے ہنسکر کچھ سحر پڑھا کہ وہ کئین سورج جو ساطع انوار تھے انمین سے ایک ایک پریزاد نکلکر ہنستی ہوئی سامنے ملکہ کے آئی ملکہ نے اسے حکم دیا کہ اس گنبد کا اسطرف کا دروازہ کھولکر کہ جدھر طلسم ہوشربا ہی خواجہ کو تماشا دکھاؤ پریون نے حسب الحکم ایک در کے قریب جا کر ایک سورج کو انھین کئین سورج مین سے اشارہ کیا کہ وہ اڑکر دروازے مین لپٹ گیا کثرت ضیا سے نظر خیرگی کرنے لگی بعد لمحہ کے وہ آفتاب باہر دروازے کے نکل گیا اور دروازہ کھلگیا پریان خواجہ کا ہاتھ پکڑ کر قریب در آئی اور کہا زیر گنبد ملاحظہ فرمائیے عمرو نے جو زیر گنبد نگاہ کی طرف ماجرا نظر آیا کہ ایک میل لشکر مہرخ مین بناہی گرد لشکر احاطہ کھچا ہی فوج مین بھگدر پڑی ہی سرداران لشکر پر مصیبت کی گھڑی ہی سب دست بدعا ہین ساحران حیرت و نحوست وغیرہ نے دست ظلم دراز کیا ہی عمرو یہ حال دیکھکر بیقرار ہوا ملکہ نے کہا کہ خواجہ صبر فرمائیے اور قدرت خدا دیکھیے اسکے کرم و فضل پر نظر رکھیے ہنوز یہ سخن تمام نہوا تھا کہ یکایک صدائے نوبت و نقارہ فلک کیطرف سے کان مین آئی اور ملکہ اختر بصد کر و فر تخت پر سوار مع لشکر بیشمار و ساحران نامدار و سواران جرار کے آکر پہونچی فوج نے آتے ہی اس دیوار حصار سحر پر حملہ کیا احاطہ جادو مع سولہ ہزار پتلون کے جوان چار رون افسرون کے بنائے ہین مقابل آکر منہدم ہوا از بسکہ اختر کو بران نے سمجھا کر بھیجا ہی کہ یہ سولہ ہزار ساحران چار افسر ساحرون کے مطیع ہین اور انکے مرنیسے یہ سولہ ہزار از خود ہلاک ہو جائینگے پس اسنے جانب فلک اشارہ کیا وہ مالا جو چلتے وقت اسنے گھمایا تھا اور نو سو نواسی موتی اسکے بکھر گئے تھے اسمین سے پانچ موتی بلندی پر ظاہر ہو کر ایک سر پر احاطہ کے اور چار سر پر ان چار افسرون کے آکر پڑے کہ مثل اصحاب فیل کے ان پانچون کے سر توڑکر اسفل کیطرف سے نکل گئے ان پانچون کا گوہر جان تلف ہوا غرق بحر فنا ہوئے بیرون نے غل انکے مرنے سے مچایا آندھی تیرہ و تار آئی وہ سولہ ہزار ساحران کے مرتے ہی قلزم مرگ مین ڈوبے وہ دیوار احاطہ کی منہدم ہوئی اور فوج ظفر موج ملکہ اختر لینا لینا کہکر مثل سیل فنا آگے بڑھی اختر نے پھر سحر پڑھکر دستک دی کہ موتی فلک کیطرف سے برسنے لگے اور ہر چند گوہر اس میل پر سحر کے آکر گرے کہ وہ بھی دھوان بنکر اڑگیا وہ ساحر جو گرد میل سجدہ مین گرے ہوئے تھے اور طواف اس صنم خانہ کا کر رہے تھے ہوش مین آگئے اور اصلی حالت پر اپنی آکر جانب لشکر حیرت چلے نحوست یہ ماجرا دیکھکر گھبرایا سمجھا کہ زمانہ مرگ قریب آیا یہ سمجھکر رو بفرار لایا مگر بلور نے اسکا تعاقب نہ چھوڑا اور پکارا کہ بھائی نحوست اب کہو مزاج کیسا ہی اسنے یہ کلام طنز آمیز سنکر ایک نارنج اسپر مارا اسنے وہ نارنج سحر پڑھکر کاٹ دیا اور چاہتا تھا کہ اپنا وار کرے کہ اختر آپہونچی ایک موتی اشارہ بجانب فلک کرکے سر نحوست پر گرایا ہر چند اسنے رد سحر پڑھا کہ کسی طرح اپنے تئین بچائے ممکن نہوا موتی اسکے جسد نجس کو توڑ کر پار گذرا شور بگیر بکش کا بیرون نے بلند کیا حیرت و مصور و حیات وغیرہ فوج اختر سے بھڑے ہوئے تھے جب صدائے مرگ نحوست سنی جی چھوٹ گئے اور براہ جانبازی اختر پر سب اپنا لشکر لیکر ٹوٹ پڑے ادھر مہرخ وغیرہ تمام سردار جو مصروف دعا تھے مدد آنے سے خوشنود ہو کر لشکر حریف پر باقیماندہ فوج سے حملہ آور ہوئے نہار کو بھی ہوش آیا اسنے بھی ہنگامہ سحر مچایا دو لشکر بسان قلزم زخار موج مار کر مل گئے تلوار سحر کی برق کردار چلنے لگی خرمن جان بیرازان

جلنے لگے اختر قسمت **حیرت** ایسا برگشتہ ہوا کہ مریخ سے مقابلہ ہوا نظر تربیع نے چار عنصر مین جسم کے خلل ڈالا آب تیغ نے کاخ خاکی تن کو لشکریون کے ڈھا دیا آتش سحر نے باد نفس کو گرم ایسا کیا کہ ٹھنڈے ٹھنڈے ہر روح نے جسم سے نکلکر راستہ جہنم کا پکڑا دریائے خون بہنے لگا کشتی تن غرق بحر فنا ہوئی جان سفینہ بدن سے کنارہ کر گئی بیرون نے وہ غل مچایا کہ دشت جنگی میدان محشر نظر آیا ناریلون اور ترنجون کے چلنے سے وہ سناٹے تھے کہ جنگل گونجتا تھا سائین سائین آوازین آتی تھین کہ رن بولتا تھا ہر سمت اندھیر چھایا تھا ہر ایک بوکھلایا تھا سر و تن کا ہر جا انبار تھا موت کا گرم بازار تھا العیاذ باللہ قیامت کبریٰ بپا تھی یہ لڑائی برپا تھی کہ

نظم

ہزارون افعی رہزن غضبناک — نگاہین خشمگین ان کی وہ چالاک
برابر حملہ آور ہر طرف سے — جنھین دیکھے سے ہوش اڑجائین سب کے
نہ فرصت پاتے تھے اُنکے غضب سے — نہ مہلت تھی عذاب بے سبب سے
کہ بیچھو اُن کے لڑنے والے انسان — قوی ظالم ستمگر دل پریشان
نکلتے تھے دہن سے ان کے شعلے — بڑی زنجیر ہاتھون مین لیے تھے
کسی جانب سے گینڈے تھے نمودار — ستمگار اور سب تھے سخت خونخوار
سنان کی طرح سینگ انکے بہت تیز — بشکل نیش عقرب زہر آمیز
زمین کانپی ہلے اشجار ہر سو — بشکل مردہ اک پیدا ہوئی بو
زمین سے دمبدم اُٹھتے بگولے — سیاہی چار سو لشکر کو گھیرے
گھرے شعلون مین تن سب عضو بھڑکے — اندھیرے مین لگی بجلی چمکنے

خلاصہ یہ کہ اسی سیاہ تابی سحر و ظلمت گیری افسون مین یہ خاکدان پر آشوب دہر تیرہ و تار اور ظلمت آباد نام روزگار ناپاید اہوا کہ

نظم

گھٹا جب جلوۂ خورشید روشن — بڑھا یا ہر طرف ظلمت سنے دامن
ہجوم شام نے صورت دکھائی — ہوا غل دن گیا لو رات آئی

ملکہ **اختر** نے فوج مین در آ کر سر **نحوست** کاٹا اور جانب **حیرت** شیرانہ چلی فوج **نحوست** افسر کے مرنے سے بھاگی انکو دیکھکر لشکریان حیرت کے بھی پانون اٹھ گئے اسوقت بناچاری ملکہ **حیرت** نے طبل بازگشت بجوایا اور اپنے باپ کے ہمراہ مراجعت کر کے داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو جمع کرنے لگی اور اپنے باپ کو سب انتظام سلطنت سپرد کر کے آپ مع چند کنیزون کے خدمت شاہ طلسم مین گئی اسطرف جب طبل آسائش پر چوب پڑی **مہرخ** و **بہار** مع سرداران ذی تبار کے ملکہ **اختر** پاس آئین سر ملکہ مذکور پر سے زر نثار کیا اور زبان سے صفت و ثنا کی **اختر** بھی بڑے تپاک اور گرمجوشی سے ہر ایک سے ملی اور تسکین سب کو دی کہ انشاء اللہ عنقریب خواجہ سلامت بھی بہزار مکنت و جاہ تشریف فرما ہوا چاہتے ہین **مہرخ** نے کہا ہم امیدوار ہین کہ کچھ آش تیار کرین آپ اسکو تناول فرمائین اور آجکی شب یہین استراحت کرین سر کچھ جادو

آسمان تفاخر پر پہونچائین **اختر** عذر پذیر ہوئی کہ یہ آپ کیا فرماتی ہین آپ بزرگ ہین میرا فخر ہی آپکی خدمت مین رہنا مین اپنا گھر سمجھتی ہون مجھے انکار ہی مجھے کھانا کھانے مین ہین ضرور رہجاتی مگر مجبور ہون کہ خواجہ سلامت آپکا حال پریشان سنکر بہت متردد ہین انہون نے مجھکو اسلیے بھیجا ہی کہ جلد جاکر مدد کرون اور پھر خیریت ہیا آگئی ہان جاکر کہون بس یہین ٹھہر جانے سے خواجہ اور زیادہ گھبرا ئینگے لہذا ملتمس ہون کہ آپ مجھے رخصت عطا فرمائین پھر خدانے چاہا تو خواجہ اور مین حاضر خدمت ہونگی اور ارشاد آپ کا بجالاؤنگی الحاصل بہزار دشواری رخصت یاب ہوکر مع سر **نخوست** روانہ ہوئی یہان **مہرخ** نے لاشہاے مقتولان لشکر خود اٹھوائے اور ڈھونڈھ ڈھونڈھ اپنا لشکر جو فراری تھا وہ آباد ہونے لگا بازار پھر کھلگئین بارگاہین اور خیام وغیرہ از سر نو نصب ہوے عیار بھی لشکر مین آئے نذرین فتح کی گذرنے لگین ملکہ موصوفہ سریر جہانبانی پر جلوہ گستر ہوئی اس شب کو آرام نہین کیا انتظام مین مصروف رہی حکم جشن مسرت ہونے کا دیا ہنگامۂ عشرت و نشاط گرم ہوا یہ تو اس کیفیت مین ہی لیکن **اختر** جو یہان سے روانہ ہوئی **بران** و **عمرو** نے سب ماجرائے جنگ اس گنبد پر سے دیکھا **بران** نے خواجہ سے کہا اب تو آپ خوشنود ہوے خواجہ نے کہا اے ملکہ یہ سب سحر کا ڈھکوسلا ہی بھلا میرا دل کب مانتا ہی طلسم ہوشربا یہان سے کئی منزل ہی نہین معلوم وہان کیا سانحہ گذرا تم نے بزور سحر نیا تماشہ مجھکو براے تسکین خاطر دکھا دیا خدا ہی چنین کند جیسا کہ ماجرا مین نے دیکھا ہی مگر دل ایسے خلاف عقل امر کو قبول نہین کرتا ہی **بران** ان باتون کو سنکر ہنسی اور کہا مین آپکی طمانیت دل کے لیے **اختر** کو یہین بلواتی ہون یہ کہکر وہ پریان جو آفتابون مین سے نکلی تھین انمین سے ایک کو حکم دیا کہ جاؤ اور ملکہ اختر کو بلا لاؤ وہ حسب الحکم ایک آفتاب کے قریب گئی اور اسمین غائب ہوئی آفتاب در گنبد سے نکلکر روانہ ہوا ملکہ **اختر** اسطرف جاتی تھی کہ جدھر سے آئی تھی یکایک آفتاب قریب تر پہونچا ملکہ مذکور سمجھی کہ شاید کوئی لڑنے آیا ہی چاہا کہ سحر کرے مگر آفتاب سے آواز آئی کہ اے ملکہ چلیے آپکو ملکہ بران نے بلایا ہی وہ گنبد جہان نماے طلسم پر استادہ ہین اور آپکو دیکھ رہی ہین **اختر** نے یہ حال سنکر اپنے ہمراہ کے لشکر کو حکم دیا کہ تم اپنے مقام پر جاؤ وہ لشکر بلند ہوکر چلا اور جسطرح سے کہ ابر پیدا ہوے تھے اسیطرح ابر گھر آئے افسر و لشکر ابر مین جاکر غائب ہوے اور زمین مین سما گئے جب لشکر اور تخت اور مار و اژدر وغیرہ سب جاچکا اس آفتاب سے پری نے باہر آکر پنجہ ملکہ کی کمر مین دیا اور پھر آفتاب مین آکر غائب ہوئی ایک آن مین وہ مہر گنبد طلسم مین آیا پری پھر باہر نکلی اور **اختر** کو سامنے حاضر کیا **اختر** بیہوش تھی بعد لمحہ کے جب ہوشیار ہوئی اٹھکر خواجہ اور ملکہ کو سلام کیا اور سر **نخوست** کا نذر دیا **بران** نے وہ سر لیکر قدم پر **عمرو** کے ڈالدیا اور کہا کیون خواجہ سلامت اب آپکو یقین آیا کہ لشکر آپکا بخیریت ہی **عمرو** نے ہنسکر جواب دیا کہ اے ملکہ مجھکو بڑا تعجب ہی کہ واقعی یہ اصلی **مہرخ** تھی جسکو مین نے لڑتے دیکھا ملکہ نے کہا خواجہ یہ اصلی لشکر آپ کے مطیعون کا تھا اسمین کچھ شک و شبہہ نہین ہی اور مین آپکو براے اطمینان خاطر ایک پتہ دیتی ہون وہ یہ ہی کہ آپکو جب مین **غربال** کے جال سے اٹھا لائی تھی اور بادشاہ نے آپکو ڈھکیل دیا تھا تو آپ اس طلسم سے طلسم ہوشربا مین گرے تھے اور چشم زدن مین وہان پہونچگئے تھے پس ویسا ہی اس مقام کو بھی جانیے اور شبہ کسیطرح نکالئے یہ سنکر **عمرو** نے کہا واقعی آپکا فرمانا بجا ہی مگر مین کیا کرون دل کمبخت میرا تسلی پاتا نہین ہوتا ہی ملکہ مسطور نے جواب دیا کہ یہ باعث زیادتی محبت آپکی ہی جو نسبت اپنے لشکر کے آپ الفت کرتے ہین ظاہر من الشمس ہی اچھا مین ملکہ مہرخ کو

یہان بلوا کر آپ سے ملاقات کراتی ہون کسلیے کہ آپ اُنسے بہت عرصہ ہوا کہ ملاقی بھی نہین ہوے فی الجملہ آپکی خاطر مبارک انکی ملاقات بہجت آیات سے منبسط و مبتہج ہوگی یہ کہکر پھر ایک پریزاد آفتاب طلسمی کو پکارکر کہا اے ملکہ **شعلہ حسن** جاؤ ملکہ **مہرخ** کو بآرام تمام اٹھالاؤ مگر وہ ساحرہ زبردست ہے میری انگوٹھی لیتی جاؤ اور اُسکو یہان پہونچاؤ خبردار کوئی تکلیف نہونے پائے یہ کہکر ایک انگشتری ہاتھ سے اتار کر پری کو دی وہ اسکو پہنکر اور آفتاب مین پوشیدہ ہوکر روانہ ہوئی وہ تو ادھر گئی مگر یہان ہمراہ **بران** جو سرداران عالیشان آئے ہین انمین ایک ساحر نحس جادو نام ہے اور یہ بھائی ہے نحوست کا ازبسکہ جب **کوکب افراسیاب** سے اتحاد تھا تو اسنے اس طلسم کی آب ہوا کو پسند کرکے خدمت **بران** مین رہنا اختیار کیا تھا اور جیسا کہ بھائی اسکا طلسم ہوشربا مین معزز و ممتاز تھا یہ یہان صاحب عزت و جاہ ہے اسوقت سر اپنے بھائی کا قدم پر خواجہ کے دیکھکر اشک حسرت آنکھون مین بھر لایا اور رگ غیرت عروق مین خون جوش زن ہوا بدشواری ضبط رنج کرکے خاموش ہو رہا دل سے کہا کہ سب فساد اسی کمینہ دزد **عمرو** کا ہے اسکے باعث سے بھائی میرا مارا گیا پس قابو پاکر کام عمرو کا تمام کرنا لازم ہے یہ سوچکر فکر قتل خواجہ کرنے لگا

اُدھر لمحہ مین **شعلہ حسن پری** لشکر **مہرخ** مین پہونچی بارگاہ مین ناچ ہو رہا تھا دور جام آفتابی شراب کا چل رہا تھا کہ یہ آفتاب یکایک طالع ہوا ہر ایک سردار سمجھا کہ شاہ جادوان نے کوئی سحر ہمپر بھیجا ہے یہ سمجھکر ناریل اور ترنج سنبھالے مگر آفتاب سے **شعلہ حسن** نے نکلکر **مہرخ** کو تسلیم کی اور عرض پیرا ہوئی کہ چلیے آپکو ملکہ **بران** نے بلایا ہے یہ کلام سنکر کسی کو اعتبار نہ آیا اور یہی تصور کیا کہ شاہ طلسم کا یہ سحر بھیجا ہوا ہے غرضکہ **مہرخ** نے کہا کہ لشکر میرا تمہارا ہیگا بدیں وجہ میرا جانا ممکن نہین پری نے کہا مجھکو حکم لیجانیکا ہے مین بغیر لیجائے آپکے پھر کر نجاونگی اس کلمہ سے سبکو بالکل یقین ہوا کہ یہ فرستادہ **افراسیاب** ہے پس **برق** عیار نے کرسی پر سے اٹھکر اس پری کے پس پشت اپنے تئین پہونچایا اور جب وہ باتون مین مصروف ہوئی اسنے کمند ماری پری نے ذرا جو بدن کو اپنے جنبش دی کمند کھلکر الگ ہوگئی اور اُسنے بعتاب کہا کہ تم لوگ آمادہ بفساد ہوا ہے بایان خود اگر حکم ملکہ عالم تمہارے آرام دینے کا نہوتا تو ابھی سبکو خاک سیاہ کر دیتی پس مناسب ہے کہ میرے ہمراہ چلو نہین مین زبردستی لیجاؤنگی اسلیے کہ ملکہ دوران منتظر میری ہونگی اور مجھکو یہان عرصہ لگا یہ کہکر قریب تخت آئی اور ہاتھ بڑھایا کہ **مہرخ** کو اٹھا کر لیجاؤن **مہرخ** نے ایک طمانچہ بزور سحر ایسا زور سے مارا کہ اگر کوئی ساحر اور ہوتا تو سر اُسکا اڑجاتا مگر یہ پری طلسمی ہے طمانچہ کھا کر مثل شعلہ جوالہ چاک کر گری اور ملکہ مذکور کو پنجہ مین دابکے اڑی سب ساحر لینا لینا کہکر اٹھے ناریل ترنج سحر کے مارنے لگے وہ پری بلند ہوگئی اور ایک ہی سناٹے مین دور نکل گئی اس ہنگامہ مین اتنا تو ہوا کہ جس آفتاب مین مخفی ہوکر آئی تھی اسمین نہ جا سکی پس ایک مقام پر جب دور نکل آئی تو ٹھہر کر آفتاب کو چاہا کہ بلائے جب وہان ٹھہری **مہرخ** متوجہ ہوا سے بیہوش تھی ہوش مین آگئی اور اُٹھکر اُسنے ایک لات اس پری کے جبڑے زور سے ماری چونکہ یہ بھی ساحرہ زبردست ہے پری لات کھاکر بیہوش ہوگئی لیکن جب بیہوشی اسپر طاری ہونے لگی اُس نے بھی ایک طمانچہ **مہرخ** کے مارا کہ ادھر پری اُدھر مہرخ دونون بیہوش ہوکر گرین لیکن انگشتری ملکہ **بران** کی پہنے تھی اس انگوٹھی کے کئی سو پیر تابع ہین جب یہ بیہوش دونون ہوئین پیر پنجہ بنکر گرے اور دونون کو اٹھا کر آن واحد مین اس گنبد طلسم پر لائے کہ جہان **بران و عمرو** تھے **بران** نے اُٹھکر سحر پڑھا کہ آفتاب طلسم بھی جو پری سے چھوٹ گیا تھا یہان آگیا پھر ملکہ موصوفہ نے

گلاب سحر دونون پر چھڑکا کہ ہوشیار ہوئین پری نے عرض کیا کہ بڑی لڑاکا پاس آپ نے مجھے بھیجا تھا بران نے پری کو گھڑکا کہ خبردار کلام بے ادبانہ منھ سے نہ نکالنا پھر ملکہ مہرخ سے اٹھکر بغلگیر ہوئی اور عذر کیا کہ آپکے ساتھ یہ بڑی بے ادبی سے پیش آئی معاف فرمائیے گا اور وہ آپ پر کبھی غالب نہ آتی مگر میری انگوٹھی اُسکے پاس تھی اسوجہ سے آپکو اُٹھا لائی مہرخ نے کہا مجکو معلوم نہ تھا کہ آپ نے بلایا ہے ورنہ فساد نہوتا آپ بھی عفو کیجیے گا الغرض بعد معذرت بسیار خواجہ سے مہرخ اُٹھکر لپٹ گئی دونون ملکر دیر [illegible] یا کیے بران نے دونون کو تسکین دیکر جدا کیا پھر تمور سے ملاقات ہوئی جب باطمینان سب بیٹھے بران نے ان پریون سے حکم دیا کہ اپنے مقا[م] پر جاؤ وہ آفتاب مین سماکر غائب ہوئین اور آکیون آفتاب ناپدید ہو گئے ملکہ بران اس گنبد سے باہر نکل آئی اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ گنبد بیچ سے شق ہو گیا ملکہ سب کو ہمراہ لیکر آگے بڑھی آنکھین بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی ایک میدان وسیع مین سب نے اپنے تئین پایا اُس میدان مین ہر سمت درختان پربہار سبز و شاداب لگے تھے جو بہار باغ عالم کو شرماتے تھے طائران خوشنواز مزمہ سنج و نغمہ زا تھے چشمے پانی کے بھرے دل سیاحان کو اپنی دید پر لہراتے تھے گھٹا گھنگھور چھائی تھی مور کی آواز سے طبیعت ناصبور کو مستی یاد آتی تھی سرخ سرخ پھول اس اودی گھٹا مین کھلے تھے ہزار جوبن دکھاتے تھے لب لعلین مسی آلود یار یاد آتے تھے بیچ میدان مین چار بنگلے رشک قصور خلد برین بنے تھے فرش و شیشہ آلات سے سجے تھے کہ

نظم

وہ صحرا تھا نہایت سبز و شاداب　　نہال و برگ و گل تھے جسمین نایاب
نہ دیکھا تھا کبھی صحن جہان مین　　بھلا کس طرح وہ آئے بیان مین
بہت خوش رنگ پھل لاکھون طرح کے　　نظر نے جو کبھی دیکھے نہین تھے
وہ شاخون سے بہم شاخین خمیدہ　　کوئی پکا ہوا پھل خود چکیدہ
بہت ایسے جنھین سب جانتے تھے　　بہت وہ جو نہین پہچانتے تھے
ہمیشہ دل رہے جن کا گرفتار　　وہ نہرین بہتی تھین جنگل مین دوچار
لبالب آب شیرین ان مین جاری　　عجب صورت کی پیدا آب داری
کہ جی قربان صدقے روح بیتاب　　گہر سے بھی زیادہ موج خوش آب
ہنر صانع کے تھے ان سے ہویدا　　کہ یہ عالم تھا ہر پہلو سے پیدا
جدھر دیکھو جہان دیکھو وہین ہین　　جہان جاؤ یہی سمجھو یہین ہین
درختون کو انھین سے فیض حاصل　　جدھر دیکھو عجب اک لطف کامل
وہ بنگلے یون بنے تھے اس جگہ خوب　　در و دیوار جتنے تھے خوش اسلوب
بچھا ہر سمت فرش خوش نما تھا　　جواہر کا ہر مسند بچھا تھا
نگاہون کو اک لطف حاصل　　بشکل آئینہ ہر شے مقابل
ہوئی داخل جو ان بنگلون مین بران　　برائے خاطر مہمان ذی شان

یہ فرمایا کہ ہو تیار محفل ۔۔۔ بنے اک دم میں وہ جا شاہ منزل
وہی سامان جو تھے مرغوب خاطر ۔۔۔ ہوئے اک بات کے کہنے میں حاضر
چراغ و شمع و ساقی شیشہ و جام ۔۔۔ حسینان پری پیکر گل اندام
طعام و آب میوے ہر طرح کے ۔۔۔ نہیں دیکھا جنھیں اب تک کسی نے
غرض جب بزم نے زینت یہ پائی ۔۔۔ نگہ نے سب کی کیفیت اٹھائی
سر مسند ہوے سب جلوہ آرا ۔۔۔ کیا ساقی کو ملکہ نے اشارا
دلوں میں آرزوؤں نے کیا جوش ۔۔۔ ہوا شرما کے عہد توبہ روپوش

دور جام آغاز ہوا پریان طلسمی حاضر ہو کر ناچنے لگیں مہرخ کی خاطر میں بران بدل مصروف تھی اسی ہنگامہ عشرت و جلسہ مسرت میں مہرخ نے ہنسکر کہا کہ لے ملکہ آپ نے خواجہ کو یہاں بٹھا رکھا وہاں اگر او رعیار نہوتے تو ہم لوگ ابتک ہلاک ہو جاتے بران نے جواب دیا واقعی شکایت آپکی بجا ہے ہم لیکن خواجہ کے مقدمہ میں مجھکو رخصت دینے کا اختیار نہ تھا اور نہ اب ہی خواجہ تو مہمان شہنشاہ کوکب ہیں میں صرف انکی خدمتی ہون بادشاہ جب چاہینگے خواجہ کو رخصت کرینگے خواجہ سلامت تو تشریف لیجائینگے لیکن یہ تو بتلاؤ کہ اور عیارون نے کیونکر تمکو بچایا مہرخ نے برق و قران وغیرہ کی عیاریون کا حال بیان کرنا شروع کیا جب باتوں کو طول ہوا عمرو وہان سے اٹھا کہا اے ملکہ آپ دونون صاحب جب تک باتین کرین میں سیر کر آؤن بران عیارون کا حال سننے میں ایسا محو تھی اور انکی فطرتین سنکر آفرین کرتی جاتی تھی نگاہ نہی تھی اسنے خواجہ کے جانے پر کچھ خیال نہ کیا عمرو بنگلوں کی پشت کی طرف جو دروازہ لگا تھا اسکو کھول کر آگے بڑھا اُدہر تو بنگلون کے صحرا تھا کہ جسکا ذکر اوپر ہوا مگر اس طرف ایک باغ پر بہار عجوبہ روزگار نظر آیا سراسر طلسم کا ایسا نقشہ پایا کوئی چمن گلہائے لالہ و گل سے مملو کہیں خیابان میں یاسمن و شبو ہر گل لطافت انگیز اور کہیں کیوڑا کہیں نسترن کہیں نازبو کسی جگہ سوسن دہ زبان کہیں سرو دلجو کسی جانب شمشاد بر لب جو انپر قمریون کی کوکو فاختہ کی حق سرہ کہیں سنبل تر بشکل گیسو غرضکہ ہر گل نہایت خوب رو وہ مکان سراپا جادو کہ بموجب نظم

جو دروازہ تھا باغ جان فزا کا ۔۔۔ تماشہ تھا وہاں ہر مدعا کا
طلسمی جانور طائر تھے گویا ۔۔۔ دُر و یاقوت سے لبریز سرجا
شجر گل برگ میں تھے سیکڑوں رنگ ۔۔۔ نظر آتے تھے ہر شے میں نئے ڈھنگ

فرش زمین باغ عجائب نے فرش چاندنی کا بچھایا بعد وصل و یاقوت مروقش پر چوڑے شب ماہ میں یہ ظاہر کہ زمین پر ستارے جڑے تھے عروس گلشن بلند ہوا ہر جا بچھے ہوئے موتیوں کے جال درختوں پر چڑھے نیا لطف دکھاتے تھے شاید بہار کو پھانسنے لینے کی تدبیر جانتے تھے عمرو چاندنی کی بہار دیکھتا مگر دل سے خوف تھا کہ یہ جگہ طلسمی ہے ہر قدم پر آفت یہاں دھری ہے بلحاظ یہ ہر سمت پھر رہا تھا نظم

تماشے تھے گلستان حسب تعلیم ۔۔۔ مگر خاطر میں پیدا اکثر تھے بیم

کہ مین واقف نہین اس سرزمین سے ۔۔۔ نہ آجائے بلا کوئی کہین سے
غرض کچھ دور بڑھ کر پھر پھرا وہ ۔۔۔ ٹھٹھکتا تھا برابر جا بجا وہ

جب براہ اندیشہ اس گلشن سے پھرا مخمس جادو کہ اُسنے آتے دیکھا کسلیے کہ وہ دشمنی پر کمر باندھ چکا تھا جب خواجہ کو اُسنے اس دروازے مین جاتے دیکھا تو عقب مین انکے وہ بھی آیا کہ خواجہ تنہا جاتے ہین پھر ایسا وقت نہ ملیگا چلکر اگر قابو پایا تو قصاص اپنے بھائی کا لے غرضکہ جب عمرو نے اُسکو آتے دیکھا دل قوی ہوا کہ یہ سرداران بران مین سے ہی یہان کے حالات سے واقف ہوگا اب اچھی طرح سیر سیاحت کی کرونگا یہ سمجھکر اُسکے قریب آکر کہا کہ بھائی خوب آئے ہم کیلیے یہان پھرتے دوڑتے تھے چلو ذرا سیر کرا دین اُسنے فوراً خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چلیے مین سیر کراؤن یہ دونون آگے بڑھے مخمس باتونمین لگاکے ایک چمن مین اسکو لایا اور وہان ٹھہرکر جیب قبا سے چند الاچیان نکالین اور کہا خواجہ یہ ہدیہ فقیر کا قبول کیجیے یہان اور تو کچھ حاضر نہین خیر یہی شغل سہی عمرو اُسکو بران کا ملازم اور اپنا رفیق جانتا تھا کہ یہان جتنے ساحر ہین سب میرے طرفدار ہین بس بے وسواس وہ الاچیان لیکر ایک الاچی کے دانے نکالے اور کھاتے ہی یہ حالت ہوئی کہ بموجب بیت

بیت: طبیعت صورت دیوانہ برہم + رہے اپنے نہ قابو مین ذرا ہم +

مخمس نے جب اسکو بیخود دیکھا فوراً سحر پڑھکر سر پر ہاتھ رکھا کہ عمرو بیہوش ہوکر شکل مردے کے زمین پر گرا اُسنے اٹھاکر ایک گوشے مین اسی باغ کے لاکر چاہا کہ ذبح کرے لیکن بموجب بیت

نگہبان جسکا ہو پروردگار ہو نہ آزار اُسسے دیکھے نابکار +

مخمس کے دلمین خیال آیا کہ اسکو سحر یہ سحر اچھی طرح کیکے ہوشیار کرو تاکہ اپنے حال زشت و زبون کو دیکھے اور بڑے حسرت و افسوس سے قتل ہو یون حالت بیہوشی مین مارا تو اچھا نہین غرضکہ یہ سوچکر اُسنے سحر سے گرد خواجہ کے حصار کردیا اور رد سحر پڑھا کہ عمرو ہوشیار بھی ہوا اور جو حالت دیوانگی تھی جاتی رہی اور اس ساحر کو خنجر بکف دیکھکر بہت تمام گویا ہوا کہ بھائی میری کیا خطا ہے جو تم آمادہ میرے قتل پر ہوا اُسنے کہا کہ تو نے میرے بھائی نحوست کو ملکہ اختر کے ہاتھ سے قتل کرایا اور بانی فساد و ملکون مین طلسم کے تیرے ہی سبب سے فتنہ عظیم اور مفسدہ بزرگ برپا ہے مین تجھکو دیکھ تو کس عذاب الیم سے ہلاک کرتا ہون کہ روح تیری تاقیامت تڑپتی رہے عمرو نے کہا بھائی تم مجھکو ہلاک نہ کرو مین اس طلسم مین نہ رہونگا اور تمھارے بادشاہ سے مدد نہ مانگونگا اُسنے جواب دیا کہ اے مکار تیرے فقرے کو کب مانتا ہون اور دیکھو پہلے تیری دونون آنکھین نکالتا ہون پھر سب اعضا جدا کرونگا ٹکڑا ٹکڑا کرکے مارونگا عمرو نے یہ سنکر کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اور قاتل سے کہا اتنی مہلت دے کہ مین ایک وصیت نامہ لکھکر اپنے سینہ پر رکھ لون یقین ہے کہ مجھکو قتل کرکے بھاگ جائیگا اور ملکہ بران تلاش کنان میری لاش پر تشریف لائینگی پس اس وصیت نامہ پر جو میرے پاس سے برآمد ہوگا ضرور عمل کرینگی قاتل نے خواجہ کے ان کلمات کو سنکر ہنسکے کہا کہ مہلت مین تجکو ایک شرط سے دیتا ہون کہ وصیت نامہ مین میری سفارش بھی لکھنا کہ اس میرے قاتل سے کوئی طالب قصاص نہ ہو وہ کسیطرح آزار میرے بھائی ضیغون کی نسبت اُسکو نہ پہونچائے عمرو نے کہا یہ باتین تو مین نہ لکھونگا اُسنے جواب دیا تو پھر مین مہلت نہین دیتا یہ کہکر خنجر کھینچکر بڑھا تو خواجہ نے کہا اچھا مہلت دے جو کہتا ہے وہی لکھ دونگا اور

لکھونگا کہ زبردستی مجھ سے لکھوایا ہے اس کلمہ پر ساحر بہت خفا ہوا کہ تیرا لکھنا بیکار ہے زبردستی لکھوانے کو کون مانیگا عمرو نے کہا اچھا یہ لکھونگا کہ مجھکو وصیت نامہ لکھنے کی مہلت اس خر نے دی تھی کہ مین قاتل کی بھی سفارش درج وصیتنامہ کروں اسنے کہا یہ مضمون بھی مثل مضمون سابق ہے مین تجھکو مہلت نہین دیتا عمرو نے کہا خفا نہو جیسے مجھے لکھتے دیکھیے دیکھیے تو لکھتا کیا ہوں جب آپ کے خلاف ہوگا تو چاک کر ڈالیے گا اُسنے یہ کلام پسند کرکے مہلت دی عمرو نے زنبیل سے قلم دوات و قرطاس نکالا اور دو جوڑی موتی برابر بیضۂ مرغ کے جو قدر رکھتے تھے اور آب و صفا میں گوہر شب چراغ کو سامنے اپنے مانند ستارے تھے نکالے ان موتیوں سے وہ جگہ ضیا بار ہوگئی ساحر نے ان دُر ہاے بیبہا کو دیکھکر پوچھا کہ انکو کیا کروگے اُسنے کہا ہمراہ وصیت نامہ رکھ جاؤنگا کہ ملکہ میری اولاد کو بھیجدیگی اُسنے کہا یہ موتی تو مین لونگا جو روپیہ کہ اسکے عوض تیری اولاد کو مین پہونچادون خواجہ نے کہا یہ کبھی نہوگا کہ مین تجھے دون اُسنے کہا مین لونگا غرضکہ تا دیر اس امر مین تکرار رہی آخر نخس نے ہاتھ پکڑ کر زبردستی چھین لیے اور قاصد قتل خواجہ ہوا خواجہ نے کہا اے عزیز مال چھین لیا اب وصیت نامہ تو لکھ لینے دے اُسنے تامل کیا اور موتیوں کو ہاتھ پر رکھکر دیکھنے لگا موتی ہاتھ کی گرمی پاکر پسیجے اور ان میں سے حباب نکلنے لگی یہانتک کہ وہ بھاپ ہی مین دھواں ہوکر اُسکے دماغ کیطرف جانے لگی اور وہ موتی کم ہونے لگے اُسنے براہ استعجاب ہاتھ قریب چشم لاکر بغور دیکھا کہ یہ کیا ماجرا ہے موتی کم کیوں ہوے جاتے ہیں بس آنکھ کے قریب ہاتھ لانے سے دھواں بیہوشی کا ناک مین اچھی طرح گیا اور چھینک مارکر سامنے خواجہ کے گرا اور بیہوش ہوگیا یہاں تو یہ ہنگامہ گذرا اگر بنگلے مین بعد کچھ دیر کے بران کو خواجہ کی یاد آئی گھبرا کر ماہرخ سے کہا آپ کی بات تو مین خیال نہ رہا خواجہ نہین معلوم کدھر نکل گئے یہ کہکر ساحروں سے حکم دیا کہ تلاش کرو بہت سے ساحر اس صحرا مین جسکا حال اول بیان کیا گیا جاکر ڈھونڈھنے لگے جب کہین نشان نملا ملکہ سے آکر اطلاع کی ملکہ نے کچھ سحر پڑھا کہ ایک طائر اڑتا ہوا اس بنگلے مین آیا اُس سے استفسار کیا کہ خواجہ کہاں ہیں اُسنے بزبان فصیح عرض کیا کہ اب بھی خبر خواجہ کی اپنی لو بہت اچھا کیا خواجہ کو نخس نے مار ڈالا ہوتا یہ سانحہ گذرا ملکہ بران یہ حال سنکر بیتابانہ اٹھی اور اُسی وسعا توسے مین چلی اُسکے ہمراہ بجلا ساحر روانہ ہوے جب داخل دروازہ باغ مذکور ہوئی ازبسکہ رات تھی تو پنجہ سحر کی صد ہا مشعلیں روشن کیے ہوے از خود ہر جہت سے پیدا ہوگئے اور وہ گلشن سراسر وادی ایمن بنگیا عمرو روشنی دیکھکر گھبرایا سمجھا کہ کوئی اور آفت آئی لیکن بہت جلد اس خیال سے کہ شاید یہ ساحر دو ہی تین ہونگے زنبیل سے دو پتھر نکالے ایک ایکے سر کے نیچے رکھا اور دوسرے سے سر کچل کر بھیجا اسکا پاش پاش ہوگیا شور اُسکے مرنیکا برپا ہوا بران بہت جلد خواجہ کے پاس آئی کیونکہ جدھر سے یہ ہنگامہ بلند ہوا اسیطرف سمجھی کہ خواجہ ہین غرضکہ نزدیک آکر کہا کہ خواجہ سبحان اللہ ماہرخ و مخمور نے بھی تعریف کی عمرو نے کہا خوب آپ نے سردار اپنے یہاں رکھے ہیں کہ وہ دشمن جان ہوے ہیں یہ ہمراہ کام میرا تمام ہی کرچکا تھا اپنے بھائی کا بدلا لینا چاہتا تھا بران اس کہنے سے حجاب ہوئی اور گردن جھکا کر کہا کہ مجھی سے خطا ہوئی جو مین نے آپکی خبر نہ رکھی یہ کہکر منتظر تمام بیکاری کیے لگی اور جلد جلد حاضر ہو سمجھے دیکھا کہ اور نہ دیکھے ہی گوشۂ باغ سے ایک ساحرہ حسین و نازنین زرد زیور و پوشاک جواہر نگار سے آراستہ بصد عشوہ چلی آتی ہے

عتاب کرکے خطاب کیا کہ کیون بالزادی تو یہان موجود تھی اور خواجہ پر تعدی وہ ملعون کیا کیا اور تو مانع نہوئی اسنے عرض کیا
کہ ملکۂ عالم مین سمجھی تھی کہ یہ کوئی گنہگار آپکا ہی تو سردار آپکا اسپر ظلم کرتا ہی یہ سنتا تھا کہ ملکۂ مذکور آگ ہوگئی اور کہا او فحبہ
تمام ارکان بند طلسم کو بلوا کر خواجہ کو مین نذر دلوا چکی ہون اسلیے کہ سب ساکن طلسم خواجہ کو پہچان لین غلغلہ تشریف آوری
خواجہ تمام طلسم مین ہی اور تو آجتک پہچانتی نہین معلوم ہوا کہ تو بھی بغاوت رکھتی ہی یہ کہکر دونون ہاتھ اپنے اونچے کیے ایک
شعلہ فلک پر سے چمک کر اُس نازنین پر آگرا کہ دھڑ دھڑ جلنے لگی اور خطا ہوئی خطا ہوئی پکارنے لگی یہانتک کہ جلکر خاک
ہوگئی پھر ملکہ نے اشارہ کیا کہ اسکی کنیزین اور ملازم جہان جہان ہون سب حاضر ہون دیکھا تو پھولون سے اس گلشن کے کچھ پریزاد
عورتین پیدا ہوئین ملکہ نے پھر ہاتھ اونچے کیے کہ شعلے اُنپر گرے اور اُنکے جلنے کا شور دیر تک بلند رہا ایک غوغائے عظیم
برپا تھا بعد اس آفت کے باشارہ ملکہ ایک شعلہ لاش نحس پر بھی چمک کر گرا کہ وہ بھی راکھ ہوگئی پھر ملکہ نے ایک اپنی رفیق کو
وہ باغ سپرد کیا اور خواجہ وغیرہ ہر ایک کو اپنے ہمراہ لیکر اس باغ سے دوسرے بنگلے مین آئی اجگہ بیان کیا گیا ہی
کہ چار بنگلے پرتکلف بنے ہین چنانچہ یہ بنگلہ پہلے بنگلے سے خوبی و آراستگی مین کہین زیادہ تھا دروازے اُسکے سب کھلوا دیے
ایک طرف صحرائے سبزہ زار مین ایک جانب دریائے زخار ایک سمت باغ پر بہار ایک رخ کوہسار نظر آیا ملکہ نے مہرخ کو مسند
زرنگار پر بٹھایا سیر اطراف کی دیکھتے جاتے تھے اور سب مصروف عشرت تھے ساقیان خوبرو جام مے خوشگوار دیتے تھے
رقاصان ماہ رخسار نغمہ سنج مسرت شراب عشرت سے سرشار تھے یہ سب تو مشغول عیش و نشاط ہین مگر حال حیرت
سنیے کہ یہ جو طبل آسائش بجوا کر جانب شاہ جادوان گئی بادشاہ باغ سیب مین تخت پر متمکن تھا امرات کا دربار تھا
بڑے بڑے ساحران نامی کرسی و دنگل پر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا کہ ملکہ موصوفہ جا کر پہونچی سب سرداران نے تعظیم دی شاہ
طلسم نے مسکرا کر پہلو خالی کیا ملکہ پہلو مین تو آکر بیٹھی مگر رونے لگی بادشاہ نے آنسو پونچھے اور کہا ظاہر ہوتا ہی کہ شکست
وغیرہ مارے گئے ملکہ نے رو رو کر سارا حال لڑائی کا بیان کیا جب بادشاہ نے آنا اختر کا سنا فرط غیظ و غضب سے کانپنے لگا
اور کہا اے ملکہ حقیقی یہ امر ہی کہ اس مرد صحرائی یعنی کوکب سے بگڑ گئی اور اسکی قضا پھر آتی ہی اچھا اب تم جاؤ اور دروازہ
طلسم جو ترا ان کا کھلوا دو مین بیابان آتش فشان مین جاؤنگا اور وہان کے محافظ کو تمہارے ساتھ کر دونگا دیکھون
تو اُسکو کون ہلاک کرتا ہے ملکہ مسطورہ یہ حکم سنکر اُٹھی اور طاؤس سحر پر سوار ہو کر اپنے لشکر مین آئی یہان اسکی غیبت
مین ابرلیق وزیر آیا ہوا تھا جب ملکہ آئی وزیر نے استقبال کیا اور بعد تخت نشینی ملکہ وزیر بہت متفکر ہوا کہ اے
ملکہ فرمائیے بادشاہ نے کیا تدبیر جنگ کی نسبت کی ملکہ نے فرمایا کہ وہ خود تشریف لاتے ہین ڈر اسکی بڑی گھمسان کی لڑائی ہوگی برق یہ
کلمہ سنکر ٹھٹکا کہ مین بھی اس لڑائی کو دیکھکر جاؤنگا چنانچہ اسکے لیے بارگاہ استادہ ہوئی کہ وہ جا کر آرام پذیر ہوا اور حیرت وہانسے اٹھکر
اپنے خیمہ مین گئی کچھ دیر سحر خوانی مین مصروف ہوئی بعد کچھ کے ایک دریائے زخار تھا موج مارتا خیمہ مین صحرا کیطرف سے آیا اور دریا
سے ایک ساحر نکلا کہ جسکا تمام جسم سرخ تھا اور سارے جسم پر چھلکے فلس ماہی کیطرح جمے تھے شکل سے اسکی گھڑیال کا زہرہ آب ہوتا نہنگ
بحر اعظم کا دل پانی پانی دشوار زندگی تھی قریب سرطان فلک بیچ حیرت مین خوف سے چھپے مردم آبی ڈر سے مسکن چھوڑ کر خشکی مین
اختیار کرتے ہیبت بدی آسمان بھی تھی شکل دیکھکر تختے زمین کے زیر دامن وہ اس ساحر نے حیرت کے

سلام کیا اور عرض رسا ہوا کہ اے ملکہ آپ نے مجھکو کیون یاد فرمایا ہی اُسنے کہا کہ اے طلسم جادو تم مختار دروازہ پل خونروان کے ہو حکم شہنشاہی کہ دروازہ کا دروازہ کھولدو شاہ کیوان بارگاہ تشریف لایا چاہتے ہین بیابان آتش فشان کیطرف جائینگے ساحر مذکور نے یہ حکم سنکر عرض کیا کہ بہت اچھا اور دریا مین کود کر غائب ہوگیا دریا بھی ناپدید ہوگیا حیرت بھی خیمہ سے نکلکر بارگاہ مین آئی اور ابرق وزیر کو طلب کرکے اپنے چند رفیق وغیرہ کو ہمراہ لیکر جانب ریاست خونروان روانہ ہوئی جب لشکر سے آگے بڑھی عیاران لشکر عمرو تو ہر وقت بہر خبر گیری بصورت مبدل لشکر مین پھرا کرتے ہین اسوقت ضرغام صورت ساحر کی بنے پھر رہا تھا اسنے حیرت کو جاتے دیکھکر تعاقب کیا انھین مین ملکر ساتھ ہو لیا ملکہ مذکور جب قریب دریا پہونچی وہی ساحر دریا سے پھر باہر نکلا اور گویا ہوا کہ تشریف لائیے مین نے دروازہ پل کا کھولدیا ہی ملکہ اس پل کے نیچے کہ جسکا ذکر اوپر ہوا ہی یعنی جسپر زنگی لڑرہے ہین اور پریان موتی اچھالتی ہین آئی وہان دیکھا دریا تھمگیا تھا اور ایک دروازہ بلور کا زمین دوز لگا ہوا تھا وہ آب و تاب و صفا آئینہ تھی کہ پانی بھرا معلوم دیتا تھا حیرت مع جملہ رفقا کے اُس دروازے مین داخل ہوئی ضرغام بھی چلا گیا کسی نے تعارض نہ کیا مگر جب دروازے مین قدم رکھا آنکھین سب کی بند ہوگئین بعد کچھ عرصے کے جب آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک قصر عالیشان بنا ہی اور اس قصر فلک رفعت مین ہزارہا برج تعمیر ہین خوبی مین ہر برج پری کی تصویر ہے بروج آسمان کی وہ برج جان ہین کنول اور جھاڑ آئینہ فروزان ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے آسمان پر تارے درخشان ہر برج مین ہین فرش جواہر کا بچھا ہی جواہر منکا ہوا کہ انبار لگا ہی زینت کا شانہ مشکوے قیصر و خاقان وہ مکان تھا بلکہ غیرت قصور جنان تھا کہ

نظم

مکان دیکھے مصفا فرش شفاف
بشکل عارض جانان بہت صاف

ہر اک خوش وضع خوش پہلو خوش اسلوب
نظر جس پر پڑی پایا بہت خوب

مکان تھا وہ طلسم افزا بہت خوب
کہ ہو ہر خاطر شائق کو مرغوب

انھین مین ایک تھی بارہ دری بھی
کہہ ہو سکتی نہین تعریف اُسکی

مکان و قصر بے مانند و نایاب
نہ ہون عالم مین وہ موجود اسباب

کنول روشن تھے دی تھی شمع نے لو
زیادہ دن سے پائی کثرت ضو

مسہری پر اوچھے خوب براق
لبالب ساغر و مینا سے ہر طاق

ضرغام اس مکان کو دیکھکر ایسا خوش ہوا کہ ملکہ حیرت کا ساتھ چھوڑ کر اس برج سے اس برج مین اور پھر دوسرے سے تیسرے مین پھرنے لگا یہانتک کہ دو تین برج مین پھر چکا تھا کہ ناگاہ ایک تڑاقا ہوا اور ایک زنجیر سر برج سے جھک کر اسکی جانب چلی یہ پھر جیسا بھاگا مگر نہ بچ سکا زنجیر کمر مین لپٹ گئی اور اوپر کو کھینچنے لگی عیار نے جھکر سر برج پر آیا چھت اسکی شگافتہ ہوگئی اور زنجیر باہر اُسکو لائی یہان دیکھا تو نہ برج ہین نہ قصر ہی مگر ایک باغ فرحت افزا لگا ہی بہار باغ پر عندلیب خاطر و ہر ہزار جان سے شیدا ہی نہرین لبسان کہکشان بصد فروغ و ضیا رواں پانی انکا فرط صفا سے مثل موتی کے بیچ باغ مین چہل ستون جواہر نگار کا بنا تھا کہ جو فلک بے ستون کے کواکب درخشان کو شرماتا تھا وہی جادو کا مکان بنا تھا کہ برج جہان

مکان دلچسپ برگ و شاخ و اشجار | بہار افزا بشکل قامت یار
گلون کی نکہتین بھاتی تھین دل کو | ہوائین عیش کی آتی تھین دل کو
زمین صندلی گذری نظر سے | مشابہ اس کی بو پائی اگر سے
کہین تھے چھپے دیوار و در سے | کہین لکھا ہوا یہ آب زر سے
نہ رکھنا یان قدم اے دوست تمہار | مگر جس دم ملے کوئی خبردار
کہین تھے طائران بوالعجب رنگ | کہین تھے نغمۂ اطراف سے سنگ
کنول اور جھاڑ تھے ہر سمت روشن | کہین سرو چراغان پر بھا جوبن
کہین بہتر قمر سے روشنی مین | رہے ارمان جنہین دیکھے سے جی مین
درختون سے روان دریاے زخار | شجر کے برگ مچھلی سے نمودار
غرض وہ جا تھی سب لبریز جادو | کہ دیکھے سے نہ رہتا دل پہ قابو

زیر چہل ستون ایک تخت زمرد کا بچھا تھا اُسپر ملکہ حیرت جلوہ فرما تھی گرد تخت کرسیان یاقوت احمر کی تراشی ہوئی لگی تھین اُنپر اور ساحران نامی متمکن تھے زیب انجمن تھے وہ زنجیر ضرغام کو لپیٹے سامنے حیرت کے آئی اس نے اشارہ کیا کہ اس عیار کو میرے قریب لاؤ زنجیر قریب تخت آئی اس نے زنجیر سے عیار مذکور کو چھوڑا یا اور پہچان کر ایک طمانچہ ڈھیلے ہاتھ سے مارا کہ ہوے تو یہان کہان آیا ارے موڈی کا تو تم تو ہمزاد ہوگئے کہ جہان جاؤو ہان ساتھ ضرغام نے کہا میر ابھی جی سیر کو چاہا آپ کے ساتھ چلا آیا مثل ہی چلی آتی ہے کہ گھر آتے کتے کو بھی نہین نکالتے ہین تم نے تو میرے طمانچہ مارا ملکہ موصوفہ اس کلام بیباکانہ پر ہنس پڑی اور کہا ہم ایسے ہی بے مروت ہین مگر آپ تشریف لیجائیے اُسنے جواب دیا کہ کیا مین اس زمین کے موتی توڑ لونگا اتنا اترانا اچھا نہین سیر کو آئے تھے چلے جائینگے اور ہم کیا چلے تو سبھی جائینگے رہنے کو یہان کون آیا ہے بیت ہے بے سبب نہین خالی گھرون کے سناٹے وہ مکان یاد کیا کرتے ہین مکینون کو حیرت نے کہا مین تیری لسانی مین نہ آؤنگی خیر یہ مروت کیا کم ہے کہ مین تجھکو چھوڑے دیتی ہون ضرغام نے کہا آپ مجھکو قید کیجیے مگر یہان کی سیر کرنے دیجیے ملکہ نے کہنا اسکا نہ مانا اور سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اُس سے کہا کہ اس عیار کو اس پار دریا کے لیجاکر چھوڑ دو پنجہ اسکو اٹھا کر روانہ ہوا آنکھین اسکی بند ہوگئین جب آنکھ کھلی اپنے تئین دریا پار دیکھا تو پل خونروان اُسیطرح جیسے پہلے تھا بنا ہے اور دریا بھی اسیطرح موج مار تا ہے اُس دروازہ بلور کا کہین پتہ نہین ہے عیار مذکور ناچار و مجبور رہا اُسنے اپنے لشکر کیطرف پھرا راہ مین جانسوز ملا اس سے سب کیفیت بیان کی پھر دونون ملکر خدمت ملکہ بہار مین آئے کیونکہ بعد جانے مہرخ کے بہار بادشاہ لشکر ہوتی ہے غرضکہ اس سے تمام ماجرا معرض بیان مین لائے بہار کو بھی اندیشہ ہوا کہ دیکھیے اب کون ساحر دریا سے سحر سے ہمارے مقابلہ کو آتا ہے شاہ طلسم کو نحوست کے مارے جانیکا بڑا رنج ہے جب تو روانہ پل خونرجان کا کھلا ہے غرضکہ یہ تو فکر سحر تیار کرنیکا کرتی ہے لیکن جب اس ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور بعد دروازہ طلسم خاور کھلا اور دریاے خون اسپر خنجر گھنیا سے ٹھہر کا عالم مین

روان ہوا سر نجم فلک اس بحر مین ڈوبا کہ **ابیات**

کہ جب آغاز عکس نہر آیا — سحر نے پردۂ ظلمت اٹھایا
نظر آئی جبین صبح روشن — ہوئی شب چند دم مین گرم توسن

وہ سحر افراسیاب بجان بیتاب سوار تخت سحر ہو کر چند رفیقون کو ساتھ لے کر کنارے دریاے سحر کے آیا کچھ افسون زبان پر لایا دفعتاً آندھی آئی دامن بادسے کنارۂ چادر آب باندھا یعنی پاٹ دریا کا گھٹ گیا کنارہ کھلا دروازہ بلورین نظر آیا بادشاہ بھی ہمراہ ساحران داخل در مذکور ہوا ہمراہیان حیرت کی اس مقام پر آنکھین بند ہو گئی تھین مگر بادشاہ اور اُسکے ساتھی اپنی حالت پر رہے اور سب نے دیکھا کہ ہم ایک شہر مین چلے جاتے ہین جسکے مکانات چاندی سونیکے ہین دیوار و در جگمگاتے ہین فرط صفا سے آئینہ کو شرماتے ہین دکانین کھلی ہین دکاندار اور خریدار عجیب الخلقت ہین کوئی نہنگ صورت ہے کوئی مگر دہان ہے کوئی گھڑیال چہرہ ہے کوئی ماہی بدن ہے جادوگرنیون پر پاجی کا جوبن ہے سڑکین بلور کی ہین گلیان نور کی ہین کوئی بارہ دری یاقوت کی ہے کسی مکان کی صورت برج حوت کی ہے تنویر عمارات شہر سے آفتاب ہر جگہ ساطع و لامع نظر آتا ہے کہ **نظم**

سراپا قصر زرین قرب اور دور — نہین ہے دیکھنے کا جن کے مقدور
بنے تھے صورت مہر جہانتاب — زیادہ تر گہر سے تھے وہ خوش آب
نظر آتے تھے سب کوچے معطر — زمین سے لطف خوشبو تھا برابر
مقرر آبپاشی کی تھی اس جا — گلاب نوکشیدہ کا گمان تھا
کہ چھڑکا ہے کسی نے بس کہ ہر سو — چلی آتی تھی ہر جانب سے خوشبو
گلی کوچون مین ہر جا کوٹھیان ہین — ہزارون طور کے عمدہ مکان ہین
ہزارون ماہرویان سمن بر — نرکھتی تھین جو اس دنیا مین ہمسر
جما جلسہ ہے انکا ہر مکان مین — ضیا باری ہے حسن گلرخان مین

شاہ جادوان جب داخل شہر ہوا وہی ساحرہ پری بدن جو حیرت پاس آیا تھا مالک اس شہر کا بادشاہ کے استقبال کو بحشم و خدم حاضر ہوا اور نذر دیکر لبسان خادمان ہمراہ چلا کچھ دور بادشاہ بڑھا تھا کہ وہی قصر عالیشان جسین نزلہا پہچتے ہین اور ملکہ حیرت داخل قصر مذکور ہے نظر پڑا شاہ داخل قصر ہوا حیرت کو پتلون نے سحر کے خبر دی وہ شہنشاہ آنے کہتی ہوئی دوڑی اور تاپر قصر بہر استقبال مع وزیہا آئی بادشاہ نے اسکی صورت زیبا پر نظر کی دیکھا کہ رات جاگنے سے چشم نرگس شہلا تھی اب نرگس مخمور ہے روے پر نور پر سرخی کا وفور ہے بادشاہ کو تشنۂ آب زلال وصال تھا اُسنے آب حیوان دہن سے اسکی روح کو تازگی دی بوسہ لب شیرین کا لیا پیاسا چاہ ذقن پر پہنچکر سیراب ہوا بوسہ لینے سے ملکہ نے اسطرح شرما کر آنکھونکو جھکایا جیسے مردم بیمار کو غش آیا شاہ دست نازک تھام کر اسی چہل ستون مین آیا اور اُسی تخت پر جسپر حیرت بیٹھی تھی جلوہ فرما ہوا بیٹھتے ہی اور سب ساحر کرسیون پر بیٹھے وہ تخت و کرسیان

یکایک اڑیں چھت ستون کی شق ہوئی اور تخت وغیرہ اوج گراے افلاک ہوے آنکھیں سب بند ہو گئیں بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی ایک گلزار مینو نزاد میں اپنے تئیں سب نے پایا ایسا گلشن پر بہار شداد نے کبھی خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا تمام زمین آئینہ کی تھی باغ طلسمات عالم میں وہ باغ یکتا تھا چمن جواہر کے لگے تھے پھول انمیں رنگ برنگ کے کھلے تھے ہر چمن کے قریب بنگلہ یاقوت سرخ بنا تھا سبزہ زار میں چاندنی نے کھیت کیا تھا بنگلہ کے سامنے نہر آب مصفا سے جاری کنارے نہر کے سبزہ زنگاری لب گرواں نہر کی موج اس سبزہ میں یوں آئی کہ جیسے فلک اخضر پر قوس قزح کیفیت دکھاتی کنارے ہر نہر کے درختان پر بہار لگے نہر پر سایہ کیے ہوے انکے فوارے چھوٹتے جیسے گھٹا ساون کی برستی درختوں کے سایہ کرنے سے کالی بدلی چھائی نظر آتی ہر دو دو پتلے ہر فوارے پاس کھڑے تھے لگن میں موتی بھرے تھے وہ موتی چادر آب میں چڑھاتے سلک آب میں موتی پروئے نظر آتے تھے سامنے ان نہروں کے بیچ باغ میں بارہ دری بلور کی بنی تھی سراپا بصورت حور تھی ؎ نظم

هزاروں طور کے سامان طلسمی ۔ در و دیوار کے سب نقش جسمی
بہت تھا اس جگہ سامان مہیا ۔ طلسمی سب وہاں کے نخل اور جا
طواف باغ میں سب حلقہ آور ۔ زمین و برگ و شاخ و نخل سب تر
گلوں کے منہ کھلے فیض ہوا سے ۔ ترشح ہو رہا تھا کچھ گھٹا سے
وہاں جو نہر اور فوارہ پایا ۔ کسی نے خوب دونوں کو بنایا
کہ اٹھتا تھا مزا اُنسے نظر کو ۔ کھنچا جاتا تھا دل از خود ادھر کو
نظر آتا قریب اس کے نیا ڈھنگ ۔ کہ کچھ الماس و گوہر لعل خوشرنگ
انھیں میں سے اچھلتے تھے برابر ۔ پریشاں ہوکے گرتے تھے زمیں پر
زمرد کے مکان تعمیر پائے ۔ بہت کچھ لطف خاطر نے اٹھائے

بادشاہ اندر بارہ دری کے آیا وہاں کی آرائش و زیبائش بیرون از حد تحریر ہے بری از تقریر ہے در و دیوار و چھت بارہ دری کی تصاویر شاہان روئے زمین و ساحران با تمکین بنی تھیں اٹھارہ سو ساحرہ اور جادوگرنیاں مصروف انتظام تھیں ایک ایک ساحرہ حسن میں بے مثال غیرت مہر و ہلال تھی وہی یکتا بے مثال تھی بادشاہ کے استقبال کو وہ سب نازنین آئیں اور تعظیمات تمام لیکر مقام صدر پر پہونچیں وہاں تخت جواہر نگار دھرا تھا سامان عیش و راحت مہیا تھا شاہ تخت پر بیٹھا ملکہ حیرت پہلو میں قرار پذیر ہوئی سب ہمراہی اپنی اپنی حد کے موافق متمکن ہوے وہ پریاں طلسمی شراب ارغوانی پلانے لگیں [illegible] رقص سے کر ناچنے لگیں جلسہ عشرت آغاز ہوا یہ نقشہ تھا کہ ؎ نظم

ہوئی آراستہ عشرت کی محفل ۔ تصدق جس پہ تھا ناہید کا دل
سماں وہ رقص نے باندھا وہاں پر ۔ کہ حیرت چھا گئی تھی آسماں پر
ہوا اس شدّ و مد سے ناچ گانا ۔ یہ پہونچا جسکو زہرہ کا ترانا
بپا تھا حشر وقت پائے کوبی ۔ قیامت بھی تھی صدقے اُن گھنگروؤں کی

ملی تھی سازسے اس طرح آواز — کہ بھولی بھولی چراغ اپنا اعجاز
سپیرے مثل طوطی بولتے تھے — اڑے ہوش ان کے بازو بولتے تھے
بتانے مین غضب تھا ان کا انداز — ادا کرتی تھین وہ طاؤس کا ناز

جب خوب جلسہ جما بادشاہ نے مست ہوکر ملکہ حیرت کے چند بوسے لیے اور کہا کون ایسا بادشاہ اولوالعزم ہے جو میرا سامنا کرسکے وہ جو تصویرین نصب تھین از خود بزبان فصیح بولین کہ اے شہنشاہ بھلا کون تیرا مقابلہ کرسکتا ہے اہل دربار نے متفق اللفظ کہا کہ اے بادشاہ اب تیرا ہمسر تو روے زمین پر کوئی نہین بس یہ سننا تھا کہ بادشاہ مست ہوکر اٹھا اور سبکو ہمراہ لیکر اس باغ کے ایک بنگلہ مین گیا اسجگہ تخت بچھا اور ایک ورا افراسیاب تاج سر پر پہنے بیٹھا تھا اس سے کہا کہ اے شبیہ من استہ دو وہ افراسیاب تخت پر کھڑا ہوگیا اور پیٹ اسکا پھٹا ایک دروازہ کیطرح اسمین شگاف نظر آیا بادشاہ اس در مین سبکو لیکر داخل ہوا ایک میدان وسیع مین ہر ایک کا گذر تھا اس میدان مین ایک دیوار بلور کی مشرق سے مغرب تک کھنچی تھی آگے جانیکی راہ رکی تھی افراسیاب قریب اس دیوار کے جب پہونچا پکارا کہ اے شبیہ من آؤ پھر وہی پتلا صورت افراسیاب کا جو بنگلے مین تخت پر بیٹھا ہوا تھا پس دیوار سے اتر کر سامنے آیا شاہ حکم فرما ہوا کہ اے ہمصورت راستہ دو اس پتلے نے ہاتھ اپنا اونچا کیا اس دیوار مین ایک تڑاقا ہوکر دروازہ پیدا ہوگیا شاہ جادو ان سبکو ہمراہ لیکر پھر دروازہ مین در آیا دوبارہ آواز تڑاقے کی ہوئی اور دروازہ بند ہوکر دیوار برابر ہوگئی مگر بادشاہ پس دیوار آچکا تھا آگے کو روانہ ہوا کچھ دور چلا ہوگا کہ سارے میدان مین آگ بھری نظر آئی لپٹ اسکی تا بفلک پائی اور زمین سے تا چرخ برین آگ بھری زمین منقل آتش کیطرح دہکے ہی تھی کرہ نار کی گرمی سامنے اس آتش کے سرد تھی جہنم کی حرارت گرد پر دہ تھی ایک بحر اعظم آگ کا موجزن تھا جو غار اس بیابان مین تھا وہ مثل گلخن تھا بلکلف یہ کہ درخت بھی اس قلزم نار مین لگے تھے آتشبازی کے انار نظر آتے تھے از سرتا پا آگ کے تھے اور چنگاریان انسے جھڑتی تھین ہوا سے پتے گرتے تھے انگاریان اڑتی پھرتی تھین جو طائر پرند تھا مرغ آتشخوار تھا ہر ایک پر اسکا شرربار تھا جو از قسم حشرات الارض تھا سمندر تھا آتشین ہر ایک اژدر تھا چرخ نیلی دہن کے دھوئین سے آجتک نیلا ہے واقعی دھوان کیا ہے طائران نغمہ سرا کا زمزمہ نفس آخری قفس تھا سوز درونی عاشقان اسی جگہ کی ہوا کا نقش تھا کہ لمؤلفہ

لمؤلفہ

ہوا سے آگ گرتی تھی زمین پر — زمین پر گر رہا تھا بحر اخگر
شرارے تھے ہوا کے تند جھوکے — بگولے دیو آتشناک سب تھے
جہنم کا نہ ہوگا ایسا رتبا — سقر اس جا سے شرمندہ بہت تھا

بادشاہ کنارے اس یم بے پایان آتش کے جب پہونچا پکارا کہ اے آتش فشان جادو جلد پنجے ہاے سحر کھینچ آواز دیتے ہی پنجے ہاے سرخ رنگ پیدا ہوے اور بادشاہ کے پاؤن کے نیچے ہتھیلیان فرش کردین شاہ اوپر پیر رکھکر چلا سب ہمراہیون سے کہا تم آنکھین اپنی بند کرلو سب نے بموجب حکم عمل کیا جب پھر آنکھ کھولی دیکھا کہ دریاے آتش کے پار ہو چکے ہین بادشاہ بھی پاس کھڑا ہے غرضکہ شاہ کے ہمراہ جب ذرا آگے بڑھے ایک بیابان سبز و خرم مین پہونچے سرسبزی شادابی

صحراے خوش آئین گی دل ہمراہیون کے ہرے ہوے اس جنگل مین عجب سامان طلسمی نظر آیا کوئی درخت پری صورت تھا کوئی دیو کے سر سے مشابہ تھا اور ہر طرف پھرتا چلتا کہین مور اڑکر آتے پھر لوٹکر بار کی صورت بنجاتے کسی جگہ زمین کانپتی تہ زمین سے مچھلیان نکلکر پریان بنجاتین پھر پریون سے زاغ کی شکل پیدا کرتین کہ بموجب

نظم

سراسر سحر کے سامان وہان تھے — طلسمی سب زمین و آسمان تھے
شجر کے برگ مل کر بن گئے مور — ہوا چارون طرف سے دفعتاً شور
لڑے آپس مین گتھ گتھ کے برابر — کہ اتنے مین چلی کچھ باد صرصر
وہ سب لڑکر بنے سیمون کی صورت — نظر آئی نئے مضمون کی صورت
بنے طاؤس زرین بال وہ چند — نہایت تیز پر محفوظ و خرسند
شجر گاہے بنے گہہ بجز خار — بنے دریا سے مچھلی پھر وہ اکبار
بڑھے کچھ دور وان سے جھگڑی سب — تو آیا حزس اک کھولے ہوے لب
وہ ریچھ آخر ہوا زاغ بہ اسلوب — پکارا چند ساعت دشت مین خوب
ہوے فوراً ہزارون زاغ پیدا — کہا شہ سے کہ ہم ہین تیرے شیدا
بڑھے کچھ دور سب حیران و ششدر — تو دیکھے جابجا اشجار گوہر
زمرد کا مکان پاس اسکے پایا — کسی نے وان یہ کہکر بس سنایا
کہ اے قوم بشر دیوانہ ہے تو — جو آپہونچا قریب قصر جادو
پلٹ جس سمت سے آیا خدارا — یہان کی دید کا کس کو ہے یارا

افراسیاب نے ہر ایک اپنے ہمراہی سے کہا کہ یہان اگر کوکب بھی آئے تو سزاے معقول پائے یہ مرحلۂ طلسمی ہے سواے طلسم کشا کے کوئی قدم نہین رکھ سکتا ہے یا میرا رتبہ ایسا بڑا ہے کہ مین آتا ہون سب نے تائید کلام کی کہ حضور کے برابر کون ہے غرضکہ اس مکان کو داہنے پر چھوڑکر جب ذرا آگے بڑھے ایک دریاے قہار پر پہونچے اس بحر عمیق سے دود بسان دود آہ جگر سوختان بلند تھا بادشاہ سبکو لیکر اس محیط ودی مین کود اسکے جسم تو بظاہر پانی مین ڈوبے تھے مگر ذرا بھی بھیگتے نہ تھے بیچ دریا مین جب پہونچے وہانکی زمین خشک تھی اور کنوان بنا تھا دھوان اسمین سے نکلتا تھا چاہ بابل کا نقشہ تھا شاہ طلسم نے قریب چاہ پہونچکر جھانکا سواے تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آیا دل بخیل سے زیادہ اسکو سیاہ پایا ایک کنکری پھینکی سیاہی اس کنوئین سے امنڈ کر باہر آئی اور فلک تک پہونچکر ہر سمت چھائی شور و غل تا دیر برپا رہا پھر ایک چیلہ سیاہ فام بہ رنگ غضب بچو راس کنوئین سے باہر نکلا کہ ناک کان سے اسکے دھوان نکلتا تھا اسنے کاغذ بادشاہ کے ہاتھ مین دیا اور اس کنوئین مین پھر کود کر غائب ہوا بادشاہ نے کاغذ کو پڑھا لکھا تھا کہ اے شہنشاہ آپ ناحق اتنی دور تکلیف شاقہ اٹھا کر تشریف لائے مین ہرگز آپکے ہمراہ ان چند پیشکسیہ کے مقابلہ کو نہ جاؤنگی مجھکو تو بانیان طلسم نے فتاح طلسم کے مقابلہ کیلیے مقرر کیا ہے جب وہ لوح طلسم لیکر اس مرحلے پر آئیگا تو مین نکلکر لڑونگی البتہ میرا سحر زور کریگا ورنہ اب کون

میرے سحر کو روک سکتا ہی ایک دنی افسون میرا عالم کو زیر و زبر کرتا ہی فی الحال آپ تشریف لائیے مین ممنون ہوئی اب کیا آپکو خالی پھیرون اس خیال سے کہ آپ ناراض ہونگے اپنے ایک غلام شبرنگ سیہ فام سگ پیکر خوک دندان اژدر چشم تیرہ پیشانی جادو نام کو آپکی خدمت مین بھیجتی ہون غلام مذکور کام سب حریفان ناکام کا تمام کر دینے کیلیے کافی ہی اور مجھ حقیرہ سے ملاقات بھی ہوگی کہ مین چلے مین بیٹھی ہون کسلیے کہ بزور سحر مجھکو معلوم ہوا ہی کہ زمانہ طلسم کشا کے آنیکا بہت قریب آ پہونچا ہی اب وہ قید سے رہائی پاکر فتح طلسم کو آیا ہی چاہتا ہی پس مین چلہ سے نہ اٹھونگی آپ مراجعت فرمائیے غلام مذکور کو لیجائیے زیادہ نیاز رقیمہ ظلمات تیرہ فام میمون صورت خرس دندان شیر صولت دراز لب بلند بینی جادو شاگرد تاریک صورت کش جادو بادشاہ نے یہ مضمون پڑھکر تیوری چڑھائی اور حیرت سے کہا تمنے دیکھا اس ظلمات کو کہ میرے استقبال کو بھی نہ آپ آئی نہ کسیکو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ مین چلے مین ہون بڑا اسکو غرور ہو گیا ہی خیر سمجھونگا حیرت نے کہا ای بادشاہ جو ساحر جس عہدے پر بانیان طلسم کیطرف سے معین ہین وہ اتنا ہی کام کرینگے جسکے کہ وہ ذمہ دار بنائے گئے ہین انکو شاہ و گدا سے کیا مطلب ہی تعظیم و تواضع کرنا انکی عادت کسے ہی آپ بنا وقت دیکھیے اور کام نکالیے اسمین نہ بگاڑیے پھر سمجھ لیجیے گا اس بیان پند آمیز ملکہ سے شاہ کا غصہ کم ہوا ہنوز اور کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ اس چاہ مین پھر تلاطم ہوا اور دھوان لبالب خاطر غضبناک پیچ و تاب کھانے لگا پھر بہت سے شعلے نکلکر جانب فلک گئے آندھی سیاہ ایسی آئی کہ دنیا بے دنی کالی کوٹھری ہو گئی اس اندھیرے سے ایک ساحر نکلا کہ جسکی صورت نحس دیکھکر کالے دیو کی خوف سے رنگت سفید ہو جائے کالی بلا جینے سے ناامید ہو جائے سارا جسم مثل سگ سیاہ تھا شیطان مانگتا اس سے پناہ تھا دانت مثل دندان گراز کچلیان باہر نکلی ہوئین دہن بھاڑ سا کھلا گلے کا چمڑہ مشک کیطرح آگے لٹکا ناک چھوٹی نتھنے چرے شعلے ہنگام تنفس نکلتے کوتاہ قامت کوتاہ گردن آنکھین اژدھے کیطرح زہر آلود پیشانی تنگ و تاریک قہر اندود سعادت اس سے منزلون دور قیافے سے پیدا مکر و زور نہایت بے ادب سخت گستاخ جسم کے اعضا کرخت سنگلاخ شہوت پرست بجد دست بیحیائی آنکھوں پر چھائی کبر و غرور کی مزاج مین رسائی شیطان کا سگا بھائی کہ لمولفہ

خدا ناترس و ناپاک و سیہ رو	ستمگر بے حیا بے رحم و بدخو
کجی طینت مین سگ کے دم کی صورت	شکن ابرو پہ چہرہ پر کدورت
کشیدہ خاطر و ناپاک غدار	سیہ باطن دل آزار و جفا کار
کسی سے سن لے اس ظالم کا گر نام	دل مظلوم سے اٹھ جائے آرام

چنانچہ اس بے شرم نے بادشاہ کو عجب پندار تمام سلام کیا اور کہا مجکو ملکہ ظلمات نے آپ کی خدمتگزاری کے لیے بھیجا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ فوج و لشکر کچھ تمھارے ساتھ نہین اسنے کہا کہ مجکو لشکر کی کیا ضرورت مین اکیلا کافی ہون آپ ملاحظہ کرینگے کہ مین نے کیا کیا بادشاہ نے فرمایا اچھا چلو میرے ساتھ سوار ہو تو اسنے جواب دیا کہ مین اس راستہ سے نجاؤنگا جدھر سے آپ آئے ہین بلکہ زمین سے جاکر پل خونخوار کے دروازے مین نکلونگا شاہ نے حکم دیا کہ اچھا جاؤ وہ زمین مین سما گیا اور بادشاہ بھی مراجعت فرما ہوا سب مراحل سے گذر کر جب دریا کے دروازے مین پہونچا آپ

جانب باغ سیب گیا اور حیرت سے کہا تم لشکر مین جاؤ اور مقابلہ آغاز کرو مین اور کسیکو بہر کمک بھیجتا ہون اول تو شبرنگ ہی کام سب کا تمام کردیگا مگر احتیاطاً مین اور فکر بھی کرونگا یہ کہکر روانہ ہوا حیرت وہان سے لشکر مین آئی دیکھا تو بعد لمحہ آمد شبرنگ ہوئی اُسنے کچھ لوگ بھیجکر بلوایا بارگاہ نصب کراکر اترو ایا اس کافر نے حکم دیا کہ منادی ندا کرے میرے آنے کی خبر لشکر حریف کو دے کہ شبرنگ تشریف لائے ہین کل سب کو غارت کرینگے بموجب حکم اس بدانجام کے عوض طبل جنگ بجنے کے ڈھنڈھورا پٹا عیاران لشکر اسلامیان خدمت ملکہ بہار مین آکر بعد آداب و ثنائے شہریاری خبر عرض کی کہ یہ دعوی ساحر نابکار نے کیا ہی مہبار نے نکیہ بکرم و فضل یزد پاک کرکے تامل فرمایا کہ قریب شام جب طبل جنگ بجیگا اسوقت سامان کیا جائیگا مگر برق عیار اٹھا کہ مین جاکر اس نابکار کو بحکم کردگار واصل دار البوار کرتا ہون بہار ہر چند کہ مانع ہوئی مگر اُسنے نمانا اور روانہ ہوا راہ مین اسکو ضرغام ملا اس سے سب کیفیت آمد ساحر و حال دہل کوبی وغیرہ بیان کیا اُسنے کہا چلو مین بھی اُسکے قتل کرنیکی فکر مین چلتا ہون یہ کہکر ہمراہ ہوا چنانچہ عیار تو سب لشکر کی حد سے نکلکے صحرا مین جاکر فکر عیاری کرنے لگے اور ملکہ بہار یہ سمجھکر کہ طبل رزم بجیگا اسی دھوکے مین غافل مبیٹھی رہی ادھر شبرنگ نے اپنے مقام پر سحر اپنا درست کیا اور جب تنگ خسار روزگار رغدار شبرنگ ہوا اور رشب تیرہ فام نے ظلمات طلسم عالم سے نکلکر بمقابلہ بہار فروغ مہر خیمۂ ظلام نصب فرمایا

نظم

کہ اس عرصے مین شام آئی برابر
ابھرنا شام کا دیکھا فلک سے
ہوا خورشید عالمتاب مضطر
جمال انجام کا دیکھا فلک سے

سر شام طبل تو لشکر حیرت مین نہ بجا مگر اس دغا شعار شبرنگ نابکار نے سحر کیا کہ ایک سیاہی چار دانگ عالم سے اٹھکر لشکر فرخ پر آکر محیط ہوئی اور تھوڑی دیر مین تمام لشکر مین اندھیر الغیب ہوگیا اللہ گرد لشکر بھی سیاہی نے پھیلکر محاصرہ کیا لشکر حبش نے گویا اسلامیونکو گھیر لیا فوج مین ہر ایک کو ہاتھ سے ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا ہر سمت گھٹا ٹوپ پڑا تھا بہار بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ یکبایک شمع و چراغ گل ہوے سوجھنا موقوف ہوا ہر سردار گھبرا کر سحر پڑھنے لگا مگر وہ تیرہ بختون کے نصیب کی تھی کسیطرح دفع نہوئی بہار نے چاہا کہ مین اُٹھکر لشکر کے باہر نکلجاؤن مگر اندھیرے مین نکلنا دشوار تھا سب سردار تو بینا بھی نہ تھے یہی ایسی زبردست ساحرہ تھی جو ہاتھ آنکھو نپر رکھنے سے اسکو سوجھائی دیتا تھا اور یون اسکو بھی نظر نہ آتا تھا اسنے چاہا کہ آنکھو نپر ہاتھ رکھکر جسطرح ہو سکے مین نکلجاؤن مگر خیال کیا کہ تیرے چلے جانے سے لشکر پریشان و تباہ ہوجائیگا پائے ثبات کو ہٹانا زیبا نہین اس اندھیرے مین انھین سب اندھونکے ساتھ سر ٹکرانا لازم ہی پس یہ سوچکر خاموش ہو رہی اور سیاہی ایسی پھیلی کہ کچھ ہی دیر مین یہ خاکدان تیرہ ظلمت سرا ہوگیا روزگار خود تیرہ روزگار تھا نور کا کہین نام نہ تھا سوائے رخسار شمع رو یان کہین روشنی نہ تھی آنکھو نمین بجلی نہ تھا روے پر انوار بھی خوف سے زرد تھے نور کا ظہور نہ تھا لشکر کے جملہ ساحر بینا بانہ اڑے کہ بزور سحر نکلجائین مگر ابر سیاہ کیطرح سیاہی محیط عالم تھی دنیا بشکل ظالم تھی ٹکرا کر گر پڑے جو بھاگ کر روانہ ہوئے مثل حصار سیاہی کی دیوار کھچی تھی راہ نکلنے کی رکی تھی ناچار سب تھک کر ٹھہر رہے کچھ عرصہ مین بینائی چشم روشن کی جاتی رہی سارا لشکر اندھونکی بستی ہوگیا ایک دوسرے کو پکارتا تھا ٹٹول ٹٹول کر ہاتھ

مارتا تھا اگر روشنی ایسی کھو گئی تھی کہ ملنا دشوار تھا ہنگامہ فریاد الغیاث بلند ہوا سمیع و بصیر کو یاد کر کے ہر ایک روتا تھا اور اسی کے فضل کرنے پر نظر رکھتا تھا وہ صدمہ پہونچا کہ شاہد دہر نے زلف اپنی ماتم میں کھولی تھی غم قیس روزگار میں سیہ پوش لیلی تھی نہیں دنیا سے دن کی تاریکی تجل ظاہر ہوئی تھی یا سیہ بختوں کی سیاہی بخت ایک جگہ سمٹ کر جمع ہو گئی تھی یا کہ اہل اسلام مرتبہ کعبہ کا رکھتے تھے وہ سیاہی پوشش خانہ کعبہ بنگئی اسلیے گرد لشکر پھیلی تھی چشمہ سکندر کی راہ ایسی سیاہ نہو گی قلب فلک ظالم میں بھی یوں تاریکی کو راہ نہو گی ہر انجم چرخ پر گمان زحل تھا ہر دماغ میں سودے کا خلل تھا ساتواں درکہ جہنم کا ایسا کالا نہو گا دیدۂ ثوابت میں بھی اجالا نہو گا چشم حضرت یعقوب بھی جو سفید تھی اسقدر تاریک نہو گی شب ہجر یار میں بھی خیال رخسار جاناں کی روشنی ہوتی ہے یہ سیاہی سواد شب زلف سے زیادہ سیاہ و تاریک تھی مشعل سحر ہر چند کہ ساحر روشن کرتے تھے مگر جلتی نہ تھی گل چراغ شعور تھا خلاصہ یہ کہ سایۂ عنقا کیطرح نور وہاں سے دور تھا نحوست سایۂ بوم کی تاریکی کا ظہور تھا کہ **لمولفہ**

بشکل ابر اندھی تھی سیاہی — نہ تھے راحت میں اُسجا مرغ و ماہی
شب تاریک مثل ہجر جاناں — زیادہ قلب مضطر سے پریشاں
بشکل بخت دشمن تھا اندھیرا — مگر تھا ابر ہے نے کعبہ گھیرا
بھی راحت بھی مثل بخت مہجور — امید زیست تھی واں منزلوں دور
درازی اس کی سرحد عدم تک — نہ ٹھہرے قیس کا اس جا قدم تک

لشکر میں تو یہ حال تھا مگر عیار جو لشکر سے نکلگئے تھے انھوں نے جو قریب اپنے لشکر کے آکر دیکھا لشکریوں کو مقید بہ زندانخانہ ظلمات پایا بیتاب نہ صورت اپنی مثل ساحران غدار کے بنا کر فوج میں حریف کے آئے اور ہر طرف تلاش کناں پھرنے لگے یہانتک کہ دوسرے سرے پر اس لشکر کے پہونچے وہاں ایک حصار دھوئیں کا کھنچا دیکھا اور بالکل سناٹا پایا عقل سے دریافت کیا کہ وہ ساحر یعنی **شبرنگ** نابکار اسی حصار میں سحر خواں ہو گا یہ سمجھکر ہزار ہا تدبیریں اندرون حصار جانے کی کرنے لگے مگر ممکن نہوا نقب بھی لگائی کمند بھی لگانا چاہی صورت بدلکر بھی پکارا جب کسیطرح جانا نہو سکا اپنے لشکر کے گرفتار ہونے سے ایسا رنج و ملال رکھتے تھے کہ زندگی سے ہاتھ دھویا اور **برق** نے **ضرغام** کو اشارہ کیا کہ وہ نقب جو کھودی تھی اسمیں کود کر چھپ رہا اور یہ اس ساحر کو گالیاں دینے پر آمادہ ہوا سوچا کہ گالیاں سنکر وہ آپ ہی غصہ ناک ہو گا اور میرے پکڑنے کو باہر نکلیگا یا مجھے گرفتار کرا کر اندر بلوائیگا پس اسوقت جو بن پڑیگا وہ عمل میں لاؤنگا اور بالفرض اسکو قتل نہ کر سکا تو بھی یہ فائدہ ہے کہ قیدیوں میں اپنے لشکر کے شامل ہو کر میں بھی اپنی جان دونگا کسلیے کہ اس دہر ناپائدار کا کیا اعتبار ہے زندگی اسمیں مستعار ہے بڑے بڑے نامور فلک کے ظلم سے ہلاک ہوئے چرخ پیر نے کیسے کیسے نوجوان تہ خاک کیے پس کوئی اپنی جان

دوسرے نظم

نہیں یکساں ہمیشہ حال دنیا — سدا الٹ بر لحہ میں ہے اقبال دنیا
کہاں وہ بادشاہان سر افراز — جنھیں تھا اپنی دولت پر سدا ناز
کہاں ہیں وہ حسینان جوان سال — کہ جنکو تھا غرور حسن و اقبال

کہان ہین اب وہ قصر آسمان شان — کہ جنکو دیکھ سکتا تھا نہ انسان
کوئی دم ہے زمانے کی کہانی — خلش پر ہے امید زندگانی
بجز چند استخوان وہ ہین نہ خاک — نہ وہ دانش نہ وہ ہمت نہ ادراک

اے برق شیوۂ وفاداری یہی ہے کہ اپنے ہمراہیونکا ساتھ نہ چھوڑ راہ الفت سے منھ نہ موڑ یہ سمجھکر اس حصار کے قریب آیا اور پچھا گالیونکا باندھ دیا کہ او حرامزادے نابکار فرمساق لٹیرے روباہ سیرت سگ نژاد رد براد رشغال نامرد مردود مطرود نطفۂ حرام مادر بخطا زن صفت کیا پوشیدہ ہوکر سحر کرتا ہی کیون نہین سامنے آکر لڑتا ہی اگر سامنے آئے تو مزہ اپنی حرکتونکا پائے یہ کلام غضب اندود اور دشنام سخت شبرنگ نے اندر حصار کے سنکر ایک پنجۂ سحر کو بغضب تمام حکم دیا کہ جا یہ شخص جو فحش بکرہا ہی اسکو گرفتار کرکے حصار مین قید کردے پنجہ روانہ ہوا یہان برق گالیان دے رہا تھا کہ دفعتًا ایک چمک ہوئی اور ایک پنجہ آکر کمر مین پڑا اٹھا کر اندر حصار کے لیگیا وہان بھی یہ مطلب حصول ہوا کہ سامنے ساحر مذکور کے جاتا دیکھا کہ ایک حصار سیاہ مین مقید ہون اور کچھ سوجھائی نہین دیتا ہی نہ کوئی انسان نظر آتا ہی ناچار اندھونکی طرح یہ بھی دست عاید رگاہ خالق لیل و نہار بلند کرکے پکارا کہ اے خالق ظلمات و نور بمصداق تولج اللیل فی النہار و تولج النہار فی اللیل اس تاریکی طلسم سے مجکو اور میرے ساتھیونکو نجات دے اے رب اکبر شب غم کی سیاہی کو مبدل بہ نور سحر عشرت فرما ہمین قید الم سے چھڑا کر ابیات

تصدق تیرے اے خلاق عالم — مبدل عیش سے کردے مراغم
مری آسان کردے جلد مشکل — عدو مٹ جائے مثل حرف باطل

یہ تو مصروف دعا ہی ادھر ضرغام جب نقب مین جاکر چھپا اور اسنے برق کو گرفتار ہوتے دیکھا فرط غضب سے یہ بھی نقب سے نکلکر گالیان دینے لگا کہ اے خیرہ روزگار و پر دغا بیحیا بد اسلوب بد ذات خانہ خراب لدالنر نابدرز وجہ خویش چھپا بیٹھا ہی سامنے کیون نہین آتا شبرنگ نے پھر گالیان سنکر پنجہ بھیجا کہ اس مرد بد زبانکو پکڑلا کر وہین قید کردے جہان پہلے مجرم کو قید کیا ہی پنجہ پھر چلا مگر جیسے ہی پنجہ کے آنیکی چمک ہوئی ضرغام بھاگ کر نقب مین چھپگیا پنجہ خالی پھر گیا اور ساحر کو پیر پنجہ نے مطلع کیا کہ اے مالک وہ جو گالیان دیتا تھا اب غائب ہوگیا اسنے جاکر کہا تلاش کر ادھر عیار بعد جانے پنجے کے پھر نکلا اور گالیان دینے لگا جب پنجہ آیا چمک دیکھکر یہ پھر پوشیدہ ہوگیا غرض اسی طرح بروقت آمد پنجۂ سحر یہ چھپ جاتا ہی اور پھر نکلکر زبان بدشنام وہی دراز کرتا ہی مگر بیت شبدیز قلم کی باگ پھیردون + تران کا کچھ مین حال لکھون یعنی وہان روبروے مہرخ عالیشان جلسۂ عشرت جمع تھا ہر ایک ادنشاط و مسرت دیتا کہ یکایک عمرو کا دم گھبرایا اور زبان سے گویا ہوا کہ اے ملکہ مجھکو یقین ہی کہ جب نحوست مارا گیا ہوگا تو افراسیاب حرامزادہ غضبناک ہوکر ضرور فساد لایا ہوگا لشکر میرا مہلکۂ عظیم مین گرفتار ہوگا مہرخ بھی یہان ہین بہار پر تنہائی مین نہین معلوم کیا گذرا ہوگا خبر لینا وہانکی ضرور چاہیے کہ بحسب بیت چہ خوش گفت ملکتاش با خیل تاش + چو دشمن خراشید ایمن مباش + یہ کلام خواجہ سنکر برائے اطمینان خاطر بران نے سحر پڑھا کہ آنکھین سب کی بند ہوگئین پھر دیکھا تو ہم ایک بلندی پر استادہ ہین اور سامنے لشکر مہرخ سیاہی مین گھرا نظر آتا ہی اور ایک طرف لشکر ملکہ حیرت کے کنارے ایک حصار سیاہ کے قریب ضرغام عیار کھڑا گالیان دیتا ہی صبا اور دلاور لشکر مین

بلند ہی آواز نوحہ و زاری ستمند ہی یہ حال دیکھکر مہرخ رونے لگی اور عمرو بیقرار ہوا بران نے کہا خواجہ تمہارا گمان سچ
تھا لشکر پر وقت صعب ہے مگر یہ شاگرد تمہارا گالیان کیون دیتا ہی اُسنے کہا اے ملکہ مہرخ نوبت بجان و کارد باستخوان ہے
بناچاری مرنے پر آمادہ ہی مگر بیوقوف ہی اگر یہی منظور تھا تو اپنے تئین حصار سحر مین گرا دیتا جو کوئی اسکو پکڑنے آتا اس سے سمجھ لیتا اب
مجھکو آپ جلد بھیجد یجیے پھر مجھ سے انشاء اللہ سر اس ساحر نابکار کا لیجیے بران نے کہا خواجہ یہ ساحر شاگرد ظلمات ہی یون مارا
نجائیگا جو جائیگا وہ زک اٹھائیگا گرفتار بلا ہوگا اسپر قابو نپائیگا تو تدبیر اُسکے قتل کی یہ ہی کہ کوئی جاکر اسکو باہر حصار کے حیلے سے
بلا لائے اور جب وہ آئے تو اُسکو کسیطرح گرا کر انگشتری جمشیدی مجھسے لیتا جائے اُسکے منہ مین دیدے تاکہ وہ سحر فراموش کرے اور
زور اسکا گھٹے پس فوراً سر اُسکا جدا کرے ورنہ وہ ساحر زبردست ہی ذرا بھی مہلت پائیگا تو انگشتری کی تاثیر بھی باطل کردیگا نقش
اپنے سحر کا جمادیگا پس جو اس کشور رجان کو زیر نگین کرے جلد اسکو ہلاک کر ڈالے اور دل و جگر اسکا نکالے اور لشکر اسلامیان مین
لیجاکر آگ پر رکھے دھوان اُسمین سے نکلکر تمام عالم مین پھیلے گا اور اس تاریکی کو دور کردیگا آنکھون مین سبکے پیدا نور کردیگا یہ
سنکر مہرخ نے کہا اے ملکہ وہ انگوٹھی مجھکو دیجیے اور لشکر مین پہونچا دیجیے تاکہ مین کام اس بیچیا کا تمام کرون بران نے جواب دیا کہ ابھی
مین تمہاری ملاقات سے سیر نہین ہوئی مگر کیا کرون ناچاری ہی کسلیے کہ خواجہ صاحب کو مین بغیر اجازت اپنے پدر عالیقدر کے رخصت
نہین کرسکتی وہ انھین کے مہمان ہین اور تمکو مین نے بلوایا تھا اچھا خدائے کریم کے سپرد کیا یہ کہکر پکاری کہ جلد طاؤس طی الارض
کو اے محافظان طلسم حاضر کرو یہ صدا دینی تھی کہ مہمان سب ستادہ تھے وہانکی زمین شق ہوئی اور ایک طاؤس زرین بال مرصع
دم وہانسے نکلکر سامنے آیا زین جواہر نگار اسپر کسا تھا ایک بال ہما تھا عنقائے قاف خوبی تھا موسیقار دشت محبوبی
تھا بران نے انگشتری اپنے دست نازک سے اتار کر مہرخ کی انگشت مبارک مین پہنائی اور اس طاؤس پر سوار کیا چلتے وقت
عمرو نے کان مین اُسکے فقرے عیاری کے کہے کہ اسطرح اس ساحر کو حصار کے اندر سے بلانا اور یون زمین پر گرانا الغرض
بخوبی سمجھا کر روانہ کیا وہ طاؤس وادی پیمائے سریع السیر مثل ماہ تابان بنگیا اور بال شوق وا کرکے اس بلقیس حشم کی ہوا خواہی
مین اڑا آنکھیں اسکی بند ہوگئین بعد لمحہ جو آنکھ کھلی قریب حصار سیاہ جسمین شبرنگ تھا اپنے تئین پایا اُسنے طاؤس پر سے اتر
کر ایک مقام بلند پر قرار پکڑا طاؤس رخصت ہوا گیا مگر یہان ضرغام جو گالیان دے رہا تھا جب اُسکو پنجہ سحر نہ گرفتار کرسکا تو غصہ
مین آکر شبرنگ خود بیرون حصار آیا ضرغام نے جو اسکو دیکھا فرط غضب سے خنجر کھینچکر دوڑا کہ اے نابکار کہان
جاتا ہی اُسنے اسکو آتے دیکھا سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اور عیار مذکور کو اس پنجے نے اٹھا کر اندرون حصار پھینکدیا یہ بھی برق
کیطرح اسیر زندان سیاہ ہوا کالا جیلی نہ نصیب مقدر گمراہ ہوا اور شبرنگ نے چاہا کہ مین پھر داخل حصار ہو جاؤن مگر اسکو مہرخ
نے جو پہاڑ پر آتے دیکھا پس بخود آشور نوحہ و گریہ بلند کیا کہ اے شاہ جادوان واسطہ سامری کا میری خطا معاف فرمایئے اپنے
جرم پر نادم ہون میری جان سے دل صاف فرمایئے شبرنگ اس آواز حزین کو سنکر ٹھہر گیا اور کان لگا کر جو سنا تو یہ نظم

صدا کانون مین شور و غل کی آئی	کہ جیسے کوئی دیتا ہے دہائی
صدا اے دل خراش و دل حزین ہے	کچھ ایسا نالۂ اندوہگین ہے
کہ اے شاہ طلسمات زمانہ	کنیز خستہ جان کا سن فسانہ

مین تیری اک کنیز نیم جان ہون
حقیر و دل حزین و ناتوان ہون

کہ ہے تو بادشاہ آسمان جاہ
طبیعت مین تری ہے رحم کو راہ

وہ مین مسکین و بیچاری ہون شاہا
نہین لگتا کہین میرا ٹھکانا

خطاوار و گنہگار و پشیمان
عطا پر تیری مین از بس ہون نازان

تری درگاہ مین مین ہون پناہ گیر
شہا کر عفو اس لونڈی کی تقصیر

سنے جب یہ کلام یاس مہرخ
گیا شبرنگ اس دم پاس مہرخ

کہا تو کون ہے جو یون ہے روتی
منھ آب اشک حسرت سے ہے دھوتی

کہا مہرخ نے مین ہون وہ گنہگار
نہین جو قابل توبہ بھی زنہار

مری آہون سے ڈرنا چاہیے ہے
شفارش میری کرنا چاہیے ہے

کہ بخشے شاہ والا میری تقصیر
نہ دے میرے گنہ کی مجکو تعذیر

کہا شبرنگ نے ہمرہ مرے آ
بر آئیگا یہ مطلب ترے دل کا

اٹھی یہ سن کے مہرخ اپنی جا سے
قدم پر گر پڑی اس بیحیا کے

وہ سمجھا عاجزی یہ کر رہی ہے
نہ سمجھا تھا بدی یہ کر رہی ہے

جھکا وہ تا کہ سر اسکا اٹھائے
اٹھا کر سر کو سینے سے لگائے

پکڑ کر پاؤن دونون اسنے کھینچے
زمین پر چت گرا وہ لڑکھڑا کے

جگہ سینے پہ اُس ظالم کے پائی
انگوٹھی منھ مین ظالم کے لگائی

جو بھولا سحر وہ مردود گمراہ
عدم کی اُس نے دکھلائی اُسے راہ

پس فوراً اسکو گرتے ہی ذبح کر کے دل و جگر اسکا نکالا اور اپنے لشکر کی طرف چلی ادھر شور اسکے مرنیکا بلند ہوا اور وہ حصار سیاہ جسمین یہ ساحر سحر خوان تھا غائب ہوگیا اور برق و ضرغام چھوٹ گئے ادھر غوغاے بیرباے سحر سنکر لشکر حیرت کے ساحر دوڑے اور ملکہ حیرت غل سنکر باہر آئی مگر عیار جو رہا ہوئے صورت تو ساحر کی ایسی بنے ہی ہوئے تھے حیرت پاس دوڑ کر آئے اور کہا اے ملکہ فوج کو کیجئے آکر شبرنگ کو مارا اور لشکر پر آیا چاہتی ہی یہ سنکر قرناے سحر بجائی اور فوج تیار کرائی مگر اتنے عرصے مین کہ جبتک فوج کمر باندھے ملکہ مہرخ اپنے لشکر مین آئی اور ساحر جو مر چکا تھا بوجہ حصار سحر نے اسکو راستہ دیا کیونکہ زور اُسکے سحر کا مٹ چکا تھا غرضکہ ملکہ مذکور نے آکر دل و جگر اُسکا آگ پر رکھا دھوان اسمین سے نکلکر تمام عالم مین پھیلا اور سبکی آنکھوں مین بھی لگا کچھ دیر مین وہ تاریکی دور ہوئی اور آنکھوں مین سب کے روشنی آئی پس جادوے سحر کے سنبھال سنبھال کر بزور سحر اڑے اُدھر سے حیرت لشکر لیکر چلی پہلے مقام بارگاہ شبرنگ پر آئی یہان زمانہ سیاہ تھا ابر غل مچاتے تھے آندھیان آئی تھین آگ پتھر برستے تھے لاش جسکا سینہ خنجر طلسم سے پاش پاش میدان مین پڑی تھی اور بہت سے تو لاش سے لپٹے ہوئے تھے حیرت بغصہ جو

اُدھر سے بھری فوج مہرخ آئی تھی حریف سے سامنا ہوا پھر تو اندھیری رات مین سحر کی بجلیان چمکیں اور خرمن جان مبارزان پر گرنے لگین سودلے دوکان دست شجاعت و آشفتگان گیسوے عروس جلاوت نے بجادۂ خون شبرنگ سر اپنے نثار کیے صحرا مین گلہاے زخم سے سامان بہار کیے کہ **نظم**

همی گفت کامشب شبے پر بلاست | اگر نام گیرم از انجا سزاست
بزد کوس وازدشت برخاست گرد | ہوا پر زگرد و زمین پر زمرد
زمانے برانسان برآویختند | کہ آتش ز دریا برانگیختند
بران سان بیامد بران رزمگاہ | کہ سیل اندر آید زکوہ سیاہ
بجوشید یکسر برین دشت جنگ | چو غرندہ شیر و چو شرزہ پلنگ

مہرخ نامور نے وہ داد شجاعت دی کہ مریخ بالاے فلک حیران کا رتھا سرو تن کا ہر جگہ انبار تھا رات جو باقی تھی وہ اس ہنگامہ کو دیکھکر بھاگی کہ ایسا نہو شبرنگ کے دھوکے مین کوئی میرا کام نہ تمام کرے چنانچہ حصار سیاہ ظلمت شب جو گرد عالم کھنچا تھا برطرف ہوا اور دیدۂ مہر مین نور آیا کہ **ابیات**

چو خورشید بارنگ دینار زرد | ستم کردہ بر پردۂ لاجورد
بخیمہ برفتند ازان رزمگاہ | کہ از گشتہ بدر روے گیتی سیاہ

یعنے دم سحر لشکریان حیرت کے پاؤن میدان سے اُٹھنے لگے حیرت نے طبل بازگشت بجوا دیا کہ لشکر فرار نہو جاے غرضکہ دونون لشکر پھر کر پڑاؤ پر آئے مہرخ شادان و فرحان زرنگار کتان بارگاہ مین آئی اور سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئی عیار بھی نذر فتح لیکر حاضر ہوے خلعت فاخرہ انکو دیا العشرت قائم بیٹھے ساقی و مغنی حاضر ہوے جلسۂ طرب آغاز ہوا اُدھر حیرت نے اول تو لاش بصد حسرت شبرنگ بد آہنگ کی اٹھائی پھر روتی ہوئی بارگاہ مین آئی اور کل کیفیت نامہ مین تحریر کرکے شاہ طلسم کو بھیجی بادشاہ باغ سیب مین دربار جمع کیے بیٹھا تھا کہ اول نامہ اسکو نیچہ سحر نے صدا و ندلقا کا لا کر دیا اُسنے اس نامہ کو سر پر رکھا اور بتعظیم تمام پڑھا اوہی مضمون معمولی اسمین درج تھا کہ اے بندۂ غافل تونے ہماری خبر نہ لی اور مدد ہماری نہ بھیجی جلد تر بہر امداد کسی ساحر نامور کو روانہ کر اسنے نامہ پڑھکر اہل دربار سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مہرخ کے لشکر کا تو یقین ہے کہ شبرنگ فیصلہ کر چکا ہوگا خداوند کی مدد کو ایسے شخص کو بھیجنا چاہیے کہ وہ جاکر وہانکی کیفیت بخوبی معلوم کرے یہ کہکر اُسنے ایک آواز دی قہرنگاہ جادو آؤ یہ صدا دیتے ہی آندھی آئی اور ایک ساحرہ اژدہے پر سوار فلک کی طرف سے اُتر کر روبرو بیٹھے بادشاہ آئی تسلیم بجالائی صورت کریہہ سے اُسکی ابلیس بھی خوف کھاتا جوگی جیبال چیخ مار کر بھاگ جاتا کئی سو برس کا سن رکھتی تھی بال سفید دانت ندارد ضعف کے دن رکھتی تھی بادشاہ جادوان نے اس سے خطاب کیا کہ تم خدمت خداوند مین جاؤ اور انکے دشمنونکو ہلاک کرو اُسنے عرض کیا بہت اچھا بادشاہ نے خلعت رخصت دیا وہ خلعت پہنکر اپنے مقام پر آئی اور سامان روانگی کرنے لگی حال اسکے جانے کا نیچے آئیندہ لکھا جائیگا مگر اب حال سنیے کہ بعد روانگی اس ساحرہ کے شاہ خوش و خرم بیٹھا تھا کہ نامہ حیرت محتوی بر کیفیت قتل ہونے شبرنگ کے پہونچا اس کو

پڑھتے ہی وہ غضب دماغ کے بارہ نکلگیا اور غصہ سے تادیر کانپا گیا پھر سحر پڑھکر حسب دستور کتاب جمشیدی منگائی اور آہین یہ معلوم کرنا چاہا کہ شبرنگ پر مہرخ کسطرح غالب آئی اور کیونکر اُسنے اسکو راہ عدم دکھائی چنانچہ کتاب مذکور مین سب کیفیت جو اوپر بیان ہوئی لکھی دیکھی کتاب کو تو مر واحہ کردیا اور سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی ایک پتلا پیدا ہوا اُس پتلے سے کہا کہ تو جا کر مہرخ سے سر دربار کہنا کہ شہنشاہ نے فرمایا ہی ہم تجھکو اب گرفتار کرکے ظلمات مین قید کرینگے دیکھین تو کہ تیرے حمایتی کیونکر تجھکو بچاتے ہین اور تو بھی بہت ہوشیار رہنا اور سحر تیار کرنا دیکھین تو کیسی ساحرہ ہی اور کیسا سحر کرتی ہی پتلا حسب ارشاد بادشاہ اڑکر چلا اور طرفۃ العین مین بارگاہ مہرخ مین اترا یہان سب مصروف عیش و عشرت تھے کہ پتلا قریب تخت مہرخ آیا سب نے خیال کیا کہ شاید براق نے بھیجا ہی لیکن پتلے نے باآواز بلند کہا کہ شہنشاہ ساحران بادشاہ طلسمات نے ارشاد فرمایا ہی کہ اے مہرخ ہم تجھکو گرفتار کرا کر ظلمات مین اسیر کرینگے تو اور حمایتی تیرے ہوشیار رہین مہرخ نے یہ سنکر کہا کہ میری جانب سے کہدینا کہ بڈھے کیون تیری شامتین آئی ہین شہنشاہ عیاران ایک وزیر آکر وہ جوتیان لگائینگے کہ بوے کبر کاسہ دماغ سے نکلجائیگی اور کیون گھبراتا ہی فوج شاہ عالم پناہ کوکب آسمان جاہ کی تیری سرکوبی کو آیا چاہتی ہی پتلا یہ تقریر اُسکی سنکر توبہ توبہ کرتا ہوا کہ نسبت شاہ جادوان یہ کلمات ناشائستہ مراجعت کرکے خدمت **افراسیاب** مین آیا اور عرض پیرا ہوا کہ مین حکم بادشاہ سے اس باغیہ کو مطلع کرآیا اور اسنے جو کچھ نسبت ملازمان عالی کے بیہودہ گوئی کی مین عرض نہین کرسکتا بادشاہ نے باصرار اس سے پوچھا تو حرف بحرف جو سنا تھا بیان کیا بادشاہ آگ ہوگیا اور اُسی وقت ایک فسون تازہ پڑھا کہ آسمان پر ابر آکر چھایا اور زمین پر اتر آیا سب نے دیکھا کہ وہ ابر نہین ایک عقاب تیز چنگال ہی اور اتنا بڑا ہی کہ بیان ہر نظر آتا تھا منقار مثل خنجر جانستان بار ھر دار رکھتا ہی گویا مقراض جامہ ہستی ہی اعتبار رکھتا ہی کہ پنجہ اسکا پنجۂ ملک الموت سے کم نہین دشمن کیون غار عدم نہین الحق

نظم

ز جا اندر آمد چو کوہ سیاہ — تو گفتی کہ تاریک شد مہر و ماہ
چو او در ہوا رفت گسترده پر — ندارد زمین توش و خورشید فر
دو چشمش چو دو چشمہ تابان ز خون — ہمی آتش آمد ز کامش برون

پیٹھ پر اس عقاب کے ایک زنجیر رکھی تھی اور بیڑیان پروتین لٹکی تھین بادشاہ نے اس عقاب سے حکم دیا کہ اے طائر طلسمی جا کر مہرخ کو پکڑ لا خبردار کوئی روکے تو نہ رکنا اور بیڑیان پہنا کر یہان لانا ذرا رحم اُسکے حال پر نہ کھانا عقاب حسب ارشاد بقہر و عذاب تمام اڑا اور بارگاہ مہرخ عالیجناب مین آیا یہان جیسے کہ پتلا پیام کہہ گیا تھا ہوشیاری ہورہی تھی ہر ساحر نارنج و ترنج سحر سنبھالے بیٹھا تھا بلور و ہار وغیرہ سب آمادۂ مرگ مہیاے قضا تھے کہ یکایک وہ عقاب سحر چکر مارتا فلک کیطرف سے بیچ بارگاہ مین اترا ساحرون نے کہا اچھا شکار شاہ طلسم نے ہمارے لیے بھیجا ہی یہ کہکر نارنج و ترنج سحر کے مارنے لگے لیکن اس عقاب پر کچھ اثر نہوا اور وہ قریب تخت آیا مہرخ سے کہا چل اٹھ سوار ہو تو قید ہوئی شہنشاہ جادوان نے تجھکو بلایا ہی مہرخ اُسکے کلام سے ایسی محو ہوئی کہ تخت سے اٹھ کر پشت عقاب پر جا بیٹھی وہ زنجیر جو پشت عقاب پر رکھی تھی کمر مین اُسکے اور بیڑیان جو پروتین تھین پاؤن مین پڑگئین وہ عقاب اسکو اسیر و دستگیر کرکے اڑا تمام بارگاہ و لشکر و خیمہ مین غلغلہ پڑا کہ بسپیلا اُسوقت بھی ہزارون سحر سامری کیے اور گولے فولادی اور ہار جواہر کے اور گچھے پیکانون اور سوئیون کے مارے

ہزارہا حربے ہر سمت سے پڑنے لگے لیکن اس عقاب تک کوئی حربہ بھی نہ پہونچا اور اُسکے پروںسے شعلے آتش کے نکلکر گرد اُسکے حلقہ زن ہوے مہرخ دکھائی دینے سے مخفی ہوئی اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک فلک آتش کا آسمان پر جاتا ہے ساحر نالان و گریان آخر پھرے لشکر مین کہرام پڑگیا سرداروں نے حال تباہ کیا عیار روتے ہوئے دریاے خونزوان تک گئے اور لاکھون فقرے کیے کہ اس عقاب کو روکین یعنی ہرن زخمی کرکے راہ مین ڈالا دانہ وغیرہ ڈالکر بلانا چاہا مگر ممکن نہوا جب عقاب دریا کے پار اتر گیا یہ بھی مایوس ہوکر پھر آئے ہر شخص قلزم چشم سے آب اشک حسرت بہاتا تھا اور ندامت دنیاے بے ثباتی دہر غدار زبان پر لاتا تھا کہ

نظم

فلک ہے در پے تکلیف و آرام	قضا لبریز اس ساقی کے ہین جام
بجاے مے ہے سم اُسکے سبو مین	نوید مرگ ہے ہر گفتگو مین
ہنساتا ہے کسیکو گر گھڑی بھر	تو رکھتا ہے ہمیشہ خوار و مضطر
بظاہر دوست لیکن مدعی ہے	بھلائی کب کسی سے اُس نے کی ہے
بشکل سخت دشمن سخت مایوس	زبان پر دمبدم الفاظ افسوس

اس شیون و شین کی خبر طائران سحر نے ملکہ حیرت کو بھی پہونچائی وہ سنکر نہایت خوش ہوئی اور حکم دیا کہ طبل شادمانی پر چوب پڑے اُسکے حکم سے نقارۂ شادمانی بجنے لگے جشن شروع ہوا اب ایک طرف ہنگامۂ عشرت ہے ایک جانب سانحہ مصیبت ہر طرف حکایت ہے غرضکہ بعد جزع و فزع بسیار عقلاے روزگار نے یہ مشورہ کیا کہ بلور سردار شاہ کوکب یہان موجود ہے اس سے کہکر کسی ایسے ساحر کو ملکہ بران پاس بھیجے جو ایک آن مین پہونچ جائے چنانچہ حسب مشورہ بلور سے سب نے استدعا کی بلور نے اپنے ساتھیون مین دو ساحر انکو تجویز کیا کہ یہ جاکر خبر شاہ کوکب سے کہین لیکن یہان کی کیفیت سنیے کہ بعد بھیجنے مہرخ کے بران خواجہ کو لیکر پھر اپنے مقام قلعہ ہفت رنگ مین پھر آئی اور جلسۂ عشرت مہیا کرکے بیٹھی لیکن خواجہ نے لشکر اپنا گرفتار بلا دیکھا تھا یہ کب تسلی یاب ہوتا اُسنے بیقراری ظاہر کی ملکہ مذکور نے بنا بر تسکین خواجہ دو ساحر طلب کرکے حکم دیا کہ میرے گلے کا ہار نشانی کیلیے لیجاؤ اور راہ طلسم سے لشکر خواجہ مین جاکر خیریت جملہ فوج کی رسید لکھوا لاؤ ساحر مذکور روانہ ہوے اور یاد رکھا کہ در طلسم سے نکلکر لشکر مہرخ مین اُسوقت پہونچے کہ بلور ساحر بھیجا چاہتا تھا چنانچہ انکے پہونچنے سے سبکی مراد بر آئی اور جملہ کیفیت گذشتہ یہانکی زیب قلم کرکے روانہ کی ساحر مراجعت کرکے دوبارہ خدمت بران مین آئے اور نامہ سرداران اسلامیان پیش کیا نامہ پڑھکر ملکہ نے سر جھکالیا اور خواجہ عمرو نے مضمون نامہ پر اطلاع پاکے ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور بیقراری کرنے لگا ملکہ نے کہا کہ خواجہ مجھکو یہ معلوم نہ تھا کہ افراسیاب ایسی بے عزتی اختیار کریگا اور لشکر بے سردار پر عقاب طلسم بھیجیگا خیر مین اپنے باپ کو اس حال کی اطلاع کرتی ہون ورنہ کار از دست رفتہ کا معاملہ ہوچکا عمرو نے کہا اے ملکہ مین براہ عمر در نہین کہتا ہون اگر آپ کے کیے کچھ نہوسکے تو مجھکو آپ دریاے سحر کے پاس اتروا دیجیے پھر کیا مجال اُس سخرے افراسیاب کی جو مہرخ کا بال بھی بیکا کرسکے ایسا یا ان خود اگر گلیم اوڑھکر سر تجسس اُسکا نہ کاٹلون تو نام اپنا نہ پایا مین صرف اسلیے آپکی خدمت مین آیا تھا کہ لشکر ساحران لیجاکر اپنے لشکر کو قوت دونگا ورنہ مین

سرکوبی کو ہاں بھیجا کی کچھ کم نہیں ہوں بران نے خواجہ کو ناراض دیکھکر فی الفور عرضی اپنے باپ کو لکھی اسمین سب حال مہرخ کا درج کیا
اور آزردہ ہونا خواجہ کا بھی لکھا وہ عرضی سحر کے پتلے کو دی کہ وہ لیکر خدمت شاہ کوکب مین آیا عرضی پیش کی بادشاہ عرضی
پڑھکر ہنسا اور پیشانی عرضی مذکور مین بدستخط فرمائی کہ اے فرزند افراسیاب ملکہ مہرخ کو اپنے ظلمات طلسم مین قید کرنا چاہتا
ہی پھر کوئی کسی کے ظلمات طلسم مین جا نہین سکتا مگر خواجہ سلامت کو بہینے مہمان کیا ہی اسوجہ سے ہم غافل نہین ہین کچھ عرصے
مین تم دیکھنا کہ کیا ظہور مین آتا ہی وہ عرضی دستخط کرکے پتلے کو دی اور آپ اہل دربار کی نظر سے غائب ہوگیا ادھر پتلے
نے آکر عرضی بران کو دی ملکہ نے پڑھکر خواجہ سے کہا کہ آپ اطمینان رکھین بادشاہ کو آپ کا بڑا خیال ہی عمرو اس کلام سے
خاموش ہو رہا مگر کچھ مزاج شگفتہ ہوا ملکہ نے اسکی خاطر سے ایک پتلا سحر کا طلب کرکے حکم دیا کہ اے پتلے تجھکو معینٹ سور کی
دیجائیگی تو جاکر ملکہ مہرخ کو اٹھا لا اور اگر نہ لا سکے تو خبر لا کہ افراسیاب نے اسکی نسبت کیا معاملہ کیا پتلے نے کہا کہ اے ملکہ
پشت عقاب طلسم پر سے اتار لانا یا اس زنجیر کو کاٹنا جو عقاب کی پشت پر رکھی ہوئی تھی بہت دشوار ہی مگر مین جاتا ہون جیسا کچھ ہوگا
کر دونگا یہ کہکر روانہ ہوا اور اسوقت آکر پہونچا کہ عقاب ملکہ مہرخ کو لیکر پار دریاے خونزدان کے اتر گیا تھا پتلا باغ سیب مین
اس سبب سے نہ گیا عرض کیا کہ وہان شاہ جادوان ہوگا تو چھپ نہ سکیگا جلا دیا جائیگا پس پھر کر بران پاس گیا عرض کیا کہ مین گیا تھا
سیر الجھی بس نہ چلا پھر آیا ملکہ نے سب حال سنکر قصد کیا کہ خود جائے اس اثنا مین اس پتلے نے جو عرضی کوکب پاس لیگیا تھا عرض کیا کہ اے
ملکہ شاہ کو جب مین نے عرضی دی تھی تو وہ اسپر دستخط کرکے غائب ہوگئے تھے یہ کلمہ سنکر ملکہ کو یقین کامل ہوا کہ بادشاہ خود بنفس نفیس
براے رہائی ملکہ مقیدہ تشریف لیگئے ہین پس اپنے جانے سے باز رہی اور خواجہ سے یہ راز کہا عمرو کو بھی اطمینان ہوا اور
نظر بفضل کریم کارساز کرکے بیٹھا لیکن عقاب مہرخ کو لیے ہوے باغ سیب مین آیا شاہ طلسم سریر مملکت پر جلوہ گر تھا ابرق
وسرمایہ و باغبان وزیران ذیشان پس پشت کھڑے تھے اہل دربار ساحران ذی تبار حاضر تھے کہ نگاہ عقاب پر
سبکی پڑی ہر ایک نے بادشاہ کی تعریف کرنا آغاز کی کہ کیا زبردستی سحر کی حضور نے جتائی ہی واہ وا کیا کہنا بادشاہ نے
خوش ہوکر وزیر سے فرمایا کہ اے باغبان اس مجرمہ کو زنجیر پکڑ کر اتار لے وزیر نے بڑھکر پشت عقاب پر سے ملکہ مذکور
کو اتارا بادشاہ نے سحر پڑھا کہ باران آتشین جسم مجرمہ پر لپٹے اور زنجیر اور بیڑیان جسم سے اترکر بدستور پشت عقاب پر
جاکر ٹھہرین عقاب اسطرح کہ جیسے آیا تھا اڑکر چلا گیا بعد اسکے جانیکے ساحران نامی مہرخ پر مسلط کیے کہ وہ گرد اسکے براے
حفاظت آگئے بعد اس انتظام کے شاہ بعتاب تمام گویا ہوا کہ کیون اے نمکحرام مفسدہ دیکھا تو نے اپنی خطا کا بدلا اب بتا
کہ کس عذاب الیم سے تجھکو قتل کرون مہرخ پشت عقاب سے اتر چکی تھی اس وجہ سے ہوش اسکے درست تھے اسنے جواب دیا
کہ اسوقت تو میرے سامنے جسطرح جی چاہے لاف وگزاف کرلے کہ فلک نے اسیر دستگیر کراکر تیرے سامنے پہونچایا
ہی انشاء اللہ سردار میرا عمرو نامدار تجھسے آکر عوض اسکا لیگا اور اگر قضا میری دیوانکدہ قدر مین تیرے ہی ہاتھ سے
لکھی ہی تو ناچاری ہی ورنہ میرے قتل پر تو قادر نہوگا او نمکحرام ازلی محسن کش مجھکو نمکحرام کہتا ہی حالانکہ نمکحرام تو آپ ہی کہ
بادشاہ اصلی اس طلسم کا شاہ لاجین تاجدار جادو تھا تو اسکا ملازم ہوا اور اس بادشاہ کو عین غفلت مین اسیر کرکے آپ
بادشاہ بن بیٹھا ہم سب اسکی رعایا اگر تجھسے لڑتے ہین تو کیا بیجا کرتے ہین بدلا اپنے آقا کا لیتا باعث ثواب ہی نہ سبب

نکہرامی و عذاب بایک روز تو بھی سامنے شاہزادہ اسد کے بندھا کھڑا ہوگا اسی طرح کہ جیسے تونے اس بادشاہ بیگناہ کو اسیر کر رکھا ہی افراسیاب ان باتوں سے بسان شعلۂ آتش کانپنے لگا اور تلوار پکڑکر تخت پر سے اٹھا کہ اس بدزبان کو مار ڈالیگا ایسا غصہ تھا کہ اپنے سر و پا کا ہوش نہ تھا تخت سے جو اترنے لگا دامن قبا کا پاؤں کے نیچے آگیا الجھکر گر پڑا ارکان دولت دوڑے جلد تر اٹھایا کہا شہنشاہ تامل فرمائیں اس مجرمہ کی گفتگو بموجب قول ہی کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل دارد بگوید لایق غصہ کب ہی اور کچھ ضرر رعب و داب شاہی کو اسکے بیان سے نہیں پہونچ سکتا ہی بادشاہ اُنکے سمجھانے سے پھر تخت پر بیٹھا اور کہا او مجرمہ مین تجھکو سارے طلسم مین تشہیر کراکر دریاے نور پر لیجاکر تیر باران کراؤنگا اور بڑے عذاب سخت سے ہلاک کرونگا مہرخ نے کہا کہ جو کچھ فرمان قضا جریان حاکم حقیقی کے یہانسے میرے نام جاری ہوچکا ہی اتنا ہی ہوگا تو کچھ میرا نہ کرسکیگا بادشاہ کو پھر غصہ آیا اور حالت غضب مین ایک ناریل جانب فلک اچھالا ناریل بلندی پر جاکر غائب ہوگیا بعد لمحہ کے ایک میل فولادی لاٹ کیطرح چکر کھاتا ہوا زمین پر اترا اس لاٹ پر ایک ساحر بدشکل و نافرجام و ستمگر بیٹھا تھا اُس ساحر نے جب سلام کیا بادشاہ نے پیام دیا کہ لیجا اس مجرمہ کو اور لاٹ پر بٹھاکر تمام طلسم مین پھرا اسلیے کہ تمام عالم اسکو دیکھے اس ہیئت سے اسکو تشہیر کرنا آگے آگے منادی ندا کرتا جائے اور لڑکے شہر و قصبات کے تالیان بجاتے ساتھ ہون سامان ذلت و تفضیح کا کوئی اٹھا نہ رکھنا جب سب طرح پھرا چکنا تو گنبد نور پر لیجانا طلسم کشا کو دکھانا پھر شہر تاریک رسان کے بیچ پر لیجانا وہانسے لشکر اسکے مطیعون کا دکھائی دیتا ہی اس لشکر کو دکھانا وہ لشکری وہان نہ آسکینگے دیکھینگے اور کف افسوس ملینگے بعد انکے دکھانیکے دریاے نور پر لیجانا مین وہان مع ملکہ حیرت و مصور کے آؤنگا اور اس کو تیر باران کرونگا ساحر مذکور کہ نام اسکا مسلسل جادو ہی لاٹ پر سے کودا اور حسب الحکم بادشاہ مہرخ کو اٹھاکر لاٹ پر لایا اور شاہ کو سلام کرکے اشارہ کیا کہ وہ لاٹ پھر اڑی مہرخ نے دلسے کہا کہ محبت اہل اسلام مین یہ روز تیرے لیے مقرر کا ہی ثمرۂ الفت سواے رنج و مذلت کے اور کچھ نہیں کیونکہ درخت ولا کو آب جفا سے سینچا ہی اور تخم وفا کو زمین مصیبت مین بویا ہی یہ کہتی تھی اور دل سے تعجز و منت تمام درگاہ مالک العلام مین استغاثہ کرتی تھی کہ نظم

خدایا بعزت کہ خوارم مکن
بہ ذل گنہ شرمسارم مکن
مسلط مکن چون منی بر سرم
ز دست کسے من عقوبت برم
مرا شرمساری ز روئے تو بس
دگر شرمسارم مکن پیش کس

یہ تو اسطرف بذلت تمام روانہ ہی یہان بادشاہ طلسم نے دو ساحرون کو حیرت پاس بھیجا کہ جاکر ملکہ سے کہو کہ مع افسران لشکر و مصور و صورت نگار وغیرہ کے ہمارے پاس آؤ کہ تمھین عجیب و غریب تماشہ دکھائین یعنی تمھارے دشمن کو ہنڈوا کرکے تیرباران کرین ساحران مذکور روانہ ہوے اور خدمت حیرت مین آئے پیام شاہ اسکو پہونچایا وہ تو پہلے ہی سے خوشی کر رہی تھی اس خبر کو سنکر ساحرونکو خلعت دیکر رخصت کیا کہ تم چلو مین آتی ہون وہ تو چلے گئے اور یہ بارگاہ سے بارگاہ مصور مین آئی اُسنے تعظیم کی اُسنے کہا کہ اے مرشدزادہ برق آپ آج اپنا چلہ موقوف کیجیے آپ کی دعا سے ساحری نے یہ دن دکھایا ہی بادشاہ نے چلیے کہکر بلایا ہی یہ ماجرا درمیش آیا ہی مصور بھی حال سنکر راضی ہوا کہ اچھا چلیے ملکہ وہان سے

اپنی بارگاہ کو براے تیاری سامان رفتن پھری مگر اب حال ندرت اشتمال شاہ کوکب سنیے کہ یہ جو بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا تھا تو اپنے طلسم باطن کے ایک مرحلہ پر آیا کہ وہان قلعہ بنا تھا اس قلعہ کا مالک دست قدرت جادو وزیر دوم اسکا ہی اسنے آمد شاہ معلوم کرکے تعظیم کی بیرون قلعہ آیا بادشاہ کو آکر تسلیم کی بادشاہ نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا مین ایک مقام پر چلتا ہون تو بھی ہمراہ چل وہان تجھکو اپنی جگہ پر اسلیے نہ بلایا کہ راستہ ادھر ہی سے جانیکا خیال کیا گیا کہ راہ سے بلا لینگے کیونکہ عجلت بہت منظور ہی وزیر نے عرض کیا کہ فدایت شوم جہان چاہیے چلیے پس شاہ و وزیر در طلسمات سے نکلکر طلسم ہوشربا مین آئے وزیر نے دیکھا کہ بادشاہ دریاے خونزدان اپتر نا چاہتا ہی پس دست ادب باندھکر عرض کیا کہ ہرچند راز شاہان پوچھنا گستاخی ہی لیکن براہ عنایت یہ ذرہ بیمقدار بھی آگاہ کیا جائے کہ شاہ والاجاہ کا کیا ارادہ ہی بادشاہ نے فرمایا کہ یہ سانحہ پیش آیا ہی جب وزیر نے سب حال سنا عرض پیرا ہوا کہ میری عقل ناقص مین یہ آتا ہی کہ ابھی ملازمان عالی کسی کے طلسم باطن مین نہ تشریف لیجائین کیونکہ دریا اترتے ہی لڑائی آغاز ہوجائیگی مقیدہ تک پہونچنا دشوار ہوجائیگا اس سے مناسب یہ ہی کہ حضور ایک مقام بلند پر تشریف فرما رہین مین پنجہ بنکر ملکہ حیرت کو اٹھا لئے لاتا ہون آپ اپنے یہانسے لاٹ منگوا کر اُس پر اسکو سوار کیجیے اور لشکر بہار مین بھجوا دیجیے جو مضحکہ ملکہ مہرخ کے ساتھ افراسیاب سحر اکرے اس سے بڑھکر حیرت کو یہان ذلت دیجائے شاہ جادوان اگر برسر مقابلہ آئے اسوقت سمجھ لیا جائے بادشاہ نے اسکی راے صواب اندیش پر آفرین کہی اور دریا کیطرف جانے سے کنارا کیا ایک مقام بلند پر آکر ٹھہرا اور وزیر سے فرمایا کہ جا جو کچھ تو نے بیان کیا ہی وہ کر مین تیری مدد کرنیکو یہان ٹھہرا ہون وزیر آداب بجا لاکر اڑا اور لشکر حیرت پر آکر ٹھہرا حیرت خیمہ مصور سے نکلکر اپنی بارگاہ کیجانب چلی تھی کہ وزیر مذکور پنجہ بنکر جو گرا اُسکو اٹھا کر لے اڑا حیرت سمجھی کہ شاید مجھکو جانے مین جو عرصہ ہوا ہی افراسیاب نے پنجہ بھیجکر مجھکو اٹھوا منگوایا ہی پس اس دھوکے مین اُسنے سحر کرنا کیسا ہاتھ پاؤن بھی نہ ہلائے جب پنجہ لیکر اسکو بلند ہوا اور نہایت زور سے اُسنے اسکی کمر کو تھاما کہ اسکو تکلیف ہوئی اُسنے خیال کیا کہ میرے شوہر کا بھیجا ہوا پنجہ اسطرح باہستگی لیجاتا تھا کہ مجھکو ذرا بھی نہ معلوم ہوتا تھا کہ کون لیگیا یہ کسطرح مجھکو لیچلا ہی پس اسنے اس پنجہ سے خطاب کیا کہ ارے آہستہ لیچل نہین جانتا کہ مین ملکہ طلسم ہون پنجہ مین سے آواز آئی کہ باش او قحبہ تو قیدی ہی اور قیدی کو لیجاتے ہین کشان کشان یہ سننا تھا کہ اسکو دہشت طاری ہوئی اور سمجھی کہ یہ پنجہ غیر کا بھیجا ہی پس سحر پڑھنا چاہا پنجہ اسکو لیکر آن واحد مین قندیل فلک ہوگیا آنکھین اسکی متوج ہو اسے بند گئین وزیر اسکو لیے خدمت بادشاہ مین آیا بادشاہ نے سحر پڑھکر اُسپر پھونکا کہ سحر اُسنے فراموش کیا وزیر سے بادشاہ نے حکم دیا کہ مین بے ارالامارۃ مین اپنی جاتا ہون تو اسکو پرا طلسم خدمت ملکہ بران مین لیجا مین وہان لاٹ بھیجونگا اور اپنے ظلمات کے ساحرونکو روانہ کرونگا کہ وہ اسکو بہار پاس لیجائینگے مگر تو بھی انکے ساتھ رہنا افراسیاب ان ساحرونکو کہ وہ میرے طلسم کے محافظ مرحلہ ہونگے قتل نہ کرسکیگا لیکن شاید بہار وغیرہ کو دھمکائے تو تجھے انکی اعانت کرنا ہوگی اور یہ ساحرہ ایسی زبردست ہی کہ کسی سے مغلوب نہوتی مگر مین بادشاہ غیر طلسم اور ہمسر اُسکے شوہر کا ہون سد بتوجہ میرے سحر نے اسکو سحر بھلا دیا ہی اور بیہوش مدہوش ہی وزیر نے حسب الحکم بادشاہ اسکو لیکر پرواز کی وہان ملکہ بران بنا بر تسکین دہی خواجہ بلادہ دری مین آئی ہی

اور ایک کمرہ اُسکا واکیا ہی اس کمرے کے اندر آسمان سحر دکھائی دیتا ہی زمین بالکل نہین ہی بجاے زمین اندھیرا نظر آتا ہی اُسنے اُس آسمان سحر کیجانب کچھ افسون پڑھکر پھونکا اُسمین سے ایک ستارہ ٹوٹ کر گرا اور بسان تیر شہاب پرانداز ہو کر اپنی شعاع مین ملکہ و خواجہ و مخمور کو لپیٹ کر اس آسمان پہ لیگیا وہان برج مثل بروج آسمان بنے تھے ستارے انمین جڑے تھے بلند اسقدر تھے کہ تمام دنیا پیش نظر تھی ملکہ وہان تخت پر بیٹھی اور کہا خواجہ یہانسے سب حال مہرخ کا نظر آئیگا عمرو نے دیکھا تو واقعی باغ سیب افراسیاب نظر آتا ہی مگر آدمی وہانکے بالشت بھر کے دکھائی دیتے ہین یہ بیٹھکر ہر سمت بیک نگاہ دوڑانے لگا کہ اُسکو دست قدرت وزیر حیرت کو پنجہ مین دابے نظر آیا از بسکہ یہ پہچانتا نہ تھا اسنے ملکہ سے کہا کہ لے ملکہ یہ عجیب تماشہ ہی کہ ایک عورت کو ایک ساحر پنجہ مین دابے اس طرف آتا ہی ملکہ نے اسکے کہنے سے جو دیکھا وزیر دوم کو پایا کہا یہ تو وزیر اعظم ہی شاید میری استلاشی آیا ہی مین اسجگہ ہون یہ بہکتا پھریگا یہ کہکر ایک ستارے کو اشارہ کیا کہ وہ اپنی شعاع مین لپیٹ کر وزیر مذکور کو لا یا وزیر نے آکر ملکہ کو تسلیم کی اور حیرت کو سامنے لاکر ڈالدیا بران نے اسکو نہ پہچانا مگر عمرو نے کہا یہ تو حیرت ہی اس اثنا مین شاہ کوکب بھی اپنے مقام پہ آیا اور سحر پڑھا کہ پتلے ایک پتلا پیدا ہو کر روبرو اسکے ہوا سامنے آیا اُس سے کہا تو بران پاس جا اور کہنا کہ حیرت کو عمرو کے حوالے کر دو پتلا ابھی آسمان سحر پہ آیا پیام شاہ کہا ملکہ نے سحر پڑھکر حیرت کو ایک زنجیر سحر مین باندھا اور ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوئی عمرو نے کہا بی حیرت میرا ابھی مجرا قبول ہو اُسنے جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا بران و عمرو کو بیٹھے پایا ہر چند کہ غیر کے طلسم مین بیدست و پا تھی مگر پھر بھی غصہ طاری ہوا اور ہاتھ اپنا بلند کیا وہ زنجیر سحر جسمین یہ بندھی تھی ٹوٹ گئی اگر آسمان سحر پہ نہ بیٹھی ہوتی تو یقین تھا کہ نکلجاتی مگر زنجیر ٹوٹتے ہی بران نے اُٹھکر ایک طمانچہ مارا کہ باش او قحبہ تو نہین جانتی کہ میرے باپ نے تجھکو پکڑ بلایا ہی اس عرصے مین پتلا جو کوکب نے بھیجا تھا وہ حیرت کے لپٹ گیا اور اسکو پھر خوب مضبوط باندھا زبان مین سوزن دیا پھر آواز آئی کہ اے ملکہ اس مالزادی کو اسلیے ہمنے بھیجا ہی کہ اسکو لاٹ پر بٹھاؤ اور یہی حال مہرخ کا افراسیاب نے کیا ہی عمرو نے آواز سنکر ملکہ سے پوچھا کہ یہ کسکی صدا ہی اُسنے کہا کہ یہ کوکب کی آواز ہی فی الجملہ یہان تو یہ تذکرہ ہی مگر شاہ کوکب نے اپنے مقام پہ پہونچکر سحر پڑھا اسیطرح کہ جیسے افراسیاب کے سامنے میل بطور لاٹ کے چکر کھاتا ہوا آیا تھا اُسکے سامنے بھی آیا دو ساحر اُسپر بیٹھے تھے سحر مین ہمسر سامری تھے ایک کا نام حسین جادو اور دوسرے کو حصار جادو کہتے تھے اُن دونوں نے جب بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے ارشاد کیا کہ اے زندان طلسم نور افشان یہ لاٹ لیکر تم قلعہ ہفت رنگ مین بران کے پاس جاؤ وہان حیرت ہی اسکو لاٹ پر بٹھا کر لشکر مین مہرخ کے پہونچاؤ اور تمام طلسم ظاہر ہوشربا مین پھراؤ کوئی دقیقہ اسکی ذلت و خواری مین اٹھا نہ رکھنا اور دست قدرت وزیر کو بھی اپنے ہمراہ لینا ہر چند کہ تم میرے طلسم کے محافظ زندان ہو کوئی تمپر دست درازی نہ کر سکیگا کیونکہ وابستہ طلسم ہو اور اسی طرح طلسم ہوشربا کے وابستگان طلسم پر مین دست درازی نہین کر سکتا ہون تاہم افراسیاب ساحر بیمثل ہی مین بھی تمھاری خبر رکھونگا ساحران مذکور حسب الحکم شاہ ذی شعور لاٹ لیکر روانہ ہوے بادشاہ نے پتلے ساتھ کر دیے کہ وہ پتلے انکو آسمان سحر پر لائے بران و عمرو وہان بیٹھے تھے ساحرون نے سلام کیا ملکہ بذکور نے مجرمہ کو حوالہ کیا ساحرون نے بازو اُسکا پکڑ کر لاٹ پر بٹھایا اور وزیر سطورۂ بالا کو ساتھ لیا عمرو نے ایک نامہ بنام ملکہ بہار لکھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ تم اپنی بہن کی ذلت بچشم خود دیکھکر آزردہ نہ ہونا خدا گواہ ہی کہ ہم اہل اسلام کسی جلیل کو ذلیل کرنا نہین چاہتے مین

بلکہ تم لشکر اسلام مین لقا کو ذلت دیکر عتاب میرے آقا امیر کا اُٹھا چکی ہو پس یہ امر نسبت حیرت تجویز کیا ہوا شاہ کوکب کا ہی اور مین اس باعث سے راضی ہوا ہون کہ میرے بادشاہ لشکر کو کہ نیز تمھاری بھی رشتہ مین بزرگ ہین اور ملکہ مہ جبین الماس پوش کی نانی ہین یعنی ملکہ مہرخ اُنکے ساتھ بھی افراسیاب خانہ خراب نے یہی ذلت و رسوائی جائز رکھی ہی اور اُنکی رہائی مین یہان بادشاہ عاجز ہوے جب یہ امر واسطے حیرت کے معین کیا گیا ہی تمھاری تسکین کیلیے یہ چند کلمے مین نے لکھ بھیجے ہین تم خود عنایت خدا سے دانشمند ہو اس ہنگامہ کے سب پہلو اور جوانب سمجھ لو گی یہ نامہ انھین ساحرونکو دیا کہ ہمارے لشکر مین بھیجدینا ساحر نامہ لیکر مع لاٹ روانہ ہوے اور راز بسکہ عجلت منظور تھی تو دست قدرت براہ طلسم کہ حسن ادا سے آپ تا تھا اُنکو بھی لیکر چلا او پتلے سحر کے بزور سحر لڑکے بنائے ایک دہل زن ڈھنڈھورا پیٹتا آگے آگے بصد ذلت لشکر مہرخ مین مجرمہ کو پہونچایا یہان لشکر یونمین اُسکے آنیکا غلغلہ ہوا لڑکے لشکر کے دوڑے ہر سمت غل ہوا کہ چلو اک سوانگ آیا ہی تماشہ دیکھو اس سانحہ کی خبر ملکہ بہار کو اہلکارون نے پہنچائی اُسکو نسبت اپنی بہن کے یہ ذلت سنکر بڑا رنج ہوا چاہتی تھی کہ جا کر مانع ہو اور اگر ساحر حیرت کو رہا نہ کرین تو اُنسے مقابلہ کرون اسوقت وہ نامہ جو عمرو نے لکھدیا تھا ایک پتلے نے لاکر اسکو دیا جب یہ معلوم ہوا کہ مہرخ کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا ہی وہ رنج جا تا رہا اور سردارون سے کہا کہ تیاری کرو حیرت تشہیر کرائی جاتی ہی یقین ہی کہ لشکریان حیرت بلوہ کرین پس یہان بھی تیاری رہے یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کمر بندی ہونے لگی وہان وہ ساحر لاٹ لیے ہوے پہلے سامنے لشکر حیرت کے آئے وہان بھی غلغلہ برپا ہوا لشکر کے افسرون نے جو خیمون سے نکلکر دیکھا تو عجب ماجرا نظر آیا کہ بموجب **ابیات**

بٹھایا ہے حیرت کو یون لاٹ پر — چڑھے جس طرح بانس پر بازی گر
دُہل زن ندا کرتا ہے یون پکار — کہ اے ساحرو دیکھو طرفہ بہار
خدا کی ہے خلقت عمل شاہ کا — یہ ہے حکم یزدان ذیجاہ کا
کہ حیرت کا رفعت پہ ہے مرتبا — گزون کیسا بانسون ہے رتبہ بڑھا
چڑھی بانس پر بیسوا کیا ہے آج — فرشتون سے لگا لگا یا ہے آج
دہل زن کے پیچھے یہ سامان تھے — مہیا تھے اسباب تضحیک کے
کیا منہ تھا کالا جھلنگا اُڑھا — مگر نصف منہ سرخ اُسکا رنگا
کھڑے لاٹ کے گرد لڑکے تمام — بجاتے ہوے تالیان شاد کام
لیے سر پہ جھاڑو بجاے چنور — ہلاتے تھے ساحر ادھر اور اُدھر
دھتا ہے دھتا ہی کا اک شور تھا — فلک کی برائی سے کیا زور تھا
زٹیلین کہین تھین کہین تالیان — ٹہاکے کہین تھے کہین گالیان
پڑی تھی بھی ہر طرف کو پکار — کرو جوتیان مجرمہ پر نثار

یہ ذلت اپنی ملکہ کی دیکھکر جملہ افسران لشکر آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہوے جلدی جلدی کمر بندی ہوئی مسلح ہو کر جانب لاٹ چلے اتنے عرصے مین بہار بھی فوج تیار کرا کر چلی تھی اسوقت اُس شان و شوکت سے بصد عظمت پہونچی کہ بمقتضاے ابیات

لگے بجنے ہر سمت سے کوس و بوق ۔ بہادر روانہ ہوئے جوق جوق
شجاعت کے دفتر مین ہر ایک فرد ۔ ہر اک ساحرہ تھی ہزبر نبرد
پڑا غلغلہ اک طرف کوس کا ۔ اڑا اک طرف غول طاؤس کا
کہین طائر سحر اڑ کر چلے ۔ کہین اژدہے منھ کو کھولے ہوئے
سوار اُن پہ سب ساحران حسین ۔ قمر چہرہ و خندہ لب نازنین
پرون کی تھی طاؤسون کے یون بہار ۔ ہوا پر گلستان ہوا آشکار
وہ طاؤسون کے داغ یون پر پہ تھے ۔ ستارے کھلے چرخ اخضر پہ تھے
دلاور سجے تن پہ ہتھیار سب ۔ تھے شیر نیستان بوقت غضب
وہ نعرے اڑین جس سے گردون کے ہوش ۔ نہ ہو رعد مین ایسا پیدا خروش
وہ پلٹن کی آمد رسالون کی دھوم ۔ دل سنگ و آہن کو کرتی تھی موم

جب یہ لشکر مقابل فوج حیرت پہونچا بس وہ سب گھبرائے کہ اب اس جنگ و جدل مین ہم اپنی مالکہ کو رہا نہ کر سکینگے فی الجملہ کچھ لشکر تو اس عسکر نصرت اثر کو روکے اور کچھ لاٹ پر حملہ کرے یہ مشورہ کرکے دو گروہ لشکر کے افسرون نے لیے مگر دست قدرت وزیر نے ملکہ بہار سے کہلا بھیجا کہ آپ لشکر لیکر ناحق آئین کیونکہ یہ ہنگامہ قتال گرم ہو نیسے تسخیر کرانیکا مجمرہ کے کچھ لطف نہ رہے گا اُسوقت مین کون اسکو دیکھیگا لہذا مناسب ہے کہ آپ فوج ہٹا لیجائیے اور دور سے تماشہ دیکھیے ہمسے یہ لشکری اس مجمرہ کو لے نہین سکینگے اور بے بس ہوکر کف افسوس ملینگے بہار یہ پیام سنکر لشکر پیچھے ہٹا لیگئی مگر حال اپنی بہن کا دیکھکر اشک حسرت بہاتی تھی جو لوگ کہ دانشمند تھے وہ خوف خدا سے روتے تھے او رچشم عبرت سے یہ حال دیکھکر افسوس کرتے تھے کہ خداے تعالی اپنے غضب سے بچائے اور کسی جلیل کو ذلیل نہ فرمائے تعز من تشاء و تذل من تشاء اُسکا فرمان ہے ناطق اس امر پر قرآن ہے غرضکہ ادھر تو سب لڑنے سے باز رہے لشکریان حیرت طرح دیگیا انکا غنیمت سمجھے اور کچھ لوگ پڑاؤ وغیرہ کی حفاظت کو چھوڑکر اس لاٹ پر حملہ آور ہوئے چار سمت سے لاٹ کو گھیر کر نارنج و ترنج مارے لاٹ کے گرد ایک تاریکی نظر آنے لگی اور لاٹ نگاہ سے غائب ہوگئی یہ سب ناچار ہو کر ایک طرف ہٹے اور قریب سے لاٹ کے ہٹ گئے وہ پھر اُسیطرح نظر آنے لگی وہی منادی ندا کرتا تھا اور کوکا غول قل مچاتا تھا لشکریون نے جھلا کر پھر حملہ کیا پھر وہی معاملہ ہوا کہ لاٹ نظر نہ آئی اسی طرح کئی بار حملہ کیا مگر کچھ نہ بس چلا اور جب حملہ کرکے یہ علٰحدہ ہوتے تھے لاٹ ظاہر ہوکر آگے بڑھتی تھی اور مسل در مسل پلٹن اور رسالون مین لشکر کے پھرتی تھی لشکر تیار ہو کر جو اسی مجمرہ کیلیئے آیا تھا اور بھی زیادہ باعث ہنگامہ کا تھا کہ سب خرد و بزرگ یکجا جمع تھے اور بالو سانپ پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے اور وہ لاٹ سب لشکر مین پھر کر جانب دریائے خونرواں چلی مگر اس لشکر مین مصور و صورت نگار نہین مین کیونکہ جب سنجہ حیرت کو لیگیا تھا تو یہ بھی باغ سیب مین گئے تھے کہ چلکر رخ کے قتل ہونیکا تماشہ دیکھین الحاصل جب یہ سامنے شاہ جادوان کے پہونچے وہان حیرت کو نہ پایا بادشاہ سے عرض کیا کہ ملکہ عالم ہمسے پہلے تشریف لائی تھین کہان ہین بادشاہ نے ارشاد کیا کہ مین ملکہ کا انتظار کر رہا ہون کہ آئین تو پھر تماشائے مجمرہ جاؤن تم کہتے ہو کہ وہ ہمسے پہلے آئین یہ کیا ماجرا ہے ان دونون نے قسم ساحری کی

کھاکر بچہ کا لیجانا بیان کیا بادشاہ کو تردد ہوا اور کتاب سامری منگا کر حال حیرت کا دیکھا اسمین کل ماجرا تشہیر ہونیکا معلوم کرکے فرط غضب سے بسان برگ بید کانپنے لگا دود غضب دماغ کے پار نکلگیا کتاب بند کرکے براہ خجالت کسی سے کچھ نہ کہا سحر پڑھکر ہاتھ مارا وہی لاٹ جسپر مہرخ کو بٹھاکر ساحر لیگیا تھا چکر کھاتی ہوئی رو بہوا سے سامنے آکر اتری برکت طاعت اسلام سے جو ساحر کہ ملکہ مذکور کو تشہیر کرنے لیگیا تھا اُسکے شر سے حافظ حقیقی نے بچایا تھا یعنی وہ انتظار یہ کرتا تھا کہ جب بادشاہ مع ملکہ حیرت تشریف لائینگے تو مین اس مجرمہ کو تشہیر کرون ہرچند کہ بادشاہ کہہ چکا تھا کہ مین دریاے نور پر آؤنگا تو اسکو تشہیر کرنا مگر احکم الحاکمین نے محافظ کے دل مین یہی بات پیدا کردی کہ جسوقت بادشاہ آئے اُسوقت مین ذلت مجرمہ کو دون مہرخ کا نہ منھ کالا ہوتا نہ کوئی سامان ایسا ذلت کا تھا کہ جسطرح پھر حیرت اسباب ذلت مہیا ہی چنانچہ جب وہ لاٹ سامنے آگئی بادشاہ نے محافظ سے کہا کہ دریا خونخوار پر پہنچ ساحر حسب الحکم روانہ ہوا بادشاہ نے جملہ اہل دربار سے فرمایا کہ خبردار یہانسے کہین نجانا اور نہ میرے عقب مین آنا اور مصور سے کہا کہ آپ بھی یہین تشریف رکھیے مین حاضر ہوتا ہون وہ بھی وہان ٹھہرا اور بادشاہ وہانسے غائب ہو کر دریاے خونخوار آیا یہان لاٹ مہرخ کی لیئے ساحر حاضر تھا بادشاہ حال حیرت کا دیکھکر رودیا اور مہرخ کی لاٹ بزور سحر اپنے ہاتھون مین لیکر اُس پار دریاے مذکور کے اُترا اور فرط غضب سے اس لاٹ کو ایک پہاڑی پر جو متصل دریا تھی بڑے زور سے مارا کہ مہرخ کی ہڈیان چور چور ہوجائین لیکن مہرخ کو جیسے ہی مع لاٹ اسنے پہاڑ پر ٹپکا کوکب بطور مخفی اپنی لاٹ کے ساتھ آیا پنجہ بنکر جو گرا زمین تک مہرخ کو نہ پہونچنے دیا روک کر بیچ ہی مین سے لیگیا اور نعرہ کیا منم کوکب روشن ضمیر لیکن افراسیاب حال حیرت کا دیکھکر ایسا بیتاب و بیقرار تھا کہ کچھ اُسکے نعرے کا خیال نہ کیا آپ بھی پنجہ بنکر جو گرا حیرت کو لاٹ پر سے اٹھاکر بلند ہوگیا اور غیرت کے سبب سے نعرہ بھی نہین کیا ہرچند کہ لاٹ یہ طلسم کوکب کی ہی اور اسیر سے مجرم کو کوئی اُتار نہین سکتا کیونکہ زندان ہر طلسم کا وابستہ طلسم ہوتا ہی سواے طلسم کشا کے اور لوح طلسمی کے اور کوئی غالب آئے کیا مجال جیسا کہ گنبد نور پر سے اسد کو کوکب نہین لا سکتا ہی پس افراسیاب قیدی کو طلسمی لاٹ پر سے اگر کوئی کہے کہ کیون لیگیا تو سبب اُسکا یہ ہی کہ کوکب نے جب مہرخ کو پایا تو محافظان لاٹ نے از خود طرح دی کہ بدلا ہوگیا لیجانے دو کچھ ہمیشہ تشہیر تو کرینگے نہین اور اس مجرمہ کا ہمزاد دریاے نیل مین قتل ہوتا اُسکا ممکن نہین اگر قید رکھین تو زوجہ بادشاہ طلسم یا بادشاہ طلسم قید بھی نہین رہ سکتا ہی پس باین خیالات افراسیاب جب پنجہ بنکر گرا تو محافظون نے سحر حیرت پر سے دفع کردیا اور اختیار قید رکھنے کا اٹھالیا حاصل مرام جب حیرت و مہرخ دونون بادشاہ لیکر روانہ ہوگئے لشکریان حیرت و بہار بھی پھر کر اپنے اپنے مقام پر آئے کمر کھولی آسودہ ہوے عیاران اسلام نے آکر ملکہ بہار سے بیان کیا کہ پنجے جو حیرت اور مہرخ کو لے گئے کوکب و افراسیاب تھے بہار نے دونون کے رہا ہونے سے سجدہ شکر خدا کیا اور مصروف راحت ہوئی ادھر شاہ جادوان نے حیرت کو لاکر باغ سیب مین اتارا مگر علیحدہ ایک بنگلہ مین کہ اہل دربار اُسکا حال زار نہ دیکھین چنانچہ وہان اُسکی زبان سے سوزن نکالا منھ دُھلایا کپڑے بدلوائے حیرت کو جب ہوش آیا بادشاہ کو اپنے پاس دیکھکر چیخین مار کر رونے لگی سر اپنا زور سے پیٹا اور شور واویلا بلند کیا کہ اے شہنشاہ ساحران اب یہ حال ذلت کا پہونچا کہ تیرے ناموس کو لوگ پکڑے لیجاتے ہین اور لونڈیونسے بھی بدتر اُنکا حال کرتے ہین کہ منھ کالا کرکے ہنڈواتے ہین اب مین اس طلسم مین کسیکو اپنا منھ نہ دکھاؤنگی تم ہمہ

کھا کر مرجاؤنگی ہاے جب مین کسی اپنی کنیز پر خفا ہونگی تو وہ بھی طعنہ دیگی کہ بی بی جس روز سے ہنڈ وائی گئی ہین غصہ زیادہ تر ہوگیا ہی افسوس جس طلسم کی مین بادشاہت کرون وہین مجھکو یہ ذلت ہو ہعا یا میری صورت دیکھکر کیا کہیگی افراسیاب نے کہا اے ملکہ دنیا تمھارا جاسے ہی اگر مجھکو یہ ذلت ہوتی تو چندان رنج نہ تھا اے ملکہ تمھاری ذلت میرے لیے بڑی رسوائی کا سبب ہے کہ تم عورت ہو اور میری ناموس کہلاتی ہو ناموس کے عصمت بچانیکے لیئے انسان کیا کچھ نہین کرتا ہی اور محتاج و امیر کوئی بغیرتی گوارا نہین کرسکتا اے بایان خویش اگر کوکب کے گھر سے گھسکر مین مہرخ کو نہ پکڑ لایا اور اسکو بعذاب الیم نہ قتل کیا تو کچھ کام ہی کیا ای ملکہ اب تم چلکر تخت شاہی پر بیٹھو مین مہرخ کو پکڑنے جاتا ہون غرضکہ اُسکے سمجھانے سے سب نے تعظیم دیکر آنکھین نیچی کرلیں کہ ملکہ کو شرمندگی نہ ہو اور شاہ طلسم نے عزم کیا کہ مین طلسم کوکب مین جاؤن ادھر بعد رہائی دونون مجرمہ کی لاٹین اپنے اپنے مقام پر گئین اور افراسیاب ہنوز روانہ نہوا تھا کہ عرضی قہر نگار کی پنجہ سحر لایا بادشاہ نے عرضی لیکر پڑھی لکھا تھا کہ بلا زبان شاہی سے نسبت اس کمترینہ کے حکم عالی شرف نفاذ پایا تھا کہ جانب کوہ عقیق بہر امداد خداوند باختر جائے چنانچہ یہ عاجزہ خدمت حضور سے واپس آکر سخت بیمار ہوگئی اور جانیسے قاصر رہی امید کہ میری خطلے عدولحکمی کو براہ عدل و کرم معاف فرمائین اور نسبت میرے فرزند کے کہ غلام درگاہ شہنشاہی ہی حکم محکم خاوماں عالیشان آستان معلے سے صادر ہو کہ میرے عوض وہ حاضر جناب خداوند ہو کر کام بندہ ہائے خاص کا تمام کرسکے تا ماہ تابہ ماہی بحرمت سامری زیر نگین شاہی رہے یہ عریضہ پڑھکر بادشاہ غصہ ناک تو تھا ہی اور زیادہ غضب آلود ہوا اور عرضی پر دستخط کیا کہ عذر بیجا بنظر اشرف سے گذرا اپنے بیٹے کو بھی خدمت خداوندین روانہ کرا در تو بھی عقب اُسکے بعد تخفیف مرض جلد تر رہگرائے منزل حکم با بدولت ہو ورنہ بصورت انحراف ورزی معتوب درگاہ شاہی ہوگی یہ دستخط کرکے پنجہ کو عرضی دی کہ وہ لیکر روانہ ہوا مگر اب شمہ حال مہرخ خجستہ خصال کا مذکور ہوتا ہی کہ اسکو جو پنجہ مین دابکر شاہ کوکب لیگیا تو اپنے دارالامارۃ کے متصل ایک باغ تھا اُسمین لایا اور رد سحر پڑھکر جو کچھ اثر لاٹ کے سحر کا تھا دفع کیا اور آپ ہانسے اپنے دارالامارۃ مین آکر سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوا یہان جو آنکھ ملکہ مذکور کی کھلی باغ پر بہار مین اپنے تئین پایا سجدہ شکر باغبان حقیقی ادا کرکے بیک نگاہ برائے سیر باغ دوڑایا دیکھا کہ وہ بوستان فرح افزا نہال طلسمی سے نہال ہے عروس گلزار لالونکی لال ہی گل ہنستے ہین درخت باتین کرتے ہین جانوران خوش الحان زمزمہ سرا ہین مگر اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین پھولونسے نسیم غالیہ بیز و عنبر شمیم کے دماغ شاہد گلشن بسا ہی غنچہ ایسا اترا یا ہی کہ منھ سے نہین بولتا ہی کسی پھول کا جوبن بہ از حسن یار گلعذار ہی کہین غنچہ کا دہن برنگ ہان نگار طرحدار ہی نہر چمن کے کنارے ہزار آب فشان ہی بط وقاز وقرقرہ کا مجمع ہی سرو و صنوبر کو بڑا ناز ہی ہر ایک سے کھنچے اور کشیدہ خاطر و آزاد رہنے کا انداز ہی جوانان چمن اکڑتے ہین شاہد گلشن کے منھ سے پھول جھڑتے ہین

نظم

جو پہنے ہین لباس سبز اشجار	گلے مین خوشنما پھولون کے ہین ہار
شگفتہ ہین عروسان چمن آج	سر ہر شاخ پر غنچہ بنا تاج
عیان ہے شاہد گل سے تجمل	پیالے پھول کے ہین ساغر مل
لگی ہے لالہ و گل سے وہان آگ	پڑے گاتے ہین مرغان چمن راگ

دھوان دھار ابر ہی سو چھار ہا ہی ۔ پہاڑون سے زمین پہ آرہا ہی
پڑا ہے شور فصل گل کا اکثر ۔ چہکتے ہین یہ بلبل شاخ گل پر
چمن مین ہورہا ہے رقص طاؤس ۔ خزان ملتی ہے اپنے دست افسوس

بیچ باغ مین جو بارہ دری بنی آرائش مین عروس شب اول بنی تھی ستون اُسکے جواہر نگار تھے پردے درون مین زرتار لٹکے تھے اُنپر سلمے ستارے کے بنے موتیونکی بیل ٹکی ڈوریان کلابتون کی پھُندنے مقیش کے لٹکتے ملکہ موصوفہ نے آکر پردہ اُٹھایا دیکھا ایک طرف چھپر کھٹ مرصع پایون کا بچھا ہی ایک جانب مسہری پر موتیونکا جال پڑا ہی شہ نشین پر تخت جواہر کار گسترده ہی زیر تخت مسند مغرق آراستہ ہی تخت پر ملکہ بران بصد زینت جلوہ فرما ہی مگر تنہا ہی مہرخ کو دیکھکر تخت سے اٹھی رسم تعظیم ادا کی اور ہاتھ پکڑکر تخت پر بیٹھایا پھر بآواز بلند کچھ فرمایا کہ گوشہاے بارہ دری سے چند کنیزان قمر سیما حاضر ہوئین اور کشتی شراب ناب کی لیکر جام مے ارغوانی مہرخ کو دینے لگین یہ مصروف بادہ خواری ہوئی لیکن وہان قلعۂ ہفت رنگ مین بران اصلی آسمان سحر پر سے عمرو کو اپنے مقام پر لائی اور ذکر ملکہ مہرخ کر رہی ہی کہ ایک پتلا شاہ کوکب کا نامہ لایا ملکہ نے زر نثار کرا کر نامہ لیا اور پڑھا سارا حال اسمین مہرخ کے لانیکا لکھا تھا اور یہ ترقیم تھا کہ تمھاری ہمشبیہ کے پاس باغ عیش مین مہرخ ہی تم بلوا لو اور لے فرزندا بکی مرتبہ استقبال کرا کے بہزاران جاہ و حشمت اُسکو بلواؤ اور دعوت کرو پھر رخصت کردینا یہ مضمون پڑھکر وہ نامہ خواجہ کو دکھلایا عمرو بھی بہت محظوظ ہوا اور پتلے کو رخصت کرکے سامان استقبال و دعوت ملکہ مہرخ مین بران انتظام پذیر ہوئی یہ تو مصروف انتظام استقبال و دعوت ہی اور افراسیاب بہر گرفتاری مہرخ اس طلسم مین آیا چاہتا ہی مگر اب پہلے حال خسران مآل لقاے بدخصال و امیر فرخندہ فال بیان ہوتا ہے

داستان روانہ ہونا سحر نگاہ جادو و قہر نگاہ کے بیٹے کا بہر مدد لقا اور راہ مین عاشق ہوکر زوجۂ طائر جادو ملازم کوکب پر چھین لینا اُسکے محافہ کا ساحران ہمراہ سواری کا بھاگ کر جانا اور خبر کرنا طائر جادو سے اُسکا فریاد کرنا ملکہ بران سے اور بھیجنا ملکۂ مذکور کا ایک ساحر زبردست کو واسطے لانے زوجۂ طائر کے اور اُسی ساحر کے ہاتھ بطور مخفی نامہ بھیجنا شہزادہ ایرج نوجوان کو اور شہزادہ نور الدہر کو نامہ لکھنا مخمور کا بصورت پوشیدہ اور بعد جنگ آنا زوجۂ طائر کا شوہر پاس اور بلوانا مہرخ کو استقبال کرکے بران کا اور لیجانا جلسۂ دعوت سے افراسیاب کا اور زیر تیغ لیجا کر بٹھانا کوکب کا جاکر چھڑانا اور قہر نگاہ کا

لشکر امیر سے لڑنا اور رماسے جانا المؤلفہ

تیرے قربان اے مرے ساقی
جو یہ فقرے بنا دیئے تو نے
دیدے تلچھٹ ہی مین ترے قربان
مفت مے دے کے مول مجھکو لیا
آخری وقت مین نہ دھوکا دے
صبح ہوتی ہے دیکھ اے ساقی
رات پچھلی کا اعتبار ہے کیا
چوب پڑتی ہے کوس رحلت پر
نہ وہ ساقی نہ بزم کا جوبن
دل لگی اب کہان چمن ہے کہان
ہین کہان شاہد گلابی پوش
بادہ خواری کے دن تھے کمسن تھے
گوشۂ قبر مین وہ سوتے ہین
بانکپن لن ترانیان ہین کہان
باغ دنیا سے نامراد گئے
ایسے سوئے کہ کچھ نہین ہی خبر
اب کہان جشن کیقبادی ہے
ابر ارمانون کے برستے تھے
نہ وہ پیر مغان کی عظمت ہے
نہ وہ رندون کے چہچہے ہین اب
خاک ہین بادہ خوار باقی ہین
آخری ساقیا یہ صحبت ہے
مفلسون سے نہ ساقیا تو بھاگ
میکدے کو بنادے بندرابن
جا کہ آئے ہو تم بھی جانے کو

کتنے خم میکدے مین ہین باقی
کہ لنڈھا دے ہی سامنے مرے خم
آ گئی ہے لبون پہ مرے جان
اب کہانی بھی تھوڑی باقی ہے
ایک خم اور اب پلا دے مجھے
شب گیسو مین جو سفیدی ہے
صبح پیری ہے موت کا جلوا
رات بھر کا فقط ہے افسانہ
نہ وہ شاہد نہ شمع نے گلشن
وہ کہان ٹھٹھے ہین بادہ خوارونکے
سب پہنکر کفن ہوئے روپوش
اتنی بھی موت نے نہ فرصت دی
ہم انھین یاد کرکے روتے ہین
پی کے جام اجل کو وہ سرمست
میکدے سے کہان وہ شاد گئے
نہین جمشید ساقیا باقی
اب کہان میکدون مین شادی ہے
وان قدم رکھتے خوف ہو آتا
نہ وہ بنت العنب کی حرمت ہے
مغبچے رو رہے ہین گلون مین
جا ہنے والے تیرے ساقی ہین
ہم سے آباد ہے یہ میخانہ
کھیلتے ہین ہمین لنگوٹی مین پھاگ
باندھ دے رنگ آستان کا مری
آخری جام اور اک پی لو

کیا مجھے سب پلا دیئے تو نے
کر دیئے ہوش میرے سارے گم
سچ ہے تو نے کرم بہت سا کیا
دیر تیرے کرم کی ساقی ہے
رات تھوڑی رہی ہے اب باقی
مکر کی چاندنی یہ پھیلی ہے
دھیان ہے یہ سحر کی نوبت پر
صبح کو میکدہ نہ پیمانہ
اٹھ گئے یار انجمن ہے کہان
جمگھٹے وہ کہان ہین یارون کے
پھول کھلنے نہ پائے تھے جنکے
چھوٹ جاتی جو ہاتھ کی مہندی
ان کی اٹھتی جوانیان ہین کہان
ہو گئے بادۂ فنا سے مست
کنج مرقد مین پاؤن پھیلا کر
نہ وہ جام جہان نما باقی
میکدے مین جو رند بستے تھے
میکدے مین پڑا ہے سناٹا
نہ بطون کے قہقہے ہین اب
کیسی افسردگی ہے کلیون مین
ہمسے رندون کا دم غنیمت ہے
دے ہمین جلد بھر کے پیمانہ
اب مٹا دے ہمارا رنج و محن
لوٹ ہوجائے جیب سب کا جی
یہ فسانہ نشانی ہے باقی

پھر کہاں تم ہو اور کہاں ساقی	از شراب سخن شدہ سرشار	بشنوی این فسانہ از لب یار

سرمستان خمخانۂ بیان و سرشاران بادۂ پیمانہ دہستان میکدہ تقریر میں یوں قدم دھرتے ہیں اور شراب سخن پیمانۂ تحریر داستان میں اسطرح بھرتے ہیں کہ جب عریضہ دستخطی شاہ طلسم قہر نگاہ پہونچا خوف عتاب بادشاہ سے اسیوقت اپنے بیٹے سحر نگاہ کو بارہ ہزار ساحر سے جانب لقا روانہ کیا اور آپ بھی عازم روانگی ہوئی مگر پہلے بیٹا اسکا جو بحشم و خدم روانہ ہوا اژدر دمان پر سوار تھا طائران سحر پر سوار ہر ساحر عذار تھا بردوے ہوا دہ لشکر اڑتا سیر کوہ و دشت کرتا قریب کوہ عقیق پہونچا اور ایک کوہ پر مقام سبز و خرم دیکھکر قیام پذیر ہوا کہ کل کوچ کرکے لشکر خداوندین پہونچ جاؤنگا غرضکہ اس مقام پر ٹھہر کر سیر و تماشائے گلہائے رنگارنگ کرنے لگا اور تفریحاً پہاڑ پر ٹہلتا تھا ناگاہ بردوے ہوا عجب تماشا نظر آیا کہ بہت سے ساحر سرخ سرخ پگڑیاں باندھے تلواریں کاندھوں پر رکھے اڑتے جاتے ہیں انکے پیچھے کچھ چوبدار عصائے نقرئی لیئے صدائے طرق لگاتے ہیں اور ایک محافۂ زرین دو عقاب اپنے پرونپر سنبھالے جسکا چھپکا جواہر دوزی نصب ترئین ایکجانب کو جاتے ہیں محافہ کو کہاریاں کمسن پیاری پیاریاں گھیرے ہیں لباس تحفہ سے آراستہ زیور جواہر کار سے پیراستہ مچھلیاں طلائی سرو تیر لگائے ہیں محافہ میں وہ شعلۂ حسن سوار ہے کہ جسکے عارض پرنور کی ضو پردہ سے ظاہر و باہر ہے وہ آتی شمع رخسا ہے محافہ برج حمل ہے وہ آفتاب تابان بے تامل ہے یا معدن میں گہر ہے بلکہ نور کے ہالہ میں قمر ہے پردہ فانوس میں شمع روشن ہے یا سینہ عشاق میں خیال رخسار یار پرفن ہے یہ کیفیت جو اسنے دیکھی براہ شیطنت ایسا سحر پڑھکر دستک دی کہ عقابونکے پر اڑنے سے بھکے اور جب وہ گرنے لگے تو زمین پر اتر آئے انکے اترنے سے ہمراہیان سواری بھی اترے اسنے قریب محافہ جاکر پردہ اٹھانیکا قصد کیا ملازمین مانع ہوئے چوبدار اور سپاہی عصا اور تلوار پکڑ کر آگے بڑھے کہ خبردار ہماری مالکہ کی بیحرمتی نکرنا جادۂ ادب سے قدم آگے نہ دھرنا اسنے کہنا انکا نہ سنا اور ایک ناریل سحر پڑھکر مارا کہ دھوان اسمین سے پیدا ہوکر ہر ایک کی آنکھوں میں لگا اور ہر ایک اندھا ہوا از بسکہ وہ لوگ جلوسی تھے اس حرامزادے سرہنگ سے کیا لڑتے اپنی آنکھوں کو روتے بھاگے اور کہتے گئے کہ او رہزن راہ عصمت یہ دختر ملازم شاہ کوکب طائر جادو کی عزت ہے اپنے میکے سے شوہر کے پاس چلی جاتی تھی جو تو نے یہ رہزنی کی دیکھو تو کیا بلا تیرے سر پہ آتی ہے اور سزا اس کردار کی تیری جان باقی ہے یہ کہکر وہ تو چلے گئے اور وہ عقاب جو محافہ اٹھائے تھے وہ بھی ساحر ہیں بزور سحر صورت عقاب کی بنائے تھے منقار وا کرکے اسپر حملہ آور ہوئے اسنے ایک ناریخ اسپر بھی مارا کہ وہ عقاب جو سامنے تھا اسکے سینے پر پڑا اور پشت سے گذر گیا دوسرا عقاب اپنے بھائی کا یہ حال خراب دیکھکر روتا ہوا اڑکر اپنے مالک کیطرف گیا کہاریاں سر پیٹنے لگیں کہ ارے بیحیا یہ ستم کسی نے بھی کیا ہے کہ زبردستی پرائے ناموس میں رخنہ پردازی کیجائے ارے خوف سامری ولقا کر کیا تیری جورو اور بیٹی نہیں ہے یہ ظلم سنا بھی کہیں ہے اسنے جواب دیا کہ کوکب ہمارے بادشاہ سے منحرف ہوگیا اور عمرو کے ساتھ دین بھی اپنا کھویا ہے ہمکو یہ ظلم کرنا اسکے ملازمونپر روا ہے یہ کہکر ان بیچاریونکو دھمکایا وہ خوف جان سے خاموش ہو رہیں اور اسنے پردہ محافہ کا اٹھایا حسن جگر سوز اس پردہ نشین مشکوئے عزت نظر آیا کہ جسکا سواد زلف کشور دل میں اندھیر مچا دے اور اقلیم جسم خاکی اسکی تلاش میں برباد ہو جائے چہرہ اسکا آئینہ مہر کو روبرو اپنے اندھا بتاتا رخسار آتشین اسکا خانۂ دل میں آگ لگاتا چشم و ابرو وہ سرہنگ عذار کہ دل دہلائے پنجہ مژگان سے ملک جان و ایمان لوٹنے پر تیار ہے لب نازک اس کا

برگ گل کیا عقیق یمن کو شرماتا دہان تنگ کے سامنے غنچہ سربستہ منھ کی کھاتا کوزۂ قند و نبات پانی پانی ہو کر بہجاتا دہن خال رخسار حور تھا صباحت مین چشم حور کا نور تھا چشم فتان رسیلی تھی مشتاق جسکی روح لیلیٰ تھی چھاتیان اسکی انمول گات سڈول نظم ۔

مگر غمگین و مضطر تھی وہ گلرو ۔ بہے تھے روئے رنگین پر جو آنسو
تو گویا وہ لڑی تھی موتیون کی ۔ کہ سہرے کی طرح رخ پر پڑی تھی
جمال روئے شوہر یاد کرتی ۔ دلھن تھی حسرتون سے گود بھرتی
بھر آیا حسرتون سے دل جو اکبار ۔ کہا جوبن سے اے پیارے خبردار
لحد تک ساتھ رہنا تم ہمارے ۔ کہ تا کرلین فرشتے بھی نظارے
طبیعت نے جو سمجھایا اشارا ۔ مثل بید کانپا جسم سارا
مزاج ایمائے دل سے تھا بہکتا ۔ سخن تا لب حیا سے آ نہ سکتا

سحر نگاہ اس آفت جان پر بیزار جان سے فریفتہ اور شیدا ہوا اور سحر پڑھکر اپنے ملازمونکو بلوا یا محافہ اٹھوا کر اپنے لشکر مین لایا اور اس خیال سے کہ جسکی یہ بی بی ہے وہ ضرور آئیگا جھگڑا مچائیگا تو یہانسے خدمت خداوند مین اسیوقت اس نازنین کو لیچل خداوند تقدیر کرکے تجھے دلادینگے شر سے اسکے شوہر کے بچا لینگے یہ سمجھ کر اسیوقت کوچ کیا اس اسیر پنجہ ستم کو ساتھ لیا کہاریان اور کنیزین اسکے ہمراہ چلین یہانتک کہ قریب لشکر لقا پہونچکر اپنے آنے سے اہل لشکر کو خبردار کیا علامت سحر گھنٹیا رک وغیرہ دیکھکر استقبال کو آئے اور بعزت تمام اسکو لیگئے لشکر خداوند سے ملکر اترا بارگاہ نصب ہوئی اس بارگاہ مین زن طائرہ کو رکھا آپ خدمت لقا مین آیا سجدہ کرکے نذر دی خلعت پایا ازبسکہ مشتاق یار تا مہربان تھا تو کچھ دیر ٹھہر کر اپنی بارگاہ مین آیا اور وقت وہ زمانہ بھی آچکا تھا کہ شاہد مہر کوہ افلاک سے محافۂ مغرب مین جا کر سوار ہوا تھا اور پردۂ شب گرد محافہ عالم پڑا تھا کہ بمقتضائے ابیات

جبین فرسا ہوان لے عرض مطلب ۔ عجب صورت پہ تھا وہ جلوۂ شب
کہ عکس ماہ مثل حسن جانان ۔ نگاہ و چشم سے دست و گریبان
جسے تھی رغبت شہوت پرستی ۔ وہ آیا قرب زن از جوش مستی
مگر تھی وہ اسیر دام تقدیر ۔ تمنا اسکی تھی شایان تعذیر
عجب سے سر بزانو ہو رہی تھی ۔ رخ اپنا آنسوؤن سے دھو رہی تھی
کہ دیکھا اس نے انسان سیہ رو ۔ نہایت زشت پیکر مرد بدخو
نگاہون مین لبالب کیف مستی ۔ اشارون سے عیان شہوت پرستی

اس صورت پرکدورت کو دیکھکر وہ بہت ڈری اور ڈوپٹے کو نقاب عارض رشک ماہ بسان سحاب بنایا پھر بصد عجز و منت کہا کہ اے شخص اپنے خدا سے ڈر کسیکی عصمت کا خیال کر اتنی مجھے مہلت دے کہ شوہر کو میرے اس ہنگامہ کی خبر ضرور ہوگی اور وہ لڑنے آئیگا اگر تو اسکو ہلاک کریگا تو مین تجھکو قبول کرونگی اور جو وہ تجھپر غالب آئیگا تو مین اپنے گھر جاؤنگی سحر نگاہ نے یہ عذر اس دلدا پیمان شکن کا سنکر کہا کہ یہان خداوند لقا موجود ہین اُنسے کہکر مین تجھکو اپنے لیئے جائز کرائے لیتا ہون اور کسی

خدا سے مین نہین ڈرتا شوہر تیرا اگر برسر مقابلہ آئیگا تو وہ سزا پائیگا اور اے جان جہان میرا تو تیرے عشق مین یہ حال ہو کہ **فرد** مار اگیا اب گذرا بوسہ سے تیرے لب کے مدکیا تیر بھی لڑکا تھا با تو مین بہلجاتا + اُس نازنین نے جوابدیا کہ اگر تونے مجھے چند روز کی مہلت دی اور زبردستی میرے ساتھ کی تو مین خنجر مار کر مرجاؤنگی یا ہیرا چباؤنگی جب اُسنے یہ مضمون سنا ناچار بارگاہ سے نکلکر خدمت خداوند مین آیا اور اپنے درد دل سے **بختیارک** کو آگاہ کیا اُسنے صلاح بتائی کہ تم اہل اسلام سے مقابلہ کرکے بہت جلد ہلاک کرو تمھاری زبردستی دیکھ کر کوئی پھر ارادہ لڑنیکا نہ کریگا اور وہ معشوق بھی راضی ہوجائیگی اسنے کہا اچھا پھر اسیوقت طبل جنگ بجے تاکہ کل مین سب اہل اسلام کو غارت کرون زیادہ اس جنگ مین عرصہ نہ کھنچے **بختیارک** نے حسب منشا اُسکے لقا سے عرض کیا اُس گبہ نے حکم نقارہ حرب بجنے کا دیا عیار نقارخانہ مین گئے طبل جنگ پر چوب پڑی ساحر دمین نفیر سحر پھونکی ہرکارے لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین آئے رات کے دربار مین سردار جمع تھے کہ ہرکارے مجرا گاہ پر ٹھہر کر بعد زمین بوسی دعا و ثنائے بادشاہی زبان پر لائے اور خبر عرض کرنے لگے **قطعہ**

الٰہی ہے ترے عہد مین اسلام کی عزت
ہے رشتۂ تسبیح رگ جان کے برابر
گر سو ہون زبانین مری مثل گل صد برگ
ہو شکر نہ تیرے گل احسان کے برابر

اسوقت جو ساحر غدار آیا ہی اُسنے کچھ صلاح کرکے طبل رزم بجوایا ہی یہ کہکر جب ہرکارے چلے گئے شاہ گردون پائگاہ نے بھی حکم نواختن طبل سکندری دیا چنانچہ کوس حربی ادھر بھی گڑگڑایا دربار برخاست ہوا ہر سردار اپنے اپنے مقام پر آیا ہتھیار سلح خانون سے نکلنے لگے بحر آہن جوش زن ہوا آراستہ و پیراستہ ہر ایک صف شکن ہوا درست اسباب آہن ہوا تیغ و خنجر کی جھنکار تھی خاطر ترک فلک کے پار تھی شمشیر ہلالی صاعقہ خصال شعلہ بار تھی بجلی تلوار کی جب چمک جاتی تھی چشم مہتاب جھپک جاتی تھی ضیا باری شمشیر لکۂ ابر بنکر سطلع صاف ہونیکی خبر دیتی سپرون کی ہالی خون برسنے سے آگاہ کرتی **للمولف**

جوہر تیغ یون چمکتے تھے
نکلے تھے چرخ رزم پر تارے
حلقہائے زرہ کمان پر جوش
تھی شجاعت جو اُنکی حلقہ بگوش
باتین آپس مین کر رہے تھے جوان
کل عدو کے لیئے ہے نوک سنان
جان لڑائی مین ہم لڑا دین گے
نام رستم کو ہم مٹا دین گے
شور بوق و نفیر و طبل و دُہل
کر رہا تھا یہ چار سو سے غُل
ہان دلیرو کمی نہ کرجانا
نام کرجا ہیے تو مرجانا

رات بھر تیاری سامان جدال مین بہادران روزگار نے بسر کی آخر ترک شب شاہ خاور کا لوہا مان گیا ساحرۂ لیل کو سوائے بھاگنے کے اور کچھ نہ بن آیا رخ پردۂ عدم مین چھپایا کہ بموجب **ابیات**

کہ جب روئے سحر نے نور بخشا
ہر اک جانب قریب و دور بخشا
صدا لشکر سے پھر آئی گجر کی
اذان دی ہر موذن نے سحر کی

لشکر ساحران شب بھر سحر خوان رہا تھا دم سحر خیل خیل جانب میدان روان ہوا لقا بھی فیل پر سوار ہوکر وا سد دشت قتال ہوا

پردے چمنے لگے غول بندھنے لگے مورچون کے بندوبست ہوئے زمین پست و بلند کو ہموار درست کرنے لگے **امیر** کشورگیر بعد فراغ نماز سحر مسلح و مکمل ہو کر اشقر پر سوار ہوکے در دولت شاہ باتوقیر پر آئے بادشاہ فلک جاہ جب برآمد ہوئے مجرا و سلام ہر سردار ذی احترام کا ہوا سامان یادبہاری آگے بڑھا نخلون نے گھوڑے کو اڑایا کڑکیتون نے کڑکا سنایا صبح کا وقت نور کا تڑکا منقبت اسد الغالب نقیبون کا پڑھنا نسیم سحری کا فرح فزا چلنا غنچونکا چٹکنا تیر کیطرح کھڑے ہوجانا بہادرون کے دلمین ہولے شجاعت کا بڑھنا مرکبون کا طرارے بھرنا عجب بہار دکھاتا بوستان شجاعت پھلا پھولا نظر آتا سبزہ رنگ جوانونکا بڑھتا سبزہ لہلہاتے کی کیفیت دکھاتا اسی شوکت وشان سے بڑی آن بان سے سواری بادشاہ عالم پناہ کی صحراے کارزار مین پہونچی

نظم

بپوشید شد چشمۂ آفتاب — بر ہیکا نہاے درخشان چو آب
فروغ سر نیزہ و تیر و تیغ — بتابد چنان چون ستارہ بمیغ
ہمہ یکسر از جاے برخاستند — جہان را بجوشن بیاراستند

جب اردو میدان نبرد ہوے صفین جنگ کی میمنہ و میسرہ وغیرہ کی ترتیب کے بعد قلب لشکر مین تخت شاہ **سعد** کیانی نژاد قائم ہوا صفوف لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھکر **امیر** کا اشقر ٹھہرا علم اژدر پیکر کا پھریرا سر پر کھلا چالیس کلون سے اژدر پیچان سے صداے صاحبقران یا صاحبقران آنے لگی خوشبو دشت مین مشک و عنبر کی پھیلی نقیب للکارے کڑکیت پکارے کہ جنگل مین آج جنگ جو مرد یا بیری اکو ماروپوت سپوت مائی کے لعل حیا نہ بامروت کو دیکھ کے جی بہکل ہے جان لو تم مین اسکی بل ہے یہ صدا سنکر بہادر جھپٹے سحر نگاہ اژدر اڑا کر حسب فرمان **لقاے** بدگہر میدان مین آیا آگ پتھر برسا کر بہت کچھ نیرنگی سحر دکھلا کر للکارا کہ لے بندگان مغضوب خداوند تمناے مرگ تمکو ہو تو آؤ آب تیغ پی جاؤ اس نہیب کو سنکر **طول شجر مست** بربری ملازم **قاسم خاوری** نے دست جیب سے گینڈا اپنا نکالا اور شہزادہ **قاسم** کیطرف بہ اجازت پانی چاہتا کہ شہزادہ موصوف نے اشارہ کیا وہ بہادر سامنے تخت بادشاہ کے آیا شاہ عالیجاہ نے حسب استدعا اسکے سپرد خدا فرمایا وہ گینڈا جولان کرکے مقابل حریف پہونچا اُسنے ضربت طلب کی ہانسنے فرمایا کہ یہ کام اہل اسلام کا نہین کہ پیشدستی کرین تو اول حوصلہ اپنا نکال لے جب خدا تیری ضربت سے ہمکو بچائیگا اُسوقت دیکھ لینا جو کچھ سانحہ گذر جائیگا سحر نگاہ اسکی بات پر ہنسا اور سحر اُسنے پڑھا کہ ایک بجلی آسمان پر چمک کر اُس بہادر پر گری مگر اُسنے اتنا جلد گینڈا وہانسے اڑایا کہ بجلی زمین مین سما گئی اور یہ بہادر پہلوے ساحر پہ آکر ٹھہرا اور پکارا کہ خبردار ہوشیار ہو کہ زمانہ اجل قریب پہونچا یہ کہکر ساطور گرانبار اُسکے سر نحس پر لگایا اُسنے ساطور کی چمک دیکھکر اژدر پر سے اپنے تئین گرادیا اس جلدی مین ایسا گھبرایا کہ سحر یاد نہ آیا لوٹ مار کر ساطور کی زد سے الگ ہوا اژدر پر ساطور پڑا کر ایک شعلہ اُسکے جسم سے نکلا اور ازبسکہ سحر کا اژدر تھا اس سبب سے جلگیا یہ سوار گینڈا بڑھا کر بسان ملک الموت سر پر اُس نابکار کے پہونچا ابھی اُسنے گھبرا کر سحر پڑھا کہ زمین مین جسم نحس اسکا سمانے لگا لیکن جبتک پیر زمین مین سمائے اس دلاور کا ساطور سر پر پڑ گیا کیونکہ سر خالی مین نہونے پایا تھا پس سر اُسکا شق ہوگیا مگر وہ ساحر بے زخم کھا کر سر بھی زمین مین کر لیا اور اپنے صف لشکر کے قریب جا کر نکلا وہان کیسا زخمی تھا اور اُسنے اسی حالت مین سحر پڑھا کہ اس بہادر کے دست و پا بے طاقت ہوئے ایک پنجہ گینڈے سے ہٹا لیا گیا پھر صاحب نکو نہیب دن ہوا لشکر اسلام سے سردار جانے لگے لیکن جو گیا اُسنے دور ہی سے سحر پڑھکر پنجہ بھیجکر

گرفتار کرلیا اور از بسکہ آپ زخمی ہوچکا تھا بعد گرفتار کرنے چند سرداروں کے طبل ہان بجوا کر پھر گیا لشکر دونوں اپنے اپنے مقام پر آکر آسودہ ہوے بادشاہ اسلام سردارون کیلیے رنجیدہ ہے اُدھر ساحر زخم سر کی تیمارداری مین مصروف ہوا چندروز مقابلہ موقوف رہا یہان تو یہ سانحہ گذرا اُسطرف طلسم کوکب مین طائر جادو کو بعد مدت زوجہ کے آنیکی امید تھی چشم مشتاق دیدتھی گھر خالی از غیر کیا تھا آنکھونکو روزن در بنایا تھا جام و صراحی چوکی پر قریب پلنگ لگایا تھا پلنگ پر ادھر تیچہ پڑا اٹھا پائی پڑی تھی اشتیاق مفارقت کی گھڑی تھی کبھی اٹھکر ٹہلنے لگتا تھا از بسکہ نو داماد تھا خیال قامت رشک شمشاد رکھتا تھا قمری نمط نالہ و فریاد کرتا تھا یاد گل مین بہ رنگ بلبل فغان زبان پر لاتا اور کہتا کہ **نظم**

مبارکباد غم دیتی تھی آواز	مزاج ضبط تھا ہر وقت ناساز
کھلے گا راز دل میرا کھلے گا	زمانہ آکے طعنے مجھکو دے گا
یہ بیتابی نہین جانے کی خالی	مٹا دے گی طبیعت کی بحالی

اسی امید و بیم مین بیٹھا تھا کہ یکایک وہ عقاب در ساحران ہمراہ سواری زوجہ روتے پیٹتے آکر پہونچے اسنے گھبرا کر اُنسے پوچھا کہ **ع** اے دستو کہو تو محبون نے کیا کیا + ان لوگون نے جملہ کیفیت ظلم ساحر یعنی سحر نگاہ کی بیان کی وہ بہر مدد لقا جاتا تھا تیری زوجہ کو چھین لیگیا یہ سنتا تھا کہ اسکو غش آگیا اور جب ہوش آیا اُسیوقت درباری لباس پہنکر قلعہ ہفت رنگ مین آیا اپنے باغ مین ملکہ بہاران مع عیار ساسان دعوت **مہرخ** کر رہی ہے کہ محلدار نے حال طائر عرض کیا کہ وہ روتا ہوا آیا ہے اور امید باریابی رکھتا ہے ملکہ نے کہا بلاؤ بموجب حکم طائر حاضر ہوا اور سامنے آتے ہی پگڑی اپنی دے ماری اور پکارا کہ دہائی ہے ملکہ کی میری جان اور آبرو دونون برباد گئی ملکہ نے سبب گریہ و فریاد استفسار کیا اُسنے کل کیفیت چھین جانے زوجہ کی بیان کی ملکہ نے ارشاد کیا کہ مین ابھی تیری بی بی کو بلوائے دیتی ہون یہ کہکر **عمرو** سے کہا کہ آپکی اجازت اگر ہو تو سحر نگاہ کو بھی قتل کرڈالون **عمرو** نے کہا اس سے کیا بہتر ہے نیکی اور پوچھ پوچھ لشکر اسلام آفت سے بچیگا لیکن یہ خیال ہے کہ **حمزہ** کسیکی مدد نہین چاہتا ہے اور جو کوئی ساحر اُنکی جانب سے لڑنے جاتا ہے تو وہ ناراض ہوتا ہے بران نے کہا یہ جھگڑا دوسرا ہے ہم خود **سحر نگاہ** کے مدعی ہین کہ اُسنے ہمارے ملازم کی زوجہ کو چھینا ہے **عمرو** نے کہا اچھا جو صاحب لڑنے جائین وہ پکار کر سر میدان کہدین کہ ہم آپ ہی لڑنے آئے ہین اس سبب سے کہ اسنے یہ حرکت کی ہے ہم **حمزہ** کے طرفدار نہین ہین پس پھر **حمزہ** ناراض نہوگا ملکہ نے فرمایا کہ ویسا ہی ہوگا **عمرو** نے کہا تو مین عریضہ خدمت **حمزہ** مین اپنے حال کا لکھدون جو صاحب جائین لیتے جائین ملکہ نے کہا کہ خواجہ نے اپنے ہاتھ سے یہ عرضی تحریر کی اور دائین جلبہ کو الف یہانکے اور طلسم ہوشربا کے مندرج کیے اور لکھا کہ مجھکو اشتیاق بوجہ کمال آپکی قدمبوسی کا ہے دعا فرمایئے طلسم جلد فتح ہو اور مین آپکی خدمت مین حاضر ہون باقی سب سرداران عالیشان کو سلام فقط پہونچے اور میری بیبیون سے خیریت کہدیجیے گا اور لڑکونکو پوچھ لیجیے گا یہ لکھکر بران کر دیا کہ بھیجدیجیے ملکہ نے فوراً سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک ساحر سیہ فام مگر نیک نہاد و خوش انجام چھوٹا اسباب ساحری کا گلے مین ڈالے زمین سے نکلا اور ملکہ کو تسلیم کرکے ٹھہرا ملکہ نے خطاب کیا کہ اے آہن تن خواہد جادو تم جانب کوہ عقیق جاؤ بارہ ہزار ساحر ہمراہ لو وہان سحر نگاہ نام ایک ساحر فرستادۂ افراسیاب ناکام بہر مدد لقا آیا ہوا ہے اور اسنے یہ ستم برپا کیا ہے کہ ہمارے ملازم کی زوجہ چھین لی

چھین لیا ہی پس اس سحیا کو واصل دار البوار کرنا اہل اسلام کو لڑنے نہ دینا کہنا یہ ہمارا حریف ہی آپکی مدد کو نہین آئے ہین بلکہ اسنے یہ ستم ڈھائے ہین سب حال طائر کی زوجہ کا بیان کرنا اور اس عورت کو بحفاظت یہان لے آنا یہ حکم محکم سنکر ساحر نے چاہا کہ رخصت ہو مخمور نے کہا اے ملکہ انکو ذرا ٹھہرائیے تو ایک چیز مین بھی دون ملکہ نے اس ساحر کو روکا اور کہا لاؤ کیا دیتی ہو اُسنے کہا کہ ایکبار مین لشکر اسلام مین گئی تھی اور وہان شہزادہ نور الدہر والا قدر سے ملاقات ہوئی تھی تو اُس شہزادہ نے فرمایا تھا کہ طلسم کے خاصدان و عطردان وغیرہ بہت نایاب ہوتے ہین اور تکلف یہ کہ ایسی چیزین جواہر کی بصورت طائران بناتے ہین اور وہ جانور کل کے زور سے باتین کرتے ہین پس آپ مین سے مجھکو ایک خاصدان بھیجدینا چنانچہ حسب فرمائش شہزادہ مذکور ایک ہُدہُد زمرد کا جو بظاہر ہُدہُد ہی اور اصل مین خاصدان ہی مین نے پیدا کیا ہی اس ساحر کو دیدیجیے کہ شاہزادہ موصوف کو دیدے یہ بیان مخمور کا سنکر عمرو سمجھ گیا کہ یہ بلقیس وش اپنے سلیمان کو ہُدہُد کے حیلہ سے نامہ بھیجتی ہی کیونکہ عمرو راز عاشقی مخمور و شہزادہ مسطور سے آگاہ ہی پس بے اختیار ہنسا اور کہا اے ملکہ جاؤ وہ خاصدان لے آؤ مخمور وہانسے اپنے مکان آرامگاہ مین کہ جو بران نے جگہ رہنے کو دی ہی آئی اور ایک نامہ بصد شوق شہزادہ کو تحریر کیا سیاہی کے عوض سویدائے دل صرف فرمایا خامہ کے بدلے نوک مژگان سے کام لیا یہ مضمون فراقیہ بہزاران شوق لکھا۔

نامہ ملکہ مخمور سرخ چشم بنام شہزادہ نور الدہر والا قدر لمؤلفہ

اے بلبل باغ دل ربائی
سر حلقۂ مہوشان عالم
مرغوب سمنبران عالم
نو بادۂ باغ کامرانی
غواص محیط آشنائی
تیرا رہے حسن تا قیامت
اکدم نہین اب مفر محن سے
اب دوست بھی ہوگئے ہین دشمن
ماتم ہے خوشی کی انجمن مین
نرگس ہے بہ رنگ چشم حیران
سنبل ہے مثال مو پریشان
گلشن مین صبا ہوئی ہے برباد
ہے سب سے زیادہ بیقراری
کھاتا بھی ہمارا چھٹ گیا ہے

اے قمری سرو آشنائی
سردار گروہ مہ جبینان
محبوب جہان و جان عالم
رونق دہ قصر بے ریائی
حُسن رخ حور خوش ادائی
جب سے مین جدا ہون تجھسے جانی
بیزار ہوئی ہے جان تن سے
آہو کی طرح جدا ہون بن سے
ہر گل کو ہے بیکلی چمن مین
قمری سے جُدا ہوا ہے شمشاد
لالہ کا ہے داغ دل نمایان
آرام نہین مجھے کسی دم
رہتی ہے تمھاری انتظاری
ویران ہے نظر مین میرے بستی

سرخیل سخنوران عالم
شاہنشہ زمرۂ حسینان
گلدستۂ گلشن جوانی
مقبول جناب کبریائی
اللہ رکھے تجھے سلامت
راحت کی نہ کوئی بات جانی
نظرون مین ہے خار سارا گلشن
بو گل سے جدا ہے گل چمن سے
ہے خار نظر مین سب گلستان
ہے قید الم مین سرو آزاد
بلبل کو نہین ہے گل کی اب یاد
غم سے ہے مرا عجیب عالم
سب حسن کا مال لٹ گیا ہے
ہون دیکھنے کو ترے ترستی

جانی مین تجھے کہان سے پاؤن
جانی یہ کمال آرزو ہے
مانی ہوئی منتین بڑھاؤن
ہم ایک گھڑی رہین نہ تم بن
یہ حق سے دعا ہے اب ہماری

کس طرح بھلا گلے لگاؤن
جس روز مین دیکھون تیرا چہرہ
اللہ کا طاق بھرنے جاؤن
پھر وصل کے ہومین تم سے سامان
اسلام طلسم مین ہو جاری
دشمن کا جسد ہو پارا پارا

دنیا مین تو میری عیش تو ہے
مسجد مین چڑھاؤن جاکے سہرا
اب جلد خدا دکھلائے وہ دن
پھر دل کے نکالین خوب ارمان
ڈنکا بجے پھر ترا دوبارا

یہ نامہ محبت مشحون لکھکر ایک جواہر کا ہُدہُد بزور سحر بنایا اور اُسمین ایک بیر سحر کا بٹھایا اُس بیر سے حکم دیا کہ جب شہزادہ نور الدہر تنہائی مین ہو ہُدہُد لیجائے اُسوقت یہ نامہ اسکو دینا اور کہنا آپ بھی جواب اگر لکھیے تو بطور مخفی اسیطرح لکھیے نہین تو جواب لکھنے کے عوض زبانی پیام کہدیجیے بیر یہ حکم سنکر ہوا کیطرح قالب ہُدہُد مین نامہ لیکر سمایا اور اُسنے ہُدہُد لاکر بران کو دیا اُسنے آہن تن کے حوالہ کیا مگر دلمین محبت شہزادہ ایرج جوش زن ہوئی کچھ سوچکر اُس ساحرہ سے کہا کہ ملکہ بلور دختر آئینہ دار جادو مالک طلسم آئینہ شہزادہ ایرج پاس ہے اور وہ میرے ساتھ کی کھیلی ہے اسکو ایک کبوتر جواہر کا مین دیتی ہون تو پہونچادینا یعنی شہزادہ موصوف کی وہ بی بی ہے تم شہزادہ ہی کو دینا وہ دیدینگے یہ کہکر آپ بارہ دری مین عمرو کے پاس سے اُٹھکر گئی اور بموجب بیت سواد دیدہ حل کردم نوشتم نامہ سوے تو + کہ تا ہنگام خواندن چشم من افتد بروے تو + ایک نامہ محبت آگین شہزادہ ایرج والا تسکین کو لکھا مضمون یہ تھا

نامہ ملکہ بران شمشیر زن بنام شہزادہ ایرج صف شکن لمؤلفہٖ

اے زینت بزم ماہرویان
اے مہر جمال و غیرت ماہ
یون بعد سلام شوق ایجان
کیون جی یہی چاہیے تمھین تھا
غفلت وہ کون سی ہے ایجان
کیون دلسے بھلائین کھاکے قسمین
اپنا تو یہ حال ہے مری جان
کیونکر تمھین جاکے دیکھ آئین
کیا کیا وہ مزے اُٹھاتے ہون گے
مقبول کشاکش صد آزار
جب آتی ہے یاد روے روشن

اے افسر مجمع حسینان
صدقے ترے میری جان ایجان
سنیے یہ قصۂ پریشان
دل دیکے کیا ہے ہم کو بدنام
جو ہم سے ہوسکے ہو ایسے انجان
منھ دیکھے کی تھی وہ ساری الفت
ہر وقت تمھارا دل کو ہے دھیان
رشک آتا ہے سنکے حال اغیار
جب پاس تمھارے جاتے ہونگے
الفت کا یہی ہے شاید انجام
تر ہوتا ہے آنسوؤن سے دامن

اے دلبر ذی کمال و ذی جاہ
اللہ رہے ترا نگہبان
کیا ہے یہی عاشقی کا شیوا
اب ہم سے بھلا تمھین ہے کیا کام
الفت کی وہ ساری تم نے ہمین
کچھ دل سے نہ تھی ہماری الفت
طاقت نہین پاؤن کیا اُٹھائین
ہے جنکو نصیب لطف دیدار
اک ہم ہین فراق مین گرفتار
یعنے نہ ہو ایک لحظہ آرام
دل اپنا جو ہم مسوستے تھے

اس طرح سے تم کو کوستے ہین
مستی سے اُسے رہے اُداسی
رخسار کا دن ہو روز ماتم
ہو تیر مژہ سے دلفگاری
حسرت سے لبون کو اپنے چوسے
کیا دلپہ گذرتی ہے مری جان
ہے تیری سزا یہی کہ تو نے
ہے جوش ہوس کی سب یہ تحریر
دیتے ہین دعائین دل سے ہر آن
ہے دل سے دعا کہ رب اکبر
اور وصل کی شب کو پیارے ڈھونڈھو
اس لب کو نہ اور کوئی چوسے
مشتاق ہین اے صنم تمھارے
بس کر چکے حال دل کا اظہار
جبتک کہ یہ آسمان ہے باقی
ہے آرزوے وصال جب تک
جبتک ہین یہ قصے بے تامل
ابرو رہین تیرے تیغ خونخوار

یارب جو کوئی ہو اس کا دلدار
ہو کاکل پرشکن کی پھانسی
ابرو کرے کار تیغ قاتل
آنکھون سے ہو جوے اشک جاری
ہم اُسپہ ہنسین کہ اب کہو صاف
کیون رخ ہے کدھر کدھر کو ہے دھیان
دل لے کے کیا تھا ہم کو برباد
لیکن یہ غلط ہے اپنی تقریر
ہین بندہ بے درم تمھارے
دکھلا دے تمھارا روے انور
پھر لب سے ہمارے لب ملاؤ
اُس خانۂ حسن کو نہ موسے
للہ کبھی تو منھ دکھاؤ
لکھتے ہین دعا مین چند اشعار
ہے جب تک ہجر و وصل جانان
معشوقون کا ہے خیال جبتک
ہو جلوہ فروش حسن تیرا
ہر روز ملین نئے گنہگار

آزردہ رہے وہ اس سے ہر بار
ہو زلف کی شب اُسے شب غم
دل پہلو مین تڑپے مثل بسمل
بوسون کی ہوس مین آرزو سے
بتلاؤ کچھ عاشقی کے اوصاف
مارا تجھے تیری آرزو نے
ہو قید الم سے تو نہ آزاد
ہم دل سے ہین تیرے دوست یا جان
گو تم نہین پر ہین ہم تمھارے
پھر آکے گلے ہمارے لپٹو
اعجاز عیسوی دکھاؤ
کب دیکھیے ہون کرم تمھارے
آؤ مری جان جلد آؤ
یارب جب تک جہان ہے باقی
عاشق کے ہر دل مین درد نہان
جبتک ہین جہان مین بلبل و گل
تجھ پر رہے اک جہان شیدا
یارب رہے دوست میرا خوشحال

دوست اُسکے ہون شاد خصم پامال

یہ نامہ مثل مجنون رقالب کبوتر مین بیرھاکر رکھا اور کبوتر اُس کے حوالہ آہن کیا اور خلعت رخصت دیا آہن وہان سے اپنے مقام پر آیا اور بارہ ہزار ساحر چیدہ منتخب روزگار اپنے ہمراہ لیا بڑے تجمل و حشم سے جانب کوہ عقیق روانہ ہوا یہ تو ادھر سے روانہ ہی مگر سحر نگاہ جو زخمی ہو کر بھر اٹھا تو پانچ چھ روز تک اپنی بارگاہ مین رہا زخم کی تیمار داری کیا کیا جب التیام زخم ہوا اپنی بارگاہ سے نکل کر خدمت لقا مین آیا اُس گمراہ نے مزاج پرسی کر کے بخاطر تمام بٹھایا یہ جلسہ شراب پیا کیا جب وہ وقت آیا کہ ساحر شب نے تہخانہ عالم مین داخلہ کیا اور ہلال فلک شدت کے لیے کمر جھکانے ظاہر ہوا نظم

کہ اتنے مین چھپا مہر جہانتاب
سیاہی چھا گئی صحن جہان مین
نظر آنے لگے ظلمت کے اسباب
بڑھا سودا مزاج آسمان مین

ساحر مذکور نے خداوند سے کہکر حکم نواخت طبل بدرقہ دیا عیارون نے جاکر طبل جمشیدی بجایا ساحرون مین نفیر و ناقوس

کودم ملا تامیان لیتو میان ہلکارے خدمت شاہ اسلام مین آئے اور بعد دعا وثنا کے خبر نقارۂ حرب بجنے کی گذارش کی یہان بھی کوس سکندری حسب الحکم شاہ نامور چوب پڑی صدائے نقارہ بحر عالم مین موج زن ہوئی نہنگان قلزم جرأت وشناوران محیط شجاعت دربار سے خیام مین اپنے مقام راحت و آرام مین آئے بحر آہن مین غوطہ زن ہوئے ارادے دریا کے پاٹ کی طرح بڑھ گئے نامردی کنارہ کیے تھی پاؤن حوصلہ کے گڑ گئے کشتی جان تہلکہ وطلاطم خوف ورجا مین گرفتار دم سحر سب جانتے تھے کہ بیڑا پار ہے زورق تیغ مسافران بحر فنا کے کھیوے پار اُتار یگی موت چلو چلو پکارے گی رات بھر ابر کینہ پروری چھایا رہیگا صبح مطلع صاف نظر آئے گا نظم

غرض اُس شب کو دونون سمت لشکر ۔۔۔ ہوئی تیار بہر جنگ ہمسر
ارادے تھے کہ سر تن سے اُتارین ۔۔۔ عدو کو ڈانٹ کر میدان مین مارین
بڑھینگے جب بہادر اپنی صف سے ۔۔۔ بہین گی خون کی نہرین ہر طرف سے
نظر سے جوش جرأت تھا ہویدا ۔۔۔ امنگین ڈھنگ سے ہر اک کے پیدا
یہی کہتے تھے مردان دلاور ۔۔۔ سر دشمن ہے اور تیغ دو پیکر

رات بھر یہی شورش بحر فوج مین رہی جب یم بے پایان ضیا خور موج گیر عالم ہوا اور سفینۂ شب ڈوبا کہ نظم

کہ جب شب نے رخ انجام دیکھا ۔۔۔ ہوا وقت سحر کچھ اور لیکھا
بڑھے ہر سمت سے دریائے لشکر ۔۔۔ جھنک شمشیر کی پہونچی فلک پر

لشکر اسلام وساحران جانب میدان مصاف روانہ ہوا بادشاہ اسلام کی تسلیم کو سردار و امیر در دولت پر آئے شاہ آسمان جاہ نے برآمد ہوکر ہر ایک کا مجرا اسلام لیا سرفراز کیا پھر بصد شوکت و ہزاران منزلت حلقۂ افسران مین بارگاہ کی جانب چلے ڈنکے بجنے لگے نشان کھلگئے علمون کو جلوے ہئے کہ بموجب نظم

علم تھی ہاتھ مین ہر اک کے شمشیر ۔۔۔ ٹھین لاشون سے جنگل تھی یہ تدبیر
کرین فوج عدو کو دم مین تاراج ۔۔۔ رہے زندہ ہمارا صاحب تاج
اسی صورت سے جب میدان مین پہونچے ۔۔۔ پرے جمنے لگے سب افسرون کے

اسطرف سے لقا ساحرون کا پرا اپنے ہمراہ لیے وارد دشت قتال ہوا بعد ترتیب صفوف کارزار نقیبان بلند مقال نقابت کر کے بیٹھے صف ساحران سے سحر نگاہ بدخصال اژدر دہا اکڑا آگے بڑھا اور للکارا کہ لے بندگان خاطی خداوند آؤ اور شربت مرگ پیو اسطرف سے سرداران ایرج نوجوان یگان مقابل جاکر ہوئے اُسنے بزور سحر ایک بروسط میدان ابر پیدا ہوا قائم کیا ہی اور اُس ابر مین بجلی چمکتی ہی جو بہادر اُسکے سامنے جاتا ہی اُس تک پہونچتا بھی نہین کہ ابر سے بجلی تڑپ کر گرتی ہی اور خرمن ہستی کو جلا دیتی ہی چند سوار جب اسطرح کام آئے شہزادہ ایرج کو تاب نہ رہی گرہ بن شقر صف لشکر سے نکالا کل علم صف یسار کے جلوہ پذیر ہوئے سردار پا پیادہ رکاب سے آکر لپٹے کہ لے آقا سے تن ہم جانیا نہ کسدن کیلیے ہین شہزادے نے سبکو تسکین دیکر ٹھہرایا اور آپ سامنے تخت بادشاہ عالم پناہ کے آیا مرکب سے اُتر کر پایۂ تخت کو

چونکہ اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے ہنوز رخصت نہ فرمایا تھا کہ بروے ہوا صداے برق و نفیر بلند ہوئی اور سب نے دیکھا کہ ایک لشکر اژدر دہنگ و پلنگ دہیر پر ساحر ونکا سوار چھولیاں ہر ایک کی تر رتار زمین پر آکر اترا اور ایک جانب کشیدہ ہوا افسر لشکر سواری سے اترکر خدمت امیر نامور مین آکر تسلیم بجالایا اور عریضہ عمرو پیش کرکے عرض پیرا ہوا کہ یہ سحر نگاہ ہماری ملکہ بران کا مدعی ہے کہ اسنے انکے ملازم کی زوجہ کو چھیننا ہے ہم آپکی مدد کو نہین آئے ہین بلکہ ہماری مالک کی اسکی جانب سے کینہ ہے تو یہ جنگ و جدل دم بھر موقوف کرین ہم اس ہیجیا کو سزا دین امیر نے یہ مضمون سنکر شہزادہ ایرج کو اپنے پاس بلایا سارا ماجرا سنایا اور لڑنے سے منع فرمایا شہزادہ نام بران سنکر خاموش ہو رہا اور صف لشکر مین جاکر داخل ہوا وہ ساحر پھر کر اپنے لشکر مین آیا اور اژدر پر بیٹھکر جانب سحر نگاہ بدگہر چلا راہ مین جو لکہ ابر مانع تھا اسکے لیے سحر پڑھا کہ آندھی بڑے زور سے آئی اور اس ابر کو اڑا کر ایک طرف لیگئی یہ سامنے اس زانی کے پہونچا اور پکار اکسارسے حرامزادے تو طائر کی زوجہ کو چھینکر کہاں بچیگا اب اپنی شہوت پرستی کا مزا چکھے گا سحر نگاہ نے جو حریف کو للکارتے پایا بے اختیار زمین پر گرکر ببر و مان کی صورت بنا اور طمانچہ اٹھاکر آہن تن پر چلا یہ بہادر بھی زمین پر گرکر بصورت ضیغم تیار ہوا اور حریف سے جا بھڑا طمانچہ چلنے لگا ڈکارنے سے شیر دنکے جنگل گونجنے لگا نعرے اور جستین شیرانہ ہوتین ہمون سے عرش اور اسد چرخ کا دل دہلتا برج اسد مین بہرام فلک چھپتا تا دیر باہم آمیزش سخت رہی تڑپ جھڑپ پڑتی رہی سحر نگاہ کا جسم جابجا سے فگار ہوگیا اور اسنے دیکھا کہ حریف ہم پنجہ تو نہین جنگل ہے پس بزور سحر جانب فلک اڑا اور وہانسے برق بنکر گرا یہ بہادر فوراً زمین مین سماگیا جب وہ برق سے زمین پر گرکر پھر انسان بنا اور حریف کو ڈھونڈھنے لگا آہن تن زمین سے نکلا اور بھالا اسکے شکم مین در آیا اور پیٹھ توڑ کر باہر نکلگیا وہ خون اگلنے لگا آنتین پیٹ سے باہر نکل پڑین تڑپ کر مرگیا شور اسکے مرنیکا بلند ہوا ساحران لشکر نے جو اپنے افسر کا مرنا دیکھا حربہاے سحر لیکر حملہ آور ہوے ادھر سے ہمراہیان آہن تن چلے جنگ مغلوبہ نمایاں ہوئی بجلیونکا چمکنا بادلونکا گرجنا بیرونکا غل ساحرسے ساحر کا بھڑنا بے تامل نرخ جان ارزان امن و امان کا سودا گران ہنگامہ قیامت نشان کا سامان تھا

نظم

ازیشان نگشتند چندان سوار — کزان تنگ شد جاے آن کارزار
یکے آتش انداخت اندر جہان — کزین جا بکیوان رسد دود آن
سپہ جنب جنبان شد و بازگشت — ہمی بود تار و ترا اندر گذشت

آخر فوج سحر نگاہ جو زود کشت سے بچی بھاگ کر جانب طلسم روانہ ہوئی لشکر آہن تن قتل کرتا ہوا ڈیرا کے برابر تک آپڑا بارگاہ مین زوجہ طائر بھی اپنی کنیزون کو لیکر باہر نکل آئی آہن تن محافہ مین سوار کرایا اور خیمہ وغیرہ جلادیا پھر تعاقب چاہا کہ متعرض حال بختیارک منع کیا کہ آپکے پہونچنے سے حمزہ آپڑیگا علاوہ اسکے ساحرونکی لڑائی آپ دیکھ چکے ہین سارا لشکر برباد ہو جائیگا یہ سنکر اسنے طبل امان بجوایا اور لشکر پھرا امیر بھی مراجعت فرما ہوے مگر آہن کو ساتھ لائے اسکے لیے لشکر مین بارگاہ نصب ہوئی زوجہ طائر کیلیے خیمہ الگ مرحمت ہوا امیر نے دونونکو خلعت فاخرہ بھجوایا اور سامان عیش کیا یہ دونون خلق صاحبقرانی سے بہت محظوظ ہوے امیر جب فیصبار مین بیٹھے بارگاہ شاہی مین بادشاہ نے اسکا دربار کیا اور آہن کو بلوایا کرسی عنایت فرمائی پھر عرضی عمرو کی پڑھکر بہت خوش ہوے اور حال الماس سے بھی پوچھا اسنے جملہ حال خواجہ عمرو کے جانیکا اور انکی توقیر و منزلت کے ہونیکا بیان کیا

جب شاہزادہ نورالدہر نے کہ حاضر دربار تھے سنا کہ مخمور ہمراہ خواجہ طلسم کوکب میں ہے دل سے تہیہ کیا کہ اس ساحر کو بعد برخاست دربار اپنی بارگاہ میں بلاکر خیریت اُس غنچہ باغ محبوبی کی دریافت کرونگا ادھر ایرج نے بھی ارادہ کیا غرضکہ تادیر حاضر دربار رہکر از بسکہ خستہ و شکستہ دن بھر کے تھے بہر آرام دربار برخاست کرکے شاہ داخل شبستان ہوے سردار سب اپنے مقام پر گئے شاہزادگان مذکور نے عیاروں کو بھیجکر آہن کو بلوایا اُسکو خود بھی وہ تحفہ دینا منظور تھا اس سبب سے پہلے نورالدہر کی بارگاہ میں آیا شاہزادہ نے مسند پر بٹھایا جام شراب پلایا پھر استفسار کیا کہ ملکہ مخمور کا مزاج اچھا ہے اُسنے عرض کیا خیریت سے ہیں اور آپکو یہ خاصدان بھیجا ہے یہ کہکر وہ ہدیہ پیشکش کیا اور وہاں سے یہ عذر کرکے کہ مجھکو شہزادۂ ایرج پاس جانا ہے رخصت ہوا اور بارگاہ ایرج میں آیا شہزادۂ مذکور نے بھی بعد تواضع بسیار حال مزاج ملکہ بران استفسار فرمایا اُسنے حال خیریت بیان کرکے وہ کبوتر دیا اور کہا کہ ملکہ بلور کو دیا ہے کہ وہ آپکی بی بی ہیں شہزادے نے وہ کبوتر بہت پسند کیا یہ ساحر تو چلا آیا اور اپنے مقام پر آرام پذیر ہوا وہاں شہزادہ تنہا تو بیٹھا ہی تھا اور کبوتر کو دیکھ رہا تھا کہ یکایک اُسکے پیٹ سے پرنے آواز دی کہ اے شہزادہ ملکہ نے جو نامہ دیا ہے فرمائیے تو میں پڑھکر سناؤں نہیں تو نامہ حاضر ہے یہ کہکر کبوتر نے منقار وا کی دھواں منہ سے نکلا اور ایک نامہ اس دھوئیں سے نکلکر سامنے گرا شہزادہ کبوتر کو قاصد یار سمجھکر فطرت محبوب پر آفرین خوان ہوا اور نامہ کو وا کرکے پڑھا گوہر اشک اُس پر نثار کرتا اور مضامین عاشقانہ لکھے دیکھکر بیقرار ہوتا اور اسیطرح شہزادہ نورالدہر اور ہدہد سے کلام ہوے اور نامہ اُسنے دیا انھوں نے بھی نامہ آنکھوں سے لگایا اور مضامین پر مطلع ہوکے زار زار رونا شروع کیا آخر بمصداق المکتوب نصف الملاقات اسپر قرار آیا کہ مطلوب اگر وحشی ہے تو انشاءاللہ زمانہ مہاجرت گذر کر ہنگام وصل بھی آئیگا مگر جواب اس خط کا اس شکل پری کو بھیجنا چاہیے کیونکہ وہ ترکیب کرنا چاہیے کہ ملکہ بدنام نہو بطور اخفا جواب ہو سوچے مگر وہ تدبیر ذہن میں نہ آتی تھی کہ کہتا تھا کہ بموجب بیت دشوار ایسی کوچہ جانان کی راہ ہے + عنقا تو چھپ جاتا ہے کبوتر تباہ ہے ادھر شہزادۂ ایرج بھی اسی فکر میں ہیں اور کہ رہے ہیں کہ بیت قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید + در حیرتم کہ جان بکدام کنم نثار + غرضکہ فکر کرکے یہ بات ذہن سے پیدا کی کہ ایک عطردان بطور ہدیہ کے بھیجنا چاہیے کہ جسکی صورت شکل دل کے ہو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ ہمکو اے دلنواز دل سے لگی ہے اور شکل اپنے دل کے اے دلدار تجھکو جانتے ہیں اور یہ بھی آئین عاشقی ہے کہ ہم دل دے چکے ہیں اسکا نمونہ تیرے پاس بھیجتے ہیں دل دہی کی سند اپنے پاس رکھنا اور ہمیشہ ہماری دلجوئی کرنا خلاصہ کلام یہ تجویز کرکے عیار کو طلب کیا اور اُسسے حکم دیا کہ شکل دل کے ایک عطردان جواہر کا ہمارے ملازمین حکاکوں سے رات بھر میں تیار کرا لا خبردار صبح تیار ملے اگر وقفہ ہوگا تو حکاک مار ڈالے جائینگے عیار اسیوقت جواہر سازوں کے پاس گیا خزانہ سے یاقوت احمر لیگیا وہ انکو دیکر حکم شہزادے سے مطلع کیا وہ تو پابند حکم ہوے اور شہزادے نے بموجب بیت + رخ دل تو قسم نزدیک دوستنامہ دانی راست مسیر این ہجر کہ القیامہ + ایک خط محبت نمط اس مضمون کا مطلوب کو ترقیم کیا ۔

جواب نامہ بران شمشیر زن از جانب شاہزادۂ ایرج تہمتن

اے شہنشاہ شہر حسن و جمال
سرو آزاد باغ محبوبی
وصل تو آج کل بہت ہی محال

ماہ تابان اوج فضل و کمال
حق سدا مہربان رہے تم پر
پر زبان قلم سے ہے یہ مقال

گل شاداب گلشن خوبی
اور نبی کی امان رہے تم پر
یاد میں ہم تمھاری رہتے ہیں

اشک چشمون سے جاری رہتے ہین
آجکل اب یہ حال ہے جانی
دن بھی کٹتا ہے آہ وزاری مین
دھیان رہتا ہے بس ترا مجکو
کوئی اندر سے دل کو ملتا ہے
دل بہت بے قرار رہتا ہے
اندر محبوب کا کیا ہے گلا
دل مین سو سو طرح کے ہین ارمان
خوب دل کھول کھول کے ہون بجے
تم سا دلبر نہ ہوئے گا پیدا
اپنے عاشق سے تم ہو نا اُداس
عیش وعشرت کا روز پھر آئے
آئین بوس وکنار کی تین

شرط روتے ہین ہر سے بدلی
زندگانی محال ہے جانی
رات کو بھی نہین ہے پڑتا چین
نہین آرام اک ذرا مجکو
دل ہے مضطر بغیر جانی کے
رات دن انتظار رہتا ہے
بخدا تیری یاد مین دن رات
یہی آتا ہے دل مین میری جان
پر ہے کیا اس مین اپنا بس جانی
اور ہم سا نہ ہوئے گا شیدا
اب خدا سے یہی ہے میری دعا
پھر خدا تم کو جلد دکھلائے
عشق صادق مین جبتلک ہے اثر

سال بدلا نہ پہ ہوا بدلی
ہون گرفتار بے قراری مین
ہے گذرتی تڑپ کے ساری رین
جان جاتی ہے دم نکلتا ہے
مفت جاتے ہین دن جوانی کے
تم نے جانی جو ہے یہ ہم کو لکھا
خوش نہین آئی کوئی مجکو بات
کہ وہی میرا دلنواز ملے
کس طرح سے ہو دست رس جانی
تم کو دل بھیجے ہین رکھنا پاس
کر ملے جلد تجھ سا ماہ لقا
قہقہے چہچہے کی ہون باتین
جبتلک ہین فلک پہ شمس وقمر

رہے قائم یہ تیرا حسن وجمال
خوش رکھے تجکو ایزد متعال

اس نامہ کو لکھکر اپنے پاس رکھا اور ادھر شہزادۂ نورالدہر نے ایک نرگس دان جواہر کا منگایا اور اسمین بہت سے پھول جواہر کے بصورت گل نرگس رکھے اور نامہ تحریر کرکے اسمین رکھا اور گاہ حسن محبوب مین آنکھون کو بچھایا یا اشتیاق دیدار ظاہر کیا مضمون محبت مشحون یہ تھا

جواب نامہ ملکہ مخمور از جانب شاہزادۂ نورالدہر ذی شعور

بہار افزاے کشور خوبروئی شہریار اقلیم نیکوئی سلطان ملک حسن وجمال خسرو ماہ طلعتان شیرین مقال ضیا افروز چہرۂ حور وپری۔ نور افزاے حسنا دلبری محبوبہ باچشم۔ بالقیس شیم یوسف جمال۔ زلیخا خصال۔ لپٹ کر سونیوالی۔ رنج کی کھونیوالی۔ ہمارے عشق مین بیقرار رہے حسن وجمال برقرار رہے۔ بادۂ محبت سے سرشار رہے۔ رونق بزم سرور وانبساط بہار گلشن عیش ونشاط۔ نور عیون انتظار سرور دلہاے بیقرار عاشقونکی امید معشوقونکا بھید مسیحا ہمارا زندگانیکا سہارا اور نامہ تمہارا محبت کا کرتا اشارۂ الفت کی نشانی صورت حق سمانی نزول ہوا مطلب دل حصول ہوا جانی تمنے جو ہمکو نامہ دار بنایا واقعی ہجر نے یہ کیا کہ۔ دوہا

مس نینا لکھتی برہ روی لکھا موا اکتھ
اکھر دلے نہ کوئی چھوا انسو دیکھ پریوا ایکھ

ہمارا بھی تمہارے ہجر مین یہ حال ہے کہ زبان قلم سے یہ مقال ہے بیت فداے آن سگ کو باد جان ناتوان من کہ بعد از مرگ در کوے تو آرد استخوان من + اور اے پیارے کیا اپنا حال لکھین کہ کبت

جیتے وہ سندر دشت پر دیتے موہے نیک نچھولن مین
سبکا جی بہائے کیو تیتے سدھ بوت سے نین لگے ہو لن مین

دیکھ بچار کچھ نہ بنی بدھنا پرینج کے مُولن مین — ابرتیت بھی اب پھندا پڑے دل جھولے بلاق کی جھولن مین

پاتی لکھ سو پٹھائے لکھانے سے دکھ رو ئے — **دوہا** — ڈھوُسا جیور ہے کہ فسرے کا ہر جاے سے ہوئے

اب خدا جلد تریہ سامان دکھائے مراد خاطر حزین بر آئے ہماری ان اشعار کے موافق دعا قبول فرمائے۔ **للمؤلفہ**

ساقی ہو صحن باغ ہو ابر بہار ہو
اور ننھی ننھی بوندونکی پڑتی پھوار ہو
کوئل کہو کہو کی صدا دے ہر ایک بار
اک تیر عاشقون کے کلیجے کے پار ہو
جز گفتگوے راز نہ ہو کچھ خیال اور
اور عطر مین بسا ہوا ہر تار تار ہو
خالی ہو بزم دخل وہان ہو نہ غیر کا
چھاتی ملی ہو چھاتی سے دل کو قرار ہو

پہلو مین تم ہمارے طرحدار یار ہو
جھولا پڑا ہوا ہو کسی شاخ نخل مین
ٹپکا لگا ہو آم کا فصل بہار ہو
بنگلا صنوبری پہ چمن کے ہو وہ پڑا
بائین کی چھیڑ چھاڑ ہو بیجا ستار ہو
جوبن وہ ہمیہ تمبہ ہو اسوقت نور کا
دل خوب کھول کھول کے بوس و کنار ہو
عاشق تمھارا آٹھ پہر رہتا ہے ملول

ساون کا تو مہینا ہو اور دن ڈھلا ہو
اک سمت خوش گلو کوئی گاتا ملار ہو
اسوقت بول اُٹھے جو پپیہا کہ پی کہان
فردوس جسکے دیکھنے سے شرمسار ہو
مہندی تو دست و پا مین ہو تیرے رچی ہوئی
حور و پری بھی رشک سے جسپر نثار ہو
لب پر تو لب دھرے ہوے ہون ہاتھ مین ہاتھ
اب دیکھیے یہ آرزو کب آشکار ہو

اب نامہ تمام ہے نرگس کے پھول بھیجے کا انتظام ہے کہ انکو آنکھین ہماری سمجھنا اور اپنی انتظاری سمجھنا غرضکہ دونون شہزادون نے نامہ تیار کرکے آرام کیا جسوقت کہ قاصد یعنی مرغ زرین مہر مثل مرغ منور نامہ خطوط اشعاع لیکر جانب شاہد شب چلا اور یک قمر منزل تمام کرچکا کہ نظم

رقم یہ خط کا مضمون ہو چکا تھا — فلک پر مہر قاصد بنکے پہونچا
شگاف مشرق گردون سے اکبار — ہوا خورشید شکل حرف اظہار

دم سحر عیار ایسج دل لیکر آیا شہزادہ نے نامہ آمین رکھا اور ساحر مذکور کو بلایا خلعت دیکر فرمایا کہ اس کبوتر کو ملکہ بلور نے بہت پسند کرکے ملکہ کو تسلیم کہی ہے اور یہ ہدیہ محقر ہے تم ملکہ بلور کیطرف سے یہ عطردان اپنی ملکہ کو دینا اور راہ مین اسکو نہ کھولنا ورنہ ملکہ تمکو بیزار ہوکر رنج پہونچائینگی ورنہ میرے بھی رنج کا باعث ہوگا یہ راز بادشاہان ہے اسکا اخفا کرنا واجب ہے اسنے وہ دل لیا اور خدمت ولیعہد مین آیا یہان بھی شہزادے نے نرگسدان دیکر اسکے کھولنے کی نسبت تاکید بلیغ فرمائی اور خلعت دیا ساحر مذکور وہانسے دربار مین آیا امیر نے خیریت یہانکی بہر عمرو لکھ دی بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت فرمایا ساحر مذکور نے لشکر مین آکر نفیر بجائی جملہ ساحر سوار ہوے اور محافہ زوجہ طائر کا لیکر بحفاظت تمام چلے یہ تو بخیر و خوبی بعد قطع راہ طلسم کوکب کی بجاہ مین پہونچے آہن نے فوج کو جانب قلعہ خود روانہ فرمایا اور زوجہ طائر کو لیکر خدمت ملکہ بران مین آیا نامہ امیر عمرو کو دیا اور دل ملکہ کے سامنے پیش کیا نرگسدان مخمور نے پایا بران نے زن طائر کو حوالہ شوہر کیا اور آہن کو خلعت دیکر سرفراز فرمایا اور جانب قلعہ بھیجا آپ علیحدہ جاکر عطردان کھولا نامہ عاشق پاکر سینے پر رکھا اور پڑھکر رو دیا ادھر مخمور کا بھی یہی حال ہوا یہ دونون یاد محبوب مین بیقرار ہین مگر کیفیت فوج سحر نگاہ سنیے کہ لاش اپنے مالک کی اٹھا کر جو سمت طلسم بھاگی ادھر سے قہر نگاہ مان اُسکی آتی تھی کیونکہ حکم افراسیاب سے پہلے بیٹے کو بھیجا تھا پھر آپ چلی تھی چنانچہ جب اس نے مردان لشکر کو نالان و گریان دیکھا حال پوچھا معلوم ہوا کہ بیٹا میرا مارا گیا پس آتش رنج سے سینہ کباب ہوا دل بیتاب ہوا جملہ ماجرا اس کے مارے جانے کا دریافت کیا اور رو پیٹ کر لاش تو اپنے ملک کی جانب بھجوا دی اور آپ وہان سے خدمت لقا مین آئی حسب دستور لشکر اُسکا چترا لوگ اسکو تعظیم تمام سامنے لقا کے لائے اسنے سجدہ کیا نذر دی خلعت ملا یہ نگل پر بیٹھی بختیارک

اُسکے بیٹے کو یاد کرکے رونیلگا کہ افسوس کیا جوان تھا ہائے ناشاد دپر ارمان مارا گیا ہائے معشوقہ سے ہنسنے بھی نپایا ساحرہ اسکے
بیان پر زار زار روئی اور کہا ملک جی دیکھو تو مین کیا آفت ان مسلمانون پر لاتی ہون یہ کہکر وہانسے اُٹھی اور اپنی بارگاہ مین آکر سحر تیار کرنے لگی
جب وہ وقت آیا کہ ساحرہ شب ردائے سیاہ غم آلودگان کیطرح اوڑھے ظاہر ہوئی اور رنگ رخسارہ قمر سفید نظر آیا کہ بیت سیہ پوش
آج ہے کیون شاہد شام ٭ کہین پیدا نہین تارونکا ہی نام ٭ ساحرہ شام کو خدمت خداوند مین آئی اور طبل جنگ بجنیکی درخواست
کی اس مرتد نے حکم دیا کہ بجے طبل رزمی بموجب حکم کوس حربی گڑگڑایا خبر دریافت کرکے ہلکارون نے آنا ساحرہ کا اور طبل بجوانا خدمت بادشاہ
اسلام مین بیان کیا یہان بھی طبل بجادلاور دمین وہی سامان ہونے لگا جو ہر جنگ کیلیے ہوتا تھا تیروسنان آبدار ہونے لگے صیقل خنجر و تلوار
ہونے لگی ادھر ساحرون مین ڈمرو بجا ہوم ہونیلگا لونا چماری کی پکار ہوئی اور راگیار ہوئی مبارزات جوہر اسلحہ صاف کیا کیے نعرے شجاعت
کے دم جرأت کے بھر لیکیے آخر بیم شمشیر دلاوران سے کلیجہ شب کا دو نیم ہوا اور شعلہ آہ کی صورت آفتاب دل کوہ خاور سے نکلا کہ بموجب نظم

جو گزری رات کی ساری کہانی
تو نکلا شہسوار آسمانی
سراپا جوشن زرین سے پر نور
شعاعون سے مسلح چشم بد دور

صبحدم مبارزان جلادت نشان جانب میدان روان ہوے امیر مسجد سے مسلح ہوکر آستان شاہ ذیشان پر آکے شہنشاہ گیتی ستان جب
برآمد ہوے سرداران رستم توان بہر تسلیم جھکے اور قلب لشکر مین تخت شاہ شاہان لیکر چلے جب وارد دشت قتال ہوے آمادہ جنگ و
جدال ہوے آمد سے دونون فوجون کی روے ہوا کرۂ خاک تھا سقون نے پانی چھڑک کر عارض عرض غمناک بنایا بیلدارون نے
غار و مغاک برابر کیا صفین جمگئین نقیب کی صدا پر فوجین شورش سے تھم گئین لقا فیل پر سوار قلب مین لشکر کے قائم ہوا ساحرونکا پرا جما
قہر نگاہ اجازت حرب لیکر آگے بڑھی اور خدا پرستون کو پکاری کہ کون تم مین سے ارادہ جنگ رکھتا ہے آئے میرے سامنے ادھر سے
ہلیل جنگ عراقی بادشاہ ملک عراق زمرۂ تاجدران سے مرکب پری پیکر اڑا کر سامنے شاہ ہفت کشور کے آیا پایہ تخت چوم کر اجازت
خواہ ہوا بادشاہ نے سپرد خدا فرمایا یہ بہادر مرکب تمیز فرماکر روبرو ساحرہ بدگہر گیا اور طالب ضرب ہوا اُسنے جھولی سے اپنی ایک چھڑی گلاب
کی نکالی ور افسون پڑھکر اُس بہادر پر ماری وہ چھڑی اسکی لاور کے دامن زرہ پر لگ کر گھوڑ لیکے لگی کہ گھوڑا تو پتھر کا ہوگیا اور پہلوان زمین سے
اونچا ہونا شروع ہوا اور سب نے دیکھا کہ ایک رسن مشرق سے مغرب تک تنی ہے اور اس مین چھینکے لٹکے ہین چنانچہ چھینکون مین سے ایک چھینکے مین یہ
پہلوان جاکر لٹک گیا اور اس ساحرہ نے بعد نصیب ہی سرداران ملک عراق یکے بعد دیگرے جانے لگے اور چھڑی کھاکر بسان بازیگران
چھینکون مین لٹکنے لگے یہانتک کہ قریب تیس آدمیونکے جاکر اسیر رسن ظلم ساحرہ ہوے اسوقت لشکر اسلام مین صف سست چپ کے تمام علم
جلوہ گری پر آئے ستر سو جوڑی نقرئی وطلائی نقاران شتری فیلی پر چوب پڑی شہزادہ قاسم خاوری نے مرکب شبرنگ سے جبین کو صف سے
نکالا سوار پیادہ ہوکر رکاب مین چلے شہزادے نے سبکو ٹھہرا کر سامنے بادشاہ کے آکر اجازت حرب مانگی شاہ نے جام کلۂ عفریت دیا
اور خلعت دیکر رخصت فرمایا شہزادہ مرکب اڑا کر سامنے ساحرہ کے آیا اُسنے وہی چھڑی لگائی شہزادہ کا مرکب اندلیسکہ طلسمی تھا پتھر کا نہوا
اور شہزادہ کے پاس تیغ سحر کش ہے اسپر بھی سحر نے اثر نہین کیا اور اُسنے مرکب بڑھا کر تیغ سحر کش ساحرہ پر لگایا وہ قمچیہ ڈر سے اڑ گئی اور
اثر در تیغ سحر کے پڑنے سے جلگیا لیکن ساحرہ نے ایسا سحر پڑھا کہ جہان کالا ہوگیا شہزادے کے اسلی اندھیرے مین ہزار اسلح تیلا زمین
سے نکلکر لپٹ گیا اور تیغ ہاتھ سے چھوٹ گیا اوپر ساحرہ پنجہ تیار جو گری انکو بھی اٹھا لیگئی اور چھینکے پر لٹکا دیا اور وہ اندھیرا موقوف ہوا

لشکر اسلامیان نے شہزادہ کو قید دیکھا پس امیر نے چالاک سے فرمایا کہ میدانکو قرق کرا لی مین خود جاؤنگا اسنے تیر کو یہ تاب کیا کل علم جلوہ گری پر آئے ساحرہ نے معلوم کیا کہ ابکی امیر مقابلہ مین آئینگے کیونکہ بختیارک نے سب آئین اسلامیان اسکو بتلادیے ہین پس جب اسنے آمد امیر دیکھی طبل بازگشت بجوادیا اور لشکر لیکر پھری لشکر اسلام بھی مراجعت فرما ہوا اور اپنے مقام پر آکر ٹھہرا بادشاہ داخل شبستان ہوے کیونکہ وہ دن گذر چکا تھا اور یہ دن بھر کے تھکے تھے کہ بیت شگفتہ دل وہ شہ آیا محل مین + کہ آیا مہری سے حمل مین + غرضکہ لشکری تو آرام پذیر ہین مگر عیار فکر عیاری مین چلے اور شاپور عیار صورت ایک پریزاد کی بنا گیسوان مشکی کو رخ پرنور پر سنوار اشام اودھ نے صبح بنارس پہ سایہ ڈالا پیشانی کے روبرو تجمل ماہ آسمانی مین ابرو دلستانی مین طاق آنکھیں ہرنی مین مشاق دہن تنگ کے سامنے کوزہ قند و نبات چھپا چشمہ سکندر ہے آبرو خلاصہ یہ کہ از سرتا پا قد بالا قیامت کا کہ

ابیات

لب گلرنگ رشک حسن مرجان
ہر اک انداز تھا اسکا نرالا

تصدق اسپہ تھا لعل بدخشان
عروسانہ بدن پر اسکے پوشاک

قیامت تھا سراپا قد بالا
قمیص یوسف آگے اسکے صد چاک

مرصع سر سے پا تک زیور نور
سراپا حسن رشک شعلۂ طور

ایک چادر سفید از سرتا پا اوڑھکر قریب بارگاہ قہر نگاہ آیا اور سناٹا مار کر بارگاہ کا سراچہ پھاند کر صحن بارگاہ مین اترا یہان ساحرہ موجود نہ تھی بارگاہ لقا مین فتح کا جشن تھا وہان ناچ دیکھنے اور شراب خواری مین مصروف تھی یہان آسایش جادو نام سپہ سالار انتظام آسائش و آرام کر رہا تھا اس عورت کو دیکھکر قریب آیا اور مستفسر حال ہوا اس زن نقلی نے کہا کہ مجھکو شاہ جادوان نے بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ تنہائی مین قہر نگاہ سے میرا پیام کہنا بدین لحاظ مین بارگاہ خداوندی مین نہین گئی پس تم انکو جاکر بلا لاؤ مین یہان ٹھہری ہون سپہ سالار اسکی صورت دیکھکر دیوانہ ہوا اور بلا نے چلا اور بارگاہ لقا مین آکر کان مین ساحرۂ مذکور کے کہا کہ چلیے ایک پریزاد طلسم کو افراسیاب نے بھیجا ہے وہ تخلیہ مین کچھ کہیگی اسلیے یہان نہین آتی ہے آپکو بلاتی ہے ساحرہ نام شاہ طلسم سنکر جلد اٹھی کہ اسکی عرضی عتابانہ دستخط ہوئی تھی وہ اپنی بارگاہ مین آئی پریزاد کی خاطر کرکے بٹھانا چاہا اسنے کہا مین ٹھہرونگی نہین یہ نامہ لو اور جواب دو اسنے نامہ لیا اور مہر بادشاہ کی دیکھکر سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا پھر وا کرکے پڑھا لکھا تھا کہ ہمکو تیرے بیٹے کے مرنیکا بہت رنج ہوا اور کتاب سامری دیکھکر سب حال معلوم کیا ازبسکہ سلمان زبردست ہین تو ہمکو خیال ہوا کہ تجکو کوئی گزند نہ پہونچے بدین وجہ ہمنے ایک کمند طلسمی اس پریزاد کے ہاتھ بھیجی ہے خاصیت اسکی یہ ہے کہ حریف کو باندھ لیتی ہے تو اس پری سے ترکیب اسکی کیلیے مین پوچھ لینا اور وقت مقابلہ حریف کو اسی سے باندھنا حمزہ مالک اسم اعظم بھی اسمین بندھ جائیگا کیونکہ یہ کمند جادو کی نہین ہے بانیان طلسم نے اسکو بنایا ہے یہ مضمون نامہ کا پڑھکر خوش ہوئی اور اپنے سپہ سالار سے کہا کہ تم باہر جاؤ مجھکو اس پری سے ایک بات کہنا ہے سپہ سالار باہر جاکر کرسی پر بیٹھا بارگاہ مین تخلیہ ہوا لیکن بارگاہ لقا مین جب سپہ سالار ساحرہ کو بلانے گیا تھا تو بختیارک نے تھا بعد کچھ دیر کے وہ آیا اور ساحرہ کو اسنے نہ پایا پوچھا کہ ملکہ کہان ہین ساحرہ کے ملازمون نے کہا کہ سپہ سالار اسطرح سے بلا لیگئے ہین اسنے حال سنکر منھ پیٹا اور پکارا کہ ہاے مار ڈالی گئی یہ کہتا ہوا بارگاہ سے نکلکر جانب خرگاہ ساحرہ دوڑا وہان ساحرہ نے تخلیہ کرکے پریزاد سے پوچھا کہ کمند مجھکو دیجیے اور ترکیب بتائیے پریزاد نے ایک کمند ریشمی نکالکر دی اور کہا اسکا حلقہ اپنی گردن مین ڈالکر سرا اسکا میرے ہاتھ مین دو اور جو ترکیب مین کرون اسکو خیال مین رکھو ساحرہ نے حلقہ کمند گردن مین ڈالکر سرا اسکا پریزاد کو دیا اسنے زور سے

جھٹکا مارا کہ کمند گردن میں پڑی ہوئی تمام اسکا فنا ہوا اور پھر تحیر بھڑا اٹھا اسی اثنا مین بختیارک بھی بارگاہ پر آگیا سپہ سالار نے اُس سے پوچھا کہ ملکہ کہان مین
اُسنے بھی حال پریزاد کا کہا اسنے کہا وا اسے ستم مفت ہلاک ہوئی یہ کہکر اندر چلا شاپور بھاگ کر ساحرہ کو بیہوش کرچکا تھا قتل کیا ہی چاہتا
تھا کہ اسکی آواز سنکر سمجھا کہ ساحرہ کو قتل نکر سکوگے اور ایسا نہو کہ تم پھنس جاؤ یہ سمجھکر ساحرہ کو پیٹھ پر لاد کر سراچہ چاک کرکے پشت بارگاہ
کیطرف سے بھاگا بختیارک نے اندر آیا کسی کو بھی نپایا سراچہ چاک دیکھکر سپہ سالار کو پکارا کہ اے اندھو جلدی دوڑو وہ لیگئے ساحرہ اٹھاکر
ہر سمت دوڑے اور لینا لینا کا غل ہوا شاہ پور اتنے عرصہ مین سر پر پاؤن رکھکر بھاگا کہ صحرا مین نکل آیا اور چھپ چھپا کر حریف کی نظر بچا
کر پھر آئے یہ ساحرہ کو لیکر لشکر مین آیا اور اتفاق سے امیر بعد عبادت خدائے قدیر بارگاہ سلیمانی سے نکلکر اُس خیمہ مین جو مثل صومعہ کے
الگ استادہ کرایا ہی داخل تھے کیونکہ مسجد کے پاس مین نمازی آتے جاتے ہین آپ ذکر خدا چھپکر فرماتے ہین چنانچہ شاپور اُسی خیمہ مین ساحرہ کو لایا
اور سامنے امیر کے رکھدیا آپنے فرمایا کہ اسکو ستون خیمہ سے باندھکر سوال اسلام کرو عیار مذکور اسی خوشی مین آیا کہ زبان ساحرہ مین
سوزن بھی نہ دیا باندھکر ہوشیار کردیا ساحرہ نے جو آنکھ کھولی امیر کو بیٹھے دیکھکر چپکے چپکے سحر پڑھنے لگی امیر ہدایت فرما رہے کہ اے
ملکہ لعنت کرا دیان باطلہ کو سامری و جمشید وغیرہ سب بندے خدا کے ہین خدا تعالی وحدہ لاشریک ہی امیر تو وعظ و پند فرماتے تھے
اور ساحرہ سحر کر رہی تھی اس غفلت مین ایسی تاثیر سحر ہوئی کہ امیر کی طبیعت پر غلبہ نسیان ہوا اور بیہوشی طاری ہوئی ساحرہ نے بزور سحر
کمند جلادی اور اڑکر بالائے ہوا گئی پکاری کہ اے مسلمانان خبر لو حمزہ کی کہ مین نے اسم اعظم بھلاکر کام انکا تمام کیا یہ صدا جب کسی نے سنی
دوڑا اور ساحرہ بارگاہ لقا مین آئی بختیارک نے بڑی خوشی کی لقا نے کہا کہ اے بندی قدرت ہمارا فضل تیرے شامل حال تھا جو
تو بچ آئی ہمنے تقدیر تیرے مرگ کی نہین کی تھی اب تجھکو کوئی مار نہ سکیگا ساحرہ نے سجدہ شکر اس مردود خدا کو کیا ہزار ہا روپیہ کا
تصدق ساحرون نے اتروایا یہان شاپور اور دیگر سردار امیر کو بارگاہ سلیمانی مین لائے وہان بیہوشی تو امیر کی جاتی رہی مگر اسم اعظم
یاد نہ آیا ناچار خاموش ہو رہے اور شاپور کو بڑی ندامت ہوئی کہ تو ناحق ساحرہ کو سامنے انکے لایا اور یہ غفلت کی کہ سوا اسکی زبان
مین ندیا بس چلکر ساحرہ کو مار اور جبتک اسکا کام تمام نکرلے لشکر مین کسیکو منھ نہ دکھا یہ تجویز کرکے روانہ ہوا وہان ساحرہ تا دیر بارگاہ
خداوند مین ٹھہر کر اپنی بارگاہ مین آئی اور سبکو بجز عیاران بارگاہ سے نکالدیا اور زمین پتھر کیطرح سخت کرکے گرد بارگاہ و بالائے ہوا سب
سحر بند کرکے آرام پذیر ہوئی مگر سپہ سالار اسکا جو بارگاہ سے نکلکر اپنے خیمہ کیطرف چلا شاپور تو فکر عیاری مین لگا ہوا تھا اور ہر طرف
پھر رہا تھا سپہ سالار مذکور نے اسکو دیکھا از بسکہ دھوکا کھا چکا تھا غیر شخص کو دیکھکر پیچھے دوڑا عیار مذکور بھاگ کر بہت جلد کسی غار
مین چھپا سپہ سالار ڈھونڈھکر پھرا تھا کہ راہ مین اسکو ایک فقیر ملا چار ابرو کا صفایا کیے کشکول گدائی تسمہ مین ڈالے جھولی سنبھالے
رومال چھڑی ہاتھ مین لیے تہمد باندھے صدا لگاتا آتا ہی اسنے خیال کیا کہ اتنی رات گئے درویش کا کیا کام ہی جو آیا ہی یہ بھی معلوم ہوتا
ہے کہ کوئی عیار ہی یہ سمجھکر پکارا کہ ٹھہر ہاتھ بڑھا لا مگر ٹھٹکا اسکے رکنے سے فقیر بھی اپنی الف سمجھ گیا کہ اسنے تجکو عیار جانا پس یہ جانکر پکارا کہ
کیون بچا فقیر کیطرف سے یہ بدگمانی بابا ہمکو تو عیار جانتا ہی اور سوچتا ہی کہ فقیر اتنی رات گئے نہ آیگا اے خردمند فقیر کی موج جسوقت جی
چاہا نکل آیا اور آیا بھی ہی تو کچھ تیری خدمت کریگا نقصان نکریگا اچھا جو تو ناراض ہوتا ہی تو جا بابا ہو فقیر چلا یہ کہکر پھرا تھا کہ سپہ سالار
نے دلسے کہا یہ بیشک سامری کا پیارا فقیر ہی جسنے دلکی بات بتادی اسکو منت کرکے روکنا چاہیے پس یہ سمجھکر دوڑا اور شاہ صاحب
کے آگے کھڑا ہوا کہنے لگا کہ مجھسے خطا ہوئی اب آپ میرے خیمہ مین چلیے فقیر نے کہا بابا عیار تجھکو دھوکا دیگے مین تجھ تھوڑی خاک اپنی

دھوتی پہر کی جھکو دینے لایا تھا کہ اسکے کھانے سے تو عیار کو پہچان لیگا بس یہ خاک لے اور جا چین کر یہ کہکر تھوڑی خاک اسکو دی اُسنے وہ پھانکی وہ خاک نری بیہوشی ہے اور یہ سیار وہ عیار ہے جو فقیر بنا ہوا ہے غرضکہ وہ خاک پھانک کر بیہوش ہوا عیار نے زبان میں اسکی سوزن دیا اور باندھکر اپنے لشکر میں لاکر قید کیا اور آپ اسکی ایسی صورت بنکر لشکر ساحران میں گیا بقیہ شب بستر سپہ سالار پر بسر کی جب وہ وقت آیا کہ عیار رنگریز فلک نے صورت اپنی بدلی اور سیہ چہرگی سے رخ اپنا نورانی بنایا کہ **ابیات**

ستارون پر بلا لائی سپیدی چلا مشرق سے جیب خیاط افلاک	رخ افلاک پر آئی سپیدی ہوا جیب سحر دامن تلک چاک

صبحدم ساحرہ نے اٹھکر ایسا سحر پڑھا کہ ایک طائر اڑتا ہوا آیا اسکو پکڑ کر شیشہ میں بند کیا اور کہا اے سحر کے بیر و میں نیت کرتی ہون کہ جبتک یہ شیشہ نہ ٹوٹے حمزہ کا اسم اعظم نہ چھوٹے یہ کہکر وہ شیشہ اٹھا کر جھولی میں رکھا اور جھولی کو گلے میں ڈال لیا پھر جانب بارگاہ لقا روانہ ہوئی وہ گبر بھی آکر تخت پر بیٹھا تھا کہ اُسنے آکر سجدہ کیا اور ڈنگل پر بیٹھی عرض پرداز ہوئی کہ رات کو مین نے اسم اعظم حمزہ کو بھلا دیا ہے پھر دیر کرنا کیا ضرورت ہے اسیوقت طبل یورش پر چوب پڑے اور لشکر تیار ہو ن مین سبکو گرفتار سحر کرون لشکری ہر ایک کا سر کاٹ لین لقا نے یہ باتین سنکر کہا کہ مین نے کئی ہزار برس پیشتر اسوقت سے یہی تقدیر کی ہے ساحرہ نے یہ سنتے ہی نفیر سحر بجائی ساحرون مین کمر بندی ہونے لگی ہرکارے جلد بارگاہ اسلامیان مین آئے بادشاہ عالم پناہ سریر جہانبانی پر آکر جلوہ فرما ہوئے تھے سردار آتے جاتے تھے کہ ہرکارون نے خبر طبل یورش بجنے کی اور اسم اعظم بند ہونیکی عرض کی بادشاہ نے بھی حکم دیا کہ طبل سکندری بجے اور فوج تیار ہو بنا برحکم محکم بادشاہ ستودہ شیم چالاک نقارخانہ مین گیا اور طبل جنگ بجا لشکر مین کمر بندی ہونے لگی کوس و بوق بجنے لگے بہادر ہتھیار تن پر سجنے لگے امیر کا اسم اعظم ہرچند کہ بند ہے مگر حرز ہیکل پہنے ہین اسوجہ سے ہوش و حواس درست ہین خبر شورش سیاہ حریف گمراہ سنکر آپ بھی مسلح و مکمل ہوکر اشقر پر سوار ہوئے اور جانب رزمگاہ چلے بادشاہ بھی مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر بیٹھکر با فوج کثیر روانہ ہوئے اسوقت لشکر کی عجب آن بان تھی دلاورون کی والاشان تھی ایک طرف سے لندھور فیل میمونہ پر سوار نولاکھ ہندی ساتھ لیے ایک سمت کو مالک اژدر نے اسی ہزار نیزہ دار سے لشکر کو رونق دیے اسی ہزار نیزون کے سائے مین بہادرونکا چلنا گویا شیرونکا نیستان مین پھرنا تھا کہین کماندار پشت پر کمانین لگائے تھے یا برج قوس مین بہرام آگیا تھا خنجر گذارونکو دیکھکر برج دوپیکر تھرا گیا تھا بادشاہ [illegible] تھے کہ **ابیات**

زور یا بدر یا سپہ گستر ید زمین سرخ شد آسمان گشت زرد	ز لشکر کسے روے ہامون ندید بر آمد سپہ بر سپہ بوق و کوس	ز لشکر چو گرد اندر آمد بگرد زمین آہنی شد ہوا آبنوس

تو گفتی کہ گردون بپر دہے	زمین از گرانی بدر دہے

اسی شوکت و شان سے کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ ساحرہ اژدر پر سوار پس پشت بارہ ہزار ساحر نابکار سامنے سے ظاہر ہوئی ڈمرو اور نفیر کا غل تا بفلک جاتا تھا ناقوس کی آواز سے ہندچے فلک خوف کھاتا تھا شعلہ آتش کے وہان ساحرانسے نکلتے تھے اژدر سحر کے زہر اگلتے تھے ایک سمت سے لقا فوج بیقیاس لیے ہاتھیون کو زنجیر بند کراکر تخت کھوائے خوصی مین شیطان کو بٹھائے آکر ٹھہرا اور صفین جمنے لگین ساحرہ کو تو منظور تھا کہ آج ایک ہی سحر مین سبکو غارت کردون اسوجہ سے اژدر اڑا کے آگے بڑھی اور

زبان بنصیحت کھولی سپہ سالار کی صورت بنا ہوا عیار بھی ایک ساحر سے اژدر ے کر ساتھ آیا ہے وہ ترتیب ساحر ... حضرت ... اور ساحرہ کے
بھی قتل کی فکر کرتا جاتا تھا کہ یکایک ساحرہ نے پکار کر کہا کہ اے بندگان خدا و ملاب ... کچھ نہیں گیا ہے اگر خداوند باختر کو سجدہ کرو تو مین
خطا تمھاری معاف کردون ورنہ آج تم سب مٹجاؤ گے جان سے بجا رہے جاؤ گے کیونکہ اسم اعظم تمھارے ... تم سب کو ... تھا سو وہ دیکھو
مینے بند کیا ہے یہ کہکر بقدرت خداے اکبر اسنے شیشہ جھولی سے نکالا اور ہاتھ بلند کرکے دکھایا کہ دیکھو ... اسم اعظم بند کیا ہے اب یک ہی
سحر مین تم سبکا خاتمہ ہے اسنے تو ہاتھ کو بلند کیا لشکر اسلام سے مقبل جو شست رمین بل کو تیر سے اڑا دیتا ہے پس پشت امیر اپنی فوج
لیے کھڑا تھا بس تیر کمان پر رکھکر ہاتھ ساحرہ کا بلند ہوتے ہی نشانہ لگایا کہ وہ تیر آتے ہی شیشہ پر پڑا اودھر سے سیارہ جو
سپہ سالار بنا کھڑا تھا اسنے پتھر مارا کہ شیشہ چکنا چور ہوا اور شرط ساحرہ جو کسی ... جبتک شیشہ نہ ٹوٹے اسم اعظم نہ چھوٹے چنانچہ
شیشہ کے ٹوٹنے سے وہ شرط باطل ہوئی وہ جانور نکلکر چلگیا اسم اعظم امیر کو یاد آیا اور قدرت حقتعالی جلشانہ دیکھیے کہ پتھر جو عیار
نے مارا تو ساحرہ اسکی طرف دوڑی اور ایسا گھبرائی کہ سحر سے گرفتار کرنا بھول گئی بس جب عیار پر چلی وہ سمت لشکر اسلام بھاگا یہ بھی
ادھر ہی چلی لشکر ساحران نے جانا کہ ملکہ ہماری حملہ آور ہوئی کسیکو بھی لینا لینا کہکر چلے فوج کو دیکھکر اہل اسلام نے بھی گھوڑے
اٹھا دیے اسوقت تو لقا نے بھی حکم جنگ یا سپاہ چارسو سے گھرآئی لیکن ساحرہ اژدر پر سے اترکر بلند ہوئی تلاش عیار کرنے لگی عیار
تو جاکر کہیں چھپ رہا مگر لشکر اسلام تھا وہان سپہ سالار اسکا جو عیار کی قید مین تھا ایک خیمہ مین اسکو مقید نظر آیا چند آدمی کے پہرے
مین قید پہنے بیٹھا تھا بس اسکو قید دیکھکر پنجہ بنکر جو گری زنجیر وغیرہ سحر سے دور کرکے اٹھا لیگئی اور اپنے لشکر مین آئی یہان تلوار
چل رہی تھی اسنے اسکی زبان سے سوزن نکالکر چھوڑ دیا اور آپ آکر لڑنے لگی اتنے عرصہ مین یہان لاشونکے انبار تھے نوجوان جان
دینے پر تیار تھے عروس مرگ سے بہت ہمکنار تھے کس خوشی مین دست و پا مین خون کی مہندی لگائے زخمون کے ہار پہنے خلعت
شاہانہ بر مین کیے شاہد اجل کے گلے مین ہاتھ ڈالے جوانی کی نیند مین بستر خاک پر لگائے رات بھر کے جاگے سو رہے تھے خواب عدم
مین ماتے ہو رہے تھے وہ تلوار بھڑ کر چلی تھی کہ نوک مژگان سے بھی یقینی کارزار تھا اجل کا گرم بازار تھا امیر کا نعرہ شیرانہ بلند
تھا اور ساحرونکو زیر تیغ رکھ لیا تھا قہر نگاہ نے ہزارون طرح کا سحر کیا تھا کہ مین امیر پر غالب آؤن امیر کے وردِ زبان اسم اعظم
تھا کسی سحر نے اثر نہ بخشا ناچار اژدر بنکر سامنے آئی اور چاہا کہ نگلجاؤن امیر نے اسم اعظم پڑھکر تلوار لگائی کہ سر پر بیٹھکر دم کیطرف
سے نکلگئی العیاذ باللہ اسکے مرنے سے وہ صداے مہیب آئی کہ دنیا دہل گئی ساحر بھی ہجوم کرکے ٹوٹ پڑے کہ قاتل بچکر نجائے ادھر
فوج لقا نے یورش کیا پھر تو ہواے خزان گلشن مبارزان مین چلنے لگی سر ہمرنگ برگ خزان دیدہ گرنے لگے سبزہ روش سبزہ آغاز
مرکر پامال ہوتے تھے شمشیر جانستان نخل قامت کیلیے کار تیشہ کرتی تھی سر صرصر فنا چلتی ہوئی دم سرد بھرتی تھی تلوارونکی چمک موج
انہار گلشن تھی بوے گل کیطرح روانی توسن تھی کہ

نظم

چو از گردش نیزہ اندر نہاد
چنین تابسے سرکشان رانگشت
بر آن نرہ دیوان پیغو نژاد
ہم انگاہ اندر گریز ایستاد
ہمی دوخت شان سینہا تا بہ پشت
بشد ر ویش اندر بیابان نہاد
پس اندر نہادند اسلامیان
بدان لشکر بیخرد ساحران

جب ساحرہ ہلاک ہوئی وہ چھینکے جنہین سردار ٹھگے تھے غائب ہوے اور سرداران نے دیکھا کہ زمین پر بیٹھے مین گھوڑے بھی جو تھم رہے

صورت اصلی پر آ گئے سردار رہا ہو کر لڑنے لگے یہانتک کہ لقا نے شکست کھائی وہ سردار جنکو قہر نگاہ نے قید کیا تھا مع سے ساحرہ کے قید سحر تو رفع ہوئی تھی مگر قید پریشان مین تھے جب پڑاؤ پر کے لوگ بھاگ گئے وہ بھی قید توڑ کر لڑنے لگے آخر لقا فرار ہو کر داخل قلعہ کوہ عقیق ہوا اہل اسلام قتل و غارت کر کے پھرے طبل آسائش بجا خیمہ گاہ برآ کر سب نے کمر کھولی آرام پذیر ہوئے اُدھر لقا بھی داخل دار الامارہ قلعہ ہوا اور ایک نامہ تہدید و عتاب افراسیاب کو اسنے لکھا کہ اے بندۂ غافل تو جسکو ہمارے پاس بھیجتا ہی وہ ایسا کبر و غرور ظاہر کرتا ہی کہ ہم اسکو غارت کرا دیتے ہین یہ دونون ساحر جو تو نے بھیجے تھے از راہ نخوت مارے گئے اب اور کسی ساحر کو ہماری مدد کیلیے روانہ کرو در صورت توقف اے بد دولت تجھ سے ناراض ہو کر جانب کوہستان چلے جاینگے یہ نامہ پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ ظاہر ہو کر اٹھا لیگیا یہ تو انتظار کمک مین بسر کرتا ہی اور لشکر اسلام آرام سے اترا ہوا ہی مگر اب حال بران بیان ہوتا ہی کہ نامہ مطلب پڑھکر تا دیر بیقرار رہی آخر سنگ صبر دل پر رکھکر جبر اختیار کیا اور بارہ دری سے نکلکر وزیر کو بلایا تخت طاؤسی اُسکے ہمراہ کر کے سترہ سو ساحر کو حکم دیا کہ ہمراہ تخت جائین اور تمام عملہ بادشاہی جائے ملکہ مہرخ کو باغ عیش سے لائے بنا برحکم وزیر و الاتدبیر جلوس سواری کا لیکر روانہ ہوا اس باغ مین مہرخ ملکہ بران نقلی کے پاس بفراغ خاطر مصروف عشرت ہی کہ یکایک نکا بجا سنائی دیا اور لمحہ بھر مین وزیر مرزان مندیل وزارت سر پر لیے در باغ پر جلوس چھوڑ کے سامنے آیا نذر دی پھر عرض کیا کہ چلیے ملکہ طلسم بران شمشیر زن نے آپکو بلایا ہی مہرخ حیرت مین ہوئی کہ ایک تو بران میرے پاس بیٹھی ہی اب کون بران نے بلایا ہی اسی سوچ مین تھی کہ اس نقلی بران نے ہنسکر کہا اے ملکہ تشریف لیجائیے کچھ تردد نفرمائیے چنانچہ مہرخ بھی رہنے والی طلسم کی ہی کچھ سمجھکر اٹھی اور در باغ پر ہمراہ وزیر آئی کہارون نے تخت طاؤسی حاضر کیا یہ سوار ہوئی سوار ہوتے ہی شتری فیلی نقارے بجے علم تمغے پھریرے کھلگئے بان بردار برچھی بردار خاص بردار قشون قشون آگے بڑھے سقے گلاب کیوڑے کا چھڑکاؤ کرنے لگے قرق زنجیر آگے کھینچنے لگی جال ادب کا پڑگیا کہ سراسر گوہر نگار تھام رہے عصائے نقرئی و طلائی لیکر دورویہ انتظام کرنے لگے نقیب نے صدائے ادب نقابت بلند کی چاؤش نے نعرۂ دورباش جو گردون کو دی ساحرون اور جادوگرنیون کے غول سحر کی سواریون پر سوار ہو کر جلو مین چلے ہزارہا گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے کئی سو پریزادان طلسمی گلبدن رشک چمن عہدے ہاتھون مین لیے تخت ملکہ کو گھیرے زر و گوہر سر پر نثار کرتی چلین وزیر مذکور چتر سر پر لگائے پس پشت کھڑا عرض و معروض کا اسے اختیار ملا تھا ہزارون طرح کے باجے آگے بجتے تھے کوس دہل بجتے تھے سواری اسطرح بہ آسائش نرمی کے ساتھ رواں تھی کہ جیسے گلشن مین باد بہار چلتی ہی سرو قامت شمشاد قد جلو مین وان چشم نرگس کیطرح دیدۂ روزگار اس بہار کو دیکھکر حیران کہ بمقتضائے

ابیات

فلک کو دیکھکر یہ شان و شوکت	سراپا ہو گئی تھی بسکہ حیرت	پریزادان زرین پوش ہمراہ
سمنبر گلبدن سب غیرت ماہ	خزانہ ساتھ مالا مال زر سے	بھری تھین جھولیان لعل و گہر سے
مصاحب اور رفیق اُسکے تھے ہمراہ	وہ تھے راہ سفر سے خوب آگاہ	طلائی ساز سے گھوڑے تھے تیار
جوانان تہمتن ان پہ اسوار	جواہر سے بھرا تھا دامن زین	گہر جھالر مین اسکے مثل پروین
ہزارون چوبدار اور خاص بردار	کمر بستہ پئے خدمت تھے تیار	

اسی تجمل و شان سے جب کچھ دور سواری بڑھی ایک قلعہ نظر آیا کہ بالکل چاندی کا بنا تھا اور قلعہ کھلا تھا بارہ ہزار سوار نقرہ پوش

کہ تمام لباس انکا چاندی سے مملو تھا وہانکا حاکم لیے بہر استقبال ملکہ موصوفہ آیا تھا جب سواری قریب قلعہ پہونچی اہل قلعہ نے سلامی اُڑائی بادشاہ نے بڑھکر نذر دی پھر اندرون قلعہ لیکر داخل ہوا تمام قلعہ کی عمارت چاندی کی بنی تھی ہر دوکان دلھن کیطرح سجاوٹ مین بنی سنوری تھی دوکاندار نہایت حسین لباس و زیور سے آراستہ دکانین سب چاندی کے فرش عمدہ سے پیراستہ گلیون سے مشک و عنبر کی خوشبو آتی دماغ جان بساتی آمد ملکہ سے تمام شہر آئین بند تھا حسن آرائش مین مہر و ماہ سے دوچند تھا ہر جگہ حسن خیز ہر مکان دلاویز پرپوچکا جا بجا جادو سودے والی عورتونکا بتاؤ پرستان کا ایسا نقشہ سراسر طلسمی کارخانہ تھا ملکہ وہانکی کیفیت ملاحظہ فرماتی چلی جاتی سواری کی کیفیت دیکھنے خلقت چلی آتی زر و جواہر و گوہر لٹتا تھا صداے طرقوا پیدا اسیطرح اُسکے دوسرے ناکے سے سواری نکلکر آگے بڑھی شاہ نقرہ پوش مع اپنی فوج کے ہمراہ آیا یہانتک کچھ دور بڑھکر قلعہ ہفت رنگ دکھائی دیا اس قلعہ مین گوکہ ملکہ بران رہتی ہے لیکن انتظام قلعہ ملک ہفت رنگ جادو کے سپرد ہے ملکہ موصوف تو کل طلسم کی مالک ہے یہان عیش و نشاط کیا کرتی ہے جو کوئی ایسا ہی کام ہوا کرتا ہے وہ معرفت قلعہ دار مذکور کے سامنے ملکہ کے پیش کیا جاتا ہے وہ حکم دیتی ہے ورنہ عیش و عشرت سے مہلت اسکو کب ہے ملک کے جھگڑے سے کیا مطلب ہے الحاصل ہفت رنگ جادو قلعہ سے نکلکر ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے برائے استقبال ملکہ مہرخ آیا تھا اور قلعہ بھی وہ نہین ہے کہ جدھر سے عمرو کو بلوایا تھا اور سمت کا دروازہ ہے ہزارہا ساحر فصیلہاے قلعہ پر استادہ ہین نوبت نقارے بجتے ساحر اور ساحرہ جھولیون مین پھول جواہر کے بھرے نثار کرنے کو کھڑے ہین جب سواری قریب دروازہ آئی قلعہ دار کی پہلے نذر گذری پھر افسران لشکر نے نذر دی پلٹنون اور رسالون مین وردی بجی اہل قلعہ نے پھول نچھاور کیے اوپر سے پھول کیا گرتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ پھولون کا مینھ برستا ہے خوشی کے شادیانے بجتے ہین غرضکہ سواری داخل قلعہ ہوئی اس قلعہ کی تعریف بروقت داخلہ عمرو بیان ہو چکی ہے مکرر لکھنا ضرور نہین ملکہ مذکور نے تمام قلعہ مینو سواد بہشت نژاد دیا یا بہت آباد پایا رعایا کو دلشاد دیا یا مکانات جواہر کی پچی کاری کیے ہوے قصر فریدون سے بہتر بنے ہوے اہل حرفہ و پیشہ مرفہ الحال ساکنان شہر حسین و صاحب جمال خوش وضع و خوش اخلاق و صاحب کمال دکانین کھلین شہر مین رونق و تزئین ہر گلی و کوچہ مین خلقت کا ہجوم سواری دیکھنے کی دھوم سر راہ دکانین اور گلیون مین مردمان شہر کا مجمع کمرون اور کوٹھون پر عورتون کا دیکھنا ہر طرف گھما گھم صغیر و کبیر شاد و خرم غرضکہ شہر سے پھر کر دولتسراے بران پر سواری آئی بران اپنی جگہ پر بیٹھی تھی کہ سحر نے آمد سواری کی خبر دی اُسنے خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا چلیے مہرخ کی سواری قریب آئی ہے چلکر لے آئین عمرو یہ سنکر اٹھ کھڑا ہوا ملکہ کے ہمراہ اور سب شہزادیان و عزیزداران شاہ کوکب بھی روانہ ہوے ملکہ مجلس و سہیل و اختر بن سہیل و عمران جادو وغیرہ ساتھ ہو کر دروازہ پر دار الامارۃ کے آئے وہان انتظام سواری دیکھا مہرخ نے بھی بران کو دیکھکر فی الفور تخت سے کنارہ کیا جب اُتر پڑی بران آگے بڑھکر بغلگیر ہوئی اور لیکر چلی یہانتک کہ اسی دار الامارۃ مین ایک طرف کو ایک دروازہ علاوہ اس دروازے کے لگا تھا کہ جسمین سے ملکہ بران خواجہ کو لیکر آئی ہے چنانچہ اسمین زمین پردہ عمدہ پر زر پڑا تھا وہ چرخی پر کھچا ملکہ مکان عالیشان مین مہمانونکو لیکر داخل ہوئی ڈیوڑھی پر مجلدار بیٹھی تھی ہزارہا قلعہ ماقنی ترکن حبشن پہرے پر تھی سبنے تسلیم کی ملکہ داخل قصر ہوئی عمرو نے دیکھا کہ یہان بھی خانہ باغ بنا ہے وہ جگہ نہین ہے کہ جہان مجھکو ملکہ نے اتارا ہے اسی باغ مین وہ بہار ہے کہ بہار گلزار بہشت صدقے ہر بار ہے کیا صفت اس چمنستان پر فضا کی بیان ہو یہ اشعار تعریف مین کافی ہین

نظم

بہار موسم گل کی تھی آمد
بہار تازہ تھی گل بن ثمر مین
نواسنج اس پہ تھے مرغ خوش الحان
خدا کو قمریان کرتی تھین بس یاد
قدم رکھا جو وان کچھ اور بڑھکر
متعدد مکان اس مین بنے تھے

چمن مین بلبلین تھین شاد از حد
لدین پھولون سے تھین شاخین زبرجد
روش طوطی کے تھی بلبل غزل خوان
روان زیر روش تھین آبشارین
تو دیکھا ہے مکان جنت سے بہتر
نفاست سے بھرا تھا صحن خانہ

زمرد رنگ پتے تھے شجر مین
سمن اور یاسمن نسرین فضا پر
بنے سرکش چمن مین سرو شمشاد
تصدق موسم گل پر بہارین
وسیع اسدرجہ تھا جو عقل سمجھے
لکھا تھا شہ نشین پر شامیانہ

جواہر کار بارہ دری آراستہ اسباب شاہانہ سے پیراستہ تھی ملکہ نے مہرخ کو لاکر مسند پر بٹھایا آپ بھی مع خواجہ اور جملہ شہزادیون کے بیٹھی طوالفان زہرہ تمثال حاضر ہوئین رقص ہونے لگا جام بادۂ احمر کا آغاز ہوا وہ جشن اگر نگاہ جمشید سے گذر جاتا جیتے جی حسرت سے مرجاتا پیمانہ عشرت آگین اگر جلسہ نشینان دہر خراب آباد کو اس انجمن کا میسر ہوتا تو ایسے شاد ہوتے کہ کبھی نہ برباد ہوتے روز محشر تک مست رہتے قبر سے واشربوا کہتے اٹھتے زہے محفل عشرت و نشاط و خہے انجمن انبساط کہ ساغر وہانکے قدح مہر و ماہ کو ہر دم شرماتے تھے پیمانے ٹھیکرے بتلاتے تھے انجمن پر فلک کا گوہر انجم نثار کرنیکو جی چاہتا تھا بلکہ مہر خود صورت نگین آبگینہ بنا تھا صراحی کو دیکھکر چرخ ہمیشہ بشکل مینا رہیگا اسی جلسہ کو یاد کرکے رقص کریگا شیشونکی قلقل صدائے خندۂ گل تھی بطے کے قہقہے کی آواز نغمہ نشاط بلبل تھی گل پیرہنان نسرین بدن زیب محفل قاصونکی چہلبل پہ برق درخشان خجل تھی عجب جلسہ تھا یہ ہنگامہ تھا نظم

سرود و ساز نے دی اپنی آواز
ندا مین آئین تحسین کی زبان تک
ہجوم نالہ اپنا رنگ لایا
کیے قربان رقص ہر سمن پر
رہا سامان رقص نازنینان
تسلی خاطر برباد نے دی
بڑا سا ایک دسترخوان شفاف
چنے لالا کے موقع سے ٹھکانے

برائے رقص اٹھی ہر صاحب ناز
کیا پہلو کو ہر اک دل نے خالی
کسی کو اپنے قابو مین نہ پایا
کمال شوق مین آنسو بھر آئے
ہوئے محظوظ خاطر سارے مہمان
رہا کچھ دیر یہ جلسہ طرب کا
کہ تھا جسپہ گمان عارض صاف
نئی صورت نئی خوشبوئے رنگ

صدا گھنگرو کی پہونچی آسمان تک
بندھے کچھ اور مضمون خیالی
کسی نے لخت دل دامن مین بھر کر
ہر اک نے ہاتھ مین دامن اٹھائے
صدا شور مبارکباد نے دی
بکاول نے چنا پھر لاکے خاصا
بچھایا دور تک اور اسپہ کھانے
وہ کھانے دیکھکر ہو آدمی دنگ

فراغت پائی جو کھانے سے سب نے
تو باندھا رنگ پھر عیش و طرب نے

پھر ناچ دیکھنے مین سب مصروف ہوئے سیر باغ بھی کرتے جاتے تھے اتفاقاً ملکہ مہرخ کی نظر گل و سنبل باغ پر پڑی کبھی کاہیکو یہ بہار نگاہ سے گذری تھی ہر چند کہ اس نے باغ سیب باغ عشرت شاہ جادوان کی سیر دیکھی ہے لیکن یہانکے پھولونکا کچھ رنگ نرالا تھا بہار نے طرفہ شاخسار نکالا تھا ہر نہال مین ہزار ہا رنگ کے گل کھلے تھے وہ شجر نگار خانۂ چین کو شرماتے تھے مہرخ اس بہار کی شایق دید ہوکر جلسہ مسرت سے اٹھی بران و خواجہ سے باتین ہوتی تھین کچھ خیال نہ رہا کہ یہ کہان جاتی ہے اور ملکہ مذکور بارہ دری سے نکلکر اس باغ مین آئی روشون اور سیڑھی پر پھرنے لگی نظارہ گل و بلبل سے دل بہلاتی تھی اور یہ لب پر لاتی تھی بیت

نہ کیوں دیکھیں بہار نوجوانی + جہان مین چند دن ہی زندگانی + غرضکہ یہ تو تماشے باغ مین مصروف تھی اور برّان خواجہ سے مانوس ہی لیکن شاہ افراسیاب جو قسم کھا چکا تھا کہ مین مہرخ کو پکڑ لاؤنگا پس بعد دستخط عریضہ قہر نگاہ اپنے مقام سے غائب ہو کر ایک صحرائے سبزہ زار مین اپنے طلسم کے ظاہر ہوا اس جنگل مین بیچ بیچ بنا تھا کہ اسمین ہر سمت روانے لگے تھے یہ اسمین داخل ہوا اور ایک سمت کا دروازہ سحر پڑھکر وا کیا دروازہ کھلتے ہی طلسم کوکب سامنے نظر آنے لگا اس طرح سے کہ جیسے برّان نے طلسم ہوشربا برج مین سے دکھلایا تھا فی الجملہ شاہ جادوان اس برج سے جو سنا ٹا بھر کر اترا اُسکو کوکب کہ جیسے وہ طلسم ہوشربا مین آیا تھا یہ بھی آن واحد مین اسکے طلسم مین جا پہونچا جب اُسکے طلسم مین پہونچا تو بزور سحر معلوم ہوا کہ قلعہ ہفت رنگ تک سات ملک راہ مین پڑ مین گے پس یہ دریافت کرکے پھر کڑا کڑا کر اڑا تو تین ملک طے کر کے چوتھے ملک مین آ کر گرا کیونکہ بادشاہ ساحران ہے اتنا زور سحر کو دیا کہ ایک سناٹے مین تین ملک سے گذر کر چوتھے مین دم لیا وہان سبب گراذ رائٹھہر کر چاہا تھا کہ دم لون مگر ہر ایک ملک مین ساحر مقرر ہین کہ وہ غیر شخص کو آنے سے منع کرتے ہین جیسا ذکر نامہ دار مین یعنی قرطاس کے حال مین بیان ہوا تھا کہ جب وہ سرحد طلسم پر پہونچا تھا تو ساحر مانع آئے تھے فی الجملہ جب شاہ جادوان چوتھے ملک مین اس طلسم کے پہونچا یہان سترہ ہزار ساحر شاہ کوکب کا رہتا ہی اور انکا مالک نشاط جادو نام قلعہ کی حکومت کرتا ہی اُسکے پاس ان تینون ملکون کے حاکمونکی طرف سے پتلہائے سحر نے خبر دی کہ بڑا غضب ہوا ایک ساحر بزور سحر نہایت تیزی کیساتھ ہمارے ملکونسے گذر گیا دیکھیے بادشاہ طلسم کا کیا عتاب ہم پر ہوتا ہی لہذا تم خبردار رہنا اور اسکو روکنا یہ حال دریافت کرکے نشاط معہ فوج کے تیار ہوا اور اسی اثنا مین افراسیاب بھی اس ملک مین پہونچکر ایک صحرا مین دم لینے ٹھہرا تھا کہ سترہ ہزار ساحر سے نشاط نے آکر گھیرا اور ہر سمت سے سحر بے کیا کسی نے دھوان پیدا کرکے دنیا اندھیر کر دی کسی نے آندھی سیاہ پیدا کرکے اس خاکدان پست کو چاہ بابل بنا دیا خاک اس مغاک مین بھر دی کہین آگ برسی کہین سنگ باری ہونے لگی افراسیاب کو تو یہ منظور ہی کہ میرے آنے سے کوکب کو نہ خبر ہو کیونکہ اگر وہ آگاہ ہوگا تو برابر کی لڑائی پڑ جائیگی مہرخ کا گرفتار ہونا مشکل ہی کسلیے کہ وہ اپنا مقابل ہی پس وہ ساحر جو سحر اسپر کر رہے تھے وہ کچھ مرحلے پر کے نہ تھے ملازمان شاہ کوکب تھے یا انکی حقیقت کیا جانتا ہی یہ خود شاہ طلسم اور شہنشاہ ساحران کہلاتا ہی البتہ مرحلہ طلسم سے تو ناچار ہی کہ وہان کی زمین طلسم بند ہوتی ہی اور ساحر بھی وہان کا معین کردہ بانیان طلسم ہوتا ہی جو آفت کہ اس مقام سے پیدا ہوتی ہی اور جو سحر کہ وہان کا ساحر کرتا ہی اسکا دفع کرنے والا سوائے طلسم کشا کے اور کوئی نہین کہ وہ لوح سے حال دریافت کرکے اس ساحر کو قتل کرتا ہی اور مرحلہ فتح کرتا ہی خلاصہ یہ کہ اگر کوکب چاہے کہ طلسم ہوشربا کے مرحلہ پر جاؤن تو نہ جا سکیگا اور اگر افراسیاب چاہے کہ مین کوکب کے مرحلہ طلسم پر جاؤن تو ناممکن ہی ہان اپنے اپنے طلسم کے مرحلونپر ہر ایک بادشاہ جا سکتا ہی فی الجملہ یہ ساحر غیر مرحلہ کے جب افراسیاب پر سحر کرنے لگے اسنے ان سب کا سحر رد کرکے ایک ایسا منتر پڑھا کہ ہولے سرد خشک زنان ہوئی اور ان ساحرونکے جسم مین لگی وہ سب بیہوش ہوگئے اور اسنے پھر پرواز کی

نظم

کبھی چمکا ستارہ سا فلک پر
گہ پارہ ڈالیں جوں آتش کے اوپر
چمک بجلی کی صدقے تھی لپک پر
کمر آزار مہرخ پھٹکی باندھی
اڑا جاتا تھا یون بیتاب و مضطر
وہ یون جاتا تھا جیسے آئے آندھی

غرضکہ چھٹے ملک کو طے کر کے جب پانچوین قلعہ کے حدود پر پہونچا وہانکے ساحرون نے جو پہرے پر تھے اسکو دیکھا کہ ایک ساحر بڑی تیزی سے جاتا ہی سمجھے کہ یہ غیر شخص ہی اسکو روکنا چاہیے پس حربہ ہائے سحر پڑھکر پرواز کی اور سقف گردون مین گویا آگ لگا دی

اس طرح آتش سحر تا فلک پہونچائی افراسیاب انکو دھوکا دینے کیلیے ایک ستارہ بزور سحر بنا اور سب نے دیکھا کہ وہ ستارہ دو ٹکڑے ہوکر آدھا زمین پر گر کر غرق زمین ہوا اور نصف قندیل فلک ہوگیا یہ ساحر حیران ہوئے کہ اب کسکا تعاقب کرین ناچار ہوکر سحر کرنیسے رکے اور شاہ جادوان سناتا بھرے نکلا چلا گیا ان ساحرونسے اور تو نہ کچھ ہو سکا مگر طائر بنکر اڑے اور قلعہ کوکبیہ مین کوکب سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھا اسکے سامنے آئے اور مجراگاہ پر ٹھہر کر صورت انسان بنکر سر تسلیم خم کیا پھر دعا و ثنائے شاہی بجالائے **قطعہ**

دعا کیو اسطے کو یا اٹھا تو اپنے ہاتھ	صفت کا اسکے بیان تجھ سے غیر امکان ہے	الٰہی تا رہے گل سے محبت بلبل
بہار لطف ہی جبتک جہان گلستان ہے	ریاض دہر مین جبتک رہے گل خورشید	الٰہی تا کہ گل ماہتاب تابان ہے
دکھائی دے گل رعنا کیطرح تا شب و روز	خوشی سے تا کہ یہ طاؤس چرخ رقصان ہے	زمین فلک پہ جبتک ثوابت سیار
زمین پہ تا کہ یہ گردان سپہر گردان ہے	ہمیشہ عمر دراز خضر کا تا رہے ذکر	جہان مین تا کہ طلسمات و آبحیوان ہے
الٰہی تا رہے اورنگ زرنگار سپہر	زمین تا شہ خاور کے زیر فرمان ہے	رہے مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم
کہا کرے تجھے خالق یہ شاہ شاہان ہے		

ایک ساحر کہ ظاہرا **افراسیاب** معلوم دیتا تھا اسطرح سے جانب قلعہ ہفت رنگ گیا ہے ہمسے رک نہین سکا ہے اطلاعاً عرض کیا یہ کہکر وہ سب چلے گئے کوکب نے کچھ سحر پڑھا کہ چار پتیلے بلور کے ایک صندوق کو لیے اڑتے ہوئے آئے بادشاہ نے مثل **افراسیاب** سو سوا اشرفی اس صندوق پر چڑھا کر کتاب نکالی دیکھا تو وہ کتاب مثل آئینہ کے ہے کہ شیشہ اسپر چڑھا ہے چوکھٹا زمرد کا اسنا اس آئینہ کو سامنے رکھکر عرض کیا کہ اے مرآت واقعہ نما آئینہ کر کہ کون اس طلسم مین آیا ہے یہ عرض کرتے ہی اس آئینہ سے ایک پنجہ نکلا بادشاہ نے قلم اس پنجہ کو دیا اور کاغذ زیر قلم رکھا پنجہ نے لکھا کہ **افراسیاب** آیا ہے اسنے پھر عرض کیا کہ یہ معلوم ہو کہ کون آیا ہے پنجہ نے لکھدیا کہ عمرو کو پکڑنے آیا ہے بس یہ معلوم کرکے آئینہ کو صندوق مین رکھکر روانہ کردیا اور اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ تمنے سنا کہ کون آیا ہے ایک ساحر **نعمان جادو** نام نے کہ بہت معزز ہے عرض کیا کہ حضور ارشاد کرین کہ کون آیا ہے شاہ نے فرمایا کہ یہ زبردستی دیکھو کہ **افراسیاب** ہمارے گھر مین گھس آیا ہے یہ تو کہو کہ وہان **افراسیاب** قلعہ ششم و ہفتم سے بھی گذرا اور اسقدر بلند ہوا کہ قلعہ کوکبیہ جہان **کوکب** بیٹھا باتین کر رہا ہے نظر آنے لگا از بسکہ **کوکب** اور یہ **نور افشان جادو** سے پڑھے ہین تو آپس مین بھائی ہین اور جب یہ وہ ہم مکتب تھے تو جس طرح لڑکے بیت بازی کرتے ہین یہ سحر سازی کرتے تھے اور کبھی یہ اسے بیہوش کرتا تھا اور کبھی وہ اسکو بیہوش بناتا اسی لیے اسوقت کوکب کو دیکھکر اسنے چاہا کہ غافل تو ہو رہا ہے اسکو بیہوش کردون اور بفراغ خاطر عمرو کو پکڑ لیجاؤن غرضکہ اسنے سحر پڑھا چند سیر جادو کے اسکے سامنے آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ اے بادشاہ وہ زمانہ اور تھا کہ ہم شاہ کوکب کو بیہوش کر دیتے تھے اب وہ بادشاہ طلسم ہے ہمارا بس اسپہ نہ چلیگا اسنے کہا تم جاکر اپنا کام کرو اگر وہ بیہوش نہوگا تو غافل تو ہو جائیگا سیر سحر کے حسب الحکم روانہ ہوئے اور **افراسیاب** جانب ملک ہفت رنگ چلا لیکن کوکب پر اس سحر کا جو اسنے بھیجا ہے اتنا اثر ہوا کہ بالکل خیال ملکہ عمرو جاتا رہا یہ یاد نہ رہا کہ وہ ملکہ بھی ہے یہان مہمان آئی ہے پس اسنے بعد ادراک مدافراسیاب ایسا سحر پڑھا کر چند سیر اسکے سامنے بھی آئے اُنسے حکم دیا کہ جاؤ قلعہ ہفت رنگ مین **عمرو و بُران** کی حفاظت کرو خبردار کوئی انکو پکڑ نہ لیجائے ان دونو کی نسبت تاکید بلیغ فرمائی اور عمرو کا نام بھی نہ لیا سیر اسکے فرمانے سے اسی باغ مین جہان جلسہ دعوت ہے آئے اور بُران و **عمرو** ایک جا بیٹھے تھے انکو گھیر کر ٹھہرے کہ کوئی اُنپر دست اندازی نکرے عمرو بیچاری سیر باغ مین مصروف ہے اسکی حفاظت کسی نے بھی نکی اس اثنا مین **افراسیاب** قلعہ ہفت رنگ

مین پہونچا اور اس قدر بلند تھا کہ نظر نہ آتا تھا اور سحر پڑھتا جاتا تھا کہ ساحران قلعہ مذکور بیہوش ہوتے جاتے تھے کیونکہ وہ سب غافل اپنی جگہ پر بیٹھے اور یہ جدھر سے گذرتا سحر سے ہواے سرد چلیا تا ساحرونکو سلاتا یہانتک کہ اس قصر دعوت پر آکر ٹھہرا یا جہان صداے چنگ و رباب بلند تھی بزم عیش مرتب طبع اہل انجمن خرسند تھی اسنے چاہا کہ بارہ دری مین جاؤن اور مہرخ کو پکڑ لاؤن مگر سمجھا کہ جال سحر کا آگے پڑا ہوا بارہ دری کے پڑا ہوگا کیونکہ یہ جگہ شہزادی طلسم کی ہے بران بیٹھی ہوگی اس سے سخت لڑائی پڑیگی پس یکایک جانا نچاہیے یہ سمجھکر چاہا کہ یہین سے سحر کرکے سکو بیہوش کردون تو اندر جاؤن اسی فکر مین ٹھہر کر یک نگاہ جو ہر طرف دوڑایا مہرخ کو صحن بستان مین مشغول نظارہ گل و ریحان پایا پس خوشنود ہوکر بسان برق جہندہ بڑھکر جو گرا ملکہ مذکور کو پنجہ مین داب کے لے اڑا وہ بیچاری غافل از جور فلک اتنا تو ضرور پکاری کہ لے ملکہ بران میری خبر لیجیے اتنا کہکر بیہوش ہوگئی وہان بارہ دری مین ناچ ہو رہا تھا کسی نے اسکی آواز نہ سنی مگر اور ساحر جو سحر سے بیہوش نہوے تھے یعنی شاہ جادوان کی گذرگاہ سے علیحدہ اس باغ کے اور در دروازون پر تھے انھون نے دیکھا کہ ایک ساحر کچھ پنجہ مین دابکر اڑا ہی بس انھون نے لینا لینا کا غل مچایا اور حربہاے سحر لیکر اڑے انکے غلغلہ سے بران نے ناچ موقوف کرایا اور گھبرا کر اٹھی کہ ارے کیا ماجرا ہی عمرو بھی اٹھا دیکھا تو ملکہ مہرخ نہین ہی اور غل ہی کہ ایک ساحر کسیکو پکڑ لیگیا اسنے کہا کہ ملکہ مہرخ شاید پکڑ گئی اتنے عرصہ مین افراسیاب غرق آسمان ہوکر یہ جادہ جا اپنے ملک کیطرف روانہ ہوگیا یہان جو بہر سحر کے براے حفاظت خواجہ و ملکہ تھے خدمت کوکب مین گئے اور عرض کیا کہ ہمنے حفاظت شہزادی و خواجہ کی بخوبی کی دشمن انکے پاس تک نہ آسکا ملکہ مہرخ باغ مین پھر رہی تھی اسکو پکڑ لیگیا اور سب خیریت سے حال گذرا کچھ کسیکو باقبال شہنشاہ ضرر نہین پہونچا بادشاہ سحر کیوجہ سے غافل تھا نام مہرخ سنتے ہی چونکا اور دلسے کہا واے مردیم باوجودیکہ آئینہ سحر سے حال گرفتاری اس ملکہ کا تو معلوم کر چکا تھا اسپر بھی اسکی حفاظت تجھسے نہو سکی اور بھولا رہا شاید تجھپر دشمن نے سحر کیا اب چلکر اسکی رہائی کی تدبیر کرے یہ سوچکر کچھ سحر پڑھا کہ اثر افسون دشمن بالکل دفع ہوا یہ بزور سحر تخت پر سے بیٹھے بیٹھے غائب ہوکر قلعہ ہفت رنگ اور مکان جلسہ دعوت مین آیا مگر نظر مردم سے پوشیدہ رہا دیکھا تو یہان بران کو حال آمد افراسیاب اور قید ہونے مہرخ کا معلوم ہوا اور ساحرون مین غلغلہ ہے عمرو نالہ و شیون کر رہا ہی کہ افسوس ملکہ میرے لشکر کی مفت ہلاک ہوئی واے بر غفلت ما بران یہ باتین سنکر جایا چاہتی ہی کہ عقب دشمن جاکر کارنمایان کرے یہ حال بادشاہ نے دیکھکر ایک آواز دی کہ لے بران خبردار کہین جانیکا قصد نکرنا تم بیٹھو اور خواجہ کی تسکین و دلداری کرو مہرخ کو مجھسے ابھی لو یہ کہکر وہانسے عقب حریف چلا عمرو نے اس آواز کو سنکر پوچھا کہ اے ملکہ یہ کون بولتا ہی ملکہ نے کہا شہنشاہ کوکب کی صدا ہی آپ آرام سے بیٹھیے کچھ رنج نفرمائیے شاہ خود تشریف لیگئے ہین مہرخ کوئی دم مین آتی ہی آپ انکو رہا سمجھیں عمرو اسکے کہنے سے بیٹھا تو مگر بیتاب و مضطر رہا ناچ و گانا سب موقوف کردیا بیقراری بیان کرنے لگا یہان تو یہ حال ہی لیکن شاہ کوکب جو عقب افراسیاب مین چلا سحر کے پتلے ان ملکونکے بادشاہ پاس کہ جو راہ افراسیاب مین پڑینگے روانہ کرکے کہلا بھیجا کہ دشمن ہمارا اس سمت کو یہانسے چلا ہی پس تمھارے ملک اسکے راستے مین پڑینگے ہرگز ہرگز روکنا نہین کسلیے کہ عقب اسکے ما بدولت آتے ہین جو مناسب ہوگا کرینگے افراسیاب جس ملک پر پہونچا اور وہانکے حاکم نے اسکو روکا ساتھ ہی پتلا شاہ کوکب کا پیام ممانعت لیے پہونچا ساحرون نے تعمیل حکم بادشاہ کی اور اسکو راہ دی کوکب نے راہ اسکو اسلیے دلوائی ہے کہ اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا اب اس بات کا میرے طلسم مین غوغا پڑ جائیگا کہ افراسیاب ایسا زبردست تھا جو یہان

گھس آیا ہے آکر از راہ بلوہ ساحروں کی جمعیت کرکے مہرخ کو میں چھین لوں جب بھی بدنامی ہے کہ لوگ کہینگے کہ کیلیے پر چڑھائی کی اپنی
گلی میں کتا بھی شیر ہوتا ہے لہذا اسطرح یہ بہادری کرکے تیرے یہاں آیا اور مہرخ کو پکڑ لیچلا ہے تو بھی اُسکے گھر سے جاکر اسکو چھڑا
لا اور اسکو دھوکا دے غرضکہ جب افراسیاب کا کوئی سد راہ نہوا وہ بخوبت اسلیے کہ ملک پرایا ہے کہیں کا نہیں بعجلت تمام تر قطع
راہ کرکے اپنے طلسم میں داخل ہوا اور قصد کیا کہ باغ سیب میں جو ساحر ہیں اپنے مالک افسر لشکر کا حال خراب دیکھیں اور کف افسوس
ملیں کسلیے کہ میری بی بی کو تشہیر ہوتے انھوں نے دیکھا ہے اب ماجرا کو دیکھیں اور میری شوکت کو سمجھیں کہ کیسا عوض میں نے لیا حاصل
مرام یہی تجویز پسند آئی اور سید ابحر مرہ کو لیے لشکر حیرت میں آیا یہاں جو افسر لشکر تھے انھوں نے تعظیم دی یہ تخت پر بیٹھا مہرخ کو سحر کرکے سامنے
ڈالدیا اور پتلا السحر کا بھیجا کہ جلد ملکہ حیرت مع صورو غیرہ حاضر دربار کو جاکر میرے آنیکی خبر دے اور کہے کہ اسیوقت لشکر میں آکر تماشا
قتل مجرمہ کا دیکھو پتلا حسب الحکم گیا اور سبکو حکم شاہ پہونچایا ہر ایک شادان و فرحان خدمت شاہ میں آیا حیرت پہلوے شاہ میں
آکر بیٹھی بادشاہ نے سحر پڑھکر مہرخ کو ہوشیار کیا جب اسکی آنکھ کھلی سامنے افراسیاب کو بیٹھے دیکھا پھر آنکھ اپنی بند کرلی اور گویا ہوئی
کہ کیا خواب پریشان میں نے دیکھا شاہ جادوان پکار اٹھے کہ ام یہ خواب نہیں عین ہوشیاری و بیداری ہے دیکھا ما بدولت کی
زبردستی کو اس مردہ صحرائی یعنی کوکب کے گھر سے میں تجکو پکڑ لایا الہے یہاں خود اگر جاتا ہوں تو سارا طلسم اُسکا یہاں ذکر دو دن یہ تو لات گزار
کرینگا اور شاہ کوکب جو اُسکے عقب میں چلا آتا تھا اتنے عرصہ میں کہ اُسنے آکر باغ سیب کے ساحروں کو بلوایا ہے وہ سر لشکر پر آکر ٹھرا یا
اور ایک ایسا سحر پڑھا کہ افراسیاب کی طبیعت پر نسیان غالب ہوا یہ خیال بالکل نہ رہا کہ میں جسکے گھر سے مہرخ کو لایا ہوں آخر وہ بھی تو
بادشاہ ہے کوئی ایسا گھسیارا نہیں ہے کچھ نہ کچھ تدبیر وہ بھی کریگا خلاصہ کلام کوکب کا خیال کیسا نام تک صفحہ دل سے حک ہوگیا یہ
اسی سحر کا بدلہ ہے کہ جیسے خاطر کوکب یاد مہرخ اسنے بھلادی اب اسنے آکر اسکو اپنی آمد سے غافل کیا جب غافل کرچکا تو ماش کا آٹا جھولی
سے نکالا اور اسکی پتلی بناکر پیر سحر کا اسمیں پڑھا کر حکم کیا کہ تو بصورت مہرخ بنکر غائب ہوجا اور جب میں مہرخ کو اٹھالاؤں تو فوراً ظاہر
ہوکر اسکی جگہ پر قیام کرنا اور افراسیاب جب تجھکو قتل کرے تو اس پتلی کے قالب سے نکلکر میرے پاس چلا آنا ہے جب بادشاہ
مع اس پتلی کے غائب ہوکر اپنے کام پر مستعد ہوا اور بادشاہ موصوف نے بلند ہوکر سحر پڑھا کہ ایک ابر پیدا ہوکر لشکر حیرت پر محیط
ہوا حیرت نے ابر دیکھکر بادشاہ سے کہا کہ حضور دیکھیے کوئی مددگار معلوم ہوتا ہے کہ اس مجرمہ کو چھڑانے آیا ہے شاہ یہ سنکر بیان
برق جانب ابر چلا کہ جو کوئی آیا ہے اسکو بھی پکڑے لاتا ہوں یہ تو ابر کیطرف چلا اور ساحروں کی نگاہ ابر کیطرف ہوئی بادشاہ کا جانا
سب دیکھنے لگے کوکب جس طرف وہ ابر تھا اُدھر سے ہٹکر دوسری طرف آیا اور سحر پڑھکر جانب بارگاہ پھونکا کہ بارگاہ میں اندھیرا
ہوگیا مگر لمحہ کے لمحہ وہ اندھیرا رہا ایسا کہ اُس اندھیرا ہونے سے اہل بارگاہ نے نگاہ اپنی پھیری تھی کہ کیا ہوا دیکھا تو کچھ بھی نہیں
ویسے ہی روشنی ہے جیسے پہلے تھی اور مجرمہ بھی اسیطرح سر جھکائے بیٹھی ہے انکو تو ثابت نہوا کہ کیا ہوگیا وہاں اس اندھیرے میں کوکب
نے اپنا کام کرلیا یعنی مہرخ کو اٹھا کر خود سحر مخفی ہوگیا اور اپنا راستہ پکڑا ابر سحر کا بجائے مہرخ آبیٹھا ادھر افراسیاب جب قریب
ابر پہونچا وہ ابر بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر غائب ہوگیا بادشاہ نے نعرہ کیا کہ کون ایسا ہے جو میرے سامنا کریگا یہ کہکر کچھ دیر پرند در
نظر بروے ہوا ٹھرا رہا پھر اتر آیا اور کہا کہ اے حیرت تمنے دیکھا کہ میرے جاتے ہی پتہ بھی نہ ملا جو کوئی آیا تھا وہ کیسا
سر پہ پاؤں رکھکر بھاگا سب اہل دربار ثناخوان ہوے کہنے لگے شہنشاہ کسکی مجال ہے جو آپکا مقابلہ کرسکے یہاں تو یہ باتیں تھیں

مگر عیار وغیرہ جو بامر جاسوسی اُسجگہ آیا کرتے ہین عنوان سے جو عمرو کو گرفتار دیکھا دوڑے ہوئے بارگاہ اسلامیان مین آئے اور بعد ادب سامنے تخت ملکہ بہار والی تبار کے ٹھہر کر صفت و ثنائے بادشاہی زبان پر لائے **قطعہ**

جو خاک ترے در کی ملے منہ پہ تو بجا ہے
ابرو ہے تو رخ مہ تاباں کے برابر
پھل پاتی ہے تلوار تیرے باغ کرم سے
پھولون کی سپر ہے چمنستان کے برابر

بعد ادائے دعا و ثنا حال عمرو از ابتدا تا انتہا بیان کرکے سپہر عیاری کے چلے بہار نے قید ہونا عمرو کا جو سنا گریبان چاک کیا تاج سر سے پھینک دیا سردار رونے لگے بارگاہ مین کہرام مچگیا آخر سب نے صلاح کی کہ آج لڑ کر اپنی جان دینا چاہیے کیونکہ شاہ جادوان کے مقابل تو ہونا غیر ممکن ہے مگر مرجانا امکان مین ہے پس یہ سوچکر بہار نے نفیر سحر بجائی لشکر مین طبل جنگی گرگرایا بوق و ناقوس نے گوش فلک کر دیا ساحرون نے جلد جلد جھولیان سنبھالین بہادرون نے کمرین باندھین ساحر طائران سحر پر چڑھے بہادران شجاعت نشان نے مرکب بہادر سب سے پہلے طاؤس سحر پر سوار ہوئی جلو مین فوج بیشمار ہوئی ساحرون کے پرے نشان فوج کے بجے **نظم**

فلک پہ جسطرح سے خسرو روز
ہوئی یون مور پیدہ رونق افروز
جڑاؤ سر پہ اُسکے تاج زرین
نمایاں رخ سے نور ماہ و پروین
پے آرائش فوج فراوان
کیا تھا ابر سحر اس نے نمایان
جوانان تہمتن اس کے ہمراہ
ہزارون نازنینین سحر آگاہ
گلون مین جھولیان زر تار ڈالے
غضب کے یاد جادو کچھ نرالے
جو لب کھولین پے افسون جہانبین
لگا دین آگ کاخ آسمان مین
چلی میدان کو القصہ وہ گلرو
لیے ہمراہ اپنے فوج جادو

یہ تو فوج ظفر موج لیکر چلی اُدھر طائر سحر نے خبر شاہ جادوان کو آمد لشکر کی پہونچائی کہ آپ غافل کیا بیٹھے ہین بہار لڑنے آئی ہے بادشاہ نے ہنسکر فرمایا کہ اسلیے مین نے عمرو کو قتل کرنے طلسم ظاہر مین لایا ہون کہ اُسکے ہوا خواہ بھی مر رہین اور گلشن ہستی اس کا پامال دیکھین اور برنگ شبنم اشک حسرت بہائین اور کچھ کر نہ سکین یہ کہکر آپ اُٹھا اور قریب دریائے خون روان گیا ایک پھڑی دریا پر لگاکر حکم کیا کہ اے دریائے سحر چار سمت سے اسقدر بڑھ جا کہ لشکر حیرت تک کوئی نہ آنے پائے دریا اسیوقت جوش کر کے ایسا بڑھا کہ لشکر حیرت و بہار کے درمیان مین آکر بہنے لگا عیار بھی صحرا سے پہلے۔ باقی عمرو فوج عدو مین نہ آئے تھے کہ راہ بند ہوئی خلاف مدعا ہوئی کنار سحر تک آکر پھرے اور راہ مین بہار سے جا کر آشنائے مدعا ہوئے کہ لے گوہر بحر شجاعت اپنے ارادے سے کنارہ کیجیے دریائے سحر بیچ مین حائل ہے جانا مشکل ہے بہار یہ خبر سنکر قلزم رنج مین ڈوبی طاؤس سے گر کر بسان ماہی بے آب فرش خاک پر تڑپی اور کنارے دریائے مذکور کے آئی وہان **افراسیاب** نے بارگاہ مین پہونچکر حکم دیا کہ جلادان قوی بازو و تندخو حاضر ہون بنا بر حکم سراپچہ ہائے بارگاہ اٹھوا دیے کئی ہزار ساحر اسباب سحر لیکر ہر سمت میدان کو گھیر کر ٹھہرے کہ عیار وغیرہ و دیگر ہوا خواہ مجرم کچھ فتور نکرین بہت سے ساحر بالائے ہوا جا کر تمام میدان پر چھا گئے بادشاہ نے ایک آسمان سحر پیدا کیا کہ کوئی اُڑکر نہ آسکے اور زمین کو سنگلاخ بنایا کہ کوئی نقب نہ لگائے جب یہ بندوبست ہوچکا اسوقت بیچ میدان مین اُستادہ کرائی آرہ کش تسمہ کش جلاد باتیں بیداد حاضر ہوئے تیر دار چبوترہ ریگ کا بنایا عمرو نقلی کو کشان کشان لاکر بٹھایا پکارا کہ اے مجرم جو کھانا ہو وہ کھالے اور پیاسی ہو تو پانی پی لے کہ ساغر اجل سے سیراب ہوا چاہتی ہے اس پتلے نے کچھ جواب نہ دیا جلادون نے انتظار کیا کہ بادشاہ جس عذاب سے

اُسکے قتل کا حکم کرے وہ عمل مین لائین گردن مارین یا کھال کھنچیین یا دار پر چڑھائین اُدھر خلقت کا ہر سمت سے ہجوم تھا اجتماع ساحران شوم تھا شاہ جادوان نے اسطرح دار نصب کرائی تھی کہ لشکریان بہار کا سامنا ہے اُدھر بہیر بھی انہون نے دی تھی بہار سامنے کھڑی بہ حالت زار دیکھتی تھی اور روتی تھی نافرمان کا گریبان چاک سر کھلے بال کھلے لرزان رخ پر خاک لشکر مین ماتم برپا شدت گریہ و بکا اشک ریزی سے یقین تھا کہ دوسرا دریا اور جاری ہوگا دامن خاک صرف اشکباری ہوگا کوئی کہتی کہ اے فلک بے مہر یہ حسرت رہگئی کہ سایۂ عاطفت مین ملکہ مہرخ کے رہکر اسد و مہ جبین کو چھڑائے سر پر سلطنت پر بٹھائے کوئی گھڑی تو خوشی مناتے سو یہ تیری خو نہین کچھ محبت کی بو نہین کوئی ہین وشکایت غداری روزگار مین یون تر زبان تھی کہ خوان وفائے چرخ دنی نے سوائے زہر کے کسنے انگبین راحت نوش کیا کہ نیش زنبور رنج نے سینہ سوراخ دار نہ بنایا آبدار خانہ دہر سے آب سرد پیکر دل ٹھنڈا کسکا ہوا ہی کون ایسا چراغ خانہ تھا جو بجھ نہ گیا اور وہ کونسا کاشانہ آباد تھا جو نہ اجڑا افسوس اے دہر غدار و صد ہزار افسوس اے دنیائے ناپائدار کیسے کیسے سینے جو ارمانون اور حسرتون کے گنجینہ تھے تو نے خاک مین ملادیے ہائے کیا کیا امیدونکے بھرے دل زیر زمین دبادیے کہ میت دیکھا کفن ٹٹول کے ہمنے امید کا + اک حسرتونکی پوٹ تھی اور خاک بھی نہ تھا + کوئی کہتا تھا کہ یہ گردون ہائی صد جور جفا ہی اسکا ہر ایک صاحب حوصلہ کے ساتھ یہ نقشہ ہے نظم

کار دنیا کے ہین سب لہو ولعب	عیش ہوجاتی ہے دم مین منقلب	ہے کہان اسکندر و افراسیاب
ہے کہان کاؤس کا جام شراب	ہے کہان شاہ سلیمان و سدیو	ہے کہان اس کوس شاہی کا غریو
ہے کہان وہ جاہ وہ انگشتری	ہے کہان یوسف اور اسکی مشتری	ہے سراسر کار دنیا بے ثبات
چاہیے اس بیسوا کو مارے لات		

الحاصل یہان کو شور نوحہ و بکا بلند ہے کہ شاہ جادوان نے جلاد کو حکم دیا کہ اس مجرمہ کو دار پہ چڑھا جلاد نے زنجیر کمر مین باندھکر دار پر کھینچ لیا بادشاہ نے تیر اندازونکو حکم دیا ہر سمت سے تیر پڑنے لگے اس حال کو دیکھکر بہار نے چاہا کہ مین دریائے سحر مین اپنے تئین گرادون اسوقت قران عیار صحرا سے دوڑ آیا اور مانع ہوا کہ اے ملکہ تمکو صبر کرنا واجب غور کرنیکی جا ہے کہ کوکب نے تشہیر کیا مہرخ کے تو کیسا بدلیا اب اُسکے گھر سے مہمان اسکا پکڑ گیا ہوا اور رو چھپا ہے یہ تو نہین ہوسکتا اسمین خدا گواہ ہے کچھ اسرار ہے ورنہ وہان خواجہ موجود تھے وہ ایک لمحہ نہ ٹھہرتے اور یہان آکر عیاری کرتے اب تم تامل کرو اور نظر بفضل خدا رکھو بہار نے اُسکے سمجھانے سے تامل کیا ادھر جب مجرمہ تیر باران کیگئی اسکے پیٹ سے بیرنے نکلکر اندھیر کیا اور غل مچایا کشتی مرا نام ہے مہرخ سحر چشم جادو بود اس صدا کے آنیسے بموجب حکم بادشاہ ہزارہا نقارہ بشاشت و شادمانی بجنے لگے بادشاہ اسیوقت سوار ہوکر جانب ظلمات طلسم گیا دریائے سحر اپنی جگہ آکر بہنے لگا بادشاہ کہتا گیا کہ مین جاکر ایک ساحر کو بھیجتا ہون کہ وہ کام اس لشکر باغی کا بھی تمام کردے حیرت شادان و فرحان بارگاہ مین آئی بہار نالان و گریان لشکر لیکر پھری بیر سحر کا پتلی سے نکلکر غل مچانے کے بعد جانے بادشاہ طلسم کے کوکب کے پاس گیا کوکب جو مہرخ کو لیکر گیا تھا تو اپنے طلسم کے ایک میدان مین آیا ملکہ کو تختۂ سنگ پر بٹھاکر ہوشیار کیا اور آپ چھپ گیا جب مہرخ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ کوسون کیا منزلون تک ایک میدان ہے کہ پیک نگاہ بھی دوڑنے سے تھکتا ہے طائر خیال بھٹکتا ہے ہزارون چشمہ ہائے صاف و شیرین اسمین جاری گرد چشمون کے سبزہ زنگاری درخت وہان کوئی نہین باغبان قدرت نے گلشن دنیا مین کیاری بوئی ایسی جگہ پر جب اپنے تئین تنہا پایا ناچار قدم آگے بڑھایا کوکب صورت ساحری بنکر سامنے آیا اور اسکو سلام کیا اسنے ایک ساحر سعز زکو لباس عمدہ سے آراستہ امارت و ریاست چہرہ سے آشکار خلعت لیاقت سے پیراستہ دیکھا اور اُسنے کہا کہ اے ملکہ شاہ

کوکبؔ کو بارگاہ افراسیاب سے جاکر لائے اب بارہ ہزار سوار روئین تن آپکو ملے ہیں انکو ساتھ لیجائیے اور لشکر حریف سے بنا بدلیجیے کیونکہ بادشاہ نے رخصت کیا ہے اور کہا ہے کہ عمرو کے ہمراہ ملکہ بران بافوج فراوان آئینگی آپ اطمینان رکھیے مہرخ نے یہ کلام سنکر پوچھا کہ پیدہ سوار کہاں ہیں وہ ساحر اسکو لیکر ایک سمت اسی میدان میں کچھ دور لایا تھا کہ ایک گنبد نظر آیا اس ساحر نے سحر پڑھا کہ در گنبد وا ہوا اور بارہ ہزار پتیلا بالشت برابر کا روئین بدن اس میں سے نکلا کہ ہر ایک مرکب فولادی پر سوار تھا اس باہر آتے ہی اُن پتیلوں نے قد مثل انسانوں کے پیدا کیے ہر ایک نہنگ بحر جرات بنگیا اسلحہ سب کے زیب بدن تھے ہر ایک لشکر شکن تھا اس ساحر نے کچھ سحر پڑھا کہ ایک عقاب تیز پرواز اُترا ہوا آیا اُسپر مہرخ کو سوار کر کے عقاب سے حکم دیا کہ بہت جلد راہ طلسم طے کر کے اس ملکہ کو طلسم ہوشربا میں لیجا کیونکہ یہ میدان کنارے اس طلسم کے ہو سامنے طلسم ہوشربا ہے عقاب ملکہ مذکور کو لیکر اُڑا اور بروے ہوا ٹھہرا عقب عقاب سواران طلسم نے مرکب اُڑائے پرے فوجوں نے جمائے کوس و بوق گرد گرد اُٹھائے نشان کھلگئے ابر کیطرح وہ لشکر برسے ہوا چھایا تھا ہتھیار انکے بجلی کیطرح چمکتے تھے ڈنکے رعد آسا گرجتے تھے روے آفتاب سحاب لشکر سے پنہان تھا کوہ و دشت لرزان تھے ہوا آہن پوش تھی دنیا پر خروش تھی اسی شوکت و حشمت سے بڑی صولت و سطوت سے ملکہ ذیشان عقاب اُڑا کر چلی پیچھے وہ فوج فولادی تھی عقاب طلسم کچھ دیر میں قریب لشکر حیرت پہنچا مہرخ نے آتے ہی ایسا سحر پڑھا کہ آگ برسنے لگی خیام و بارگاہ جو جلنے لگے اہل فوج باہر نکلے انپر تلوارین کھینچکر یہ روئین تن جا پڑے پھر تو موت کا بازار گرم ہوا لشکریان حیرت قتل مہرخ کی خوشی میں غافل بیٹھے تھے پہلے حملے میں ہزاروں مارے گئے مگر لشکر لاکھوں ساحروں کا اُترا ہوا تھا بہت ساحر جلد جلد اسباب ساحری لیکر ان روئین تنوں سے بھڑے تیروں کی بوچھار ہونے لگی تلوار چلنے لگی حیرت بھی گھبرا کر باہر نکلی دیکھا تو آگ بارگاہ کو بھی لگی ہے قیامت مچی ہے لاش پر لاش گر رہی ہے میری فوج میں بھگدڑ پڑی ہے لشکر میں غلغلہ ہے کہ روح مہرخ انپر چڑھی ہے مردوں کی فوج لیکر لڑنے آئی ہے عیاروں نے یہ خبر بہار کو جا کر دی کہ مبارک ہو آپکو زندہ و سالم مہرخ فوج لیکر آئی ہیں لشکر حیرت سے لڑ رہی ہیں اُسنے اس خبر کے سنتے ہی پھر فوج تیار کرائی اور تخت لیکر آپ طاؤس پر بیٹھکر باشکر کثیر چلی و ربوق و نفیر بجا کر فوج حیرت پر آ گری وہ فوج تیلہاے روئین تن سے عاجز ہو رہی تھی کہ وہ نہ مارے مرتے تھے نہ کاٹے کٹتے تھے حربہ ہاے سحر بھی ان پر اثر نہ کرتے تھے اور انھوں نے تیغ سے کشور حیدر رخ کی آبادی کے ویران کر دیے تھے دشت لاشوں سے بھر دیے تھے انکے نہ قتل ہونے سے لشکریان حیرت بھی مہرخ کے مردوں کی فوج ملک عدم سے لڑنے کیلیے لیکر آنیکا بالکل یقین کر گئے حیرت بھی ملکہ مہرخ کو زندہ دیکھکر گھبرائی اور دار کے قریب آئی وہاں دیکھا تو ماش کے آٹے کی پتلی دار پر چڑھی ہے بس سمجھی کہ مہرخ قتل نہیں ہوئی ناچار وہاں سے پھر آئی اور مصروف جنگ ہوئی روئین تنوں نے اتنے عرصہ میں آفت برپا کر دی تھی خوبان کی بھی تیغ قضا توام نے روئین تنوں کے ملک عدم پر بھی بٹھا دیے تھے کشور حیدر و جان حریف پر قبضہ کیا تھا راہ اقلیم و فنا میں امن و امان تھی گذرگاہ دنیا تھی سایہ شمشیر حسین سرزمین پر پڑا تھا وہاں خفتگان خاک کا بھی سر قلم ہوا تھا ہستی کا کوچ جانب عدم ہوا تھا طبع مبارزان ایک لٹ پر مائل تھی کہ نشتر زہر سے تلوار تک لگائی تھی سپر میں خوف سے لشکر ہتیلی کا تل تھی کا غنچہ جو ٹوٹے جا بجا جلیں بیت عدم کا نام وہاں عدم تھا سانس لینے کا کسکو دم تھا اتنا وا حریف کو نہ ملتا تھا کہ سپر سنبھالے یہ کہاں ممکن تھا کہ خنجر سنبھالے آمد و شد نفس سینہ میں قید تھی ہر سمت صداے الامان بلند تھی آخر لشکر کے پاؤں اُٹھ گئے اور جانب ریاست بھاگے مہرخ عقب سے قتل کرتی چلی اور لب دریا تک بحر خون بہادیا نظم

گر حدیث جرات سلطان عالم میں لکھوں	محو کر دوں بہمن و دارا کی ساری داستان	جسم دیکھے گر خلش دیکھے سنان و تیر کی

ہر جراحت آفرین کیواسطے کھولے دہان | راحت خواب اجل صمصام بخشے خصم کو | ہو ہر اک آغوش جوہر منزل آرام جان

دریاے سحر مین ہزارون گر گر مرے وہ بعزت جو کبھی نہ مرتے تھے آج ڈوب مرے بحر فوج مین وہ تلاطم مچا تھا کہ کوئی سفینہ جان ڈوبنے سے نہ بچا تھا حیرت نے ہزارون سحران روئین تنون پر کیے لیکن اثر پذیر نہوے ناچار طبل مان بجوا دیا اور دریاے سحر پر چھڑی مار کر کہا کہ زوجہ شاہ طلسم کی مدد ضرور ہے اے بحر بڑھجا دریا بھی موج مار کر چلا اسوقت مہرخ نے بھی طبل آسائش بجوا دیا اس لحاظ سے کہ بحر سحر رک نہ سکیگا غرضکہ بفتح وفیروزی یہ پھری بہار نے درخزانہ وا کیا ہزار ہا قیدی رہا کر کے اپنے لشکر پہ سے نثار کرتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئی لشکر نے کمر کھولی مہرخ اورنگ حکومت پر آکر جلوہ گر ہوئی سرداران نذر لیکر آئے سبکو گلے سے لگایا اور خلعت پایا پھر جشن کا ہنگامہ آغاز ہوا ساقی مطرب نے آکر جلسہ عشرت جمایا مہرخ نے فرمایا کہ انشاء اللہ خواجہ و بران بھی با فوج فراوان عنقریب تشریف لاتے ہین درسب بتا حال وہان جو گذرا تھا بیان کیا سب سردار آمد خواجہ سے خوشنود ہوے روئین تنون کو بارگاہ استادہ کرا کر باعزاز اتارا پھر سب مصروف عشرت ہوے ادھر حیرت بربادی لشکر پر زار و نالان تھی منفعل و سر در گریبان تھی فوج لٹ گئی تھی جو باقی تھی وہ فراری تھی خیام و بارگاہ سب جلگئے تھے جو دو ایک سرا پردے باقی تھے تو یہ ظاہر تھا کہ زمین نے منھہ پر رو دیکو لیا پر سادینے کا سامان کیا ہی انھونکو دیکھکر سینہ ملکہ کا شق ہوتا تھا کیسے کیسے ساحر نامی و نامور اور ساحرہ حسن مین بہ از ماہ منور پشت بہ پشت روے نحس سوے جہنم کی پڑی تھین صورتین خاک و خون مین بھری تھین اسباب و خزانہ سب لٹگیا تھا بازارونکا پتہ بھی نہ تھا حیرت نے دوبارہ ساحرونکو بھیجکر شہر نا پرسان سے خیمہ و خرگاہ منگوایا اور سب درستی کر کے داخل بارگاہ ہوئی جو جادوگر کہ بھاگ کے بچے تھے وہ آنے لگے فوج قلیل مقابلہ مین حریف کے پھر اتری بلکہ مذکور روئی بیٹی جانب افراسیاب روانہ ہوئی کہ بیت ، روان تھی ابر کی صورت وہ گلرو ، برستے جاتے تھے آنکھون سے آنسو ، جب اس حال زار سے دریاے سحر کے پار پہونچی ایک پہاڑ پر پہونچکر ٹھہری اور سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہو کر اٹھا لیچلا اس پنجہ سے کہا کہ جہان شہنشاہ ہون وہین مجکو پہونچا دے پنجہ اسکو پردہ ظلمات مین لایا وہان ایک صحراے سبزہ زار مین شاہ طلسم بیٹھا قتل مہرخ کی خوشی مین ناچ دیکھ رہا تھا پریزادان طلسم کا مجمع تھا کہ پنجہ نے اس پری کو پہونچایا بادشاہ نے زوجہ کا حال نہایت پریشان پایا یعنی کہ بال سر کے کھلے ہین منھہ پر کشتگان لشکر کا خون ملے ہے گریبان چاک ہے چشم تر لب خشک سر پر خاک ہے لبہان غمزدگان نوحہ برزبان لب پر فریاد و فغان شاہ نے اس حال پر ملال خاتون پر جمال کو دیکھکر بیتابانہ پوچھا کہ کیون اے جان من خیر تو ہے ملکہ چیخ مار کر ایسا روئی کہ ہچکی بندھ گئی اور پکاری کہ بیت ، مقدر بر سر پرخاش ہے آہ ، نہ نکلی حیف راحت کی کوئی راہ ، اے بادشاہ سب لشکر کام آیا یہ واقعہ گذرا بادشاہ ماجرا سنکر تھر تھر بید کیطرح کانپنے لگا اور کہا وہاے جو ہنگام قتل مدعیہ پیدا ہوا تھا افسوس مین نے اسپر کچھ غور نکیا وہ وہی مرد صحرائی یعنی کوکب تھا جو مجرمہ کو لیگیا اور مجھے دھوکا دیگیا خیر کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا اے بایمان خود حسین بزبان بدولت کو غصہ آئیگا اس جنگلی کو بحال خراب قتل کرونگا اور وہ سزاے سخت دونگا کہ خواب عدم مین بھی اسکو آرام نہ آئیگا اے ملکہ دیکھا تمنے کہ وہ کیسا چوٹون کیطرح آکر مہرخ کو لیگیا کیون نہو یہ عمرو کی صحبت کا اثر ہے دغا باز تو وہ ہمیشہ سے تھا اب اور زیادہ مکار ہو گیا اے ملکہ تمھاری بلا یخ کرے پاپوش کے صدقے سے لشکر قتل ہوگیا وہ لشکر تھا ہی بیہودہ لاکھون جائینگے موجود ہین انھین لیجاؤ اور کام حریف کا تمام کرو یہ کہکر سحر پڑھا فوراً آندھی نے آکر زمانہ سیاہ کیا از بسکہ صحراے ظلمات مین تو یہ بیٹھا ہی تھا وہ ساحر جسکو اسنے طلب کیا وہ ظلمات مین تو رہتا ہی تھا بہت جلد حاضر ہوا ملکہ نے دیکھا کہ ایک ساحر شیر پر سوار نکیں تمام

بدنیت وغدار اصل مین حرامی مزاج مین خود کامی صورت نحس بسان دیو سیرت مین بدر یہ منھ سور کا جسم خر کا بشکل خرس سارے جسم پر بال فیل
توان بدخصال ہر بن مو سے دھوان نکلتا قد تاڑ سا سینہ پھاڑ سا مثل برق چمکتا ابر کی طرح گرجتا تن کی سیاہی نے جہان پر پردہ توڑا آنکھ
کو کالا کر دیا اندھیرا اُجالا کر دیا شب دیجور بھی مات ہو گئی آمد سے اسکی دن کی رات ہو گئی کہ **ابیات**

بہت سے سانپ لپٹے اسکے تن سے
نکلتے شعلۂ آتش دہن سے
بسان طوق افعی تھے گلوگیر
کمر سے لپٹی تھی آہن کی زنجیر
بشکل جوش خاطر حسیت وچالاک
بسان مالک دوزخ غضبناک

اس بیحیا نے بادشاہ کو بکمال غرور ونخوت سلام کیا بادشاہ نے اشارہ بیٹھنے کا فرمایا وہ جب بیٹھا جام شراب بحکم بادشاہ ایک پری نے اسکو دیا اُسنے ہنسکر عرض کیا کہ مین شاہ کے روبرو کیا شراب پیون اپنی جگہ پر بیٹھ کے لگا لیتا ہون اب یہ ارشاد ہو کہ مجھکو کیون یاد فرمایا ہے بادشاہ نے کہا اے پہلوان طلسم اسطرح کچھ تیلے روئین تن کوکب نے بھیجکر میرے لشکر کو قتل کرایا ہے اب تم چالیس ہزار پتلا کہ جو تمھارے سپرد ہے اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور سبکو راہ عدم دکھاؤ اسنے جواب دیا کہ پتلونکی کیا ضرورت ہے یہ غلام اکیلا انکے سزا دینے کو کافی ہے بادشاہ نے کہا واقعی اے **ناقوس شیر سوار** روئین تن تم ایسے ہی ہو لیکن یہان لشکر بہت کام آیا ہے فوج کی ضرورت ہے تم علاوہ پتلونکے ایک لاکھ ساحر ساتھ لیجاؤ اور مقابلہ کرو ساحر مذکور یہ سنکر آداب رخصتی بجالایا شاہ نے خلعت دیا خلعت پہنکر یہ اپنے مقام پر آیا اُدھر بادشاہ نے **حیرت** سے فرمایا کہ اے جان من اب جاؤ اور تماشہ دیکھو کہ جان دشمنان پر کیا گذرتی **حیرت** بصد مسرت بدستیاری بنجہ سحر وہانسے لشکر مین آئی اور حکم دیا کہ ایک بارگاہ فلک فرسا استادہ ہو اور گرد اسکے میخانہ سجا جائے خمہائے شراب گلگون مہیا ہون رقاصان مہر طلعت حاضر رہین کہ پہلوان طلسم تشریف لاتے ہین حسب الحکم اسکے کارپرداز عمل مین لائے یہان تو یہ بندوبست ہے وہان **ناقوس** نے اپنے قلعہ سے ایک لاکھ ساحر لیے اور کوچ کرکے ایک جنگل مین آیا وہان ایک حجرہ بنا تھا اور اسیطرح جیسے کوکب نے گنبد وا کرکے پتلہائے روئین تن کو نکالا تھا اسنے بھی حجرہ کو وا کیا چالیس ہزار پتلا روئین تن اسمین سے نکل کر ہم قامت انسان بنا اور مرکب پرند کو اڑا کر اسکے ساتھ چلا یہ بھی شیر اپنا اڑاتا ہوا آگ پانی برساتا دھوان پھیلاتا ظلمت آباد عالم بناتا دریائے سحر سے اترا **نظم**

کہ اٹھا ایک ابر تیرہ ایسا
جو آنکھون نے کبھی دیکھا نہین تھا
ہوئے تاریک جس سے دشت ودر
کہان ایسے سیہ گیسوے دلبر
اسی صورت سے وہ مرد ستمگر
جو اترا اسطرف کو لیکے لشکر

اسکے آنیکی خبر **حیرت** کو ہوئی استقبال کراکر بلوایا یہ آکر بارگاہ مین داخل ہوا لیکن اس ساحر کی ایک زوجہ **مہجوت گیسو دراز** نام ہے اور وہ اس سے علیحدہ رہتی ہے جب اسنے اپنے شوہر کا لڑنے جانا سنا خیال کیا کہ جنگ وسردار دسامری جانے کون جیتے کون ہارے پس تو بھی ہمراہ شوہر رہکر دیدار آخری کی حسرت نکال لے غرضکہ یہ سوچکر پہلے اسے نامہ لکھا مضمون یہ تھا **افراسیاب** و **صورت** و **باغبان** وغیرہ سبکی بیبیان ساتھ ہین لہذا مین بھی چاہتی ہون کہ اس لڑائی مین تمھارے ساتھ رہون اگر تم اجازت دو تو آؤ پیغامبر نے جب پہونچایا اسنے نامہ پڑھکر جواب دیا کہ ہنگام رزم عورت کو ساتھ رکھنا ناجائز ہے بعد فتح تمھین بلالونگا ابھی آنیکا قصد ہرگز نہ کرنا جب یہ جواب اسکی زوجہ کو پہونچا تامل پذیر ہوئی ادھر اس ساحر نے شراب پینا شروع کی تاج دیکھا کیا جب خسب مستی ہوا بعد چند ساعت آیا کہ روئین تن و تندرین ہیر جن فلک مجرۂ مغرب مین گیا اور زنگی شب نے دہر کا لاکھ کالا کیا اسنے حکم نواختن طبل جنگ دیا

نظم

شب تیرہ کی پھر پیدا ہوئی شام — نہ کالے کو سوں تک تھا ماہ کا نام
نفیر سحر نے پھر غل مچایا — کہ ہاں ہشیار وقت رزم آیا

جب لشکر ساحران میں نفیر بجی طائران سحر نے جا کر مہرخ کو خبر دی اُدھر بھی طبل حربی بجا ساحر آگاہ ہو کر مصروف سامان جدال ہوئے جوت و اگیار کرنے لگے ڈمرو کی صدا دف آسمان پار تھی فوج سحر عازم پیکار تھی لہو کی دھار پیر ونگی گھار بلائی تھی تازہ خون کی چاٹ دلائی تھی کر لے لوہے کے بجتے تا زے تا زے مرد ونکے کلیجے بھینٹ میں دیتے تھے ہڈیونکے مالے جپتے تھے جاپ منتر ونکی پڑھنت جنتر ونکی ہو رہی ایک سمت منچلے بیشۂ شجاعت کے پلے تیغ تیز کرتے تھے عزم ستیز کرتے تھے بحر فوج میں شور جدال تھا روانی کشتی شمشیر کا خیال تھا بہادران میدان غا مرکب تیغ ابدار پر سوار ہونے پر تیار تھے غرق بحر آہن شجاعت شعار تھے رات بھر یہی شورش رہی جب فلک میں زورق حیات کواکب ماہ ڈوبی اور ناخدائے قدرت نے بادبان ضیائے مہر کو اڑایا

نظم

لب ہر غنچہ کو کھولا صبا نے — صدا دی طائران خوش نوا نے
فروغ صبح کے سامان دیکھے — کواکب چند دم مہمان دیکھے

مہرخ و عادرگاہ کبریا میں فتح و ظفر کی مانگ کر سوار ہوئی ایک طرف سے سواری بہار کی آشکار ہوئی اور رفوج روئین تن بڑی شان و شوکت سے رواں تھی بلور بھی با فوج فراوان جسکی ہیبت سے روح جسم دشمنان جانب عدم رواں تھی گویا شیر بیشۂ شجاعت جا آپہونچے رم خوردہ چلے تھے شاہین کبک چمن کیجانب جھکے تھے سطیع الاسلام جادوگرنیونکا مصحف خار گلستان شجاعت میں کھلا تھا باغ جنگ میں اوراق گل حیات دشمنان کو پارہ پارہ کر کے زیر و زبر کرنیکا ارادہ تھا باران اس لشکر ظفر پیکر کی روانی پر قطرات آب نثار کرتا برق کا دل جمک دیکھ کر بیقرار تھا ماہ و خور گردون کو خوف سے داغ و رعشہ و دود جگر سیار ونکے دیدہ سے خوف و ہیبت ظاہر ترک فلک کہتا تھا کہ اب خیر نہیں یہ جنگ قابل سیر نہیں غرضکہ اسی کر و فر سے لشکر وار ہو **نظم**

قریب صبح وہ جرار لشکر — بڑھا صحرا کو مثل شوق مضطر — زبان نیز ون کی آئین تیز یون پر
جھکے سر مرضی خالق میں یکسر — اڑے جب ملکے سب ساحر ہوا پر — تو پھر جنگگاہ میں ٹھہرے وہ آکر
صفیں جمنے لگیں کوکیت بولے — پھریرے سب علمداروں نے کھولے

اسطرف سے حیرت بعد جاہ و حشمت تخت پر سوار فوج ساحران بیشمار ہمراہ لیے یا دمقتولان میں اشک حسرت جاری کیے برآمد ہوئی ناقوس منحوس پتلہائے سحر کی فوج کے پرے جمانے لگا ساحر و نمین جدا انتظام صف کشی ہوا جب ترتیب لشکر ہو چکی باجے بجے نقیب پکارے کرکیٹ للکار کر کنارے ہوئے ناقوس نے اجازت حرب ملکہ سے لی اور وسط میدان میں پہونچکر آواز دی کہ تم سب میری لڑائی سے خوب آگاہ ہو کچھ احتیاج اسکو شور مچ کھانیکی نہیں تمہیں پر ہاتھ صاف کرونگا اور میرے مقابلہ میں آؤ نہیں بسنکر اُدھر سے لیک رہے مین تن مقابلہ میں اُسکے گیا اور طالب حرب ہوا اسنے تلوار کھینچکر اُسپر وار کیا روئین تن کے سر پر جو تیغہ آکر پڑا ایک شعلۂ آتش سر سے نکلا مع مرکب راکب جلکر خاکستر ہوا ناقوس نے نعرہ کیا کہ بس پہنا نور میں کہا چکا اب ایک ایک سے میں کیا لڑونگا قصہ جنگ دم بھر میں فیصل کرونگا لو میں تمھاری صف پر آتا ہوں صفحۂ دنیا سے نقشۂ ہستی تمھارا مٹاتا ہوں یہ کہکر شیر اپنا اڑایا اور تیغہ روئین شگاف کھینچکر صف لشکر دشمن پر آیا روح سفندیار زیر خاک الامان پکاری فلک نے بھی سپر زرین مہر

نکالی ادھر سے بھی دیوار فوج رویین تنان مین جنبش ہوئی سد سکندری نے افسر فوج یاجوج کو روکنا چاہا ایک طرف سے مہرخ نے تخت بڑھا کر حملہ کیا نفیر و بوق کا شور رتاس سپہر مین پہونچا یا یسان ظرف روئین آسمان مین جھنجھناٹا پیدا ہوا پتلے چالیس ہزار ایک سمت سے بڑھے افسران لشکر عازم ہوے کہ ہم بھی بھڑ جائین تاقوس نے پکار کر نہیب دی کہ کوئی میری لڑائی مین دخل نہ دے حیرت نے فوجکو روکا اور وہ بیچا یسان تہمتن صف لشکر اعدا پر جا پڑا تو ہر طرف سے ناریخ و ترنج وغیرہ سحر کے حربے اسپر ٹوٹ پڑے اور بہادروں نے تیر و نیزہ و خنجر و تیغ و ژوبین و تیر لگائے مگر جو حربہ اُسکے جسم نجس پر پڑا اُچٹ گیا ساحر ونکے بیر ونتے بھی جواب دیا کہ ہمسے اس بلا کا سامنا نہوگا اور اسنے قتل کرنا شروع کیا ایک حملہ مین پچاس رویین تن کو کب کا مارا اور ادھر سے قتل کرتا ہوا صف ساحران پر آیا جسکے دو ٹکڑ تیغہ مارا دو ہی ٹکڑے کیا میدان لاشون سے بھر دیا العیاذ باللہ شور حشر س کاروان لک فنا بلند تھا جو ساحر زخمی ہوکر گرتا کلمہ پڑھتا کیونکہ مطیع اسلام ہو چکا تھا ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ بھائی تم شاہد رہنا کہ پاؤن ہمارا صراط مستقیم اسلام سے نہین ڈگا ہر یون ہی پل صراط پر بھی بروز نسب المصیر قدم کو خدا تعالیٰ ثابت رکھیگا کہین جادوگرنیان عروس حجلۂ عصمت نوشاہ مرگ سے ہم بغل تھین دہنا آلودہ ہاتھ اُنکے گریبان گیر خاک تھے مگر ہاتھ ملنے کا پتہ دیتے تھے کہ مہندی لگاتے وقت اسی دن کے خیال سے ہاتھ ملتے تھے کہ آج مشاطہ حسرت جوانان مرگی انپر رو کر ہاتھ ملیگی کسیکا رخسار چہرہ خون آلود تھا گویا شفقہ گلگونہ ملا تھا کسیکا چاند سا بدن جو کھلا تھا تو چھٹا اور اجلا کفن مانگتا تھا کوئی چشم نرگس اس حسرت پر کھولے تھی کہ شاید تماشائے ہستی پھر نظر آئے ایک نظر معشوق امید کی دید وادید ہو جائے کسی کی پلکین ترچھی رہ گئی تھین تو یہ بیان کرتی تھین کہ کبھی ہمنے بھی غمزہ جانستان کرکے ان برچھیون سے کسیکو مارا تھا دیکھو پلک مارنے مین کیا سے کیا ہو گیا غرضکہ ایک تہلکۂ عظیم برپا تھا وہ ستمگر و سفاک برابر قتل کرتا پھرتا تھا کہین رہ پوش پڑے تڑپتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ صید زبون دام مین تڑپتا ہے کسیکا رخ جانب کعبہ تھا کوئی زبان حال سے یہ کہتا تھا کہ خمسہ ضعف

	ضعف و پیری کی شکایت ہو چکی		عمر گھٹنے کی بھی زحمت ہو چکی	
	جسقدر ہونا تھی رقت ہو چکی		مر چکے تیار تربت ہو چکی	

آج سب کامون سے فرصت ہو چکی

حاصل کلام وہ بدانجام بہت ہلاک کرکے پشت لشکر پر نکلگیا اور ترکتاز کرتا ہوا بڑھا اُدھر آیا یہان جو لشکر نگہبانی خیمہ و خرگاہ کیلیے تھا اُسنے وہان بھی آفت ڈھائی انھین بھی صد ہا کو مار کر بارگاہ مہرخ مین آگ لگائی اور پھر دوسری جانب حملہ کیا لشکر یونکو قتل کرکے جو خیمہ راہ مین ملا اسکو پھونک دیا اور یون ہی تیغ مارتا ہوا کھلیے جند اول صف پر لشکر کی آگ راز پسکہ یہ اکیلا ہے اسوجہ سے لشکر نہین بھاگتا ہے ہان جدھر یہ جاتا ہے وہ صف تہ و بالا ہو جاتی ہے پس جب پچھلی صف ٹوٹی یہ قلب پر آ پڑا اور چاہا کہ مہرخ کو مارون تو لشکر بھاگیگا چنانچہ قلب کو جب اسنے قلب کرنیکا ارادہ کیا ساقہ و کمینگاہ جو قریب تخت شاہی صفین جمین تھین انمین بڑے بڑے زبردست کٹھڑے تھے وہ حملہ آور ہوے اسنے اسوقت ایک ناریج سحر پڑھکر مارا کہ ہزار ہا پیکان زہر آبدار اس ناریج سے نکلکر سینہ لشکریان کے پار ہوا اور صفوف مین طلاطم مثل دریا کے پڑا یہ اس بحر کو شناوری کرکے قریب تخت مہرخ پہونچا اور تیغہ مارا کہ ملکہ مذکور فوراً تخت سے کود غرق زمین ہوئی تلوار تخت کو کاٹ کر زمین مین در آئی پھر تو دہانسے نگانہ و یگانہ نکل

کرتا ہوا لشکر سے باہر نکل گیا اور للکارا کہ ہاں اے تیلہائے روئین تن لینا ان نمک حراموں کو چالیس ہزار تیلہ جو پہلے اسکے روکنے سے
تھم رہا تھے تیغیں کھینچکر آپڑا اور یہ لشکر حیرت مین آکر دم لینے لگا ساقی نے شراب لاکر پلائی گزک کھلائی حیرت تخت سے بڑھکر
قریب آئی اور ثنا خوان ہوئی کہ اے پہلوان دوران واہ واہ کیا کہنا اسنے براہ نخوت سلام بھی تعریف پر نکیا اور باجیون کیطرح
سے تنکر اپنے ڈنڈ و بازو و سینہ دیکھنے لگا اس عرصہ مین تیلہ روئین تنان نے حملہ کرکے ہزارہا روئین تن کوکب کا مارا اور لشکریون پر
چھلا آگے کی صف بھاگی چہرخ زمین سے نکلکر طاؤس پر چڑھی تھی کہ لشکر کیحالت بدتر دیکھکر آگے بڑھنے لگی بہار نے دیکھا اگر یہ قتل
ہوئی تو بڑا غضب ہوا بس اس نے تخت بڑھاکر اسکو روکا اور آپ نکلنے کا بہر رزم عزم کیا اسکے تخت پر زلزلہ ولرزان ہین
انھون نے اسکو بھی جانے ندیا اور آپ صف روئین تنان مین درآئے اور غرق زمین ہوئے قلاب ارض کو حرکت دی اسقدر زمین کو جنبش
ہوئی کہ دشت و کوہ مین لرزہ پڑگیا ہیبت جنگ سے جسم دہر پر تپ چڑھی ایسا زلزلہ آیا کہ کشتی دنیا ڈگمگانے لگی لوگ کہتے تھے
کہ یہ ناؤ آج نہ ڈوبی تو کل ڈوب جائیگی گاؤ زمین ہلچل سے تھرائی دائرہ مرکز خاک بگڑنے کی نوبت آئی روئین تنون کے پاؤن
قائم نرہے پھسل کر گرے زمین سے زلزلہ نے نکلکر اپنی فوج کو حکم دیا کہ ہان پتھرون اور لاٹھیون سے انکو پیٹ لو ہر تو ادھر کے تیلے
انپر تلوارین لیکر گرے وہ صفین بچھے ہوئے تھے اور طلسمی تیلے طلسمی تیلونکو مار سکتے ہین اسوجہ سے انھون نے سرکاٹنا شروع کیے ایک
طرف لشکریان زلزلہ ہوگرین او قبضہ شمشیر اور پتھرون سے سر کچلنے لگے اب تو ہوگریان گھریا تونپر پڑتی تھین کاسہ سر گھنٹہ بنگئے
تھے گھڑیان زندگی کی کٹتی تھین ساعت بری آگئی تھی کھوپڑیان چٹختی تھین ایک لحظہ مین ہزارون دم رہرو ملک عدم ہوئے تھے
سوزن حیات رشتہ نفس مین جو پروتی تھی سینہ مین کھٹکتی تھی ہر منٹ مین ساٹھ ساٹھ کا کام تمام تھا سچ کسی نے کہا ہے گھڑیال مین
گھڑی ہے زمانہ کو نہ کسیکا پاس ہے نہ خیال ہے جب ہزار ہا روئین تن کام آئے ناقوس ہنسا اور کہا کہ اے خداوند شاہ طلسم آپنے دیکھا
کہ یہ فوج عدو کیسی جرار ہے کیسا کیسا ساحر آئین نامدار ہے یہ میرا ہی کام ہے کہ جو اس لشکر کو تہ و بالا کرتا ہون پیچھے پھر قدم بعزم جنگ
آگے دھرتا ہون ابھی سبکا خاتمہ کردونگا یہ کہکر دوبارہ شیر اپنا بڑھایا اور لشکر دشمن مین آکر غوطہ بحر آہن ہوا اور ایک نارنج سحر
پڑھکر زمین پر مارا اور پکارا کہ قائم ہو نارنج زمین مین سمایا اور زمین سنگلاخ ہوئی زلزلہ ولرزان تہ زمین گھبرا گئے اور ایسے ہی
زبردست ساحر تھے جو طبقہ ارض کا دامن پھاڑکر باہر آئے یہ تیغہ پکڑ کر انکی طرف جھپٹا فوج بیچ مین سد راہ ہوئی اسنے پھر زیر تیغ
رکھ لیا اور بیجان کرنا شروع کیا اور لڑتا ہوا میمنہ سے میسرہ پر آیا پھر ادھر سے جانب قلب رخ کیا اسوقت بہار اپنے تخت سے
کودی کہ اے بیحیا کہان جاتا ہے ادھر آ کہ تو ہمارا شکار ہے دیکھ ہنگام فصل بہار ہے بھلا کب تک رزم پیکار ہے یہ کہتا تھا کہ
ایک برق چمکی آنکھ ناقوس کی جھپکی پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ سامنے تختہائے نرگس نافرمان کھلے ہین گل و بلبل صحبت آرا ہین جمع اماں
چمن اکڑ رہے ہین توسن شاخسار پر سبزہ برگ سوار ہے ایک طرف لالہ کی پلٹن کی قطار ہے مرغان چمن نقیب خوش الحان کیطرح صدا
دیتے ہین کہ بہار ہستی بے ثبات ہے فنا سبکو ہے بقا اسکی ذات کو ہے ہان اے جوانان باغ ہشیار کہ آمد فوج خزان ہے پیک نسیم خبر لیکے فوران
ہے قیامت کی طرح بہار دیکھی گلشن مین لڑائی کی تیاری تھی نرگس نظر باز تھی کہ کوئی سحر کرے سنبل الجھانے سنبل سے سوسن زبان دراز تھی کہ گیسو
گیسو کا اسنے سر صیاد شر چمنستان بقائے دشمن پر چلائے ہوئے گل برتا کیا تھی کہ بھاگ نہ جانا تھا کو تمیز عدو کے تیر چلا باغ
مین ہو سے گھبر نکر سر اٹھاتا تا شام جان کے پاس ہو جاتا سرو دربان تھے کہ نرگس نہ الجھائے گل اشرفی کا توڑا نہ ہو دست بید دشمن سے

بجائے گلگون لالہ داغی تھا ارغوان لباس خونی پہنکر باغی تھا سرو و شمشاد دار شمشاد بنے تھے فوارہ ہائے نہر کیطرح بہتے تھے عدوے باغ جان بچانیکو ترستے تھے شہر گلشن آباد پر آشوب تھا ہر گلچین سامان زد و کوب تھا شاخ گل کا مزاج برہم بلبلونکا عجیب عالم سنبو بچھڑ تھا سرو تن رہا تھا پانی نہر کا سپاہیونکی طرح پہیرے بدلتا تھا سبزہ تیر مژگان یار کیطرح دلکے پار ہونے پر تیار نرگس مرجھا وہ عذار ساحرہ چنار شریر یار سوسن سارہ کے مثل دس زبانین نکالے چپکے چپکے جادو کرتی تھی داؤدی مطیع الاسلام تھی تو صد برگ کی تسبیح پڑھتی تھی کہ بیت جو عدوے باغ ہو برباد ہو + کوئی ہو گلچین ہو یا صیاد ہو + نسرین و سمن دعا کرتی تھین کہ اے نخلبند قدرت بحرمت فیض ہوا و فصل بہار و تصدق قوت نامیہ و ابر آذر بہار کی فتح ہو خزان کا منھ کالا رہے دیس نکالا ہے ابر بہاری برسجر تھا یا آتش گل کا دھوان چھایا تھا ساحرہ چمن نے نارنج و ترنج لگایا تھا بنفشہ زار کمند حلقہ وار گل زنبق کی رنگت رخ خوف سے

کشیدہ تھا گلچین سے جو سارا باغ	ہوا پر گلگون کا تھا پہونچا دماغ	جو تھا سبزۂ باغ شکل خدنگ
ہوا سے لٹکنے مین یہ اسکا رنگ	کہ جیسے چلین تیر وقت نبرد	ہوا کر رہی تھی دہان کا گرد
رسالہ جما تھا کہین لاہے کا	زرہ پوش تھی ابر سے وان صبا	درختون کی بیلین شجر پر چڑھین
کمند افگنون کا پتہ دیتی تھین	دیا بگڑیان اور کمر باندھ کر	مسلح مکمل ہوئے تھے شجر

اس بہار کو دیکھکر ناقوس اوڑنے سے رکا ہوا سرو جو باغ کی لگی چھوٹتا ہوا سمت گلشن شجر چلا جب سامنے اسکے پہونچا چمنستان مین دیکھا گل پیراہن غارتگر صد بہار عالم شباب یعنی ملکہ بہار کو لباس رنگین نایاب سے آراستہ پایا اسوقت تو دلپر قابو نہ رہا یہ نقشہ ہوا کہ اسیا ہے

بہار باغ مین تھی اک دل آزار	بظاہر خوبرو لیکن ستمگار	غضب آمیز چتون کے اشارے
بلا آئی ہوئی جس کے نظارے	طبیعت سب طرف سے پاکدامن	امنگون پر رخ عارض کے جوبن
صدائے الحذر نکلی جگر سے	ملی چتون جو ظالم کی نظر سے	کیا تڑپی نگاہون نے دل افگار
بلا کی قہر کی تھی شوخ و عیار	کبھی کچھ لے کے انگڑائی برابر	دکھایا اپنے جوبن کو سراسر
ہوا برہم وہین مجموعۂ ہوش	کیا بیتاب ہونے خود فراموش	نگاہ ناز سے دیکھا جو اس نے
کہا تقدیر نے اپنی خبر لے	اسی جانب ہوا عزم دل آزار	ہجوم شوق مین پہونچا سب اکبار
درون باغ آ بولا کہ جانی	خدا رکھے یہ تیری نوجوانی	ہوا یہ حال رنجون سے ہمارا
اٹھاتا ناز مشکل ہے تمھارا	مگر با این ہمہ اک آرزو ہے	طبیعت کو اسی کی جستجو ہے
کر دے بوسے لب نازک کے دوچار	کرتا راحت ملے دلکو مرے یار	

جب نثار و نالہ اسکا از حد ہوا ملکہ بہار نے ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ مسکرا کر آگے بڑھی اور پکاری کہ اے پہلوان زمانہ تمکو شرم نہین آتی کہ تمام فوج تمھاری معشوقہ کا دم الفت بھرتی چلی آتی ہے اسنے اسکے کہنے سے پھر کر جو دیکھا ایک لاکھ ساحر جو اسکے ساتھ آیا تھا وہ شعر عاشقانہ پڑھتا چلا آتا ہے حیرت سے اپنی فوج پیچھے ہٹا لیکن سر لشکر نے الگ ہو کر صف کھینچی پھر وہ ساحر جو دیوانہ ہو گئے تھے انکو بڑا دیا یہ حالت دیکھکر اسکو رشک سے غصہ آیا اور تلوار پکڑ کر چلا بہار نے کنیز سے کہا کہ جیسے شراب سحر بلا کے تو رفتہ اسکو پھر اچھا نہ کیا یہ کہکر پکاری کہ بموجب نظم

بڑھی وہ نازنین بولی ادھر آ یہ صورت سامنے آئے نہ آکے	جدائی ہے گلے سے میرے ملجا رہیں ہم زندہ یا تو جا کے مر جا	خدا جانے فلک کیا پیش لائے ہمیں دیکھیں فلک کیا آج دکھلائے

یہ کہنا تھا ملکہ کا کہ وہ بیتابانہ پھر ملکہ نے کنیز کو دیکھا اسنے ایک جام بلور شراب سحر سے معمور کرکے اس رشک حور کے ہاتھ مین دیا اس
مخمور مئے حسن نے دخت رزکو اپنے بدلے اس ساحر کے سامنے کیا یہ ساحر اس ساغر کو کوزہ آب حیات سمجھکر کہ نہ ہے نصیب جو
یہ دشمن جان شراب پلائے پھر تسلیم جھکا اور جام لیکر پینا چاہتا تھا کہ ایک طاؤس روے ہوا سے اڑتا ہوا آیا اور پر اپنا ہاتھ
پر مارا کہ جام گر پڑا ملکہ نے چاہا کہ طاؤس پر جال سحر کا مارے مگر وہ طاؤس پنجہ مین دابکر اس ساحر منحوس کو لے اڑا ملکہ نے اس کنیز سے کہا
کہ دیکھا تو نے ذراسی غفلت مین سب محنت میری برباد کر دی یہ طاؤس فرستادہ شاہ طلسم تھا اگر دم بھر یہ ورنہ آتا اور وہ پیچا جام
پانی جاتا تو پھر تماشہ ہوتا کہ یہ پہلوان طلسم تھا یہاں سے طلسم باطن تک آفت ڈھاتا تا شاہ جادوان سے بھی بمشکل لڑا جاتا یہ تو اسطرح
گرم سخن ہیں ادھر حیرت نے بعد جانے پہلوان طلسم کے طبل بازگشت بجوایا کہ فوج سب مسحور بہ سحر بہار ہے ایسا نہو کہ کچھ آزار پہونچے
فوج طبل بازگشت کی صدا سنکر سجدہ شکر خدا بجا لائی اور لاشہائے مقتولان اٹھوا کر بافوج باقیماندہ پھری وہ ساحر جو مسحور بہار تھے
نہ پھرے اور سامنے باغ سحر کے آکر ٹھہرے بہار نے ایک پتلی سحر کی اپنی صورت پر بنا کر وہان چھوڑ دی اور آپ بارگاہ مین
آئی فوج نے جو بارگاہ وخیام جل گئے تھے انکو درست کیا اور فوج کو اتروا دیا آرام اقامت گزین ہوئی لیکن ناقوس کو طاؤس
جو لیگیا تھا ایک صحرا مین کنارے چشمہ کے لایا اور ساحر کو بمیت اس چشمہ مین گرا کر اسنے غوطہ لگایا اور باہر آکر ساحر کو زمین
پر ڈالدیا وہ بیہوش ہو رہا تھا غوطہ کھا کر ہوش مین آیا دریاے بیخودی سے پھر آشنا عشق بہار دلسے دور ہوا طاؤس سے پوچھا کہ ماجرا
کیا ہے اسنے کہا کہ اے پہلوان طلسم تمسا عاقل و فرزانہ ہوکر یون دھوکا کھائے اور اس چھوکری کے سحر مین مسحور ہو جاے بسا
تعجب ہے یہ کہکر سب حال سحر بہار کا اسنے بیان کیا کیونکہ یہ خود افراسیاب ہے پردہ طاؤس مین آیا ہے فی الجملہ پہلوان سے کہا
کہ اس چشمہ مین خداوند لات علی نے ایک روز ہاتھ دھوئے تھے پس اسکا پانی تم ہمراہ لیجاؤ اور اس باغ سحر پر چھینٹا جا کر دو کہ وہ برباد ہو جائے
لشکری جو سحر تمہارے ہوش آئے اور جب کبھی ایسا سامنا ہو تو اس پانی سے کام لینا اور بہت ہوشیاری سے لڑنا یہ کہکر ایک شیشہ
مین وہ پانی بھر کر اسکو دیا اور آپ اسیطرح طاؤس بنا ہوا روانہ ہوگیا یہ بھی وہ آب سحر لیکر روانہ ہوا اور اڑتا ہوا پہلے میدان
رزم مین آیا شیشے سے پانی لیکر باغ پر چھڑکا وہ باغ مثل دھوئین کے اڑ گیا پتلی بھی خاک ہوگئی بارگاہ مین سحر دفع ہونے سے بہار
کو غش آگیا مگر بہار جو کہ وہ آرام مین ایک مرتبہ علاج کو گئی تھی تو اسنے بھی سحر پڑھکر تھوڑا پانی تیار کر لیا تھا کہ جب مین بیہوش
ہون تو یہ پانی کام آئے وہی پانی اسکی کنیزون پاس تھا انھون نے چھڑک کر اسکو ہوشیار کیا ادھر باغ سحر کے دفع ہونے سے
لشکری بھی ہوش مین آگئے ناقوس سب کو مقام فرودگاہ پر لایا پھر ایک آرام گزین ہوا یہ بارگاہ حیرت مین آیا اسنے تعظیم کرکے بٹھایا اور جشن
کیا ملا قے آکر ناچنے لگے ساقی جام پلانے لگے ناقوس نے ایک عرضی شاہ طلسم کو لکھی کہ اے شاہ عالیجاہ اس غلام نے تین حملہ لشکر
عدو پر کرکے ہزارون کو بیجان کیا خاک مین ملا کیا آج ہی سب کا فیصلہ کر چکا تھا مگر مجکو بہار نے دھوکا دیا خیر اب کے میرا
کیا کر لیگی آپکا بھیجا ہوا طاؤس آب سحر دیگیا ہے ایکی لڑائی مین فیصلہ ہے یہ لکھکر سرداران بارگاہ سے کہا کہ میری شجاعت ہے جو تم نے نگاہ
جنگ دیکھی ہے پھر کر دو سب نے بے عذر ہون کو دین کہ واقعی اس پہلوان نے تین بار لشکر حریف کو زیر و زبر کیا غرضکہ یہ عرضی بنجہ سحر بادشاہ

کے پاس لیگیا وہ طاؤس سے اصلی صورت پر آکر باغ سیب مین آیا تھا کہ عرضی پہونچی ہر چند کہ وہ سب چال سے ماہر تھا مگر عرضی پڑھکر اسکے دل پر چھائی جواب لکھا کہ اے پہلوان کیا کہنا ہم بہت خوش ہوئے جیسا سنا تھا اس سے زیادہ تمھین پایا ابکی لڑائی مین سبکا خاتمہ کردو مگر جہانتک ہوسکے بہار کو زندہ پکڑ لینا ہم ایک ساحر زبردست اور تمھاری اعانت کو بھیجتے ہین اگر تم ناراض نہو کیونکہ بہار زبردست بہت ہے باقی ہماری عنایت بے نہایت کے امیدوار ہو یہ لکھکر ایک خلعت گرانمایہ تحریر کے ہمراہ تیلہ سحر کے ہاتھ ساحر مذکور کے پاس بھیجا جب اسکو وہ نامہ اور خلعت پہونچا بہت خوشنود ہوا خلعت پہنکر ایسا اترایا کہ آرام بھی نکیا جب یہ قصہ یہان تمام ہوا اور خلعت ستارہ وار کواکب شاہ زنگبار شب نے ترک فلک کو بخشا اور طاؤس نیلی فام شہر نے شہسوار مہر کو صحرائے مغرب مین پہونچایا نظم

دیار شام کا فرمان روا ماہ
جو نکلا اسکے فوج انجم ہمراہ
شناور قلزم اخضر کا خورشید
ہوا گرداب مین ظلمت کے وہ قید

شام کو اسنے حکم نقارہ بجنے کا دیا نفیر سحر کو دم ملاہر کا کے خدمت صرصر مین آئے خبر طبل جنگ معرض عرض مین لائے ملکہ مذکور نے بھی نظر بر حجت کردگار کرکے کوس حرب بجوایا صدائے نقارہ جنگ گوش حق نیوش دلاوران مین صدائے صور اسرافیل تھی یا ندائے طبل رحیل تھی دلونمین شیشہ ساعت کیطرح غبار تھا گھڑی کے مانند دل دھڑکتا دہشت نے وہ ہر جرار تھا خوف ہیبت سے کی کنی نیزہ بر سینے مین کھٹکتا نامرد بھاگنے لگے بہادر دم مردمی کا بھرتے تھے بیت تلوار بھی تو رن پڑینگے لاکھون ہی کو مار کر مرینگے ساحرونمین چمک جلگتی چارطرف سے فروغ پانیکی صورت نکلتی لیکن چراغ سحری کا سکو گمان تھا بیرونکا دیا لیا سب اکارت ہر ساحر پشیمان تھا سرخ بجانب ملک القہار لائے تھے سحر و افسون و عذر و مکر سب بھولکر ڈنڈوتنکے عوض سر نیاز بدرگاہ بے نیاز جھکائے تھے ابیات

پکارے سب خداوندا مدد کر
مرے مالک مرے مولا مدد کر
تجھی سے دفع ہر سحر و بلا ہے
تجھی سے حاصل اب مدعا ہے

تیغ طبع کند تھی پست ہمت بلند صرصر فنا تیز و تند تھی برچھی زبان نکالے تھی عمو منھ پسار رہے تھے کمانین بصورت محراب سر جھکائے تیر گوشہ گیر لب سوفار چلا کر دعا کرتے مگر خاموشی سے عذر پذیر تیغین ہر چند کہ تیز تھین مگر آج سرکشی چھوڑ کر جھک گئی تھین بہتیری تیغین نیام مین چھپنا چاہتی تھین بارہ نے دانت نکال دیے تھے تو گویا زبان جوہر سے گڑگڑاتی تھین الغرض رات بھر یہی ہنگامہ رہا کہ نظم

بہادر کرتے تھے آپس مین گفتار
نہ گھبرانا ذرا اے مرد ہوشیار
نہین منھ پھیرتے مردان کامل
بلا سے بھی جو ہوتے ہین مقابل
دکھائین قوت بازو کے جوہر
رہے تا یادگار عصر دفتر
نہون روباہ بنکر مرد میدان
کہ اسمین دیو بھی ہے کوئی انسان
گھسیٹین تیغ جب دامن الٹکر
تو مارین بڑھ کے دشمن کو ڈپٹ کر

جسوقت کہ ساحر شعبدہ روزگار نے بہار گلشن انجم آب چشمہ مہر سے برباد کی اور طاؤس نور نے آشیانہ مغرب سے پرواز کرکے باغ عالم کی راہ لی کہ ابیات

ہوا بیدار سلطان کواکب
چھپا آنکھون سے سامان کواکب
قدمبوس زمین اپنی ضیا کی
نظر آنے لگی قدرت خدا کی

صرصر و بہار بعزم رزم و پیکار فوج قاہرہ ہمراہ لیے اسباب سحر درست کیے بصد شوکت و حشمت جانب دشت رزم چلین روبرو ہوا

آمد ساحرانسے کا لا بانگ سپاہ نے عالم مین غل بولڑ الا کہ **ابیات**

اڑے ساحر صفین باندھے ہوا پر
سیار کیا دی خواب عدم کی
کہ اتنے مین نظر آنے لگی گرد
سنبھلیو ڈ یہی ہے وقت پیکار

بڑھے لڑنے کو مثل شوق مضطر
کڑک سے اسکی جان آئی تھی لب پر
پسینون کو ہوا کرنے لگی سرد

ہر اک جانب سے برق سحر چمکی
کہین اژ در دہن سے شعلہ آور
پکارے سب کہ ہان یار وخبر دار

یعنی دیکھا کہ حیرت مع **ناقوس** بدخصلت فوج کینہ خواہ لیے میدان مین آئی لشکر نے صف آرائی فرمائی جب پرے جمے بہادر مسلسل درمسل سینے ابھار کر کھڑے ہوئے **ناقوس** اجازت حرب لیکر آگے بڑھا اور للکارا کہ ہان خبردار ہوجاؤ مین پھر تمھاری صف پر آتا ہون یہ کہکر تیغہ بروئین شگاف ہنکیا اور شیر اڑا کر چلا ادھر بھی تیغین کھنچ گئین ہر غول کا ساتھ بندھا ساحرون نے حربہ ہاے سحر کو سنبھالا مگروہ بسان اہرمن مست آہی پڑا ادھر سے ہزارہا گولہ فولادی اور تلوار خنجر پڑنے لگے ساحر برق بنکر اسکے سر پر گرنے لگے لیکن اسپر کچھ اثر نہوا کسی حربہ اور کسی منتر نے کام نہ دیا اور اسنے زیر تیغ رکھلیا کبھی تا پنج سحر پڑھکر صف لشکر پر لگاتا کہ اسمین سے ہزارہا پیکان نکلکر سینہ ساحران کے پار نکلجاتا کبھی اُسکے تیغہ سے شعلہ نکلکر رخت ہستی دشمن جلاتا ایک قیامت کبری بپا تھی لاش پر لاش گر رہی تھی اجل زیر تیغہ ہر بہادر پھر رہی تھی اس ہنگامہ کو دیکھکر آج پھر ملکہ **بہار** نے تخت اپنا آگے بڑھایا اور للکارا کہ او بے عزت کل میرے ہاتھ سے بچگیا آج کہان جائیگا ادھر آکہ تجھے خوابگہ گور مین سلاؤن مزہ لڑنے کا چکھاؤن اسنے یہ نعرہ جب سنا شیر اپنا صفہاے لشکر سے اڑا کر سامنا کیا اور پکارا کہ او شوخ دیدہ مجھکو تو تیری تلاش تھی کہ تونے مجھکو دھوکا دیا تھا اور شہنشاہ نے تیرے زندہ پکڑ لینے کو کہا ہے **بہار** نے یہ سنکر ایک گلدستہ جھولی سے نکالکر اُسپر مارا اُسنے فوراً شیشہ آب چشمہ سحر نکالکر گلدستہ پر چھینٹا دیا کہ وہ جلگیا اور وہی پانی لیکر جانب **بہار** چلا اسنے جلد اپنی صورت کی پتلی بزور سحر زمین پر اپنی چالاکی سے ڈالدی اور غائب ہوئی کہ اسکو ثابت نہوا ملکہ کہان گئی وہ پتلی جو سامنے کھڑی تھی بالکل **بہار** معلوم ہوتی تھی اسنے وہ پانی اس مصنوعی **بہار** پر مارا کہ یکایک اسکے سر مین آگ لگی اور جلکر راکھ ہوگئی یہ افسوس کرنے لگا کہ بادشاہ نے اسکے زندہ گرفتار کرنیکو کہا تھا اسکا تو خاتمہ ہوا اسی فکر مین بیٹھا کہ پشت پر ملکہ **بہار** پھر ظاہر ہوئی لیکن صورت اپنی بزور سحر مثل صورت **حیرت** بنائے ہوئے تھی کیسلیے کہ ساحر جو صفوف لشکر مین در آیا تھا تو کثرت مردمان سے اصلی **حیرت** نظر نہ آتی تھی آڑ بہت تھی الحاصل ملکہ ید کور نے آتے ہی اپنا سر وسینہ پیٹ لیا کہ ہے ہے اے پہلوان یہ تونے کیا کیا کہ میری بہن کو مار ڈالا پہلوان بہت نادم ہوکر عذر پذیر ہوا کہ مین اس پانی کی یہ تاثیر نہ جانتا تھا کہ ساحر کو جلادیتا ہے ورنہ مین اس سے کام نہ لیتا ملکہ نے کہا لاؤ تو وہ پانی کہ میں اس سے اپنی بہن کیلیے ایک ... پیر کردون اسنے وہ شیشہ آب سحر اسکے ہاتھ مین دیدیا ملکہ نے شیشہ لیتے ہی صورت اپنی اصلی بنائی اور پکاری کہ لے تیرہ سر یہ پانی باطل کنندہ سحر ہے منم بہار جادو یہ کہکر پانی جلو مین لیا بس پہلوان تو اسکی تاثیر سے واقف تھا ہی کہ طاوس نے کہا تھا یہ پانی دافع سحر ساحر زبردست و رقاتل ساحر کیونکہ خداوندلات اعلی نے اس چشمہ مین ہاتھ دھوئے ہین جہانکا یہ پانی ہے پس اب جان نہ بچیگی یہ سمجھکر بزور سحر جبتک ملکہ چھینٹا لگائے یہ اڑ بھاگا **بہار** نے تعاقب کیا پیچھے **بہار** کے فوج چلی پہلوان صف سے نکلکر بدحواس قریب اپنے لشکر کے پہونچا اور کہا کہ جلد اے خاتون بادشاہ طلسم طبل مان بجوایئے کہ آپکی بہن میرا کام تمام کیا چاہتی ہے **حیرت** اسکی بدحواسی کیطرف ہنسی اور یہ پس پشت ملکہ آگیا اس عرصہ مین **بہار** قریب لشکر عدو پہونچی تھی **حیرت** نے فوج کو حکم حملہ کا دیا ادھر سے **مہرخ** مع فوج بڑھی آئی تھی اور ہنسی تھی کہ بہار نے یہ کیا کیا کیونکہ

اس پہلوان کو بھگایا بہار لشکر کے سد راہ ہوئی جو حصہ پہلوان تک پہونچ سکی فوج سے تلوار چلنے لگی سحر کی مار شروع ہوئی رو مین تن جو جانبین کے باقی تھے وہ باہم بھڑ گئے ساحر سے پٹے زمانہ دار و گیر کا آیا سحر و ساحری نے ہنگامہ اٹھایا ناقوس تو بھاگ کر اوپر چلا گیا کہ جب تک شہنشاہ سے اس آب سحر کا رد نہ معلوم کر لونگا مقابلہ نکرونگا یہ تو یہاں ٹھہرا اُدھر تیغ بہادران نے تہلکہ ڈالا کہیں بوق نفیر بجی کہیں روح کو قالب مین گھبراہٹ ہوئی برابر سے گرد لشکر اُٹھی نعروں کی آواز تا بفلک پہونچی کہیں سیلاب خونریز کہیں آتش سحر کا بلند دھوان کہیں سر جدا کہیں تن تڑپتا کہیں زین جدا کہیں توسن تڑپتا کسی جا انبار سر دیا و دست کسی جانب نعرہ کسی سمت طرارہ جو بت کسی طرف برق شمشیر کی چمک کہیں گرز سر بلند ایک سو شعلۂ تیغ کی لپک ساحر چھو منتر پکارتے کلواکی پوری بھیرونکو بھیجکر دشمن کو مارتے غرض کہ آفت کا سامنا تھا

نظم

گرے لشکر پہ مثل برق بیتاب
زمین تھی ہر طرف صحن بلا خیز
لگائی ساحرون نے سحر سے آگ
ہوا مغرب کی جانب گرم توسن

بہایا خون بشکل چشمۂ آب
کیا تفویض خاک اعضائے تن کو
برستے تھے کہین عقرب کہین ناگ

ہوا وہ دشت لاشوں سے جو لبریز
سم رہوار نے روندا بدن کو
اسی لڑنے مین تا نور مہر روشن

جب ترک مہر سرد مہری برودت چشمہ ماہ سے بھاگ کر جانب بارگاہ مغرب گیا حیرت نے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر جانب خیمہ گاہ پھرے مہرخ سر بہار پر زرنثار کرتی ہوئی شادان و خندان مراجعت فرما کر بارگاہ مین آئی لشکری آسودہ ہوئے اُدھر حیرت جب تخت پر جلوہ فرما ہوئی ناقوس سے سبب بھاگنے کا پوچھا اسنے کل ماجرا و اوپر بیان ہوا بیان کیا ملکہ اپنی ہوی کی تدبیر اور فطرت پر ہنسی پھر شاہ جادوان کو اس حال کی عرضی تحریر کی اور یہ بھی لکھا کہ جلد آب چشمۂ سحر کا رد کر نا لکھ بھیجیے کہ وہ پانی اب قبضۂ دشمن مین ہے آبرو پہلوان کی ڈوب جائیگی پناہ پانی دشوار ہوگی جب بہار لڑنے آئیگی یہ عرضی بجنسہ بحضور خدمت بادشاہ میں لیگیا اور ملکہ نے شغل میخواری آغاز کیا یہاں مہرخ بھی داد عشرت دے رہی تھی کہ عیار بارگاہ مین آئے مہرخ نے اُنسے حال فطرت بہار بیان کیا عیار بھی ہنسے مگر بہار نے کہا یقین ہے کہ شاہ جادوان اس پانی کا توڑ بھیجے اسے ملکہ اس پہلوان سے خدا آبرو بچائے دو دن تو میں نے بعنایت خدا اس لڑائی کو سنبھالا مگر اب کی ہوئی کا سامنا ہے مہرخ نے کہا کہ اسیطرح شاہ کوکب کو خبر ہوتی تو البتہ کچھ مفر کی صورت تھی برق نے جواب دیا کہ آپ لوگ لڑ چکے زمانہ ہماری عیاری کرنیکا آیا ہے ہم خدا نے چاہا تو آج رات اسپر سے نگون رنے دینگے کیونکہ اگر شاہ کوکب سینگے کہ لشکر پر ایسا وقت صعب پڑا تھا او عیار وں سے کچھ نہو سکا تو ہمکو بہت بُرا کہینگے ور لشکر سے نکالدینگے تو خدا حافظ جاتے ہین یہ کہکر اُٹھا ملکہ ہر چند مانع آئی کہ آپ تکلیف نفرمائیں وہ پہلوان طلسم ہے اسکے ساتھ بیر بردست ہین قتل نہو سکیگا اسنے کہا کہ اگر وہ وابستہ طلسم ہے تو ناچاری ہے ورنہ دیکھیے تو خدا کیا کرتا ہے اور کسطرح وہ مارا جاتا ہے بہار بولی کہ وہ اگر وابستہ طلسم ہے تو ناچاری ہے مگر ایسا نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو میرے سامنے سے بھاگ نہ جاتا اور میرا سحر اسپر اثر کرکے اُسے دیوانہ نہ بناتا برق نے کہا خیر خدا مالک ہے یہ کہکر روانہ ہوا اور عیار بھی اُسکے ساتھ ہوئے در باہر بارگاہ کے آکر عیار وں سے کہا کہ تم بشکل مبدل بارگاہ حیرت مین جا کر ٹھہرو مین بھی آتا ہون عیار روانہ ہوئے اور برق اپنے لشکر مین ساحر بنکر آیا اور بلا زمان مخمور جو آجکل بے سردار ہین کسلیے کہ مخمور ہمراہ عمرو گئی ہے پس یہ ساحر لڑنے بھی کم نکلتے ہین اور سرداران حیرت و غیرہ انکو اچھی طرح نہیں پہچانتے ہیں غرضکہ برق نے انھین ساحرونسے کہا کہ تم مین سے بیس ساحر اور ساحرہ لباس عمدہ اور زیور مرصع سے آراستہ ہوکر صحرا مین قریب دروازہ کوہ جا کر ٹھہرو مین وہان آتا ہون جو کچھ کہون بجا لانا ساحران مذکور حسب تشان وہی ایک ہوکر بطور مخفی روانہ ہوئے اور برق بھی اسجگہ آیا اور رنگ روغن عیاری کا لگا کر صورت اپنی ساحرہ کی ایسی بنائی لیکن بہت حسینہ و جمیلہ بنکر تیار ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ صانع عالم نے کالبد اسکا صندل و گلاب سے تخمیر فرمایا ہے نور کے سانچے مین اس بت کو

ڈھال کر بنایا ہے زلف شبگون نے رسم کافر کیشی کو از سر نو تازہ کیا تھا زلف پر پیچ سے یہ ثابت تھا کہ کاتب قدرت کا لام لکھتے وقت ہاتھ تھرایا تھا تو دائرہ لام مین حلقہ پیچ آیا تھا رخسار پر نور پر جو اس زلف کا سایہ تھا شب دیجور نے روز روشن کو دیا تھا یا ملک حلب کو زنگیون نے گھیر لیا تھا دوہا

لٹ چھوٹڑے تریا سیس سے پڑے کچن پر لے ۔ مانون چندن روکھ سو ناگ رہے لپٹائے

ٹھاڑے کے نچوڑ انگوچھ کے تر دچھ یار گیت چھیرہی جھمیم دیکھ تو ہے کون سے چھیرائے گو
اے ری مرگ نینی دیا کر میا کر موہون پر تیرو کیا جائے من میرے بس جانے گو
میرد من اُبجھے تیرے کھلے کیس مین بال مت باندھ من میرو بندھ جائے گو

تر زلف معنبر رخسار منور فلک حسن کے شمس و قمر ناک چہرہ خوبی کی ناک عشق مین اسکے خود بینون کی آنکھین نمناک چشم فتان فتنہ انگیز ابرو کنایہ ابرو آفت خیز دہان تنگ کے روبرو غنچہ سربستہ کو غیرت و کلیان دلتنگ غرضکہ از سر تا پا وہ ماہ سیما حسن مین بے نظیر جمال روے روشن بدر منیر کے بموجب

نظم

قیامت قہر تھا انداز اُس کا	بلائے جان تھا عشوہ ناز اسکا	عیان شمشیر کے ابرو سے جوہر
مژہ ہر ایک رشک تیر و خنجر	کرین وہ نرگسی آنکھین جو جادو	رہے باقی طبیعت پہ نہ قابو
متاع حسن سے تھی سخت مغرور	سمجھ کر آپ کو وہ غیرت حور	قیامت سے نہ تھا کم قد بالا
اندھیرے گھر کا حسن اسکا اجالا		

اس صورت زیبا سے جب درست ہو چکا سر مین بہت سے سانپ بنا کے لپیٹے کانون مین اور ناگ ڈالے ساری بادلا بجار باندھی دست و بازو و شانہ و کلائی باندھکر زیور جواہر سے اعضائے تن مزین کیے جھولا زنفتی گلے مین ڈالکر ساحران مخمور کے پاس آیا اور کہا تخت میری سواری کیلیے بہت عمدہ درست کرو اور ناقوس و نفیر بجاتے ہوے میرے ساتھ لشکر حیرت مین چلو ان ساحرون نے اسکی صورت بدلنے پر جو اس منتشر ہوے کہ واقعی ایسی صورت بنائی ہے کہ کیا مجال کسی کی جو سوا اُسے ساحرہ کے اسکو عیار کہہ سکے الحاصل انھون نے ایک تخت زر اندود بزور سحر بناکر اسکو سوار کیا اور آپ طائران سحر پر سوار ہو کر ہمراہ چلے برق اس صحرا سے پہلے جانب دریاے خونریز روان گیا پھر وہانسے سمت لشکر حیرت چلا نفیر و ناقوس بجتے تھے جادوگرنیان سر پر ساحرہ مصنوعی کے مروحہ جنبانی کرتی تھین بزور سحر صورتین اپنی وہ بھی بدلے تھین اسی ہیئت سے جب قریب لشکر پہونچا حیرت کو طائران سحر نے خبر پہونچائی کہ ایک ساحرہ دریاے سحر کیطرف سے ادھر آتی ہے ملکہ مذکور نے سمجھی کہ شاہ طلسم کے پاس عرضی میری پہونچی انھون نے اسکو بھیجا ہے پس یہ سمجھ کر ساحر بہر استقبال بھیجے کہ وہ آکر باعزاز تمام ساحرہ نقلی کو لیگئے اور داخل بارگاہ کیا برق نے یہان دیکھا کہ تخت پر ملکہ بیٹھی ہے گرد تمام سرداران دنگلون پر متمکن ہین ناقوس دنگل جواہرین پر بیٹھا شراب پی رہا ہے اسنے ملکہ کو سلام کیا اور نذر دی ملکہ نے قریب ناقوس اسکو بھی دنگل دیا اور بٹھایا ناقوس نے جو اسکی صورت زیبا پر نگاہ کی بیک نظر فریفتہ و شیفتہ ہوا اور اُسنے بھی اسکی جانب اشارہ کرکے مسکرا دیا خنجر موج تبسم گلے پر پھیرا یہ اسی سمت مخاطب ہو کر بیٹھا اور کہا اے ملکہ آئیے تشریف لائیے برق قریب اسکے دنگل پر جا بیٹھا اور کہا آپکا تو بڑا شہرہ سننے مین آیا ہے خوب خوب آپ لڑے شہنشاہ بڑی تعریف فرماتے تھے اسنے کہا کہ بادشاہ کی عنایت میرے حال پر بہت ہے اور واقع مین تین لڑائیان مین ایسی لڑا کہ یاد ہونگی شاید اب بسبب آب چشمہ سحر توقف پذیر ہون ورنہ سب کام باغیون کا تمام کر دیتا یہ کہکر حال رزم ملکہ بہار بیان کرنیگا یہ تو باتین کرنے مین مصروف ہے مگر

دو عیار جو چلے تھے انمین سے عیار جانسوز صورت بدلکر قریب بارگاہ حیرت آیا تھا اور ایک خدمتگار کو فقرہ دیکر علیحدہ لیجا کر بیہوش کرکے اسکی ایسی صورت بنکر داخل بارگاہ ہوا تھا چنانچہ برق جو ساحرہ بنکر آیا ہی تو جانسوز خدمتگار بنا ہوا سر پر حیرت کے رومال جھل رہا ہی فی الجملہ برق بیٹھا ہوا باتین کر رہا تھا کہ ساقی نے جام بادۂ احمر اسکو دیا اسنے وہ جام لیکر بو سونگھنے لگا اور جلد منھ سے ہٹا کر کہا کہ یہ شراب تیز و تند زیادہ ہی مین نہ پیونگی یہ کہکر اپنے ساتھ کے ساحرونسے کہا کہ میرے پینے کی شراب لاؤ جادوگرنیو تمکو سمجھا پہلے ہی دیا تھا کہ ایسا کچھ کرنا چنانچہ وہ حسب الحکم صراحیان شراب کی آغشتہ بداروے بیہوشی اپنے ساتھ رکھتی تھین وہی شراب سامنے لائین برق نے ایک جام بھر کر پہلے ملکہ حیرت کو دیا کہ حضور نوش کرین تو مین بھی پیون ملکہ نے وہ جام بے اندیشۂ انجام لیکر پی لیا پھر اسنے دوسرا جام ناقوس کو دیا وہ تو فریفتہ ہو رہا تھا دست محبوب سے ساغر لیکر بیک جرعہ درکشید کیا ایک ایک جام سب اہل بارگاہ کو پلانیکی نوبت آئی تھی کہ وہان افراسیاب پاس عرضی پہونچی اور اسنے عرضی پڑھکر کتاب جمشید دیکھی کہ آب سحر کے پانی کو کیونکر دفع کرون کتاب مین نکلا کہ پانی کی فکر ناحق ہی اسوقت تو آبرو بچا لو برق ساحرہ بنکر بارگاہ مین حیرت کے پاس گیا ہی اور آب آتشین پلا کر آتش حیات سبکی بجھایا چاہتا ہی دم بھر مین سبکو ٹھنڈا کر دیگا یہ دیکھکر بادشاہ نے سحر پڑھا زمین سے پتلا نکلا اسکو یہ مضمون لکھکر دیا کہ اے ملکہ وہ ساحرہ جو تمھارے پاس آئی وہ برق عیار آئی اسکو گرفتار کرو پتلا یہ نامہ لیکر بہت جلد بموجب حکم بادشاہ آیا اور نامہ لاکر ملکہ کو دیا ملکہ نے نامہ پڑھا پشت پر جانسوز خدمتگار بنا ہوا کھڑا تھا اسنے بھی اس نامہ کو پڑھا کیونکہ ملکہ کی پشت تھی اور اسکا سامنا تھا الحاصل نامہ کو دیکھکر اسنے خیال کیا افسوس محنت برق کی مفت جاتی ہی اسنے رومال مین بیہوشی بھر کر منھ پر ملکہ کے اسطرح ہلایا کہ خوشبو اسکی ناک مین گئی وہ نامہ پڑھکر چاہتی تھی کہ مین ایک گولا برق پر مارون اور گولا اسطرح چھپا کر نکالا تھا کہ وہ دیکھنے نہ پائے نہین تو بھاگ جائیگا اس عرصے مین رومال جھلنے سے بیہوشی طاری ہوئی چاہا کہ یہان سے اٹھکر منھ دھوآؤن یہ سوچکر اٹھنے لگی تو چرخ آیا جانسوز نے کہا کہ اے ملکہ آثار بیہوشی کے پائے جاتے ہین لیجیے یہ پھول سحر سے بہر دفع بیہوشی مین نے بنوائے ہین آپ بھی سونگھ لیجیے ملکہ نے اس سے پھول لیکر سونگھے وہ جو شدت سے نشہ تھا جاتا رہا لیکن سر ابتک گھومتا ہی اب ملکہ نے چاہا کہ مین اہل دربار سے ماجرا برق کا کہدون مگر جانسوز نے کان مین جھک کر کہا کہ آپکی بیہوشی اچھی طرح اتری نہین اور اہل دربار بھی شراب بیہوشی پی چکے ہین کیونکہ رنگ ہر ایک کا مین دگرگون پاتا ہون بس آپ یہ پھول مجھسے اور لے لیجیے اور آرامگاہ مین خوب اچھی طرح سے جاکر سونگھیے اور پھر خوب ہوشیار ہوکر آئیے نہین تو برق اپنا کام کر چکا ہی ملکہ کی بیہوشی اسکے پھول دینے سے کم ہوئی تھی اسوجہ سے اسکو خیر خواہ جانکر پھول اس سے لیلیے اسکی اسنے پھول بیہوشی کے بنے ہوئے دیدیے ملکہ اسکو سونگھتی ہوئی اس صحنچی مین بارگاہ کے گئی کہ جہان اسکے آرام کرنے کیلیے پلنگڑی گستردہ ہی بس وہان تک جاتے جاتے یہ بیہوش ہوکر پلنگڑی پر گری اور ادھر برق نے خیال کیا کہ مین خادم اور خدمتگار وغیرہ کو یہان شراب پلا نہ سکونگا مقدمہ دربار کا ہی ہر کسی ناکس کو بیہوش کرنا غیر ممکن ہی بس اس ساحر کو علیحدہ لیجانا چاہیے یہ سوچکر وہانسے اٹھا ناقوس ایک جام بیہوشی آلود تو پی چکا تھا نشہ مین سرشار بیٹھا تھا وہ بھی اٹھا کہ اے ملکہ مین بھی چلتا ہون اور اسکے ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر اپنی بارگاہ مین آیا اسنے وہان عشوہ و غمزہ کرنا شروع کیا کہ تم ناحق میرے ساتھ اٹھ آئے میری بدنامی ہو جائیگی وہان بھی تمھارے نوکر چاکر ہین وہ کیا کہینگے ناقوس نے سبکو ہٹا کر وہان تخلیہ کیا ادھر جانسوز نے جب دیکھا کہ برق ناقوس کو لیگیا یہ وہانسے اس صحنچی مین گیا کہ جہان حیرت بیہوش پڑی تھی اسنے چاہا کہ اسے قتل کر ڈالون خنجر کھینچکر جیسے ہی قریب آیا دو پتلے زمین سے پیدا ہوکر سرہانے اور پائنتی ملکہ کے آ گئے یہ

سمجھا کہ مارنا اسکا مشکل ہے یہ سمجھکر وہین ٹھہرا اور رنگ و روغن لگا کر صورت حیرت کی ایسی بنا مگر لباس اسکا ممکن نہوا پاس سے زنانہ لباس پہنکر باہر نکلا مگر تیلا حسب نامہ دیگر شاہ جادوان پاس گیا تو اُسنے پھر کتاب دیکھی معلوم ہوا کہ ملکہ نے عیار کو گرفتار کرنا چاہا تھا مگر اور عیار اسکی پشت پر کھڑا تھا اسنے اسطرح ملکہ کو بیہوش کر دیا جلد خبر لے ورنہ سب مارے جائینگے بادشاہ یہ حال دیکھکر عازم ہوا کہ مین خود جاؤن اسوقت ابریق وزیر نے کہا کہ حضور تامل کرین مین جاتا ہون شاہ نے سب حال اس سے کہا کہ اسطرح عیارون نے آکر فتور کیا ہے تو جلد جا اور ملکہ کو ہوشیار کر وزیر نہایت جلد وہانسے آیا اور اسوقت وہان پہونچا کہ جانسوز صورت ملکہ کی بنکر باہر نکلا تھا بس اُسنے آتے ہی اسکو بزور سحر پہچانا اور دھوکا دینے کی راہ سے پہلے تو سلام کیا پھر قریب آکر ہاتھ پکڑ لیا غرض کہ جیسے ہی اُسنے ہاتھ پکڑا جانسوز نے کہا کہ مجھکو کیا پکڑتا ہے جلد اندر صحنچی کے جا فوران ملکہ حیرت کی چھاتی پر چڑھا ہے اسکو ذبح کیا چاہتا ہے یہ سنتے ہی وزیر ایسا گھبرایا کہ اسکا ہاتھ چھوڑ کر اندر صحنچی کے گیا اتنے عرصے مین یہ عیار پکارا کہ ارے ساحران ہمراہی ملکہ تو جلد روانہ ہو کہ حال کھلگیا ساحر جو برق کے ساتھ آئے تھے صدا اسکر دفعۃً بزور سحر اُڑے اہل بارگاہ حیران ہین کہ یہ کیا ماجرا ہو رہا ہے یعنی پہلے ایک ساحرہ آئی پھر تیلا آیا ملکہ حیرت اُٹھکر صحنچی مین گئی اور وہان سے جو نکلی ابریق وزیر نے اسکو گرفتار کیا اُسنے ایسا کچھ کہا کہ وزیر نے چھوڑ دیا اب یہ ساحر اُڑ گئے کچھ سمجھ مین یہ حال نہین آتا ہے غرضکہ یہ سب تو فکر مین تھے اور ابریق نے جا کر حیرت کو ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوئی پوچھا کہ اے وزیر کیونکر آنا ہوا اُسنے سب حقیقت بیان کی کہ عیار نے آپکو دھوکا دیا تھا شہنشاہ نے مجھے بھیجا ہے ملکہ حال سنکر باہر آئی اور جو لوگ کہ جام بیہوشی پیکر مدہوش ہو رہے تھے انکو منھ دھلوا کر ہوشیار کیا اور حال ناقوس پوچھا سب نے کہا کہ ساحرہ جو آئی تھی اسکے ساتھ اُٹھ گئے ہین اور اسکے ساتھ کے ساحر آپکی ہمشکل نے ایک آواز دی کہ نکلی اور وہ بھی اُڑ گئے وہ آواز دیتے ہی چلی گئی ملکہ نے سب حال سنکر وزیر سے کہا کہ ساحرہ بنکر عیار آیا تھا اب وہ پہلوان کو لگا کر لیگیا ہے افسوس کہ پہلوان مفت مارا گیا یہ کہکر اُٹھی اور وزیر کو ساتھ لیکر جانب بارگاہ ناقوس چلی مگر وہان اتنے عرصہ مین برق نے یہ کرشمہ کیا تھا کہ بارگاہ مین تخلیہ کرا کے پہلے تو بہت کچھ ناز و انداز کیے کہ صاحب تم جو اکیلے مین مجکو لیکر بیٹھے ہو تو آخر تمھارے دلمین کیا ہے سامری کی قسم مین جانتی ہون جو تیرا ارادہ ہے تو بندی ایسی وواتی نہین کہ غیر مرد سے پھسل پڑے سنو صاحب میرا بھی دل مین پیچ کھون تمپر آیا تھا لیکن مین نے اپنے دلکو روکا کہ اور سے جی ایسے چینو ٹھونکے بھرے کباب سے دل لگانا کیا ناقوس نے ان باتونکے جواب مین بنت کہا کہ اے جان من تیرے سوا مین کبھی کسی پر نہ مرونگا دم الفت کا نہ بھرونگا اس ماہ پیکر نے ہنسکر کہا کہ تیری جورو تو پانچ ہاتھ کی موجود ہے اسے یہ سب تیری منھ دیکھے کی محبت ہے مین خوب سمجھی ہون کہ تو بیمروت ہے ناقوس نے کہا جانی جب مین تیرا وصل کرونگا تو اپنی بی بی سے تعلق بالکل نرکھونگا یہ سنکر اس مہ جبین نے ماتھا کوٹ لیا اور کہا دوئی سامری ڈریے تیرے دیدے سے ارے جو دن پیچھو نکی ہوئی سامری کا سنجوگ تارا ہوا دس بیس برادری والے باجے گاجے سے اُسے بیاہ لائے تو میرے کارن اسکو چھوڑ دیگا نا صاحب مین تیرا ساتھ ہرگز نہ کرونگی ہاے ایسا بیوفا مرد تو زنا تمین ہرگز نہوگا یہ باتین اسطرح منھ بنا کر کین کہ ناقوس بیقرار ہو کر لپٹ گیا اُسنے کہا ہان ہان دیکھو تو میری چھوٹے کپڑے کھلے جاتے ہین مرد تھے جو اس مین آ اُسنے یہ رکھائی دیکھکر قدم پر سر رکھدیا اور منت کرنیلگا اس مہرہ جمال نے کہا اچھا پہلے ایک سحر مین تیار کرلون پھر تیری مراد بھی پوری کرونگی ناقوس نے کہا تو مجھکو ٹالتی ہے اُسنے کہا سامری کی قسم تو ایک لحظہ بھر خاموش ہو رہ اگر ایک لحظہ مین وہ سحر تیار نہ کرونگی تو جسطرح شہنشاہ نے تیلا یا ہے وہ طریقہ مت جھو سجاؤنگی اچھا ایک سیر سیلہ اور ایک کڑھاؤ جلد منگاؤ کہ مین گولیان اسکی بنا کر پہاڑ سے

مقابلہ کرونگی اور اس سحر مین کچھ دیر نہ لگے گی بعد فراغ تجھسے ہنسونگی بولونگی ان باتونسے ساحر بہت محظوظ ہوا اور ملازمونکو بلا کر سیسہ اور کڑھاؤ منگایا اس نازنین نے سبکو بھر ہٹا دیا اور ساحر سے کہا کہ آگ دہکاؤ وہ آگ دہکا تیلگا کڑھاؤ آگ پر رکھدیا جب سیسہ خوب گرم ہوا ساحرہ نے تھوڑی بیہوشی آگ پر ڈالدی اور کہا یہ خاک جمشید کی دھونی پڑی ہے اسکی تاثیر سے گولیاں نہین لگینگی غرضکہ وہ تو آگ پھونک ہی رہا تھا بیہوشی کا دھوان جو ناک مین گیا بیہوش ہوگیا اس ساحرہ نے کہ اصل مین برق ہے اسکے دو دانت قبضہ خنجر سے توڑ کر اور منہ سنسی سے چیر کر وہ سیسہ جو گرم ہوا تھا اسکو پلا دیا شکم سے تا گلو ایک سلاخ سیسے کی بنگئی اور وہ تڑپکر ہلاک ہوگیا غل اور شور اسکے مرنیسے برپا ہوا نیا ہنگامہ پیدا ہوا کہ آندھی کیساتھ آتشبازی ہونیلگی حیرت و ابریق دربارگاہ پر پہونچ چکے تھے کہ یہ ہنگامہ برپا ہوا اور آواز آئی کہ بار انجھکو نام میرا ناقوس جادو تھا حیرت یہ صدا سنکر بیتابانہ اندر بارگاہ کے چلی عیار سراسیمہ ہوکر فرار کھاگا اور بھاگتے وقت نعرہ کیا کہ منم مہتر برق فرنگی عیار تو کنارہ کرکے نکلگیا اور حیرت چیخین مار کر رونے لگی وزیر اسیوقت اٹھکر خدمت شاہ طلسم مین گیا اور عرض پیرا ہوا کہ اے شاہ مین جبتک وہان پہونچون اور ملکہ کو ہوشیار کرون اسوقت عیار نے اپنا کام کیا یعنی ناقوس کو مار ڈالا بادشاہ یہ حال سنکر آتش غضب سے لال ہوگیا اور فکر مین ہوا کہ کسی اور کو پھر مقابلہ حریفان بھیجون ادھر فوج ناقوس کے چند ساحر سرداروں نے سرکار لاش اپنے افسر کی اٹھائی اور جانب ظلمات روانہ ہوے چنانچہ قلعہ ناقوسیہ مین اسکی زوجہ رہتی ہے اسکے سامنے جاکر لاش رکھدی اور کل کیفیت بیان کی اُسنے جو شوہر کو مردہ پایا فرط الم سے دریا آنکھونسے بہایا نتھ اتاری چوڑیان توڑین لاشہ پر بین کرنیلگی کہ ہے ہے وارث میرے ہے ہے راج سہاگ میرے ارے میرے بادشاہی چھتر اٹھ گیا میرا راج لٹ گیا مین کسکی ہو کر رہونگی ہاے افسوس مجکو رانڈ کر گئے الہی صاحب کچھ میرے لیئے کہتی نہ گئے اس لونڈی سے کیا تقصیر ہوگئی جو خفا ہوگئے کہ ابیات

ارادہ اب ہے اے صاحب کہانکا		پریشان حال ہے مجھ خستہ جانکا		ذرا ٹھہرو یہ وصل آخری ہے
ابھی حسرت مرے دلمین بھری ہے		میان اٹھو مرا سن لو فسانہ		کرو مت مرگ کا مجھ سے بہانہ
نہ باز آیا فلک راہ ستم سے		چھڑایا اسطرح پر تم کو ہم سے		خدا بندے پہ ایسے دن نہ ڈالے
نہ پیر چرخ لیغض اپنا نکالے				

آخر بعد جزع فزع وگریہ زاری لاش شوہر اٹھوائی اور فوج بیشمار ساتھ لیکر بدرد والم وچاک گریبان انتقام لینے کو چلی اور پہلے باغ سیب مین آئی بادشاہ ساحران فکر مین رنجیدہ بیٹھا تھا کہ اُسنے آکر سلام کیا اور پھر جنگ اجازت چاہی بادشاہ نے بہت کچھ اسکو تسکین دی اور کہا کہ تم تامل کرو مین ایک بلاے تازہ ان نمک حرامون پر بھیجکر تمہارے شوہر کا انتقام لونگا اسنے نہ مانا اور بدقت تمام رخصت حاصل کر کے اژدر پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور دریا اتر کر لشکر حیرت مین آئی حیرت صف ماتم بچھاے بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ طائران سحر نے اسکے آنیکی خبر دی وہ تا بدر بارگاہ خود لینے آئی اور بڑے اعزاز سے لیجا کر مقام بہتر پر بٹھایا اُسکے شوہر کا پرسا دیا اُسنے بعد گریہ و بکا پوچھا کہ میرے شوہر کو کسنے مارا ملکہ نے سب حال بیان کیا کہ اسطرح برق عیار نے مارا اُسنے کہا کہ اے ملکہ اسقدر آپنے غفلت فرمائی کہ عیار نے اپنا کام تمام کیا یون ہی رفیقونسے غفلت کرنا لازم ہے ملکہ نے فرمایا کہ بی بی ان عیارون نے تو وہ آفت ڈھائی ہے کہ پناہ سامری کی نہین معلوم کیا غضب جمشید کا ہے کیا ہوا ہے ہم کو جو کچھ بس ہمارا نہین چلتا ہے اُسنے کہا مین پہلے اسی عیار کو مارونگی جسنے میرے خاوند کو مارا ہے اگر ڈھونڈھے نہ ملیگی تو جاکر بانی

ہون ملکہ نے ہر چند منع کیا مگر اسنے نہ مانا اور اڑکر چلی یہان جو جاسوس بہر خبر گیری موجود تھے وہ اس سے قبل خدمت مہرخ مین آئے اور سنا را ماجرا عرض کیا نہین لائے وہ یہ خبر کہکر ہٹنے نپائے تھے کہ یہ آپہونچی لیکن جب قریب بارگاہ آکر ٹھہرائی چوبدار و حاجب وغیرہ کہ وہ بھی ساحر مین جبرو سحر اڑے اور اسکو مانع آئے کہ باش کہان جاتی ہے یہ جا ہے ادب ہے شاہ شاہان جہان پناہ ملکہ مہرخ والاشان یہان سریر حکومت پر جلوہ فرما ہین ساحرہ یہ تقریر سنکر بہت ہنسی اور ایک ایسا سحر پڑھا کہ وہ پرواز سے تھکے تھے نیچے اتر آئے مگر ہان ہان کرتے ہوے جب وہ بارگاہ مین آئی یہ بھی پیچھے پیچھے چلے آئے یہان برق و جانسوز ساحر کو قتل کرکے جیسے آئے ہین سب سردار حال عیاری کا سنکر ہنس رہے ہین اور شراب کے ساغر کا چل رہا ہے کہ دربارگاہ پر حاجبون کا غل کرنا سنائی دیا مہرخ نے ساحرونکو بھیجکر دربانونکو منع کرایا اور ساحرہ کو بلوایا کرسی قریب تخت بچھوادی وہ آکر بیٹھی براہ نخوت کسیکو سلام نہ کیا سب نے دیکھا کہ ایک بلائے سیاہ ہے جسکے ہر بن مو سے شعلہ آتش نکلتا ہے دہن اسکا مانند قعر بلا ہے ہر ایک پرہ بینی شہر عدم کا ناکا ہے رنگ جسم کالا کوئلا ہے ساری تمیری باندھے ہے زیور غم شوہر مین پہننا ترک کیا ہے سانپ بچھو کا جسم پر گہنا ہے غرضکہ جب وہ بیٹھ چکی مہرخ سے کہا کہ اے ملکہ تمنے ہمارا تاج و تخت خاک مین ملایا خاوند کو ہمارے مارا ہر چند کہ ہمکو خاوند سے کچھ غرض نہ تھی وہ اپنی رنڈیون مین مست تھے میرا اور کچھ شغل تھا مگر پھر بھی بیاہتا تھا تو نہ کہلاتی تھی اے ملکہ ہم تم ایک ہین ملکہ تم مجھسے بڑی ہو ایک دہ سحر تمکو زیادہ یاد ہوگا لیکن یہ سمجھ لینا کہ مین ظلمات کی ساحرہ ہون وجہ پہلوان طلسم مین تمسے نہ لڑونگی اگر تم میرے شوہر کے قاتل کو دیدو ورنہ ایک دن مین ساری بارگاہ خون سے لال کردونگی یہ جگہ لاشون سے بھردونگی مہرخ نے فرمایا کہ بی بی تم میرے گھر مین آئی ہو مین کیا تمکو اسکا جواب دون ورنہ ہمسے لڑکے کوئی زندہ بچا نہین جاؤ تمسے جو کچھ ہو سکے وہ کرو اسنے کہا مین جانے کیلیے آئی ہون دیکھو تم سبکو مارتی ہون یہ کہکر کرسی پر سے اٹھی اتنے عرصہ مین کہ جبتک باتین کرتی رہی برق اٹھکر بھاگا اور ایک نقب عیارون نے بارگاہ مین اسطرح کھود دی ہے کہ ایک سرا بارگاہ مین کھلا ہے اور دوسرا سرا جنگل مین نکالا ہے یہ اسلیے کہ کسی وقت ہم بارگاہ مین بیٹھے ہون اور کوئی ہماری گرفتاری کو ساحر وغیرہ آئے اور ہم بھاگ نہ سکین تو نقب مین سے کودکر نکل جائین فی الجملہ جب ساحرہ کھڑی ہوئی برق کو دیکھا کہ نہین ہے کیونکہ وہ نقب مین کودکر صحرا مین نکلگیا اور اسی نقب کے متصل ایک غار تجویز کرکے اترگیا اور غار سنگ و کلوخ و خس و خاشاک وغیرہ سے چھپاکر بیٹھا مگر حلقہ کمند بھی غار کے منہ پر لگا دیے یہ تو اسطرح بیٹھا اور ساحرہ نے جب اسکو نہ دیکھا مہرخ کیطرف چلی ملکہ موصوف نے ایکگولا سحر پڑھکر اسپر مارا اور سب سردار تیغ و ترنج پکڑکر استادہ ہوگئے گولا آتے دیکھکر بھبوت دھوان بنکر اڑی اور سب سردارونکو آمادہ بفساد دیکھکر پکاری کہ دیکھو تمھاری سرکشی دم بھر مین نکالدونگی یہ کہکر بلند ہوگئی کہ مین پہلے برق کو پکڑلاؤن تو آؤن اور تلاش کنان روانہ ہوئی یہان سب سردارون مین صلاح ہوئی کہ برق بفن عیاری کہین چھپا ہوگا اگر کوئی اور ڈھونڈھیگا تو نہ ملیگا لیکن یہ ساحرہ ہے بزور سحر دریافت کرلیگی کہ فلان جگہ پوشیدہ ہے بس ہمکو چاہیے کہ بزور سحر برق کو چھپائین یعنی ایسا سحر پڑھین کہ بھبوت کو وہ مقام یاد نہ آئے کہ جہان برق مخفی ہے غرضکہ مشورہ کرکے سب سحر خوان ہوے اور بھبوت جو اڑکر بلند ہوئی صحرا و کوہ مین پھرنے لگی جب سحر سے دریافت کرتی تھی کہ عیار کہان ہے بسبب ان سرداران ذی تبار کے سحر پڑھنے سے الٹا پلٹا جواب اسکو دیتا تھا اگر عیار مذکور مشرق مین پوشیدہ ہے تو وہ مغرب کیطرف بتاتا تھا الحاصل بہت سرگردان ہر سمت پھری کہین پتہ عیار کا نہ ملا آخر تھک کر ایک پہاڑ پر بیٹھی کہ دم لیلون تو پھر تلاش کرون یہ تو اسجگہ ٹھہری مگر حیرت کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ برق بارگاہ مین اپنی نہین ہے اور بھبوت ڈھونڈھنے گئی ہے بس اسنے یہ خبر سنکر صرصر وغیرہ عیارانیونکو بلاکر بہت کچھ برا بھلا کہا کہ ارے تمسے بمقابلہ عیاران کچھ

نہوسکا خیر اب جاؤ برق عیار خوف مہبوت سے مخفی ہوگیا ہی تم اسکی صورت بنکر ملکہ مہرخ وغیرہ کو پکڑ لاؤ وفق الحکم ملکہ مذکور عیار یہان سے روانہ ہوئین
اور اپنے مقام پر آکر صرصر نے صورت اپنی مثل صورت برق بنائی اور عیار یہان اسکی اعانت کیلیے بصورت ساحر لشکر مہرخ کیطرف
روانہ ہوئی اور یہ پہلے صحرا مین گئی ادھر سے راہ کترا کر لشکر اسلامیان مین آئی یہان سب متفکر بیٹھے ہین کہ یہ بارگاہ مین داخل ہوئی مہرخ نے اسکی
صورت کو دیکھکر خوشی کی قریب بلاکر گلے سے لگایا اور کرسی پر بٹھایا حال پوچھا اسنے کہا کہ مین نے بڑی مشکل سے سحر امین مہبوت کو
مارا حب آپکے قدم دیکھنا نصیب ہوے سب نے یہ مژدہ سنکر کہا الحمد للہ پھر حکم دیا کہ جشن آغاز ہو صرصر نے عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہی
کہ مین آج سبکو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤن ہر ایک نے کہا آپکی خوشی یہ اٹھی اور میخانے مین جاکر خمہاے مے مین بیہوشی ملاکے تو تلین
شراب سے بھر لائی اتفاق سے اسوقت ضرغام عیار بھی بارگاہ مین آیا اور برق کو دیکھکر یہ بھی بیٹھا اور برق جو غار مین بیٹھا تھا
بس وہانسے نکلکر نقب مین آیا اور وہ سرا بارگاہ مین نقب کا ہی اس سرے کے قریب آکر ٹھہرا کہ معلوم کرون اہل بارگاہ کیا کرتے ہین
از بسکہ یہ سرا ایک گوشہ مین ہی تو وہان ایک ساحر براے رفع احتیاج آیا پہرا اسطرف بھی کھڑا تھا پہرے والے نے پوچھا کہ
کیون بھائی دربار مین کیا ہو رہا ہی ساحر نے کہا برق آیا ہی وہ سبکو شراب پلائیگا یہ کہکر ساحر رفع احتیاج کرکے چلا آیا مگر برق نے
نقب مین سنا کہ ایک برق اور بارگاہ مین آیا ہی بس گھبرایا کہ ایسا نہو میری صورت بنکر کوئی اپنا کام کر جائے اور تو یہان کھڑا ہے استاد
اسحال کو سنکر بہت خفا ہونگے لازم ہی کہ نقب سے نکل بس جلد باہر نکل آیا جو سردار کہ اسطرف تھے انھون نے دیکھکر غلغلہ کیا کہ لیجیے ایک اور
برق آیا صرصر نے بھی دیکھا اور چاہا کہ بھاگ کر نکلجاؤن مگر وہان مہبوت نے پہاڑ پر دو وڑا کر سحر جو کیا از بسکہ یہانکے سردار نے
برق کے سحر کو اسکے روانہ کرتے تھے ابکی اسکو مفصل سحر نے خبر دی کہ برق اپنی بارگاہ مین ہی اور وہ اسنے پنجہ آگ کا اڑا کر بارگاہ مہرخ مین
آکر ٹھہرائی صرصر اسوقت بھاگ کر صحن بارگاہ تک آچکی ہی اسپر نگاہ اسکی پڑی چونکہ وہ صورت برق کی بنی ہوئی تھی یہ عقاب بنکر چونگی
پنجہ مین دابکر اسکو لے اڑی اور ساحرون مین غلغلہ ہوا کہ لیے جاتی ہی سرداران نے چاہا کہ اسکا تعاقب کرین مگر اصلی برق نے نعرہ کیا کہ
مین یہان موجود ہون وہ عیارہ تھی جسکو ساحرہ لیگئی ہی اسکے نعرہ کرنے سے سب کے اور اسنے کہا کہ تم لوگ مطلق نہین خیال کرتے کہ
کون فریب دیتا ہی فی الجملہ اب نہ دھوکا کھانا اگر کوئی عیارہ میری شکل پر بنکر آئے تو اس سے حال نقب پوچھنا اسکو تو حال معلوم نہین
ہی کہ یہان نقب بھی ہی بس بتلانا مشکل ہوگا تم پہچان لینا اور مین پھر جاکر پوشیدہ ہوتا ہون کیونکہ ساحرہ ضرور میرے تعاقب مین آئیگی یہ کہکر
نقب مین چلا گیا اور اس سرے پر نکلکر غار مین جاکر بدستور سابق پوشیدہ ہوا ادھر مہبوت جو صرصر کو لیکر اڑی سوچی کہ اسکو لشکر حیرت
مین نہ لیجاؤن کیونکہ وہان کثرت مردم سے عیار اسکو چھڑا لیجائینگے اور شناخت نہو سکیگی یہ سوچکر سیدھی پہاڑ پر آئی اور وہانسے
پیک نگاہ ہر سمت دوڑایا کہ دیکھون میرے پیچھے تو کوئی نہین آتا ہی اتفاقاً اس دیکھنے مین اسکو ایک باغ دور سے نظر آیا یہ عیارہ
کو لیکر اسی باغ کیطرف چلی اور جب متصل اسکے پہنچی تو معلوم ہوا کہ یہ باغ تو میری بیٹی کا ہی راوی کہتا ہی کہ یہ ساحرہ لاولد جو ہی تو اسنے طلسم ظاہر مین ایک ساحرہ
کو اپنی بیٹی کیا ہی نام اسکا زیور جادو ہی وہ اسی باغ مین رہتی ہی اور یہ بھی کبھی ظلمات سے اسکے پاس آیا کرتی تھی اس سبب سے اسنے پہچانا اور داخل باغ
ہوئی یہ باغ نہایت آراستہ تھا گل و ریاحین سے مملو روشین بشری سے پیراستہ نہال ہر ایک بلند اشجار گلہنگ پر بہار سامنے بارہ دری
تعمیر خوبی مین بے نظیر اسباب حشمت و نعمت سب اسمین مہیا ملکہ زیور مسند پر جلوہ فرما تھی کہ یہ عیارہ کو لیے ہوے آئی اور اسنے اسکو دیکھکر مسند سے اٹھکر
تسلیم کی اسنے دعا دیکر زور سحر عیارہ کو بے حس و حرکت کرکے ڈالدیا اور اسکا سر چھاتی سے لگایا بلائین لین پھر رونے لگی اسنے پوچھا کہ امی جان کیون خیر تو ہے

اسنے کہا کہ بیٹی مین اجڑ گئی باپ میرا مارا گیا مجھے رنڈیا کا اب کون سہارا رہا ایک اندھے کی لاٹھی تیرا دم ہے سامری تجھکو زندہ رکھے یہ سنا تھا
کہ زیور بھی چیخین مار کر رونے لگی اور بعد رقت و بکا پوچھا کہ میرے باپ کو کسنے مارا ہے اسنے بتلایا کہ یہ موا جو سامنے پڑا ہے یہ عیار لشکر
مسلمانان ہے اسو جسے اسنے قتل کیا یہ سنکر زیور بغضب تمام اٹھی اور ایک لات صرصر کے لگائی وہ پہلے تو متوجہ ہوا سے بیہوش تھی
مگر کچھ عرصہ مین ہوشیار ہو کر حیران تھی کہ یہ کیا ماجرا ہے اب لات جو کھائی تو بانجہ ہوئی کہ تو کیا ٹا آئی ہے بس لات پڑتے ہی پکاری کہ ہاے مری زیور
نے اور دو لاتین ماری کہ حرامزادہ اب عورت کی بولی بولتا ہے اسنے کہا کہ مین عورت ہون اسنے اور دو طمانچے مارے صرصر ہر چند
اپنا پتہ بتاتی ہے اور کہتی ہے کہ مین شاہ طلسم کی عیارہ بچی ہون مگر وہ نہین مانتی اس عرصے مین مہبوت نے کہا بیٹی تو ٹھہر مین بیرون باغ لیجا کر
اسکو مارے ڈالتی ہون یہان تو شاید خون دیکھکر ڈرے کیونکہ تیرا ابھی کورا پنڈا ہے یہ کہکر عیارہ کو پنجہ مین دابکر پھر اڑی اور سامنے
باغ کے ایک پہاڑ ہے اسپر لائی اور خنجر جھولی سے نکالکر قاصد ذبح ہوئی مگر باغ سیب مین شاہ جادوان تھے بعد اسکے آنے کے
کتاب سامری دیکھی اسمین معلوم ہوا کہ مہبوت عیار کے دھوکے سے صرصر کو مارے ڈالتی ہے بس یہ دیکھکر کتاب بند کی اور سمجھا کہ دیر لگاؤنگا
تو یہ ارہ مار ڈالیجائیگی بس کسیکو بھیجنے مین عرصہ ہوتا اسلیے خود اڑ کر چلا اور آن واحد مین اسی پہاڑ پر آیا جہان صرصر قتل ہوتی
تھی چنانچہ اسنے آتے ہی مہبوت کو للکارا کہ تو اندھی ہو گئی ہے یہ میری عیارہ بچی صرصر ہے تو پہچانتی نہین اسنے بادشاہ کو دیکھکر
سلام کیا اور عیارہ کو چھوڑا عیارہ شاہ کے بلاگردان ہوئی اور مہبوت عیارہ سے عذر کرنے لگی کہ بی بی میری خطا کو معاف کرنا
صرصر بظاہر تو کچھ نہ بولی مگر ایسی ایذا اسکے ہاتھ سے پائی تھی کہ دلمین اسکی جانب سے کینہ پیدا ہوا اور شاہ سے رخصت ہو کر چلی گئی
بعد روانگی عیارہ مہبوت نے دست بستہ بادشاہ سے پوچھا کہ حضور ارشاد کرین کہ برق عیار کہان چھپا ہے شاہ نے فرمایا کہ تو دیکھتی
ہے اسکی بارگاہ مین نقب ہے وہ نقب کی راہ سے فلان صحرا مین نکلتا ہے اور وہان ایک غار ہے اسمین بیٹھا ہے یہ کہکر بادشاہ بھی رخصت
ہو کر چلا گیا اور یہ وہان سے بموجب بتلانے بادشاہ کے اسی غار پر آئی جہان برق چھپا بیٹھا ہے اور خس و خاک ہٹا کر اندر غار کے
اتری وہان کمند لگی تھی برق نے کمند کھینچ لی یہ کمند مین پھنسی مگر سحر پڑھکر دھوان بنکر کمند سے نکلی برق بھی جست کر کے باہر آیا اور
چاہتا تھا کہ نقب مین کود کر نکل جاؤن مگر یہ پنجہ بنکر جو گری اسکو داب کر لے اڑی اور سیدھی بارگاہ حیرت مین آئی اور کہا اے ملکہ تم
اسکو پہچان لو تو مین قتل کرون حیرت نے پہچانکر فرمایا کہ بیشک یہ اصلی برق ہے اسکو نہ قتل کرو اسنے کہا مین یہان خائف ہون ور
اسکے بھائی بند آکر فتور نہ کرین مین ابھی اسکا سر کاٹے لاتی ہون یہ کہکر اسکو پنجہ مین دابکر پھر اڑی و متصل لشکر ایک پہاڑی تھی وہان
لائی اتفاق سے اسکو جاتے دور سے قران نے دیکھا فوراً صورت اپنی ایک ساحر زبردست کی سی بنائی سانپ سر سے لپیٹا جھولی
سحر کی گلے مین ڈالکر ماتھے پر ایک تختی ہیرے کی باندھکر جسمین یہ کندہ تھا کہ مین ملازم افراسیاب ہون روانہ ہوا ادھر سے صرصر آتی
تھی اسنے اسکو دیکھکر پہچانا اور پکاری کہ اے کالیے مین جانتی ہون تیرا حال کہنے اسنے دھمکایا کہ استانی اگر برق مارا ڈالا گیا تو مین
تمکو جیتا نہ چھوڑونگا صرصر بھی مہبوت سے ناراض تھی ٹالکر اور طرف چلی گئی اور قران قریب کوہ پہونچکر پکارا کہ اے مہبوت دست
خود را نگاہ دار باید کہ باہم رسیدیم منم فرستادہ شاہ طلسم اسنے جو اسکو دیکھا سمجھی کہ ابکی بھی کچھ دھوکا ہے جب تو بادشاہ نے اس ساحر کو
بھیجا ہے بس خنجر گلوی برق پر رکھ چلی تھی اسکے نعرہ کرنے سے رکی اور قران جست و خیز کرکے اوپر پہاڑ کے گیا اور کہا اے مہبوت
شاہ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ سن تو اسنے قریب آکر کہا کہ فرمائیے اسنے کہا کہ کان ادھر لائیے وہ کان لگا کر اور جھک کر کھڑی ہوئی قران نے

بغدہ جو جھپک کر مارا سر پر چوٹ لگنے سے گذر کر تا بسینہ پہونچا اور وہ گر کر تڑپی اور ہلاک ہوئی غل جو اُسکے مرنیکا بلند ہوا لشکر حیرت قریب تھا لشکری اور حیرت شور سنکر دوڑے اور رکنائے لشکر کے جو آکر دیکھا تو شعلے بلند ہین سر جنچتے ہین کہ مار الملکہ مبہوت گیسو دراز جادو کو عیار نعرہ کر کے بھاگ گئے ہین حیرت بیتاب ہوکر پہاڑ پر چڑھ گئی عیار تو نعرے کر کے بھاگ گئے اُستے بصد درد و الم لاش مبہوت کی اٹھائی اور بارگاہ مین لاکر دئی بٹی چلائی آخرش لاش کو حکم اٹھانیکا دیا اور اسکے قتل ہونیکا حال افراسیاب کو لکھا بنجہ سحر نامہ لیکر روانہ ہوا بادشاہ باغ سیب مین متفکر و مغموم سریر حکومت پر بیٹھا تھا کہ بنجہ نے لاکر نامہ ملکہ کو دیا اسکو پڑھکر قتل مبہوت کا ماجرا معلوم کرتے ہی مبہوت ہوگیا فرط غیظ سے دیوانہ ہوجاتا تو عجب نہ تھا یہ آسیب رنج کا تو سوا ہی تھا کہ دیو غم نے آکر دبایا لیعنے نامہ خداوند باختر زمرد شاہ کا بنجہ نے پہونچایا اسکو جو مطالعہ کیا یہ مضمون عتاب مشحون لکھا پایا کہ اے بندہ خاطی جو ساحر تو نے ہماری مدد کو بھیجے وہ بسبب اپنی کبر و نخوت کے ہماری بہشت مین گئے اب تجھے لازم ہے کہ جلد ہماری خبر لے ورنہ ہم ناراض ہوکر تیری سر حد سے چلے جائینگے یہ مضمون پڑھکر لیسان ماہی بے آب فرط قلق سے تڑپا اور مثل شعلہ آتش کانپ گیا جب کچھ غصہ کم ہوا اپنے منشی کو طلب فرماکر حکم دیا کہ ایک فرمان شہر صبا کے حاکمونکو ہماری جانب سے تحریر کر مضمون یہ ہو کہ اے صبائے جادو و مہتاب جادو و دیبائے جبار تمکو بعد دعا کے واضح ہو کہ تمھارا ملک قریب کوہ عقیق ہے کسلیے کہ طلسم آئینہ کے شمال کیجانب جو کوہستان طلسم کا ہے وہانکے تم حاکم ہو پس تم بموجب حکم مادر ولت خدمت خداوند لقا مین جاؤ اور اُنسے کچھ بندے انکے خفا ہوکر مقابلہ کرتے ہین تم ان بندگان مغضوب کا کام تمام کرو دیکھو جو لڑائی کہ مسلمانوں سے کرنا اور ظفر یاب ہونا تو فخر کسی طرح کا نکرنا اور غرور کو اپنے دلمین جگہ نہ دینا کسلیے کہ بندہ مغرور کو خداوند قتل کر ڈالتے ہین بارگاہ خداوندی مین عجز بہت پسند ہے زیادہ ہماری عنایت بےغایت کے امیدوار ہو یہ مضمون منشی نے سنکر قلمبند کیا بادشاہ نے پتلہ سحر کو دیکر شاہان مذکور کو بھیجا حال اس فرمانکے پہونچنے کا اور ان بادشاہونکے روانہ ہونیکا جانب لقا آیندہ بیان کیا جائیگا مگر الحال بعد ارسال فرمان شاہ جادوان نے ایک نامہ شوقیہ اپنے ہاتھ سے اپنے پیر بھائی طاق حشم و دوست جادو کے نام رقم فرمایا واضح ہو کہ شاہ طلسم نے چالیس استاد سے علم سحر پڑھا ہے منجملہ ان استادون کے حسام بھی ہے اور سب استادون سے زبردست عشاق سبز رنگ اسکا استاد ہے کہ آنا اسکا بھی مقابلہ مہرخ انشاءاللہ تعالی بیان ہوگا غرضکہ جب نامہ بادشاہ نے پیر بھائی کو اپنے لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ بیت وہ کون دوست ہے ہم جسکا ذکر کریسے * جو بیچ مین بھی بھولے نہین سماتے ہین سبق خوان مدرسہ دوستی درس گیر مکتب یکجہتی المسطر از لوح صدق و صفا و حقیقت نویس قرطاس محبت و وفا افسون ساز جلسہ مودت و سحر پرداز پرستش خانہ الفت سلامت وہ حرف شوق کہ جسکی شرح کا نام دفتر عشق ہے وہ لفظ اشتیاق کہ معنی جسکے طومار محبت ہین اور رہبر عشق ہے وہ کلمہ کہ جو برابر صد ہزار جریدہ الفت کے ہے وہ فقرہ کہ جو مثل صفحہ خاطر دوستان پر صداقت سکے ہے کتاب یادگاری یار وفادار و تودہ شعار سے ہمیشہ پڑھتا ہون اور لوح دلبر ابجد انتظار ملاقات کی مشق کرتا ہون استاد خرد نے سفینہ وداد ازبر کرایا ہے مطلب کے نکات سے خوب آگاہ فرمایا ہے دیباچہ رسالہ فراق حرف حکایات ابواب اشتیاق مجھکو خوب یاد ہین مہربان میرے حال پر استاد ہین ایک تم ہو کہ فصل نسخہ دوستی کی کوئی یاد نہین آموختہ بھی سہو ہے محنت برباد ہے اگر کچھ یاد ہوتا تو کبھی کبھی تو ہمین لکھکر بھجواتے المکتوب نصف الملاقات ہے ایک خط تو انشائے الفت سے ہمین پڑھواتے سچ کہنا یہ نکتہ تمنے پڑھا نہین یہ سبق یاد رہا نہین اچھا حال ماضی حال آیندہ و استقبال کا بیان سنو یہی حقیقت ہے طرفہ تر حکایت ہے کہ کچھ ملازمان مجہول نامعقول ہمارے ہمسے منحرف

ہین سرکشی مین دال قامت مثل الف ہین حواشی کتاب وستی عیاران مسلمانان ہین بہر نحو اصل مین سپر سیدان برخلاف ان مین چاہتا ہون کہ تم اگر اپنی زبردستی دکھاؤ انکو لوٹکر زیر فرماؤ زیادہ ورق ہستی مطالب و معانی وتندرستی سے ترقیم ہے استاد قدرت کیطرف سے صحیفۂ دوستی واتحاد کی تمکو تعلیم ہے یہ نامہ تمام کرکے اپنے ہاتھ پر رکھا اور کچھ سحر پڑھا کہ ایک کبوتر اڑتا ہوا آیا اسکو نامہ دیکر فرمایا کہ میرے پیر بھائی طاق حبشم پاس لیجا کبوتر نامہ منقار مین دبا کر اڑا اور روانہ ہوا حال اس خط کا بھی آیندہ بیان ہوگا اب شمہ حال فرخندہ فال ظفر پیکر صاحبقران با اقبال بیان کیا جاتا ہے

داستان روانہ ہونا شہزادہ تورج بن بدیع کا شکار کو اور زیر کرنا کوہ سنگاور پہونچنا وہنہ پر طلسم ہزار برج کے اور آنا مہتاب جادو وغیرہ کا مدد کو لقا کی اور مقابلہ کرنا ہیر

ساقی نامہ از مؤلف

تجھے ساقیا میرے سر کی قسم
قسم دخت رز کی جو ہے پارسا
تجھے اپنے پیر مغان کی قسم
کہ پھر آئی ہے سر پہ ہولی کی فصل
مے زعفرانی کا پیمانہ لا
کھلین جیسے جنگل مین ٹیسو کے پھول
حسینان دنیا ہین سوتے مین زرد
کہ دل دیکھنے والونکا لے وہ مانگ
نہ باقی رہے رند کو تیرے ہوش
ہوسناک ہو روح جمشید و کے
کوئی قمقمہ آئے گر میرے ہاتھ
طلسمات دنیرنگ کے کھلاؤن مین
ملین رخپہ سائی کے جیسے گلال
بنے صفحۂ داستان ہند را بن

مرے رنج آگین جگر کی قسم
قسم تجھکو جمشید کے جام کی
تجھے دختر رز کی جان کی قسم
بسنتی جو ہے کا تو ساغر پلائے
ہتھیلی پہ سرسون جمادے ذرا
مریض محبت ہین جو نوجوان
بسنت آنے سے ٹلگیا رنج و درد
بنادے بنادے مجھے ساقیا
پھرین خوب بکار کے بادہ نوش
ملے مجکو جو گنبد بلور کا
تو معشوق نو کی ملے مجکو گات
چلین رنگ مضمون کی پچکاریان
رہون اسطرح مین بھی رنگین خیال
بدہ ساقی از میکدہ جام مے

مین کیا اور سر میرا کیا ساقیا
قسم ہے تجھے آب گلفام کی
کہ بنت العنب سے مراکر دے وصل
تو سرسون ابھی آنکھون مین پھولجائے
بھرے ساغر دمین مین زرد پھول
ہوے زرد وہ عاشق ناتوان
نہاؤن نیا اب کی ہولی مین سوانگ
خم مے مین غوطہ کھلا دے ذرا
بجین ہر طرف بزم مین ڈف دھنے
تو سمجھون کہ سینہ ہے یہ حور کا
نیا آج کچھ رنگ دکھلاؤن مین
کہ ترشاہدون کی رہین ساریان
بس اے جاہ سجع الروز نگین سخن
نوازد صریر قلم ہجو نے

صید کنندگان طائر خیال و دام افگنان صحرائے مقال کہ افگنان بر برج آسمان و فتاحان طلسم ہزار برج بیان نغلی گزبیان معانی گرانمایہ و رفعت دہندگان مضامین خورشید پایہ مرغزار قرطاس مین آہوے خوش رفتار خامہ کو اسطرح رم فرماتے ہین اور سمند مضمون کو جولان کرکے طلسم ہزار برج داستان کیطرف یون آتے ہین کہ شکار کنندہ ہفت قلعہ کوہ قاف کشندہ حقب سیمرغ

بمروز مصاف حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بمقابلہ خرس تیرہ ضلالت گرازِ صحرائے نکبت و ذلت مردود درگاہ خدا یعنی زمرد شاہ لقا کے ٹھہرے ہین اور جسقدر کوہی کہ امداد لقا کو آئے مطیع امیر نامدار ہوئے یہانتک کہ گلگون عیار بھی خدمت شاہ اسلام مین آیا اور مطیع ہوکر زمرۂ عیاران مین رہنے لگا اب کوئی ناصر و معین لقا کا نہ رہا اس سبب سے بموجب بیاوری طبل جنگ بجانا موقوف رکھا اور انتظار آمد آمد ساحران کرنے لگا امیر نے بھی کچھ اسکا تعرض نفرمایا کیونکہ خاصہ یہ مزاج ہمایون امیر باتوقیر یہی ہے کہ جبتک پیشدستی حریف کیطرف سے نہو آپ سبقت نہین فرماتے ہین اور بعد عرصۂ بسیار عدو سے سبب توقف جنگ استفسار فرماکر حملہ کرتے ہین الحاصل جب یہان لقا نے حربی عرصہ تنگ کیا بجا شیران نیستان شجاعت و ضیغم صولتان میدان شہامت بغیر شکار و جنگ گھبرائے دم رستم توان پہلوانونکے خالی بیٹھنے سے گھبرائے ہر ایک نے ارادہ سیر و شکار کیا لیکن خوف بادشاہ اسلام اور لحاظ امیر دامنگیر تھا لہٰذا اپنے خیام و بارگاہ مین جلسۂ عشرت جمع رکھتے تھے ایک روز دم سحر جب خسرو خاور اریکہ آرای چرخ اخضر ہوا شاہ اسلام نے بصد کر و فر اورنگ سلیمانی پر جلوس فرمایا دربار درر بار سرداران ذی تبار سے معمور ہوا ساقیان شوخ و شنگ جام مے خوشرنگ سے نیرنگ کھانے لگے جلسہ نشینان بارگاہ کو نشہ مین جوانی کے ترنگ یاد دلانے لگے بزم کے دیکھا دس پر رشک ہوتا تو بجا تھا عین سرخوشی نشہ مین شہزادہ قوبج بن بدیع اپنی جگہ پر سے اٹھا اور سامنے بادشاہ فریدون فر کے آکر دست بستہ اجازت خواہ ہوا کہ اے شاہ بحر و بر و اے خسرو دادگستر میرا جی بہت گھبراتا ہے امید عنایت سلطانی سے یہ رکھتا ہے کہ میری عرض بدرجۂ اجابت پہونچے اور آرزو میری خلعت قبول سرکار عالی تبار سے پائے میرے واسطے حکم صید افگنی شرف اصدار فرمائے بادشاہ زبان مدارات بیان سے یون درفشان ہوئے کہ اے نہنگ قلزم جرأت مجھکو اجازت تمھارے دینے مین کچھ عذر نہین لیکن تم یادگار عم نامدار شہزادہ بدیع ذیوقار ہو جد عالیقدر حمزہ ناموس سپہ سالار لشکر تمھارے بغیر کیونکر بسر کرینگے بیٹے کیجگہ وہ اب پوتونکو سمجھتے ہین جب کبھی یاد قرۃ العین آتی ہے تو نظر تمھاری صورت کے دیکھنے سے نور پاتی ہے قوبج نے عرض کیا کہ مین بے اجازت جد نامور نجاؤنگا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر وہ تمکو رخصت کرین تو مین بھی رخصت کر چکا یہ حکم بادشاہ سے سنکر شاہزادہ موصوف روبروے امیر آکر رخصت طلب ہوا کہ اے جد بزرگوار مجکو فراق پدر عالیوقار مین خالی رہنا شاق گذرتا ہے اگر لڑائی ہوتی ہے تو خیال حرب مین یاد پدر کم رہتی ہے مگر تنہائی مین بارگاہ کاٹے کھاتی ہے چنانچہ آجکل جنگ موقوف ہے مجکو حکم سیر و شکار دیجیے عرض کمترین رد نہ کیجیے امیر نے شہزادہ کو کمال درجہ مشتاق صید افگنی دیکھکر روکنا مناسب نجانا فرمایا کہ اے جان جد تمکو یا سرداران دیگر کو کسی نے قید کب کیا ہے مگر ممانعت کی یہ وجہ ہے کہ یہ صحرا تمام ساحرون سے بھرا ہے جا بجا بلیات و طلسمات کا سامنا ہے دیکھو باپ تمھارے گئے آجتک انکا دیکھنا بھی ممکن نہوا یہی خیال آتا ہے کہ تم کہین جاکر کسی آفت مین نہ گرفتار ہو اور دشمن تمھارے روز بد دیکھین اچھا جاؤ تین روز سے زیادہ صحرا مین رہنا خفگی میری نہ سہنا شہزادہ اجازت پاتے ہی سلام رخصتی بجالایا اور دربار سے اپنی بارگاہ مین آیا سردارونکو اپنے بلاکر مژدۂ صید و شکار سنایا ہر ایک خوشنود ہوکر سامان روانگی کرنے لگا شہزادے کیلیے ایک اٹا رکھا ہمہ سامان زر نفتی اشتر و نیر بار ہوئی خیمے ڈیرے ہاتھیون پر سردارونکے لدگئے چالیس ہزار سوار زرہ پوش بہر شکار تیار ہوئے بہادر مسلح و مکمل ہوکر عازم شکار ہوئے قراول پہلے میر شکار یوزباش حاضر ہوکر جانور پسند کرانیلگے چرخ شکار کے ڈورے لانیلگے چیتونکی بھی کھنوتیان تانگون مین جگمگئین جانورونکے طعمے لدکے گئے بھوکین دیکھین پار بازبہری شاہین چرغ شکرہ ترمتی وغیرہ ہاتھونپر بٹھاکر ٹوپیان آنکھونپر چڑھاکر جانب صحرا روانہ ہوئے طبل طغرل پر چوب پڑی کماندارون نے ترکش درست کیا کمند الگہا ورد دامدار پہلے سے جنگل مین جاکر گرگاہ مین بیٹھے قراول لاتی

لگانے کی فکر مین پھرنے لگے گورو گوزن کا پتہ لگاتے تھے سب تو جنگل گھیرتے جاتے تھے کہ **مولف**

درختون نے صحرا کے سنکر یہ حال
کہ صید افگنی کا ہے شہ کو خیال
کیا جلد ترتیب سامان صید
لگے کرنے بلبل سے گل مکر و کید
کیے جلد سنبل نے گیسو دراز
کہ مجکو بھی کوئی کہے حبلساز
ہوا نرگس مست کو حوصلا
کہ آنکھون کو اپنے ہرن کر لیا

پس صحرا مین بارگاہ استاد کرائی شیر و تکیے لیے کوا کر نیکی تیاری ہوئی باجے اور آتشبازی کے ٹوکرے روانہ ہوے رات بھر یہی سامان ہا عبوقت کہ صحرائے اخضر آسمانمین صیاد دہر نے باز تیز پرواز آفتابکو طائران انجم پر چھوڑا اور طاؤس فلک نیلی فام نے دانۂ کوکب کو چن لیا

کہ چمکا مہر تابان جب سحر گاہ
دل شہ کو ہوئی پھر سیر کی چاہ
طلب فوراً کیا شبدیز چالاک
ہوا رونق فزائے زین وہ بیباک
کچھ ایسا خوبصورت تھا وہ مرکب
کہ پہونچے اسکی تیزی پر خرد کب
منقش پشت پر اک زین پر زر
فروغ مہر تابش مین بہتر
غرض گھوڑے کو اسنے جب بڑھایا
سوے صحراے لالہ زار آیا

ابھی اچھی طرح روشنی نہوئی تھی کہ کنول بردار فانوس ہاے زرین آگے آگے لیے رواں تھے ہمراہ سواری ہزار ہا نوجوان نسیم سحری فرفر چلتی غنچہ خاطر شگفتہ کرتی بسان شاہد سحر رخسار تازہ ملتی گھوڑے طرارے بھرتے جنگل مین نئے نئے گل کھلے قطرات شبنم سبزے پر پڑے موتیونکے جال درختونپر پڑے نظر آئے مور صحرا مین شور مچاتے کچھ عجب ہنگامہ تھا کہ **نظم**

کہین چشم نرگس تھی رہ مین کھلی
کہ آنکھین کرے فرش راہ شہی
گذر دشت مین جب کہ ہو صبحدم
مرے سر پہ آنکھون پہ شہ کے قدم
کہین کوڑیالا تھا پھولا ہوا
تو وہ صورت دام گسترده تھا
ہوے عازم صید یون سب دلیر
ہرن کے عقب مین چلے جیسے شیر

شہزادہ سیر دیکھتا ہوا بصد فرحت و سرور قریب کوہ عقیق پہونچا اسکے دامن مین اتفاق زمانہ سے وہ چالیس ہاتھی جو لقا کی سواری مین رہتے ہین اور تخت انپر اس مردود کا کھینچا جاتا ہی کھڑے تھے فیلبان چارہ لادنے انکو لائے تھے مگر بموجب اس قول کے کہ جس فرقہ کے نام مین لفظ بان ہو انسے ڈرنا چاہیے فیلبانون نے شہزادہ کو بحشم و خدم جاتے دیکھکر رشک کیا اور ہاتھی زبسکہ جنگ دیدہ اور رن چڑھے ہوے تھے انکو اس لشکر کیطرف ہول دیا شہزادہ تو آگے نکل گیا تھا ہی اسپر جب ہاتھیون نے حملہ کیا گرز پکڑ کر وہ بھی چل پڑا اور بضرب گرز بھیجے ہاتھیونکے پراگندہ کیے کچھ فیل سامنے سے چیخ مار کر بھاگے اور فیلبان بھی روبہ گریز لائے یہ تیشکار انداز فیل کا شکار کھیلتا آگے بڑھا تھا کہ بقدرت خداے اکبر آندھی درہ کوہ سے ایسی تیرہ و تار آئی کہ غبار صحرا سے اٹھکر سپہر بگولا صورت فیل سیاہ بنگیا ہوا نے ایسا زور کیا کہ کوئی کسیکا کفیل حال نہ تھا جدھر جسکا منہ پڑا چل نکلا شہزادہ مع چند سرداران سلیقن کے ایک سمت کو روانہ ہوا دشت تاریکی سے کجلی بن بنگیا فیل دہر خرطوم ہلا رہا تھا لوگونکو لکنا دیو کے آنیکا گمان ہوتا تھا انجم عیار شہزادیکی رکاب سے لپٹا چلا آتا ہی اور چند سردار سالار بھی ہمرکاب مرکب آئے تا دیر صحرانورد رہے جب وہ سیاہی آندھی کی مٹی اور رخ روز نورانی ہوا اپنے تئین ایک پہاڑ کے قریب سامنے پایا دامن کوہ مین شکار روا فرقتا تھا ہی بربادی کا تو کسی نے خیال نہ کیا شکار کھیلنا

آغاز فرمایا سب سامان تو اس آندھی مین چھوٹ گیا تھا وہی جو باز ہاتھون پر بیٹھے تھے انکو جانوران پرند پر چھوڑا تیر سے آہو نیلگاؤ وغیرہ شکار کیے اور اسیطرح صید کنان اس پہاڑ کے ایک درہ کوہ کیطرف پہونچے وہ درہ ایک ڈال زمرد کا تراش کر کسینے بنایا تھا اندر درہ کے ایک باغ پر بہار لگایا تھا کہ سبحان اللہ عجب بہار تھی کہ فرہاد کیلیے حسن شیرین کی بہار آشکار تھی زلف سنبل شب وصل محبوبان رخسارہ گل بہ از روز نوید وصال معشوقان نرگس ہمچشم دیدۂ یار غم آگین و حیا پرور لالہ ساغر جم سے کہین بہتر بلکہ پیمانۂ بادۂ عیش و سرور یا کاسۂ چشم حور سوسن دہ زبان جو وصل اقرار پر زبان دے بنفشہ دہ زلف جو دل عاشق مانگ لے سرو ہمقامت استدر رعنا کا جسکا پرتو معشوقون کو چال محبوبی کی سکھاے سایۂ حسن اسکا طوبی کو شرماے نہرین مصفا آفتاب خان کو خجالت دین آفتاب غیرت سے پانی مین ڈوبا نظر آتا چشمۂ ماہ کو اپنی صفا پر ندامت بخشین سبزۂ خضر خضر کو مشتاق دید کرتا خفتہ بختون کے طالع کو سعید کرتا بلبلین زمزمہ پردازی مین استاد و تانسین نوید بخش خرمی انکا شیون و شین تاریخ واقعی تاریخ پہونچے دانہ ہاے انار دندان یار نار رخسار کے دانت کھٹے کرے سیب ذقن رنج آسیب مفرح القلوب ہی سے سراسر حاصل ہی خاطر دلبستگانکو مرغوب کیفیت آیات

عروسان چمن سب ہنس رہے تھے
بہار افزا تھا جو بن بلبلون پر

چمن خوشبو سے بالکل بس رہے تھے
عروسان چمن تھے فرحت اندوز

چھڑی پھولون کی ہر شاخ گل تر
چٹک پر گل کی قربان روز نوروز

لدے تھے پھول و پھل سے جملہ اشجار
گلستان بنگیا سب دشت و کہسار

شہزادہ نے اس بہار فرحت آگین کو دیکھکر اندر دروازہ کے قدم رکھا اندر سے قدم کی آہٹ پاکر یکجا سے آہو خوش رفتار باہر نکل آئے شہزادے نے تیر سے شکار کرنا آغاز کیا سواران ہمراہی نے بھی انکو گھیر اگروہ کچھ تو نشانہ خدنگ ہوے اور کچھ اندر باغ کے گرگئے شہزادہ بھی انکے عقب مین آیا دیکھا کہ سامنے بارہ دری ہی جواہر دوز پردے آئمین پڑے ہین سراسر خوبی سے بھرے ہین شہزادے نے پردہ اسکا جاکر اٹھایا تو سامان طلسمی پایا کہ شیشہ آلات سجا ہی نقاشی دیوار و چمن نصب ہین خندہ زن سب ہین مسند مغرق بچھی ہی گل اسکے ہنستے جانور جو مسند مین بنے ہین باتین کرتے ہین گلدستے چنے ہین اسپر جواہر کے طائر زمزمہ سرائی کرتے بیچ ایوان مین ایک تخت بچھا کر مور زمرد کا اسپر ناچتا ہی اور ایک پائے سے اُسکے دیو زبون صورت و بدہیئت زنجیر آہنی سے بندھا ہی اپنے حال زار پر روتا ہی سامنے تخت کے جو دیوار ہی اسمین ایک طاق بنا ہی جو طاق کسری کو شرماتا ہی اس طاق مین ایک بت سونیکا رکھا ہی کہ آنکھونکو اسکی یاقوت سرخ سے بنایا ہی شہزادہ یہ جراد دیکھکر حیران تھا نجم عیار جو ساتھ تھا اسکو سحر کا ہین نکا نیز گمان تھا شہزادے سے عرض کرتا تھا کہ حضور یہان نہ ٹھہرین یہ مقام کسی ساحر کا مسکن ہی پر بلا و پر آفت یہ گلشن ہی شہزادہ نے اسکے کہنے کو نہ سنا اور اس دیو سے جو بستہ زنجیر آہن تھا پوچھا کہ تجکو کسنے باندھا ہی وہ دیو گویا ہوا کہ طوفان کوہی یہانکا مالک ہی اسنے ایک ساحرہ سے کہکر مجکو اسیر کرایا اور یہ بت جو طاق پر رکھا ہی یہ اسکا خدا ہی اسکی وہ پرستش کرتا ہی شہزادے نے پوچھا کہ اس ساحرہ کا نام کیا ہی جسنے تجھکو قید کیا ہی دیو نے کہا مجکو بارہ برس کا عرصہ ہوا کہ اپنے باپ سے لڑکر مین یہان آیا اور اسیر ہوا مگر مینے اس ساحرہ کا نام نہین سنا اور نہ اس کو کبھی دیکھا لیکن اس زمانہ قید مین ایک روز مین اپنے حال پر خوب رویا اور دعا اپنی رہائی کی کرتے کرتے سو گیا خواب مین ایک مقدس کا جمال باکمال نظر آیا اُسنے یہ مژدہ طربناک سنایا کہ غمگین مت ہو وقت رہائی قریب آیا فرزند حمزہ زلزلہ قاف کا آئیگا تجھے قید سے چھڑائیگا یہ کہکر دو مستغفر ہوا کہ شاید اے شخص تو لپسر حمزہ ہی شہزادہ نے فرمایا کہ مین اُنکا پوتا ہون دیو بہت خوشنود ہوا اور شہزادے

نے دعائے صحیفۂ ابراہیمی پڑھکر اسپر دم کی وہ زنجیر کو بزور صاحبقرانی پارہ پارہ کیا دیوار ہا ہوا اور قدم سعادت توام شہزادے کے گرانقدر
نے آگے بڑھکر اس بت کو طاق سے اٹھایا اور قبضۂ شمشیر سے چور چور کیا اسوقت تو غلغلۂ عظیم برپا ہوا صدا ہائے ہیبت آئین کہ اے غضب
کیا اسنے خداوند کو توڑ پھوڑ ڈالا وہ جو مور تخت پر نلچ ۔ رہا تھا اڑ کر ایک طرف کو چلا گیا آندھی پانی کا ہنگامہ ہا بعد برطرف ہونے اس
آفت کے شہزادہ مسند پر بیٹھا اور دیو کو اسلام کا آئین بتایا کلمہ پڑھایا پھر وہ دیو باغ سے میوہ وغیرہ لایا شہزادہ نے نوش فرمایا ثمر
کی کشتیاں اور ہر طرح کی نعمت بارہ دری مین موجود تھی چنانچہ شراب پی اور ہر چیز سے آسودگی حاصل کی نجم عیار نے ہر چند کہا کہ
یہان نہ ٹھہریے نکل چلیے اسکا کہنا نہ مانا کہا تو نامردی سکھاتا ہے اگر تجکو خوف آتا ہے تو یہانسے تو چلا جا عیار مذکور خاموش
ہو رہا مگر یہاں ایک ساحر اس ساحرہ کیطرف سے محافظ ہے کہ جسنے بزور سحر یہ کارخانہ جادو کا بنایا تھا وہ مور جو اڑ کر گیا وہ
محافظ صحرا مین سحر پڑھ رہا تھا اسکو مور نے مطلع کیا کہ اے کنا یہ جادو تو کیا غافل بیٹھا ہے ایک مسلمان نے آکر خداوند کو توڑ ڈالا دیو
قید سے چھوٹ گیا یہ کہکر مور تو چلگیا اور ساحر بیتابانہ لپکا اور باغ مین آکر پکارا کہ اے خیرہ سر تو کون ہے جو تو نے خداوند
سامری کی جناب مین بے ادبی کی اور ان بیچارے نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو تو نے انپر یہ ظلم روا رکھا شہزادہ نعرۂ ساحر سنکر مسند سے
اٹھا تھا کہ دیو اس ساحر پر جھپٹا پکارا کہ او بیحیا ٹھہر تو جا مین آیا ساحر نے دیو کو آتے دیکھا خیال کیا کہ یہ غفلت مین میری
مالک سے گرفتار ہوا تھا میرا کام تمام کر دیگا سحر اسپر ہوشیاری مین اثر پذیر نہوگا یہ سوچکر بزور سحر اڑا اور بھاگ کر ملک طوفانیہ مین
آیا یہاں تخت حکومت پر طوفان کوہی بیٹھا تھا کہ یہ بدحواس پہونچا اور عرض رسا ہوا کہ اے بادشاہ بڑا غضب ہوا کوئی ایسا جری
وزبردست آیا ہے کہ اُسنے خداوند کو بھی نمانا اور انکو توڑ ڈالا یہ سنتا تھا کہ طوفان پر شیطان چڑھا فوراً تخت سے اٹھا اور حکم تیاری لشکر
دیا بھائی اسکا سیلان کوہی ہے اُسنے لشکر تیار کرایا قرنائے جنگی کا شور ہوا مسلح وکمل ہر صاحب ورہا طوفان بھی ہتھیار سجکر
کرگدن پر سوار ہوکر چلا پشت پر دو لاکھ سپاہ کا پرا تھا ہر ایک کوہی غرق بحر آہن تھا یہاں شہزادہ بعد بت شکنی فرمانیکے مثل
جناب خلیل اللہ درۂ کوہ سے نکلا کہ ڈنکے کی آواز سنائی دی اور آمد فوج کی علامت ظاہر ہوئی یعنی پرچم نشانوں کے کھلے آگے
تتق گرد وغبار بلند دکھائی دیا شہزادہ بھی ڈٹ کر سامنے کھڑا ہوا جب ابن گرد شگافتہ ہوا فوج کوہستان جوق جوق گرد سے
ظاہر ہوئی کہ مرکب ورکابہ ہر ایک کے زیر ران تیغہائے گرانبار کمر سے لگائے گرز کے عراوے ساتھ گڑگڑاتے پرچم نیزون کے
کالے کالے اڑتے برچھے ترچھے مرکبوں کی کنوتیوں پر رکھے انکے نعرون سے گوش فلک کر ہوتا کہ بمقتضائے ابیات

ہمہ گوش پر نالۂ بوق شد برآولمنہ شد گوش شاہ وسیاہ	ہمہ چشم پر زنگ سنجوق شد بدرّید آواز گوش ہزبر	دہادہ برآمد ز نخچیرگاہ تو گفتی ہمی ژالہ بارید ابر
سواران شمشیر زن صد ہزار	زرہ دار با گرزۂ گاؤ سار	

شہزادہ مردانہ وار آگے بڑھا اور دیو سے فرمایا کہ خبردار اس جنگ مین تو دخل ندینا اسلیے کہ دیو سے انسان کو لڑانا ہمارا آئین
نہین خلاف شجاعت کرین یہ ہمارا دین نہین تو یہانسے جوانی کوہ عقیق جا میر لشکر آندھی آنیسے پراگندہ ہو گیا ہے اسکو جمع کرکے
لے آ دیو شاہزادہ کی جراءت پر آفرین کرتا حسب الحکم لشکر لینے روانہ ہوا اتنے عرصہ مین عدو نے قریب پہونچکر حملہ کیا یہ شیر دلیر
بھی اس گلۂ گوسفند پر غضبناک ہوکر جھپٹا اور رعد آسا خنجر کھینچ کر فوج پر جا گرا نعرہ

منم تورج نامور شہریار — منم ضیغم بیشۂ کارزار
ہزیمت کرا روز ہیجا نماند — زتیغم بنا ہے به اعدا نماند

صفوف لشکر کو تہ و بالا کرنا شروع کیا بازار حرب گرم ہوا سردار جو شہزادہ کے ساتھ تھے وہ بھی کار رستمانہ کر رہے تھے ایک
ایک نے سو سو کو بیجان کیا تھا خاک و خونین غلطان کیا تھا یہ سب شکار کھیلنے آئے تھے یہان آہوے جان مخالفان کا شکار
ہاتھ آیا مرغ روح دشمنان ہر ایک نے نشانۂ خدنگ اجل بنایا شہباز تیغ نے پر کھولے طعمہ جسد دشمن سے ہر سنگین ہوگئے

چنان شد زخون خاک آوردگاه — که گفتی ہمی خون ببارد ز ماه — بگشتند چندانکه روے زمین
شد از جوشن کشتگان آہنین — برآمد خروشیدن دار و گیر — ہمان آتش خنجر و گرز و تیر
چو با مہتران گرم کرد اسپ شاه — زمین گشت جنبان و بیجان سپاه

تا دیر ہنگامۂ کارزار گرم رہا اسی اشتعال جدال و نائرہ قتال مین شہزادہ نے صفونکو درہم کرکے طوفان تک اپنے
تئین پہونچایا اور للکارا کہ او نامرد ازلی و ابدی چند آدمیونکو دو لاکھ سے لڑوایا ہے ادھر آ کہ تو مجھ شیر صحراے جلاوت کا شکار
ہے طوفان کو بھی ان کلمات کے سننے سے غصہ آیا اور عسرت مین افسران لشکر کو اپنے حکم دیا کہ لڑنے سے فوج کو باز رکھو
مین اس ایلچھ خدا پرست کو مارے لیتا ہون لشکر کے لڑنے مین بدنامی ہی کہ چند شکستہ پا کو گھیر کر قتل کیا یہ حکم سنکر افسرون نے فوج کو
روکا اور یہ دیو صورت مقابل شہزادہ پری طلعت و سلیمان صولت معرکہ مین مثل تناور درخت جسم کثرت ورزش سے کرخت
بسان سنگ سخت رکھتا تھا کر گدن کو کچھ مارا مانند فیل چنگھاڑا اور نیزہ شہزادہ پر مارا شہزادہ نے سنان نیزہ اپنے
نیزہ کی سنان پر کاٹی برابر سے نیزہ بازی شروع ہوئی لیکن طول دینا روا نہین شہزادے نے چند طعن ردو بدل کرکے
ایک بند ایسا باندھا کہ کھولنا اسکا اسکو دشوار ہوا اور نیزہ ہاتھ سے نکلکر دور گرا اسنے غصہ مین آکر گرز سہ صد منی چرخ
دیکر سر شہزادے پر لگایا اس بہادر نے دم شمشیر پر گرز کو روکا کلہ عمود مثل خیار تر کٹکر زمین پر گرا اسنے بحالت غضب دانت پیسکر تیغ
آبدار و گران وزن نیام سے کھینچکر اور مرکب بائین پر چڑھاکر زیر بغل راست کیجانب شہزادے کو رکھا اور بڑے زور و شور سے
تلوار لگائی کہ ترک فلک ہاتھ بلند ہونے سے الامان پکارا بہرام نے کہا اے خالق اکبر بچانا کا نعرہ مارا مگر شہزادے نے
جب تلوار قریب آئی تھی دیگر بار طرہ کو اسکی ہٹ کیا اور پنجۂ بلی سے کلائی کو اسکی پکڑ کر جھٹکا دیا تلوار اسکے دست نجس سے
نکلی مگر اسنے تلوار چھوڑ کر مرکب برابر لاکر توڑہ مین کمربند کے ہاتھ ڈالا شہزادہ نے بھی گریبان مین ہاتھ دیکر زور کیا مرکب
گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے دونون زمین پر کودے اور دامن ذرہ گردان کر سرگرم کشتی ہوے تلاش داؤن پیچ جوڑ توڑ
بندکی ہونے لگی فیلان مست کیطرح ٹکرین چلنے لگین کشمکش اور ریلا ریلی سے زمین درکنے لگی دو گھڑی مین طوفان کلام آگیا
کیونکہ بڑا زور اسکو اس کشتی مین کرنا پڑا پس اسنے خنجر کمر سے کھینچکر چاہا کہ شہزادے کے پیٹ مین مارون شہزادے نے
اتنے عرصے مین کہ جبتک خنجر وہ کھینچے اٹھا کر دے مارا بقدرت قادر عز و جل خنجر کھینچ تو چکا ہی تھا آڑا ہو کر اسکے پیٹ مین
در آیا بوجھ چھوچھ کیلکر دوسری کوکھ کی طرف سے خنجر نکلا وہ تڑپ کر ہلاک ہوگیا اسکے مرتے ہی بھائی اسکا سیلان
کو بھی اسکی حمایت پر پیٹ مار کر گر جا فوج کو للکارا کہان مارتا اس خدا پرست کو کہ لیعا زبردست ہی اکیلے یہ پسپا نہوگا

فوج نے یہ حکم سنکر حملہ سخت کیا شہزادہ جست کرکے مرکب پر سوار ہوا پھر وہی گرمی بازار جانبازی و سر فروشی اور ہنگامہ جانبازی شہر قتال مین شروع ہوئی خانہائے جسد ویران ہونے لگے کاشانہ تن اجاڑ و پریشان ہونے لگے قیمت مین جواہر جوہر تیغ دیکر طائران روح مخالف مول لیے اور شہزادۂ پروردہ نہمد نالے نے شمشیر پر سے صدقے کرکے چھوڑ دیے کہ بموجب بمیت سری کے عوض سر مراد دیجیے دیکھیے یہ صدقہ اتار اُنہین دقفس تن سے طائران ہستی چھوٹ کر جانب صحرائے عدم جاتے تھے زاغ و زغن گوشت کھانیکو منڈلاتے تھے سپرین اسلحہ سر پر گردش کرتی تھین کہ جیسے چیلین اڑتی تھین دشت ویران کی بیدلے حرب مین تلوارونکی سائیں سائیں صدا آتی تھی روح رستم و اسفندیار زیر ارض خوف سے تھرانی تھی بہادر شیرونکی طرح ڈکارتے تھے تیر فشانی کرکے مار سیاہ کے مانند پھنکارتے تھے شجر قامت حرارت شعلہ تیغ سے خشک ہوے جاتے تھے سر پسان برگ خزان دیدہ بادتند روش شمشیر سے اڑتے غبار دلکا نکلکر کے خاک بسر کرتا اگر منہ لڑنے سے نہ مڑتے اس ہنگامۂ آفت خیز مین بوجہ تنہائی شہزادہ و سردار کھڑے ہوتے تھے قریب تھا کہ یار یجائین رخ شجاعت پردۂ خاک مین چھپائین بیقرار ہو کر دعا لیے کرتے تھے کہ اے یاور بے یاوران ہمکو فتح و نصرت دے کبھی سر سرکش پاے تضرع پر دھرتے اور پکارتے تھے

عطا کی تو نے یارب ہم کو ہستی — تجھی سے ہے بلندی اور پستی — تجھی نے پست قوم عاد کر دی
تجھی نے باد صرصر اس پہ بھیجی — غریبوں کا تو ہی یاور ہے یارب — تجھی سے مانگتے ہین ہم یہ سب

تیر دعا ہدف مراد پر پڑا کہ وہ دیو جو تلاش لشکر مین گیا تھا چالیس ہزار سپاہ جرار شہزادے کو لیکر آیا ان بہادرون نے پہونچتے ہی کمر لشکر حریف کی ماری اور زیر شمشیر سر ایک پیر کو رکھ لیا پھر تو سیل خون بہادی عنقائے تیغ نے بال کھولکر دشمنونکو معدوم کرنا آغاز کیا بازشمشیر قتل و قتال سر باز انسے باز نہ آیا خنجر گلوگیر شجاعان تھا حلقہ کمند مین پیچیدہ رشتہ جان تھا کہ نظم

زمین آہنین شد ہوا لاجورد — بابر اندر آمد سر تیره گرد — سر لشکر کوہیان حملہ برد
شہ نامدار و جہان دان گرد — بہر جایگہ بر یکے توده گرد — زمین ہا بمغز سر آلوده کرد
از ان لشکر شوم چندان بکشت — کہ یک دشت سر بود با پای و پشت — سر انجام سیلان گرفتار شد
وز اختر نیک بیزار شد

یعنے جب شہزادیکو اپنی فوج کے آنیسے صفوف لشکر اعدا کو درہم کرکے قریب سیلان پہونچا اسنے شہزادے پر تلوار لگائی شہزادے نے خالی دیکر مرکب سے مرکب ملا دیا اور اُسکے تو ڑے مین کمر کی زنجیر کے ہاتھ دیکر قاش زین سے اسکو اٹھا لیا اور سیدہا بائین ہاتھ سے چڑھا کر مصروف شمشیر زنی ہوا اسنے خیال کیا کہ اس ہنگامہ مین قتل ہو جاؤنگا پس شہزادے سے امان کا طالب ہوا آپنے اسکو رہا کر دیا اسنے اپنی فوج مین طبل امان بجوایا لشکر لڑنے سے رکے اُسنے رکاب شہزادیکو آکر بوسہ دیا شہزادے نے سوال اسلام اختیار کرنیکا فرمایا وہ دلمین کینہ رکھکر طوطے کیطرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ اے شہریار قلعہ مین تشریف فرما ہو کر اہالیان قلعہ کو بھی شرف بشرف اسلام ورتی فرمائیے سر عجز بفر طارم افلاک پر پہونچائیے شہزادے نے التماس کو اسکے تشریف قبول سے سرفراز فرمایا اور مع اپنے لشکر کے ہمراہ چلا اور اس جنگل کو طے کرکے قریب ایک کوہ کے پہونچا جب اُسکے درے سے گذر اسامنے ایک قلعہ فلک فرسا نظر آیا در قلعہ فولادی تھا بہت کچھ سامان آبادی تھا فصیلہائے پر بیزاد بند و بست مع انتظام گولہ انداز و برق اندازونکا ازدحام در شہر پناہ پر چالیس ہزار فوج کی چھاؤنی پڑی نگہبانی ہر طرف تھی شہزادے نے اپنی فوج کو بیرون قلعہ اترنیکا حکم دیا

اور اپنی بارگاہ بھی استادکرائی لشکر اترنیکا گھما گھم ہونیلگی کہین سوارونکی لین پڑی کہین بستر پیادون نے لگائے میل علیحدہ جمی لشکرمین بازار کھلگیا اطلاع یہ مقرر ہوا عیار لعہدہ کوتوالی بازار مین چبوترہ بنواکر ٹھہرا نظر بازپھرنے لگے چوربدمعاش اچکے گھرنے لگے راتکو اکاسی دیا جلتا بھولا بسرا پڑاؤ پر آملتا یہان تو یہ کیفیت ہے لیکن شہزادہ ہمراہ سیلان داخل قلعہ ہوا سرداران لشکر و عیار کو اپنے ہمراہ لیا قلعہ کو دیکھا تو بہت آبادہی زن و مرد ہر ایک رنج سے آزاد ہی دکانین کھلی ہین اشیاے نفیسہ چنی ہین صرافہ دبرازہ آراستہ ہی چاندنی چوک مین عجب جلسہ عشرت نما ہی کہین جوہری جواہر کا ڈھیر لگائے کہین سیٹھجی کرورون کی املینت کا بیڑا اٹھائے بیٹھے ہین دلال مرفہ الحال تاجرونکے ساتھ حضور اس دکانپر آئیے یہ مال دیکھ جائیے کہین بساطخانہ ہی کہین گاروگلفروشونکا رنگ جمتا ہی بہارکو بھی بہار دکھاتا ہی کہین ترہ فروشونکا بازار ہی ہر کنجڑان طرحدار ہی کہین کمرے رشک دہ گلستان مجمع گلرخان ہے شاہدان نسرین بدن جمع ہین عاشق تن سامنے ٹہلتے ہین بہت دل رنجیدہ ہین بہت سے ہنستے ہین طرفہ شہر ہی جدائی اسکی قہر ہی

نظم

ہر بوم و بر باغ آباد بود کسے را کس از مردمی بود بہر	دل مردم از خرمی شاد بود برو ہمگنان آفرین خوانده اند	پذیره شدندش بزرگان شہر بسے زر و گوہر برافشانده اند

شہزادہ کیفیت شہر کی ملاحظہ فرماتا قریب دارالامارہ پہونچا یہان ارکین سلطنت انتظار مقدم شریف شہر یار تھے منتظر و تصحیح و تہنیت دیار تھے سبنے باہر آکر استقبال کیا شہزادہ اندر ایوان شاہی کے آیا سریر جہان پناہی گسترده پایا دنگل و کرسی بیشمار تھین منقش و رنگین وطرحدار تھین جملہ سامان شاہانہ مہیا تھا دربار کیقبادی جما تھا سیلان نے تخت پر شہزادے کو بٹھانا چاہا تو شہزادے نے تخت نشینی سے انکار کر کے دنگل پر جلوس فرمایا نذرین گزرنے لگین طائفے آکر ناچنے لگے ساقیون نے جام گلفام دینا آغاز کیے طوفان جوبار اگیا ہی تو اسکا ایک بیٹا گلزار کوہی نام ہی بارہ برس کا اسکا سن ہی ابھی لالہ فام ہی اسنے جب آمد شہزادہ سنی نذر تیار کر کے محل سے بہر ملازمت چلا ہر چند اسکی ماں نے منع کیا کہ وہ شہزادہ قاتل تیرے باپ کا ہی اس سے ملنا زیبا نہین لڑکے نے نمانا اور کہا یہ دستور ہمیشہ سے چلا آتا ہی کہ ایک کا ملک دوسرا پاتا ہی اگر مین نجاؤن تو ملک باقی بھی ہاتھ سے جاتا ہی یہ کہکر خدمت شہزادے مین آکر نذر دی شہزادے نے اسکی صورت پسند کی اور حال پوچھا کہ تو کون ہی اسنے اپنا نام و نسب بتلایا شہزادے نے کلمہ طیبہ بتلا کر اسکو تلقین بدین یزدان پرستی فرمایا اسنے براہ صدق و راستی ہدایت اصلی راہ اسلام اختیار کی شہزادے نے سلطنت اسکے باپ کی اسکو دی تا دیر ٹھہر کر مژدہ کامیابی اپنی ماں کو دینے گیا یہان سیلان مکار دشمن تو تھا ہی اور زیادہ عدو ہے شہزادہ ہوا کہ افسوس ملک بھی مجکو نملا اور دین بھی میرا گیا بس اسنے پہلے تو چند جام شراب سادہ کے شہزادہ و سرداران کو دیے جب نجم عیار کو گمان بد یکا اسکی جانب سے بالکل رفع ہوا اور اسنے جانا کہ یہ بیشک سچا مسلمان ہی یہ سمجھکر عیار مذکور بھی غافل ہوگیا اسنے اسکو بیخبر پاکر شراب میں بیہوشی ملائی اور مع عیار و سردار شہزادہ سبکو پلائی کہ ہر ایک پر بیہوشی چھائی اسنے اپنے افسران لشکر کو بلاکر کہا کہ مین نے تم سبکا دین قدیم بچایا نیکو یہ حرکت کی ہی تمہین بھی میری اطاعت چاہیے سبنے کہنا تسلیم کیا شہزادہ کو طوق و زنجیر پہنا کر زندان مین بھیجا کئی ہزار آدمیونکا پہرا مقرر کیا پھر صلاح کی کہ راتکو شہزادے کی فوج پر شبخون مارے لیکن اس حال کو گلزار نے بھی سنا کہ شہزادہ اسطرح اسیر ہوا یہ سنتے ہی بیتابانہ محل سے نکلکر اپنی ذاتی فوجکو بلایا اسکے ذاتی کئی ہزار ملازم ہین اور بہت سے لڑکے کمسن اس فوج کے افسر اسنے مقرر کیے ہین بس اس فوج کو تیار کرا کر سیدھا در زندان پر آیا اور نعرہ کرکے حملہ کیا محافظان زندان نے خیال کیا کہ یہ

آپس کا جھگڑا ہی چچا بھتیجے سے فساد پھیلا ہی ہماری جان مفت جائیگی دخل دینا زیبا نہین ورنہ بخبر دی گلا کٹوائیگی یہ سمجھکر عرض سا
ہوے کہ اے شہزادے ہم آپکے تابع فرمان ہین شوق سے آپ اندر زندان کے جائیے اور شہزاد کو چھڑائیے اسنے جب یہ سنا اندر گیا
یہان شہزادہ ہوشین مین آکر سر زنجیر پر خم کیے پیشانی زانو پر جھکائے بیٹھا تھا اور تہ دلسے دعاے رہائی درگاہ ایزدی مین کر رہا تھا کہ یہ
پہونچا اور چاہا کہ قید کاٹے شہزادے نے فرمایا کہ جب وقت رہائی آیا ہی تو ہم قید نہین رہ سکتے یہ کہکر خانہ زور مین چرخ کھایا اور
زنجیر و بیڑی و ہتھکڑی کو توڑ کر کھڑا ہوا سردار بھی رہا ہوے اور باہر قید خانے سے سب نکلکر جانب سیلان بے ایمان چلے مگر
اسنے ایک خادمان محل سے سنا کہ گلزار قیدی کو چھڑانے گیا ہی چنانچہ یہ خبر سنکر اول تو قصد کیا کہ فوج لیکر جائیے اور مقابلہ
کرے مگر سونچا کہ فوج بسبب کثرت ملازمان گلزار ضرور رہا ہو جائیگا پس اس وقت پھر وہی ذلت دھری ہی اب یہ وقت فرصت
کا ہی مہلت ملی ہی نکلجانا چاہیے یہ تجویز کرکے اہل دربار سے کہا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو اور اپنا دین قائم رکھتا ہو وہ آئے کچھ
کوہی جو سیہ قلب زیادہ تر تھے اسکے ساتھ ہوے اور یہ پشت قلعہ کیطرف کا دروازہ کھولکر جانب قلعہ یاقوت نگار کہ یہانسے قریب
ہی روانہ ہوا اس قلعہ کا مالک یاقوت زنگی غلام طوفان کا ہی کیونکہ وہ غلام اپنے آقا سے منحرف ہوکر اسی شہر مین بارہ کوس تک حصار
باندھکر مقیم ہوا ہی اسجگہ ایک قلعہ بھی بہر رعایا کو بسایا ہی بارہ ہزار زنگیان آدمخوار اپنے پاس رکھتا ہی سیلان اسکے پاس چلا یہان تو فوج
دار الامارۃ مین آیا گلزار کو تخت شاہی پر بٹھایا منادی نے ندا دی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نہ کریگا مارا جائیگا اہالیان قلعہ اپنے شہزادے
کے بادشاہ ہونیسے خوش ہوکر حاضر دربار ہوے نذرین دیں خلعت ملے افسران لشکر از سر صدق مسلمان ہوے تمام شہر اسلام آباد ہوا دیر و
بتکدے منہدم ہوے مسجدین تعمیر ہوئین نداے اللہ اکبر بلند ہوئی دو لاکھ سپاہ اس قلعہ کی اور چالیس ہزار فوج کے آدمی شہزادے کے سب
باہر قلعہ کے ملکر مقیم ہوے شہزادے نے حکم جشن ہونیکا دیا کئی روز تک جلسۂ عشرت رہا پھر شہزادے نے فرمایا کہ اے گلزار اب تم
سلطنت کرو کامل تسلط کرکے اسلام مین ہمارے پاس آنا مین اب تمسے رخصت ہوتا ہون کیونکہ دادا جان سے مین تین روز کا وعدہ
کرکے شکار کھیلنے آیا تھا وہ منتظر میرے ہونگے مجھکو جانا جلد چاہیے کہین ایسا نہو کہ وہ ناراض ہون گلزار نے یہ بیان سنکر عرض کیا کہ غلام آپکے
ہمراہ چلیگا بغیر آپکے سلطنت ہفت اقلیم بھی ہو تو نہ کریگا شہزادے نے فرمایا اچھا سامان اپنے چلنے کا کرو اسنے ملک کا انتظام براہ
عجلت کرنا شروع کیا اسباب سفر درست کرنیلگا ہنوز دونون رہگراے منزل مقصود نہین ہوے سیلان نے اور مفسدہ برپا کیا وہ
یہ کہ جب قریب قلعہ یاقوت نگار وہ ناہنجار پہونچا ہرکارون نے خبر اسکے قدوم نحوست لزوم کی یاقوت شوم کو پہونچائی پہلے تو متفکر
ہوا کہ ایسا نہو مجھکو گرفتار کرنے آیا ہو لیکن جواسیس مخبر حال ہوے کہ وہ با معدودے چند بحال پریشان آیا ہی فلک نے اسکو ستایا ہے
لشکر و غیرہ کچھ ساتھ نہین ہی سرکشی کی کوئی بات نہین ہی یہ سنکر وہ غلام باحترام تمام بہر استقبال در قلعہ تک آیا اور حال زار آقاے
بدکردار دیکھکر رو دیا دیکھا گریبان اسکا پھٹا ہی چہرہ اترا ہی منھ پر زردی غم سے چھائی نہ ڈنکا ہی نہ چتر شاہی ہی صرف مصاحب
بیکسی و تنہائی ہمدرد چار سردار ساتھ ہین ایک گھوڑا سواری کا ہی صرف خزان جلوس بدل بہاری کا ہی اسنے آگے بڑھکر تسلیم کی اور
نذر دی پھر مستفسر ہوا کہ اے شاہ جہان پناہ کیا نصیب اعدا حالت ہی میرے آقا کے مزاج مبارک کی حالت تو عقول سے بعید ہے
اسنے یہ کلمہ سنکر ایک نعرہ مارا اور کہا کہ آقا تیرا خداوند لقا کی بہشت مین گیا مین اس مسلمان کے ہاتھ سے بھاگ کر تجھ تک پہونچا یہ کہکر سارا حال جنگ و جدال
بیان کیا غلام نے بحال ماجرا سنکر اشک حسرت بہائے اور کلمات لاف و گزاف بانہر جاری کیے کہ اگر مین نے اس مسلمان تک جاکر ٹکڑے ٹکڑے

اور پرزے پرزے نذر اڑائے تو نام اپنا مردان عالم سے نیا پایا یہ کہکر اسکو قلعہ مین لایا دعوت ضیافت کی پھر حکم درستی فوج دیا تیاری ہوئی بارہ ہزار زنگی اور چند ہزار کوہی مسلح و مکمل ہوئے جنگ پر یکدل ہوئے ایک ایک حبشی آدم خوار تھا سوج طوطیان نوش کو خوف بسیار تھا سب فیلان مست اور گرگدن پر سوار ہوئے صف کشی سے سیاہ دیوار ہوئے ظلمات پردۂ دنیا پر ظاہر ہوئے اسلحہ کی چمک سے بجلی بر تیرہ مین تڑپتی نظر آتی تھی طرفہ تماشا تھا کہ چشمۂ ظلمات موج مار کر لڑنے چلا تھا آب حیوان آب تیغ سے ملنے چلا تھا ہر ایک ظلماتی مرنے چلا تھا زمین پر پھیلی تھی وہ کالی آندھی طوفان کے خونکا انتقام لینے چلی تھی طبل و بوق گر گڑا کے کوس حلت نور ستی کیلیے ظلمت نے بجائے سواریان زنگیو نکی جب وان ہوئین پرچے کو وہ تلاطم مین آئے آگے لشکر کے یاقوت و سلیان شل سیل فنا گینڈ و نپر سوار راہی تھے یہانتک کہ بعد قطع مسافت راہ قلعۂ طوفانیہ تو قریب تھا بہت جلد متصل مذکور پہونچکر خیمہ کیا لشکر **توریح** تو باہر قلعہ کے اترا ہوا ہی اسکے مقابل اسکا لشکر بھی اترا شہزادہ عزم روانگی رکھتا تھا کہ ہر کارون نے آکر بعد دعا و ثنا کے خبر دی و دلشکر متصل عرض کی شہزادہ خبر سنکر مع گلزار کوہی کے بحشم و خدم باہر قلعہ کے آیا اور داخل بارگاہ ہوا ادھر **یاقوت** دن بھر مصروف میخواری رہا جسوقت کہ جوہری قدرت نے یاقوت مہر فلک کو درج مغرب مین رکھا اور زنگی شب نے قلعہ عالم مین دخل کیا کہ **نظم**

برین گونہ تا روز برگشت زرد ۔۔۔ برآورد از فوج شب تیرہ گرد
چو دیبای زنگار گون شد سیاہ ۔۔۔ طلایہ برآمد ز ہر دو سپاہ

شام ہوتے ہی **یاقوت** نے طبل رزم بجوایا شہزادے کو بھی جاسوس نے خبر دی ادھر بھی نقارۂ حرب پر چوب پڑی تیاری جنگ لشکران کینہ خواہ مین آغاز ہوئی دل مبارزان مین سودا سے جنگ اہل زنگ تھا زلف عروس شجاعت سنوارتے تھے سودا زدگان عشق جانبازی کے نعرے مارتے تھے خون صفرا مزاجونکا جوش مین آتا تھا سودا زدہ تیر غالب ہوتا جاتا تھا ادھر لشکر زنگیان نے پردۂ دستار سیاہ بنایا گویا روز روشن کے مقابلہ مین لشکر شب نے پرا جمایا تھا دنیا مین پھیلی ہوئی سیاہی تھی ردیو نپر حبشیونکا جرطبیہ ختم تھی زنگی جب براہ نخوت اکڑتے اور تنتے تھے آبنوس کے درخت باد غرور سے ہلتے تھے صفحۂ دشت بسان نامۂ اعمال کالا تھا یا مالک جہنم نے دوزخ کے کندونکو اس دشت مین ڈالا تھا اس دشت کا منہ بھی کالا کر زنگی تر شہزادہ اکبر ار **نظم**

زمردم زمین بود چون پر زاغ ۔۔۔ ہمہ چہرہ و چشمہا چون چراغ
زبانہا سیہ دیدہا شان چو خون ۔۔۔ سیہ روے و دندانہا چو گراز

ہمہ روئی اور دشت سیہ مین فوج انجم اگر ہری کہ گرد بادہ سیر

غرضکہ رات بھر اس لشکر بلیات مین غلغلہ رہا ادھر ہر ایک بہادر تنتا رہا ہیاں خنجر و تیغ و تیر صاف کرکے آئینہ سحر بنایا اور پرند مشکین لیل اڑا کر ارژنگ چین کو فرمایا اداب بجا لائے اور پکارے کہ **نظم**

چو پیدا شد آن شوشۂ تاج شید ۔۔۔ جہان گشت
بر فلک و گردان پر خاش جوے ۔۔۔ بدشت انجماد
نشستن ہمہ بر سر گنج باد ۔۔۔ دلش روشن و گنجش آباد باد

یعنے شہزادۂ **توریح** فریضۂ نماز سحر ادا کرکے بعد جاہ با فوج فراوان بمقابلہ حضور عالیشان آیا ہی طبل حربی اس خود سرنے بجوایا ہی ادھر سے لشکر لیے **یاقوت** نے بھی طبل حربی پر چوب پڑی فوج عازم ستیز ہوئی آتش کینہ ودی تیز ہوئی آفت کا سامنا

تنا دریکے لشکرے زور مند ۔۔۔ پڑی اکھر کر کھڑا اہلے سے خاطر ترک فلک مین خوب سمایا بہت کچھ چکر آیا زمین مین زلزلہ آیا

آن ہمہ مرد جنگی استند
سپہ انجمن شد ہزاران ہزار
کہ برداشتند آلت کارزار

چو از دور دیدند او شان سپاہ
گزان تیرہ شد دیدۂ روزگار
سپہ از دو رویہ کشیدند صف

خرد شے بر آمد ز ابر سیاہ
بلشکر لقیسر ہو دیس شہریار
ہمہ نیزہ و تیغ و اژدہین بکف

جب سپاہ صف باندھ چکی یاقوت گجک گینڈے کو اپنے مار سامنے سیلان کے آیا اور کہا آپ میرے آقا کے بھائی ہین پس برا ہ لطف اجازت رزم دیجیے کہ خداوند لقا مجکو فتح دین اُسنے یہ باتین سنکر کہا کہ اے پہلوان یگانۂ زمان جامین نے تجکو پوتے دو سوخدا کے سپرد کیا زنگی یہ بات سنکر اسطرح جھپٹا کہ جیسے اژدر رینگتا ہی اور گینڈا بڑھا کر بیچ میدان مین آکر پشت گرگدن سے کود ا اور ایک لٹھ کاندھے پر رکھے تھا جسمین ... لوہا لگا تھا ہر گرہ اسکی کبد ارتھی میخ آہنی آہنی اُستوار تھی شام نیچے کی عمود آہن کے کلے سے بہت بڑی یو عفریت کا کلا ... گرز گران کب اس لٹھ سے لگا کھاتا ہنگام ضربت اژدر کا بھیجا کھاتا یہ گنوار کا لٹھ یعنی زنگی شوم ایک ہی لاٹھی سبکو ہانکتا تھا فرعون بیسامان بنا ہوا غافل اس سے کہ ہر فرعونے را موسیٰ علیہ السلام کو زور اپنا دکھانے لگا وہ لٹھ ہلانے لگا فنوٹ کی کثرت خوب یاد تھی وہ سب دکھائی جب طبیعت گرمائی پکارا کہ وہ مسلمان بے سامان کہاں ہی آئے میرے سامنے یہ ہیبت سنکر شہزادے نے اپنا مرکب آگے بڑھایا کڑکیت پکارے باجے بجے علمونکے پھریرے کھلے سردار رکاب شہریار سے آگے لپٹے ... دیکو حاضر ہین شہزادے نے مرحبا کا خلعت دیکر روکا اور آپ بسان شیر دلیر مقابل اس شریر کے ہو چکا مرکب سے کودا کیونکہ ... پیدل سے تھا اسنے بغیر کچھ کہے سنے اسکے پیادہ ہوتے ہی لٹھ دوڑ کر مارا العیاذ باللہ دو ہتڑا اسکا مارنا تھا یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ گران سر پر ٹوٹ کر گرا شہزادے نے اس جلدی مین سپر فراخ دامن کو چہرے پر لیا لٹھ آکر سپر پر پڑا اسکی واز ہوئی کہ جیسے سندان آہنگر پر گھن پڑتا ہی شہزادہ اس ضرب سے پشت پا تک زمین مین غرق ہوگیا اور ایسی گرد ایسا بلند ہوا کہ سب نے سلطان شہزادہ زمین کا پیوند ہوگیا فوج چاہتی تھی کہ زنگی پر جا پڑے مگر شہزادے کے ہاتھ ستون تھے ذرا بھی کن ور بل نہ آیا تھا کہ کے شکار کھیلنے آیا ہی ... کر دل گرد مین سے نکلا گرز پکڑ کر للکارتا ہوا اسپر چلا اسنے جلد جھپٹکر دوسرا لٹھ مارا شہزادہ نے اسکو بھی بقوت یلی ہمراہ چلیگا بغیر آپکے ... سے چھینکر ارشاد کیا کہ جہانتک تیرا جی چاہے ضرب کرلے حوصلہ تیرا باقی نرہے وہ اتنی مہلت پاکر پس عجلت کرنا شروع کیا اسباب شروع کیے یہانتک کہ بیچ لٹھ مارے شہزادہ ہر بار پشت پا تک غرق زمین ہوا اور ضربت اسکی رد فرماتا یہ کہ جب قریب قلعہ یاقوت دگار وہ ہوا اُسنے لٹھ مارا شہزادے نے بجائے سپر ہاتھونکو چہرے پر پناہ لیا اور جب لٹھ پڑا اٹھیا ہوا کہ ایسا نہو مجکو گرفتار کرنے آیا ہو لیکن جو آگیس تو آگے کھینچ آیا اور لٹھ اسکے ہاتھ سے چھوٹا اسنے لٹھ زمین پر پھینکا اس سے لپٹ پڑا لشکر وغیرہ کچھ ساتھ نہین ہی سرکشی کی کوئی بات نہین ہی یہ شناخت مین پروردگار عالم کے کیا کہتا ہی اسنے جو یہ قوت شہزادے کی بدکردار دیکھکر وہ یاد دیکھا گریبان اسکا پھٹا ہی چہرہ اترا ہی منھ پر اشک جراءت شہزادۂ تہمتن مثال ہوکر عرض پیرا ہوا کہ تا ندیم بیکسی و تنہائی ہی دو چار سردار ساتھ ہین ایک گھوڑا سواری کا ہی صرف خزانہ شہزادہ پر رکھا اور از سر صدق اسلام اختیار کیا نذر دی کچھ مستفسر ہوا کہ اے شاہ جہان پناہ کیا نصیب اعدا حالت ہی میرے جو صف لشکر زنگیان مین کھڑا تھا اس شجاعت اسنے یکلمہ سنکر ایک نعرہ مارا اور کہا کہ آقا تیرا خداوند لقا کی بہشت مین گیا مین اس مسلمان کے ہاتھ کو یہان ٹھہرنا چاہیے یہ سمجھکر جبتک شہزادے بیان کیا غلام نے تعلیا جرا اسکے لشکر حسرت بہائے اور کلمات ملامت و گزاف باینرجاری کیے اڑا اڑا الکر جانب کوہ و صحرا چلا یہان یاقوت کے

زیر ہوکر اپنے افسران لشکر کو بلایا اور قدم پر شہزادہ کے گرا یا کل فوج اپنی شامل لشکر نصرت اثر شہزادہ نامور کی آپ ہمراہ شہزادہ بارگاہ مین آیا گلزار کو ہی اپنے آقازادہ کو نذر دی اُسنے خلعت دیا اور اسکے لیے اسباب عیش و عشرت منگایا شہزادہ نے اس فتح کی خوشی مین کئی روز کا جشن فرمایا ساقی و مطرب آ کر داد خری دینے لگے جانا شہزادہ کا جانب لشکر امیر چندے پھر موقوف رہا مگر سیلان جو یہانسے بھاگ کر روانہ ہوا اس قلعہ طوفانیہ کی سرحد سے گذر کر ایک قلعہ ہے کہ اسکو آفاتیہ کہتے ہین اور نام حاکم قلعہ کا آفت کوہی ہے چنانچہ ایک پہلوان ہے آفت نام پہلے بیان کیا گیا کہ بہر امداد لقا جا کر مسلمان ہو چکا ہے یہ دوسرا آفت کوہی ہے فی الجملہ سیلان جب قریب قلعہ آفاتیہ پہونچا حاکم نے وہانکے خبر سنکر استقبال اسکا کیا اور باعزاز اپنے پاس بلایا جب داخل دار الامارۃ ہوا دو لاکھ کوہیونکے سردار دربار مین جمع تھے کرسی و دنگل سے بارگاہ سجی تھی تخت پر حاکم جلوہ گستر تھا اُسنے قریب تخت دنگل بچھوا کر اسکو بٹھایا اور اسکا حال زار و زبون دیکھکر ماجرا استفسار کیا یہ مرتد بادہ پرستی آتے ہی رونے لگا تھا جب ملغ اسکا شراب ناب سے گرم ہوا رو کر تمام حال اپنا بیان کرنے لگا تا اُنکے حملہ کیفیت شہزادہ کی اور اپنی بیان کرکے رخصت پذیر ہوا کہ ہم آپ باہم ایک ہین و رہمیشہ سے چلا آتا ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کرتا رہا ہے امید کہ آپ میری اعانت فرمایئے اور اس مسلمان کے ہاتھ سے دین کو ہیونکا بچایئے آفت کو اسکی حقیقت سنکر رحم آیا اور دو ایک روز بدلجوئی و خاطر داری اسکو رکھا پھر حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو بمجرد ارشاد چھاؤنی مین لشکر کے قرنا ئے جنگی بجی دو لاکھ فوج کوہیونکی کمر باندھکر تیار ہوئی **نظم**

در گنج بکشاد روزی بداد		سپہ برگرفت و بنہ برنہاد		سپردند پیلان و ہندی درائے
خروش آمد و نالہ کرنا ئے		چو لشکر سراسر برآشوفتند		بگرز و تبرزین ہمے کوفتند
سپہ برکشید از دو رویہ دو صف		درخشید شمشیر و برخاست تف		چو آواز کوس آمد از پشت پیل
ہمی مرد بیہوش گشت از دو میل		برآمد خروشیدن گاؤ دم		جہان شد پر از بانگ رویینہ خم

زمین جنب جنبان شد از میخ نعل		ہوا از درفش سران گشت لعل

سیلان کو بھی گرگدن پر سوار کرکے ہمراہ لیا اور بعد قطع منازل قلعہ طوفانیہ کے سامنے بہ مقابلہ لشکر فیروزی اثر شہزادہ آکر اترا اور ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوکر جب دوسرے دن آمد شوم لشکر شب سے رخ روز پر سیاہی چھائی اور دشت بہر مین فوج انجم آکر ٹھہری **نظم**

چو تاج سپہر اندر آمد بزیر		دل میگساران شد از بادہ سیر
ز لشکر برآمد صدائے نفیر		گرفتند ہمہ نیزہ و تیغ و تیر

ہرکارے خبر لیکر خدمت شہزادہ والا قدر مین حاضر ہو کر آداب بجا لائے اور پکارے کہ **نظم**

ہمیشہ تن شاہ بے رنج باد		نشستن ہمہ بر سر گنج باد
ہمیدون سپہدار دلشاد باد		دلش روشن و گنجش آباد باد

آفت کوہی حاکم قلعہ آفاتیہ برائے امداد سیلان با فوج فراوان بمقابلہ حضور عالیشان آیا ہے طبل حربی اس خود سر نے بجوایا ہے یہ کہکر ہرکارے پھر خبر لینے گئے شہزادہ کے لشکر مین بھی طبل جنگی پر چوب پڑی فوج عازم ستیز ہوئی آتش کینہ دری تیز ہوئی آفت کا سامان دم سحر مدنظر تھا بازصدا اُسکے نقارہ جنگ کی جھنکار سپہر کی گھڑ گھڑ اہٹ سے خاطر ترک فلک مین خوب سمایا بہت کچھ چکر آیا زمین مین زلزلہ آیا

جگر گاؤ زمین کا بھی تھرایا کہیں کمربندی ہوئی کہیں سازِ جنگ کی درستی تھی کوئی بہادر کسی کے گلے ملکر کلمات یاس زبان پر لاتا کوئی دوستونکو ملکر رخصت فرماتا کوئی فرط شجاعت سے تنتا کوئی نامردی سے سر دھنتا کسی کی زبان پر عبرت مضمون کہ دیکھیے کہ کل گردونِ دون کسکو خوابگاہ گور مین سلاتا ہی اور کسکا بخت خفتہ جگا کر فتحیاب فرماتا ہی غرضکہ ہر سمت سوزش تجرا ہن تھی سوزش آتش تھوڑی تیز دلمین نفاق کی آگ جوش زن تھی کہین نقیب پکارتے کہین تیر و پیکان آبدار کیے جاتے کوئی شوق شہادت مین جھومتا گلے ملنے کے شوق مین منھ شاہد تیغ کا چومتا کہین نعرے شیرانہ بلند کوئی مستمندانہ ہو کر درگاہ الٰہی مین حاجتمند یہی چار پہر شور تھا مائل جنگ بہت زور تھا آخر جب پردہ فلک مین خون اترا اور شفق سحر سے در و دشت خونین لباس نظر آیا کہ نظم

چنین تا پدید آمد از تیغ شید — ز رو دشت شد چون بآور سپید

دو لشکر ہمی رزم را ساختند — درفش بزرگی ہمی افراختند

سپہدار لشکران کینہ خواہ بصد فر و جاہ وارد قتلگاہ ہوے شہزادہ لڑنے پر آمادہ بہزاران توقیر و شان مرکب پر ہیکر زرین کیے جلو مین سرداران ذیشان کو لیے تخت پر گلزار کوہی سوار گرد جوانان تہمتن کی قطار داخل میدان کارزار ہوے لڑنے مرنے پر تیار ہوے کہ بموجب نظم

دو جانب شدہ لشکر آراستہ — پر از کینہ سر گنج بر خواستہ

ہمہ نیزہ و تیغ زو مین بہ کف — سپہ از دو رویہ کشیدند صف

بہ تیغ و تبر اندر آمد سپاہ — تو گفتی کہ شد روز روشن سیاہ

چو رعد خروشان بر آمد غریو — بمیدان دوان کوہیان ہمچو دیو

جب صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے بے تہائی دہر غدار پڑھکر سناٹا ہر سمت کرا دیا آفت بہزاران کبر و نخوت گینڈا بڑھا کر بیچ میدان مین آکر سلحشوری دکھا کر للکارا کہ اے فرقہ ضلال تم مین سے جو کوئی آرزوے قتال رکھتا ہو آئے آب تیغ میرے ہاتھ سے پیکر ٹھنڈے جانب ملک عدم جائے یہ نعرہ اس تیرہ بخت کا سنکر یاقوت خود سر گینڈا اڑا کر سامنے گلزار نیک اختر کے آیا اسنے اشارہ فرمایا کہ یہ پھر کر خدمت شہزادہ نامور مین آکر عرض رسا ہوا کہ اے شہزادہ اجازت میدان دیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ مین تمکو سپرد خدائے لایزال کرتا ہون مگر اس امر سے ڈرتا ہون کہ تم ہمارے یہانکے خلاف لڑتے ہو لٹھ سے مقابلہ کرتے ہو سنو اے بہادر حریف کو خوب حوصلہ نکالنے دیتے ہین پھر اسکو زیر کرکے یکایک نہین قتل کرتے ہین اسلیے کہ شاید اطاعت اختیار کرے پس تم بھی یکایک لٹھ نہ مارنا جب عاجز ہونا اسوقت جو مزاج مین آئے وہ کرنا لٹھ حربہ دور کا ہی حریف کو رد کرنا اسکا محال ہوتا ہی نہایت بے بسی سے جان دیتا ہی زنگی یہ کلمات سنکر لٹھ کو صف لشکر مین پھینک کر اسلحہ پہنے مردانہ وار میدان مین آیا پہلے تگادر زنی ہوئی پھر نیزہ بازی شروع ہوئی آفت بھی آفت کا پرکالہ تھا نیزہ ہاتھ سے اسکے نہ نکلا سنانین بیکار ہوئین چھڑین تک ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئین آخر نوبت شمشیر زنی آئی مگر جب اسنے تلوار نکالی آفت نے بند دست پر ہاتھ ڈالا وہ بھی گریبان گیر ہوا دونون زمین پر آئے کشتی شروع ہوئی لیکن ایک مقام پر اس ریلا پیلی مین پاؤن یاقوت کا موشخانہ مین جا پڑا اوپر سے حریف کا حکہ پڑا کولا اسکا اتر گیا اور پا لیسا دو ہوا کہ یہ گر پڑا اسنے باندھکر اپنے لشکر مین بھیجا اور گینڈے پر چڑھکر نصیب نے ن ہوا کہ وہ نبیرہ حمزہ کیون مرنے سے جی چھپاتا ہی سامنے میرے کسلیے نہین آتا ہی شہزادہ یہ للکار سنکر عازم نبردگاہ ہوا کوس جنگی گرڑ گڑائے علمون نے بہر تعظیم سر جھکائے سردار

عذر خواہ حاضر آئے شہزادہ سرا یک بمشکل رخصت ہو کر آگے بڑھا مرکب تیز رفتا تین طرار وفتن مقابل حریف پہونچا باہم ایسی جنگ اور زنی ہوئی کہ گینڈا کو ہی کا دس قدم تھپیڑ کھا کر پیچھے ہٹ گیا اور مرکب شہزادہ کا زور زمین آکر اتنا ہی آگے بڑھ گیا اسنے گینڈا بڑھا کر غصہ مین آکر نیزہ مارا نیزہ کی آمد دیکھکر شہزادہ نے بغل کو کھولدیا نیزہ سینہ پہ تو نہ پڑا زیر بغل آگیا شہزادہ نے ڈانڈ کو داب لیا اسنے جھٹکا دیا جب گرز نہ چھوٹا ناچار نیزے سے اٹھا کر گرز گران بار اسنے عراوے پر سے لیا اور چرخ دیکر سر پر شہزادہ کے لگایا شہزادے نے گرز پر اسطرح اوجھڑ سپر کی ماری کہ گرز ہاتھ سے اسکے چھٹکر دور گرا اسنے بغضب تمام تلوار کھینچکر وار کیا شہزادے نے بار سے بچا کر بند دست پہ ہاتھ ڈالدیا آخر دونوں گتھے ہوئے زمین پر آئے کشتی آغاز ہوئی پھر کشتی کی دم اسکا اگیا سمجھا کہ تو چت ہو جائیگا یہ سمجھکر شہزادہ کو چھوڑ جست کی اور گینڈے پہ چڑھکر نہیب لشکر کو دیا اسنا تیرہ سر خیرہ ۔ و ۔ نگار کو فوج اسکی نیز البیت کھڑی تھی شہزادہ بھی مرکب پر سوار ہو کر چلا اسطرف سے گزار مع فوج قاہرہ کے بڑھا دو لشکر باہم ہوئے تفنگین توپین پڑے برہم ہوئے تیغ چلی اور رن پڑا شجاعوں نے ہوچھو تلکو تاؤ دیا سر ہنگ اجل نے خانہ جسم نقد روح لوٹ کر برباد کیا ملک عدم سپاہ ہونے سے آباد کیا بموجب ابیات

از آواز گردان پرخاش سر
زمین شد ز خون سران آبگیر
زبس کشته بد روے هامون چو کوه
چو جوے روان خون همی ریختند

بدرید مرا ثر دبارا جگر
بهرسو که دیدی بے کشته بود
شده خسته از زندگانی ستوه

هوا پر کرگس شد از پر تیر
کرا از یلان روز برگشته بود
چو شیران جنگی برآویختند

ازبسکہ آفت دل ہار چکا تھا تاب جنگ نہ لاسکا بھاگ کھڑا ہوا شہزادہ بڑا دیر آگے بڑھا خیمہ بارگاہ کو لوٹکر آگ لگادی خزانہ غارت کیا وہان ایک خیمہ مین یاقوت قید تھا اسکو رہا کیا اور طبل فتح بجاتے ہوئے اپنے لشکر کیطرف افسر لشکر پھرے شہزادہ داخل بارگاہ ہوا یاقوت کا کولا پہلوان آزمودہ کا سنے بٹھایا شہزادہ نے اجتماع جلسہ عسرت کا حکم دیا مغنی خوشنوا و رامشگران شیرین ادا آکر ناچنے اور گانے لگے ساقیان مہ لقا پیمانہ شراب سرور افزا سے مست بنانے لگے لشکری آسودہ ہوئے مگر آفت جور و لقہر ادلا یا کچھ دور جا کر ایک درہ کوہ مین ٹھہرا فوج شکست خوردہ وہان جمع ہوئی اسنے جو کچھ سامان راحت کہ بھاگتے وقت ساتھ رہگیا تھا اسی سے کام لیا خیمہ استادہ کرا کر اترا اور سیلان سے کہا کہ مینے آپکی وجہ سے یہ روز بد دیکھا اور مینے جبر کیا کہ اپنی قوت بازو کے بھروسے پر یکا یک سا تھ تمھارے چلا آیا مجکو لازم تھا کہ دلاتی معشوقہ کو اطلاع دیتا اور اسکے بعد اسکی اعانت سے ان مسلمان کو زیر کرتا سیلان نے پوچھا کہ آپکی معشوقہ کون ہے اسنے کہا بھائی یہ راز ہر چند کہ کہنے کے قابل نتھا کیونکہ میری مطلوبہ کی ممانعت ہے مگر اب کھیل بگڑ گیا تو سنو ایک ساحرہ ہے ملکہ اسرار جادو نام نہایت حسین گل اندام ہے اسنے آکر طوفان تمھارے بھائی کی ایک ساحر بھیجکر مدد کی کہ وہ ایک دیو سے عاجز آئے تھے پس اس دیو کو بزور سحر ساحرہ مذکور نے پکڑ کر ایک باغ سحر کا بنایا اور اسمین ایک بت سونیکا رکھکر مشہور کیا کہ یہ خداوند سامری ہین اور دیو کو تخت بنا کر اسکے پایہ سے باندھدیا چنانچہ طوفان یہی جانتے تھے کہ خداوند سامری نے آکر مجکو دیو سے نجات دی پس وہ اس بت کی پرستش کرتے تھے اور وہ ساحرہ قالب بت مین بسبب سحر کا بٹھادیتی تھی کہ وہ باتین کرتا تھا چنانچہ یہ کرشمہ وہان معہ میرے پاس وہ تخلیہ مین آئی مین اسیر عاشق ہوا اسنے بھی الفت جتائی اسنے یہ سب حال مجھ سے کہا اور تاکید کی کہ کسی سے نہ کہنا فی الجملہ اس بت کو آکر نبیرہ حمزہ نے توڑا سارا کھیل بگڑ گیا اب چھپانے سے کیا فائدہ سیلان نے سارا ماجرا سنکر کہا کہ پھر اب معشوقہ کو اپنی ضرور بلا لیجیے اسنے کہا کل اسکو اطلاع دونگا یہ کہکر چند جام شراب کے پیئے

اور سلیمان کو دوسرے خیمہ مین بھیجکر آپ تنہا بیٹھا اُسطرف کا حال سنیے یعنے ساحرہ کا کہ کنایہ جادو محافظ دیو جو بھاگا تو طوفان کو بہرزرم بھجکر آپ اسرار جادو کے پاس گیا اور کہا آپ غافل کیا بیٹھی ہین وہ بت ایک مسلمان نے آکر توڑا یہ سنکر وہ غضبناک ہوئی اور بزور سحر سب حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ مسلمان بڑا زبردست ہے قلعہ طوفانیہ اور یاقوت نگار سب اسکے قبضہ مین آگئے آشنا تیرا گیا تھا وہ بھی ہزیمت کھا کر درہ کوہ مین منتظر بیٹھا ہے یہ معلوم کرکے چاہا کہ مین بھی جاؤن مگر عاشق کے پاس جانا تھا اسلیے اپنا سنگار اچھی طرح کیا ہر چند پرکہ سن زیادہ رکھتی ہے مگر بزور سحر نوجوان بنی موے کافوری کو عنبرین زلف بنایا جھریان رخسار کی مٹائین آئینہ سان صاف بنایا اور حسن ایسا چمکایا کہ روے تابان کی چمک پر شعلہ آتش قربان دہن تنگین خوشتر از ارغوان چشم فتان نرگس چشمونکو آنکھ دکھاے غزالان ختن کو خوش چشم کہنا عین خطا تیلاے دست نگین پر تصدق پنجہ مرجان تیر مژگان سرکشی از خدنگ جانستان گلوے نازک بغایت قطعہ دار سینہ پر جوبن ابھار چہرہ رشک حور نشہ مستی سے مخمور زیور مرصع کار زیب قامت فرما کر احسان دل عاشق پر دھر کے روانہ ہوئی کہ

نظم

نظر اس گل کی جس دم شکل آئے | تو زردی چہرۂ عاشق پہ چھائے
طبیعت پر رہے باقی نہ قابو | کرین وہ نرگسی آنکھین جو جادو
ستارے حسن پر افشان کے قربان | تصدق کہکشان بر مانگ کی جان
خواصین ساتھ لیتی سب ماہ طلعت | کوئی زہرہ کوئی برجیس صورت
چلی بن ٹھن کے خیمہ جانب یار | ٹھہرنا گھر مین تھا دم بھر کا دشوار

تخت سحر سے بنا کر بزور سحر مع کنیزان گلبدن کے آن واحد مین قریب خیمہ آفت پہنچی اور تخت سے اترکر خیمہ مین آئی وہ تنہا اب اسکا بیٹھا ہی تھا صورت دیکھتے ہی اٹھا اور دست ہوس دراز کرکے اسکا ہاتھ پکڑ کر جانب مسند چلا اور کہا اے مایہ ناز ولے سراپا اعجاز اے شمع محفل عشاق بغیر تیرے خانہ دل میرا سیاہ ظلمتکدہ تھا شکر ہے خداوند سامری کا جو تیرا روے زیبا پھر نظر آیا کہ میت یہ صورت خواب مین دیکھتا ہون جو خواہش لگی ہے سب دیکھتا ہون غرضکہ بعد اظہار اشتیاق ملاقات مسند پر اسکو بٹھایا کشتی شراب کی سامنے رکھکر شغل بادہ خواری شروع کیا ہنگامۂ راز و نیاز گرم ہوا دست گستاخ جانب پستان بڑھا ہوس کا اور کچھ ارادہ ہوا کبھی ساحرہ ناک بھون چڑھا کر غمزہ کرتی ناز معشوقانہ جتاتی مشتاق سے خفا ہو جاتی تو یہ منت پذیر ہوتا سیکڑون قسمین دیتا کہ اے نازنین تجکو اپنی زلف عنبرین کی قسم میرے دل اندوہگین کی قسم تجھے اپنے چشم کے جل بھری کی قسم تجکو میرے جان و سر کی قسم اس روے عارض روشن کی سوگند اِن جانی ابھرے ہوے جوبن کی سوگند قسم عشوۂ ناز و ادا کی تجکو قسم تجکو میری التجا کی قسم کہ ایک بوسہ لب نازک کا دے قسم تجکو سامری کی جو مجھسے وہ ان باتون سے اسکو گلے لگاتی تو یہ بھی اسکی محبت جتا نیکو آنسو بہانے لگتا وہ اپنے دوپٹہ سے اشک پاک کرتی اور یون سمجھاتی کہ صاحب رونا کیا ہے کیا مین مرگئی ہون جو تو اتنا روتا ہے اب نہ آنسو بہا اے کمبخت اپنے ساتھ مجھے بھی رلاتا ہے تجھے اپنی ہوس کی قسم تجھے جوش وحشت پرستی کی قسم تجھے میری لذت وصل کی قسم تجھے اشتیاق شب وصل کی قسم اے عاشق جانباز تو کیون میرا دل کڑھاتا ہے میری بھولی بھولی صورت پر رحم نہین آتا ہے یہ کہکر وہ بوسہ لیتی کہ

نظم

لیے بوسے کہا جاؤن مین قربان | سوا تیرے یہ کس سے نکلین ارمان | قسم کھاتی ہون اس جوبن کی اپنے
قسم اس جنبش دامن کی اپنے | قسم اس گیسوے پیچیدہ بو کی | قسم ہے اس اچھوتی آبرو کی
کہ مین مرتی ہون تجھپر میرے جانی | عبث ہے تم کو اتنی سرگرانی

عجیب جلسہ جما ہے کہ لبیان و دل عاشق اندھیر اگیسوے شاہد شام کا اٹھا ہوا تھا اور بر تنگ جوش مستی ہر سمت ابل پڑا تھا

باقتضائے ابیات

غرض آخر کو قرب شام آیا
دل مشتاق نے آرام پایا
ہوا تابان جمال شعلہ ہر سو
لا جلنے کا پروانوں کو قابو

خیمہ کے پردے ہر سمت سے اٹھوا دیے چاندنی رات کی بہار دیکھتے جنگل میں انواع و اقسام کے درخت لگے گل طرح طرح کے خوشرنگ کھلے چشمے لہرین لیتے بہاڑ کی اٹک پہ کوسون تک سبزہ نو اگا ہوا ابھر نا بجز نا موزنا چتے کبک دری قہقہے لگاتے ایسے وقت مین زیب کنار دلدار سو سو طرح کا پیار رسم میکشی ساغر و مینا سے بزم آباد دستونکے دلشاد عجب طرح کی صحبت بار پیہم دستی کی الفت

دہن سے خندۂ پیہم تھا آغاز
اٹھائے مستیون کے دمبدم ناز
ابھر آیا سرور آنکھون مین ایسا
کہ ہر اک بات مین مستی تھی پیدا
ندائے قلقل مینا ہوس تھی
سر زاہد نہ پر ولے عسس تھی
لیا آغوش مین جادو کو اس نے
کیا فرش بدن زانو کو اس نے
مزے بوسون کے مستی پر جو آئے
ارادے اور ہی مطلب پہ لائے
لپٹ کر مل گیا سینے سے سینا
تہی مے سے ہوا آغوش مینا
کمال شوق مین تنہا سمجھ کے
وہ لپٹا سانپ شاخ صندلی سے
ہوا مصروف خدمت دوپہر تک
رہی جھگڑے ہی رگڑے و نکی سحر تک
وہ بستر سے اٹھا ہاتھون پہ لینا
وہ لذت مین نہ بانکا منہ مین دینا
وہ کہنا منہ کے سب گذرا ہوا حال
کہ یہ ایذا اٹھائی ہے کئی سال
بہم سینہ بہم پہلو بہم خواب
رہے تا دیر وہ لذت سے بیتاب
پسینہ بھی ٹپکتا تھا جبین سے
زبان تھی آشنا ہان اور نہین سے
فراغت پائی ناز شوق اٹھا کر
ادا سی آئی ردے مدعا پر
ہوئی راضی امید قلب بیتاب
گھر آنکھون مین ابر کثرت خواب

دونون لب سے لب ملا کر لیٹے اور باتین کرنے لگے آفت نے اپنا مغلوب ہونا تو جی سے بیان کیا اسنے کہا مجکو سب معلوم ہے اب صبح کوچ کر کے جاؤ اور مقابلہ کرو مین چھپکر سحر کرونگی کہ تم اسپر غالب ہوگے بس اسکو مقید کر کے اسی جا آنا جلسۂ عشرت جمانا پھر تمام لشکر کو بھی برباد کرنا مین عیار سے خوفناک ہون اسوجہ سے پوشیدہ رہنا چاہتی ہون آفت یہ وعدہ کرنا پسند کر کے پھر اسکی مراد بر لایا اسی حسن و عشق کے بیان مین دامن شب تا بزانو پہنچا اور لیلائے لیل نے بالونکو سمیٹ کر جوڑا باندھا رخ شاہ روز کا جلوہ نظر آیا کہ

نظم

جمال صبح چمکا بھینا بھینا
ہوائے سرد کا سوکھا پسینا
گل بستر نے بوئے رخصتی دی
بڑھی حسرت گھٹی امید جی کی
گہر شبنم کے پھولون نے لٹائے
زمین نے موتیون کے ڈھیر پائے

دم سحر ساحرہ نے اپنی کنیزونکو بلا کر حکم دیا کہ درہ کوہ مین مقام سبزہ زار برنگ باغ دہ بہار دیکھکر کے چند طائفے رقاصون کے اطراف سے بلا کر ٹھہراؤ اور بزور سحر باغ لگا کر میرے لیے عیش گاہ بناؤ کہ میرا دم نہ گھبرائے مگر کسیکو میرے اسجا قیام کرنیکا حال نہ کھلے کنیزین حسب ارشاد روانہ ہوئین اور ساحرہ بھی اڑکر ایک جانب چلی گئی آفت نے سیلان کو بلا کر سارا حال کہا اور جو لشکر کہ جمع ہو چکا تھا اسکو ساتھ لیکر کوچ کیا اسی دن سامنے لشکر شہزادہ نامور کے آکر خیمہ کیا بقیہ دن تامل پذیر رہا جب خورشید جہانتاب قصد اس حجلۂ سحنت کا سمجھکر مائل خواب ہوا کر میت سیاہی جب دکھائی کہ شب نے ہر فراغت کشمکش سے پائی سب نے سر شام اسنے کوس حربی بجوایا ہلکارون نے شہزادے کو بھی خبردار کیا کہ اے شاہ عالی پائگاہ آفت بہر مقابلہ ملازمان عالی آیا ہے نہین معلوم کیا بھیج

رکھتا ہے جو طبل رزم دوبارہ بجوایا ہے شہزادے نے خبر سنکر حکم نواخت نقارۂ جنگ دیا یہاں بھی قرنائے جنگی کو دم ملا دربار برخاست ہوا نشۂ شجاعت سے چور بادۂ جرات کے متوالے آن و بان کے نرالے معرکہ کے یگانہ پیچھے بھالے اپنی اپنی جگہ پر آئے ہتھیار پسند کرنیکو سلح خانے سے منگائے مشتاق شاہد رزم ہوئے ہنگامہ شب بہ ہنگام جرات ہو کر لڑنے پر عازم ہوئے معشوقہ نام و ننگ پر مرنے لگے گلے تیغوں پر دھرنے لگے رات بھر عروس ظفر ہی سے ہمکنار رہے دشمن بھی بڑے بڑے ارمان دل بیتاب رکھتے زندگی سے پیام تھا کہ مثل یار بیوفا کنارہ نہ کر جاتا غیرت آتی تھی کہ بعزتی سے مرجانا گوارا کرتا ہوا کہیں کو جو پہنا مرد نام نہ قدم سے دھرا جاتا دیکھو تو قریب ہے دیکھیں یاور کس کا نصیب ہے بوسہ خرد میدان سے پھر سے طالع یاور اسکا ہے جو نام پر مر گئے تلوارین بڑی چاہ سے کھائے زخم پر زخم پڑین تب مزا آئے کہ **ابیات**

ہے لازم خاک کا پیوند ہو جائے	مگر عزت نہ ملنے خاک میں پائے	عیاں اسطرح تھے تیغوں کے جوہر
شجاعت سے کھلے تھے جیسے دفتر	غلط مضمون ہستی بیش و کم تھا	رسالے کا رسالہ سب قلم تھا
بنے خون عدو کی شوخ شنجرف	لکھے گا خامۂ شمشیر کچھ حرف	تفاخر ریز خون ہوگا بصد کین
بنے گا صفحۂ میدان رنگین	یہی مضمون زبان پر تھا کہ ناگاہ	ہوا ورق فلک بے نقطۂ و ماہ
مٹے یوں صفحۂ گردوں سے اختر	کہ جیسے کاغذ سادہ ہو یکسر	

یعنی جب شمشیر کلک مہر منیر نے سطر کہکشان کی کاٹ کی بہادروں نے خوابگاہ سے اٹھکر میدان رزم کی راہ لی شہزادہ بھی بعد فراغ طہارت گردگار رہوار تیز رفتار پر سوار ہمراہ لشکر ہشیار ہوا اسی تجمل و احتشام سے بڑے ننگ و نام سے وارد دشت نبرد ہوا افلاک تک سرگرد پہونچا اسطرف سے آفت و سیلان بصد آن و بان وارد میدان ہوئے مورچے درست ہونیلگے ہموار بلند و پست ہونیلگے صفوف لشکر آراستہ ہوئیں نقیبوں کی صدا میں زلزل ہلانے لگیں ران بولا اور نوبہا دولا تیغیں علم اور سپر تیغیں جب سب انتظام ہو چکا آفت گیند طرا مروان کرکے میدان میں آیا اور للکارا کہ اسرزمین ماندا تھا جو اس مسلمانوں کے مقابلہ سے ہٹ گیا تھا آج مجکو خداوند لقا نے اپنا نظر کردہ کرکے بھیجا ہے اب کون مجھ سے لڑسکتا ہے اے نبیرہ حمزہ میرے سامنے آتو حال کھلے یہ نعرہ سنکر شہزادہ نے مرکب اڑایا سامان تجمل سامنے آیا اسکو روک کر بہادر سامنے حریف کے گیا اور کہا کیا لاف و گزاف کرتا ہے لاحرب کیا رکھتا ہے اسنے بقوت تمام تلوار لگائی شہزادہ نے پھر بار ضرب بچاکر بند دست پر ہاتھ ڈالا اسنے تیغ چھوڑ کر کہا تیرا جی کشتی کو چاہتا ہے تو بہتر ہے بندہ بھی نصیب آزماتا ہے یہ کہکر گینڈے سے کودا شہزادہ بھی زمین پر آیا دونوں نے ہاتھ سے ہاتھ ملایا زور ہونیلگے کمرین جلیں ہو گئے بارہ شروع ہوئی انٹیاں پڑنے لگیں کیلیاں کیں نجم عیار قریب شہزادہ آکھڑا ہوا کہ ایسا نہو حریف کوئی گھات سے دغا سے بات کرے چنانچہ عیار مذکور نے دیکھا کہ آفت کشتی لڑتے میں دمبدم جانب فلک دیکھتا ہے یہ حیران تھا کہ کیا ماجرا ہے اسکا یہ دیکھتا ہے اسی فکر میں تھا کہ ایک لکا ابر کوہستان کی طرف سے پیدا ہوا سر پر شہزادے کے آکر چھایا نزد شہزادے کا گھٹا انچھیا ابچھیا گر لڑتا ہے گا آخر ایک مقام پر پہنچ حرکت ہو کر گرا اور ہی نے اسکے دکھلایا ٹیکو جیت کرکے باندھ لیا لشکریان شہزادہ نے قصد جنگ مغلوبہ کیا مگر نجم نے منع کیا کہ پیش دستی کرنا قاعدۂ اہل اسلام نہیں غرضکہ آفت شہزادہ کو باندھکر پھرا اور کہتا گیا کہ آج میں تمکو سبکو امان دیتا ہوں اگر اطاعت میری کی تو بہتر ہے ورنہ خاک تمھاری برباد فنا اڑا دونگا یہ کہکر طبل بازگشت بجوایا اور مع لشکر اپنے ڈیرے پر آیا شہزادہ کو قفل و زنجیر پہنا کر ایک خیمہ میں قید کیا پھر آراستگی لباس وغیرہ کرکے معشوقہ پاس جانیکا عزم کیا اسطرف شہزادہ کے سرداران رنجیدہ خاطر پھر کر اپنے مقام پر آئے

نجم عیار نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ شہزادہ کے سر پر ایک ٹکڑا ابر آکر چھایا اور وہ بیہوش ہو گیا بس اُس حال کو دیکھکر اسکو یقین واثق ہوا کہ بیشک شہزادہ پر کسی نے سحر کیا اور اس امر میں کچھ بھید ضرور ہے یہ سمجھکر بعد زیر ہونے شہزادہ کے جب وہ ابر چلا یہ بھی ہیئت بدلکر اسکے پیچھے پیچھے روانہ ہوا یہانتک کہ مقام مذکور پر جہاں کنیزان ساحرہ نے آراستہ بنائی ہے پہونچا دیکھا کہ ایک بارگاہ عالی استادہ ہے چشمہ مصفا جاری ہے صحرائے سبزہ زار پر جوبن ہے چند کنیزان خوشرو و مہجبان مصروف انتظام ہیں روشنی کی تیاری کر رہی ہیں گلاس ہانڈی جھاڑ آتشین بہار بارگاہ میں لگاتی ہیں مسندیں پر تکلف بچھی ہیں دو ہاے بارگاہ اُٹھے ہیں بارگاہ سے ہٹکر سیدانیں چند ڈیرے طوائفونکے اُترے ہیں کسلیے کہ حسب الحکم ساحرہ کنیزوں نے قریہ جات سے رقاصونکو بلایا ہے چنانچہ یہ سب کیفیت دیکھکر عیار مذکور ان طوائفونکی طرف آیا دیکھا گاڑیاں کھڑی ہیں جوے کے نیچے بچھونا بچھا ہے رنڈیان سادی پوشاک پہنے بیٹھی ہیں سازندے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں کوئی تھیلی سے کنگھی آئینہ سرمہ دانی نکالکر بال سنوارتا ہے کوئی پاندان سے پان لگاتا ہے کوئی سارنگی کی طرف میں پھیر پھیر کر سُر درست کرتا ہے کوئی طبلہ کے ٹڑے کھینچ کر حسیت کرتا ہے بیل گاڑی کے پیچھے بندھے ہیں ٹاٹ کے جھولے میں بھوسہ رکھا ہے بعض گاڑی کے برابر تانگہ بیٹھی ہیں ٹوپی کو سپر لڑائی کو ارسے ہیں رنڈی لوٹا لیکر پیشاب کو گئی تھی ادھر سے جو پھری ہے ٹونٹی سے پانی گراتی ہے کھیلتی آتی ہے دوپٹہ ڈھلکا ہے جوبن کی بہار دکھاتی ہے یہ حیرت انگیز جھم نجم گھات میں پھر رہا تھا اتفاق سے ایک گویّے کو اسنے دیکھا کہ ستار بجا رہا ہے یہ صورت تبدیل کیے تھا ہی اسکے پاس گیا اور کہا آج آفت نے فتح پائی ہے گویے انعام پا رہے ہیں تم اگر میرے ہمراہ چلو تو مالا مال ہو جاؤ گے گویے نے کہا یہاں ایک ساحرہ نے ہمکو طلب کیا ہے رات کو اسکے سامنے گا بجالیں تو چلیں اسنے کہا پہر رات تک تو وہاں سے پھر آؤ گے اور اگر وہاں اُس بادشاہ نے تمھارا کمال پسند کیا تو پھر کیا پوچھنا ہے ارے میاں نادان ہو جو کہتے ہو میں تمھارے فائدے کی بات کہتا ہوں مجکو تمھارے نفع سے مطلب ہے کہنا مانو چلے چلو اچھا تھی تمکو اختیار ہے نجاؤ تم جانو تمھارا کام جانے گویا یہ سمجھا کہ یہ بھی کسی طوائف کے ساتھ کا ہے مجکو لیجا کر کچھ آپ بھی لیگا اگر رنڈی کو لیجاتا تو وہ کاہیکو اسے دیتی خیر مجھی چلنا چاہیے بس لالچ میں آکر ساز ہاتھ میں لیا اور لباس وغیرہ سے درست ہو کر اسکے ساتھ چلا اسنے تنہائی میں پہونچکر اسکے منھ پر حباب بیہوشی مارا اور خوب بیہوش کر کے اسکو درخت پر چڑھکر باندھ دیا اور لباس اور ساز اسکا لیکر اسی کی ایسی شکل بفن عیاری بنکر اسکے بستر پر آ بیٹھا اس عرصہ میں ساحرہ جو پھر کر آئی تھی کھانا وغیرہ کھا کر بقیہ دن آرام کیا کی جب روزگار نے کلانوت روز سے دائرہ آفتاب چھینا اور سواد شب چہرہ پر ملکر صورت کو اپنی تبدیل کر کے جلسہ نشینان دہر کو دھوکا دینا چاہا رقاصہ فلک نے بزم کو اپنی ترتیب فرمایا کہ

نکھر کر آئی پھر معشوقہ شام	قمر بھی بن کے آیا صورت جام
ہوا زرد آفتاب عالم افروز	در آیا زلف شب میں چہرہ روز

اسسرا ارب چشمہ پر آکر بیٹھی شراب کا دور آغاز ہوا طوائفونکو یاد کیا باری باری ہر ایک کا مجرا ہونے لگا ساحرہ انتظار آفت کا کرتی تھی کہ وہ بھیجیا بھی سر شام ہی بن سنور کر حسب وعدہ آ پہونچا ساحرہ نے اٹھکر ہاتھ پکڑا اور برابر اپنے لاکر بٹھایا ناچ رنگ کا اب تو وہ جلسہ جما کہ ناہید سپہر کو بھی غش فلک پر آیا تانوں نے سوح تانشین کو بیقرار کیا مہتاب اُس جلسہ کے دیکھنے کو آیا فلک پہ تھم گیا ہر شجر دشت کا سسم ہو کر جما تھا چاندنی غش پڑی تھی ضیاے قمر لوٹ ہو رہی تھی چشمہ میں چاند لہریں لیتا تھا یا وجد میں آکے یوسالہ

قطعہ

پانی میں بھی شوق کی لہر آئی تھی کہ

کوئی زہرہ صفت آمادۂ تاز
کیا اس جا کسی نے رقص آغاز
دم رقص اسطرح گھنگرو بجائے
کہ داؤدی ترانے یاد آئے
کسی کے دست رنگین مین گلابی
بنی تھی مے سے برج آفتابی

اسی جلسہ مین بعد چند طائفونکے باری نجم کی بھی آئی اسنے اگر ستار ایسا بجایا کہ ساحرہ سنتے روئے کا تار باندھا در پردہ جنون نے دلمین چھیڑ چھاڑ کی جو گیا بیراگ کی دھن ہوئی عیار نے اسکو طالب اپنی طرف زیادہ پاکر باتو مدہم بجاتا تھا سر گرم کو تیز کر کے اس خمسہ کے اشعار بجانا شروع کیے

خمسہ

کبھی ہم تمھارے بھی آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
مے وصل پیتے تھے بارہا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
یہ بتاؤ جانید وسب گلا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ جو ہمسے تمسے قرار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی یعنی وعدہ نباہ کا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی در بدر کبھی کو بکو کبھی سیر گلشن آب جو
کبھی عذر حیلہ بصد غلو کبھی آنکھ خوف سے چار ہو
کبھی چپکے چپکے بار رز و کسی کو نہ کچھ خبر ہمین عیش جو
کبھی بیٹھے سب مین جو روبرو تو اشارونمین تھی گفتگو
وہ بیان شوق کا برملا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ انیس شام سیاہ تھی نہ لبون پہ شکوہ نہ آہ تھی
کہو کچھ بھی فکر نباہ تھی یہ کرم کی کیسی نگاہ تھی
تمھین نفرت ایسی نہ گاہ تھی یہ امید تمسے نہ واہ تھی
کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہمسے تمسے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ زمانہ عیش و نشاط کا وہ حیا کو دعوی ثبات کا
وہ چھپا کے بیٹھنا گات کا وہ بھبھنا رمز و نکات کا
وہ ڈرا آپکو مری گھات کا وہ اٹھا کے مارنا لات کا
وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
وہ نہین نہین کی ہر آن صدا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ان اشعار کے سننے سے ساحرہ کو غلبان مستی ہوا اور آفت کو جوش مستی و شہوت پرستی دونون باہم لپٹکر بوسہ لینے لگے کنیزین پاس سے شرما کر ہٹ گئین گویا بھی عاد یکر اٹھا ساحرہ نے کہا کہ تو کہین جانا نہین مین تجھ سے ستار بجانا سیکھونگی اچھی تو اپنے فن مین کامل اور یکتائے روزگار ہی گویے نے یہ عنایت دیکھکر بہت عادی و عرض کیا کہ مجھپر جمشید کی مہربانی ہی اور خداوند ایک روز میرے خواب مین آئے تھے اور ایک منتر مجکو تعلیم فرمایا تھا اسکی تاثیر سے مین ایسا گانے بجانیلگا ساحرہ ہر چند کہ پہلوے یار دلنواز مین بیٹھی تھی مگر منتر کا نام سنکر بیقرار ہوئی کہ اگر وہ مجکو معلوم ہوجائے تو سیکھنے کی بھی محنت بچے اور کمال بہت جلد مجکو حاصل ہو پس اصرار کر نیلگی کہ اسطرح وہ منتر تو مجکو بتلائے مین تمام عمر تجکو اپنے پاس سے جدا نکرونگی اور مال دنیا بھی بہت کچھ دونگی اسنے پہلے تو بہت انکار کیا آخر عرض کیا کہ خیمے مین علیحدہ چلیے تو بتلا دون ساحرہ نے اپنے آشنا کو قسمین دین کہ صاحب تم دو گھڑی بیٹھا جی اس جلسہ مین بہلاؤ مین آتی ہون یہ کہکر گویے کو لیکر اکیلی بارگاہ مین آئی اور پلنگ پر آپ بیٹھی گویے کو نیچے بٹھا کر کہا بتلاؤ وہ کونسا منتر ہی یہ کہکر ساتھ ہی اسکے خیال آیا کہ کہین یہ عیار نہو کیونکہ تنہائی مین یہ مجکو لایا ہی اور دنیا گویا بھی کوئی نہین ہوتا ہی سنا ہی کہ شاگرد اور بیٹے عمرو کے خوب ہر فن مین دخل رکھتے ہین یہ خیال آتے ہی اسنے عیار پر سحر آگین نظر ڈالی عیار بھی سمجھ گیا کہ مجکو اسنے پہچانا بس چاہا کہ بھاگ جاؤن مگر نیچے کا دھڑ رہگیا اٹھا نہ گیا اور اسنے ڈانٹا کہ ارے ناعیار پہچانا مین نے تجکو اب کہان جائیگا اسکے ڈانٹنے سے اور تو کچھ اسکو بن نہ پڑا جلدی سے ایک بٹہ یہ بیہوشی کی کمر مین اسطرح رکھی کہ جو کوئی مجکو اٹھائے یہ پڑے

گر پڑے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ساحرہ نے بجنبش حرکت کرکے چاہا کہ باہر نکل کر لیجائے بس اٹھا اسکی کمر مین ہاتھ دیکر کھینچتی ہوئی چلی پڑیہ کمر سے گری ساحرہ نے کہا کہ موے یہ کیا تیرے پاس تھا عیار نے کہا ہاے میرا مال تمام عمر کی کمائی کا گر پڑا ساحرہ نے مشتاق ہوکر پڑیہ کو اٹھایا اور اسکی منہ کھولی بیہوشی کا غبار نکلنے لگا اسنے متعجب ہوکر قریب نگاہ اسکو لاکر بغور دیکھا کہ یہ کیا چیز ہے جسکے لیے یہ بیقرار ہوگیا شاید اکسیر ہوگی اسے دیکھنے مین قریب چشم تو پڑیہ تھی ہی غبار بیہوشی دماغ مین گیا اور خوشبو سے اسکی ساحرہ پر بیہوشی طاری ہوئی چرخ کھاکر گری اور عیار کے سامنے ہی گری کیونکہ اسکو تو کھینچتی لیے جاتی تھی بس اسکے ہاتھ قابو مین تھے خنجر کھینچکر ساحرہ کا اسنے سر جدا کر ڈالا غل و شور برپا ہوا چشمہ کے کنارے سے آفت اور کنیزین دوڑین مگر عیار کے دست و پا مزیسے ساحرہ کے قابو مین آگئے تھے نعرہ کرکے سرالچیہ فرار بھاگا یہان کنیزین آکر بیٹھنے لگین آفت پچھاڑین کھانے لگا لیکن ساحرہ کو بعد مرگ جو اسنے دیکھا عجب صورت کریہ نظر آئی کہ یہ شیطان خود لاحول پڑھنے لگا کئی سو برس کا سن و سال پایا نہایت پیر زال منھ بر رنگ شب دیجور کالا قامت طول شب ہجر سے بڑا عوج بن عنق کی خالہ مار و عقرب جسم مین لپیٹے دیدے پھٹے کالا لہنگا نیلی پھریا اوڑھے جیچک سے منھ کھرنجا سر گنجا پڑی تھی مگر زبان حال سے کہتی تھی کرلے عاشق میرے تو بھی میرے پاس کوئی دم مین آتا ہے کیلیے خلوت عدم مین میرا دم گھبراتا ہے غرضکہ اسنے بعد گریہ و زاری کنیزونکو وہ لاشہ نحس سپرد کرکے رخصت کیا کہ وہ اسکے گھر کیطرف گئین طوائف اپنے اپنے قریہ کیطرف روانہ ہوئین آفت آنت مین گھرا ہوا نزار و نالان لشکر کیطرف روانہ ہوا لیکن پہلے اسکے جانیکے نجم اسکی ایسی صورت بنکر اسکے لشکر مین آیا اور سیدھا اس خیمہ مین گیا کہ جسمین شہزادہ قید تھا دربانون نے تسلیم کی اور راہ دی اسنے اندر جاکر شہزادہ کے کان مین کہا کہ مین ہون عیار آپکا مینے اس ساحرہ کو جاکر واصل جہنم کیا جسنے آپکو بے طاقت کیا تھا اب زمائیے تو آپ زور آور ہین یا نہین شہزادے نے قید کو زور کرکے پارہ پارہ کیا عیار پہلے نکلکر بھاگا اور لشکر شہزادہ مین آکر سردارونکو مطلع کیا کہ جلد چلو شہزادہ رہا ہوا گلزار نے طبل یورش بجواکر جلد فوج تیار کرائی اور سردارونکو لیکر چلا ادھر شہزادہ باہر خیمہ کے آیا دربان دو ایک تو مارے گئے باقی بھاگے شہزادہ نے جو مارے گئے تھے انکا اسلحہ لیا اور نعرہ بلند کیا اسیلان خواب سے بیدار ہوکر باہر آیا اور فوج کو تیار کراکر بڑھا شہزادہ خود ٹھہرا رہا تھا کہ کوئی یہ کہے کہ چھپکر بھاگ گیا غرضکہ فوج نے آکر گھیرا امان نے منھ پھیرا ازبسکہ درازی شمشیر کا شور ہوا سرہنگ اجل کا ظاہر زور ہوا سر و تن مین فصل ہوا اشتیاق مرگ سے جوانونکا وصل ہوا شب تاریک مین شعلۂ تیغ مشعل راہ عدم تھا مسافر کشور فنا ہر اک دم تھا اسلحہ کی جھنکار بانگ درا تھی شیر و وقافلہ قضا داغ دلہاے عزیزان و روشنی بخش تھا کہ راہ تاریک ملک فانی بآسانی طے ہوتی تھی جانیوالے بہکتے تھے اس عرصہ مین آفت جو ساحرہ کو روپیٹ کر چلا تھا اسوقت یہان آکر پہونچا آفتین یہان آتے ہی گھر گیا اپنی لشکر مین آفت زد و کشت کی برپا دیکھی رنجیدہ خاطر ازبسکہ بہت تھا کچھ خیال انجام کا نکیا شمشیر کھینچکر جانب شہزادہ چلا ہزار بارن مہتاب جھکتی تھی وہ شب از روز روشن تھی اسنے دور سے شہزادہ پر تیر برسانا آغاز کیے اور افسران لشکر کو بھی للکارا کہ ہان اس مسلمان کو جانے نہ دینا فوج چار طرف سے ٹوٹ پڑی بڑی گھمسانکی مار ہونیلگی شہزادہ بھی ہمہ تن چشم بنکر لڑ رہا تھا اور برق کیطرح تڑپتا تھا کبھی اس صف پر تھا تو کبھی اس صف پر پیچ گویا شرف پر تھا اور بخشوع خضوع دل سے رجوع قادر مطلق کیطرف تھا کہ زبردست زیردستان تو ہی ہے اور تجھی سے نصرت کی آرزو ہے اسی ہنگامہ میں آخرکار لشکر جرار گلزار بھی مع تمام سردار کے پہونچا اور معرکہ کارزار بہ ترقی پذیر ہوا نجم عیار نے مرکب کو شہزادہ نامدار تک پہونچایا کہ وہ آزمودہ کار سوار ہوکر داد مردی و مردانگی دینے لگا ایکطرف یاقوت نے کمان یا حرکت نیمچہ جنگاہ کو بنادیا سیل خون

بہادیا ایک جانب گلزار کی ہوا سے تیغ نے کھلائے زخم چمنستان جسد عدو پر کھلائے تھے دست و پا سے گلزار خان کا ٹکڑ ڈھیر لگ گئے تھے یہ حال تھا کہ **نظم**

با بہ اندر آمد دم کرہ نائے
چکاچاک برخاست از ہر سوے
چنان گشت سرتاسر آوردگاہ
زخون یلان کشور آغشتہ بود

چو بگیدن گرز و ہندی دراے
زگرد سپہ چرخ شد ناپدید
کہ از جوش خون لعل شد روے ماہ

وہ بادہ ہمہ آمد ز ہر پہلوے
ستارہ ہمی دامن اندر کشید
فراوان از آن کوہیان کشتہ بود

شاہزادہ کو واوا شاہ قتال دفع کرتا قریب **آفت** پہونچا وہ خود اسکی جانب آتا تھا یہ لشکر میں سامنا ہوا اسنے تیغ خونچکان کمر کو تیلا کر سر پر اس نامور کے لگائی اسنے گھوڑا اڑا کر دست راست کیطرف آکر تیغ کو خالی دیا اور خبردار کہکر اللہ اکبر کا نعرہ جگر سے کھینچکر تلوار کو اس کے سر پر لگایا کہ **نظم**

گرامی دو پرخاش جوے جوان
ہمی تیغ بر یکدگر کوفتند
دوان پیش او آمد اندر ز گرد
ز بالا سجاک اندر آمد تنش

یکے شاہزادہ یکے پہلوان
چو شہزادہ دید آن تن پیل مست
بزد تیز تیغے بر آن رازہرد

چو شیران جنگی پر آشوفتند
یکے کوہ زیر اژدہاے بدست
ببرید یال و سر و گردنش

تیغ بران نے شہزادہ کی اس بدکردار کے دو ٹکڑے کیے اسکے مرتے ہی فوج کو ہیاؤ تا جی چھوٹ گیا بھگدر پڑی **سیلان** بے ایمان سمجھا کہ ابھی بخت زبون کجی پر ہے آوارگی نصیب میں سراسر ہے چلو جدھر مقدر لیجائے بہین با معدودے چند گھوڑا اڑا لکر سر بصحرا چلا یہان بعد زد و کشت بسیار فوج **آفت** نے چادر امان ہلالی طبل امان بجایا تلوارین گردنین حمائل کرکے خدمت شہزادہ مین آئے شہزادہ نے بھی ہاتھ روکا غازیان صف شکن نے اردوے حریف کو لوٹ لیا بارگاہ و خیام کو جلادیا پھر بفتح و فیروزی اپنے پڑاؤ پر آئے شہزادہ نے لشکریان مخالف پر اسلام عرض کیا سب بصدق دل مسلمان ہوے طلایہ مقرر کرکے شہزادہ بقیہ شب آرام گزین ہوا جسدم آمد خسرو خاور نے لشکر انجم کو بھگایا اور تیغ سحر نے سر پہلوان شب کا کاٹا کہ **بیت** چو پیراہن شب بدرید روز + پدید آمد آن شمع گیتی فروز + شہزادہ کا دربار آراستہ ہوا ہمراہ گردان تیغ زن و جوانان پیلتن کے بادہ نوشی کرنیلگا یہان تو ہر ایک مصروف عشرت ہے لیکن **سیلان** جو آوارہ دشت غربت و مصیبت تھا صبح ہونے تک بہت دور قلعہ طوفانیہ سے نکل آیا یہانتک کہ ایک رہ کوہ کے قریب پہونچا اس کو وہین ایک بارگاہ عالی استادہ تھی فوج بیکران سوار و پیادہ بھی کر طرحداو چڑھے تھے بیکوان بکتے تھے بستر سیاہ ہوتے لگے تھے تلوار ونکی قینچیان دستے کے اتر نیکی جگہ پر بند ھی تھین توندین پھری تھین گارد کے کوٹ بندھے تھے تلنگے پہرے پر ٹہلتے تھے بازار لشکر کی کھلی تھی ہر چیز عمدہ بک رہی تھی سوار دنین لین ہر گھوڑونکے ٹیسے کی آواز بلند ہر ایک جنت ان ہمین روز مرہ اپنے کام میں سرگرم کوئی تلوار صیقل کرتا کوئی زین پشت مرکب پر دھرتا کوئی تھان درست کرتا کوئی اپنا مرکب ٹہلاتا کوئی بستر جھاڑتا کوئی کھانا پکاتا کسی نے رنڈی بلائی تھی اس سے ہنستا کوئی ڈھولک بجا کر الہ گاتا غرض کہ اس لشکر کو دیکھکر **سیلان** آگے بڑھا اور ایک سوار سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اسنے کہا کہ **خونریز** کوہی بادشاہ قلعہ مرجان کا یہان اترا ہے یہ سنتا تھا کہ اسکا رنگ رخسار فرط عشرت سے گلنار ہوا کیونکہ حاکمان کوہستان کو یہ جانتا ہے کہ سب **لقا** پرست ہین بس حمایت میری ضرور یہ بادشاہ کریگا غرضکہ قریب بارگاہ آکر پشت مرکب سے جدا ہوا اور اپنے ساتھیوں کو ٹھہرا کر آپ بارگاہ کے در پر آیا عرض بیگی سے کہلا بھیجا کہ جاکر کہے بھائی بادشاہ قلعہ طوفانیہ کا آیا ہے اسنے جا کر یہی عرض کیا **خونریز** نے اپنے سردار بہر استقبال بھیجے

پایا کہ بیت نہ پیوند و فرزند و تخت و کلاہ + نہ دیہیم شاہی نہ گنج و سپاہ + یہ حال دیکھکر وہ اٹھا اور تخت سے اترکر اسکو گلے لگایا پھر نزدیک قریب تخت بچھواکر اسکو بٹھایا کہا یہ کیا حال ہے اُسنے تمام ماجرا از ابتدا تا انتہا بیان کیا اسنے کہا میں بہر امداد خداوند باخبر جاتا تھا اگر وہان بھی مسلمانونکو پاکر ثواب لیتا یہانبھی یہی کار نیک اچھا چلو میں تمھارے ساتھ چلکر اس نبیرۂ حمزہ کا سر کاٹ لوں اور وہی جاکر خداوند لقا کو نذر دوں پھر دیر مسلمانونسے سمجھ لونگا یہ کہکر اسکے پیے ایک بارگاہ ایستادہ کراکر جملہ سامان رحمت وہان مہیا کیا یہ حرامزادہ دو روز تک وہان آسودہ حال رہا روز سوم جب خسرو سیارگان مسافر چرخ چارم ہوا اور منازل بروج کو گردش فلکی سے طے کرنیلگا بیت چو خورشید سر بر زد از صبح گاہ ز گلزار برخاست بانگ چکاؤ + خونریز بعزم خونریزی مسلمانان طبل سفر بجواکر ہمراہ سیلان بداختر مع لشکر خود سرکے روانہ ہوا اور بعد قطع منازل مقابل لشکر شہزادہ نامور آکر قیام پذیر ہوا اور بقیہ روز کسل راہ سے آسودہ کیا جب پھر غدار بازی تازہ رفے کار لایا یعنی بنگ بخت تیرہ سیلان رفے گیتی کار لایا بیت شب آمد گران شمع بفروختند + بہر جاے آتش ہمی سوختند + سر شام آتش کینہ سرکشی دم کرنا سے تیز ہوئی ہر کارون نے جاکر شہزادہ کو اطلاع دی کہ ایک شہریار ذلیوقار خونریز نام ایک ہی ہمراہ سیلان آیا ہی طبل جنگ اسنے بجوایا ہی اور باقی سب فضل خدا ہی یہ خبر سنکر شہزادہ نے بھی نقارۂ جنگی بجوایا تیاری آلات حرب کا پھر زمانہ آیا وہی ہنگامہ رستخیز پھر ستیز گرم ہوا ہر سنگدل خوف سے نرم ہوا گردان گردنکش سرابندی باندھکا طور دکھانے لگے ہتھیار سلح خانونسے آنیلگے ہوا ہمیں شجاعت دکھانیکی لوگ میں بڑھ گئیں آرزو میں بیان نوک سنان گرگئیں پاے ثبات سروگلستان جرأت نبگئے کہ بغیر کٹے جگہ سے نہ ہٹیں میدان میں ڈٹے رہیں نخل تن بہادر جنگ کھاوے دشمن کو ثمر عداوت کا مزہ چکھاوے غرضکہ سمت گلستان لاوری ہرا بھرا تھا بہار عندلیب آسا فرط شوق سے زمزمہ پیرا تھا

نظم

بدانگہ کجا بانگ برور کنند	تو گوئی ہمہ کوہ را بر کنند	وزان زخم دان گرزہاے گران
چنان تیک و پولاد آہنگران	بمغز اندر افتد ترنگا ترنگ	ہوا بر کند نالۂ صور و خنگ
بہ بیشہ اندر آیند مردان مرد	ہوا تیرہ گرد د ز گرد نبرد	زمین با سند انگاہ گشتہ کبود
زمین پر ز آتش ہوا پر ز دود	ہمہ شب ہمی بود پیدا خروش	دل کینہ خواہان در آمد بجوش
سحرگہ خروش آمد از کرناے	ہم از کوس رو ئین و ہندی درا	سپہ را چو روے اندر آمد برے
جہان شد پر آواز پرخاش جوے	بر آمد یکے باد و گردے کبود	زمین آسمان ہیچ پیدا نبود

یعنی جب تیغ ضیاے مہر نے روے بہرام فلک دشت چرخ سے پھیر اسپاہ دونون جانب سے وارد نبردگاہ ہوکر صف کشیدہ ہوئی نقیب للکار کر ثنا خوانی شجاعت کے نعرے مارکر کنارے ہوے خونریز بعزم ستیز مرکب اڑاکر میدان میں آیا سلحشوری دکھاکر نعرۂ ہل من مبارز بلند کیا شہزادہ نے سبقت فرماکر مرکب کی باگ لی سردار ہر جنید حاضر خدمت ہوکر عذر خواہ ہوے کسیکی نسنی اور سامنے حریف کے پہونچ گیا در ماری مرکب اسکا سات قدم پسپا کیا اسنے سنبھلکر نیزہ مارا اسنے نیزہ پر گانٹھا اور ایک بند اسکی سخت درشت پہ باندھکر ہاتھ کو سست کیا پھر ڈانڈ کو ایسی تکان دی کہ نیزے نے اسکے ہاتھ سے نکلکر صحرا کی راہ لی اسنے بغصہ گرز گرانبار لگایا شہزادہ نے دم شمشیر سے اسکو دو ٹکڑے فرمایا اسنے تیغہ کئی سو من کا کھینچکر بقوت تمام سر لگایا شہزادہ نے اسکو بھی رد کرکے کمر زنجیر میں اسکے ہاتھ ڈالا اسنے بھی اسکی کمر میں ہاتھ دیا زور کشمکش کے ہوے آخر دونون زمین پر کود کے کشتی شروع ہوئی

وہ پہر کامل لڑا اور گھونسا چلا آخر خونریز کا دم آگیا اور لڑنے سے گھبرا گیا کہا اے بہادر بعد دو پہر کے مین ایک مرض مین مبتلا ہوتا ہون ایسا
کہ بیہوش ہو تک رہتا ہون پس امید آپ سے رکھتا ہون کہ مجھکو چھوڑ دیجیے کل مین پھر آکر لڑونگا شہزادہ نے یہ عذر اسکا سنکر کشتی سے ہاتھ اٹھایا
اور وہ مکار روبہ بازی کرکے پنجۂ شیر سے رہا ہو کر اپنے لشکر مین آیا اور طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا شہزادہ مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوا
سپاہ جانبین آسودہ ہوئی خونریز بھی بارگاہ مین بیٹھکر شراب خواری کرنے لگا اور نشہ مین مست ہو کر سیلان نے کہا کہ مین تیرے کہنے سے ناحق
اسطرف چلا آیا اس مسلمان سے سر برہونا نظر نہین آتا سیلان نے کہا پھر خدمت خداوند مین جاتے تھے وہان تو اس مسلمانکے باپ دادا
وغیرہ بڑے بڑے بندے سرکش خداوند کے ہین انسے کیونکر لڑتے اسنے کہا اگر وہان مسلمان زبردست ہین تو خداوند تقدیر زور مجکو عنایت
فرمائے اور انکو مغلوب کرا دیتے کسلیے کہ خداوند خود چاہین تو سب بندگان خاطی کو غارت فرمادین مگر وہ چاہتے ہین کہ کسی اپنے بندے کے ہاتھ سے
انکو برباد کرا کر اس بندہ کو سعادت دارین مرحمت فرماوین اور نیز بندگان مغضوب پر اپنے پیدا کرنیسے رحم بھی فرماتے ہین کہ جنکو پیدا کیا ہی انکو کیا
غارت کرون بس مین وہان جاکر لڑتا تو زیارت بھی خداوند کی میسر ہوتی اور شائد فتح بھی فرمادیتے تو یہ سعادت بھی مجھی کو ملتی یہان لڑنے مین سوا
ذلت کے کچھ حاصل نہین سیلان یہ باتین سنکر خوب ہنسا اور کہا خداوند کی نسبت جیسا تم سوچے ہو یہ بالکل خلاف ہی وہ اسامر مین بہت مجبور
ہین نہ تو کسیکو زور دیسکتے ہین نہ مسلمانو پر کسیکو غالب کراسکتے ہین بلکہ خود فرماتے ہین کہ بندگان خوابی کی نسبت تقدیر زبردستی مجھ سے عالم
مستی مین ہوگئی ہی اور انکو عالم خواب مین پیدا کرکے مین بھولگیا اب سوائے بھاگنے کے مجھے کچھ بن نہین آتا ہی اسنے یہ بیان سنکر جواب دیا تو وہ خداوند
نہین ہی جو ایسا مجبور ہی تیری تقریر سے ثابت ہوا کہ وہ خداوند شعبدہ باز اور جعلساز ہی دین مسلمانونکا سچا ہی بس مین آج تو حیلہ کرکے
شہزادے سے بچکر چلا آیا لیکن کل جو مقابلہ کرونگا اور زیر ہونگا تو مسلمان ہوجاؤنگا سیلان نے یہ کلمات سنکر دلمین کہا کہ اسکے ایمان مین
فرق آگیا اب کچھ اور فکر کرنا چاہیے لیکن ابھی اس سے بگاڑنا زیبا نہین یہ تجویز کرکے گویا ہوا کہ اے بادشاہ اگر آپ مسلمان ہونگے تو مین
آپکے ساتھ ہون جو آپکی رائے ہوگی وہی میری بھی یہ کہکر باتکو ٹالکر کچھ دیر مین بارگاہ سے اٹھ گیا اور اپنے خیمہ مین آکر فکر کرنے لگا کہ اب کیا
کرنا چاہیے سوچتے سوچتے خیال مین آیا کہ ایک جوگی اتیت سامری کا اس قلعہ کے حوالی مین رہتا ہی اکثر بھائی میرا طوفان اسکے پاس جاتا تھا اور
تعریف اسکے کمالکی فرماتا تھا بس وہ یہانسے قریب رہتا ہی اسکے پاس چلنا چاہیے یہ سوچکر ایک ملازم کو ساتھ لیکر گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا
اور ایک پہاڑ کے دامن مین پہونچکر اتیت کا جویا تھا کہ ناگاہ منڈھی بنی ہوئی نظر آئی کہ نرکل کی منڈھی سامنے اسکے دھونی رمائی ہی درخت نیم کا
ثمر غیر آئین قفس ہی جابجا طائر انکو ٹانکا ہی ایک گھوڑی منڈھی کے اسپار چھوٹی پھرتی ہی دھونی کے کنارے دیپنا گھرسا ہی چلم گانجے کی وندھی پڑا دبا
ہی خنجر وتیغ بند الوا تبر ہلال دھنیر کو کلا طوطا بیٹا ہی مرگ چھالے پر اتیت بیٹھا ہی لنگوٹا باندھا ہی قشقہ ماتھے پر کھنچا ہی آنکھین لال لال نشہ مین
بھرین کمال ہین اسنے گھوڑے سے اترکر بہت جھک کر سلام کیا اسنے دعا دی کہ بچا آ و سامری بھلا کرین یہ دھونی پر جاکر بیٹھ گیا اتیت بھی
نکل آیا اور چلم مین گانجا ملکر پھر آپ بھی پیا اسکو بھی پلایا پھر حال پوچھا کہ بچا کیونکر آنا ہوا اسنے اپنا پتہ نشان اپنے بھائی کا آنا سب
بیان کرکے حال شہزادیکا اور قتل ہونا بھائی کا جملہ ماجرا آجتک جو گذرا تھا کہکر رونا شروع کیا پھر ملتجی ہوا کہ مین آپکے پاس پناہ لینے
آیا ہون فلک کا ستایا ہون میری دستگیری فرمائیے دین میرا بچائیے اتیت نے پہلے تو بہت کچھ انکار کیا جب اسنے بہت گریہ وزاری کی اسکو اسکے
حال پر رحم آیا اور کہا اچھا تو گھبرا نہین مین اس مسلمانکو پکڑ کر تیرے حوالے کردونگا لیکن داد اسکا مالک اسم اعظم ہی اسکے خوف سے مین یہان
بیٹھ رہونگا تجھے انجام اس جنگ کا سنبھالنا ہوگا آئندہ میرا بھروسہ نکرنا اسے بھی قیمت جانا کہ شہزادہ کو گرفتار کردیگا بس جوش سا ہوا

کہ انجام کو مین سمجھ لونگا آپ چلکر اس مفسد کو گرفتار کر دیجیے ایتت نے کہا اچھا تو جا شام کو لشکر مین آؤنگا یہ وعدہ اس سے مستحکم لیکر شادان و فرحان پھرا اور اپنے لشکر مین آیا خونریز بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ یہ پہونچا اسنے کہا کہو کہان گئے تھے اسنے کہا کہ آپ ہی کے کام کو گیا تھا اے بہادر رہ تدبیر فتح پانیکی نکالی ہی کہ ممکن نہین جو تم کل غالب نہ آؤ یہ کہکر سارا ماجرا ایتت کا نقل کیا اسنے سب حال سنکر کہا کہ اسطرح اگر زیر شہزادہ ہوا تو کیا کچھ بزرگی دین خداوندی کی اس سے نہین ہوئی اسنے کہا پھر خداوند ہی نے ایتت کو بھی پیدا کیا ہی پاکسی ورنے یہ سب جلوے خداوندی قدرت کی ہین غرضکہ اس شیطان نے ایسا کچھ اسکو ورغلایا کہ وہ پھر آمادہ باطل پرستی ہوا اور کہا خیر دشمن کے زیر ہو جانے سے مطلب ہی اس ہنگامہ کو بھی دیکھلون یہ کہی رہا تھا کہ ہرکارے نے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ عیار شہزادہ تورج کا دروازے پر حاضر ہی امید باریابی رکھتا ہی اس خبر کو سنکر حیران ہوا کہ یہ عیار کیون آیا ہی مگر حکم اسکے حاضر ہونیکا دیا نجم سامنے آکر دعا شاہی بجا لایا اسنے کرسی دی بیٹھا اور تر زبان ہوا کہ شہزادہ نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ تو جا خدمت خونریز مین در میر ایلچی اب ہی کہہ جب سے تم ہم سے لڑنے آئے ہو ہمارے تمھارے سابقہ شناسائی ہوا خواہ وہ سابقہ بعداوت ہو یا بمحبت ہم لوگ بہادر ہین دوستی مین در بہادر کا در دمند رہنا گوارہ نہین کرتے ہنگام کشتی تمنے کہا تھا کہ مین بعد دو پہر بیمار ہو جاتا ہون پس طبیعت میری فکرمند ہی اپنی خیریت کہلا بھیجو کیونکہ وقت رزم لڑنا چاہیے اور وقت بزم آشتی لازم ہی اسنے یہ بیان عیار کا جو سنا عاشق جرات شہزادہ ہو گیا دل سے کہا واقعی یہ لوگ اپنا عدیل نہین رکھتے عیار کو خلعت دیا اور کہا میری طرف سے عرض کرنا کہ آپکے اقبال سے آج مین ماندہ نہین سطرح اچھا ہون آپ طبل جنگ بجوائیے مین مقابلہ کر کے نصیب آزمائی کر لون تو اطاعت آپکی کرون اور جو غالب آؤن تو آپکو مطیع کر کے اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤن عیار یہ پیام سنکر روانہ ہوا اتنے عرصہ میں چھلاوے مہر کو قصیدہ نفت دہن ظلمت شب مین یار دھرنے چھپایا اور خانہ تاریک دنیا مین پیرزال شب نے چراغ قمر جلایا کہ

کہ اس عرصے مین شام آئی برابر بہار شام کے دیکھے جو سامان	ابیات	ہوا خورشید عالمتاب مضطر کیے گردون نے انجم اپنے رخشان		

سر شام خونریز کے حکم سے طبل جنگ بجا ادھر نجم نے جا کر شہزادے کو اسکا پیام دیا شہزادہ نے بھی نقارہ حرب بجوایا طرفین مین تیاری شروع ہوئی مگر شام ہوتے ہی وہ ایتت بھی آیا سیلان نے خوش ہو کر ایک خیمہ مین اسکو اتارا ہومین بھوگ تیار کر کے کھلایا جملہ احتیاج کی چیزین اسکی مثل نشہ گانجا وغیرہ سب مہیا کین وہ با فراغت عالم مصروف رہنے لگا ادھر بہادر آلات حرب درست کرتے رہے تمام شب دونون جانب سے پیام دوستی جو ہوا اٹھا تو تلوار نیچی کر کے دانت نکالے بکتین دیدہ جوہر سے اوہ فاد دیکھے بھالے تھین تیغ آرزوے حلقہ بگوشی مین خم تھے نیزے بہت تمام ایستادہ بیک قدم تھے سپر زبان مثل تیغ پائین تو عذرخواہی چاہئین کہ ہم کیا ہے سیاہ لیکر سامنے آئین تیغ عبرت سے کٹجائین عمود کلہ زنی کر نیسے خاموش تھے منہ کی کھائی تھی بدین وجہ غیرت کے جوش تھے پیادے ہمت کوتاہ رکھتے تھے سوارونکا توسن جرات لنگ تھا دل کباب ملک جنگ تھا سراسر حسب آئین اسلحے سجتے تھے کمرنے پر کمر کستے تھے نظم

مرا ساز جنگ ست ہم خواستہ بے آرام شد مردم جنگ جوے	ہمہ لشکری یک دل آراستہ بہ بستند گردان کوہی میان	سپہ دار چو روے اندر آمد بروے یران جنگ یکسر چو شیر ژیان
	ستارہ بران جنگ نظارہ بود	کہ ہم کین ہم گاہ پیغارہ بود

چار پہر رات جانبین مین تیاری ہی جب مہر تابان جوگی کیطرح زنار شعاع ڈالے شرق کی منڈھی سے نکلکر بت فلک پر آیا اور

اتیت نے دنگل کمل رانکا اشارہ کہ ابیات

فروغِ صبح سے تارے تھے پنہان — زمین پر آسمان تھا نور افشان
خیالِ دشت نے خاطر مین جا کی — ہوئی تجویز فکر مدعا کی

میازرانِ تہوّر دستگاہ لشکرِ کینہ خواہ ہمراہ لیکر بہزار عز وجاہ وارد میدانِ جنگاہ ہوے فوجونکے پرے جمنے لگے ایک طرف مسلمانانِ ذی شان سے کھڑے تھے دوسری طرف لقا پرستونکے غول جنگ پر اڑے تھے سیلان اتیت کو تخت پر سوار کیے آیا تھا اور لشکر سے کچھ آگے بڑھکر کھڑا ہوا تھا غرضکہ جب ترتیب صف قتال ہوچکی قرناے جنگی پھنکی خونریز نے مرکب کی باگ لی میدان مین آکر للکارا نعرۂ شجاعت دم مارا کہ وہ بہادر کہان ہی جسکا نام توریج نوجوان ہی شہزادے نے ہیبت اسکی سنکر مرکب اڑایا غلغلۂ عظیم لشکر مین برپا ہوا مگر شہزادہ سامنے اس مبارز کے آیا اور سب اسلحہ سے توڑ چکا تھا صرف کشتی کا انجام ہونا باقی تھا پس شہزادے کے قریب آتے ہی زمین پر کودا شہزادہ بھی لپٹ پڑا دونون سرگرم کشتی بہ ہزار درشتی ہوے شہزادہ اتیت کے سحر سے بیحس وحرکت ہوا اسنے چیت کرکے باندھلیا اور اپنے لشکر کے سپرد کیا پھر پکار کر کہا اور تم مین سے جس کا جی آئے لڑنیکو وہ سامنے آئے **یاقوت گلرو** اور دیگر سرداران شہزادہ یکان یکان مقابل آئے مگر دو گھڑی مین بزور سحر اتیت ہوکر بیطاقت باندھ لیے گئے پچھلے پہر تک کئی سو سردار وابستہ رسن سحر ہوے اسنے پھر پکار کر کہا کہ اے لشکریان بازگشت بہتر ہی تمھارے لیے مین تمھارے مالک کو اپنا مطیع بنا کر جاؤنگا اگر وہ میری اطاعت قبول کرے تو تم بھی منظور کرو اگر وہ قتل کیا جاے اسوقت مین سیلان کو اپنا مالک جاننا لشکریون نے یہ کلمات سنکر ارادہ کیا کہ جنگ مغلوبہ کرین مگر عیار شہزادہ نے منع کیا اور کہا آج بھی کچھ سحر وغیرہ کا معاملہ ہی ورنہ شہزادہ یون گرفتار نہوتا لڑنا مناسب نہین ہی طبل اسکے سمجھانیسے لشکری رکے اور خونریز طبل بازگشت بجاکر پھرا عیار پھر آیا لشکری آسودہ ہوے نجم عیار ہر ایک کو ہوشیاری کی تاکید کرکے عیاری کی فکر مین روانہ ہوا اور ایک کوہی کی ایسی صورت بنکر بارگاہ **خونریز** مین گیا دیکھا کہ وہ بوجہ فتحیاب ہونیکے بہت محظوظ خاطر ہے اسباب عیش وطرب سامنے حاضر ہی ساقیان مہر دیدار وطوائفان پری رخسار شراب ورقص سے ہنگامۂ عشرت گرم کیے ہین پیمانہ بادہ سرشار پھر رہے ہین عیار مذکور یہ حال دیکھکر گھات مین تھا کہ کسی ساحر کا کچھ ذکر سنون تو جا کر عیاری کرون اسی اندیشہ مین تھا کہ **سیلان** نے خونریز کو راغب بہر قتل شہزادہ کیا اور کہا مین اتیت کو مہمان کبتک رکھونگا تم اس مسلمان کو ہلاک کرو تا کہ اتیت کو رخصت کرون خونریز گویا ہوا کہ اتیت کے رہنے اور نہ رہنے سے اور قیدی سے کیا مطلب ہی اتیت ایک بندۂ مقبول خداوند ہی اسنے اپنی کرامت سے مجکو ایسا زور آور کردیا کہ جس سے مین اس پرستار نادیدہ پر غالب آیا آج طاقت کہ مجکو ملی ہی وہ ہمت صاحب کے جانیسے کیا جاتی رہیگی **سیلان** یہ کلام سنکر خاموش ہو رہا اسلیے کہ عظمت دین خداوندی جاتی رہیگی جو کہونگا کہ اتیت ساحر ہی اور اسنے سحر سے شہزادہ کو گرفتار کیا ہی غرضکہ تو جب پیمانہ اور خونریز نے کہا کہ ای برادر تم گھبراؤ نہین مین اس شہزادہ سے اقرار کرچکا ہون کہ جو غالب آئے مغلوب کو اپنا مطیع بنائے پس حسب وعدہ مین اس شہریار کو بلاکر سوال زمرد پرستی کرتا ہون یقین ہی کہ قبول کرے کسلیے کہ وہ بہادر انصاف پسند ہی یہ کہکر حکم دیا کہ قیدیونکو حاضر کرو ملازم بہر تعمیل حکم روانہ ہوے اور **سیلان** اٹھکر اتیت کے خیمہ مین آیا اور اس سے کہا ذرا آپ بھی بارگاہ مین چلیے اسوقت وہ مسلمان بھی بلایا گیا ہی اتیت یہ سنکر بارگاہ مین اسکے ساتھ آیا **خونریز** نے اسکی تعظیم کی اور قریب اپنے تخت پر بٹھایا کہا آپ بزرگان دین مین سے ہین مجھسے ادنی درجہ پر نہ بیٹھیے اتیت اسکے پاس بیٹھا تھا کہ سردار تلوارین کھینچے ہوے شہزادہ کو مطوق ومسلسل کیے سامنے لائے

شہزادے نے اس بارگاہ کفر مدار میں آنکر تہنیت دی کہ سلام میرا اس محفل ضلالت منزل میں اس شخص پر ہو جو خدا تعالیٰ کو بوحدانیت مانتا ہو اور
پیغمبر خدا کو برسالت مانتا ہو یہ تہنیت اس ہمہ مجلس شجاعت کی سنکر خونریز نے کہا کہ اے بہادر ابھی سے تمنے اپنا وعدہ فراموش کر دیا قول مرد
جان دارد و سخن نامردان اعتبار کیا تمنے نہین کہا کہ جو مغلوب ہو وہ غالب کا مطیع ہو شہزادہ نے فرمایا کہ پھر مجھکو کسنے بمردانگی زیر کیا جو مین اپنے
وعدہ سے پھر گیا اسنے ہنسکر کہا کہ خوب الحضرت سر میدان مینے آپکو جیت کر کے باندھا کہ تمام عالم نے دیکھا مگر آپکو اپنے زیر ہونے مین ابھی تک
شک و شبہہ ہی شہزادہ جوابدہ ہوا کہ اے خونریز مین تجھکو بسا بہادر جانتا تھا لیکن معلوم ہوا کہ تو بڑا بودا ہی اے بیوقوف جسطرح کہ مین زیر ہوا ہون
اسطرح ایک زن زال رستم کو باندھ سکتی ہی تو نہین جانتا کہ سحر سے انسان کا کیا زور چلسکتا ہی مجھکو سحر سے گرفتار کیا اور پھر دعوی شجاعت کرتا ہی بڑا
بیحیا ہی یہ کلمات سنکر اسنے اتیت سے کہا کہ آپنے اسپر سحر کیا تھا مجھکو زور دیا تھا اتیت نے کہا اے مینے اسپر سحر کیا کیا تم سب کے ہیونکا دین بچایا یہ
احسان میرا تمام عمر یاد رکھنا کہ دین و ایمان و جان و مال سب برباد ہو چکا تھا میرے سحر نے یہ سب تمکو کیا اسنے یہ باتین سنکر دل سے خیال کیا
کہ شہزادہ سچا ہی اور دین بھی اسکا راست ہے یہ حرامزادہ اتیت کچھ بھی کرامات نہین رکھتا بلکہ اسنے اور مجھکو ذلیل کیا پیش مردان عالم بودا بنایا بس
یہ خیال کرکے اتیت کی ثنا و صفت کرنے لگا کہ واقعی آپنے جان بخشی فرمائی پس تعریف کنان قدم پر گر پڑیگا اسنے سر اسکا اٹھا کر سینے سے لگایا
اسنے گلے ملتے ہی گلوی نحس پر اسکے ہاتھ ڈالکر اسطرح دبایا کہ ہر چند وہ تڑپا اور پھڑکا لیکن نہ چھوٹ سکا اور نہ سحر پڑھ سکا آخر طائر روح
اسکا نخل تن سے پرواز کر کے نشیمن ساز جہنم ہوا غلغلہ دار و گیر برپا ہوا اندھیرا ہو گیا صدا مین نہیب آئین کہ مارا اچھپال جادو کو سیلان
اسی ہنگامہ مین کہ جب اتیت سے لپٹا تھا پہلے تو ہان ہان کرکے چھڑانے چلا تھا پھر سمجھا کہ مین تنہا ہون سردار مجھکو خونریز کے پکڑ لینگے ابھی بخت واژون
لکھی پس نکل چلنا چاہیے پس مرگ اتیت سے اندھیرا جو ہوا اسی تاریکی مین باہر بارگاہ کے نکلا اور قریب جو سرداران دربار کے کھینچے گھوڑے تھے انھین مین
سے ایک گھوڑے پر بیٹھکر بسرعت تمام تر راہی ہو گیا یہان بعد قتل اتیت شہزادہ کے جسم مین توانائی آئی بقوت صاحبقرانی قید کو پارہ پارہ کرکے اٹھا
خونریز تخت سے اتر کر قدمون پر گرا اور کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا یاقوت نے جملہ سرداران شہزادہ کو ساتھ کیا شہزادہ نے اسکا خیمہ بھی
اٹھوا کر اپنے لشکر سے ملحق کرایا اور اسکو لیکر بارگاہ مین آیا اب ساتھ لاکھ کوہی کا لشکر جمع ہو گیا گلزار کوہی نے حکم جشن ہونیکا دیا ساقی و مطرب
آکر بزمگاہ عشرت برپا کیا خونریز نے شہزادے سے اسوقت خوشی مین عرض کیا کہ میرے دو بیٹے ہین ایک کا نام سمسار اور دوسرے کو سرشار کہتے
ہین دونون بڑے طاقتور ہین اور یقین ہی کہ میرا مسلمان ہونا سنکر برسر مقابلہ آئین شہزادے نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو بحول و قوت الٰہی انکو گوشمالی
واجبی بجا آئیگی اور ہنگام جنگ انکو قتل نہ کیا جائیگا بلکہ زندہ گرفتار کرکے سمجھایا جائیگا خونریز ان باتون سے مطمئن ہو کر ناچ دیکھنے اور شراب
پینے مین مصروف ہوا یہان تو یہ جلسہ ہی مگر سیلان بے ایمان چہرہ بغبار آلایا افتان و خیزان و گریان و نالان شکایت جور آسمان بزبان
روان تھا ہر قدم دشت و کوہ میدان تھا بعد قطع منازل چند ایک سبزہ زار مین پہونچا جو الٰی دشت تگین غیرت دہ نقش و نگار نگارخانہ چین
تھا اسے فرحناک دلنشین و چشمہاے صفا موجزن نہرین پاکیزہ جاری ہر سمت وان باد بہاری اسنے اس وادی فرحناک کو بہت پسند کیا اور
آگے بڑھا ایک چشمے کے کنارے دو گھوڑے خالی از راکب کھڑے تھے زین انپر زر کے پاکھر موتیونکی جھنبر پڑی جاکر جو تری چھل سے
تھے اسنے ان شاطرون سے پوچھا کہ یہ مرکب کسکے ہین اور سوار انکے کہان گئے ہین شاطر جوابدہ ہوا کہ سرشار و سمسار و خونریز حاکم قلعہ
مرجانیہ شکار کھیلنے آئے تھے ہرن کے پیچھے گھوڑے اٹھائے تھے چنانچہ وہ آہوے رم خوردہ اس پہاڑ کے سامنے درہ تنگ مین چلا
گیا ہی پہاڑ بسکہ سوار ہو کر درے مین جانا مشکل تھا وہ دونون پیادہ داخل درہ ہین یہ سنتا تھا کہ اسکو کچھ امید بندھی کہ پھر مددگار ملے اور درہ کوہ

کیطرف چلا راہ مین یہی سوچا کہ ایسا نہو موجب بیت عاقبت گرگ زادہ گرگ شود + گرچہ با آدمی بزرگ شود + یہ دونون بھی تو آخر افعی کے بچے ہین جسنے اثبت کو
مار کر بیس ہو یا ہی بس یہ سوچکر چاہا کہ اوسکو بھی مارے لیکن براہ شیطنت خیال مین آیا کہ باپ بیٹے کو لڑانے مین فائدہ بڑا ہی یہ قتل ہوے جب بھی باپ اسکا
ہلاک ہوا اور پدر قتل ہو تو مدعی مرا جائیگا بہر صورت کچھ نقصان اپنا متصور نہین غرضکہ خوب سے مشورہ کرکے ڈیرہ مین داخل ہوا اور پکارا کہ اے فرزند
تم کہان ہو انھون نے یہان آہو کو مشکل شکار کیا تھا اور پھرے تھے آواز سنکر جلد چلے کہ کون پکارتا ہے دیکھین چنانچہ باہر آکر قریب پہنچے
اسکو بحال خستہ و پریشان دیکھا دونون پہچانکر گلے سے لپٹ گئے کہا اے چچا یہ کیا تمھارا حال ہوا اسنے سارا ماجرا اول سے آخر تک انکے سامنے
بیان کرکے کہا مین اتفاق سے ادھر آنکلا اور تمھارا نام سنکر میرے دل نے چاہا کہ باپ سے تو انکے محبت کا رشتہ قطع ہوا لیکن لڑکونکو ایک نگاہ
دیکھ لینا چاہیے تو مین تمھارے دیکھنے کو ٹھہر گیا تھا اب جاتا ہون ان دونون نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اے چچا ہمارے باپ نے اگر دین خداوندی
کا ترک کیا ہی تو ہم اسکے بیٹے نہین دشمن قوی اسکے ہین تم کہین جاؤ نہین ہمارے ساتھ چلو یہ بہت اپنے دلمین خوش ہوا اور بظاہر ساتھ چلنے
سے انکار کیا جب انھون نے اصرار زیادہ ترکیا انکے ہمراہ اپنے گھوڑے پر چڑھکر روانہ ہوا اور راہ مین مکر سے ملے بظاہر نصیحت بیاطن
اغوا کرتا ہوا چلا یہانتک کہ وہ اپنے قلعہ مین آئے اور باقیماندہ فوج جو یہان موجود تھی سکو بلا کر سارا حال اپنے باپ کا کہکر کہا کہ جسکو ہمارے
ساتھ لڑنے چلنا ہو وہ نوکری کرے کچھ آدمی طمع ہوے کچھ ترک روزگار کرکے گھر بیٹھے کہ آئندہ جس جہ کا راج ہوگا دیکھ لیا جائیگا حاصل کلام
ان دونون نے کچھ لشکر درست کرکے خزانہ پدر ہمراہ لیا اور روانہ ہوے اثناء راہ مین صیلان نے کہا اے جان عم یہ لشکر بہت قلیل ہے وہان قلعہ طوفانیہ
اور آفاتیہ اور یاقوت نگار کا لشکر جمع ہے علاوہ انکے اہل اسلام انکے ساتھ چالیس ہزار سپاہ ہے اور تمھارے باپ کا لشکر بہت بڑا ہی پس میرے نزدیک
تدبیر کرنا روا ہے کہ یہانسے نزدیک قلعہ صدادیہ ہے اور حاکم وہانکا صداد کوہی نام بڑا زبردست بادشاہ ہے اسکے پاس چلو اور اسکو بھی ہمراہ لو
لڑکونکے یہ صلاح پسند آئی اور اسیطرف روانہ ہوے جب قریب قلعہ مذکور پہونچے صداد کو اپنے آنیسے اطلاع دی اسنے استقبال کرکے شہر مین بلوایا پھر
انھون نے بہت آباد پایا زن و مرد ہر ایک حسین خوبرو دیکھا عمارتیں قلعہ نہایت عمدہ تھی بازار کا کیا کہنا تاجر مرفہ الحال بیوپاری مالا مال غرضکہ
کیفیت انکی دیکھتے ہوے دارالامارۃ شاہی مین آئے صداد دروازہ سے آکر انکو اندر لیگیا یہ مکان بھی بہت سجا تھا تخت شاہی بچھا تھا گرد تخت کے دنگل و
کرسی کا دروازہ بند تھا اسنے انکو باعزاز تمام قریب تخت بٹھایا شراب پلوائی ناچ دکھایا پھر سبب آنیکا پوچھا انھون نے سارا حال کہا اور طالب امداد
ہوے اسنے کہا مین تمھارے ساتھ ضرور چلتا لیکن یہانسے قریب ایک قلعہ بغیر کا تباہی نام اسکا سنگین کوہ ہے اور حاکم اس قلعہ کا ظلم کوہی ہی اور اسکا
ایک بیٹا ہی نام اسکا سنگین کوہی ہے بسا زبردست ہے کہ فیل دمان بھی مقابل اسکے نیست ہے چنانچہ ایسا اتفاق ہوا کہ وہ دونون پسر پدر شکار کو گئے ہین
مین موقع پاکر اسکے قلعہ پر چڑھ گیا اور سارا اسباب و خزانہ انکا لوٹ لیا اب یقین ہے کہ وہ شکار سے آکر اپنا گھر لٹا ہوا دیکھکر مجھپر لشکر کشی کرینگے اور اگر مجھے نہ پایا
تو ملک میرا لوٹ لیجائینگے اسوجہ سے میرا جانا تمھارے ساتھ دشوار ہی صیلان نے یہ عذر اسکا سنکر بمکر و کید ادا کیا اور کہا اے بادشاہ مال جو آپ
لوٹ لائے ہین اسکو اور اپنے خزانہ کو لیکر یہانسے چلے جائیے جب وہ آئینگے رعایا عذر کریگی کہ ہمکو قتل کرنا بیکار ہی پس وہ رعایا کو چھوڑ کر آپکی تلاش کریگا
آئندہ سمجھ لیا جائیگا جب اہل اسلام پر فتحیاب ہوجیےگا تو سب اطاعت کرینگے اور خزانہ بھی بہم ہو جائیگا یہان ٹھہرنے مین سوا جنگ بیجا اور قتال بیفائدہ کے
اور کچھ حصول نہین فی الجملہ اس شیطان نے اسکو بہکایا اور ایسا افسون پڑھا کہ وہ کئی لاکھ آدمی کا لشکر درست کرکے بحشم و خدم روانہ ہوا اور جنکے گروہ شیطان
کے انبوہ ساتھ ہوے یہ حال تھا کہ

نظم

سپاہے چو از قلعہ آمد برون		کہ از گرد خورشید شد تیرہ گون		چو برخاست آواز کوس از دو روے

زقلب اندر آمد گو نامجوے | زمین جنب جنبان ہوا پر زگرد | چو آتش درخشان ستان بنرد
تبیرہ بہ بستند بر پشت پیل | ہمے بر شد آواز اسپان و پیل

یہ تو اسطرف سے چلا اُدھر سنگین کوہی شکارگاہ سے پھر کر جب اپنے قلعہ مین آیا خزانہ واسباب لٹا پایا اہل قلعہ سے سارا ماجرا سنکر بغضب تمامتر باشکر بیکران جانب صدائیہ روانہ ہوا اور اسکا باپ ظالم بھرا ہوا قلعہ کیطرف جاتا تھا بیٹے کو آمادہ نبرد مع لشکر ایک سمت چلتے دیکھکر قریب آیا اور حال پوچھکر کہا کہ اچھا تم چلو مین بھی آتا ہون یہ کہکر آپ قلعہ مین آکر فوج کچھ اپنی درست کرکے پیچھے چلا لیکن پہلے قلعہ صدائیہ پر بیٹا اسکا پہونچا اہل قلعہ منت کنان باہر قلعہ کے آکے اور عرض رسا ہوئے کہ ہم رعایا ہین ہمکو قتل کرنا بیفائدہ ہے حدا قلعہ طوفانیہ کیطرف گئے ہین وہان ایک مسلمان آیا ہے اُس سے مقابلہ ہے اسنے سب حال سنکر قتل رعایا سے ہاتھ اٹھایا اور پھر کر رخ جانب قلعہ طوفانیہ کا کیا سنیئے کہ شہزادہ بارگاہ مین عشرت پذیر ہے خونریز وغیرہ تمام کوہی حاضر ہین کہ شہزادے نے گلزار سے فرمایا کہ ابتو کچھ رخنہ بظاہر باقی نہیں ہے اب مین داد جاملی حد تمین جا ڈنگا سیلان حرامزادہ بھاگ گیا ہی یقین ہے کہ وہ فتور برپا کرے لے شہریار آپ دو ایک روز یہان الی ہین شکار کھیلیے اور رخاطر عاطر کو سیر سبزہ کرکے بہلائیے جب بالکل شر اعدا سے ہمکو فرصت پائیے تو تشریف لیجائیے شہزادے نے فرمایا اچھا سامان صید افگنی درست فرمایا جائے بنا بر ارشاد تیاری آغاز ہوئی کہ

نظم

بدیبا بیاراسته ده شتر
بدیبا بیاراسته گاه را
صد از شتر مد بهر رامشگران
دو صد چرخ و شاهین گردن فراز
سیاهش دو چنگ و منقار زرد
دو چشمش چیان پر از خون دو جام
بیاراسته طوق یوز از گهر
همی تا جنش از مشتری برگذشت

رکابش همه سیم و پالانش زر
به پیش اندرون ساخته هفت پیل
همه بر سران افسران گران
پس اندر یکے مرغ بودے سیاه
چو زر در درخشنده بر لاجورد
پس بازداران صد و شصت یوز
بد و اندر افگنده زنجیر زر

ده اشتر نشستنگه شاه را
برد تخت فیروزه همرنگ نیل
ابا بازداران صد و شصت باز
گرامی تر آن بود بر چشم شاه
همے خواندیش طغرل بنام
نمبرد ندباشاه گیتی فروز
بیامد شهنشاه ازین سان بدشت

یعنی شہزادہ مع خونریز سوار ہوکر اور عیار و سرداران قدیم کو ساتھ لیکر اور گلزار کو برائے تحفظ قلعہ چھوڑکر دشت کی طرف چلا اور نخچیر کنان اطراف کوہستان مین شادان و فرحان پھرنے لگا

نظم

هر آن کس که بودند نخچیر جوے
شهنشاه دریا پر از مرغ دید
زیون بود چنگال او راکلنگ
کلنگے به چنگ آمدش بردمید

سوے آب دریا نهادند روے
بزد طبل و طغرل شد اندر هوا
شکارے که نخچیر او بد پلنگ
به پرید برسان تیر از کمان

چو لشکر بنزدیک دریا رسید
شکیبا نه بد مرغ فرمان روا
سرانجام شد در هوا ناپدید
یکے ... ارا زمیں او دوان

جب شہباز چرخ یعنی مہر زرین چنگال نے دشت سپہر نصف طے کیا شہزادہ پھر کر لب چشمہ جو بارگاہ کہ بہر آرام و دم کو وہین آراستہ کرائی تھی آیا اور گرم بزم آرا ہوا اور شراب ناب چلنے لگا تیتر لوے بٹیر جو شکار کیے ہین انکے کباب گزک کیلیے تیار تھے سرمست تمام سردار تھے اسی میخواری مین ذکر ہر شہر و دیار باہم کرتے تھے اور سرخوش بیٹھے تھے مطرب چنگلے کی دھن مین اشعار الاپ رہے تھے اسوقت حالت مستی مین شہزادہ تر زبان ہوا کہ خونریز تم اس کوہستان کے باشندے ہو کچھ یہانکے عجائبات تو بیان کرو کہ یہان کیا کیا چیز نایاب ہے اسنے عرض کیا کہ اور تو کچھ مجکو معلوم نہیں ہے مگر میرے ملک کے نزدیک

ایک پہاڑ ہی کہ وہان گنج عظیم اور خزانہ عمیق ہی لیکن جا نہین سکتا مینے فوج بھیجکر خزانہ لینیکا قصد کیا تھا چنانچہ بہت سا لشکر میرا وہان کام آیا ہزارہا آدمی مارا گیا جب وتین کو ٹھے خزانیکے میرے ہاتھ آئے مینے وہانکے قدیم باشندونسے وہانکا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک طلسم ہی کہ نام اسکا طلسم ہوشربا ہی اس طلسم کے چالیس دروازے ہین اور ہر دروازے پر نئے نئے عجائبات و طلسمات ہین اسلیے کہ کوئی اندر اس طلسم کے جا نسکے چنانچہ ایک در طلسم مذکور کا کوہ عقیق ہی کہ وہان نقارہ رکھا ہی نقا جیب نامہ پہاڑ پر رکھکر نقارہ بجوا تا ہی پنجہ نامہ لیجاتا ہی دوسرا در طلسم کا طلسم آئینہ تھا کہ آپ ہین یہ دروازے اسی طلسم کے آگئے تھے اور اسیطرح یہ مقام بھی جہانسے مینے مال پایا ہی طلسم ہی کہ نام اسکا طلسم ہزار برج ہی بادشاہ اس طلسم کا باجگذار افراسیاب مالک طلسم ہوشربا ہی اور یہ سب دروازے طلسم ہوشربا کے اس طلسم مین بھی ہین اور اسیطرح ایک طلسم اور ہی کہ نام اس کا طلسم گوہر ہی اور اسمین بھی دروازے طلسم ہوشربا کے ہین اور اس طلسم کا حال مین کچھ نہین جانتا ہون یہ حال جب شہزادے نے سنا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا پدر عالیقدر ہمارے اسی طلسم مین کہ جسکو تم ہوشربا کہتے ہو قید ہین اسکے فتح کرنیکو بھائی ہمارے اسد گئے ہین چنانچہ وہ جس دروازے سے گئے ہین اسیطرف سے طلسم توڑینگے مین اس طلسم ہزار برج کیطرف سے جاکر طلسم فتح کرون اور اسکے دروازے سب طے کرلون تا کہ لشکر امیر بآسانی تمام جب چاہے طلسم مذکور مین چلا جائے خوش روزیر نے یہ تقریر سنکر سمجھانا شروع کیا کہ اے شہریار وہ مقام نہایت پرآفت ہی جانا وہان خلاف مصلحت ہی شہزادہ نے فرمایا کہ اے برادر جدا ہمارا نگہبان ہی جو امر مشکل ہی وہ اسکے نزدیک آسان ہی مین ضرور جاؤنگا اپنے عزم سے باز نہ آؤنگا وہ یہ کلام سنکر ناچار ہوا اور شہزادہ رات بھر اس دشت مین مسکن گزین رہا جسوقت کہ طلسم شب کا در کھلا اور لوح آفتاب طلسم کشائے روز کے ہاتھ آئی کہ بیت فرشی سبز در چشمۂ آفتاب سر شاہ گیتی سبک شد ز خواب ٭ شہزادے نے بعد طاعت کے طبل سفر بجوایا لشکر ظفر پیکر تیار ہوا شہزادہ سوار ہوکر رہگراے منزل مقصد تھا فوج مثل سیل رواں دریا روان تھی بڑی شوکت و شان تھی جب ایک منزل یہانسے آگے اسطرف سے سنگین کوہی جو چلا تھا عقب جداد مقابل اس لشکر کے پہونچا اور جداد و سلیمان بھی مع فوج مسمار و سرشار کو لیے آگئے اور لشکر سنگین کو دیکھکر باہم مشورہ کیا کہ ایکطرف شہزادہ اترا ہی دوسرا یہ حریف ہمارا ہی اب لڑائی دوطرف پڑ جائیگی مناسب ہے کہ ایک شخص سے آشتی کرلین چنانچہ ہم کوہی آپس کے رشتہ دار ہین سنگین سے صلح ہوجانا اچھا ہی پس یہ سوچکر سلیمان اُسکے خیمہ مین گیا اسنے بتعظیم تمام بٹھایا ساقی مہ لقانے جام ارغوانی دیا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا باب منت و نصیحت وا کیا کہ اے سنگین لازم یہ ہی کہ ہم تم ملکر اس غیر مذہب مسلمان کو مارین ایسے وقت مین باہم فساد کرنا اچھا نہین چلو جداد سے ملجاؤ اسنے کہا مین لڑنے نہین آیا ہون اپنا اسباب و رمال لینے آیا ہون اگر وہ دیدو تو پھر کوئی خصومت نہ ہے اسنے کہا اسباب اپنا آپ لیجیے لیکن مال و اسباب قطعہ مین ہے اول اس مسلمانکو قتل کرلو پھر چلکر اپنا مال لو اُسنے کہا بہتر ہی وہ اٹھکر وہانسے جداد کے پاس آیا اور اسکو ساتھ لیکر مع مسمار کے بارگاہ سنگین مین آکر دونو کو گلے سے ملوایا لشکر دونون متفق ہوکر اترے یہ سب جلسۂ عشرت جماکر مصروف ناؤ و نوش اور جداد و گلزاری ہوئے جسوقت کہ شاہ چین باتاج زرین خیمۂ مغرب مین گیا اور مبارز شب نے خود سیمین ماہتاب سر پر رکھکر میدان عالم مین داخلہ کیا کہ

ابیات

جو دیکھا روئے خورشید جہانتاب
نظر اٹھی تو پایا چشم پرآب
سوئے مغرب ہے تنہا گرم توسن
چھڑا کر عالم ہستی سے دامن

صدائے طبل جنگ لشکر کو ہیا مین بلند ہوئی اور ہرکاروں نے سمع ہمایوں شہزادہ تک یہ خبر پہونچائی یہاں بھی نقارہ حرب پر چوب پڑی شجاعونکی مراد برآئی سرخی روے اور پرچھائی ہشاش و بشاش ہوکر مشتاق جلوہ بدار عروس مرگ ہوئے سامان سفر جنگ ہوئے کہین تیغ زہر بجھائی گئی کہین تیر چڑھائی گئی کہین کمانین بسان شاہد شرگین سر جھکائے تھین کسی جا نوکین خنجر کی مثل معشوق بیدادگر تیز ہوتی تھین چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب عرصۂ زیست سر سنگ شب پر تنگ ہوا اور خسرو خاور بآئین جنگ آیا کہ ابیات

بدینگونہ تا ستید بہ پشت زاغ	برآمد جہان شد چو روشن چراغ	ز دریا چو خورشید برزد درفش

صبحدم لشکران جنگجوے تندخو وارد میدان قتال بعزم جدال ہوے یہ حال ہوا کہ بموجب نظم

چو مصقول گشت آن ہواے بنفش		
ہمہ شاہ چہر و ہمہ ماہ روے	ہمہ راست بالا ہمہ راست گوے	ہمہ نیزہ داران و شمشیر زن
ہمہ لشکر آراے و لشکر شکن	بزین اندرون گشتہ چون کوہ سخت	سر کوہ از ایشان شدہ لخت لخت

میدان مین ہوچکا فوجون نے پرے جمائے صف آراؤن نے قدم گاڑے نقیب نقابت کرکے اُٹھے بہادر بہر جانبازی ٹُٹے بعد دستی جملہ امور حدادِ پرغرور گھوڑا اُڑاکر میدان مین آیا اور سلحشوری کرکے خوب سراپا میدان کا دکھایا اور شور مبارز طلبی بلند کیا اسطرف سے شہزادہ بدیع جاہ و جلال تامر سامنے اس جو دسر کے گیا اور ایک تیغا دریسی لگائی کہ وہ بچیا گرد برد ہوگیا اور بدقت سنبھلکر سامنے آیا پھر تو نظم

فراوان بر نیزہ برآویختند	ہمی خون ز جوشن فرو ریختند	چنین تا سنانہا ہمہ برشکست
بہ شمشیر بردند ناچار دست	بناوردگہ گردن برافراختند	چپ و راست ہر سو ہمی تاختند
ز نیروے گردان و زخم سران	شکستہ شد آن تیغہاے گران	برافراختند آن زمان یال را
ز زین برکشیدند گوپال را	ہمی ریختند اندر آوردگرز	چو سنگ اندر آید ز بالاے برز
چو شیران ژیان ہر دو آشوفتند	ازان زخم اندامہا کوفتند	ہم از دستہ بشکست گرز گران
فرو ماند از کار دست سران	گرفتند ازان پس دوال کمر	دو اسپ تگاور برآوردہ سر
بہ نیرو کشیدند زین خویشتن	دو گرد سرافراز دو پیلتن	

اسطرح گتھے ہوے دونون زمین پر آگئے اور کشتی آغاز ہوئی چار پہر دن بسان اہرمن سر ٹکرایا کیے جب ظلمت شب نے ضیاے مہر پر غلبہ پایا کہ بیت چو از باختر چشمہ اندر کشید بشب آن چادر قیر بر سر کشید سرِ شام اسنے شہزادہ کو روک کر عذر کیا کہ رات واسطے راحت کے ہے اب جانیے کار امروز بفردا افتاد شہزادہ نے فرمایا کہ ابھی جنگ مین ہم تم برابر سے بھرپور ہین ہر روز لڑینگے برسونکا جھگڑا رہیگا اسکا سبب یہ ہی کہ بغیر غالب و مغلوب ہوئے جنگگاہ سے پھرنا اور یہی طریقہ ہم اہل اسلام کا ہی کہ بغیر فیصلہ جنگ کھانا بھی نہین کھاتے اسنے جواب دیا کہ مجھکو دن بھر کی رزم کا محاورہ ہی یہ عادت نہین ہی کہ شب و روز لڑے جاؤن آج مجھے معاف فرمائیے اب جو پھر لڑنے آؤنگا تو آپ ہی کے دستور پر ہونگا شہزادے نے اس کلام پر لڑنا موقوف کیا اور مراجعت فرمائی وہ بھی پھرا لشکر مین طبل بازگشت بجا سپاہ نے پڑاؤ پر آکر آسودہ ہوئی شہزادہ نے بعد تبدیل لباس خاصہ نوش فرماکر بسبب خستگی تمام روز آرام فرمایا نجم عیار نے طلایہ لشکر مقرر کیا سردار ابھی سویرے سے آرام گزین ہوے یہان تو یہ کیفیت ہے لیکن حداد بدنہاد جو شہزادہ کا لوہا مان کر اپنی بارگاہ مین آیا سرشار و سمارہ وغیرہ سے سرگرم سخن ہوکر کہنے لگا اے برادران مین مسلمانونکو ایسا کچا جانتا تھا یہ تو وہ اژدر ہی کہ جسکے شعلہ زہر آلودہ نفس نے میرے تاب و توان کو جلا دیا اور اسکے نفس گرم نے حرارت شجاعت و طاقت کو میری سرد کردیا کہ نظم

خدنگم ز سندان گذر یافتے	زبون داشتے گر سپہر یافتے	بہان تیغ من گر بدیدی پلنگ
نہان داشتے خویشتن در نہنگ	تذرو ہمے جوشن اندر برش	نہ یک پارۂ پرنیان بر سرش
برستم من از جنگ این اژدہا	ندانم کہ چون جست خواہم رہا	

آج اس قدر بے جگری سے لڑا کہ شام ہوجانیکا حیلہ کیا لیکن اب مین لڑنے نجاؤنگا تم سبکو تدبیر کرنا لازم ہی سنگین کوہی نے یہ کلام سنکر کہا کہ اے برادر میرے ساتھ دو عیار طرار حیلہ ساز

ہین اگر تمھاری رائے ہو تو انکو بھیجکر اسی لاور کو جو امنگائین اور صبح کو اسکے لشکر پر حملہ کرکے سبکو قتل کرین یہ مشورہ سب نے پسند کیا اور عیاران مذکور کہ نام اُن کا حیلہ ساز و شعبدہ پرداز ہے طلب کرکے حکم دیا کہ تورج کو پکڑ لاؤ اور انعام وافر دینے کا امیدوار بھی کیا وہ دونون حسب الحکم روانہ ہوئے اور ایک مقام پر ٹھہر کر صورت اپنی مثل اہل اسلام کے بنائی یعنی سپر زمین گیر بنکر تیار ہوے ڈاڑھیان تا بسینہ مونچھین منڈی کرتے پہنے سجدے کے گھٹے ماتھے پر بنے غرضکہ اس صورت سے درست ہوکر داخل لشکر ہوے اور از بسکہ رات جو زیادہ آئی تھی تو روک ٹوک بہت نہ تھی یہ بازار لشکر مین پھر نیلگے اور بارگاہ شہزادہ دریافت کر کے اسیطرف آئے یہان حاجب دربان وغیرہ حاضر تھے خدمتگار ہرکارہ آمدورفت رکھتے تھے اتفاق سے دو خدمتگار چپی کرنیوالے اپنی باری بھر کر کھانا کھانے بارگاہ سے باہر نکلے اور اپنے بستر کیطرف چلے کہ اب پچھلی رات کو پھر ہماری نوکری ہوگی اسوقت جاکر آرام کرین چنانچہ وہ بستر تک اپنے پہونچنے نپائے تھے کہ ان عیارون نے قریب انکے جاکر بطور خداپرستان سلام کیا اور عرض سا ہوے کہ ہم مسلمان بسنے والے قلعہ طوفانیہ کے ہین ہمیشہ اپنا دین پوشیدہ رکھتے تھے کسلیے کہ تمام کوہستان مملو از لقاپرستان ہے اتفاقاً ہمارا راز بادشاہ طوفانیہ کو معلوم ہوگیا اور اسنے عزم ہمارے قتل کرنیکا کیا ہم وہانسے بھاگ کر اس حوالی مین آئے اور چھپکر مع اہل و عیال رہنے لگے مگر ہمیشہ درگاہ باری مین عالصبد گریہ و زاری کرتے تھے کہ قدم اقدس مسلمانونکے یہان آئین بارے دعا ہماری مستجاب ہوئی اور آپ لوگ یہان تشریف لائے فی الجملہ آج کچھ کھانا بطور نذر کے ہمنے تیار کرایا ہے اور چند مسلمان بھی جمع ہوگئے ہین آپ بھی تکلیف فرماکر غریبخانہ تک قدم رنجہ فرمائین اور دعوت کا طعام کھائین اس التجا پر انھون نے کہا کہ خدمتگارونکو کچھ عذر نہ بن پڑا اسواسطے کہ انکے ہمراہ ہوے یہ دونون مکار انکو لیکر لشکر سے باہر آئے اور جنگل مین پہونچکر حباب بیہوشی انکے منھ پر مار کہ وہ بیہوش ہوے انھون نے اور زیادہ انکو بیہوش کرکے کپڑے انکے اتارلیے اور فتیلہ روشن کرکے آئینہ سامنے رکھکر انکی ایسی صورت اپنی بنائی اور انکو ایک غار مین ڈالکر بارگاہ شاہزادہ کیطرف راہی ہوے باتون باتون مین سب حال خدمتگارونسے پوچھ لیا تھا اسی پتہ پر آکر اپنے بستر پر ٹھہرے اور پچھلی رات کو اٹھکر بارگاہ کے اندر گئے خدمتگارونکو ہٹواکر آپ چپی کرنے بیٹھے وہان شمعدان ہوئی اور کافوری روشن تھی انھون نے پروانے بیہوشی کے بیٹھے بیٹھے پھینکے کہ پلنگ کے پاس بیدار بھی بیہوش ہوے اسوقت ایک حباب بیہوشی کا شہزادے کے منھ پر ملکر اسکو بھی بیہوش کیا اور پلنگ کی چادر مین لپیٹ کر کمند سے مضبوط باندھکر پشت پر پشتارہ لگایا اور سراپردہ بارگاہ پشت کیطرف سے پھاڑکر نکلے اور پہرے والونکی نظر سے چھپتے ہوے اٹھتے بیٹھتے لشکر سے نکلکر روانہ ہوے حداد کی بارگاہ مین آئے اسنے انتظار مین رات بھر جاگ کے بسر کی تھی انکے آتے ہی پلنگ پر سے اٹھکر آفرین خوان ہوا اور آہنگرونکو بلاکر اسیوقت شہزادے کو مطوق و مسلسل کرایا اور ایک صندوق آہنی منگاکر اس متاع گرانمایہ صاحبقرانی کو بند کر کے قریب بارگاہ ایک خیمہ مین رکھدیا اور خیمہ پر ہزار رہا پاسبان مقرر کیا اس عرصہ مین وہ رات گذر گئی اور عیار کیطرح آفتاب پشتارہ نور دوش پر رکھکر بارگاہ مشرق سے نکلا **نظم**

سحر گہ چو بفروخت خورشید تاج — زمین زرد شد کوہ و دریا چو عاج
زمانہ بر آمد ز ختم سپہر — دگر روز چون تاج بنمود مہر

صبحدم حسب مشورہ کوہیون نے طبل یورش بجوایا سپاہ بے اندازہ زرہ جوشن سے آراستہ ہوئی **حداد** وغیرہ سوار ہوکر لشکر مسلمانان پر چلے یہان شہزادے کے غائب ہونیسے غلغلہ بپا تھا ہر سردار رنجیدہ ہو رہا تھا کہ ہرکارون نے آمد لشکر کی خبر سنائی پھر تو جلدی جلدی تیاری ہوئی جملہ سپاہ مع سرداران بیجاہ کے جانب میدان بڑھتی خرد دونون لشکرونسے مقابلہ ہوا صفوف کارزار درست ہوئین نقیبونکی صدائین گوش گردونکے پار گذرین **حداد** وسط میدان آیا اور کلمات لاف و گزاف زبان پر لایا اور مبارز خواہ ہوا ادھر سے **یاقوت** زنگی غصہ مین بھرا ہوا لٹھ لیکر اسکے مقابل ہوا اور نیزہ و گرز کے جواب مین وہی لٹھ اُسپر لگایا وہ بھی بڑا طاقتور تھا اسنے ہر دو ایک لٹھ توانے خالی دیے پھر گھوڑے سے کود کر اسکے لٹھ کی ضرب سے بچتا ہوا گھوڑے کے پیٹ کے نیچے آیا اور تنگ مرکب مضبوط تھام کر زور کیا کہ مع گھوڑے اسکو اٹھا کر

زمین پر دے مارا گھوڑا اور زنگی نیچے ہوا گھوڑا تو سنبھلکر جانب میدان بھاگا اور زنگی اُٹھنے نہ پایا تھا کہ یہ کود کر اُسکے سینے پر سوار ہوا اور دبا کر کمند زانو کا
مشکیں اسکی باندھیں اور سپرد عیار کیا اسنے حباب بار کو بیہوش کیا اور اٹھا کر لیگیا اسنے پھر مبارز طلبی کیا ابکی مرتبہ خونریز کوہی سامنے آیا اسنے کہا
اے خونریز تجکو مجھسے لڑتے شرم نہیں آتی کہ دونوں لڑکے تیرے میرے پاس ہیں اور میں نے اپنے دین و ایمان کا صدقہ سمجھکر انکی پرورش کی ہے یہ کلمات سنکر
خونریز کو غصہ آیا اور وصف لشکر میں لڑکے اسکے کھڑے تھے انکو پکارا کہ ادھر آؤ وہ بابا کی آواز سنکر قریب آگئے حداد نے کہا تم نے انکو جو بلایا تو میں ڈر گیا
یہ دونوں غلام سید رام ہیں میں انکا محسن ہوں میرا تصدق ہے کہ یہ اپنے ایمان پر قائم ہیں اور زندہ و سالم ہیں غرضکہ اس کج خلق نے ایسے واہیات
کلام کیے کہ مسمار و سرشار کو بہت برا معلوم ہوا اور خونریز نے بھی انکو گھڑکا کہ اے نالائقان جیسے تم ہو ویسی ہی باتیں سنتے ہو خیر تم جانو تمہارا کام جانے یہ
کہکر حداد سے کہا کہ زبان کو بند کر اور بازو کھول میں لڑکوں کو نہیں جانتا تو جان اور وہ جانیں اسنے یہ سنکر نیزہ اُسکے سینہ پر مارا اسنے نیزہ کو سنان پر
گانٹھا دونوں سرگرم کارزار ہوئے یہ تو لڑ رہے ہیں مگر مسمار و سرشار جو باتیں سخت سنکر بھرے بھائی نے بھائی سے کہا کہ اے برادر یہ
حداد حرامزادہ ہے دیکھا تم نے کیسا ہمکو حقیر و ذلیل سمجھکر برا بھلا اسنے کہا اب اگر ہمارے باپکو اسنے زیر کر لیا تو قیامت آگئی برو گالیاں دیگا
دوسرے بھائی نے حال پوچھا کہ پھر بھائی کیا کرنا چاہیے اسنے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ شہزادہ کو چلکر رہا کر دو اور اس مرتد کا سر کچلوا دو یہ رائے اسنے
بھی پسند کی اور وصف لشکر سے حیلہ احتیاج کر کے روانہ ہوے اور اس خیمہ پر آئے جہاں شہزادہ صندوق میں بند ہے دربانوں سے کہا لاؤ قیدی کو
حداد نے مانگا ہے اسلیے کہ اسکے لشکر کے سامنے اسکو قتل کریں دربانوں نے یہ سنکر صندوق کہ جسمیں شہزادہ بند تھا انکے حوالے کیا اور یاقوت
کو بھی یا یہ دونوں کو لیکر اپنے خیمہ میں گئے اور صندوق وا کر کے شہزادہ کو نکالا اور سر اپنا اُسکے قدم مبارک پر رکھکر عرض کیا کہ ہم حضور کے غلام ہیں
یہ حداد بڑا حرامزادہ ہے ہمارے باپ سے لڑ رہا ہے اسکو سزا دیجیے یہ کہکر کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئے نوروز نے قید توڑی اور اسلحہ انسے لیکر پہنا
اور باہر آکر مرکب باد پا پر سوار ہوا یاقوت و پسران خونریز ہمراہ ہوئے وہ فوج جو پڑاؤ پر تھی انکو دیکھکر گھبرائی مگر کسیکی مجال نہوئی جو انکو
روکتا پس یہ گھوڑے ڈالکر میدان جنگاہ میں پہونچے اور شہزادہ نے نعرہ کیا کہ باغل و نامرد دیکھ کہ میں آ پہونچا یہاں خونریز سب اسلحہ سے مقابلہ
کر کے سرگرم تلاش کشتی تھا اور زیر ہوا چاہتا تھا کہ شہزادہ مرکب سے کود کر درمیان میں آیا اور سد راہ ہوا حداد سے کہا کہ ابھی تو مجھسے معرکہ
اٹکا ہوا ہے ادھر آ کہ تو میرا شکار ہے وہ اس بہادر کو چھوڑ کر انسے لپٹ پڑا زور ریلا پیلی کے شروع ہوئے شہزادہ کو اُسکے مکر کرنے پر غضب بہت آیا
دوپہر کی کشتی میں ایسا صاحبقرانی پیچ کیا کہ سنبھلنا اسکو مشکل ہوا اکھیڑ کر جو مارا چاروں شانے چت گرا بہادر سینہ پر سوار ہوا اور پکارا
کہ حالا شناخت خدائے واحد میں کیا کہتا ہے اسنے عرض کیا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم اور کلمہ پڑھکر براہ نفاق بظاہر مسلمان ہوا شہزادہ اسکے سینے
پر سے اٹھا اور اسکو لیکر اپنے لشکر کیطرف چلا ادھر سے سرشار و مسمار مع اُسکے لشکر اور اپنی فوج کے جانب لشکر شہزادہ چلے لیکن سیلان نے یہ
ہوتے ہی خونریز کے سمجھا کہ بخت برگشتہ از دوں پھر دشمن ہوا کوہ و دشت پھر اپنا مسکن ہوا پس گھوڑا ڈالکر بیجا دہ جانب دشت راہی ہو گیا یہاں
شہزادہ بارگاہ میں آکر جشن فرما ہوا ساقی و مغنی شراب عشرت و سرور و مسرت سے خوش کرنے لگے کل لشکر ایک ہو کر آزاد دو دن تک آسودہ رہا
تیسرے روز شہزادہ سے حداد عرض پیرا ہوا کہ اے شہریار والا مقدار اس فرد ہیچمدار کے ملک پر آفتاب اقبال حضور پرتو ڈال چکا اور مرتبہ اسکا
فلک الافلاک سے بھی زیادہ تر فرمائیں شہزادے نے گہر ریزی سخن فرمائی کہ مجکو جانب طلسم جانا درپیش ہے اس باعث سے تمہارے ہمراہ چلنے میں
پس و پیش ہے خونریز یہ کلام سنکر عرض پرداز ہوا کہ جناب کو راہ طلسم طے کرنا ہے کوئی حرج نہوگا راستہ ہی میں ہے دیار سلطنت انکی ملیگی آپ شوق سے طلسم
اور انکے ملک کو سلام آباد کریں سنگین کو ہی ہمراہ لے چکا ہے اسے بھی اسی حال میں ملا لائی آخر اس سرچشمہ مروت کو کچھ بن نہ آئی طبل سفر پر چوب لگوائی لشکر نے

کوچ کیا زمین کثرتِ سپاہ سے ہلنے لگی دشت و بیدا میں ہلچل پڑگئی خاطرِ فلک پر اس جاہ وحشم کا بار پڑا تھا کہ پشت خم کیے تھا مگر اس بہادر کا دہ خوف تھا کہ نگاہ کج نہ دیکھ سکتا تھا غرضکہ بڑے تزک و احتشام سے بعد قطع مسافت اک شہزادہ عالیجاہ قلعہ حداد یہ پر پہونچا اور لشکر ظفر پیکر کو بیرون قلعہ اتروا کر بارگاہ نصب کرا کر آپ مع سرداران نامور کے اندر قلعہ کے آیا شہر مینو سواد پایا دل چسپ آباد پایا رعایا برایا خرم بازار ونمین گھما گھم عمارتہا قلعہ بخیتہ وسنگین انتہا کی آرائش و تزئین وضیع و شریف کی بستی وہ آبادی معمورۂ عالم میں انجمن حسینان پریوش تھی شہزادہ سیر و کیفیت ملاحظہ فرماتا دار الامارۃ میں آیا سامان شاہانہ سے اسکو آراستہ پایا تخت پر حداد کو بٹھایا آپ دنگل پر جلوہ فرمایا سرداروں نے پہلو و جوانب میں جگہ پائی محفل عشرت گرم ہوئی ہر ایک قاصہ رشک ناہید زینت بزم ہوئی حداد نے غفلت میں چند جام سادے پلا کر بیہوشی کے ساغر اس لاور کو پلائے اور سرداروں کو بھی مع نجم عیار کے وہی دیے یہ سب بیہوش ہوئے آہنگر ونکو بلا کر قید پہنا کر زندانخانہ میں بھیجا لیکن سنگین کو بھی جو سبکے ساتھ بیہوش ہو گیا تھا اسکو ہوشیار کر کے کہا کہ اے بہادر میں مصلحت مطیع اس سلما نکا ہو گیا تھا اور مجکو امید ہے کہ تم بھی میرے شریک ہو گے اب لازم ہے کہ آج رات کو لشکر دشمن پر شبخون مار و اور فراغ خاطری سے داد عیش سبکو قتل کر کے دو سنگین اس حال کو سنکر اسکی نامردی سے رنجیدہ تو ہوا لیکن اکیلا اندر قلعہ کے تھا ملال اپنا اسپر ظاہر ہونے دیا خاموش رہا کہ خیر دیکھو تو کیا ہوتا ہے اور حداد کے قلعہ والونکی نوبت سلمان ہونیکی نہ آئی تھی اسوجہ سے وہ انتظام از سر نو کرنے سے عاجز رہا اپنے افسران لشکر کو بطور مخفی بیرون قلعہ سے بلا کر تالیف قلوب کر کے اس بات پر آمادہ کرتا تھا کہ فوج اپنی لشکر اسلامیان سے علیحدہ کر کے جانب کوہ و صحرا کوچ کر جاؤ اور رات کو میں قلعہ سے نکلکر ان بے گردن تم اسطرف سے آ کر حملہ کرو سبکا کام تمام کر کے چین سے بیٹھو سردار ابھی لشکر سے کوچ کر کے جانے نہ پائے تھے کہ ظلم پدر سنگین جو عقب اپنے فرزند کے چلا آتا تھا چنانچہ اسکو معلوم تھا کہ بیٹا میرا مال و اسباب بنا لینے قلعہ حداد پر گیا ہے پس یہ اسطرف آیا اسکے آنیکی خبر ہرکاروں نے آ کر اسکو دی زلسکہ بیٹا اسکا تو یہاں موجود ہی تھا وہ استقبال کر کے دارالامارۃ میں لایا حداد نے بھی تعظیم کی بغلگیر ہوا اور برابر اپنے تخت پر بٹھایا سارا حال رزم شہزادہ بیان کیا اسنے حملہ بالجبر اسنکر کہا کہ تمنے بڑی نامردی کی کیا نبیرہ حمزہ سنگ آہن سے بنا ہے یا باد و آتش سے پیدا ہوا ہے جو زیر نہو سکا اس مکر سے زیر کیا ذرا بلواؤ میں تو دیکھوں کیا شکل و شمائل رکھتا ہے اسنے بہت عذر و حیلہ کیا مگر اسنے نمانا ناچار اسنے سب قیدیونکو سامنے طلب کیا شہزادہ عظیم ہر ایک ہوشیار ہو کر مقید ہونے سے مصروف دعا تھے کہ زندان بان انکو سامنے ظلم کے لائے ہر ایک نے پکار کر بطور خدا پرستان سلام کیا حداد نے کہا کہ اے کو ہیو تمھیں لازم ہے کہ رفاقت اس سلمانکی ترک کرو تاکہ قتل میرے ہاتھ سے نہو یہ کلمہ سنکر خونریز کو غصہ آیا اور پکارا کہ اے بیحیا تو وہ نامردی کی ہے کہ نامرد ونکے بھی ناک کان کاٹے ہیں تمام کو ہیونکو رسوا کیا ہے اسنے حبث دامنتا سا الغضب تمام تر مستعد قتل تھا اس بہادر نے قید کو توڑ ڈالا اور دربار میں ایک سردار کے سامنے سپر پر تلوار رکھی تھی وہ تلوار جھٹکر اور لبسان برق چمک کر ایک ہاتھ حداد پر مارا وہ جست کر کے پچھلے پاؤں جو ہٹا ایک دنگل میں جا جھکر گرا اتفاق سے سامنے سنگین کے یہ گرا اسنے دنگل پر سے بیٹھے بیٹھے ایک ہاتھ تلوار کا اسکو مارا کہ سر اسکا کٹ گیا اوپر سے خونریز نے آ کر ہاتھ مارا کہ اس مردے کے چار ٹکڑے برابر سے ہوئے سردار اسکے مسلمان تو پہلے ہی ہو چکے تھے اس امر میں کچھ نہ بولے اسوقت شہزادہ نے قید کو توڑ اسب سردار رہا ہوئے شہزادہ دنگل پر جلوہ گر ہوا ظلم نے کہا اے شہریار میرے آپکے زور کا امتحان ہو جائے یہ کہکر پنجہ ملی دراز کیا شہزادہ نے بھی ہاتھ سے ہاتھ ملایا جھٹکے اور قیچیاں چلنے لگیں کبھی اسکے ہاتھ پر سوار ہو گیا کبھی وہ زبردستی دکھا کر سینہ پر لاتیں لگا کر پیچھے ہٹا آخرکار شہزادہ نے اسکا پنجہ زبردست پھیر دیا اسنے بھی کلمہ پڑھکر اسلام اختیار کیا شہزادے نے اس ملک کے دو حصہ کر کے ایک تو سرشار کو دیا دوسرا اسکے بھائی سمسار کو دیا شہر میں منادی نے ندا دی کہ حبہ عالم وقت کی

اطاعت نکریگا گردن مارا جائیگا اکابران شہر حاضر ہوکر نذرین دینے لگے لاش حداد کی پھنکوادی جلسۂ عشرت آغاز ہوا کئی روز تک جشن رہا پھر وہانسے لشکر ظفر پیکر نے کوچ کیا قلعہ سنگین پر آکر ٹھہرے تمام قلعہ اسلام آباد کیا پھر وہانسے کوچ کرکے جانب طلسم ہزار برج روانہ ہوئے اور بعد قطع منازل و طے مراحل صید و سیاحی کرتے ہوئے ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ گلہائے بوقلمون سے یہ دشت رنگین ہے گویا زمین پہ بہشت برین ہے گھنے گھنے درخت سایہ دار سایہ فگن عروس چمن پر بہت جوبن ہے سب جنگل نور کا تڑکا نظر آتا تھا دل ایجا ہنے کو چاہتا تھا ہر شاخ درخت طوبی مثال ہے ہر نہال زر گل سے مالا مال ہے دایہ بہار اس ہونہار اولادسے نہال ہے دودھون نہائی ہے پوتون پھلی ہے جو کلی ہے وہ دلکو بھلی لگی ہے نسیم چمن ہلی گھلی پھرتی ہے غنچہ نکودہ اغماز ہے کہ منھ سے نہین بولتے ہین گلو نکو وہ خوشی ہے کہ پھولے نہین سماتے ہین صوبہ جو درختون سے چھنتی ہے آفتاب کا جی چاہتا ہے کہ انکے سایۂ عاطفت مین رہون یا معلوم ہوتا ہے کہ چادر نورانی تنی ہے نہرین ہوا سے لہراتی ہین مردہ دلونکی طاقت بڑھاتی ہین تراوت آنکھون مین دیکھے سے آتی ہے

نظم

سبزہ پہ نیند براحت سلاتی ہے

بہار فصل گل کی تھی بڑی دھوم
ہرا ساون مین تھا تختہ زمین کا
کہین مینا سے تھا خوشرنگ سبزا

کہ ہو ہر سبزۂ خوابیدہ بیدار
مچاتی تھین چمن مین بلبلین دھوم
مچاتے نشہ مین غل برگ اشجار

عجب پھولا تھا تختہ چاندنی کا
بہت تھا لطف اسجا میکشی کا

عجب صحرا تھا وہ رشک گلستان
تصدق بلبلون کی اسپہ تھی جان

اس دشت کے بیچ مین ایک مکان عالیشان نہایت ہوائی رنگین اسکی مصفا ہے بلند ایسا ہے کہ کاخ آسمان اسکے گنبد نظر آتا ہے طائر وہم و خیال نفس تن سے خیال پرواز مین اڑا جاتا ہے ہزار برج اس مکان کے گرد بنا ہے ایک برج سے دوسرے برج تک دو تیر کا فاصلہ ہے دروازہ ہر برج کا جواہر کا ہے بعض اسمین ایک ڈال گوہر کا ہے ہر برج مین ایک ایک کھڑکی دیوان ہے یا کسی عاشق کا دل داغ معشوق مین لٹک کر ہر گھڑی نالان ہے طرفہ تماشہ ہے آرایش مین اس قصر بزرگ کا یہ نقشہ ہے

نظم

نہایت قصر عالی صاف و براق
بظاہر تھا متاع عمر آفاق
ہزارون طرح کے سامان آرام

مناسب فرش رنگین ہر در و بام
مصفا فرش ایسا ہر مکان مین
میسر جو نہ ہو اب اس جہان مین

تعلق سنگ کا ہر شے مین پایا
کھلا یہ سب ہے پتھر کا بنایا
مکان کے سامنے کا تھا جو میدان

نظر آیا کہ اک پھاٹک بھی ہے دان
طلائی سر سے پاتک ہر طرف سے
نظر کی تاب کیا جو اسکو دیکھے

پڑا تھا ریشمین اک اس مین پردا
بہت اچھا بہت بہتر وہ سارا

شہزادے نے اس صحرا مین قیام کیا صحرا کے ایک جانب کو ایک کوہ فلک شکوہ تھا خوشنویس نے کہا کہ اے شہریار اسی کوہ کے دریسے سبھی وقت تمام دو کو سطے خزانے کے مجکو ملے تھے جب بہت آدمی ملازم میرے مارے گئے تھے یہی ہے طلسم ہزار برج کہلاتا ہے یہین کا گیا ہوا پھر کر نہین آتا ہے جا خطرناک ہے آگے قدم رکھنے سے قصۂ زندگی پاک ہے شہزادے نے فرمایا کہ خدا نے چاہا تو ہم جائینگے اور گوہر مقصد اس بحر پرآفت سے لائینگے یہکر بارگاہ نصب ہوا لشکر اترا اور طلسم مین جانیکا مشورہ کرنے لگا حال اس شہزادہ کا نسبت فتح طلسم ہزار برج اور پھر نا عمرو کا مع ملکہ بران طلسم کو کب سے اور رہا ہونا شہزادہ اسد کا قید افراسیاب سے یہ جا بے سر و سامان جلد سوم مین انشاء اللہ بیان کریگا اب بقیہ حال لشکر امیر یا آخر کا بیان کرتا ہے بفضلہ تعالی

داستان آمادہ بلائے جادو و غیرہ حاکمان شہر صبا کا بمقابلہ امیر کشورگیر اور ختم ہونا اس جلد ثانی نایاب کہانیکا الموقعہ

کدھر ہے تو اے ساقی شوخ و شنگ
جوانی کی پھر آئی دلمین ترنگ
تری چشم میگون نے مارا مجھے

کہ یاد آیا ساغر دو بارہ مجھے
چھکا دے مجھے آج اے مہربان
نہ ساقی نہ شاہد نہ وہ شام ہے
مے سرخ ہے جام بلور مین
کہ طائر نوازن ہین وقت پگاہ
اُنڈلتی ہے شیشے سے ساقی شراب
کہ زاہد سحر گاہ طاعت مین ہے
چھلک جاتے ہین جام اسطرح سے
ہوئی صبح پیری امنگین کہان
جوانی کی حسرت پہ کھینچی ہے آہ
سحر ہوتے ہی کچھ نہ سامان تھے
سیاہی مرے قلب کی مے سے دھو
بنام سخن پرور و قدر دان
شہ ملک جود و سخا ہے وہی
کہ نام خدا وہ جوانمرد ہے
ق اُٹھے سو کے جب صبحدم آفتاب
نہ تاریکی شب کا غم کھائے وہ
بس اے جاہ لکھ آخری داستان
چنین مے نگارد بکلک بیان

مرے ساقیا آج آخر ہے دور
کوئی دم مین ہین پھر کہان تو کہان
نہ غفلت مین اس شب کو کر رائگان
شفق پھولی ہے صبح کے نور مین
یہ شیشون کی قلقل سے ظاہر ہوا
نکلتا ہے مشرق سے دیکھو آفتاب
بہار اشک شبنم سے منہ دھوتی ہے
کہ جیسے بوقت سحر گل ہنسے
اسی رات بھر کی تھی یہ دھوم دھام
نسیم سحر ہے یہ وقت پگاہ
نہ رکھے سے دل کو ترستا ہوا
کہ تو رسحر جلوہ گر دل مین ہو
نول پر بڑھے جب کہ لفظ کشور
در بحر بذل و عطا ہے وہی
بوقت سحر خواب سے جب اُٹھے
تو لے نام ایسے سخی کا شتاب
سخنگو کا اب ہے وہی داد خواہ
پُرانی کہانی نئی کر دے ملان

نرالا ہے کچھ جور گردون کا طور
نہ مجلس نہ مطرب نہ وہ جام ہے
سحر کے ہین آثار ساقی عیان
صدائے بط مے پہ ہے اشتباہ
کہ اس شب کے جلسہ کا قُلقُل ہو گیا
ہوے سرنگون ایسے مینائے مے
گلستان کی دیکھو سحر ہوتی ہے
جدائی کی شب کی ترنگین کہان
سو وہ بھی ہے کچھ دم مین ساقی تمام
ہوئی بزم برخاست یار اُٹھ گئے
کہ اس بزم سے جاؤن ہنستا ہوا
مجھے ختم کرنا ہے یہ داستان
تو ہو نام نامی کا اس کے ظہور
کسے صبح پیری کا جب ڈر رہے
اگر نام لے اُسکا غم سے چھُٹے
کہ دن بھر کے چکر سے بچ جائے وہ
خداوند مال و خداوند جاہ
سخن سنج و دانائے این داستان

حاکیان حکایات عجیب و راویان روایات غریب تاجداران کشور اعلام مبارزان لشکر کلام سحر سازان معرکہ عربدہ پردازی عربدہ پردازان ہنگامہ سحر سازی ساحران الفاظ تحریر کو میدان سحر خوانی مین اسطرح پہونچاتے ہین اور پرستش خانہ بیانمین لا کر یون جادو تقریر بتلاتے ہین کہ شہزادہ تورج ذی وقار امیر نامدار سے تھوڑی دیر کا وعدہ کرکے بہر شکار آئے تھے انکو جب عرصہ دراز ہوا مزاج ہمایون صاحبقران دوران ناساز ہوا طبیعت فکرمند ہوئی خبر نہ ملنے سے رنجیدہ ہوئی اسی اثنا مین ایک روز شہزادہ ایرج نوجوان نے خدمت عالی مین عرض کیا کہ مین نے آج رات کو خواب پریشان دیکھا ہے وہ یہ کہ جیسے شہزادہ تورج پر ایک پہاڑ ٹوٹکر گرا ہے اور وہ اسکے نیچے دب گیا ہے لہذا اس خواب کے دیکھنے سے مین بہت فکرمند ہون مجکو اجازت دیجئے کہ اپنے بھائی کے ڈھونڈھنے کو جاؤن امیر بھی از بسکہ پریشان خاطر ہو رہے تھے اس شہزادہ نامور کی عرض سنکر فرمایا کہ بابا جاؤ تمھین خدائے کریم کے سپرد کیا شہزادہ رخصت ہو کر اپنی بارگاہ مین آیا اور فوج بیشمار تیار فرما کر زاد سفر درست کرکے مرکب پری پیکر پر سوار ہو کر بڑے کر و فر سے تلاش تورج روانہ ہوا انکو تو راہ مین چھوڑیے مگر یہان امیر کا حال سنیے کہ آپ منتظر جنگ و جدال ازجانب لقا بدخصال بارگاہ مین جلوہ فرما رہتے ہین اور عیاران لشکر ہر خبر صورتین بدلکر بارگاہ لقا مین جایا کرتے ہین

چنانچہ ایک روز چالاک بن عمرو مع عیاران خود سر فراش و خدمتگار بنکر داخل بارگاہ لقا ہوا اور حال یہانکا دریافت کرنیگا یہ ٹھہرا ہوا تھا کہ یکایک برق شعلہ بار چمکی اور رعد بیشے روئے سے گرجا علامت آمد ساحران برپا ہوئی کسلیے کہ افراسیاب کا فرمان واجب الاذعان جب بنام حاکمان شہر صبا پہنچا تو وہ سب ساحر کہ ایک آئین بلائے جادو و صبائے جادو و مہتاب جادو و ماہ جادو یہ عورتین ہیں اور صبا بہن بلا کی ہے لیکن یہ تینون دین سامری و جمشید پر عاشق ہوکر بلا نے اپنی بہن صبا کو بیاہا ہے مثل اسکے کہ جیسے بہمن پسر اسفندیار نے بموجب رسم آتش پرستی ہما اپنی دختر کو ہمبستر کیا تھا قصہ اسکا شاہنامہ مین فردوسی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے غرضکہ بموجب حکمنامہ شاہ طلسم یہ سب جانب لقا چلے مگر اس ہیئت سے کہ فوج و لشکر کل بہر حفاظت قلعہ چھوڑکر آپ ایک صندوق کہ کئی سو گز کا لمبا اور چوڑا تھا اسپر سوار ہوئے اور بزور اس صندوق کو اُڑایا اور چار ہزار ساحر کو کام خدمت کیلیے صرف ساتھ لیا ڈمرو بجے ناقوس پھنکے پری سے ہوا اُڑکر بعد قطع مسافت ادھر قریب لشکر خداوندگار پہونچکر ساحرونکو ایک مقام پر ٹھہرایا اور آپ صندوق اُڑاکر بارگاہ پر آکر قائم ہوئے علامت سحر برپا ہوتے ہی بختیارک وغیرہ اُٹھے تھے کہ بہر استقبال جائیں اس اثنا مین وہ صندوق بارگاہ مین اُتار لائے اور سامنے اپنے خداوند کے آکر سجدہ مین گرے اس مردود نے گڑگڑا کر کہا کہ سر اپنا اُٹھاؤ سجدہ تمھارا بعوض عبادت ہزار سالہ مین نے قبول کیا یہ بہت خوش ہوکر اُٹھے اور نذر دیکر دنگل پر خلعت پاکر بیٹھے ساقی نے جام دینا شروع کیے جب دماغ سب کے بادہ ناب سے گرم ہوئے اسوقت بختیارک ناچتا ہوا انکے سامنے آیا انھون نے ایک مسخرہ وضع شخص کو دیکھکر خندہ دندان نما کیا اور اپنے خداوند سے پوچھا کہ یہ بندہ آپکا کیسا ہے اس خرس نے جواب دیا کہ یہ میرا شیطان علیہ اللعن ہے یہ سنتے ہی سب نے شیطان کے قدم آنکھون سے لگائے اور عرض کیا کہ ہمکو نہ بہکائیے گا اُسنے کہا کہ مین تمسے یہ پوچھتا ہون تم جو آئے ہو تو کس ارادے سے آئے ہو اور کتنی فوج ساتھ لائے ہو انھون نے کہا کہ ہم خداوند کے بندگان مغضوب کو قتل کرنے آئے ہین اور فوج کی ہمکو کچھ احتیاج نہین ہے دیکھو یہ ہمارا لشکر ہے یہ کہکر وہی صندوق کہ جسپر سوار ہوکر آئے تھے وا کیا پٹ اُکھلتے ہی پشہ و مگس کیطرح پانچ لاکھ پتلا فولاد کا نکلا اور ہر ایک نے زمین سے بڑھکر قامت مثل انسان پیدا کیا اور فلک کیطرف سے آواز خود آئی کہ اسطرح کے پانچ لاکھ صندوق اور ہین آپ فرمائین تو حاضر کیے جائین انھون نے کہا کچھ احتیاج نہین ہے یہ کہکر ان پتلونکو بزور سحر داخل صندوق کرکے پٹ بند کرکے کہا ملک جی آپنے ہماری فوج کو ملاحظہ کیا یہ پتلے سب انسان بنکر لڑینگے اور کار دشمن تمام کرینگے بختیارک نے کہا حمزہ بھی وہ زبردست ہے کہ اسم اعظم پڑھکر پتلونکا حال پتلا کردیگا انھون نے کہا اسم اعظم کی بھی ہم تدبیر کرچکے ہین تم دیکھو تو کہ ہم کیا کرتے ہین اس شیطان نے کہا کہ اچھا بیٹے مانا کہ تم ہر طرح زبردست ہو لیکن عیارونکا کیا بندوبست کروگے وہ دم بھر مین ساری ترکیب خاک مین ملادیتے ہین اور ملک فنا دکھادیتے ہین انھون نے کہا وہ کہان ہین اُسنے کہا کہ کچھ تو یہان بھی اسوقت موجود ہونگے اور باقی اپنے لشکر مین متمکن ہین یہ سنتا تھا کہ بلائے جادو پکارا اے عیارو اگر تم یہان آئے ہو تو جانا نہین ورنہ جلا دونگا یہ صدا دیتے ہی چالاک وغیرہ جو عیار کہ موجود تھے اور یہ سب ماجرا دیکھ رہے تھے اُنکے جسم مین سوزش ہوئی یقین ہوا کہ جلنے لگین بہت جلد صورتین تو بدلے ہی ہوئے تھے باہر بارگاہ کے نکلگئے اور دوڑتے ہوئے بارگاہ سلیمانی مین آئے جب وہ جلن موقوف ہوئی پس چالاک نے امیر سے سارا ماجرا ساحرونکے آنیکا اور جو کچھ دیکھا تھا عرض کیا آپنے فرمایا کہ اللہ برتر ہمارا نگہبان ہے فی الجملہ چالاک وہانسے پھر چلا اور خیمہ ابوالفتح مین آیا اُسنے کہا تشریف رکھیے اسنے سب ماجرا اس سے بھی کہا اور اپنا فکرمند ہونا ظاہر کیا کہ ان ساحرونکے شر سے خدا بچائے ابھی سے کوئی تدبیر کرنا چاہیے اسنے کہا اے برادر آؤ ایک آدھ جام شراب کا پیو اور دو تین بازیان چوسر کی کھیلو اور ساحرونکے قتل کا مشورہ بھی کرتے جاؤ یہ یہان بیٹھ گیا اور چوسر بچھا کر کھیلنے لگا اور وجہ عیاری کا اور مشورہ اس امر کا کرتا تھا لیکن وہان جب بلا کے نصیب ہونے سے کوئی عیار گرفتار نہوا اور نہ کسیکے سینہ مین آگ لگی بختیارک نے

ایک تھپڑ مارا اور کہا لیجیے پہلا وار تو انھون نے خالی دیا وہ بھی تو ساحرونکے برادر باب ہین بھلا کیا ہوتا آئے ہین سیاحران باتونسے جھلایا اور کہا ملک جی عیار یہان حاضر ہونگے ورنہ ضرور قید ہوجاتے اور خیر تم کہو گئے کہ سخن پروری کرتے ہین مین ابھی گرفتار کرتا ہون اچھا جو سب مین سرگروہ اور زبردست عیار ہو اُسکا نام بتاؤ وہ جہان ہوگا وہانسے پکڑ آئیگا بختیارک نے کہا سرگروہ عیاران تو تمھارے طلسم مین گیا اور اُسکے بعد جو نامی عیار تھے وہ بھی اُسکے ساتھ ہین انکی زبردستیونکو تو تمھارا اور تمھارے بادشاہ افراسیاب کا دل ہی جانتا ہوگا بلا نے کہا انسے کیا مطلب وہ جانین اور شہنشاہ جانے یہان جو ہون انکو بتاؤ اسنے کہا یہان اب بعد عمرو کے بیٹا اسکا چالاک اور بھانجا ابوالفتح ہے یہ سنکر بلا نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی اور کہا اے چالاک و اے ابوالفتح تم جس مقام پر ہو اُسجگہ یا اپنے لشکر مین جلد میرے سامنے حاضر ہو اور اگر تامل تمین کروگے تو دل و جگر تمھارے قحط تشنگی سے کباب ہونگے اور شدت عطش سے بیتاب ہوا سنئے تو یہ بات یہان کہی ہان یہ دونون عیار جو چوسر کھیل رہے تھے کہ نتیجہ سحر مین گرفتار ہوے چھکے چھوٹے تقدیر کا پانسا پلٹا سارا رنگ اُڑ رنگ ہوا ایسی پیاس معلوم ہوئی کہ پانچ صراحیان برف کی جھلی ہوئی پیگئے لیکن پیاس کی شدت زیادہ تر ہوئی اور پیاس کے علاوہ سب پختہ کاری بھولکر کچے ہوے ششدر و پنج مین پھنسے سب داؤن گھات بھولکر باہم حرف زن ہوے کہ قوی کارخانہ خداوندی لقا درست ہے وہان چلکر جھکئے اور پوبارہ اڑا دیے یہ کہکر بساط سخن کو لپیٹا اسلام کی بازی ہار کر بسان مہرہ چار مین پھنسے جنگ کا حجت اُٹھکر چلا کہ ساحر سے جا کر ملے غرضکہ افتان و خیزان بارگاہ لقا مین آکر سامنے بلا کے ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے کہ ہم آپکے غلام ہین جو ارشاد فرمایے بجالائین بختیارک سحر دیکھکر پھڑک گیا اور ہونٹ اُڑ گئے اور کہا اے بلا مین تمکو ایسا نجانتا تھا اب تمکو لازم ہے کہ ان عیارونکے بھائی بند ایک لاکھ چوبیس ہزار ہین اُنکے ہاتھ سے بچنے کی تدبیر کرو یعنی مخفی ہوکر رہو مجھکو معلوم ہوا کہ مسلمانونپر غالب آ گئے اُسنے کہا تم میرے رہنے کا بھی تماشہ دیکھلو یہ کہکر اسکا ہاتھ پکڑ کر باہر بارگاہ کے لایا ایک تار ریل جانب صحرا مارا صداے مہیب پیدا ہوئی آنکھین بند ہوگئین اب دیکھا تو ایک بیابان سبزہ زار ہے خیابان خیابان پھولونکی بہار ہر شاخ گل پر بلبلین نغمہ سنج ہین لالون لال تر شاداب کے درخت آتا رو تاریخ ہین چشمہ آب جاری ہین چمنستان نسرین و نسترن ہین بیچ مین اس صحراے فرحناک کے ایک بارگاہ مخمل کاشانی کی نصب تھی جواہر سے آراستہ سب تھی ستون الماس نگار کے استادے جواہر کار تھے فرش اسمین قاقم و سنجاب کا بڑی آب و تاب کا تھا پلنگ اسمین مرصع پایونکا بچھا تھا مسہری جواہر نگار کا سامان آرائش بہت تحفہ تھا اسنے کہا ملک جی مین جو نظر مردم دنیا سے نہان رہونگا اور یہ جو اس شخص کی صباحت جادو اڑکر جائیگی اور برے ہوا جاکر قیام کریگی ملک جی نے کہا کہ اب میرے دلکو قرار آیا اچھا چلو بارگاہ مین بیٹھے اور عیارونسے کہین کہ وہ جاکر سرداران امیر کو پکڑ لائین اسنے ایک سحر پھر پڑھا کہ صحرا و بارگاہ نظر سے غائب ہوگئی اور یہ دونون بارگاہ مین آکر بیٹھے اس عرصہ مین وہ دن تمام ہوا اور آفتاب بسان عیاران مطیع ساحرہ شب ہوکر جانب بارگاہ مغرب گیا ابیات

پھر آیا جھمک کے ابر شام سر پر + ہوئی پھر بارش زر ان اختر + ہوا پھر ماہتاب شام پر نور + جو گذری رات تھوڑی حسب دستور + کچھ رات گئے

حسب فہمائش بختیارک عیارونسے ساحرہ کو رنے کلام کیا کہ اے چالاک وغیرہ تم دونون جاؤ اور فرزند حمزہ شہزادہ علمشاہ کو پکڑ لاؤ یہ دونون داب بجالاکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوے اور راہ مین صلاح کی کہ ساحرنے جو ہمارا فی الحال مالک ہے ایک کے گرفتار کرنیکو حکم دیا ہمکو لازم ہے کہ ہم دونون شہزادونکو پکڑ لائین کسلیے کہ نیا نوکر بہت بڑا رتا ہے پس یہی تہیہ کرکے داخل لشکر ہوے چالاک تو بارگاہ شہزادہ علمشاہ کیطرف چلا اور ابوالفتح جانب بارگاہ شہزادہ داراب گیتی کشا گیا اول چالاک صورت اپنی تبدیل کرکے بسان دزد سیاہ پوش ہوکر قریب بارگاہ پہونچا وہان سیارہ بن عمرو عیار شہزادہ علمشاہ کے پہرے پر تھا اسنے للکارا کہ کون آتا ہے یہ اُسکے للکارنے سے بھاگا اور کچھ دور آکر

سوچا کہ تو بھاگ نا حق آیا اور صورت بدلکر بیکار گیا کسلیے کہ تیر اشریک ساحران ہونا کسیکو معلوم نہین یہ لوگ مسلمان سب تجکو اپنا دوست جانتے ہین پس بصورت اصلی چلکر شہزادے کو پکڑ لاؤ یہ سوچکر بصورت اصل قریب بارگاہ آیا سیارہ نے پھر پکارا کہ کون ہے اسنے جواب دیا کہ تو پہچانتا نہین جو ٹوکتا ہے سیارہ یہ سنکر قریب آیا اور اسکو پہچانکر بولا کہ آئیے بھائی صاحب واقعی مجھسے خطا ہوئی مین نے پہچانا نہ تھا بلکہ آپ آگئے مین ایک کام کو جاتا ہون شہزادے سے ہوشیار رہیےگا یہ کہکر آپ چلا گیا کیونکہ اسکو برادر بزرگ و رباپ کی جگہ پر جانتا ہے غرضکہ یہ تو چلا گیا اور چالاک اندر بارگاہ کے گیا حاجب و دربانون کی کیا لیاقت تھی جو روکتے جسنے دیکھا تسلیم کی اور راہ دی اندرون بارگاہ گورون کا پہرا تھا برابر آب بنکے گار دا تر اہوا سنتری ٹہلتا سنگین اور ہتھیار کا کوٹ بند ھا تھا اسنے آگے بڑھکر پاس کھایا گورے نے رستہ دیا یہ آگے بڑھا شمع مومی اور کافوری وغیرہ روشن تھین شاہزادہ بارگاہ سلیمانی سے پھر کر آیا تھا مسند پر جلوہ گر تھا شراب پی رہا تھا کہ اسپر نگاہ پڑی فرمایا کہ آؤ بھائی چالاک تو یہ بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ پہرا موقوف کرا دیجیے مین کچھ تنہائی مین عرض کیا چاہتا ہون شہزادے نے دور کا تخلیہ کرا دیا اسنے باتین کرنا شروع کین اور شراب مین بیہوشی ملاکر شہزادہ کو پلائی کہ وہ بیہوش ہوا اسنے چادر عیاری مین پشتارہ باندھکر سراچہ بارگاہ پشت کیطرف سے چاک کرکے باہر نکلکر اپنی راہ لی ادھر ابوالفتح نے بھی ایسا ہی کیا کہ بصورت اصل بارگاہ داراب مین گیا کسی نے اسکو روکا نہین کیونکہ سب اسکو پہچانتے تھے اسنے اسطرح شہزادہ کو شراب پلاکر تخلیہ کراکر سراچہ کو چاک کیا اور لیکر روانہ ہوا جب لشکر کے باہر نکلگیا ٹھہر کر زنبیل عیاری بجائی چالاک بھی آکر ملگیا دونون متفق ہوکر جانب لشکر لقا چلے لیکن یہان بعد کچھ دیر کے سیارہ آیا اور پہرا وغیرہ برخاست دیکھکر گھبرایا اندر جو گیا شہزادے کو نہ پایا ادھر قتلج عیار بارگاہ داراب مین گیا اسکو بھی نہ پایا گھبرا کر بیرہ تاپا ابوالفتح کا نقش قدم پایا بتایا بہ تجسس مین چلا ادھر سے سیارہ چلا لشکر مین غلغلہ برپا ہوا اطلاع یہ دار کچھ فوج ہمراہ لیکر دوڑ پڑا یہ دونون مثل برق و باد کے چلے چالاک و ابوالفتح قریب لشکر لقا پہونچ چکے تھے کہ انھون نے جاکر گھیر لیا اور خنجر کھینچکر حملہ کیا انھون نے پشتارے تو زمین پر رکھدیے اور لڑنے لگے خنجر اس شب تار مین بجلی کیطرح کوندنے لگے ہنگامہ جو ہوا لشکر لقا قریب تر تھا اطلاع یہ دار با فوج کثیر دوڑ پڑا لیکن بقدرت خدا پشتارونسے منھ جو شہزادونکا باہر تھا ہوا سرد صحرا کی لگی اور زمین کی سردی پہونچی بیہوشی اتر گئی ہوش جو آیا اپنے تئین بندھا پایا زور کرکے پشتارے کو پھاڑا اور باہر نکلکر نعرہ بلند کیا اطلاع یہ دار آپڑا اٹھا اسنے گھیر لیا انھون نے دو ایک کو مارکر تیغہ لیا اور شمشیر زنی آغاز کی اس عرصہ مین طلایہ دار لشکر لیکر آپڑا دونون فوجون مین تیغ زنی شروع ہوئی نعرونکے غریو سے جنگل گونج گیا روباہ خصالونکے جانپر بڑی نخل تن قطع ہونے لگے چشمہ ہاے خون جاری ہوے ہوا سے تیغ روان کے سناٹے تھے لاش پر لاش گر رہی تھی یہ حال تھا کہ ابیات

در دشتہا شد ہمہ لالہ گون
بدشمن بیفتاد چون شیر و گرگ
ہوا زین جہان بود شبگون شدہ
پس از دامن کوہ برخاست باد

بدشت و بیابان ہمی رفت خون
ہمی بر زند این بران آن برین
زمین سر بسر پاک پرخون شدہ

لعین آن لشکر نامدار بزرگ
ز خون یلان سرخ گشتہ زمین
میان صف دشمن اندر فتاد

آخر فوج عدو تاب نہ لاسکی اپنے لشکر کیطرف بھاگی شہزادگان مریخ صولت بصد جاہ و حشمت اپنے لشکر کیطرف پھرے چالاک و ابوالفتح بھاگ کر لشکر لقا مین گئے دونون طرف کے لوگ اپنے اپنے مقام پر آکر آرام مندیر ہوا ایسے وقت کہ عیارہ شب نے پشت سے پشتارہ ظلمت اتارا اور شاہ خاور پشتارہ کی چادر ظلمانی پھاڑ کر نکلا کہ قطعہ

کر ناگہ پھر سحر آئی قضا را
ہرنگ مہر پھر چمکا ستارا
ہوئی ظاہر جب ان مین صبح ناگاہ
چھپے نظروں سے بالکل نجم و ماہ

دم سحر بادشاہ لشکر اسلام بزیب و زینت تمام اور نگ سلیمانی پر آکر جلوہ فرما ہوئے سردار ذیوقار دربار مین آکر جمع ہوئے امیر بھی سجدہ کر پاس سے برآمد ہوکر دنگل نادعنبر آصفی پر بیٹھے شہزادون نے آکر قصہ شبینہ عرض خدمت والا کیا کہ اسطرح چالاک ابوالفتح ہمکو پکڑنے گئے تھے امیر سب ماجرا سنکر گویا ہوئے کہ افسوس ہے وہ مسحور سحر ہوگئے اب ہر ایک انسے ہوشیار رہے یہ فرماکر سیارہ و فتاح کو عوض خدمت دوشینہ خلعت فاخرہ دیئے اور فرمایا کہ راتکو عیار بارگاہ سلیمانی مین رہیں اور پانی طلب فرماکر اسم اعظم الٰہی اسپر دم کرکے شیشونمین بھرا اور سب عیارونکو دیا کہ اسکو پیا اور منھ پر ملو تاکہ مسحور سحر ساحر نہو سب نے وہ آب طاہر و پاکیزہ لیکر پیا اور چہرے پر ملا اور پھر عیاری کو روانہ ہوئے اُدھر بوقت سحر لقا تخت نکبت پر آکر جب بیٹھا بلا و صبا وغیرہ غائب ہوگئے تھے یہ بھی ظاہر ہوکر دربار مین آئے اور دنگلونپر قیام پذیر ہوئے چالاک و ابوالفتح نے سامنے آکر دست بستہ عرض کیا کہ اے مالک ہمارے ہمنے راتکو یہ کیا تھا اور یہ ماجرا گذرا اسنے سب ماجرا سنکر آفرین و تحسین کی اور خلعت دیا اس اثنا مین ہرکارے لشکر لقا کے خبر لائے کہ ہمسوقت لشکر امیر مین تھے امیر نے اسم اعظم پانی پر دم کرکے تقسیم فرمایا ہے اور بارگاہ مین عیارونکو رہنے کا حکم دیا ہے بلا نے جملہ کیفیت سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا حمزہ کہانتک انتظام کریگا مین اسکو خود اسطرح قتل کرونگا کہ تمام عالم اُسکے حال پر رویگا یہ کہکر میخواری مین مصروف ہوا صبا جادو جو شب کو بھیجے ہوا میں ہی ہر اتر کر اپنی جگہ پر آکر بیٹھی اور اسکی دوسری بہن بھی ظاہر ہوئی کسلیے کہ ماہ جادو سپہ سالار ہے جو لشکر مین ہزار ساحر نہین خیمہ زن ہے اور باقی مخفی رہتے ہین پس جب ہر ایک جمع ہوچکا اسنے کچھ مشورہ انسے کیا اور دن بھر ناچ دیکھا کیا جب ساحر روزگار نے ترنج خورشید کو نظر مردم دنیا سے ناپدید کیا اور سیر ظلمت شب کو رخ ترک دہر نے اپنا محافظ و پناہ گیر بنایا کہ بموجب بیات

شب آمد چو اہرمین کینہ خواہ
خروس جرس خاست از بارگاہ
سلاحش یکایک بپرداختند
برفتند چندین زرہ ساختند

یعنی بحکم بلا طبل جنگی نے صدا دی ہرکارے خدمت اقدس بادشاہ اسلامیان مین حاضر ہوکر دعا و ثنائے شاہنشاہی بجالائے اور کوس رزم کے بجنے کی خبر عرض کرکے بامر جاسوسی پھر چلے گئے یہان بھی نقارۂ حربی حسب ارشاد شاہی گڑگڑایا کوس اسکندری کا غریو چاردانگ عالم مین پھیلا کہ بموجب قول المولفہ

ہوش پھر میرے گم ہوئے ساقی
تیز شمشیر طبع کرنا ہے
لڑنے والے کمر لگے کسنے
سر مین سودائے جنگ و کشت و خون
رزم و پیکار کی تھی دلمین بند
شور ہل من مبارز تھا بپا
ٹوٹتے تھے جو چرخ سے تارے
تیز ہوتی تھین تیرون کی بھالین
کوئی گھوڑے پہ زین دھرتا تھا

دے مے تند کچھ جو ہو باقی
رزم پر کینہ ور تھے آمادہ
جوش جرأت سے سب لگے ہنسنے
آب و تاب ایسی تیغ ہمت مین
رشتۂ جان بھی کیا عجب ہو کمند
تیر کرتے ہون جسطرح پرواز
تیر ترک فلک نے تھے مارے
خوف سے مرگ کے کوئی تھا نڈھال
تیغ کو کوئی صاف کرتا تھا

آج زاہد سے مجھکو لڑنا ہے
چوب پر طبل جنگ افتادہ
شاہد تیغ پر ہوئے مفتون
شمع روشن تھی بزم جرأت مین
تھی چقاچاق اسلحے کی صدا
شب مین یون سائین سائین کی واز
ہالۂ مہ کی شکل تھین ڈھالین
کوئی نیزے کی دیکھتا تھا بھال
تھی تفنگون کی ہر طرف یہ پکار

ہان جوانو ذرا رہو ہوشیار
روز جنگ ست جنگ باید کرد
کوشش نام و ننگ باید کرد
رات اسی شغل مین ہوئی جو بسر
غنچۂ مہر جبکا گردون پر
ظلمت شب سے یون مٹے تارے
جیسے گر جائین پھول ڈھاکونسے
صبحدم لشکران کینہ جو
چلے میدان کو بہر رزم عدو
حمزۂ نامدار مسجد سے
سج کے ہتھیار تن پہ یون نکلے
جیسے مشرق سے خسرو خاور
آتا ہے وقت صبح گردون پر
لے کے سردار اپنے سب ہمراہ
بہر تسلیم شاہ عالیجاہ
عیش خانے کے در پہ سب آئے
آمد شہ کے انتظار مین تھے
جب برآمد ہوے شہ والا
بڑھ کے ہر ایک نے کیا مجرا
تخت شاہی کے گرد سب ہو کر
جانب رزم گہ چلے خود سر
کیا تجمل لکھون سواری کا
ترک گردون بھی تھا ادب سے جھکا
گرد لشکر سے دہر تھا کالا
چشمۂ مہر ہو گیا گدلا
کثرت فوج پر پڑی جو نگاہ
دل پیر فلک سے نکلی آہ
کہتا تھا آہ اب پڑی افتاد
مرکز خاک ہو گیا برباد
الغرض دشت کین مین جا پہونچے
اُس طرف سے عدو بھی آپہونچے

یعنے فوج **لقاے** گمراہ کینہ خواہ وارد میدان رزمگاہ ہوئی سیاہ سیاہ وردیان سوار ونچی سرخ سرخ قبائین پر سیالہ اور تکمی کالی کرتیان پیادے پہنے ظاہر اصورت ڈراؤنی بنائے جرات اُنپر ہنستی چہرے پر نامردی برستی گروہ گروہ وہ سپاہ انبوہ سامنے آکر صف کشیدہ ہوا کوہ پیکر رازقامت طویل وعریض ہیئت شتر بےمہار کیطرح منھ اٹھائے بیوقوفی کے آثار چہرے سے عیان صورت بنائے وحشت نبرد مین آئے **لقا** کا تخت ہاتھی پر کھنچا ہوا خواصی مین بختیارک خر اص شیطان کا رکھتا مضحکے کرتا ہوا آیا بیلچہ کار پست و بلند زمین ہموار کرچکے سقے گرد وغبار بٹھلانے لگے نقیب یہ صدا لگانے لگے ہوس خاطر بڑھانے لگے کہ **نظم**

چنین گفت گو بود در کارزار
کہ اے نامداران خنجر گزار
ہمہ تیغ زہر آب گون برکشید
بلیلی اندر آئید و دشمن کشید

یہان تو یہ درستی تھی لیکن **بلاے جادو** ابھی نہ آیا تھا کوہی منتظر تھے کہ یکایک برق سے ہوا ایک شعلہ چمکا کہ آنکھین سب کی خیرہ ہو گئین پھر جو دیکھا تو ایک بنگلہ زمرد نگار ہے سر بنگلہ پر کلس جواہر کار ہر گنبد پر اسکی خوبی پر بلا گردان و نثار ہے ایک مور جواہر کا بنگلے کی چوٹی پر بیٹھا ہے دم چتر کیے ہوئے ناچتا ہے پردہ زنبوری پڑا ہے خاطر کفار کیطرح بندھا ہے اندر بنگلے کے مسندین پرتکلف بچھی ہین **بلا ار جادو** بیچ مین بیٹھا ہے دونون پہلو مین دونون بہنین اسکی **صبا جادو و مہتاب جادو** بیٹھی ہین کشتی مے سامنے دھری ہے مے کشی ہو رہی ہے بوسہ لب شیرین اپنی ہمشیر کا بلاے رہا ہے چار شیر پنیدی بنگلہ کو اٹھائے ہین منھ سے شعلہ ہاے آتش کے نکلتے ہین بنگلہ مین پریان **قمر پیکر** حسن مین برا از مہر منور ناچ رہی ہین اور غزلہاے عاشقانہ گاتی ہین تھاپ طبلون پر پڑتی ہے سارنگی پر رنگ سے بجتی ہے جادو برابر بنگلے کے تین ہزار ساحر باز دبط و قرقرو پر سوار ماہ جادو بعہدہ سپہ سالاری بہر رزم تیار آکر ایک طرف قائم ہوئے اور بلاے بے ایمان بنگلے سے نکلا سامنے **لقا** شیطان کے آکر سجدہ مین گرا اور عرض رسا ہوا کہ اجازت میدان دیجیے اس مردود نے اسکو رخصت کیا وہ پھر اپنے بنگلے کے در پر آکر کھڑا ہوا اور شیر بنگلے کو لیکر بڑھے جب وسط میدان مین پہونچے اسنے پکار کر کہا کہ اے فرقہ خدا پرستان تم مین سے جو آرزوے مرگ رکھتا ہو وہ آئے لشکر اسلام کے اُسکے سحر سے ہوش اُڑے ہوے تھے کسلیے کہ چالاک **ابوالفتح** کو دیکھ رہے تھے کہ یہ دونون اندر بنگلہ کے سر پر صبا وغیرہ کے رومال جھلتے تھے اور مثل غلامان کمترین کے مصروف خدمت تھے

پس اس بیحیا کے نہیب بیجا سے کسی نے سبقت نفرمائی جب اُسنے پھر للکارا اُسوقت امیر منتظر تھے کہ کوئی بہادر نکلیگا عرصہ ہوا خود قصد نکلنے کا کیا مگر ہنوز میدان قرق ہوا تھا کہ صف دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے گورے بگل بجانے لگے باجا ارگن بجنے لگا پریٹ گگبی بطنبور گر گر لایا شہزادہ علمشاہ نے اشتر مالا کبود فرنگی اُڑایا اور سامنے تخت شاہ کے آکر عرض کیا کہ آرزوے رزم رکھتا ہوں بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت فرمایا یہ شاہزادہ جنگ پر آمادہ ہوکر اسطرف سے چلا لیکن ساحر نے اسکو آتے دیکھکر ایک بیضۂ زرین و روشن رنگ مہ مبین مشرق دار جھولے سے نکالکر زمین پر مارا کو وہ بیضۂ آفتاب مثال زمین میں غروب ہوا دفعتاً اُٹھ تو کوس تک زمین اونچی ہوگئی اور سونیکی بنگلی پشتہ در پشتہ سونیکا چبوترہ نظر آنے لگا گویا زمین نے گنج قارونکا انبار اگل دیا جہانتک نگاہ کام کرتی تھی بیس گز بھر بلند سونیکا چبوترہ ہوکر دور تک دکھائی دیتی تھی اس چبوترہ پر برابر ہزارہا برج جواہر کے بنے تھے یا طلائی فرش پر الماس زمرد یاقوت کے میر فرش دھرے تھے بروج فلک کہ منازل شمس ہیں انکے سامنے ماند تھے روے زمین کو چار چاند کیا لگے ہزارہا چاند تھے برج کے در محرابدار تھے ہم شکل ابروے دلدار تھے پردے سیاہ ڈوریوں میں ٹنگے تھے دل عشاق زلف یار میں بندھے تھے پردونپر ترنج اور بوٹے سلمہ ستارے کے کارچوبی بنے تھے بیچ میں اُن برجونکے ایک برج جالدار بنا تھا یعنے تمام دیواریں اسکی سونیکی تھیں لیکن شبکہ دار بنی تھیں خاتم بندی کا کام کیا تھا ہر شبکہ میں اُسکے گوہر آبدار آویزاں تھا ایک لکہ ابر اس بنگلہ سے نکلکر زمین طلائی پر چھا گیا تھا اور ترشح اُسمین سے ہوتا تھا عجب لطف دیتا تھا کہ سونیکی زمین پر پانی کے قطرے جو پڑے تھے گویا گوہر شاہوار بچھے تھے شاہد ارض سونیمین زرد ہو تو ہیں سفید بھی واقعی وہ جگہ قابل دید تھی نیلا نیلا ابر سنہری زمین پر چھایا گویا نیلم کے گرد مرصع ساز سحر نے کندن جمایا تھا حلقۂ خاتم دنیا پر نیلم کا نگینہ جڑا تھا آب و تاب میں بہت کم تھا اودی گھٹا سنہری زمین پر چھائی تھی باد سے ملنے رات آئی تھی اس ابر کے برسنے سے درخت گلزار شجر ہلے پر بہار پر از غنچہ و اثمار فی الفور زمین سے اگتے تھے جھمہاے طلائی بنتے جاتے تھے وہ گل ہمین رنگ رنگ کے پیدا تھے جو رنگ رخسار یار گلعذار کو اپنے روبرو پھیکا بتاتے تھے ایسی شوخی دکھاتے تھے جو غنچہ تھا وہ خاطر بستہ رنج کو فرحت دیکر شگفتہ کرتا تھا خوبی و نفاست کا دم بھرتا تھا دم بھر میں بہت بڑا باغ لگ گیا یہ عالم ہوا کہ تختۂ چمن کشور حکومت شہ گل تھا گلزار آباد نام اس ملک کا بے تامل تھا رعایاے عنادل وطائران نغمہ سنج اس اقلیم میں بستے تھے عجیب دلچسپ بستی تھی شہ گل کا حکم ہر ایک تختۂ گلستان پر جاری منتظم الملک باد بہاری نہ خزاں اس ملک میں ہرزہ گری کر سکتی تھی نہ باغبان و صیاد کی زبردستی چلتی تھی فرش مخمل سبز سبزہ کاشانہ بہار میں بچھا تھا ہوا کا دل اسپر لوٹ ہو رہا تھا ریاض سلطنت کا ہر پھول رنگ بو تھا سپاہی کی صورت سرو لب جو تھا چار سو ایک خنجر آبدار تھا سبزہ و تیر مژگان یار تھا قمری و عندلیب نقیب لشکر بہار تھیں صداے خندۂ گل انکا کڑکا تھا خوشبو میں گلگونہ گلگون ہوا پر سوار تھی

ابیات

بنے وہ برج جادو سے سر راہ	رفیع الشان و روشن صورت ماہ	سراپا سنگ مرمر صرف آئینہ
نہ آیا عیب کا اک حرف آئین	وہ موقع سے جواہر سب جڑے تھے	کہ دیواروں پہ گل بوٹے بنے تھے
نگار و نقش ایسے خوب و خوشرنگ	کھلے دیکھے سے جسکے ہر دل تنگ	بنا تھا باغ رنگین اُسکے اندر
فضیلت لے گیا باغ ارم پر	کھلے ہر سو ہزاروں رنگ کے پھول	شگفتہ تھے وہاں سب ڈھنگ کے پھول
بھرے حوض اور فوارے تھے جاری	تصدق ہر روش باد بہاری	

جب ملاکے سحر سے یہ کیفیت ظاہر ہوئی شہزادہ علمشاہ نوجوان کے قریب پہونچتے ہی اُسنے کہا کہ اے شہزادے اس برج میں سے جو برج

کہ پسند ہوا ہمین جا کر سیر کرو یہ کلمہ سنتے ہی شہزادہ کو خیال رزم بالکل جاتا رہا اور اُسکا مطیع ہوکر گویا ہوا کہ مع مرکب مین ہمین نجا سکونگا
اُسنے کہا مع گھوڑے مین آپکو بھیجدونگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ انکے گھوڑے کے پر نکل آئے اور اُڑکر ایک بُرج مین چلا گیا بعد انکے جانے
کے پھر اسنے مبارزطلبی کی ادھر سے ملک خاور کی فوج مین نقارے بجے سردار پاپیادہ ہوے شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم علمشاہ
شیر ناگ کو چھپر ملکر سامنے بادشاہ کے آکر اجازت لیکر مقابل ساحر گئے اسنے انسے بھی کہا کہ برج مین چلے چلو یہ بھی مطیع ہوکر برج مین مع
مرکب گئے پھر اسنے نہیب دی کہ کسے دیگر بیاید ایک شہزادہ داراب کشورکشا باجازت بادشاہ سامنے اسکے آئے اور بحکم اسکے برج
مین چلے گئے اسیطرح جوہر سپہر شجاعت کر آیا ببان شمس عیار برج فلک سحر ہوا یہ ماجرا دیکھکر امیر نامور نے ارادہ نکلنے کا کیا
صف بند ہونیسے بختیارک سمجھا کہ اب حمزہ نکلیگا پس اسنے طبل بازگشت بجوادیا امیر رنجیدہ خاطر جانب آرامگاہ پھرے لشکر
نے کمر کھولی آسودہ ہوا ادھر بلا نے ایک سحر پڑھا کہ وہ باغ و برج سحر نظر سے غائب ہوگئے اور برج کے علمشاہ وغیرہ کو گرفتار
کرکے سامنے ساحر کے لائے اسنے کہا ان شہزادونکو قید کیوں کیا ہی یہ ہمارے بڑے ہین یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ شہزادے اور سب قیدی
مع مرکب اڑکر جانب فلک جا کر غائب ہوگئے اور یہ لشکر پھر اتر پڑا اور برآکر سپاہیوں نے استراحت کی بلا کا بنگلہ وغیرہ بھی غائب ہوگیا
عیار اور صیاد وغیرہ بنگلہ سے اتر گئے اور سب داخل بارگاہ لقا ہوے اور اپنے مقام پر بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے اسوقت شیطان خداوند نے بلا کی
بہت تعریف کی واہ واہ کیا خوب تم لڑے جیسا سنا تھا ویسا ہی تمکو پایا آج تم سارے لشکر کا سلیمانیونکے خاتمہ کردیتے مگر مین نے بخیال حمزہ
طبل بازگشت بجوادیا خیر یہ تو سب کچھ ہوا مگر اب تدبیر اہم اعظم کرنا لازم ہی بلا نے کہا ملک جی میرا قصد یہ ہی کہ فرزندان حمزہ کو اسکے لشکر سے
لڑاؤن اور اسی لیے علمشاہ وغیرہ کو مین نے گرفتار بھی کیا ہی شیطان نے جوابدیا کہ شہزادہ مذکور کو بیشک تم لڑا سکتے ہو لیکن حمزہ جب
اُسکے مقابل آئیگا سحر باطل کردیگا پس مناسب یہ ہی کہ چالاک و ابوالفتح سے حکم دو کہ اسکو جا کر چرالائین جب وہ اسکو لیکر نکلین
اسوقت شہزادونکو لڑوا کر لشکر اسلام کو تاخت و تاراج کرنا اور ان عیارونسے یہ بھی تاکید کردو کہ حتی الامکان بارگاہ سلیمانی
مین نجائین بلکہ گھات مین رہین کہ جب حمزہ مسجد کو یا اس مین جائے اسوقت یہ اسیر عیاری کرین کسلیے کہ اس بارگاہ مین بھی سحر اتر جائیگا
بلا نے کہا یہ وہ سحر نہین ہی جو بارگاہ مین جانیسے اتر جائے یہ کہکر عیارونسے حکم دیا کہ جاؤ حمزہ کو پکڑ لاؤ عیاروں نے کہا بہت اچھا
اور منتظر شام ہونیکے ہوکر ٹھہرے لیکن بصورت مبدل سرہنگ و یزک خطائی عیاران لشکر اسلام بامر جاسوسی یہان موجود
تھے انھون نے بھی یہ ارادہ ساحر اور عیارونکو بھیجنا معلوم کرکے کچھ دن باقی تھا کہ خدمت امیر مین جاکر اپنے تئین پہونچایا اور
عرض کیا کہ آپکی گرفتاری کو عیار یعنی چالاک وغیرہ آتے ہین لہذا ہم عیارونکو کہ ہمارے بھائی بند ہین عیاری کرکے آپکی خدمت
مین لانا چاہتے ہین اور اس حال زبون سے رہنا انکا خدمت ساحر مین نہایت عار و ننگ جانتے ہین پس آپ آج مخفی ہوجائین تاکہ ہم
عیاری کرین امیر نے عرض انکی قبول فرمائی اور ایک تہخانہ مین اندر بارگاہ سلیمانی کے اُسکی شب عبادت کرنا مقرر فرمایا سرہنگ
وغیرہ یہ بندوبست کراکر بہر عیاری چلے اور قریب شام لشکر لقا مین سمجھکر جہان سوارونکی امین ہر آئے دیکھا کہ گھسیارے گھاس کھودکر
کے سامنے کھولکر اپنے گاؤنکی طرف جاتے ہین انھون نے ایک گھسیارے کو تجویز کرکے اسکے ساتھ جنگل مین آکر حباب بیہوشی مارکر اسکی صورت
امیر کی ایسی بنائی اور بشارہ چادر عیاری مین باندھکر ایک غار مین رکھدیا اور آپ پھر جانب لشکر لقا چلے اس عرصہ مین بلیچہ کار فلک پشتہ چرخ
سے کاہ شعاع لیکر جانب مغرب روانہ ہوا اور کاہ کشی ماہ کشت انجم سے گھاس نکالنے پیدا ہوا کہ ظلم چھپا جب شہب گردونکا سوار ہوا

پیادہ بنگلے سب نجم سیارہ تلاش اسباب کی تھی سبکو ناگاہ دیکھ آئی شام لیکر مشعل ماہ شام ہوتے ہی چالاک و ابوالفتح حسب الحکم ساحر بہر عیاری قنطورے اور بیتابے وغیرہ حیلہ ہائے ناحق سے حسب چالاک ہو کر چلے جیسے ہی کنارے لشکر لقا کے پہونچے دیکھا کہ سرہنگ ویزک صحرا کی جانب سے آتے ہین پس یہ ٹھہر گئے اور انھون نے بھی انکو پہچانا از بسکہ انکی تلاش مین تو آتے ہی تھے فوراً دوڑکر قریب آگئے اور بہت ادب سے سلام کرکے ٹھہرے انھون نے پوچھا کہو بھائی مزاج تو اچھا ہے آج کدھر آئے انھون نے کہا تمھارے پاس جاتے تھے تم راستہ مین ملگئے یہ مستفسر ہوے کہ کیون خیر تو ہے انھون نے کہا ہم نوکری حمزہ کی چھوڑکر اپنے وطن کو جاتے تھے تمکو بھی چاہا کہ دیکھ آئین بھائی ابو حمزہ کو ایسا غرور ہوگیا ہے کہ وہ ناحق ہر ایک کو مارتا ہے گالیان دیتا ہے کل ہمکو بھی بہت مارا ہمنے نوکری چھوڑدی یہ ہماری حقیقت ہے انھون نے سارا ماجرا سنکر انکے اوپر افسوس کیا اور کہا تمنے خوب کیا جو نوکری چھوڑدی ہمارے مالک کے پاس نوکری کرلو بڑے آرام سے رہوگے انھون نے کہا نہین ہم اب اپنے گھر جائینگے وہ بولے کہ نہین ہم ضرور تمکو اپنے ساتھ رکھینگے یہ کہکر باصرار تمام اپنے ہمراہ انکو لیکر چلے اور جو خیمہ کہ انکے رہنے کیلیے ملا ہے وہان لائے خیمہ مین زینت و آراستگی بہت تھی شمعہائے مومی و کافوری روشن تھین انکو مسند پر انھون نے بٹھایا اور کہا اب تم ہم مین ملگئے سو اس سبب سے راز اپنا تمسے کہتے ہین ہم حمزہ کے گرفتار کرنیکو جاتے ہین تم باطمینان تمام بیٹھو جب ہم اسکو پکڑ لائینگے تو تمھارا حال اپنے مالک سے کہکے نام تمھارا لکھا دینگے یہ گویا ہوے کہ بھائی تم حمزہ کے قید کرنیکو بیجا تو کیونکر تمکو صورت بدلکر جانا ہوگا ہم جاتے ہین وہ لوگ ہمکو ابھی تمھارا شریک نہین جانتے ہین ہم باسانی اسکو بیہوش کرکے لائینگے یہ کہکر اٹھے وہ بھی سمجھے کہ یہ سچ کہتے ہین اسوجہ سے چپکے رہے اور وہانسے چلے جنگل مین آکر ٹھہرے رہے کچھ دیر گھسیارہ کو تو حمزہ بنا چکے تھے ہی پس غار سے پشتارہ لیکر دوش پر لگایا اور خیمہ مین انکے آئے انھون نے کہا بھائی لائے کہا ہان لیجیے لائے وہ بہت خوش ہوے کہا آپ ٹھہریے ہم اسکو اپنے مالک کو دیکر آتے ہین یہ کہکر وہ پشتارہ اٹھا کر شادان و فرحان بارگاہ لقا مین آئے یہان ابھی سویرا تھا دربار برخاست ہوا تھا بلا وغیرہ بیٹھے تھے کہ انھون نے پشتارہ لاکر سامنے رکھدیا اور کہا لیجیے ہم حمزہ کو بدقت تمام لائے اور دو بھائی ہمارے اور آکر شریک ہمارے ہوے ہین انکی پرورش بھی سرکار کرین اسوقت انکی خاطر و مدارات کرنے اپنے خیمہ مین جاتے ہین صبح کو مع انکے حاضر خدمت ہونگے یہ عرض کرکے اپنے خیمہ مین چلے آئے یہان شراب کباب وغیرہ تو موجود کر ہی گئے تھے سرہنگ ویزک نے جام سے بیہوشی آلودہ کر رکھے تھے جب آئے کہا بھائی صاحب شراب نہین پی انھون نے کہا خوب ہم پی چکے ہین جب سے آپ گئے تھے اسوقت سے پی رہے تھے اب آپ پیجیے یہ کہکر جام بھر دیا وہ بے اندیشہ انجام پی گئے اور بیہوش ہوے انھون نے انکو کمند سے باندھکر چادر مین لپیٹا اور پشتارہ دوش پر دونون نے رکھا اور اس خیال سے کہ در خیمہ پر ملازم وغیرہ انکے ہین شاید روکین پس پشت کیطرف سے خیمہ چاک کرکے باہر نکلے اور اپنا راستہ لیا ادھر بارگاہ مین بلائے بیضہ سے امیر نقلی کو کھلوایا اور آہنگر بلاکر ہزار من کی قید جسم پر پہنا کر ہوشیار کیا جب آنکھ اس گھسیارہ کی کھلی اس بارگاہ کی شوکت دیکھ کر پہلے تو دنگ ہوگیا جب بٹھار ہا بلائے پکار کر کہا کہ اے حمزہ ذرا آنکھ کھولکر اپنی حقیقت دیکھ کہ کوئی گھڑی مین قتل ہوا چاہتا ہے گھسیارے نے مرنے کا جو نام سنا گھبرایا اور اپنے تئین طوق و زنجیر مین بندھا دیکھکر پکار اٹھا کہ میان ہوا کیا کسو دن ان الفاظ کو سنکر مجتیارک نے صلوات پڑھی اور کہا یہ حمزہ کبھی نہین ہے اسکا منھ گرم پانی سے دھلوا دو معلوم ہوجائیگا جو کوئی ہوگا پس بسے قبرت آب گرم سے ہاتھ منھ دھلوایا رنگ روغن عیاری جاتا رہا خاصا گھسیارہ نکل آیا اس سے پوچھا کہ بتا تو کون ہے اسنے کہا مین بھلا سا کھانے گھوڑ ہیکا گھسیارہ ہون بلا لو یہ سنکر غصہ آیا اور حکم دیا کہ چالاک کو لاؤ لوگ وہان جو گئے معلوم ہوا کہ دو عیار آئے تھے وہ پکڑلے گئے

یہی حال آکر ساحر سے بیان کردیا اسنے اس گھسیارے کو تو چھوڑ دیا اور کہا عیارونکو وہ لیگئے ہین تو کیا ہوا انکا سحر کسیطرح نہ اتریگا اور وہ بڑا بیکر ہلاک ہو جائینگے یہ کہکر پھر آرام و راحت دربار سے غائب ہو گیا القا بھی دربار برخاست کرکے خوابگاہ مین گیا ادھر سر ہنگ و پزک ان دونونکو خدمت امیر مین لائے اور زیادہ جرات جا چکی تھی امیر مصروف طاعت الٰہی تھے ان دونونکا حال سن نہ سکے قید کرادیا چنانچہ عیارون نے انکو قید پہنچا کر داخل زندان کیا اور آپ آرام پذیر ہوے جب طوق ہالہ ماہ و زنجیر کہکشان جسم قیدی شب سے اتری اور حال امیر سیارگان روشن ہوا نظم

ہوا پیدا جو شاہ چرخ اخضر ۔ جلوس اسنے کیا تخت سحر پر
ہوا جاری جہان مین شعشۂ نور ۔ ضیا سے خانۂ عالم تھا معمور

دم سحر بادشاہ نامور و امیر دادگر بارگاہ سلیمانی مین آکر زیب دہ تخت و دنگل ہوے سردار و نکے جنگل ہوے عیار حاضر ہوکر قصہ شبینہ زبان پر لائے بادشاہ نے حکم حاضر کرنے چالاک وغیرہ کا دیا اس اثنا مین سیارہ وغیرہ جو عیاری کو گئے تھے ساحر تو غائب ہستے ہین عیاری کچھ نہ کرسکے پھر کر بارگاہ مین آئے اور حال گرفتاری چالاک وغیرہ سنکر امیر کی خدمت مین عرض پیرا ہوے کہ حضور بارگاہ مین عیاران مسحور کو آج نہ بلائین اور اسم اعظم پڑھکر انکا سحر نہ دفع فرمائین ہماری عیاری کو ملاحظہ کرین کہ ہم کیونکر اسی ساحر سے کہ جسنے انکو مسحور کیا ہے رد سحر کراتے ہین اور انشاء اللہ سرداران مقید کو بھی ہا کر کے لاتے ہین کیونکہ ہم عیار ونپر اسنے آتے ہی دست درازی کی ہے تو ہمکو بھی چاہیے کہ اسکا عوض اپنی ہی فطرت سے کرین آپکو معین نہ بنائین امیر نے انکی جرات و ہمت پر آفرین کی اور عیارونکا بلانا موقوف کیا سیارہ وہانسے اپنے اقرار کے پورا کرنیکو روانہ ہوا اور چونکہ صبح کو سب ساحر ظاہر ہوکر دربار مین اپنے خداوند کے آئے تھے اور ماہ جادو سپہ سالار لشکر ہی اپنے خیمہ مین بہر انتظام فوج بیٹھی تھی کہ سیارہ صورت بدلے اسیطرف آیا اور اندر جانیکی فکر مین تھا اتفاق سے ایک کنیز خدمتی ماہ کی خیمہ سے نکلی اور ایک طرف کسی کام کو چلی اسنے اشارے سے اسکو بلایا اور کہا عجب تماشا ہے یہ جو سامنے پہاڑی ہے اسپر حرف لکھکر جو مین نے دیکھا تو صبا جادو اشکی معلوم دیتی ہین تم بھی چلکر دیکھو برے ہو آتو دہ ہی مین کہین کوئی ساحر تو آیا ہو اور انکا یہ حال بنایا ہو کنیز بیچاری کی عقل سن ہیا تکو سنکر اوندھی ہوئی اور اپنی اہ بھولکر دم مین آکر اسکے ساتھ چلی جب یہ کنارے لشکر کے اسکو لایا کہا دیکھو یہانسے بھی دکھائی دیتی ہین وہ لگی دیکھنے اسنے بیہوشی کا ہاتھ پھیرا ہوا اسکے منھ پر پھیر دیا وہ چھینک مارکر بیہوش ہوگئی اسنے اسکو سناٹے کیجگہ پر لاکر ایک غار مین ڈالدیا اور پیرہن اسکا لیکر رنگ و روغن عیاری لگاکر شکل اسکی صورت کے شکل اپنی بنائی مسی ہونٹھو نپر لگاکر لالی جمائی بالونکو سمیٹ کر جوڑا باندھا ہلکا رنگا ہوا پیازی دوپٹہ اوڑھا ہاتھو نمین چاندی کی چوڑیان پانونمین بچلیان چاندی کی سادی کانونمین ڈالین سانولی صورت کان ملاحت نمکپاش جراحت دل عشاق دلبری مین طاق بنکر نظم

سنواری زلف پیچ و تاب لیکر ۔ وہ بیٹھی پیش و برد آئینہ لیکر
کیا روغن سے خوشبو کے معطر ۔ لحد مین شاد تھی روح سکندر
بنایا ہر گرہ کو مشک نافہ ۔ رقم آنکھون مین تھی سرمہ کی تحریر
ہوا اسکے قلم سے خشک نافہ ۔ شعرا کو کوئی دیتا ہے شمشیر

وہاںسے اٹھلاتا کمر کو بل کا عالم دکھاتا خیمہ ماہ مین آیا اور سامنے اسکے آتے ہی قہقہہ مار کر ہنسا اسنے کہا مالزادی کچھ تو دیوانی ہوگئی ہے مین نے جس کام کو بھیجا تھا اسکا حال بتلا یہ تو ہنستی کیوں ہے اسنے ان باتونکے جواب مین پھر ایک ٹھٹھا مارا اور ایسا ہنسی کہ ہنسی تھمتی ہی نہ تھی پیٹ پکڑ لیا اور لوٹتا مارے ہنسی کے شروع کیا آنکھونمین فرط خندہ سے آنسو بھرے تھے اہا ہا کا شور او ہی ہی کی صدا بلند

تھی ماہ بہت حیران تھی کہ کمبخت کیا زعفران کا کھیت دیکھ آئی ہے یا کچھ آسیب ہوگیا ہے کیا ماجرا ہے جو ہنسے جاتی ہے پس وہ غصہ سے گھورنے لگی کہ رنڈی حواس میں آ ہوش کی دوا کر یہ ٹھٹھی مجکو بھی نہیں معلوم دیتی سچ بتا تجھے اپنے دیدوں کی قسم کہ کیوں ہنستی ہے اسنے ہاتھ دکھا کر کہا یہ کاہیکو بتاؤں میں جو ہنسنے پڑا ایا پایا ہے اسنے مشتاق ہوکر کہا دکھیں دکھیں ہنستی ہوئی بھاگی اور یہ پیچھے دوڑی کہ موئی شامت آئی ہے مارے جوتیوں کے فرش کر دونگی لونڈی کا کالی بند و تر کو دن لگے ہیں خدا کی شان کچھ پایا ہے جو ہم سے بھاگتی ہے یہ کہتی ہوئی اسکے پیچھے باہر خیمے کے آئی اور کہا قسم سامری کی اب جو بھاگی تو سحر کی بجلی گرا کر تجھ کو جلا دونگی کنیز نے کہا حضور اتنی دور تو آپ آ ہی چکی ہیں اور کچھ دور چلی آئیے تو میں اکیلے میں آپکو دکھا دوں یہ کہکر دور سے بلائیں لیں کہ میری اچھی بیوی میں تمہارے صدقے میں میں تمہارے واری کوٹھڑی وہ ادھر چلی آئیے وہاں بہت آدمی آتے جاتے ہیں چیز چھین جائیگی اسنے اسطرح اسکے چھپانے اور احتیاط کرنیکو دیکھکر بڑا تعجب کیا اور بہت اشتیاق پیدا ہوا کہ نہیں معلوم کیا اسنے پایا ہے جیسی باتیں کرتی ہے یقین ہے کہ شادی مرگ ہو جائیگی پس دیکھنا ضرور چاہیے اور اگر نایاب نادر کوئی چیز ہو تو اس سے لینا چاہیے کیونکہ لشکر خداوند کا اور اہل اسلام کا اترا ہوا ہے نہیں معلوم کسیکا کیا گر گیا ہے جو اسنے پایا ہے پس یہ سوچکر ہمراہ کنیز نقلی صحرا میں آئی کنیز مذکور وہاں آکر ٹھہری اور پاس آکر بیوی کی بلائیں لیں کہ میری بیوی کسی سے ذکر نہ کرنا اس بلائیں لینے میں ہاتھ تو بیہوشی سے بھرا ہی تھا ماہ چھینک مار کر بیہوش ہوگئی اسنے ایک غار میں اسکو بھی بند کیا اور آپ اسکی صورت بنکر لباس اسکا پہنکر اس غار پر گیا کہ جسمیں کنیز کو بند کر آیا تھا اور اسکو کپڑے اسکے پہنا کر ہوشیار کیا اسنے ہوشیار ہوکر اپنی بی بی کو دیکھا پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اسنے کہا تجھے عیار بیہوش کرکے ڈال گیا تھا میں نے بزور سحر تیرا حال دریافت کرکے آکر چھڑایا یہ کہکر اسکو ہمراہ لیکر بارگاہ میں آکر بیچاری ماہ بیٹھا کچھ دیر میں بلا جادو نے چوبدار بھیجکر ماہ کو بلایا کہنا کہ آج تم ہمارے پاس کیوں نہیں آئیں چوبدار نے پیام کہا یہ اٹھکر مع چند کنیزوں کے بارگاہ لقا میں گیا اور پاس بلا کے بیٹھا سو طرح کی باتیں کرکے ذکر عیاروں کا چھیڑا بلا نے کہا چالاک وغیرہ کو عیار لیگئے ہیں مگر وہ اچھے کسیطرح نہ ہونگے بلکہ تڑپ تڑپ کر مر جائینگے ماہ نے کہا اے بلا تم سچ کہتے ہو مگر میں ایک بات سوچی ہوں یعنی انپر سے سحر اپنا اتار لو تاکہ وہ قید میں ہلاک نہوں اور جب وہ ہوش میں آئینگے تو حمزہ انکو چھوڑ دیگا تم پھر ایسا سحر کرنا کہ وہ چھوٹتے ہی تمہارے پاس چلے آئیں قید میں انکو ہلاک کرانے سے کیا فائدہ ہے بلا کو یہ تقریر پسند آئی کہا تم اچھی صلاح بتاتی ہو اسکو تو یہ سخن پسند خاطر ہوا مگر بختیارک کھٹکا کہ ماہ کو کیا ہوگیا ہے جو عیاروں پر سے سحر دفع کراتی ہے مطلب تو ہوا اگر بیساختہ منع نکر سکا اور نہ یہ کہہ سکا کہ یہ ماہ نہیں کوئی عیار ہے کیونکہ شاید گمان غلط ہو غرضکہ بلا نے حسب مشورہ ماہ سحر پڑھکر دستک دی اور کہا اے چالاک و ابو الفتح اب تم اپنی حالت اصلی پر آجاؤ اطاعت میری ترک کرو یہ کہنا تھا کہ وہاں زندان میں ان دونوں پر بیہوشی طاری ہوئی پھر جو ہوشیار ہوئے پکارے کہ بھائیو ہمارا کیا قصور ہے جو ہمیں قید کیا ہے عیاروں کا در زندان پر پہرا تھا وہ صدا اسنکر قریب گئے اور سارا ماجرا مطیع ساحران ہوجانیکا انسے بیان کیا انھوں نے کہا ہم ساحر و نیز لاکھ لاکھ لعنت کرتے ہیں ہمکو چھوڑ دو عیاروں نے خوش ہوکر رہا کردیا اور پانی اسم اعظم دم کیا ہوا اپنے پاس رکھتے تھے وہ انپر چھڑکا اور پلا بھی دیا پھر زندان سے نکالکر سامنے امیر کے لائے وہ بھی خوش ہوئے اور انکو خلعت دیے یہ بھی فکر میں عیاری کرنیکی چلے اور وہاں بعد سحر اتر دلانے کے ماہ نقلی اپنی بارگاہ میں حیلہ دردسر کرکے آئی جب یہ چلی آئی تو بختیارک نے کہا اے بلا مجکو یہ ماہ جادو نہیں معلوم ہوتی ہے اسوقت محافظ کیجیے سب سے بچے رہنا اب تم اسکو بلوا کر نگاہ سحر اسپر ڈالو بلا نے کہا ملک جی تمکو وہم بھی ہے اسنے کہا خیر میں وہمی ہی سہی لیکن تم اسکو میری خاطر سے ایکبار دیکھو اور بلا کو چونکہ شک وہ عیار ہی تھے جبھی تو اسنے سحر عیاروں کا انسے اتروایا بلا نے کہا دیکھو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے یہ کہکر چوبدار سے حکم دیا کہ جا ملکہ ماہ سے کہنا کہ کپڑے

ایک بات آکرسن جاؤ یہیں کہنا بھول گیا تھا ضرور آؤ کہ بڑی مطلب کی بات ہے چوبدار نے جاکر پیام ادا کیا ماہ نقلی نے کہا جاؤ عرض کرنا کہ حاضر
ہوتی ہیں چوبدار تو ادھر گیا یہاں اسنے دلسے تجویز کیا کہ تو ابھی تو ہوا آیا تھا یہ مکرر جو بلوایا ہے ضرور اسمین فتور ہے یہ سوچکر ایک کنیز کو پاس اپنے بلایا
اور سب کو ہٹا کر اس کنیز کو حباب مارکر بیہوش کیا اور بہت جلد ماہ جادو کی ایسی صورت اسکی بنائی اور اپنی صورت پر ایک چہرہ جوگیونکا ایسا
بنا لگا کر چڑھایا کپڑے اتار ڈالے لنگوٹا باندھکر اس کنیز کو ہوشیار کیا اسکی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک جوگی لنگوٹا مارے کنڈل کانون میں چڑھے
آنکھون مین لال لال ڈورے ڈاڑھی بڑھائے کھونو دگائے بیٹھا ہے اسنے اسکو سلام کیا اسنے آئینہ نکالکر اسکے ہاتھ میں دیا اور کہا اپنی صورت
دیکھو تمکو بحکم سامری مین نے آکر ماہ جادو بنایا اور ماہ پر غضب سامری کا آیا وہ غائب ہیں اب آئینگی تمھیں مالک ہو مین کنیز یہ سنکر خوش ہوئی جوگی
تو اٹھکر چلا گیا اور کنیز بیٹھی اور لوگون نے جو باہر خیمہ کے تھے جوگی کو جاتے دیکھا لیکن کچھ ٹوکنا بغیر حکم مالک مناسب سمجھے غرضکہ یہ تو نکلگیا
اور وہان چوبدار نے جاکر عرض کیا کہ آیا چاہتی ہیں جب بہت عرصہ ہوا اور ماہ نہ گئی بختیارک نے کہا ہم نہ کہتے تھے کہ وہ اور کوئی
صاحب ہیں اب بھلا وہ کب ہاتھ آتے ہیں اپنا کام کر گئے سحر اتروا دیا اسے بلا عیارون نے تو ناک میں دم کر دیا ہے افراسیاب جب پیشان
ہوگیا ہے تو تمھاری کیا اصل ہے اب بڑا غضب ہے کہ چالاک کو بھی چھڑا گیا اب وہ بھی عیاری کو آئیگا وہ بلا کا عیار ہے اپنے مسحور ہونیکا بدلہ لیگا بلا
نے کہا چالاک آئیگا تو پہلے مارڈالونگا کیا کریگا لیکن ماہ کے نہ آنے سے میرا بھی دل کھٹکتا ہے اچھا دیکھو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے یہ کہکر جھولی سے اوراق
کتاب سحر سامری نکالے کیونکہ یہ ساحر بڑا زبردست ہے بدینوجہ اسکے پاس بھی وہ اوراق ہیں پس ان ورقون مین اسنے دیکھا لیکن بقدرت خدا اور تو کچھ نہ دیکھا
صرف یہ عبور کیا کہ ماہ کہاں ہے اور یہ جو میرے پاس آئی تھی یہ ماہ اصلی تھی یا عیار تھا اس ورق مین نکلا کہ جو تیرے پاس آئی تھی یہ پیارہ عیار
تھا اور ماہ اصلی فلان غار مین بیہوش پڑی ہے اور برہنہ ہے صرف ایک لنگوٹی بندھی ہے یہ دیکھکر اسنے اوراق تو رکھ لیے اور بختیارک سے
کہا واقعی آپ سچ فرماتے ہیں یہ عیار بد بلا ہیں آفت زمانہ ہیں کہ ؎ بیت سکھائیں چرخ کو بھی مکر کی راہ ٭ کریں شیطان گمرہ کو بھی گمراہ ٭ بختیارک
نے کہا اب جسطرح ممکن ہو فریب فقرہ کرکے ماہ کو کہ اصل مین عیار ہے یہان بلوا لیجیے اور ایک گولہ سحر کا ماریے تاکہ کام اسکا تمام ہو جائے جب اس کام
سے فارغ ہو لیجیے تو جلکر ماہ اصلی کو غار سے نکال لیے اور اگر پہلے اسکو نکالیےگا تو عیار مذکور بھاگ جائیگا اسکو یہ رائے پسند آئی اور چوبدار بھیجر وانہ
کیا کہ جاکر ماہ سے کہے کہ تم اگر کسی کام مین ہو تو مین خود آتا ہون یا ایک لمحہ کیلیے تم ہو جاؤ ٹھہرنا نہیں چلی جانا چوبدار حسب الحکم روانہ ہوا ادھر
پیام جاکر ماہ کو دیا اسکو جانا نہیں کیا عذر تھا کیونکہ اصل مین یہ کنیز ہے پس ہمراہ چوبدار اٹھکر روانہ ہوئی ادھرسے تو یہ چلی ادھر چالاک
ابوالفتح جو عیاری کیلیے روانہ ہوے تھے صورت اپنی فراش خدمتگار کی ایسی بنا کر داخل بارگاہ ہوے اس اثنا مین ماہ یعنی کنیز پہونچی
پس اسکے سامنے پہونچتے ہی بلا نے اس خیال سے کہ یہ عیار ہے بھاگ نجائے ایک گولا فولادی سحر کا مارا کہ ماہ نقلی کے سینے پر پڑا اور وہ بھی غافل تھی اسوجہ سے سحر نہ
پڑھ سکی گولا سینہ توڑکر پشت کے پار نکلگیا اور علامت مرگ ساحرہ پیدا ہوئی بختیارک گھبراکر کھڑا ہو گیا اور پکارا کہ ارے بلا تمنے قتل کرنے
مین جلدی کی عیار اتنا جلد مرنا نہیں جانتے دیکھو وہ نہ ہلاک ہوے یہ کوئی اور تھا ادھر تو یہ شیطان مسخر کرتا تھا ادھر کنیز کے بسر سحر غل پکار ہ
تھے آواز آئی تھی کہ افسوس ہے مارا نرگس جادو کو یہ ندا سنکر بلا کے ہوش اڑگئے کہ یہ تو کنیز خاص ملکہ ماہ کی قتل ہوئی عیار نہ مارا گیا
بختیارک کہہ رہا تھا کہ وہ ایسے ہی ہیں کہ انکی الابلا لیکر ایسی لونڈیاں بہت مرجاتی ہیں وہ بھلا مرتا کیا جانین ایسا سبق تو دو پڑھے
نہیں یہ کتاب تو انکی نگاہ سے نہیں گذری کہ زندگی پر حرف انکے آئے کہاں مرنا کہاں وہ منزلونکا مرگ سے اور ان سے فاصلہ
رہتا ہے جدا ایسے ہی وہ مرجایا کریں تو ساحرونکو کون ملالے ٭ قطعہ

کبھی موت اپنی آتے ہی نہ دیکھی	ہزاروں ساحروں کی جان لے گی
وہ ہیں جینے کی نسبت میں مسیحا	بلا کو ہیں وہ بہر قتل اعدا

بلا اسکے کہنے سے ایسا گھبرایا کہ چاہا کہ غائب ہو جاؤں اور سوچتا تھا کہ یہ کیا طلسمات
ہی گمان یہ تھا کہ عیار نے ماہ کو غار میں ڈالدیا ہی اور آپ اسکی صورت بنکر بیٹھا ہی یہاں عیار کے عوض کنیز نکلی کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ
کیا ماجرا ہی کیا کنیز عیار و نسے ملگئی تھی پھر یہ نہیں معلوم کہ اسنے صورت کیونکر بدلی اور اسے کیا پڑی تھی جو عیار دنیر سے سحر اتروالی
بلا اسی سوچ میں تھا کہ چالاک جو خدمتگار بنا بیٹھا تھا اسنے ایک ڈھول ہاتھ پھونک کر اسکے سر پر لگائی اور کہا لے سوچتا کیا ہی بس حرامزادہ
ولد الحرام شیطان ابن شیطان بختیارک نے ایمان سے تیری کنیز کو اسوقت قتل کرایا یہ تقریر سنکر اور دھپ کھا کر بلا چاہتا تھا کہ سنبھلے
چالاک سراچہ فرار کر نکلگیا اور بختیارک پکارا کہ ہت تیرے کی بہت ساحری بگھارتا تھا مبارک باشد یہ پہلی دھپ ہی اس دھپ کے
پڑنے سے گویا نجات ہو گئی مرشد زادیکا ہاتھ سر تک پہونچا سرفراز ہوے سرپر ہوکہ سر منظور نظر ہو چکا ایکدن نذر کرتا ہو گا بلا بہت
گھبرایا اور لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند یہ کیا معرکہ ہی اس خرس صحرا لے بیجزدی نے کہا کہ میں اپنی نیرنگی کلک قدرت کا تماشہ دیکھتا ہوں اے بندہ
محبس تیری سمجھ میں نہ آئیگا اور تیرا اعتقاد فاسد ہو گیا ہی جلد بارادت تمام سجدہ کر اسنے سجدہ کیا اسوقت اسنے کہا کہ تونے عیاروں کی نسبت غرور
بہت کیا انکو تو آیندہ میرا نہ سمجھا تھا انکی حقیقت نہ سمجھنے سے انہیں کو تجھپر غالب کر دیا کسلیے کہ وہ بھی میرے پیارے بندے ہیں جب تو میں
انکو غارت نہیں کرتا ہوں اور انکے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہوں اب خبردار انکو حقیر نہ سمجھنا یہ تقریر سنکر اسنے توبہ کی اور بختیارک نے کہا
اے بلا اب چلو ماہ کو تو غار سے نکال لائیں اسنے کہا اچھا چلو یہ کہکر روانہ ہوا بختیارک آگے آگے یہ پیچھے پیچھے چلا یہ تو اس فکر میں دونوں چلے مگر طرفہ
تماشہ یہ ہوا کہ سیارہ جو ماہ کنیز کو بناکر آپ جوگی بنکر نکلا تو سیدھا اسی غار پر آیا کہ جہاں ماہ کو بندکر آیا تھا اور اسکو اس خیال سے کہ حال
کنیز کا ظاہر ضرور ہو گا اور تلاش ماہ کی ضرور ہو گی جب پتہ نہ لیگا تو بلا اپنے سحر سے دریافت کریگا کہ ماہ غار میں ہی پس وہ یہاں اسکو نکالنے
آئیگا چنانچہ تم کچھ دیر ٹھہرے رہو تا کہ وہ سحر سے حال ماہ دریافت کرے پھر اس غار میں ماہ بنکر تم پڑ رہو اور عیاری کر دیہ تجویز کر کے کچھ دیر
ٹھہر کر غار سے ماہ کو نکالکر ایک درخت پر چڑھکر کسی شاخ سے تونکی آڑ میں باندھدیا اور اسکی صورت بنکر اسی طرح سے برہنہ لنگوٹی باندھکر
غار میں جاکر اپنے تئیں خلل بیہوشونکے بناکر پڑا ادہاں حال ماہ پہلے ہی بلا دریافت کر چکا تھا اسکے ٹھہرنیکی بھی کچھ ضرورت نہ تھی اب جو یہ
غار میں ٹھہرا وہ تو چل ہی چکا تھا کچھ عرصہ اسکو ٹھہرے ہوے نہ گزرا تھا کہ وہ آپہونچا اور ماہ سمجھکر اسکو غار سے نکالا دیکھا کہ برہنہ بدن
ہی بیہوشی سے خستہ تن ہی اسنے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب ماہ نقلی کی آنکھ کھلی پوچھا کہ کیا ماجرا ہی اسنے سب حال بیان کیا اور اسکو
لیکر چلا اور راز سبکہ وہ برہنہ تھی اسوجہ سے بارگاہ خداوندی میں نہ گئی اپنے خیمہ میں آئی بختیارک نے کہا میں چلکر خداوند سے خوشخبری سناتا
ہوں اے ماہ کپڑے بدلکر تم بھی آؤ اسنے کہا اچھا بس شیطان تو چلا گیا اور بلا بیٹھا رہا ماہ نقلی نے پوشاک منگا کر پہنی اور موقع جو پایا چاہا
کہ بلا کو مار ڈالوں لیکن براہ مکر منہ بنا کر گویا ہوا کہ کہا بلا کے عیار ہیں غضب دیکھو کہ میرا کیا حال انھوں نے کیا اب مجھے یہ کھٹکا پیدا ہوا کہ کہیں
تمکو اے بلا وہ آکر بیہوشی نہ پلادیں اور ہلاک کریں اسنے کہا یوں تو میرے لیے جو ہو تھوڑا ہی میں غرور نہیں کرتا ہوں کہ خداوند کے خلاف ہی مگر اتنا
جانتا ہوں کہ عیار مجھکو بیہوشی اگر پلاے تو سحر کے بیر مجھے پینے نہ دینگے خود کسی طرح سے میں بیہوش نہوں اور اگر کوئی مجھکو ضرب لگانے تو نچہ سحر کے ہاتھ
اسکا پکڑ لیں سیارہ نے جو یہ باتیں سنیں دل سے کہا خوب ہوا جو میں نے اسکو بیہوشی سوقت نہ دی نہیں تو حال میرا ظاہر ہو جاتا اب اور کوئی
تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچکر دوسرا مکر پھیلایا یعنی چہرہ غصہ ناک بناکر کہا اے بلا مجھکو تو اسوقت غصہ ہی کہ جی چاہتا ہی سب مسلمانونکو جاکر

بعوض اپنی ذلت کے ابھی قتل کرون یا اپنی جان دون اوران عیارونکے ٹکڑے اڑاؤن اسنے کہا اے ماہ صبر کرو خداوند کی تقدیر پر سب کام محول ہین ابھی مرضی خداوند کی نہین ہی کہ مسلمان قتل ہون اسنے کہا اگر سبکو قتل کرنا ممکن نہین تو وہ مسلمان جو قید ہوچکے ہین انکو تو میرے حوالے کرو تاکہ انکو ہلاک کرکے اپنا دل غمگین شاد کرون ورنہ فرط رنج سے مین اپنی جان دونگی یہ کہکر ایسا روئی اور فیل لائی کہ بلا بیچین ہوگیا اور کہا اے ملکہ تم روتی کیون ہو مین قید منگائے دیتا ہون یہ کہکر سحر پڑھکر دستک دی کہ فلک کیطرف سے اسیطرح سے گھوڑے پر سوار غلمشاہ وغیرہ جملہ سرداران مقید اتر آئے سحر سے بیحس و حرکت تھے اسنے کہا اونکے سر کاٹو ماہ نقلی نے کہا کہ اپنا سحر انپر سے دفع کرو کہ مین انکو پہاڑ پر لیجا کر بلندی پر سے نیچے گرا دون کہ چور چور ہوجائین یہان انکی حمایت کو ایسا نہو کہ حمزہ آجائے اسنے اسکی خاطر سے سحر بھی دفع کیا کیونکہ غارہ سے اسکو نکال لایا تھا کوئی دغدغہ تو اسکی نسبت تھا نہین بس قید اسکے حوالہ کی یہ پاس ان قیدیونکے گیا اور بظاہر سحر پڑھکر انپر پھونکا اور پھونکتے وقت جب منہ قریب لایا چپکے سے کہا مین سیارہ ہون تم سبکو چھڑانے آیا ہون کچھ بولنا نہین ورنہ پھر گرفتار سحر ہوجاؤگے قیدی سحر اترنیسے آمادہ بجنگ و جدال ہوے تھے اسکے کہنے سے خاموش ہو رہے اور یہ ان سبکو لیکر خیمے سے نکلا جب بیچ لشکر مین پہونچا اُدھر سے بختیارک جو پہلے گیا تھا آتا تھا اسنے دیکھا کہ ماہ سب قیدیونکو لیے جاتی ہے یہ دیکھکر پکارا کہ اے ماہ انہین کہان لیے جاتی ہو اسنے ایک رقعہ نکالکر جھولی سے اسکو دیا کہ ملکجی یہ رقعہ ہمارا خداوند کے پاس لیجاؤ اور جواب لیکر جلد تر آؤ یہ جو سامنے پہاڑ ہے مین وہان ان سبکو لیجاکر تمہارا انتظار کرونگی تم آؤگے تو انکو قتل کرونگی راہ مین اس رقعہ کو نہ کھولنا ورنہ دغا پاؤگے بختیارک کو اسپر کچھ ظن نہ تو عیار کا ہوا مگر سمجھا کہ یہ جو عیار رہتا تو سردارونکو چھوڑ کر اسطرح جیتا نہ چلا جاتا سحر اترنے سے اٹھنے لگتا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک سحر ماہ مین گرفتار ہین پھر سوچا کہ ماہ یہ عیار ہو اور اسنے کہہ دیا ہو کہ چپکے رہنا شاید اسوجہ سے سب خاموش ہون پس انکو روکنا چاہیے پھر خیال مین آیا کہ تو اکیلا ہے ایسا نہو سردار تجھکو مار ڈالین یہ سمجھکر رقعہ لیکر پھرا اُدھر تمام سردارونکو سیارہ اپنے لشکر مین لایا اور چالاک وغیرہ بھی امیر کے آئے سردار آکر آداب بجا لائے ہر ایک سے ملے امیر نے خلعت فاخرہ سبکو دیے سیارہ کو خلعت و انعام سے نہال کیا پھر حکم آغاز ہونے و جلسہ مسرت کا دیا ناچ ہونیلگا یہان تو یہ خوشی ہے لیکن سیارہ پھر چلا کہ ماہ جو درخت پر بندھی ہے اسکو اتار کر پھر غار مین ڈالدون تاکہ میرے دھوکے سے شاید ساحر آکر مار ڈالین غرضکہ وہانسے صحرا مین آکر ماہ اصلی کو درخت سے اتار کر اور اسی غار مین کہ جسمین پہلے اسکو رکھا تھا لایا مگر اتنے عرصہ مین بختیارک نے رقعہ خود پڑھا اور ہنستا ہوا خیمہ ماہ مین گیا وہین بلا بیٹھا ہوا انتظار کر رہا تھا کہ سردارونکو قتل کرکے ماہ آتی ہوگی کہ یہ پہونچا اور کہا آؤ یہان اکیلے بیٹھے کیا کرتے ہو آخر سردارونکو ہاتھ سے کھو بیٹھے اسنے کہا کیون کچھ تو کہو اسنے کہا کیا خاک کہین چلو خداوند کے پاس سب کھلجائیگا بلا گھبرایا ہوا ساتھ اسکے لقا کے آیا بختیارک نے رقعہ پیش کیا کہ خداوندا اسے ملاحظہ فرمائین مرشدزادے دیکھئے ہین اس مردود نے کہا تو ہی پڑھکر سنا اسنے باآواز بلند پڑھا مضمون یہ تھا کہ اے میمون بادیہ بجت اے خنزیر بیدا اے خواری و ذلت ان سحر کرنیوالونکو اپنے یہانسے نکالدے اپنے سر سے ہمارے گزند پہنچانیکی بلا ٹالدے نہین تو وہ روز بد میرے ہاتھ سے دیکھیگا کہ کبھی کاہیکو کسی دشمن نے دیکھا ہوگا نمک سیارہ بن عمرو سب سردار مین چھوڑا لیگیا یہ مضمون سنکر لقا نے کہا واقعی ان عیارونکو مین نے ایسی ہی قدرت دی ہے جیسا کہ وہ تحریر کرتے ہین یہی ہونیوالا ہے بلا یہ تقریر سنکر گھبرایا اور کہا یا خداوند یہ آپ کیا فرماتے ہین لقا نے کہا اے بد دولت سچ فرماتے ہین غرور تیرا تجھکو خراب کریگا اسنے کہا مین کہ کو اب دل مین جگہ نہ دونگا اس مردود نے جواب دیا تو ہم تجھکو سب پر غالب کرینگے بلا کو اس کلمے سے فی الجملہ تسکین ہوئی لیکن ایسا خوفناک تھا کہ سحر پڑھکر اپنی جن

صبا کو طلب کیا وہ بروے ہوا رہتی ہے اسکے سحر نے سے بارگاہ مین اتر آئی دیکھا کہ بھائی بیراگھبرایا ہوا ہے پس اسکو پریشان دیکھکر قریب آکر بیٹھی اور کہا جانی بھیا خیر تو ہے تم اداس کیون ہو اسنے سارا ماجرا عیارونکا اس سے بیان کیا اسنے حال سنکر بہت کچھ تسلی دی اور کہا تم گھبراؤ نہین مین مقابلہ کرکے کام ان عیارونکا تمام کرونگی و جملہ اہل اسلام کا خاتمہ کرکے خداوندی کی خدائی کا رخنہ مٹا دونگی اچھا لے جانی بھیا اب تم دیکھو کہ ماہ کو عیار نے کہان رکھا ہے اسنے اسکے کہنے سے پھر اوراق نکالکر دیکھا معلوم ہوا کہ پہلے درخت پر باندھا تھا مگر اب ہاتھ سے اتار کر غار مین لیگیا ہے یہ دیکھکر صبا سے کہا اسنے کہا ایسے مین چلو اس عیار کو بھی پکڑ لین اور ماہ کو بھی رہا کرین اسنے کہا چلو پس بزور سحر دونون اڑکر چلے مگر سیارہ غار مین ماہ کو رکھکر اور وہین غار پر کمند لگا کر حلقہ ہائے کمند خس پوش کرکے غار سے نکلا تھا کہ یہ آکر پہونچے سیارہ انکو دیکھکر بھاگا اور درہ کوہ مین چلا گیا انھون نے جاتے دیکھکر فرط خوف سے سحر بھی نکیا اور غار مین آکر جھانکا دیکھا کہ ماہ بیہوش پڑی ہے یہ دیکھکر بلا جیسے ہی غار مین اترا کمند مین پھنسکر گولا لاٹھی ہوکر گرا اور سمجھا کہ مجھکو عیار نے پکڑا اسی ایسا بدحواس ہوا کہ چیخنے لگا اے بیوی بہن دوڑ و مجھکو مارے ڈالتا ہے صبا بھی اسکے چیخنے سے گھبرا گئی لیکن ادھر ادھر دیکھکر کچھ اسنے سحر پڑھا کہ کمند جل گئی اور بلا جو چھوٹا سیدھا نکلکر بھاگا صبا بھی مارے خوف کے غار مین نہ گئی مگر ایک پنجہ بھیجا کہ وہ جاکر ماہ کو لے آیا یہ اسکو لیکر بلا کے پاس بارگاہ مین آئی اور کہا اوراق مین دیکھو کہ یہ اصلی ماہ ہے یا نہین اسنے پھر اوراق دیکھے معلوم ہوا کہ یہ اصلی ہے کچھ خوف نہ کرو جب یہ دیکھ لیا تو ماہ کو ہوشیار کیا لباس منگا کر پہنایا اور سارا ماجرا اس سے بیان کیا بختیارک نے سب کیفیت کمند مین پھنسنے کی سنکر کہا کہ اے بلا بڑی خیر ہوئی کہ تم بچ آئے غنیمت سمجھو بیشک وہ اس غار کے کسی کونے مین ہونگے یہی بلا ٹلگئی ایک ہاتھ خنجر کا نہ انھون نے رسید کیا صبا نے کہا کہ لک جی تم اور دھمکا کے مارے ڈالتے ہو وہ موا عیار کیا حقیقت رکھتا ہے کہ میرے سامنے سے بھاگ گیا اگر ٹھہر جاتا تو مارا ہی جاتا شیطان نے کہا ایک تو غرور کر نیکی سزا پا چکے ہین اب تم باتین ہو دیکھو وہ یہان کہین ہونگے سنینگے تو ناک کاٹ لینگے صبا نے یہ کلمہ سنکر جھلا کر کہا کہ اچھا اب میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ کہ مین سب مسلمانونکا خاتمہ کردون یہ کہکر مصروف میخواری ہوئی چنانچہ اس ہنگامہ مین وہ دن تو گذر ہی چکا تھا اور ماہ آسمانی بصورت نورانی غار تیرہ و ظلمت سے نکلا اور رخسارہ نور لیکر آفتاب غار مغرب مین گیا کہ ابیات

ہجوم شام نے گیسو کو کھولا
تصور مین نگاہون کو جو تولا
بہت تھا بخت عاشق سے بھی تاریک
بمشکل مقصد آ پہونچا وہ نزدیک

صدائے طبل جنگ بیدر رنگ لشکر ساحران مین بلند ہوئی عیاران با نام و ننگ خدمت شاہ قوی جنگ مین حاضر ہوکر دعائے درگاہ دولت بہزار عجز و منت بجا لائے اور عرض پیرا ہوئے کہ نظم

ملک بارگاہا فلک درگہا
شہنشاہ عالم ہین تیرے گدا
سنا ہے کہ پھر ساحر نابکار
کرینگے بوقت سحر کارزار

یہ خبر سنکر ادھر بھی طبل جنگ پر چوب پڑی دل ترک فلک مین ہل چل پڑی بہادرون نے ہتھیارونکی آراستگی شروع کی لشکر اسلام مین دربار سے سردار اٹھکر اپنے مقام پر آئے اسطرف بلا و صبا دونون غائب ہوگئے مگر بلا سے اجازت آراستگی لیکر وہ خیمہ مین آئی لیکن عیاران لشکر اسلام آچکی انکو پھر بہر قتل ساحران چلے سیارہ بھی درہ کوہ سے نکلکر ہر سمت پھرتا ہوا لشکر تھا مین آیا تھا طبل بجنے سے دربار برخاست کرچکا تھا بختیارک اپنے خچر پر سوار ہوکر اپنے خیمہ کو جاتا تھا اور خدمتگارونسے کہتا جاتا تھا کہ جو کوئی غیر شخص تمھارے پاس آئے اسکو پکڑ لینا سیارہ نے جو یہ سامان دیکھا تو ایک مشعل کسوت سے گودڑ نکالکر بنائی اور اسکو روشن کرکے خچر کے قریب آکر ملک جی کے منھ سے وہ مشعل لگانا چاہی خدمتگار دوڑے

کہ ہاں ہاں کیا کرتا ہی بختیارک نے یہ چلاکر کہا ایسے انکو نہ گرفتار کرو یہ ہمارے پرانے نوکر ہین اداجان کے وقت سے ملازم چلے آتے ہین
خدمتگار یہ سنکر پیچھے ہٹے اور برا بھلا کہنے لگے کہ کیا حرامزادہ شیطان ہی کہ آپ ہی تو کہتا تھا جو کوئی ملے گرفتار کرنا اب انکو اپنا بزرگ بتاتا ہی
ادھر سیارہ نے کہا ملک جی ہماری گرفتاری کیلیے ملازمونسے تاکید کرتے تھے اسنے ہاتھ باندھے کہ میری کیا مجال وہ شخص تو آپکا غلام
ملکہ غلام کا غلام ہی یہی باتین کرتے ہوے خیمے تک پہونچے ملک جی خیمے مین اتر گئے یہ بھی ساتھ گیا اسنے بہت تمام عرض کیا کہ آج میری جان
بچیگی یا نہ اسنے کہا کیونکر جان بچیگی کہ ہمکو ان ساحرون نے پریشان کر رکھا ہی ان ساحرونکو نکالدو تو جان بچے اسنے کہا مرشدزادے چاہین آپ
مار ڈالین یہ کام میرے اختیار مین نہین ہی یہ کہکر کشتیان زر وجواہر کی اور تحفہ جات پیش کیے اور منت بہت کی سیارہ سمجھا کہ ساحر کو نکلنے
مین یہ بے بس ہی پس نذر وجواہر لیکر وہانسے روانہ ہوا یہ تو ادھر سے چلا ادھر کلباد عراقی جو داخل لشکر عدو ہوا قریب بارگاہ ماہ آیا
اس بارگاہ کے قریب خیمہ استادہ ہین اور انمین آبدارخانہ توشکخانہ وغیرہ ماہ کا ہی اسنے دیکھا کہ ایک خیمہ مین آبدارخانہ کے داروغہ آرام کر رہے
ہین یہ دیکھتے ہی اسنے صورت اپنی مثل عورت کے بنائی اور اس خیمہ مین گیا دیکھا تو سب سوتے ہین یہ آہستہ آہستہ آبدارخانہ کے داروغہ
کے پلنگ پاس گیا اور اسکے منھ پر بیہوشی ملکے بیہوش کرکے اسکو توزیر پلنگ ڈالا آپ پلنگ پر بیٹھکر لباس اسکا اتار کر پہنا اور اسکی ایسی
صورت بنکر لیٹ رہا بعد کچھ دیر کے وہانسے اٹھکر اندر بارگاہ کے گیا دیکھا تو ماہ بیٹھی انتظام فوج کر رہی ہی یہ بھی ٹھہر رہا ماہ نے کچھ
عرصہ مین آبخاصہ طلب کیا یہ لپکا اور خیمہ مین آکر گلاس مین پانی برف کا جھلا بھر کر تھالی جوڑ مین لگا کر پانی مین بیہوشی ملا کر سامنے اسکے
لایا اسنے اسکو بنگاہ غضب دیکھا اسنے جانا کہ یہ مجھکو پہچان گئی بس ہاتھ اسکا جام آب سامنے کرتے وقت تھرا گیا اسنے جب تو نہ پہچانا تھا ہاتھ
تھرانیسے پہچانا کہ یہ کوئی عیار ہی پس سحر پڑھکر پھونکا کہ پاؤن اسکے زمین نے پکڑ لیے اور غلغلہ ہوا کہ عیار پکڑا گیا بختیارک کیطرف سے
سیارہ پھرا ہوا اسطرف آتا تھا اسنے بھی غوغا سنا اور خیال کیا کہ نہین معلوم کونسا ہمارا بھائی گرفتار ہوا ہی چلکر اسکو چھڑانا چاہیے یہ
سمجھکر علیحدہ جاکر صورت اپنی مثل بلا جادو کے بنائی اسطرح جھولا سحر کا گلے مین ڈالا جواہرات کے بت ہاتھون مین باندھے روغن وہ لگایا کہ
کان آنکھ ناک سے شعلہ آتش کے نکلتے معلوم ہوتے تھے رنگ چہرے کا بہت سیاہ بنایا کلاہ مروارید نگار سر پر رکھکر جوڑا باندھا اژدھے
سر پر رکھے اس صورت سے یہ بنکر قریب بارگاہ ماہ آکر اسطرح جست کی کہ بیچ صحن مین آکر گرا ماہ اور حاضرین دربار نے جو اسکو دیکھا سمجھے کہ
بلا جو غائب رہتا ہی اسوقت روبرو ہوا اسے اترا آیا ہی پس یہ سمجھکر مع ماہ سب نے اٹھکر تعظیم دی اور تسلیم کی یہ قریب ماہ کے جاکر بیٹھا اور کہا
اسوقت مجھکو سحر نے خبر دی کہ عیار تمہارے یہان آیا ہی پس مین اتر آیا کہ ایسا نہو تمکو کچھ ضرر پہونچے اسنے کہا حضور کی پرورش میرے حال
پر ہوئی آپ میرا خیال نہ رکھین تو اور کون رکھے آپکے اقبال سے مینے اس عیار کو پکڑ لیا دیکھیے وہ سامنے مقید کھڑا ہی یہ سنکر اسنے
جانب عیار نظر کو دیکھا اور اٹھکر بغضب تمام ایک طمانچہ اسکے مارا اور کہا او نابکار دیکھ تو مین کس حال خراب سے تجھکو مارتا ہون بظاہر تو طمانچہ
بہت بڑے زور سے پڑا مگر رخسار پر بہت ہلکا معلوم ہوا کلباد سمجھا کہ یہ بلا نہین کوئی میرا بھائی عیار ہی پس اسکو بہت اطمینان ہوا کہ اب
رہائی ہو جائیگی یہ تو اس فکر مین تھا کہ بلا نقلی نے ماہ سے کہا کہ عیار یہان آکر تمکو اس عیار کے چھڑانیکے لیے پریشان کرینگے اسلیے
مین اس عیار کو اپنے ہمراہ بالا ہوا لیے جاتا ہون اور قید رکھکر صبحکو قتل کرونگا اور سر لیتا آؤنگا ماہ نے یہ سنکر اپنا سحر اتارا
اور کہا اچھا لیجائیے اسنے اٹھکر ایک ہار پھولونکا دکھلانیکی راہ سے کلباد کو پہنایا اسلیے کہ ماہ سمجھے اسنے عیار کو مسحور کر لیا غرض
پھر اس تدبیر سے اسکا ہاتھ پکڑکر باہر بارگاہ کے لایا اور نعرہ کیا کہ ارے او قحبہ ماہ مجھکو لازم ہی کہ یہانسے جلدی جاؤن سیارہ اگر یہان

ٹھہر گئی تھی وہ سمجھی ماروں گا کہ تو بھی بلی دکر گئی ماہ یہ نعرہ سنکر پیچھے دوڑی دونون عیار مثل برق و باد کے نکل گئے اور ساحرہ اول مرتبہ زک پا چکی تھی آگے نہ بڑھی اور پھر کر اپنی حفاظت کیلیے ایک بیضہ سحر پڑھکر زمین پر مارا زمین سے دھوان نکلکر گرد بارگاہ ایک دیوار سیاہ کھنچ گئی اب کوئی بغیر اجازت ماہ بارگاہ مین جائے ممکن نہین یہ انتظام کرکے ماہ تو بارگاہ مین بیٹھی اور عیار بھی اندر بارگاہ کے نجاسکے مجبور ہوکر اپنے لشکر مین آئے لشکر مین تیاری ضرب و حرب تھی بہادر تن رہے تھے نوجوان بن رہے تھے اسلحہ کی بلند جھنکار تھی تلوار کی تیز دھار تھی گرز سر بلندی پر آمادہ مستعد جنگ ہر ایک سوار و پیادہ اسی ہنگامہ مین وہ رات بسر ہوئی علامت آمد سحر ہوئی جسم دہر پر سے بلاسہ تیرگی دور ہوئی سحر خندان اور مسرور ہوئی کہ بموجب

ابیات

کھلے غنچے ہنسے گلشن مین پھر گل — قمر نے پھر لباس شب اتارا
نکل آئی ضیائے مہر بالکل — ہوا روشن سحر کا پھر ستارا

دم سحر لشکران جنگجو آمد خسرو زرین لباس بارگاہ مشرق سے معلوم کرکے توسنہائے سبزہ رنگ پر سوار ہو کر وارد صحرائے جدال ہوئے سینہ فلک مرکب و نیر پرشاک کرتا بہرام چرخ کو بڑا خوف تھا مختصر یہ کہ بہادر آمادہ قتال ہوئے امیر با اقبال اسلحہ تن پر سجکر بہ ہزاران جاہ و جلال اشقر پر سوار ہو کر جلوخانہ شہنشاہ رستم خصال پر آئے سرداروں نے انتظام مقدم شاہ دیدے جانب رلڑ لئے ناگاہ گلہائے تشریف آوری گلبن شہریاری نے مقام منتظران معطر فرمایا جمال شاہی نے چشم مشتاقین نور بخشا دیدہ چراغ اخضر کو تجمل سواری نے نرگس آسا حیران بنایا ہر سردار بسان شاخ باردار بہر تسلیم جھکا چمنستان شاہی سے نسیم قبول نے اہتزاز پایا تخت کے گرد بہ رنگ بلبلان گلستان شجاعت جمع ہو کر گلگون صبا شتاب سب نے بڑھائے فتح و ظفر نے پرچم اقبال اڑائے ڈنکے بادل کی طرح گرجے ہتھیار برق کردار چمکنے لگے امیر کا اشقر چھلبل دکھاتا تو چلے آگے اسطرح چلا کہ برق و شعلہ کا بھی اسکی تڑپ پر رشک سے دل جلا یہ چال اسکا تھا کہ

نظم

بادپا اس رخش کو اسواسطے کہتے ہین ہم — اس فرس مین اک براقیت ہے اسمین خرمی
خاک کی جا باد تند ہے اسکے قالب مین بھری — تازیانے کے برابر ہے اسے تازنگاہ
اسکے آگے اسپ خسرو کی حقیقت کچھ نہین — اسکے راکب کے اشارہ پر ہی اسکی بگدھری

برابر برابر امیر کے جانشین انکا دارائے اعظم ہندوستان بصد عظم و شان فیل ہیمونہ مبارک پر سوار ان نولاکھ ہندی کا مجمع ہمراہ بڑا تزک اور سامان تھا ہاتھی ایسا صاحب شکوہ شان تھا کہ فیل فلک بھی قربان تھا ہر چند سر جھکا کر شباہت اپنی مثل اسکے بناتا تھا مگر نہ کھاتا تھا کہ

نظم

عالم ظلمات اسکے سایہ سے عالم مین ہو — کھیت کرتی چاندنی ڈر ہے نہو جائے پری
شمع دندان کی اگر اسکے نہو جلوہ گری — خوشنما بالا ہے سر ہی کہا ہی خم گجبانک کا
سایہ اس پیل کلان کے جثہ کا ہے پیشمش شب — آسمان پر ہے ہلال عید کی جلوہ گری

اسیطرح فرنا پھنکتی علم چمکتے نیچے انکے تڑپتے بیرونکی سیاہی چھائی کالی گھٹا آئی بیا دل بادل کیطرح میدان نبرد مین پہونچی اسطرف آمد لشکر حریف ہوئی لقا کا ہاتھی قلب لشکر مین آکر قائم ہوا ابلاد صبا و مہتاب اسیطرح تنگلے مین بیٹھے ہوئے آئے ماہ سپہ سالار اژدر مانیر سوار ہو کر مع گروہ ساحران نابکار ایک سمت آکر ٹھہری صفین آراستہ ہوئین بعد درستی جملہ امور جنگ ماہ بے نام و ننگ نے بلا سے کہا کہ آج میرا ارادہ مقابلہ کا ہے اسنے اجازت اسکو دی تجبہ اژدر آگر سامنے تخت لقا کے آئی اور راہ بحیلہ سے بھی اجازت چاہی اسنے بھی رخصت دی اسنے رخ جانب میدان کیا اور وسط میدان مین پہونچکر نعرہ مارا کہ فرقہ مسلمانان آج مین طبقہ الٹے دیتی ہون اور تمھارے لشکر مین آکر تمھین سبکو بحال خراب قتل کرتی ہون یہ کہکر اژدر بڑھا کر کنارے صف لشکر اسلام کے جاکر اژدہے کے سر پر ایک ترسول مارا کہ وہ ستر گز کا ہو گیا اور منھ اسنے مثل جہ لال کے کھولا شعلے آگ کے منھ سے نکلنے لگے در جہنم ظاہر تھا کہ کھل گیا اس اژدر نے دم سے تمام لشکر کے آدمی کھینچکر سو سو ایک ہی بار اسکے دہن مین سما گئے

غلغلۂ عظیم برپا ہوا صفوفین درہم و برہم ہوئی بہادر چار سمت سے مرکب بڑھا کر تیغین علم کرکے جانب ساحرہ چلے لیکن حرارت آتش دہن اژدر سے بھیجے پکنے لگے شور داویلا بلند ہوا امیر نے یہ ہنگامہ دیکھکر اسم اعظم الٰہی ورد زبان کیا اور اشتقر دیو زاد پڑھا یا اس ساحرہ نے آپکو دیکھکر پھر ایک ترسول اژدر پر مارا کہ وہ اژدر اس تحبہ کو لیکر زمین میں سما گیا امیر اسکو غائب دیکھکر رکے لیکن سمجھے کہ وہ ساحرہ زمین غرق ہوئی تھی شعلۂ آتش وہانسے نکلنے لگے اور لشکر کے آدمی سو سو دو دو سو غرق زمین ہونے لگے اس زندہ در گور ہونیسے لشکر مین پھر تلاطم برپا ہوا اور کئی ہزار آدمی پیوند زمین ہوے اسوقت امیر نے مرکب اڑا کر اپنے تئین اس مقام پر پہونچایا اور اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ یکایک وہ ساحرہ مع اژدر شعلہ فشان زمین سے نکلی اژدر کا قد اب سو گز کا تھا اور ساحرہ بھی آنکھین لال لال کیے منھ سے شعلہ چھوڑتی مہیب صورت بنائے بال زمین تک لٹکائے ظاہر ہوئی اور ترسول پکڑ کر امیر پر حملہ کیا آپنے حملہ اسکا رد کرکے نعرہ اللہ اکبر بلند فرمایا اور اسم اعظم دم کرکے تلوار پر عقرب سلیمانی کا ہاتھ اسکے سر نحس پر لگایا برکت اسمائے الٰہی سے تلوار ایسی پڑی کہ مع اژدر وہ ساحرہ کے چار ٹکڑے ہوے غلغلۂ قیامت خیز برپا ہوا آندھی نے دنیا اندھیری کردی آگ برسنے لگی سیرون نے غل مچایا کہ افسوس ہے مارا ماہ جادو کو اس ہنگامہ کو دیکھکر بلا و صبا وغیرہ نے ایک نعرہ آہ مارا اور فوج ساحران کو للکارا کہ ہان لینا اس سلمان کو ساحر حملہ آور ہوے بختیارک نے اس حملہ کو دیکھکر غور کیا کہ اس گرمی مین بلا وغیرہ قتل ہوجائینگے کیونکہ انکو غصہ بہت ہے اور حمزہ مالک باطل السحر ہے وہ ایک کو بھی زندہ نرکھیگا لہذا ابتک مغلوب کے گران سبکو بچانا چاہیے یہ سمجھکر افسران لشکر کو اسنے بھی حکم حملہ کرنیکا دیا تمام سنجانی و باختری و مشتری عصاری اور کوہی و سلیمانی گرگانی جمشیدی کیومرثی تیر و تلوار و گرز وغیرہ سے کام لینے لگے نیزہ دارون نے دشت قتال نیستان بنا دیا تیر افگنون نے مینھ برسا دیا امیر اور سرداران لشکر اسلام بھی سینہ سپر کرکے عدو کو روز بد دکھانے لگے میانے ہاتھ تلوارون کے بڑھ بڑھ کر لگانے لگے جو بہادر کہ زخم کو مرہم سمجھتے تھے جان بیٹا انکے نزدیک کھیل تھا تیغ کو انکی سر و گردن سے دشمن کے میل تھا جانبازی انکی بازی تھی دم شمشیر سے دمسازی تھی جیالے ہولے شمشیر زنی فراش تھی بچھی ہوئی لاش پر لاش تھی پیراہن ہستی قطع ہوکر انکا بچھونا تھا زندگی کا ہر ایک کو رونا تھا تار نفس کی نکٹی و بیابان کسی تھی خیمہ جسد ویران تھے اہل بزم پریشان تھے ڈھالین ابر کی طرح چھائی تھیں یا شامیانہ تنا تھا تار شعاع شمشیر کی چمک سے ایسا اجتماع تھا کہ کلابتون کی ڈوریان اس شمگیرہ کی تھیں رقص نسبل نے کیفیتین دکھائین کہ ابیات

برآمد بہ خورشید گرد سیاہ
ندیدہ کس از گرد خورشید ماہ
شد آن جادوے زشت و ناپاک تن

بنزد سران سر انجمن
سپہدار اسلام چون فیل مست
ہمی گشت شان و ہمیگر دلیست

غریوے برآورد برسان شیر
پے دشمن آورد چون گور زیر
بہ لشکر گہ دشمن اندر فتاد

چو اندر گیا آتش تیز و باد

ساحرون نے ہر چند ہر سمت سے طرح طرح کی آفت برپا کی یعنی آگ برسائی پہاڑ اٹھا کر ڈھیلے مار و عقرب برسائے اژدر سے ہوا سے بنا کر لڑائے مگر برکت اسم اعظم اہل اسلام ان بلاؤنسے محفوظ رہے اور قتل کرتے جانب نقاب چلے امیر جانتے ساحران بڑھے بختیارک نے یہ دیکھکر طبل بازگشت بجوا دیا امیر نا چار پھرے ادھر بھی طبل آسائش پر چوب پڑی فوجین پھر کر پڑاو پر آئین امیر نے لاشین اپنے لشکر کے مقتولون کی اٹھائین پھر بارگاہ مین تشریف لائے زخمیون کے ٹانکے دلوائے دربار برخاست ہوا ہر ایک سوار اپنے اپنے مقام پر جا کر مصروف عیش و نشاط ہوے بادشاہ بھی داخل شبستان ہوے یہان تو یہ کیفیت ہے لیکن اسطرف بلا نے لاشہ ماہ اٹھوایا بہت کچھ اسکے مرنیکا غم کیا پھر بارگاہ لقا مین آیا دہان مہتاب و صبا بھی موجود تھین وہ بھی غم ظاہر کرنے لگین بختیارک نے کہا غم نکرو کون فکر سکا نہ کرو

ایکدن اسیطرح تم سب آگاہ عدم مین جاکر سوگئے عالم ارواح مین رہ گئے ساحرون نے متفق اللفظ اسکے قولکی تائید کی مہتاب جادو نے بھی کہا کہ ملک جی آپ سچ فرماتے ہین بغیر اسم اعظم بھلائے حمزہ سے کوئی لڑ نہین سکتا اچھا آجکی رات مین ایک سحر تیار کرتی ہون اگر اس سحر سے بھی کچھ نہوا تو اسم اعظم کی تدبیر کرونگی یہ کہکر کچھ دیر بیٹھی رہی جب وقت آیا کہ اژدر شب پر ماہ آسمان بسان ساحران سوار ہوا اور مرگ ساحر روز سے عالم مین اندھیرا چھایا کہ نظم

ہے غم سے بھرا جو ساغر شام
تو پہنی شب نے پوشاک سیہ فام
ڈھلا دن کی طرح تارونکا جوبن
کیا شب نے چراغ ماہ روشن

مہتاب بارگاہ سے اٹھکر اڑی اور حوالی کوہ عقیق مین پہونچا ایک چشمہ کے کنارے اتری برہنہ ہوکر اس چشمہ مین پہلے نہائی پھر کنارے آکر برنجی تھالی مین ایک چوہک جلائی اپنے خونسے چھینٹے اس چوہک کی لو پر دینے لگی اور سحر پڑھتی تھی پہر رات تک اسیطرح افسون خوان رہی بعد نصف شب مین دشکین و رزور دیکر ناچنے لگی ناگاہ اس چوہک کی لو شق ہوکر شق ہوئی اور ایک شیطان خبیث نے اسمین سے منھ نکال کر پوچھا کہ کیا کہتی ہے اسنے کہا مجکو منظور ہے کہ مسلمانونکو آپسمین لڑا دون اور ایک کو دوسرے کے ہاتھ سے قتل کراؤن شیطان نے جوابدیا کہ یہ کچھ مشکل نہین جا ایسا ہی ہوگا اسنے کہا حمزہ افسر لشکر مسلمانان دسحر پڑھتا ہے اسکا کیا علاج آپنے سوچا ہے اسنے بیان کیا کہ جب حمزہ ان لڑنیوالونکے قریب دسحر کرنے آئیگا تو گرد پیدا ہوگی وہ لڑنیوالے اسمین غائب ہوجائینگے حمزہ پھر انکو نپائیگا اسنے کہا پھر وہ لوگ کہان جائینگے اسنے جوابدیا کہ ہم قید کرلائینگے ساحرہ ان باتونسے بہت خوش ہوئی اور اس شیطانکو اپنا خون جسم کا ٹکر پلایا اور رخصت کیا کہ وہ غائب ہوگیا اسنے بہت سے دانے ماش کے لو پر سے چوہک کے اتار لیے اور چوہک بجھاکر غائب ہوگئی بروے ہوا اپنے بھائی بلا پاس آکر سوئی جب ساحر روزگار نے آفتاب کی چوہک چشمہ فلک کے کنارے جلائی اور حوادث دہر نے شیطان بنکر غمخواران مال دنیا کیصورت دکھائی کربیت ہوئی پھر صبح تابان روشنی بار ہوئی نمائب نظر سے پھر شب تار وقت سحر لقا آکر بارگاہ مین تخت پر بیٹھا دربار جمع ہوا ساحر بھی روے ہوا سے بارگاہ مین اترنے جیسے سر زمین دنیا پر سے سایہ اترا یا فتنہ دہر مین پیدا ہوا اسطرح ظاہر ہوکر دنگل پر بیٹھے ناچ ہونیکا حکم دیا دن عیش و عشرت مین بسر کیا جب اندھیرا بھوت کیطرح سر عالم پر چڑھا اور عامل روز فتیلہ آفتاب بجھاکر کنارہ کرگیا اور شب کی پیرزادی نے ہندسہ جات انجم کا نقش خطوط کہکشان کھینچکر بھرا کہ بموجب نظم

اداس افسون کیون ہو صورت شام
پڑا ہر برج مین گردون پہ کہرام
زبان پر مہ کی تھا افسانہ اشک
ستارے بن رہے تھے دانہ اشک

مہتاب نے شام ہوتے ہی حکم نوبت طبل جنگ دیا نقارہ پر چوب پڑی یہ ہنگامہ مچا کہ بموجب لمولفہ

صداے طبل سے پانی ہوے دل
ندا آئی کہ اب ہستی ہے باطل
سہانے ہین بہت یہ دور کے ڈھول
لگے کہنے بہادر ہنس کے یہ بول

جب کوس حرب بجنے کی گونج حق نیوش شاہ اسلام مین پہونچی دھوم مچی یہ حال ہوا کہ بموجب لمولفہ

بجا فوج اسلام مین طبل جنگ
پڑا چرخ مین چرخ فیروزہ رنگ
یہ مین دین او دین او دین او
دہل زن دہل زد بہ تحسین او
شجاعت شعاران رستم خصال
ہوے مستعد بہر جنگ و جدال

تیاری جنگ دونون جانب آغاز ہوئی طائر خیال بہادران کو جانب صحراے جلادت طاقت پرواز ہوے ہوا سے حوصلہ شجاعان نے گلستان تہوری کو ہرا کردیا تیاگل کھلایا کہ گلشن ہستی مین نہال قامت کے قطع ہونیکا وقت قریب آیا وہ قتی عجیب بہار تھی کہ فوج آبیاری ناآہ کرنے پر تیار تھی نیزے حدیقہ ارجمندی کے سرو پاشمشاد تھے خانہ کمان آباد تھے تیغین سان پر چڑھنے سے شعلہ فشان تھین سنان سے گرمی

چنگاریان تھین لال پلٹن کے سپاہی سرخ وردی سے لالہ احمر ریاض شجاعت یا گل بوستان جلادت تھے فوجونکی نگرانی آنکھین چار سو لگی تھین تختہ نرگس اس گلزار بہادری مین پھولا تھا سر و باغ عبارد لکا بگولا اٹھا قمریان بلبلین زمزمہ پرواز تھین نقیب بولتے تھے مرغ ارمان پر کار پر تولتے تھے جو پرپٹ جمی تھی مہندی کی ٹٹی نظر آتی تھی قرنا ہر ایک شبو تھا گل عباس طرم کی صورت ہو بہو تھا مرکب سب نسیم و صبا شتاب تھے سپر کے پھول تھے یا تختہ سوسن کے قریب کھلے گل گلاب تھے نوجوان لبان جوانان گلشن تن رہے تھے افسر ہر ایک شمشاد قامت زیور اسلحہ پہنکر عروس بن رہے تھے جرنیل و فوجدار چمنستان جرأت کے مرد صنوبر تھے بہلدار نخل تیغ و خنجر تھے لال لال آنکھین سپاہیونکی گل کی رنگت دکھاتین قیامت زا کیفیتین نظر آئین صرصر حادثہ زا بوستان فسے وزان تھی یہ صورت نمایان تھی کہ لمولفہ

وہ سب گلستان شجاعت کے گل — برنگ عنادل یہ کرتے تھے غل — کہ ہان اے جوانان گلزار رزم
سمجھنا تم اس رزم کو جاے بزم — کہین سان پر تیغ تھی شعلہ بار — کہ ہو جیسے گلشن مین نخل چنار
کسی جا زمین پر تھے نیزے گڑے — شجاعت شعار انکے نیچے کھڑے — یہ ظاہر تھا جیسے نیستان مین شیر
پے صید بھیرے ہین ہوکر دلیر

رات بھر یہی ہواے تند گلستان لشکر مین چلتی رہی جب گل خورشید نسیم سحری نے کھلایا اور گلشن کواکب افلاک دستبرد خزان ہوا کہ بموجب **نظم**

صف مشرق سے اسپ مہر چمکا — ہوئی مسدود راہ کہکشان صاف
ہو اٹھے جس گھڑی میدان شب کا — ہوا اک بار روے آسمان صاف

رایت نصرت آیات فوج ظفر موج شہنشاہ آسمان ورایت بصد تمکنت و جلال بہر جنگ و جدال جانب میدان بڑھا امیر با اقبال نے مع سرداران رستم خصال کے مسجد سے آکر جلوہ جانہ پادشاہی مین قرار لیا شاہ قوی بال برآمد ہوکر جانب رزمگاہ چلے سردار تسلیم کرکے گرد تخت شاہی ہوے کہ بموجب **ابیات لمولفہ**

پڑی کوس شاہی پہ چوب ایکبار — چلے جانب رزمگہ بادشہ — زمین و زمان مین پڑا زلزلہ
سجے تن پہ تلوار و تیر و تبر — جہان مین ہوا شور حشر آشکار — بہادر بہ ہنر مند عالی گہر
بڑھے کروفر سے بڑی آن سے — ہوے داخل رزمگہ شان سے

میدان مین پہونچکر یہ صفین جمین اسطرف سے آمد لشکر لقاے بے بقا ہوئی ساحرونین سے بلا و صبا جنگلے مین بیٹھے ہوے مہتاب اژدر پر سوار ساحر ڈنکے بجاے ہمراہ لیے آئی لشکر نے صف باندھی قلب مین تخت ہاتھیونپر کھنچا ہوا لقا کا ٹھہرا نقیب للکارے کڑکیت پکارے کہ بموجب **ابیات لمولفہ**

کہان ہین وہ جنگ آور و دیہیمران — لڑائی مین جائین لڑاوین ذرا — کدھر ہین شجاعان نام آوران
کہ مٹ جائینگے نام رہ جائیگا

جب کل انتظام میدان ہوچکا مہتاب نے قریب تخت خداوند آکر رخصت سرحرب طلب کی لقا نے اجازت دی بختیارک نے کہا ماہ کیطرح سے ملکہ تم بھی جانب ملک عدم جانے مین عجلت نہ کرنا جو ہم کہین واہ ری رذالتی وہ قحبہ یہ کلام سنکر ہنسی اور کہا ملک جی آجکی لڑائی قابل دیکھنے کے ہے یہ کہکر اژدہا بڑھا کر کچھ دور آگے جاکر پکاری کہ اے **قاسم و علمشاہ** تم دونون مجھے لڑنیوالے ہو مگر کبھی آپسمین باپ بیٹے لڑے ہین اب مثل رستم و سہراب باہم لڑکر مرجاؤ نام اس معرکہ مین کرجاؤ یہ سنتے ہی **قاسم و علمشاہ** کہ صف دست چپ مین ایک ہی مقام پر کھڑے تھے آمادہ فساد ہوے **علمشاہ** نے **قاسم** کو للکارا کہ او بے ادب تو ہمیشہ مجکو گھورتا ہے اور ہر بات مین منھ چڑھاتا ہے **قاسم** نے بجواب اسکے تنبیہ دی کہ مین رتبہ پدری کا پاس کرتا تھا اسوجہ سے آپ کا کہا کرتا ہے

اٹھاتا تھا اب مین تلوار کے آگے کچھ باپ دادا کا لحاظ نہ کرونگا زیادہ بولوگے تو زبان تیغ سے جواب دونگا یہ سنکر علمشاہ
تیغہ کپتان فرنگی کھینچکر اسپر چلے قاسم نے بھی پلارک کو افراسیاب کی نیام سے لیا دونون صف لشکر سے باہر ہوے اور
لڑنے لگے چھنا چھن تا شمشیر زنی کا شروع ہوا سرداران اسلام ہان ہان کرکے چھڑانے بڑھے اور پکارے کہ اے دلاورو
کیا کرتے ہو قدم راہ مروت سے خلاف دھرتے ہو خبردار فساد باہم نہ کرو یہ کہتے ہین اور کچھ کر نہین سکتے اسوقت امیر مرکب
بڑھا کر اسم اعظم پڑھتے ہوے چلے اور کمند اندازونکو بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ کمندین مارکر انکو اسیر کرو ادھر سے کمند انداز
چلے ادھر سے امیر بڑھے لیکن کوئی قریب انکے پہونچا تھا کہ صحرا کیطرف آندھی آئی اور ایسی جلد کہ یہ آئی آئی قریب آکر
غبار نے ان دونون لڑنے والونکو چھپا لیا امیر نے اس آندھی پر اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ وہ خاک بباد فنا اڑگئی لیکن نگاہ جو کی
لاش قاسم و علمشاہ کی پڑی تھی صورت زیبا خاک مین ملی تھی آنکھین حسرت آلود کھلی تھین باپ کی تلوار نے بیٹے پر پڑی ہے بیٹے کی
تلوار نے باپ کی جان لی ہے یہ دیکھکر امیر نے چاہا کہ گریبان پھاڑین فرط غم سے سر پر خاک ڈالین مگر میدان جنگ مین کھڑے
تھے غیرت شجاعت دامن گیر دیدہ و دل سے اشک گریہ پاک کرنے لگے نالہ نے ضبط کرنیسے گلا گھونٹا آنسو بے ساختہ نکل پڑے
لشکر مین بھی کہرام بپا ہوا کوئی کہتا تھا کہ بیت سدا گھر کسنے اس عالم مین پایا + زمین سے آسمان نے ہر اٹھایا + کوئی کہتا
تھا بیت یہ تازہ دیکھئے ہین داغ دل کو + بنایا آہ لالہ باغ دل کو + اسیطرح یہ سب تو مصروف نالہ و شیون تھے کہ اس قحبہ
مہتاب نے پھر پکار کر کہا کہ اے لندھور دلے مالک بھلا دیکھون تو تم دونون کیونکر باہم مقابلہ کرتے ہو کسلیے کہ تم دونون جانثار
حمزہ ہو یقین ہے کہ خوب لڑتے ہوگے اتنا کہتے ہی لندھور نے مالک کیطرف دیکھکر نعرہ کیا کہ اے ماہچہ یگ بیابان شمار سوسمار
خوار عربی تو ہمیشہ بنگاہ کج مجکو دیکھتا ہی آج آ تو میرے مقابلہ مین مالک نے نہیب سنکر جوابدیا کہ اے ہندی بہت خورکم قدرے تو لڑ تا کیا
جانے یہ کہکر ماویان عربی کو صف سے نکالا ادھر سے فیل میمونہ کو لندھور نے ہولا امیر ہان ہان کرکے چلے از بسکہ لشکر کی صف
دور تک تھی جبتک جائین جائین اسوقت تک وہ دونون لڑنے لگے اسنے نیزہ مارا اسنے گرز مارا دونون نے ضربین رد کرکے جنگ مردانہ
آغاز کی اس عرصہ مین امیر قریب پہونچے اور ایک طرف سے بحکم بادشاہ کمند انداز آگئے لیکن ویسی ہی آندھی بہت جلد آئی اور دامن گرد نے
یسان دامن آغوش مادران پروردگان مہد شجاعت و تہوری کو چھپا لیا امیر نے قریب پہونچکر اسم اعظم پڑھا کہ وہ آندھی تو
مٹی لیکن ان دونونکی لاش نظر پڑی عیاذاً باللہ پھر تو طاقت ضبط باقی نرہی بے اختیار انا للہ وانا الیہ راجعون ارشاد کیا اور کہا
کہ بیت فلک بیگانا ابھی کیا کیا کہ تو داغ + جلیگا دل تو دیگا آج یو داغ + یہ تو اس عالم مین تھے کہ ساحرہ نے ہنسکر آواز
بلند کہا کہ اے قرامرز و جمہور تم دونون بڑے بہادر کہلاتے ہو کہ پسر خواندہ حمزہ ہو چاہیے کہ ہم لڑکر مر جاؤ اپنا نام کر جاؤ
یہ آواز سنتے ہی امیر چلے کہ مین پہلے ہی جاکر ان دونونکو روکون اور اسم اعظم پڑھون لیکن صف مین دست چپ و سرا دست
راست مین تھا اور تخت شاہی سے ملکر صفین آراستہ تھین امیر سے بہت دور لاشہ لندھور وغیرہ پر گریان تھے انکے دونونکے
پاس جلد پہونچ نہ سکے وہ صف سے نکلکر لڑنے لگے جمہور کا تیر زرین قرامرز پر پڑا دونون شیر بیشہ شجاعت مین حربے
رد کرکے باہم گتھ گئے امیر قریب پہونچے اسوقت غبار زمین پیدا ہوا اور ان دونون نور دیدگان مرد بکٹ لاوذری کو
مار گرایا امیر نے جو دیکھا تو لاشہ انکا نظر آیا بحر اشک قلزم چشم سے بہایا دست تاسف ملے اور فرمایا کہ بیت

نیا یہ تیر تمنے دلپہ مارا نہین ہے صبر کا اب مجکو یارا اب تو مصروف نوحہ و شیون تھے کہ مہتاب نے ابکی پکار اکر لسے مسترویل اصفہانی والے مہلیل جنگ عراقی تمھاری رزم بھی قابل دید تھی ہان لڑو تو آسیمین یہ سنکر مستر ویل و مہلیل صف لشکر سے نکلے اور ہمکلام کرکے باہم لڑنے لگے اور دل گردہین چھپکر مردہ ہوئے امیر روتے رہے ساحرہ نے اسیطرح دس پندرہ جوڑ لڑوا دیے یہانتک وہ دن تمام ہوا اور غبار تاریکی شام ظلام نے مبارز فلک کو یعنی نیر جہانتاب کو چھپایا روز روشن مثل شمع کشتہ ساحرہ شب نظر آیا **نظم**

اداسی شام پر چھائی ہوئی تھی ستارون پر بلا آئی ہوئی تھی
چراغ ماہ تھا وہ روشنی بار نظر آتے نہ تھے وان نجم سیار

مہتاب نے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا کہ اے لشکر مسلمانان اگر تمنے میرے خداوند کی اطاعت نہ کی تو صبح کو چراغ ہستی تمھارا گل کردونگی دشت لاشون سے بھر دونگی خبردار انکار نہ کرنا ورنہ سزا اپنی کنار مین دیکھو گے یہ کہکر پھری امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت فرما ہوے لشکر نے نکر کھولی آسودہ ہوا **لقا** اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا ناچ ہونے لگا صحبت نشاط برپا ہوئی لشکر اسلام مین ہر شخص فرط غم سے افسانہ حیرت و حسرت بر زبان تھا سر اسر غم کا سامان تھا **امیر** نے بارگاہ مین آکر خواجہ زادون کو بلایا اور حال کشتگان لشکر استفسار فرمایا خواجہ زادون نے قرعہ پھینک کر خوض و غور فرمایا نظرات ثوابت و سیارگان کو دیکھکر سر اٹھایا اور عرض کیا کہ اے شہریار سرفراز سب قید مین مبتلا ہین یہ سب پتلہا سحر ہین جو قتل کیے گئے ہین انکو پھنکوا دیجیے اور جو امتحان ہمارے قول کا کرنا ہو تو کسی پتلے پر اسم اعظم دم فرمائیے حال معلوم ہو جائیگا **امیر** نے ایسا ہی کیا پتلے ماش کے آٹے کے تھے غرض انکو پھنکوا دیا اور خواجہ زادونکو خلعت دیکر رخصت فرمایا عیار **سپاہ** وغیرہ فکر عیاری مین چلے دربار برخاست ہوا سردار خوابگاہ مین گئے بادشاہ داخل شبستان ہوے **چالاک** نے امیر سے عرض کیا کہ میرا جی گھبراتا ہے آج جا کر یا تو اپنی جان دیتا ہون یا **مہتاب** کو قتل کرتا ہون یہ کہکر بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوا **ابو الفتح** نے جو اسکو جاتے دیکھا آپ بھی ہمراہ ہوا اور دونون کنارے لشکر حریف پہونچکر صورت خدمتگار کی ایسی بنکر داخل لشکر ہوے یہان دیکھا تو بڑی گھماگھمی ہے دکانین کھلین سپاہ تمام مصروف خرمی ہے ہر سمت سامان عیش و نشاط ہے ساحروین انجمن انبساط ہے ناچ ہر مقام پر ہو رہا ہے ہر شخص فتح کی خوشی کر رہا ہے بستر پر سپاہ ہیدنکے یارونکا مجمع ہے شراب کا دور چلتا ہے یہ دونون عیار باہم مشورہ پذیر ہوے کہ ایک ہم مین سے بارگاہ **لقا** مین جالئے اور دوسرا باہر ٹھہرے اسلیے کہ اندر والے پر عذ الخواستہ کچھ آفت آئے تو یہ اسکی اعانت کرے غرضکہ یہ صلاح کرکے **چالاک** نے **ابو الفتح** کو باہر چھوڑا اور آپ اندر گیا یہان بھی سامان عشرت نظر آیا **مہتاب** مع اپنے بھائی وغیرہ کے دنگل پر جلوہ فرما تھی محفل انبساط برپا تھی **بختیارک** شیطنت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اے ملکہ **مہتاب** یہ روشنی تمھاری رات بھر کی ہے جب سے تمہیں تمھاری نظر آتی ہے مرشد زادے آتے ہونگے وہ سارا فروغ مٹا دینگے یہ چاندسی صورت خاک مین ملا دینگے **مہتاب** یہ باتین سنکر ہنس رہی ہے **چالاک** کلمہ کیفیت سنکر ایک جگہ ٹھہر کر دیکھنے لگا کہ شیطان نے پھر ساحرہ کو عیارونکا خوف دلایا اسنے زیر لب کچھ بڑبڑایا فوراً ایک پنجہ پیدا ہوا کہ ہاتھ مین خاصدان لیے تھا وہ خاصدان روبرو سے ساحرہ ملا یا لنے

ایک گولی اسمین سے لیکر کھائی اب اس بنچہ نے صورت ایک پتلے کی پیدا کی اور کان مین اسکے کچھ کہا چالاک سمجھا کہ تیرا ذکر یہ کرتا
ہی بھاگ جا پھر سمجھا کہ جو تیری جانب یہ کچھ اشارہ بھی کرے اسوقت بھاگنا چاہیے یہ سمجھ کر ٹھہرا تھا کہ ساحرہ سے پتلا کہہ چکا تھا کہ عیار
کھڑا ہی اسنے دانہ ماش کا پھینک کر آواز دی کہ اے زمین بگیر چالاک کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے اسنے گرفتار کرا کر سامنے بلایا اور کہا
سچ بتلا کہ تو کون ہی چالاک نے اپنا نام بتلایا اور کہا مین تماشا دیکھنے آیا تھا کوئی خطا تیری نہین کی تھی جو تو نے گرفتار کر لیا مین
ہمیشہ جمال خداوندی دیکھنے اس بارگاہ مین آیا کرتا ہون علاوہ اسکے ہملوگونکا ستانا اچھا نہین بختیارک یہ تقریر سنکر سمجھا کہ ایسا
نہو خوف زدہ ہوکر ساحرہ اسکو چھوڑ دے پس اسنے کہا مرشدزادے یہ بغیر قتل کیے عیار کو چھوڑتی نہین اور اتبوماہ جادو کا
انکو بدلہ لینا ہی ہمارا کچھ اسمین زور نہ چلیگا اور نہ ہم اس مقدمہ مین بولینگے یہ کہکر ساحرہ سے کہا کہ اے ملکہ مرغ سر بریدہ بانگ
نمید ہد آپ انکو وہ راہ بتلائیے کہ اب یہان یہ نہ آسکین ساحرہ اسکے کلام کو سمجھی کہ درپردہ اسکے قتل کو کہتا ہی بس عازم قتل عیار
ترکیب کے ہوئی اور لقا سے کہا کہ یا خداوند مین اس عیار کو اپنے خیمہ مین لیجا کر سر کاٹ کر اسکا آتی ہون اسجا اسکے معین اور عیار آجائینگے
اور فساد برپا کرینگے یہ کہکر اٹھی اور چالاک کو لیکر چلی مگر غلغلہ گرفتاری عیار مذکور جو بلند ہوا ابوالفتح جو باہر بارگاہ کے تھا
یہ خبر سنکر اندر آیا اور بختیارک کے پس پشت ٹھہرا جب ساحرہ چالاک کو لیکر چلی اسنے خنجر کی نوک پشت بختیارک مین چبھوئی کہ
اسنے گھبرا کر سر اونچا کیا اور اسکی جانب دیکھا اسنے کانمین جھک کر کہا کہ ملک جی آج تمھاری قضا آگئی دیکھو میرا خنجر کیسا براں ہی ملک جی
نے جلدی یہ تقریر سنکر عرض کیا کہ یا حضرت میری کیا خطا ہی اسنے کہا حرامزادے تو ہی تو اشتعال کر ساحرہ کو بہر قتل عیار دیتا ہی اے
بے ایمان خود اگر میرے بھائی کا ایک رویان بھی میلا ہوا تو تیرا حلوا بنا ڈونگا بہتر یہ ہی کہ اسکو قید سے چھڑا دے ملک جی نے جی کڑا کرکے
کہا آپ اس مقدمہ مین دخل نہ دیجیے قتل ہو جانے دیجیے پھر جیسا ہوگا دیکھ لیجیے گا ابوالفتح کو یہ سنکر ایسا غصہ آیا کہ بختیارک نے رنگا اور خنجر
کھینچکر پکارا کہ او قرمساق قضا ہی تیری آگئی پس جیسے ہی اسنے خنجر کھینچا ساحرون اور سب اہل دربار نے دیکھا چاہا کہ گرفتار کرین
مگر شیطان سمجھا کہ مین قتل ہو جاؤنگا اور بالفرض کہ بسبب سحر کے اسوقت اس عیار کا خنجر دفعتہ مجھپر نہ پڑیگا لیکن اور عیار مجھکو
زندہ نہ رکھین گے پس یہ سمجھکر ہر شخص سے مانع ہوا کہ خبردار آپسے کوئی نہ مزاحم ہو اور سبکو روک کر آپ عرض پیرا ہوا کہ حضور جو فرمائین مین
بجا لاؤن ابوالفتح نے بہ آواز کہنا مناسب نہ جانا آہستہ سے کانمین کہا کہ اے فسادی جلد اٹھکر ساحرہ کے پاس چل اور اس سے کہہ
کہ اس عیار کو قتل نہ کیجیے قید فرمائیے شیطان نے کہا بہت خوب چلیے یہ کہکر اٹھا چونکہ ساحرہ چالاک کو اس عرصہ مین اپنے خیمہ مین
لائی تھی اور قتل کیا چاہتی تھی کہ یہ شیطان جاکر پہونچا اور پکارا کہ اے ملکہ مہتاب چلو تمکو خداوند بلاتے ہین فرمایا ہی کہ اس عیار کو
قتل کرنا نامناسب ہے قید کرو ساحرہ نے کہا قید سے کیا حاصل ہی قتل ہی کرنا بہتر ہی بختیارک نے کہا اے مالزادی نہ تو سمجھے
نہ بوجھے باتین بناتی ہی او قحبہ آج قتل کر نہین میرا پیٹ پھٹے گا خداوند بھی جوتیان کھائینگے تیرا سر اڑیگا کیون شامت آئی ہی
جلد حکم قید کا دے اور جو مین کہتا ہون بجا لا ساحرہ اسکی باتونسے حیران ہوئی کہ آج شیطانکو کیا ہوا ہی جو مجھکو گالیان دیتا ہی
اور عیار کا جنبہ کرتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسمین کچھ اسرار ہی مناسب ہے کہ خداوند کے پاس چلکر دریافت کرون بس یہ خیال کرکے
ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی ساحر نظر آئے تو اس عیار کو اسکے پاس قید کرا کے خداوند پاس جاؤن پس اسکا ہر سمت دیکھنا تھا کہ
سیارہ جو پہلے عیاری کو آیا تھا بھائی کی قید کا غل سنکر بیتاب ہوا قریب خیمہ فکر رہائی برادر مین ٹھہرا ہوا تھا شیطانکے آنیسے اسکے ہمراہ

خیمہ مین چلا آیا تھا اسوقت ساحرہ نے جو ساحر کی تلاش کی بس اسکو قریب پایا چالاک کو اسکے سپرد کیا کہ تو اپنے سحر مین قید کر مین خدمت خداوند مین جاتی ہون یہ کہکر اپنا سحر اتار لیا اور ہمراہ شیطان چلی یہ دونون عیار بھی خیمے سے نکلکر بھاگے اور سیارہ نے نعرہ کیا اور پکارا کہ اے قحبہ منم سیارہ دیکھو یون چھڑا لیجاتے ہین ساحرہ نے یہ نعرہ سنکر چاہا کہ پھر انکو گرفتار کرون مگر بختیارک نے منع کیا کہ ان عیارونکو چھیڑنا اچھا نہین ابھی مجھپر یہ سانحہ گذر چکا ہی یہ کہکر سارا ماجرا بیان کیا ساحرہ کے عیارونکی چالاکی سے حواس مختل ہوے لیکن شیطان سے کہا کہ آپ لوگ اگر اسطرح خوفناک ہونگے تو پھر ہم مقابلہ کیا کرینگے آپنے بہت برا کیا کہ اس عیار کو رہا کر دیا جسنے آپکو دھمکایا تھا اس موے کو بھی قید کرانا تھا آپنے تو ملک جی فرط خوف سے جی ہار دیا ہی سو بود ون کے بودے آپ بنگئے ہین بختیارک یہ باتین سنکر ہنسا اور کہا اے ملکہ آپ زندہ جہان زندہ جان ہی تو جہان ہی جب میری جان پر بنے گی مین بھی یہی کرونگا اگر ایسی ہی تم مضبوط ہو تو اپنے خیمے مین بیٹھکر عیارونکو بلاؤ دیکھو تو کہ وہ آکر کیسی میخ مارتے ہین مہتاب کو یہ کلام سنکر غصہ آیا اور کہا اچھا مین ابھی جاکر جتنے عیار ہین سبکو گرفتار کرکے راہ فنا دکھاتی ہون اپنا سحر آزماتی ہون ان موؤن نے بہت ناک مین دم کر رکھا ہی اور بڑی دھاک اپنی باندھ رکھی ہی بختیارک تو چاہتا ہی کہ مین الگ ہون اور عیار قتل ہون بس اسنے اور زیادہ اسکو ورغلایا یعنے کہا کہ اے ملکہ کیون قضا آئی ہی موت پیچھے پڑتی ہی بھلا دیکھین تو کہ تم عیارون کو کیونکر قتل کرتی ہو مہتاب یہ کلمہ سنکر پھری اور اپنے خیمے کیطرف چلی بختیارک بارگاہ لقا کیطرف پھرا الموالقح جو خدا بنا ہوا ساتھ تھا اپنے لشکر کیطرف چلا اسلیے کہ اور عیارون سے مشورہ ساحرہ کا بیان کرون یہ تو ادھر سے چلا ادھر سیارہ جو عیاری کرکے مہتاب سے چالاک کو لیگیا تھا تو چالاک کو رنج ہوا تھا کہ یہ تجھ سے چھوٹا بھی ہی اور دست چی عیار ہی یہ جو تجھکو رہا کرلایا احسان اسکا تجھپر ہوا اب تو چلکر جسطرح ہو سکے اس ساحرہ کو ہلاک کر بس سیارہ سے جدا ہوکر چلا ادھر سیارہ بھی بارادہ عیاری روانہ ہوا اور ایک فراش کی ایسی صورت بنکر جبتک مہتاب خیمہ مین پھر کر آئے یہ داخل خیمہ ہوا اور لوٹ مار کر پلنگ جو خیمے مین بچھا تھا اسکے نیچے جاکر چھپ رہا اور چالاک جب قریب خیمہ پہنچا دیکھا کچھ کنیزین مہتاب کے در خیمہ پر کھڑی انتظار اپنی بی بی کے آنیکا کر رہی ہین یہ ساحر تو بنکر گیا ہی تھا ایک کنیز کا اسنے جاکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ادھر آؤ تمسے خداوند نے کچھ کہا ہی سن لو کنیز ہمراہ اسکے چلی یہ اسکو تنہائی مین لایا اور حباب مار کر بیہوش کیا بیہوش لیکر اسکی ایسی صورت اپنی بنائی یعنی دو دو انتیان کا ڈالین اور راج بہنکر اٹھی ساری باندھکر گاتی دوپٹہ کی باندھی جھولی سحر کی گلے مین ڈالی ماتھے پر سیندور کا قشقہ کھینچا سیندور مانگ مین بھرا یہ نقشہ بنایا کہ

نظم

چمکتا برق سان تھا رنگ رخ کا
غذا تھے نرگسی آنکھون پہ بادام
مقابل مہر تابان کے تھا چہرا
وہ دونون کان مین بالے جو ڈالے
نہایت خوبصورت بنکے گلفام
جڑاؤ سب جواہر کار وہ تھے
گلے مین خوشنما اک ہار ڈالا
اسی صورت سے سجکر سارا گہنا

پس اس صورت سے تیار ہوکر بہت جلد کنیزونمین آملا اس عرصہ مین مہتاب بھی شیطان سے شرط گرفتاری عیاران کرکے خیمہ مین آئی کنیزین بہر خدمت حاضر ہوئین چالاک بھی انہین ملا ہوا سامنے آیا ساحرہ نے غور کیا کہ ایسا نہو کوئی انمین عیار ملکر چلا آیا ہو پس امتحان کرکے چند کنیزونکو رکھ لینا چاہیے زیادہ مجمع رکھنا مناسب نہین ہی بس یہ سمجھکر سحر پڑھا کہ ایک نجیم

پیدا ہوا اور دم بھر مین وہ پنجہ ایک سے دو ہوے پھر دو سے چار ہوے تا اینکہ سو پنجے ہو گئے اور ایک ایک ہار پھولونکا وہ پنجے لیے تھے
بس ہار سب کنیز ونکے گلے مین پنجون نے ڈالدیے سب کنیز ونکو تو کچھ نہوا مگر ہار پڑتے ہی چالاک کے بدن مین چنگاریان اڑنے لگین اسنے
جلدی سے وہ ہار اتار ڈالا مہتاب زدیدہ نگاہ سے دیکھتی تھی سحر پڑھکر اسکو بیچین و حرکت کیا اور پکاری کہ او دزد گردن بار یا پہچانا
مینے تجھکو تو جانتا ہو کہ مین غافل ہون اب قضا ہی تیری آگئی چالاک ان باتونکا جواب کیا دے ناچار رضینا بالقضا خاموش ہو رہا
اور ساحرہ نے تمام کنیز ونکو حکم دیا کہ باہر نکلجاؤ یہان نہ ٹھہرو ایسا نہو کہ تم مین ملکر کوئی عیار اور نہ آجائے کنیزین حسب الحکم
باہر بارگاہ کے گئین اور اسنے چالاک پر سحر پڑھا کہ وہ زمین پر گرا یہ خنجر کھینچکر اسکے سینے پر سوار ہوئی اس ماجرے کو سیارہ
نے کہ پلنگ کے نیچے بیٹھا تھا دیکھا گھبرایا کہ بڑا غضب ہوا بھائی قتل ہوتا ہے پس لوٹ مار کر پشت ساحرہ کیطرف نکلا وہ جبتک
کھٹکا سنکر پھر کر دیکھے اسوقت تک سیارہ نے کمند ماری کہ حلقوں مین پھنسکر ساحرہ سینہ چالاک پر سے گری اور چاہتی تھی کہ
سحر پڑھکر کمند جلائے سیارہ نے مہلت نہ لینے دی بہ زبردستی تمام ایک خنجر مارا کہ سر اسکا کٹ کر دور گرا وہ عیارون کو
قتل کیا چاہتی تھی خود رہگراے ملک عدم ہوئی تیرگی اجل نے فروغ مہتاب سحر مٹایا بیرون نے ہنگامہ مچایا آندھی سیاہ
آئی دنیا تاریک ہوئی کنیزین اور سب ساحر دوڑے عیار دونون نعرہ کرکے بھاگے اندھیرا جو ہوا شیطان درگاہ
بختیارک بارگاہ مین کھڑے ہوکر ناچنے لگا کہ وہ مارا تاک دھنا دھنا خوب ہوا جو مین انکے منھ تہ چڑھا دیکھا آپ نے
یون مار ڈالتے ہین ممکن ہے کہ کوئی مرشد زادونکے منھ چڑھے اور جیتا رہے میان بلا صاحب دیکھا آپنے بلا و صبا کیفیت
دیکھکر ایسا گھبرائے کہ اڑکر غائب ہو گئے اور ادھر سردار جو آپسمین لڑکر مہتاب کے سحر مین گرفتار ہوے تھے تو انکی حالت یہ تھی کہ وہ
جو شیطان ساحرہ نے پوجا کرکے بلایا تھا وہی غبار بنکر آتا تھا اور پتلا سحر کا ہمیشہ سر ڈالکر سردار کو پکڑ لیجاتا تھا اور درہ کوہ
مین لیجاکر بیہوش و مدہوش کرکے رکھتا تھا چنانچہ مرگ ساحرہ سے وہ سحر رد ہوا اور سردار ہوشیار ہوکر وہ کوہ سے نکلے اور باہم
صلاح کی کہ ... کو قتل و قمع کرکے اپنے لشکر مین چلنا چاہیے چنانچہ ہتھیار تو سب باندھے ہی تھے کہ میدان جنگاہ سے
... جانب لشکر حریف آئے اول تو تیر اندازی کی جب لشکر مین غلغلہ برپا ہوا تیغین کھینچکر لٹنا بہاے خیام
... یہ سب گرے فوج کوہیان و باختری مین غل ہوا کہ مسلمان شبخون لے آئے پلٹنین اور رسالے جلد جلد
تیار ہوے لیکن جب پلٹن چلی رسالہ ادھر سے آتا تھا آپسمین لشکر اسلام سمجھکر لڑائی شروع ہوئی بدحواسی لشکریونکی سد رجہ
تھی کہ ترکش کو نیام سمجھکر تیغ کی تلاش کرتے تھے نیام مین تیر ڈھونڈھتے تھے سپر تلوار کے عوض کھاکر وار کرتے تھے تلوار کے بجائے
سپر آڑ کرتے تھے چہرونپہ سرخی نشہ شجاعت کے عوض زردی مردنی کی چھائی تھی اجل پیشوائی کو آئی تھی تیغ نے رگ حوصلہ کاٹ
دی تھی گرم بازاری اجل تھی نہایت درجہ چہلپہل تھی مہمانان کاشانہ شجاعت کیلیے دستر خوان دامن تیغ کا بچھا تھا لقمہ شمشیر
کا نوالہ تھا میزبان اجل خاطر داری مین مصروف تھا دل و جگر کی نہاری تلوار کی آنچ مین پکتی تھی تیغ و خنجر نے جان کھائی
تھی خون سود از دگان شجاعت کمین تھا حریف کو حریف حلوا سمجھتا تھا اٹھا کوئی تھا جان شیرین دینے مین کر وار ہر تہور آگین تھا کہ ابیات

سر سروران زیر گرز گران
بسے خوار گشتہ تن ارجمند

چو سندان بد نیک آہنگران
کفن جوشن و بستر از خون و خاک

بسے سر گرفتار دام کمند
بسے سینہ گشتہ ز شمشیر چاک

Checked 1987